الخصائص الکبریٰ

مصنف

علامہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

ترتیب و تدوین مولانا عبدالاحد قادری

جلد اوّل

ممتاز اکیڈمی
فضل الٰہی مارکیٹ چوک اردو بازار لاہور

نام کتاب: الخصائص الکبریٰ (جلد اول)

مصنف: حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

ترتیب وتدوین: مولانا محمد عبدالاحد قادری

پروف ریڈنگ: محمد فاروق صدیقی

صفحات: 424

ہدیہ:

باہتمام: شکیل ممتاز

ناشر: ممتاز اکیڈمی۔ فضل الٰہی مارکیٹ

چوک اردو بازار لاہور

فون نمبر 7223506-7230718

نوٹ

قارئین سے درخواست ہے کہ ہماری تمام تر کوشش و اچھی پروف ریڈنگ معیاری پرنٹنگ کے باوجود اس بات کا امکان ہے کہ کہیں کوئی لفظ غلطی یا کوئی اور خامی رہ گئی ہو تو ہمیں مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں اس غلطی یا خامی کو دور کیا جا سکے۔ شکریہ! (ادارہ)

حسن ترتیب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

✿ اول الانبیاء ہیں اور تمام انبیاء پر آپ کی نبوت پر مقدم ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے اس آیت کریمہ "وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَهُمْ" (ترجمہ: "یاد کرو محبوب! جب ہم نے نبیوں سے عہد لیا۔") تفسیر کے تحت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "میں پیدائش میں "اول النبیین" اور بعثت میں ان کے بعد ہوں مگر میرے منصب نبوت کو ان سے پہلے ظاہر فرمایا گیا۔

﴿ابن ابی حاتم فی التفسیر، ابونعیم دلائل النبوۃ﴾

حضرت سہل بن صالح ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوجعفر محمد بن علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ حضور نبی کریم ﷺ تمام انبیاء علیہم السلام سے کس طرح مقدم ہیں حالانکہ آپ ﷺ سب کے بعد مبعوث ہوئے؟ تو انہوں نے جواب دیا: اللہ تعالیٰ نے جب بنی آدم کو ان کی پشتوں سے نکال کر ان سے وعدہ لیا اور ایک کو دوسرے پر گواہ بنا کے فرمایا: "اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ" (ترجمہ: کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں۔) اس وقت نبی کریم ﷺ نے سب سے پہلے جواب میں فرمایا: "بلیٰ" (ہاں) ایک وجہ انبیاء علیہم السلام پر تقدیم کی یہ بھی ہے۔ یہ بات دوسری ہے کہ آپ ان سب کے بعد مبعوث ہوئے۔

﴿کتاب الامالی﴾

حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ! آپ کی نبوت کب سے ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: "میں اس وقت بھی نبی تھا جبکہ حضرت آدم علیہ السلام ابھی روح و جسم کے درمیان تھے۔"

﴿احمد، بخاری، حاکم، بیہقی﴾

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے ہاں ام الکتاب میں اس وقت بھی خاتم النبیین تھا جب حضرت آدم علیہ السلام اپنے خمیر میں تھے۔

﴿احمد، حاکم، بیہقی﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا کہ آپ ﷺ کیلئے نبوت کب سے لازم کی گئی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "اس وقت جبکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کی اور ان کے جسم میں روح پھونکی۔"

﴿حاکم، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت ابن عباس ... سے روایت ہے کہ کسی نے عرض کیا: "یارسول اللہ ﷺ! آپ کی نبوت کب سے ثابت ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "جب حضرت آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان میں تھے۔"
﴿بزار، طبرانی، ابونعیم﴾

حضرت عمر ... نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ کو نبوت کب عطا فرمائی گئی؟ تو آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا: ابھی آدم ... اپنے خمیر میں ہی تھے۔ یہ حدیث مرسل ہے۔
﴿ابونعیم﴾

حضرت ابن ابی الجدعاء ... سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! آپ کی نبوت کب سے ہے؟ فرمایا: "اس وقت سے جبکہ حضرت آدم ... روح اور جسد کے درمیان تھے۔"

﴿ابن سعد﴾

حضرت مطرف بن عبداللہ بن الشخیر ... سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضور نبی کریم ﷺ سے سوال کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! آپ کی رسالت کب سے ہے؟ آپ نے فرمایا: "اس وقت جب ابوالبشر روح اور مٹی کے درمیان تھے۔"

﴿ابن سعد﴾

حضرت عامر ... سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ آپ کو کس وقت نبوت سے نوازا گیا؟ آپ نے فرمایا: "جبکہ حضرت آدم علیہ السلام روح و جسد کے درمیان تھے۔ جس وقت کہ مجھ سے میثاق لیا گیا۔"

﴿ابن سعد﴾

ایک اعرابی نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کہ آپ ﷺ کی نبوت کی سب سے پہلی بات کون سی تھی؟ فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے مجھ سے میثاق لیا۔ جس طرح کہ تمام نبیوں سے ان کا میثاق لیا۔ میں حضرت ابراہیم ... کی دعا اور حضرت عیسیٰ ... کی بشارت ہوں اور میری ولادت سے قبل میری والدہ نے خواب میں دیکھا کہ ان کے جسم سے ایک نور ظاہر ہوا ہے جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے۔"
﴿طبرانی، ابونعیم﴾

تمام کائنات کے رسول:

حضرت شیخ تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے "لتؤمنن به ولتنصرنه" میں اس آیت کریمہ کے تحت فرماتے ہیں کہ یہ آیت کریمہ نبی کریم ﷺ کی عظمت و توقیر اور آپ ﷺ کے مرتبہ اعلیٰ کے بیان میں اس قدر واضح ہے کہ اس میں قطعاً تعقید و ابہام نہیں۔ بایں ہمہ اس تقدیر کی طرف بھی اشارہ ہے کہ اگر حضور نبی کریم ﷺ نبیوں کے زمانے میں تشریف لے آتے تو آپ ﷺ ان سب کی طرف رسول ہوں گے تو گویا آپ ﷺ کی نبوت اور آپ کی رسالت حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے سے قیامت تک کی تمام مخلوق کیلئے عام ہے اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام اور ان کی ساری امتیں آپ ﷺ کی امت ہیں اور حضور نبی کریم ﷺ

کا یہ ارشاد کہ "بعثت الی الناس کافۃ" (ترجمہ: میں تمام نوعِ انسانی کی طرف مبعوث کیا گیا ہوں۔) یہ ارشاد آپ ﷺ کے زمانہ رسالت سے زمانہ قیامت تک کے لوگوں کیلئے خاص نہیں بلکہ آپ ﷺ سے قبل کے لوگوں کیلئے بھی محیط ہے اور یہی بات حضور نبی کریم ﷺ کے اس ارشاد پر ظاہر ہے:

کنت نبیا و آدم بین الروح والجسد

ترجمہ: "میں اس وقت بھی نبی تھا جبکہ حضرت آدم علیہ السلام روح و جسم کے درمیان تھے۔"

اور اگر کوئی اس کی تفسیر یہ کرے کہ "اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ آپ مستقبل میں نبی ہوں گے۔" تو یہ تفسیر مناسب نہیں ہے کیونکہ اس صورت میں اس حقیقت تک رسائی نہیں ہوئی۔ اس لیے کہ علم خداوندی تمام اشیاء کو محیط ہے اور نبی کریم ﷺ نے اپنی نبوت کی جو حقیقت بیان فرمائی۔ اس کا مفہوم یہ متعین ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کی نبوت اس وقت بھی تھی۔ یہی وجہ تو ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے آنکھ کھولتے ہی حضور نبی کریم ﷺ کا نام نامی اسم گرامی عرش الٰہی پر "محمد رسول اللہ" (ﷺ) لکھا دیکھا۔ لامحالہ یہ ماننا پڑے گا کہ آپ ﷺ کی نبوت تکمیل و تخلیق حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے تھی اور اگر صرف علم الٰہی میں آپ ﷺ کا نبی ہونا مانا جائے یعنی یہ کہ آپ آئندہ ایک وقت مقررہ پر نبی ہوں گے۔ تو یہ معنی مراد لینے سے نبی کریم ﷺ کی کوئی خصوصیت ثابت نہیں ہوتی حالانکہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"میں اس وقت بھی نبی تھا جبکہ حضرت آدم علیہ السلام روح و جسم کے درمیان میں تھے۔" اس لیے کہ علم الٰہی میں تو تمام انبیاء علیہم السلام کی نبوتیں اس وقت بھی تھیں اور اس سے پہلے بھی تھیں۔ اس میں حضور نبی کریم ﷺ کی کیا تخصیص ہے؟ حالانکہ حضور نبی کریم ﷺ نے اس کا تذکرہ اسی لیے فرمایا کہ آپ ﷺ کی امت کو پتہ چل جائے کہ اللہ رب العزت نے آپ ﷺ کو کس قدر مرتبہ اعلیٰ سے نوازا ہے اور آپ ﷺ کی نبوت تمام نبیوں کی پیدائش سے بھی پہلے موجود اور متعین تھی۔

اعتراض:

شیخ تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اب اگر تم یہ اعتراض کرو کہ میں اس خصوصی قدر و منزلت کو سمجھنا چاہتا ہوں تو اس کی تشریح یہ ہے کہ نبوت ایک وصف ہے اور وصف کیلئے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنے موصوف کے ساتھ موجود ہو حالانکہ وصف نبوت کا بیان ولادت کے چالیس سال بعد ہوا ہے تو پھر اس سے ماقبل بعثت سے پہلے کے زمانہ کو اس کے ساتھ کیسے متصف کر سکتے ہیں اور اگر یہ بات آپ کیلئے صحیح درست ہے تو دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کیلئے بھی یہ بات صحیح درست ہوگی؟

جواب:

اس اعتراض کا جواب میں یہ دیتا ہوں کہ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارواح کو اجسام سے پہلے پیدا کیا، پس قرین صواب ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد کہ "کنت نبیاً" میں روح پاک یا اپنی حقیقت کی طرف اشارہ ہو اور حقائق کے ادراک سے ہماری عقلیں عاجز و قاصر ہیں۔

بلاشبہ تمام حقائق کو اللہ تعالیٰ ہی جانتا یا بحیثیت خداوندی کے تحت جزوی طور پر کچھ ان کو بھی بتا دیا جاتا ہے جن کی نور الٰہی سے مدد کی جاتی ہے۔ پھر ان حقائق کے انکشاف و اظہار میں یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جس حقیقت کو جس وقت اور جس قدر مناسب ہوتا ہے ظاہر فرما دیتا ہے چنانچہ رسول اللہ ﷺ کی حقیقت کو ممکن ہے کہ حضرت آدم ؑ کی پیدائش سے پہلے ہی یہ وصف اس طرح عطا فرما دیا ہو کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی تخلیق ہی اس کے ساتھ فرمائی ہو اور آپ نبی ہو گئے ہوں اور آپ ﷺ کا نام گرامی عرش پر لکھ دیا ہو، اور رسالت و بعثت آپ ﷺ کو دے دی گئی ہو تاکہ تمام فرشتے اور مخلوق جان لے کہ خدا کے نزدیک آپ ﷺ کی کیسی عزت ہے۔

لہٰذا آپ کی حقیقت اس وصف کے ساتھ اس وقت موجود تھی اگرچہ آپ کا وہ جسم اقدس جو اس وصف سے متصف ہے متاخر ہے۔ اس میں شک و شبہ نہیں کہ آپ ﷺ کی بعثت، آپ ﷺ کے خصائص نبوت اور آپ ﷺ کا منصب رسالت اس عالم آب وگل جسے عالم الاجسام سے تعبیر کیا جاتا ہے تمام انبیاء کرام سے متاخر ہے لیکن عالم غیب و عالم ارواح میں آپ سب سے مقدم ہیں۔ یہ ممکن ہے کہ جو لوگ اہل کرامت سے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان میں کرامت کا فیضان اس عالم مادی میں ان کے وجود میں آنے کے بعد کیا ہو۔

بہر حال اس میں شبہ نہیں کہ ہر ظہور پذیر چیز کا تمام اور تفصیلی علم اللہ رب العالمین کو ازل سے ہے اور ہم اللہ تعالیٰ کے اس علم کے بارے میں بہت ہی کم ذرہ اور کائنات کی نسبت کے مطابق جانتے ہیں اور اسی کے لحاظ سے انسان کو مکلف بنایا گیا ہے کہ ہم بقدر معرفت حاصل کر کے خالق و مخلوق سے اپنے تعلق کو سمجھ کر عدل و اعتدال کے ساتھ دونوں کے حقوق ادا کرتے رہیں۔ اکتساب علم کے دو ذریعے ہیں:

ایک ذریعہ تو یہ ہے کہ ہم کو دلائل و براہین کے ذریعہ کچھ معلوم ہو یعنی معلوم سے علت کو جانیں اور دوسرا ذریعہ یہ ہے کہ اس کیلئے کسی دلیل و برہان کی ضرورت پیش نہ آئے بلکہ وہ ظاہر و عیاں ہو لیکن ان دونوں ذریعوں کے مابین اللہ تعالیٰ کے کل تکوینی یا تخلیق کے کچھ واسطے ہیں۔ ان میں سے کچھ واسطے افعال الٰہیہ کے ظہور کے بعد مخلوق پر ظاہر ہوتے ہیں اور کچھ ایسے وسائط ہیں جو اس محل فعل کو کمال تک پہنچاتے ہیں اور یہ ضروری نہیں کہ یہ وسائط کسی مخلوق پر ظاہر ہوں لیکن ہر فعل الٰہی کل افعال کو ان کمالات تک پہنچاتے ہیں جو اس محل میں اس کی خلقت کے اعتبار سے اس میں ودیعت کر دیئے گئے ہیں اور آخر کار محل فعل (مفعول) کو وہ کمال حاصل ہو جاتا ہے جو اس کی تخلیق میں ودیعت کر دیا گیا ہے۔ لیکن یہ وسائط انبیاء کرام علیہم السلام کیلئے مخصوص ہیں۔ عوام ان کے حصول سے محروم ہیں جس طرح حضور نبی کریم ﷺ کی نبوت کا علم لوگوں کو جبھی ہوا جبکہ آپ پر قرآن کریم نازل ہوا اور پہلی مرتبہ حضرت جبرئیل ؑ قرآن لے کر آئے۔ یہ بات اللہ تعالیٰ کے افعال سے ایک فعل ہے جو اس کی معلومات کا ایک جز ہے اور اس کی قدرت کے آثار اس کے ارادے اور اس کے اختیار جو کسی خاص محل کے ساتھ وابستہ ہوں اس کا ایک حصہ ہے۔

نبی کریم ﷺ کی شان یہ ہے کہ آپ ﷺ "خیر الخلق" ہیں لہٰذا کسی مخلوق کا کمال آپ ﷺ کے

کمال سے بڑھ کر نہیں اور نہ کسی کا مقام آپ کے مقام سے اعلیٰ تر ہے۔ یہ بات ہم نے صحیح حدیث کے ذریعے جانی کہ یہ کمال آپ ﷺ کو تخلیق آدم علیہ السلام سے پہلے حاصل تھا جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے عطا فرمایا۔ علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کیلئے انبیاء کرام علیہم السلام سے عہد و پیمان لیے تاکہ وہ سب جان لیں کہ آپ ﷺ ان پر مقدم ہیں اور آپ ان کے بھی نبی اور رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ نے جو عہد اور میثاق لیا ہے اس میں آپ کا ان کا خلیفہ بنانا بیان کیا گیا ہے اور اس کا مقصود آپ ہی کی ذات ہے۔ اسی بناء پر آیہ کریمہ "لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ" میں لام قسم کیلئے آیا ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام سے جو عہد و پیمان لیا گیا، گویا وہ اس بیعت کی مانند ہے جو خلفاء کے ہاتھوں سے بوقت استقرار خلافت لی جاتی ہے اور ممکن ہے کہ اسی بیعت سے جو حلف لیا جاتا ہے وہ اسی کی اصل بھی ہو۔ اب نبی کریم ﷺ کی عظمت شان اور رفعت مقام پر غور کیجئے:

جو بارگاہ حق سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے ہے۔ غور و تدبر کے بعد آپ کی سمجھ میں آ جائے گا کہ رسول اللہ ﷺ "سردار انبیاء" اور "امام المرسلین" ہیں اور اس کا ظہور آخرت میں ہوگا کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام آپ کے جھنڈے کے نیچے ہوں گے جس طرح شب معراج میں حضور نبی کریم ﷺ نے ان کی امامت فرمائی تھی۔ مسئلہ کی وضاحت اور زیر بحث گفتگو مزید ذہن نشین کرنے کیلئے فرض کیجئے کہ اگر آپ ﷺ حضرت آدم علیہ السلام یا حضرت نوح علیہ السلام یا حضرت ابراہیم علیہ السلام یا حضرت موسیٰ علیہ السلام یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانوں میں سے کسی کے زمانے میں اس دنیا میں تشریف لے آتے تو ان پر اور ان کی امتوں پر واجب ہو جاتا کہ وہ آپ ﷺ پر ایمان لاتیں اور اتباع کریں۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ارواح انبیاء علیہم السلام سے عہد و پیمان لیا کہ آپ ﷺ کی نبوت سب پر محیط اور آپ ﷺ کی بادشاہت سب پر قائم ہے۔ یہ حیثیت آپ ﷺ کو معنوی طور پر حاصل ہے۔

بلاشبہ یہ بات آپ ﷺ کے ساتھ ان کے اجتماع پر موقوف ہے اور اس بات میں تاخیر ان کے وجود کی طرف راجع ہے نہ کہ ان کے عدم اتصاف کی جانب۔ جیسا کہ اس کا تقاضا ہے کیونکہ یہ دو باتیں الگ الگ ہیں۔ ایک یہ کہ فعل کا اس بات پر موقوف ہونا کہ فعل کے محل میں قبول فعل کی صلاحیت ہے یا نہیں اور دوسری بات یہ کہ فاعل شئے یا ہیئت ہے کہ نتیجہ کے محل میں صلاحیت قبول فعل پیدا کرے۔ ان دونوں باتوں کے مابین ایک عظیم فرق ہے لہٰذا اس جگہ نہ تو فاعل کی جہت سے توقف ہے اور نہ نبی کریم ﷺ کی ذات شریفہ کی جہت سے توقف ہے بلکہ وجود زمانہ کی جہت سے ہے کہ وہ فعل اسی پر مشتمل ہے موقوف ہے۔

اب اگر یہ بات ان کے زمانے میں پائی جائے تو بلاشبہ آپ ﷺ کا اتباع ان پر لازم آتا ہے۔ اسی بناء پر آخر زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ ﷺ کی شریعت پر آئیں گے اگرچہ آپ علیہ السلام اپنے حال پر نبی اور رسول ہوں گے۔ ایسا نہیں ہے جیسا کہ بعض لوگ گمان کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس امت کے ایک امتی بن کر آئیں گے۔ البتہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضور نبی کریم ﷺ کی امت کے ایک فرد ہیں۔ جیسا کہ ہم نے تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے کہ وہ حضور نبی کریم ﷺ کا اتباع کریں گے اور

ہمارے نبی کریم ﷺ کی شریعت پر قرآن وسنت کے تحت عمل فرمائیں گے۔ اور اوامر ونواہی سے ہر اس چیز کا حکم فرمائیں گے جو حضور نبی کریم ﷺ کی امت سے متعلق ہے جس طرح کہ تمام امتوں سے متعلق ہوتا ہے۔ انبیاء ہمہ دانی کے ساتھ عظمت نبی ہیں اور ان کی نبوت اور شرف نبوت سے کچھ بھی کم نہ ہوگا۔ اسی طرح اگر رسول اللہ ﷺ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں یا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے یا حضرت ابراہیم علیہ السلام یا حضرت نوح علیہ السلام یا حضرت آدم علیہ السلام کے زمانوں میں مبعوث ہوتے تو وہ تمام انبیاء کرام اپنی اپنی نبوت ورسالت پر جو ان کی امتوں کی طرف ہے برقرار رہتے اور ہمارے نبی کریم ﷺ ان سب کے اوپر نبی ہوتے اور آپ کی رسالت انبیاء کرام اور ان کی امتوں سب پر ہوتی۔ لہٰذا حضور نبی کریم ﷺ کی نبوت ورسالت عام تر، شامل تر اور عظیم تر ہے۔

انبیاء کرام علیہم السلام کی شریعتوں کے ساتھ اصول میں نبی کریم ﷺ کی شریعت متفق ہے اسی لیے شرائع کے اصول میں اختلاف نہیں ہوتا ہے۔ اب رہا رسول اللہ ﷺ کی شریعت مطہرہ کا تقدم ان مسائل میں جو فروعات سے تعلق رکھتے ہیں اور جن میں اختلاف کا وقوع ہے خواہ یہ اختلاف بشکل تخصیص ہو یا بشکل نسخ تو یہ نسخ ہے نہ تخصیص، بلکہ ان اوقات میں ان امتوں کی نسبت سے جن میں ان کے انبیاء احکام لائے، درحقیقت حضور نبی کریم ﷺ کی ہی شریعت تھی اور اس زمانے میں ان امتوں کی طرف منسوب ہونے سے ان کی شریعت بن گئی لہٰذا اختلاف اشخاص و زمانہ کے اعتبار سے فروعی احکام میں اختلاف ہے۔

اس تقریر سے ہمیں ان دونوں حدیثوں کا مطلب واضح طور پر معلوم ہو گیا جو اس سے پہلے ہم پر اس کا مفہوم مخفی تھا۔

حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "مجھے تمام لوگوں کی طرف مبعوث فرمایا گیا۔" اس کا مطلب ہم نے جو سمجھ لیا تھا کہ اس سے مراد وہ امت ہے جو آپ ﷺ کے زمانے سے قیامت تک ہوگی مگر اب یہ علم ہوا کہ تمام نوع انسانی آپ کے حلقہ رسالت میں شامل ہے، قطع نظر اس سے کہ عہد ماضی میں گزر چکی ہے یا زمانہ بعد میں آئے۔ دوسری حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں اس وقت بھی نبی تھا جبکہ حضرت آدم علیہ السلام ابھی روح وجسم کے درمیانی مرحلے میں تھے۔

اس کا مطلب ہم یہ سمجھے ہوئے تھے کہ علم وارادۂ الٰہی میں آپ ﷺ نبی تھے مگر اب یہ ظاہر ہوا کہ آپ ﷺ کا یہ ارشاد مزید محل وتمام اور عظیم رسالت اور ہمہ دانی نبوت اور مطلق و بے قید زمانے کیلئے پیغمبری کا حامل ہوتا ہے اور بلاشک یہی فرق ہے حالت کے، لیکن جو حضور نبی کریم ﷺ کے عالم جسم میں جلوہ فرما ہونے اور خانۂ امکان عالم کی ظلمتوں کو جہان جہاں آرا کی روشنیوں سے منور فرماتے اور شیر خوارگی طفلی کے مراحل سے گزر کر جوان ہونے تک اور اس کے بعد عمر شریف کے چالیس سال پورے ہونے پر آپ کی بعثت اور اس کے ابلاغ کے درمیان نسبت ہے۔

تو یہ نسبت رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ہے نہ لوگوں کی طرف، اگر لوگ اس سے پہلے سننے کے قابل ہوتے بشرطیکہ پیغام کو تسلیم کرنا بھی محل قبولیت کے اعتبار سے ہوتا ہے اور کبھی فاعل مجری

کے سبب سے تو اس میں کل قبولیت کے لحاظ سے تعلق ہے اور وہ آپ ﷺ کی نوعِ انسانی کی طرف بعثت اور ان پر ابلاغ کرنا ہے اور حضور نبی کریم ﷺ کے جسمانی وجود کا ان کی نظروں کے سامنے ہونا ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ ایک باپ کسی شخص کو اپنی لڑکی کے نکاح کیلئے اس شرط کے ساتھ وکیل بنائے کہ جب کوئی کفو ملے تو نکاح کر دینا اور وکیل کفو ملنے پر اس لڑکی کا نکاح کر دے تو یہ وکالت صحیح ہے اور وہ شخص ایسی وکالت کا اہل ہے اور کسی فاعل "مفعول بہٖ" کا توقف کفو کے وجود پر ہوتا ہے اور کفو ایک عرصہ کے بعد میسر آتا ہے تو ایسی صورت میں جو کچھ توقف و تاخیر ہوئی اس سے وکالت کی صحت اور وکیل کی اہلیت میں حرج نہیں آتا۔

﴿علامہ سبکی = التعظیم والمنۃ فی لتؤمنن بہ ولتنصرنہ﴾

ملکوتِ اعلیٰ پر نبی کریم ﷺ کا اسمِ گرامی

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب حضرت آدم علیہ السلام سے خطا سرزد ہوگئی تو انہوں نے التجا کی:

"اے میرے رب مجھے محمد ﷺ کے صدقے بخش دے۔"

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "تم نے محمد ﷺ کو کس طرح جانا؟" عرض کیا: "جب تو نے مجھے اپنے دستِ قدرت سے بنایا اور میرے جسم میں جان ڈالی میں نے سر اٹھایا تو دیکھا کہ عرشِ اعلیٰ کے ستونوں پر "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" لکھا ہوا تھا تو میں نے جان لیا کہ جس ذات اقدس کا نام نامی تیرے اسم گرامی کے ساتھ مکتوب ہے یقیناً وہ تیری بارگاہ میں دیگر ساری مخلوق سے اعلیٰ و محترم ہوگا۔"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اے آدم! تم نے ٹھیک سمجھا۔ اگر محمد ﷺ نہ ہوتے تو میں تم کو پیدا کرتا نہ کائنات کو۔"

- حدیث قدسی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لولاک لما خلقت الافلاک

اس حدیث قدسی کے یہی معنی ہیں یعنی یہ تمام کائنات اور عالم اجسام صدقہ ہے وجودِ مسعود محمد رسول اللہ ﷺ کا۔

﴿حاکم، بیہقی، طبرانی، ابونعیم، ابن عساکر﴾

حضرت آدم علیہ السلام کی شیث علیہ السلام کو وصیت:

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو انبیاء و مرسلین کی گنتی کے برابر انگلیاں عطا فرمائیں۔ یہ تعین نہیں کیا جا سکتا کہ وہ انگلیاں کتنی اور کیسی تھیں۔ اس کے بعد حضرت آدم علیہ السلام اپنے بیٹے حضرت شیث علیہ السلام کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: "اے میرے بیٹے! میرے بعد تم میرے قائم مقام ہو تو اس منصب و خلافت کو "عمارۃ التقوی اور عروۃ الوثقی" کے ساتھ اور جب تم اللہ تبارک و تعالیٰ کا ذکر کرو تو اس کے ساتھ "محمد رسول اللہ ﷺ" کا بھی نام لینا اور ذکر

کرتا۔ کیونکہ میں نے عرش الٰہی کے ستونوں پر آپ ﷺ کا نام نامی اس وقت لکھا دیکھا جبکہ میں روح و مٹی کے درمیان میں تھا۔ اس کے بعد مجھے آسمانوں پر پھیرایا گیا تو میں نے آسمان میں ہر جگہ اور ہر مقام پر محمد ﷺ لکھا دیکھا۔ پھر میرے رب نے مجھے جنت میں ٹھہرایا تو میں نے جنت میں ہر محل اور ہر دریچہ پر اسم محمد ﷺ تحریر دیکھا اور میں نے نام محمد ﷺ کو حور العین کی پیشانیوں پر اور جنت کے درختان سبز پر اور درخت طوبیٰ کے ہر پتہ پر اور "سدرۃ المنتہیٰ" کے ہر ورق پر اور پردوں کے ہر گوشے پر اور فرشتوں کی آنکھوں کے درمیان لکھا ہوا ہے تو تم اس اسم گرامی کا کثرت سے ذکر کیا کرو کیونکہ فرشتے اس کا ورد کرتے ہیں۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "شب معراج جب میں لامکاں کی سیر کو گیا تو میں نے عرش الٰہی کے ستونوں پر یہ الفاظ لکھے ہوئے دیکھے: "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَيَّدْتُهٗ بِعَلِيٍّ" (ترجمہ: خدا کے سوا کوئی معبود نہیں محمد اللہ کے رسول ہیں، بے شک ان کی سربلندی کے ساتھ تائید کی۔")

﴿ابن عساکر﴾

حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "معراج کی شب مجھے آسمانوں پر لے جایا گیا تو ہر آسمان پر میں نے یہ الفاظ لکھے ہوئے دیکھے "محمد اللہ کے رسول اور حضرت ابوبکر صدیق ؓ میرے خلیفہ ہیں۔"

﴿ابویعلیٰ، طبرانی، ابن عساکر﴾

حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب مجھے معراج کی شب آسمان پر لے جایا گیا تو میں نے ہر آسمان پر اپنا نام محمد رسول اللہ لکھا ہوا دیکھا۔"

﴿بزار﴾

دارقطنی، ابن عساکر، حاکم اور ابونعیم رحمہم اللہ وغیرہ جیسے اجلہ اکابر محدثین نے بڑی صراحت و وضاحت کے ساتھ اپنی اپنی تصانیف میں اس امر کی وضاحت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شب معراج اپنا اسم گرامی عالم بالا میں ہر مقام پر تحریر شدہ دیکھا۔

حضرت ابوالدرداء ؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "شب معراج مجھے سیر کراتے ہوئے عرش پر لے گئے تو وہاں کے سبز پردوں پر سفید نورانی حروف سے میں نے لکھا ہوا دیکھا: "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ابوبکر الصدیق، عمر الفاروق، عثمان ذوالنورین"

﴿دارقطنی، خطیب، ابن عساکر﴾

حضرت جابر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جنت کے دروازوں پر "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" لکھا ہوا ہے۔

﴿ابونعیم، حلیۃ الاولیاء﴾

حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے حضرت

عیسیٰ علیہ السلام پر وحی فرمائی کہ محمد ﷺ پر ایمان لاؤ اور تمہاری امت میں سے جو کوئی ان سے ملاقات کرے اسے حکم دو کہ ان پر ایمان لائے کیونکہ اگر محمد ﷺ کی جلوہ گری نہ ہوتی تو نہ حضرت آدم علیہ السلام ہوتے اور نہ جنت و دوزخ ہوتی اور میں نے عرش کو پانی پر قائم کیا تو وہ متحرک تھا، پھر میں نے اس پر لکھا: "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" تو وہ ٹھہر گیا۔"

﴿حاکم﴾

حضرت عبداللہ بن زبیر اور حضرت جابر رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے دونوں شانوں کے درمیان "محمد رسول اللہ خاتم النبیین" لکھا ہوا تھا۔

﴿ابن عساکر﴾

سونے کی تختی پر تحریر:

بزار رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ وہ خزانہ جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے وہ سونے کی تختی ہے، جس میں لکھا ہوا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"میں اس شخص سے تعجب کرتا ہوں کہ جو قدرت پر یقین رکھتا ہے، پھر وہ غمگین بھی ہوتا ہے اور میں اس شخص پر حیرت کرتا ہوں جو جہنم کی ہولناکیوں کو یاد رکھتا ہے، پھر وہ ہنستا ہے اور مجھے اس شخص پر بھی حیرت اور تعجب ہوتا ہے جو موت کو یاد رکھنے کے باوجود پھر اس سے غافل رہے۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ"

تقریباً اسی مضمون کی حدیث حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے جس کو بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے جس کو خرائطی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب "قمع الحرص" میں روایت کیا ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی اور نام محمد:

حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام کی انگشتری کے نگینہ کا رنگ آسمانی تھا۔ یہ نگینہ ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوا تھا۔ انہوں نے یہ نگینہ اپنی انگشتری میں جڑ دیا تھا اس نگینہ پر "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" لکھا ہوا تھا۔

﴿صیرفی﴾

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام کی انگوٹھی کے نگینہ میں "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ" نقش کیا تھا۔

﴿مغلی: کتاب العجائب﴾

پھول کے پتوں پر نام محمد ﷺ:

حضرت ابوالحسن علی بن عبداللہ ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں ہندوستان گیا تو میں نے ایک

گاؤں میں سیاہ رنگ کے پھول کا ایک درخت دیکھا۔ وہ سیاہ پھول ایک بڑے پھول میں کھلتا تھا۔ نہایت پاکیزہ خوشبو، اس کی پنکھڑیوں کا رنگ سیاہ تھا اور ان پتیوں پر سفید حروف میں "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ و ابوبکر الصدیق عمر الفاروق" لکھا تھا۔ مجھے شبہ ہوا اور میں نے گمان کیا کہ شاید یہ پھول مصنوعی ہے۔ اس کے بعد میری نظر ایک اور کلی پر پڑی۔ میں نے ہاتھ سے کھولا تو دیکھا اس میں بھی ایسے ہی لکھا ہوا تھا۔ اس بستی میں ایسے پھول بکثرت تھے حالانکہ اس بستی کے باشندے بت پرست تھے، وہ اللہ تعالیٰ کو جانتے بھی نہیں تھے۔

﴿ابن عساکر و ابن نجار فی التاریخ﴾

آسمانوں اور زمانہ آدم میں اذان میں نبی کریم ﷺ کا اسم گرامی:

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: حضرت آدم سرندیپ (موجودہ سری لنکا) میں اتارے گئے تو انہیں وحشت و پریشانی لاحق ہوئی۔ حضرت جبرئیل نازل ہوئے اور اذان دینی شروع کر دی۔ اللہ اکبر، اللہ اکبر، اشهد ان لا الہ الا اللہ (دو مرتبہ) اشهد ان محمدا رسول اللہ (دو مرتبہ) حضرت آدم نے حضرت جبرئیل سے پوچھا:

"محمد (ﷺ) کون ہیں؟"

حضرت جبرئیل نے جواب دیا: "یہ تمہارے ایک فرزند ہیں جو کہ انبیاء علیہم السلام میں سے ہیں۔"

﴿ابو نعیم حلیۃ الاولیاء﴾

تعلیم اذان کی عجیب و غریب روایت:

حضرت علی سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا جب اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا کہ اپنے محبوب ﷺ کو اذان سکھائے تو حضرت جبرئیل ایک براق لے کر پہنچے جب آپ ﷺ نے سوار ہونے کا قصد کیا تو براق نے شوخی کی۔ اس وقت حضرت جبرئیل نے فرمایا: اطاعت کیلئے ٹھہر جا، خدا کی قسم! محمد ﷺ خدا کے برگزیدہ ترین بندے تجھ پر سوار ہوں گے۔ سکوت براق کے بعد آپ ﷺ اس پر سوار ہوئے یہاں تک کہ اس حجاب عظمت تک آئے جو بارگاہ رحمٰن کے نزدیک ہے۔ اسی دوران اس حجاب کی پشت سے ایک فرشتہ باہر آیا اور اس نے کہا "اللہ اکبر اللہ اکبر" حجاب کے پیچھے سے آواز آئی۔ میرے بندے نے سچ کہا، میں اکبر ہوں، میں اکبر ہوں۔ اس کے بعد فرشتے نے کہا: "اشهد ان لا الہ الا اللہ" حجاب کی پشت سے کہا گیا۔ میرے بندے نے سچ کہا: میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ پھر فرشتے نے کہا، "اشهد ان محمدا رسول اللہ" اور پردۂ حجاب کے پیچھے سے آواز آئی۔ میرے بندے نے سچ کہا: میں نے محمد ﷺ کو رسول بنایا۔ اس کے بعد فرشتے نے کہا: "حی علی الصلوٰۃ، حی علی الفلاح، قد قامت الصلوٰۃ" اس کے بعد کہا: "اللہ اکبر، اللہ اکبر" پس عقب پردہ سے کہا گیا۔ میرے بندے نے سچ کہا۔ میں اکبر ہوں۔ میں اکبر ہوں۔ فرشتے نے پھر کہا: "لا الہ الا اللہ" پس پردہ سے کہا گیا میرے بندے

نے بھی کہا۔ میرے سوا کوئی معبود نہیں۔

اس کے بعد فرشتے نے حضور نبی کریم ﷺ کا ہاتھ پکڑ کر آگے بڑھا دیا۔ آسمان والوں میں حضرت آدم اور حضرت نوح بھی تھے۔ اس دن اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کیلئے آسمان و زمین والوں پر اشرف و کمال اور برتری کو کامل فرما دیا۔

﴿[illegible]﴾

نبی کریم ﷺ پر ایمان لانے کا عہد:

- اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَإِذْ أَخَذَ اللّٰهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ ۚ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَىٰ ذَٰلِكُمْ إِصْرِي ۖ قَالُوا أَقْرَرْنَا ۚ قَالَ فَاشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ

﴿سورہ آل عمران﴾

ترجمہ: "اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا کہ جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ جو تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا۔ فرمایا کیوں تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا؟ سب نے عرض کیا ہم نے اقرار کیا فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں آپ تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔"

آیت مذکورہ کی تفسیر میں ابن ابی حاتم، حضرت علی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت نوح کے وقت سے کوئی ایسا نبی مبعوث نہیں ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے یہ عہد و پیمان نہ لیا ہو کہ محمد ﷺ پر ضرور ایمان لانا اور آپ ﷺ کی مدد کرنا اگر چہ وہ تمہارے زمانہ حیات میں ظہور پذیر ہو جائیں اور اپنی امت سے عہد و میثاق لے لینا کہ وہ سب حضرت محمد ﷺ پر ایمان لائیں اور مدد کریں بشرطیکہ ان کے زمانہ حیات میں وہ مبعوث ہو جائیں۔

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر (ذکر) حضرت آدم اور ان کے بعد میں مبعوث ہونے والے انبیاء کرام علیہم السلام سے فرماتا رہا۔ تمام امتیں اپنے اپنے انبیاء کرام علیہم السلام سے بشارت محمدی سنتی رہیں اور آپ کے واسطے سے دعائے فتح و ظفر مانگتی رہیں حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کو بہترین امت، بہترین عہد، بہترین صحابہ اور بہترین شہر میں مبعوث فرمایا۔ آپ نے اس شہر میں جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا قیام فرمایا۔

یہ شہر حضرت ابراہیم کا حرم تھا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ہجرت مدینہ کیلئے حکم فرمایا۔ اس لیے دو شہر نبی کریم ﷺ کا حرم ہے اور یہ مقام بعثت اور مقام ہجرت دونوں حرم ہیں۔

﴿ابن عساکر﴾

دعائے ابراہیم ... اور بشارت ابن مریم:

حضرت ابو امامہ ... سے روایت ہے کہ حضرت ابراہیم ... نے جب دعا کی۔ "ربنا وابعث فیھم رسولا منھم" تو ان سے فرمایا گیا کہ ہم نے تمہاری درخواست قبول کر لی اور وہ آخر الانبیاء سب کے بعد جلوہ افروز ہوں گے۔

﴿ابن جریر فی التفسیر﴾

حضرت عرباض بن ساریہ ... سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "میں اپنے والد حضرت ابراہیم ... کی دعا اور حضرت عیسیٰ ... کی بشارت ہوں۔"

﴿احمد، حاکم، بیہقی﴾

حضرت عبادہ بن صامت ... سے روایت ہے کہ کسی نے عرض کیا "یا رسول اللہ ﷺ! ہمیں اپنے بارے میں کچھ بتائیے۔" ارشاد فرمایا۔ "ضرور۔ میں اپنے والد حضرت ابراہیم ... کی دعا ہوں اور جن لوگوں نے میرے ظہور کی بشارت دی تھی، ان میں آخری بشارت دینے والے حضرت عیسیٰ ہیں۔ میں ان کی بشارت ہوں۔"

﴿ابن عساکر﴾

حضرت ضحاک ... سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا "میں اپنے والد حضرت ابراہیم کی دعا ہوں۔ انہوں نے اس وقت دعا کی جب وہ خانہ کعبہ کی بنیادیں اٹھا رہے تھے کہ "ربنا وابعث فیھم رسولا منھم" یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی اور مجھے ظاہر فرمایا۔

﴿ابن سعد﴾

سیدنا ابراہیم ... اور اولاد ابراہیم کو نبی کریم ﷺ کی بشارت:

حضرت ابن عباس ... سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم ... کو حضرت ہاجرہ علیہا السلام کے رخصت کرنے کے لیے حکم فرمایا تو حضرت ابراہیم ... براق پر سوار ہوئے جب آپ کا گزر زمزم و شاداب علاقہ پر ہوتا تو فرماتے "اے جبرئیل ...! یہاں اتروں؟" مگر حضرت جبرئیل ... منع کرتے رہے حتیٰ کہ مکہ آ گئے۔ اب حضرت جبرئیل ... نے کہا "سیدنا ابراہیم ...! یہاں پر اتر جائیے۔" آپ نے کہا "اس مقام پر نہ دودھ دینے والے جانور ہیں اور نہ کھیتی ہے۔" انہوں نے کہا "ہاں یہاں اتر جائیں۔ اسی جگہ اللہ تعالیٰ آپ کے فرزند کی نسل سے اس نبی امی ﷺ کو مبعوث فرمائے گا جس کے ذریعہ کلمہ دین حق کی ترویج و تکمیل فرمائے گا۔"

﴿ابن سعد﴾

حضرت محمد بن کعب قرظی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ہاجرہ اپنے بیٹے حضرت اسماعیل ... کے ساتھ نکلیں تو کسی شخص نے ان سے کہا: "اے ہاجرہ! تمہارا یہ بیٹا کثیر قبائل کا باپ ہے اور اس کی نسل سے نبی امی ﷺ پیدا ہوں گے جو حرم کے بسانے والے ہوں گے۔"

حضرت محمد بن کعب قرظی رحمۃ اللہ علیہ سے ہی روایت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو وحی بھیجی کہ میں تمہاری نسل سے بادشاہ اور انبیاء پیدا کروں گا اور اس نبی تہامی کو مبعوث فرماؤں گا جنکی امت بیت المقدس کے ہیکل کو تعمیر کرائے گی' وہ نبی خاتم الانبیاء ہوگا اور اس کا نام نامی احمد ﷺ ہے۔

حضرت موسیٰ ؑ کو نبی کریم ﷺ کی آمد کی بشارت

حضرت ابوامامہ باہلی ؓ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا کہ جب معد بن عدنان کی اولاد چالیس مردوں پر پہنچی تو وہ حضرت موسیٰ ؑ کی فوج پر حملہ آور ہوئے اور ان میں لوٹ مار مچادی۔ اس موقع پر حضرت موسیٰ ؑ نے بددعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی فرمایا: اے موسیٰ! ان کیلئے بددعا نہ کرو۔ اس لیے کہ ان لوگوں کی نسل سے نبی امی، بشیر و نذیر پیدا ہوں گے' اور ان میں امت محمد یہ پیدا ہوگی۔

یہ لوگ خدا کے تھوڑے سے رزق پر راضی ہوں گے اور خدا ان کے تھوڑے عمل سے راضی ہوگا اور وہ امت "لا الہ الا اللہ" کہتی ہوئی جنت الفردوس میں داخل ہوگی۔

ان کے نبی محمد ﷺ بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہیں جو اپنی وضع قطع میں متواضع ہوں گے۔ ان کا سکوت، حکمت و دانائی کی وجہ سے ہوگا۔ ان کی گفتگو حکمت و دقائق پرمبنی ہوگی، حلم اور سنجیدگی ان کی خصلت ہوگی۔ میں اہل قریش کے بہترین گھرانے میں ان کو پیدا کروں گا، وہ قریش کے منتخب روزگار فرد ہوں گے، تو وہ بہتر ہیں اور بہتر لوگوں کی طرف مبعوث ہیں اور ان کے متبعین بھلائی اور خیر کی طرف رجوع کرنے والے ہیں۔

﴿طبرانی﴾

آسمانی کتب میں نبی کریم ﷺ کا ذکر جمیل:

- اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونہ مکتوبا عندھم فی التوراۃ والانجیل

﴿سورۃ الاعراف﴾

ترجمہ: "وہ جو غلامی کریں گے اس رسول بے پڑھے غیب کی خبریں دینے والے کی جسے لکھا ہوا پائیں گے اپنے پاس توریت اور انجیل میں۔"

- دوسری جگہ اللہ تعالیٰ اس طرح فرماتا ہے۔

محمد رسول اللہ والذین معہ اشدآء علی الکفار رحمآء بینھم ترٰھم رکعا سجدا یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود

ذلک مثلھم فی التوراۃ و مثلھم فی الانجیل کزرع اخرج شطئہ فازرہ
فاستغلظ فاستوی علی سوقہ یعجب الزراع

﴿سورۃ الفتح﴾

ترجمہ: "محمد اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں اور آپس
میں نرم دل تو انہیں دیکھے گا رکوع کرتے سجدے میں گرتے اللہ کا فضل و رضا چاہتے،
ان کی علامت ان کے چہروں میں ہے سجدوں کے نشان سے یہ ان کی صفت توریت
میں ہے اور ان کی صفت انجیل میں ہے جیسے ایک کھیتی اس نے اپنا پٹھا نکالا پھر اسے
طاقت دی پھر دبیز ہوئی پھر اپنی ساق پر سیدھی کھڑی ہوئی کسانوں کو بھلی لگتی ہے۔"

حضرت عطاء بن یسار ؓ سے روایت ہے کہ میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص ؓ سے ملا
تو میں نے ان سے کہا کہ مجھے نبی کریم ﷺ کی کوئی خاص بات بتائیے تو انہوں نے کہا: ہاں خدا کی قسم! آپ
ﷺ توریت میں بیان کردہ اوصاف سے متصف ہیں اور آپ ﷺ کی بہت کچھ صفتیں قرآن میں ہیں۔
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ "اے نبی ﷺ! بے شک ہم نے آپ ﷺ کو شاہد، مبشر، نذیر اور امیوں کا
کر کے رسول بنایا۔ آپ ﷺ میرے بندے اور رسول ہیں۔ میں نے آپ ﷺ کا نام المتوکل رکھا۔ نہ
آپ ﷺ بدخلق ہیں اور سخت مزاج اور تند درشت خو۔ نہ آپ ﷺ بازاروں میں زور سے بولنے والے ہیں
اور نہ برائی کا بدلہ برائی سے دینے والے ہیں بلکہ عفو و درگزر آپ ﷺ کی خصلت ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ
کی روح مبارک اس وقت تک قبض نہ فرمائے گا جب تک کہ "کج رو" سیدھے نہ ہو جائیں اور وہ "لا الہ
الا اللہ" نہ کہہ لیں۔ آپ ﷺ کے ذریعہ اندھی آنکھیں، بہرے کان اور دلوں کے پردے کھولے گا۔

﴿بخاری﴾

حضرت عبداللہ بن سلام ؓ سے روایت ہے کہ جب انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کی ہجرت
مکہ کی خبر کو سنا تو وہ حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت کو آئے۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: "اے ابن سلام!
تم اہل مدینہ کے عالم ہو؟" انہوں نے عرض کیا: ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا:
"میں تمہیں اس خدا کی قسم دیتا ہوں جس نے توریت کو حضرت موسیٰ ؑ پر نازل
فرمایا۔ کیا تم میری صفت اللہ کی کتاب میں پاتے ہو؟"
حضرت عبداللہ بن سلام ؓ نے عرض کیا: "اے محمد ﷺ! آپ اپنے رب کا نسب بیان کیجئے؟"
یہ سن کر حضور نبی کریم ﷺ پر کپکپی طاری ہو گئی۔ تبھی اسی وقت حضرت جبرئیل ؑ نے آکر وحی سنائی:

قل ھو اللہ احد، اللہ الصمد، لم یلد، و لم یولد، و لم یکن لہ کفوا احد

﴿سورۃ اخلاص﴾

ترجمہ: "تم فرما دو اللہ ہے وہ ایک ہے، اللہ بے نیاز ہے، نہ اس کی کوئی اولاد نہ کسی سے
پیدا ہوا اور نہ ہی اس کے جوڑ کا کوئی۔"

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے یہ "دل نشین و دل کش" کلام سن کر عرض کیا: "میں گواہی دیتا ہوں کہ یقیناً آپ اللہ کے رسول ہیں اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اور آپ کے دین کو تمام دینوں پر غالب فرمائے گا اور بلاشبہ میں نے خدا کی کتاب توریت میں یہ پڑھا ہے کہ "اے نبی! بے شک ہم نے آپ کو شاہد، مبشر اور نذیر بنا کر بھیجا۔ آپ میرے بندے اور میرے رسول ہیں۔ میں نے آپ کا نام متوکل رکھا۔ آپ نہ سخت مزاج، درشت خو اور بدگو ہیں اور نہ بازاروں میں چیخنے چلانے والے ہیں اور نہ بدی کا بدلہ بدی سے دیں گے بلکہ عفو و درگزر سے کام لیں گے اور اللہ تعالیٰ اس وقت تک آپ کی روح کو قبض نہ فرمائے گا جب تک کہ کج رو لوگ سیدھی راہ پر نہ آجائیں اور وہ دل کے اخلاص کے ساتھ یہ کہنے لگیں: "لا الہ الا اللہ" ان کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اندھی آنکھیں، بہرے کان اور دلوں کے پردے کھولے گا۔"

اس کے بعد بہ طریق حضرت زید بن اسلم رحمۃ اللہ علیہ، حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ کی تعریف توریت میں اس طرح ہے:

"انا ارسلنک شاھدا و مبشرا و نذیرا"

﴿سورۃ الاحزاب﴾

- آخر تک اس آیت قرآن کو پڑھا۔

﴿ابن عساکر، تاریخ دمشق﴾

عطاء بن یسار رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن سلام رضی اللہ عنہ سے اس کی مانند حدیث بیان کی۔

- حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پہلی سطر میں ہے: (مسند دارمی، بیہقی)

"محمد ﷺ اللہ کے رسول اور اس کے بندے ہیں، نہ وہ بدخلق و سخت مزاج اور نہ بازاروں میں شور مچانے والے ہیں اور نہ برائی کا بدلہ برائی سے دیتے ہیں مگر بہت زیادہ عفو و درگزر سے کام لیتے ہیں، ان کی ولادت کا مقام مکہ مکرمہ اور ہجرت کا مقام مدینہ طیبہ اور ان کی مملکت شام میں ہے۔"

- اور دوسری سطر میں ہے:

"محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، ان کی امت بہت زیادہ حمد کرنے والی ہے، وہ ہر خوشی اور غم میں اللہ تعالیٰ کی حمد کریں گے اور ہر جگہ اللہ تعالیٰ کی حمد کریں گے اور ہر بلندی پر اس کی کبریائی بیان کریں گے۔ سورج پر نگہداشت کرتے ہوئے نمازیں پڑھیں گے اگرچہ وہ سواری پر سوار ہوں اور وہ لوگ اپنی کمروں پر تہبند باندھیں گے، ان کے اعضاء وضو روشن ہوں گے اور رات کے وقت ان کی آوازیں فضائے آسمانی میں شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی مانند گونجتی ہوں گی۔"

﴿مسند دارمی، ابن عساکر﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا

کہ تم نے رسول اللہ ﷺ کی تعریف تورات میں کس طرح پائی ہے؟ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے بتایا: ہم نے تورات میں پڑھا ہے کہ حضرت محمد بن عبداللہ مکہ میں پیدا ہوں گے اور مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کر کے تشریف لے جائیں گے اور ان کا ملک شام ہوگا۔ نہ وہ "بے ہودہ گو" ہوں گے اور نہ بازاروں میں شور مچانے والے اور نہ برائی کا بدلہ برائی دے دیں گے بلکہ عفو و درگزر سے کام لیں گے۔ ان کی امت بہت زیادہ حمد کرنے کی، وہ ہر رنج و راحت میں حمد کرے گی اور ہر بلندی پر اللہ تعالیٰ کی کبریائی بیان کرے گی اور اپنے اعضاء کا وضو کرے گی اور کمر پر تہبند باندھے گی اور اپنی نمازوں میں اسی طرح صف بستہ ہوگی جس طرح میدان جنگ میں صف بستہ کھڑے ہوتے ہیں ان کی مساجد میں گونج ہوگی جس طرح شہد کی مکھیاں بھنبھناتی ہیں وہاں کی اذانوں کی آواز فضائے آسمانی میں سنی جائے گی۔

﴿مسند دارمی و ابن سعد و ابن عساکر﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری علامات اور اوصاف میں (سابقہ کتب سماوی) میں بیان ہوا ہے کہ:

"محمد ﷺ متوکل ہیں، ان کی جائے ولادت مکہ اور ان کا مقام ہجرت مدینہ ہے نہ وہ بد خلق اور سخت مزاج ہیں اور نہ برائی کا بدلہ برائی سے دینے والے بلکہ برائی کا بدلہ بھلائی سے دینے والے ہیں، ان کی امت بہت زیادہ حمد کرنے والی اور نصف کمر پر تہبند باندھنے والی ہے، وہ اپنے اعضاء جسمانی پر وضو کریں گے اور ان کے سینوں میں کتاب الٰہی ہوگی، وہ نمازوں کیلئے اسی طرح صفیں باندھیں گے جس طرح میدان جنگ میں صفیں باندھی جاتی ہیں اور ان کی قربانیاں ایسی ہوں گی جس سے میرا قرب حاصل ہوگا، راتوں میں عبادت کریں گے اور دنوں میں وہ شیر دل جنگ کریں گے"

﴿طبرانی، دلائل ابو نعیم﴾

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے اوصاف انجیل میں اس طرح ہیں کہ وہ نہ بد خلق ہیں، نہ سخت مزاج، نہ سوقیانہ اور بازاری انداز سے شور و غوغا کرنے والے اور نہ برائی کا بدلہ برائی سے دینے والے ہوں گے بلکہ عفو و درگزر سے کام لیں گے۔

﴿ابن سعد، حاکم، بیہقی، ابو نعیم﴾

حضرت ام الدرداء رضی اللہ عنہا جو حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کی زوجہ ہیں سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ:

"آپ تورات میں نبی کریم ﷺ کے اوصاف کس طرح پاتے ہیں؟"

● تو انہوں نے جواب میں فرمایا:

"ہم نے تورات میں حضور نبی کریم ﷺ کی یہ صفتیں پائی ہیں کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور ان کا نام متوکل ہے، وہ نہ بد خلق ہیں نہ سخت مزاج اور نہ سوقیانہ و بازاری شور کرنے والے اور نہ آوازے کستے ہیں اور انہیں کنجیاں عطا فرمائی گئی ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ اندھی آنکھوں کو بینائی دے اور بہرے کانوں کو

شنوائی بخشے اور نیز کی زبانیں حضور نبی کریم ﷺ کے ذریعہ سیدھی ہوں گی یہاں تک کہ "لا الٰہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ" کی وہ گواہی دیں گے۔ وہ مظلوموں کی دستگیری فرمائیں گے اور کمزوروں کو زورآوروں سے بچالیں گے۔"

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

مجھے محبوب کا امتی بنا دے: (موسیٰ علیہ السلام)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: حضرت موسیٰ علیہ السلام پر جب توریت نازل ہوئی اور انہوں نے اسے پڑھا تو اس امت کا تذکرہ اس میں پایا۔ انہوں نے عرض کیا: اے رب! میں توریت کی تختیوں میں اس امت کا ذکر پاتا ہوں جن کا زمانہ تو آخری زمانہ ہوگا مگر ان کا داخلہ جنت میں پہلے ہوگا تو ایسے لوگوں کو میری امت میں شامل فرمادے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "وہ امت تو احمد مجتبیٰ نبی آخرالزماں ﷺ کی ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: اے پروردگار! میں نے ان تختیوں سے پتہ چلتا ہے کہ وہ امت فرمانبردار ہوگی اور اس کی دعائیں مستجاب ہوں گی۔ تو اسے میری امت بنا دے۔ رب عظیم نے فرمایا: وہ امت تو احمد مجتبیٰ ﷺ کی ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پھر عرض کیا: اے پروردگار عالم! میں نے ان الواح میں پڑھا ہے کہ وہ ایسی امت ہے کہ جس کے سینوں میں کتاب الٰہی ہے جس کو پڑھیں گے تو اظہار ہوگا تو اس امت کو میری امت بنا دے۔ اللہ تعالیٰ نے پھر فرمایا: وہ امت تو احمد مجتبیٰ ﷺ کی ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: اے پروردگار کائنات! میں نے ان الواح میں پایا ہے کہ وہ امت غنائم سے تمتع کرے گی تو اس امت کو میری امت بنا دے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وہ امت تو احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: میں نے ان الواح میں دیکھا ہے کہ وہ امت صدقات کے اموال کھائے گی اور پھر اس پر انہیں اجر وثواب بھی دیا جائے گا تو اس کو میری امت بنا دے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا: وہ امت احمد مجتبیٰ ﷺ کی ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: اے رب! میں نے ان الواح میں دیکھا ہے کہ اس امت کا کوئی شخص اگر نیکی کا ارادہ کرے اور وہ کسی بے بسی کی بنا پر اس نیکی کو نہ کر سکے، تب بھی وہ نیکی اس کے حساب میں تحریر کر لی جائے گی اور اگر وہ اس نیکی کو عمل میں لے آئے تو اس کیلئے دس نیکیاں درج کی جائیں گی تو اس امت کو میری امت بنا دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ امت تو احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: اے رب قدیر! میں نے الواح مقدسہ میں دیکھا ہے کہ جب اس امت میں سے کوئی شخص بدی کا ارادہ کرے اور پھر خوف خداوندی سے باز رہے تو

نیکی نہ لکھی جائے گی اور اگر ارتکاب کرے تو ایک ہی بدی لکھی جائے گی تو اس امت کو میری امت بنا دے۔ فرمایا: وہ تو احمد مجتبیٰ ﷺ کی ہی امت ہے۔

حضرت موسیٰ نے عرض کیا: اے رب! میں نے ان الواح میں یہ تحریر پایا ہے کہ وہ امت علم اولین و آخرین کی وارث ہوگی اور گمراہ پیشواؤں اور مسیح دجال کو ہلاک کرے گی، اس کو میری امت بنا دے۔ ارشاد فرمایا: وہ احمد مجتبیٰ ﷺ کی امت ہے۔

حضرت موسیٰ نے عرض کیا: اے مہربان پروردگار! پھر تو مجھے احمد مجتبیٰ ﷺ کی امت میں شامل فرما دے۔ اس کے جواب میں ان کو دو خصلتیں عطا فرمائی گئیں اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

یا موسیٰ انی اصطفیتک علی الناس برسالاتی و بکلامی فخذ ما اتیتک و کن من الشکرین

﴿سورۃ الاعراف﴾

ترجمہ: ''اے موسیٰ! میں نے تجھے لوگوں سے چن لیا اپنی رسالتوں اور اپنے کلام سے تو نے جو میں نے تجھے عطا فرمایا اور شکر والوں میں سے ہو۔''

اس ارشاد پر حضرت موسیٰ نے عرض کیا: اے رب! میں راضی ہو گیا۔

﴿ابو نعیم﴾

حضرت کعب احبار نے ایک یہودی عالم کو روتے ہوئے دیکھا تو اس سے پوچھا کیوں روتا ہے؟ اس نے جواب دیا: مجھے کچھ باتیں یاد آ گئی ہیں۔ حضرت کعب نے اس سے کہا: خدا کی قسم! اگر میں تجھے بتا دوں کہ تو کن باتوں کو یاد کر کے رو دیا ہے تو کیا تو میری تصدیق کرے گا؟ اس نے کہا: ہاں۔

انہوں نے اس سے کہا: ''میں تجھے اللہ کا واسطہ اور قسم دیتا ہوں، کیا تو حضرت موسیٰ پر نازل شدہ کتاب میں یہ واقعہ نہیں پاتا کہ جب حضرت موسیٰ نے تورات پر نظر ڈالی تو بارگاہ خداوندی میں عرض کیا۔ اے میرے پروردگار! میں تورات میں ایسی امت کو ذکر پاتا ہوں جو ایک بہترین امت ہے، وہ لوگوں کی ہدایت کیلئے پیدا کی گئی ہے جو نیکیوں کا حکم کرتی اور برائیوں سے روکتی ہے اور وہ کتاب اول اور کتاب آخر پر ایمان رکھتی ہے اور وہ گمراہ کردہ افراد اور قوموں سے قتال کرے گی حتیٰ کہ شیطان دجال کو ہلاک کرے گی۔ اے میرے رب! ان لوگوں کو میری امت میں شامل کر دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ امت تو احمد مجتبیٰ ﷺ کی ہے۔

اس یہودی عالم نے کہا: ''درست ہے۔'' پھر حضرت کعب نے فرمایا: ''میں تجھے اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا تو کتاب موسیٰ میں نہیں پاتا کہ جب حضرت موسیٰ نے تورات کو پڑھا تو عرض کیا: اے الہ العالمین! میں اس میں ایک امت کا تذکرہ پاتا ہوں کہ وہ بہت حمد و ثناء کرنے والی اور سورج کی نگہبانی کرنے والی ہوگی اور جب وہ کسی بات کا ارادہ کرے گی تو اس میں استحکام ہوگا اور انشاء اللہ سے آغاز کرے گی، تو ان لوگوں کو میری امت میں شامل کر دے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وہ امت تو احمد مجتبیٰ

ﷺ کی امت ہے۔" اس یہودی عالم نے کہا: "تمہارا کہنا درست ہے۔"

حضرت کعب نے فرمایا: "میں تجھے قسم دیتا ہوں کیا تو نے کتاب آسمانی میں یہ نہیں پڑھا کہ حضرت موسیٰ نے صحیفہ آسمانی کے مطالعہ کے بعد التجا کی۔ اے خالق کائنات! میں مطلع ہوا ہوں کہ ایک امت ایسی ہے کہ جب ان میں سے کوئی بلندی پر چڑھتا ہے تو خدا کی کبریائی بیان کرتا ہے اور جب نیچے اترتا ہے تو تسبیح کرتا ہے ان کیلئے روئے زمین کی تمام سطح سجدہ گاہ اور مٹی پاک و طاہر کر دی گئی ہے جسے وہ رفع نجاست و جنابت کیلئے استعمال کریں گے۔ ان کے اعضاء وضو روشن اور چمکدار ہوں گے تو انہیں میری امت بنا دے۔" اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "وہ تو احمد مجتبیٰ ﷺ کی امت ہے۔"

یہودی عالم نے کہا: "بالکل صحیح ہے۔" حضرت کعب نے کہا: "میں پھر تجھے قسم دیتا ہوں کہ کیا تو نے خدا کی نازل کردہ کتاب میں نہیں پڑھا کہ حضرت موسیٰ نے جب توریت کو پڑھا تو عرض کیا: "اے رب قدیر! میں ایک امت مرحومہ کا ذکر پاتا ہوں جو اپنی کمزوری کے باوجود کتاب اللہ کی وارث ہے اور ان کو تو نے برگزیدہ کیا ہے مگر کچھ تو ان میں اپنی جانوں پر زیادتی کریں گے اور کچھ لوگ میانہ اعتدال پر چلیں گے اور کچھ لوگ ان میں سے نیکیوں میں سبقت لے جائیں گے۔ پس اے صاحب جود و عطا! ان سب کو میری امت بنا دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "وہ تو احمد مجتبیٰ ﷺ کی امت ہے۔"

یہودی عالم نے کہا "تم نے حقیقت بیان کی۔"

حضرت کعب نے فرمایا "میں تجھے خدا کی قسم دیتا ہوں جواب دے کہ کیا تو نے کتاب منزل میں یہ نہیں پایا کہ حضرت موسیٰ نے تلاوت توریت کے بعد دعا کی: "اے کارساز عالم! میں الہامی کتاب میں ایک ایسی امت کا تذکرہ پاتا ہوں جن کے سینوں میں کتاب خداوندی منقوش ہے اور وہ لوگ عالم آخرت میں اہل جنت کے رنگا رنگ لباس زیب تن کریں گے اور اپنی نمازوں میں ایسی صف بندی کریں گے جیسی فرشتے کرتے ہیں۔ مسجدوں میں ان کی آوازیں شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی مانند گونجیں گی۔ ان لوگوں میں سے کوئی ایک بھی جہنم میں نہ جائے گا۔ بجز اس کے جو نیکیوں سے بالکل تہی دامن ہو جس طرح خزاں کا درخت ننگا ہوتا ہے۔ پس اے مجیب! ان لوگوں کو میری امت میں شامل فرما دے۔" اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "وہ تو احمد مجتبیٰ ﷺ کی امت ہے۔" یہودی عالم نے کہا: "تم نے صداقت کا اظہار کیا۔"

حضرت موسیٰ کو جب اس فضیلت کا علم ہوا جو حضور ﷺ اور آپ ﷺ کی امت کو اللہ تعالیٰ جل شانہ نے مرحمت فرمائی ہے تو احساس فضیلت و برتری کی بنا پر خواہش کی کہ کاش میں بھی امت محمدیہ میں شامل ہو سکتا۔ اس حالت تاثر میں اللہ تعالیٰ نے ان پر تین آیتیں نازل فرمائیں اور ان کے ذریعہ حضرت موسیٰ کو مسرت و اطمینان بخش گیے۔ ان آیات مبارکہ کے مضمون کو اس طرح بیان فرمایا گیا ہے:

یا موسی انی اصطفیتک علی الناس برسالاتی و بکلامی

﴿سورہ اعراف﴾

ترجمہ: "اے موسیٰ! میں نے تجھے لوگوں سے چن لیا اپنی رسالتوں اور اپنے کلام سے۔"

چنانچہ حضرت موسیٰ ... کو طمانیت قلب حاصل ہوگئی اور وہ خوش ہو گئے۔

﴿ابونعیم﴾

توریت میں امت محمدیہ کے اوصاف:

حضرت سعید بن ابی ہلال ... سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر ... نے حضرت کعب ... سے کہا کہ مجھ کو نبی کریم ﷺ اور آپ کی امت کے بارے میں بتایئے۔ انہوں نے کہا میں خدا کی کتاب توریت میں اس کا تذکرہ اس طرح پاتا ہوں کہ:

حضور احمد مجتبیٰ ﷺ اور ان کی امت بہت زیادہ حمد الٰہی میں مصروف رہنے والی ہے جو مساعد اور نامساعد ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی حمد کرے گی۔ ہر بلندی پر کبریائی اور ہر پستی پر تسبیح بجا لائے گی۔ ان کی اذانیں فضائے آسمانی میں گونجیں گی اور ان کی نمازوں میں بھی اس طرح گونج ہوگی جیسے درخت پر شہد کی مکھیوں کی گونج ہوتی ہے۔ وہ فرشتوں کی صفوں کی مانند اپنی نمازوں میں صف بستہ ہو جائیں گے اور میدان جہاد میں بھی مثل نمازوں کے صف بندی کریں گے۔ فرشتے ان کے آگے اور پیچھے تیز بھالوں والے تیر لیے کھڑے ہوں گے اور جب وہ راہ خدا میں صف بستہ ہوں گے تو حق تعالیٰ ان پر سایہ کناں ہوگا۔ حضرت کعب ... نے اس موقع پر اپنے ہاتھ سے اشارہ کر کے بتایا کہ جس طرح شاہین اپنے آشیانہ پر سایہ کرتا ہے، اسی طرح یہ لوگ میدان جنگ میں قائم رہیں گے تاوقتیکہ حضرت جبرئیل ... نہ آ جائیں۔

﴿ابونعیم﴾

احمد مجتبیٰ کا منکر جہنمی ہے:

حضرت انس ... سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بنی اسرائیل کے نبی حضرت موسیٰ ... پر اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی کہ جو شخص مجھ سے اس حال میں ملے کہ وہ احمد مجتبیٰ ﷺ کا منکر ہے تو میں اسے جہنم میں داخل کروں گا۔ حضرت موسیٰ ... نے کہا: اے رب! احمد کون ہے؟ فرمایا:

"میں نے کسی مخلوق کو ان سے بڑھ کر مکرم نہیں بنایا اور میں نے ان کا نام تخلیق آسمان و زمین سے پہلے عرش پر لکھا۔ بلاشبہ میری تمام مخلوق پر جنت حرام ہے جب تک وہ ان کی امت میں داخل نہ ہو۔"

حضرت موسیٰ ... نے کہا ان کی امت کیسی ہے؟ فرمایا: وہ بہت زیادہ حمد کرنے والی امت ہے جو چڑھتے ہوئے اور اترتے ہوئے ہر حال میں خدا کی حمد کرنے والی ہے۔ وہ اپنی کمریں باندھیں گے اور اعضاء کو پاک کریں گے۔ وہ دن میں روزہ دار اور رات کو ذکر و اذکار اور عبادت میں گزار دیں گے۔ ان کے قلیل عمل کو قبول کروں گا اور "لا الٰہ الا اللہ" کی شہادت پر ان کو جنت میں داخل کروں گا۔

عرض کیا اس امت کا نبی مجھے بنا دے؟ فرمایا: اس امت کا نبی انہیں میں سے ہوگا۔ عرض کیا: مجھے اس نبی کا امتی بنا دے؟ فرمایا: تمہارا زمانہ پہلے ہے اور ان کا زمانہ آخر میں، لیکن بہت جلد میں تم

کو اور ان کو بیت المقدس میں یکجا کر دوں گا۔

﴿ابو نعیم، حلیۃ الاولیاء﴾

حضرت اشعیاء علیہ السلام کو بشارت مصطفیٰ ﷺ:

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اشعیاء علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی: کہ میں نبی امی کو مبعوث کرنے والا ہوں جس کے ذریعے بہرے کان، غلاف دل اور اندھی آنکھیں کھولوں گا۔ اس کی جائے ولادت مکہ اور مقام ہجرت مدینہ اور اس کا ملک شام ہے۔ وہ میرا بندہ متوکل، مصطفیٰ، مرفوع، حبیب، محبوب، مختار ہے جو برائی کا بدلہ برائی سے نہ دے گا بلکہ عفو و درگزر اور بخشش سے کام لے گا۔ ایمانداروں کے ساتھ رحمدلی برتے گا اور قوت سے زیادہ لدے ہوئے اور بوجھل جانور کو دیکھ کر دردمند ہو جائے گا اور بے سہارا عورت کی گود میں یتیم بچوں کیلئے وہ دل گرفتہ ہوگا نہ وہ بدخلق ہوگا نہ سخت مزاج۔ نہ بازاروں میں شور مچاتا پھرے گا نہ فحش کے ذریعہ زینت کو پسند کرے گا نہ وہ بیہودہ گو ہے نہ بری بات کہنے والا اگر وہ چراغ کے قریب سے گزرے گا تو سکون و وقار سے، تاکہ چراغ گل نہ کر دے اور اگر وہ طویل و سخت میدان پر بھی رواں ہوگا تو اس کی رفتار پروقار اور بے آواز ہوگی۔ وہ مبشر و نذیر ہے۔ میں اس کے اعمال میں توازن اور اخلاق میں حسن و حکمت دوں گا، طمانیت و وقار کو اس کا لباس بناؤں گا اور نیکی کو اس کا شعار، تقویٰ کو اس کا ضمیر اور حکمت کو اس کی فراست بناؤں گا اور صدق و وفا اس کی طبیعت ہوگی اور عفو و بخشش اور بھلائی اس کی عادت ہوگی۔ عدل و انصاف اس کی سیرت، حق اس کی شریعت، ہدایت اس کا امام اور اسلام اس کی ملت ہوگی۔ اس کا نام گرامی احمد ہے۔ میں اس کے ذریعہ گمراہی سے لوگوں کو نجات دوں گا اور اس کے ذریعہ جہالت سے لوگوں کو علم عطا کروں گا اور اس کے ذریعہ گمنامی کے بعد سربلندی عطا کروں گا اور ناواقفیت کے بعد اس کے ذریعہ لوگوں کو معرفت دوں گا اور قلت کے بعد اس کے ذریعہ کثرت دوں گا اور مفلسی کے بعد اس کے ذریعہ تونگر بناؤں گا اور انتشار و تفریق کے بعد اس کے ذریعہ جمع کروں گا اور دلوں میں اس کے ذریعہ الفت پیدا کروں گا اور پراگندہ خیالات مختلف گروہوں کے درمیان اتحاد و فکر اور یکجہتی پیدا کروں گا اور اس کی امت کو خیر امت یعنی بہترین امت بناؤں گا جو لوگوں کی ہدایت کیلئے ظاہر کی گئی ہے۔ وہ امت نیکی کا حکم دے گی اور برائی سے منع کرے گی۔ وہ لوگ میری وحدانیت کا چرچا کریں گے اور مجھ پر ایمان لائیں گے، میرے ساتھ عقیدہ اور محبت میں اخلاص ہوگا اور میرے تمام انبیاء کرام علیہم السلام اور رسول جو الہام و ہدایت لائے ہیں وہ ان سب کی تصدیق کریں گے اور وہ لوگ نمازوں کے اوقات کیلئے سورج کے طلوع و غروب پر نظر رکھیں گے۔ ایسے دلوں، ایسے چہروں اور ایسی روحوں کو خوشخبری ہو جو میرے ساتھ مخلص ہوں گے۔ میں ان کو مسجدوں میں، مجلسوں میں، ان کے کاروباری اداروں میں، ان کی گزرگاہوں میں اور ان کی آرام گاہوں میں تسبیح و تکبیر اور تحمید و توحید کرنے کی توفیق دوں گا۔ وہ اپنی مساجد میں اس طرح صفیں بنائیں گے جس طرح عرش کے گرد فرشتے صف بستہ ہیں۔ وہ میرے

محبوب دشمن اور مددگار ہیں۔ میں ان کے ذریعے اپنے دشمنوں سے بدلہ لوں گا۔ وہ میرے لیے قیام و قعود اور رکوع و سجود کے ساتھ نمازیں پڑھیں گے۔ وہ میری رضا و خوشنودی کی خاطر اپنے دیار و امصار اور جائیدادوں سے دست کش ہوں گے، وہ قتل کریں گے اور شہید بھی ہوں گے۔ ان کی جماعت مجاہدین میں بڑی تعداد ہوگی۔ میں ان کی کتاب کے ذریعے دوسری کتابوں کو اور ان کے نظام زندگی کے ذریعے دوسرے باطل نظاموں کو اور ان کے قانون شریعت کے ذریعے دوسرے خلاف عدل سیاہ قوانین کو ختم کر دوں گا۔ پس جو کوئی بھی ان کے زمانے کو پائے پھر بھی ان کی کتاب کو نہ مانے اور ان کے دین یعنی نظام حیات اور قانونی شریعت کو نہ اپنائے تو وہ میرا نہیں اور مجھ سے بری ہے۔

میں نے ان کو تمام امتوں پر افضل بنایا اور ان کو "امت وسط" اور تمام لوگوں پر گواہ بنایا جب وہ غضبناک ہوتے ہیں تو میری تکبیر کہتے ہیں اور جب وہ لاچار ہوتے ہیں تو میری کبریائی بیان کرتے ہیں اور جب جھگڑتے ہیں تو میری تسبیح کرتے ہیں۔ وہ اپنے چہروں اور اپنے ہاتھوں اور پاؤں کو وضو کے ساتھ پاک و صاف کرتے ہیں اور نصف کمر پر تہبند باندھتے ہیں اور ہر نشیب و فراز پر تہلیل و تکبیر کرتے ہیں۔ ان کی قربانیاں ان کا خون بہانا ہے۔ کتاب اللہ ان کے سینوں میں محفوظ ہے وہ رات کو عبادت کرتے اور دن کو روزہ رکھتے ہیں۔ ان کا منادی یعنی مؤذن اپنی آواز سے فضاء آسمانی میں گونج پیدا کر دیتا ہے جس طرح شہد کی مکھی کی بھنبھناہٹ ہوتی ہے۔ خوشخبری ہو اسے جو ان کے ساتھ ہے اور ان کے دین، ان کے طریقہ اور ان کی شریعت پر ہے۔ یہ میرا فضل ہے میں جسے چاہتا ہوں دیتا ہوں اور میں ہی صاحب فضل عظیم ہوں۔

(ابن ابی حاتم، ابونعیم)

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حضرت جارود بن عبداللہ آئے اور اسلام قبول کیا پھر کہا قسم ہے اس ذات اقدس کی جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ بے شک میں نے انجیل میں آپ کی صفت پائی ہے اور یقیناً آپ ﷺ کی بشارت ابن مریم حضرت عیسیٰ نے دی ہے۔

(بیہقی)

حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب احبار سے کہا کہ تم عہد رسالت ﷺ اور زمانہ خلافت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میں ایمان نہیں لائے اب امارت فاروقی میں اسلام لائے ہو اس کی کیا وجہ ہے؟ انھوں نے جواب دیا: میرے والد نے میرے لیے ایک کتاب جو تورات سے ماخوذ تھی لکھی اور میرے حوالے کرتے ہوئے فرمایا اس کے بموجب عمل کرنا اور حقوق ابوت کا احساس دلاتے ہوئے مجھ سے عہد لیا کہ میں اس کتاب کی مہر کو نہ توڑوں کیونکہ انھوں نے اپنی تمام کتابوں پر مہریں لگا دی تھیں۔ پھر جب میں نے اسلامی تحریک کو دیکھا تو اس میں از سرتا پا بھلائی اور اس کی اشاعت میں اضافہ اور غلبہ پایا تو مجھے خیال ہوا کہ شاید اس کتاب میں میرے باپ نے کچھ

ضروری علم میرے لیے مخفی کر رکھا ہے لہٰذا میں نے مہر کو ہٹایا تو اس میں حضور نبی کریم ﷺ کی اور آپ کی امت یعنی پیروانِ رسول اللہ ﷺ کی توصیف پائی۔ بہر حال میں اب آیا اور اسلام لایا۔
﴿ابو نعیم﴾

محمد رسول اللہ ﷺ خاتم النبیین ہیں:

حضرت شہر بن حوشب حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ میرا والد تمام لوگوں میں حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل شدہ کتاب کا بہت بڑا عالم تھا۔ وہ علم کو مجھ سے چھپاتا بھی نہ تھا۔ اس نے اپنی موت کے وقت مجھے بلایا اور کہا: "اے بیٹے! تم جانتے ہو کہ میں نے اپنے علم کو تم سے پوشیدہ نہیں رکھا ہے بجز دو ورقوں کے۔ ان اوراق میں ایک نبی ﷺ کا ذکر ہے جن کی بعثت کا زمانہ بہت قریب ہے لہٰذا میں نے مناسب سمجھا کہ میں تمہیں اس کی اطلاع کر دوں اس لیے کہ مجھے خطرہ ہے کہ بعض نبوت کے جھوٹے مدعی ظاہر ہوں اور تم ان کی اطاعت کرنے لگو۔ لہٰذا میں نے ان دونوں ورقوں کو تمہارے سامنے کے روزن میں رکھ دیا ہے اور ان پر مہر لگا دی ہے، تم ان اوراق کو ابھی نہ دیکھنا۔ ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لیے بھلائی کا ارادہ فرمائے اور وہ نبی مذکور آ جائے تم اس کی پیروی کرنا۔ اس کے بعد وہ فوت ہو گئے اور ہم نے ان کو دفن کر دیا۔ اس کے بعد میرے لیے کوئی چیز اس سے زیادہ محبوب نہ تھی کہ میں ان اوراق کو دیکھوں۔ بالآخر میں نے اس روزن کو کھولا اور ان ورقوں کو نکالا۔ ان میں لکھا تھا:

"محمد رسول اللہ ﷺ خاتم النبیین ہیں، ان کی جائے ولادت مکہ اور ان کا مقامِ ہجرت مدینہ ہے۔ وہ نہ بدخلق ہیں نہ سخت مزاج، نہ بازاروں میں شور مچانے والے ہیں اور نہ برائی کا بدلہ برائی سے دینے والے ہیں، وہ عفو و درگزر سے کام لیں گے۔ ان کی امت بہت زیادہ حمد کرنے والی ہوگی۔ وہ لوگ ایسے ہوں گے کہ ہر حالت میں اللہ کی حمد کریں گے، ان کی زبانیں حمد و سپاس میں سرگرم، وہ دشمنانِ دین کے مقابلے میں اپنے نبی کی مدد کریں گے۔ وہ اپنی شرمگاہوں کو دھوئیں گے اور نصف کمر پر تہبند باندھیں گے۔ خدا کی کتاب ان کے سینوں میں ہوگی اور وہ باہم اتنے رحیم و کریم ہوں گے جس طرح ماں جائے بھائی باہم رفیق و شفیق ہوتے ہیں اور وہ لوگ قیامت کے دن تمام لوگوں سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔"

حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا۔ اس کے بعد جب تک خدا نے چاہا میں ٹھہرا رہا مجھے اطلاع ملی کہ نبی کریم ﷺ مکہ مکرمہ میں مبعوث ہوئے ہیں۔ میں انتظار کرنے لگا کہ آپ ﷺ کی نبوت پر یقین کرنے کیلئے ثبوت مل جائے۔ اس کے بعد مجھے خبر ملی کہ آپ نے دنیا سے رحلت فرمائی ہے اور آپ ﷺ کے خلیفہ منتخب ہو گئے ہیں اور ان کا لشکر ہمارے علاقہ کی طرف آ رہا ہے۔ میں نے دل میں کہا: میں ان کے دین کو اس وقت تک قبول نہیں کروں گا جب تک میں ان کے اقوال و اعمال کو نہ دیکھ لوں۔

بالآخر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مقرر کردہ عامل ہماری طرف آئے اور میں نے ان کے اندر وفائے عہد اور وہ جملہ علامات دیکھ لیں تو جان گیا کہ یہ وہی امت اور وہی لوگ ہیں جن کا میں انتظار کر رہا تھا۔ اللہ گواہ ہے ایک رات میں اپنے مکان کی چھت پر تھا تو میں نے دیکھا کہ مسلمانوں میں سے ایک شخص

"کیا تم نے توریت اور انجیل میں میری صفت پڑھی ہے؟"

اس نے کہا "آپ ﷺ کے اوصاف کے مانند اوصاف، آپ ﷺ کی ہیئت کی مانند ہیئت اور آپ ﷺ کے ظہور کے مانند ظہور ہونے کا حال ہم نے پڑھا ہے مگر ہمیں امید ہے کہ وہ نبی ہم میں سے ہوگا جب آپ نے ظہور فرمایا تو ہمیں اندیشہ ہوا کہ وہ نبی موعود شاید آپ ہی ہوں پھر جب ہم نے آپ ﷺ کو دیکھا تو ہم سمجھ گئے کہ وہ آپ ﷺ نہیں ہیں۔" نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "تم نے یہ کیسے جانا؟" اس نے کہا: "ان کے ساتھ ان کی امت میں سے ستر ہزار لوگ ایسے ہوں گے جن پر کچھ حساب و کتاب اور عذاب نہ ہوگا اور آپ ﷺ کا حال یہ ہے کہ تھوڑے سے لوگ آپ ﷺ کے ساتھ ہیں۔"

آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا "قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ یقیناً میں ہی وہ نبی ہوں اور جس امت کی تم نے تعریف بیان کی ہے وہ میری ہی امت ہے اور وہ ستر ہزار سے بہت زیادہ ہیں۔"

﴿طبرانی، بیہقی، ابونعیم، ابن عساکر﴾

رسول اللہ ﷺ کا حلم:

حضرت عبداللہ بن سلام ... سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب حضرت زید بن سعنہ ... کی ہدایت کا ارادہ فرمایا تو حضرت زید بن سعنہ ... کہتے ہیں کہ جس وقت میں نے حضور نبی کریم ﷺ کے چہرے پر نظر ڈالی تو علامات نبوت میں سے کوئی علامت باقی نہ رہی جس کو میں نے حضور نبی کریم ﷺ کے روئے انور میں نہ دیکھا ہو، صرف دو باتیں ایسی رہیں، جن کو میں چہرۂ انور سے نہ پہچان سکا۔ (۱) آپ ﷺ کا حلم آپ کے جہل پر غالب ہوگا۔ (۲) دوسروں کے جہل کی بنا پر آپ ﷺ پر شدت کرنے سے آپ ﷺ کا حلم ہی زیادہ ہوگا۔

چنانچہ اس کی پہچان کیلئے میں نے نبی کریم ﷺ سے نرمی کا برتاؤ شروع کر کے ایک معاملہ کیا تاکہ میں بعد میں طے شدہ معاملہ کے خلاف کر کے آپ کے حلم اور جہل کو پہچان سکوں۔ لہٰذا میں نے ایک خاص مدت مقرر کر کے ایک متعین کھجور کی مقدار خریدنے کا معاملہ کیا اور آپ ﷺ کو قیمت دی، پھر اس مدت مقررہ سے دو یا تین دن پہلے میں حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ کی قمیص اور چادر کے ایک گوشہ کو پکڑ کر غضبناک جذباتی ہیجان کے عالم میں کہا

"اے محمد ﷺ! تم میرا حق ادا نہ کرو گے، واللہ! تم سب آل مطلب بدمعاملگی کرنے والے لوگ ہو اور بے شک تمہارے اس معاملہ میں لاپرواہی کو میں خوب جانتا ہوں۔"

میری یہ بات کوئی سن کر حضرت عمر ... نے مجھ سے فرمایا: "اے دشمن خدا تو رسول اللہ ﷺ سے ایسی بات کہتا ہے اور پھر بکتا ہے جو کہہ رہا ہوں، خدا کی قسم! اگر مجھے حضور نبی کریم ﷺ کا اس درجہ احترام نہ ہوتا تو میں اپنی تلوار سے اب تک تیرا سر اڑا چکا ہوتا۔" رسول اللہ ﷺ غیر معمولی سکون اور وقار کے ساتھ حضرت عمر ... کی طرف دیکھ کر تبسم فرما رہے تھے، اس کے بعد فرمایا:

"اے عمر رضی اللہ عنہ! میں اور یہ تمہاری اس درشت بات کے علاوہ کسی اور ہی چیز کے مستحق تھے۔ اے عمر رضی اللہ عنہ! تم مجھے حسن ادا کو کہتے اور ان کو مہذب طریقے کے تحت مطالبہ کرنے کی تلقین کرتے۔ جاؤ اے عمر رضی اللہ عنہ! انہیں لے جاؤ ان کا مطالبہ پورا کرنے کے بعد مزید بیس صاع کھجوریں ان کی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے دینا کیونکہ تم نے انکو رنج دیا ہے۔ امید ہے یہ بددل نہ ہوں گے۔"

○ انہوں نے تعمیل کی۔ اس کے بعد میں نے کہا:

"اے عمر رضی اللہ عنہ! نبوت کی تمام علامتیں میں نے رسول اللہ ﷺ کے پرنور چہرے میں دیکھ لی تھیں صرف دو علامتیں ایسی تھیں جن کو میں جاننا چاہتا تھا۔ ایک یہ کہ ان کا حلم ان کے غصہ پر غالب رہے گا۔ دوسرے یہ کہ جاہلوں کی ان کے ساتھ جس درجے کی شدت ہوگی اسی قدر ان کا حلم و انکساری ان کے ساتھ بڑھے گا تو میں نے یہ دونوں نشانیاں پہچان لیں۔ لہٰذا اب میں اقرار کرتا ہوں کہ "میں اللہ کے رب ہونے اسلام کے دین ہونے اور محمد ﷺ کے نبی ہونے پر راضی ہو گیا۔"

﴿طبرانی، ابن حبان، حاکم، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت زہری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی نے کہا:

"تورات میں مذکورہ تمام صفتوں کو میں نے رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی میں مجتمع اور موجود پایا، صرف صفت حلم باقی تھی۔ اس صفت کو دریافت کرنے کیلئے ایک مقررہ مدت سے پہلے تیس دینار کھجوروں کی قیمت میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو دے دی۔" اس نے مذکورہ بالا واقعہ آخر تک بیان کیا مگر اس کے آخر میں یہ زائد ہے کہ اس یہودی نے کہا: اے عمر رضی اللہ عنہ! جو بے ادبی مجھ سے سرزد ہوئی ہے اس کیلئے مجھے کسی اور بات نے نہیں ابھارا تھا مگر اس نے کہ میں حضور نبی کریم ﷺ کی ذات میں تورات میں مذکورہ تمام صفتیں پاتا تھا مگر ایک صفت صبر کی مجھے آزمائش مقصود تھی جسے آج میں نے آزمایا اور ویسا ہی پایا جیسا کہ تورات میں مذکور تھا۔ اس کے بعد وہ یہودی اور اس کے تمام گھر والے مسلمان ہو گئے۔

﴿ابن سعد﴾

صاحب علم:

حضرت یوسف بن عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: میں نے جتنی کتابیں پڑھیں ہیں ان میں سے ہر ایک میں یہ تھا کہ ایک علم صاحب علم کے ساتھ اٹھایا جائے گا اور اس کے ساتھ اللہ ہوگا اور صاحب علم کو اللہ تعالیٰ تمام قوموں پر غالب فرمائے گا۔

﴿ابونعیم﴾

غرور اور تکبر سے پاک:

حضرت موسیٰ بن یعقوب زمعی رضی اللہ عنہ سہل مولیٰ خیثمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ اہل مریس کا نصرانی تھا، یتیم تھا اور اپنے چچا کی کفالت میں تھا۔ اس نے بتایا کہ میں نے انجیل کو پڑھا مطالعہ کے دوران مجھے

ایک ورق کونے سے چپکا ہوا ملا۔ میں نے اس کو کھولا تو اس میں محمد ﷺ کے اوصاف حمیدہ اس طرح تحریر تھے:

"آپ ﷺ نہ کوتاہ قد ہوں گے نہ طویل القامت، گورا رنگ ہوگا، دو زلفیں ہوں گی، دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی، احتباء (دونوں پاؤں کو کھڑے کرکے پھر ہاتھوں کو ان کے آگے سے پکڑ بیٹھنے کو احتباء کہتے ہیں) کی ہیئت میں اکثر بیٹھیں گے، صدقہ کو قبول نہ کریں گے، دراز گوش اور اونٹ پر سواری کریں گے، بکری کا دودھ دوہیں گے، پیوند لگا لباس زیب تن فرمائیں گے جو شخص اپنی خصلت میں ایسا ہو وہ ظاہر ہے کہ غرور وتکبر سے پاک ہوگا۔ آپ میں یہ تمام اوصاف ہوں گے، اولاد حضرت اسماعیل علیہ السلام سے ہوں گے اور اسم گرامی احمد ﷺ ہوگا۔"

حضرت مکحول رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں جب حضور نبی کریم ﷺ کا ذکر یہاں تک پڑھ چکا تو میرا چچا آ گیا جب اس نے اس ورق کو دیکھا تو مجھے مارا اور کہا کہ تو نے اس ورق کو کیوں کھولا اور پڑھا؟ میں نے جواب دیا کہ میں نے اس میں نبی موعود (ﷺ) کی نعت پڑھی ہے۔ اس پر اس نے کہا کہ وہ نبی ابھی تک نہیں آیا ہے۔

﴿ابن سعد، ابن عساکر﴾

حضرت عمر بن حکم بن رافع خان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ مجھے میرے چچا اور دوسرے بزرگوں نے بتایا ہے کہ ان کے پاس ایک ورق قدیم زمانہ جاہلیت سے بطور میراث چلا آ رہا تھا پھر اسلامی تحریک شروع ہوئی اور اس کے قائد محترم حضرت محمد ﷺ ہجرت کرکے مدینہ منورہ تشریف لائے تو وہ ورق لایا گیا۔ اس میں لکھا تھا:

بسم اللہ وقولہ الحق وقول الظالمین فی تباب

"اللہ کے نام سے شروع، اس کا قول حق ہے اور ظالموں کی باتیں پکڑوں میں ہیں۔ یہ ذکر اس امت کا ہے جو آخر زمانہ میں آئے گی، وہ لوگ اپنے دامنوں کو لٹکائیں گے اور اپنی کمروں پر تہبند باندھیں گے اور دریاؤں کو عبور کرکے اپنے دشمنوں کی طرف جائیں گے، ان میں ایسی نماز ہوگی کہ اگر وہ نماز قوم نوح علیہ السلام میں ہوتی تو وہ طوفان سے ہلاک نہ ہوتی اور قوم عاد میں ہوتی تو وہ ہوا سے برباد نہ ہوتی اور ثمود میں ہوتی تو وہ چیخ سے ہلاک نہ ہوتے۔"

رسول اللہ ﷺ کے حضور جب اس ورق کو پڑھا گیا تو آپ ﷺ نے تعجب فرمایا۔

﴿بیہقی﴾

تمام جہان کیلئے ہدایت اور رحمت:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے سارے جہان کیلئے ہدایت اور رحمت بنا کر بھیجا ہے اور مجھے اس لیے مبعوث فرمایا ہے کہ میں مزامیر اور معازف کو مٹاؤں۔ اس موقع پر حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ نے کہا: قسم ہے اس ذات گرامی کی جس نے آپ

ﷺ کو حق کے ساتھ پیدا کیا۔ بے شک میں نے توریت میں ایسا ہی پایا ہے۔

﴿ابن سعد و کتاب الاستیعاب﴾

نور علیٰ نور:

حضرت کعب احبار ؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے ایک شخص کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ "میں نے خواب میں دیکھا تمام لوگ حساب گاہ میں ہیں پھر انبیاء کرام علیہم السلام کو ان کی امتوں کے ہمراہ بلایا گیا اس طرح کہ ہر نبی کے ساتھ دو دو نور ان کے ہر متبع کے ساتھ ایک نور چل رہا تھا پھر رسول اللہ ﷺ کو بلایا گیا تو آپ کے سر مبارک اور چہرۂ انور کے ہر بال کے ساتھ جدا جدا نور تھا اور آپ ﷺ کے ہر متبع کے ساتھ دو نور مثل انوار انبیاء علیہم السلام کے تھے۔

یہ سُن کر حضرت کعب ؓ نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی لائق بندگی نہیں کیا واقعتاً تو نے خواب میں ایسا ہی دیکھا ہے؟ اس نے کہا: "ہاں۔" تو حضرت کعب ؓ نے کہا قسم سے کہتا ہوں یہ محمد ﷺ اور ان کی امت ہے اور انبیاء کرام اور ان کی امتوں کی یہی صفت ہے جو کتاب الٰہی میں مذکور ہے۔

﴿بیہقی، ابو نعیم﴾

وہ انبیاء جن کی بشارت قبل پیدائش دی گئی:

حضرت ابن مسعود ؓ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جن کی بشارت اللہ نے ان کی پیدائش سے پہلے دی ہے۔ ایک حضرت اسحاق ؑ دوسرے حضرت یعقوب ؑ ہیں۔ چنانچہ فرمایا۔

"فبشرناها باسحٰق و من وراء اسحاق یعقوب"

﴿سورہ ہود﴾

ترجمہ "تو ہم نے اسے اسحاق کی خوشخبری دی اور اسحاق کے پیچھے یعقوب کی۔"

- تیسرے حضرت یحییٰ ؑ چنانچہ ارشاد فرمایا

ان اللہ یبشرک بیحییٰ ﴿سورہ آل عمران﴾

ترجمہ: "بے شک اللہ آپ کو مژدہ دیتا ہے یحییٰ ؑ کا۔"

- چوتھے حضرت عیسیٰ ؑ چنانچہ فرمایا۔

ان اللہ یبشرک بکلمۃ منہ ﴿سورہ آل عمران﴾

ترجمہ "اللہ تجھے بشارت دیتا ہے اپنے پاس سے ایک کلمہ کی۔"

- پانچویں: حضرت محمد ﷺ۔ آپ کی تشریف آوری کی بشارت سورہ الصف میں اس طرح دی گئی ہے:

و مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد ﴿سورہ الصف﴾

ترجمہ: "اور ان رسول کی بشارت سناتا ہوا جو میرے بعد تشریف لائیں گے ان کا نام احمد (ﷺ) ہے۔"

یہ ہیں وہ انبیاء علیہم السلام جن کی بشارت قبل پیدائش دی گئی۔

﴿اتقان اسیوطی﴾

تورات میں نام محمد چومنے پر گنہگار کی مغفرت:

حضرت وہب بن منبہ سے روایت ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جس نے دو سو سال تک خدا کی نافرمانی کی پھر وہ مرگیا تو بنی اسرائیل نے اسے کوڑے گھر (گندگی ڈالنے کی جگہ) پر ڈال دیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو بذریعہ وحی حکم دیا کہ جاؤ وہاں سے اٹھا کر اس کی نماز جنازہ پڑھو۔ حضرت موسیٰ نے عرض کیا: اے رب! بنی اسرائیل گواہی دیتے ہیں کہ اس نے دو سو سال تک تیری نافرمانی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دوبارہ وحی فرمائی: سچ کہتے ہیں وہ ایسا ہی شخص تھا لیکن وہ جب بھی توریت کو تلاوت کیلئے کھولتا اور اس کی نظر اسم گرامی احمد مجتبیٰ (ﷺ) پر نظر پڑتی تو "وہ اسے چومتا اور اسے اپنی آنکھوں سے لگاتا اور آپ ﷺ پر درود شریف بھیجتا تھا۔" تو میں نے اس کا یہ بدلہ دیا کہ میں نے اس کے گناہوں کو بخش دیا اور ستر حوروں سے اس کا نکاح کر دیا۔

﴿ ابو نعیم حلیۃ الاولیاء ﴾

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ اہل کتاب کے ایک مدرسے میں تشریف لے گئے اور ان سے فرمایا "میرے پاس اپنے سب سے بڑے استاد اور عالم کو لاؤ۔" تو انہوں نے کہا "یہ عبداللہ بن صوریا ہیں۔"

رسول اللہ ﷺ ان کو خلوت میں لے گئے اور ان کو ان کے دین، جو احسانات الٰہیہ من اور سلویٰ اور ان پر بادل وقت میں سایہ ہوتا تھا۔ ان سب کی قسم دی اور کہا: "تم میرے بارے میں کیا جانتے ہو؟"

انہوں نے جواب دیا: "خدا شاہد ہے میں جانتا ہوں کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور جملہ اہل کتاب واقف ہیں چونکہ توریت میں واضح طور پر آپ کے اوصاف مذکور ہیں مگر میرے ہم مذہب حسد اور عصبیت کی بنا پر انکار کرتے ہیں۔" حضور نبی کریم ﷺ نے پھر سوال کیا: "تم کو اقرار اور اعتراف سے کس چیز نے روک رکھا ہے؟" انہوں نے عرض کیا "میں اپنی قوم کے خلاف کرنا پسند نہیں کرتا۔ میرا خیال ہے عنقریب یہ لوگ دعوت اسلام قبول کر لیں گے اس وقت میں بھی اسلام لے آؤں گا۔"

﴿ ابن سعد ﴾

کلمہ پڑھنے پر مغفرت:

حضرت ابن صخر عقیلی سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ مجھ سے ایک بدوی عرب نے بیان کیا کہ حضور نبی کریم ﷺ کا گزر ان یہودی کے پاس سے ہوا جو ایک بستر پر توریت رکھے ہوئے لڑکے کے آگے پڑھ رہا ہوا۔ نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا: "میں تجھ کو اس ذات کی قسم دیتا ہوں جس نے حضرت موسیٰ پر توریت نازل فرمائی کیا تو اس توریت میں میرا اور میرے مقام ہجرت کا ذکر پاتا ہے؟"

اس یہودی نے اپنے سر کے اشارے سے کہا: نہیں۔ مگر اس کے بیٹے نے کہا: "میں اس ذات کو گواہ کر کہتا ہوں جس نے حضرت موسیٰ پر توریت نازل کی کہ توریت میں آپ ﷺ کا اور آپ ﷺ کے مقام ہجرت کا بیان موجود ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ آپ

یقیناً اللہ کے رسول ﷺ ہیں۔"

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا:

"اس یہودی کو اس کے ساتھی کے پاس سے علیحدہ کردو۔"

اس کے بعد وہ جوان فوت ہوگیا اور رسول اللہ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھی۔

- (بیہقیؒ نے اسی حدیث کی مانند حضرت انس اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔)

﴿احمد، ابن سعد﴾

یہودی عالم کی تصدیق:

حضرت کلبی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ابوصالح رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ قریش مکہ نے نضر بن حارث اور عتبہ بن ابی معیط وغیرہ کو مدینہ کے یہودیوں کے پاس بھیجا کہ وہ محمد ﷺ کے بارے میں دریافت کریں تو یہ لوگ مدینہ میں آئے اور کہا کہ ہمیں ایک معاملہ درپیش ہے۔ وہ یہ کہ ہم لوگوں میں ایک شخص یتیم و حقیر ہونے کے باوجود بہت بڑا دعویٰ کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ میں رحمٰن کا رسول ہوں۔ یہودیوں نے کہا: "ہمیں اس کے اوصاف سے آگاہ کرو۔" تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے اوصاف بیان کیے۔

- یہودیوں نے پوچھا: "کون لوگ اس کا اتباع کررہے ہیں؟"
- انہوں نے جواب دیا: "ادنیٰ لوگ اس کی پیروی کررہے ہیں۔"

اس جواب کو سن کر یہودیوں کا پیشوا اٹھا اور اس نے کہا۔

"یہ وہی نبی ہے جس کا وصف ہماری کتابوں میں موجود ہے کہ اس کی اپنی قوم عداوت میں دوسرے تمام لوگوں سے زیادہ شدید ہوگی۔"

﴿ابن سعد﴾

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ذمہ ایک یہودی کے کچھ دینار تھے۔ یہودی نے حضور نبی کریم ﷺ سے تقاضا کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا: "اس وقت تو میرے پاس کچھ موجود نہیں ہے جو میں تم کو ادا کروں۔" یہ جواب سن کر یہودی نے کہا: "اے محمد (ﷺ)! میں آپ کے پاس سے ہرگز نہ ٹلوں گا جب تک کہ اپنا مطالبہ نہ لے لوں۔" حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "میں تمہارے پاس بیٹھا رہوں گا۔" اور حضور نبی کریم ﷺ اس کے پاس بیٹھ گئے۔ اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور فجر کی نمازیں پڑھیں۔ اس دوران میں حضور نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام اس یہودی کو دھمکاتے رہے پھر صحابہ نے حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کیا:

"یارسول اللہ ﷺ! کیا یہ یہودی آپ کو یونہی روکے رکھے گا؟"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "مجھ کو میرے رب نے معاہد اور غیر معاہد پر ظلم کرنے سے منع فرمایا ہے۔" پھر ایک پہر دن گزرنے کے بعد یہودی مسلمان ہوگیا اور اس نے کہا کہ "میرا آدھا مال

خدا کی راہ میں ہے۔ اب میں عرض کرتا ہوں کہ میری یہ دوستی آپ ﷺ کے ساتھ صرف اس وجہ سے تھی کہ آپ ﷺ کے ان اوصاف کو جو توریت میں مذکور ہیں آزمائش کر سکوں۔ توریت میں ہے کہ حضرت محمد ﷺ بن عبد اللہ کی جائے ولادت مکہ اور مقام ہجرت مدینہ اور ان کا ملک شام ہے۔ وہ بد خلق ہوں گے نہ سخت مزاج اور نہ بازاروں میں آوازیں کسنے والے اور نہ فحش گو دار اور نہ بے حیا۔"

﴿حاکم، بیہقی، ابن عساکر﴾

حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت کر کے اسے حسن کہا ہے۔ انہوں نے کہا: "توریت میں حضور نبی کریم ﷺ کی صفت موجود ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ ﷺ کے ساتھ دفن ہوں گے۔"

﴿ترمذی﴾

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نجاشی شاہ حبش کے چند مصاحبین نے کہا: "ہمیں اجازت دیجئے کہ ہم اس نبی مکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوں کیونکہ صحیفہ عیسیٰ میں ہم ان کے اوصاف پڑھ چکے ہیں۔" لہٰذا وہ جوان جنگ غزوۂ احد کے موقع پر آئے اور دین حق میں داخل ہوئے۔

﴿ابو الشیخ فی التفسیر﴾

توراۃ میں مدینہ کے نام

حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے "کتاب موسیٰ" میں مدینہ طیبہ کو مخاطب کر کے فرمایا: "اے طیبہ! اے طابہ! اے مسکینہ! تو خزانوں کو قبول نہ کرنا۔ میں تیری سطح کو تمام بستیوں کی سطح پر رفعت و بلندی عطا کروں گا۔"

﴿زبیر بن بکار فی اخبار مدینہ﴾

یہ روایت عبد اللہ بن محمد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ انہوں نے کہا کہ مجھے بتایا گیا ہے کہ توریت میں مدینہ طیبہ کے چالیس نام بیان کیے گئے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے قبل خبریں

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان سے لوگوں نے پوچھا: "آپ کو اسلام کی طرف متوجہ کرنے میں پہلے کون سا واقعہ محرک ہوا؟" انہوں نے بتایا کہ میں یتیم تھا اور رام ہرمز میں سکونت تھی۔ میرا باپ ایک کسان تھا اور وہ ایک معلم کے پاس جا کر پڑھا کرتا تھا۔ میں نے مزید حصول علم و دانش کیلئے اس معلم کی صحبت و رہائش اختیار کر لی۔ میرا ایک بھائی مجھ سے بڑا رہتا تھا اور میں کم سن اور بے سہارا تھا۔ معلم کی عادت تھی کہ جب اس کی مجلس درس سے شاگرد رخصت ہو جاتے تو وہ اپنے منہ پر کپڑا لپیٹ کر پہاڑ پر چڑھ جاتا تا کہ لوگ نہ جان سکیں کہ پہاڑی پر روزانہ جانے والا یہ استاد اور معلم ہے۔ ایک روز میں نے اس سے کہا: "آپ روزانہ جہاں جاتے ہیں وہاں مجھے لے کر نہیں جاتے۔" انہوں

نے کہا: "تم بچے ہو، اندیشہ ہے کہ دوسروں سے کہہ دو گے۔" میں نے کہا: "اس کا خوف نہ کیجئے ایسا نہیں ہو سکتا۔" انہوں نے بتایا: "اس پہاڑ پر ایک قوم رہتی ہے جس کی عبادت و تزکیہ کا ایک خاص طریقہ ہے۔ وہ لوگ اللہ اور آخرت کو یاد کرتے ہیں اور ان کا خیال ہے کہ "ہم لوگ آتش پرست اور بت پرست ہیں۔ صحیح راہ سے بھٹکے ہوئے ہیں۔" میں نے کہا: "مجھ کو ان کی خدمت میں لے چلئے۔" عالم استاد نے کہا: "میں اللہ والوں سے اجازت لے لوں۔"

پھر عالم نے ان سے اجازت مانگی۔ انہوں نے اجازت دے دی اور میں عالم کے ساتھ روانہ ہو کر ان کے پاس پہنچا۔ وہ چھ یا سات آدمی تھے اور حالت ان کی یہ تھی کہ کثرت ریاضت و عبادت سے نیم جان تھے۔ دن میں روزہ اور رات میں قیام، غذا کیلئے درختوں کے پتے کھا لیتے تھے۔ ہم ان کے قریب ہی بیٹھ گئے۔ انہوں نے اللہ کی حمد و ثنا کی اور پھر انبیاء و سابقین علیہم السلام کا ذکر کیا حتیٰ کہ حضرت عیسیٰ   کے ذکر تک پہنچے۔

بتایا کہ اللہ نے انہیں بغیر مرد کے پیدا فرمایا اور خدا نے ان کو منصب رسالت عطا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو مسیحا یعنی مردوں کو زندہ اور بیماروں کو شفا دینے والا بنایا مگر کچھ لوگوں نے ان کے معاملے میں کفر اور بعض نے پیروی اختیار کی۔ اس کے بعد انہوں نے مجھے مخاطب کیا اور کہا:

"اے برخوردار! بے شک سب کا رب ایک ہے، سب کو آخرت درپیش ہے اور سب کا انجام طرفین سے کسی ایک طرف ہو گا۔ جنت کی طرف یا دوزخ کی جانب۔ جو لوگ آگ کی پرستش کرتے ہیں، نادیدہ وہ کفر و ضلالت میں مبتلا ہیں۔ ان سے ان کے اعمال کی بنا پر اللہ بیزار ہے اور وہ دین حق سے برگشتہ اور گمراہ ہیں۔"

پھر ہم لوٹ آئے۔ دوسرے دن پھر گئے۔ انہوں نے پھر خطاب کیا اور خوب اچھی طرح امر کو سمجھایا چنانچہ میں اب مستقل ان کی خدمت میں رہنے لگا۔ مجھ کو ہر وقت حاضر پا کر انہوں نے مشفقانہ انداز اختیار کرتے ہوئے فرمایا

"اے سلمان! تم ابھی بچے ہو، تم اتنا زہد و ریاضت نہ کر سکو گے لہٰذا جو میسر ہو کھاؤ پیو اور عبادت کر کے سو جایا کرو۔"

کچھ ہی عرصہ بعد بادشاہ کو خبر ہو گئی اور اس نے ان کو جلاوطنی کا حکم دے دیا۔ میں نے راہبوں سے کہا: "وطن چھوڑ تو سکتا ہوں پر آپ سے جدا نہیں ہو سکتا۔" چنانچہ میں ان کے ہمراہ روانہ ہو گیا۔ سفر طے کر کے موصل پہنچے وہاں لوگوں نے ان کو گھیر لیا۔ اس کے بعد غار سے ایک شخص باہر آیا اور سلام کر کے بیٹھ گیا۔ سب لوگ ادب و احترام کے جذبات کے ساتھ اس کے روبرو مؤدب تھے کہ اس نے میرے ساتھی راہبوں سے سوال کیا: "اب تک تم لوگ کہاں تھے؟"

انہوں نے سارے حالات بتائے۔ اس نے دریافت کیا: "یہ بچہ کون ہے؟" انہوں نے کہا میری خوب تعریف کی اور بتایا پوری طرح ہدایت پایا اور عمل کر رہا ہے۔

اس کے بعد اس شخص نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی اور انبیاء و مرسلین علیہم السلام کا ذکر کیا اور حق تعالیٰ نے ان پر جو اکرام و انعام فرمائے ان کو بیان کیا۔ یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ — کا ذکر آیا۔ بعد از اں سامعین کو نصیحت کی اور کہا: "اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور جو کچھ حضرت عیسیٰ — لائے ہیں اپنے لیے لازم کر لو، ان کی مخالفت نہ کرو، ورنہ اللہ تعالیٰ تمہاری مخالفت کرے گا۔" اس کے بعد اس نے کھڑے ہونے کا ارادہ کیا تو میں نے کہا:

"میں اب تم سے جدا نہیں ہوں گا۔" اس نے جواب دیا: "اے بچے! تم اتنی برداشت نہیں رکھتے کہ میرے ساتھ رہ سکو، میں بجز اس غار سے علاوہ اتوار کے باہر نہیں آتا۔" میں نے کہا: "میں تم سے جدا نہیں ہوں گا۔" میری دوبارہ درخواست پر اس نے مجھے ساتھ لے لیا اور غار میں داخل ہو گیا۔ میں نے غار نشین راہب کو سوتے اور کھاتے پیتے نہیں دیکھا۔ وہ تمام وقت رکوع و سجود میں رہتا یہاں تک کہ دوسرا اتوار آ گیا پھر جب صبح ہوئی تو ہم نکلے لوگ اس کے گرد جمع ہو گئے۔ اس کے بعد حسب سابق اس نے لوگوں سے خطاب کیا پھر وہ اپنے غار میں چلا گیا اور میں بھی اس کے ہی چلا گیا جب تک خدا نے چاہا اس کے ساتھ رہا۔ وہ ہر اتوار کو نکلتا، لوگوں کا اجتماع ہوتا پھر وہ ان کو وعظ و نصیحت کرتا، ایک اتوار وہ نکلا اور معمول کے مطابق تقریر کر کے اس نے کہا:

"اے لوگو! میری عمر بہت ہو گئی ہے اور میری ہڈیاں گل گئی ہیں، میرا وقت قریب ہے ایک عرصے سے میں بیت المقدس کی حاضری کا ارادہ کر رہا ہوں، مجھے وہاں جانا ضروری ہے۔"

✿ میں نے کہا: "میں تم سے جدا نہیں ہوں گا۔" چنانچہ ایک روز ہم دونوں روانہ ہو گئے حتیٰ کہ بیت المقدس پہنچ گئے اور وہ وہاں پہنچ کر عبادت میں مشغول ہو گیا۔ وہ مجھ سے اکثر باتیں کرتے بھی کہتا:

"اے سلمان! اللہ تعالیٰ عنقریب ایک رسول کو مبعوث فرمائے گا جس کا نام احمد ہے وہ تہامہ سے ظاہر ہوگا اس کی نشانی یہ ہے کہ وہ "ہدیہ" قبول کرے گا مگر صدقہ نہیں کھائے گا۔ دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی۔ یاد رکھو اس کا ظہور بہت نزدیک ہے لیکن میں بہت ہی معمر اور ضعیف ہو گیا ہوں، اس لیے خیال ہے کہ اس عہد سعادت کو نہ پا سکوں گا تم پاؤ تو ان کی تصدیق کرنا اور ان کی اتباع کرنا۔"

میں نے سوال کیا: "اگر وہ اس دین کو، جس کی تعلیم و تربیت آپ نے دی ہے ترک کرنے کا حکم دے؟" اس نے کہا: "ہاں اگرچہ تمہیں اس کا بھی حکم دے۔"

اس کے بعد وہ بیت المقدس کے عبادت خانے سے باہر آیا۔ اس کے دروازے پر ایک مجبور و لاچار شخص بیٹھا تھا۔ راہب نے اس سے کہا: "مجھے اپنا ہاتھ دے۔" پھر اس نے ہاتھ پکڑ کر کہا: "قُم بِسمِ اللہ" یعنی اللہ کے نام سے کھڑا ہو جا تو وہ کھڑا ہو گیا گویا کہ اسے رسیوں سے باندھ رکھا ہو پھر اس نے اس کا ہاتھ چھوڑ دیا اور وہ تیزی سے آگے بڑھ گیا۔ ہر طرف سے بے پروا اور کسی طرف توجہ کیے بغیر آگے بڑھتا گیا۔ اس معذور و لاچار شخص نے مجھ سے کہا: "اے لڑکے! مجھ پر میرے کپڑے ڈال دے تاکہ میں

چلا جاؤں۔'' میں نے اس پر کپڑے ڈال دیئے۔ اس کے بعد میں تلاش راہب میں، اس کے نقوش قدم پر روانہ ہوا جب بھی میں لوگوں سے اس بارے میں پوچھتا تو وہ جواب دیتے کہ تیرے آگے جا رہا ہے۔ ایک مقام پر بنی کلب کے سوار مجھے ملے۔ میں نے راہب کے بارے میں ان سے پوچھا۔ انہوں نے میرے طرز گفتگو سے جو کچھ سمجھا ہو بہر حال ایک اونٹ پر اپنے پیچھے مجھے بٹھا لیا اور اپنے علاقے میں لے آئے۔ پھر ایک انصاری خاتون نے مجھے خرید لیا اور اپنے باغ کی نگہداشت پر مقرر کر دیا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ مدینہ طیبہ میں رونق افروز ہوئے۔ اس کی خبر جب مجھے ہوئی تو میں نے باغ سے کچھ کھجوریں لیں اور بارگاہ نبوت میں حاضر ہو گیا۔ بہت لوگ موجود تھے۔ میں نے کھجوریں حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے رکھ دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ کیسی ہیں؟'' میں نے عرض کیا: ''صدقہ ہے۔'' آپ ﷺ نے حاضرین سے کہا: ''کھاؤ۔'' مگر خود نہ کھائیں۔

کچھ دیر وہاں قیام کے بعد میں آیا اور میں نے باغ سے پھر کھجوریں لیں اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں پہنچا۔ اصحاب رسول ﷺ موجود تھے میں نے وہ کھجوریں جن کو ساتھ لے کر گیا تھا، حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے رکھ دیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''یہ کیسی ہیں؟'' میں نے عرض کیا: ''یہ ہدیہ ہے۔'' پس حضور نبی کریم ﷺ بھی بسم اللہ پڑھ کر کھائیں اور صحابہ نے بھی کھائیں۔ آپ کے طرز عمل کو دیکھ کر میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ نبی موعود کی نشانیوں میں سے ہے۔

اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ کی جانب راست وچپ اور پھر پشت مبارک کی طرف آ گیا۔ آپ میرا مطلب سمجھ گئے۔ جسم پر سے کپڑا ہٹایا تو مہر نبوت شانوں کے درمیان موجود تھی۔ میں آ کر حضور نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھ گیا اور صدق دل سے ساتھ کہا:

اشھد ان لا الہ الا اللہ و انک رسول اللہ.

﴿حاکم، بیہقی﴾

حضرت سلمان فارسی کے ایمان لانے کا واقعہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ سے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں ایرانی النسل تھا اور میرا باپ ایک کاشت کار تھا جو مجھ پر بڑا مہربان اور شفیق تھا حتی کہ گھر سے باہر نکلنے دیتا۔ وہ مذہباً آتش پرست اور عقائد میں شدید اور تفاخر کرنے والا۔ میں اس کے آتش خانے کا محافظ اور منتظم تھا۔ میں دوسرے لوگوں سے مذہبی نظریات اور رسوم سے بیگانہ محض تھا اس سلسلہ میں مجھے بس اسی قدر معلوم تھا جو کچھ میں نے اپنے ماحول سے حاصل کیا تھا۔ میرے باپ کی زمین پر کچھ کارندے مقرر تھے۔ ایک روز باپ نے بلا کر کہا:

''میرے بیٹے! مجھے اس زمین کا فکر لاحق ہے۔ اس کی دیکھ بھال کی ضرورت ہے۔ تم کھیتوں

پر جا کر کارندوں سے یہ اور یہ کہہ دینا مگر وہاں ٹھہرنہ جانا کیونکہ تمہارے ٹھہر جانے سے سارا کام درہم برہم ہو جائے گا۔'' میں کہنے کے مطابق چل پڑا۔ راستہ میں عیسائیوں کے ایک معبد پر گزر ہوا۔ اندر سے آوازیں آ رہی تھیں۔ میں نے لوگوں سے پوچھا: ''یہ عمارت کیسی اور اس میں کون لوگ رہتے ہیں؟'' لوگوں نے مجھے بتایا کہ یہ عیسائیوں کا کنیسہ ہے اور اندر لوگ عبادت میں مصروف ہیں۔ یہ اس کی آوازیں ہیں جو تم سن رہے ہو۔ میں ان کو اور ان کے طرز عبادت کو دیکھنے کے لیے اندر چلا گیا۔ مجھے ان کا طرز عبادت دیکھ کر اس قدر حیرانی ہوئی کہ میں ان کے پاس ہی بیٹھا رہا۔ ان کے پاس سے ہٹنے کو دل نہ چاہا۔ یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا۔ میں رات کے وقت جب گھر واپس آیا تو لوگ مجھے تلاش کرنے روانہ ہو چکے تھے۔ مجھے دیکھ کر والد نے کہا کہ تم کہاں رہ گئے تھے؟ کیا میں نے تم کو جلدی واپس آنے کی تاکید نہیں کی تھی؟ میں نے کہا: ''ابا جان! میرا گزر ایسے لوگوں پر ہوا جن کو لوگ عیسائی کہتے ہیں' مجھے ان کی عبادت اور دعا بھلی معلوم ہوئی۔ میں اس خیال سے بیٹھ گیا کہ دیکھوں وہ کیا کرتے ہیں۔'' میرے والد نے جواب دیا: ''اے میرے بیٹے! تیرا دین اور تیرے آباء و اجداد کا دین ان سے بہتر ہے۔'' میں نے باپ سے عرض کیا:

''واللہ! ہم لوگوں کا دین ان لوگوں کے دین سے جو اللہ کی عبادت کرتے' اس کی پرستش کرتے اور اس کے لیے عبادت کرتے ہیں' بہتر نہیں ہے۔ ہم لوگ آگ کو پوجتے ہیں جس کو خود ہم روشن کرتے ہیں۔ اگر ہم روشن کرنا چھوڑ دیں تو وہ خاکستر ہو جائے۔''

یہ جواب سن کر میرے باپ کو اندیشہ ہوا۔ لہٰذا اس نے پیروں میں بیڑیاں ڈال کر مجھے اپنے گھر میں قید کر دیا۔ اس کے بعد میں نے ان نصرانیوں کے پاس ایک شخص کو بھیجا اور ان سے پوچھا: ''تمہارے دین کے اصول کہاں ملیں گے؟'' انہوں نے بتایا کہ ملک شام میں ہیں۔ میں نے پیغام دیا: ''آپ حضرات میں سے کوئی صاحب وہاں جانے والے ہوں تو مجھے خبر کر دیں۔''

کچھ عرصہ بعد چند عیسائی تاجر آئے تو انہوں نے مجھے اطلاع کرا دی۔ میں نے کہلوا دیا کہ تاجر اپنے کاروبار سے فارغ ہو کر جب واپسی کا ارادہ کریں تو مجھ اس موقع پر خبر کرا دیں لہٰذا جب وہ اپنی مصروفیات ختم کر کے واپس ہونے لگے تو مقامی عیسائیوں نے مجھے خبر دی۔ میں نے پیروں سے بیڑیاں نکال دیں اور ان کے ساتھ ہو کر ملک شام پہنچ گیا اور نصرانی مذہب کے سب سے بڑے اسقف (پادری) کے بارے میں دریافت کیا۔ لوگوں نے بتایا: ''کنیسہ کا منتظم ایک اسقف ہے۔'' میں اس کے پاس گیا اور میں نے اس سے عرض کی: ''میری خواہش ہے کہ میں تمہارے کنیسہ میں رہوں اور اللہ کی عبادت کروں اور تم سے اچھی اچھی باتیں سیکھوں۔'' اس نے اجازت دے دی اور میں اس کے پاس رہنے لگا۔ وہ ایک برا شخص تھا۔ میں نے دیکھا وہ لوگوں کو صدقات کی تلقین کرتا جب لوگ صدقات لے کر اس کے پاس آتے تو وہ خزانے میں رکھ دیتا اور جن مسکینوں کے نام پر یہ حاصل کیے تھے انہیں محروم رکھتا۔ مجھے یہ صورتحال دیکھ کر اس سے نفرت ہو گئی مگر وہ زیادہ عرصہ زندہ نہ رہا اور مر گیا جب لوگ اس کے دفن کے لیے

آئے تو میں نے ان سے کہا: "یہ خبیث شخص تھا تم لوگوں کو تو صدقہ کرنے کا حکم دیتا تھا اور اس کے لیے تمہیں شوق دلاتا تھا اور جب تم صدقات اکٹھا کر کے اس کے پاس لاتے تھے تو یہ ان کو جمع کر لیتا تھا اور غریبوں مسکینوں کو کچھ نہ دیتا تھا۔" لوگوں نے کہا: "اس کا ثبوت کیا ہے؟" میں نے کہا: "میں ابھی اس کا اندوختہ نکال کر آپ کے روبرو رکھتا ہوں۔"

انہوں نے کہا: "اچھا لاؤ!" میں گیا اور سات مٹکے سونے اور چاندی سے لبریز ان کے سامنے لا کر رکھ دیے جب لوگوں نے یہ دیکھا تو کہنے لگے: "ہم اسے ہرگز دفن نہ کریں گے۔" اس کے بعد انہوں نے اسے سولی پر لٹکایا اور سنگسار کر دیا۔

اس کے بعد وہ ایک اور شخص کو لے کر آئے جو ان کے خیال میں ایک قابل اور دیانتدار شخص تھا اور اس کے منصب پر مقرر کر دیا۔ میں نے کبھی آج تک نہ اپنوں میں اور نہ غیروں میں غرض کسی شخص کو اس شخص کی طرح زاہد اور شب زندہ دار نہیں دیکھا تھا۔ اس کے رات دن عبادت میں گزرتے تھے۔ میں نہیں جانتا کہ کبھی میں نے اس سے بھی زیادہ کسی سے محبت کی ہو۔ بہرحال میں اس کے ساتھ رہا۔

یہاں تک کہ اس کی وفات کا وقت قریب آ گیا۔ اس وقت میں نے ان سے کہا: "اے جناب! اب آپ کا وقت آخر ہے اور جو امر الٰہی ہے اسے آپ دیکھ رہے ہیں۔ قسم سے کہتا ہوں کہ میرے لیے آپ سے زیادہ کوئی محبوب نہ تھا۔ براہ مہربانی مجھے کچھ حکم دیجئے اور کسی کی طرف میری رہنمائی کیجئے۔" اس نے کہا: "اے بیٹے! میں اور تو کسی کو نہیں جانتا البتہ ایک شخص موصل میں ہے تم اس کے پاس چلے جاؤ یقیناً تم اس کو میری طرح پاؤ گے۔" پھر جب وہ فوت ہو گیا تو میں موصل پہنچا اور اس شخص کے پاس گیا۔ میں نے اس کو ریاضت و عبادت اور ترک دنیا اور زہد میں اسی طرح پایا۔

میں نے اس عابد کو بتایا کہ شام کے اسقف نے مرتے وقت مجھ کو آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کی وصیت کی ہے لہٰذا میں آپ کے پاس حاضر ہوا ہوں اور آپ کا فیض صحبت حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ اس نے کہا: "اے بیٹے شوق سے رہو۔" میں مقیم ہو گیا۔ یہاں تک کہ اس کی وفات کا وقت بھی قریب آ گیا۔ میں نے اس سے کہا: "میں وصیت کے مطابق آپ کے پاس آیا تھا اور اب آپ کی حالت بھی حکم خداوندی کے انتظار میں ہے لہٰذا آپ کسی کی طرف میری رہنمائی فرمائیں۔"

اس نے کہا: "اے بیٹے! خدا کی قسم میں نہیں جانتا البتہ صرف ایک شخص نصیبین میں ہے وہ ہمارے ہی دین و مسلک پر ہے تم اس کے پاس چلے جاؤ۔

امید ہے تم اس کی صحبت میں رہ کر اپنا مقصد ضرور حاصل کر لو گے۔" اس کو دفن کرنے کے بعد میں نصیبین میں اس شخص کے پاس پہنچا اور بتایا کہ فلاں نے فلاں کی طرف رہنمائی کی تھی اور انہوں نے اب آپ کے پاس بھیجا ہے۔ تو اس نے کہا: "اے صاحبزادے تم رہو۔" پھر میں اس کے پاس سابقہ طور پر شب و روز رہنے لگا۔ یہاں تک کہ اس کی وفات کا وقت بھی نزدیک پہنچا۔

میں نے ان سے کہا: "اب آپ کے لیے بھی خدا کا حکم آیا ہے۔ آپ محسوس کر رہے ہیں فلاں

شخص نے مجھے فلاں کے پاس جانے کا مشورہ دیا اور پھر اس نے آپ کی خدمت میں بھیجا۔ اب آپ کس طرف رہنمائی کرتے ہیں۔ میں کہاں جاؤں؟" اس نے جواب دیا:

"اے برخوردار! میں کسی بھی ایسے شخص کو نہیں جانتا جو ہمارے طریقے پر ہو مگر روم میں شہر عموریہ کے اندر ایک شخص ہے تم اس کے پاس جا سکتے ہو۔ یقیناً تم اس کو اسی طریقہ و مسلک پر پاؤ گے جس پر ہم ہیں۔" پھر جب ہم اسے دفن کر چکے تو میں سفر پر چل دیا اور زاہد عموریہ کے پاس پہنچ گیا۔ میں نے اسے پہلے راہبوں کی مانند پایا اور اس کے پاس رہنے لگا۔

میں نے محنت اور مزدوری بھی شروع کر دی جس کے نتیجے میں میرے پاس کثیر بکریاں اور گائیں ہو گئیں۔ بحکم ایزدی پھر ایک عرصہ بعد زاہد عموریہ کا بھی وقت آ گیا تو میں نے اسے کہا

"اے میرے میزبان! مجھے زاہد شام نے زاہد موصل کی طرف اور اس نے نصیبین کی طرف اور عابد نصیبین نے پھر آپ کی خدمت میں بھیج دیا تھا۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے لیے بھی خدا کا حکم آ چکا ہے جسے آپ دیکھ رہے ہیں، کیا آئندہ کے لیے آپ کچھ وصیت فرمائیں گے؟" اس نے ہمدردانہ لہجے میں کہا: "اے بیٹے! خدا گواہ ہے میں کسی شخص کو نہیں جانتا جو ہمارے طریقے پر ہو۔ اس لیے میں کس طرف تمہاری رہنمائی کر سکتا ہوں؟ البتہ اس نبی کا زمانہ قریب ہے جو حرم میں پیدا ہوگا اور اس کی ہجرت کا مقام دو پتھریلی زمینوں کے درمیان ایک شور زمین میں ہوگا جہاں کھجوروں کے درخت ہوں گے۔ اس نبی کی نشانیاں واضح ہوں گی۔ اس کے شانوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی۔ وہ ہدیہ تو قبول کرے گا مگر صدقہ نہ لے گا اگر تم تلاش حق کا جذبہ رکھتے ہو تو اس علاقے کی طرف چلے جاؤ۔ بے شک اس کے ظہور کا زمانہ قریب ہے۔"

پھر جب اس کو دفن کر چکے تو میں چل کھڑا ہوا۔ دوران سفر مجھے سوداگران بنی کلب کا ایک قافلہ ملا۔ میں نے ان سے کہا "تم مجھے اپنی سواری پر سرزمین عرب لے چلو۔ اس کے معاوضہ میں میں تم کو اپنی بکریاں اور گائیں دے دوں گا۔" انہوں نے کہا "ٹھیک ہے۔" تو میں نے وہ سب جانور ان کو دے دیئے اور وہ مجھ کو سوار کر کے وادی القریٰ لے آئے۔ یہاں پہنچ کر انہوں نے مجھ پر ظلم و تشدد کیا اور وادی القریٰ کے ایک یہودی کے ہاتھ مجھے فروخت کر دیا۔ یہاں پہنچ کر جب میں نے کھجور کے درختوں کو دیکھا تو مجھے امید ہوئی کہ شاید یہ وہی شہر ہو جس کی بشارت پیشوائے عموریہ نے دی تھی مگر یہ بات تحقیق طلب تھی۔

یہاں تک کہ بنی قریظہ کے یہودیوں میں سے ایک شخص وادی القریٰ آیا تو اس نے میرے اس مالک سے مجھے خرید لیا اور اپنے قبیلہ میں مدینہ طیبہ لے آیا۔ میں نے اس شہر کو دیکھتے ہی پہچان لیا اور اپنے یہودی آقا کے ساتھ زندگی بسر کرنے لگا اور رسول ﷺ مکہ میں نبوت کا اعلان فرما چکے تھے۔ وہ لوگ حضور نبی کریم ﷺ کے بارے میں کچھ نہ بتاتے تھے اور میں اسی طرح غلامی میں زندگی گزار رہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ قبا تشریف لائے اور میں اپنے آقا کے باغ میں کام کر رہا تھا کہ یہودی آقا کا چچا زاد بھائی آیا اور کہا "اے فلاں! اللہ تعالیٰ بنی قیلہ کو ہلاک کرے یہ سارے لوگ اس وقت قبا میں مکہ کے ایک شخص کے پاس جمع ہو رہے ہیں جو آج ہی آیا ہے ان لوگوں کا خیال ہے کہ وہ اللہ کا نبی ہے۔"

یہ سنتے ہی میرے جسم پر لرزش طاری ہو گئی۔ جس کی وجہ سے مجھے گمان ہوا کہ میں قریب کھڑے ہوئے مالک پر گر پڑوں گا۔ میں اوپر سے یہ کہتا ہوا نیچے اتر آیا: ''یہ ایک عجیب خبر ہے جسے میں سن رہا ہوں۔'' مالک نے میری یہ حالت دیکھ کر ایک طمانچہ میرے رسید کیا اور کہا: ''کام سے کام رکھو۔'' اس کے جواب میں میں نے کہا:

''اس میں حرج ہی کیا ہے کہ جو خبر ہم سن رہے ہیں اس کے بارے میں تحقیق کر لیں۔'' یہ کہہ کر میں باغ سے نکل آیا۔ راہ میں شہر کی ایک عورت ملی۔ میں نے اس سے دریافت کیا تو اس نے بتایا کہ اس کے گھر کے تمام لوگ مسلمان ہو گئے ہیں۔ پھر اسی عورت نے بارگاہ رسالت ﷺ تک میری رسائی کی۔ میں جس وقت حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت مبارک میں پہنچا اس وقت شام ہو گئی تھی اور میرے ساتھ صدقہ کا کھانا موجود تھا۔

حضور نبی کریم ﷺ قبا ہی میں تشریف فرما تھے۔ میں نے عرض کیا: ''مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ ایک مرد صالح ہیں اور آپ کے ساتھ کچھ غریب ساتھی ہیں۔ میرے پاس تھوڑا سا صدقہ کا کھانا تھا۔ مجھے خیال آیا کہ بادی میں آپ زیادہ حقدار ہیں لہٰذا یہ کھانا حاضر ہے تناول فرمائیے۔''

رسول اللہ ﷺ نے جب یہ سنا تو اپنا دست مبارک کھینچ لیا اور صحابہ سے فرمایا: ''تم کھاؤ۔'' میں نے سوچا یہی وہ خصوصیت ہے جس کا ذکر عابد عموریہ نے آپ کی نشانی کے طور پر کیا تھا۔ اس کے بعد میں لوٹ آیا اور حضور نبی کریم ﷺ قبا سے مدینہ طیبہ آ گئے۔ پھر جو کچھ موجود تھا میں نے اکٹھا کیا اور ساتھ لے کر دوبارہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور کہا:

''میں نے دیکھا ہے کہ آپ صدقہ کا مال نہیں کھاتے ہیں۔ یہ میری طرف سے ہدیہ اور تحفہ ہے صدقہ نہیں ہے۔''

میری بات سن کر حضور نبی کریم ﷺ نے خود بھی کھایا اور صحابہ کو بھی دیا۔ میں نے خیال کیا یہ دو ہیں خوبیاں ہیں جو مجھے بتائی گئی ہیں۔

اس کے بعد میں پھر دربار رسالت ﷺ میں حاضر ہوا۔ اس وقت آپ ﷺ ایک جنازہ کے ہمراہ جا رہے تھے۔ آپ ﷺ کے جسم اقدس پر صوف کی چادر تھی اور آپ ﷺ صحابہ کے جھرمٹ میں تھے۔ میں حضور نبی کریم ﷺ کے گرد چکر لگانے لگا تاکہ میں آپ کے پشت مبارک پر مہر نبوت کی زیارت کر سکوں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے مجھے اس حال میں دیکھا تو سمجھ گئے اور حضور نبی کریم ﷺ نے پشت مبارک سے چادر ہٹا دی تو میں نے آپ ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت دیکھی جس کو میرے ساتھی راہب نے علامت نبوت کے طور پر بیان کیا تھا۔ پس میں نے اسے بوسہ دیا اور پھر مجھ پر گریہ طاری ہو گیا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اے سلمان (رضی اللہ عنہ)! پیچھے سے آگے آ جاؤ۔'' تو میں سامنے آ کر حضور نبی کریم ﷺ کے روبرو بیٹھ گیا اور صحابہ کرام نے حضور نبی کریم ﷺ کے بارے میں جو

نشانیاں کتب سماوی میں بیان کی گئی ہیں وہ میری زبانی سنیں۔ جب میں ان کے بیان سے فارغ ہوا تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اے سلمان (رضی اللہ عنہ)! مکاتب ہو جاؤ۔" لہٰذا میں اپنے مالک سے کھجور کے تین سو درختوں اور چالیس اوقیہ (چاندی) پر مکاتب ہو گیا۔

صحابہ کرام نے درختوں کی فراہمی میں میری مدد کی۔ کسی نے تیس، کسی نے بیس اور کسی نے دس پودے دیے۔ ہر ایک نے مقدور بھر تعاون کیا۔ پھر مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے ان پودوں کو لگانے کے لیے گڑھے کھودنے کے لیے فرمایا اور کہا: "جب تم گڑھے کھودلو تو مجھے بلا لینا، میں ان کو اپنے ہاتھ سے لگاؤں گا۔" میں نے گڑھے کھودنے شروع کر دیے۔

اس مرحلے پر صحابہ نے بھی میری مدد کی۔ وہ جہاں جہاں نشانات لگاتے، میں وہاں گڑھے کھودتا۔ جب کھدائی کا یہ کام ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ تشریف لائے چنانچہ ہم لوگ حضور نبی کریم ﷺ کو پودے اٹھا کر دیتے اور حضور نبی کریم ﷺ اپنے دست مبارک سے ان کو لگاتے اور مٹی کو درست کرتے۔

قسم ہے اس ذات کی جس نے حضور نبی کریم ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا کوئی ایک پودا بھی تو خشک نہیں ہوا۔ اب میرے ذمے درہم رہ گئے تھے۔ تو ایک شخص کسی کان سے انڈے کے برابر سونے کی ڈلی لایا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا:

"اے سلمان (رضی اللہ عنہ)! اس ڈلی کو تم لے لو اور اس کے ذریعے تم اپنی مکاتبت کا جتنا حصہ ہے ادا کرو۔" میں نے عرض کیا: "یا رسول اللہ ﷺ! اس قدر چھوٹی ڈلی سے میرا قرض کس طرح ادا ہوگا؟" حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ اسی سے تمہارا قرض ادا کر دے گا۔" قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، میں نے اس سونے سے یہودی کو مکاتبت کا چالیس اوقیہ ادا کر دیا اور اتنی ہی مقدار میں سونا میرے پاس باقی بچ گیا۔

﴿ابن سعد، بیہقی، ابو نعیم، ابن اسحاق﴾

ابی سلمہ بن عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ، حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ انہوں نے فرمایا کہ میں رام ہرمز میں پیدا ہوا۔ ہم اپنے گھر والوں کے ساتھ بستی میں جایا کرتا تھا۔ اس بستی کے قریب ایک پہاڑ ہے جس میں ایک غار تھی۔ ایک روز میں تنہا اس طرف چلا گیا۔ اتفاقاً اس جگہ ایک دراز قد شخص اونی لباس اور بالوں سے بنی جوتی پہنے دکھائی دیا۔ پھر اس نے مجھے اپنے پاس بلانے کے لیے اشارہ کیا۔ جب میں اس کے پاس گیا تو اس نے کہا: "اے فرزند! تم حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کو جانتے ہو؟"

میں نے جواب دیا: "میں نہیں جانتا اور نہ میں نے یہ نام سنا ہے۔" اس نے کہا: "وہ اللہ کے رسول ہیں۔ اس لیے جو شخص حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے گا اس کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ ان کو اللہ کی طرف سے پیغمبر سمجھتا ہے اور جو عنقریب رسول تشریف لانے والے ہیں ان کا نام "احمد" ہے اور جو ان رسول پر ایمان لائے گا تو اللہ تعالیٰ اسے دنیا کے غموں سے نجات دے کر آخرت کی راحتوں اور اس کی نعمتوں سے سرفراز فرمائے گا۔" میں نے اس اجنبی کی باتوں میں سچائی کی حلاوت اور حقیقت کا

نور دیکھا جو اس کے لب گویا سے صادر تھا۔ میرے دل کو اس کی باتیں لگیں، میرے ضمیر کو خوشی حاصل ہوئی۔ گویا یہ پہلا شخص تھا جس نے مجھے

"لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّ عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَ مُحَمَّدٌ بَعْدَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَ الْبَعْثُ بَعْدَ الْمَوْتِ"

کی تعلیم دی۔ پھر اس نے مجھے نماز میں قیام کی تعلیم دی اور کہا: "جب تم نماز کے لیے کھڑے ہو تو قبلہ کی جانب منہ کرنا۔ اس وقت اگر تمہیں چاروں طرف سے آگ بھی گھیر لے تو اطمینان خاطر رکھنا اور اگر بحالت نماز فرض تمہارے والدین بھی بلائیں تو ہرگز ان کی طرف بھی توجہ نہ دینا۔ ہاں اگر اللہ کا رسول بلائے تو نماز فرض کو بھی قطع کر دینا کیونکہ ان کا بلانا اللہ کے حکم سے اور اللہ کے لیے ہوتا ہے۔"

اس کے بعد اس نے کہا کہ اگر تم محمد بن عبداللہ (ﷺ) کو پاؤ جو تہامہ کے پہاڑی علاقے سے ظہور فرمائے گا اس پر ایمان لانا اور ان کے حضور میرا اسلام پیش کرنا۔"

میں نے کہا: "ان کی کچھ علامتیں بیان فرما دیجئے۔" تو انہوں نے کہا: "ان کو نبی امی حضرت محمد بن عبد اللہ (ﷺ) کہا جائے گا۔ وہ تہامہ کے پہاڑی علاقے سے ظہور کریں گے۔ وہ اونٹ، گھوڑے، خچر اور گدھے پر سواری کریں گے۔ آزاد اور غلام ان کے نزدیک برابر ہوں گے۔ ان کے دل میں انسان دوستی اور کرم ہوگا اور ان کے دونوں شانوں کے درمیان بیضۂ کبوتر کے برابر ایک مہر ہوگی جس پر غیر عربی حروف میں "اَللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" لکھا ہوگا اور نمایاں اور عربی حروف میں ہوگا: "تَوَجَّهْ حَیْثُ شِئْتَ فَاِنَّكَ الْمَنْصُوْرُ" وہ ہدیہ قبول کریں گے اور صدقہ کو اپنی ذات کے لیے پسند نہ فرمائیں گے۔ ان کے اندر کسی کے لیے حسد و عداوت نہ ہوگی، نہ وہ معاہد پر ظلم کریں گے اور نہ مسلمان پر۔"

﴿ابونعیم﴾

حضرت شرحبیل بن السمط حضرت سلمان فارسی سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا: "میں تلاش حق میں نکلا اہل کتاب کے راہبوں سے ملا۔ وہ سب اس بات پر متفق تھے کہ یہی وہ زمانہ ہے کہ جس میں سرزمین عرب سے ایک نبی کا ظہور ہوگا۔ اس نبی کی بہت سی خصوصیتوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس سے ایک یہ ہے کہ اس کے دونوں شانوں کے درمیان ایک بڑا سا گل ہوگا جو مہر نبوت ہے۔" میں (یہ اطلاع پاکر) سرزمین عرب پہنچ گیا۔ پھر نبی کریم ﷺ نے ظہور فرمایا اور جو کچھ راہبوں نے نشانیاں بتائی تھیں۔ وہ تمام نشانیاں آپ میں موجود تھیں اور مہر نبوت کو دیکھا تو میں نے گواہی دی کہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔

﴿طبرانی، ابونعیم﴾

حضرت بریدہ سے روایت ہے کہ حضرت سلمان جس قدر کھجور کے درختوں کے عوض مکاتب ہوئے (حسب قرارداد سلمان و یہودی) درختوں کی پرورش اور بار آور ہونے تک ان کی تیاری کر لی تھی تو حضور نبی کریم ﷺ نے از راہ عنایت درختوں کو زمین میں لگایا پھر

ایک پودے کے کہ اس کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لگا دیا تھا۔ مگر وہ تمام درخت اسی سال پھل لے آئے سوائے ایک درخت کے۔ یہ صورتحال دیکھی تو حضور نبی کریم ﷺ نے پوچھا: ''اس درخت کو کس نے لگایا تھا؟'' صحابہ نے عرض کیا: ''حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے۔'' تو حضور نبی کریم ﷺ نے اسے اکھیڑ کر خود لگایا تو پھر وہ بھی اسی سال پھل لے آیا۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت ابوعثمان مہدی رحمۃ اللہ علیہ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: ''میں نے اپنے مالک سے کھجور کے پانچ سو پودے لگانے پر مکاتب ہوا کہ جب وہ پھل لے آئیں تو میں آزاد ہو جاؤں گا۔ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور پودوں کو اپنے دست مبارک سے لگایا۔ مگر ایک پودے کے کہ جس کو میں نے اپنے ہاتھ سے لگا دیا تھا تو وہ سب بار آور ہو گئے مگر اسی ایک درخت میں پھل نہ آیا۔''

﴿ابن سعد، ابونعیم﴾

حضرت ابوالطفیل رحمۃ اللہ علیہ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے مجھے انڈے کے برابر سونا دیا اور پھر انگشت شہادت کو انگوٹھے پر رکھ کر حلقہ بنایا جو درہم کے برابر بن گیا۔ انہوں نے کہا: ''اگر اس سونے کی ڈلی کو ایک پلڑے میں رکھا جائے اور دوسرے میں کوہ احد تو یقیناً سونے کا پلڑا وزنی رہے گا۔''

﴿حاکم، بیہقی﴾

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: ''جب رسول اللہ ﷺ نے مجھے سونا عطا فرمایا اور کہا اس سے کتابت کا قرض ادا کر دو تو میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! جتنا مجھے دینا ہے وہ اس سے کس طرح ادا ہوگا؟ پس حضور نبی کریم ﷺ نے اس ڈلی کو اپنی زبان مبارک پر پھرایا اور مجھے دیتے ہوئے کہا: اسے لے جاؤ۔ اللہ تعالیٰ اس سے تمہارا قرض ادا کرا دے گا۔ میں اسے لے گیا اور وزن کر کے اس سے چالیس اوقیہ سونا ادا کر دیا۔''

﴿احمد، بیہقی﴾

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زیارت:

حضرت عاصم بن عمر بن قتادہ رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث بیان کی۔ انہوں نے کہا مجھ سے اس شخص نے حدیث بیان کی جس نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ سے سنا کہ مجھے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں روایت ملی کہ عموریہ کے راہب نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے اپنی وفات کے وقت کہا: ''تم ملک شام کے دو پہاڑوں میں جاؤ وہاں ایک شخص پہاڑ سے نکل کر دوسرے پہاڑ کی طرف سال میں ایک مرتبہ جاتا ہے اور اس کے دوران بیمار پیش کیے جاتے ہیں وہ جس مریض کیلئے دعا کرتا ہے شفایاب ہو جاتا ہے تم اس سے اس دین کے بارے پوچھنا جس کے بارے میں تم مجھ سے پوچھتے ہو۔''

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں روانہ ہو گیا اور ایک سال تک اس کے نکلنے کے انتظار میں ٹھہرا رہا حتیٰ کہ وہ اسی خاص رات میں نکلا۔ میں نے اس کا شانہ پکڑ کر کہا: ''تم پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے، کیا حنیفیت دین ابراہیم میں ہے؟'' اس نے جواب دیا: ''اس نبی ﷺ کے ظہور کا زمانہ تم پاؤ گے جو اس

بیت المقدس سے ظہور فرمائے گا اس حرم میں ظاہر ہوگا اور "دین حنیف" کے ساتھ مبعوث ہوگا۔" ایک مرتبہ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے اس کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے سلمان! اگر تم سچ کہتے ہو تو تم نے حضرت سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا ہے۔" (حضرت بیہقی مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اس حدیث کی سند مقطوع ہے کیونکہ اس میں ایک راوی مجہول ہے۔)

﴿ابن سعد، ابن اسحاق، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند سے روایت کیا کہ ہمیں حضرت عاصم بن عمر بن قتادہ رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ مجھ سے ہمارے شیوخ نے کہا کہ عرب میں ہم سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کی شان رفعت کو جاننے والا کوئی نہیں کیونکہ ہماری رہائش یہودیوں کے ساتھ تھی۔ وہ اہل کتاب تھے اور ہم بت پرست۔ ہماری جانب سے جب ان کو کوئی گزند پہنچتی تو وہ ہماری سعی کہتے کہتے: "جلد ہی ایک نبی کا ظہور ہونے والا ہے وہ ہمارا رہنما اور سردار ہوگا اور ہم تم کو "عاد وارم" کی طرح قتل کریں گے۔" لیکن جب اللہ تعالیٰ نے اس نبی موعود یعنی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا تو ہم نے مانا اور اطاعت کی اور انہوں نے انکار کیا اور مخالفت کی۔ اللہ تعالیٰ نے اسی بارے میں یہ آیت کریمہ نازل فرمائی:

وَكَانُوا مِن قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا

﴿سورۃ البقرہ﴾

حضرت علی الازدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہودی یہ دعا مانگا کرتے تھے:

"اے خدا! ہمارے لیے اس نبی کریم ﷺ کو مبعوث فرما جو ہمارے اور ان لوگوں کے درمیان فیصلہ کرے۔"

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

بعثت سے قبل یہود رسول اللہ ﷺ کے وسیلے سے التجا کرتے تھے:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ خیبر کے یہودی بنی غطفان سے دشمنی رکھتے تھے اور اہل خیبر شکست کھا جاتے تو وہ اس موقع پر ان الفاظ میں دعا کرتے: "اے ہمارے خدا! ہم تجھ سے اس نبی موعود کے وسیلے سے التجا کرتے ہیں کہ جس کا نام احمد ہے اور زمانہ آخر میں ہماری رہنمائی کیلئے جس کے ظاہر فرمانے کا وعدہ فرمایا ہے ہماری مدد کر۔"

اسکے بعد جب مقابلہ ہوتا تو یہودی غالب آتے اور غطفان شکست کھا جاتے لیکن جب رسول اللہ ﷺ مبعوث ہوئے تو انہی یہودیوں نے حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ کفر کیا جس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

وَكَانُوا مِن قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ

﴿سورۃ البقرہ﴾

ترجمہ: "اور اس سے پہلے وہ اسی نبی کے وسیلے سے کافروں پر فتح مانگتے تھے۔"

کہتے تھے: ''اے خدا! ہمارے لیے اس نبی کریم ﷺ کو مبعوث فرما جو ہمارے اور ان لوگوں کے درمیان فیصلہ کرے۔''

﴿حاکم، بیہقی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ خیبر کے یہودی بنی غطفان سے دشمنی رکھتے تھے اور جب خیبر شکست کھا جاتے تو وہ اس موقع پر ان الفاظ میں دعا کرتے: ''اے ہمارے خدا! ہم تجھ سے اس نبی موعود کے وسیلے سے التجاء کرتے ہیں کہ جس کا نام احمد ہے اور زمانہ آخر میں ہمارے رہنمائی کیلئے جس کے ظاہر فرمانے کا وعدہ فرمایا ہے ہماری مدد کر۔'' اس کے بعد جب مقابلہ ہوتا تو یہودی غالب آتے اور غطفان شکست کھا جاتے لیکن جب رسول اللہ ﷺ مبعوث ہوئے تو ان ہی یہودیوں نے حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ کفر کیا۔ جس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ ﴿سورہ البقرہ﴾

ترجمہ: ''اور اس سے پہلے وہ اسی نبی کے وسیلے سے کافروں پر فتح مانگتے تھے۔''

﴿حاکم، بیہقی﴾

حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ، حضرت ابو سلمہ بن سلامہ بن وقش رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے درمیان ایک یہودی تھا وہ اپنی قوم عبدالاشہل کے پاس صبح کے وقت گیا اور اس نے مرنے کے بعد زندہ ہو کر اٹھنے اور قیامت قائم ہونے اور جنت و دوزخ اور حساب و میزان کا ذکر کیا اور کہا کہ یہ حقیقت ان بت پرستوں کیلئے حیرت افزا ہے جو اس پر یقین نہیں کرتے۔ اس یہودی نے یہ بات حضور نبی کریم ﷺ کی بعثت سے قبل کہی تھی۔ یہ سن کر لوگوں نے کہا:

''اے شخص! تیرا بھلا ہو، یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ مرنے کے بعد اس گھر کی طرف اٹھائے جائیں گے جس میں جنت و دوزخ ہے اور ان کے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا؟'' اس نے کہا: ''ہاں! قسم ہے اس ذات کی جس کے ساتھ قسم کھائی جاتی ہے، میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ میرا حصہ اس آگ میں ہو جس کو تم اپنے گھروں کے صحنوں میں جلاتے ہو، تم اسے جلاؤ پھر تم مجھے اس روشن تنور میں ڈال کر اوپر سے اس کا منہ بند کر دو اور پھر میں اس کے عوض کل سزا کے دن آتش جہنم سے نجات پاؤں۔''

لوگوں نے پوچھا: ''اس قول کی صحت پر تیرے پاس کوئی دلیل ہے؟'' اس نے مکہ اور یمن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: ''اس علاقے میں ایک نبی مبعوث ہوگا۔'' لوگوں نے پوچھا: ''تیرے خیال میں وہ نبی کب مبعوث ہوگا؟'' اس پر اس نے میری طرف دیکھا۔ میں اس وقت اپنے قبیلے کے لوگوں میں سب سے کم عمر تھا۔

پس اس نے میری طرف اشارہ کرتے کہا: ''اگر اس نے اپنی عمر کو پورا کیا تو یہ اس نبی ﷺ کو پائے گا۔'' اس کے بعد زیادہ عرصہ نہیں گزرا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو مبعوث فرمایا اور وہ یہودی ہمارے سامنے زندہ تھا۔ الحمد للہ! ہم نے حضور نبی کریم ﷺ کی تصدیق کی اور ہم آپ ﷺ پر

ایمان لائے اور وہ یہودی بغاوت و حسد کا رویہ اختیار کرنے کے بعد انکار کرتا رہا اور جب ہم نے اس سے کہا: "کیا تو وہ شخص نہیں ہے جو حضور نبی کریم ﷺ کے بارے میں یہ اور یہ پیش گوئیاں ہم لوگوں سے کرتا تھا؟" اس نے جواب دیا: "یہ وہ نبی نہیں ہیں۔"

﴿ابن اسحاق، بخاری، احمد، مستدرک، حاکم، بیہقی، طبرانی، ابونعیم﴾

اہل عرب نے طمع نبوت میں بچوں کا نام محمد رکھا:

خرائطی رحمۃ اللہ علیہ نے "ہواتف" میں خلیفہ بن عبدہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا۔ انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت محمد بن عدی بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا: "زمانہ جاہلیت میں تمہارے باپ نے تمہارا نام محمد کیسے رکھا؟" انہوں نے جواب دیا: "میں نے بھی اپنے والد سے یہی سوال کیا تھا تو میرے والد نے بتایا تھا کہ ہم بنو تمیم کے چار آدمی تھے۔ ایک میں دوسرے سفیان بن مجاشع بن دارم تیسرے یزید بن عمرو بن ربیعہ اور چوتھے اسامہ بن مالک خندف۔ ہم چاروں سفر پر روانہ ہوئے جب ہم ملک شام پہنچے تو ایک تالاب پر جہاں سایہ دار درخت بھی تھے، اترے تو کچھ دیر کے بعد ایک شخص ہمارے پاس آیا اور اس نے کہا: "تم کون لوگ ہو؟" ہم نے جواب دیا: "ہم قبیلہ مضر کے لوگ ہیں۔"

ہمارا جواب سن کر اس نے کہا: "آگاہ ہو جاؤ عنقریب تم لوگوں میں ایک نبی مبعوث ہوگا، تمہارا جلد تر اپنے علاقہ کو لوٹ جاؤ اور اس سے اپنا حصہ حاصل کرو اور ہدایت پاؤ کیونکہ وہ خاتم النبیین یعنی آخری نبی ہیں۔" ہم نے پوچھا: "اس کا نام کیا ہے؟" انہوں نے بتایا: "اس کا نام محمد (ﷺ) ہے۔" سفر سے جب ہم واپس ہوئے تو ہم میں سے ہر ایک کے یہاں لڑکا پیدا ہوا اور چاروں نے اپنے بچوں کا نام محمد رکھا۔

﴿خرائطی، طبرانی، ابونعیم﴾

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ اہل عرب، اہل کتاب اور کاہنوں سے سنا کرتے تھے کہ عرب میں ایک نبی مبعوث ہوگا جس کا نام محمد (ﷺ) ہوگا۔ تو اہل عرب میں سے جس نے یہ بات سنی اس نے طمع نبوت کے سبب اپنے بچے کا نام محمد رکھ لیا۔

﴿ابن سعد﴾

ظہور نبوت پر شام میں زلزلہ:

مروان بن الحکم رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ سے نقل کیا۔ انہوں نے کہا کہ مجھ سے حضرت ابوسفیان بن الحرب رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ میں اور امیہ بن ابی الصلت شام کی طرف روانہ ہوئے تو دوران سفر ہمارا گزر اس بستی میں ہوا جس کے باشندے نصرانی تھے جب ان کی نظر امیہ پر پڑی تو اس کا استقبال اور پذیرائی کی اور ساتھ لے جانے کی درخواست کی۔ امیہ نے مجھ سے کہا: اے ابوسفیان! میرے ہمراہ تم بھی چلو کیونکہ تم ایک ایسے شخص کے پاس جاؤ گے جو علوم نصرانیت کا علامہ اور بڑا فاضل ہے۔ میں نے کہا: میں تمہارے ساتھ نہیں جا سکتا۔ تو امیہ چلا گیا پھر واپس آ کر اس نے کہا: عجیب بات میں تم سے کہوں کیا تم اسے پوشیدہ رکھو گے۔

میں نے کہا: ہاں۔ اس نے کہا مجھ سے ایک شخص نے جو علم تورات کا سب سے بڑا عالم ہے ایک اہم بات کہی ہے۔ وہ یہ کہ بلاشبہ ایک نبی مبعوث ہو گیا ہے۔ میں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ شاید وہ میں ہوں مگر اس نے بتایا کہ وہ تم میں سے نہیں ہے بلکہ وہ اہل مکہ میں سے ہے۔ میں نے پوچھا اس کا نسب کیا ہے؟ اس نے کہا وہ اپنی قوم کا منتخب شخص ہے اور اس کی یہ نشانی بیان کی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ملک شام میں آٹھ زلزلے آ چکے ہیں اب ایک زلزلہ باقی ہے جس سے شام میں فساد و مصیبت داخل ہو جائے گی۔ پھر جب ہم واپس ہو کر عقبہ پہنچے تو اچانک ایک سوار آتا ہوا ملا ہم نے پوچھا کہاں سے آ رہے ہو؟ اس نے جواب دیا شام سے۔ ہم نے پوچھا وہاں کے متعلق کوئی نئی خبر تو نہیں؟ اس نے بتایا خبر یہ ہے کہ شام میں زلزلہ آیا ہے جس کے سبب ہر طرف آفت ہی آفت نظر آتی ہے۔

﴿بیہقی﴾

بخت نصر کا خواب اور حضرت دانیال علیہ السلام کی تعبیر

حضرت کعب رضی اللہ عنہ اور حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ بخت نصر نے بہت برا خواب دیکھا جس کے ڈر سے وہ لرز اٹھا مگر بیدار ہونے کے بعد خواب کو بھول گیا۔ اس نے کاہنوں اور جادوگروں کو بلایا اور ان سے خواب کو بیان کیا اور تعبیر پوچھی۔ انہوں نے کہا خواب بیان کرو۔ بخت نصر نے کہا خواب تو یاد نہیں رہا۔ انہوں نے کہا جب تک خواب ہمارے سامنے نہ ہو تعبیر کہاں سے ہو گی پھر اس نے حضرت دانیال علیہ السلام (نبی) کو بلایا اور سارے حالات بیان کیے۔ انہوں نے فرمایا:

"اے بخت نصر! تم نے خواب میں بہت بڑے بت کو دیکھا ہے جس کے پاؤں زمین میں ہیں اور سر آسمان میں۔ اس کے اوپر کا حصہ سونے کا ہے اور درمیانی حصہ چاندی کا اور اس کا نچلا دھڑ تانبے کا اور اس کی پنڈلیاں لوہے کی اور اس کے پاؤں ٹھیکری مٹی کے ہیں۔ اس دوران کہ تم اس کو دیکھ کر اس کے حسن و جمال اور کاریگری پر حیرت کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پتھر پھینکا جو اس کے سر کے وسط پر گرا اور وہ ٹوٹ کر پارہ پارہ ہو گیا۔

حتیٰ کہ اس کا سونا، چاندی، تانبہ، لوہا اور مٹی اس طرح آمیختہ ہو گئے اور تم نے خیال کیا کہ اگر روئے زمین کے تمام جن و انس مل کر بھی اس کے ملغوبہ اور آمیختہ اجزا یا ذرات کو علیحدہ علیحدہ کرنا چاہیں تو عاجز رہیں اور اس بات پر قادر نہ ہوں کہ ان کو الگ کر دیں اور تم کو اس بات کا خطرہ درپیش تھا اور تم ڈر رہے تھے کہ اگر ہوا چلے گی تو یہ اڑا لے جائے گی اور تم نے اس پتھر کو دیکھا جو اس پر مارا گیا تھا کہ وہ بڑھتا، پھیلتا اور بڑا ہوتا جا رہا ہے یہاں تک کہ اس نے تمام روئے زمین کو گھیر لیا۔ اس وقت تمہیں اس پتھر اور آسمان کے سوا کچھ بھی نظر نہیں آ رہا تھا۔"

بخت نصر نے کہا: "آپ نے سچ فرمایا: میں نے یہی خواب میں دیکھا ہے تو اب اس کی تعبیر کیا ہے؟" پیغمبر حضرت دانیال علیہ السلام نے جواب دیا: "بت تو وہ مختلف امتیں ہیں جو ابتدا، وسط اور آخر زمانوں سے متعلق ہیں اور وہ پتھر جس سے اس بت کو پاش پاش کیا گیا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا

دیتا ہے جس کے ذریعے آخر زمانہ میں تمام امتوں کو ختم کیا جائے گا۔ کہ اللہ تعالیٰ اس دین کو تمام ادیان پر غالب فرما دے۔ اس کیلئے اللہ تعالیٰ عرب سے نبی امی کو مبعوث فرمائے گا اور اس کے ذریعہ ساری امتوں اور تمام دینوں کو منسوخ کرے گا۔ جیسا کہ تم نے خواب میں دیکھا کہ سنگ گراں نے بت کے ہر حصہ کو پامال کر دیا ہے۔ اور وہ دین تمام ادیان پر غالب ہو گا جس طرح کہ تم نے پتھر کو تمام روئے زمین پر غالب اور پوری فضا پر محیط دیکھا ہے۔

﴿ابو نعیم﴾

ظہور نبوت سے قبل حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا:

حضرت عیسیٰ بن رباب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم صحن کعبہ میں بیٹھے ہوئے تھے اور زید بن عمرو بن نفیل بھی بیٹھا تھا اتنے میں امیہ بن ابی الصلت گزرا۔ اس نے کہا خبردار ہو جاؤ جس نبی کا ہم انتظار کر رہے تھے وہ یا تو تم میں سے ہو گا یا فلسطین والوں میں سے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس سے پہلے کسی نبی کے انتظار کے بارے میں کچھ نہیں سنا تھا کہ وہ ظہور فرمانے یا مبعوث ہونے والا ہے۔ اس کے بعد میں ورقہ بن نوفل کے پاس گیا اور ان سے تمام واقعہ بیان کیا۔ انہوں نے کہا: ہاں اے بھتیجے! اہل کتاب اور علماء نے خبر دی ہے کہ نبی منتظر عرب کے بزرگ ترین خاندان میں پیدا ہو گا میں اس کے نسب سے واقف ہوں۔ میں نے کہا: اے چچا! وہ نبی کیا تعلیم دے گا؟ ورقہ نے کہا ان کی تعلیم وہی ہوگی، جس کی ہدایت ان کو ہوگی نہ وہ خود ظلم کرے گا نہ ظالموں کو برداشت کرے گا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پھر جب رسول اللہ ﷺ نے ظہور فرمایا تو میں ان پر ایمان لایا اور تصدیق کی۔

﴿ابن عساکر، تاریخ دمشق﴾

راہب کی پیشین گوئی، نبی کے ظہور کا وقت آ گیا ہے:

حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے والد اور ورقہ بن نوفل دونوں دین کی جستجو میں نکلے اور وہ موصل میں ایک راہب کے پاس پہنچے۔ اس نے زید سے پوچھا: تم کہاں سے آ رہے ہو؟ زید نے کہا: "حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تعمیر کردہ بیت اللہ سے۔"

اس نے کہا: "کس چیز کے ارادہ اور تلاش میں نکلے ہو؟" زید نے جواب دیا: "سچے دین کی۔" راہب نے کہا: "لوٹ جاؤ، کیونکہ وقت آ گیا ہے کہ اس ذات گرامی کا ظہور ہو، جس کیلئے تم اپنی سرزمین سے دور سرگرم جستجو ہو۔"

﴿طیالسی، ابو نعیم﴾

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے زید بن عمرو بن نفیل سے ملاقات کی اور حضور نبی کریم ﷺ نے اس سے کہا: اے چچا! "میں یہ کیا

دیکھ رہا ہوں کہ تمہاری قوم تم سے دشمنی رکھتی ہے؟'' انہوں نے کہا ان کی یہ بات بغیر اس کینہ کے ہے جو مجھ میں ان کی طرف سے ہے۔ دراصل بات یہ ہے کہ میں نے ان کو گمراہی میں دیکھا تو دین حق کی جستجو میں گھر سے نکلا اور جزیرہ میں ایک بزرگ کے پاس پہنچا اور اس سے اپنے سفر اور آمد کا مقصد بیان کیا۔ اس نے پوچھا ''تم کن لوگوں سے ہو؟''

میں نے کہا اہل بیت اللہ سے۔ اس نے کہا بلاشبہ تمہارے شہر میں وہ نبی یا تو پیدا ہو چکا ہے یا ہونے والا ہے کیونکہ اس کا ستارہ طلوع ہو چکا ہے لہٰذا تم جاؤ اس کی تصدیق کرو اور ایمان لاؤ۔ میں یہ سن کر لوٹ آیا اور راہب کے قول کے بارے میں مجھے کچھ پتہ نہ چلا۔

﴿امام بغوی، بیہقی، طبرانی، حاکم﴾

ظہور نبوت سے قبل زید بن عمرو بن نفیل کا ایمان لانا:

حضرت عامر بن ربیعہ ؓ سے روایت ہے کہ حضرت عامر ؓ نے کہا: مجھے حضرت زید بن عمرو بن نفیل ؓ مکہ مکرمہ سے غار حرا کی طرف جاتے ہوئے ملے۔ اس زمانے میں ان کے اور ان کی قوم کے درمیان اس بات پر رنجش تھی کہ انہوں نے پوری قوم کے عقیدہ اور عمل کے خلاف طرز فکر اختیار کر لیا تھا۔ ان کی بت پرستی سے بیزار ہو کر کنارہ کش ہو گئے تھے۔ اس ملاقات میں حضرت زید ؓ نے حضرت عامر ؓ سے کہا: ''اے عامر! میں نے قوم کی مخالفت اور ملت ابراہیمی کی پیروی شروع کر دی ہے۔ میں اس کی عبادت کرتا ہوں جس کی وہ عبادت کرتے تھے اور میں اس نبی کا منتظر ہوں جو حضرت اسماعیل ؑ کی اولاد اور نسل عبدالمطلب سے ہوں گے۔ جن کا نام احمد ﷺ ہوگا۔ میرا خیال ہے کہ میں ان کا زمانہ نہ پا سکوں گا مگر میں ان پر ایمان لاتا ہوں اور ان کی تصدیق کرتا ہوں اور گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے نبی ہیں اگر تمہاری زندگی وفا کرے اور ان کے عہد سعادت کو پاؤ تو میری طرف سے ان کو سلام عرض کرنا۔ اے دوست عامر! میں آنے والے نبی کی کچھ علامتیں بتاتا ہوں تاکہ وہ ذات گرامی تم پر پوشیدہ نہ رہ سکے اور بغیر کسی ادنیٰ تامل کے تم ان کو پہچان سکو۔

> ''وہ ہادی برحق میانہ قد ہوں گے، جسم پر بال زیادہ ہوں گے نہ کم، آنکھوں کا رنگ شرخ ہوگا اور دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی، نام آپ کا احمد ﷺ ہوگا۔ یہ شہر ان کی ولادت اور بعثت کا مقام ہے۔ بعد میں ان کی قوم ان کو جلاوطن اور خارج الدیار کر دے گی اور وہ یثرب کو ہجرت کر جائیں گے پھر باطل، حق کے مقابل نہ ٹھہرے گا۔''

اے میرا رازدار عامر متنبہ ہو جاؤ کہ ان کے ساتھ تم پر فریب طرز عمل مت اختیار کر بیٹھنا۔ تم کو معلوم ہونا چاہیے کہ میں ''دین ابراہیمی'' کی تلاش میں ملکوں اور شہروں میں گھوما ہوں اور ہر ذی علم و نیک نہاد یہودی، نصرانی اور زرتشی نے یہی بتایا کہ ''یہ دین تو تیرے پیچھے آ رہا ہے۔'' اور انہوں نے تقریباً بالا تفاق یہی علامتیں مجھے سکھائیں جن کو میں نے تم سے بیان کر دیا ہے اور وہ بتاتے تھے کہ بس اسی ایک نبی کا آنا باقی ہے۔ حضرت عامر ؓ نے کہا جب میں نے حضرت زید بن عمر ؓ کے اس پورے واقعہ کو

حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے بیان کیا تو آپ ﷺ نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کیلئے رحمت کی دعا فرمائی اور کہا میں نے ان کو جنت میں دامن گھسیٹتے دیکھ رہا ہوں۔

﴿ابن سعد، ابو نعیم﴾

مکارم اخلاق نبی کا ظہور ہونے والا ہے:

حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبدالرحمٰن بن زید بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ میں شام کے ایک راہب کے پاس گیا اور میں نے اس سے بت پرستی اور یہودیت و نصرانیت سے اپنی بیزاری کا ذکر کیا تو اس نے جواب میں کہا:

"اے مکہ کے بیٹے! تم دین ابراہیمی کا قصد رکھتے ہو، وہ تم کو کہیں بھی نظر نہ آئے گا، تم مکہ ہی کو لوٹ جاؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ تمہاری قوم سے تمہارے ہی شہر میں ایک نبی مبعوث فرمائے گا جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے "دین حنیف" کو بھی ارتقاء و تکمیل کے ساتھ جاری و نافذ کرے گا اور وہ بارگاہ خالق میں اکرام الخلائق ہے۔"

﴿ابن سعد﴾

عمرو بن عبسہ سلمی کا ایمان لانا:

حضرت ابی امامہ باہلی رضی اللہ عنہ، حضرت عمرو بن عبسہ سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: میں زمانہ جاہلیت ہی میں اپنی قوم کے بتوں سے بیزار ہو گیا تھا میرا خیال تھا یہ "پرستش اصنام" کا طریقہ و مسلک قطعی باطل ہے۔ اسی زمانے میں مجھے ایک اہل کتاب ملا اس سے میں نے افضل دین کے بارے میں پوچھا۔ اس نے کہا کہ مکہ میں ایک شخص ہوگا جو بت پرستی اور شرک کو مٹائے گا اور وحدہ لا شریک کی بندگی کی طرف بلائے گا اور افضل دین لائے گا تو جب تم اس کا ذکر سنو تو اس کی دعوت دین پر لبیک کہنا۔

اسکے بعد میرا یہ وظیفہ ہو گیا کہ مجھے جو شخص بھی ملتا تو یہ ہوا کرتا تھا اس سے مکہ مکرمہ کے مخصوص حالات کے بارے میں دریافت کرتا جب کوئی خبر دریافت نہ ہوتی پھر میں اپنے گھر کو لوٹ جاتا۔ ایک مرتبہ چند سوار ملے اور مکہ کی خبریں پوچھنے پر انہوں نے کہا کہ کوئی خاص خبر نہیں ہے۔ اس کے بعد بھی میں راستے پر بیٹھا ہی رہا کہ ایک سوار تیزی سے میرے قریب پہنچا۔ میں نے اس سے پوچھا: "تم کہاں سے آ رہے ہو؟" اس نے کہا: "مکہ سے۔" میں نے پوچھا: "کیا کوئی خاص خبر ہے؟"

اس نے جواب دیا: "ہاں! ایک شخص نے پوری قوم اور اپنے آباؤ اجداد کے مراسم عبودیت سے نفرت و بیزاری کا اظہار کر دیا ہے اور صرف ایک معبود کی بندگی کی طرف بلاتا ہے۔" تو میں نے سوچا شاید یہ شخص وہی ہے جس کا میں انتظار کرتا ہوں، چنانچہ میں مکہ مکرمہ آیا اور حضور نبی کریم ﷺ کو موجود پایا۔ میں نے عرض کیا: "آپ کون ہیں؟" حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "میں نبی (ﷺ) ہوں۔" میں نے پوچھا نبی کسے کہتے ہیں؟ فرمایا: "رسول کو۔"

میں نے عرض کیا: "کس نے آپ کو بھیجا ہے؟" فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے۔" میں نے سوال کیا

''آپ کے بھیجنے کا مقصد کیا ہے؟'' فرمایا: ''کہا گیا ہے کہ تم صلہ رحمی کرو، جان و مال کی حفاظت کرو، راستوں کو مامون کرو، بت شکنی کر کے صرف خدائے واحد کی بندگی اختیار کرو۔'' میں نے خلوص دل کے ساتھ عرض کیا: ''بہت خوب! کیا ہی اچھی باتوں کیلئے آپ کو بھیجا گیا ہے۔

لہٰذا اطمینان قلب کے ساتھ شہادت دیتا ہوں کہ میں آپ ﷺ کی رسالت پر ایمان لایا اور آپ ﷺ کی تصدیق کی۔'' پھر میں نے عرض کیا: میں آپ ﷺ کے ساتھ رہوں یا آپ ﷺ کی جو رائے ہو؟ فرمایا: تم دیکھ رہے ہو کہ جو دعوت دین میں دے رہا ہوں لوگ اسے کس قدر تلخ اور ناگوار سمجھ رہے ہیں۔ لہٰذا تم اپنے گھر ہی رہو اور جب تم کو معلوم ہو کہ میں فلاں مقام پر ہجرت کر کے پہنچ چکا ہوں تو تم وہاں میرے پاس پہنچ جانا۔ اب واپس چلے جاؤ چنانچہ جب میں نے سنا کہ حضور نبی کریم ﷺ مدینہ طیبہ ہجرت کر کے پہنچ چکے ہیں تو میں بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوا۔ (اس حدیث کو ان ہی الفاظ میں ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے بروایت شہر بن حوشب، عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔)

﴿ابونعیم﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے معلوم ہوا کہ بنی اسرائیل کو جب ان پر بخت نصر کے غضب سے بے شمار مصائب پہنچے، ان کی وجہ سے وہ منتشر اور ذلیل و خوار ہو کر تتر بتر ہو گئے۔ وہ اپنی کتاب میں محمد ﷺ کے اوصاف حمیدہ پاتے تھے۔ مثلاً یہ کہ وہ عرب کی بستیوں میں سے کسی ایک بستی میں ظاہر ہوں گے، جہاں کھجوروں کے درخت ہوں گے پھر جب وہ ملک شام پہنچے تو منتشر ہو کر حصے بخرے ہو گئے۔ ہر حصے کے لوگوں میں گھل مل گئے۔ شامی اور یمنی مخلوط ہو گئے۔ میں جہاں کھجوروں کے درخت دیکھتا اور دوسرے مذکورہ اوصاف پاتا ٹھہر جاتا کہ شاید حضور نبی کریم ﷺ سے طلب سعادت کا موقع مل جائے۔ یہاں تک کہ اولاد ہارون علیہ السلام جو توریت کی عامل تھی۔ مدینہ طیبہ میں آ کر ٹھہری ان کے بزرگ اور بوڑھے مرد اس حال میں فوت ہوئے کہ وہ محمد ﷺ پر اعتقاد و ایمان رکھتے تھے کہ آپ بعثت فرمائیں گے اور اپنی آئندہ اور نوخیز نسل کو نصیحت کر گئے کہ جب وہ تشریف فرما ہوں تو اطاعت و مدد تعاون کریں۔ انجام کار جس نے ان کی نسل میں سے حضور نبی کریم ﷺ کو پایا۔ انہوں نے انکار کا رویہ ہی اختیار کیا باوجود یہ کہ وہ خوب واقف تھے۔

﴿ابونعیم، ابن عساکر﴾

نبی کریم ﷺ کے ظہور پر ستارہ طلوع:

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: واللہ! میں اپنے گھر میں سات سال کا بچہ تھا اور میری حالت یہ تھی کہ جو کچھ سنتا یا دیکھتا اسے یاد رکھتا۔ ایک روز میں والد کے ساتھ تھا کہ ہمارے پاس ایک نوجوان آیا جس کو ثابت بن ضحاک کہتے تھے۔ اس نے بتایا کہ بنی قریظہ کے ایک یہودی کا خیال ہے کہ وہ نبی پیدا ہو گیا ہے جو ہماری کتاب کی مانند کتاب لائے گا اور عاد کی مانند تم کو قتل کرے گا۔ اور حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے کہا: میں صبح کے وقت اپنی چھت پر تھا تو میں نے ایک

ایسی آواز سنی جو اس سے پہلے کبھی نہ سنی تھی۔ دفعتاً ایک یہودی مدینے کے قلعہ پر نظر آیا، اس کے ہاتھ میں مشعل تھی، لوگ جمع ہونے لگے اور کہنے لگے: تیری خرابی ہو تجھے کیا ہو گیا ہے۔ حضرت حسان کہتے ہیں میں اس کے بولنے کی آواز سن رہا تھا۔ اس نے کہا یہ ستارہ احمد ﷺ کا ہے جو طلوع ہوا ہے اور ہمیشہ اس ستارہ کا طلوع اور نبوت کا ظہور ایک ساتھ ہوتا ہے اور اب انبیاء کرام علیہم السلام میں بجز احمد ﷺ کے کسی کا ظہور و شہود باقی نہیں ہے۔

حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے کہا اس پر لوگوں نے اس کا مذاق اڑایا اور اس کی بات پر حیران ہوئے اور حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے ایک سو بیس سال عمر پائی جس میں سے نصف زمانہ جاہلیت میں اور باقی عمر اسلام میں گزری۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت حویصہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم اور یہود باہم ذکر کیا کرتے تھے کہ ایک نبی مکہ مکرمہ سے مبعوث ہوگا اور وہ نبی آخر ہے۔ یہ خبر ہماری کتابوں میں سے ہے اور یہ کہ وہ ان اوصاف کے حامل ہوں گے اور اس طرح ظہور فرمائیں گے۔ علاوہ ازیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں عہد و پیمان بھی لیا جاتا تھا۔

حضرت حویصہ نے کہا میں اس زمانے میں کم سن تھا جو دیکھتا یاد رکھتا اور جو سنتا اسے نہ بھولتا۔ اسی زمانے میں، میں نے ایک مرتبہ قبیلہ بنی اشہل کی طرف سے شور وغل کی آوازیں سنی جس کی وجہ سے لوگوں کو اندیشہ اور خوف ہوا اور خیال کیا کہ کوئی بات ضرور ہے پھر آوازیں کچھ آہستہ ہوگئیں پھر بلند ہوئیں۔ اب ہم گوش بر آواز ہو گئے تو ہم نے سنا بنی اشہل کے لوگ پکار رہے تھے۔

اے ساکنان مدینہ! یہ ستارہ تو احمد ﷺ کا ہے اور اس کے طلوع پر ان کو بھی پیدا ہونا چاہیے۔

حضرت حویصہ نے کہا اس اعلان یا پکار کو ہم نے کچھ تعجب سے سنا پھر بہت زمانہ گزر گیا اور اس واقعہ کو ہم بھول گئے اور اس عرصہ میں ظاہر ہے پیدائش و اموات کا عمل جاری رہا اور میں بھی ایک اچھی عمر کا شخص ہو گیا اب پھر حسب سابق شور وغل ہوا کوئی کہہ رہا تھا:

"اے مدینہ کے باشندو! بلاشبہ اس نبی کی بعثت ہوگئی اور اس کے پاس وہ "ناموس اکبر" آتے ہیں جو حضرت موسیٰ کے پاس آتے تھے۔"

اس کے بعد زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ میں نے سنا کہ مکہ میں ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے پھر ہماری قوم کے نکلنے والے نکلے اور تاخیر کرنے والے تاخیر کرتے رہے تو کچھ لوگ ایمان لائے مگر ہمارے لیے علم ابھی نہ تھا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور میں مسلمان ہوا۔

﴿واقدی، ابونعیم﴾

حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ قریظہ، نضیر، فدک اور خیبر کے یہود رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے پہلے آپ کے اوصاف اپنی کتابوں کے اندر پاتے تھے کہ آپ ﷺ کا مقام ہجرت

مدینہ طیبہ ہے پھر جب حضور نبی کریم ﷺ پیدا ہوئے تو اخبار یہود نے کہا کہ آج رات احمد مجتبیٰ ﷺ پیدا ہوں گے۔ اسی لیے کہ ستارہ طلوع ہو گیا پھر جب اعلان نبوت فرمایا تو انہوں نے کہا: بلاشبہ اعلان نبوت فرمادیا۔ وہ سب آپ ﷺ کو پہچانتے تھے اور آپ کا اقرار اور توصیف کیا کرتے تھے۔

﴿ابن سعد، ابونعیم﴾

ولادت سے قبل یہود رسول اللہ ﷺ کے اوصاف کا درس دیتے تھے:

حضرت ابی نملہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ بنی قریظہ کے یہود اپنی کتابوں میں رسول اللہ ﷺ کے "باب الذکر" کا درس دیا کرتے تھے اور آپ ﷺ کے اوصاف کی تعلیم اپنے بچوں کو دیا کرتے تھے اور آپ ﷺ کا نام اور مقام ہجرت مدینہ طیبہ ان کو بتایا کرتے تھے پھر جب رسول اللہ ﷺ نے ظہور فرمایا تو حسد وعصبیت کی بناء پر منکر ہو گئے۔

﴿ابن سعد، ابونعیم﴾

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے باپ مالک بن سنان کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں ایک روز بنی عبدالاشہل کے پاس کچھ باتیں کرنے گیا۔ وہاں میں نے یوشع یہودی کو کہتے ہوئے سنا کہ "اس نبی کے ظہور کا زمانہ قریب ہے جس کا نام احمد مجتبیٰ ﷺ ہے اور وہ حرم سے ظاہر ہوگا۔" لوگوں نے پوچھا: "اس کی علامت وشناخت بتادیجئے۔" اس نے کہا:

"نہ وہ پستہ قد ہوگا نہ طویل قامت، آنکھوں میں سرخ ڈورے ہوں گے، اون کا لباس پہنے گا، دراز گوش پر سواری کرے گا اور اس کے شانہ پر تلوار آویزاں ہوگی اور یہ شہر یعنی مدینہ منورہ اس کی ہجرت کا مقام ہوگا۔"

اس کے بعد میں اپنی قوم بنی خدرہ میں لوٹ آیا، میں نے یوشع سے جو کچھ سنا اس پر تعجب کر رہا تھا کہ اپنے قبیلہ کے ایک شخص کو کہتے ہوئے سنا کہ تنہا یوشع اس بات کو نہیں کہہ رہا ہے بلکہ مدینہ کا ہر یہودی یہی بات کہہ رہا ہے پھر میں بنی قریظہ کے پاس آیا وہ سب مجتمع تھے اور نبی آخر الزماں ﷺ کا ذکر کر رہے تھے۔ زبیر ابن باطا نے کہا کہ وہ سرخ ستارہ طلوع ہو گیا ہے جو کسی نبی علیہ السلام کے ظہور کے وقت طلوع ہوتا ہے اور اب احمد مجتبیٰ ﷺ کے ظہور کے سوا کسی اور نبی کی آمد باقی نہیں اور یہ شہر مدینہ ان کی ہجرت کا مقام ہے۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ، محمد بن سلمہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ قبیلہ بنی عبدالاشہل میں ایک ہی یہودی ایسا تھا جس کا نام یوشع تھا۔ میں نے اس کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اس گھر کی طرف سے نبی موعود کے ظہور کا وقت قریب ہے جو کوئی اس کو پائے تصدیق کرے۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت محمد بن سلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: حضور نبی کریم ﷺ کی بعثت کے بعد ہم تو اسلام لے آئے مگر لوگوں کو بتانے والا وہ یہودی نہ صرف منکر رہا بلکہ اس نے حسد اور بغاوت کی راہ اختیار کی۔ حضرت

عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تبع نے اپنی وفات سے پہلے حضور نبی کریم ﷺ کی تصدیق کر دی تھی اس وجہ سے کہ مدینہ کے یہود نے اس کو خبردار کر دیا تھا۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت عکرمہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جب تبع مدینہ آیا اور وادی قناۃ میں اترا تو اس نے احبار یہود کو کہلا بھیجا کہ میں اس شہر کو تباہ و برباد کر دوں گا تو شامول نے اس کو جواب دیا:

اے بادشاہ! بلاشبہ یہ وہ شہر ہے جس میں بنی اسماعیل کا آخری نبی اپنی جائے ولادت یعنی مکہ سے ہجرت کر کے سکونت پذیر ہوگا جس کا نام احمد ﷺ مرقوم ہے اور تمہارے پڑاؤ کا میدان جان نثاران احمد اور دشمنان نبوت کی معرکہ آرائی اور مہمات امور کے واقع ہونے کا میدان ہے۔"

تبع نے پوچھا: "اس نبی سے جنگ کرنے والے کون لوگ ہوں گے؟" شامول نے جواب دیا: "اس کی اپنی قوم حملہ آور ہوگی۔" تبع نے پوچھا "اس نبی کا مزار کہاں ہوگا؟ شامول نے کہا: "اسی شہر میں۔" تبع نے پوچھا: "لڑائی کا نتیجہ کس کے حق میں ہوگا؟" شامول نے جواب دیا: "کبھی تو ان کے حق میں ہوگا اور کبھی بلمقابل مخالفین کے حق میں۔" اور اس مقام پر جہاں تم فروکش ہوئے ہو یہاں نبی اللہ کو زحمت برداشت کرنی پڑے گی اور اس جنگ میں اس کے اتنے مجاہد شہید ہوں گے کہ شاید کسی اور جنگ میں نہ ہوں گے۔ اس کے بعد اس نبی کیلئے نیک انجام ہوگا اور وہ غالب ہو جائیں گے اور امر نبوت میں کوئی ان سے اختلاف کرنے والا نہ رہے گا۔

تبع نے پوچھا: "اس نبی ﷺ کی شان اور وصف کیا ہے؟" اس کے جواب میں شامول نے کہا: "وہ نہ پستہ قد ہوں گے، نہ طویل قامت، ان کی آنکھوں میں سرخی ہوگی۔ اونٹ پر سواری کریں گے، عماسہ کی بندش میں مشغول ہوگا، اکثر تلوار شانے پر دیئے اس ہوگی جو بھی طاقت ان کے کاموں میں مزاحم ہوگی وہ اس کو پاش پاش کر دے گا اور بالآخر اس کا دین غالب ہو جائے گا۔

﴿ابن سعد﴾

عبدالحمید بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ زبیر بن باطا یہود کا سب سے بڑا عالم تھا۔ اس نے ذکر کیا میں نے اس کتاب کو حاصل کر لیا جس کو میرا باپ مجھ سے چھپاتا تھا۔ اس میں نبی احمد مجتبیٰ ﷺ کا ذکر تھا کہ وہ علاقہ حرم یعنی مکہ مکرمہ میں پیدا ہوگا اور اس کے یہ اوصاف ہوں گے۔ زبیر نے یہ بات اپنے باپ کے مرنے کے بعد بیان کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابھی مبعوث بھی نہ ہوئے تھے اس کے بعد انہوں نے سنا کہ نبی کریم ﷺ نے مکہ مکرمہ میں ظہور فرمایا ہے تو زبیر نے اس کتاب کو چھپا دیا اور نبی کریم ﷺ کے بارے میں تجاہل عارفانہ برتتے ہوئے انکار کا رویہ اختیار کر لیا۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت سعد بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنو قریظہ اور بنو نضیر کے یہودی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر آپ کی علامتی نشانات کے ساتھ کیا کرتے تھے پھر جب سرخ ستارہ طلوع ہوا تو انہوں نے خبر دی کہ وہ نبی پیدا ہو گیا اور اس کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ اس کا نام احمد ﷺ ہے وہ ہجرت کر کے مدینہ میں آئے گا۔ پھر جب نبی کریم ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لائے اور قیام فرمایا تو انہوں نے انکار کیا اور حسد و بغاوت کی روش اختیار کی۔

﴿ابونعیم﴾

زیاد بن لبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ مدینہ طیبہ کے قلعوں میں سے ایک قلعہ میں تھے۔ انہوں نے سنا: "اے مدینہ کے لوگو! اللہ کی قسم! سلسلہ نبوت بنی اسرائیل سے منقطع ہو گیا کیونکہ نبی الآخر کی ولادت کا ستارہ افق پر نمودار ہو گیا ہے اور آپ ﷺ کا مقام ہجرت مدینہ طیبہ ہے۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت عمارہ بن خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ قبائل اوس و خزرج میں ابو عامر سے زیادہ کوئی شخص حضور نبی کریم ﷺ کی توصیف کرنے والا نہ تھا۔ یہود بھی اس کو پسند کرتے اور مسائل دریافت کرتے تھے اور وہ ان کو حضور نبی کریم ﷺ کی آمد کا مژدہ اور ہجرت و اوصاف کے تذکرے سناتا۔ پھر وہ تیما کے یہودیوں کے پاس گیا تو انہوں نے بھی اس کے خیال کی تائید کی۔ اس کے بعد وہ شام گیا اور نصاریٰ سے تبادلہ خیال کیا تو انہوں نے منجملہ اوصاف کے ایک یہ بھی بتایا کہ ہجرت کے بعد ان کا مرکز مدینہ ہوگا۔ اس کے بعد ابو عامر واپس آیا اور کہنے لگا: میں "دین حنیفہ" پر ہوں۔ ترک دنیا، رہبانیت، لباس صوف اس کی وضع قطع تھی اور وہ ظہور نبوت کا انتظار کرتا تھا۔

جب رسول اللہ ﷺ کی بعثت ہوئی تو وہ اپنے حالات میں مگن رہا اور حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل نہیں کیا۔ تیرہ سال کے بعد ترک وطن کر کے آپ ﷺ مدینہ گئے تو اس نے آپ ﷺ کی قیادت، سیادت اور سعادت کی عظمتوں کو دیکھ کر رشک و رقابت اور حسد و عداوت کا طریقہ اختیار کیا۔ ایک دن وہ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہا:

"اے محمد ﷺ! آپ کس چیز کے ساتھ مبعوث ہوئے ہیں؟" حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "حنیفیت کے ساتھ۔" اس نے کہا: "آپ حنیفیت کے ساتھ دوسری چیزوں کی آمیزش کرتے ہیں۔" حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "میں روشن اور واضح حنیفیت لایا ہوں۔" اور ارشاد فرمایا: "علماء یہود و نصاریٰ میری شناخت اور اوصاف کے بارے میں جو کچھ تجھ سے بیان کرتے تھے وہ کیا نظر آتے ہیں؟"

اس نے کہا: "آپ ان اوصاف کے حامل نہیں ہیں۔" اس کے جواب میں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "تو جھوٹ بولتا ہے۔" اس نے کہا: "میں جھوٹ نہیں بولتا۔" اس مرحلہ پر آپ ﷺ نے فرمایا: جھوٹ بولنے والے کو اللہ تعالیٰ اس حال میں موت دے کہ لوگوں نے اسے دھتکار دیا ہو تنہا رہ جائے۔ اس پر اس نے کہا: "آمین۔" پھر وہ قریش مکہ کے پاس چلا گیا، یہودیت سے

قریش کے ساتھ اور رواداری میں مشرکانہ رویہ اختیار کر لیا۔

﴿ابن سعد، ابونعیم﴾

حضرت جعفر بن عبداللہ بن ابی الحکم رضی اللہ عنہ نے مذکورہ بالا حدیث کی مانند روایت کی مگر اس میں اتنا زیادہ ہے کہ یہ شخص مکہ چلا گیا پھر جب مکہ فتح ہو گیا اور طائف اور اہل طائف جب مسلمان ہو گئے تو انہوں نے اس کو برداشت نہ کیا تو یہ شام چلا گیا اور پھر روم میں داخل ہو گیا۔ بے سہارا اور بے یارو مددگار ہو کر مر گیا۔

﴿ابونعیم، ابن اسحاق﴾

کعب بن لوی اور ذکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم:

حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کعب بن لوی بن غالب جمعہ کے قومی اجتماع میں اس طرح خطاب کرتا تھا:

"اے برادران قوم! غور سے سنو اور خبردار ہو جاؤ۔ رات تاریک اور دن روشن ہے۔ زمین بچھونا اور آسمان ہماری چھت ہے۔ پہاڑ میخیں اور ستارے راہنما اور پچھلے لوگوں کی مانند ہی پہلے مرد و عورت ہیں اور روح پرانی ہونے والی ہے۔ انجام سے ڈرو، صلہ رحمی کرو، حقوق قرابت کی حفاظت کرو۔ اپنے اموال کو بڑھاؤ، تم نے کسی مرنے والے کی باز گشت دیکھی ہے، یا دیکھا کہ کوئی مردہ دوبارہ زندہ ہوا ہو؟ آخرت تمہارے سامنے ہے، دار آخرت اس انداز و گمان کے سوا ہے جو تم بتاتے ہو اور جس کا ذکر کرتے ہو اپنے حرم کو زینت دو اور اس کی تعظیم کرو اور اس کو مضبوط تھامو کیونکہ عنقریب اس کیلئے ایک عظیم خبر ہونے والی ہے اور بہت جلد اس حرم سے عزت والا نبی ظہور کرنے والا ہے۔

نهار وليل كل اوب بحادث — سواء علينا ليلها و نهارها

على غفلة ياتي النبي محمد — يخبر اخبارا صدوق خبيرها

ترجمہ "رات اور دن اور رات تو ہر روز نئے حادثے لاتے ہیں، ہم پر دن و رات سب یکساں ہیں، اچانک نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لانے والے ہیں، وہ ایسی خبریں دیں گے کہ جن کا خبر رکھنے والا بہت سچا ہے۔"

خدا کی قسم! اگر میں شنوائی، بینائی اور دست و پا رکھنے والا ہوتا تو ان کے عہد نبوت میں اتنی سختی اور سرگرمی سے کوشاں ہوتا جس طرح ایک شتر سخت کشی اور مشقت کیا کرتا ہے اور انکی تعریف دکھاتا جس طرح ایک وحشی اپنی منزل مقصود تک پہنچنے میں دکھاتا ہے پھر کہا:

يا ليتني شاهدا نجواء دعوته

حين العشيرة تبغي الحق خذلانا

ترجمہ "کاش میں ان کی دعوت کے دور میں موجود ہوتا جبکہ قبائل حق کو چھوڑنے کی خواہش کر رہے ہوں گے۔"

حالانکہ کعب بن لوی کے مرنے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے درمیان پانچ سو ساٹھ برس کا زمانہ تھا۔ حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ قیس

بن ساعدہ اپنی قوم کو عکاظ کے بازار میں خطبہ دیا کرتا تھا۔ وہ اپنے خطبہ میں کہتا: عنقریب اس جگہ سے حق عام ہوگا اور پھر اپنے ہاتھ سے مکہ کی طرف اشارہ کرتا۔ لوگ پوچھتے وہ حق کیا ہے؟ وہ جواب دیتا۔ ایک شخص کشادہ رو، سیاہ چشم، لوی بن غالب کی نسل سے ہوگا وہ لوگوں کو کلمہ اخلاص، ابدی زندگی کبھی کم نہ ہونے والی نعمتوں کی طرف بلائے گا۔ تم اس کی دعوت کو قبول کرنا اگر میں اس کی بعثت تک زندہ رہتا تو سب سے پہلے اس کی طرف دوڑ کر جانے والا ہوتا۔

﴿ابونعیم، ابن اسحاق﴾

اوس بن حارثہ کی بیٹے کو وصیت:

جابر بن تمیران رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ جب اوس بن حارثہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو اس نے اپنے بیٹے مالک کو وصیت کی۔ اس کے بعد اس نے یہ اشعار پڑھے

شهدت اسرايا يوم آل محرق ۔۔۔ وادرک عمري صيحة الله في الحجر

فلم اردا ملکک من الناس واحدا ۔۔۔ ولا سوقة الا الى الموت والقبر

ترجمہ: ''آل محرق کی جنگ کے دن میں ان قیدیوں میں موجود تھا اور میری عمر کو عذاب الٰہی نے مقام حجر میں پالیا تھا۔ تو اس دن نہ کسی دولت مند اور سرمایہ دار شخص کو اور نہ کسی بے مایہ و محتاج کو دیکھا۔''

- مگر یہ کہ وہ موت اور قبر کی طرف جارہا تھا۔ یہ قصیدہ ان شعروں تک اس نے پڑھا:

الم يات قومي ان لله دعوة ۔۔۔ يفوز بها اهل السعادة والبر

اذا بعث المبعوث من ال غالب ۔۔۔ بمكة فيما بين زمزم والحجر

هنالک فابغوا نصره ببلادکم ۔۔۔ بني عامر ان السعادة في النصر

ترجمہ: ''کیا میری قوم کو یہ معلوم نہ ہوا کہ اللہ کی طرف سے دعوت ہے، اس دعوت کے ذریعہ سعادت مند اور نیکوکار کامیاب ہوں گے۔ جس وقت وہ (منتخب کائنات) مبعوث ہونے والا آل غالب سے حرم کعبہ میں زمزم اور حجر اسود کے درمیان ظہور کرے گا۔ اس وقت اپنے علاقوں سے اٹھ کر اس کے ساتھ موثر تعاون کرنا لازمی ہے۔ اے بنو عامر! بلاشبہ تمہاری سعادت نصرت کرنے میں ہی ہے۔''

﴿خرائطی: کتاب الہواتف، ابن عساکر﴾

حضرت حرام بن عثمان انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ اپنی قوم کے چالیس افراد کے ساتھ بغرض تجارت شام پہنچا تو اس نے خواب میں دیکھا کہ کسی آنے والے نے کہا: اے ابوامامہ! مکہ مکرمہ سے ایک نبی ظہور فرمائے گا۔ تم اس کی پیروی کرنا۔ اور اس سلسلہ کی ایک علامت یہ ہے کہ تم ایک ایسی منزل پر اترو گے کہ تمہارے ساتھیوں کو مصیبت پہنچے گی مگر تم محفوظ رہو گے اور فلاں کی آنکھ پر پھنسے کی بیماری لگ جائے گی۔'' پھر وہ ایک منزل پر اترے تو ان سب افراد کو رات میں وبائی

طاعون نے گھیر لیا صرف ابو اسامہ اس سے محفوظ رہے اور ان کے ایک ساتھی کی آنکھ میں بھالا بھی لگ گیا۔
﴿ابن سعد﴾

عمیر بن حبیب کا مردہ کے بعد زندہ ہونا:

شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ مجھ سے جہینہ کے ایک شیخ نے بیان کیا کہ زمانہ جاہلیت میں ہم میں سے ایک شخص جس کا نام عمیر بن حبیب تھا، بیمار ہو گیا۔ اس پر بے ہوشی کا غلبہ ہوا اور ہم نے مردہ سمجھ کر اس پر چادر ڈال دی اور اس کی قبر کھودنے کا انتظام کر دیا۔ ہم اس کے پاس ہی بیٹھے تھے کہ وہ اٹھ کر بیٹھ گیا اور کہنے لگا "میں جس حالت میں دیکھ رہا ہوں، اس کو تم دیکھ رہے تھے کہ مجھ پر بے ہوشی طاری تھی۔ اسی حالت میں مجھ سے کہا گیا کہ تجھ پر تیری ماں روئے کیا تو نہیں دیکھتا کہ تیری قبر کھودی گئی اور قریب تھا کہ تیری ماں تجھ پر روتی اور کیا تو نہیں دیکھ رہا ہے کہ ہم نے اس قبر کو تیرے سوا دوسرے شخص کیلئے بدل دیا اور فصل نامی شخص کو اس میں رکھ کر پتھروں سے بھر دیا ہے۔ تو کیا اب تو اسی نبی مبشر پر ایمان لائے گا اور اپنے رب کے شکر و سپاس اور احباب و قبیلے کے ساتھ صلہ رحمی کا رویہ اختیار کرے گا اور مشرب ضلالت اور مشرکانہ جہالت کو چھوڑ دے گا؟ میں نے پر اخلاص انداز میں عرض کیا: ہاں! ضرور ایمان لاؤں گا لہٰذا مجھے چھوڑ دیا گیا ہے۔ لوگوں نے اس واقعہ عجیب کے بعد فصل نامی شخص اور اس کے حالات دریافت کرنے کیلئے ایک جماعت کو روانہ کیا جس کی تحقیقات سے پتہ چلا کہ واقعی وہ مر چکا اور اسی گڑھے میں اس کو دبا دیا گیا ہے۔ حضرت عمیر رضی اللہ عنہ اس واقعہ کے بعد عرصہ دراز تک زندہ رہے یہاں تک کہ عہد رسالت آیا اور وہ حلقۂ اسلام میں داخل ہوا۔
﴿ابن ابی الدنیا، بیہقی، ابو نعیم﴾

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا:

حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا بذریعہ وحی تھا اور وہ اس طرح کہ آپ بغرض تجارت شام گئے وہاں آپ نے ایک خواب دیکھا اور بحیرہ راہب سے بیان کیا۔ بحیرہ نے پوچھا:

- "تم کہاں کے رہنے والے ہو؟"
- انہوں نے جواب دیا: "تہامہ کے شہر مکہ کا۔"
- بحیرہ نے سوال کیا: "تمہارا تعلق کس قبیلہ سے ہے؟"
- حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "قبیلہ قریش سے۔"
- بحیرہ نے پھر سوال کیا: "آپ کا ذریعہ معاش کیا ہے؟"
- حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: "تجارت۔"

بحیرہ راہب نے اپنے سوالات کے جواب پانے کے بعد خواب کی تعبیر کی کہ "اللہ تعالیٰ تمہارے خواب کو حقیقت بنا کر مشاہدہ میں اس طرح لائے گا کہ تمہاری قوم میں سے ایک نبی کو مبعوث فرمائے گا اور

تم اس نبی کے صاحب معتمد اور مشیر اعلیٰ ہو گے اور وفات کے بعد خلیفہ نبی ہو گے۔"

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس واقعہ "تعبیر خواب" کو پوشیدہ ہی رکھا۔ یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ مبعوث ہوئے۔ اس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے آقا ﷺ! آپ کے دعویٰ نبوت کی دلیل کیا ہے؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا وہ خواب جس کو تم نے شام میں دیکھا تھا آپ یہ جواب سن کر حضور نبی کریم ﷺ سے چمٹ گئے۔ پیشانی پر بوسہ دیا اور سمع وطاعت اور استجابت وشہادت کے ملے جلے جذبات کے ساتھ کہا: "اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ" میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک آپ اللہ کے رسول (ﷺ) ہیں۔

﴿ابن عساکر، تاریخ دمشق﴾

حضرت ابن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے والد اور انہوں نے اپنے دادا سے روایت کی کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ آپ نے عہد اسلام سے قبل "دلائل نبوت" کی قبیل سے کچھ دیکھا تھا؟ آپ نے جواب دیا: "ہاں۔" اور مزید کہا کہ کوئی شخص قریشی یا غیر قریشی ایسا نہ تھا جسے آج دلائل نبوت سے کچھ معلوم نہ ہوا ہو۔ میں زمانہ جاہلیت میں درخت کے نیچے بیٹھا ہوا تھا کہ دفعتاً ایک ٹہنی میرے اوپر اس قدر جھکی کہ سر کے قریب آ گئی۔ میں حیران تھا کہ عجیب بات ہے کہ اتنے میں درخت مذکور سے آواز آئی وہ کہہ رہا تھا: ایک نبی کا ظہور ہونے والا ہے اور تم کو تمام لوگوں سے زیادہ اپنے آپ کو اس کی پیروی میں دینا ہے۔

﴿ابن عساکر﴾

کتب سماویہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ذکر جمیل

- اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ مِنْۢ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ

﴿سورۃ الانبیاء﴾

ترجمہ: "اور بے شک ہم نے زبور میں نصیحت کے بعد لکھ دیا کہ اس زمین کے وارث میرے نیک بندے ہوں گے۔"

امت محمدیہ ﷺ کا ذکر:

مندرجہ بالا آیت کریمہ کی تشریح میں ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں یہ قول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے توریت اور انجیل میں اپنے ازل اور قبل آفرینش علم سے خبر دی ہے کہ امت محمدیہ ﷺ اس زمین کی وارث ہو گی۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے جب "اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ

الصالحون" پڑھا تو کہا یہ ہی وہ صالحین بندے ہیں اور فرمایا کہ میں زبور کے اس نسخے سے واقف ہوں جس میں ایک سو پچاس سورتیں ہیں اور میں نے اس کی چوتھی سورت میں پڑھا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"اے داؤد ( ) ! میں جو سناتا ہوں اسے سنو اور حضرت سلیمان کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو بتادیں کہ تمہارے بعد یہ زمین میری ہے اور میں محمد ﷺ اور ان کی امت کو اس کا وارث کروں گا۔"

﴿ابن ابی حاتم﴾

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق کا ذکر

حضرت ابن مسعود سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا کہ میں حضور نبی کریم ﷺ کی بعثت سے پہلے یمن کی طرف گیا اور قبیلہ ازد کے ایک شیخ کے پاس پہنچا جو متبحر عالم اور کتب سماوی کو پڑھنے والا شخص تھا اور اس کی عمر دس کم چار سو برس کی تھی۔

اس ازدی عالم نے مجھ سے کہا: میرا خیال ہے کہ تم حرم مکہ کے رہنے والے ہو؟ میں نے کہا: "ہاں۔" اس نے کہا: "میرا خیال ہے کہ تم قریشی ہو۔" میں نے کہا: "ہاں۔" اس نے کہا: "میرا خیال ہے کہ تم تیمی ہو؟" میں نے کہا: ہاں۔ اس نے کہا: "اب صرف ایک نشانی تمہاری طرف سے باقی رہ گئی ہے جس سے میں واقف نہیں ہوسکا ہوں۔" میں نے پوچھا: "وہ کون سی نشانی ہے؟" اس نے کہا: "تم اپنے پیٹ سے قمیص اٹھاؤ۔" میں نے کہا: کس لیے؟

اس نے کہا کہ میں نے علم صادق میں پایا ہے کہ "حرم مکہ میں ایک نبی مبعوث ہوگا اور اس کے دعویٰ نبوت میں ایک جوان اور ایک ادھیڑ عمر کا شخص مددگار رہوں گے اور جوان شدتوں اور دشمنوں کی تحمد و قوت اور ہجوم مصائب کو خاطر میں نہ لائے گا وہ ان کا زور توڑ کر رکھ دے گا اور دوسرا ادھیڑ عمر شخص گورے رنگ اور لاغر جسم کا ہوگا اور اس کے پیٹ پر ایک تل ہوگا اور بائیں ران پر ایک نشان ہوگا تو تمہارا کیا حرج ہے اگر تم مجھے اپنا پیٹ دکھادو اور تمہارے ساتھ جو اوصاف میں پاتا ہوں اس پوشیدہ علامت کو دیکھنے سے میرا علم مکمل ہوجائے اور اس کے علاوہ ایک اور علامت مخفی رہ جائے تو رہ جائے۔" حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا: میں نے اپنے پیٹ پر سے کپڑا اٹھالیا اور وہ ازدی عالم میری ناف کے اوپر سیاہ تل کو دیکھ کر کہنے لگے:

"رب کعبہ کی قسم! بے شک تم ہی وہ شخص ہو۔"

﴿ابن عساکر﴾

حضرت ربیع بن انس سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: کتب سابقہ میں ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق کی مثال قطرات بارش کی سی ہے کہ وہ جہاں بھی گرتے ہیں نفع پہنچاتے ہیں۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت سیدنا عمر فاروق کا ذکر

حضرت ابی بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت عمر فاروق کے پاس آیا۔ ان

کے پاس کچھ لوگ کھانا کھا رہے تھے۔ آخر میں کچھ لوگ بیٹھے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان میں سے ایک پر نظر ڈالی اور فرمایا: "تم کتب سابقہ میں کیا کچھ پاتے ہو؟" اس نے جواب دیا کہ "رسول اللہ ﷺ کا خلیفہ ان کا صدیق ہوگا۔"

﴿ابن عساکر﴾

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ہمیں بتایا کہ میں زمانہ جاہلیت میں قریش کے کچھ لوگوں کے ساتھ بغرض تجارت شام گیا پھر جب مکہ واپس ہونے لگے تو مجھے ایک ضروری کام یاد آ گیا جسے میں بھول گیا تھا لہٰذا میں نے ساتھیوں سے کہا: "میں ایک کام کر آؤں پھر تم سے آ کر مل جاؤں گا۔" واللہ! میں بازار میں گزر رہا تھا کہ دفعتاً ایک بطریق نے پیچھے سے آ کر مجھے گردن سے پکڑ لیا اور مجھے لے جانے لگا۔ میری مزاحمت کے باوجود وہ مجھے کنیسہ تک لے جانے میں کامیاب ہو گیا اور ایک بہت بڑے مٹی کے ڈھیر کے پاس لے جا کر ٹوکری اور پھاوڑہ میرے آگے ڈال دیا اور کہا اس انبار سے مٹی اٹھا کر دوسری جگہ ڈال دو۔ میں بیٹھ گیا اور پیش آمدہ شدنی حالات پر سوچنے لگا کہ کیا کروں۔ وہی بطریق کچھ دیر بعد آیا اور کہنے لگا: میں دیکھ رہا ہوں کہ تو نے کچھ بھی کام نہیں کیا اور پھر ایک مکا بنا کر پوری قوت سے میرے سر پر مارا۔ میں بڑی تیزی میں بجلی کی طرح اٹھا اور وہی پھاوڑہ سامنے سے اٹھا کر اس کے سر پر مارا اور اس کے سر کی ہڈی ٹوٹ گئی بھیجہ نکل کر بکھر گیا۔ اس کے بعد بلا توقف میں کنیسہ سے باہر نکل آیا اور غیر ارادی طور پر چل کھڑا ہوا، میں نہیں جانتا تھا کہ کدھر جا رہا ہوں اور میں ایک رات اور دن برابر چلتا رہا حتیٰ کہ میں ایک صبح کو گرجا کے قریب سے گزر رہا تھا کہ آرام کرنے کو جی چاہا اور گرجا کے سائے میں سستانے لگا۔ اتنے میں ایک شخص نکل کر میرے پاس آیا اور کہا: "اے اللہ کے بندے! اس جگہ کیوں بیٹھے ہو؟ میں نے کہا: میں اپنے ساتھیوں سے بچھڑ گیا ہوں۔ اس کے بعد وہ کھانا اور پانی لایا اور وہ مجھ کو اور میرے سارے جسم کو اوپر سے نیچے تک دیکھتا رہا پھر بولا: اے اجنبی! اہل کتاب جانتے ہیں کہ روئے زمین پر کوئی شخص مجھ سے زیادہ کتاب الٰہی کا جاننے والا نہیں ہے اور میں تجھ میں وہ اوصاف دیکھ رہا ہوں کہ تو ہی ہوگا کہ ہمیں اس گرجا سے نکالے گا اور اس شہر پر غلبہ پائے گا۔"

میں نے اس کے جواب میں کہا: "اے استاذ! میں ایک دوسرے مذہب کا پیروکار ہوں۔" پھر اس نے پوچھا: "تیرا نام کیا ہے؟" میں نے بتایا: "عمر بن الخطاب" اس کے بعد اس نے پہلے سے زیادہ وثوق اور اعتماد کے لہجے میں کہا: "واللہ! ایسا ہی ہوگا اور تو ہی ہمارا غالب و فاتح ہے، اس میں کوئی مغالطہ اور شبہ نہیں۔ مہربانی کر تو میرے لیے، اس گرجا کیلئے اور اس کے جملہ اشیاء و لوازمات کیلئے ایک دستاویز لکھ دے۔" میں نے کہا: "اے صاحب علم! تو نے بلاشبہ میرے ساتھ حسن سلوک کیا ہے پس اب تو ایسی بات کر کے مجھے مکدر نہ کر۔"

اس نے اصرار کیا کہ "ایسی ایک تحریر لکھ دینے میں تجھ کو کس وجہ سے گریز ہے؟ حالانکہ بات واضح

ہے اگر تو اس کا حاکم ہو گیا تو یہ تحریر ہمارے فائدہ میں مفید ہوگی اور اگر ایسا نہ ہوا تو تیری ذات کو کیا نقصان؟" میں نے کہا: "پھر سامان کتابت لاؤ۔" وہ صحیفہ کاغذ وغیرہ لے آیا اور میں نے اس کے مطالبہ اور خواہش کے مطابق تحریر لکھ کر دستخط کر دیے پھر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے زمانہ خلافت میں شام پہنچے تو وہی راہب آپ کے پاس آیا اور وہ "دیر القدس" کا انچارج تھا۔ اس نے وہی تحریر پیش کی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس تحریر کو تعجب کے ساتھ دیکھا اور جو مسلمان ساتھ میں موجود تھے انہیں تحریر کا بھی منظر بتایا۔ راہب نے عرض کیا: میرے لیے جو شرط مقرر ہو چکی ہے اسے پورا فرمائیے۔ اس کا جواب آپ نے یہ دیا: اس معاملہ میں نہ عمر کا اختیار ہے نہ اس کی اولاد کو۔

﴿دینوری فی المجالسہ، ابن عساکر﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ گھوڑا دوڑا رہے تھے، اتفاقاً ران پر سے تہبند ہٹ گیا اور اہل نجران میں سے کسی نے ران پر سیاہ تل کو دیکھ لیا جس کی وجہ سے نصرانی نے کہا: یہی وہ شخص ہے جس کا ذکر ہم اپنی کتابوں میں پڑھتے ہیں اور یہی شخص ہمیں اپنے اس علاقے سے نکالے گا۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت ابی اسحاق، حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ عہد رسالت ﷺ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ گھوڑا دوڑا رہے تھے تو قبا کا دامن اڑ جانے سے آپ کی ران کھل گئی۔ آپ کی ران پر سیاہ تل کو دیکھ کر نجران کے ایک شخص نے کہا: یہی وہ شخص ہے جس کا تذکرہ ہمیں اپنی کتابوں میں ملتا ہے کہ وہ ہمیں ہمارے گھروں سے نکال دے گا۔

﴿[illegible]﴾

شہر بن حوشب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے شام میں کہا کہ ان کتابوں میں بتایا گیا ہے کہ یہ شہر و امصار اس شخص کے ہاتھوں فتح ہوں گے جو صالحین، مسلمین اور متقین کے ساتھ ہمدرد اور مہربان اور شوریدہ پشتوں اور کافروں پر سخت گیر اور شدید ہے اور اس کا باطن اس کے ظاہر سے بہتر اور اس کے قول اور فعل میں تضاد نہیں اور اس کے نزدیک حق کے حاصل کرانے میں قریب و بعید برابر ہے۔ اس کے شاگرد رات میں عبادت گزار اور دن میں شیر ہیں وہ آپس میں رحم دل، شفیق اور نیکوکار ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے کعب رضی اللہ عنہ! تم نے ٹھیک کہا۔ کعب رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ہاں خدا گواہ ہے میں نے حقیقت بیان کی ہے۔ اس کے بعد حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہر طرح کی حمد و ثنا کے لائق وہی ذات قدس ہے جس نے ہمیں عزت و غلبہ دیا اور ہمیں شرافت و کرامت سے سرفراز کر کے ہمارے نبی محمد رسول اللہ ﷺ کے ذریعہ ہم کو باہم شفقت کرنے والا بنایا۔

﴿ابو نعیم﴾

عبید بن آدم و ابی مریم رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت ابی شعیب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر

بن الخطاب رضی اللہ عنہ مقام جابیہ گئے تھے۔ اس وقت حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بیت المقدس تشریف لائے تو نصرانی راہبوں نے ان سے کہا: آپ کا نام کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: ”خالد بن ولید“ پھر انہوں نے پوچھا: آپ کے امیر کا نام کیا ہے؟ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ۔ پھر انہوں نے امیر کی شناخت پوچھی تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی نشانیاں بیان کیں۔ جن کو سن کر راہب بولے: تم بیت المقدس کو فتح نہیں کر سکتے، البتہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کر سکتے ہیں کیونکہ ہم نے اپنی کتابوں میں پڑھا ہے کہ ہر شہر دوسرے سے پہلے فتح ہو جائے گا اور ہر اس شخص کی جو جس شہر کو فتح کرے گا اس کی نشانیاں ہمیں معلوم ہیں۔ ہماری کتب مقدس میں ہے کہ بیت المقدس سے پہلے ”قیساریہ“ فتح ہوگا۔ واپس جاؤ پہلے اسے فتح کرو، پھر اپنے امیر کو ساتھ لے کر آنا۔“

﴿ابو نعیم﴾

سیدنا حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کا ذکر:

حضرت مغیث اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تم توریت میں میری کیا علامت پاتے ہو؟ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ایسا خلیفہ جو آہنی عزم کا حامل اور شدید قوت کا حامل اور احکام خداوندی کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف نہ کرے گا۔ پھر تمہارے بعد ایسا خلیفہ ہوگا جسے امت قتل کرے گی اور وہ لوگ اس خلیفہ کے حق میں ظالم ہیں پھر اس کے بعد سخت مصائب میں مبتلا ہو جائے گی۔

﴿طبرانی، ابو نعیم بحوالہ الریاض﴾

حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے مؤذن حضرت اقرع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسقف کو بلایا اور دریافت فرمایا: ”کیا تم اپنی کتابوں میں ہمارا بھی تذکرہ پاتے ہو؟“ اسقف نے جواب میں کہا: ”ہم تمہاری علامات اور اوصاف کو تو پاتے ہیں مگر ان کا ذکر نام بنام نہیں ہے۔“ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: تم میرا ذکر کس طرح پاتے ہو؟ اسقف نے جواب دیا: ”آہن کے مانند لوہے کے مشابہ۔“ آپ نے پوچھا: ”اس کا کیا مطلب ہوا؟“ اس نے کہا: اصولوں کا بہت سختی سے پابند امیر، دشمنان دین کیلئے ”مرد آہن“ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: صرف اللہ تعالیٰ کیلئے بڑائی ہے ہر طرح کی تعریف بھی اسی کیلئے ہے۔ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پوچھا:

”میرے بعد ہونے والے خلیفہ کا ذکر کس طرح ہے؟“ اس نے کہا: ”وہ ایک حلیم الطبع، بہت ہی باحیا اور صالح مرد ہے جو اقربا کو دوسروں پر ترجیح دے گا۔“

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ تعالیٰ ہمارے اور عثمان کے بیٹوں پر رحم فرمائے پھر سوال کیا کہ ”جو شخص ان کے بعد خلیفہ ہوگا اس کے بارے میں کیا مذکور ہے؟“ اسقف نے جواب دیا: ”لوہے کا میل۔“ اس پر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے کہا: ہائے افسوس! اسقف راہب امیر المومنین رضی اللہ عنہ کا قطع کلام کرتے ہوئے بولا: ”اے امیر ٹھہریے! وہ مرد تو صالح ہے لیکن اس کی خلافت کا قیام جبکہ خون ریزی اور

کھینچی ہوئی ہو جو تلواروں کے درمیان ہوگا۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت ابن سیرین سے روایت ہے کہ حضرت کعب احبار نے حضرت عمر سے دریافت کیا کہ کیا آپ نیند میں کچھ دیکھتے ہیں؟ اس سوال پر حضرت عمر نے ان کو جھڑک دیا پھر کچھ دیر کے بعد فرمایا میں ایک شخص کو دیکھتا ہوں جو خواب میں امت کے معاملات دکھاتا ہے۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت ابو ایوب انصاری کے غلام افلح سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ حضرت عبداللہ بن سلام اہل مصر کے آنے سے پہلے سرداران قریش کے پاس جا کر کہتے تھے کہ حضرت امیر یعنی حضرت عثمان کو قتل نہ کرو۔ وہ کہتے خدا کی قسم! ہمارا قتل کرنے کا ارادہ نہیں مگر انہوں نے واپس جاتے ہوئے کہا بخدا یہ لوگ ضرور اس کا ارتکاب کریں گے۔

ایک مرتبہ پھر ان لوگوں کو متنبہ کیا اور کہا خدا کی قسم! وہ چالیس یوم تک فوت ہو جائیں گے۔ باغیوں نے انکار کیا اور کہا ہم شہید نہیں کریں گے۔ اس کے کچھ دنوں بعد پھر حضرت عبداللہ بن سلام نے ان (محاصرین) کے پاس پہنچ کر سمجھایا (خلیفہ معصوم) کو شہید نہ کرو۔

﴿مسند ابن راہویہ﴾

طاؤس سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ حضرت عبداللہ بن سلام سے حضرت عثمان ذوالنورین کی شہادت کے موقع پر لوگوں نے پوچھا "تم اپنی کتابوں میں حضرت عثمان کے کیا اوصاف پاتے ہو؟" انہوں نے جواب دیا کہ "ہم نے پڑھا ہے کہ وہ قیامت کے روز قتل کرنے والے اور ان کے چھوڑنے والوں پر امیر ہوں گے۔"

﴿ابن عساکر، ابن سعد﴾

حضرت محمد بن یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ وہ اپنے دادا حضرت عبداللہ بن سلام سے روایت کرتے ہیں کہ جب وہ امیر المومنین حضرت عثمان کے پاس گئے تو انہوں نے دریافت کیا کہ جنگ کرنے اور اس سے باز رہنے میں کون سی بات آپ مناسب خیال کرتے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ قیام حجت کیلئے جنگ سے ہاتھ روکنا بہتر ہے کیونکہ ہم نے کتاب آسمانی میں پڑھا ہے کہ آپ قیامت کے دن قاتل اور آمر پر امیر ہوں گے۔

﴿ابن عساکر، ابن سعد﴾

حضرت عبداللہ بن سلام نے مصریوں سے کہا تم حضرت عثمان کو شہید کرنے کے درپے ہو کیونکہ وہ دو دن کی، لو تم ٹھہر نہ سکو گے کہ ان کی وفات ہو جائے گی۔

﴿ابن عساکر﴾

ابو القاسم بغوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت سعید بن عبدالعزیز سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے رحلت فرمائی تو لوگوں نے ذی قربات حمیری سے جو علمائے یہود میں سے تھا پوچھا: "اے ذی

قربات! حضور نبی کریم ﷺ کے بعد کون خلیفہ ہوگا؟" اس نے کہا: "الامین! (یعنی حضرت ابوبکر صدیق ؓ) لوگوں نے پھر پوچھا: "ان کے بعد خلیفہ کون ہوگا؟" اس نے کہا: "مرد آہن" یعنی حضرت عمر بن الخطاب ؓ (جو قوت ارادی اور ہمت و عزیمت کا پہاڑ اور اصول و انصاف کی پابندی میں مرد آہن ہیں۔) پھر لوگوں نے سوال کیا کہ "ان کے بعد یہ خلافت و سیادت کس کی طرف منتقل ہوگی؟" اس نے کہا: "الازہر" یعنی حضرت عثمان ذوالنورین ؓ (جو اپنے اخلاق اور کردار میں اخلاق اور حلم و حیاء میں ازہر تھے۔) پھر انکے بعد کیلئے پوچھا گیا۔ اس نے کہا: "ابوصالح المنصور" یعنی حضرت امیر معاویہ ؓ

حضرت عبداللہ بن مغفل ؓ سے روایت ہے۔ مجھ سے حضرت عبداللہ بن سلام ؓ نے حضرت علی ؓ کی شہادت کے بعد کہا کہ اب چالیس ہجری کا آغاز ہے اور عنقریب اسی سال میں صلح ہو جائیگی۔

﴿ابن راہویہ، طبرانی﴾

حضرت ابوصالح ؓ سے روایت ہے کہ حضرت عثمان ؓ کا اونٹ چرانے والا ایک روز یہ حدی گا رہا تھا:

ان لا میر بعدہ علی

و فی الزبیر خلف مرضی

ترجمہ: "بے شک ان کے بعد حضرت علی المرتضیٰ ؓ امیر ہوں گے اور حضرت زبیر ؓ پسندیدہ خصلت والے پس رو ہوں گے۔"

حضرت کعب ؓ نے سن کر کہا نہیں بلکہ امیر حضرت معاویہ ؓ ہوں گے۔ یہ خبر حضرت معاویہ ؓ کو ملی تو انہوں نے حضرت کعب ؓ سے کہا: اے ابواسحاق یہ کیسے ممکن ہے حالانکہ ابھی حضور نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام میں حضرت علی المرتضیٰ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم موجود ہیں؟ انہوں نے کہا: تم ہی امیر ہو گے۔

﴿ابن سعد﴾

ابوجریر ازدی اور حضرت عبداللہ بن سلام ؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! آپ کا ذکر ہمیں اپنی کتابوں میں اس طرح ملتا ہے کہ قیامت کے روز آپ ﷺ رب کے حضور اس حال میں کھڑے ہوں گے کہ آپ کے دونوں رخسار سرخ ہوں گے اور آپ کے بعد امت جو کارنامے انجام دے گی ان کی وجہ سے آپ ﷺ محجوب اور شرمندہ ہوں گے اور حیاء آئے گی۔ (بسند حسن)

﴿مسند دارمی، مسند ابن راہویہ﴾

مشاجرات صحابہ رضی اللہ عنہم کا ذکر

محمد بن یزید ثقفی ؓ سے روایت ہے کہ حضرت قیس بن خرشہ اور حضرت احبار رضی اللہ عنہم دونوں ہمراہ جا رہے تھے یہاں تک کہ جب یہ دونوں مقام صفین پر پہنچے تو حضرت کعب ؓ ٹھہر گئے اور

کچھ دیر اس سرزمین پر نظر ڈال پھر فرمایا: اس خطہ سرزمین پر مسلمانوں کا اس قدر خون بہے گا کہ اتنا خون کسی اور خطہ پر نہ بہا ہوگا۔ اس پر حضرت قیس نے کہا: یہ بات تمہیں کس ذریعے سے معلوم ہوئی؟ حالانکہ یہ بات علم غیب سے ہے اور علم غیب کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔ اس پر حضرت کعب نے کہا: زمین کا بالشت بھر ٹکڑا بھی ایسا نہیں ہے جس کا ذکر توریت میں نہ ہو۔

﴿طبرانی، بیہقی﴾

حضرت عبداللہ بن زبیر سے روایت ہے کہ جب مختار کا سر ان کے سامنے لایا گیا تو انہوں نے کہا حضرت کعب نے جو باتیں بتائی تھیں ان سب باتوں کو میں نے درست پایا۔ سوائے اس ایک بات کے جو مجھ سے کہی کہ عنقریب ایک ثقفی شخص مجھ کو قتل کرے گا۔ حضرت اعمش کہتے ہیں کہ وہ اسے نہ جان سکے کہ حجاج ثقفی کو ان کیلئے پوشیدہ رکھ گیا ہے۔

﴿مستدرک حاکم﴾

حجاج بن یوسف کے ظلم کا ذکر:

حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ میں نے کتاب میں پڑھا ہے کہ حضرت امیر معاویہ کا ایک ہم نسب شخص لوگوں کا خون بہائے گا اور دوسروں کے اموال کو حلال جانے گا اور بیت اللہ کے ایک ایک پتھر کو توڑے گا۔ میری حیات میں اگر اس طرح کے واقعات رونما ہوئے تو میں دیکھ ہی لوں گا ورنہ تم ان باتوں کو ذرا یاد رکھنا۔ حضرت عبداللہ بن عمر نے یہ بات بنی مغیرہ کی جبل ابوقبیس پر رہنے والی عورت سے کہی تھی چنانچہ حضرت ابن زبیر کے زمانہ میں حجاج کے مقابلہ کے دوران بیت اللہ کو منہدم ہوتے دیکھ کر اس خاتون نے کہا: خدا حضرت عبداللہ پر رحم کرے کیسی درست بات کہی تھی۔

﴿مستدرک حاکم﴾

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر:

ہشام بن خالد ربعی سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے توریت میں دیکھا ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ پر چالیس دن تک آسمان و زمین روئیں گے۔

﴿زوائد الزہد﴾

حضرت محمد فضالہ سے روایت ہے کہ ایک راہب نے کہا: ہم حضرت عمر بن عبدالعزیز کا تذکرہ عادل اماموں میں پڑھتے ہیں جس طرح حرمت والے مہینوں میں رجب حرمت و امن والا ہے اسی طرح عمر کا زمانہ حرمت و امن والا زمانہ ہے۔

ولید بن ہشام بن ولید بن عقبہ بن ابی معیط رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ہم ایک مقام پر ٹھہرے ہوئے تھے۔ ایک صاحب نے کہا تم نے اس راہب کے قول کو سنا؟ وہ کہتا ہے کہ امیر سلیمان نے وفات پائی اور اس کی جگہ پیشانی پر ایک چوٹ لگا شخص امیر ہوا ہے چنانچہ جب ہم آئے تو ایسا پایا جیسا کہ راہب نے خبر دی تھی۔

راوی کا بیان ہے کہ پھر جب ہم چوتھے سال اسی مقام پر ٹھہرے تو اس شخص نے اسی راہب

سے جا کر کہا: صاحب من! اس موقع پر تم نے جو خبر دی تھی ہم نے ویسا ہی پایا۔ راہب نے جواب دیا: خدا شاہد ہے، عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو زہر پلا دیا گیا ہے پھر جب ہم واپس لوٹے تو واقعی حضرت عمر بن عبدالعزیز کو زہر دیا جا چکا تھا۔

مغیرہ بن نعمان ایک بصری شخص سے روایت کرتے ہیں کہ اس نے بتایا کہ میں بیت المقدس کے ارادے سے چلا تو میں ایک جگہ بارش میں گھر گیا اور میں نے ایک راہب کے صومعہ میں پناہ لی تو راہب نے میرے روبرو آ کر کہا: ''ہم کو اپنی کتاب مقدس میں یہ واقعہ ملتا ہے کہ تمہارے دین کے کچھ لوگ مقام عذراء میں قتل کیے جائیں گے اور ان پر سب سے ہوگا نہ عذاب۔'' تو کچھ ہی عرصہ گزرا کہ حجر بن عدی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کو مقام عذراء میں لایا گیا اور انہیں قتل کیا گیا۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ عربوں کے سیاہ جھنڈے شمص کے یہاں تک کہ شام میں قیام کریں گے اور ان کے ہاتھوں سے ہر جبار اور ان کے ہر دشمن کو اللہ تعالیٰ قتل کرائے گا۔

﴿بیہقی﴾

حماد بن سلمہ از یعلی بن عطاء از یحییٰ بن ابی عبید رحمۃ اللہ علیہ از مرثح بن یرموکی جو اہل کتاب سے تھے، روایت کی ہے۔ اس نے کہا میں کتب آسمانی میں لکھا پاتا ہوں کہ اس امت میں بارہ رئیس ہوں گے ان بارہ میں ایک نبی ہوگا اور جب ان کی تعداد پوری ہو جائے گی تو لوگ آپس میں سرکشی و بغاوت اور جنگ و جدال کرنے لگیں گے۔

﴿رواہ ابن الخیر﴾

نبی کریم ﷺ کے بارے میں کاہنوں کی پیشین گوئیاں

سطیح کی پیشین گوئی:

اسماعیل بن عیاش از یحییٰ بن ابی عمرو شیبانی از عبداللہ بن دیلمی از ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور اس نے کہا: مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ سطیح کا ذکر کیا کرتے ہیں اور آپ کا یہ خیال بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی آدم میں کسی کو اس کی شکل پیدا نہیں کیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں ایسا ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سطیح کو تختے پر گوشت کا ایک لوتھڑا پیدا کیا۔ اس کی لمبی و مسطح تختہ ایسی پر ہوتی۔ اس کے بدن میں ہڈی تھی نہ پٹھے، نہ اس کی کھوپڑی تھی اور نہ گردن، ہتھیلیاں بھی نہ تھیں۔ اس کے اس لوتھڑے کو شل کھجوری کے لپیٹ لیا جاتا۔ اس کے جسم میں کوئی حس و حرکت نہ تھی صرف زبان حرکت کرتی تھی۔ اس کے تختے پر اس کو تختہ پر رکھ کر لایا گیا تو اس کے پاس چار قریشی آئے۔ کلیب قصی میں عبد شمس، عبد مناف، احوص بن فہر اور عقیل بن ابی وقاص۔ ان چاروں نے

اپنا نام اور نسبی تعارف کرایا۔ لوگوں نے کہا کہ نجع والے ہیں جو تمہاری زیارت کیلئے ہیں۔ عقیل نے ایک ہندی تلوار اور ردینیہ برچھا بطور تحفہ پیش کیا اور دونوں چیزوں کو بیت الحرام کے دروازے پر رکھ دیا تا کہ وہ یہ دیکھ سکیں کہ سطیح نے ان چیزوں کو اس سے پہلے دیکھا ہے یا نہیں۔ تھوڑی دیر بعد سطیح نے کہا: ''اے عقیل! اپنا ہاتھ میرے سامنے لا۔'' اس نے اپنا ہاتھ آگے کیا۔ اس کے بعد سطیح نے کہا:

''قسم ہے باطن کے جاننے والے اور خطاؤں سے درگزر کرنے والے کی، قسم ہے پورا ہونے والے عہد کی اور قسم ہے بیت الحرام کی! تم نے جو تحفہ پیش کیا اس میں شمشیر ہندی اور دوسرا ردینی نیزہ ہے۔''

ان قریشیوں نے کہا: اے بزرگ سطیح! آپ نے درست فرمایا۔ اسکے بعد سطیح نے کہا: ''قسم ہے فرح کے ساتھ لات کی، قسم ہے قوس قزح کی، قسم ہے سبقت لے جانے والے گھوڑے کی! قسم ہے پیشانی پر نشان والے گھوڑے کی! قسم ہے تازہ کھجور کے درخت کی! قسم ہے خشک وتر خرموں کی! بے شک کوا جس طرف اڑا مبارک ہے۔ (زمانہ جاہلیت میں عرب اسی طرح قسمیں کھاتے تھے اور کوے کی کائیں کائیں سے شگون لیتے تھے۔) اس نے بتایا ہے کہ یہ لوگ نجع سے تعلق نہیں رکھتے اور ان کا نسب ان قریش سے ملتا ہے جو پتھریلی زمین کے رہنے والے ہیں۔'' ان چاروں نے کہا:

''اے سطیح! آپ ٹھیک کہتے ہیں ہم اسی علاقے کے رہنے والے ہیں۔ ہم آپ کے پاس صرف ملاقات کی غرض سے حاضر ہوئے ہیں، اب جبکہ ہمیں آپ کے علم کا اندازہ ہوگیا ہے تو اب ہمیں بتائیے کہ ہمارے زمانے اور ہمارے بعد کیا کیا واقعات رونما ہوں گے۔ اگر اس کے بارے میں آپ کو کچھ خبر ہے؟'' سطیح نے کہا: بے شک تم سچ کہتے ہو۔ اچھا اب میری باتوں کو سنو! جو اللہ نے الہام کے ذریعے مجھے بتائی ہیں۔

''اے گروہ عرب! تم بڑھاپے کے عالم میں ہو، تمہاری بصیرتیں اور عجم کی بصیرتیں برابر ہیں، تمہارے پاس علم ہے نہ سمجھ اور تمہارے بعد آنے والے لوگ انواع علم کے متلاشی ہوں گے اور بت شکنی کرتے ہوئے روم تک پہنچیں گے، عجمی طاغیوں کو قتل کر کے غنائم حاصل کریں گے۔''

اس تقریر کو سن کر ان چاروں نے کہا: ''اے بزرگ محترم سطیح! وہ کون لوگ ہوں گے؟'' اس نے جواب دیا: ''رکنوں والے گھر، امن و غلبہ کی قسم! وہ لوگ تمہارے بعد تمہاری ہی اولاد میں سے ہوں گے جو بتوں کو توڑ دیں گے اور طاغوت کی بندگی چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کریں گے اور دنیا کو توحید کا سبق دیں گے اور دیان کے دین پر چلیں گے، اونچی اونچی عمارتیں بنائیں گے۔ عامیوں پر سبقت لے جائیں گے۔'' انہوں نے پوچھا: ''اے سطیح! وہ لوگ کس نسل سے ہوں گے؟'' اس نے جواب دیا:

''قسم ہے اشرف الاشراف کی! قسم ہے اسراف کے نگہبانی کرنے والے کی! قسم بلاد عاد کو ہلا دینے والے کی! اور قسم ہے کمزوروں کو قوت دینے والے کی! وہ ہزاروں لوگ ہوں گے جن میں عبد شمس اور عبد مناف بھی ہوں گے اور دوسرے مختلف لوگ بھی ہوں گے۔''

چاروں قریشیوں نے کہا: ''اے غیبی خبر دینے والے سطیح! ہمیں یہ بتا دیجئے کہ وہ کس شہر سے ظہور

کریں گے؟" اس نے کہا: "قسم ہے ذات ازل و ابدی اور قسم ہے مددگار اعلیٰ کی اشمیر مقدس سے ایک ہدایت یافتہ نبی پیدا ہوگا جو سیدھی راہ دکھائے گا اور یغوث واصنام سے کنارہ کشی اختیار کر کے ان کی پرستش سے بری ہوگا۔ وہ ایک خدا کی عبادت کرے گا پھر اللہ تعالیٰ اس نبی کو محمود کر کے وفات دے گا۔ وہ زمین سے مفقود اور آسمان میں حاضر و موجود ہوگا۔ اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان کا خلیفہ ہوگا۔ اس کے فیصلے اور حقوق کی ادائیگی اور اس کے معاملات میں پورا اعتدال ہوگا۔ اس خلیفہ اول کے بعد دوسرا صاحب واستقامت خلیفہ ہوگا جو اعلیٰ درجہ کا مدبر، تجربہ کار اور معاملہ شناس ہوگا۔ وہ کل ملت کا بہترین ذمہ دار، مہمان نواز اور عدلیہ کا ایک مثالی استحکام کرنے والا ہوگا۔ ان کے بعد وہ شخص اور تائب ہوگا جو اپنے سابقین کی طرح مستعد، زرہ پوش اور آزمودہ کار ہوگا۔

بایں ہمہ غدار منصوبے بنائیں گے اور یہ اشرار تعمیری مشوروں کا بہانہ بنا کر گروہ در گروہ اس کے شہر میں جمع ہو جائیں گے اور اس معصوم کو بے دردی کے ساتھ شہید کر ڈالیں گے پھر اس کے خون کا بدلہ لینے کیلئے اکابرین و معززین امت اٹھ کھڑے ہوں گے۔ اس کے بعد وہ خلیفہ ہوگا جو اپنی ذات رائے کو، فریب دینے والے کی رائے سے متفق کر دے گا پھر قسم روم میں لشکرِ عظیم مدمقابل ہوں گے پھر اس کے بعد اس کا بیٹا جانشین ہوگا جو جمع شدہ مال میں ہاتھ ڈالے گا کم ہی لوگ ہوں گے جو اس کو پسند کریں گے وہ عوام کے خزانے میں تصرف کرے گا اور آئندہ جانشین کیلئے خزانہ بھرے گا۔ اس کے بعد وہ بادشاہ والی ہو جائیں گے کہ ان کے عہد میں خون ریزی عام ہوگی۔

بعد از اس ان کا والی ایک مفلوک الحال شخص ہوگا وہ ان کو فرش کی طرح پامال کرے گا، پھر ایک مضبوط گرفت والا ابوجعفر ہوگا جو حق کو دور اور معتر کو قریب کرے گا اور بہت بری طرح زمین کو فتح کرے گا۔ اس کے بعد ایک پستہ قد والا شخص ہوگا، اس کی پشت پر نشان ہوگا، وہ سلامتی کی موت مرے گا۔ پھر نسبتاً کم مکار شخص آئے گا اور وہ ملک کو خالی اور بے کار چھوڑ دے گا پھر اس کا بھائی والی ہوگا جو اسی کی راہ پر گامزن ہوگا وہ منبر و اموال کے ساتھ مخصوص ہوگا۔ اس کے بعد والی وہ شخص ہوگا جو غصہ کو ضبط نہ کر سکے گا وہ دنیا پسند اور مال دار ہوگا۔ اس کے معاصرین اور ہم زمانہ لوگ اور اس کے اقارب اسے جنگ پر ابھاریں گے اور پھر اس پر چڑھائی کریں گے اور سلطنت سے معزول کریں گے اور پھر وہ قتل کر دیا جائے گا۔ اس کے بعد ساتواں شخص برسر اقتدار آئے گا۔ وہ ملک کا قحط زدہ ویران اور پسماندہ بنا دے گا اور ملک کے اندر ایک بھوکے حریص کی طرح کھسوٹ کرے گا۔ اس وقت حالت یہ ہوگی کہ بے مایہ وحریص لوگ ملک گیری کی طمع کریں گے اور ننگے بھوکے لوگ والی بنیں گے۔ قبیلہ نزار کے لوگ بنی قحطان کو پامال کریں گے اور یہ دونوں قبیلے دمشق میں لبنان کے قریب نبرد آزما ہوں گے اس دن اہل یمن کے دو طبقے ہوں گے، ایک غالب اور دوسرے مغلوب ومخذول۔ صحرا نشینوں کے خیموں کو تم بوسیدہ دیکھو گے اور ان کے جھنڈے کھلے پاؤ گے اور قیدیوں کو پابہ زنجیر دیکھو گے۔

یہ واقعات وادی فرات اور پہاڑوں کے درمیان ہوں گے، اس زمانے میں منابر ویران ہوں

گے اور یہود خواتین لونڈیاں بنائی جائیں گی اور حاملہ عورتوں کے حمل گرا دیں گے اور زمزمے اور ساز کا دور دورہ ہوگا۔ وہاں ہاشمی شخص خلافت کو غصب کرے گا۔ اس وقت قوم مزار مشتبہ ہو جائے گی۔ وہ فسادیوں اور شرپسندوں کو مقرب بنائے گی اور اخیار و عباد سے دور رہے گی۔ لوگ بھوکے مریں گے۔ ظلم اور عدم ضرورت کی چیزیں گراں ہو جائیں گی اور ایک موقع پا کر مصر میں ان جابروں کو قتل کیا جائے گا۔ جنہوں نے قتل عام، نہریں، سرسبزی و شادابی کو عام کیا۔ ان کو بھاگنے کا موقع نہ ملے گا۔ جو کہ وقت ان جابروں کو دن کے اول وقت ہزیمت دے گا۔ جب وہ اس حالت مغلوبیت کو پہنچیں گے تو وہ خوف کے باعث نہ رو سکیں گے اور نہ فرار کر سکیں گے۔ وہ کسی آبادی میں داخل ہوں گے اور پھر قضا و قدر کو پالیں گے۔ اس کے بعد تیر اندازوں کی جماعت آئے گی اور وہ صالحین کو اکٹھا کرے گی جو کہ آہنی پوشوں کو قتل کریں گے اور ان کے حامیوں کو قید کریں اور گمراہوں کو اسیر بنائیں۔ اس مرحلہ پر بادشاہ کو اپنی راہ سفر پر پالیں گے پھر دین اور اس کے امور میں اختلال واقع ہو جائے گا اور تابوت پوشیدہ کر دیے جائیں گے۔ مسجدوں کو توڑ دیا جائے گا اور کوئی محفوظ و مامون نہ ہوگا مگر وہ جو کہ جزائر اخضر میں ہوگا۔ (یعنی دور دراز کے جزیروں میں بچ جائیں گے۔)

اس کے بعد جنوب کی سمت سے غبار اٹھے گا اور وہ یمانی گروہ ظاہر کریں گے۔ ان میں کوئی بھی بدکاری، جنگ جوئی اور بہت بدعتی سے پاک و مبرا نہ ہوگا۔ یہ زمانہ بہت ہی خراب ہوگا۔ کاش قوم میں اس دن کچھ حیا ہوتی اور تمناؤں کی خواہش نہ کرتی۔ ان چاروں قریشی حضرات نے دریافت کیا: "اے سطیح! اس کے بعد پھر کیا ہوگا؟" اس نے کہا: "اس کے بعد یمن سے ایک شخص اٹھے گا وہ خوبصورت اور برف کی مانند سفید ہوگا وہ صنعاء اور عدن کے درمیان میں ایک علاقے سے ظاہر ہوگا۔ اس کا نام حسین یا حسن ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس کے سبب فتنوں کو لے جائے گا۔

﴿ابو نعیم، ابن عساکر﴾

ربیعہ بن النصر کا خوفناک خواب:

ربیعہ بن نصر لخمی نے ایک خوفناک خواب دیکھا جس سے وہ بہت خوف زدہ ہو گیا تو اس نے اپنی مملکت کے معبروں کے پاس آدمی کو بھیجا اور کسی کاہن، جادوگر، نجومی لینے والے اور پھر ان سب ہی لوگوں کو طلب کر لیا اور کہا میں نے ایک خوفناک خواب دیکھا ہے جس کی وجہ سے خوف اور وحشت زدہ ہو گیا ہوں لہٰذا مجھے اس کی تعبیر دو۔ معبروں نے کہا: "خواب کو بیان فرمایئے تا کہ ہم تعبیر دیں۔"

اس نے جواب دیا: "کہ میں خواب بیان کر دوں اور پھر تم اس کی تعبیر دو یہ طریقہ کار میرے لیے اطمینان کا باعث نہیں کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ صحیح تعبیر وہی کرے گا جو اس خواب کو میرے بیان کیے بغیر جانتا ہو کہ میں کیا دیکھ چکا ہوں۔" ربیعہ کا نقطہ نظر معلوم کر کے حاضرین میں سے کسی ایک نے کہا:

"اگر آپ اس طریقہ پر تعبیر کے خواہاں ہیں تو سطیح یا شق کے پاس کسی کو بھیجا جانا چاہیے ان دونوں سے بہتر کوئی شخص نہیں ہے یہ دونوں افراد خواب اور تعبیر بتا سکتے ہیں۔"

طلبی پر شق سے پہلے سطیح آ گیا۔ بادشاہ نے کہا: ''اے سطیح! میں خواب دیکھ کر خوفزدہ ہو گیا ہوں، تم اس کی تعبیر دو۔'' سطیح نے جواب میں کہنا شروع کیا: ''اے بادشاہ! آپ نے خواب دیکھا ہے کہ تاریکی کی حالت میں ایک شعلہ برآمد ہوا، وہ تہامہ کا علاقہ ہے اور اس شعلہ نے ہر کھوپڑی والے کو کھا لیا ہے۔'' بادشاہ نے کہا: ''اے سطیح! تم نے خواب کے بیان میں کوئی بھی غلطی نہیں کی، ہاں اب تم اس کی تعبیر بتاؤ۔'' سطیح نے کہا:

''میں قسم کھاتا ہوں دونوں حرہ کے درمیان ہر چرند اور پرند کی، تمہاری مملکت میں حبشی اتریں گے اور ابین سے لے کر جرش تک کے علاقہ پر وہ قبضہ کریں گے۔'' یہ سن کر بادشاہ نے کہا: ''یہ بات ہمارے لیے موجب فکر و الم اور خوف و ہراس کا باعث ہے، بتاؤ یہ بات تمہارے زمانہ میں ہو گی یا بعد میں؟'' سطیح نے کہا:

''تمہیں بعد کو ساٹھ ستر سال سے زیادہ گزر جانے کے بعد واقع ہو گی۔'' بادشاہ نے پوچھا: ''یہ ملک ان کے قبضہ میں ہمیشہ رہے گا یا پھر نکل جائے گا؟'' سطیح نے کہا کچھ اوپر ستر برس کے بعد یہ ملک ان کے قبضہ سے نکل جائے گا پھر ان سے اکثر قتل کیے جائیں گے اور کچھ جان بچا کر بھاگ نکلیں گے۔ بادشاہ نے پوچھا: ''ان کو قتل کرنے اور بھاگنے پر مجبور کر دینے والا شخص کون ہو گا؟''

سطیح نے جواب دیا: ''ارم ذی یزن ان کا حاکم عدن سے یورش کرے گا اور پھر ان میں سے کسی ایک کو یمن میں نہ چھوڑے گا۔

بادشاہ نے پوچھا: حاکم عدن کی حکومت یمن میں ہمیشہ رہے گی یا ختم ہو جائے گی؟'' سطیح نے جواب دیا: کچھ اوپر ستر برس کے بعد اس کی حکومت بھی ختم ہو جائے گی۔

بادشاہ نے دریافت کیا: ''اس کی حکومت کو پھر کون ختم کرے گا؟'' سطیح نے کہا: ''ایک نبی برحق، جس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت و وحی نازل ہوا کرے گی۔'' بادشاہ نے سوال کیا: ''وہ نبی مکرم کس قبیلہ سے ہو گا؟'' سطیح نے کہا: ''غالب بن فہر بن مالک بن نضر کی اولاد سے۔ اس کی امت میں حکومت آخر زمانے تک باقی رہے گی۔''

بادشاہ نے پوچھا: ''کیا زمانہ کا بھی آخری کنارہ ہے؟'' سطیح نے کہا: ''ہاں، وہ جس روز تمام اولین و آخرین جمع ہوں گی۔ اس روز نیکوکار سعادت مند ہیں اور بدکار لوگ بدبخت ہیں۔''

بادشاہ نے کہا: ''اے واقف حالات سطیح! جو کچھ تم کہہ رہے ہو کیا واقعی یہ درست ہے؟'' سطیح نے کہا: ہاں! قسم کھاتا ہوں شفق، غسق اور فلق کی کہ جو کچھ میں نے بیان کیا وہ حق ہے۔'' جب سطیح اپنی گفتگو اور جوابات سے فارغ ہوا تو شق کو بادشاہ ربیعہ نے اپنے پاس بلایا اور کہا:

''میں ایک خواب دیکھ کر خوفزدہ ہو گیا ہوں۔'' اور جو سوال و جواب سطیح سے ہو چکے تھے ان کو بادشاہ نے مخفی رکھا تا کہ وہ معلوم کر سکے کہ دونوں کاہنوں کے بیان اور تعبیر میں کیا اور کس قدر اتفاق یا اختلاف ہے۔ تو شق نے کہا: ''ہاں! آپ نے تاریکی سے ایک شعلہ برآمد ہوتے دیکھا پھر وہ باغ اور پشتہ کے درمیان ٹھہرا، پھر اس نے ہر جاندار کو کھا لیا ہے۔''

بادشاہ نے پوچھا: ''اس کی تعبیر تم کیا کرتے ہو؟'' اس نے کہا: ''قسم کھاتا ہوں دونوں حرہ کے

درمیانی انسانوں کی! آپ کی سرزمین میں سوڈانی یلغار کریں گے اور وہ تنگ آنکھوں والوں پر غالب ہو جائیں گے اور یمن اور نجران تک قبضہ کرلیں گے۔''

بادشاہ نے کہا: ''یہ بات ہمارے لیے موجب اشتعال بھی ہے اور باعث رنج و فکر بھی۔ بتا سکتے ہو کہ یہ سب کچھ میرے عہد میں ہوگا یا میرے بعد؟'' شق نے جواب دیتے ہوئے کہا: ''کچھ زمانے کے بعد یہ حالات رونما ہوں گے، اس کے بعد تم لوگوں کو ان سوڈانیوں سے ایک عظیم اور صاحب شان چھڑائے گا اور وہ ان کو ایک درد ناک مزہ چکھائے گا۔''

بادشاہ نے پوچھا: ''وہ عظیم ترین شخص کون ہے؟'' تو شق نے کہا: ''وہ لڑکا نہ زیادہ کم مرتبہ ہوگا نہ زیادہ معزز، وہ ذی یزن کے گھر میں پیدا ہوگا۔''

بادشاہ نے دریافت کیا: ''اس کی حکومت ہمیشہ رہے گی یا جاتی رہے گی؟'' کاہن نے جواب دیا: ''ایک رسول مرسل اس کے اقتدار و سلطنت کو ختم کرے گا۔ وہ رسول حق و دین و عدل کو لانے گا وہ ایک خاص نظام زندگی اور دانائی اور صاحب فضل ہوگا۔ یہ حکومت اس کے صاحبوں اور متبعین میں فیصلہ کے دن تک باقی رہے گی۔''

بادشاہ نے سوال کیا: ''وہ فیصلہ کا دن کیا ہے؟'' شق نے جواب دیا: ''یہ وہ دن ہوگا جس میں حاکموں کو بدلہ دیا جائے گا۔ آسمان سے بلانے والے کی ندا سنی جائے گی جسے ہر زندہ اور مردہ سنے گا۔ اس دن تمام لوگ میقات میں جمع ہوں گے جس نے اپنی زندگی میں اللہ تعالیٰ سے تقویٰ اختیار کیا ہوگا وہ اس دن کامیاب اور نجات یافتہ ہوگا۔''

﴿ابن اسحاق، ابن عساکر﴾

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں مجھے خبر ملی ہے کہ شطیح کاہن نکلا عرم کے زمانے میں پیدا ہوا اور حضور نبی کریم ﷺ کے سال ولادت میں اس کی موت واقع ہوئی۔ وہ پانچ سو سال زندہ رہا۔ اس کے بعد دوسرا ایک قول یہ ہے کہ تین سو سال زندہ رہا۔

﴿ابو نعیم، ابن عساکر﴾

ابن کلبی از محمد رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے ہم نشینوں سے پوچھا: کیا تم میں سے کوئی شخص زمانہ جاہلیت میں رسول اللہ ﷺ کے بارے میں کوئی ایسی بات جانتا تھا اور جو اس کے سامنے واقع ہوئی ہو؟ آپ کے استفسار پر حضرت طفیل بن زید حارثی رضی اللہ عنہ نے جن کی عمر ایک سو ساٹھ سال تھی کہا: امیر المومنین! ایک شخص مامون بن حدید تھا جس کی کہانت کے بارے میں آپ کو علم ہے۔ وہ حضور نبی کریم ﷺ کے بارے میں لوگوں کو بتایا کرتا تھا۔ وہ اکثر کہا کرتا تھا:

یا لیتنی اتی المطفۃ و لیتنی لا اسبقہ

ترجمہ: ''اے کاش! میں آپ ﷺ کے ساتھ شامل ہوتا۔ اے کاش! میں آپ سے پہلے پیدا نہ ہوا ہوتا۔''

﴿دلائل النبوۃ﴾

حضرت طفیل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم تہامہ میں تھے کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ کی بعثت کی خبر ملی میں نے اپنے دل میں کہا۔ یہ وہی نبی ہے جس کے بارے میں مامون خبر دیا کرتا تھا۔ حضرت طفیل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ دن گزرتے گئے حتیٰ کہ میں ایک وفد کے ساتھ آیا اور سلام لایا۔

قدیم پتھروں پر نبی کریم ﷺ کا اسمِ مبارک

حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سلیمان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''ہمیں رسول اللہ ﷺ کے وہ فضائل جو آپ ﷺ کی ولادت سے پہلے ظاہر ہوئے بتائیے۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں! امیر المومنین! میں نے ایک کتاب میں پڑھا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک ایسا پتھر دیکھا جس پر چار سطریں تحریر تھیں۔

پہلی سطر میں تھا کہ ''میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں، پس میری ہی عبادت کرو۔ دوسری سطر میں تھا کہ ''بے شک میں ہی اللہ ہی ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں، محمد ﷺ میرے رسول ہیں، مژدہ ہوا سے جو ایمان لایا اور آپ ﷺ کی پیروی کی۔'' تیسری سطر میں تھا کہ ''میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں، جس نے مجھے مضبوط تھا وہ نجات پا گیا۔'' چوتھی سطر میں تھا کہ ''میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں، حرم میرا ہے اور کعبہ میرا گھر ہے تو جو میرے گھر میں داخل ہوا وہ میرے عذاب سے محفوظ رہا۔

﴿ابن عساکر﴾

محمد بن الاسود بن خلف بن عبد یغوث روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے باپ سے سنا کہ قریش نے مقام ابراہیم کے نچلے حصے سے ایک کتاب پائی۔ قریش نے اس کے پڑھنے کیلئے حمیر کے ایک شخص کو بلایا۔ اس نے کہا کہ اس میں ایسے کلمات ہیں کہ اگر میں ان کو تم سے بیان کروں تو تم مجھے قتل کردو گے۔ اس پر ہم نے گمان کیا کہ شاید اس میں محمد (ﷺ) کا ذکر ہوگا پھر ہم نے اس کو نابود کردیا۔

﴿تاریخ بخاری، بیہقی﴾

حریش رحمۃ اللہ علیہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ پہلی مرتبہ جب خانہ کعبہ منہدم ہوا تو وہاں ایک پتھر منقش پایا گیا، پھر ایک شخص بلایا گیا اس نے اسے پڑھا تو یہ لکھا تھا:

''میرا جو بندہ منتخب، متوکل، منیب اور مختار ہے، اس کی جائے ولادت مکہ اور جائے ہجرت مدینہ ہے۔ وہ دنیا سے رخصت نہ ہوگا، جب تک کہ ٹیڑھی زبانوں کو سیدھا نہ کردے اور عام گواہی نہ ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کی امت بہت زیادہ حمد کرنے والی ہوگی، وہ ہر فراز پر اللہ تعالیٰ کی حمد کرے گی اور نصف کمر پر تہبند باندھے گی اور اپنے ہاتھوں اور پاؤں کو پاک رکھے گی۔''

﴿ابو نعیم﴾

ابو الطیب عبد المنعم بن غلبون مقری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ عموریہ کو جب فتح کیا گیا تو وہاں کے ایک کنیسہ پر سنہری حروف سے لکھا پایا گیا کہ:

"بعد میں آنے والے لوگوں میں سے وہ شخص بہت برا ہے جو سلف یعنی گزرے ہوئے لوگوں کو برا کہے کیونکہ عبد مناف کا ایک شخص زمانہ مستقبل کے چار اشخاص سے بہتر ہے۔ اے صاحب غار رضی اللہ عنہ! تم نے افتخار کی کرامت حاصل کی، اسی لیے ملک جبار نے تمہاری تعریف کی ہے کیونکہ اس نے بھیجے ہوئے نبی پر اپنی نازل کردہ کتاب میں فرمایا "ثانی اثنین اذ ہما فی الغار" ﴿سورہ التوبہ﴾ (ترجمہ: "دو میں کا دوسرا جبکہ وہ دونوں غار میں تھے۔) اے عمر رضی اللہ عنہ! تم حاکم تھے بلکہ باپ تھے۔ اے عثمان رضی اللہ عنہ! تم ظلماً قتل کیے گئے اور قبر میں لوگ تمہاری زیارت نہ کریں گے۔ اے علی رضی اللہ عنہ! تم امام الابرار ہوا اور رسول اللہ ﷺ کے آنے سے کافروں کو بھگانے والے ہو تو وہ صاحب غار ہے اور یہ اخیار میں سے ایک اور وہ شہروں کا فریادرس ہے اور یہ ابرار کا امام، جو کوئی ان چاروں میں سے کسی کی تنقیص کرے اس پر جبار کی لعنت ہے۔"

ابو الطیب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کنیسہ کے راہب سے پوچھا: جس کی بھنویں تک بڑھاپے سے سفید ہو چکی تھیں۔ یہ عبارت تمہارے کنیسہ کے دروازے پر کب سے منقش ہے؟ اس نے جواب دیا: تمہارے نبی (ﷺ) کی بعثت سے دو ہزار برس پہلے۔

﴿ابن عساکر﴾

قتل حسین کی پیشین گوئی:

یحییٰ بن ایمان رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ مجھے بنی سلیم کی مسجد کے امام نے بتایا کہ ہمارے بزرگوں نے روم کی طرف جہاد کیا تو انہوں نے ایک کنیسہ پر یہ شعر منقوش پایا:

اترجو امۃ قتلت حسینا
شفاعۃ جدہ یوم الحساب

ترجمہ: "جس امت نے حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کیا، کیا وہ قیامت کے دن ان کے نانا کی شفاعت کی امید اور توقع رکھے گی۔"

ہمارے بزرگوں نے راہبوں سے دریافت کیا۔ یہ عبارت آپ لوگ اس کنیسہ میں کب سے دیکھ رہے ہو؟ انہوں نے جواب دیا: تمہارے نبی کریم ﷺ کی آمد کے چھ سو سال پہلے سے یہ عبارت موجود ہے۔

﴿ابو محمد جوہری امالیہ﴾

نسب نبوی کی عصمت

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں حضرت آدم علیہ السلام سے اب تک بذریعہ نکاح کے منتقل ہوا ہوں، میرے آباء واجداد کی نسل میں زنا نہیں ہوا۔

﴿ابن سعد، ابن عساکر﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: مجھے کسی جاہلیت کی بدی نے منتقل نہیں کیا اور میں ایک ایسے ہی نکاح سے جیسا اسلام میں ہے، اصلاب میں منتقل ہوتا رہا ہوں۔

{طبرانی}

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نکاح سے ہی متولد ہوا نہ کسی ناجائز عمل سے۔

{ابن سعد، ابن عساکر}

محمد بن علی بن حسین ... سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ میں نکاح سے ہی پیدا ہوا اور صلب آدم سے اب تک میرا اصل جوہر پاک رہا اور میرے رشتہ نسب کو زمانہ جاہلیت سے کوئی بدی نہیں پہنچی۔

{ابن سعد، ابن ابی شیبہ المصنف}

حضرت کلبی ... سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے نسب کو پانچ سو سال ماقبل تک تحریر کیا ہے مگر اس میں کسی جگہ بدی کو میں نے نہیں پایا اور نہ اس کی کوئی چیز جو عام طور پر جاہلیت کے لوگوں میں ہوتی ہے اس میں پائی۔

{ابن سعد، ابن عساکر}

حضرت علی ابن طالب ... سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نکاح کے ذریعہ ظاہر ہوا اور از آدم ... تا والدین محترم پورے سلسلہ نسل نے تخلیق اولاد میں جائز طریقہ اختیار کیا اور نہ عہد جاہلیت کی بدی نے اس پیدائشی نظام کو متاثر کیا۔

{عدنی، ابن سعد، طبرانی، ابونعیم، ابن عساکر}

حضرت ابن عباس ... نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرے رشتہ نسب کے والدین اجداد بھی زنا کے قریب نہ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اصلاب طیبہ سے ارحام طاہرہ میں منتقل فرمایا اور جب بھی دو گھرانے ہوئے تو مجھے ان میں بہتر گھرانے میں رکھا۔

{ابونعیم}

کلبی، ابو صالح، ابن عباس ... سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عرب قبائل میں بہترین قبیلہ مضر اور مضر کی شاخوں میں عبد مناف کی شاخ اور عبد مناف میں بنو ہاشم اور بنو ہاشم میں خاندان بنو عبدالمطلب۔ خدا کی قسم! جب سے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم ... کو پیدا کیا اور ان کی اولاد کی دو شاخیں ہوئیں تو مجھے ان میں سے بہتر شعبہ میں رکھا گیا۔

{ابن سعد}

● حضرت عکرمہ ... نے حضرت ابن عباس ... سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد:

"وَتَقَلُّبَكَ فِي السَّاجِدِينَ" {سورہ نحل}

کی تفسیر میں روایت کی کہ نبی کریم ﷺ ہمیشہ انبیاء علیہم السلام کے اصلاب میں منتقل ہوتے

رہے۔ یہاں تک کہ حضور نبی کریم ﷺ کو آپ کی والدہ ماجدہ نے تولد فرمایا۔

﴿بخاری، طبرانی، ابونعیم﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مجھے بنی آدم کے ہر دور میں یکے بعد دیگرے بہترین زمانے میں مبعوث کیا گیا۔ یہاں تک کہ میں اس زمانے میں تشریف لایا۔

﴿بخاری﴾

حضرت واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "بے شک اللہ تعالیٰ نے اولاد ابراہیم علیہ السلام میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کو برگزیدہ فرمایا اور اولاد اسماعیل علیہ السلام میں سے بنو کنانہ کو اور بنو کنانہ سے قریش کو اور قریش سے بنو ہاشم کو اور پھر مجھ کو قوم بنو ہاشم میں برگزیدہ فرمایا۔

﴿مسلم﴾

● (ترمذی نے مذکورہ بالا حدیث کو روایت کر کے اس کو حسن کہا ہے۔)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے مجھے پیدا فرما کر اپنی بہترین مخلوق میں شامل فرمایا اور جب انسانی مخلوق کو قبائل میں تقسیم کیا تو مجھ کو بہترین قبیلہ میں رکھا اور جب جانوں کو پیدا فرمایا تو مجھے ان کے درمیان بہت بہتر جان بنایا اور جب خاندانوں کو بنایا تو مجھے ان میں بہتر خاندان میں رکھا۔ میں جان اور خاندان اور ہر لحاظ سے بہتر ہوں۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

بنی ہاشم کی فضیلت

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کر کے ان میں حضرت آدم علیہ السلام کو پسند فرمایا اور بنی آدم میں سے اہل عرب کو پسند فرمایا اور اہل عرب میں مضر کو اور مضر میں قریش کو اور قریش میں بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم میں سے مجھ کو پسند فرمایا تو اس طرح میں اچھوں میں سے اچھا ہوں۔

﴿بیہقی، طبرانی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو دو قسموں میں تقسیم کیا۔ تو مجھے ان دونوں میں بہترین قسم میں رکھا۔ پھر ان دو قسموں کو تین قسموں میں تقسیم کیا تو مجھے ان میں تیسری بہترین قسم میں رکھا۔ پھر جب ان تین قسموں میں قبائل ہوئے تو مجھے ان کے بہترین قبیلہ میں رکھا پھر جب قبائل کو گھرانوں میں تقسیم کیا تو مجھے ان کے بہترین گھرانے میں رکھا۔

﴿بیہقی، طبرانی، ابونعیم﴾

● اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا

﴿سورہ احزاب﴾

ترجمہ: "اللہ یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو تم سے ہر ناپاکی کو دور کر کے خوب اچھی

طرح پاک و بہتر رہا ہے۔"

حضرت مالک زہری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب لوگوں کے دو حصے ہوتے تو مجھے میرے رب نے ان میں سے بہترین قسم میں رکھا حتی کہ میں اپنے والدین کریمین سے متولد ہوا۔ اسی لیے مجھے عہد جاہلیت سے متعلق کوئی برائی نہ پہنچی اور مجھے ازدواجی رشتہ سے پیدا کیا گیا اور حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر میرے والدین تک برے طریقہ پر کبھی ذریات کی تخلیق نہ ہوئی۔ اس بناء پر ذات کے اعتبار سے بھی اور آباؤ اجداد کے لحاظ سے بھی تم میں بہتر ہوں۔
﴿بیہقی، ابن عساکر﴾

حضرت محمد بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مخلوق میں عرب کو چنا، پھر عرب میں کنانہ کو چنا، پھر ان میں سے قریش کو چنا، پھر ان میں سے بنی ہاشم کو منتخب فرمایا، پھر بنی ہاشم میں سے مجھے منتخب کیا۔
﴿بیہقی﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھ سے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا میں نے زمین کے مشرق و مغرب کو چھان ڈالا لیکن محمد ﷺ سے افضل کسی شخص کو میں نے نہیں پایا اور نہ کسی اولاد کو بنی ہاشم سے افضل پایا۔
﴿بیہقی، طبرانی، ابن عساکر﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب سے میں صلب آدم سے باہر آیا ہوں مجھ کو کسی بدکار عورت نے منتقل نہیں کیا اور سلف میں ہمیشہ امتیں مجھ سے منازعت کرتی رہیں، یہاں تک کہ میں نے عرب کے دو بہترین قبیلوں سے جو کہ بنی ہاشم اور بنی زہرہ ہیں ظہور کیا۔
﴿ابن عساکر﴾

✿ حضرت ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے آیت کریمہ "لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ" ﴿سورہ التوبہ﴾
کو فا کے زبر کے ساتھ پڑھا اور فرمایا: "انا انفسکم" یعنی میں حسب و نسب اور قرابت میں تم سب سے زیادہ بہتر ہوں اور میرے آباؤ اجداد میں حضرت آدم علیہ السلام سے اب تک بدکاری اور زنا نہیں ہوا۔ پورا سلسلہ نکاح اور رشتہ زوجیت کی بنیاد پر رہا۔

تخلیق آدم سے قبل قریش نور تھے:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے دو ہزار سال پہلے قریش نور تھے وہ نور خدا کی تسبیح کرتا تھا اور فرشتے تسبیح میں موافقت کرتے تھے پھر جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو اس نور کو ان کے صلب میں ودیعت فرما دیا۔ رسول اللہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے حضرت آدم علیہ السلام کے صلب میں زمین پر اتارا۔ اس کے بعد صلب نوح علیہ السلام

میں رکھا اور ان کے بعد صلب ابراہیم ؑ میں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے مجھے پاکیزہ اصلاب اور مطہر ارحام میں منتقل فرماتا رہا یہاں تک کہ مجھے اپنے والدین کے ذریعے ظاہر فرمایا۔ میرے اجداد کے سلسلے میں کوئی ایک مرد و عورت بھی رشتہ مناکحت کے بغیر قریب نہیں ہوئے۔

﴿مسند ابن ابی عمر عدنی﴾

مداحِ نبوی بزبان حضرت عباس ﷜:

حضرت خریم بن اوس ؓ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں غزوۂ تبوک کی واپسی کے وقت ہجرت کر کے حاضر ہوا۔ اس وقت میں نے حضرت عباس بن عبدالمطلب ؓ کو کہتے سنا۔ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میری خواہش ہے کہ میں آپ ﷺ کی مدح عرض کروں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہارے منہ کو سلامت رکھے۔ تو انہوں نے کہا

من قبلها طبت في الظلال	وفي مستودع حيث يخصف الورق
ثم هبطت البلاد و لا بشر	انت ولا مضغة ولا علق
بل نطفة تركب السفين وقد	الجم نسرا و اهله الغرق
تنقل من صالب الى رحم	اذا مضى عالم بدا طبق
وردت نار الخليل مستترا	في صلبه انت كيف يحترق
حتى احتوى بيتك المهيمن من	خندف علياء تحتها النطق
وانت لما ولدت اشرقت الا	رض و ضاءت بنورك الافق
فنحن في ذلك الضياء وفي	النور و سبل الرشاد نخترق

ترجمہ: ”یارسول اللہ ﷺ! آپ اپنے آباؤ اجداد کی اصلاب و ارحام میں اس وقت پاکیزہ رہے جب تک حضرت آدم ؑ جنت میں پتے لپیٹتے تھے۔ پھر آپ ﷺ شہروں میں اس شان کے ساتھ آئے کہ اس وقت آپ ﷺ نہ انسانی جسم میں تھے اور نہ مضغہ تھے اور نہ جما ہوا خون۔ پھر آپ ﷺ بصورت نطفہ تھے اور اس کشتی میں سوار تھے جبکہ نسر اور اس کے رہنے والے غرقاب ہو رہے تھے۔ آپ ﷺ صلب سے رحم کی طرف منتقل ہوتے رہے جبکہ ایک جہان دنیا سے رخصت ہوتا اور دوسرے ان کی جگہ پیدا ہوتے رہے۔ آپ ﷺ حضرت خلیل ؑ کے صلب میں پوشیدہ ہو کر نار نمرود میں اترے۔ جب آپ ﷺ ان کی صلب میں تھے تو وہ آگ انہیں کیسے جلاتی؟ یہاں تک کہ آپ ﷺ کو اس شرف نے جو آپ ﷺ کے فضل پر گواہ ہے اس اعلیٰ شرف کو گھیر لیا جو ذی نسب خندف سے ہے اور اس کے تحت نطق میں بلندیاں و ترقیاں ہیں۔ اور آپ ﷺ کی شان یہ ہے کہ جب آپ ﷺ پیدا ہوئے تو زمین روشن ہو گئی اور آپ ﷺ کی شعاعِ نور سے افق آسمان منور اور روشن ہو گیا۔ اب ہم اس روشنی اس نور و ہدایت کے راستے میں رواں دواں ہیں۔

﴿مستدرک حاکم، طبرانی﴾

چمکتا ہوا نور۔

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جب حضرت آدم کو پیدا فرمایا تو انہیں ان کی اولاد دکھائی تو انہوں نے ایک کو دوسرے پر صاحب کرامت و فضیلت دیکھا پھر انہوں نے ان کے درمیان ایک چمکتا نور دیکھا۔ اس پر انہوں نے عرض کیا: اے میرے رب! یہ نور کس کا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: یہ تمہارے فرزند محمد احمد ﷺ ہیں۔ یہی اول ہیں، یہی آخر ہیں اور یہی سب سے پہلے شفاعت کرنے والے ہیں۔

﴿بیہقی، طبرانی﴾

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کی نبوت کے دلائل کے منجملہ وجوہ ایک وجہ یہ بھی نسبی فضیلت ہے، اس لیے کہ نبوت، حکومت اور سیادت بھی ہے اور حکومت و سیاست ذی حسب اور صاحب عزت و شرف میں ہی ہوتی ہے۔ اس لیے یہ بات رعایا کے انقیاد و اطاعت اور اس کی پیروی کرنے میں بہت مؤثر ذریعہ ہے۔ اسی وجہ سے تو ہرقل شاہ روم نے ابوسفیان سے سوال کیا تھا کہ تم لوگوں کے درمیان ان کی نسبی حالت کیسی ہے؟ حضرت ابوسفیان نے جواب دیا تھا وہ ہمارے درمیان صاحب نسب ہیں۔ ہرقل نے کہا: "یہی نسبی بزرگی نجابت و اصالت اور طہارت تمام رسولوں میں رہی ہے اور وہ اپنی قوم میں نجابت نسبی کے لحاظ سے ممتاز رہے ہیں۔

﴿ابو نعیم﴾

حضرت عبدالمطلب کا عجیب و غریب خواب:

ابوبکر بن عبداللہ بن ابی الجہم رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابوطالب سے حضرت عبدالمطلب کو خواب بیان کرتے سنا۔ حضرت عبدالمطلب نے کہا میں نے حطیم میں حجر اسود کے قریب سو رہا تھا تب ایک خواب دیکھا جس کی وجہ سے مجھ پر خوف طاری ہو گیا اور میں بہت بے چینی محسوس کرنے لگا۔ میں ایک قریشی کاہن کے پاس آیا اور اس سے کہا: میں نے آج خواب دیکھا ہے کہ ایک درخت اس طرح کھڑا ہے کہ اس کی اونچائی آسمان تک اور شاخیں مشرق و مغرب تک پھیلی ہوئی ہیں اور اس درخت کے نور کو میں نے روشنی آفتاب سے ستر گنا زیادہ دیکھا اور اس کے سامنے عرب و عجم کو میں نے سجدہ ریز دیکھا اور میں دیکھ رہا تھا کہ وہ درخت اپنی عظمت، نور اور بلندی میں ہر آن اضافہ کر رہا ہے ایک لمحہ وہ چھپتا ہے اور دوسرے لمحے ظاہر ہو جاتا ہے۔ میں نے دیکھا کہ ایک جماعت قریش اس کی شاخوں سے چمٹ گئی ہے اور دوسری جماعت اس کے کاٹنے میں کوشاں ہے۔ یہاں تک کہ یہ جماعت اس کو کاٹنے کے قوی ارادہ سے درخت کے قریب پہنچی ہی تھی کہ مجھے ایک خوب رو، حسین و جمیل اور لطافت و خوشبو سے معطر شخص نہ اس کو دیکھنے سے پہلے میں ایسے شخص کا تصور بھی نہ کر سکتا تھا، نظر آیا۔ یہ خوب رو جوان اس جماعت کے لوگوں کی کمریں توڑتا اور آنکھیں نکالتا رہا پھر میں نے چاہا کہ ہاتھ بڑھا کر اس درخت سے پھل لوں مگر کامیاب نہ ہوا۔ میں نے دریافت کیا اس درخت سے کون لوگ پھل لے سکیں گے؟ جواب ملا صرف وہ لوگ

جو مشرق و مغرب تک پھیلے ہوئے ہیں۔" حضرت عبدالمطلب نے کہا کہ کاہن کو خواب سنانے کے بعد میری نظر اس کے چہرے پر ٹھہری تو میں نے دیکھا اس کا چہرہ فق ہو گیا پھر کاہن نے تعبیر کرتے ہوئے کہا:

"اگر تمہارا خواب سچا ہے تو تمہاری پشت سے ایک ایسا فرزند پیدا ہوگا جو مشرق و مغرب کا مالک ہوگا اور ایک مخلوق اس کی خوبیوں کو دیکھ کر اس سے وابستہ ہو جائے گی۔"

اس کے بعد عبدالمطلب نے اپنے بیٹے ابوطالب سے کہا: "شاید وہ فرزند تم ہی ہو یعنی میرے خواب کی تعبیر تم ہی ہو۔" ابوطالب اس بات کو اکثر بیان کرتے تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ کی بعثت کے بعد کہتے: "خدا کی قسم! وہ درخت بھتیجا حضرت ابوالقاسم الامین ہوں۔" اس پر کچھ مسلمانوں نے ان سے پوچھا: "پھر آپ ﷺ پر ایمان کیوں نہیں لاتے؟" ابوطالب جواب دیتے تھے: "مجھے شرم و حیاء آتی ہے کہ قریش کہیں گے طریقہ اسلاف کو چھوڑ کر بھتیجے پر ایمان لے آیا۔"

﴿ابونعیم﴾

بنی زہرہ میں حضرت عبدالمطلب کا نکاح:

ابو عون مولیٰ مسور بن مخرمہ حضرت مسور ابن عباس سے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبدالمطلب نے بیان کیا کہ موسم سرما میں ہم یمن کے سفر پر گئے تو میں ایک یہودی عالم سے ملا تو اس نے مجھ سے پوچھا: "تمہارا تعلق کس خاندان سے ہے؟"

میں نے کہا: "میں بنی ہاشم سے ہوں۔" پھر اس نے کہا: "کیا تم اجازت دیتے ہو کہ میں تمہارے جسم کے کچھ حصوں کو دیکھوں؟" میں نے کہا: "ستر عورت کے مقامات کے علاوہ آپ دیکھ سکتے ہیں۔" اس مشروط اجازت کے بعد اس نے میری ناک کا ایک اور پھر دوسرا نتھنا کھول کر دیکھا پھر کہنے لگا: "میں گواہی دیتا ہوں کہ تمہارے ایک ہاتھ میں ملک اور دوسرے میں نبوت ہے اور میں اسے دیکھ رہا ہوں۔

اور دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں: "ہم اس کو بنی زہرہ میں پاتے ہیں تو یہ کیسے ہوگا؟" میں نے کہا: "میں نہیں سمجھتا۔" اس یہودی عالم نے پوچھا: "کیا تمہاری کوئی شاعہ ہے؟" میں نے جواب دیا شاعہ سے تمہاری مراد کیا ہے؟ اس نے کہا: بیوی! اس کے جواب میں، میں نے کہا "فی الحال تو کوئی بیوی موجود نہیں ہے۔" اس نے کہا: "جب تم اپنے وطن پہنچو تو قبیلہ بنی زہرہ میں نکاح کرنا۔"

اس کے بعد جب حضرت عبدالمطلب کی واپس آئے تو جناب ہاشم نے آپ کا نکاح قیلہ نامی خاتون سے کر دیا۔ قیلہ کے بطن سے حارث پیدا ہوئے، حارث ہی آپ کے سب سے بڑے فرزند تھے۔ قیلہ کے بعد آپ کا نکاح ہند بنت عمرو سے ہوا اور اس سے دوسرے فرزند اور صاحبزادیاں پیدا ہوگئیں۔ حضرت عبدالمطلب کا تیسرا نکاح فاطمہ نامی خاتون سے ہوا جن کے بطن سے حضرت عبداللہ جو کہ والد ماجد جناب رسول اللہ ﷺ دنیا میں تشریف لائے اور جب جوان ہوئے تو آپ کا نکاح وہب بن عبد مناف کی صاحبزادی جناب آمنہ رضی اللہ عنہا سے کیا گیا۔

﴿حاکم، طبرانی، ابونعیم، بیہقی﴾

حمید بن عبدالرحمن رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد سے نقل کیا کہ حضرت عبدالمطلب نے اس بات کو بیان کیا اور اسی روایت کو ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے ''طبقات'' میں بہ طریق جعفر بن عبدالرحمن بن المسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے اپنے دادا سے روایت کیا کہ حضرت عبدالمطلب نے بیان کیا کہ اہل کتاب نے ان کے نتھنوں کے بالوں کو دیکھا۔ اور پھر کہا کہ میں دیکھتا ہوں کہ ملک ہے اور نبوت ہے اور ان دونوں میں سے ایک بات بنی زہرہ میں دیکھتا ہوں اور اسی روایت کے آخر میں ہے کہ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عبدالمطلب کی اولاد میں نبوت اور خلافت دونوں کو رکھا۔

﴿ابونعیم﴾

حمل مبارک کے معجزات:

حضرت سعد بن ابی الوقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے والد ماجد حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ اپنے زیر تعمیر مکان سے آرہے تھے اور ان کے بدن پر مٹی اور غبار کا اثر تھا۔ ان کا گزر لیلیٰ العدویہ کی طرف ہوا جب لیلیٰ کی نگاہ آپ پر پڑی تو اس نے دونوں آنکھوں کے درمیان ''نور مصطفیٰ ﷺ'' تاباں پایا تو اس نے آپ کو جنسی خواہش کی تکمیل کی دعوت دی۔ اس نے کہا اگر آپ میری خواہش پوری کردیں تو میں آپ کو سو اونٹ پیش کروں گی۔ حضرت عبداللہ نے فرمایا: ''ٹھہر جا میں غسل کر کے صاف ہولوں پھر تیرے پاس آتا ہوں۔ گھر آکر حضرت عبداللہ نے سیدہ آمنہ اپنی بیوی سے مباشرت فرمائی اور حضور نبی کریم ﷺ کے ظہور ولادت کیلئے حمل کا استقرار ہوا۔ اس کے بعد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ لیلیٰ کے پاس پہنچے اور کہا: (یعنی نے جنسی خواہش کی جس کو آپ نے مسترد کردیا، آپ دوبارہ اس کے پاس نہیں گئے بلکہ راستہ میں مل گئی تھی) اب تیری خواہش باقی ہے؟ اس نے جواب دیا نہیں۔ حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیوں، کیا بات ہوئی؟ لیلیٰ نے کہا: ''جب تم ادھر سے گزر رہے تھے تو تمہاری پیشانی پر ''نور نبوت'' تاباں تھا، مگر اس وقت وہ موجود نہیں بلکہ منتقل ہو کر آمنہ کے رحم میں قرار پاچکا ہے۔

﴿ابونعیم﴾

ایک روایت میں ہے کہ ''جس کے نور کے ساتھ تم میرے پاس سے گئے تھے، اب اس نور کے ساتھ واپس نہیں لوٹے ہو، اگر تم نے سیدہ آمنہ سے مباشرت کی ہے تو یقیناً وہ ایک اعلیٰ مقتدر کو تولید میں لائیں گی۔

حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبدالمطلب نے اپنے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو نکاح کیلئے لے کر روانہ ہوئے تو ان کا گزر اہل تبالہ یمن کی ایک کاہن خاتون پر ہوا جو کتب سماویہ کی عالمہ مشہور تھی اور اس کا نام فاطمہ بنت مر الخثعمیہ تھا۔ اس نے جب نور نبوت کو حضرت عبداللہ کی پیشانی میں دیکھا تو ان سے کہا: اے جوان! اگر تم اس وقت میرے ساتھ مباشرت کرو، تو میں تم کو سو اونٹ پیش کروں گی۔'' اس کی اس پیشکش پر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

واما الحرام فالممات دونہ — والحل لا حل فاستبینہ

فکیف لی الامر الذی تبغینہ — یحمی الکریم عرضہ و دینہ

ترجمہ: "فعل حرام سے تو مرجانا بہتر ہے اور فعل حلال تو میں اس کی خوبیاں نہیں بیان کر
سکتا۔ اے خاتون! حرام کاری کی جو خواہش تو میرے ساتھ رکھتی ہے۔ اس کی تکمیل کیسے
ممکن ہے کیونکہ اہل توقیر و آبرو اپنی عزت اور دین کی پاسداری کرتے ہیں۔"

اس کے بعد حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ اپنے والد کے ساتھ روانہ ہو گئے اور انہوں نے حضرت آمنہ بنت وہب زہریہ کے ساتھ آپ کا نکاح کر دیا اور جناب عبداللہ ان کے پاس تین روز رہے۔ اس کے بعد انہوں نے اس خاتون کے پاس جانے کا ارادہ کیا جس نے دعوت مباشرت دی تھی چنانچہ وہ اس کے پاس آئے تو اس عورت نے ان سے پوچھا "میرے پاس جانے کے بعد تم نے کیا کیا؟" جناب عبداللہ نے جواب دیا: "میرا نکاح آمنہ بنت وہب سے ہو گیا ہے اور میں تین روز تک ان کے پاس رہا۔" یہ جواب سن کر اس عورت نے کہا:

"اے عبداللہ! میں بدکار عورت نہیں ہوں چونکہ میں نے تمہاری پیشانی میں نور نبوت کی
چمک دیکھی تو مجھے تمنا ہوئی کہ وہ نور میں حاصل کروں، مگر اب اللہ تعالیٰ نے اسے جہاں
چاہا وہاں ودیعت فرما دیا۔"

✿ اس کے بعد فاطمہ نے مندرجہ ذیل اشعار پڑھے:

انی رایت مخیلة لمعت — فتلالات بحناتم القطر
فلما بها نور یضیء له — ماحوله کاضاءة البدر
ورجوته لفخر ابوء به — ما کل قادح زنده یوری
لله ما زهریة سلبت — ثوبیک ما استلبت وما تدری

ترجمہ: "میں نے ایک برسنے والے ابر کی بجلی دیکھی جس کی چمک نے جہان بھر کے سیاہ
کالے بادلوں کو چمکا دیا۔ ان کالے بادلوں میں ایک ایسا نور تھا جس نے گرد و پیش کے
سارے علاقے کو روشن کر دیا جس طرح کہ چودھویں رات کی چاندنی ہوتی ہے۔ میں نے
عبداللہ سے نکاح کر کے فخر حاصل کرنے کی تمنا کی مگر میں کامیاب نہ ہو سکی جس طرح کہ ہر
شخص چقماق سے چنگاری حاصل نہیں کر سکتا۔ ساری خوبیاں اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہیں۔ اس
زہری عورت نے کتنی اعلیٰ چیز پائی ہے۔ اے عبداللہ! وہ تمہارے دو کپڑے ہیں، ایک نبوت
دوسرا ملک، جو آمنہ زہری نے حاصل کر لیے حالانکہ وہ نہیں جانتی کیا چیز حاصل کی ہے۔"

✿ اس کے بعد فاطمہ نے یہ بھی کہا:

بنی هاشم قد غادرت من اخیکم — امینة اذ للباه یعتلجان
کما غادر المصباح بعد خبوه — فتائل قد میثت له بدهان
وما کل ما یحوی الفتی من تلاده — بحزم ولا ما فاته لتوانی
فاجمل اذا طالبت امرا فانه — سیکفیکه جد ان یعتلجان

سیکفیکہ اما ید مقفلۃ　　　واما مبسوطۃ ببنان

ولما قضت منہ امینۃ ما قضت　　　نبا بصری عنہ وکل لسانی

ترجمہ: ''اے آل ہاشم! آمنہ نے تمہارے بھائی کو ایسا چھوڑا جبکہ وہ اپنی خواہش کی سیرابی کر رہی تھیں۔ جس طرح کہ چراغ بتی سے اس تیل کو چوسنے کے بعد، جو اس میں ڈالا جاتا ہے، بتی کو خالی اور خشک چھوڑ دیتا ہے۔ آدمی جو قدیمی اور موروثی مال جمع کرتا ہے وہ اس کی کوشش سے نہیں ہے اور جو مال اس سے جاتا رہتا ہے، وہ اس کی غفلت سے نہیں ہے۔ جب تم کسی بات کی طلب کرو تو خوبی کے ساتھ کرو، کیونکہ باہم لڑنے والی دو کوششیں تم کو کفایت کریں گی۔ یا تو وہ ہاتھ جو تم سے روک دیا گیا تمہیں کافی ہوگا یا وہ ہاتھ جو کشادہ ہے اور انگلیوں کے پوروں کے ساتھ ہے کافی ہوگا۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے جس چیز کی خواہش کی، وہ حضرت عبداللہ سے حاصل کر چکیں تو اب میری آنکھوں کی بصارت جاتی رہی اور میری زبان گونگی ہوئی۔

﴿ابونعیم، ابن عساکر، خرائطی الہواتف﴾

ہشام بن کلبی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوالفیاض خثعمی رحمۃ اللہ علیہ سے تفصیل کے ساتھ جو روایت کی اس میں مذکور ہے کہ جب حضرت عبداللہ واپس ہو کر فاطمہ کے پاس پہنچے تو کہا: تو نے خواہش کا اظہار مجھ سے کیا تھا، اب کیا خیال ہے؟ اس نے جواب دیا: وہ خواہش اسی روز تھی، آج نہیں اور اس کا یہ قول ایک محاورہ بن گیا۔ اس روایت کے آخر میں ہے کہ جوانانِ قریش کو جب یہ واقعہ معلوم ہوا تو انہوں نے فاطمہ سے استصواب کیا۔ فاطمہ نے قریش کے جواب میں فی البدیہہ یہ اشعار پڑھے (جو کہ پیچھے گزر چکے ہیں) اور اس روایت میں اس قول کے بعد کہ ''انہوں نے ان کے پاس تین روز قیام کیا۔'' اتنا زیادہ ہے کہ ''اہل عرب میں دستور تھا کہ جب شوہر اپنی بیوی کے پاس جاتا ہے تو تین روز قیام کرتا ہے۔''

اور ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ وہب بن جریر بن حازم رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے خبر دی۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے ابویزید مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ خثعمی عورت کے پاس آئے تو اس نے ان کی پیشانی سے آسمان تک نورِ نبوت کو چمکتا دیکھا۔ تو خثعمی عورت نے ان سے کہا: ''کیا تم میری خواہش پوری کر سکتے ہو؟'' انہوں نے جواب دیا:

''ہاں! لیکن پہلے میں ''رمی جمار'' کر لوں۔'' تو وہ گئے رمی جمار کی پھر اپنی زوجہ سیدہ آمنہ کے پاس آئے۔ اس کے بعد خثعمی عورت کی بات یاد آئی تو وہ اس کے پاس آئے۔ (حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا خثعمی عورت کے پاس جانا اس لیے تھا کہ حقیقت حال دریافت کر سکیں) خثعمی خاتون نے کہا: میرے پاس سے جانے کے بعد بیوی سے ملے ہو؟'' انہوں نے کہا: ہاں! میں اپنی زوجہ آمنہ کے پاس گیا ہوں۔ خاتون نے کہا: اب تم سے میری کوئی خواہش نہیں ہے کیونکہ جب تم میرے پاس سے گئے تو تمہاری پیشانی سے آسمان تک ایک نور چمک رہا تھا جب تم نے اپنی زوجہ سے صحبت کی تو وہ نور ان میں منتقل ہو گیا، اب تم ان کو جا کر خبر دے دو کہ تم کو استقرارِ حمل سے وہ عزت ملی ہے کہ روئے

زمین پر اس وجہ تو کیر بغیر حمل کسی خاتون کا نہ ہو۔

﴿ابن سعد، ابن عساکر﴾

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ خثعم کی ایک خاتون نے ایک خاص موسم میں رونمائی و خودنمائی کرتی، بڑی مالدار اور حسین تھی۔ وہ فرش فروخت کرنے کیلئے پھیری کرتی تھی، اسی طرح وہ ایک روز حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچ گئی جب اس خاتون نے ان کو دیکھا تو متعجب و متاثر ہوئی اور خود کو ان کے سامنے پیش کرنے اور دعوت مباشرت دے دی۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تو اسی جگہ ٹھہری رہ، جب تک میں لوٹ کر واپس نہ آؤں۔ پھر آپ اپنی بیوی کے پاس گئے اور مباشرت کی، جس کے نتیجے میں نبی کریم ﷺ کیلئے استقرار حمل ہوا اور پھر اس کے بعد جب لوٹ کر اس عورت کے پاس پہنچے تو اس نے کہا: تم کون ہو؟ انہوں نے کہا مجھ سے وعدہ کرنے والا۔ اس نے کہا غلط کہتے ہو اور اگر تمہارا قول درست ہے تو وہ نور کیا ہوا جس کو میں پہلی ملاقات کے وقت تمہاری پیشانی پر نمایاں طور پر دیکھ رہی تھی۔

﴿بیہقی، ابونعیم، ابن عساکر﴾

ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ بڑے خوب رو جوان تھے۔ ایک دن وہ قریش کی کچھ عورتوں کے پاس سے گزرے، ان عورتوں میں سے ایک نے ان سے کہا: "تم میں سے کون ہے جو اس جوان سے نکاح کر کے اس کے نور سے دامن مراد کو بھرے جو ان کی پیشانی میں تاباں ہے؟" اس کے جواب میں حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کا نکاح قبیلہ زہرہ کی ایک خاتون حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا سے ہو گیا اور وہ رسول اللہ ﷺ کیلئے حاملہ ہو گئیں۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ورقہ بن نوفل کی بہن قتیلہ بنت نوفل لوگوں کو پیش کش کیا کرتی تھی۔ ایک مرتبہ حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ اس کے قریب سے گزرے تو اس نے آپ کو بلایا تا کہ آپ سے خواہش نفس کی تکمیل کرے، اس نے جناب عبداللہ کا دامن پکڑ لیا۔ مگر آپ نے انکار کر دیا اور کہا: صبر کر میں لوٹ کر آتا ہوں اور تیزی سے نکل کر چلے گئے، اپنے گھر آمنہ کے پاس آئے اور مباشرت کی اور وہ رسول اللہ ﷺ کیلئے حاملہ ہو گئیں پھر آپ اس عورت کے پاس پہنچے تو اسے منتظر پایا۔ حضرت سیدنا عبداللہ نے کہا کہ: کیا ارادہ ہے، خواہش باقی ہے؟ قتیلہ نے جواب دیا: بالکل نہیں کیونکہ پہلی مرتبہ ایک نور تمہاری پیشانی پر تاباں تھا اور اب آئے ہو تو وہ رخصت ہو چکا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ اس حال میں گئے کہ آپ کی پیشانی ایسی روشن تھی جیسے گھوڑے کی پیشانی میں سفیدی کی چمک ہوتی ہے اور اس حالت میں لوٹے ہیں کہ وہ چیز اب آپ کی پیشانی میں نہیں ہے۔

﴿ابن سعد، ابن عساکر﴾

کلبی رحمۃ اللہ علیہ، ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ سے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ وہ

خاتون جس نے خود کو حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ پر پیش کیا ورقہ بن نوفل کی بہن تھی۔

﴿ابن سعد، ابن عساکر﴾

دوران حمل حضرت آمنہ ہر طرح کی تکلیف سے محفوظ رہیں:

علی بن یزید بن عبداللہ بن وہب بن زمعہ رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے اور انہوں نے اپنی پھوپھی سے حدیث بیان کی کہ ہم نے سنا ہے کہ سیدہ آمنہ جب تولد حضور نبی کریم ﷺ کے لئے حاملہ ہوئیں تو فرماتی تھیں کہ مجھے محسوس نہ ہوا کہ حاملہ ہو گئی ہوں اور نہ گرانی پیدا ہوئی جیسا کہ عام طور پر عورتیں ایام حمل میں خود کو بوجھل محسوس کرتی ہیں۔ بجز اس علامت کے کہ میرا حیض منقطع ہو گیا تھا اور یہ علامت بھی میرے لیے کوئی خاص وجہ حمل نہ رکھتی تھی کیونکہ اس کے بغیر بھی میرے، کئی دن چڑھ جایا کرتے تھے اور پھر حیض جاری ہو جایا کرتا تھا۔ ایک روز میری نیم خواب اور بیداری میں ایک آنے والا آیا اور اس نے کہا:

"اے آمنہ! تمہیں معلوم ہے تم حاملہ ہو؟" میں نے جواب دیا کہ "میں تو نہیں جانتی۔" پھر اس نے کہا: "تم ایک بڑی امت کے سردار اس امت کے نبی کی تولید کیلئے حاملہ ہوئی ہو" یہ دن دو شنبہ یعنی پیر کا تھا پھر دن اور مہینے گزرتے رہے یہاں تک کہ زمانہ ولادت قریب آ گیا اور پھر وہی شخص میرے خواب میں آیا اور کہا: تم یہ پڑھا کرو

أُعِيذُهُ بِالْوَاحِدِ مِنْ شَرِّ كُلِّ حَاسِدٍ

ترجمہ: "میں اللہ واحد سے ہر حسد کرنے والے کی شرارت سے پناہ مانگتی ہوں۔"

جب سے میں اس کلمہ کو برابر پڑھتی رہی اور اس کے بعد کچھ عورتوں سے میں نے اس کا ذکر کیا تو انہوں نے مشورہ دیا کہ تم اپنے بازو اور گلے میں لوہا لٹکا لو۔ میں نے ایسا ہی کر لیا مگر وہ ٹوٹ جاتا، میں اسے باندھتی اور پھر جلد ہی کٹا ہوا پاتی۔ بالآخر میں نے اس کو لٹکانا اور باندھنا ترک کر دیا۔ (زمانہ جاہلیت میں عرب میں یہ رسم تھی کہ حاملہ عورتیں تعویذ باندھتیں اور گلے میں لٹکاتی تھیں)

﴿ابن سعد، واقدی﴾

زہری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کہتی تھیں کہ میں نے زمانہ حمل میں کسی طرح کی تکلیف اور گرانی برداشت نہیں کی۔

﴿ابن سعد﴾

احمد محمد نام کا انتخاب:

ابو جعفر محمد بن علی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی والدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کو ایام حمل میں حکم دیا گیا کہ وہ حضور نبی کریم ﷺ کا نام "احمد" (ﷺ) رکھیں۔

﴿ابن سعد﴾

بریدہ رضی اللہ عنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے خواب میں دیکھا کہ ان سے کہا گیا کہ "تم خیر البریہ اور سید العالمین سے حاملہ ہو لہٰذا جب ان کی تمہارے

بطن سے ولادت ہو تو ان کا نام احمد اور محمد (ﷺ) رکھنا اور اس تختی کو ان کے گلے میں لٹکا دینا۔ پھر جب میں بیدار ہوئی تو میرے سرہانے ایک تختی موجود تھی۔ جس پر لکھا تھا:

"أُعِيذُهُ بِالْوَاحِدِ مِنْ شَرِّ كُلِّ حَاسِدٍ وَكُلِّ خَلْقٍ زَائِدٍ، مِنْ قَائِمٍ وَقَاعِدٍ، عَنِ السَّبِيلِ عَائِدٍ، عَلَى الْفَسَادِ جَاهِدٍ، مِنْ نَافِثٍ أَوْ عَاقِدٍ، وَكُلِّ خَلْقٍ مَارِدٍ، يَأْخُذُ بِالْمَرَاصِدِ، فِي طُرُقِ الْمَوَارِدِ، أَنْهَاهُمْ عَنْهُ بِاللهِ الْأَعْلَى، وَأَحُوطُهُ مِنْهُمْ بِالْيَدِ الْعُلْيَا، وَالْكَفِّ الَّذِي لَا يُرَى يَدُ اللهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ وَحِجَابُ اللهِ دُونَ عَادِيهِمْ، لَا يَطْرُدُوهُ وَلَا يَضُرُّوهُ فِي مَقْعَدٍ وَلَا مَنَامٍ وَلَا مَسِيرٍ وَلَا مُقَامٍ أَوَّلَ اللَّيَالِي وَآخِرَ الْأَيَّامِ"

﴿ابونعیم﴾

حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کا وصال:

محمد بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد ماجد نے شام کی تجارت سے واپسی پر مدینہ طیبہ میں وفات پائی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان دنوں شکم مادر میں تھے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی عمر وفات کے وقت پچیس سال تھی۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ کی وفات اور ان کی عمر کے بارے میں جس قدر روایات اور اقوال ہیں ان میں یہی قول درست ہے۔ واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ہمارے اور دوسرے تمام اہل علم کے نزدیک یہ بات مسلم ہے کہ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا جناب عبداللہ سے محمد ﷺ کے علاوہ کوئی اولاد پیدا نہ ہوئی۔

﴿ابن سعد﴾

واقعہ فیل

حضرت ابوجعفر بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اصحاب فیل نے وسط ماہ محرم میں مکہ مکرمہ پر چڑھائی کی تھی۔ اس واقعہ اور نبی کریم ﷺ کی ولادت کے درمیان پچاس راتوں کا فصل تھا۔

﴿ابن سعد، ابن ابی الدنیا، ابن عساکر﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اصحاب فیل نے چڑھائی کی اور وہ مکہ مکرمہ کے نزدیک پہنچے تو حضرت عبدالمطلب ان کے پاس گئے اور ان کے بادشاہ سے فرمایا: تم نے ہم پر چڑھائی کر دی، بہتر ہوتا کہ تم کسی فرستادے کو ہمارے پاس بھیج دیتے اور جو تمہارا مطالبہ ہوتا، ہم اس فرستادے کے ذریعے پورا کر دیتے، اس پر اس نے کہا: "مجھے بتایا گیا ہے کہ یہاں ایک گھر ایسا ہے کہ جو کوئی بھی اس میں داخل ہوا وہ امن یافتہ اور حفاظت یافتہ ہوا۔ تو میں اس کے صاحب کو ڈرانے آیا ہوں۔ حضرت عبدالمطلب نے [illegible] پھر اس سے کہا: "تم ہم سے جو مطالبہ کرو گے، ہم اس کو پورا کریں گے اور

تم واپس ہو جاؤ۔" مگر اس نے ان کی پیشکش کو رد کر دیا اور خانہ کعبہ کی بے حرمتی کرنے پر اصرار کیا اور اس طرف پیش قدمی بھی شروع کر دی۔

حضرت عبدالمطلب لوٹ آئے اور پہاڑ پر چڑھ کر اعلان کیا: "میں کعبۃ اللہ کو ویران کرنے اور حرم مقدس کے بے قصور ساکنوں کو ہلاک کرنے والوں کے مقابلہ پر نہ جاؤں گا پھر مندرجہ ذیل اشعار پڑھے:

اللھم ان تکل لله حلالا لا منع حلالک لا یغلبن محالھم محالک

اللھم فان فعلت فامر مابدالک

ترجمہ: "اے خدا! ہر معبود کیلئے ایک گھر ہوتا ہے تو اپنے گھر کی حفاظت فرما۔ تیری تدبیر پر کسی کا داؤ ہرگز غالب نہیں آ سکتا۔ اے خدا! اب اگر تو یہی چاہتا ہے تو جس طرح تو بہتر سمجھتا ہے، حکم فرما۔"

اس کے بعد سمندر کی جانب سے ایک غول پرندوں کا مثل ابر نظر پڑا۔ وہ ابابیل تھے جو ان پر چھا گئے اور ہاتھی والوں اور حبشیوں کی تاب نہ لا کر چمگادڑ نے لگے اور سارے لشکر کو مثل چبائے ہوئے بھوسے کے کر ڈالا۔

﴿ابونعیم، بیہقی﴾

حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ "طَیْرًا اَبَابِیْلَ" کی تفسیر میں روایت کی کہ سمندر کی جانب سے درندوں کے سروں کے مانند پرندے نمودار ہوئے جن کو نہ اس سے پہلے دیکھا گیا اور نہ اس کے بعد تو ان اصحاب فیل کے جسموں پر چیچک کے مانند آبلے پیدا ہو گئے اور پہلی مرتبہ چیچک کو ان ہی کے جسموں پر دیکھا گیا۔

﴿سعید بن منصور، بیہقی﴾

سعید بن منصور رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبید بن عمیر لیثی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے جب اصحاب فیل کو ہلاک کرنے کا ارادہ فرمایا تو ان پر پرندوں کو بھیجا جو سمندر کی جانب سے نمودار ہوئے۔ یہ گویا ابلق ابابیلیں تھیں، ہر ایک کے پاس تین پتھر تھے ایک منہ میں اور دو پنجوں میں پھر وہ آئیں اور اصحاب فیل کے سروں پر چھا گئیں اور جو کچھ ان کی چونچوں اور پنجوں میں تھا وہ چھوڑ دیا۔ وہ پتھریاں ان کے جسموں پر پڑیں اور ہڈی اور گوشت کو پھاڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر گئیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہوا کے جھکڑ چلا دیئے اور خانہ خدا کے دشمن ریزہ ریزہ ہو کر غبار اور ریت میں مل کر بے نام و نشان ہو گئے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اصحاب فیل نے جب مکہ مکرمہ پر چڑھائی کی اور مقام "الصفاح" پر پڑاؤ کیا تو عبدالمطلب تشریف لائے اور ان سے کہا: "یہ بیت اللہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے گھر پر کسی کو غالب اور قادر نہیں ہونے دے گا۔" یہ بات سن کر انہوں نے جواب دیا: "ہم بغیر منہدم کیے نہ لوٹیں گے۔"

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ ہاتھیوں کو آگے بڑھانا چاہتے تھے مگر وہ پیچھے لوٹتے

تھے پھر اللہ تعالیٰ نے پرندوں کو سیاہ رنگ کی کنکریاں جن پر مٹی تھی دے کر ایک بڑے غول کی شکل میں فوج کے سروں پر فضا میں معلق کر دیا۔ وہاں پرندوں نے کنکریوں کو ان کے سروں پر چھوڑ دیا، جس کے اثر سے ہاتھیوں کے لشکر خارش میں مبتلا ہو گئے ان میں سے جو بھی بدن کو کھجاتا، وہاں کا گوشت گر پڑتا۔

حضرت وہب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اصحاب فیل کے ساتھ ایک ہتھنی تھی، اس ہتھنی کے علاوہ سے ہاتھی کو بڑھایا، مگر اس پر پتھر پڑا اور وہ دونوں لوٹ پڑے۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت عبدالمطلب اور چاہ زمزم

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبدالمطلب حجر اسود کے قریب سو رہے تھے تو کسی نے ان سے کہا: "برہ" کو کھودو۔ انہوں نے اس سے پوچھا: برہ کیا ہے؟ مگر کہنے والا ان کے پاس سے چلا گیا۔ دوسرے دن جب وہ پھر اسی جگہ سوئے تو کسی نے ان سے کہا: "المضنونہ" کو کھودو۔ انہوں نے پوچھا مضنونہ کیا ہے؟ مگر وہ ان کے پاس سے چلا گیا۔ تیسرے دن جب وہ اسی جگہ سوئے تو کسی نے ان سے کہا: طیبہ کو کھودو، انہوں نے پوچھا: "طیبہ کیا ہے؟" مگر وہ ان کے پاس سے چلا گیا۔ چوتھے دن جب وہ اسی جگہ آئے اور سو گئے تو کسی نے ان سے کہا: "چاہ زمزم کھودو۔" انہوں نے پوچھا: "زمزم کیا ہے؟" اس نے بتایا اس کا پانی نہ کبھی کم ہوگا اور نہ اپنی جگہ سے ہٹے گا۔ اس کے بعد چاہ زمزم کی جگہ انہیں بتائی پھر جب اس کی بتائی ہوئی جگہ پر کھودنا شروع کیا تو قریش نے اسے کہا: "اے عبدالمطلب! کیا کھود رہے ہو؟" انہوں نے جواب دیا: مجھے چاہ زمزم کھودنے کا حکم دیا گیا ہے۔ پھر جب چاہ زمزم کھود رہا تھا اور لوگوں نے ایک کنواں دیکھا تو کہنے لگے: "اے عبدالمطلب! اس میں ہمارا بھی حق ہے کیونکہ یہ کنواں ہمارے باپ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے تصرف میں آیا ہے۔

حضرت عبدالمطلب نے جواب دیا: "اس میں تمہارا کوئی حق نہیں ہے۔ اس لیے یہ چشمہ مجھے ہی بتایا گیا اور میرے ہی سپرد کیا گیا ہے۔" انہوں نے کہا: "کیا اس معاملہ میں ہمارے ساتھ محاکمہ کرنے کو تیار ہو؟" انہوں نے کہا کہ "ہاں بالکل۔" قریش نے کہا: "اچھا ہم اپنے اور تمہارے درمیان بنی سعد کی کاہنہ کو حکم تجویز کرتے ہیں وہ جو بھی فیصلہ کرے ہم دونوں کو منظور ہوگا۔" کاہنہ شام کے علاقہ میں رہتی تھی۔ لہٰذا عبدالمطلب اور ان کے خاندان کے چند دوسرے اصحاب اور قریش کے مختلف قبائل میں سے ایک ایک شخص کو لے کر قافلے کی صورت میں شام کی طرف روانہ ہو گیا۔ راہ میں ریگستان تھا جس میں پہنچ کر پانی ختم ہو گیا اور شدت پیاس سے تمام قافلہ کو یقین ہو گیا کہ اب مر جائیں گے۔ کچھ افراد شدت تشنگی سے جاں بلب تھے وہ دوسروں سے پانی کی التجا کرتے مگر وہ جواب دیتے کہ بھائیو! کیا کریں؟ اب ہمارا حال بھی ویسا ہی ہونے والا ہے جو تمہارا ہو چکا ہے۔ اس اضطراب کی حالت

میں حضرت عبدالمطلب نے ساتھیوں سے مشورہ لیا تو انہوں نے جواب دیا: ”ہماری سمجھ میں تو کچھ نہیں آتا جو آپ مشورہ دیں ہم اس پر عمل کریں۔“ حضرت عبدالمطلب نے جواب دیا:

”میری رائے یہ ہے کہ ہم میں سے ہر شخص اپنے لیے ایک گڑھا کھودے اور جو بھی مرتا جائے دوسرے ساتھی اس کو اس گڑھے میں دفن کرتے جائیں۔ یہاں تک کہ ہم میں سے آخری شخص رہ جائے گا اور اس طرح ایک شخص کا بے گور ضائع ہونا اس سے کہیں بہتر ہے کہ سب لوگ ضائع ہوں۔“ چنانچہ سب نے اپنے اپنے لیے گڑھے کھود لیے۔ اسکے بعد ساتھیوں نے کہا: ”اس طرح تو ہم اپنے آپ کو خود ہی موت کی آغوش میں دے رہے ہیں، ہم ہمت کرتے ہیں اور پانی کی تلاش کرتے ہیں کیا عجب ہے کہ ہماری کوشش اور ہمت کو دیکھ کر اور ہماری بے بسی اور لاچاری پر رحم فرما کر خدا ہماری مدد فرما دے۔“ یہ سن کر حضرت عبدالمطلب نے ساتھیوں سے فرمایا: ”پھر اٹھ کھڑے ہو۔“

چنانچہ وہ سب لوگ اٹھ کھڑے ہوئے، جب حضرت عبدالمطلب اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے تو دفعتہً اس کے پیر زمین میں دھنسے، پانی نکل آیا۔ حضرت عبدالمطلب نے جب یہ دیکھا تو ساتھیوں کو بتایا، سب نے پانی کو بافراط پیا، استعمال کیا اور برتنوں و مشکوں میں ذخیرہ کر لیا، ہم سفر سارے ساتھی اس خدا ساز آب رسانی کی وجہ سے متاثر تھے۔ انہوں نے کہا: ”اے محترم ہاشمی سردار! بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے زم زم کا فیصلہ آپ کے حق میں کر دیا۔ آؤ لوٹ چلیں، چاہ زم زم آپ کا حق ہے اور اب اس معاملے میں آپ کے ساتھ ہمارا اختلاف نہیں۔

﴿ابن اسحاق، بیہقی﴾

زہری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت عبدالمطلب کے تذکرے میں پہلا واقعہ بیان کیا گیا ہے کہ قریش مکہ اصحاب فیل سے ڈر کر مکہ سے چلے گئے۔ مگر عبدالمطلب نے فرمایا: خدا کی قسم! میں حرم سے ہرگز نہ نکلوں گا اور خدا کے سوا کسی سے مدد چاہوں گا۔ اس کے بعد بیت اللہ کے پاس بیٹھ گئے اور دعا کرنے لگے:

”اے خدا ہر ایک اپنے گھر کی حفاظت اور مدافعت کرتا ہے تو بھی اپنے گھر کی دشمنوں سے حفاظت فرما۔“

وہ صبر و استقامت کے ساتھ بیت الحرم میں ٹھہرے رہے حتیٰ کہ بے شمار دیکھے، ہاتھیوں والا لشکر مالک حرم کی مدافعت کرنے والی چڑیوں کے ذریعہ خستہ اور خراب ہو گیا۔ اس کے بعد قریش اپنے گھروں کو لوٹ آئے اور حضرت عبدالمطلب کی عظمت ان کے اس کردار کی وجہ سے دوچند ہو گئی۔ اسی زمانے میں ان کو خواب میں الہام ہوا کہ زمزم کو کھودو جو شیخ اعظم کا پوشیدہ کیا ہوا ہے۔ پھر جب وہ بیدار ہوئے تو انہوں نے عرض کیا:

”اے خدا! مجھے اس کنویں کا مقام ظاہر فرما دے۔“ چنانچہ پھر خواب میں رہنمائی فرمائی گئی کہ ”تم اس پوشیدہ مقام کو کھودو جو فرث اور دم کے مابین تھی ہے اور وہ غراب اعصم کے چونچ مارنے کی جگہ ہے وہ

جگہ قریۃ النمل میں سرخ چیونٹیوں کی جگہ ہے۔"

اس کے بعد حضرت عبدالمطلب اٹھ کر گئے اور مسجد حرام میں بیٹھ کر بتائی ہوئی علامات کا انتظار کرنے لگے اور مقام حزورہ میں گائے ذبح کی۔ ابھی اس میں کچھ جان باقی تھی کہ وہ ذبح کرنے والوں کے ہاتھوں چھوٹ گئی اور مسجد حرام کے نزدیک چاہ زمزم سے قریب آ کر گر گئی۔ اس کو وہیں مکمل طور پر ذبح کیا گیا۔ گوشت بنایا اور اٹھایا گیا کہ دفعتہً خون اور اوجھ پر ایک کوا آیا اور قریۃ النمل کی جگہ بیٹھا، چونچ ماری۔ یہ عمل دیکھ کر حضرت عبدالمطلب اٹھے اور اسی مقام پر کھدائی شروع کر دی۔ قریش آئے۔ دیکھا اور دریافت کیا: "کس لیے آپ کھدائی کر رہے ہیں؟"

آپ نے فرمایا: "میں اس کنویں کو کھود رہا ہوں۔" جب انہوں نے کھدائی میں غیر معمولی دشواری محسوس کی تو یہ نذر مان لی کہ میں اپنے بیٹوں میں سے ایک لڑکے کو ذبح کروں گا۔ اس کے بعد پھر کھدائی شروع کر دی۔ یہاں تک کہ آپ تک پہنچ گئے اور اس کے گرد حوض بنایا جو زمزم کے پانی سے بھر گیا اور اس سے حجاج پانی پینے لگے۔ رات کو قریش کے حاسد لوگ حوض کو توڑ دیتے تھے اور صبح کو حضرت عبدالمطلب اس کو درست کر دیا کرتے تھے جب حاسدوں کی شرارتیں حد سے بڑھ گئیں تو حضرت عبدالمطلب نے اللہ سے دعا کی جس کے جواب میں ان کو خواب میں بتایا گیا کہ تم ہم سے ان الفاظ میں دعا کرو:

اللھم انی لا احلھا لمغتسل ولکن ھی لشارب حل وبل لم کفیتھم

ترجمہ: "اے خدا! میں زمزم کے پانی کو نہانے والوں کیلئے حلال نہیں بناتا، یہ پانی صرف پینے والوں کیلئے ہی حلال ہے یہ تیرا ہے اور تو ہی اس کی حفاظت فرما۔"

اس کے بعد وہ اٹھ کر گئے اور خواب کے عین ہدایت کے مطابق منادی کرا دی۔ اس کے بعد جس کسی نے زمزم کے حوض کو خراب کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے جسم میں کوئی بیماری پیدا کر دی۔ بالآخر وہ حوض کے خراب کرنے اور اس کے پانی میں غسل کرنے سے باز آ گئے۔ اس کے بعد حضرت عبدالمطلب نے دعا کی:

"اے خدا! میں نے اپنی اولاد میں سے ایک فرزند کو قربان کرنے کی نذر مانی تھی لہٰذا میں ان میں قرعہ اندازی کرتا ہوں، پس تو جس فرزند کو پسند فرمائے اس کی جانب اعلان فرما۔"

بعد ازاں انہوں نے تمام اولادوں میں قرعہ اندازی کی اور جناب عبداللہ کے نام قرعہ نکل آیا اور لیکن یہ فرزند ان کو زیادہ محبوب تھا پھر جناب عبدالمطلب نے درخواست کی: "خدایا! کیا اس کی قربانی تجھے مطلوب ہے یا اس کے بدلے میں سو اونٹوں کی قربانی؟" انہوں نے پھر عبداللہ اور سو اونٹوں کے درمیان قرعہ اندازی کی تو قرعہ سو اونٹوں پر نکل آیا اور انہوں نے عبداللہ کی بجائے اونٹوں کی قربانی کر دی۔

﴿تحقیق﴾

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت عبدالمطلب نے زمزم کی کھدائی میں جب اپنے مددگاروں کی کمی محسوس کی تو انہوں نے نذر مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھ کو دس لڑکے عطا فرمائے اور میں

ان کو دیکھ لوں تو پھر میں ان میں سے ایک کی قربانی کروں گا پھر جب ان کے دس لڑکے ہو گئے تو ان سب کو جمع کیا اور اپنی نذر کا واقعہ بیان کیا۔

سب نے کہا مناسب ہے آپ جس لڑکے سے چاہیں نذر کی تکمیل کریں پھر انہوں نے قرعہ اندازی کی اور حضرت عبداللہ کے نام قرعہ نکل آیا پس وہ ان کو پکڑ کر قربان گاہ کی طرف لے گئے اور ان کے ساتھ چھری تھی۔ حضرت عبدالمطلب کی صاحبزادیاں رونے لگیں اور ان میں سے ایک نے کہا: ''آپ اپنے لخت جگر کے بدلے اپنے اونٹوں کو ذبح کر دیجئے جو حرم میں چھوڑے ہوئے ہیں پھر عبدالمطلب نے حضرت عبداللہ اور دس اونٹوں کے درمیان قرعہ ڈالا۔

اس زمانہ میں آدمی کی دیت دس اونٹ تھی۔ جس میں قرعہ جناب عبداللہ کا نام نکلا۔ اس کے بعد دو دس دس اونٹ بڑھاتے گئے اور قرعہ ڈالتے رہے مگر ہر مرتبہ عبداللہ ہی کا نام نکلتا رہا۔ بالآخر دسویں مرتبہ میں سو اونٹ اور عبداللہ کے بیچ قرعہ اندازی میں اونٹوں کے نام پر قرعہ نکلا۔ اس موقع پر عبداللہ نے تکبیر بلند کی اور دوسرے افراد نے ان کے ساتھ ہمنوائی کی اور سب اونٹوں کو ذبح کر دیا گیا سو اونٹوں کی دیت کا طریقہ عرب میں پہلی بار حضرت عبدالمطلب ہی نے برتا اور پھر پورے عرب میں دیت کی یہی قیمت متعین ہوگئی اور اہل قلم سے چونکہ ممانعت بھی نہ ہوئی۔ اس وجہ سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اسے روا رکھا فرمایا۔

﴿ابن سعد﴾

صنابحی ... حضرت معاویہ ... سے روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے اور ایک دیہاتی نے آ کر کہا:

''یا رسول اللہ ﷺ! سرسبزی نابود، پانی خشک، اہل وعیال تباہ اور مال ضائع ہو چکے ہیں۔ اے دو ذبیحوں کے فرزند! اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو جو کچھ دیا ہے اس میں سے کچھ مجھے دیجئے۔''

اس بات کو سن کر آپ ﷺ نے تبسم فرمایا اور کسی ناگواری کا اظہار اور اعتراض نہ فرمایا۔ لوگوں نے حضرت معاویہ ... سے پوچھا: ''اے امیر المومنین! وہ دو ذبیح کون سے ہیں؟'' تو انہوں نے فرمایا: ''حضرت عبدالمطلب کو جب زمزم کھودنے کا حکم فرمایا تھا تو انہوں نے نذر مانی کہ اگر یہ کام مجھ پر آسان ہوگیا تو اپنے بیٹوں میں سے کسی کی قربانی دوں گا پھر جب وہ اس کی کھدائی سے فارغ ہوئے تو فرزندوں کے درمیان قرعہ اندازی کی اور حضرت عبداللہ ... کے نام قرعہ نکل آیا۔ اب انہوں نے ان کو ذبح کرنے کا ارادہ کیا تو ان کی ماموں جو بنی مخزوم سے تھے، مانع آ گئے اور ضد کی کہ اپنے بیٹے کے عوض فدیہ دے کر بیٹے خدا کو راضی کرو تو انہوں نے سو اونٹوں کی قربانی دی۔ حضرت امیر معاویہ ... نے کہا: یہ ایک ذبیح ہوا اور دوسرا ذبیح حضرت سیدنا اسماعیل ... ہیں۔

﴿مغازی اموی، تفسیر ابن جریر﴾

شب ولادت کے معجزات اور خصائص

حضرت حسان بن ثابت ... سے روایت ہے کہ میں سات یا آٹھ سال کی عمر کا ایک ہوش و گوش والا سمجھدار بچہ تھا۔ میں نے سنا مدینہ کا ایک یہودی صبح کے وقت اپنے قلعہ کی چھت پر کھڑا ہوا اور پکار کر کہنے لگا: "اے گروہ یہود! دیکھو۔" تو اس پاس کے سارے یہودی جمع ہو گئے۔ میں سن رہا تھا ان لوگوں نے اس سے کہا: "تیری خرابی ہو کیوں شور مچاتا ہے؟" یہودی نے چھت پر سے کہا: "احمد ﷺ کا ستارہ طلوع ہو گیا ہے جس کو آج رات میں کسی وقت پیدا ہونا ہے۔"

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

ہر طرف نور ہی نور:

حضرت عثمان بن ابی العاص ... سے روایت ہے کہ میری والدہ نے بتایا کہ میں اس رات میں حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھی جس رات نبی کریم ﷺ کی ولادت ہوئی۔ میں گھر میں ہر طرف روشنی اور نور پاتی اور محسوس کرتی جیسے کہ ستارے قریب سے قریب تر ہو رہے ہیں۔ حتیٰ کہ مجھے گمان ہوا کہ کیا یہ میرے اوپر گر پڑیں گے پھر جب حضرت آمنہ نے وضع حمل کیا تو ایک نور برآمد ہوا جس سے کہ ہر چیز روشن ہو گئی یہاں تک کہ میں نور کے سوا کچھ نہ دیکھتی تھی۔

﴿بیہقی، طبرانی، ابونعیم﴾

شام کے محلات روشن:

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں اس وقت اللہ تعالیٰ کا عبد اور خاتم النبیین تھا جبکہ حضرت آدم ... ابھی اپنے خمیر میں تھے اور تم لوگوں پر واضح کرتا ہوں کہ میں سیدنا ابراہیم ... کی دعا اور حضرت عیسیٰ ... کی بشارت اور اپنی والدہ کے خواب کی تعبیر ہوں اور انبیاء علیہم السلام کی مائیں ایسے ہی خواب دیکھا کرتی تھیں۔ چنانچہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ نے ولادت حضور نبی کریم ﷺ کے وقت ایسے نور کو دیکھا جس سے ان پر شام کے محلات روشن ہو گئے۔

﴿احمد، طبرانی، حاکم، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت ابوامامہ ... سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ کسی نے دریافت کیا: اے اللہ کے حبیب ﷺ! آپ اپنے ابتدائی حالات کے بارے میں کچھ ارشاد فرمایئے: تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم ... نے میرے لیے دعا کی۔

حضرت عیسیٰ ... نے میری بشارت دی اور میری والدہ نے خواب میں دیکھا کہ ان سے ایک نور نے طلوع فرمایا ہے جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے ہیں۔

(حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو بیان کیا اور صحیح کہا ہے۔)

﴿ابن سعد، احمد، طبرانی، بیہقی، ابونعیم﴾

خالد بن معدان رحمۃ اللہ علیہ صحابہ رسول ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے عرض کیا: "یا رسول اللہ ﷺ! اپنے بارے میں ہمیں کچھ بتایئے؟" آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں اپنے جد امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت اور وہ خواب ہوں جسے میری والدہ ماجدہ نے زمانہ حمل میں دیکھا کہ ان سے ایک نور نے طلوع فرمایا ہے جس سے تمام علاقہ شام منور ہو گیا۔

﴿بیہقی﴾

فائدہ:

مصنف کتاب، علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد ہے کہ میں اس خواب کی تعبیر ہوں جسے میری ماں نے زمانہ حمل میں دیکھا۔ تو یہ خواب زمانہ حمل میں واقع ہوا تھا جبکہ شب ولادت میں حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے جو شام کے محلات دیکھے وہ بحالت بیداری یعنی مشاہدہ تھا۔ جیسا کہ حضرت ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی کہ حضرت آمنہ بیان کرتی تھیں کہ زمانہ حمل میں بشارت دینے والے آتے رہے۔ کسی نے ان سے کہا: "اے آمنہ! تم اس امت کے سردار سے حاملہ ہو اور اس کی نشانی یہ ہے کہ جب وہ تمہارے بطن سے ظہور کرے گا تو اس کے ساتھ ایک نور طلوع ہوگا جس سے شام تک کے محلات روشن ہو جائیں گے اور جب وہ پیدا ہو جائے تو اس کا نام محمد (ﷺ) رکھنا۔

مشرق و مغرب روشن:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جب میں حاملہ ہوئی تو میں نے وضع حمل تک کسی قسم کی گرانی اور تکلیف محسوس نہ کی پھر جب حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت ہوئی تو ساتھ ہی ایک روشنی اور نور نکل گیا جس سے مشرق و مغرب کے درمیان ہر چیز روشن ہو گئی پھر حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے زمین پر ٹیک لگائی، اس کے بعد مٹھی میں مٹی کو لے کر سر مبارک آسمان کی طرف اٹھایا۔

﴿ابن سعد، ابن عساکر﴾

ثور بن یزید رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ابوالعجفاء رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب والدہ نے مجھے جنم دیا تو انہوں نے ایک شعاع نور کی آمد سے بصرہ کے محلات تک دیکھ لیے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت عطاء بن یسار، ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے اور انہوں نے حضرت آمنہ سے روایت کی۔ وہ فرماتی ہیں کہ شب ولادت جب مجھ سے حضور نبی کریم ﷺ پیدا ہوئے تو میں نے ایک نور دیکھا جس سے محلات شام روشن ہو گئے اور میں نے ان (محلات) کو دیکھا۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہا نبی کریم کی دایہ بنی سعد سے تھیں ان سے روایت ہے کہ حضرت آمنہ فرماتی ہیں میں نے دیکھا کہ میرے بطن سے ایک شعاع برآمد ہوئی ہے اور جس سے ساری زمین منور ہوگئی ہے حتیٰ کہ میں نے شام کے محلات اور قصور کو دیکھ لیا۔

﴿ابو نعیم﴾

عمرو بن عاصم کلابی سے روایت ہے کہ ہم سے ہمام بن یحییٰ از اسحاق بن عبداللہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی والدہ ماجدہ فرماتی تھیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت کے وقت میرے بطن سے نور کا ظہور ہوا جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے اور حضور نبی کریم ﷺ پاک صاف پیدا ہوئے یعنی آپ کے ساتھ کوئی گندگی نہ تھی اور جب آپ ﷺ کو زمین پر رکھا تو آپ ﷺ اپنے دست مبارک کے سہارے بیٹھ گئے۔

﴿ابن سعد﴾

تمام زمین روشن۔

ابن سعد کہتے ہیں کہ ہمیں محمد بن عمر نے خبر دی کہ ہم سے ابن ... نے ابن لعبہ کے حوالے سے ولادت حضور نبی کریم ﷺ کے سلسلے میں یہ حدیث بیان کی کہ آپ ﷺ کی والدہ محترمہ نے فرمایا کہ میں نے محسوس کیا کہ گویا مجھ سے شہاب برآمد ہوا جس سے ساری زمین روشن ہوگئی ہے۔

حضرت حسان بن عطیہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی ولادت کے بعد اپنے دونوں ہاتھوں اور دونوں گھٹنوں کو زمین پر رکھا اور پھر اوپر آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی۔

﴿ابن سعد﴾

موسیٰ بن عبیدہ نے اپنے بھائی سے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کو پیدائش کے بعد زمین پر رکھا گیا تو آپ ﷺ نے دونوں ہاتھ ٹیکے اور سر کو آسمان کی طرف اٹھایا اور دست مبارک میں مٹی لی۔ جب بنی لہب کے ایک شخص کو اس بات کی خبر ملی تو اس نے کہا اگر یہ بات سچ ہے تو یہ مولود اہل زمین پر غالب ہوگا۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت عبدالرحمن بن عوف نے اپنی والدہ شفاء بنت عمرو بن عوف سے روایت کی ہے کہ جب حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی تو وہ میرے ہاتھوں میں آئے اور رونے لگے، اس وقت میں نے سنا کوئی کہہ رہا تھا:

یرحمک اللہ و رحمک ربک

مشرق و مغرب کی سیر

حضرت شفاء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ مجھ پر مشرق و مغرب کی ہر چیز روشن ہو گئی تھی کہ میں نے روم کے کچھ محلات کو دیکھا۔ وہ بیان کرتی ہیں اس کے بعد میں نے آپ کو لٹا دیا اور

دیا۔ کچھ دیر نہ گزری تھی کہ میرے جسم کے دائیں حصہ پر ایک لرزش طاری ہوگئی اور وہ تاریکی میں ڈوب گیا۔ اسی وقت میں نے سنا کوئی کہہ رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کو کہاں لے گئے تھے؟ کسی نے جواب دیا مغرب کی طرف۔ اس کے بعد میری حالت درست ہوگئی۔ مگر تھوڑی دیر بعد دوبارہ میری بائیں طرف ویسی ہی کیفیت ہوگئی جیسی دائیں طرف ہوئی تھی۔ ایک ظلمت اور ارتعاش طاری ہوگیا پھر میں نے سنا کہ رسول اللہ ﷺ کو کہاں لے گئے تھے؟ دوسرے نے جواب دیا مشرق کی جانب۔ حضرت الشفاء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے یہ واقعہ ہمیشہ یاد رکھا حتی کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو مبعوث فرمایا اور میں نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔

﴿ابو نعیم﴾

ولادت باسعادت کی مبارک رات:

عمرو بن قتیبہ . . سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے اپنے والد سے سنا ہے اور وہ علوم کے مخزن تھے کہ جب حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے یہاں ولادت کا وقت قریب ہوا تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا: آسمانوں اور جنتوں کے تمام دروازے کھول دو اور فرشتوں کا ارتفاع بڑھ گیا۔ سمندر کی سطح بھری اور دریا کی روانی تیز ہوگئی۔ شیطان ملعون کو ستر طوقوں میں جکڑ کر بحر محیط میں الٹا کر کے ڈال دیا گیا اور اس کی ذریات وغیرہ سرکش جنوں کو پابہ زنجیر کر کے بند کر دیا گیا۔ آفتاب عالم تاب کو نور عظیم کا لباس پہنایا گیا اور ستر ہزار حوریں فضا میں اس کے سر پر استادہ کی گئیں جو کہ ولادت رسول اللہ ﷺ کا انتظار کر رہی تھیں اور اس سال سارے جہان کی عورتوں کیلئے بحرمت محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اولاد نرینہ سے حاملہ ہوں اور کوئی درخت ایسا نہ تھا جس میں پھل نہ آیا ہو۔ کسی قسم کا خوف نہ تھا اور دور دراز علاقوں میں عافیت تھی اور امن تھا۔ جب حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت ہوئی تو سعادت کی بارشیں ہونے لگیں۔

ظلمت اور تاریکیاں چھٹ گئیں اور سارا جہان نزہت و نور سے معمور ہوگیا۔ ملائکہ آپس میں مبارک باد دینے لگے اور ہر آسمان میں ایک ستون زبرجد کا قائم کیا گیا اور ولادت باسعادت کی بدولت نور افشاں کر دیا گیا۔ آسمانوں میں یہ ستون مشہور و معروف ہیں اور معراج کے سفر آسمانی میں رسول اللہ ﷺ نے انہیں دیکھا اور فرمایا: کہ یہ ستون میری ولادت کی خوشی میں قائم کیے گئے اور جس رات میں سید الانبیاء ﷺ کی ولادت ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے حوض کوثر کے کناروں پر مشک اذفر سے معطر ستر ہزار درخت اگائے اور ان کے پھلوں کی خوشبو کو اہل جنت کیلئے بخور بنایا۔ اس روز تمام آسمان والے اللہ تعالیٰ سے سلامتی کی دعا مانگتے تھے اور تمام بت اوندھے منہ گر پڑے لیکن لات و عزیٰ کا یہ حال تھا کہ وہ دونوں بت اپنے مقامات سے بحکم رب العزت نکل آئے تھے اور کہتے تھے: قریش کا بھلا ہو ان کے یہاں امین آگئے۔ ان میں صدیق تشریف لے آئے اور قریش نہیں جانتے کہ انہیں کیا مصیبت پہنچی ہے۔

بیت اللہ کا یہ حال تھا کہ بہت دنوں تک لوگوں نے اس سے یہ آواز سنی اب اللہ تعالیٰ میرے نور

کو لوٹا دے گا اور جوق در جوق توحید پرست میری زیارت کو آئیں گے۔ اب اللہ تعالیٰ مجھ کو جاہلیت سے پاک کر دے گا۔ اے عزیٰ تو ہلاک ہو گیا اور تین شب و روز بیت اللہ شریف کا زلزلہ رہا۔

﴿ابونعیم﴾

قریش کے جانوروں کی مبارکباد:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی علامات حمل میں سے ایک یہ ہے کہ اس رات قریش کا ہر چوپایہ گویا ہوا:

"رب کعبہ کی قسم! آج کی رات رسول اللہ ﷺ حمل میں آئے اور اہل دنیا کی امان اور ان کے آفتاب ہیں۔"

نہ صرف قریش کا ہی بلکہ تمام جزیرہ نمائے عرب کے کاہن اپنی کہانت اور علم کمال سے معرا ہو گئے اور دنیا کی بادشاہوں کا کوئی تخت نہ تھا جو اوندھا نہ پایا گیا ہو اور ہر بادشاہ گونگا ہو گیا تھا اور اس دن وحوش نے مشرق اور مشرق کے پرندوں نے مغرب کے جانوروں کے پاس خوشخبری اور مبارکباد لے کر گئے اور یہی حال آبی جانوروں کا تھا۔ حمل کے ہر ماہ کے اختتام پر زمین و آسمان والوں پر یہ ندا تھی:

"مبارک ہو کہ نبی آخر کی ولادت کی گھڑی قریب آ گئی وہ زمین پر امن و مبارکی کیلئے خوشیاں لے کر تشریف لانے والے ہیں۔"

﴿ابونعیم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضور نبی کریم ﷺ حمل میں کامل نو ماہ رہے۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے اس عرصہ کوئی گرانی، تکلیف، بدمزگی یا اسی طرح کی کوئی دوسری شکایت جو ان ایام میں عموماً خواتین کو لاحق ہو جاتی ہیں، محسوس نہ کی اور حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اسی دوران وفات پائی جبکہ آپ ﷺ منزل حمل ہی میں تھے۔ فرشتوں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی: "ہم ان کے محافظ، مددگار اور والی ہیں۔" ان پر صلوٰۃ و سلام پڑھو اور ان کیلئے برکتیں طلب کرو اور ان کیلئے دعائیں مانگو۔

وصلوٰۃ اللہ تعالیٰ و ملئکتہ والنبیین والصدیقین والشہداء و الصالحین علیٰ سیدنا محمد بن عبد اللہ بن عبدالمطلب برکاتہ و سلامہ

اللہ تعالیٰ نے میلاد شریف کی رات تمام آسمانوں اور جنتوں کے دروازے کھول دیئے۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا خود فرمایا کرتی تھیں کہ مدت حمل میں جب چھ ماہ گزر گئے تو میرے پاس کوئی آیا اور اس نے بحالت خواب مجھے اپنے پاؤں سے دبایا اور کہا: "اے آمنہ! تمہارا حمل سارے جہان سے افضل ہے جب ولادت ہو تو محمد ﷺ نام رکھنا۔"

حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت:

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا ذکر فرمایا کرتیں کہ جب وقت آیا اور مجھے وہ کیفیت لاحق ہوئی جو وضع

حمل کے وقت عورتوں کو ہوتی ہے اور گھر کے افراد کو بھی معلوم نہ ہوا تھا کہ رات میں میں نے ایک ہیبت ناک آواز کو سنا جس کی وجہ سے میں خوف زدہ ہوگئی۔ اس کے بعد ایک عجیب چیز جس کو میں سفید پرندے کے بازو سے تشبیہ دے سکتی ہوں نمودار ہوا اور اس نے میرے دل کو ملا جس سے وہ خوف و ہراس اور درد جو تکلیف دے سکتی اور میں اسے پاتی تھی دور ہوگئی پھر میں نے رخ پھیر کر دیکھا تو ایک دودھ کا پیالہ نمودار ہوا، مجھے پیاس لگی تھی میں نے اسے پی لیا پھر وہ مجھ سے ایک بلند نور چمکا۔ اس کے بعد میں نے چند ایسی دراز قد عورتوں کو دیکھا جیسے کہ وہ عبد مناف کی بیٹیاں ہوں۔ انہوں نے مجھے اپنے جھرمٹ میں لے لیا۔ میں اس پر تعجب ہی کر رہی تھی کہ میں نے دیکھا آسمان و زمین کے درمیان سفید فرش بچھایا گیا اور کسی نے کہا: اس نومولود کو لوگوں کی آنکھوں سے بچاؤ۔

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے دیکھا کچھ مرد فضا میں اپنے ہاتھوں میں چاندی کے برتن لیے کھڑے ہیں اور یہ بھی دیکھا کہ پرندوں کی ایک ٹکڑی میرے روبرو آئی پھر انہوں نے میری گود کو ڈھانپ لیا۔ ان پرندوں کی چونچیں زمرد کی اور بازو یاقوت کے تھے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے میری آنکھوں سے حجابات بالکل دور فرما دیئے۔ میں نے اس وقت دنیا کے مشارق و مغارب کا معائنہ کیا، میں نے دیکھا تین جھنڈے نصب کیے گئے۔ ایک مشرق اور دوسرا مغرب میں اور تیسرا کعبہ کی چھت پر نصب کیا۔ اس وقت مجھے درد زہ ہوا اور حضور نبی کریم ﷺ پیدا ہوئے۔

ولادت کے بعد میں نے آپ ﷺ کی طرف نظر کی تو دیکھا کہ سجدے کی حالت میں ہیں اور انگلیوں کو اس طرح اٹھائے ہوئے ہیں جیسے کوئی گریہ وزاری کرنے والا اٹھاتا ہے پھر میں نے سفید ابر دیکھا جو آسمان کی طرف سے آ رہا تھا یہاں تک کہ اس نے آپ ﷺ کو مجھ سے روپوش کر لیا پھر وہ غائب ہوگیا، پھر میں نے ایک منادی کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا:

"محمد (ﷺ) کو زمین کے مشرق و مغرب میں لے جاؤ اور سمندروں کی سیر کراؤ تا کہ وہ سب آپ کے نام نامی، اوصاف گرامی اور صورت گرامی کو پہچان لیں اور جان لیں کہ آپ ﷺ کا اسم گرامی اور نام نامی، دریاؤں میں "ماحی" رقم کیا گیا تھا کیونکہ شرک اور اس کے لوازمات و اسباب کو آپ کے زمانے میں مٹا دیا جائے گا۔"

پھر وہ ابر جلدی آپ سے ہٹ گیا، اس وقت میں نے دیکھا کہ آپ سفید اون کے کپڑے میں لپٹے ہیں اور آپ کے نیچے سبز حریر کا بچھونا ہے اور آپ آبدار موتیوں کی تین کنجیاں ہاتھ میں لیے ہوئے ہیں۔ اس وقت کہنے والے نے کہا: "محمد (ﷺ) نے نصرت، غلبہ اور نبوت کی کنجیاں دست مبارک میں لے رکھی ہیں۔ اس کے بعد ایک اور ابر سامنے آیا۔ اس میں گھوڑوں کے ہنہنانے اور پرندوں کے پروں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔

یہاں تک کہ اس نے بھی آپ ﷺ کو مجھ سے پوشیدہ کر دیا اور آپ میری نظر سے اوجھل ہوگئے۔
میں نے منادی کو اعلان کرتے سنا کہ "محمد ﷺ کو مشرق و مغرب اور انبیاء کرام علیہم السلام کی مولدات پر

سے چاہ لاؤ اور آپ کے حضور میں دانش اور خوش دلیری کی روحوں کو پیش کرو اور آپ کو حضرت آدم کی
صفا، حضرت نوح کی رقت، حضرت ابراہیم کی خلت، حضرت اسمٰعیل کی زبان، حضرت
یعقوب کی مسرت، حضرت یوسف کا جمال، حضرت داؤد کی آواز، حضرت ایوب کا
صبر، حضرت یحییٰ کا زہد اور حضرت عیسیٰ کا کرم عطا کرو اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے
اخلاق سے مزین کرو اور ان کی صحبت سے آراستہ کرو۔

اس کے بعد وہ بادل چھٹ گیا اور میں نے آپ ﷺ کو موجود پایا۔ آپ ﷺ بیٹھے ہوئے سبز حریر کو
تھامے ہوئے تھے پھر کسی کو کہتے ہوئے سنا کہ خوشی ہے محمد ﷺ نے تمام دنیا کو تھامے رکھا ہے اور
کوئی مخلوق نہیں جو آپ کے حلقہ نبوت سے باہر ہو۔ اس کے بعد میں نے دیکھا کہ تین افراد ہیں، ایک
کے ہاتھ میں چاندی کا لوٹا ہے، دوسرے کے ہاتھ میں سبز زمرد کا طشت اور تیسرے کے ہاتھ میں سفید حریر
تھا۔ اس نے اس حریر کو کھولا تو اس میں ایک انگوٹھی نکالی جس کی چمک سے آنکھیں خیرہ ہوتی تھیں پھر اس
آفتاب نے آپ ﷺ کو سات بار غسل دیا اور دونوں شانوں کے درمیان اس انگوٹھی سے مہر لگائی اور
حریر میں آپ کو لپیٹ دیا پھر آپ کو اٹھایا اور کچھ دیر اپنے پروں میں رکھ کر میری طرف بڑھا دیا۔

حضرت ابن عباس سے روایت کی کہ میرے بھائی عبداللہ جب پیدا ہوئے جو ہم سے
چھوٹے تھے تو ان کا چہرہ اس قدر نورانی تھا گویا کہ وہ ایک آفتاب تھا روشن اور تاباں دیکھ کر
حضرت عبدالمطلب نے کہا "یہ فرزند عجیب شان والا ہوگا۔" اور میں نے خواب میں دیکھا کہ "ان
کے نتھنے سے ایک سفید پرندہ نکل کر اڑ رہا ہے اور وہ مشرق و مغرب کی حدوں تک پہنچ کر واپس ہو
کر خانۂ کعبہ پر آ کر بیٹھ گیا اور تمام قریش نے اس کے آگے سجدہ کیا پھر وہ آسمان و زمین کے درمیان نظر
میں اور وہ درمیان خلاء میں اڑ گیا ہے۔" میں بنی مخزوم کی کاہنہ کے پاس گیا اور اس سے خواب بیان
کیا۔ جس کو سن کر اس نے کہا اگر واقعی تمہارا خواب سچا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ عبداللہ کا فرزند
پیدا ہوگا اور مشرق سے مغرب تک لوگ اس کی اتباع کریں گے۔ پھر جب حضرت آمنہ نے حضور نبی
کریم ﷺ کو تولید کیا تو میں نے ان سے پوچھا کہ

"تم نے حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت کے موقع پر کیا کیا دیکھا؟" انہوں نے جواب دیا مجھے
درد زہ ہوا اور تکلیف زیادہ ہوئی۔ اس وقت میں نے ایسی آوازیں سنیں جو آدمیوں کے کلام سے مشابہ نہیں
اور میں نے ایک جھنڈا دیکھا جو یاقوت کی لکڑی پر تھا جسے زمین و آسمان کے درمیان نصب کر دیا گیا اور میں
نے اس کے سر سے ایک نور دیکھا جو آسمان تک پہنچ رہا تھا اور میں نے شام کے تمام محلات دیکھے جو
مثل شعلہ آتش فروزاں تھے اور میں نے اپنے قریب قطاۃ کا غول دیکھا جو حضور نبی کریم ﷺ کو سجدہ کر رہا
تھا اور آپ ﷺ پر اپنے پروں کو پھیلا رہا تھا اور میں نے سعیر الاسدی کو دیکھا جو کہتی گزری کہ تمہارے اس
فرزند کی بدولت بت پرستی اور شیطان کی عبادت جاتی رہی اور سعیر ہلاک ہو گئی۔ عقل کی خرابی دور ہو گئی ہو۔ اور
میں نے ایک جوان کو دیکھا جو قد کی درازی اور رنگ و روپ میں کامل ترین شخص تھا۔ اس نے مجھ سے بچہ کو

لیا اور اس کے منہ میں لعاب ڈالا۔ اس کے ساتھ سونے کا طشت تھا تو اس نے اس کے سینہ کو چاک کیا اور آپ کے قلب کو نکالا پھر قلب کو بھی چاک کیا اور ایک سیاہ نقطہ اس میں سے نکال کر پھینک دیا۔

اس کے بعد سبز حریر کی ایک تھیلی نکالی اسے کھولا اور اس میں سے سفید سفوف سا نکالا اور آپ ﷺ کے دل میں بھر دیا۔ اس کے بعد سفید حریر کی تھیلی کھول کر اس میں مہر نکالی اور آپ کے دونوں شانوں کے درمیان انڈے کے مانند مہر کی اور آپ کو قمیص پہنا دی۔ یہ ہیں وہ عجیب و غریب امور جو میرے مشاہدے سے گزرے۔

﴿ابونعیم بسند ضعیف﴾

فائدہ:

مصنف کتاب۔ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ بیان اور پہلے دونوں بیانات میں تناقض موجود ہے اور میں نے اس کتاب میں اس سے زیادہ شدید منکر روایت کوئی بھی بیان نہیں کی ہے۔ بلاشبہ اس کو بیان اور نقل کرنے کیلئے میری طبیعت اور انقباض تھا لیکن میں نے اس موقع پر حافظ ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ کی متابعت کی ہے۔

شب ولادت حضرت آمنہ کا عجائبات دیکھنا:

حضرت حافظ ابوزکریا یحییٰ بن عائذ رحمۃ اللہ علیہ حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت کے سلسلے میں حضرت ابن عباس ۔ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سیدہ آمنہ حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت کے سلسلے میں بتایا کرتی تھیں کہ میں نے بہت سے عجائبات دیکھے ہیں۔

میں حیران اور متعجب ہو رہی تھی کہ ایک مرتبہ تین اشخاص نمودار ہوئے۔ میں نے گمان کیا کہ ان کے چہروں کے درمیان آفتاب طلوع ہو رہا ہے۔ ایک کے ہاتھ میں چاندی کا آفتابہ، دوسرے کے ہاتھ میں مشک بھرا ظرف، تیسرے کے ہاتھ میں سبز زمرد کا طشت جس کے چار کونے تھے اور ہر کونے پر سفید موتی تھا۔ کسی کہنے والے نے یہ کہا یہ دنیا ہے اور یہ اس کی مشرق و مغرب اور خشکی و تری ہے۔ تو اے اللہ کے حبیب! اس کے جس کنارے کو آپ چاہیں تھام لیں۔ جناب آمنہ فرماتی ہیں: میں نے رخ پھیرا کہ دیکھوں حضور نبی کریم ﷺ نے کون سا کونا پکڑا ہے تو میں نے دیکھا کہ آپ نے اس کے وسط میں سے پکڑا ہے۔ اس وقت کسی نے کہا قسم ہے رب کعبہ کی! حضور نبی کریم ﷺ نے کعبہ کو پکڑا ہے۔ آگاہ ہو جاؤ، بلاشبہ اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم ﷺ کیلئے کعبہ کو قبلہ اور برکت والا مسکن بنا چکا ہے۔ میں نے تیسرے شخص کے ہاتھ کو دیکھا اس پر حریر اسی طرح لپٹا ہوا تھا پھر اس نے اسے کھولا۔ تو اس میں سے ایک مہر نکلی جس سے دیکھنے والوں کی آنکھیں خیرہ ہو جائیں پھر وہ میرے پاس آیا اور طشت والے شخص کو حرکت ہوئی اور اس نے حضور نبی کریم ﷺ کو آفتابے سے سات مرتبہ غسل دیا اور پھر حضور نبی کریم ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان مہر لگائی اور حضور نبی کریم ﷺ کو اس حریر میں لپیٹا جس میں مشک اذفر کا ذخیرہ تھا

اور اٹھا کر ایک گھڑی اپنے بازو میں لے لی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ شخص رضوان خازن جنت تھے اور انہوں نے آپ کے کان میں ایسی بات کہی جس کو حضرت آمنہ فرماتی ہیں: میں نہ سمجھ سکی اور کہا۔ "اے محمد ﷺ! آپ کو بشارت ہو، تمام نبیوں کے علوم آپ کو عطا کیے گئے۔ آپ باعتبار علم ان سے زیادہ اور بلحاظ شجاعت آپ ان سب سے اشجع ہیں۔ آپ کے ساتھ نصرت کی کنجیاں ہیں۔ بلاشبہ آپ کو خوف و رعب کا لباس پہنایا گیا ہے، جو بھی آپ ﷺ کا ذکر سنے گا اس کا قلب مضطرب ہو جائے گا اور اس کا دل خوف زدہ ہوگا۔ اے خلیفۃ اللہ! اگرچہ اس نے آپ کو نہ دیکھا۔"

✿ (ابن وحیہ رحمۃ اللہ علیہ نے "تنویر" میں کہا ہے کہ یہ حدیث بہت غریب ہے۔)

شب ولادت یہودی کا قریش کی مجلس کا اعلان:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک یہودی تاجر مکہ میں رہتا تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ کی شب ولادت اس یہودی نے قریش کی مجلس میں کہا: "اے گروہ قریش! کیا آج رات تمہارے یہاں کوئی فرزند پیدا ہوا ہے؟" قریش نے جواب دیا: "ہمیں نہیں معلوم۔" اس نے کہا دریافت کرو اور میں جو بات تمہیں بتاتا ہوں اسے یاد رکھنا۔

"آج رات اس آخری امت کا نبی پیدا ہونے والا ہے، اس کے دونوں شانوں کے درمیان ایک علامت ہے جس پر کثرت سے بال ہیں گویا کہ وہ گھوڑے کا ایال ہے۔ وہ بچہ دو راتوں تک دودھ نہ پیئے گا کیونکہ ایک عفریت جن نے اس کے منہ میں انگلی ڈال دی ہے جس کی وجہ سے دودھ پینے سے روک دیئے گئے ہیں۔"

پھر قریش کی مجلس برخاست ہوگئی اور وہ لوگ یہودی کی باتوں پر متعجب تھے۔ وہ اپنے گھروں میں پہنچے تو تقریباً سب ہی نے اس بات کا گھر والوں سے تعجب اور حیرانی کے ساتھ ذکر کیا۔ یہی طرح ہر طرف چرچا ہونے کے بعد کسی نے بتایا کہ آج رات ایک لڑکا عبداللہ مرحوم کے گھر پیدا ہوا ہے۔ اس کا نام انہوں نے محمد ﷺ رکھا ہے۔ پھر اہل قریش نے اس یہودی سے ملاقات کی اور اس کو بتایا۔ یہودی نے کہا: میرے ساتھ چلو تاکہ میں اس بچے کو دیکھ کر شناخت کروں۔ وہ گئے اور حضرت آمنہ سے عرض کیا کہ بچے کو دیکھیں گے۔ انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کو ان لوگوں کی گود میں دے دیا۔ یہودی نے کپڑا اٹھا کر اس علامت کو دیکھا اور بے ہوش ہو کر گر پڑا اور جب اس کی حالت درست ہوئی تو قریش نے کہا: ہمیں تمہاری تکلیف پر افسوس ہے ہم پریشان ہیں کہ تمہیں اچانک کیا ہو گیا؟

یہودی نے کہا: بنی اسرائیل سے نبوت جاتی رہی۔ اے قبائل قریش! کیا تم اس بچے کی ولادت سے خوش ہو رہے ہو۔ خبردار ہو جاؤ کہ یہ فرزند تم پر اس طرح غلبہ کرے گا کہ آفاق میں تمہارے بجائے اس فرزند کا ہر طرف شہرہ ہوگا۔

﴿ابن سعد، حاکم، بیہقی، ابونعیم﴾

دعوتِ عقیقہ:

ابوالحکم تنوخی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ۔ انہوں نے کہا، قریش میں دستور تھا کہ ان کے یہاں جب ولادت ہوتی تو صبح عورتیں نومولود بچہ کے سر پر ہانڈی رکھتیں۔ اسی دستور کے مطابق جب رسول اللہ ﷺ پیدا ہوئے تو حضرت عبدالمطلب نے آپ کو عورتوں کے سپرد کر دیا گیا کہ وہ رسم کے مطابق ہانڈی رکھیں چنانچہ انہوں نے ہانڈی رکھی تو اس کے دو ٹکڑے ہو گئے اور انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ رخ انور کو بے نور آسمان کی جانب نگاہیں اٹھی ہوئی ہیں۔ انہوں نے آکر حضرت عبدالمطلب سے کہا ہم نے ایسا بچہ نہیں دیکھا کہ جس کے ساتھ ایسی صورت واقع ہوئی ہو۔ حضرت عبدالمطلب نے جواب دیا تم لوگ یاد رکھو اور مجھے امید ہے کہ یہ بچہ خیر و فلاح کو پہنچے گا۔ جب ساتواں روز ہوا اور حضرت عبدالمطلب نے (عقیقہ میں) قربانی کی اور برداری کو کھانے پر بلایا تو کھانے سے فراغت کے بعد انہوں نے کہا:

"اے سردار! آپ نے اپنے پوتے کا کیا نام رکھا ہے؟" حضرت عبدالمطلب نے بتایا: "میں نے اس کا نام محمد ﷺ رکھا ہے۔" قریشی مہمانوں نے کہا: "اپنے ہاں خاندانی ناموں سے آپ نے کیوں انحراف کیا؟" فرمایا: "میری خواہش ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں میں اس کی مدح فرمائے اور زمین پر مخلوق اس کی مدح کرے۔"

{بیہقی، ابونعیم}

عیصیٰ راہب کی پیشین گوئی:

حضرت مسیب بن شریک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شام کے علاقہ میں بمقام مرالظہران ایک راہب تھا جس کا نام عیصیٰ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے علم کثیر سے نوازا تھا۔ وہ مکہ آیا اور اس نے لوگوں سے ملاقات کے دوران کہا۔ عنقریب تمہاری سرزمین سے ایک فرزند پیدا ہوگا جس کی تمام عرب و عجم والے پیروی کریں گے تو جو لوگ اس کے عہد اور دعوت کو پائیں اور قبول کریں۔ وہ راہ یافتہ اور فلاح یاب ہوں گے اور جنہوں نے اس کی مخالفت کی اور رہنمائی سے گریز کیا۔ وہ بے راہ خسران (گھاٹے) میں رہیں گے۔ میں دنیاوی راحت و آرام اور باطنی ماحول اور اپنی سرزمین کو چھوڑ کر زحمت و تکلیف اور بھوک و پیاس اور اجنبی ماحول میں صرف اسی کی طلب و جستجو میں آیا ہوں۔ پھر اس کا یہ معمول بن گیا تھا کہ مکہ میں خاندان قریش کے اندر نومولود بچہ ہوتا وہ اس کے بارے میں دریافت کرتا اور جب حضور نبی کریم ﷺ کی علامات نہ پاتا تو انکار کیا کرتا، وہ فرزند جلیل ابھی تشریف نہیں لایا۔ جب سرکار دو عالم ﷺ کی جلوہ فرمائی ہوئی تو صبح حضرت عبدالمطلب عیصیٰ راہب کے صومعہ پر آئے اور آواز دی۔ اس نے نام پوچھا اور پھر نکل کر آیا اور کہا۔ اے حضرت عبدالمطلب! تم ہی اس فرزند ارجمند کے دادا ہو جس کی ولادت کے بارے میں، میں تم سے باتیں کیا کرتا تھا۔

وہ دوشنبہ کو پیدا ہوا، اسی دن بعثت کا اعلان کرے گا اور اسی دن اس جہان سے رحلت اور کوچ فرمائے گا۔

بادشاہ آج رات جس اس کا ستارہ طلوع ہوا ہے۔ اس کی پہچان یہ ہے کہ وہ اس وقت درد میں ہے اور یہ شکایت تین دن رہے گی پھر وہ تندرست ہو جائے گا۔ تم اپنے آپ کو قابو میں رکھنا اس لیے کہ جس قدر حسد لوگ اس فرزند کیساتھ کریں گے اس کی مثال نہیں ملے گی اور جیسی مخالفت اور مزاحمت لوگ اس کے ساتھ کریں گے ویسی مخالفت کسی کے ساتھ نہ ہوئی ہوگی۔" حضرت عبدالمطلب نے پوچھا: "اس بچہ کی عمر کتنی ہوگی؟" راہب نے جواب دیا: "اس کی عمر کم ہو یا زیادہ ستر کو نہیں پہنچے گی۔ اس کی عمر کیلئے سالوں کی گنتی طاق پر ہوگی۔ اکسٹھ یا تریسٹھ برس اس کی امت کی عمریں ہوں گی۔

✿ (یعنی راہب کی یہ تمام پیشگوئیاں درست ثابت ہوئیں، اس نے انجیل کے مطابق یہ باتیں حضرت عبدالمطلب کو بتائیں)

راوی کا قول ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ عاشورہ محرم کے دن حمل میں آئے اور بارہ (۱۲) ربیع الاول پیر کے دن آپ ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی۔

﴿ابو نعیم، ابن عساکر﴾

نبی کریم ﷺ کی برکتیں:

حضرت ابن عباس ... سے روایت ہے کہ زمانہ جاہلیت میں دستور تھا کہ جب کوئی بچہ رات میں پیدا ہوتا تو اسے کسی برتن سے ڈھانپ دیتے تھے اور رات میں اس کو نہ دیکھتے، چنانچہ جب آپ ﷺ کی پیدائش ہوئی تو آپ ﷺ کو بھی ایک ہانڈی میں رکھ دیا گیا۔ صبح ہونے پر دیکھا کہ ہانڈی کے دو ٹکڑے ہو گئے تھے اور آپ ﷺ کی نگاہیں آسمان کی طرف تھیں، یہ دیکھ کر سب نے تعجب و حیرت کا اظہار کیا۔

اس کے بعد آپ ﷺ کو بنی بکر کی ایک عورت کے پاس دودھ پلانے کیلئے بھیج دیا گیا جب عورت نے آپ کو دودھ پلایا تو اس کے یہاں ہر طرف سے خیر و برکت داخل ہوگئی۔ اس کے یہاں کسب معاش کیلئے بکریاں تھیں، اللہ تعالیٰ نے ان میں برکت دی اور وہ بہت زیادہ ہو گئیں۔

﴿ابو نعیم﴾

زمانہ جاہلیت کی رسم اور ہانڈی کا ٹکڑے ہونا:

حضرت داؤد بن ابی ہند ... سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت ہوئی تو تمام اونچے ٹیلے روشن ہو گئے اور جب آپ ﷺ کو زمین پر رکھا گیا تو آپ نے دونوں ہاتھوں سے زمین پر سہارا لیا اور آسمان کی طرف نگاہیں اٹھا کر دیکھنے لگے، جب آپ ﷺ پر ہانڈی اوندھی گئی تو وہ پھٹ کر دو ٹکڑے ہوگئی۔

﴿ابو نعیم﴾

عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ دنیا میں تشریف فرما ہو گئے اور آپ ﷺ پر

ہاتھ کی لوٹی گری تو اس کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ حضرت آمنہ فرماتی ہیں میں نے آپ ﷺ کی طرف نظر کی تو دیکھا کہ آپ چشم مبارک کھولے آسمان کی طرف نظارہ کناں ہیں۔

﴿ابونعیم﴾

شیطان کی خباثت:

حضرت عکرمہ سے روایت ہے کہ جب نبی کریم ﷺ پیدا ہوئے تو ساری زمین نور سے منور ہو گئی اور ابلیس نے کہا کہ آج کی رات ایک فرزند ایسا پیدا ہوا ہے جو ہمارے کاموں کو خراب کر دے گا۔ اس پر اس کی ذریت نے کہا جب تو اس کے پاس جائے تو اس کی عقل و دانش کو متاثر اور خراب کر دینا چنانچہ وہ حضور نبی کریم ﷺ کے قریب ہونے ہی والا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو بھیجا۔ انہوں نے ٹھوکر رسید کی اور وہ ملک عدن میں جا گرا۔

﴿ابن ابی حاتم فی التفسیر﴾

آسمانوں پر شیطان کا داخلہ بند:

معروف بن خربوذ سے روایت ہے کہ ابلیس ساتوں آسمانوں میں چلا جایا کرتا تھا مگر جب حضرت عیسیٰ پیدا ہوئے تو تین آسمانوں سے روک دیا گیا پھر وہ چار آسمانوں تک جاتا رہا لیکن جب رسول اللہ ﷺ پیدا ہوئے تو ساتوں آسمان سے روک دیا گیا۔

راوی حدیث معروف نے کہا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیر کے دن طلوع فجر کے وقت پیدا ہوئے۔

﴿تاریخ ابن عساکر﴾

ایوان کسریٰ میں زلزلہ اور آتش کدہ ایران بجھ گیا:

حضرت ابوایوب حضرت ابویعلیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضور نبی کریم ﷺ کی شب ولادت آئی تو کسریٰ کے محل پر زلزلہ آیا اور اس کے چودہ کنگرے گر گئے اور آتش کدہ ایران بجھ گیا جس کی آتش ہزار سال سے زائد سے فروزاں اور مشتعل تھی اور دریائے ساوہ خشک ہو گیا۔ جب صبح ہوئی تو کسریٰ سخت پریشان اور متاثر تھا مگر اس نے اخفائے حال کیلئے صبر و تحمل کا مظاہرہ کیا اور اس عجیب و غریب واقعہ کے بعد بس اس نے بتایا کہ تاج پہن کر تخت سلطنت پر بیٹھا اور تمام وزراء کو رات کی وہ شدید کیفیت بتائی۔ اسی اثناء میں ایک شخص خط لے کر آیا جس میں آتش کدہ کے سرد ہو جانے کی اطلاع تھی۔ اس کے بعد کسریٰ کا فکر دوچند ہو گیا۔ اس کے علاوہ موبذان مجوسی عالم نے کہا، یزداں آپ کے ملک و سلطنت کو قائم و دائم رکھے۔ آج رات میں نے ایک خواب دیکھا کہ: "سخت اونٹوں کو عربی گھوڑے کھینچ رہے ہیں اور دریائے دجلہ عبور کر کے شہروں میں پھیل گیا ہے۔"

کسریٰ نے پوچھا۔ "اے محترم موبذان! اس خواب کی تعبیر کیا ہے؟" اس نے جواب دیا۔ عرب کے کسی گوشے سے کوئی غیر معمولی بات ہونے والی ہے۔ اس کے بعد کسریٰ نے نعمان بن المنذر کو خط لکھا کہ

"میرے پاس کسی ایسے جاننے والے واقف کار کو بھیجو کہ اس سے جو کچھ میں چاہوں، دریافت کر سکوں۔" نعمان نے اس کے پاس عبدالمسیح بن عمرو بن حسان غسانی کو بھیجا، جب وہ کسریٰ کے پاس پہنچا تو اس نے پوچھا: "کیا تم ایک صاحب بصیرت شخص ہو؟ کہ میں تم سے سوال کروں؟" عبدالمسیح نے جواب دیا: "اے شہنشاہ فارس! دریافت کیجئے مجھے معلوم ہوا تو میں بتا دوں گا، ورنہ اس شخص کی نشاندہی کر دوں گا جو اسے جانتا ہوگا۔"

اس کے بعد بادشاہ نے سارا حال بیان کیا جس کو سن کر عبدالمسیح نے کہا: "اس بارے میں صحیح علم میرے ماموں کو ہے جو شام میں پہاڑ کی چوٹی پر رہتا ہے اور جس کو سطیح کاہن کہتے ہیں۔" بادشاہ نے کہا: "اچھا، اس کے پاس جاؤ اور دریافت کرو۔" پس عبدالمسیح سفر دراز طے کر کے سطیح کے پاس پہنچا، وہ ایک تخت پر پڑا ہوا تھا اور اس کی زندگی کے آخری لمحات تھے۔

عبدالمسیح نے اسے سلام کیا۔ اس نے سلام کی آواز سن کر سر اٹھایا اور کہا عبدالمسیح! تیز رفتار ناقہ پر سطیح کے پاس اس حال میں آیا ہے کہ وہ مرنے کے قریب ہے۔ ساسانی بادشاہ نے اپنے قصر کے زلزلے "آتش کدے کے بجھ جانے، موبذان کے خواب اور دجلہ سے عربی گھوڑوں کے پھیلاؤ کے بارے میں معلوم کرنے کیلئے تجھے بھیجا ہے، جس وقت تلاوت کی کثرت ہوگی اور صاحب عصا کا ظہور ہوگا اور دریائے ساوہ خشک اور آتش کدہ بجھ جائے تو سطیح کیلئے شام، شام نہ رہے گا اور بادشاہ مرد اور بادشاہ عورتوں کی حکومت کنگروں کے گرنے کی تعداد کے برابر ہوگی۔

یعنی تیرے بعد گھر سے چودہ بادشاہوں کی حکومتیں ہوں گی اور جو کچھ ہونے والا ہے ہو کر رہے گا۔
سطیح یہ بتا کر اسی وقت فوت ہو گیا۔

عبدالمسیح کسریٰ کے پاس واپس آیا اور اسے سارا حال بتایا۔ کسریٰ نے کہا جب تک ہمارے خاندان میں چودہ حکومتیں ہوں گی تو بہت سے امور پیش آ چکیں گے۔ اس کے بعد چار سال اس کی حکومت رہی اور باقی بادشاہوں نے خلافت فاروقی تک حکومتیں کیں۔

﴿بیہقی، ابونعیم، ابن عساکر، خرائطی الہواتف﴾

فائدہ:

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مذکورہ بالا حدیث غریب ہے، ہم اس حدیث کو نہیں جانتے بجز مخزوم رضی اللہ عنہ کی روایت کے جو وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت ابوایوب بجلی رضی اللہ عنہ نے اسے منفرد بیان کیا ہے۔ اسی طرح ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "تاریخ" میں سطیح کاہن کے تذکرے میں بیان کیا ہے اور عبدالمسیح کے تذکرے میں انہوں نے کہا ہے۔ اس کے بعد انہوں نے روایت کو اسی طریق سے بیان کیا اور اسے معروف بن خربوذ رضی اللہ عنہ سے روایت کر کے کہا ہے: "جب ولادت رسول اللہ ﷺ کی شب آئی۔" اس کے بعد اس کی مختصر روایت بیان کی اور اسی سند سے صاحب "کتاب الصحابہ" نے اور ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے "الاصابہ" میں مرسلاً روایت کی ہے۔

شب ولادت بت اوندھے منہ گر گیا:

حضرت عروہ ... سے روایت ہے کہ ایک جماعت قریش جن میں ورقہ بن نوفل، زید بن عمرو بن نفیل، عبید اللہ بن جحش اور عثمان بن حویرث تھے ان لوگوں کا ایک مشترکہ بت تھا جس کے پاس جمع ہوتے تھے۔ ایک رات جب یہ اس بت کے پاس گئے تو دیکھا کہ وہ منہ کے بل اوندھا پڑا ہے۔ انہوں نے اس بات کو کوئی اہمیت نہ دی اور بت کو سیدھا کر کے اس کے مقام پر درست کر دیا۔ کچھ دیر گزری ہوگی کہ وہ بت پھر منہ کے بل گر گیا۔ انہوں نے دوبارہ پھر سیدھا کر کے درست کر دیا۔ تیسری مرتبہ پھر اسی طرح گر پڑا۔ اب عثمان نے کہا کہ کوئی خاص بات معلوم ہوتی ہے۔ یہ وہی رات تھی جس میں حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی تھی۔ اس وقت عثمان نے یہ اشعار پڑھے:

أيا صنم العيد الذي صف حوله ... صناديد وفد من بعيد و من قرب
تنكس مقلوبا فما ذاك قل لنا ... أذاك سفيه أم تنكس للعتب
فإن كان من ذنب أسأنا فإننا ... نبوء بالإقرار و نلوي عن الذنب
وإن كنت مغلوبا تنكست صاغرا ... فما أنت في الأوثان بالسيد الرب

ترجمہ: "اے خوشی اور تہوار کے صنم! جس کے طواف کیلئے قریب و بعید سے بڑے بڑے لوگ آتے ہیں۔ تو منہ کے بل اوندھا ہوا تو ہمیں اس کی وجہ بتا کہ یہ کسی خاص بات کی وجہ سے ہے یا یونہی تفریح طبع کے طور پر ہے۔ اور اگر تو ہمارے معاصی سے بیزار ہو کر اوندھا ہے تو ہم اعتراف قصور کرتے ہیں اور معصیت سے اجتناب کا اقرار کرتے ہیں۔ اور اگر تو مغلوب ہو گیا اور ذلت و رسوائی نے تجھے منہ کے بل گرایا ہے تو پھر تو بتوں میں سرداری اور معبود ہونے کے لائق نہیں۔"

- راوی کا بیان کہ انہوں نے پھر اس بت کو اٹھایا اور اس کی جگہ پر قائم کر دیا جب وہ سیدھا ہوا تو یہ حکم خداوندی کی جانب سے یہ کہتے سنا گیا:

تردى لمولود أنارت بنوره ... جميع فجاج الأرض بالشرق والغرب
و خرت له الأوثان طرا و أرعدت ... قلوب ملوك الأرض طرا من الرعب
و نار جميع الفرس باخت و أظلمت ... و قد بات شاه الفرس في أعظم الكرب
و صدت عن الكهان بالغيب جنها ... فلا مخبر منهم بحق ولا كذب
فيا آل قصي ارجعوا عن ضلالكم ... وهبوا إلى الإسلام و المنزل الرحب

ترجمہ: "یہ گرنا اس مولود کی وجہ سے ہے جس کے نور کے طفیل کرۂ زمین کے مشرق و مغرب کے تمام راستے منور اور درخشاں ہو گئے ہیں۔ اور اس مولود کی وجہ سے تمام بت گر پڑے ہیں اور جہان آباد کے تمام بادشاہوں کے دل اس کے رعب سے لرزہ براندام ہو گئے۔ اور فارس کے تمام آتش کدے بجھ کر تاریک ہو گئے ہیں اور فارس کے بلند مرتبت بادشاہ کو شدید درد و تکلیف کا سامنا ہے۔ اور کاہنوں کے

پاس غیبی خبریں لانے والے جنات کو روک دیا گیا، ان کے پاس اب سچی خبر ہے نہ جھوٹی۔ تو اے اولاد قصی! تم راہ ضلالت اور کجروی سے لوٹ کر اسلام کی رہ اور کشادہ منزل کی طرف دوڑ کر پہنچو۔''

﴿ خرائطی الہواتف ﴾

ہشام بن عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے اپنی دادی اسماء بنت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ زید بن عمرو بن نفیل اور ورقہ بن نوفل دونوں بتایا کرتے تھے کہ اصحاب فیل کی ہلاکت کے واقعہ کے بعد ہم دونوں نجاشی شاہ حبشہ کے پاس پہنچے تو اس نے ہم سے کہا:

''اے قریشی بزرگو! مجھے بتاؤ کیا تم لوگوں میں کوئی ایسا بچہ پیدا ہوا ہے جس کے باپ کو خدا کے نام پر ذبح ہونا تھا پھر قرعہ کے بعد وہ بچ گئے اور ان کے عوض بہت سے اونٹ بطور دیت قربان کر دیے گئے۔''

ہم نے جواب دیا: ہاں! ایسا ہی ہوا ہے۔ اس نے پوچھا: ''وہ پھر کہاں ہیں؟'' ہم نے بتایا: ''انہوں نے زہری قبیلہ کی ایک شریف زادی آمنہ سے نکاح کیا اور پھر کچھ ہی دنوں بعد اپنی بیوی کو حاملہ چھوڑ کر فوت ہو گئے۔'' اس نے کہا: ''تمہیں معلوم ہے کہ اس عورت کے فرزند پیدا ہوا، یا نہیں؟'' ورقہ نے جواب دیا: ''اے بادشاہ! میں ایک شب کا واقعہ عرض کرتا ہوں کہ ہم اپنے مخصوص بت کے قریب ہی بیٹھے تھے کہ اس کے اندر سے غیبی طور پر سنا گیا، وہ کہہ رہا تھا:

ولد النبی فذلت الا ملاک

و نای الضلال وادبر الاشراک

اس کے بعد وہ بت سر کے بل گر پڑا پھر زید نے کہا: ''اے عزت مآب بادشاہ! اسی نوعیت کی ایک اطلاع میرے پاس بھی ہے۔ میں اس رات گھر سے نکل کر جبل ابوقبیس پر آیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص آسمان سے اتر رہا ہے اس کے دو سبز بازو ہیں وہ ابوقبیس پر اتر کر ٹھہرا۔ پھر اس نے مکہ کی سمت رخ کیا اور کہا:

''شیطان رسوا ہوا، بت پرستی کا بطلان ہو گیا اور الامین آج پیدا ہو گیا، پھر اس نے اپنے کپڑے کو پھیلایا جو اس کے ساتھ ہی تھا اور وہ از مشرق تا مغرب محیط ہو گیا اور پھر میں نے ایک ایسا تیز نور دیکھا کہ میں ڈرا کہیں یہ میری بصارت نہ سلب کر لے میں نے جو کچھ مشاہدہ کیا میں اس سے خوف زدہ ہو گیا پھر وہ شخص اپنے بازو پھیلا کر اڑا اور خانہ کعبہ پر اترا اور وہاں سے بھی روشنی اور نور پھیلا جس سے تہامہ کا وسیع علاقہ منور ہو گیا پھر اس نے کہا کہ ارض پاک ہو گیا اور اس سے تاریکی اور ظلمت دور ہو گئی اور کعبہ میں جس قدر بت تھے اس نے ان کی طرف اشارہ کر کے دیکھا وہ سب کے سب گر پڑے۔''

نجاشی نے کہا: تمہارا بھلا ہو جو کچھ مجھے اس رات پیش آیا۔ اب اس کو میں تم سے بیان کرتا ہوں۔ اس رات میں جس کا تم ذکر کر رہے تھے۔ میں محل کے ایک کمرے میں بیٹھا تھا کہ دفعتہً میرے سامنے زمین کی طرف سے ایک سر گردن کے مقام تک ابھرا اور کہا: اصحاب فیل پر ہلاکت نازل ہوئی۔ ان کو ابابیل نے "بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيلٍ" سے ہلاک کر دیا۔ اشرم جو مجرم و سرکش تھا مر گیا اور وہ نبی امی جو حرمی اور مکی ہے

پیدا ہو گیا تو جس نے اس کی دعوت کو قبول کیا وہ نجات یافتہ ہوا اور جس کسی نے انکار کیا وہ سراسر نقصان و زیاں میں ہے۔ اس کے بعد وہ غائب ہو گیا۔ پھر دوسرے دن کی صبح ہوئی اور میں نے بات کرنے کی کوشش کی مگر میں نے محسوس کیا کہ "قوت ناطقہ" مفقود رہے۔ میں نے کھڑے ہونے کی کوشش کی مگر نہ ہو سکا۔

اس کے بعد میرے پاس گھر والے آئے۔ میں نے ان سے کہا: "حبش کے باشندوں کو میرے پاس نہ آنے دو۔" تو انہوں نے لوگوں کو آنے سے روکا۔ اس کے بعد میری قوت گویائی اور قوت رفتار از خود بحال ہو گئے۔

﴿خرائطی الہواتف﴾

نبی کریم ﷺ کی بعض جسمانی خصوصیات

آپ ناف بریدہ اور مختون شدہ پیدا ہوئے۔

حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے رب کا مجھ پر جو انعام و اکرام ہے، ان میں سے ایک یہ ہے کہ میں مختنہ شدہ پیدا ہوا اور میرے ستر کو کسی نے نہ دیکھا۔

✿ (اس روایت کو "المختارہ" میں ضیاء رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے اور صحیح کہا ہے۔)

﴿طبرانی، ابو نعیم و ابن عساکر﴾

یونس بن عطاء رحمۃ اللہ علیہ کو حکم ابن ابان ؓ نے اور انہیں حضرت عکرمہ ؓ نے اور انہیں ابن عباس ؓ نے خبر دی اور انہوں نے اپنے والد حضرت عباس ؓ سے روایت کی کہ حضرت عبدالمطلب بتاتے تھے کہ حضور نبی کریم ﷺ مختون و مسرور پیدا ہوئے اور اس حالت پر انہوں نے تعجب کیا اور فرمایا: یقیناً میرے اس فرزند کی بڑی شان ہو گی۔

✿ (اس روایت کو بیہقی، ابو نعیم اور ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہم نے بھی بیان کیا ہے۔)

﴿ابن سعد﴾

ناف بریدہ:

حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ناف بریدہ اور مختون شدہ پیدا ہوئے۔

﴿ابن عدی، ابن عساکر﴾

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ولادت مختنہ شدہ حالت میں ہوئی۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ناف بریدہ اور مختون شدہ پیدا ہوئے۔

﴿ابن عساکر﴾

مختون شدہ انبیاء کرام:

حضرت آدم علیہ السلام مختون شدہ پیدا ہوئے پھر ان کی اولاد میں سے بارہ انبیاء کرام مختون شدہ پیدا کیے گئے ان میں آخری نبی رسول اللہ ﷺ ہیں۔ وہ انبیاء کرام علیہم السلام جن کو بحالت مختون پیدا کیا گیا اور جن کی تعداد بارہ بتائی گئی ہے: مندرجہ ذیل ہیں:

حضرت شیث علیہ السلام، حضرت ادریس علیہ السلام، حضرت نوح علیہ السلام، حضرت سام علیہ السلام، حضرت لوط علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت سلیمان علیہ السلام، حضرت شعیب علیہ السلام، حضرت ہود علیہ السلام اور حضرت صالح علیہ السلام۔ ان سب برگزیدہ انبیاء پر سلام ہو۔

﴿حاکم المستدرک﴾

حضرت ابی بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے نبی کریم ﷺ کی ختنہ اس وقت کی جب انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے قلب اطہر کی تطہیر کی تھی۔

﴿طبرانی، ابو نعیم، ابن عساکر﴾

نبی کریم ﷺ کا مہد میں چاند سے باتیں کرتے تھے:

حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ! مجھے تو آپ کی نبوت کی نشانیوں نے آپ کے دین میں داخل ہونے کی دعوت دی تھی۔ میں نے دیکھا کہ آپ گہوارے میں چاند سے باتیں کرتے اور اپنی انگلی سے اس کی طرف اشارہ کرتے اور جس طرف اشارہ فرماتے چاند جھک جاتا تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں چاند سے باتیں کرتا تھا اور چاند مجھ سے باتیں کرتا تھا اور وہ مجھے رونے سے بہلاتا تھا اور اس کے عرش الٰہی کے نیچے سجدہ کرتے وقت، میں اس کی تسبیح کرنے کی آواز کو سنا کرتا تھا۔

﴿بیہقی، صابونی الماتین، خطیب، ابن عساکر﴾

فائدہ

بیہقی نے کہا ہے اس کی سند میں احمد بن ابراہیم حبلی ہے جو کہ منفرد ہے اور مجہول بھی ہے اور صابونی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے یہ حدیث غریب الاسناد ہے اور متن معجزات میں حسن ہے۔

نبی کریم ﷺ کا مہد میں گفتگو کرنا:

واقدی سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اوائل عمر میں پیدا ہوتے ہی کلام فرمایا۔

﴿حافظ ابن حجر شرح بخاری﴾

نبی کریم ﷺ کے گہوارے کو فرشتے ہلاتے تھے اور سب سے پہلا کلام جو آپ نے کیا وہ یہ تھا:

"اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا وَّالْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْرًا"

﴿ابن سبع الخصائص﴾

زمانہ رضاعت کے معجزات

حضرت حلیمہ کے گھر میں برکتیں:

عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی سند سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حلیمہ بنت حارث رسول اللہ ﷺ کی رضاعی والدہ ہیں۔ انہوں نے مجھ سے بیان کیا۔ وہ کہتی ہیں کہ میں بنی سعد بن بکر کی عورتوں کے ساتھ مکہ مکرمہ آئی۔ ہم سب عورتیں خشک سالی میں شیر خوارگی کیلئے بچوں کی جستجو کرنے لگیں۔ میں ایک گدھی پر آئی اور میرے ساتھ ایک بچہ اور ایک اونٹنی بھی تھی اور وہ ایک قطرہ دودھ نہ دیتی تھی اور ہم تمام رات اس بچے سمیت سو نہ سکتے تھے اور میری چھاتی میں اتنا دودھ نہ تھا جس سے بچہ شکم سیر ہو سکتا نہ اونٹنی کے دودھ تھا کہ جس سے مدد لے سکتے۔ ہم مکہ پہنچ گئے اور مجھے یقین ہے کہ خواتین سعدیہ میں سے ہر ایک کو موقع دیا گیا کہ وہ محمد (ﷺ) کو دودھ پلائے مگر جب اسے پتہ چلتا کہ یہ بچہ یتیم ہے تو وہ دودھ پلانے سے انکار کر دیتی۔ حسن اتفاق سے میری ساتھی تمام عورتوں کو بچے مل گئے اور اب میرے لیے سوائے حضور نبی کریم ﷺ کے کوئی بچہ نہ تھا۔ میں نے اپنے شوہر سے کہا: "میں اس بات کو ناپسند کرتی ہوں کہ تمام عورتیں دودھ پلائی کیلئے بچے لے کر لوٹیں اور میرے پاس کوئی بچہ ہی نہ ہو لہٰذا میں جاتی ہوں اور اس کو لے لیتی ہوں۔"

بہرحال میں گئی اور بلاتردد نبی کریم ﷺ کو لے کر اپنے پڑاؤ پر آ گئی۔ میری چھاتی میں جو کچھ بھی دودھ تھا میں نے بھرپور طور پر اپنا پستان حضور نبی کریم ﷺ کے منہ میں دیا اور آپ ﷺ سیر ہو گئے اور آپ ﷺ کے رضاعی بھائی نے بھی پیا، وہ بھی سیر ہو گئے۔ میرے شوہر نے اونٹنی کا دودھ دوہا اور ہم نے خوب سیر ہو کر پیا اور آرام سے رات بسر ہوئی پھر میرے شوہر نے کہا: "حضور نبی کریم ﷺ کو سب سے پہلے دودھ پلانے والی خیر عورت ثویبہ ابولہب کی کنیز تھی جس شب حضور نبی کریم ﷺ تولد ہوئے تو ثویبہ نے ابولہب کو خوشخبری سنائی کہ تمہارے بھائی عبداللہ کے گھر فرزند پیدا ہوا ہے۔ ابولہب نے اس مژدہ پر اس کو آزاد کر دیا اور اس نے جا کر حضور نبی کریم ﷺ کو دودھ پلایا۔ شب دوشنبہ کو ابولہب پر حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت پر خوشی اور مسرت کے باعث عذاب کم ہو جاتا ہے ہرچند کہ وہ کافر تھا اور عذاب میں شدید مبتلا ہے لیکن چونکہ میلاد النبی پر خوش ہوا اور لونڈی کو آزاد کر دیا اس لیے اس پر انعام ہوا۔ "اے حلیمہ! میں محسوس کرتا ہوں کہ تم بڑے خوش نصیب اور برکت والے صاحبزادے کو حاصل کر لائی ہو، کیا تم نے اندازہ نہیں کیا؟" پھر ہمارا چھوٹا سا قافلہ اپنے علاقہ جو سعد کے قریب کی طرف واپس ہوا۔ راہ سفر میں میری گدھی تو اتنی تیز رفتار ہو گئی کہ اس نے قافلہ کی تمام سواریوں کو پیچھے چھوڑ دیا جس پر ساتھی عورتوں نے کہا کیا یہ وہی گدھی ہے جس پر آتے میں تم سوار تھیں؟ میں نے کہا ہاں یہ وہی گدھی ہے۔

انہوں نے کہا اب تو اس گدھی کی بڑی شان ہے۔ اب ہم اپنے قبیلے اور علاقہ میں آ گئے اور ہم اپنے اس علاقہ کو سارے علاقوں سے خشک اور قحط زدہ جانتے تھے مگر اب یہ حال تھا کہ ہماری بکریاں چرنے جاتیں اور شام کو شکم سیر اور دودھ سے لبریز آتیں۔ ہم ان سے دودھ اپنی ضرورت کے مطابق نکال لیتے اور دوسرے لوگوں کی بکریوں کا یہ حال کہ وہ دودھ سے قطعی طور پر خشک، باوجود یہ کہ دونوں کی چراگاہ ایک تھی۔ وہ اپنے چرواہوں سے کہتے کہ جہاں حلیمہ کی بکریاں چرتی ہیں، اس طرف کیوں نہیں چراتے؟

اس کے بعد وہ اپنی بکریوں کو میری بکریوں کے ساتھ ہی رکھتے مگر اس کے باوجود ان کی بکریاں بھوکی رہتیں اور دودھ نہ دیتیں۔ ہم اس خیر و برکت کو محسوس کرتے اور اس کی وجہ بھی جانتے تھے۔ اسی طرح دو سال گزر گئے اور نبی کریم ﷺ کی نشوونما دوسرے بچوں کے مقابلے میں زیادہ رہی اور دو سال کی عمر میں آپ کھانے پینے والے لڑکے ہو گئے اور پھر ہم آپ کو آپ کی والدہ ماجدہ کے پاس لائے اور جو خیر و برکت ہم کو نبی کریم ﷺ کی وجہ سے میسر ہوئی تھی اس کے اظہار و بیان میں ہم نے بخل کیا۔

ایک روز آپ ﷺ کی والدہ سے ہم نے کہا: "اے بی بی! اجازت دو کہ ہم بیٹے کو اپنے ساتھ لے جائیں کیونکہ ہمیں اندیشہ ہے کہ شہر مکہ کی وبا ان پر اثر انداز نہ ہو جائے۔" ہمارا اصرار جاری رہا اور اس کا نتیجہ وہی ہوا جو ہمیں مطلوب تھا اور محترمہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ساتھ واپس لے جانے کی اجازت دے دی۔

شق صدر:

ہم نبی کریم ﷺ کو لے کر واپس آ گئے۔ دو یا تین ماہ گزرے ہوں گے۔ ایک روز ہمارے مکان کے پیچھے آپ ﷺ اور رضاعی بھائی بکریوں کے ساتھ تھے کہ دفعتہً آپ ﷺ کا ساتھی برادر رضاعی دوڑتا بھاگتا اور بدحواسی کے عالم میں آیا۔ اس نے کہا:

"قریشی بھائی کے پاس سفید کپڑے پہنے، دو آدمی آئے اور انہوں نے لٹا کر ان کا سینہ چاک کر دیا۔" یہ سن کر میں اور حضور نبی کریم ﷺ کے رضاعی والد دوڑ کر پہنچے تو ہم نے نبی کریم ﷺ کو کھڑا ہوا پایا۔ آپ ﷺ کا رنگ فق تھا۔ آپ کے رضاعی والد نے نبی کریم ﷺ کو سینے سے لگا لیا اور دریافت کیا کہ اے بیٹے! تمہارا کیا حال ہے؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "میرے پاس سفید کپڑے پہنے دو آدمی آئے پھر انہوں نے مجھ کو لٹا کر سینہ چاک کیا اور اس میں سے کوئی چیز نکال کر پھینک دی اور پھر ویسا ہی کر دیا جیسا کہ پہلے تھا۔" ہم نبی کریم ﷺ کو گھر لے آئے۔

پھر ان کے رضاعی والد نے کہا: "اے حلیمہ! مجھے تو ڈر ہو گیا کہ محمد (ﷺ) کو کوئی مصیبت نہ پہنچ جائے لہٰذا میرے خیال میں انہیں ان کے گھر والوں کے پاس پہنچا دینا چاہیے۔" حضرت حلیمہ کہتی ہیں ہم آپ ﷺ کو مکہ میں آپ ﷺ کی والدہ کے پاس لے آئے۔ سیدہ آمنہ نے کہا تم انہیں کس وجہ سے لے آئیں؟ باوجود یہ کہ تم ان کو اپنے پاس رکھنے کی بڑی مشتاق تھیں؟

میں نے جواب دیا کہ ہمیں ان کے تلف ہو جانے اور کسی نئی بات کے رونما ہونے کا خوف ہے؟ انہوں نے پوچھا: "کیا بات ہوئی؟ ٹھیک ٹھیک پوری بات بتاؤ؟" ہم نے ساری صورت حال کہہ سنائی۔ انہوں نے کہا: شاید تمہیں اندیشہ لاحق ہوا کہ نبی اللہ (ﷺ) پر شیطان کا اثر ہوا ہے۔ واللہ! شیطان کا ہاتھ آپ تک نہیں پہنچ سکتا۔ میرا بیٹا بڑی شان والا ہے۔ وہ بات میں تمہیں بھی بتا دوں جس کی خبر مجھ کو دے دی گئی ہے؟ ہم نے کہا ضرور بیان کیجئے تب انہوں نے کہنا شروع کیا:

"میں اسی بچہ کیلئے حاملہ ہوئی تو دورانِ حمل کسی طرح کی گرانی اور بدمزگی محسوس نہ کی اور خواب میں دیکھا کہ میرے جسم سے نور برآمد ہوا ہے جس کی روشنی سے محلاتِ شام روشن ہو گئے اور آپ ﷺ کی پیدائش ایک نادرہ روزگار ہے اور عجیب شان سے ہوئی ہے۔ آپ ﷺ ہاتھوں پر ٹیک لگائے ہوئے آسمان کی طرف دیکھ رہے تھے۔"

﴿ابن اسحاق، ابن راہویہ، ابویعلی، طبرانی، ابونعیم، بیہقی، ابن عساکر﴾

رسول اللہ ﷺ کا سب سے پہلا کلام:

محمد بن زکریا غلابی رحمۃ اللہ علیہ، یعقوب بن جعفر بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ سے، انہوں نے حضرت علی بن عبداللہ بن عباس رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے اپنے والد اور انہوں نے ان کے دادا سے روایت کی کہ حضرت حلیمہ سعدیہ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے بولنا شروع کیا تو آپ ﷺ کا سب سے پہلا کلام:

"اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا، وَ سُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا"

تھا اور جب چلنے پھرنے کی عمر میں آئے تو باہر جاتے مگر بچوں کے ساتھ کھیلنے سے اجتناب فرماتے۔ ایک دن آپ ﷺ نے مجھ سے پوچھا:

"اے امی! کیا وجہ ہے کہ میں دن بھر بھائی کو موجود نہیں پاتا۔" میں نے جواب دیا: "جانِ من! وہ بکریاں چرانے اندھیرے سے جاتے ہیں اور رات کو واپس آتے ہیں۔" آپ نے ارشاد فرمایا: "مجھے ان کے ساتھ کیوں نہیں بھیجا کرتیں؟" اس کے بعد آپ ﷺ بکریاں چرانے کیلئے جانے لگے۔

ایک مرتبہ آدھا دن گزرنے کے بعد میرا لڑکا ضمرہ روتا پیٹتا اور دوڑتا ہوا آیا۔ اس کی پیشانی سے پسینہ ٹپک رہا تھا۔ اس نے پکارا: "اے ابو! اے امی! محمد (ﷺ) قریشی بھائی کے پاس جلد جاؤ۔ وہ مر جائیں گے۔" ہم نے پوچھا محمد (ﷺ) کو کیا ہوا؟ تو اس نے بتایا کہ ہم کھڑے تھے کہ اچانک ایک شخص نظر آیا اس نے محمد (ﷺ) کو پکڑ اور پہاڑ پر لے گیا۔ میں دیکھ رہا تھا کہ اس نے سینہ چاک کیا پھر آپ کو خبر دینے آ گیا ہوں۔ اس کے بعد میں اور اس کے باپ دونوں دوڑے، ہم نے دیکھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہاڑ پر بیٹھے ہیں، نظر اوپر آسمان کی طرف ہے اور تبسم فرما رہے ہیں۔ پھر میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جھکی اور آپ کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ لیا اور کہا میری جان تم پر فدا ہو تمہیں کیا مصیبت پہنچی؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

اسے کہا: بالکل خیریت سے ہے پھر فرمایا: اس وقت ہم کھڑے تھے کہ تین اشخاص نمودار ہوئے ایک کے ہاتھ میں چاندی کا آفتابہ دوسرے کے ہاتھ میں سبز زمرد کا طشت برف سے لبریز تھا۔ انہوں نے پکڑا اور اس پہاڑ کی بلندی پر لے گئے اور مجھے نرمی کے ساتھ سیدھا لٹا دیا، پھر میرا سینہ ناف تک چیرا۔ میں ان کو دیکھتا رہا، مجھ کو کوئی گھبراہٹ ہوئی نہ درد و تکلیف، اس کے بعد انہوں نے اپنا ہاتھ میرے پیٹ میں داخل کیا اور آنتوں کو نکال کر برف سے انہیں غسل دیا، اس کے بعد جسم میں اپنے مقام پر رکھ دیا۔ دوسرا شخص میرے قریب آیا اور ہاتھ ڈال کر میرے دل کو نکالا، شق کیا اور اس کے اندر سے خون کا لوتھڑا سیاہ نقطہ نکال کر پھینک دیا اور کہا:

"اے حبیب! یہ آپ کے دل میں شیطان کا حصہ تھا۔" پھر اسے اس چیز سے بھرا جو اس کے پاس تھی، دل اس کی جگہ پر رکھ دیا اور نور کی انگشتری سے اس پر مہر لگا دی۔ اس وقت بھی میں اس مہر کی ٹھنڈک اور حرارت اپنے جسم میں محسوس کرتا ہوں۔ اس کے بعد وہ تیسرا شخص جو کھڑا تھا اس نے کہا: "اب تم ہٹ جاؤ تم کو خدا نے جو حکم دیا تھا اسے تم نے پورا کر دیا۔"

اب وہ میرے قریب آیا اور اس نے اپنے ہاتھ کو میرے سینے کے جوڑ سے ناف تک پھیرا اور کہا: آپ کو آپ ﷺ کی امت کے دس آدمیوں کے ساتھ وزن کرو۔ تو انہوں نے مجھ کو وزن کیا اور ان دس پر وزنی رہا پھر کہا انہیں چھوڑ دو، اگر تم ان کو ساری امت کے ساتھ وزن کرو گے تو یقیناً حضور نبی کریم ﷺ سب سے بھاری رہیں گے۔

اس کے بعد انہوں نے مجھے نہایت نرمی کے ساتھ پکڑ کر اٹھایا اور وہ سب مجھ پر جھک پڑے اور میرے سر اور پیشانی کا بوسہ لیا اور کہا: "اے اللہ کے حبیب ﷺ! آپ خوف نہ کریں، اگر آپ کو ادراک ہوتا کہ اللہ تعالیٰ آپ پر کس درجہ مہربان ہے تو بے شک آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں۔" انہوں نے مجھے اس جگہ بیٹھا چھوڑ دیا اور خود فضا میں اڑنے اور بلند ہوتے رہے حتیٰ کہ آسمان کی پہنائیوں میں مستور ہو گئے۔

حضرت حلیمہ سعدیہ فرماتی ہیں پھر آپ ﷺ کو اٹھا کر بنی سعد کی بستی میں لے آئی۔ لوگوں نے مشورہ دیا کہ ان کو کاہن کے پاس لے جاؤ تاکہ وہ دیکھ بھال کر کے اس مرض کا علاج وغیرہ کرے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس خیال کے پیش نظر تم یہ مشورہ دے رہے ہو وہ حالت اس میرے واقعہ میں نہیں ہے میں ہر لحاظ سے ٹھیک ہوں۔ کچھ دوسرے لوگوں نے کہا ان کو ضرور آسیب پہنچا ہے یا کسی جن کا اثر ہے۔

غرض کہ لوگوں کی رائے میرے کہنے پر غالب رہی اور میں محمد (ﷺ) کو کاہن کے پاس لے کر پہنچی اور اس سے سارا ماجرا بیان کیا۔ اس نے کہا: "خاتون! آپ خاموش رہیں میں بچے سے سننا چاہتا ہوں کیونکہ یہ بچہ معاملہ سے زیادہ واقف ہے۔"

اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے از اول تا آخر پوری بات بیان کی جس کو سن کر کاہن اچھلا، کھڑا ہوا اور بآواز بلند کہنے لگا:

"اے اہل عرب! "من شر قد اقترب" تم اس بچہ کو قتل کر دو اور اس کے ساتھ ہی مجھے

بھی قتل کر دو، کیونکہ اگر تم نے اس کو زندہ چھوڑا تو یہ تم لوگوں کے فہم و فراست کو رسوا کر دے گا اور تمہارے ادیان کی تکذیب کرے گا اور تم کو ایسے خدا کی طرف بلائے گا جس کا تم نہیں جانتے اور ایسے دین کی دعوت دے گا جس کا تمہیں علم نہیں۔"

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب میں نے اس کی یہ باتیں سنیں تو میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہاتھ کاہن کی گرفت سے چھڑا لیا اور کسی قدر پرزور الفاظ میں، میں نے کاہن سے کہا: "تو تو صاف پاگل ہے اگر میں جانتی کہ تو ایسی باتیں کرے گا تو میں ہرگز اپنے بچے کو تیرے پاس نہ لاتی۔ تو کسی اور کو اپنے قتل کیلئے بلا لے۔ میں ہرگز محمد ﷺ کو قتل نہ ہونے دوں گی۔" پھر میں حضور نبی کریم ﷺ کو اپنے گھر لے آئی۔

اس کے بعد میں آپ ﷺ کو قبیلہ سعد کے گھروں میں لے جاتی اور آپ کے جسم سے مجھ کو مشک کی طرح خوشبو آتی اور روزانہ دو سفید رنگ کے پرندے آپ کے پاس آسمان سے اترتے اور آپ کے کپڑوں میں غائب ہو جاتے، ظاہر نہ ہوتے جب کچھ لوگ واقف ہوئے تو انہوں نے مشورہ دیا: "اے بی بی حلیمہ! محمد ﷺ کو ان کے دادا کے پاس پہنچا دو اور تم اپنی امانت سے سبکدوش ہو جاؤ۔" حضرت حلیمہ فرماتی ہیں جب میں نے اس مشورہ پر عمل کرنے کا ارادہ کیا تو میں نے کسی منادی کو پکارتے ہوئے سنا:

"اے سرزمین مکہ! آج تمہیں مبارک ہو، آج تم پر نور، دین، عزت، حرمت اور کمال بخشا جا رہا ہے، جو تمہیں حاصل تھا مگر اب دائمی حیثیت سے حاصل رہے گا۔ حضرت حلیمہ بیان کرتی ہیں میں نے یہ سارا ماجرا حضرت عبدالمطلب سے بیان کیا تو انہوں نے جواب دیا اے حلیمہ! بلاشبہ میرا یہ فرزند بڑی شان والا ہے اور میری آرزو ہے کہ میں اس کے اس زمانہ کو پاؤں جس میں اس کی شان و شوکت کا ظہور ہو۔"

﴿بیہقی، ابن عساکر﴾

زہری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنے دادا حضرت عبدالمطلب کی آغوش میں تھے تو بنی سعد کی ایک عورت نے آپ ﷺ کو دودھ پلایا اور وہ عورت حضور نبی کریم ﷺ کو "سوق عکاظ" میں لے کر پہنچی۔ ایک کاہن کی نظر آپ ﷺ پر پڑ گئی۔ اس نے بغور دیکھا اور پھر بولا:

اے عکاظ والو! اس بچہ کو قتل کر دو کیونکہ یہ ایک انقلاب کا بانی ہوگا۔ حلیمہ نے جب یہ سنا تو پھرتی کے ساتھ کاہن سے دور لے گئیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اس کے شر سے بچا لیا۔

حضور نبی کریم ﷺ حلیمہ کے ہاتھوں پلتے بڑھتے رہے، حضرت حلیمہ کی لڑکی شیما آپ کو کھلایا کرتی تھیں۔ ایک دن اس رضاعی بہن نے آ کر کہا: "اے اماں جان! میں نے دیکھا چند آدمی آئے اور انہوں نے قریشی بھائی کو پکڑا اور پیٹ پھاڑ ڈالا۔ حضرت حلیمہ شور و پکار کرتی ہوئی دوڑتی ہوئی حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آئیں۔ آپ ﷺ بیٹھے تھے اور چہرہ کا رنگ فق تھا اور کوئی پاس نہ تھا۔ وہ آپ نبی کریم ﷺ کو لے کر سیدہ آمنہ کے پاس آئیں اور کہنے لگیں۔ آپ اپنے بچے کو اپنے پاس ہی رکھئے کیونکہ مجھے اس کے بارے میں اندیشہ معلوم ہوتا ہے۔"

سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نہیں نہیں جس چیز سے تم اندیشہ کرتی ہو وہ میرے بچے پر نہیں ہے۔ ایام حمل میں بکثرت اچھی خوابیں میں دیکھتی رہی ہوں اور وہ اس شان سے پیدا ہوا کہ آپ اپنے ہاتھوں پر سہارا لیے ہوئے اور نظریں آسمان پر جمائے ہوئے تھا۔ پھر عبدالمطلب نے آپ ﷺ کو واپس لے لیا اور اس کے کچھ عرصہ بعد آپ کی والدہ محترمہ وفات پا گئیں اور آپ کیلئے صرف دادا کی آغوش تربیت باقی رہ گئی۔

نبی کریم ﷺ حضرت عبدالمطلب کی کفالت میں:

زمانہ خورد سالی میں آپ ﷺ آتے اور دادا جان کی مسند پر بیٹھ جاتے اور وہ آپ ﷺ کیلئے جگہ دے دیتے جب بڑے ہوئے تو خادم یا لونڈی جو دادا کے ساتھ ہوتی تو کہتی: رسول اللہ ﷺ دادا کی مسند سے ہٹ جایئے۔ حضرت عبدالمطلب اس کی یہ بات سن کر کہتے میرے بیٹے سے چھوڑ دو، کیونکہ اس کو کوئی خیر و بھلائی کا شعور ہے۔ کچھ عرصہ بعد آپ ﷺ کے دادا کا بھی انتقال ہو گیا۔ حضرت ابوطالب نے آپ ﷺ کی کفالت اپنے ذمہ لے لی۔ رسول اللہ ﷺ کے جوانی کے زمانہ میں ابوطالب تجارت کیلئے شام کی طرف روانہ ہوئے تو آپ ﷺ کو بھی ساتھ لیا۔

اثنائے سفر میں جب مقام تجار پر اترے تو ایک یہودی عالم نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھ کر ابوطالب سے پوچھا: "کیا یہ تمہارا فرزند ہے؟" انہوں نے جواب دیا: "یہ میرے بھائی کا لڑکا ہے۔" اس نے پوچھا: "کیا آپ اس پر بہت مہربان ہیں؟" ابوطالب نے جواب دیا: "ہاں۔" اس نے کہا: "اگر تم اس کو شام لے گئے تو مجھے اندیشہ ہے کہ یہود اس کو قتل کر دیں گے کیونکہ وہاں (علامات کے حامل شخص) کے دشمن ہیں۔" اس کے بعد ابو طالب نبی کریم ﷺ کو لے کر گھر واپس آ گئے۔

﴿بیہقی﴾

بچپن کے حالات زبان نبوت سے:

حضرت شداد بن اوس سے روایت ہے کہ بنو عامر کے ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا کہ آپ کے بارے میں حقیقت امر کیا ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میری شان کی ابتداء یہ ہے کہ میں حضرت ابراہیم کی دعا اور اپنے بھائی حضرت عیسیٰ کی بشارت اور اپنی والدہ کا اکلوتا فرزند ہوں۔ میری پیدائش کے سلسلے میں جب والدہ حاملہ ہوئیں تو طریقہ عام کے مطابق بوجھ محسوس نہیں کیا نہ اپنی سہیلیوں سے اس کی شکایت کیا کرتی تھیں۔ پھر انہوں نے خواب میں دیکھا کہ وہ حمل ایک نور ہے۔ وہ بیان کرتی کہ میں اپنی نگاہوں کو اس نور کے پیچھے دوڑاتی تھی مگر وہ نور میری نگاہ سے آگے بڑھتا رہا یہاں تک کہ مجھ پر زمین کے مشرق و مغرب روشن ہو گئے پھر انہوں نے مجھے تولد کیا اور میں نشوونما پانے لگا جب میں کچھ بڑا ہوا تو مجھے قریب میں قریش کے جو بت تھے میرے معلوم ہونے لگے اور شعر گوئی سے مجھے نفرت ہو گئی۔ اس وقت میں بنی لیث بن بکر میں دودھ پیا کرتا تھا۔

اس زمانے میں ایک دن میں اپنے گھر سے دور ہم عمر بچوں کے ساتھ صحرا میں تھا کہ یکایک تین اشخاص نمودار ہوئے ایک کے ہاتھ میں سونے کا طشت برف سے بھرا ہوا تھا۔ انہوں نے میرے ساتھیوں

کے درمیان سے مجھے پکڑ لیا۔ پھر ان میں سے ایک شخص نے نرمی کے ساتھ مجھے زمین پر لٹا دیا۔ اس کے بعد سینہ کے جوڑ سے ناف تک چیرا۔ میں اس عمل کو دیکھ رہا تھا اور مجھے کوئی تکلیف نہ ہوئی۔ اس نے میرے پیٹ سے ہر شے کو باہر نکال کر برف کے پانی سے غسل دیا۔ اس نے جسمانی نظام کو حسب سابق درست کر دیا پھر دوسرے کھڑے ہوئے شخص نے اس سے کہا: اب تم ہٹ جاؤ پھر اب اس نے ہاتھ ڈال کر میرے دل کو نکالا۔ میں دیکھ رہا تھا کہ میں اس نے دل کو چیر کر سیاہ گوشت کے لوتھڑے کو نکال کر پھینک دیا۔

اس کے بعد اس نے دونوں طرف دیکھا جیسے وہ کسی شے کا متلاشی ہو۔ دفعتہ میں نے اس کے ہاتھ میں انگوٹھی دیکھی، بڑی چمکدار اور منور تھی، اس نے اس کے ذریعہ دل پر مہر کی اور اسے نور سے بھر دیا پھر دل کو اس کے خاص مقام پر رکھ کر بڑی ہی چابکدستی سے سی دیا۔

اس کے بعد تیسرا شخص آگے بڑھا اور اس نے اپنا ہاتھ سینے کے جوڑ سے ناف تک پھیرا تو شگاف بھر کر بے نشان ہو گیا۔ اس کے بعد میرا ہاتھ پکڑ کر بٹھا دیا گیا۔ پھر کہا آپ ﷺ کا وزن ان کی امت کے دس افراد سے کرو، چنانچہ کیا گیا اور میں دسوں پر بھاری رہا پھر کہا سو آدمیوں کے وزن کے ساتھ کرو، وزن کیا گیا اور میں پھر بھی بھاری رہا۔ اس کے بعد اس نے کہا چھوڑو اگر تم ساری امت کے ساتھ بھی وزن کرو گے جب بھی آپ ﷺ ہی بھاری رہیں گے پھر انہوں نے مجھ کو اپنے سینہ سے لگایا اور میری آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور کہا یا حبیب اللہ ﷺ! آپ خوف نہ کریں اگر آپ ﷺ کو معلوم ہو جاتا کہ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو یقیناً آپ ﷺ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں، پھر میں قبیلہ میں آیا اور ان کو خبر دی۔ قبیلہ کے کچھ لوگوں نے کہا اس بچہ کو یا تو اذیت پہنچی ہے یا جن کا اثر ہوا ہے لہٰذا ان کو کاہن کے پاس لے جاؤ تاکہ وہ مداوا کرے۔ میں نے کہا جس بات کا تم اندیشہ کر رہے ہو وہ نہیں ہے۔ میں تندرست ہوں اور میرا دل درست ہے۔ یہ سن کر میرے رضاعی باپ نے کہا: غور کرو یہ کس قدر صحیح بات کہہ رہا ہے اور میری خواہش ہے کہ بیٹے کو کوئی زحمت نہ پہنچے پھر قبیلے کے لوگ مجھے کاہن کے پاس لے گئے اور میرے ساتھ جو کچھ گزرا تھا اس کو بیان کیا۔

کاہن نے ان لوگوں سے کہا: ''میں اس بچے کو پیش آمدہ حالات اور قلبی واردات خود اس کی زبانی سننا ضروری سمجھتا ہوں کیونکہ وہ اس کی آپ بیتی کیفیت ہے اور وہ دوسروں سے زیادہ بہتر طور پر جانتا ہے۔'' اس کے بعد میں نے سارا قصہ بیان کیا جب میں اپنی باتیں ختم کر چکا تو کاہن جست لگا کر میری طرف آیا اور اپنے سینہ کی طرف مجھ کو کھینچا اور پھر بآواز بلند کہنے لگا:

> ''اے گروہ عرب! اے اولاد سعد! اس بچہ کو قتل کر دو۔ قسم ہے لات و عزیٰ کی، اگر تم نے اس کو زندہ چھوڑ دیا اور تمہاری عمریں اس کے عہد تک رہیں تو یہ ضرور تمہارے دین و مذہب کو بدل دے گا یہ تم کو اور تمہارے اسلاف کو بے وقوف بتائے گا اور ایک ایسا دین لائے گا جو بالکل ہی انجانا غیر عرفی طریقوں پر مشتمل ہوگا۔''

میری رضاعی ماں نے مجھے کاہن کی گرفت سے چھڑایا اور کہنے لگیں تو فاتر العقل معلوم ہوتا ہے۔

کاش میں تیرے پاس نہ آتی، وہ مجھے واپس لے آئیں اور پھر مکہ میں مجھے والدہ کے پاس پہنچا گئیں۔
﴿بیہقی، ابونعیم، ابن عساکر﴾

فائدہ:

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے سلسلے میں فرماتے ہیں کہ حضرت آمنہ نے کہا میں نے حمل کا بوجھ محسوس کیا حالانکہ دوسرے آثار میں اس کی نفی ہے۔ ہوسکتا ہے کہ استقرار حمل کے ابتدائی دنوں میں گرانی اور بوجھ محسوس کیا اور استقرار حمل کے بعد ایام میں خفت محسوس کی ہو اور یہ دونوں باتیں عرف و عادت سے خارج ہیں۔

حضرت بریدہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ بنی سعد میں شیر خوارگی کے زمانے میں تھے۔ حضرت آمنہ نے حلیمہ سے کہا: "میرے بیٹے کا خیال اور نگہداشت کرنا اس لیے کہ میں نے دیکھا ہے کہ آپ ﷺ میرے بطن سے شہاب کے مانند برآمد ہوئے جس سے ساری فضا روشن ہوگئی۔ یہاں تک کہ میں نے شام کے محلات دیکھے۔" مگر جس دن آپ ﷺ کا شق صدر کا معاملہ پیش آیا تو آپ کو حلیمہ کاہن کے پاس لے گئیں اور لوگ کاہن سے نبی کریم ﷺ کے بارے میں دریافت کرنے لگے تو اس نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا اور انہیں پکڑ کر کہنے لگا:

"اے لوگو! اسے قتل کردو۔" حلیمہ کہتی ہیں کہ میں جلدی سے گئی اور نبی کریم ﷺ کو ہاتھوں میں لے لیا اور دوسرے ساتھ جو لوگ گئے تھے وہ کاہن سے جھگڑتے رہے اور نبی کریم ﷺ کو لے کر واپس آگئے۔
﴿ابونعیم﴾

یحییٰ بن یزید سعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ بنی سعد بن بکر کی دس عورتیں دودھ پلانے کے لیے بچے لینے گئیں تو سب عورتوں کو بچے مل گئے صرف حلیمہ کو بچہ نہ ملا۔ ان کے پیش نظر صرف رسول اللہ ﷺ ہی تھے۔ وہ سوچتی تھیں اگر میں اس بچے کو لے لوں تو وہ بے باپ کا ہے اور اس کی ماں بے چاری مجھ کو کیا صلہ دے سکے گی؟ حلیمہ کے شوہر نے کہا تم اسی بچے کو لے لو شاید اللہ تعالیٰ ہمیں اس میں برکت دے تو انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کو لے لیا اور اپنی چھاتی آپ کے منہ پر دی، جس سے آپ نے اور آپ کے رضاعی بھائی نے بھی دودھ پیا حالانکہ اس سے پہلے آپ ﷺ کے رضاعی بھائی دودھ کی کمی کی وجہ سے سوتے تک نہ تھے۔

حضرت آمنہ نے کہا: "اے حلیمہ! اس بچے کے بارے میں اطمینان رکھو، یہ برکت اور سعادت ساتھ لانے والا ہوگا۔" اور جو واقعات دیکھ چکی تھیں اور جو کچھ آپ ﷺ کی ولادت کے سلسلے میں کہا گیا تھا ان کو بیان کیا اور یہ بھی بتایا کہ مجھ سے تین راتوں سے کہا جا رہا ہے کہ اپنے فرزند کو سعد بن بکر کے ابوذویب کی اولاد سے دودھ پلوانا۔ حلیمہ نے کہا:

"میرے ہی باپ کا نام ابوذویب ہے۔" پھر وہ گدھی پر اور ان کا شوہر اونٹنی پر سوار ہوا اور دونوں وادی سرر میں اپنے ہمراہیوں میں آگئے۔ وہ لوگ تفریح میں مشغول تھے اور یہ دونوں پہنچ گئے۔ عورتوں

نے پوچھا: حلیمہ! کیا تم کو کوئی بچہ ملا ہے؟ انہوں نے کہا: میں نے ایسی خیر و برکت والا بچہ لیا ہے جو عظیم الشان ہے۔ ہم ابھی پڑاؤ ہی پر تھے کہ میں نے دیکھا کچھ عورتیں حسد کرنے لگی ہیں۔

﴿ابن سعد، ابو نعیم، ابن عساکر﴾

عبدالصمد بن محمد سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ مجھ سے حلیمہ سعدیہ کے پڑوسی اور ساتھی چرواہوں نے بیان کیا کہ وہ حلیمہ کی بکریوں کو اس طرح چرتے دیکھتے کہ وہ سر نہ اٹھاتیں اور ہماری بکریاں پھرتی رہا کرتیں اور مختلف گھاس تک نہ پاتیں جس سے وہ پیٹ بھر لیں۔

عبدالصمد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ حلیمہ کی رضاعت میں دو سال رہے پھر دودھ چھوٹ گیا۔ اس وقت آپ ﷺ کی جسامت سے دوگنی عمر کا اندازہ ہوتا۔ اسی زمانے میں وہ آپ ﷺ کو والدہ کے پاس ملانے کیلئے مکہ لے گئیں۔

اثناء راہ میں جب وادی صدر میں پہنچیں تو حبشہ کے کچھ لوگ مل گئے اور حلیمہ ان کے ہمسفر ہو گئیں۔ ان لوگوں نے خاص توجہ سے حضور نبی کریم ﷺ کو دیکھا۔ حالات پوچھے شانوں کے درمیان مہر نبوت اور آنکھوں میں سرخ ڈوروں کو دیکھ کر حلیمہ سے پوچھا کہ ان کی آنکھوں میں کچھ تکلیف ہے؟ انہوں نے جواب دیا نہیں۔ ان کی آنکھوں میں یہ ڈورے اور یہ کیفیت قدرتی اور دائمی ہے۔ یہ جواب سن کر انہوں نے کہا یقیناً یہ بچہ نبی ہوگا پھر انہوں نے مکہ پہنچ کر آپ ﷺ کو والدہ سے ملایا اور پھر واپس لے آئیں۔

ایک دن ذی المجاز کی طرف ان کا گزر ہوا اور وہاں ایک عراف تھا جس کے پاس لوگ بچوں کو دکھانے کیلئے لاتے تھے جب اس عراف نے آپ ﷺ کو چشمان مبارک کی سرخی اور مہر نبوت کو دیکھا تو چیخ پڑا اور کہنے لگا: اے عرب کے لوگو! اس بچہ کو قتل کر دو۔ یہ تمہارے دین والوں کو قتل کرے گا تمہارے بتوں کو توڑ دے گا اور اس کے مقابلہ تم سب کو ماتھے پڑیں گے۔ اس کی چیخ و پکار سن کر حلیمہ فوراً ہی آپ کو وہاں سے کہیں دور لے گئیں۔ ان حالات کے پیش نظر نبی کریم ﷺ کو کسی کے روبرو لانے سے پرہیز کرنے لگی تھیں۔

ایک مرتبہ ان کے قبیلہ میں اتفاقاً عراف آ کر ٹھہرا۔ قبیلہ کے لوگ بچوں کو اس کے پاس لے گئے مگر حلیمہ نے حضور نبی کریم ﷺ کو لے جانے سے انکار کیا۔ ایک روز آپ ﷺ جھگی سے باہر تھے کہ عراف کی نظر پڑ گئی۔ اس نے آپ ﷺ کو بلایا مگر آپ ﷺ چھپ گئے اور اندر حلیمہ کے پاس آ گئے۔ عراف نے دیکھنے اور ملنے کی خواہش کی مگر حلیمہ نے انکار کر دیا۔ عراف نے بتایا مجھ کو اس بچہ میں نبوت کی علامات نظر آ رہی تھیں۔

﴿ابو نعیم﴾

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت حلیمہ سعدیہ نے جب نبی کریم ﷺ کو رضاعت میں لے لیا تو نبی کریم ﷺ کی والدہ نے ان سے کہا: تمہیں معلوم ہے کہ تم نے کس قدر عالی شان بچہ کو لیا ہے؟ واللہ! جب یہ حمل میں آیا تو مجھ پر کوئی بھی کیفیت حمل کی طاری نہیں ہوئی۔ ایک روز کسی آنے والے نے بتایا تم جلد ہی ایک فرزند پیدا کرو گی وہ سید العالمین ہے۔ اس کا نام تم احمد رکھنا پھر

جب آپ ﷺ پیدا ہوئے تو آپ نے دونوں ہاتھوں پر ٹیک لگا کر آسمان کی طرف نگاہیں اٹھادیں۔

اس کے بعد آپ ﷺ کو حلیمہ اپنے شوہر کی قیام گاہ پر لے کر آگئیں، سارے حالات بیان کیے تو وہ خوش ہوئے پھر ہم اپنے علاقے کی طرف لوٹنے کے خیال سے گدھوں اور اونٹوں کی طرف آئے تو ہماری اونٹنی میں دودھ اتر آیا تھا تو ہم اس سے صبح وشام دودھ نکالا کرتے اور حضرت حلیمہ کا کہنا ہے کہ پہلے میرا بچہ دودھ کم ہونے کی وجہ سے رات میں مجھے سونے نہ دیتا مگر حضور نبی کریم ﷺ کے دودھ میں شریک ہونے کے بعد وہ اور نبی کریم ﷺ دونوں خوب سیر ہو جاتے۔ میرا خیال ہے کہ اگر ان دونوں کے علاوہ ایک تیسرا بچہ اور ہوتا تو وہ بھی میرے دودھ پر پل جاتا۔ بنی ہذیل میں ایک عراف تھا۔ حلیمہ اس کے پاس گئیں، جب اس نے آپ ﷺ کو دیکھا تو بلند آواز سے کہنے لگا: ''اے عرب والو! اس بچہ کو قتل کر دو ورنہ یہ تمہارے تمام ہم عقیدہ لوگوں سے جہاد کرے گا، بتوں کو توڑے گا اور اس کی جماعت غالب ہو جائے گی۔'' اس کے بعد حلیمہ نہ رکیں اور حضور نبی کریم ﷺ کو لے کر چلی آئیں۔

﴿ابن سعد، حسین بن طرح کتاب الشعراء﴾

گستاخ پاگل ہو کر مر گیا:

عیسیٰ بن عبداللہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شیخ الہذلی، بنی ہذیل اور ان کے بڑے بت کے آگے فریاد کرتا اور کہتا تھا کہ یہ بچہ آسمان سے کسی بات کے نازل ہونے کا انتظار کر رہا ہے اور اس طرح وہ حضور نبی کریم ﷺ کی طرف سے لوگوں کو بدگمان کرتا اور آپ کے جو خبر ان مستقبل سے ان کو ڈراتا تھا مگر کچھ زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ یہ شیخ الہذلی دماغی توازن کھو بیٹھا، پاگل اور فاتر العقل ہو کر بہ حالت کفر مر گیا۔

﴿ابن سعد، ابن طرح کتاب الشعراء﴾

اسحاق عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی والدہ نے جب آپ ﷺ کو حلیمہ سعدیہ کے سپرد فرمایا تو ان سے کہا میرے بچے کی حفاظت کرنا اور گزشتہ حالات بہ تفصیل تمام وکمال ان سے بیان کر دیئے تھے۔ حلیمہ سعدیہ بچے کو لے کر جب اپنے قبیلہ کی طرف واپس ہوئیں تو ان کا گزر یہود کی بستیوں کے قریب سے ہوا تو یہودیوں سے کہا: مجھے میرے اس نومولود بچے کے بارے میں بتاؤ اور حضرت آمنہ کی زبانی سنے ہوئے حالات اپنی ذات کی طرف منسوب کر کے بیان کر دیئے اور واقعات کو سننے کے بعد یہودی آپ ﷺ کو قتل کرنے کا منصوبہ تیار کرنا چاہتے تھے کہ ان کو کچھ خیال آیا اور انہوں نے سوال کیا تمہارے اس بچے کا باپ فوت ہو چکا ہے؟ حلیمہ نے کہا: ''نہیں! وہ ہے اس کا باپ اور میں اس کی ماں ہوں۔'' حلیمہ کا یہ جواب سن کر انہوں نے کہا: ''اگر یہ بچہ یتیم ہوتا تو ہم اسے ضرور قتل کر دیتے۔''

﴿ابن سعد، ابن طرح کتاب الشعراء﴾

ابر کا سایہ کرنا:

عطاء بن ابی رباح، ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حلیمہ نبی کریم ﷺ پر نظر رکھتی تھیں کہ کہیں فاصلہ پر نہ نکل جائیں۔

ایک مرتبہ وہ اچانک غافل ہو گئیں اور نبی کریم ﷺ اپنی رضاعی بہن شیما کے ساتھ دوپہر کو چراگاہ چلے گئے حلیمہ تلاش میں نکلیں اور انہوں نے نبی کریم ﷺ کو رضاعی بہن کے ساتھ موجود پایا۔ انہوں نے شیما سے کہا ان کو ایسی گرمی میں لے کر یہاں آگئی؟ شیما نے جواب دیا: "امی جان! بھائی کو گرمی نہیں لگتی۔ میں نے دیکھا ہے کہ بادل کا ایک ٹکڑا آپ ﷺ پر سایہ کرتا ہے، جب آپ ٹھہرتے ہیں تو وہ بھی رک جاتا ہے اور جب آپ ﷺ چلتے ہیں تو وہ بھی آگے بڑھنے لگتا ہے، اسی کے سائے میں اس وقت بھی وہ یہاں تک آئے ہیں۔ حلیمہ نے کہا: "اے بیٹی! کیا تو سچ کہہ رہی ہے؟" اس نے جواب دیا: "ہاں میں سچ کہہ رہی ہوں۔"

﴿ابن سعد، ابونعیم، ابن عساکر، ابن خرج کتاب الشرف﴾

زہری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ بنی ہوازن کا وفد رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ اس میں رسول اللہ ﷺ کے رضاعی چچا ابو ثروان بھی تھے۔ انہوں نے عرض کیا: "یا رسول اللہ ﷺ! میں نے آپ ﷺ کو دودھ پیتا بھی دیکھا ہے اور میں نے آپ ﷺ سے بہتر کسی دودھ پیتے بچے کو نہیں دیکھا پھر میں نے آپ کو جوان دیکھا اور کسی جوان کو بھی میں نے آپ سے بہتر نہیں دیکھا۔ اس میں شبہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ میں تمام خوبیاں جمع کر دی ہیں۔ بے شک آپ ﷺ کا دنیا سے پردہ فرمانا بھی ایک بہتر فال ہی میں ہوگا۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کی پرکیف لوری

ابن طراح رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے ابو عبداللہ محمد بن معلی ازدی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب میں دیکھا ہے کہ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا جن شعروں کو گنگنا کر رسول اللہ ﷺ کو بہلایا کرتی تھیں وہ یہ ہیں۔

یا رب اذ اعطیته فابقه ۔۔۔ واعله الی العلاء وارقه

وادحض اباطیل العدی بحقه

ترجمہ: "اے پروردگار کائنات! جب تو نے مجھ کو (حضور نبی کریم ﷺ جیسا بچہ) عطا فرما دیا ہے تو اس عطیہ کو دوام و بقا بھی عطا فرما اور (آپ ﷺ کے درجات و مقامات اعلیٰ میں ترقی) ترقی فرما کر بلندیوں کی انتہائی منزل پر فائز کر دے اور دشمنوں کے کید (سازش اور معاندانہ رویہ) کو آپ ﷺ کی سچائی، راست بازی اور حق کی تاثیر سے بے اثر، لایعنی اور باطل بنا دے۔"

﴿زرقانی، کتاب ترقیص﴾

مہر نبوت کا ذکر

حضرت سائب بن یزید ... سے روایت ہے کہ میں نبی کریم ﷺ کی پشت کی طرف کھڑا ہوا تو میں نے آپ ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان چکور کے انڈے کی مانند مہر نبوت کو دیکھا۔
{بخاری، مسلم}

حضرت جابر بن سمرہ ... سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان کبوتر کے انڈے کی مانند مہر نبوت کو دیکھا۔ اس کا رنگ آپ کے جسم اقدس کے مشابہ تھا۔

✿ (ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو کبوتر کے انڈے "سرخ غدود" کے الفاظ سے بیان کیا ہے۔)
{مسلم، بیہقی}

حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت پر نظر ڈالی تو وہ بائیں شانے کی ہڈی کی نوک پر مٹھی کے برابر ابھری ہوئی مسوں کے مانند دیکھا۔"
{احمد، بیہقی}

حضرت ابو رمثہ ... سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں اپنے والد کے ساتھ نبی کریم کے پاس پہنچا تو میری نظر آپ کے دونوں شانوں کے درمیان ایک مسہ نما چیز پر پڑی۔
(ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں سیب نما ہے اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں کبوتر کے انڈے کی مانند آیا ہے۔)
{ابن سعد، بیہقی}

حضرت ابوسعید ... سے روایت ہے کہ وہ مہر نبوت جو نبی کریم ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان تھی وہ ایک ابھرا ہوا گوشت تھا۔

✿ (ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ان الفاظ میں روایت کی ہے کہ "نبی کریم ﷺ کی پشت مبارک پر گوشت کا ابھار تھا۔" اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ان الفاظ سے روایت کی کہ "دونوں شانوں کے درمیان بلند گوشت تھا۔")
{تاریخ بخاری، بیہقی}

حضرت سلمان فارسی ... سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو نبی کریم ﷺ نے اپنی چادر اتاری اور فرمایا: "اسے دیکھو جس کی بابت تم سے کہا گیا ہے" تو میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان کبوتر کے انڈے کی مانند مہر نبوت ہے۔
{بیہقی}

ہرقل کے قاصد تنوخی سے روایت ہے۔ اس نے کہا کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے تنوخ کے بھائی! جس بات کا تجھے حکم دیا گیا ہے تو اس کی بجا آوری کر۔ تو میں نبی کریم ﷺ کی پشت کی طرف گیا تو میں نے شانے کے غضروف پر پچھنے لگی ہوئی جگہ کی مانند مہر نبوت کو دیکھا۔

ہشام کہتے ہیں راوی کا مطلب یہ ہے کہ جسم پر بند گھی کے استعمال سے ابھری ہوئی شکل بن جاتی ہے۔ اسی طرح مہر نبوت ابھری ہوئی تھی۔

﴿احمد بیہقی﴾

حضرت علی ... سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے نبی کریم ﷺ کے اوصاف کا ذکر فرماتے ہوئے کہا "آپ ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت تھی۔

﴿ترمذی بیہقی﴾

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ۔ سے روایت ہے کہ مہر نبوت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے شانے کے نچلے حصے کے غضروف (غضروف گوشت کے اس حصہ کو کہتے ہیں جس کے نیچے نرم ہڈی ہوتی ہے۔) میں سیب کی مانند تھی

﴿ترمذی﴾

علباء بن احمر رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوزید سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے قریب آؤ اور پشت پر ہاتھ پھیرو تو میں پاس آیا اور آپ کی پشت پر ہاتھ پھیرا اور انگلیوں کو مہر نبوت پر رکھ دیا تو لوگوں نے پوچھا: مہر نبوت کیسی تھی؟ تو انہوں نے بتایا کہ حضور نبی کریم ﷺ کے شانے کے پاس بہت سے بالوں کا گچھا تھا۔

﴿احمد ترمذی، حاکم، ابو یعلیٰ طبرانی﴾

حضرت سلمان فارسی ... سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے بائیں شانے کے غضروف کے پاس انڈے کے مانند مہر نبوت تھی اور اس کا رنگ وہی تھا جو سارے جسم کا رنگ تھا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت جابر بن عبداللہ ... سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے اپنی سواری پر اپنے پیچھے بٹھا لیا تو میں نے اپنے چہرے کو مہر نبوت پر رکھ دیا جس کی مشک جیسی خوشبو سے میں محظوظ ہوا۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت ابوزید بن اخطب ... سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کی پشت مبارک پر مہر نبوت کو دیکھا جو پیچھے لگے ہوئے ابھرے گوشت کی طرح تھی اور ایک روایت میں ہے کہ گویا انسان نے اپنے ناخن سے اس پر مالش کی ہے کہ یا مہر لگائی ہے۔

﴿طبرانی، ابن عساکر﴾

حضرت ابن عمر ... سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی پشت مبارک پر بادام کے مثل مہر نبوت تھی اس کی سطح گوشت پر تحریر تھا:

"محمد رسول اللہ (ﷺ)"

﴿ابن عساکر، حاکم تاریخ نیشاپور﴾

حضرت سلمان ... سے روایت ہے کہ آپ کے دونوں شانوں کے درمیان بیضہ کبوتر کے مانند ابھار تھا۔ باطنی سطح پر "اَللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ" لکھا ہوا تھا اور اس کے ظاہر پر

لکھا تھا: "توجہ حیث شئت فانک المنصور"

حضرت عباد بن عمرو ۔۔ سے روایت ہے کہ مہر نبوت بائیں شانے کے کنارے پر تھی گویا کسی گوسفند کا کاسہ زانو تھا اور نبی کریم ﷺ (بوجہ حیاء) مہر نبوت دکھانے کو پسند نہ فرماتے تھے۔

﴿طبرانی، ابو نعیم بطرق﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سیاہ مسہ کی مانند مہر نبوت تھی جس میں زردی کی جھلک تھی اور اس کے گرد گھنے بال تھے۔ جیسے کہ گھوڑے کی ایال۔

﴿ابن ابی خیثمہ فی تاریخ﴾

فائدہ:

مصنف کتاب امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: علمائے کرام اس سلسلہ میں کہ مہر نبوت کی ہیئت و مقام وغیرہ میں راویوں کا اختلاف ہے۔ فرماتے ہیں کہ اس اختلاف کو بنظر غائر اگر دیکھا جائے تو باہمی اختلاف کوئی بنیادی فرق موجود نہیں ہے مختلف روایتوں میں صرف تشبیہات یا امثال کا فرق ہے۔

ایک راوی نے اس کو بیضۂ کبک سے تشبیہ دی۔ ایک نے ایسے گوشت سے جس کو گولا کیا ہو یا جمع کیا گیا ہے سے مشابہہ بتایا۔ تیسرے راوی نے بیضہ کبوتر سے مشابہہ اس کو ٹھہرایا۔ کسی نے سیب سے تشبیہ دی اور کسی نے دل دار گوشت کے ابھار کو اس کا ہم شکل بتایا۔ بالوں کا اظہار بھی چونکہ ساتھ ساتھ مقصود تھا لہٰذا مینڈھی کے کاسہ زانو سے تشبیہ دی گئی۔ بایں ہمہ اختلافات روایات و تمثیلات و تشابہ کا مقصد صرف ایک ہے کہ لوگوں کے ذہن میں مہر نبوت کا تصور پیدا کر دیا جائے تا کہ لوگ تشبیہ سے اس کا اندازہ اور قیاس کر لیں اور اس کی ہیئت کے تصور سے محروم نہ رہیں۔

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ احادیث ثابتہ اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ مہر نبوت سرکار دو عالم ﷺ کے بائیں شانہ مبارک کے نیچے سرخ رنگ کی ایک ابھری ہوئی چیز تھی جن راویوں نے اس کی ہیئت کا چھوٹا پن ظاہر کیا تو انہوں نے اسکو بیضۂ کبوتر سے مشابہہ ہونا بیان کیا اور جس راوی نے اس کی جسامت کی بزرگی بیان کی ہے تو اس کو مٹھی کی جسامت کا سہارا لینا پڑا اور مٹھی کو اس کا مشبہ بہ قرار دیا۔

﴿امام قرطبی المفہم﴾

سہیلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صحیح یہ ہے کہ مہر نبوت رسول اللہ ﷺ کے بائیں شانے کی نرم ہڈی کے پاس تھی کیونکہ آپ ﷺ وسوسہ شیطان سے محفوظ تھے اور یہ جگہ شیطان کے داخل ہونے کی تھی۔

علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ مہر نبوت آپ کی پیدائش کے وقت موجود تھی یا بعد ولادت رکھی گئی؟ قائلین نے دوسرے قول کے ساتھ تمسک کیا۔ ان کا استدلال اس حدیث سے ہے جو رضاعت کے باب میں شداد بن اوس ۔۔ سے روایت ہے اور یہ بھی روایت میں آیا کہ مہر نبوت وفات کے وقت اٹھالی گئی جس کا ذکر بیان وفات میں ہم کریں گے۔

حضرت وہب بن منبہ ۔۔۔ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو اس شان کے ساتھ مبعوث

فرمایا کہ ان کے داہنے ہاتھ میں مہر نبوت ہوتی تھی۔ بجز ہمارے نبی کریم ﷺ کے کیونکہ آپ ﷺ کی مہر نبوت آپ ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان تھی۔

﴿حاکم، مستدرک﴾

آنکھوں کے معجزات

✿ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَ مَا طَغٰی ۝ ﴿سورۃ النجم﴾

ترجمہ: ''آنکھ نہ کسی طرف پھری نہ حد سے بڑھی۔''

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ تاریکی میں اس طرح دیکھتے تھے جس طرح تمام لوگ روشنی اور نور میں دیکھتے ہیں۔

﴿ابن عدی، بیہقی﴾

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ اندھیری اور سیاہ رات میں اسی طرح دیکھتے جیسے روشنی میں دیکھا جاتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کیا تمہارا خیال ہے کہ میں صرف سامنے ہی دیکھتا ہوں؟ خدا کی قسم! تمہارے رکوع اور سجدے مجھ سے مخفی نہیں ہیں، بے شک میں پیٹھ پشت سے بھی تم کو دیکھتا ہوں۔''

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''اے لوگو! میں تمہارا امام ہوں، تم مجھ سے پہلے رکوع اور سجدوں میں سبقت نہ کرو، بلاشبہ میں آگے اور پیچھے دونوں طرف سے دیکھتا ہوں۔''

﴿مسلم﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بے شک میں اپنی پشت کی طرف سے ایسا ہی دیکھتا ہوں جیسا کہ سامنے سے دیکھتا ہوں۔''

﴿عبدالرزاق، حاکم، بیہقی﴾

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''میں اپنی پشت کی طرف سے بھی تم کو دیکھتا ہوں۔''

﴿ابونعیم﴾

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے آیۂ کریمہ ''اَلَّذِیْ یَرٰکَ حِیْنَ تَقُوْمُ وَ تَقَلُّبَکَ فِی السّٰجِدِیْنَ'' ﴿سورۃ الشعراء﴾ کی تفسیر میں بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ اپنے پیچھے کی صفوں کو ایسے ہی دیکھتے جیسے اپنے سامنے کی طرف دیکھتے تھے۔

﴿ابن منذر فی التفسیر، بیہقی﴾

فائدہ:

علماء کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی یہ پس پشت بصارت دراصل ایک حقیقی مشاہدہ کی صلاحیت تھی جو بطور معجزہ آپ کو ودیعت فرمادی گئی تھی۔ اہل سنت والجماعت کا اس پر اجماع ہے کہ مشاہدہ کیلئے باعتبار روایت مقابل ہونا کوئی ضروری ولازمی شرط نہیں ہے اس نکتے سے علمائے کرام نے اس پر بھی اتفاق کیا ہے کہ "آخرت میں رویت الٰہی وقوع پذیر ہوگی اور رویت الٰہی محال وناممکن نہیں ہے۔"

ایک قول یہ بھی ہے کہ سرکار دوعالم ﷺ اپنی چشم پشت سے مشاہدہ کرتے تھے جو اہل جہاں کی نظروں سے پنہاں تھی۔ ایک دوسرا قول یہ ہے کہ سرکار دوعالم ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان دو آنکھیں سوئی کے ناکے کے مانند تھیں اور ان کے عمل دیکھنے میں کوئی کپڑا مانع تھا نہ کوئی دوسری چیز۔

نبی کریم ﷺ کے دہن اور لعاب دہن کے معجزات

حضرت وائل بن حجر سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ڈول میں پانی لایا گیا۔ آپ نے اس کا پانی پیا پھر کنویں میں کلی فرمادی جس کے بعد کنویں سے مشک جیسی خوشبو آنے لگی۔

﴿احمد، ابن عساکر، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت انس سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان کے گھر کے کنویں میں دہن مبارک کا لعاب ڈال دیا جب سے مدینہ طیبہ میں اس کنویں سے زیادہ شیریں پانی کسی جگہ کا نہ تھا۔

﴿ابونعیم﴾

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باندی رزینہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوم عاشورہ کو اپنے شیرخوار بچوں کو اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے شیرخوار بچوں کو بلایا اور ان کے دہنوں میں اپنا لعاب دہن ڈالا اور ان کی ماؤں سے فرمایا رات تک انہیں دودھ تک نہ پلانا۔ گویا ان کو رات تک دودھ کی ضرورت نہ ہوئی۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت عمیرہ بنت مسعود سے روایت ہے کہ وہ خود اور ان کی بہنیں نبی کریم ﷺ کے پاس بیعت کیلئے حاضر ہوئیں اور ہم پانچ بہنیں تھیں۔ تو انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کو قدید (یعنی سکھایا ہوا گوشت) کھاتے پایا۔ آپ نے چبایا ہوا تھوڑا سا قدید مجھ کو عنایت فرمایا۔ ہم سب نے اس میں سے بانٹ کر کھا لیا۔ پھر بھی وہ سب بہنیں مرتے وقت تک پائی گئیں کہ کسی کے منہ میں بھی بدبو نہ پائی گئی۔

﴿طبرانی﴾

حضرت ابوامامہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ ایک بدزبان عورت نبی کریم ﷺ کے پاس آئی۔ حضور نبی کریم ﷺ اس وقت قدید تناول فرمارہے تھے۔ اس عورت نے کہا: کیا آپ عنایت

فرمائیں گے؟ نبی کریم ﷺ نے اپنے برتن میں سے لے کر اس کی طرف بڑھایا۔ عورت نے کہا: مجھے نہ چاہیے بلکہ منہ کے اندر سے دیجئے لہٰذا حضور نبی کریم ﷺ نے دیا۔ اس نے منہ میں رکھا اور نگل گئی۔ اس کے بعد کبھی ناشائستہ بات اس عورت کی زبان سے کسی نے نہ سنی۔

﴿طبرانی﴾

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ کی سند کے ساتھ ابو عبیدہ نحوی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عامر بن کریز رضی اللہ عنہ اپنے پانچ سالہ بیٹے عبداللہ کے ساتھ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئے۔ نبی کریم ﷺ نے اس کے منہ میں اپنا لعاب دہن ڈال دیا جس سے ایسی کرامت ان کو ملی کہ وہ جس پتھر پر ضرب لگاتے پانی نکل آتا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت محمد بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے والد نے جمیلہ بنت عبداللہ بن ابی کو چھوڑ دیا تھا اور محمد بن ثابت ان کے حمل میں تھے جب محمد کی ولادت ہوئی تو جمیلہ نے قسم کھائی کہ وہ بچے کو دودھ نہ پلائے گی۔ نبی کریم ﷺ نے کھجور منگوا کر لعاب دہن اس کے منہ میں ڈال دیا اور روزانہ لانے کی ہدایت کی اور فرمایا اللہ اس کا رازق ہے۔

لہٰذا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ان کو دوسرے یا تیسرے دن لایا جاتا۔ اچانک عرب کی ایک خاتون ثابت بن قیس کو دریافت کرتی ہوئی آئی۔ میں نے اس سے مقصد دریافت کیا تو اس نے بتایا کہ آج رات میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں ثابت کے بیٹے کو جس کا نام محمد ہے دودھ پلا رہی ہوں۔ ثابت نے اسے بتایا کہ یہ میرا ہی نام ہے اور یہ میرا بچہ محمد ہے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابو جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس حضرت حسن رضی اللہ عنہ موجود تھے کہ انہیں پیاس لگی اور تشنگی بڑھتی ہی گئی، پانی اس وقت موجود نہ تھا۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے اپنی زبان مبارک ان کے منہ میں دے دی۔ انہوں نے اس کو چوسا حتیٰ کہ وہ سیراب ہو گئے اور تشنگی رفع ہو گئی۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ہمراہ جا رہے تھے کہ راستے کے ایک طرف سے حضرت حسن و حضرت حسین رضی اللہ عنہما کے رونے کی آواز سنی۔ وہ دونوں اپنی ماں کے ساتھ تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ تیز چل کر ان کے قریب پہنچے اور فرمایا یہ کیوں رو رہے ہیں؟ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا پیاسے ہیں پھر آپ نے پانی منگایا لیکن کہیں سے دستیاب نہیں ہوا۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے ایک بچے کو مانگا تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے بموجب ارشاد ایک بچے کو آپ کی گود میں دے دیا۔ آپ نے لے کر سینہ سے چمٹایا مگر وہ برابر چیختے رہے اور خاموش نہ ہوئے۔

بعد ازاں آپ نے زبان مبارک ان کے منہ میں دے دی وہ چوسنے لگے اور قرار آ گیا۔ اس کے بعد دوسرے بے قرار روتے بچے کو نبی کریم ﷺ نے طلب فرمایا اور ان کے ساتھ وہی عمل کیا حتیٰ کہ دوسرا فرزند بھی خاموش ہو گیا۔

﴿طبرانی، ابن عساکر﴾

نبی کریم ﷺ کے دندان مبارک

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے سامنے کے دونوں دانت کشادہ تھے، دوران کلام ان کے درمیان سے نور نکلتا محسوس ہوتا تھا۔

﴿مسند دارمی، ترمذی، بیہقی، طبرانی، ابن عساکر﴾

حضرت ابی قرصافہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے، میری ماں اور خالہ نے نبی کریم ﷺ سے بیعت کی، جب ہم لوٹ رہے تھے تو میری ماں اور خالہ نے کہا: "اے بیٹے! ہم نے نبی کریم ﷺ سے بہتر کسی شخص کو نہ دیکھا، آپ نظافت جسم، لطافت لباس، شیریں گفتار ہیں، باتیں کرتے وقت دہن مبارک سے گویا نور نکلتا ہے۔

﴿طبرانی﴾

نبی کریم ﷺ کا چہرہ انور

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ آپ ﷺ پر سلام بھیجتا ہے اور فرماتا ہے: اے میرے حبیب (ﷺ)! میں نے حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن کو کرسی کے نور کا لباس پہنایا۔

✿ (ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ سند مجہول ہے اور یہ حدیث منکر ہے۔)

﴿ابن عساکر﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں سحری کے وقت سی رہی تھی میرے ہاتھ سے سوئی گر گئی۔ بہت تلاش کی مگر نہ ملی۔ اتنے میں نبی کریم ﷺ داخل ہوئے تو آپ کے چہرہ انور کی روشنی سے سوئی نظر آ گئی پھر میں نے اس کا ذکر نبی کریم ﷺ سے کیا۔ آپ نے فرمایا: اے حمیرا! افسوس ہے، پھر فرمایا: افسوس ہے۔ (تین مرتبہ فرمایا) اس شخص پر جس نے نظر کو میرے چہرے کی طرف دیکھنے سے حرام کیا۔

﴿ابن عساکر﴾

نبی کریم ﷺ کی بغل مبارک:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دعا کے وقت اس قدر ہاتھ اٹھاتے دیکھا ہے کہ آپ کی بغل مبارک کی سفیدی نظر آ گئی تھی۔

﴿بخاری۔ مسلم﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب سجدہ کرتے تو آپ کے بغل کی سفیدی نظر آ جاتی۔

﴿ابن سعد﴾

رسول اللہ ﷺ کی خصوصیتوں میں سے ایک یہ ہے کہ آپ کے بغل کا رنگ جسم کے دوسرے رنگ سے مختلف نہ تھا حالانکہ تمام انسانوں کا مختلف ہوتا ہے۔

﴿طبرانی﴾

(قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ایسا ہی بیان کیا ہے اور اتنا اضافہ کے ساتھ کہ اس میں بال نہ تھے۔)

نبی کریم ﷺ کی فصاحت وبلاغت کا ذکر:

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! کیا وجہ ہے کہ آپ ﷺ ہم سے زیادہ فصیح ہیں۔ باوجود یکہ آپ ﷺ ہمارے درمیان سے کہیں تشریف بھی نہیں لے گئے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی لغت پرانی ہو کر ذہنوں سے محو ہو چکی تھی، اس کو حضرت جبرئیل علیہ السلام لائے اور مجھے یاد کرا گئے۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے بعض روایتوں میں منقول ہے کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا۔ "یارسول اللہ ﷺ! تا آخر حدیث" اور اس حدیث کو علمائے حدیث نے مسند بریدہ رضی اللہ عنہ سے کردیا ہے۔

﴿ابو احمد، ابن سعد، ابو نعیم، ابن عساکر﴾

محمد ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! ہم نے آپ سے زیادہ کسی کو فصیح نہ دیکھا، اس کا کیا سبب ہے؟ ارشاد فرمایا میرے لیے کون سی چیز فصاحت سے مانع ہوسکتی ہے جبکہ صورت حال یہ ہے کہ قرآن حکیم میری زبان اور "عربی مبین" کے ساتھ مجھ پر نازل ہوا۔

﴿شعب الایمان، ابن ابی الدنیا کتاب المطر، ابن ابی حاتم، خطیب تاریخ، ابن عساکر﴾

محمد بن عبدالرحمٰن زہری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا:

یارسول اللہ ﷺ! "اَیُدَالِکُ الرَّجُلُ اِمْرَاَتَهٗ" حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "نَعَمْ اِذَا کَانَ مُلْفَجًا" حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ! اس شخص نے آپ سے کیا کہا؟ اور آپ نے کیا جواب دیا؟ ہم نہیں سمجھ سکے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس نے دریافت کیا: "اَیُمَاطِلُ الرَّجُلُ اَهْلَهٗ" (ترجمہ: "شوہر اپنی بیوی کا کسی وقت قرض دار ہوتا ہے؟") تو میں نے جواب دیا: "نَعَمْ اِذَا کَانَ مُفْلِسًا" (ترجمہ: ہاں جب وہ نادار ہو۔) (جس کی بنا پر ان کے حقوق ادا کرنے میں تاخیر کرے۔)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میں عرب کے اکثر علاقوں میں گیا ہوں اور بڑے بڑے مدعیان فصاحت کے کلام سنے ہیں مگر کسی کا کلام بھی آپ ﷺ کی طرح فصیح میں نے نہیں سنا۔ اس پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "میرے رب نے مجھے سکھایا اور بنو سعد بن بکر میں میری ابتدائی پرورش اور تربیت ہوئی۔"

﴿ابن عساکر﴾

حضرت ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں عربوں میں سب سے زیادہ فصیح ہوں۔ میں قریش کی ایک محترم شاخ میں پیدا ہوا اور پھر بنوسعد میں میری پرورش ہوئی تو ظاہر ہے کہ میرے کلام میں عجمیت اور عامیانہ انداز اور بیگانہ پن کہاں سے در آئے گی۔

﴿طبرانی﴾

شرح صدر

- اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ ﴿سورہ الم نشرح﴾

ترجمہ: "کیا ہم نے آپ کا شرح صدر نہیں فرمایا؟"

ابراہیم بن طہمان رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے روایت ہے کہ میں نے حضرت سعد سے ارشاد باری تعالیٰ: "اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ" کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے مجھ سے یہ حدیث بیان کی۔ حضور نبی کریم ﷺ کے بطن کو آپ کے سینہ اقدس سے اسفل بطن تک چیر کر اس سے قلب اطہر کو نکالا گیا پھر اسے سونے کے طشت میں غسل دیا گیا اور اسے ایمان و حکمت سے بھر کر اس کی جگہ واپس رکھ دیا گیا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت انس سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک دن حضرت جبرئیل آئے اور آپ ﷺ بچوں کے ساتھ سیاحت فرما رہے تھے۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو پکڑ کر لٹا دیا، قلب کے پاس سے سینہ کو کھول کر دل نکالا اور پھر اس میں شگاف دیا اور جما ہوا کچھ خون نکالا اور کہا یہ آپ میں شیطان کا حصہ تھا، پھر سونے کے طشت میں آب زمزم کے ساتھ اسے غسل دیا پھر سے درست کر کے اس کے مقام پر رکھ دیا۔ آپ کے ساتھی بچے دوڑ کر آپ ﷺ کی دایہ والدہ حضرت حلیمہ کے پاس آئے اور کہا: "محمد ﷺ کو قتل کر دیا گیا۔" یہ سن کر وہ آئیں تو دیکھا کہ آپ ﷺ کا رنگ فق تھا۔ حضرت انس فرماتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کے سینہ اقدس پر شگاف کی سلائی کا اثر دیکھا تھا۔

- (احمد، دارمی اور حاکم نے روایت کی اور حاکم نے اسے صحیح کہا۔)

﴿احمد، مسلم﴾

حضرت عتبہ بن عبد سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں قبیلہ بنو سعد میں زیر پرورش تھا تو میں اپنے رضاعی بھائی کے ساتھ چراگاہ گیا ہم کھانا لے کر نہیں گئے تھے چنانچہ میں نے بھائی سے کہا والدہ سے کھانا لے آؤ۔ وہ چلا گیا اور میں بکریوں کے پاس ٹھہرا رہا، کچھ دیر کے بعد میرے سامنے گدھ کی مانند دو سفید پرندے آئے۔

ایک نے دوسرے سے پوچھا: "کیا یہ وہی ہے؟" اس نے جواب دیا: "ہاں۔" اب وہ دونوں بہت ہی نزدیک آ گئے اور جھپٹ کر مجھے پکڑ لیا، دونوں نے گدی کے بل مجھے لٹا دیا، میرا پیٹ چاک کیا، دل کو نکالا

اور اسے بھی چیرا اور اس سے دو سیاہ گوشت کے لوتھڑے نکالے اور ایک نے دوسرے سے کہا برف کا پانی لاؤ۔ انہوں نے برف سے میرے پیٹ کو دھویا پھر ٹھنڈے پانی سے میرے دل کو غسل دیا، پھر سکینہ میرے دل پر چھڑکا، پھر اسی کو سی دیا اور مہر نبوت اس پر لگا دی، پھر مجھ کو امت کے ایک ہزار آدمیوں سے وزن کیا۔ میں نے دیکھا کہ وہ او نیچے ہیں اور خیال ہوا، ان میں سے کوئی مجھ پر نہ گر پڑے، گویا میں ان سب سے زیادہ وزنی تھا، اس کے بعد دونوں نے کہا:

"اگر آپ ﷺ کا ساری امت کے ساتھ وزن کیا جائے تو یقیناً آپ ﷺ ان سب پر بھاری رہیں گے اور آپ کا ہی وزن زیادہ ہوگا۔"

اس کارروائی کے بعد وہ دونوں چلے گئے اور مجھ کو ڈر اور خوف کی حالت میں چھوڑ گئے، میں اپنی رضاعی ماں کے پاس پہنچا اور ان سے سارا ماجرا بیان کیا جس کو سن کر وہ پریشان ہو گئیں۔ انہوں نے دیکھا کہ میرے حالات عجیب و پہلو اختیار کر رہے ہیں۔ انہوں نے میرے لیے خدا سے پناہ مانگی، اونٹ پر کجاوہ رکھا، سوار ہوئیں، مجھے اپنی آغوش میں آگے بٹھایا اور ہم مکہ میں والدہ کے پاس پہنچ گئے۔ حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا نے کہا:

"میں آپ کی امانت سے دست کش ہوتی ہوں۔" اور تمام روداد جو مجھ پر بیتی تھی، سنائی جس کو میری والدہ سن کر کچھ بھی متاثر نہ ہوئیں۔ انہوں نے فرمایا: "بلاشبہ میں نے دیکھا ہے کہ مجھ سے نور برآمد ہوا جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے۔"

﴿بیہقی، طبرانی، ابونعیم﴾

حضرت معاذ بن معاذ بن ابی کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! امور نبوت میں کیا بات سب سے پہلے آپ ﷺ کو پیش آئی؟ ارشاد فرمایا: میں دس برس کی عمر میں صحرا کی طرف جا رہا تھا کہ یکا یک دو آدمیوں کو میں نے اپنے سر کے اوپر دیکھا، انہوں نے آپس میں پوچھا یہ وہی ہیں؟ دوسرے نے کہا: ہاں تو اس نے مجھ کو پکڑ لیا۔ اور آہستہ سے لٹا لیا پھر میرے بطن کو چاک کیا، اس کو غسل دیا پھر میرے سینے کو کھولا مگر مجھے قطعاً درد یا تکلیف محسوس نہ ہوئی پھر میرے قلب کو شگاف دیا گیا اور کہا اس کے اندر سے حسد و کینہ کو نکال دو۔ تو دوسرے شخص نے اس میں سے ایک لوتھڑا نکال کر پھینک دیا۔ آواز آئی! رافت و رحمت کو بھر دو تو انہوں نے چاندی کی مانند کوئی چیز داخل کی پھر ایک سفوف اس پر چھڑک دیا۔ اس کے بعد میرے انگوٹھے کو ہلایا اور کہا جاؤ چنانچہ میں اس حال میں واپس ہوا کہ بچپن میں میرے دل کے اندر غایت درجہ رحمت اور بڑا ہو جانے کے بعد بکمال رافت کے جذبات موجود تھے۔

✪ (ابونعیم نے اس مذکورہ بالا حدیث کے بارے میں کہا۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ اپنے آباء سے روایت کرتے ہیں اور نیز سن کے بیان میں منفرد ہیں۔ یعنی دس سال کی عمر صرف حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے۔)

﴿زوائد المسند، حاکم، ابن حبان، ابونعیم، ابن عساکر، الضیاء، المختارہ﴾

حضرت ابوذر سے روایت ہے۔ انہوں نے بیان کیا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ! آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نبی ہیں؟ فرمایا: میں بطحاء مکہ میں تھا کہ دو آنے والے آئے اور ان میں ایک تو زمین پر اتر گیا اور دوسرا زمین و آسمان کے درمیان رہا۔ ایک نے دوسرے سے کہا: ان کو ایک شخص کے ساتھ وزن کیا کرو تو اس نے میرا وزن کیا اور میں ان پر بھی وزنی رہا پھر کہا ان کو سو آدمیوں کے ساتھ وزن کرو تو اس نے میرا وزن کیا اور میں ان پر بھی وزنی رہا پھر کہا ایک ہزار آدمیوں کے ساتھ وزن کرو تو اس نے وزن کیا اور میں ان پر بھی بھاری رہا اور جو لوگ میرے ساتھ تولے گئے تھے وہ ترازو کے پلڑے سے مجھ پر گرنے لگے پھر ایک نے دوسرے سے کہا: ان کا بطن چاک کرو تو اس نے میرا بطن چاک کیا اور اس میں سے شیطان کے دخل کی چیز اور خون کا لوتھڑا نکال پھینکا، پھر کہا ان کے بطن کو اس طرح دھوؤ، جیسے برتن کو دھوتے ہیں اور ان کے قلب کو اس طرح غسل دو جیسے چادر کو دھوتے ہیں پھر ایک نے دوسرے سے کہا ان کے بطن کو سی دو، تو اس نے سی دیا اور میرے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت لگائی، جیسا کہ اس وقت موجود ہے اور دونوں چلے گئے اور گویا کہ میں مہر نبوت کو معائنہ کر رہا ہوں۔

﴿مسند دارمی، بزار، ابو نعیم، ابن عساکر﴾

یونس بن میسرہ حلبسی سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: فرشتہ سونے کا طشت میرے پاس لایا اور اس نے میرے بطن کو چاک کیا اور اس کو دھویا پھر سفوف چھڑک دیا اور کہا اب یہ دل مضبوط ہے اور جو چیز اس میں اترے گی اسے محفوظ رکھے گا۔ آپ ﷺ کی آنکھیں دیکھتی اور کان سنتے ہیں اور آپ محمد رسول اللہ المقفی اور الحاشر ہیں۔ آپ کا قلب سلیم ہے۔ آپ کی زبان صادق، نفس مطمئن، خلق مستقیم ہے اور آپ بہت بخشش کرنے والے ہیں (ﷺ)۔

﴿ابو نعیم﴾

ابن غنم سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس حضرت جبرئیل آئے اور آپ کا بطن اقدس چاک کیا اور کہا یہ دل مضبوط ہے اس کو میں دو کان ہیں جو سنتے ہیں، دو آنکھیں جو دیکھتی ہیں۔ محمد اللہ کے رسول، المقفی، الحاشر ہیں۔ آپ کی خلق مستقیم، آپ کی زبان صادق اور نفس مطمئن ہے۔ (ﷺ)

﴿مسند دارمی، ابن عساکر﴾

حضرت انس سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں اپنے گھر پر تھا کہ فرشتہ آیا اور چاہ زمزم پر لا کر میرا شرح صدر کیا، پھر آب زمزم سے غسل دیا پھر سونے کا طشت لائے جو ایمان و حکمت سے لبریز تھا پھر ان دونوں چیزوں کو میرے سینے میں داخل کیا۔ حضرت انس کہتے ہیں آپ شرح صدر کا اثر دکھایا کرتے تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: پھر مجھے وہ فرشتہ آسمان دنیا کی طرف لے گیا اور پھر معراج کی حدیث بیان فرمائی۔

﴿مسلم﴾

فائدہ:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہوسکتا ہے کہ شرح صدر ایک سے زیادہ مرتبہ ہوا ہو۔ ایک حلیمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں شیر خوارگی میں، دوسری مرتبہ بعثت کے وقت، تیسری مرتبہ شب معراج میں۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ شرح صدر کا واقعہ بہ زمانہ شیر خوارگی بہت سی سندوں کے ساتھ بیان کیا جا چکا ہے اور بعثت و اسراء کی حدیثوں میں بھی آئے گا کہ ان حدیثوں کی جمع و تحقیق سے یہی مستنبط ہوتا ہے کہ متعدد بار واقع ہوا ہے یعنی تین مرتبہ ہوا ہے اور جن علماء کرام نے دو مرتبہ واقع ہونا بیان کیا ہے ان میں سہیلی، ابن وحید اور ابن المنیر رحمہم اللہ ہیں اور جنہوں نے تین مرتبہ واقع ہونے کی تصریح کی ہے، ان میں ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور انہوں نے اس کی توجیہ کے سلسلے میں لطیف معنی پیدا کیے ہیں۔ وہ یہ کہ تین کی تطہیر میں مبالغہ مقصود ہے جس طرح شریعت میں تین مرتبہ دھونا شروع ہے اور اسے تین مختلف اوقات کے ساتھ مختص کرنا اس وجہ سے ہے تاکہ عہد طفولیت میں نشوونما وارتقاء کے دور میں وساوس خناس سے محفوظ رکھا جائے اور بعثت کے وقت شرح صدر اس لیے تھا کہ وحی کا لینا، اس کا پھیلانا اور زندگی کیلئے رہنما بنانا رسول اللہ ﷺ کیلئے آسان ہو جائے اور اسرار کے وقت شرح صدر کا مقصد مناجات کیلئے مستعد کرنا ہے۔ علماء کرام کا اس میں اختلاف ہے کہ شرح صدر کی خصوصیت آپ کیلئے تھی یا یہ عمل کسی اور نبی کیلئے بھی ہوا ہے؟

ابن منیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ "حضور نبی کریم ﷺ کیلئے شرح صدر ایک ابتلاء کی قبیل سے ہے جس طرح سیدنا حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ علیہ السلام آزمائے گئے بلکہ نبی کریم ﷺ کا شق صدر بار بار ہوتے اور اپنی حقیقی نوعیت سے آپ ﷺ پر طاری ہوتے نیز ماحول اور سن اور اجنبی تو واردوں کے ذریعہ اتفاق ہونے کے اعتبار سے بہت ہی اہم ہو جاتا ہے۔

نبی کریم ﷺ جماہی سے محفوظ تھے:

یزید بن الاصم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کو کبھی جماہی نہیں آئی۔

﴿تاریخ بخاری، ابن ابی شیبہ فی التصنیف، ابن سعد﴾

ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مسلمہ بن عبدالملک بن مروان رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے کبھی جماہی نہیں لی۔

سماعت مصطفیٰ ﷺ:

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور میں وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے، تم آسمان کے چرچرانے کی آواز نہیں سنتے اور آسمان کا چرچرانا درست ہے کیونکہ اس میں چند انگل بھی ایسی جگہ نہیں ہے، جہاں فرشتہ پیشانی رکھے سجدہ نہ کر رہا ہو۔

﴿ترمذی، ابن ماجہ، ابونعیم﴾

حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک روز صحابہ کرام کے درمیان تشریف فرما تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: تم سنتے ہو جس آواز کو میں سن رہا ہوں؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ہم تو کوئی آواز نہیں سن رہے ہیں۔ فرمایا: میں آسمان کے چرچرانے کی آواز کو سن رہا ہوں اور چرچرانے میں اس کو ملامت نہیں کیونکہ آسمان میں بالشت بھر جگہ ایسی نہیں جس پر فرشتے قیام و سجود نہ کر رہے ہوں۔

﴿ابو نعیم﴾

نبی کریم ﷺ کی آواز مبارک:

حضرت ہماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا تو آپ کے اس خطبہ کو تمام اجتماع کے آخر میں بھی پردہ دار عورتوں نے سنا

● (یعنی آپ ﷺ کی آواز مبارک اس دور دراز جگہ پر پہنچ گئی جہاں عورتیں بیٹھی تھیں۔)

﴿بیہقی، ابو نعیم﴾

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے نماز پڑھانے کے بعد رخ انور پھیر کر وعظ فرمایا تو اس وعظ کو بہت دور تک پردہ میں بیٹھی ہوئی عورتوں نے بھی سنا۔

﴿ابو نعیم﴾

حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ دوپہر کے وقت ہمارے پاس تشریف لائے اور بلند آواز سے ہمیں خطبہ دیا کہ پیچھے پردہ نشین عورتوں نے سنا۔

﴿ابو نعیم﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جمعہ کے دن منبر پر تشریف لائے اور لوگوں سے فرمایا: بیٹھ جاؤ تو آپ کی آواز حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے سنی، ابھی وہ بنی غنم میں تھے تو وہ وہیں بیٹھ گئے۔

﴿بیہقی، ابو نعیم﴾

حضرت عبدالرحمٰن بن معاذ تیمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں منیٰ میں خطبہ دیا تو ہمارے کان کھل گئے۔

ایک روایت میں اسی طرح آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے کان کھول دیئے تو جو کچھ نبی کریم ﷺ فرماتے تھے ہم اپنے گھروں میں بلا شک و شبہ اسے سنتے تھے۔

﴿ابن سعد، ابو نعیم﴾

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم آدھی رات کو خانہ کعبہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرأت کی آواز کو سنا کرتے تھے اور ہم اپنے مکانوں میں خاصے فاصلے پر ہوتے تھے۔

﴿ابن ماجہ، بیہقی﴾

نبی کریم ﷺ کی عقل مبارک

حضرت وہب بن منبہ ... سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے اکہتر کتابیں پڑھی تھیں۔ ان سب میں، میں نے پایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام لوگوں یعنی کل مخلوق، بنی آدم کو رسول اللہ ﷺ کے مقابلے میں، ایک ذرہ حقیر کے برابر فہم و دانش عطا فرمائی ہے۔ اس میں شبہ نہیں کہ نبی کریم ﷺ عقل و حکمت میں سب سے زیادہ ہیں۔

﴿ابونعیم حلیۃ الاولیاء، ابن عساکر﴾

نبی کریم ﷺ کا پسینہ مبارک

حضرت انس بن مالک ... سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے اور قیلولہ فرمایا۔ جب آپ کو پسینہ آیا تو میری والدہ ایک شیشی لائیں اور اس کو پونچھ کر جمع کرنے لگیں، اسی دوران آپ ﷺ کی آنکھ کھل گئی۔ آپ نے پوچھا: اے ام سلیم! تم یہ کیا کر رہی ہو؟ انہوں نے عرض کیا: میں آپ ﷺ کے پسینہ کو جمع کر رہی ہوں تاکہ ہم خوشبو کے طور پر استعمال کریں، کیونکہ یہ سب خوشبوؤں میں سب سے زیادہ لطیف خوشبو ہے۔

﴿مسلم﴾

حضرت انس ... سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے ہاں جا کر قیلولہ فرمایا کرتے تھے۔ وہ حضور نبی کریم ﷺ کیلئے بستر بچھا دیتیں اور حضور نبی کریم ﷺ کو پسینہ بہت آتا۔ ام سلیم رضی اللہ عنہا اس کو جمع کر لیا کرتیں۔

ایک روز حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اے ام سلیم (رضی اللہ عنہا)! کیا کر رہی ہو؟ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں پسینہ کو خوشبو کیلئے جمع کر رہی ہوں۔

﴿مسلم﴾

حضرت محمد بن سیرین ... حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ میرے ہاں چمڑے کے بستر پر قیلولہ فرمایا کرتے تھے جب آپ ﷺ کو پسینہ آتا تو میں اس کو سک (چند خوشبوؤں کا مرکب) میں ملا لیتی تھی۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت جابر بن عبداللہ ... سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ میں چند خصوصی علامتیں تھیں جب کوئی راستہ حضور نبی کریم ﷺ طے فرماتے تھے تو وہ جسم اطہر کی خوشبو سے مہک جاتا اور لوگ جان لیتے کہ آپ اس راہ سے گزرے ہیں اور کسی پتھر یا درخت کے پاس سے گزرتے تو وہ سجدہ کرتے۔

﴿مسند دارمی، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت انس ... سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے سامنے آنے سے پہلے ہی خوشبو سے ہم آپ کو پہچان لیتے تھے۔

﴿ابن سعد، ابونعیم﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مدینہ کے راہ گیر راستوں کی خوشبو سے جان لیتے کہ رسول اللہ ﷺ ادھر سے گزرے ہیں۔

﴿بزار، ابویعلیٰ﴾

حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کو رات کی تاریکی میں ہم ان کی خوشبو سے پہچان لیتے تھے۔

﴿مسند دارمی﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں سوت کات رہی تھی اور حضور نبی کریم ﷺ جوتا گانٹھ رہے تھے۔ آپ کی پیشانی پر پسینہ آ گیا، اس سے ایسا نور پیدا ہوا کہ میں حیران ہو گئی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے میرے چہرے سے اندازہ کر کے حیرانی کی وجہ سے پوچھی تو میں نے پسینہ اور نور کی کیفیت کا ذکر کرتے ہوئے کہا: ابوکبیر ہذلی کا یہ شعر آپ ﷺ پر صادق آتا ہے:

و مبرا من کل غبر حیضة و فساد مر ضعة وداء معضل

واذا نظرت الی اسرة وجهه برقت بروق العارض المتهلل

ترجمہ: "وہ ہر بچے ہوئے حیض اور دودھ پینے والی کے فساد اور جلد ہلاک کرنے والے مرض سے پاک ہے۔ اور جب تم اس کے چہرے کی شکنوں کو دیکھو گے تو وہ یوں چمکیں گی جیسے برسنے والے بادل کی بجلی چمکتی ہے۔"

پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے جوتا رکھ کر کھڑے ہوئے اور میرے پاس آ کر میری دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور فرمایا: "اللہ تعالیٰ تمہارا بھلا کرے مجھے یہ نہیں کہ تمہیں بھی ایسی خوشی ہوئی ہو جیسی اس وقت ہوئی ہے۔"

● (حضرت ابوعلی صالح بن محمد بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: مجھے معلوم نہیں کہ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ہشام بن عروہ رضی اللہ عنہ سے کوئی حدیث روایت کی ہو لیکن میں کہتا ہوں یہ حدیث حسن ہے کیونکہ حضرت محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو قبول کیا ہے۔)

﴿خطیب بغدادی، ابن عساکر، ابونعیم، دیلمی، بخاری﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ تمام لوگوں سے زیادہ حسین و خوب رو تھے۔ آپ ﷺ کے رنگ میں نورانی کیفیت تھی، اسی لیے صفت خواں ہمیشہ ماہ کامل سے آپ کے چہرے کو تشبیہ دیتے۔ آپ کے چہرے کا پسینہ موتی کے مانند اور خوشبو میں مشک جیسا تھا۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک شخص آیا اور عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں اپنی بیٹی کی شادی کر رہا ہوں، آپ اس میں میری مدد فرمائیں۔ آپ نے کہا اس وقت تو کچھ موجود نہیں ہے، لیکن تم کھلے منہ کی شیشی اور درخت کی ٹہنی لاؤ۔ وہ دونوں چیزیں لایا۔ نبی کریم ﷺ نے دونوں کلائیوں سے پسینہ پونچھ کر شیشی کو بھر دیا۔ آپ نے فرمایا اپنی بیٹی کو دو اور کہو کہ یہ لکڑی

شیشی میں ڈبو کر خوشبو لگائے چنانچہ لڑکی نے ایسے ہی کیا اور اس وجہ سے اس کے گھر کی شہرت "بیت المطیبین" (خوشبوؤں کا گھر) کے نام سے ہوگئی۔

﴿ابو یعلی، طبرانی، ابن عساکر﴾

بنی حریش کے ایک شخص سے روایت ہے کہ جب میں نے ماعز بن مالک کو سنگسار ہوتے دیکھا تو خوف کی وجہ سے میں لرزنے لگا، جب نبی کریم ﷺ کی نظر پڑی تو آپ نے مجھے چمٹا لیا اور آپ کے بغل کا پسینہ جو مشک کی خوشبو کی مانند تھا مجھ پر ٹپکنے لگا۔

﴿مسند دارمی﴾

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ جا رہا تھا کہ آپ نے فرمایا: میرے قریب آ جاؤ تو میں قریب ہو گیا اور ایسی تیز مہک اور لطیف خوشبو آپ کے جسم سے خارج ہو رہی تھی کہ مشک و عنبر کی خوشبو بھی ایسی نہ ہوتی۔

﴿بزار﴾

قد زیبائے رسول ﷺ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نہ طویل القامت تھے نہ پستہ قد بلکہ جب لوگوں کے ہمراہ ہوتے تو آپ ﷺ کا قد ان سب پر طویل اور اونچا معلوم ہوتا، اگرچہ آپ کے اطراف جانب طویل القامت اشخاص ہوتے مگر بایں ہمہ آپ ﷺ ان سے اونچے نظر آتے۔

مذکورہ بالا حدیث کو ابن سبع رحمۃ اللہ علیہ نے "الخصائص" میں اس قدر اضافہ کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کا شانہ مبارک مجلس میں تمام بیٹھنے والوں سے اونچا نظر آتا۔

﴿بیہقی، ابن خیثمہ فی التاریخ، بغوی، ابن عساکر﴾

نبی کریم ﷺ کے جسم اطہر کا سایہ نہ تھا:

حضرت ذکوان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کا سایہ دھوپ میں نظر آتا نہ شعاع ماہ میں۔

﴿ترمذی﴾

ابن سبع رحمۃ اللہ علیہ نے حضور نبی کریم ﷺ کی خصوصیات کے بیان میں کہا کہ آپ کا سایہ دھوپ اور چاندنی راتوں میں اس وجہ سے نہ ہوتا کہ آپ ﷺ سراپا نور تھے۔

بعض علماء کرام نے کہا اس کی شاہد یہ حدیث شریف ہے جس میں نبی کریم ﷺ کی اس دعا کا ذکر ہے "واجعلنی نورا" (ترجمہ: اے رب! مجھ کو سراپا نور بنا دے۔)

نبی کریم ﷺ کے جسم اطہر پر مکھی نہیں بیٹھی تھی:

نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے جسم اقدس پر مکھی نہ بیٹھی تھی۔

﴿کتاب الشفاء، عزفی، العوفی﴾

حضرت ابن سبع رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ان لفظوں سے بیان کیا کہ حضور نبی کریم ﷺ کے کپڑوں پر بھی

تھی نہ بغض تھی اور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں اتنا زیادہ کیا کہ جوں آپ ﷺ کو نہ کاٹتی تھی (یعنی کپڑوں میں جوں نہ پڑتی تھی۔)

﴿ابن سبع الخصائص﴾

نبی کریم ﷺ کے موئے مبارک:

عبد الحمید بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جنگ یرموک کے موقع پر ٹوپی اوڑھے ہوئے تھے۔ (اتفاق سے وہ کہیں گر گئیں۔) آپ نے اسے تلاش کر کے حاصل کیا اور فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے عمرہ کر کے حلق کیا تو لوگوں نے بالوں کے حاصل کرنے میں جلدی کی اور میں ان کے حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ ان بالوں کو میں نے اس ٹوپی میں محفوظ کر لیا تھا اور تمام جہادوں میں اس ٹوپی کا استعمال کیا حتیٰ کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے ہر حالت اور ہر موقع پر فتح ونصرت عطا فرمائی۔

﴿سعید بن منصور، ابن السکن، ابو یعلیٰ، حاکم، بیہقی، ابو نعیم﴾

نبی کریم ﷺ کا خون اطہر:

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ پچھنے لگوا رہے تھے، جب فارغ ہوئے تو فرمایا: اے عبداللہ! اس خون کو لے جاؤ اور کسی ایسے مقام پر رکھ دو کہ کوئی نہ دیکھے۔ میں خون کو لے گئے اور پی لیا۔ واپس آیا تو آپ نے دریافت کیا: عبداللہ! خون کا کیا کیا؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں نے اسے پوشیدہ جگہ رکھا ہے کہ وہ ہمیشہ لوگوں سے مخفی رہے گا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے جواب دیا: میرا خیال ہے تم نے اسے پی لیا ہے۔ میں نے عرض کیا ہاں۔ ارشاد فرمایا: تم سے لوگوں کیلئے افسوس ہے اور لوگوں سے تمہارے لیے افسوس ہے۔ (صحابہ کرام کا خیال تھا کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی طاقت وقوت کا سبب یہی خون رسول اللہ ﷺ ہے۔)

﴿بزار، ابو یعلیٰ، طبرانی، حاکم، بیہقی﴾

نبی کریم ﷺ کے قدم مبارک

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ زمین پر پورا قدم رکھ کر چلتے اور آپ ﷺ کا نقش قدم ناتمام نہ رہتا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کا نقش قدم ناتمام نہ رہتا کیونکہ آپ ﷺ پورا قدم رکھ کر چلتے۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے قدم مبارک کی انگشت کوچک (چھوٹی انگلی) دوسری انگلیوں سے بلند تھی۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قریش ایک کاہن کے پاس گئے اور اس سے کہا: ہمیں بتاؤ کہ ہمارے اندر کون شخص صاحب نبوت ہو سکتا ہے؟ اس نے جواب دیا: زمین کو اپنی چادر سے صاف اور بے نشان کر کے اس پر چلو میں نقش قدم کو دیکھ کر بتا دوں گا تو انہوں نے زمین کو صاف کیا پھر اس پر چلے تو کاہن نے نبی کریم ﷺ کے نشان قدم کو دیکھ کر کہا یہ شخص نبوت کا زیادہ مستحق ہے۔ اس کے بعد وہ انتظار کرتے رہے چنانچہ تقریباً بیس سال بعد نبی کریم ﷺ نے اعلان نبوت فرمایا۔

﴿مسند احمد﴾

نبی کریم ﷺ کی رفتار کا اعجاز:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ اور میں ایک جنازے کے ساتھ جا رہے تھے جب میں قدم بڑھاتا تو نبی کریم ﷺ حسب معمول مجھ سے سبقت لے جاتے، میرے برابر جو شخص چل رہا تھا میں نے اس سے کہا: بلاشبہ نبی کریم ﷺ کے قدموں کے نیچے زمین لپٹتی ہوتی ہے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت یزید بن مرثد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ جب چلتے تو آپ ﷺ کی رفتار تیز ہوتی تھی کہ آپ کے پیچھے لوگ دوڑنے پر مجبور ہو جاتے۔

﴿ابن سعد﴾

نبی کریم ﷺ کے خواب اور سونے کی کیفیت:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ وتر پڑھنے سے پہلے سو جاتے ہیں۔ جواب دیا: اے عائشہ! میری آنکھیں بند ہوتی ہیں اور میرا دل نہیں سوتا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری آنکھ سوتی اور میرا دل جاگتا رہتا ہے۔

﴿ابو نعیم﴾

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم نے فرمایا: انبیاء کرام علیہم السلام کی آنکھیں سوتی ہیں اور ان کا دل جاگتا ہے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: گروہ انبیاء کی آنکھیں سوتی ہیں اور ہمارے دل بیدار رہتے ہیں۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میری آنکھ سوتی تھی اور میرا دل نہیں سوتا۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی چشم مبارک سویا کرتی اور دل بیدار رہا کرتا تھا۔

﴿ابو نعیم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں یہودیوں کی ایک جماعت آئی تو آپ نے فرمایا۔ میں تمہیں اس رب کی قسم دیتا ہوں جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل فرمائی، کیا تم شناخت کرتے ہو یہ نبی ہیں ان کی آنکھیں سوتی ہیں اور دل بیدار رہتا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: "بخدا! درست ہے۔" فرمایا: اے خدا تو شاہد رہنا۔

﴿ابو نعیم﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی چشم ہائے مبارک سوتی تھیں اور آپ کا قلب اطہر جاگتا تھا۔

﴿حاکم﴾

نبی کریم ﷺ کی قوت مبارکہ

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ دن اور رات کی ایک ساعت میں تمام ازواج مطہرات پر دورہ کر لیتے تھے اور ان کی تعداد گیارہ تھی۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا آپ میں اتنی طاقت تھی؟ انہوں نے جواب دیا: ہم آپس میں کہا کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ کو تیس مردوں کی طاقت دی گئی تھی۔

﴿بخاری﴾

حضور نبی کریم ﷺ کی لونڈی سلمیٰ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ ایک شب میں نو ازواج پر دورہ فرمایا کرتے تھے۔

﴿ابن سعد﴾

عبیداللہ بن موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حضرت صفوان بن سلیم رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حضرت جبرئیل علیہ السلام میرے پاس ایک ہانڈی لائے، میں نے اس میں سے کھایا تو مجھ کو چالیس مردوں کے برابر قوت مجامعت مل گئی۔ (اس روایت کو غریب کہا گیا ہے۔)

﴿ابن سعد﴾

ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے بروایت حضرت سلام بن سلیمان مخلی رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے حضرت ضحاک رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی لیکن سند مرسل ہونے کے باوجود منکر ہے اور یہ سند کمزور ہے۔

موسیٰ بن محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد کے ذریعہ بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مجھ میں عام لوگوں سے طاقت مجامعت کم تھی پھر اللہ تعالیٰ نے (بذریعہ فرشتہ) ایک ہانڈی کے گوشت کے ذریعہ وہ قوت عطا فرما دی کہ جب میں ارادہ کرتا ہوں تو اس قوت کو محسوس کرتا ہوں۔

﴿ابن سعد، واقدی﴾

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا، مجھے واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے خبر دی اور انہوں نے ایک سلسلہ رواۃ کے ناموں کے بعد ہی (مذکورہ بالا) حدیث کی مانند روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس ہانڈی نازل کی گئی، میں نے اس میں سے کھایا یہاں تک کہ میں سیر ہو گیا اور جب سے کھایا ہے جس گھڑی چاہتا ہوں ازواج کے پاس چلا جاتا ہوں۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت مجاہد اور حضرت طاؤس رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو چالیس مردوں کے برابر طاقت جماع دی گئی تھی۔

﴿ابن سعد﴾

حارث بن ابو اسامہ رضی اللہ عنہ، حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو جماع اور چالیس جنت کے مردوں کے مساوی قوت دی گئی اور حضرت حارث رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے ذریعہ روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ گرفت اور نکاح میں چالیس مردوں کی طاقت مجھے دی گئی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مجھے سب لوگوں پر چار باتوں میں فضیلت دی گئی۔ سخاوت، شجاعت، کثرت جماع اور دشمن پر قابو پانا۔''

﴿طبرانی، اسماعیلی، ابن عساکر﴾

نبی کریم ﷺ احتلام سے محفوظ تھے:

عکرمہ رضی اللہ عنہ بسند مجاہد حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو کبھی احتلام نہیں ہوا چونکہ احتلام شیطان کے اثر سے ہوتا ہے۔

﴿طبرانی، دینوری، مجالست﴾

نبی کریم ﷺ کے بول و براز کا بیان:

حسین بن علوان رضی اللہ عنہ ہشام رضی اللہ عنہ اور حضرت عروہ رضی اللہ عنہ، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب بیت الخلاء تشریف لے جاتے تو اس کے فوراً بعد میں وہاں جاتی تو بجز خوشبو کے کچھ بھی نہ پاتی۔ میں نے اس کا ذکر نبی کریم ﷺ سے کیا تو آپ نے فرمایا: ''تم واقف نہیں ہو، ہمارے اجسام کی نشو و نما جنتی ارواح پر ہوتی ہے اور جو چیز ہمارے جسموں سے خارج ہوتی ہے اسے زمین نگل لیتی ہے۔''

(بیہقی نے کہا یہ حدیث ابن علوان رحمۃ اللہ علیہ کی موضوعات میں سے ہے۔)

﴿بیہقی﴾

فائدہ:

مصنف کتاب حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا خیال درست نہیں کیونکہ یہ حدیث ایک اور سند سے بھی روایت ہے جو ابو نعیم، ابو بکر محمد امام سعد رحمہم اللہ چار سلسلہ

رواۃ کے ذریعہ بیان ہوئی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی ﷺ! آپ رفع حاجت کیلئے تو جاتے ہیں مگر ہم نے بول و براز کا اثر نہیں دیکھا؟ ارشاد فرمایا: "تم کو کیا خبر کہ انبیاء علیہم السلام کا اخراج زمین نگل لیتی ہے اس کے نظر آنے کا سوال ہی نہیں۔"

(اس حدیث کو ای سند کے ساتھ ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی روایت کیا ہے۔)

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اس حدیث کی ایک تیسری سند اور بھی ہے جو محمد، علی، ذکریا، شباب، عبدالکریم اور ابوعبداللہ رحمہم اللہ اور (باندی عائشہ رضی اللہ عنہا) کے لیلے سات واسطوں سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تک پہنچی ہے۔ متن اس حدیث کا بھی وہی ہے۔

اسی متن سے ملتی جلتی روایت وہ ہے جس کو حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "مستدرک" میں بیان کیا ہے اور یہ چوتھی سند ہے جو قلعہ، محمد، موسیٰ، ابراہیم، اسماعیل رحمہم اللہ اور (باندی عائشہ رضی اللہ عنہا) لیلے رضی اللہ عنہا چھ واسطوں سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تک پہنچی ہے۔ اس کا متن بھی الفاظ کے معمولی فرق کے ساتھ وہی ہے۔ یعنی ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قضائے حاجت کیلئے داخل ہوئے اس کے بعد میں گئی تو میں نے وہاں کچھ نہ دیکھا بجز مشک کی خوشبو پائی۔ اس پر میں نے عرض کیا: یا نبی اللہ ﷺ! میں نے تو بیت الخلاء میں کچھ نہ دیکھا؟ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "ہمارے یعنی گروہ انبیاء علیہم السلام کے بارے میں زمین کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اسے چھپا لے۔"

اس حدیث کی پانچویں سند وہ ہے جو وہ یہ ہے کہ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے "الافراد" میں کہا کہ ہم سے حضرت محمد بن سلیمان باہلی ... نے ان سے حضرت محمد بن حسان اموی رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے حضرت عبدہ بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے حضرت ہشام بن عروہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے ان کے والد نے ان سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں نے آپ ﷺ کو بیت الخلاء جاتے دیکھا پھر آپ کے بعد میں گئی تو میں نے خارج ہونے والی چیز کا کوئی نشان تک نہ دیکھا؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ (رضی اللہ عنہا)! تم نہیں جانتیں۔ اللہ تعالیٰ نے زمین کو حکم دیا ہے کہ انبیاء علیہم السلام سے جو فضلہ خارج ہو وہ اسے نگل جائے۔ سند کے اعتبار سے یہ حدیث اعلیٰ ہے۔

ابن دحیہ رحمۃ اللہ علیہ نے الخصائص میں اس سند کو لانے کے بعد فرمایا: یہ سند ثابت ہے۔ محمد بن حسان بغدادی رحمۃ اللہ علیہ ثقہ اور صاحب الحفظ ہیں اور عبدہ رحمۃ اللہ علیہ شیخین (بخاری و مسلم) کے راویوں میں سے ہیں۔

اس حدیث کی چھٹی سند مرسل بھی ہے۔ وہ یہ کہ حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے عبدالرحمٰن بن قیس زعفرانی رحمۃ اللہ علیہ کی سند کے ساتھ عبدالملک بن عبداللہ بن ولید رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے حضرت ذکوان رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ کا سایہ آفتاب میں دیکھا جاتا نہ چاندنی روشنی میں اور قضائے حاجت کا نشان بھی نہ ہوتا تھا۔

(اس حدیث کے ساتویں حصے کی بحث جنات کے وفد کے باب میں آئے گی۔)

نبی کریم ﷺ کے بول سے شفائے امراض:

حسن بن سفیان رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات میں گھر کے ایک گوشے میں رکھے ہوئے پیالے کی جانب گئے اور اس میں بول فرمایا۔ پھر رات میں مجھے پیاس لگی، میں اٹھی اور پیالے میں جو کچھ تھا وہ پی لیا۔ صبح کو اتفاقاً رات کی بات کا میں نے ذکر کیا، جس پر آپ ﷺ نے تبسم فرمایا اور فرمایا: آج سے تمہارے پیٹ میں کوئی بھی بیماری یا شکایت نہ ہوگی۔

﴿ابو یعلیٰ، حاکم، دار قطنی، ابو نعیم﴾

عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ نے ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا مجھے معلوم ہوا ہے کہ نبی کریم ﷺ لکڑی کے پیالے میں پیشاب کرتے تھے پھر اسے چارپائی کے نیچے رکھ دیا جاتا تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور دیکھا کہ پیالے میں کچھ نہیں ہے تو آپ نے برکت نامی عورت سے فرمایا: (یہ عورت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی خادمہ تھی اور اس کو وہ اپنے ساتھ حبشہ سے لائی تھی۔) پیالے کے اندر کا پیشاب کیا ہوا؟ اس نے بتایا میں نے پی لیا۔

آپ نے فرمایا: تم ہمیشہ کیلئے تندرست ہو گئیں اے ام یوسف! (اس خادمہ کی کنیت تھی۔) تو وہ کبھی بیمار نہ ہوئیں بصرف مرض الموت ان کو لاحق ہوا۔ ابن دحیہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا یہ واقعہ ام ایمن رضی اللہ عنہا کے علاوہ ہے۔

حسن مصطفیٰ ﷺ

حضرت براء سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ لوگوں میں سب سے زیادہ حسین و خوب رو اور خلق میں سب سے احسن اور میانہ قد تھے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت براء سے روایت ہے کہ ان سے کسی نے دریافت کیا: ”نبی کریم ﷺ کا چہرہ انور شمشیر کی مانند تھا؟“ حضرت براء نے جواب دیا: ”نہیں بلکہ قمر کی مانند تھا۔“

﴿بخاری﴾

حضرت جابر بن سمرہ سے روایت ہے۔ ان سے کسی نے پوچھا: ”کیا نبی کریم ﷺ کا چہرہ انور طویل تھا؟“ کہا نہیں بلکہ چاند و سورج کی مانند مستدیر تھا۔

﴿مسلم﴾

حضرت جابر بن سمرہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو چاندنی رات میں دیکھا ہے۔ آپ ﷺ سرخ لباس میں تھے تو کبھی میں آپ کو دیکھتا اور کبھی چاند کو تو بلاشبہ آپ میری آنکھوں کو

چاند سے زیادہ حسین معلوم ہوئے۔

﴿مسند دارمی، بیہقی﴾

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ جب خوش ہوتے تو چہرۂ انور چمک اٹھتا گویا کہ وہ چاند کا ٹکڑا ہے اور ہم اس بات کو آپ کی شادمانی کی علامت سمجھتے۔

﴿بخاری﴾

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ آپ نے فرمایا: نبی کریم ﷺ کا چہرہ چاند کی مانند دائرہ (یعنی گول) تھا۔

﴿ابونعیم﴾

ابو اسحاق رضی اللہ عنہ نے ایک ہمدانی عورت رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے۔ اس نے کہا میں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ حج کیا ہے۔ میں نے اس سے پوچھا: آپ ﷺ کی مشابہت کیسی تھی؟ اس نے جواب دیا: چودھویں رات کے چاند کے مانند، میں نے کسی کو آپ کی مانند پہلے دیکھا نہ بعد میں۔

﴿بیہقی﴾

ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ ہمارے لئے رسول اللہ ﷺ کے اوصاف بیان فرمایئے۔ انہوں نے کہا اگر تم نبی کریم ﷺ کو دیکھتے تو کہتے کہ سورج نے طلوع کیا ہے۔

﴿مسند دارمی، بیہقی، طبرانی، ابونعیم﴾

حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ ان سے کسی نے پوچھا: ہمیں نبی کریم ﷺ کے بارے میں کچھ بتایئے۔ انہوں نے کہا آپ ﷺ سفید اور ملیح چہرے والے تھے۔

﴿مسلم﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: نبی کریم ﷺ لوگوں میں میانہ قد تھے، کھلتا ہوا رنگ، سیاہ نہ سفید، موئے مبارک گھنے تھے نہ چھدرے، لٹکے ہوئے تھے نہ گھونگھریالے بلکہ ایسے تھے جیسے کنگھی کر کے بنائے گئے ہوں۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ایسے سفید تھے کہ اس میں سرخی کی جھلک تھی۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے زیادہ خوبصورت کسی کو نہ دیکھا۔ محسوس ہوتا تھا کہ آپ ﷺ کے چہرۂ انور میں آفتاب رواں ہے اور میں نے رفتار میں کسی کو حضور نبی کریم ﷺ سے زیادہ تیز رو نہ دیکھا گویا کہ زمین آپ ﷺ کیلئے لپیٹی گئی ہو۔ ہم آپ کے ساتھ چلنے کے دوران کوشش کرتے اور آپ ﷺ کی عام رفتار بے پروائی کے ساتھ ہوتی۔

﴿ابن سعد، ترمذی، بیہقی﴾

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ ہر نبی کو حسن خلق، حسن صورت اور حسن آواز کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ آخر کار اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی کریم ﷺ کو مبعوث فرمایا تو آپ ﷺ کو بھی حسن اخلاق، جمال صورت اور دل پذیر آواز سے نوازا۔
{ابن سعد، ابن عساکر}

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے کبھی کسی نبی کو مبعوث نہ فرمایا مگر یہ کہ وہ خوب رو، صاحب حسب و نسب اور خوش آواز ہوتا اور بلاشبہ تمہارے نبی ﷺ خوب رو، نجیب و شریف اور دل نشین آواز والے تھے اور یہ تمام خوبیاں آپ میں بدرجہ کمال موجود تھیں۔
{ابن عساکر}

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے نبی کریم ﷺ سے زیادہ بہادر، سخی اور خوبصورت نہیں دیکھا۔
{مسند دارمی}

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی کریم ﷺ کا دہن کشادہ، چشمان مبارک میں سرخی کی جھلک اور چہرے کی دونوں ایڑیوں پر گوشت اور بھری ہوئی تھیں۔
{مسلم}

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: نبی کریم ﷺ کی چشم ہائے مبارک بڑی بڑی تھیں۔ جن میں سرخی کی جھلک تھی اور آپ کی مژگاں (پلکیں) دراز تھیں۔
{بیہقی}

حلیہ مصطفیٰ ﷺ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: نبی کریم ﷺ میانہ قد تھے سر کے بال نہ گھنگریالے نہ سیدھے ہوئے، چہرے کا گوشت نرم اور لٹکا ہوا نہ تھا اور چہرے میں گولائی تھی۔ رنگ نکھرا ہوا، کشادہ پیشانی، مژگاں سیاہ دراز، جسم و اعضاء کی ہڈیاں چوڑی پر گوشت، شانے چوڑے، جسم پر بال نہ تھے البتہ سینہ تا ناف ایک بالوں کی لکیر تھی، دونوں ہتھیلیاں اور قدم قوی و مضبوط تھے، انگلیاں فربہ تھیں، پورا قدم رکھ کر قوت کے ساتھ چلتے گویا فراز سے نشیب میں آ رہے ہیں، التفات بے دلی سے نہ ہوتا اور دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت تھی۔
{ترمذی، بیہقی}

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک اور سند کے ساتھ انہی سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا: نبی کریم ﷺ کی پیشانی مبارک چوڑی اور پلکیں لمبی تھیں۔ (طیالسی اور ترمذی رحمہم اللہ نے اسے روایت کر کے صحیح کہا ہے۔)
{بیہقی}

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: نبی کریم ﷺ طویل القامت تھے نہ پست قد، آپ کا سر مبارک بڑا اور ریش مبارک بھی بڑی تھی، ہاتھ اور پاؤں کی انگلیاں فربہ اور جوڑ مضبوط تھے

اور ہڈیوں کے سرے یعنی گھٹنے، کہنی اور مونڈھے چوڑے اور مضبوط تھے۔

﴿ترمذی﴾

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کلائیاں چوڑی اور دونوں شانوں کے درمیان فاصلہ تھا اور آپ کی پلکیں دراز تھیں۔ آپ ﷺ بازاروں میں شور مچانے والے، فحش گو اور فضول بات کہنے والے نہ تھے۔ کسی کے روبرو ہوتے یا پشت پھیرتے دونوں صورتوں میں پوری طرح عمل فرماتے تھے۔

﴿طبرانی، احمد، بیہقی﴾

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی داڑھی مبارک سیاہ تھی اور دندان مبارک حسین تھے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت انس سے روایت ہے کہ ان سے کسی نے پوچھا: کیا رسول اللہ ﷺ پر بڑھاپا آیا تھا؟ انہوں نے جواب دیا: "اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ پر بڑھاپے کا عیب نہ لگایا۔ آپ ﷺ کی ریش مبارک میں بس سترہ یا اٹھارہ بال سفید تھے۔

﴿ترمذی﴾

حضرت براء سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کا قد میانہ اور دونوں شانوں کے درمیان فاصلہ تھا اور سر کے بال کانوں کی لو تک پہنچتے تھے۔ بہرحال آپ ﷺ سے زیادہ حسین میں نے کسی کو نہ دیکھا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

محرش کعبی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا حضور نبی کریم ﷺ نے مقام جعرانہ سے رات کے وقت عمرہ کی نیت کی، اچانک میری نظر آپ ﷺ کی پشت مبارک پر پڑی تو وہ گویا کہ سیم پارہ تھی۔ (یعنی چاندی کی ڈلی کی طرح روشن)

﴿احمد، بیہقی﴾

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے شکم مبارک کو (بغور) نہیں دیکھا مگر مجھے یاد ہے کہ وہ کاغذ کی تہوں کی مانند تھا۔ (یعنی بہت زیادہ شکنیں پڑی ہوئی تھیں۔)

﴿طبرانی، ابن سعد، طبرانی، عن حسن﴾

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ایسے گورے تھے گویا چاندی سے بنائے گئے تھے اور آپ کے بال گھونگریالے تھے۔ نکلے ہوئے شکم ہموار، شانوں کی ہڈیاں چوڑی اور چلنے کے دوران قدم جما کر چلتے۔ اصحاب کے حلقے میں پورے طور پر روبرو ہوتے اور جب رخ تبدیل فرماتے تھے تو پورے طور پر فرماتے تھے۔

﴿ترمذی، بیہقی﴾

حضرت انس سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کا سر مبارک اور پاؤں مبارک بڑے

(بڑے) اور کف دست (ہتھیلیاں) کشادہ تھے۔

{بخاری}

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے قدم بڑے اور چہرہ زیبا ایسا تھا کہ میں نے کسی دوسرے کا نہ دیکھا۔

{بخاری}

حضرت میمونہ بنت کردم رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا ہے اور میں آپ کے انگوٹھے سے متصل انگلی کی درازی کو نہیں بھولی ہوں۔

{طبرانی، بیہقی}

بلعدویہ کے ایک مولیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا ہے۔ آپ ﷺ خوبصورت متناسب جسم، چوڑی پیشانی، کھڑی بلند ناک اور باریک ابرو والے شخص تھے اور میں نے دیکھا تھا کہ آپ کی گردن کے پاس سے ناف تک بالوں کی لکیر تھی۔

{ترمذی}

حضرت علی سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نہ طویل القامت تھے نہ پستہ قد بلکہ قدرے درازی مائل جسم تھا اور ہاتھوں اور پیروں کی ہتھیلیاں بھری ہوئی، سینہ سے ناف تک بالوں کی لکیر تھی۔ آپ ﷺ کا پسینہ موتی کی مانند ہوتا اور جب چلتے تو جھکے ہوئے معلوم ہوتے گویا ڈھلوان سے اتر رہے ہیں۔

{ترمذی}

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طویل قامت نہ تھے اور نہ درمیانہ قد سے نیچے نہ تھے مگر لوگوں کے ساتھ ہوتے تو دراز قد نظر آتے۔ آپ ﷺ کا گورا رنگ اور سر مبارک بڑا تھا، رنگ و روپ روشن و چمکدار تھا، پلکیں باریک اور ابرو کشادہ، ہاتھوں کی ہتھیلیاں بھری ہوئیں اور دراز تھیں۔ روانگی کے دوران قوت سے قدم بڑھاتے جیسے نشیب میں اتر رہے ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشانی پر پسینہ موتیوں کی مانند ہوتا اور میں نے آپ ﷺ کو دیکھنے سے پہلے یا بعد آپ ﷺ کا ہمسر نہ دیکھا۔

{بیہقی}

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رنگ شفاف اور رسول اللہ ﷺ کا پسینہ موتی کی مانند تاباں تھا۔ آپ جس وقت چلتے تو اس طرح چلتے کہ جھکے ہوئے معلوم ہوتے تھے۔

{مسلم}

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ حضور نبی کریم ﷺ میانہ قد کے لوگوں میں حسین ترین تھے، قد کسی قدر طویل تھا، دونوں شانوں کے درمیان فاصلہ تھا، رخسار مبارک نرم و دراز، بال خوب سیاہ، آنکھیں سرمگیں، پلکیں دراز تھیں، قدم ہموار تھے، پیروں کے تلووں میں گڑھا نہ تھا، جب

شانوں پر چادر ڈال لیتے تو پھر آپ ﷺ کا سراپا جسم ایسا (یعنی چاندی کی شکل) معلوم ہوتا۔ جسم سے دیواریں روشن ہو جاتیں اور میں نے آپ ﷺ کو دیکھنے سے قبل یا بعد کسی کو حضور کا ہمسر نہ پایا۔

﴿بزار، بیہقی﴾

حضرت انس ... سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کی ہتھیلیوں سے زیادہ نرم عالم، ریشم و دیبا کو بھی نہ پایا اور رسول اللہ ﷺ کی پاکیزہ خوشبو سے زیادہ مشک و عنبر کی خوشبو کو بھی نہ سونگھا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت جابر بن سمرہ ... سے روایت ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے میرے رخساروں پر دست مبارک پھیرا تو میں نے آپ کے ہاتھ کی لطیف خنکی اور خوشبو کو محسوس کیا جیسے کہ آپ نے خوشبودان سے اپنا دست مبارک نکالا ہو۔

﴿مسلم﴾

حضرت یزید بن اسود ... سے روایت ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے اپنا دست مبارک مجھے دیا تو میں نے آپ کے ہاتھ میں برف سے زیادہ ٹھنڈک اور مشک سے زیادہ خوشبو محسوس کی۔

﴿بیہقی﴾

مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے روایت کی ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آیا اور میں نے آپ ﷺ کا دست مبارک اپنے ہاتھ میں لے لیا تو وہ برف سے زیادہ سرد اور حریر (ریشم) سے زیادہ نرم تھا۔

﴿طبرانی﴾

حضرت سعد بن ابی وقاص ... سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں مکہ میں بیمار ہوا اور نبی کریم ﷺ عیادت کیلئے تشریف لائے اور اپنا دست مبارک میری پیشانی پر رکھا اور میرے چہرے، سینے اور پیٹ پر پھیرا تو میں آج تک سرور کائنات ﷺ کے دست مبارک کی اس خنکی کو محسوس کرتا ہوں جو اس وقت میں نے محسوس کی تھی۔

﴿احمد﴾

حضرت جابر بن عبداللہ ... سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ سرخی مائل گورے تھے۔ انگلیوں کے پورے بھرے ہوئے، طویل القامت تھے نہ پست قد، بال گھنگریالے نہ لٹکے ہوئے۔ جب آپ ﷺ چلتے تو لوگ برابری قائم رکھنے کیلئے دوڑتے اور میں نے آپ کے مانند کسی کو نہ دیکھا۔

﴿ابن سعد، ابن عساکر﴾

حضرت اسعد بن ابی جعفری ... سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا اور آپ کے بعد میں نے کسی کو آپ ﷺ کی مانند نہ دیکھا۔

﴿ابو موسیٰ مدینی کتاب الصحابہ﴾

حضرت عبداللہ بن بریدہ ... سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ قد مبارک میں احسن البشر تھے۔

﴿ابن سعد﴾

(یعنی آپ کے قدم مبارک سب سے خوبصورت تھے۔)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے بیان کیا نبی کریم ﷺ کا رنگ سرخ سفید، پتلیاں سیاہ، سینہ سے ناف تک بالوں کا خط، ناک بلند، رخسار دراز و ہموار، ڈاڑھی گھنی اور بال کان کی لو تک تھے۔ گردن مبارک گویا چاندی کی صراحی تھی۔ پیشانی پر پسینہ موتیوں کی مانند چمکتا تھا اور پسینہ کی خوشبو مشک سے زیادہ پاکیزہ اور لطیف تھی۔

﴿اوصاف مصطفیٰ ﷺ مبارکہ﴾

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: نبی کریم ﷺ نے مجھے یمن کی طرف بھیجا تو میں ایک دن لوگوں کو خطاب کر رہا تھا اور ایک یہودی عالم ہاتھ میں کتاب لیے کھڑے تھے اور اس کی عبارت کی طرف دیکھ رہے تھے پھر انہوں نے میری طرف دیکھ کر کہا:

"ابوالقاسم ﷺ کا وصف بیان کیجئے۔"

میں نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طویل القامت نہیں نہ پست قد ہیں، بال نہ گھنگریالے ہیں نہ سیدھے، سیاہ رنگ کے ہیں، سر مبارک بڑا ہے، آپ کا رنگ مائل بہ سرخی ہے، مضبوط اعضاء، انگلیاں بڑی ہوئی ہیں، حلق سے ناف تک بالوں کی سیدھی لکیر ہے، پلکیں دراز، دونوں ابرو ملی ہوئی ہیں، پیشانی بڑی اور دونوں شانوں کے درمیان فاصلہ ہے۔" ان کی رفتار کے دوران جسم میں جھکاؤ سا معلوم ہوتا جیسے بلندی سے اتر رہے ہوں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں نے نبی کریم ﷺ کے یہ اوصاف بیان کیے تو یہودی نے کہا کہ ہماری کتاب میں بھی یہی اوصاف موجود ہیں پھر یہودی عالم نے کہنا شروع کیا کہ حضور نبی کریم ﷺ جب آنکھ کھولتے ہیں تو ان میں سرخ ڈورے نظر آتے ہیں، ریش مبارک اور دہن خوبصورت اور دونوں کان مکمل ہیں اور جب مخاطب فرماتے تو پوری طرح متوجہ ہو جاتے اور جب کلام ختم ہو جاتا ہے تبھی رابطہ اور بیٹھک کے بعد تو پھر (سن کر لینے کی خاطر) توجہ اور نظر نہیں رکھتے۔"

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں! یقیناً حضور نبی کریم ﷺ کی یہی شان ہے۔ یہودی عالم نے کہا: ایک بات اور ہے۔ میں نے کہا وہ کونسی؟ اس نے کہا آپ ﷺ میں خمیدگی ہے۔ میں نے کہا یہ وہ ہے جو میں نے تم سے بیان کر دی ہے کہ آپ ﷺ چلتے وقت جھکے معلوم ہوتے ہیں کہ جیسے نشیب میں اتر رہے ہیں۔ یہودی عالم نے کہا میں نے نبی کریم ﷺ کے یہ اوصاف اپنے اسلاف کی کتابوں میں پائے ہیں اور ہم نے پڑھا ہے کہ آپ خدا کے گھر میں اس کے حرم و مقام امن سے مبعوث ہوں گے پھر آپ اس حرم کی طرف ہجرت کریں گے جس کو آپ نے حرم قرار دیا ہوگا۔ اس کی حرمت ایسی ہی ہے جیسے اللہ تعالیٰ کے حرم کی۔ اس نئے حرم کے لوگ جہاں آپ ہجرت کر کے پہنچیں گے آپ کے انصار ہوں گے اور وہ لوگ عمرو بن عامر کی نسل سے ہوں گے جو باغات اور زمینوں کے مالک ہوں گے اور ان سے پہلے یہود ان چیزوں کے مالک ہوں گے۔

حضرت علی المرتضیٰ نے کہی ہیں صفات درست ہیں۔ یہودی عالم نے کہا میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ نبی برحق ﷺ ہیں اور پوری نوع انسانی کی طرف ان کی ہدایت کیلئے آئے ہیں۔

﴿ابن سعد، ابن عساکر﴾

حضرت ابن عمر ... سے روایت ہے کہ چند یہودی آئے حضرت علی المرتضیٰ ؓ کو بلایا اور ان سے کہا: ”ہمیں اپنے چچا کے بیٹے کے اوصاف بتایئے۔“ حضرت علی المرتضیٰ ؓ نے بیان کیا:

محمد ﷺ نہ طویل القامت تھے نہ پست قد آپ کا رنگ روپ سرخی مائل گورا تھا۔ آپ کے بال گھنگریالے تھے مگر بالکل پیچیدہ نہ تھے۔ سر کے بڑے بڑے ہوئے، مژگاں دراز اور بینی شریف باریک اور درمیان میں اٹھی ہوئی۔ حلقوم سے ناف تک بالوں کی سیدھی لکیر تھی، سامنے کے دانت چمکدار اور ریش مبارک گھنی تھی۔ گردن گویا چاندی کی صراحی تھی اور آپ کی ہنسلیوں میں گویا سونا رواں تھا۔ مذکورہ جگہوں کے علاوہ باقی جسم پر کہیں بال نہ تھے اور دونوں شانوں کے درمیان مہر کامل کی طرح ایک دائرہ تھا جس میں نورانی حروف میں دو سطریں تحریر تھیں۔

اوپر کی سطر میں ”لا الٰہ الا اللہ“ اور نیچے کی سطر میں ”محمد رسول اللہ“ (ﷺ)

﴿ابن عساکر﴾

حضرت ابوہریرہ ... سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد بیت المقدس کے علماء یہود میں سے کوئی ایک عالم حضرت علی ؓ کے پاس آیا اور ان سے کہا نبی کریم ﷺ کے ذاتی اوصاف مجھ سے بیان فرمایئے۔ حضرت علی المرتضیٰ ؓ نے جواب میں فرمایا:

”سنو! حضور نبی کریم ﷺ طویل القامت تھے نہ پست قد، رنگ سرخی مائل گورا، بال قدرے خم دار کانوں کی لو تک، پیشانی کشادہ، رخسار واضح، ابرو ملے ہوئے، پتلیاں سیاہ، پلکیں دراز، ناک باریک درمیان سے قدرے اٹھی ہوئی، سینہ سے ناف تک بالوں کی لکیر تھی، سامنے کے دانت چمکدار اور ریش مبارک گھنی تھی، گردن شریف گویا چاندی کی صراحی اور حلقوم میں سونا بہتا معلوم ہوتا تھا، پیشانی پر پسینہ موتیوں کی مانند معلوم ہوتا تھا، ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیاں پر گوشت، حلقوم سے ناف تک بالوں کی لکیر سونے جو شاخ کی مانند تھی آپ کے جسم پر اور کہیں بال نہ تھے۔ آپ کے جسم سے مشک سے زیادہ خوشبو آتی تھی، کھڑے ہوتے تو دوسرے لوگوں سے اونچے نظر آتے اور جب چلتے تو گویا پتھر سے پیر اکھاڑ رہے ہیں، جب کسی کی جانب رخ انور پھیرتے تو پورے گھوم جاتے اور جب چلتے تو پوری طرح چلتے تھے۔“

یہودی نے کہا: ”آپ نے تمام اوصاف صحیح بیان کیے اور میں تورات میں آپ ﷺ کے یہ اوصاف پاتا ہوں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کا دین سچا اور آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔“

﴿ابن عساکر﴾

مقاتل بن حیان رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وحی بھیجی کہ تم میرے اوامر (احکام) کے اجراء میں پوری جدوجہد کرو اور مذاق کرنے والوں کو برداشت نہ کرو

اے کنواری پاک بتول کے فرزند! میرا حکم سنو اور اس کے مطابق عمل کرو۔ میں نے تم کو بغیر مرد کے پیدا کیا اور سارے جہان کیلئے اپنی قدرت کا تم کو نشان بنایا۔ پس میرا ہی حکم مانو اور مجھ ہی پر بھروسہ رکھو اور اہل سوران کی طرف جا کر ان کو میرے احکام پہنچا دو کہ میں وہ خدائے حی القیوم ہوں جسے کبھی زوال نہیں اور اس نبی امی کی تصدیق کرو جو عربی شتر بان (اونٹ) اور عمامہ والا ہے، وہ نبی موصوف نعلین پہنے گا اور ہاتھ میں عصا رکھے گا۔ اس کا سر بڑا ہوگا، پیشانی چوڑی بھنویں ملی ہوئی، پتلیاں سیاہ، آنکھیں سو حسین و کشادہ، مژگاں دراز، ناک باریک اور درمیان سے اٹھی ہوئی، رخسار واضح طور، ریش مبارک گھنی، پیشانی پر پسینہ موتیوں کی مانند ہوگا جس سے خوشبو مہک جائے گی، اس کی گردن گویا صراحی جیسی اور حلقوم میں سونا بہتا معلوم ہوگا اور از سینہ تا ناف بالوں کی لکیر ہوگی مگر اس کے کہیں بال نہ ہوں گے، ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیاں فربہ ہوں گی، وہ لوگوں کے درمیان سب سے بلند نظر آئے گا، چلنے کے دوران قدموں کی نشست و برخاست کچھ اس انداز پر ہوگی جیسے وہ قدموں سے پتھروں کی ناہمواری کو مسلتا چل رہا ہے اور ایک صاحب قوت نشیب کی طرف کھنچ رہا ہے، اس محترم و محسن عالم کی رفتار کڑی کمان کے تیر کی طرح تیز ہوگی۔

﴿بیہقی، ابن عساکر﴾

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ سے نبی کریم ﷺ کے بارے میں پوچھا اور وہ حضور نبی کریم ﷺ کے اوصاف بیان کرنے میں مشہور تھے۔ انہوں نے اس طرح حالات بیان کیے:

نبی کریم ﷺ صاحب عظمت لوگوں میں برگزیدہ تھے۔ آپ ﷺ کی پیشانی ماہ تمام کی مانند چمکتی، آپ ﷺ کا قد زیبا اور میانہ قامتی سے کسی قدر متجاوز مگر طویل قامتی سے کم تھا۔ آپ ﷺ کا سر بڑا اور بال قدرے خمیدہ تھے جو اکثر کانوں کی لو سے متجاوز ہوتے، رنگ نکھرا ہوا چمکدار، پیشانی کشادہ، ابرو باریک اور بڑی جن میں بالوں کی کثرت تھی اور دونوں ابرو کے درمیان رگ تھی جو غصہ کے وقت ابھر آتی، ناک باریک درمیان سے اٹھی ہوئی اور نورانی تھی۔ ریش مبارک گھنی، آنکھوں کی پتلیاں سیاہ، رخسار دراز، دہن مبارک فراخ، دانت آبدار اور سامنے کے کشادہ تھے۔ سینہ پر بالوں کی لکیر تھی، گردن ہاتھی دانت یا چاندی کی طرح صاف تھی، تمام اعضاء میں تناسب اور حسن تھا، فربہ اور قوی تھے، پیٹ اور سینہ ہموار تھا، سینہ چوڑا ابھرا ہوا تھا۔ اندام قوی تھے کل جسم پر نور تھا، سینہ پر بالوں کے علاوہ کہیں بال نہ تھے، کلائیاں لمبی اور ہتھیلیاں چوڑی، تمام انگلیاں فربہ تھیں۔ تلوؤں میں گڑھا نہ تھا، دونوں تلوے صاف رہتے چھپے نہ ہوتے پانی پڑنے پر فوراً بہہ جاتا۔ آپ ﷺ قدرے جھک کر متانت اور وقار کے ساتھ چلتے، رفتار میں تیزی اور سرعت تھی، ایسا محسوس ہوتا کہ ایک صاحب قوت شخص اپنے جوتوں سے پتھروں کی ناہمواری کو مسلتا ہوا نشیب کی طرف اتر رہا ہے جب التفات فرماتے تو پوری توجہ کے ساتھ نگاہیں نیچی سوئے زمین رہتیں، دیکھنے کا انداز گوشہ چشم سے تھا، اپنے اصحاب کے پیچھے چلتے اور ہمیشہ لوگوں سے

السلام علیکم کہنے میں سبقت فرمایا کرتے۔

اس کے بعد میں نے حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: براہ کرام آپ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گفتار کے بارے میں کچھ بیان کیجئے تو انہوں نے کہا: "حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حزن و ملال کی کیفیت دائمی تھی، ہمیشہ فکرمند رہتے، کسی لمحہ آپ ﷺ کو سکون و انبساط نہ تھا بغیر ضرورت کلام نہ فرماتے، خاموشی طاری رہتی۔ خوش کلامی سے کلام کی ابتداء کرتے اور خوش کلامی ہی پر اختتام فرماتے، گفتگو مختصر، جامع انداز، سوچی سمجھی رائے، جامعیت اور اختصار کے ساتھ ہوتی نہ اس میں کمی رہتی اور نہ غیر ضروری الفاظ ہوتے۔ آپ ﷺ نعمت کی قدر اور شکر کرتے اگرچہ وہ قلیل ہو، کھانے کی اشیاء کی نہ برائی کرتے نہ تعریف میں مبالغہ کرتے۔ حق کی مخالفت کیلئے قصد ہوتے تو باطل پرست تاب برداشت نہ رکھتا، اپنی ذات کیلئے کبھی ترش رو اور خفا نہ ہوتے نہ اپنے کارناموں پر داد و تحسین کو پسند کرتے نہ گوارا فرماتے جب اشارہ فرماتے تو پورے ہاتھ سے مکمل طور پر اشارہ کرتے، اظہار حیرت کیلئے ہاتھ کو پلٹ کر اشارہ فرماتے۔ کبھی دوران گفتگو میں ہاتھ کو ملا لیتے اور سیدھے ہاتھ کے انگوٹھے کو، بائیں ہاتھ کی ہتھیلی پر مارتے۔ بری اور ناپسندیدہ بات کو دیکھ کر یا سن کر اعراض فرماتے جس سے لوگوں کو حضور نبی کریم ﷺ کی ناپسندیدگی اور ناراضگی کا فوراً اندازہ ہو جاتا۔ مسرت و انبساط کے وقت نگاہیں جھکا لیتے اور حضور نبی کریم ﷺ کی ہنسی تبسم سے زیادہ نہ ہوتی۔ تبسم کے دوران دندان مبارک اولوں کی مانند صاف اور چمکدار نظر آ جاتے۔

﴿ابن سعد، ترمذی، بیہقی، طبرانی، ابونعیم، ابن الحسین المقری، ابن عساکر﴾

نبی کریم ﷺ کے صفاتی نام

بعض علماء کا قول ہے کہ نبی کریم کے ایک ہزار نام ہیں۔ کچھ قرآن کریم میں مذکور ہیں اور کچھ احادیث اور کتب سابقہ میں ہیں۔

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے آپ نے فرمایا میرے بکثرت نام ہیں۔ میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں ماحی ہوں کہ میرے ذریعہ اللہ تعالیٰ کفر کو نابود کرے گا۔ میں وہ حاشر ہوں کہ میرے قدموں پر لوگ قبروں سے اٹھیں گے اور میں عاقب ہوں اس وجہ سے کہ میں سب سے پیچھے آیا ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہ آئے گا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے آپ نے فرمایا: میں محمد، میں احمد، میں حاشر، میں ماحی اور خاتم و عاقب ہوں۔ (ﷺ)

﴿مسند احمد، مسند طیالسی، ابن سعد، حاکم، بیہقی﴾

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں محمد، میں احمد، میں حاشر اور ماحی ہوں۔ (ﷺ)

﴿طبرانی، ابونعیم﴾

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمیں نبی کریم ﷺ نے اپنے بہت سے نام بتائے۔ ان میں سے کچھ تو ہمیں یاد ہیں اور کچھ یاد نہیں رہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں محمد، میں احمد، مقفی، حاشر، نبی التوبہ الملحمہ اور نبی الرحمہ ہوں۔ (ﷺ)

﴿احمد، مسلم﴾

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے مدینہ کے ایک کوچہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کی، آپ نے فرمایا: میں محمد، احمد، میں نبی الرحمہ، میں نبی التوبہ، میں المقفی، میں الحاشر اور نبی الملاحم ہوں۔ (ﷺ)

﴿احمد، ابن ابی شیبہ، ترمذی﴾

حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ سے ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرے رب کے نزدیک میرے دس نام ہیں: میں محمد، میں احمد، فاتح، خاتم، ابوالقاسم، حاشر، عاقب، ماحی، یٰسین اور طٰہٰ ہوں۔ (ﷺ)

﴿ابونعیم، ابن مردویہ فی التفسیر، دیلمی مسند الفردوس﴾

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں محمد، احمد، رسول الرحمہ، رسول الملحمہ، المقفی اور الحاشر ہوں۔ مجھے جہاد کے ساتھ مبعوث کیا گیا ہے۔ (ﷺ)

﴿ابن سعد﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قرآن پاک میں میرا نام محمد، انجیل میں احمد، توریت میں احید ہے۔ میرا نام احید اس لیے رکھا گیا کہ میں اپنی امت کو جہنم کی آگ سے دور کرتا ہوں۔ (ﷺ)

﴿ابن عدی، ابن عساکر﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کو کتب سابقہ میں احمد، محمد، ماحی، مقفی، نبی الملاحم، حمطایا، فارقلیطا اور ماذماذ کے ناموں سے مخاطب کیا جاتا تھا۔ (ﷺ)

﴿ابونعیم﴾

ابن فارس رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: توریت میں میرا نام "احمد الضحوک القتال" ہے جو اونٹ پر سواری کرے گا، عمامہ زیب کرے گا اور کاندھے پر تلوار لٹکائے گا۔ (ﷺ)

مصنف کتاب، حضرت علامہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے اسمائے شریفہ کی شرح میں ایک کتاب مرتب کی ہے جس میں تین سو چالیس ناموں کو قرآن کریم، احادیث نبوی اور کتب سابقہ سے اخذ کر کے بیان کیا ہے۔

نبی کریم ﷺ کے ناموں کا اسمائے الٰہی سے انتساب

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو تقریباً اپنے تیس ناموں سے مخصوص فرمایا وہ اسماء حسب ذیل ہیں۔

(۱) الاکرم، (۲) الامین، (۳) الاول، (۴) الآخر، (۵) البشیر، (۶) الجبار، (۷) الحق، (۸) الخبیر، (۹) ذوالقوۃ، (۱۰) الرؤف، (۱۱) الرحیم، (۱۲) الشہید، (۱۳) الشکور، (۱۴) الصادق، (۱۵) العظیم، (۱۶) العفو، (۱۷) العالم، (۱۸) العزیز، (۱۹) الفاتح، (۲۰) الکریم، (۲۱) المبین، (۲۲) المہیمن، (۲۳) المؤمن، (۲۴) المقدس، (۲۵) المولیٰ، (۲۶) الولی، (۲۷) النور، (۲۸) الہادی، (۲۹) طٰہٰ اور (۳۰) یٰسین۔

علامہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ان تیس ناموں کے سوا اور بھی بہت سے اسماء قرآن کریم میں ملے ہیں۔ جو یہ ہیں:

(۱) الاحد، (۲) الاصدق، (۳) الاحسن، (۴) الاجود، (۵) الاعلیٰ، (۶) الآمر، (۷) الناہی، (۸) الباطن، (۹) البر، (۱۰) البرہان، (۱۱) الحاشر، (۱۲) الحافظ، (۱۳) الحفیظ، (۱۴) الحسیب، (۱۵) الحکیم، (۱۶) الحلیم، (۱۷) الحی، (۱۸) الخلیفہ، (۱۹) الداعی، (۲۰) الرافع، (۲۱) الواضع، (۲۲) رفیع، (۲۳) الدرجات، (۲۴) السلام، (۲۵) السید، (۲۶) الشاکر، (۲۷) الصابر، (۲۸) الصاحب، (۲۹) الطیب، (۳۰) الظاہر، (۳۱) العدل، (۳۲) العلی، (۳۳) الغالب، (۳۴) الغفور، (۳۵) الغنی، (۳۶) القائم، (۳۷) القریب، (۳۸) الماجد، (۳۹) المعطی، (۴۰) الفاتح، (۴۱) الناشر، (۴۲) الولی، (۴۳) حم، (۴۴) اور نون۔

نبی کریم ﷺ کے ناموں کا اسمائے الٰہی سے اشتقاق:

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کی مدح میں حسب ذیل اشعار پڑھے:

اغر علیہ للنبوۃ خاتم   من اللہ من نور یلوح و یشہد

وضم الالہ اسم النبی الی اسمہ   اذا قال فی الخمس المؤذن اشہد

و شق لہ من اسمہ لیجلہ   فذو العرش محمود و ھذا محمد

ترجمہ: آپ حسین ہیں، آپ پر مہر نبوت ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، وہ مہر نور ہے، چمکدار ہے اور گواہی دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کا نام اپنے نام کے ساتھ ملایا، جب مؤذن

پانچوں وقت "اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" کہتا ہے تو اس کے ساتھ ہی "اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ" کا بھی اظہار و اعلان کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نام سے محمد ﷺ کا نام نکالا تاکہ آپ کی عزت و عظمت کا اظہار ہو تو مالک عرش کا نام محمود ہے اور آپ کا نام محمد (ﷺ) ہے۔

حضرت علی بن زید بن جدعان رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: لوگوں نے ایک اجتماع میں مذاکرہ کیا کہ عرب میں کون سا شاعر بہتر ہے اور اس کے کلام میں وہ کون سا بہترین شعر ہے جو اس نے حضور نبی کریم ﷺ کی منقبت میں کہا ہے؟ چنانچہ متفقہ طور پر کہا گیا کہ "وَشَقَّ لَهُ مِنِ اسْمِهِ" الخ سب سے بہتر ہے۔

﴿بیہقی، ابن عساکر﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب پیدا ہوئے تو حضرت عبدالمطلب نے ایک دنبہ کا عقیقہ کیا اور نبی کریم ﷺ کا نام محمد رکھا۔ اس موقع پر کسی نے ان سے کہا: "اے ابوالحارث! کیا وجہ ہے کہ آپ نے بیٹے کا نام محمد (ﷺ) رکھا اور اپنے آباؤ اجداد کے ناموں پر نام نہ رکھا؟"

حضرت عبدالمطلب نے جواب دیا: "میں نے چاہا کہ آسمانوں میں اللہ تعالیٰ میرے پوتے کی مدح فرمائے اور زمین پر مخلوق آپ کی تعریفیں کریں۔" اور اللہ تعالیٰ نے حضرت عبدالمطلب کی اس آرزو کو اس طرح پورا کر دیا کہ آج آفاق اس نام نامی سے گونج رہا ہے۔

﴿ابن عساکر﴾

بچپن میں مدینہ منورہ میں قیام

زہری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عاصم بن عمرو بن قتادہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ اس روایت میں مختلف احادیث کے الفاظ خلط ملط ہو گئے ہیں۔ انہوں نے بیان کیا: جب نبی کریم ﷺ چھ سال کے ہوئے تو آپ کی والدہ، جدہ اپنی بہنوں سے ملنے کیلئے مدینہ منورہ میں بنی عدی اور بنی نجار آئیں۔ پہلے نابغہ کے گھر اتریں اور ان کے یہاں ایک ماہ تک قیام کیا۔ ان کے ہمراہ آپ اور ام ایمن رضی اللہ عنہا بھی تھیں۔ نبی کریم ﷺ کو جب کبھی اس مکان کو دیکھنے کا اتفاق ہوتا تو آپ کو اپنے زمانہ قیام کی یاد تازہ ہو جاتی۔ آپ ﷺ فرماتے: میں اپنی والدہ کے ہمراہ یہاں ٹھہرا تھا اور میں نے بنی عدی کے حوض میں تیرنا شروع کیا تھا۔ یہودی اکثر جب آپ ﷺ پر پڑتیں تو وہ بغور آپ ﷺ کو دیکھتے۔

ام ایمن کا کہنا ہے میں نے سنا ایک شخص کہہ رہا تھا: "یہ بچہ اس امت کا نبی ہے اور یہ مقام اس کی ہجرت گاہ ہے۔" میں نے ان باتوں کو یاد رکھا۔ کچھ عرصہ کے بعد آپ ﷺ والدہ کے ساتھ مکہ واپس آ رہے تھے کہ آپ ﷺ کی والدہ کا مقام ابواء پہنچ کر انتقال ہو گیا۔

﴿ابن سعد﴾

پائی تھی، جب قرعہ اندازی میں ان کا نام نکلا۔ پھر ان کی دیت میں چھوڑے ہوئے سو اونٹ ذبح کیے گئے اور جو خواب میں، میں نے دیکھا ہے اگر وہ صحیح ہے تو۔ یقیناً آپ لوگوں کی طرف عظمت وجلالت والے خدا کی جانب سے مبعوث ہوں گے۔ آپ حل وحرم میں مبعوث ہوں گے، بلاشبہ اسلام کے ساتھ آپ ﷺ کی بعثت ہوگی۔ اسلام، بلاشبہ تمہارے نیکوکار والد حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دین ہے۔ اب اللہ تعالیٰ آپ کو بتوں سے محفوظ رکھے کہ آپ لوگوں کے ساتھ ان کی پیروی نہ کریں۔"

ان اشعار کے بعد حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: "ہر جینے والے کو مرنا ہے، ہر جدید کو قدیم اور ہر بڑھاپے کیلئے موت ہے۔ اب میں مرنے والی ہوں مگر میری یاد باقی رہنے والی ہے۔ بے شک میں نے آپ کو خیر کے ساتھ چھوڑا اور عظمت وطہارت کے ساتھ تولید کیا پھر وہ وفات پاگئیں اور ہم نے جنات کو ان پر روتے سنا اور ہم نے ان کے نوحہ کے چند اشعار یاد رکھے، جو یہ ہیں:

نبکی الفتاۃ البرۃ الامینۃ ذات الجمال العفۃ الرزینۃ
زوجۃ عبد اللہ و القرینۃ ام نبی اللہ ذی السکینۃ
و صاحب المنبر با المدینۃ صارت لدی حفرتھا رھینۃ

ترجمہ: "ہم اس جوان محترمہ عورت کی موت پر روتے ہیں، جو نیکوکار، امانت دار، صاحب جمال، عفیفہ اور وقار والی ہے۔ وہ حضرت عبداللہ کی بیوی محترم اور ان کی رفیقہ حیات اور صاحب سکینہ اللہ کے نبی کی اولاد ماجدہ ہیں۔ وہ نبی ﷺ مدینہ طیبہ میں صاحب منبر ہوگا، ان کی والدہ اپنی قبر میں مدفون ہوگئیں۔"

﴿ابونعیم﴾

حضرت عبدالمطلب کے وسیلہ سے اہل مکہ کی طلب بارش کیلئے دعا:

مخرمہ بن نوفل نے اپنی والدہ رقیقہ سے جو کہ عبدالمطلب کی ہم عمر تھیں، روایت کی کہ قریش کو مسلسل خشک سالی کا سامنا کرنا پڑا جس کی بنا پر بے چاروں کی ہڈیاں تک نچ گئیں، چنانچہ میں ایک روز سو رہی تھی یا غنودگی کی حالت تھی کہ دفعتہ ایک غیبی آواز سنی کہ:

"اے گروہ قریش! وہ نبی جو تمہارے درمیان مبعوث ہونے والا ہے، اس کے ظہور کا زمانہ قریب آگیا ہے، تم لوگ بارش اور خوش حالی کیلئے دعا کیوں نہیں مانگتے لہٰذا تم ایسے شخص کو مخصوص کرو جو حسب و نسب میں بہتر اور جسامت میں عظیم، رنگ میں صاف وسفید اور جلد میں نازک ولطیف ہو، اس کی پلکیں دراز وکثیر اور رخسار شاداب وحسین ہوں اور اس کی ناک سوتی ہوئی درمیان سے مرتفع ہو، اسے وہ فخر حاصل ہے کہ اس پر لوگوں کی حاجتیں موقوف ہیں۔ اس قحط اور خشک سالی سے نجات کا یہ طریقہ ہے کہ مذکورہ علامات کا حامل شخص اس کے بیٹے، پوتے دعاؤں کیلئے مخصوص ہو جائیں اور تمام قبائل عرب سے ایک ایک فرد ان کے ساتھ آکر شریک ہو اور تمام افراد پانی سے غسل کریں، خوشبو ملیں، رکن کعبہ کو بوسہ دیں، سات مرتبہ طواف کعبہ کریں پھر سب لوگ جبل ابوقبیس پر چڑھیں۔ بعد ازاں وہ مذکورہ علامات کا

عاقل شخص اللہ تعالیٰ سے بارش کیلئے التجاء و دعا کرے، بارش تمام موجب آمین کہیں اس کے بعد تم لوگوں کو حسب ضرورت سیراب کیا جائے گا۔"

میں بیدار ہوئی تو صبح تھی اور میرا دل خوف زدہ اور اضطراب زدہ تھا اور جسم تھرتھرا رہا تھا۔ میں نے اپنے خواب کا ذکر کیا اور ابھی خوف دور نہ ہوا تھا۔ ہر شخص نے یہی کہا کہ جو علامات تم بیان کر رہی ہو وہ سردار عبدالمطلب کے سوا کسی میں نہیں ہیں تو اہل قریش اور دیگر قبیلوں میں سے ایک ایک فرد بطور نمائندہ جمع ہو کر حضرت عبدالمطلب کی خدمت میں آئے، غسل کیے خوشبو لگائی، احرام کے بعد طواف کیا پھر جبل ابو قبیس پر آئے، حضرت عبدالمطلب پہاڑ کی چوٹی پر چلے، کمسن پوتے یعنی رسول اللہ ﷺ کو لے کر کھڑے ہوئے۔ پھر حضرت عبدالمطلب نے ان الفاظ میں دعا کیلئے لب کشائی کی

اللهم ساد الخلة و كاشف الكربة انت عالم غير معلم و مسئول غير مبخل و هذه عبداؤك و اماؤك بعذرات حرمك يشكون اليك سنتهم اذهبت الخف و الظلف اللهم فامطرن غيثا مغدقا و مريعا

ترجمہ: "اے ہمارے خدا! ہماری حاجت کو پورا فرمانے والے اور ہمیں غموں سے نجات دینے والے! تجھے بن بتائے سب خبر ہے اور سب تجھ سے سوالی ہیں، دعا منظور فرمانا تیری عادت کریمہ ہے تیرے حرم میں تیرے بندے حاضر ہیں، خشک سالی کی وجہ سے ہمارے مویشی اور مکین تباہ حال ہیں، اے خدا برحق! ہم پر ایسی بارش فرما جو ہر طرف سرسبزہ کر دے۔"

دعا کے بعد وہ ابھی لوٹے بھی نہیں تھے کہ آسمان ابر آلود ہو، بارش ہونے لگی اور پوری وادی اور نالے بھر گئے۔ میں نے بوڑھے قریشیوں کو کہتے سنا: "اے عبدالمطلب! اے ابوالبطحیٰ! یہ آپ کو مبارک ہو کیونکہ اس کے سبب اہل بطحا میں زندگی کی لہر دوڑ گئی۔" اس موقع پر رقیقہ نے حسب ذیل اشعار کہے:

بشيبة الحمد اسقى الله بلدتنا   لما فقدنا الحياء و اجلوذ المطر

فجاء بالماء جوني له سبل   سحا فعاشت به الانعام والشجر

منا من الله بالميمون طائره   و خير من بشرت يوما به مضر

مبارك الامر يستسقى الغمام به   ما في الانام له عدل ولا خطر

ترجمہ: "یعنی شیبۃ الحمد عبدالمطلب کے وسیلے سے اللہ نے ہمارے شہروں کو پانی بخشا جبکہ ہماری زندگیاں خشک سالی کے سبب تنگ ہو گئی تھیں۔ تو موسلا دھار بارش ہوئی جس سے وادی اور نالے بھر گئے، چوپائے اور درخت زندہ ہو گئے۔ تم سب کی سیرابی اللہ تعالیٰ کا احسان ہے یہ اس کے وسیلے سے ہے جس کا نصیبہ برکت والا ہے اور وہ سب سے بہتر ہے جس کی بشارت ایک دن مضر نے دی تھی۔ بابرکت ہے وہ امام جس کے وسیلے سے بادل کے ذریعہ پانی مانگا گیا وہ ایسی ذات ہے جس کی ہمسر اور تمام مرتبہ ذات لوگوں میں کوئی نہیں۔"

﴿ابن سعد، ابن ابی الدنیا، بیہقی، طبرانی، ابو نعیم، ابن عساکر﴾

نبی کریم ﷺ اپنے دادا کی مدد کرتے تھے۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت کندیر بن سعید رضی اللہ عنہ کی سند سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ زمانہ جاہلیت میں زیارت بیت اللہ کو میں گیا ہوا تھا میں نے خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہوئے ایک شخص کو دیکھا جو یہ پڑھ رہا تھا:

رد الی راکبی محمدا
یا رب ردہ و اصطنع عندی یدا

ترجمہ "اے میرے رب! مجھ پر سوار ہونے والے محمد کو مجھے لوٹا دے۔ اے میرے رب! اسے لوٹا دے اور میرے ہاتھ مضبوط کر دے۔"

میں نے دریافت کیا یہ کون شخص ہے جو مناجات کر رہا ہے؟ لوگوں نے بتایا یہ حضرت عبدالمطلب ہیں۔ انہوں نے اپنے فرزند (محمد ﷺ) کو تلاش شتر کیلئے بھیجا ہے اور عبدالمطلب کے جس کام کی انجام دہی کیلئے جاتے ہیں اس کو پایہ تکمیل تک پہنچا دیتے ہیں۔ اس وقت ان کو آنے میں تاخیر ہو گئی ہے جس کی وجہ سے دعا کر رہے ہیں۔ اس بات کو زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ نبی کریم ﷺ اونٹ لے کر آ گئے۔

﴿ تاریخ طبری، ابن سعد، ابو نعیم، جیلانی، ابن عدی، حاکم، بیہقی، ابو نعیم ﴾

حضرت بہز بن حکیم ؓ سے روایت ہے کہ (میرے جد امجد) حیدہ نے عہد جاہلیت میں عمرہ کیا۔ انہوں نے ایک بوڑھے شخص کو طواف کے دوران یہ دعا کرتے سنا:

رد الی راکبی محمدا
یا رب ردہ و اصطنع عندی یدا

میں نے دریافت کیا یہ کون شخص ہے؟ لوگوں نے بتایا یہ سردار قریش حضرت عبدالمطلب ہیں۔ ان کے بہت سے اونٹ ہیں جب ان میں سے کوئی گم ہو جاتا ہے تو اپنے بیٹے کو بازیابی کیلئے بھیجتے ہیں اور جب بیٹے تلاش میں ناکام ہو جاتے ہیں تو پھر اپنے پوتے کو روانہ کرتے ہیں۔ اس وقت انہوں نے اپنے پوتے کو روانہ کیا ہوا ہے کیونکہ ان کے بیٹے اونٹ کی تلاش میں ناکام ہو چکے تھے۔ اس گفتگو کو تھوڑا ہی وقت گزرا تھا کہ نبی کریم ﷺ اونٹ کو لے کر آ گئے۔

﴿ مستدرک، ابن عدی ﴾

حضرت عبدالمطلب مقام نبی ﷺ سے واقف تھے:

عبداللہ بن عباس بن معبد ؓ سے اور ان سے ان کے بعض گھر والوں نے حدیث بیان کی کہ حضرت عبدالمطلب کیلئے صحن خانہ کعبہ میں مسند لگائی جاتی اور مسند پر کوئی بھی ان کی بزرگی سے نہ بیٹھتا مگر جب نبی کریم ﷺ تشریف لاتے تو آپ اس مسند پر بیٹھ جاتے۔ کوئی چچا جب یہ دیکھ لیتا اور نبی کریم ﷺ کو مسند سے ہٹانے لگتا تو پھر حضرت عبدالمطلب فرماتے "میرے بیٹے کو چھوڑ دو۔" پھر آپ ﷺ کی پشت پر شفقت اور پیار سے ہاتھ پھیرتے ہوئے فرماتے: "بلاشبہ میرے اس بیٹے کی بڑی شان ہے۔"

جب حضرت عبدالمطلب کی وفات ہوئی تو نبی کریم ﷺ آٹھ سال کے تھے۔ حضرت عبدالمطلب نے وفات سے پہلے نبی کریم ﷺ کیلئے ابوطالب کو وصیت کردی تھی۔

﴿ابن اسحاق، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت عطاء و شعبی حضرت ابن عباس   سے اس کے مانند روایت کی۔ جس میں اس قدر زیادہ ہے کہ

"میرے بیٹے کو چھوڑ دو کہ وہ مسند پر بیٹھا رہے، وہ اپنی ذات کے بارے میں شعور اور معرفت رکھتا ہے اور مجھے امید ہے کہ وہ ایسے مرتبہ اعلیٰ پر پہنچے گا کہ نہ اس سے پہلے کوئی پہنچا نہ بعد میں پہنچ سکے گا۔"

﴿ابونعیم﴾

زہری، مجاہد، حضرت مجاہد   اور حضرت نافع بن جبیر   سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ مسند حضرت عبدالمطلب پر بیٹھ جایا کرتے، کوئی چچا آتا اور آپ ﷺ سے دور ہٹانے کو کہتا۔ تو حضرت عبدالمطلب فرماتے: "میرے بیٹے کو چھوڑ دو کیونکہ اس میں شاہانہ صفات ہیں۔"

﴿ابن سعد، ابن عساکر﴾

بنی مدلج نے حضرت عبدالمطلب سے کہا: "آپ محمد (ﷺ) کی حفاظت کیجئے کیونکہ ہم نے حضرت ابراہیم   کے نشان قدم کے مشابہ (جو مقام ابراہیم میں ہے۔) کسی کا قدم نہیں دیکھا مگر حضرت محمد ﷺ کا نشان قدم اس سے بہت مشابہ ہے۔" حضرت عبدالمطلب نے حضرت ابوطالب رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

"اے کثیر! اس فرزند سے بے پرواہ ہونا اس لیے اہل کتاب میرے اس بیٹے کو نبی بتاتے ہیں۔"

مشائخ واقدی سے روایت ہے کہ ہم ایک روز حجر اسود کے قریب حضرت عبدالمطلب کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اور نجران کا پادری جو ان کا دوست تھا ان سے باتیں کر رہا تھا کہ ہم ایک نبی کی خبر پاتے ہیں جو نسل اسماعیل سے ہوگا یہ شہر اس کی ولادت گاہ ہے اور اس کی یہ علامات ہیں۔ اتفاقاً اسی وقت نبی کریم ﷺ تشریف لے آئے۔ پادری نے آنکھوں، پشت اقدس اور قدم شریف کو غور سے دیکھا اور کہنے لگا وہ نبی یہی ہیں۔ اس نے پوچھا: آپ کا ان سے کیا رشتہ ہے؟ انہوں نے جواب دیا:

"یہ میرا فرزند ہے۔" پادری نے کہا: "نہیں! ان کے بارے میں ایک علامت یہ بھی ہے کہ اس نبی کے والد حیات نہ ہیں گے۔" حضرت عبدالمطلب نے کہا

"دراصل یہ میرا پوتا ہے اور اس کے باپ نے اس وقت وفات پائی جبکہ یہ حمل میں تھے۔" پادری نے کہا آپ نے سچ فرمایا۔ اس کے بعد حضرت عبدالمطلب نے اپنے بیٹوں کو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی حفاظت کیلئے ہدایت فرمائی۔

﴿ابونعیم﴾

سیف بن ذی یزن کا اوصاف نبی بتانا:

عفیر بن زرعہ بن سیف حمیری کی سند سے روایت ہے کہ جب سیف بن ذی یزن کا تسلط حبشہ پر ہوا۔ (یہ

واقعہ نبی کریم ﷺ کی ولادت کے دو سال بعد ہوا تھا۔) تو عرب کے وفود اسے مبارکباد دینے آئے جن میں قریش کے وفد کے سربراہ حضرت عبدالمطلب بھی تھے، ان سے سیف نے کہا:

"اے عبدالمطلب! میں اسرارِ علمی کی ایک بات تم سے بیان کرتا ہوں اس کا ایک تعلق تم سے بھی ہے جو اس کے وجود کا تعلق ہے مگر میرا بیان اس شرط پر ہوگا کہ آپ اسے بدون حکم خداوندی کسی پر ہرگز ظاہر نہ کریں گے۔ اس میں کچھ لوگوں کیلئے خیر اور کچھ کیلئے خطرہ ہے۔ اس میں دنیا کی فلاح اور آخرت کی نجات ہے اور جس کے اثرات کا دائرہ وسیع ہے۔"

حضرت عبدالمطلب نے پوچھا: "ایسی کون سی بات ہے؟" سیف نے کہا: "اس زمانہ میں تہامہ کی سرزمین پر ایک بچہ پیدا ہوا ہے جس کے دونوں شانوں کے درمیان ایک دائرہ ہے، اس فرزند جلیل کو شرف امامت و ہدایت حاصل ہے اور تم سب اور ساری نوع انسانی کیلئے اس کی پیشوائی اور ہدایات قیامت تک کیلئے مخصوص ہے۔ اس نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا یہی وہ زمانہ ہے جس میں اس کو پیدا کو ہونا ہے، یا وہ پیدا ہو چکا ہے، نام اس کا محمد ﷺ ہے۔

اس کے والدین فوت ہو جائیں گے اور اس کے دادا اور اس کے چچا کفالت کریں گے، اس کا حکم غالب ہو کر رہے گا اور ہم میں سے اس کیلئے مددگار پیدا ہوں گے۔ اس کے ذریعہ دشمن دوست بنیں گے اور سچائی کے مخالفوں کو ذلیل و خوار کریں گے، ہلاکت کے گہرے غاروں سے لوٹ کر لوگ سلامتی کی راہ پر گامزن ہوں گے، ان کیلئے مادی وسائل فراہم کرنا آسان ہوگا، وہ زمین کے خزانوں سے اپنے ارادہ کی قوت باہر نکالیں گے۔ وہ صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں گے اور طاغوت کی قوت اور سرکشی کو توڑ دیں گے۔

آتش کدے سرد اور بتکدے تباہ ہوں گے، اس کے عدل و انصاف گستری کا انعام خویش و بیگانہ سب کو پانی، ہوا اور سورج کی شعاع کی طرح یکساں ملے گا۔ اے عبدالمطلب! تم اس کے دادا ہو، یہ بات جھوٹ نہیں ہے، تو اے خوش قسمت بوڑھے سردار! اور پاسبانِ حرم! تو کیا تم نے سمجھ لیا جو میں کہہ رہا تھا۔" انہوں نے کہا: "ہاں اے واقف حال بادشاہ! میں نے اپنے محبوب ترین فرزند کا نکاح ایک شریف خاندان، شریف خصلت زہری خاتون سے کیا ہے، جس کے بطن سے لڑکا پیدا ہوا جس کا نام محمد ﷺ رکھا گیا۔ بچے کے والدین وفات پا گئے، لہٰذا میں اور اس کا چچا اب اس کے کفیل ہیں۔" سیف نے کہا: "میری باتوں کو یاد رکھنا، بچے کو یہودیوں سے محفوظ رکھنا کیونکہ وہ اس کے دشمن ہیں، اگرچہ ان کی رسائی بچے تک نہیں ہوگی۔ بیشک میرے زمانہ اقتدار میں وہ مبعوث ہو جاتے ہیں تو میں سوار اور پیادوں سے ان کی مدد کرتا۔"

﴿بیہقی، ابونعیم، ابن عساکر﴾

ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے جو سند بالا حدیث ہی کے مطابق ہے۔

﴿ابونعیم، خرائطی، ابن عساکر﴾

حضرت عبداللہ بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ سے میری قوم کے بزرگوں نے ذکر کیا کہ ایک مرتبہ حضرت عبدالمطلب کی حیات میں ہم اپنے علاقہ سے عمرہ کیلئے روانہ ہوئے۔ تیماء کا ایک یہودی

بغرض کاروبار تجارت اور سے ساتھ ہو گیا۔ تو جب کہ اس نے حضرت عبدالمطلب کو دیکھا تو اس نے کہا کتب سماوی میں ہے کہ اس شخص سے ایک نبی پیدا ہوگا جو ہماری قوم کو عاد کی طرح قتل کرے گا۔

﴿واقدی، ابو نعیم﴾

حضرت ابو حازم سے روایت ہے کہ ایک کاہن مکہ آیا۔ اس نے نبی کریم ﷺ کو حضرت عبدالمطلب کے ہمراہ دیکھ کر کہا "اے قریش! اس بچہ کو مار ڈالو، یہ تمہارے طریقوں کو ختم کرے گا اور تمہاری مزاحمت بے سود اور بے نتیجہ رہے گی۔"

﴿ابن سعد﴾

نبی کریم ﷺ ابوطالب کی کفالت میں:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوطالب کے بچے عام بچوں کی طرح گندے منہ اور آنکھوں کے ساتھ سو کر اٹھتے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صاف اور ستھرے۔ ابوطالب سب کے سامنے کھانا لاتے تو وہ بے صبری اور حرص اور طلب زیادتی کا مظاہرہ جیسے بچوں کی عادت ہوتی ہے کرنے لگتے مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پروقار طریقہ پر خاموش بیٹھے رہتے۔ ابوطالب نے یہ صورتحال دیکھ کر ان سے علیحدہ آپ (ﷺ) کا انتظام کر دیا۔

﴿ابن سعد، ابو نعیم، ابن عساکر﴾

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ ابوطالب اور ان کے دوسرے اہل خانہ جب نبی کریم ﷺ کے ساتھ دسترخوان پر کھانا تناول فرماتے تو شکم سیری اور لطف محسوس کرتے۔ اتفاقاً کھانے کے وقت نبی کریم ﷺ موجود نہ ہوتے تو ابوطالب گھر والوں سے کہتے: "ٹھہر جاؤ! محمد (ﷺ) کے آجانے کے بعد شروع کریں گے۔ اگر غذا میں دودھ ہوتا تو پھر ابوطالب شیر نوشی کی ترتیب اس طرح رکھتے کہ پہلے نبی کریم ﷺ کو پلاتے پھر دوسرے گھر والوں کو اور بعد میں خود لیتے، اکثر کہا کرتے میرا یہ بیٹا بڑی برکت والا ہے۔"

﴿ابن سعد، ابو نعیم، ابن عساکر﴾

حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ نے کبھی بھوک یا پیاس کی شکایت کی ہو، صبح کو اٹھ کر تھوڑا آب زمزم پی لیتے اور صبح کو ناشتے میں کچھ نہ لیتے۔

﴿ابو نعیم، واقدی﴾

- (ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کی اس حدیث کو دوسری سند سے "طبقات" میں لکھا ہے کہ آپ ﷺ نے بچپن اور بڑھاپے میں کبھی بھوک اور پیاس کی شکایت نہ کی۔)

ابن قطبیہ سے روایت ہے کہ ابوطالب کیلئے جو تکیہ بنایا جاتا تھا وہ حسب عادت اس پر ٹیک لگا لیتے تھے۔ ایک دن نبی کریم ﷺ تشریف لے آئے اور تکیہ کو کھول کر بچھا دیا اور اس پر دراز ہو گئے، تھوڑی دیر بعد ابوطالب آئے اور دیکھ کر کہنے لگے: "ہبل خدا کی قسم! میرا یہ بھتیجا ذوق نعمت رکھتا ہے۔"

(ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے زیادتی ایک اثر عمرو بن سعید رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کی ہے۔)

﴿ابن سعد﴾

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ ابو طالب اہل مکہ کیلئے کھانا تیار کرا رہے تھے اور ضروری سامان کے پاس بیٹھے تھے، جب انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کو آتے دیکھا تو کچھ چیز پہلو کے پیچھے کر لی مگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم چچا کے اس اخفاء کو سمجھ لیے۔ ابو طالب نے کہا میرا یہ بھتیجا بذریعہ کرامت معلوم کر لیتا ہے۔

﴿طبرانی﴾

نبی کریم ﷺ کا سفر شام اور بحیرا راہب کی پیشین گوئی اور چچا کو مشورہ:

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب ابو طالب نبی کریم ﷺ اور قریش کے چند دوسرے بوڑھے افراد کے ساتھ شام کے سفر پر روانہ ہوئے۔ اور ایک مقام پر پڑاؤ کیا۔ اس پڑاؤ پر ایک راہب آیا حالانکہ اس سے قبل ان کے پاس کبھی کوئی راہب ملنے نہیں آیا تھا۔

یہاں پہنچ کر راہب کی نظریں کسی کو تلاش کرنے لگیں، پھر یکبارگی اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا دست مبارک اپنے ہاتھ میں لے لیا اور کہنے لگا کہ یہ فرزند سارے جہانوں کا سردار ہے۔ یہ رب العالمین کا رسول ہے۔ اس کو اللہ تعالیٰ رحمۃ اللعالمین بنا کر مبعوث فرمائے گا۔ یہ سن کر قریش کے بڑے بوڑھوں نے کہا کہ تم کو یہ سب کس طرح معلوم ہوا؟ راہب نے کہا کہ تمہاری جماعت جب گھاٹی سے نمودار ہوئی تو میں نے دیکھا کہ اس فرزند کے سامنے ہر پتھر اور ہر درخت سجدے میں گر جاتا تھا اور یہ نبی کے سوا کسی غیر نبی کو سجدہ نہیں کرتے، میں نے ان کو شناخت اس طرح کیا کہ ان کے شانوں کے نچلے حصہ میں سیب کی طرح مہر نبوت ہے۔ راہب نے اس جماعت کیلئے کھانے کا بندوبست کیا اور نبی کریم ﷺ پر بادلوں کا سایہ کرنا خود اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا۔ قریش کے قیام کے دوران بحیرا اصرار کرتا رہا کہ اس بچے کو روم نہ لے جاؤ کیونکہ ان مخصوص علامات کو دیکھ کر وہاں کے لوگ پہچان لیں گے اور اندیشہ ہے کہ قتل نہ کر دیں۔ حسن اتفاق سے سات رومی اشخاص نمودار ہوئے۔ بحیرا جا کر ان سے ملا اور مقصد سفر دریافت کیا۔ انہوں نے جواب دیا۔

"ہم اس نبی کی تلاش میں آئے ہیں جو عنقریب مبعوث ہوا چاہتا ہے، ہم چاہتے ہیں کہ اس کے ظہور سے پہلے قتل کر دیا جائے۔"

بحیرا نے ان سے کہا: "تم نے کبھی ایسا دیکھا ہے کہ جس کام کا خدا ارادہ کرے اس کو ٹالنے اور روکنے کی کوشش کسی نے کی ہو اور وہ کامیاب ہوا ہو؟" انہوں نے جواب دیا: "نہیں دیکھا۔"

راہب نے مشورہ دیا: "تم کو چاہیے کہ اس نبی کی اطاعت کرو اور آپ کے کاموں میں شریک بن جاؤ۔" پھر راہب اس کے بعد قریشیوں کے پاس آیا اور کہا کہ آپ لوگوں میں ان (محمد ﷺ) کا اصل ولی کون ہے؟ لوگوں نے ابو طالب کی طرف اشارہ کیا کہ یہ چچا ان کے والی! بحیرا نے حضرت ابو طالب

کو نزاکت حال سے آگاہ کیا اور ان نے حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو حضور کے ہمراہ جانے پر آمادہ کر لیا، سواری کے وقت زیتون کے کاک بطور توشہ ساتھ کر دیے۔

(بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ واقعہ اہل مغازی کے نزدیک بہت مشہور ہے۔)

﴿بیہقی، ابونعیم، خرائطی، ابوالقسم﴾

فائدہ:

مصنف کتاب علامہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اس واقعہ کے متعدد شواہد ہیں، جن کو آگے بیان کروں گا اور جو اس کی صحت پر دلالت کرتے ہیں۔ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو اس قول کی بنا پر ضعیف کہا کہ "حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بلال رضی اللہ عنہ کو حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ بھیج دیا" وجہ یہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس وقت تک نہ تو بالغ تھے اور نہ ہی حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو خریدا تھا اور ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے "الاصابہ" میں فرمایا: اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں اور اس میں کوئی منکر بھی نہیں ہے۔ بجز اس فقرے کے، تو اس فقرے کو اس بات پر محمول کیا جائے گا کہ یہ غلط الفاظ کا نتیجہ ہے۔ گویا ہم سند دوسری حدیث کے الفاظ اس حدیث سے خلط ہو گئے ہیں۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کے چچا ابوطالب قافلے کے ہمراہ نبی کریم ﷺ کو ساتھ لے کر شام کی طرف روانہ ہوئے۔ دوران سفر بصریٰ پر پڑاؤ کیا وہاں بحیرا راہب اپنی خانقاہ میں مقیم تھا۔ اس کی علم سے نصاریٰ میں بڑی قدر تھی اس خانقاہ کی موروثی الہامی کتاب راہبوں کے سردار کے پاس نسلی اعتبار سے پشت سے چلی آ رہی تھی۔

بحیرا ابھی اس کا عالم تھا۔ عرب اور قریشی قافلے اسی منزل پر ٹھہرتے اور گزرتے رہتے مگر راہب قطعی طور پر التفات نہ کرتا۔ اس مرتبہ قافلے کے ٹھہراؤ کے بعد اس نے مہمانی کیلئے کھانے تیار کرائے۔ اس نے اپنے صومعے سے دیکھا کہ قافلے پر سفید ابر سایہ فگن ہے۔

پھر یہ قافلہ اور نزدیک پہنچ کر ایک درخت کے سایہ میں فروکش ہوا تو دیکھا کہ وہ سفید ابر درخت کے اوپر سایہ کر رہا ہے اور درخت کی شاخیں نبی کریم ﷺ پر جھکی ہوئی ہیں جب بحیرا نے یہ منظر دیکھا تو وہ خانقاہ کی چھت سے اترا اور کھانا تیار کرنے کا حکم دیا اور کہلوایا:

"اے گروہ شعب قریش! میری خواہش ہے کہ آپ تمام حضرات میری مہمانی میں کھانا کھائیں۔" قریشیوں میں سے کسی ایک نے کہا "بحیرے سے کہو آپ نے آج خلاف عادت نوازش فرمائی اور پورے قافلہ کو دعوت طعام دی ہے۔ بحیرا نے جواب میں دوبارہ کہلوایا، آپ لوگوں نے سچ کہا، مگر یہ پیشکش پر خلوص ہے اور آپ کے احترام میں ہے" چنانچہ معزز بحیرا جو کہ علم و فضل، و عبادت و زہد اور بصریٰ کے مشہور خانقاہ کا متولی ہونے کی وجہ سے احترام رکھتا تھا قریشی مسافر اس کی دعوت کیسے مسترد کر سکتے تھے، وہ سب خانقاہ جانے لگے اور محمد ﷺ کو قیام گاہ پر حفاظت سامان کے خیال سے چھوڑ گئے۔

بحیرا نے سب مہمانوں پر نظر ڈالی مگر وہ علامات نہ دیکھیں، تب اس نے کہا: "اے محترم قریش

مہمانو! میں سمجھ رہا ہوں کہ آپ سب لوگ تشریف لائے ہوں گے اور مجھے سب کی میزبانی کا شرف مل رہا ہے؟" مہمانوں میں سے ایک نے کہا: "ہم اپنی عزت افزائی کیلئے شکر گزار ہیں، ہم سب حاضر ہیں، بجز ایک لڑکے کے اور اس کو مستقر پر سامان کے پاس چھوڑ دیا ہے۔"

بحیرا نے کہا یہ تو میری خواہش کے خلاف ہے۔ بحیرا کے اس پرخلوص التفات کو دیکھ کر ایک شخص نے کہا: "قسم لات و عزیٰ کی ہمارے لیے غیرت و شرم کی بات ہے کہ ہم سے محترم میزبان کو یاد دہانی کی ضرورت پڑے۔" اب ہم میں سے کسی کو مستقر پر جا کر محمد ﷺ کو اس دعوت میں لے آنا چاہیے۔

راوی کا بیان ہے وہ شخص اٹھا اور جا کر نبی کریم ﷺ کو لے آیا۔ بحیرا حضور نبی کریم ﷺ کو بغور دیکھتا رہا۔ حتیٰ کہ لوگ کھانے سے فارغ ہوئے۔ بحیرا نے صحبت محفل سے نبی کریم ﷺ کو ساتھیوں سے تھوڑا الگ لے جا کر عرض کیا: "اے فرزند ارجمند! میں آپ ﷺ کو لات و عزیٰ کی قسم دے کر چند باتیں پوچھتا ہوں، آپ مجھے ان کا جواب دیں۔"

بحیرا نے بتوں کا نام لے لیا تھا کہ قریش ان کی پرستش کرتے تھے مگر بتوں کا نام نبی کریم ﷺ کو بہت ہی ناگوار گزرا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: مجھ سے گفتگو میں بتوں کا نام نہ لیجئے، میں ان سے نفرت کرتا ہوں اور میں بت پرستی سے بیزار ہوں۔ بحیرا نے کہا:

"میں خدا کو درمیان میں لا کر کہتا ہوں کہ آپ میرے سوالات کا جواب دیں۔" آپ ﷺ نے فرمایا۔ "ہاں! آپ کی امید پوری ہوگی۔" چنانچہ خانقاہ بصریٰ کا یہ عابد و عالم آپ کی عام حالت، بیداری اور خواب، آپ کے خیالات اور وجدانیات کے بارے میں پوچھتا اور جواب پاتا رہا پھر اس نے پشت پر مہر نبوت کو دیکھا اور ملاقات کا یہ سلسلہ ختم ہو گیا۔

راوی ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ اس کے بعد بحیرا راہب ابوطالب کے پاس آیا اور پوچھا کہ: "کیا یہ تمہارا لڑکا ہے؟" ابوطالب نے جواب دیا: "جی ہاں۔" بحیرا نے کہا: "میرا خیال تو یہ ہے کہ ان کے والد فوت ہو چکے ہیں۔" ابوطالب نے کہا: "یہ میرے بھائی کا بیٹا ہے۔"

بحیرا نے پوچھا کہ "وہ کہاں ہیں؟" ابوطالب نے جواب دیا: "وہ لڑکے کی ولادت سے کچھ پہلے ہی فوت ہو چکے۔" اب بحیرا نے کہا: ہاں! یہ درست ہے پھر اس نے ابوطالب سے کہا تم اپنے اس بھتیجے کو وطن واپس لے جاؤ اور یہودیوں کے شر سے بچاؤ، وہ اس کو مخصوص علامات سے شناخت کر سکتے ہیں اور یہ بات خطرے کی وجہ بن سکتی ہے۔ اسکے بعد ابوطالب نے جلد جلد معاملات اور ضروریات سفر کو نمٹایا اور مکہ لوٹ آئے۔ واپس آ کر تمام واقعات سفر، بحیرا کے مشورے اور یہود کے تجسس و تلاش وغیرہ کے تمام بیتے حالات پر غور کیا، ایک ایک کر کے تمام باتیں آپ کو یاد آ گئیں اور اسی تاثر کے تحت ابوطالب نے یہ چند محبت بھرے اشعار رقت میں کہے:

فما رجعوا حتى رأوا من محمد — احاديث تجلو غم كل فؤاد

حتى رأوا احبار كل مدينة — سجودا له من عصبة و فراد

زبیرا و تماما و قد کان شاهدا — دریسا و هموا کلهم بفساد

فقال لهم قولا بحیرا و ایقنوا — له بعد تکذیب و طول بعاد

کما قال للرهط الذین تهودوا — و جاهدهم فی الله کل جهاد

فقال و لم یترک له النصح رده — فان له ارصاد کل مصاد

فانی اخاف الحاسدین و انه — لفی الکتب مکتوب بکل مداد

ترجمہ: "زبیر، تمام اور دریس اس وقت تک نہ لوٹے جب تک کہ انہوں نے محمد ﷺ میں وہ باتیں نہ دیکھ لیں جن سے دلوں کا غم غلط ہوتا ہے۔ انہوں نے یہاں تک دیکھا کہ ہر شہر کے اہل علم جمع ہو کر اور فرداً فرداً ان کو سجدہ کرتے ہیں۔ زبیر اور تمام لوگ جو ان کے ساتھ تھے اور دریس وغیرہ ان سب نے برائی کا قصد کیا۔ بحیرا نے ان سے ایک بات کہی جس کی تکذیب اور طویل بحث کے بعد انہوں نے ان کو تسلیم کر لیا۔ جس طرح بحیرا نے یہودیوں سے پرزور گفتگو کی اور بحیرا نے اللہ تعالیٰ کیلئے ان کے ساتھ جہاد کیا کہ اس کا حق ادا کر دیا۔ تو بحیرا نے آپ کی خیر خواہی میں سب کچھ کہا اور کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا کیونکہ ہر گھات میں ان کیلئے خطرہ ہی خطرہ تھا۔ بحیرا نے کہا میں حاسدوں سے ڈرتا ہوں۔ کیونکہ آپ کی (علامات اور) رفعت شان کتب آسمانی میں درج ہے۔"

﴿بیہقی﴾

واقدی کی روایت ہے کہ بحیرا راہب نبی کریم ﷺ کی سرخی چشم کے باعث بار بار چہرہ مبارک کی طرف دیکھتا رہا پھر اس نے قریش سے پوچھا آپ کی آنکھیں ہمیشہ سرخ رہتی ہیں یا کبھی ٹھیک ہو جاتی ہیں؟ ابوطالب نے جواب دیا: یہ پیدائشی حالت ہے کوئی آشوب یا مرض کی علامت نہیں ہے۔ بحیرا راہب نے نیند کے بارے میں حضور نبی کریم ﷺ سے پوچھا تو فرمایا: میری آنکھیں سوتی ہیں مگر دل بیدار رہتا ہے۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت علی المرتضیٰ ؓ سے روایت ہے کہ ابوطالب، چند قریشیوں کے ساتھ شام کے سفر پر روانہ ہوئے نبی کریم ﷺ بچے تھے اور آپ ﷺ کو بھی ساتھ لے لیا۔ راہبوں کی بستی وہ بصریٰ کے مقام پر پہنچے ہی والے تھے کہ خانقاہ کی چھت پر سے بحیرا کی نظروں نے یہ بھی دیکھ لیا کہ ایک چھوٹا سا قافلہ آگے بڑھ رہا ہے اور ان میں سے ایک فرد پر بادل سایہ کیے ہوئے ہے۔ تو بحیرا نے کھانا تیار کروایا اور مسافروں کو اپنی خانقاہ کے دسترخوان پر بلایا۔ جب نبی کریم ﷺ صومعہ میں داخل ہوئے تو وہ منور ہو گیا۔ بحیرا نے کہا یہی وہ نبی مکرم ہیں جن کی تمام دنیا کیلئے عرب سے عنقریب بعثت ہوگی۔

﴿ابونعیم﴾

عبداللہ بن محمد بن عقیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوطالب شام کی طرف روانہ ہوئے، نبی کریم ﷺ ان کے ہمراہ تھے۔

پھر وہ ایک دیر کے قریب اترے، دیر کے راہب نے پوچھا: "اے قریشی عرب مسافر! یہ بچہ تمہارا ہے؟" ابوطالب نے جواب دیا: "اے راہب اعظم! یہ میرا بیٹا ہے۔" راہب نے کہا: "اے عرب مسافر! یہ تمہارا بیٹا نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ بات اصولی اور بعید از قیاس ہے کہ اس کا باپ زندہ ہو۔"

پھر راہب واقف اسرار تھا، کہنے لگا: "یہ چہرہ ایک نبی کا چہرہ اور یہ آنکھ ایک نبی کی آنکھ ہے۔" ابوطالب نے پھر سوال کیا: "نبی کون ہوتا ہے؟" راہب نے جواب دیا: "نبی وہ ہوتا ہے جس کی آسمان سے رہنمائی ہوتی ہے، فرشتہ ہدایت لے کر پہنچتا ہے اور وہ اس ہدایت کو انسانوں تک پہنچاتا ہے۔"

ابوطالب نے کہا: "خدا کی ذات برتر ہے، تم کیسی باتیں کرتے ہو؟" آخر میں راہب نے متنبہ کیا کہ لڑکے کو یہودیوں کے شر سے بچانا۔

حضرت عبداللہ راوی نے بیان کیا: اس کے بعد وہ آپ اور راہب کی خانقاہ پر اترے، اس کا پہلا سوال یہی تھا: "یہ بچہ کس کا ہے؟" انہوں نے کہا: "یہ میرا بیٹا ہے۔" راہب نے کہا: "نہیں! یہ تمہارا بیٹا نہیں ہو سکتا، یہ کس طرح ممکن ہے کہ اس کا باپ زندہ ہو؟"

ابوطالب نے پوچھا: یہ کس لیے ہے؟ راہب نے جواب دیا اس لیے کہ اس کا چہرہ نبی کا چہرہ اور اس کی آنکھ نبی کی آنکھ ہے۔ انہوں نے کہا: سبحان اللہ! اللہ کی ذات برتر ہے جو تم بیان کرتے ہو۔ پھر ابوطالب نے حضور نبی کریم ﷺ کو مخاطب کر کے کہا: "اے میرے بھتیجے! تم سن رہے ہو؟ یہ کیا کہہ رہے ہیں؟" نبی کریم ﷺ نے جواب دیا: "اے چچا! انکار نہ کیجئے اللہ کی بڑی قدرت ہے۔"

﴿ابن سعد، ابن عساکر﴾

سعید بن عبدالرحمن سے روایت ہے کہ ایک راہب نے ابوطالب سے کہا اپنے بھتیجے کو آگے نہ لے جائیے کیونکہ یہودی جس امت سے دشمنی رکھتے ہیں، یہ اسی امت کا نبی ہے اور چونکہ یہ بنی اسرائیل سے نہیں ہے، اس لیے یہود اس کے ساتھ شدید تعصب سے پیش آئیں گے۔

﴿ابن سعد﴾

ابی مجلز رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ابوطالب نے شام کا سفر کیا اور نبی کریم ﷺ کو ہمراہ لے لیا تو وہ ایک منزل پر قیام کیے ہوئے تھے۔ وہاں ایک راہب ان کے پاس آیا اور کہا تمہارے اندر کوئی برگزیدہ ہستی ہے۔ پھر کہا اس بچے کا ولی کون ہے؟ ابوطالب نے کہا میں موجود ہوں۔ اس نے کہا اس بچے کی حفاظت کیجئے اور اسے شام نہ لے جائیے چونکہ یہود حسد کرتے ہیں اور میں ان سے خوف زدہ ہوں تو انہوں نے نبی کریم ﷺ کو واپس بھیج دیا۔

﴿ابن عساکر، ابن سعد﴾

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ بسند ضعیف حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ اٹھارہ سال کی عمر سے رہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی عمر بیس سال تھی۔

دونوں حضرات بہ غرض تجارت شام کیلئے سفر پر روانہ ہوئے۔ سفر کے دوران ایک مقام پہ بیری کے درخت کے سائے میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم بیٹھ گئے اور حضرت ابوبکر صدیق بحیرا راہب کے پاس چلے گئے۔ بحیرا نے حضرت ابوبکر صدیق سے پوچھا: "درخت کے سایہ میں کون شخص بیٹھا ہے؟" حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: "وہ حضرت محمد ابن عبداللہ بن عبدالمطلب (ﷺ) ہیں۔"

اس نے کہا: "یقیناً وہ نبی ہوں گے اور اس درخت کے سائے میں حضرت عیسیٰ مسیح کے بعد بجز اس حضرت محمد ﷺ کے کوئی نہ بیٹھا۔

ابن حجر نے "الاصابہ" میں فرمایا اگر یہ ثابت ہے تو پھر یہ دوسرا سفر ہوا ابوطالب کے ساتھ شام کے بعد۔

نبی کریم ﷺ کے وسیلے سے ابوطالب کا بارش کی دعا مانگنا:

جلہمہ بن عرفطہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں مکہ مکرمہ آیا تو وہاں کے لوگ شدید قحط میں مبتلا تھے۔ ایک روز قریش نے مجاور حرم ابوطالب سے کہا: "وادیاں خشک ہو گئیں اور لوگ بھوک سے مر رہے ہیں، آؤ چلو بارش کیلئے دعا کریں۔" چنانچہ ابوطالب نے اپنے ساتھ ایک بچے کو لے کر روانہ ہوئے۔ مطلع صاف اور آفتاب روشن تھا۔ ابوطالب نے بچے کا ہاتھ تھاما اور اس کی پشت خانہ کعبہ سے ملا دی اور اپنی انگلیوں سے بچے کو تھامے رہے۔ دفعتاً افق سے بادل اٹھے اور برسنے لگے، حتیٰ کہ موسلا دھار بارش ہوئی کہ وادی اور نالے بھر گئے۔ اس موقع پہ ابوطالب نے آپ کی ثناء میں حسب ذیل اشعار کہے:

وابیض یستسقی الغمام بوجهه
ثمال الیتامی عصمة للارامل
یلوذ به الهلاک من ال هاشم
فهم عنده فی نعمة و فواضل

ترجمہ: "آپ ﷺ ایسے حسین وجمیل ہیں کہ بادل آپ کے چہرۂ انور سے پانی مانگتا ہے اور آپ یتیموں اور بیواؤں کے پناہ گاہ ہیں۔ ہلاک ہونے والے ہاشمیوں کی اولاد آپ کے دامن میں پناہ کی تلاش کرتی ہے تو وہ لوگ آپ ﷺ کے دامن میں نعمتوں اور برکتوں سے مستفید ہیں۔"

﴿تاریخ ابن عساکر

نبی کریم ﷺ کو دیکھ کر ابوطالب کے پاس سے یہودی فرار

ابن عون عمرو بن سعید سے روایت ہے کہ ایک یہودی ابوطالب کے پاس سامان خرید

آئے تھے کہ اتنے میں رسول اللہ ﷺ کم سنی میں اپنے چچا کے پاس آگئے جب یہودی نظر آپ ﷺ پر پڑی تو وہ خریداری چھوڑ کر فرار ہو گئے۔

ابو طالب نے تعاقب میں ایک شخص کو دوڑایا اور کہا جب ان تک پہنچ جاؤ تو تالی بجا کر کہنا۔ ہم نے تمہارے طرز عمل میں عجیب بات دیکھی، پھر بتاؤ کیا ہوا جو آپ دیکھتے ہیں۔ وہ شخص گیا اور ایسا ہی کیا۔

یہود نے جواب دیا: ہم نے جو کچھ دیکھا وہ اس سے کہیں زیادہ عجیب ہے۔ اس نے پوچھا تم نے کیا دیکھا؟ یہود نے کہا ہم نے محمد ﷺ کو چلتے پھرتے دیکھ لیا۔

﴿ ابو نعیم ﴾

ابولہب کے دل میں نبی کریم ﷺ کی طرف سے کینہ پیدا ہونے کی ابتداء:

ابو الحجاز رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو طالب اور ابولہب کے درمیان کشتی ہوئی تو ابولہب نے ابو طالب کو پچھاڑ دیا اور ان کے سینے پر چڑھ کر بیٹھ گیا۔

یہ دیکھ کر نبی کریم ﷺ نے ابولہب کی زلفوں کو پکڑ کر کھینچا۔ ابولہب نے کہا: اے لڑکے! ہم دونوں تمہارے چچا ہیں پھر تم نے میرے ساتھ ایسا کیوں کیا؟ آپ نے جواب دیا: اس لیے کہ میں ان سے زیادہ محبت کرتا ہوں۔

﴿ ابن عساکر ﴾

حضرت ابو طالب کی وفات:

عبداللہ بن ثعلبہ بن صعیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب ابو طالب کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے عبدالمطلب کے بیٹوں کو بلایا اور کہا: تم لوگ ہمیشہ خیر و برکت میں رہو گے جب تک حضرت محمد ﷺ کی بات سنو گے اور ان کے حکم کی پیروی کرو گے۔

﴿ ابن سعد ﴾

حضرت ابو طالب کے بارے میں اقوال:

حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! کیا آپ نے ابو طالب کو کچھ نفع پہنچایا ہے؟ کیونکہ انہوں نے ہمیشہ آپ کی مدافعت کی اور آپ کو ان کی حمایت اور تعاون حاصل رہا؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں اپنے رب سے ہر خیر اور کرم کی امید رکھتا ہوں۔

﴿ مسلم ﴾

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ بے شک میرے دل میں ابو طالب کیلئے خیر خواہی ہے اور جب تک

مجھے روکا نہ گیا، میں ان کے لیے استغفار کروں گا۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں قیامت کے دن اپنے ماں، باپ، چچا ابوطالب اور اپنے بھائی جو زمانہ جاہلیت میں فوت ہوئے شفاعت کروں گا۔

✿ (تمام کی اس روایت کی سند میں ولید بن سلمہ ہے جو منکر الحدیث ہے۔)

﴿ابن عساکر﴾

حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے ان لوگوں کیلئے استغفار کی ہے یعنی اپنے والدین، ابوطالب اور رضاعی بھائی۔ امید ہے یہ لوگ پریشان حال نہ ہوں گے۔

✿ (خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو سند ضعیف اور ساقط بتایا ہے۔)

﴿خطیب، ابن عساکر﴾

نبی کریم ﷺ کو ابوطالب کیلئے استغفار کی ممانعت:

حسن بن عمارہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ اور حضرت علی المرتضیٰ ؓ قبر ابوطالب پر گئے تاکہ ان کیلئے استغفار کریں۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ

﴿سورہ التوبہ﴾

ترجمہ: ''نبی (ﷺ) اور ایمان والوں کو یہ لائق نہیں کہ وہ مشرکوں کی بخشش چاہیں۔''

ابوطالب کا کفر کی حالت میں مرنا نبی کریم ﷺ پر بہت شاق گزرا تو اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ

﴿سورہ القصص﴾

ترجمہ: ''آپ ﷺ جس کو چاہیں (یعنی ابوطالب وغیرہ کو) اسے راہ ہدایت پر نہیں لا سکتے لیکن اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے راہ ہدایت پر لے آتا ہے۔''

﴿ابن عساکر﴾

حضرت عبداللہ بن جعفر ؓ سے روایت ہے کہ جب ابوطالب فوت ہو گئے تو ایک بدبخت قریشی نبی کریم ﷺ کے سامنے آیا اور آپ ﷺ پر مٹی اچھالی۔ آپ ﷺ کی صاحبزادی آئیں، وہ مٹی صاف کرتیں اور روتی جاتیں۔

آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: اے بیٹی! نہ رو کیونکہ اللہ تعالیٰ تمہارے باپ کا مدافعت کرنے والا اور محافظ ہے۔

﴿ابن عساکر﴾

نبی کریم ﷺ قبل بعثت تمام جاہلانہ رسوم سے محفوظ رہے:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ تعمیر خانہ کعبہ کیلئے پتھر اٹھا اٹھا کر لا رہے تھے اور تہبند باندھے ہوئے تھے۔ اس وقت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ اپنے تہبند (ازار) کو کھول کر کندھے پر رکھ لو تا کہ کندھا چھلنے سے محفوظ رہے چنانچہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے جیسے ہی یہ عمل کیا حضور نبی کریم ﷺ زمین پر گر پڑے اور آپ کی نگاہیں آسمان کی طرف اٹھ گئیں اور آپ ﷺ نے اسی حالت میں فرمایا: "میرا تہبند کہاں ہے؟" حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے تہبند جب آپ کو دیا اور آپ نے اسکو باندھ لیا جب آپ زمین سے اٹھے۔ اس موقع کے علاوہ آپ کبھی بھی عریاں نہ ہوئے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

تعمیر کعبہ میں معاونت:

حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں اور میرا بھتیجا کندھوں پر رکھ کر پتھر لا رہے تھے اور ہم نے تہبند پتھر اور کاندھے کے درمیان رکھ لیا۔ حضرت محمد ﷺ آگے اور میں پیچھے تھا۔ جوں ہی آپ نے تہبند کاندھے پر رکھا کہ زمین پر گر پڑے۔ میں اٹھانے دوڑا تو آپ ﷺ کی آنکھیں آسمان پر لگی تھیں، میں نے پوچھا آپ کا کیا حال ہے؟ آپ ﷺ نے اٹھ کر تہبند باندھا اور پھر فرمایا مجھے عریاں ہو کر چلنے سے ممانعت فرمائی گئی ہے مگر میں نے اس بات کو اس خوف سے پوشیدہ ہی رکھا کہ لوگ آپ ﷺ کو مجنون نہ کہیں۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

روایت ہے کہ جب قریش نے خانہ کعبہ کی تعمیر کی تو دونوں اجیاد کی پہاڑوں سے پتھر لاتے تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی سنگ برداری میں مصروف تھے۔ آپ کا ستر کھل گیا تو آپ کو غیب سے ندا آئی: اے محمد ﷺ! ستر پوشی کیجئے، یہ ندائے اولین تھی جو آپ ﷺ کو کی گئی اور اس سے پہلے یا بعد میں آپ کا ستر نہیں دیکھا گیا۔ (سند صحیح)

﴿حاکم، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ابوطالب چاہ زمزم کی مرمت کر رہے تھے اور رسول اللہ ﷺ پتھر اٹھا کر لا رہے تھے۔ آپ ﷺ اس وقت کمسن تھے تو انہوں نے تہبند اوپر کر کے پتھر کے نیچے شانے پر جسم کو رگڑ سے محفوظ کرنے کیلئے رکھ دیا تو نبی کریم ﷺ بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑے، ہوش آنے پر ابوطالب نے پوچھا تو فرمایا: سفید لباس میں ایک فرشتہ نمودار ہوا۔ اس نے مجھ سے کہا ستر ڈھکئے۔

﴿ابن سعد، ابن عدی، حاکم، ابونعیم﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ستر کبھی نہیں دیکھا۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں جاہلیت کی رسوم اور لہو ولعب کی طرف کبھی بھی متوجہ نہیں ہوا۔ بجز دو راتوں کے اور ان دو راتوں میں اللہ تعالیٰ نے مجھے محفوظ اور معصوم رکھا۔

ایک رات کا واقعہ تو یہ ہے کہ مکہ کے چند نوجوان اور میں اپنے گھر کی بکریوں کے ریوڑ میں تھے۔ میں نے اپنے ساتھی سے کہا: ''ذرا میری بکریوں کی نگرانی کرنا تاکہ میں مکہ جاکر نوجوانوں کا شغل دیکھوں۔ اس نے کہا اچھا، پھر میں آبادی کی طرف آیا اور پہلے ہی گھر میں موسیقی کی آواز میں نے سنی۔ پوچھا یہ کیسی آواز ہے؟ کسی نے بتایا کہ شادی کا سلسلہ ہے۔ میں موسیقی سننے کیلئے بیٹھ گیا۔ اللہ تعالیٰ نے میرے کانوں کو تھپتھپایا اور میں سو گیا حتیٰ کہ دوسرے روز سورج کی آمد پر اس کی شعاعوں نے مجھے بیدار کیا۔ میں اٹھ کر ساتھی کے پاس گیا۔ اس نے پوچھا تم لمبے وقت تک کیا کرتے رہے؟ میں نے اس کو پوری آپ بیتی سنائی۔''

دوسری رات پھر میں نے ساتھی سے کہا کہ میری بکریوں کا خیال رکھنا کہ میں جاکر کچھ شغل کروں۔ اس نے اقرار کر لیا اور میں مکہ شہر کی طرف روانہ ہوگیا، یہاں آ کر میں نے موسیقی کی ویسی آواز سنی جیسی کہ میں نے گزشتہ رات سنی تھی۔ میں دیکھنے کیلئے بیٹھ گیا، پھر قدرت نے میرے کانوں کو تھپتھپایا اور میں سو گیا یہاں تک کہ دوسرے دن دھوپ نے مجھے جگایا، پھر میں لوٹ کر اپنے ساتھی کے پاس آیا۔ اس نے پوچھا: کیا کیا؟ میں نے کہا کچھ بھی نہیں اور اسے ساری صورتحال بتائی۔

اس کے بعد میں نے کبھی یہ ارادہ کیا اور نہ ہی مجھے رغبت ہوئی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے نبوت سے سربلند و سرفراز فرمایا۔

✪ (ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اس حدیث کی سند متصل اور اس کے تمام راوی، عدالت، صداقت اور حفاظت میں معتبر ہیں۔)

﴿مسند ابن راہویہ، ابن اسحاق، بزار، بیہقی، ابونعیم، ابن عساکر﴾

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ نے ایام جاہلیت میں عورتوں کے کھیل تماشے میں حصہ لیا تھا؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: نہیں۔ البتہ میں نے دو مرتبہ اس کا ارادہ کیا تھا جس میں ایک مرتبہ تو نیند مجھ پر غالب آگئی اور دوسری مرتبہ میرے اور ان کے درمیان قوی واقعات کی کہانی حائل ہوگئی۔

﴿طبرانی، ابونعیم، ابن عساکر﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب یہ آیہ کریمہ "وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ" ﴿سورۃ الشعراء﴾ نازل ہوئی تو نبی کریم ﷺ نے قریش کے ایک ایک خاندان کو بلایا اور پھر ان کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

"اے برادران قریش! اگر میں آپ لوگوں سے کہوں کہ اس پہاڑ کے عقب سے سواروں

کی ایک جماعت تم پر حملہ کرنے والی ہے تو کیا تم میری اطلاع پر یقین کرو گے؟"
سب نے کہا ہاں! کیونکہ ہم نے آپ سے کبھی جھوٹی بات نہیں سنی۔
پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "تو میں تمہیں پیش آنے والے عذاب شدید سے ڈراتا ہوں۔"
ابولہب نے کہا: "تبا لک" کیا اس لئے آپ ﷺ نے ہمیں جمع کیا ہے؟ اس پر اللہ تعالیٰ نے سورہ "تَبَّتْ يَدَا اَبِيْ لَهَبٍ وَّ تَبَّ" ﴿سورہ تبت یدا﴾ نازل فرمائی۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نے زید بن عمرو بن نفیل (موحد) سے جب سے سنا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کے نام پر ذبح کیے جانے والے جانور کو نادرست کہتے ہیں تو میں نے کسی استھان پر ذبح کیے ہوئے جانور کا گوشت کبھی نہ چکھا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے رسالت سے سرفراز فرمایا۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ سے کسی نے دریافت کیا "کیا آپ نے کبھی بت کی پرستش کی ہے؟" آپ ﷺ نے فرمایا: کبھی نہیں۔ پوچھا: "کبھی شراب پی ہے؟" ارشاد فرمایا: "کبھی نہیں۔" اور فرمایا میں جانتا تھا کہ جو لوگ ایسا کرتے ہیں وہ کافر ہیں، حالانکہ مجھے معلوم نہ تھا کہ کتاب کیا ہے اور ایمان کیا ہے؟

﴿ابونعیم، ابن عساکر﴾

میلہ میں شرکت سے انکار:

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ مجھ سے ام ایمن رضی اللہ عنہا نے کہا کہ بوانہ میں ایک بت کدہ تھا جہاں قریش سال کے سال جایا کرتے تھے۔ ابوطالب بھی اپنے خاندان اور قوم کے ساتھ جایا کرتے تھے چنانچہ ایک بار ابوطالب نے نبی کریم ﷺ سے بوانہ کی عید میں شرکت کیلئے کہا مگر نبی کریم ﷺ نے صاف انکار کر دیا حتیٰ کہ ابوطالب ناراض بھی ہوئے۔
حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ اس روز آپ کی تمام پھوپھیاں بھی بہت شدت سے آپ پر ناراض ہوئیں اور شدید خفگی کا اظہار کیا اور کہا کہ اے برادرزادے ہمیں ڈر ہے کہ ہمارے معبودوں کی بیزاری سے تم پر کوئی آفت نہ آئے ہم آخر کوئی وجہ تو ذکر تم ہمارے قومی تہوار میں شرکت کیوں نہیں کرتے؟ ان کے اس اصرار پر نبی کریم ﷺ بت کدہ کی طرف روانہ ہوئے لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو راستہ ہی سے جب تک چاہا غائب رکھا اور آپ گھر پر کسی کو نظر نہیں آئے، جب چند روز کے بعد آپ واپس ہوئے تو آپ ﷺ کے سارے جسم پر لرزہ طاری تھا پھوپھیوں نے پوچھا: اے برادرزادے! تم کو یہ کیا ہو گیا۔
حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں ڈرتا ہوں کہ مجھے کوئی صدمہ نہ پہنچ جائے انہوں نے کہا کہ تم

ایسے نہیں کہ اللہ تعالیٰ شیطان کے ذریعے تم کو آزمائش میں ڈالے تمہارے کردار کی نادر و مخصوص خوبیاں ہیں۔ آخر یہ ڈر کہ محمد ﷺ کو آسیب تو نہیں ہے؟ آپ نے فرمایا کہ جب میں صنم کدہ میں ایک بت کے قریب گیا تو ایک گوری شکل کے طویل القامت شخص نے زور سے مجھ سے کہا کہ اے محمد ﷺ! اس کو نہ چھوؤ۔

حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ مذکورہ بالا واقعہ کے بعد نبی کریم ﷺ ہمارے تہوار پر کبھی نہ گئے یہاں تک آپ ﷺ نے اعلان نبوت فرمایا۔

(ابن سعد، ابو نعیم، ابن عساکر)

عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اپنے چچا زاد بھائیوں کے ساتھ اساف کے قریب کھڑے ہوئے اور ایک ساعت خانہ کعبہ کی دیوار پر نظر ڈال کر لوٹ آئے۔ بھائیوں نے پوچھا۔ اے محمد ﷺ! کیا بات ہوئی کہ آپ لوٹ آئے؟ فرمایا مجھے اس بت کے پاس کھڑے ہونے سے منع کیا گیا ہے۔

(ابو نعیم، ابن عساکر)

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تانبے کا ایک بت تھا جس کا نام اساف یا نائلہ تھا اور جس کو مشرکین طواف کے وقت چھوا کرتے تھے۔

ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے طواف کیا اور میں بھی آپ کے ساتھ تھا جب میں اساف کے سامنے سے گزرا تو اسے چھوا۔ یہ دیکھ کر حضور نبی کریم ﷺ نے چھونے سے منع فرمایا۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے آپ کے ساتھ طواف جاری رکھا اور سوچا میں ضرور ہاتھ لگاؤں گا تاکہ دیکھوں کیا ہوتا ہے۔ لہٰذا میں نے اسے چھوا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا میں نے اس کو چھونے سے تمہیں منع نہیں کیا؟ حضرت زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ قسم ہے اس ذات کی! جس نے حضور نبی کریم ﷺ کو منصب نبوت پر سرفراز کیا اور آپ ﷺ پر کتاب نازل فرمائی۔ میں نے اسے نہ چھوا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کو اس سے مکرم فرمایا جس سے آپ مکرم ہوئے اور آپ ﷺ پر کتاب نازل فرمائی۔

(ابو نعیم، بیہقی)

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ سے ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ہمسائے نے حدیث بیان کی کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا:

”اے خدیجہ (رضی اللہ عنہا)! خدا کی قسم! میں لات کو کبھی نہ پوجوں گا اور عزیٰ کی کبھی پرستش نہ کروں گا۔“ (مسند احمد)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ مشرکین کے کسی اجتماع میں تشریف لے گئے تھے، وہاں آپ نے دو فرشتوں کو کہتے سنا: ”جو نبی کریم ﷺ کے پیچھے کھڑے ہوں۔“ دوسرے نے جواب دیا: وہ کیسے ممکن ہے جبکہ ان کی نیت استلام اصنام کے قریب ہے۔ اس کے بعد نبی

کریم ﷺ مشرکوں کے کسی مذہبی اجتماع میں نہیں گئے۔

﴿ابویعلیٰ، ابن عدی، بیہقی، ابن عساکر﴾

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو زمانہ جاہلیت میں دیکھا۔ اپنی قوم کے آگے اونٹ پر سوار تھے، عرفات میں توقف فرمایا اور پھر ان کے ساتھ لوٹ آئے یہ توفیق الٰہی تھی جس کے باعث نبی کریم ﷺ نے یہ عمل فرمایا۔

﴿ابن اسحاق، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ قریش اور جو ان کے ہم مذہب دوسرے لوگ اور دوسرے قبیلوں کے افراد مزدلفہ میں ٹھہرتے وہ کہتے تھے کہ ہم اہل حرم ہیں۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ربیعہ بن عرشی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو بعثت سے قبل عرفات میں کھڑا دیکھا ہے۔ یہ دیکھ کر میں نے جان لیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس امر کی توفیق اور ہدایت اپنے فضل و کرم سے آپ ﷺ کو دی ہے۔

﴿مسند حسن بن سفیان، معجم بغوی، مادردی الصحابہ﴾

بعثت اور اعلان نبوت سے قبل اہل مکہ آپ ﷺ کی تعظیم کرتے تھے:

یعقوب بن سفیان، ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ قریش نے جب خانہ کعبہ کی تعمیر کی اور حجر اسود کو اپنی جگہ نصب کرنے کا وقت آیا تو لوگوں میں تنازع شروع ہو گیا۔ ہر قبیلہ کا سردار یہی چاہتا کہ میں نصب کروں۔ چنانچہ انہوں نے اس پر اتفاق کیا کہ جو شخص اب ہمیں سب سے پہلے نظر آئے وہ اس معاملہ میں ہمارا حکم ہوگا۔

پس نبی کریم ﷺ نظر پڑے حالانکہ آپ صغیر السن تھے تو ان سب نے آپ ﷺ کو حکم مان لیا۔ نبی کریم ﷺ نے حجر اسود کو چادر میں رکھا اور چاروں کونے مختلف چار سرداروں سے پکڑوا کر اس کی جگہ پر لائے پھر آپ ﷺ نے خود اٹھا کر اس کو نصب فرما دیا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور محمد بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضور نبی کریم ﷺ نے رکن کو نصب فرما دیا تو ایک نجدی شخص آگے بڑھا اور چاہا کہ آپ ﷺ کو پتھر دے تاکہ حجر اسود کو مستحکم کر سکیں مگر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے منع کر دیا اور خود قریب جا کر پتھر دے دیا، پھر آپ ﷺ نے مستحکم کر کے اس کو جما دیا۔ اس پر نجدی نے اعتراض کیا کہ تجربہ کار بوڑھے اور قبائل کے دانشور سردار ہوتے ہوئے ایک کم حیثیت نوعمر لڑکے کو اس قدر آگے بڑھا دیا گیا ہے۔ متنبہ ہو جاؤ، یہ تم پر سبقت کر کے تمہارے اتحاد کو ختم کر دے گا۔

✪ (کہا جاتا ہے یہ نجدی شخص کے روپ میں ابلیس ملعون تھا۔)

﴿ابونعیم، ابن سعد﴾

حضرت داؤد بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام پر ہر ایک کو اعتراف تھا کہ نبی کریم ﷺ اپنی قوم میں اس طرح جوان ہوئے کہ مروت میں ان سے افضل، اخلاق میں ان سے احسن، میل جول میں ان سے اکرم، رفاقت میں ان سے اچھے، حلم میں ان سے اعظم، امانت و دیانت میں ان سے اصدق، اور فحش اور بری بات کہنے سے بالکل پاک تھے۔ آپ ﷺ کو ایسی حالت میں کبھی نہ دیکھا گیا کہ آپ ﷺ نے کسی کے ساتھ جنگ و جدال، خصومت اور درشت مزاجی کی ہو۔ آپ ﷺ کو ساری قوم "امین" کہتی تھی۔

﴿ابن سعد، ابن عساکر﴾

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ مجھ سے میرے مولیٰ عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ میں زمانہ جاہلیت میں نبی کریم ﷺ کا (کاروبار میں) شریک تھا۔ جب آپ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لے آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: "تم نے مجھے پہچانا؟" میں نے عرض کیا: "ہاں! آپ ﷺ میرے شریک تجارت تھے اور آپ کی شراکت بہت ہی مفید اور مستحکم تھی۔"

﴿ابونعیم﴾

تین دن انتظار میں گزار دیے:

حضرت عبداللہ بن ابی الحمساء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قبل بعثت خرید و فروخت کا ایک معاملہ کیا اور میرے ذمہ کچھ باقی رہ گیا تو میں نے کہا آپ ﷺ ذرا سی ٹھہریے میں ابھی لا کر دیتا ہوں لہٰذا میں آپ ﷺ کو وہیں چھوڑ کر چلا گیا اور بالکل بھول گیا۔ تیسرے دن مجھے یاد آیا تو میں پہنچا، آپ اسی مقام پر میرا انتظار فرما رہے تھے۔ آپ ﷺ نے بس اتنا فرمایا کہ "تمہارے سبب مجھے بہت تکلیف پہنچی۔"

﴿ابوداؤد، ابویعلیٰ، ابن منده، المعرفۃ، خرائطی مکارم الاخلاق﴾

حضرت ربیع بن خثیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قبل اسلام، جاہلیت میں لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس مقدمات کا فیصلہ کرانے آتے تھے۔

﴿ابن سعد﴾

نبی کریم ﷺ کا میسرہ کے ہمراہ سفر شام:

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ کو اپنے سرمایہ سے تجارت کی پیشکش کی۔ آپ ﷺ نے قبول کر لی اور ان کے غلام میسرہ کو ہمراہ لے کر شام پہنچے، درخت کے سایہ میں آرام فرما ہوئے، وہیں ایک صومعہ تھا۔ جس کا راہب میسرہ کے پاس آیا اور نبی کریم ﷺ سے تعارف کرانے کی درخواست کی۔

میسرہ نے کہا: "اہل حرم اور قریشی ہیں۔" اس کے بعد راہب نے کہا: "اس درخت کے سائے میں کبھی غیر نبی نے قیام نہیں کیا۔" جب دوپہر ہوئی، سورج سر پر آیا اور دھوپ کی تمازت بڑھ گئی تو وہ فرشتوں کو آپ ﷺ پر سایہ کیے ہوئے دیکھا۔

جب تجارتی کاروبار سے فارغ ہو کر گئے اور اسباب تجارت کی فروخت کے بعد منافع کا

حساب نہ کیا تو وہ غیر معمولی تھا۔ پھر میسرہ نے راہب کی باتیں اور فرشتوں کی سایہ فگنی کا تمام ماجرا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو بتایا۔ یہ تمام باتیں سن کر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بہت متاثر ہوئیں اور ان کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ وہ آپ ﷺ کی رفیقہ حیات بن جائیں۔

● (بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے۔)

﴿روایت﴾

یعلیٰ بن منیہ رضی اللہ عنہ کی تصریح سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی عمر شریف پچیس سال ہوئی تھی، اس زمانہ میں بھی اہل مکہ آپ ﷺ کو "الامین" کہا کرتے تھے۔ اسی دوران آپ ﷺ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا مال تجارت لے کر شام روانہ ہوئے اس قافلہ میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا غلام میسرہ بھی تھا۔ دوران سفر بصریٰ میں ایک درخت کے زیر سایہ پڑاؤ کیا۔ نسطورا راہب نے میسرہ سے ملاقات کی اور کہا کہ اس درخت کے نیچے نبی کے سوا کوئی اور شخص نہیں بیٹھتا۔

پھر میسرہ غلام سے راہب نے پوچھا "کیا ان کی چشم مبارک میں سرخی ہے؟" میسرہ نے جواب دیا: "ہاں ان کی چشم مبارک میں سرخی ہے۔" راہب نے اس علامت کو پا کر کہا: "وہ نبی ہیں اور آخرالانبیاء ہیں۔"

شام میں پہنچ کر حضور نبی کریم ﷺ نے مال فروخت کیا۔ اسی دوران ایک شخص لڑ پڑا اور نبی کریم ﷺ سے کہا آپ لات وعزیٰ کی قسم کھائیے۔ فرمایا میں نے کبھی لات و عزیٰ کی قسم نہیں کھائی ہے اور میں تجھے بھی مشورہ دیتا ہوں کہ ان کی قسموں سے پرہیز کر۔

اس شخص نے کہا: آپ کا مشورہ درست ہے، پھر اس نے میسرہ سے کہا کہ یقیناً یہ نبی آخرالزمان ہیں، ہمارے علماء نے آسمانی کتابوں میں آپ کے یہ اوصاف پڑھے ہیں اور ہم کو یہ اوصاف بتائے ہیں۔ جب دوپہر کا وقت ہوا اور سورج کی تمازت میں اضافہ ہوا تو میسرہ نے مشاہدہ کیا کہ دو فرشتے اپنے پروں سے آپ ﷺ پر سایہ کیے ہوئے ہیں، اسی طرح جب آپ ﷺ تجارت سے فارغ ہو کر مکہ واپس تشریف لائے تو اتفاق سے دوپہر کا وقت تھا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اپنے مکان کے بالائی حصے پر تھیں، انہوں نے دیکھا کہ محمد (ﷺ) اونٹ پر تشریف لا رہے ہیں اور ان کو تمازت آفتاب سے محفوظ رکھنے کیلئے دو فرشتے اپنے پروں سے آپ پر سایہ فگن ہیں۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے دوسری عورتوں کو بھی اس حال کا مشاہدہ کرایا، وہ عورتیں بھی حیران رہ گئیں۔ پھر میسرہ نے اپنے تمام مشاہدات اور روداد سفر اور تفصیل کے ساتھ سارے حالات اپنی معزز مالکہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو بتائے۔

﴿ابن سعد، ابن عساکر﴾

نبی کریم ﷺ و حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کا غیبی حکم:

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مکہ کی عورتوں کے درمیان

عید میں اختلاف ہو گیا، رجب میں ان کی عید ہوتی تھی۔ وہ عورتیں ایک بت کے روبرو فیصلے کے انتظار میں بیٹھی ہوئی تھیں۔ ان کے سامنے مرد کی صورت میں فرشتہ نمودار ہوا اور بآواز بلند ان کو مخاطب کر کے کہا:

"اے تیما کی عورتو! عنقریب تمہارے شہر میں ایک نبی کی بعثت ہوگی، جس کا نام احمد ﷺ ہے، اللہ تعالیٰ اپنی رسالت کے ساتھ اسے مبعوث فرمائے گا، تو تم میں جو کوئی استطاعت رکھے اس کی زوجہ بن جائے اور نکاح کر لے۔"

یہ سن کر ان عورتوں نے اس کو کنکریاں مارنے اور برا بھلا کہنے لگیں لیکن حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے سکوت اختیار کیا اور ناگواری کا اظہار نہ کیا۔

﴿ابن سعد﴾

قبل بعثت معجزات اور وحی کا نزول:

حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کیلئے از قبیل وحی جو بات سب سے پہلے معرض ظہور میں آئی، وہ رویائے صادقہ تھیں۔ رات میں آپ ﷺ جو کچھ خواب کی حالت میں دیکھتے وہ دن میں ظہور میں آ جاتا۔ آپ ﷺ گوشہ نشینی کو پسند کرنے لگے۔ غار حراء میں تشریف لے جاتے مسلسل کئی کئی دن اور راتیں وہاں عبادت میں گزار دیتے اور مدت قیام کیلئے کھانا ہمراہ لے جاتے۔ سامان خورد و نوش ختم ہو چکنے پر پہاڑ سے اتر آتے پھر بیوی صاحبہ توشہ تیار کر دیتیں اور آپ ﷺ پھر چلے جاتے، حتیٰ کہ آپ پر وحی الٰہی کا نزول ہوا۔ نبی کریم ﷺ حسب معمول غار حراء میں تھے کہ فرشتے نے آ کر کہا:

"اِقْرَأْ" (یعنی پڑھئے) نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے فرشتے سے کہا: "مَا اَنَا بِقَارِئٍ" (یعنی میں پڑھا لکھا نہیں ہوں۔) پھر اس نے مجھے پکڑا اور اپنے ساتھ چمٹایا، یہاں تک کہ مجھے شدت کرب محسوس ہوئی، اس کے بعد اس نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا کہ "اِقْرَأْ" یعنی پڑھئے۔ میں نے اس سے کہا: میں پڑھا لکھا نہیں ہوں، پھر اس نے مجھے دوبارہ پکڑا، اپنے ساتھ چمٹایا، یہاں تک کہ مجھے شدت گرفت محسوس ہوئی۔ اس کے بعد اس نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا کہ "اِقْرَأْ" یعنی پڑھئے۔ میں نے کہا میں پڑھنے والا نہیں۔ پھر اس نے مجھے تیسری مرتبہ پکڑا، اپنے ساتھ چمٹایا۔ یہاں تک کہ مجھے شدت محسوس ہوئی۔ اس کے بعد مجھے چھوڑ دیا اور کہا پڑھو:

"اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ○ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ○ اِقْرَاْ وَ رَبُّكَ الْاَكْرَمُ ○ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ○ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ○"

﴿سورۃ العلق﴾

ترجمہ: "پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا آدمی کو خون کی پھٹک سے بنایا پڑھو اور تمہارا رب وہی سب سے بڑا ہے جس نے قلم سے لکھنا سکھایا آدمی کو سکھایا جو وہ نہ جانتا تھا۔"

اس کے بعد نبی کریم ﷺ اس سورت کو لے کر واپس آئے۔ آپ ﷺ کا دل کانپ رہا تھا۔ آپ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے کہا: "زَمِّلُوْنِیْ زَمِّلُوْنِیْ" یعنی مجھے چادر اڑھاؤ، مجھے چادر اڑھاؤ۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کو چادر اڑھائی حتیٰ کہ وہ خوف جاتا رہا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو ساری کیفیت بتائی اور کہا کہ مجھے اپنی جان کا اندیشہ ہے۔ اس پر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا:

''آپ ہرگز خوف نہ کیجئے، اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو ہرگز بے سہارا نہ چھوڑے گا کیونکہ آپ ﷺ صلہ رحمی کرتے ہیں، سچی بات فرماتے اور مصیبتیں برداشت کرتے ہیں، مہمانوں کو کھانا کھلاتے۔ حق دار کو اس کا حق دلانے میں مدد فرماتے ہیں۔''

اس کے بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں۔ وہ عہد جاہلیت میں نصرانی ہو گئے تھے۔ انجیل کی عربی میں کتابت کرتے تھے، جس قدر خدا نے چاہا انہوں نے لکھا۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ''اے برادر! مہربانی کر کے اپنے بھتیجے کی بات سنو۔'' ورقہ نے پوچھا ''آپ ﷺ نے کیا دیکھا؟'' حضور نبی کریم ﷺ نے جو کچھ دیکھا تھا اسے بیان کیا۔ ورقہ نے پورے بیان کو بغور سننے کے بعد کہا:

''یہ وہ ناموس اکبر ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں آتا تھا، کاش کہ میں اس وقت جوان ہوتا، یا اس موقع تک زندہ رہتا جب آپ کی قوم آپ کو نکالے گی۔''

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے دریافت کیا: ''کیا وہ مجھے نکالیں گے؟'' ورقہ نے جواب دیا: ''ہاں'' آپ کی طرح جو کوئی بھی ہدایت و اصلاح کا پروگرام لے کر آیا ہے، اس سے ضرور دشمنی کی گئی اگر میں نے آپ کے عہد نبوت کو پایا تو میں ضرور آپ کی امکان بھر مدد کروں گا۔'' اس کے بعد ورقہ زیادہ عرصہ زندہ نہ رہے اور وفات پا گئے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

زہری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت عروہ رحمۃ اللہ علیہ سے اور انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اسی کے مانند روایت کی ہے۔ اس روایت کے آخر میں اتنا زیادہ ہے کہ ''اس کے بعد عرصہ تک سلسلہ وحی بند رہا اور فترت وحی سے نبی کریم ﷺ کی طبیعت پر بڑا حزن وملال طاری رہتا۔''

﴿احمد، بیہقی﴾

بعض روایتوں میں یہاں تک آیا ہے کہ چند بار نبی کریم ﷺ نے ارادہ فرمایا کہ خود کو پہاڑ کی چوٹی سے گرا دیں مگر جب بھی آپ اس ارادہ سے پہاڑ کی چوٹی پر پہنچے اور خود کو گرانے کا ارادہ فرمایا، معاً حضرت جبرئیل علیہ السلام ظاہر ہوتے اور کہتے: ''اے محمد ﷺ! بیشک آپ اللہ تعالیٰ کے برحق رسول ہیں۔''

اس ندا سے آپ کو صبر و قرار آ جاتا اور آپ واپس تشریف لے آتے، پھر سلسلہ فترت وحی طویل ہوتا پھر پہاڑ سے گرنے کا ارادہ فرماتے اور ایسی ہی شہادت آمیز ندا سن کر نبی کریم ﷺ طمانیت حاصل کر لیتے۔

فائدہ:

بعض علماء کرام نے بیان کیا ہے کہ بھینچنے اور چمٹانے کا جو عمل نبی کریم ﷺ کے ساتھ نزول وحی کے پہلے موقع پر ہوا ہے، وہ صرف آپ ﷺ ہی کی خصوصیت ہے کیونکہ کسی نبی کے حالات میں اس طرح

کا واقعہ ذکر نہیں ہے جیسا کہ بعد سے وحی کے وقت آپ ﷺ کو پیش آیا۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ وحی کے علاوہ ہر طرف سے توجہ ہٹ جائے اور شدت وحی کا احساس ہو سکے کہ اس امر سے آگاہ کرتا ہے کہ جس چیز کا تعلق بذریعہ نزول فرمایا جا رہا ہے وہ قدر بھاری ذمہ داری ڈالنے والے احکام ہیں۔

بعض کا کہنا ہے کہ تخیلات اور وہمیات کو رفع کرنا مقصود تھا کیونکہ تخیل اور وسوسہ مادی اجسام کے لوازم ہیں۔

﴿صحاح ابن جریر، ترمذی﴾

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا جب آپ فترت وحی کے بارے میں ارشاد فرما رہے تھے کہ میں چل رہا تھا دفعتہً آسمان سے ایک آواز آئی۔ میں نے سر اٹھایا تو دیکھا کہ وہ فرشتہ جو میرے پاس غار میں آیا تھا آسمان و زمین کے درمیان کرسی پر بیٹھا ہے۔ یہ منظر دیکھ کر میرا دل کانپ گیا اور خوف سے گھر لوٹ آیا۔ میں نے کہا مجھے چادر اوڑھا دو۔ پھر اسی وقت اللہ تعالیٰ نے سورۃ المدثر کی یہ آیت نازل فرمائی

یٰۤاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ وَ رَبَّكَ فَكَبِّرْ وَ ثِیَابَكَ فَطَهِّرْ وَ الرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۝

﴿سورۃ المدثر﴾

ترجمہ: "اے چادر اوڑھنے والے کھڑے ہو جاؤ پھر ڈر سناؤ اور اپنے رب ہی کی بڑائی بولو اور اپنے کپڑے پاک رکھو اور بتوں سے دور رہو۔"

اس کے بعد مسلسل نزول وحی ہونے لگا۔

﴿ترمذی، مسلم﴾

حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر چالیس سال کی عمر میں وحی نازل ہوئی اور آپ ﷺ کی نبوت کے ساتھ تین سال تک حضرت اسرافیل علیہ السلام رہے اور آپ ﷺ کو چند کلمے اور کوئی چیز سکھاتے تھے۔ قرآن نازل نہیں ہوتا تھا۔ جب تین سال گزر گئے تو آپ ﷺ کی نبوت کے ساتھ حضرت جبرئیل علیہ السلام رہے اور آپ کی زبان میں قرآن نازل ہوا۔ دس سال مکہ مکرمہ میں اور دس سال مدینہ طیبہ میں۔

﴿ابن سعد، بیہقی﴾

حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کو سب سے پہلے رویائے صادقہ عطا ہوئے تھے۔ آپ جو کچھ خواب میں دیکھتے ویسا ہی حقیقت میں ظہور پذیر ہوتا۔

﴿ابو نعیم﴾

حضرت علقمہ بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو چیز سب سے پہلے انبیائے کرام علیہم السلام کو دکھائی جاتی وہ سچے خواب تھے جب ان کے دل متحمل ہو جاتے تو وحی نازل ہوتی۔

﴿ابو نعیم﴾

موسیٰ بن عقبہ رحمۃ اللہ علیہ، ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا: سب سے

پہلے اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو رویا دکھائے اور آپ ﷺ پر بہت شاق گزرے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ذکر کیا تو انہوں نے کہا ''آپ کو مبارک ہو، اللہ تعالیٰ آپ کیلئے بھلائی فرمائے گا۔'' اس کے بعد آپ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس سے اٹھ کر گئے مگر پھر داخل ہوئے اور ان کو بتایا کہ ''میں نے دیکھا ہے کہ میرا پیٹ چاک کیا گیا ہے اور پھر صاف کر کے اسے غسل دیا گیا ہے۔ اس کے بعد درست کر کے حالت سابقہ کی مانند کر دیا گیا ہے۔''

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: ''یہ اچھا خواب ہے آپ کو مبارک ہو۔'' اس کے بعد حضرت جبرئیل علیہ السلام ظاہری طور پر یعنی بے حجابانہ صورت میں آئے۔ انہوں نے آپ کو ایک عجیب و غریب عزت بخش مسند پر بٹھایا۔

نبی کریم ﷺ فرماتے تھے کہ مجھے درنوک یعنی ریشمی جھالر والے فرش پر بٹھایا۔ اس فرش میں موتی اور یاقوت جڑے تھے۔ مجھے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بشارت رسالت دی۔ اور آپ سے کہا پڑھیے، آپ نے کہا کیسے پڑھوں؟ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا:

''اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ (الی قولہ) مَا لَمْ يَعْلَمْ ۝''

﴿سورۃ العلق﴾

اس طرح آپ منصب رسالت سے سرفراز ہو کر واپس لوٹے۔ راہ کے شجر و حجر آپ ﷺ کو سلام پیش کرتے تھے۔ آپ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا جس خواب کے بارے میں، میں نے تم سے ذکر کیا تھا وہ حضرت جبرئیل علیہ السلام تھے وہ بلا حجاب میرے روبرو منصب رسالت لے کر آئے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ خیر و بھلائی ہی فرمائے گا۔ مبارک ہو کہ یقینا آپ رسول برحق ہیں۔ اس کے بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے غلام کے پاس آئیں جس کا نام عداس اور جو نینوا کا عیسائی تھا۔ خاتون اعظم زوجہ نبی کریم ﷺ نے کہا

''اے عداس! میں تجھے خدا کو یاد دلاتی ہوں، سچی قسم دیتی ہوں، مجھے بتا کیا تیرے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام کا علم ہے؟''

عداس نے جواب میں کہا: ''قدوس، قدوس! حضرت جبرئیل علیہ السلام کی یہ شان نہیں کہ بت پرستوں کے علاقے میں اس کا ذکر کیا جائے۔'' حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا: حضرت جبرئیل علیہ السلام کے بارے میں جو کچھ علم تجھے ہے وہ کم و کاست میرے سامنے بیان کر دے۔''

عداس نے کہنا شروع کیا: ''بلاشبہ وہ خداوند تعالیٰ اور انبیاء علیہم السلام کے درمیان امین ہے اور وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا خلوت نشین ہے۔'' حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا واپس آ گئیں اور پھر ورقہ بن نوفل کے پاس گئیں اور سارے حالات اور پیش آمدہ واقعات کو بیان کیا جن کو بغور سننے کے بعد ورقہ نے کہا:

''ہو سکتا ہے کہ تمہارے شوہر ہی وہ نبی ہوں جن کا انتظار اہل کتاب کر رہے ہیں اور جن

کا تذکرہ وہ کتب سماوی تورات وانجیل میں پڑھتے تھا۔"

اس کے بعد ورقہ بن نوفل نے اللہ کی عظمت وجلال کی قسم کھا کر کہا:

لئن ظهر دعاؤه وانا حی لابلین الله فی طاعة رسوله و حسن موازرته

صمت و رقة

ترجمہ: "اگر آپ ﷺ کی جانب سے اعلان نبوت پہنچا اور میں بقید حیات ہوا تو اطاعت کروں گا اور مزاحمت کرنے والوں کے مقابلے میں آپ ﷺ کی بھرپور مدد کروں گا۔"

مگر نیک دل ورقہ نے وفات پائی۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے مذکورہ بالا واقعہ کی مانند روایت ہے کہ جس کے شروع میں ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے خواب میں دیکھا کہ آپ مکہ مکرمہ میں ہیں۔ ایک شخص آپ ﷺ کے مکان کی چھت پر آیا اور اس نے ایک ایک کر کے کڑی نکالی، جب سوراخ ہو گیا تو اس نے چاندی کی ایک سیڑھی لگائی اور اس کے ذریعہ دو شخص آپ کے پاس اترے۔ حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں میں نے ارادہ کیا کہ کسی کو مدد کے لیے پکاروں تو اس نے بات کرنے سے روک دیا پھر ایک شخص میرے سرہانے اور دوسرا پہلو میں بیٹھ گیا۔ اس کے بعد اس نے اپنا ہاتھ میرے پہلو میں داخل کیا اور میری دو پسلیاں نکالیں۔

پھر اس نے ہاتھ میرے پیٹ میں داخل کیا تو اس نے میرے قلب کو نکال کر اپنی ہتھیلی پر رکھا اور اپنے ساتھی سے کہا کہ مرد صالح کا کس قدر اچھا دل ہے پھر دل کو اس کی جگہ پر رکھ کر وہ دونوں پسلیاں لگا دیں۔ اس کے بعد وہ دونوں اوپر چلے گئے اور سیڑھی اٹھالی، جب میں بیدار ہوا تو چھت اپنے حال پر تھی۔ میں نے خواب کا ذکر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے کیا۔ انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ بھلائی ہی فرمائے گا پھر میں ان کے پاس سے باہر گیا اور پھر لوٹ کر آیا اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو بتایا کہ اس نے تو میرا پیٹ چاک کیا پھر غسل وصفائی کے بعد اس کو درست کر دیا۔ روایت مذکورہ بالا کی مانند یہ عمدہ روایت بھی ہے۔

البتہ آخر میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے زمین سے چشمہ جاری کیا اور وضو کیا اور محمد ﷺ دیکھتے رہے۔ انہوں نے اپنا چہرہ، کہنیوں تک دونوں ہاتھ دھوئے، سر کا مسح کیا اور دونوں پاؤں ٹخنوں تک دھوئے پھر وضو کے بعد قبلہ کی طرف رخ کر کے دو سجدے کیے، سمت قبلہ کی نہ تھی، اس کے بعد آپ ﷺ نے بھی ایسا ہی کیا۔"

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے تیسری سند سے بروایت زہری رضی اللہ عنہ، حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اسی روایت کو اضافہ آخریں کے ساتھ بیان کیا ہے۔

جب اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو کرامت اور نبوت سے سرفراز فرمایا تو آپ جس شجر و حجر کے

پاس سے گزرتے، وہ سلام کرتا۔ آپ ﷺ یہ کلمات سلامتی سن کر ہر طرف دیکھتے مگر وہاں کوئی بھی نہ ہوتا۔ وہ منصب نبوت کو خطاب کے ساتھ اس طرح پیش کرتے:

"السلام علیک یا رسول اللہ (ﷺ)"

نبی کریم ﷺ ہر سال غار حرا میں ایک ماہ کیلئے تشریف لے جاتے اور وہاں عبادت کرتے۔ بالآخر وہ زمانہ، وہ وقت، وہ سال اور وہ مہینہ آیا جس کو رمضان المبارک کہتے ہیں تو نبی کریم ﷺ حسب معمول تشریف لے گئے حتی کہ قیام حراء کے دوران منصب رسالت کی ذمہ داری سونپے جانے کا وقت مقرر آگیا۔ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں میں سو رہا تھا کہ ایک فرشتہ میرے پاس آیا اور اس نے مجھ سے کہا: "اقراء" یعنی پڑھو۔ میں نے جواب دیا: "ما اقراء" یعنی میں پڑھنا نہیں جانتا۔ اس کے بعد فرشتے نے مجھ کو اپنے ساتھ اس شدت سے چمٹایا کہ مجھ کو اندیشہ ہوا کہ کہیں میری جان نہ نکل جائے پھر اس نے مجھے چھوڑ دیا اور پھر کہا: "پڑھو" میں نے جواب دیا: میں نہیں پڑھ سکتا۔ اس نے پھر پہلے کے مانند چمٹایا پھر چھوڑ دیا اور کہا: "پڑھو" میں نے جواب دیا میں نہیں پڑھ سکتا۔ اس کے بعد اس نے کہا:

"اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ (اِلٰى قَوْلِهٖ) مَا لَمْ يَعْلَمْ ۝"

فرشتہ اب چلا گیا اور میں بھی نیند سے بیدار ہو گیا میں نے دل میں کہا اس واقعہ کو قریش سے بیان نہ کروں گا۔ میں اپنے کو پہاڑ سے گرا کر ہلاک کر دوں گا تو میں اس ارادہ سے روانہ ہوا میں ایسا کرنے ہی والا تھا کہ میں نے سنا کہ کوئی کہہ رہا تھا: "اے محمد ﷺ! تم اللہ کے رسول ہو اور میں جبرئیل علیہ السلام ہوں۔"

یہ سن کر میں نے نظر اٹھائی تو دیکھا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام ایک مرد کی صورت میں کھڑے ہیں اور ان کے دونوں قدم آسمان کے افق میں ہیں۔ میں ہلاکت کے ارادہ سے رک گیا، مجھ پر ایک طرح کا سکتہ اور سکوت طاری ہو گیا اور حیرت اس لیے میرے اندر آگے بڑھنے یا پیچھے ہٹنے کی مجال نہ رہی۔ دیر زیادہ ہو گئی تھی اور دن ڈھل چکا تھا، میں اپنے گھر لوٹ آیا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے قریب بیٹھ گیا۔

انہوں نے سوال کیا: "آپ ﷺ اتنی دیر سے کہاں تھے؟" میں نے کہا: "یہ تو ممکن ہے کہ میں شاعر یا مجنون ہوں؟" انہوں نے میری بات سن کر کہا: "اس بات میں آپ ﷺ کیلئے خدا سے پناہ مانگتی ہوں، کہ خدا آپ کے ساتھ ایسا کرے، البتہ میں خوب جانتی ہوں کہ آپ اعلیٰ درجہ کے راست باز، بڑے امانت دار، بہت ہی پاکیزہ اخلاق اور دائمی طور پر صلہ رحمی فرمانے والے ہیں۔" (اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبَاتُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ)

نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے پورا واقعہ ان کو سنایا جس کو توجہ اور ہمدردی سے سن کر انہوں نے کہا: "اے ابن عم! میں یہ سب حقائق سننے کے بعد آپ ﷺ کی خدمت میں خوشخبریاں اور تہنیت و مبارکبادیاں پیش کرتی ہوں۔ میں آپ سے ان حالات، مستقبل کے واقعات اور پیش آمدہ مشکلات کے مقابلے میں صبر و ثبات کی توقع رکھتی ہوں۔ (خوش فہمی کی بنا پر نہیں، بلکہ ضمیر و روح کی ہم آہنگی سے انسان پر جو حقیقت منکشف ہوتی ہے اس کی بنیاد پر عرض کرتی ہوں کہ) آپ اللہ

کے رسول ﷺ ہیں۔" پھر حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ورقہ بن نوفل کے پاس پہنچیں، سارا حال سنایا تو انہوں نے کہا:

"اگر تم نے واقعات کا اور مشاہدہ اور میرے سامنے نقل کرنے میں غلطی نہیں کی ہے تو یقینا محمد (ﷺ) اس امت کے نبی ہیں، ان کے پاس آنے والا فرشتہ وہ ناموس اکبر ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آتا تھا۔"

﴿بیہقی۔ ابن اسحاق﴾

حضرت ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم ﷺ سے کہا: "اے ابن عم! چونکہ آپ ﷺ میرا حق سمجھتے ہیں، کیا آپ کیلئے ممکن ہے کہ جب وہ آپ ﷺ کے پاس آنے والا آئے تو مجھے بھی بتا دیں؟" نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "ہاں" پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے تو آپ نے ام المومنین رضی اللہ عنہا کو بتایا۔ انہوں نے پوچھا: آپ ﷺ ان کو دیکھ رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے جواب دیا "ہاں۔"

پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم ﷺ کو اپنے دائیں پہلو میں بٹھا کر پوچھا، آپ ﷺ نے فرمایا: "ہاں میں اب بھی دیکھ رہا ہوں۔" اس کے بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کو بائیں پہلو میں بٹھا کر دریافت کیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "ہاں نظر آ رہے ہیں۔"

اس کے بعد حضیرہ رسول حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنے سر سے دوپٹہ اتار دیا اور بال بکھیر دیئے اور نبی کریم ﷺ سے یہی سوال کیا، اب آپ ﷺ نے انکار میں جواب دیا تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: یہ شیطان نہیں ہے بلکہ فرشتہ ہے۔ آپ ﷺ مطمئن اور ثابت قدم رہیے اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا حضور نبی کریم ﷺ پر اسی وقت ایمان لے آئیں۔

﴿بیہقی۔ ابن اسحاق﴾

ابو میسرہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: "میں تنہائی کے موقعوں پر غیبی ندا سنا کرتا ہوں اس وجہ سے مجھے اندیشہ ہے کہ کوئی خاص بات وقوع پذیر نہ ہو۔"

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ "خدا کی پناہ! اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کرے گا کیونکہ آپ ﷺ امانت کی ادائیگی کرنے والے، صلہ رحمی کرنے اور راست گوئی سے کام لینے والے ہیں۔" ایک روز حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ان سے حضور نبی کریم ﷺ کا حال بیان کیا اور درخواست کی کہ آپ نبی کریم ﷺ کو ورقہ کے پاس لے جائیں چنانچہ دونوں حضرات ورقہ کے پاس گئے اور انہیں سارا حال سنایا۔ نبی کریم ﷺ نے بیان کیا:

"اے بزرگ! جب میں خلوت میں ہوتا ہوں تو مجھے پیچھے سے آواز آتی ہے اے محمد ﷺ! اے محمد ﷺ! یہ سن کر میں زمین پر دوڑا چلا جاتا ہوں۔"

ایک مرتبہ جبکہ نبی کریم ﷺ خلوت میں تھے تو کہنے والے نے کہا: "یا محمد اشهد ان لا الہ الا

اللہُ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ" اس کے بعد اس نے کہا پڑھئے: "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ." (تا اخر سُوْرَۃ) وَلَا الضَّآلِّیْنَ" پھر اس نے کہا پڑھئے: "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ".
آپ پھر ورقہ کے پاس آئے اور ان سے سارا حال بیان کیا۔ ورقہ نے کہا:

"آپ ﷺ کو بشارت ہو اور مبارک ہو۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ وہی نبی ہیں جس کی بشارت حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نے دی ہے۔ آپ بے شک نبی ہیں اور یقیناً آپ کو جلد ہی جہاد کا حکم دیا جائے گا اگر مجھ کو وہ دن میسر آ گئے تو میں ان شاء اللہ ضرور آپ کی کوششوں میں شریک ہو کر جہاد میں حصہ لوں گا۔"

جب ورقہ کی وفات ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں نے ورقہ کو دیکھا وہ حریر کا لباس زیب تن کیے ہوئے ہیں اس لیے کہ وہ شیب ہو اور بزرگ مجھ پر ایمان لائے اور میری تصدیق کی۔"

﴿بیہقی، ابو نعیم﴾

عبداللہ بن شداد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ورقہ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا: کیا تمہارے شوہر نے اپنے صاحب یعنی فرشتہ کو سبز لباس میں دیکھا ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ ورقہ نے کہا: جب تو مجھے یقین ہے کہ آپ کے شوہر نبی ہیں اور جلد ہی لوگ ان کو مصائب میں مبتلا کریں گے۔

﴿ابو نعیم﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے جب ورقہ سے فرشتہ کا ذکر کیا تو ورقہ نے کہا: "سُبُّوْحٌ سُبُّوْحٌ" جبرئیل کی یہ شان نہیں کہ ایسی سرزمین میں ان کا ذکر کیا جائے کہ جس میں بتوں کو پوجا جاتا ہے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام تو اللہ تعالیٰ کے امین ہیں جو خدا اور اس کے رسولوں کے درمیان ذریعہ ہیں۔ اے امّی خدیجہ! اپنے شوہر کو اس جگہ لے جاؤ جہاں انہوں نے یہ سب کچھ دیکھا مگر جب آئندہ وہ ان کو نظر آئے تو تم اپنے سر سے چادر اتار دینا، اگر وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تو پھر وہ ان کو نظر نہ آئے گا۔ انہوں نے ورقہ کی ہدایت پر عمل کیا وہ کہتی ہیں کہ جب میں نے سر سے دوپٹہ اتارا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام غائب ہو گئے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو نظر نہ آئے پھر میں ورقہ کے پاس گئی اور انہیں بتایا تو انہوں نے کہا: یقیناً ان کے پاس "ناموس اکبر" آیا ہے۔ اس کے بعد ورقہ اعلان نبوت اور دعوت اسلام کا انتظار کرنے لگے۔ ورقہ نے مندرجہ ذیل اشعار اس سلسلے میں کہے ہیں:

لججت و کنت فی الذکری لجوجا　　لهم طال ما بلغ النشیجا
ووصف من خدیجة بعد وصف　　فقد طال انتظاری یا خدیجا
ببطن المکتین علی رجائی　　حدیثک ان اری منه خروجا
بما اخبرتنا من قول قس　　من الرهبان اکره ان یعوجا
بان محمدا سیسود قوما　　و یخصم من یکون له حجیجا

و یظهر فی البلاد ضیاء نور ... یقیم به البریة ان تعوجا

فیلقی من یحاربه خسارا ... و یلقی من یسالمه فلوجا

فیا لیتی اذا ما کان ذاکم ... شهدت و کنت اولهم ولوجا

ولوجا فی الذی کرهت قریش ... ولو عجت بمکتها عجیجا

ارجی بالذی کرهوا جمیعا ... الی ذی العرش ان سفلوا عروجا

وهل امر السفاهة غیر کفر ... بمن یختار من سمک البروجا

فان یبقوا وابق تکن امورا ... یضج الکافرون لها ضجیجا

و ان اهلک فکل فتی سیلقی ... من الاقدار متلفة حروجا

ترجمہ: "میں نے تکرار کی اور میں ذکر میں تکرار کرنے کا عادی تھا ان سے یہ تکرار جب کی جبکہ میرا گلا گھٹنے کے قریب پہنچ گیا۔ اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کئے بعد دیگرے اوصاف بیان کیے تو اے خدیجہ رضی اللہ عنہا میرے انتظار نے طول کھینچا۔ میرا انتظار شہر مکہ میں صرف اس امید پر تھا کہ جو بات اے خدیجہ رضی اللہ عنہا تم نے کی، میں اس کے ظہور کو دیکھوں۔ مجھ کو یہ انتظار تمہاری اس بات کے بتانے سے ہوا جو تم نے راہبوں میں سے ایک قس کا قول کہا تھا اور میں اچھا نہیں سمجھتا کہ اس قس کی بات الٹی ہو۔ اس قس نے کہا تھا کہ محمد ﷺ قوم کے سردار ہوں گے اور جو شخص بھی ان کی طرف جائے گا، لوگ اس سے جھگڑا کریں گے حضور نبی کریم ﷺ کے ذریعہ آبادیوں میں نور اور روشنی کی تابانی ہوگی اور لوگ آپ ﷺ کے ذریعہ کجروی چھوڑ کر صراط مستقیم پر آجائیں گے۔ جو نبی کریم ﷺ کے ساتھ جنگ کرے گا وہ خسارے میں رہے گا اور جو صلح و آشتی سے رہے گا، وہ کامیاب و کامران رہے گا۔ کاش میں اس مرحلے پر موجود ہوتا جب لوگ آپ ﷺ سے برسرِ پیکار ہوں گے اور میں مدد کرنے والوں میں سب سے پہلے ہوتا۔ میں (پوری عزیمت کے ساتھ) بالیقین ان لوگوں میں شامل ہوتا جسے قریش برا جانتے ہیں اگرچہ وہ کتنا ہی ہنگامہ کرتے اور شور مچاتے۔ میں اس سے امید وابستہ کرتا ہوں جس کو سب برا سمجھتے ہیں، مجھ کو سہارا اور امید عرش والے خدا سے ہے اگرچہ یہ تمام لوگ کتنی ہی مادی عروج حاصل کر لیں۔ اس شخص کیلئے جس نے اس ذات کو اختیار کیا کہ جس نے برجوں کو بلند کیا، کفر کے سوا کسی بات میں حماقت نہیں ہے۔ اگر وہ لوگ زندہ رہے اور میں بھی باقی رہا تو بے شک ایسے امور ہوں گے جن کی (تاب برداشت) نہ لا کر کافر لوگ دہائی دیں گے۔ اور اگر میں فوت ہو گیا تو (ذہن نشین کر لو کہ) ہر جوان کو ان اقدار کا سامنا کرنا ہوگا۔ (جن سے کسی انقلابی تحریک کا) مقصود وابستہ ہوتا ہے۔"

تیسرے شعر میں جو "یبطن المکتین" مذکور ہے۔ اس خطے میں حضرت شیخ "شواہد الکبریٰ" میں فرماتے ہیں کہ اس سے مراد مکہ کے دونوں حصے اعلیٰ اور اسفل مراد ہیں۔

﴿ابو نعیم﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خدیجہ سے کہا کہ آپ ﷺ

اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا دونوں غار حرا میں اعتکاف کریں گے تو یہ اتفاق ماہ رمضان میں ہوا۔

ایک رات نبی کریم ﷺ باہر تشریف لائے تو آپ نے "السَّلامُ عَلَیکَ" کی آواز سنی۔ آپ کا گمان ہوا کہ یہ جن کی آواز ہے اور تیزی کے ساتھ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آگئے۔ انہوں نے پوچھا کیا بات ہے۔ آپ نے حال بیان کیا۔ انہوں نے کہا آپ کو مسرور ہونا چاہیے کیونکہ "السلام" خیر کا کلمہ ہے۔ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ کچھ دیر بعد میں دوسری مرتبہ باہر آیا تو اچانک میں نے دیکھا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام آفتاب پر کھڑے ہیں اور ان کا ایک بازو مشرق میں ہے اور دوسرا مغرب میں۔ میں منظر دیکھ کر خوف زدہ ہوگیا اور جلدی سے واپس ہوا تو میرے اور دروازے کے درمیان حائل ہوگئے اور انہوں نے مجھ سے کلام کیا۔ یہاں تک کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام سے مانوس ہوگیا۔

اس کے بعد انہوں نے مجھ سے ایک جگہ ملنے کا وعدہ کیا تھا کہ دفعتہً میری اوپر نگاہ ہوئی، میں نے دیکھا حضرت جبرئیل علیہ السلام اور حضرت میکائیل علیہ السلام آسمان وزمین کے درمیان موجود ہے، پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے مجھے پکڑ کر نرمی کے ساتھ شانے کے بل لٹا دیا اور سینہ کو چاک کر کے دل نکالا اور مشیت خداوندی کے بموجب اس سے کوئی شے خارج کی۔ بعد ازاں آب زمزم سے اس کو دھویا، پھر اسے سینہ میں رکھ کر شگاف زدہ حصہ درست کر دیا۔

بعد ازاں پشت پر مہر نبوت ثبت کر دی۔ اس کے بعد حلق کے قریب میری گردن کو پکڑا۔ اور کہا پڑھیے: میں امی تھا، اس لیے نہ پڑھ سکا، دوبارہ کہا پڑھیے۔ میں نے جواب دیا: میں نہیں پڑھ سکوں گا۔ پھر انہوں نے کہا: "اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ" اور پانچ آیتیں پوری کیں۔

اس کے بعد مجھے ایک شخص کے ساتھ وزن کیا اور میں اس پر وزنی رہا، پھر دو آدمیوں کے ساتھ اور اسی طرح میرے ساتھ تلنے والوں کی تعداد بڑھاتے گئے حتیٰ کہ سو آدمیوں کے ساتھ مجھے وزن کیا اور میں وزنی رہا پھر حضرت میکائیل علیہ السلام نے کہا: ان کی امت نے ان کی متابعت کر لی۔ اس کے بعد تو یہ عام ہوگیا کہ میرا گزر جس درخت اور پتھر کے قریب سے ہوتا، اس میں سے آواز آتی:

"اَلسَّلَامُ عَلَیکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ۔"

﴿طیالسی، ابونعیم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: میں ایک آواز سنتا ہوں اور ایک روشنی دیکھتا ہوں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اس کا ذکر ورقہ سے کیا تو انہوں نے کہا: "یہ وہ ناموس ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوتا تھا۔ اب اگر محمد ﷺ مبعوث ہوئے اور میں اس وقت تک زندہ رہا تو ان کے فرائض منصبی کی انجام دہی میں ان کی مدد کروں گا۔"

﴿احمد، ابن سعد، ابونعیم﴾

حضرت سلیمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے نبی کریم ﷺ کو درنوک کی مانند ایک فرش پر بٹھایا جس میں موتی اور یاقوت کی مرصع کاری تھی۔ اس کے بعد حضرت جبرئیل علیہ السلام نے

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا:

"اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ○ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ○ اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ ○ الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ○ عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ○"

﴿سورۃ العلق﴾

اس کے بعد کہا: "اے محمد ﷺ! آپ خوف نہ کیجئے۔ اس لیے آپ اللہ تعالیٰ کے رسول (ﷺ) ہیں۔" پھر آپ لوٹ آئے، راہ میں شجر و حجر کہتے: "اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ ﷺ۔" اس صورتحال کے بعد آپ ﷺ مطمئن ہو گئے اور خوف جاتا رہا۔

﴿ابو نعیم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب ورقہ نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا: "آپ کے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام کس طرح آتے ہیں؟" آپ نے جواب دیا: "آسمان کی طرف سے آتے ہیں۔ ان کے دونوں بازو موتیوں کے ہیں اور ان کے پاؤں کے تلوے سبز رنگ کے ہیں۔"

﴿طبرانی، ابو نعیم﴾

زہری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ حراء میں تشریف فرما تھے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام دیباج کا کپڑا لائے جس پر تحریر تھا:

"اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ (اِلٰى قَوْلِهٖ) مَا لَمْ يَعْلَمْ ○"

﴿ابن سعد، کتاب المعارف﴾

ابن سعد بروایت حضرت عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک کپڑا لائے اور کہا پڑھئے! حضور نبی کریم ﷺ نے جواب دیا: میں پڑھا لکھا نہیں تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا: "اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ"

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ اجیاد میں اپنی حالت محویت میں مستغرق تھے کہ آپ ﷺ نے فرشتہ کو دیکھا کہ وہ افق آسمان میں ایک پاؤں کو دوسرے پر رکھے ہوئے کہہ رہا ہے: "اے محمد ﷺ! میں حضرت جبرئیل علیہ السلام ہوں۔" حضور نبی کریم ﷺ اس عجیب و غریب آواز اور خطاب کو سن کر بہت متاثر ہوئے اور کئی بار فضا میں نگاہ اٹھا کر ملاحظہ فرمایا۔ ہر بار فضا میں ایک فرشتہ کو موجود پایا۔ آپ ﷺ یہاں سے اٹھ کر اپنی غمگسار اور رفیقہ حیات کے پاس تشریف لائے اور صورتحال بیان فرمائی۔ مزید فرمایا کہ:

"اے خدیجہ رضی اللہ عنہا! اللہ تعالیٰ شاہد و علیم ہے کہ میں نے بتوں اور کاہنوں سے ہمیشہ نفرت کی ہے اور اب مجھے ڈر ہے کہ کہیں میں کاہن نہ بن جاؤں۔"

انہوں نے جواب دیا (لہجے اور الفاظ دونوں میں اعتماد و صداقت کی وجہ سے زور و اثر پیدا ہو گیا تھا۔) "ہرگز نہیں۔ اے محترم! آپ اس طرح سوچئے، یقیناً خدا آپ کے ساتھ ہرگز ایسی طرح نہیں ہونے دے گا۔ کیوں؟ اس لیے کہ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں، راست بازی اختیار کرتے اور امانت میں دیانت اور حفاظت

کرتے ہیں، آپ کا اخلاق اور کردار حسن و پاکیزگی کا ایک اعلیٰ نمونہ ہے۔ بھلا خدا ایسے شخص کو ضائع کریگا۔"

نبی کریم ﷺ کو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا پھر اپنے بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں، حالات بیان کیے، ورقہ نے کہا: "واللہ! یہ صادق ہیں اور یہ رسالت کے ابتدائی مراحل ہیں اور وہ آنے والا ناموس اکبر ہے۔" جو سابقہ پیغمبروں پر نازل ہوتا رہا ہے۔ اے خدیجہ رضی اللہ عنہا! محمد ﷺ سے یہ دو، وہ خیر کے سوا کچھ نہ سوچیں۔

﴿ ابن عساکر ﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ پر جب غار حرا میں وحی نازل ہوئی تو آپ ﷺ چند روز وہیں پر مقیم رہے، مگر حضرت جبرئیل علیہ السلام نظر نہ آئے۔ اس وجہ سے آپ ﷺ کو شدید طور پر حزن و ملال ہوا جس نے ایک بے چینی اور اضطراب کی صورت اختیار کر لی، آپ کبھی جبل ثبیر پر چڑھتے اور کبھی جبل حرا پر اور کبھی ارادہ کرتے کہ خود کو ان پہاڑوں کی بلندی سے گرا دیں۔ ایک موقع پر ایسے ہی ارادہ پر عمل کرنے ہی والے تھے کہ ایک آواز کا احساس ہوا، نظر اٹھائی تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نظر آئے، وہ کہہ رہے تھے:

"اے محمد (ﷺ)! آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔" یہ غیبی شہادت سننے کے بعد آپ ﷺ واپس آ گئے۔ دل کو سکون حاصل ہو چکا تھا اور اس کے بعد سلسلہ احکام و وحی شروع ہو گیا۔

﴿ ابن سعد ﴾

ورقہ بن نوفل کی عقیدت اور نعت مصطفیٰ ﷺ:

✿ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا جو نبی کریم ﷺ کے حالات ورقہ سے بیان کرتی تھیں، ان سے متاثر ہو کر اس موحد عالم و کاتب انجیل و تورات نے یہ اشعار کہے۔

یا للرجال و صرف الدھر و القدر ۔۔۔ و ما لشیء قضاہ اللہ من غیر
حتی خدیجۃ تدعونی لا خبرھا ۔۔۔ و ما لھا بخفی الغیب من خبر
جاء ت لتسألنی عنہ لا خبرھا ۔۔۔ امرا اراہ سیأتی الناس من اخر
و خبرتنی بامر قد سمعت بہ ۔۔۔ فیما مضی من قدیم الدھر و العصر
بان احمد یاتیہ و یخبرہ ۔۔۔ جبرئیل انک مبعوث الی البشر
فقلت علی الذی ترجین ینجزہ ۔۔۔ لک الالہ فرجی الخیر و انتظری
وارسلیہ الینا کی نسائلہ ۔۔۔ عن امرہ ما یری فی النوم و السھر
فقال حین اتانا منطقا عجبا ۔۔۔ یقف منہ اعالی الجلد والشعر
انی رایت امین اللہ واجھنی ۔۔۔ فی صورۃ اکملت من اھیب الصور
ثم استمر فکان الخوف یذعرنی ۔۔۔ مما یسلم ما حولی من الشجر
فقلت ظنی وما ادری ایصدقنی ۔۔۔ ان سوف تبعث تتلو منزل السور
و سوف آتیک ان اعلنت دعوتھم ۔۔۔ من الجھاد بلا من و لا کدر

ترجمہ: "لوگوں کا معاملہ عجب زمانہ کا اور قضاء و قدر کا عجیب اور حیرت فزا حال ہے حالانکہ کسی بھی شے کیلئے اللہ تعالیٰ کی قضاء میں تبدیلی نہیں ہے۔ حتیٰ کہ (حضرت سیدہ ام المومنین) خدیجہ رضی اللہ عنہا مجھے بلاتی ہیں کہ میں ان کو بتاؤں، دراصل انہیں غیب کی خبر کی کچھ بھی خبر نہیں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا میرے پاس اس مقصد سے آتی ہیں کہ میں ان کو اس بارے میں بتاؤں جو کہ حضور نبی کریم ﷺ نے دیکھا، عنقریب وہ نبی آخر کی حیثیت سے آئیں گے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے مجھے ایسے امر کی اطلاع دی، جس کو میں زمانہ قدیم سے سنتا آ رہا ہوں۔ مجھے (حضرت) خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اس بات کی خبر دی کہ (حضور) احمد ﷺ کے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام یعنی ناموس اکبر آتے ہیں اور یہ کہ آپ تمام کائنات (مخلوق) اور تمام انسانوں کی طرف رسول ہیں۔ میں نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے کہا جس چیز کی تم امید رکھتی ہو، اللہ تعالیٰ تمہارے لیے پوری کر دے گا تو تم بھلائی کی امید رکھو اور انتظار کرو۔ اور خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم ﷺ کو ہمارے پاس بھیجا تاکہ ہم ان سے وہ احوال دریافت کریں جو آپ خواب اور بیداری میں دیکھتے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ جب ہمارے پاس تشریف لائے تو آپ نے ایسی عجیب بات سنائی، جس سے جسم کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ (رسول اللہ ﷺ) نے فرمایا: میں نے اللہ کے امین کو سامنے دیکھا، ایسی صورت میں جو بہت پاک صورتوں میں کامل تھی۔ پھر وہ اللہ کا امین مجھے مسلسل نظر آتا رہا اور اردگرد کے درختوں کے سلام کرنے سے میں خوف و ہراس کھاتا رہا۔ میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کیا میرا گمان ہے اور میں جانتا ہوں وہ میری تصدیق کرتی ہے کہ عنقریب آپ مبعوث ہوں گے اور نازل شدہ سورتوں کی تلاوت کریں گے۔ اور میں نے کہا عنقریب میں آپ کے پاس حاضر ہوں گا اور اگر آپ نے جہاد کا اعلان کیا، میرا آنا بغیر احسان اور بغیر کدورت کے ہوگا۔"

﴿حاکم، ابن اسحاق﴾

پتھر کا نبی کریم ﷺ کو سلام کرنا:

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مکہ مکرمہ میں ایک پتھر ہے جس رات میں مبعوث ہوا وہ پتھر مجھے سلام کرتا تھا۔ بے شک میں اس کو پہچانتا ہوں، جب میں اس کے پاس سے گزرتا ہوں۔

﴿طیالسی، ترمذی، بیہقی﴾

مسلم شریف نے اس طرح روایت کی ہے کہ میں مکہ مکرمہ میں ایک پتھر کو پہچانتا ہوں جو مجھ کو بعثت سے پہلے سلام کرتا تھا اور میں اب بھی اسے پہچان سکتا ہوں۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ مکہ میں تھے۔ آپ ایک روز نواحی علاقہ میں تشریف لے گئے تو جو چٹان، پتھر اور درخت ہم کو قریب ملا وہ آپ ﷺ سے "السلام علیک یا رسول اللہ ﷺ" کہتا۔

﴿ترمذی، ابو نعیم﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی نازل فرمائی تو میں جس پتھر یا درخت کے پاس سے گزرتا اس سے آواز آتی:

"اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ۔"

﴿بزار، ابونعیم﴾

حضرت ابی مجرار ؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو منصب نبوت عطا فرمایا۔ اس زمانے میں قضاء حاجت کیلئے آپ ﷺ دور تشریف لے جاتے تو راہ کے درختوں اور پتھروں سے آپ ﷺ یہ کلمات سنتے:

"اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ۔"

﴿ابن سعد، ابونعیم﴾

اغیار کی زبان سے بعثت رسول اللہ ﷺ کی خبریں:

ابونعیم ؒ نے اس روایت کو ایک اور سند سے بھی روایت کیا ہے جس کے آخر میں مزید یہ بھی ہے کہ نبی کریم ﷺ ان کو جواب سلام "وعلیک السلام" کے الفاظ سے عنایت فرماتے۔ یہ جواب آپ ﷺ کو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے سکھایا تھا۔

حضرت طلحہ بن عبید اللہ ؓ سے روایت ہے کہ میں بصرہ کے بازار میں گیا ہوا تھا وہاں کے صومعہ کے راہب کو میں نے یہ کہتے ہوئے سنا: "ان لوگوں سے پوچھو کہ ان میں کوئی حرم کا رہنے والا ہے؟" میں (یعنی طلحہ) نے جواب دیا: "جی ہاں! میں حرم کا رہنے والا ہوں۔" راہب نے پوچھا: "کیا سرزمین حرم میں احمد نے ظہور کیا ہے؟" میں نے راہب سے وضاحت چاہی کہ "احمد کون؟" راہب نے بتایا:

"ابن عبداللہ بن عبدالمطلب، کیونکہ یہی وہ مہینہ ہے جس میں ان کا ظہور ہوتا ہے اور وہ آخری نبی ہیں۔ ان کے ظہور کا مقام حرم اور ہجرت کی جگہ نخلستانی، پتھریلی اور شوری زمین ہے۔ تم کو چاہیے کہ ان پر ایمان لانے میں سبقت کرو۔"

حضرت طلحہ ؓ کا بیان ہے مجھ پر راہب کی بات کا اثر ہوا میں نے آکر حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے پاس گیا راہب نے بصرہ میں جو کچھ بیان کیا تھا انہیں بتایا۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ میرے ساتھ ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضور نبی کریم ﷺ سے طلحہ ؓ کا واقعہ بیان کیا۔ آپ ﷺ سن کر مسرور ہوئے اور حضرت طلحہ ؓ نے اسلام قبول کیا۔ نوفل بن عدویہ کو معلوم ہوا تو اس نے حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت طلحہ ؓ کو پکڑ کر اس رسی سے دونوں کو باندھ دیا۔ اسی وجہ سے ان دونوں حضرات گرامی کا لقب عام طور پر "قرینین" پڑ گیا۔

﴿ابن سعد، بیہقی﴾

حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں ایک قافلے کے ساتھ بغرض تجارت

یمن گیا اس قافلہ میں ابوسفیان بن حرب بھی تھے تو ایک خط حنظلہ بن ابوسفیان کا پہنچا جس میں لکھا تھا:

"محمد (ﷺ) حرم میں کھڑے ہوتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ﷺ ہوں اور تم سب کو اللہ کی توحید کی طرف بلاتا ہوں۔"

یہ اطلاع اب پورے یمن میں پھیل گئی، جس کو سن کر ایک یہودی عالم میرے پاس آیا اور اس نے کہا: "مجھے معلوم ہوا ہے کہ تمہارے قافلے میں اس شخص کا چچا ہے جس نے حرم میں نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔" حضرت عباس ؓ نے جواب دیا: ہاں، میں اس کا چچا ہوں۔ اس کے بعد یہودی عالم نے کہا: "میں تم کو قسم دے کر پوچھتا ہوں، کیا تمہارے بھتیجے میں جہالت کی خودسری یا عقل و دانش کی کمی ہے؟" میں نے جواب دیا: "واللہ! بالکل بھی نہیں، وہ نہ جھوٹے ہیں، نہ خائن، اسی وجہ سے تمام قریش ان پر اعتماد کرتے ہیں اور "الامین" کہہ کر پکارتے ہیں۔"

پھر یہودی نے سوال کیا: "کیا وہ لکھنا جانتے ہیں؟" حضرت عباس ؓ کہتے ہیں میرا ارادہ ہوا کہ میں کہہ دوں کہ لکھنا جانتے ہیں مگر پھر خیال ہوا ابوسفیان سے کہ کہیں مجھے جھٹلا نہ دے۔

اس لیے میں نے جواب دیا: "نہیں، وہ لکھنا نہیں جانتے۔" میرے جواب کو سن کر وہ یہودی اچھل پڑا اور اپنی ردا چھوڑ کر تیزی سے روانہ ہو گیا۔ وہ کہتا جاتا کہ اب یہودی قتل کر دیئے جائیں گے۔ پھر جب ہم اپنے گھروں کو واپس ہوئے تو ابوسفیان نے کہا: "اے ابوالفضل! یہودی تو تمہارے بھتیجے پر مرعوب ہیں۔" میں نے کہا: تم نے دیکھ ہی لیا۔ تو کیا ابوسفیان! بہتر نہ ہوگا کہ تم ان پر ایمان لاؤ، کیونکہ اگر وہ حق پر ہیں تو تم قبول حق میں سبقت لے جاؤ گے اور اگر وہ باطل پر ہیں تو تمہارے ساتھ اور بھی لوگ ہوں گے جو انجام ان کا ہوگا، وہی تمہارا ہوگا۔"

ابوسفیان نے کہا "میں تو محمد ﷺ پر اس وقت تک ایمان نہ لاؤں گا جب تک میں مقام کداء میں گھوڑے سوار ہوتے نہ دیکھ لوں گا۔" میں نے کہا: "تم کیا کہہ رہے ہو؟"

ابوسفیان نے جواب دیا: "کچھ نہیں، یہ کلمہ تو میری زبان پر یونہی آ گیا، ورنہ میں خوب جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہرگز کداء پر گھوڑے سوار ہونے نہ دے گا۔"

حضرت عباس ؓ (جو اس حدیث کے راوی ہیں۔) بیان کرتے ہیں۔ فتح مکہ کے روز ہم نے دیکھا کہ گھوڑے مقام کداء پر سوار ہو رہے تھے، چنانچہ میں نے حضرت ابوسفیان ؓ سے کہا: تمہیں اپنی وہ بات یاد ہے؟ ابوسفیان ؓ نے جواب دیا: ہاں! اسی کو یاد کر رہا ہوں۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت معاویہ ؓ اپنے والد حضرت ابوسفیان ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ میں اور امیہ بن ابی الصلت شام گئے تو امیہ نے مجھ سے کہا: نصرانی علماء میں سے کسی کو تم جانتے ہو کہ جو علوم کتب سماویہ کا ماہر ہو؟ تاکہ ہم اس سے مل کر کچھ سوالات کریں۔ میں نے جواب دیا کہ مجھے تو ان باتوں سے کوئی دلچسپی نہیں۔ امیہ میرا جواب سن کر چلا گیا اور پھر واپس آ کر اس نے مجھ سے کہا:

''میں فلاں عالم کے پاس گیا تھا اور میں نے اس سے بہت سی باتیں پوچھیں اور میں نے اس سے ''نبی منتظر'' کے بارے میں پوچھا تو اس نے بتایا وہ عربی نژاد ہے، میں نے پھر سوال کیا: ''وہ عرب کے کس علاقے سے ہوگا؟'' اس نے جواب دیا: ''وہ ساکنان حرم قریشیوں میں سے ہوگا۔'' پھر میں نے نبی منتظر کے اوصاف بیان کرنے کو کہا تو اس نے بتایا: ''وہ ہنوز نوجوان ہیں جب کہولت (ادھیڑ عمر) میں داخل ہوں گے تو نبوت و بعثت سے سرفراز ہوں گے۔ وہ مظالم و محارم سے بیزار ہوں گے۔ حسن عمل اور صلہ رحمی ان کا مشرب ہوگا، نسباً نجیب الطرفین ہوں گے اور ان کو تائید و نصرت خداوندی حاصل ہوگی۔''

میں نے کہا: ''ان کے ظہور و بعثت کے آثار کیا ہوں گے؟'' اس نے بتایا: ''جب سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیا سے گئے ہیں، ملک شام میں تین زلزلے آچکے ہیں جن میں ہر زلزلہ ایک بڑی مصیبت تھی۔ اب صرف ایک زلزلہ باقی ہے جس کے اثرات عام ہوں گے۔''

ابوسفیان رضی اللہ عنہ راوی حدیث کہتے ہیں کہ میں نے امیہ سے کہا: ''یہ سب باتیں افسانہ اور غلط ہیں اور ان پر یقین کر لینا سادہ لوحی ہے۔'' امیہ نے جواب دیا: ''قسم ہے اس ذات کی کہ جس کی سوگند اور قسم کھائی جاتی ہے۔ یہ باتیں وقوع پذیر ہوئی ہیں اور جن کا تعلق آنے والے دنوں سے ہے وہ رونما ہو کر رہیں گی۔'' پھر ہم واپس آنے لگے تو اچانک ہمارے پیچھے ایک سوار یہ کہتا ہوا آیا کہ تمہارے بعد شام میں ایسا زلزلہ آیا کہ اہل شام ہلاک ہو گئے اور ایک ابتلائے عام میں گرفتار ہیں۔

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ امیہ میرے پاس آیا اور اس نے کہا کہ تم نے نصرانی کی بات کو کیا پایا؟ میں نے کہا: واللہ! اس کی بات حق ہے۔ جب سامان تجارت فروخت کے مکہ واپس آیا تو لوگ میرے پاس آئے اور سب سے پہلے اپنے مال کے بارے میں انہوں نے استفسار کیا پھر میرے پاس حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، مجھے خوش آمدید کہا میرے سفر اور قیام کے بارے میں دریافت کیا لیکن اپنے مال تجارت کے بارے میں کچھ نہ پوچھا جس پر مجھے حیرت ہوئی۔ میں نے اپنی بیوی ہندہ سے کہا کہ مجھے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر تعجب ہے کہ انہوں نے اپنے مال کے بارے میں کچھ نہ پوچھا۔ ہندہ نے کہا کہ تم ان کی شان کو نہیں جانتے وہ گمان کرتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ ہندہ نے یہ باتیں کچھ اس طرح کہیں کہ میں قائل سا ہو گیا۔ اس وقت مجھے اس نصرانی کی بات یاد آ گئی۔ میں نے ہندہ سے کہا کہ محمد گمان سے زیادہ عاقل ہیں، کہ وہ یہ فرمائیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ ہندہ نے کہا کہ ہاں واللہ! وہ یہی کہتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے والد حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ درازی عمر کے حسن و قبح کے سلسلہ میں امیہ اور میرے درمیان بات چھڑی ہوئی تھی۔ امیہ نے کہا: ''ابوسفیان! قطع کلام نہ کرو، میری بات تمام ہونے دو، ہاں! تو میں نے اپنی کتاب میں ایک نبی کا ذکر پڑھا ہے جو ہمارے علاقے میں پیدا ہوگا اور ہمیں مبعوث ہوگا میرا گمان خود اپنے بارے میں بھی تھا کہ شاید یہ منصب مجھ کو مل جائے۔ میں نے پھر مزید معلومات اور تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ وہ نبی اولاد عبد مناف

سے ہوگا پھر میں ان سب کا پوری احتیاط سے فرداً فرداً جائزہ لیا تو میری نظر سب برادری پر سے گزرتی ہوئی عتبہ بن ربیعہ پر ٹھہری۔ اب جب تم نے عتبہ کی عمر کے بارے میں وضاحت کی تو میں نے سمجھ لیا کہ وہ نبی عتبہ بھی ہو سکتا۔ اس لیے کہ اس کی عمر چالیس سے زیادہ ہو چکی ہے۔

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا جب میں دمشق آیا تو رسول اللہ ﷺ پر نزول وحی کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا۔ میں امیہ کے پاس پہنچا اور استہزاء کے طور پر کہا جس نبی کے بارے میں تم ذکر کرتے تھے وہ ظاہر ہو گیا ہے۔ امیہ نے جواب میں کہا: آگاہ ہو جاؤ وہ نبی برحق ہے۔ اس کی پیروی کرو اور گو نہ دھوکہ میں اس کی پیروی کرتا ہوں۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت عکرمہ بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی بعثت کے دنوں میں قریش کے کچھ لوگ سمندری سفر پر تھے، طوفان آیا، انہوں نے کشتی کو ساحل جزیرہ پر لگا دیا۔ جزیرہ کے ایک شخص نے اہل کشتی سے پوچھا: تم کون لوگ ہو؟ انہوں نے بتایا: "ہم قبیلہ قریش سے تعلق رکھتے ہیں۔" اس نے پوچھا قریش کون لوگ ہیں؟ اہل کشتی نے جواب دیا: ساکنان حرم۔ جب اس نے پہچان لیا تو کہا: "اہل حرم تو ہم ہیں تم اہل حرم نہیں ہو سکتے۔" اس وقت معلوم ہوا کہ وہ قدیم قوم جرہم سے تعلق رکھتا تھا جو اس وادی غیر ذی زرع کے اولین آبادکار تھے۔ اس نے کہا تم جانتے ہو کہ کس وجہ سے گھوڑوں کا نام اجیاد رکھا گیا؟ پھر خود ہی کہا اس لیے کہ وہ تیز رفتار تھے۔

اس کے بعد قریشیوں نے اس سے نبی کریم ﷺ کا ذکر کیا کہ ہم میں ایک شخص اس طرح دعویٰ نبوت کرنے لگا ہے۔ جزیرہ کے شخص نے کہا کہ تم سب اس کی پیروی کرو۔ اگر میں اس قدر معذور نہ ہوتا تو ان کی خدمت میں ضرور پہنچتا۔

﴿مسند حارث بن ابی اسامہ﴾

حضرت عسکلان حمیری کی عقیدت اور نعت مصطفیٰ ﷺ:

عبدالرحمن بن حمید رضی اللہ عنہ کے دادا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کی بعثت کے سال اول میں یمن کا سفر کیا اور عسکلان حمیری کے پاس قیام کیا۔ وہ بہت بوڑھا اور کمزور تھا اور ثقل سماعت بھی تھا۔ اس کی اولاد در اولاد کا سلسلہ طویل تھا۔ صبح کو مسند پر اس کو بٹھایا گیا اور سب بیٹے پوتے اور پرپوتے وغیرہ سلیقہ کے ساتھ اس کے روبرو بیٹھے۔ مجھ کو بھی مہمان کی حیثیت سے بٹھایا گیا۔

حمیری بزرگ نے مجھ سے کہا: "قریشی مہمان! اپنا نسب بیان کرو۔" میں نے دوبارہ سلام کیا اور کہا: "میرا نام عبدالرحمن ہے اور میں عوف بن عبد عوف بن عبدالحارث بن زہرہ کا بیٹا ہوں۔" اس نے کہا: "اے معزز زہری مہمان! بس کافی ہے کیونکہ باقی سے میں واقف ہوں کیا میں تم کو ایک اچھی خبر نہ دوں جو تمہارے لیے تجارت کے فائدوں سے زیادہ نفع بخش ہے؟"

میں نے کہا: "ضرور بتائیے۔" اس نے کہا میں تم کو تعجب میں ڈالنے والی اور رغبت و شوق پیدا

کرنے والی بشارت سناتا ہوں۔ "گزشتہ ماہ تمہاری قوم میں ایک نبی مبعوث ہوا ہے، جس کے خصائل پسندیدہ ہیں اور اس پر کتاب نازل ہوئی ہے اور اس کیلئے ثواب مقرر کیا گیا ہے، وہ بت پرستی سے روکتا ہے اور اسلام کی طرف بلاتا ہے، حق کی تلقین کرتا ہے اور اس پر عمل پیرا ہوتا ہے۔"

میں نے دریافت کیا: "وہ کس قبیلے سے ہے؟" انہوں نے کہا: "وہ بنی ہاشم سے ہے اور تم لوگ اس کے "ننہیال" ہو تو حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ تم قیام کو مختصر کر دو اور جلد لوٹ جاؤ، جا کر اس کے کاموں میں تعاون کرو اور اس کی تصدیق کرو اور ان اشعار کو لے جا کر ان کی بارگاہ میں پیش کرو۔

اشهد باللّٰه ذي المعالي	و فالق الليل و الصباح
انك في السرو من قريش	يا ابن المفدى من الذباح
ارسلت تدعو الى يقين	ترشد للحق و الفلاح
اشهد بالله رب موسىٰ	انك ارسلت بالبطاح
فكن شفيعي الى مليك	يدعو البرايا الى الفلاح

ترجمہ "میں اس اللہ کی گواہی دیتا ہوں جو بلندیوں اور سلسلہ روز و شب کا قائم رکھنے والا ہے۔ بے شک رسول اللہ ﷺ جواں مردی میں قریش ہیں اور اس شخص کے فرزند جس کا ذبح سے فدیہ دیا گیا۔ آپ ﷺ رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں اور (تذبذب و ریب سے نکال کر) یقین کی منزل کی طرف لے جاتے ہیں اور حق و فلاح کی راہ دکھاتے ہیں۔ میں اس اللہ تعالیٰ کی گواہی دیتا ہوں جو حضرت موسیٰ کا رب ہے، بلاشبہ آپ ﷺ بطحا میں رسول اللہ ہو کر تشریف لائے ہیں۔ اے رسول اللہ ﷺ! آپ بارگاہ خداوندی میں میری شفاعت فرمایئے، کیونکہ حق تعالیٰ لوگوں کو فلاح کی طرف بلاتا ہے۔"

حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ان اشعار کو (جن میں "شہادت رسالت، مدح نبوت، فلاح کی دعوت اور منصب شفاعت کا مضمون بے پناہ ارادت اور جذبہ اخلاص کے ساتھ نظم کیا گیا تھا۔) یاد کر لیا اور اپنی ضروریات جلد از جلد پوری کر کے مکہ لوٹ آیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ملاقات اور تبادلہ خیال کیا۔ انہوں نے کہا وہ محمد بن عبداللہ ہیں، تم ان کی خدمت میں حاضر ہو۔

چنانچہ میں بارگاہ نبوت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تشریف فرما تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ کی نظر مجھ پر پڑی تو آپ نے تبسم فرمایا اور کہا کہ "میں ایک خوش اخلاق شخص کے چہرے کو دیکھ رہا ہوں اور میں اس کیلئے خیر کی امید رکھتا ہوں، تم پیچھے چھوڑ کر آئے ہو۔" میں نے عرض کیا "اے محمد ﷺ! وہ کون سی بات ہے؟"

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "تم میرے پاس ایک امانت لے کر آئے ہو کسی بھیجنے والے نے تم کو میرے پاس ایک پیام کے ساتھ بھیجا ہے، وہ جو کچھ ہے بیان کرو۔" پھر مجھے اپنے میزبان اور بوڑھے حمیری کا پیام یاد آ گیا اور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں اس کے ارادت مند اشعار جو دراصل اس کے والہانہ جذبات

تھے جو شعر و نغمے میں اپنی پُر درد کیفیت کی وجہ سے داخل ہو گئے تھے سنائے اور میں نے اسلام قبول کیا۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: حضرت معمر میری ؓ خالص مومنین میں سے ہے چونکہ ایسے لوگوں کی تعداد جنہوں نے اپنی چشم سر سے مجھے نہ دیکھا مگر میری تصدیق کی، مجھ پر ایمان لائے اور انہوں نے میری محبت میں آنکھوں کو پرنم اور دلوں کو زخم دار کر لیا۔ وہ لوگ میرے سچے بھائی ہیں۔

﴿ابن عساکر﴾

قدیم بچھڑے کا بعثت نبوی کی شہادت دینا:

حضرت عمر ؓ سے روایت ہے کہ ان کے پاس سے ایک خوبصورت شخص کا گزر ہوا جو چہرے اور بشرے سے نیک اور ذہین معلوم ہوتا تھا۔ حضرت عمر ؓ نے اس شخص کو روک کر اس کا حال دریافت کیا، تو اس نے بتایا: زمانہ جاہلیت میں وہ عرب کا کاہن تھا۔ حضرت عمر ؓ نے پوچھا: تمہاری جنیہ (جنّی) سب سے زیادہ عجیب اور غیر متوقع کون سی خبر لے کر تمہارے پاس آئی؟ اس نے بتایا کہ ایک روز میں بازار مکہ میں تھا تو وہ جنیہ مجھ سے ملی۔ میں نے اس کو پریشان حال میں دیکھ کر اس سے پوچھا کیا بات ہے؟ تو اس نے کہا:

الم تر الجن و ابلاسها   و یاسها من بعد انکاسها

و لحوقها بالقلاص و احلاسها

ترجمہ: "تم نے جنوں اور ان کی حالت بے خبری کو نہیں دیکھا اور ان کو اندھا ہونے کے بعد ان کی محرومی کو اور ان کو اونٹوں اور پالانوں کے پاس ہوتے نہیں دیکھا۔"

حضرت عمر ؓ نے فرمایا تم سچ کہتے ہو، میں بھی ایک روز عرب کے اصنامی معبودوں کے پاس ہی محو خواب تھا کہ ایک شخص گائے کا بچھڑا لے کر آیا جس کو اس نے ذبح کیا ہی تھا کہ اس نے ایک بہت بڑی اور غیر معمولی چیخ ماری، میں نے اس قدر پر درد آواز کبھی نہیں سنی تھی۔ اس کے کلمات یہ تھے:

"یا جلیح امر نجیح رجل فصیح یقول لا اله الا الله"

ترجمہ: "یعنی اے جلیح! یہ امر نجات بخش ہے اور وہ شخص سچا خیر خواہ ہے جو اس حقیقت کا ابلاغ کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔"

لوگ دنگ رہ گئے اور پھر راہ فرار اختیار کی۔ میں نے اپنے دل میں سوچا کہ اس وقت تک نہ جاؤں گا، جب تک یہ معلوم نہ کرلوں کہ اس کے بعد کیا ہوتا ہے۔ اس کے بعد دوسری بار پھر اس نے وہی کلمات اسی آواز سے کہے اور پھر تیسری بار اور اس واقعہ کے بعد کچھ ہی مدت گزری تھی کہ اعلاء کلمۃ اللہ کیلئے حضور نبی کریم ﷺ مبعوث ہو گئے۔

﴿بخاری﴾

حضرت مجاہد ؒ سے روایت ہے کہ قبیلہ غفار کے لوگ اپنے بتوں پر چڑھاوے کیلئے ایک گائے کو لائے ابھی وہ گائے بت پر ذبح ہونے کی وجہ سے پجاریوں کے نزدیک متبرک سی کھڑی ہوئی تھی

کہ اس نے یہ بانگ دہل کہا:

"یا للذریح امر نجیح صائح یصیح بلسان فصیح یدعو بمکة ان لا الٰہ الا اللہ"

یہ سن کر لوگ اس کے قربان گاہ پر بھینٹ چڑھانے میں توقف کرنے لگے اور وہاں سے نکل گئے، اس کے کچھ عرصہ بعد ہی وہ نبوت محمدی ﷺ سے کفر کے ماحول میں ہلچل کی خبریں سننے لگے۔

﴿ابن سعد، بیہقی﴾

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ہم سے ایک بوڑھے نے حدیث بیان کی، اس نے کہا میں اپنے گھر والوں کی گائے کو ہانک رہا تھا تو میں نے اس کے پیٹ میں سے یہ آواز سنی:

"یا للذریح قول فصیح رجل یصیح ان لا الٰہ الا اللہ"

اس کے بعد ہم مکہ آگئے تو ہم کو معلوم ہوا کہ محمد ﷺ نبوت سے سرفراز ہو گئے ہیں۔

﴿احمد، بیہقی﴾

جن کی زبانی بعثت نبی ﷺ کی شہادت:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سواد ابن قارب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "تم کو اسلام قبول کرنے کی ترغیب یا تحریک کس طرح ہوئی؟" حضرت سواد رضی اللہ عنہ نے کہا: "میرا ایک جن تھا۔ میں ایک رات میں سو رہا تھا کہ وہ جن میرے پاس آیا اور اس نے کہا: اٹھو اور سمجھو اور جان لو اگر تم میں کچھ عقل ہے کہ لوئی بن غالب کی اولاد سے رسول اللہ مبعوث ہو چکے۔ پھر اس نے یہ اشعار پڑھے:

عجبت للجن و انجاسها　　و شدها العیس با حلاسها
تھوی الی مکة تبغی الھدی　　مامو منوھا مثل ارجاسها
فانھض الی الصفوة من ھاشم　　واسم بعینیک الی راسها

ترجمہ: "مجھے جنات اور ان کی نجاستوں اور ان کے اپنے اونٹوں پر کجاوے کسنے پر تعجب ہے۔ کہ وہ جنات مکہ کی طرف آکر ہدایت کے خواستگار ہو رہے ہیں اور جنات میں جو صاحب ایمان ہیں وہ ناپاک جنات کی طرح نہیں ہیں۔ لہٰذا تم بنی ہاشم کے صاحب پاک سیرت کی خدمت میں پہنچو اور اولاد ہاشم کے سردار کی جانب ذرا جائزہ گیر نگاہ سے تو دیکھو۔"

پھر اس نے مجھے بیدار کر کے اور خوف زدہ کر دیا اور کہا: "اے سواد بن قارب، اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو مبعوث فرما دیا ہے تو تم اس کے پاس پہنچو اور رشد و ہدایت حاصل کرو۔ دوسری رات میں وہ جن پھر آیا اور مجھے خواب سے بیدار کر کے یہ اشعار سنانے لگا۔

عجبت للجن و تطلابها　　و شدها العیس با قتابها
تھوی الی مکة تبغی الھدی　　ماصادق الجن ککذابها
فارحل الی الصفوة ھاشم　　لیس قدامها کاذنابها

تیرے قرین لوی بن غالب کی اولاد سے پیغمبر ﷺ تشریف لے آئے ہیں۔ پھر میں نے پنڈلی سے اپنا تہبند اونچا کیا، تیز رفتار اور بڑے چہرے والی اونٹنی پر سوار ہو کر قطع مسافت کر کے حاضر ہو گیا۔ اب میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک اللہ ہے، اس کے سوا کوئی رب نہیں اور بلاشبہ آپ ﷺ ہر غائب پر مامون ہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے حضور میں تمام رسولوں سے زیادہ مقرب و شفیع ہیں۔ اے صاحبانِ کرامت اور پاکوں کے فرزند۔ اے افضل الخلائق! جو امر آپ لائے ہیں اس کا ہمیں حکم دیجئے اگرچہ وہ اس قدر دشوار ہو کہ آدمی بوڑھا ہو جائے۔ مگر آپ میری اس دن شفاعت فرمائیں جس دن کوئی صاحب شفاعت آپ ﷺ کے سوا، سواد بن قارب کو چھڑانے والا نہ ہوگا۔"

﴿بیہقی، بزار﴾

بت کا بعثت نبوی کی شہادت دینا اور مازن طائی کا ایمان لانا:

ہشام بن محمد کلبی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ مجھ سے طی کے مشائخ میں سے ایک شیخ نے حدیث بیان کی کہ حضرت مازن طائی رضی اللہ عنہ سرزمین عمان میں تھا، وہ اپنے گھرانے کے بتوں کا خدمتگار تھا اور اس کا ایک بت تھا جس کا نام ناجز تھا۔

ایک روز اس بت پر بھینٹ چڑھائی، تو بت سے آواز آئی: اے مازن! ایک خبر صادق سنو، جس سے تم بے خبر ہو۔ وہ یہ کہ ایک نبی کی بعثت اور اس پر نزول کلام ہوا ہے تم ان پر ایمان لا کر اس عذاب آتش سے بچ سکتے ہو، جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔ مازن نے کچھ دنوں بعد ایک اور ذبیحہ قربان کیا تو پھر آواز آئی: "اے مازن! تو مسرور ہوگا، خیر ظاہر اور بدی ناپید ہو گئی، مضر سے ایک نبی دین الٰہی کی اشاعت کیلئے مبعوث ہو چکا ہے تو بت پرستی چھوڑ دے تاکہ عذاب جہنم سے بچ سکے۔" مازن نے دل میں سوچا یہ تو حیرت ناک طریقہ پر ہدایت کی گئی جو میری بھلائی کی خاطر ہے۔

اسی اثناء میں مازن کا کہنا ہے کہ حجاز سے ایک شخص میرے پاس آیا۔ میں نے اس سے پوچھا: اپنے علاقے کی کوئی خاص خبر سناؤ۔ اس نے بتایا تہامہ میں ایک شخص ظاہر ہوا ہے جو خود کو دین الٰہی کا داعی بتاتا ہے اور اس کا نام احمد ہے۔ میں نے خیال کیا: واللہ! یہ تو وہی اطلاع مل گئی جس کی مجھے خبر دی گئی ہے۔ اس کے بعد جلد ہی سفر کر کے بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور نبی کریم ﷺ کی دعوت دین کو قبول کیا۔

پھر میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں موسیقی، شراب اور عورتوں سے والہانہ فریفتگی رکھتا ہوں اور سالوں سے ہم قحط سالی میں مبتلا ہیں، جس کی وجہ سے ہمارے اموال تباہ ہو گئے، ہمارے بچے، عورتیں اور مرد بھوکوں سے کمزور ہو گئے اور میرا کوئی لڑکا بھی نہیں ہے۔ میں ان باتوں کیلئے آپ سے دعا کی درخواست کرتا ہوں۔ ان کی درخواست پر اللہ تعالیٰ کے رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ اَبْدِلْهُ بِالطَّرَبِ قِرَاءَةَ الْقُرْاٰنِ وَبِالْحَرَامِ الْحَلَالَ وَاٰتِهٖ بِالْحَيَاءِ وَهَبْ لَهٗ وَلَدًا

ترجمہ: "اے پروردگار کائنات! اس کے ذوق موسیقی کو قراءۃ قرآن سے اور حرام کو حلال

سے بدلی دے اور بارش کیلئے حکم فرما دے اور اس کو فرزند نرینہ عطا فرما۔"

مازن رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے کہ اس دعا مستجاب کے بعد اللہ تعالیٰ نے ہماری تمام پریشانیاں رفع فرما دیا اور ہمارا سارا علاقہ عمان سرسبز و شاداب ہو گیا۔ میں نے چار خواتین سے نکاح کیا اور اللہ نے مجھے حیان جیسا لائق فرزند عطا فرمایا۔

(اس روایت کو طبرانی اور ابونعیم نے بھی روایت کیا۔)

﴿بیہقی﴾

ایک جن کی بعثت نبوی کی تصدیق:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مدینہ میں نبی کریم ﷺ کے بارے میں سب سے پہلے یہ خبر آئی کہ مدینہ کی ایک عورت کے تابع جن تھا۔ ایک روز جن پرندے کی صورت میں اس کے گھر کی دیوار پر بیٹھ گیا۔ عورت نے اس سے کہا نیچے اتر آ۔ تو اس نے جواب دیا: ایسا نہیں ہو سکتا کیونکہ مکہ میں جو نبی مبعوث ہوا ہے اس نے ہر طرح کی بد اخلاقی کو منع اور زنا کو حرام کر دیا ہے۔

﴿ابن سعد، احمد، طبرانی، بیہقی، ابونعیم﴾

ارطاۃ بن منذر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت ضمرہ رضی اللہ عنہ سے سنا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ مدینہ میں ایک عورت پر جن آتا تھا پھر وہ غائب رہا اور ایک عرصہ تک نہیں آیا۔ کچھ دنوں کے بعد وہ اس طریق پر جو اس کے سابقہ معمول کے خلاف تھا آیا۔ عورت نے پوچھا پہلے تیری عادت تو یہ نہ تھی؟ اس نے جواب دیا کہ مکہ مکرمہ میں اللہ تعالیٰ کے نبی مبعوث ہوئے ہیں اور میں نے ان کی ہدایت میں "حرمت زنا" کو معلوم کر لیا ہے لہٰذا اب میرا تجھ کو سلام ہے۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی کریم ﷺ کی بعثت سے قبل شام کی طرف روانہ ہوئے جب باب شام پر پہنچے تو وہاں ایک کاہنہ تھی۔ اس نے بتایا میرا جن آیا اور مکان کے دروازے پر کھڑا ہو گیا۔ میں نے کہا اندر کیوں نہیں آیا؟ جن نے جواب دیا: اب اس کی کوئی صورت نہیں اس لیے کہ احمد ﷺ کا ظہور ہو گیا ہے اور انہوں نے اس سلسلہ میں قطعی ممانعت کر دی ہے۔ یہ بتا کر وہ کاہنہ چل دی جب میں مکہ واپس پہنچا تو اس کے نے بتایا نبی کریم ﷺ مبعوث ہو گئے ہیں اور قریش کو اللہ تعالیٰ کے دین فطرت کی دعوت دے رہے ہیں۔

﴿ابونعیم﴾

ابن ابی سبرہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے بتایا کہ مجھ سے حضرت ذباب بن حارث رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ حضرت ابن وقشہ رضی اللہ عنہ کا ایک جن تابع تھا جو اس کو مستقبل کے بارے میں بتاتا تھا۔ ایک دن آیا اور اس نے کوئی خبر ابن وقشہ رضی اللہ عنہ کو دی اور پھر بغور دیکھ کر کہا کہ آج میں تجھے بڑی عجیب خبر بتاتا ہوں کہ محمد ﷺ اپنے بارے میں "نبی اللہ" ہونے کا دعویٰ کر رہے ہیں اور لوگوں کو دعوت

اسلام دے رہے ہیں مگر لوگ اعتناء نہیں کر رہے ہیں، بلکہ انکار اور سرتابی پر اتر آئے ہیں۔ اس کی بات سن کر میں نے کہا: "یہ ایک عجیب اور انوکھی خبر ہے؟" جن نے کہا: "میں اس سے زیادہ نہیں جانتا۔"

ابن وقشہ رضی اللہ عنہ نے کہا: کچھ ہی عرصہ بعد میں نے نبی کریم ﷺ کی رسالت اور تحریک دین کی خبریں معتبر لوگوں سے سنیں اور اسلامی جماعت اور پیروان رسول میں شامل ہو گیا۔

﴿ابن شاہین، ابن منده، المعافی، دلائل النبوۃ، الخلیس﴾

عمر بن شبہ رحمۃ اللہ علیہ، جموح بن عثمان غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا زمانہ جاہلیت میں اپنے گھروں میں تھے تو رات کے وقت ایک شخص کے چیخنے کی آواز سنی اور اس نے چھ اشعار کہے۔ دوسری ا تیسری راتوں میں بھی ایسی ہی آوازیں سنیں، پھر کچھ ہی دنوں کے بعد ہمارے پاس نبی کریم ﷺ کے ظہور کی خبر پہنچی۔

غیبی آواز اور نبی کے مبعوث ہونے کا اعلان:

سفیان ہذلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک مرتبہ سفر شام کیلئے روانہ ہوئے تھے، دوران سفر ہمارے قافلے نے زرقاء اور معان کے درمیان پڑاؤ کیا۔ یکا یک ہم نے ایک سوار کو کہتے سنا: "اے لذت خواب کے دل دادگان اٹھو! یہ خواب راحت کا وقت نہیں۔ بحکم خداوندی بے شک مکہ میں عبدالمطلب کے گھرانے میں احمد ﷺ نے ظہور فرمایا ہے اور جنات ہر طرح سے راندہ کر دیے گئے ہیں اور ان کو دھتکار دیا گیا ہے۔ اس آواز سے ہم سب لوگ کانپ گئے اگرچہ ہم لوگ قوی ہمت اور جوان تھے، ہمارے گروہ میں کوئی ایسا نہ تھا جس نے یہ آواز نہ سنی ہو۔

بہرحال جب ہم اس سفر شام سے واپس اپنے اپنے گھر کو ہوئے تو ہم نے مکہ مکرمہ میں نبی کے ظہور کے سلسلہ میں مختلف الخیال اور متضاد آراء کو موجود پایا۔ لوگوں کو ہم نے ہر جگہ اور ہر طرف یہی ذکر کرتے سنا کہ قریش میں عبدالمطلب سے ایک چالیس سالہ شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ اس شخص کا نام احمد (ﷺ) ہے۔ ہم نے یہ بھی دیکھا کہ مکہ میں اس نبی کی دعوت کے سلسلہ میں دو گروہ پیدا ہو گئے ہیں، ایک گروہ اہل شرک کا ہے اور ایک جماعت علمبرداران حق کی ہے۔

﴿ابن سعد، ابن عساکر﴾

طلحی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ایک شخص حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا: تو کاہن ہے اور اپنی صاحبہ کے ساتھ تو نے عہد کیا تھا؟ اس نے جواب دیا: اسلام سے پہلے ایک دن وہ آئی اور سلام کہہ کر اس نے کہا: "الحق المبین والخیر الدایم غیر حلم النائم اللہ اکبر" پھر وہ چلی گئی۔ اس موقع پر ایک مسلمان نے کہا: "اے امیر المومنین رضی اللہ عنہ! اسی طرح کی ایک بات میں آپ سے عرض کرتا ہوں: "ہم ایک لق و دق بیابان جا رہے تھے اس میں بجز اپنے قدموں کی چاپ کے ہم کچھ نہ سنتے تھے کہ دفعتہً ہم نے سامنے سے ایک سوار دیکھا اور اس نے "یا احمد، یا احمد اللہ اعلی و امجد، اتاک ما وعدک من الخیر یا احمد" پھر وہ چلا گیا، پھر

ایک انصاری نے کہا: ایک واقعہ میں بھی عرض کرتا ہوں۔ شام کے سفر کے دوران ہم ہذوہ لاروی (یہ آب گیاہ آبادی) میں تھے کہ ہاتف غیبی کو گاتے سنا۔ اشعار یہ تھے:

قد لاح نجم فاضاء مشرقه	يخرج من ظلماء عسوف موبقه
ذاک رسول مفلح من صدقه	الله اعلی امره و حققه

ترجمہ: "بلاشبہ ایک ستارے نے طلوع فرمایا جس نے اپنی ضو سے مشرق کو جگمگا دیا۔ بلاشبہ تحیر اندھیروں سے وہ مخلوق کو نکالتا ہے۔ وہ ستارہ ایک رسول (ﷺ) ہے جس نے اس کی تصدیق کی، پس اس نے فلاح پائی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے امر کو بلند کیا اور اسے ثابت کر دیا۔"

﴿واپس﴾

ایک گستاخ جن کو عاشق رسول ﷺ جن نے قتل کیا!

✿ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک جن نے جبل ابوقبیس پر جو مکہ میں ہے یہ آواز دی کہ:

قبح الله رای کعب بن فهر	ما ادق العقول والاحلام
دينها انها يعنف فيها	دين آبائها الحماة الكرام
حالف الجن جن بقصى عليكم	ورجال النخيل والاطام
يوشک الخيل ان تريها تهادى	تقتل القوم فى البلاد العظام
هل كريم منكم له نفس حر	ماجد الوالدين و لا عمام
ضارب ضربة تكون نكالا	ورواحا من كربة و اغتمام

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ کعب بن فہر کی رائے کو برا کرے، وہ کتنا کم عقل اور نادان ہے۔ ان کا دین ان کے برگزیدہ بزرگ حمایت کرنے والوں کا دین ہے اور (پھر بھی) وہ اس دین میں ملامت کیے جاتے ہیں۔ جب ان کو حکم دیا جائے گا تو جنات اور نخلستان اور ٹیلہ زاروں میں کے رہنے والے لوگ ان کی حمایت کریں گے۔ عنقریب سبک خرام سواروں کو تم دیکھو گے جبکہ بڑے بڑے شہروں میں لوگ قتل کیے جائیں گے۔ کیا تم میں کوئی جان ایسی ہے جو آزاد اور باعزت ہے اور جس کے والدین پر بچا لاکق حرام سمجھے جاتے ہیں۔ وہ عزت والا شخص خونریزی کی مار لگانے والا ہے اور تنگی مصیبت سے خوشی کی جانب لے جانے والا ہے۔"

جب صبح ہوئی تو یہ بات تمام مکہ میں پھیل گئی اور مشرکین آپس میں ان شعروں کو حزنیہ انداز میں گنگناتے اور مہذب رہا ہو کر مسلمانوں کی جانب اشارے و کنایے کرتے۔ نبی کریم ﷺ نے ان کے اس طرز عمل کے بارے میں ارشاد فرمایا۔ یہ شیطان کی آواز ہے جو بتوں کے ذریعہ لوگوں سے "ہرزہ سرائی" کرتا ہے کہ اس کا نام مسعر ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے ذلیل و خوار کرے۔ اس کے تین دن بعد اچانک جبل ابوقبیس پر ہاتف کو کہتے سنا:

نحن قتلنا مسعرا لما طغی واستکبرا
و سفه الحق و سن المنکرا قنعته سیفا جروفا مبترا
بشتمه نبینا المطهرا

ترجمہ: ''ہم نے مسعر شیطان کو قتل کر ڈالا جبکہ اس نے سرکشی کی اور تکبر کیا۔ مسعر نے حق کو سبک ٹھہرایا اور بری بات کو نعمت قرار دیا۔ مسعر کو اسی تلوار سے قتل کیا جو بنیادوں کو کھودنے والی ہے۔ مسعر کا قتل اس بناء پر ہے کہ اس نے ہمارے نبی پاک ﷺ کے ساتھ دشنام طرازی کی۔''

اس موقع پر نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جنات میں وہ عفریت ہے جس کا نام سمج ہے۔ اس نے مسعر کو قتل کیا۔ میں نے سمج کا نام عبداللہ رکھ لیا ہے کیونکہ وہ مجھ پر ایمان لے آیا اور اسی نے مجھے بتایا کہ وہ مسعر کی تلاش میں کئی روز سے تھا۔

﴿ابو نعیم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ہم ابتدائے اسلام کے وقت مکہ مکرمہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے۔ اچانک ہم نے مکہ کے ایک پہاڑ پر سے ندا دی ''اس میں لوگوں کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکایا گیا تھا۔'' اس وقت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ شیطان ہے اور جس شیطان نے کسی نبی علیہ السلام کے خلاف علانیہ لوگوں کو ابھارا، اللہ تعالیٰ نے اسے ہلاک کر دیا کچھ عرصہ کے بعد نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے اس شیطان کو جنات کے اس عفریت کے ذریعہ قتل کرا دیا جس کا نام سمج ہے اور میں نے اس کا نام عبداللہ رکھ دیا ہے۔'' پھر جب غروب آفتاب کا وقت ہوا تو میں نے ایک ندا کرنے والے کو اسی جگہ ندا کرتے سنا:

نحن قتلنا مسعرا لما طغی واستکبرا
و صغر الحق و سن المنکرا بشتمه نبینا المطهرا

﴿فاکہی واخبار مکہ﴾

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبوت محمدی ﷺ کا جب اعلان و اظہار ہوا تو ایک جن نے جس کا نام مسعر تھا جبل ابوقبیس پر کھڑے ہو کر کہا:

قبح الله رای کعب بن فهر

جب صبح ہوئی تو قریش کہنے لگے کہ تم نے اس قدر سستی دکھائی کہ جن تم کو ابھارنے پر مجبور ہو گئے۔

✿ پھر جب دوسری رات آئی تو اسی جگہ ایک جن جس کا نام سمج تھا، کھڑے ہو کر کہا:

نحن قتلنا مسعرا لما طغی واستکبرا
بشتمه نبینا المطهرا اور دته سیفا جروفا مبترا
انا نذود من اراد البطرا

میں نے جو کچھ دیکھا بہت ہی عجیب ہے۔ اس نے کہا:

يا حابس بن دغفة يا حابس لاتعرض الملك الوساوس
هذا سنا النور بكف القابس فاجنح الى الحق ولا توالس

ترجمہ: "اے حابس بن دغفہ! تو اپنے دل میں کسی قسم کا خوف و ہراس اور کسی طرح کا خدشہ نہ لا۔ یہ روشنی دراصل تیرے نور بکف ہونے کی بنا پر ہے تو حق اور سچائی کی طرف مائل ہو اور فریب میں مبتلا نہ ہو۔"

حابس نے بتایا وہ بوڑھا یہ کہہ کر غائب ہو گیا اور میں نے اونٹوں کو وہاں سے ہانک کر دور ایک دوسری جگہ پر چرنے چھوڑ دیا اور میں لیٹ گیا اور پھر کسی کے ٹھوکر مارنے سے میری آنکھ کھلی، دیکھا تو وہی بوڑھا ہے۔ اس نے کہا

يا حابس اسمع ما اقول ترشد ليس ضلول حائر كالمهتدى
لاتتركن نهج الطريق الاقصد قد نسخ الدين بدين احمد

ترجمہ: "اے حابس! میرے قول پر دھیان دینے سے تو ہدایت یافتہ ہو جائے گا، گمراہ شخص ایک ہدایت یافتہ شخص کی طرح نہیں ہو سکتا۔ اے حابس! تو اعتدال اور میانہ روی کی راہ کو نہ چھوڑ۔ بے شک دین، محمد ﷺ کے ذریعہ تمام ادیان منسوخ ہو گئے۔"

حابس نے بتایا میں اس کے بعد بے ہوش ہو گیا اور بہت دیر کے بعد مجھے ہوش آیا۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کیلئے میرے دل کا امتحان لیا۔

نور کا ظہور اور ایک گستاخ کی موت:

حضرت عمرو بن مرہ جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حج کے ارادے سے نکلا۔ میں نے خواب میں دیکھا دوران حالت یہ کہ میں تہامہ میں تھا کہ کعبہ سے ایک نور چمکا اور پھر یثرب کی پہاڑیاں مجھے نظر آنے لگیں، اور میں نے نور سے آواز سنی کوئی کہتا تھا:

اِنْقَشَعَتِ الظَّلْمَاءُ وَ سَطَعَ الضِّيَاءُ وَ بُعِثَ خَاتِمُ الْاَنْبِيَاءِ

ترجمہ: "تاریکی چھٹ گئی، نور روشن ہو گیا اور حضرت خاتم الانبیاء مبعوث ہو گئے۔"

پھر میں نے دوبارہ نور کو روشن ہوتے دیکھا اور اس کی چمک میں، میں نے حیرہ کے محلات اور ابیض المدائن دیکھ لیے۔ پھر میں نے سنا کہ

"ظَهَرَ الْاِسْلَامُ وَ كُسِرَتِ الْاَصْنَامُ وَ وُصِلَتِ الْاَرْحَامُ"

ترجمہ: "اسلام ظاہر ہوا اور بتوں کو توڑا اور صلہ رحمی کا دور دورہ ہو گیا۔"

پھر میں خوف زدہ ہو کر بیدار ہو گیا اور میں نے اپنے علاقے کے لوگوں سے کہا: میرا خیال ہے کہ قبیلہ قریش میں کوئی غیر معمولی بات رونما ہو گی ہے اور پھر میں نے ان لوگوں سے اپنے خواب کو بیان کیا حتیٰ کہ جب ہم اپنے علاقے میں واپس پہنچے تو ہمیں معلوم ہوا کہ مکہ میں ایک نبی مبعوث ہوا ہے۔ مکہ میں یہ اطلاع

پاکر مکہ آیا نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر خواب کو بیان کیا اور حلقہ اسلام میں داخل ہوکر نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! مجھے اجازت دیجئے کہ میں اپنے قبیلے میں جاکر دعوت اسلام دوں۔

آپ نے اجازت دے دی۔ لہٰذا میں نے تبلیغ اسلام کی جس کے نتیجے میں سب لوگوں نے اسلام قبول کرلیا۔ مگر ایک بدبخت شخص مخالفت پر آمادہ ہوگیا۔ اس نے عصبیت کے پرزور جذبے کے ساتھ کہا: ''اے عمرو بن مرو! تیری زندگی خراب ہو، کیا تو ہمیں یہ حکم دیتا ہے کہ ہم اپنے معبودوں کو چھوڑ دیں اور دین اسلام کے مخالف ہو جائیں۔ اس نے کہا:

ان ابن مرة اتی بمقالة ۔۔۔ لیست مقالة من یرید صلاحا
انی لا حسب قوله و فعاله ۔۔۔ یوما و ان طال الزمان ریاحا
ایسفه الا شیاخ ممن قد مضی ۔۔۔ من رام ذالک اصاب فلاحا

ترجمہ: ''بلاشبہ ابن مرہ ایک بات لے کر آیا ہے جو (اپنے انجام وعواقب کے لحاظ سے) درستی وتعمیر کے حامل نہیں۔ میں ابن مرہ کے اقوال ونظریات کو ایک دن خلا میں سوچی ہوئی باتیں خیال کروں گا۔ اگرچہ اس میں زمانہ طویل گزر جائے۔ ہمارے بزرگ واسلاف کیا بے وقوف تھے جس کسی نے ایسا خیال کیا وہ فلاح کو نہ پاسکا۔''

اس کے جواب میں حضرت عمرو بن مرو ﷺ نے فرمایا: ہم دونوں میں جو بھی جھوٹا ہے اللہ تعالیٰ اس کی زندگی خراب کردے، اس کو زبان سے گونگا اور آنکھوں سے اندھا کردے، تو پھر وہ شخص اس حال میں مرا کہ منہ ٹیڑھا، آنکھوں سے اندھا اور کانوں سے بہرا ہوگیا۔

﴿طبرانی، ابونعیم﴾

بتوں سے نبی کے مبعوث ہونے کی شہادت:

ابن خربوذ کی اور خثعمی رضی اللہ عنہم سے روایت ہے۔ اس نے کہا اہل عرب حرام کو حلال اور حلال کو حرام کرلیا کرتے تھے۔ وہ بتوں کو پوجتے اور ان سے فریادیں کرتے تھے۔ ایک رات ہم ایک بت کے پاس بیٹھے اس سے طلب دعا کررہے تھے کہ دفعتہً ایک غیبی آواز نے کہا:

یا ایها الناس ذووا الاجسام ۔۔۔ و مسند والحکم الی الاصنام
ما انتم و طائش الاحلام ۔۔۔ هذا نبی سید الانام
اعدل ذی حکم من الحکام ۔۔۔ یصدع بالنور و بالاسلام
و یردع الناس عن الا ثام ۔۔۔ مستعلن فی البلد الحرام

ترجمہ: ''اے لوگو! تم صاحب اجسام ہوکر، بتوں سے فریادرسی چاہتے ہو اور ان کو درمیانہ میں سہارا یا سفارشی قرار دیتے ہو۔ حالانکہ تم کو عقل اور دانائی نہیں ہو، سنو! یہ نبی ﷺ تمام مخلوق کے سردار ہیں۔ یہ رسول اللہ ﷺ سارے حاکموں سے زیادہ عادل ہیں اور اسلام کے ہمہ گیر نور کو ظاہر کرتے ہیں۔ یہ لوگوں کو پرستش اصنام سے روکتے ہیں

اور یہ نبی بلد حرام میں ظاہر ہوا ہے۔''

راوی نے کہا ہم یہ اشعار سن کر خوف زدہ ہو گئے اور اس بات کے پاس سے اٹھ کر چلے گئے اور مذکورہ اشعار ہماری زبان زد ہو گئے۔ یہاں تک کہ ہمیں خبر ملی کہ نبی کریم ﷺ نے مکہ میں ظہور فرمایا اور اب مدینہ طیبہ تشریف لے گئے ہیں تو میں مدینہ پہنچا اور اسلام لایا اور کچھ میرے ساتھ ساتھ اور دوسرے لوگ بھی۔

﴿ابو نعیم، خرائطی، ابن عساکر﴾

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی کریم ﷺ کی بعثت سے ایک ماہ پہلے بوانہ میں بت کے قریب بیٹھے تھے، اس روز ایک اونٹ بت کی قربان گاہ پر بھینٹ چڑھا چکے تھے کہ اچانک بت کے پیٹ سے یہ آواز بلند صدا ہوئی:

الا اسمعوا الی العجب، ذهب استراق السمع للوحی و یرمی بالشهب لنبی بمکة اسمه احمد مهاجرة الی یثرب

ترجمہ: ''اے لوگو! سنو تعجب کی بات ہے خبروں کیلئے جنات کا آسمانوں سے باتوں کا چوری کرنا ختم ہوا، اب ان پر شعلے مارے جاتے ہیں، یہ ان نبی ﷺ کی وجہ سے ہے جن کا نام مکہ میں احمد ہے، ان کی ہجرت کا مقام مدینہ ہے۔''

حضرت جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ سن کر ہم رکے رہے اور حیرت و استعجاب کرتے رہے۔ بالآخر نبی کریم ﷺ نے ظہور فرمایا۔

﴿ابن سعد، بزار، ابو نعیم﴾

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: نبی کریم ﷺ کی بعثت کے وقت میں شام گیا ہوا تھا۔ میں اپنی کسی ضرورت سے باہر نکلا اور مجھے رات ہو گئی۔ میں نے دل میں کہا میں اس وقت کتنے بڑے بیابان کے آغوش میں ہوں۔ اس کے بعد میں لیٹ گیا، پھر میں نے ایک غیر معلوم آواز کو کہتے سنا:

''اللہ تعالیٰ کے بندو! اللہ تعالیٰ کی پناہ تلاش کرو، کیونکہ جنات اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نہیں بچا سکتے۔'' میں نے کہا: ''میری ہدایت کے بارے میں وضاحت کرو۔'' آواز آئی: ''رسول امین ﷺ ظہور فرما چکے ہیں وہ اللہ کے رسول ہیں، ہم نے ان کے پیچھے نماز پڑھی ہے، ہم نے اسلام قبول کر کے ان کا اتباع کر لیا ہے، اب جنوں کا فریب جاتا رہا، ان پر آگ کے شعلے مارے جاتے ہیں۔ اب تو محمد رسول اللہ ﷺ کے حضور میں جا اور دعوت اسلام کو قبول کر۔''

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب صبح کا وقت ہوا تو ایک راہب کے پاس گیا اور اس سے سارا ماجرا بیان کیا۔ اس نے جواب دیا تم نے سچ کہا حرم سے ایک نبی کا ظہور ہوگا اور اس کی ہجرت گاہ بھی حرم ہوگی، تم کو تلقین صدا کے مطابق حرم مکہ جانا چاہیے۔

﴿ابو نعیم﴾

خویلد ضمیری سے روایت ہے۔ انہوں نے بیان کیا ہم ایک بت کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ہم نے اس کے پیٹ سے آواز سنی: ''خبریں لانے کیلئے جنوں کی رسائی ختم ہو گئی، یہ اس نبی کی وجہ سے ہے جو مکہ میں

مبعوث ہوا وہ مدینہ میں ہجرت کرے گا اور وہ نماز، روزہ اور صلہ رحمی کا حکم دیتا ہے۔ اس کا نام احمد ہے۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت عباس بن مرداس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے اندر قبول اسلام کی تحریک پیدا کرنے والے ابتدائی واقعہ کا تذکرہ اس طرح کیا کہ: میرے باپ کی وفات کا وقت نزدیک آیا تو اس نے مجھے ایک بت کی پرستش کی وصیت کی۔ اس صنم کو ضمار کہتے تھے۔ میں نے اس کو لا کر گھر میں مخصوص مقام پر رکھ لیا، میں ہر روز اس بت کے مراسم پرستش بجا لاتا۔ جس زمانے میں نبی کریم ﷺ مبعوث ہوئے تو میں نے ایک رات بت سے سنا وہ کہتا تھا:

قل للقبائل من سلیم کلھا   ھلک الانیس و عاش اھل المسجد

اودی ضمار و کان یعبد مرۃ   قبل الکتاب الی النبی محمد

ان الذی ورث النبوۃ والھدی   بعد ابن مریم من قریش مھتدی

ترجمہ: "اے عباس! بنی سلیم کے تمام قبیلوں سے کہہ دو انیس ہلاک ہو گیا اور مسجد والے زندہ ہو گئے۔ ضمار بھی ہلاک ہو گیا وہ کبھی پوجا جاتا تھا، نبی کریم ﷺ پر نزول کتاب سے پہلے۔ قریش کے اس شخص نے ابن مریم علیہ السلام کے بعد نبوت اور راہ راست کی میراث پائی ہے، وہ ہدایت یافتہ اور ہدایت رساں ہے۔"

(عباس نے کہا) میں نے اس بات کو لوگوں سے چھپایا اور اس کا چرچا نہ کیا حتیٰ کہ جب لوگ (علمبرداران اسلام) غزوہ احزاب سے واپس آ رہے تھے۔ ور ہم وادی عقیق میں ذات عرق میں تھے تو میں نے زور دار آواز سنی جب دیکھا تو ایک شخص شتر مرغ پر کھڑا نظر آیا وہ کہہ رہا تھا:

"النور الذی وقع یوم الاثنین ولیلۃ الثلاثاء مع صاحب الناقۃ العضباء فی دیار بنی اخی العنقاء"

- اس آواز کا جواب بائیں جانب سے کسی غیبی آواز نے دیا:

بشر الجن و ابلاسھا   ان وضعت المطی احلاسھا

و بینت السماء احراسھا

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں خائف ہو گیا اور یقین آ گیا کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

﴿ابونعیم، ابن جریر، ابن الطرائح کتاب الشعراء﴾

حضرت عباس بن مرداس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ میں دوپہر کے وقت اپنی اونٹنیوں میں گشت کر رہا تھا، اچانک مجھے ایک شتر مرغ سفید روئی کی مانند نظر آیا اور اس پر سفید روئی کی مانند لباس پہنے ایک شخص سوار تھا اس نے کہا:

"اے عباس! تم نے نہیں دیکھا کہ آسمانوں کو محافظوں نے گھیر لیا ہے اور جنگ اپنا سانس ختم کر چکی ہے اور گھوڑوں نے اپنے پالانوں کو رکھ لیا ہے۔ وہ شخص جو نیکی کو لائے

گاؤں کے بعد مکّہ کی شب میں بیدار ہو گیا اور وہ قصواء نامی اونٹنی کا مالک ہے۔"

یہ سن کر میں خوف زدہ ہو کر نکلا اور ضمار بت کے پاس آیا کہ اچانک وہ چیخا اور اس کے اندر سے آواز آئی: قُلْ لِلْقَبَائِلِ ... جمیع ابیات سابقہ۔

﴿خرائطی، طبرانی، ابونعیم﴾

حضرت عباس بن مرداس ؓ سے روایت ہے (تیسری سند) کہ میں ایک روز دوپہر کے وقت ایک درخت کے نیچے بیٹھا تھا کہ ایک آواز کی طرف متوجہ ہوا تو دیکھا ایک خوش رو، سفید پوش شخص سفید رنگ شتر مرغ پر سوار کہہ رہا تھا: "اے عباس ؓ! کیا تو نے جنوں اور ان لوگوں کو نہ دیکھا جو بھلائی سے محروم ہیں۔ لڑائی نے بہادروں کو ختم کر دیا ہے اور آسمانوں کو اس کے محافظوں نے گھیر لیا ہے۔" یہ سن کر میں اس قول کے آثار اور تعبیر کی تلاش اور جستجو میں لگا رہا یا آخر میرا چچا زاد بھائی یہ اطلاع لے کر آیا کہ نبی کریم ﷺ خفیہ طور پر دین الٰہی کی دعوت دے رہے ہیں۔

﴿ابونعیم﴾

- سعید بن عمرو ہذلی ؓ سے روایت ہے کہ میں نے بت پر جانور ذبح کیا تو اس بت سے یہ آواز آئی:

  اَلْعَجَبُ كُلُّ الْعَجَبِ، خَرَجَ نَبِيٌّ مِنْ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ يُحَرِّمُ الزِّنَا وَ يُحَرِّمُ الذَّبْحَ لِلْأَصْنَامِ وَ حُرِسَتِ السَّمَاءُ وَرُمِينَا بِالشُّهُبِ

  ترجمہ: "کتنی عجیب اور حیرت ناک بات ہے کہ بنی عبدالمطلب میں ایک نبی ظاہر ہوئے ہیں، انہوں نے زنا کو حرام قرار دیا اور بتوں کیلئے جانور ذبح کرنے کو حرام فرما دیا اور آسمان کو محافظوں نے گھیر لیا، اب ہمیں آگ کے شعلے مارے جاتے ہیں۔"

یہ آواز سن کر ہم وہاں سے لوٹ آئے۔ پھر ہم مکہ مکرمہ آئے تو کسی نے بھی ہم کو رسول اللہ ﷺ کی خبر نہ دی۔ ایک روز ہماری ملاقات حضرت ابوبکر صدیق ؓ سے ہوئی تو ہم نے ان سے مدعی نبوت کے بارے میں پوچھا: انہوں نے جواب دیا: "ہاں! محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔"

﴿ابن سعد، ابونعیم﴾

- عبداللہ بن ساعدہ ہذلی ؓ سے روایت ہے کہ ان کے والد نے کہا میں بت خانے میں ایک بت کے پاس بیٹھا ہوا تھا تو مجھے اس بت سے آواز آئی:

  قَدْ ذَهَبَ كَيْدُ الْجِنِّ وَرُمِينَا بِالشُّهُبِ، لِنَبِيٍّ اسْمُهُ أَحْمَدُ

  ترجمہ: "جنوں کی مکاریاں اور فریب کاریاں ختم ہو گئیں، اب ہمیں شعلہ ہائے آتش سے مارا جاتا ہے، ان نبی کی وجہ سے جن کا نام احمد ﷺ ہے۔"

  پھر کچھ دنوں کے بعد مجھے ایک شخص ملا اور اس نے مجھے نبی کریم ﷺ کی خبر سنائی۔

ابن سعد ؒ عمر بن جبلہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہمارا ایک بت تھا جس پر ہم نے ایک روز ایک جانور کی قربانی دی تو اس بت سے میں نے سنا کہ اس نے کہا: "اے عمر بن جبلہ! تم حضرت محمد ﷺ کو پہچانو۔"

﴿ابن سعد، ابونعیم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے بتایا "اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں زمانہ جاہلیت میں ایک روز اپنے بھاگے ہوئے اونٹ کی تلاش میں نکلا تو میں نے ہاتف غیبی کو کہتے ہوئے سنا:

يا ايها الراقد فی الليل الا جم ... قد بعث الله نبيا فی الحرم

من هاشم اهل الوفاء والكرم ... يجلو دجنات الدجا جى و الظلم

ترجمہ: "اے شب تاریک میں سونے والے! اللہ نے (بیت اللہ کے) حرم میں (گم کردہ راہ لوگوں کیلئے) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرما دیا ہے۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم قبیلہ بنی ہاشم سے صاحب وفا و کرم ہے۔ وہ نبی (ہدایت الٰہی سے) ظلمتوں اور تاریکیوں کو نور (سے تبدیل) کر دیتا ہے۔"

✿ میں نے منادی کو دیکھنے کیلئے ہر طرف نظریں دوڑائیں مگر کوئی بھی نظر نہ آیا۔ تب میں نے ایک بے تابانہ انداز سے عرض کیا:

يا ايها الهاتف فی داجی الظلم ... اهلا و سهلا بک من طيف الم

بين هداک الله فی لحن الكلم ... ماذا الذی تدعو اليه يغتنم

ترجمہ: "شب تاریک میں آنے والے ہاتف! اہلاً و سہلاً تو بتا دے کہ (حقیقتاً) تو کس لیے آیا ہے؟ اللہ تعالیٰ تجھے ہدایت دے صاف صاف الفاظ میں (مقصد) بیان کر کہ وہ کون ہے جس کی طرف تو بلاتا ہے تاکہ ٹھیک طور پر جان سکوں۔"

اسکے بعد میں نے کسی کو کلام صاف کرتے سنا پھر اس نے کہا "نور ظاہر ہو گیا اور ظلمت چھٹ گئی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام بھلائیوں کے ساتھ مبعوث ہو گئے۔ اس کے بعد نظروں سے اوجھل منادی نے یہ اشعار پڑھے:

الحمد لله الذی ... لم يخلق الخلق عبث

ارسل فينا احمدا ... خير نبی قد بعث

صلی الله عليه ما ... حج له ركب و حث

ترجمہ: "وہی اللہ تعالیٰ لائق تعریف ہے جس نے کسی مخلوق کو بے کار نہ پیدا کیا۔ اس نے ہمارے درمیان احمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول بنا کر بھیجا، بلاشبہ وہ افضل نبی مبعوث ہوئے۔ اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ بھیجے، جب تک کہ حج کرنے والے سوار ہو کر آئیں اور اس پر آمادہ ہوں۔"

✿ اس کے بعد صبح ہو گئی اور مجھے اونٹ مل گیا۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت جعد بن قیس مرادی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے ذکر کیا کہ ہم چار آدمی زمانہ جاہلیت میں ارادۂ حج سے سفر پر روانہ ہوئے۔ ہم یمن میں ایک وادی کو عبور کر رہے تھے کہ آفتاب غروب ہو گیا اور ہم اس بڑی وادی میں ٹھہر گئے اور اپنے اونٹوں کے پاؤں باندھ دیے، جب تاریکی مسلط ہو گئی اور میرے رفقائے سفر سو گئے تو میں نے دفعتہ ہاتف کو کہتے سنا:

الا ایها الراکب المعرس بلغوا اذا ما و قفتم با الحطیم و زمزما
محمدا المبعوث منا تحیة تشیعه من حیث سارو یمما
و قولو اله انا لدینک شیعة بذلک اوصانا المسیح بن مریما

ترجمہ: ''اے اونٹوں پر سواری کرنے والو! جب تم حطیم اور زمزم کے قریب ٹھہرو تو پہنچاؤ۔ ہماری طرف سے محمد ﷺ کو سلام، جہاں وہ تشریف لے جائیں اور جس جگہ کا وہ قصد وارادہ کریں، ہماری تحیت ساتھ ہو۔ ان سے عرض کردو کہ ہم آپ ﷺ کے دین کے پیرو اور تبع ہیں اور اس بات کی ہمیں حضرت ابن مریم علیہ السلام نے بھی وصیت کی ہے۔''

﴿ابوسعید شرف المصطفےٰ﴾

بہ سند ضعیف روایت ہے کہ جندع بن ضمیل رضی اللہ عنہ کے پاس کسی آنے والے نے اس سے کہا: ''اے جندع! تو اسلام قبول کر، تاکہ اس آگ سے محفوظ رہے جو بھڑک رہی ہے۔'' جندع نے کہا: اسلام کیا ہے؟ ہاتف نے کہا: ''بتوں سے بیزاری اور خدائے علیم وخبیر کے ساتھ خلوص۔'' جندع رضی اللہ عنہ نے سوال کیا: ''علیم وخبیر خدا سے تقرب پانے کی کیا صورت ہے؟ ہاتف نے جواب دیا: ''عرب میں ایک ستارۂ منور کے ظہور کا وقت قریب ہے، وہ نجیب النسب حرم محترم سے طلوع ہوگا اور تمام عرب وعجم اسکے دین کے اتباع میں فلاح سمجھیں گے۔'' پھر جندع رضی اللہ عنہ کے برادر عمزادہ نے جس کا نام رافع بن خداش تھا، اطلاع دی کہ نبی محترم ہجرت کر کے مدینہ آگئے ہیں، تو پھر وہ آیا اور حلقہ اسلام میں داخل ہوا۔

﴿ابوسعید شرف المصطفےٰ﴾

نبی کریم ﷺ کی بعثت پر قصر کسریٰ کے کنگرے گر گئے:

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے جب نبی کریم ﷺ کو مبعوث فرمایا تو ایران میں قصر کسریٰ کے کنگرے گر گئے اور دریائے دجلہ کا بہاؤ اور روانی متاثر ہوگئی۔ کسریٰ اس صورتحال سے غمناک ہوگیا۔ اس نے کاہنوں، نجومیوں اور ساحروں کو طلب کیا اور کہا تم اس معاملہ پر غور کرو، مگر وہ ناکام رہے اور آسمانوں کے گوشے بند کر دیئے گئے اور وہ کچھ بتانے اور کسی نتیجے پر پہنچنے میں ناکام ہوگئے اور سائب نے اندھیری رات میں ایک ٹیلے پر بسرکی اور حجاز کی جانب سے ایک روشنی آتی دیکھی جو مشرق تک پھیل گئی، جب صبح ہوئی تو وہ ایک سرسبز باغ میں تھا۔

پھر اس نے کہا: میں نے جو غیر معمولی مظاہر دیکھے ہیں اور اگر وہ سچے ہیں تو یقیناً حجاز سے ایک بادشاہ ظہور کرے گا جو مشرق تک پہنچے گا اور اس کے عہد میں زمین سرسبز ہوجائے گی۔ جب کاہن اور نجومی تخلیہ میں گئے تو ایک نے دوسرے سے کہا: ''تم نے محسوس کیا کہ تمہارے اور علم کے مابین کوئی چیز حائل نہ تھی بجز اس چیز کے جو آسمان کی جانب سے آئی۔ بلاشبہ وہ نبی ہے جو مبعوث ہوا ہے، وہ اس ملک پر قبضہ کرے گا اور یہاں کے سلسلۂ شہنشاہیت کو مستقلاً ختم کر دے گا۔''

﴿ابن اسحاق، ابونعیم﴾

حضرت محمد بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے آٹھ ہجری میں کسریٰ کے مدائن میں گیا اور
وہاں کے محلات کو دیکھ کر حیرت زدہ تھا تو وہاں کے مقامی بوڑھے نے مجھے بتایا کہ کسریٰ نے سب سے
پہلے جو شکوک اس رات میں محسوس کی جس رات میں نبی کریم ﷺ پر پہلی بار وحی کا نزول ہوا اور یہاں قصر
کے کنگرے گر پڑے اور پھر مذکورہ بالا پوری حدیث کے مطابق اس نے اپنا خواب و مشاہدہ بیان کیا۔
﴿واقدی، ابونعیم﴾

تمام بت منہ کے بل گر پڑے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی کریم ﷺ مبعوث ہوئے تو تمام دنیا کے
تمام بت منہ کے بل گر پڑے۔ پھر شیاطین ابلیس لعین کے پاس گئے تو اس نے کہا یہ نبی کی بعثت کی
علامت ہے۔ تم سب تلاش کرو۔ شیاطین نے کہا ہم نے بہت ڈھونڈا لیکن نہ پا سکے پھر وہ خود تلاش میں نکلا
اور اس نے نبی کریم ﷺ کو مکہ میں پایا پھر وہ شیاطین کے پاس واپس آیا اور کہا میں نے ان
کو پا لیا ہے مگر حضرت جبرئیل علیہ السلام ان کے ساتھ ہیں۔
﴿واقدی، ابونعیم﴾

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ابلیس ملعون نے چار مرتبہ دہائی مانگی اور فریاد کی۔
اول بار: جب وہ ملعون و مردود ہوا۔ دوسری بار: اس وقت جب اس کو زمین پر پھینکا گیا۔ تیسری بار: اس وقت
جب نبی کریم ﷺ مبعوث ہوئے۔ چوتھی بار: اس وقت جب الحمد للہ رب العالمین نازل ہوئی۔
﴿ابونعیم حلیۃ الاولیاء﴾

نبی کریم ﷺ کی بعثت کے بعد آسمان پر جنات کا داخلہ بند:

- اللہ تعالیٰ نے جنات کی خبر دیتے ہوئے سورۂ جن میں ارشاد فرمایا:

وَّاَنَّا لَمَسْنَا السَّمَآءَ فَوَجَدْنٰهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيْدًا وَّشُهُبًا ۝ وَّاَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ
مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ ؕ فَمَنْ يَّسْتَمِعِ الْاٰنَ يَجِدْ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا ۝
﴿سورہ جن﴾

ترجمہ: "اور یہ کہ ہم نے آسمان کو چھوا تو اسے پایا کہ سخت پہرے اور آگ کی چنگاریوں
سے بھر دیا گیا ہے اور یہ کہ آسمان میں سننے کیلئے کچھ موقعوں پر بیٹھا کرتے تھے، پھر اب
جو کوئی سنے وہ اپنی تاک میں اپنے لیے آگ کا لوکا پائے۔"

حضرت سعید بن جبیر اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ شیاطین آسمان پر چڑھا
کرتے تھے اور وہاں سے پوشیدہ باتوں کو سنا کرتے اور ان میں اپنی طرف سے کچھ مزید اضافہ
کر کے پھر غلط لوگوں اور کاہنوں کو بتا کے فریب کرتے۔ جب حضور نبی کریم ﷺ مبعوث ہوئے
تو آسمانوں تک ان کی رسائی ختم کر دی گئی۔ شیاطین نے اس کی وجہ معلوم کرنے کیلئے ہر طرف بھاگ
دوڑ شروع کر دی حتیٰ کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو تلاوت قرآن پاک کرتے پایا اور انہوں نے

آپس میں کہا کہ بے شک آسمانوں پر ہماری بندش کی کوئی وجہ ہے۔

﴿احمد، بیہقی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنات کے ہر قبیلے اور قبیلے کیلئے آسمان میں خاص جگہ تھی جہاں سے وہ آسمانی باتوں کو سن لیا کرتے تھے اور اس کی خبریں کاہنوں کو دیا کرتے تھے پھر جب نبی کریم ﷺ مبعوث ہوئے تو انہیں روک دیا گیا اور جب ان کو جنات نے خبریں لا کر نہ دیں تو عرب کے کچھ لوگوں نے کہا کہ آسمان کے لوگ ہلاک ہو گئے ہیں تو اونٹوں والے ایک اونٹ کی اور گائیوں والے ایک گائے کی اور بکری کے ریوڑ والے ایک بکری کی اس سے متاثر ہو کر قربانی دینے لگے۔ ابلیس نے بھی کہا: زمین پر کوئی خاص نئی بات ہوئی ہے۔ اس نے اپنے شاگردوں اور ساتھیوں سے کہا: زمین کے ہر قطعہ سے ایک مشت خاک لاؤ۔ وہ اس کے پاس مٹی لے کر آ موجود ہوئے۔ اس نے ہر جگہ کی خاک کو سونگھا، پھر اسے خاک حرم کو سونگھ کر کہا اسی جگہ، وہ نئی بات ظاہر ہوئی ہے۔

﴿ابن سعد، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس دن نبی کریم ﷺ نے نبوت کا اعلان فرمایا تو شیاطین کو روک دیا گیا اور آتشیں شعلوں سے ان کی خبر لی گئی۔ ابلیس نے کہا کسی خطہ زمین پر نبی مبعوث ہوا ہے جا کر جستجو کرو۔ پھر ساتھی شیاطین لوٹ کر آ گئے اور کہیں نشان نبوت نہ پا سکے۔ اس کے بعد ابلیس مکہ مکرمہ آیا اور اس نے نبی کریم ﷺ کو اولین مقام نزول وحی (غار حرا) سے نکلتے دیکھا پھر وہ اپنی ذریات میں لوٹ گیا اور ان کو مطلع کر دیا۔

﴿بیہقی﴾

جنوں پر شہاب ثاقب:

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے کے بعد ستاروں کا ٹوٹنا بند ہو گیا، اس کے بعد یہ سلسلہ اس وقت شروع ہوا جب نبی کریم ﷺ نبی مبعوث ہوئے۔ آپ کی بعثت کے بعد چند ستارے ٹوٹے۔ قریش کا خیال یہ تھا کہ اب ستارے اسی وقت ٹوٹیں گے جب قیامت کا وقت قریب ہوگا، وہ سب خیال سے اپنی پریشانی دور کرنے کیلئے بتوں پر نذرانے اور قربانی کے جانور چڑھانے لگے اور غلاموں کو آزاد کرنے لگے اور کہنے لگے کہ دنیا کی فنا کا وقت قریب ہے۔

طائف کا سردار عبد یالیل کو جب یہ معلوم ہوا کہ ستارہ ٹوٹا ہے تو اس نے کہا کہ پریشان مت ہو، گھبرانے اور پریشان ہونے سے پہلے یہ معلوم کرو کہ ٹوٹنے والا ستارہ کون سا ہے؟ اگر وہ جانا پہچانا ستارہ ہے تو سمجھو کہ سب کی فنا کا وقت قریب آ گیا ہے اور اگر وہ جانا پہچانا ستارہ نہیں ہے تو فنا کا وقت ابھی نہیں آیا ہاں! کوئی نئی بات ضرور ہوئی ہے یا ہونے والی ہے دریا اس کا فیصلہ ہے۔ انہوں نے ستارہ نہیں پہچانا! اور عبد یالیل کو اس بات سے آگاہ کیا تو اس نے کہا: یہ نبی کے ظہور کا وقت ہے۔ کچھ ہی عرصہ گزرا تھا کہ طائف میں ابوسفیان بن حرب آیا اور اس نے کہا کہ محمد ﷺ نے نبی مرسل ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ عبد یالیل

نے جواب دیا نبی کی دعوت و مشن کی کامیابی کیلئے جنوں پر شہاب پھینکے گئے ہیں۔

﴿واقدی، ابونعیم حلیۃ الاولیاء﴾

شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ستاروں کو فضا میں نہ پھینکا جاتا تھا، جب نبی کریم ﷺ مبعوث ہوئے تو ستارے پھینکے گئے۔ اس کی وجہ سے اہل عرب نے چوپایوں کو بھینٹ چڑھانا اور غلاموں کو آزاد کرنا شروع کر دیا۔ یہ دیکھ کر سردار عبد یالیل نے کہا دیکھو! جلدی نہ کرو، یہ دیکھو وہ ٹوٹنے والا ستارہ کون سا ہے اگر ایسا ہے جسے تم جانتے ہو تو سمجھو کہ لوگ فنا ہو گئے، ورنہ خطرے کی کوئی بات نہیں، بلکہ کوئی نئی بات رونما ہوگی۔

﴿سعید بن منصور فی السنن، بیہقی﴾

یعقوب بن عتبہ بن مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عرب میں سب سے پہلے ستاروں کے ٹوٹنے کے سبب ثقیف خوف زدہ ہوئے اور عمرو بن امیہ کے پاس آئے۔ انہوں نے پوچھا کیا تم نے وہ نئی بات دیکھی جو منصۂ شہود پر آرہی ہے؟ اس نے ثقفیوں سے جواب میں کہا "ہاں! دیکھی تو ہے۔" ثقفیوں نے پھر عمرو سے کہا، تم توجہ اور غور سے دیکھو کہ وہ بڑے بڑے ستارے آئے دن ٹوٹ رہے ہیں کہ جن کے ذریعہ ہم بہت سی رہنمائی لیتے تھے۔ یہ تو دنیا کے خاتمہ اور فنا کی علامت معلوم ہوتی ہے لیکن یہ ہمارے آسمان کے وہ مستقل ستارے نہیں ہیں کوئی دوسرے روشن شعلے ہیں تو پھر شاید عرب میں کوئی پیغام لانے والا آیا ہوگا۔"

﴿ابن سعد﴾

کاہنوں کی خبریں منقطع:

حضرت مرداس بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے نبی کریم ﷺ سے کہانت اور آپ کے ظہور سے کاہنوں کے جو سلسلہ اخبار منقطع ہوا، اس کا ذکر کیا۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ہماری قوم میں ایک خلصہ نامی عورت تھی ہم اسے برگزیدہ سمجھتے تھے، ایک روز وہ ہمارے پاس آئی اور اس نے کہا: "اے دوس کے لوگو! تم نے مجھ سے بھلائی کے سوا اور کوئی چیز نہیں معلوم کی۔" ہم نے جواب دیا: وہ کون سی بات ہے جس کی وجہ سے تم یہ کہتی ہو؟ اس نے کہا: "میں اپنی بکریوں کے ریوڑ میں تھی کہ دفعتہً مجھ پر تاریکی مسلط ہوگئی اور میں نے اس طرح محسوس کیا کہ جس طرح عورت مرد کے ساتھ (جماع کے موقعہ پر) حظ محسوس کرتی ہے اس کے بعد مجھے اندیشہ ہوگیا کہ میں حاملہ ہوگئی حتیٰ کہ بچے کی پیدائش کا وقت آگیا اور میرے بطن سے لٹکے ہوئے کانوں والا بچہ پیدا ہوگیا۔ اس کے دونوں کان کتے کے کانوں کے مشابہ تھے۔ وہ بچہ اس قابل ہوگیا کہ دوسرے بچوں کے ساتھ بیٹھنے لگا۔ پھر ایک دن وہ خوب اچھلا کودا اور اپنا تہبند کھول کر پھینک دیا اور اونچی آواز سے چیخا اور کہا:

"ہائے ویلا ہائے ویلا! اس پہاڑ کے پیچھے گھوڑے ہیں اور ان پر حسین و خوبصورت جوان ہیں۔" پھر لوگ سوار ہو کر پہاڑی کے عقب میں گئے اور اس میں سواروں کو موجود پایا اور ان کو مار بھگایا اور ان کا سامان چھین لیا۔ وہ بچہ جو کچھ کہتا ویسا ہی ہوتا اور اے اللہ تعالیٰ کے رسول اللہ ﷺ!

جب آپ ﷺ کی بعثت کا زمانہ آیا تو وہ جھوٹی خبریں دینے لگا، ہم نے اس سے کہا تیری خرابی ہو تو ہر خبر غلط اور جھوٹی دینے لگا ہے۔ اس نے کہا میں نہیں جانتا مجھے وہی جھوٹا کر رہا ہے جو پہلے سچا کرتا تھا۔ مجھے تین دن کسی گھر میں قید کر کے رکھو، پھر میرے پاس آؤ تو ہم نے ایسا ہی کیا تین دن کے بعد ہم گئے اور اس کو کھول دیکھا تو وہ آگ کا انگارہ تھا۔

اس نے کہا: "اے دوس کے لوگو! آسمان کی حفاظت کی جاتی ہے اور خیر الانبیاء علیہم السلام نے ظہور فرمایا ہے۔" ہم نے پوچھا "کس مقام پر؟" اس نے جواب دیا "مکہ میں۔" پھر اس نے کہا: میں مردہ تو ہو چکا ہوں، مجھے پہاڑ کی چوٹی پر دفن کر دو کیونکہ میں آگ بھڑکاؤں گا، جب تم مجھے آگ بھڑکاتا دیکھو تو مجھے تین پتھر مارنا اور ہر پتھر کے مارتے وقت "بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ" (یعنی اللہ کے نام سے آغاز ہے) کہنا۔ اس کے بعد میں بھڑکنے سے رک جاؤں گا اور میری آگ سرد ہو جائے گی۔ پھر ہم نے ایسا ہی کیا اور کچھ دن بعد حاجیوں نے مکہ سے واپس آ کر ہم کو آپ کی نبوت اور آپ ﷺ کی طرف سے دعوت اسلام کی خبر دی۔

﴿خرائطی الہواتف، ابن عساکر﴾

زہری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ پہلے آسمانی خبریں سنی جاتی تھیں۔ اسلام کے آنے کے بعد مسدود ہو گئیں۔ بنی اسد کی ایک عورت سعیدہ نامی کے ایک جن تابع تھا جب اس کو آسمانی خبریں لانے پر قدرت نہ رہی تو ایک دن وہ اس عورت کے سینے میں داخل ہو کر چیخنے لگا:

"رسم اتحاد ختم ہو گئی، گرد میں اڑ گئیں اور ایسا حکم آیا جس (کے مقابلہ) کی طاقت نہیں، اور احمد ﷺ نے زنا کو حرام کر دیا۔"

﴿ابن سعد، ابونعیم﴾

زہری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کی وجہ سے شیاطین کو آسمانی خبریں سننے سے روک دیا۔ کہانت منقطع ہو گئی، اب کہانت کا وجود نہیں۔

﴿بیہقی﴾

حضرت نافع بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ شیاطین جاہلیت کے دور میں آسمانی خبریں سن لیا کرتے تھے اور انہیں مارا نہ جاتا تھا، مگر جب سے نبی کریم ﷺ مبعوث ہوئے، آگ کے گولوں سے ان کو مارا جاتا ہے۔

﴿واقدی، ابونعیم﴾

ابلیس کو جبرئیل علیہ السلام کی مار:

حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ شیاطین آسمانی خبریں اچک لیا کرتے تھے جب سے نبی کریم ﷺ مبعوث ہوئے ان کو روک دیا گیا جس کی اطلاع انہوں نے

ابلیس کو دی۔ اس نے کہا کوئی نئی بات واقع ہوئی ہے پھر وہ جبل ابوقبیس پر چڑھا اور اس نے حضور نبی کریم ﷺ کو مقام ابراہیم کے پیچھے نماز پڑھتے دیکھا۔

اس نے کہا میں جاتا ہوں اور ان کی گردنیں توڑ دیتا ہوں تو وہ آیا اس وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کے پاس تھے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اس کے ٹھوکر ماری اور وہ فلاں مقام پر گرا۔

﴿واقدی، ابونعیم﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب نبی کریم ﷺ کو مبعوث فرمایا تو ابلیس نبی کریم ﷺ کے قریب آکر اپنا فریب چلانا چاہتا تھا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام اس پر ٹوٹ پڑے اور اس کو شانہ کے اشارے سے وادی اردن میں پھینک دیا۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ بحالت نماز سجدہ میں تھے تو ابلیس آیا اور اس نے چاہا کہ آپ ﷺ کی گردن پر حملہ کرے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے پھونک ماری اور وہ اردن جا گرا۔

﴿ابوالشیخ، ابونعیم، طبرانی﴾

مشرکین شعراء و فصحاء کا اعجاز قرآن تسلیم کرنا:

مشرکین عرب میں نزول قرآن کے وقت بڑے بڑے خطیب اور ماہرین زبان اور زبردست بلیغ و فصیح کا ہن موجود تھے۔ ان اہل کمال کو اعتراف تھا کہ قرآن کے اسلوب بیان کو اعجاز حاصل ہے اور خود اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا

﴿سورۂ بنی اسرائیل﴾

ترجمہ: "تم فرماؤ اگر آدمی اور جن سب اس بات پر متفق ہو جائیں کہ اس قرآن کی مانند لے آئیں تو اس کا مثل نہ لا سکیں گے اگرچہ وہ ایک دوسرے کی آپس میں مدد کریں۔"

- اور مزید اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَاِنْ كُنْتُمْ فِىْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ

﴿سورہ البقرہ﴾

ترجمہ: "اور اگر تمہیں شک ہو اس میں جو ہم نے اپنے (اس خاص) بندے پر اتارا تو اس جیسی ایک سورت لے آؤ اور اللہ کے سوا اپنے سب حمایتوں کو بلا لو اگر تم سچے ہو پھر اگر نہ لا سکو اور ہم فرمائے دیتے ہیں کہ ہرگز نہ لا سکو گے تو ڈرو اس آگ سے۔"

- اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَلْيَأْتُوا بِحَدِيثٍ مِّثْلِهِ إِن كَانُوا صَادِقِينَ

﴿سورۃ الطور﴾

ترجمہ: ''تو قرآن کی مانند ایک بات ہی لے آؤ اگر سچے ہو۔''

حضرت ابو ہریرہ ﷜ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: انبیاء علیہم السلام میں سے ہر نبی کو جو چیز (کتاب و شریعت) دی گئی، وہ اس دور کے انسانوں کیلئے اور ان کے حال کے مطابق تھی۔ بلا شک و شبہ مجھے جو چیز دی گئی وہ وحی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے میری طرف بھیجا ہے۔ میں امید رکھتا ہوں کہ میرا اتباع کرنے والے ان سے زیادہ ہوں گے۔

علماء نے فرمایا ہے کہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو جتنے معجزات دیئے گئے تھے، وہ ان کے زمانے کے ختم ہونے کے بعد خود بخود ختم ہو گئے۔ ہر نبی کو عطا کردہ معجزات کا مشاہدہ اس نبی کی امت نے کیا (جو اس کے زمانہ میں موجود تھی) لیکن قرآن کا معجزہ قیامت تک باقی رہنے والا ہے۔ قرآن کریم اپنے اسلوب بیان، اپنی بلاغت اور اپنے غیبی اخبار میں ایک خرق عادۃ اور معجزہ ہے اور کوئی زمانہ ایسا نہیں گزرتا کہ جس کی بابت قرآن نے خبر دی ہے کہ آئندہ ایسا ہوگا وہ خبر دیکھی نہ گئی واقع نہ ہوئی ہو، (قرآن خبر کے مطابق واقعہ ظہور میں آیا) چنانچہ اس خبر کی صداقت قرآن مجید کے دعویٰ صحت پر دلالت کرتی ہے۔

﴿بخاری﴾

بعض علماء نے سرور کائنات ﷺ کے ارشاد مبارک کے یہ معنی بیان کیے ہیں کہ انبیاء سابقہ کے معجزات حسی تھے وہ نگاہوں سے مشاہدہ کیے جا سکتے تھے جیسے حضرت صالح ﷤ کا ناقہ، حضرت موسیٰ ﷤ کا عصا ہے اور قرآن شریف کے معجزات بصیرت سے مشاہدہ ہوتے ہیں تو جو لوگ قرآن شریف کا اتباع بصیرت سے کرتے ہیں، بوجہ بصیرت دوسروں سے زیادہ ہوں گے۔ قرآن کریم ایسی ظاہری و باطنی جامعیت، ایجاز، معنوی خصوصیات کا حامل ہے اور بہ لحاظ اسلوب بیان، لطافت زبان محاورۂ عرب، فصاحت و بلاغت اور تاثیر میں اس درجہ پر ہے کہ بلا استثناء کوئی کتاب اس کے مقابل میں نہیں لائی جا سکتی۔

قرآن کریم کی تاثیر:

حضرت عکرمہ ﷫ حضرت ابن عباس ﷠ سے روایت کرتے ہیں کہ ولید بن مغیرہ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں آیا تو نبی کریم ﷺ نے اس کو قرآن پاک پڑھ کر سنایا۔ ولید بن مغیرہ پر رقت طاری ہو گئی۔ یہ بات ابو جہل کو معلوم ہوئی تو وہ اس کے پاس آیا اور کہا اے چچا! قوم کا ارادہ ہے کہ تمہارے لیے مال جمع کرے۔ ولید نے پوچھا کس لیے؟ اس نے جواب دیا۔ اس لیے کہ وہ تمہیں دیا جائے کیونکہ تم محمد ﷺ کے پاس اس لیے گئے کہ جو شے ان کے پاس ہے تم اس کی تمنا رکھتے ہو۔ ولید نے کہا تم یہ تو جانتے ہو کہ قریش میں سرمایا اور دولت کے لحاظ میں کافی سرمایہ دار ہوں۔

ابو جہل نے کہا: ''محمد (ﷺ) کے بارے میں تم کچھ بتاؤ تاکہ وہ قریش کو معلوم ہو اور وہ سب

جان لیں کہ قرآن سے منکر ہو اور نفرت کرتے ہیں۔"

ولید نے جواب دیا "میں غور کروں؟ یہ حقیقت ہے کہ زبان دانی و ادب اور اس کی باریکیوں اور نزاکتوں کو سمجھنے والا کوئی مجھ سے بہتر نہیں ہے اور میں اس کا اعتراف نہ کرنا ناانصافی سمجھتا ہوں کہ محمد (ﷺ) جو کلام پڑھتے ہیں، اس کے مقابلے میں کوئی دوسرا کلام نہیں کہا جا سکتا، بلاشبہ وہ ایک عجیب نادر اور تیکھا کلام ہے اور تاثیر کے اعتبار سے سحر آفریں ہے۔"

ابوجہل نے پھر کہا: "قوم اس بارے میں آپ کے خیالات سے واقف ہونا چاہتی ہے۔" ولید نے کہا "مجھے مہلت دو کہ میں سوچ سکوں۔" چنانچہ ولید نے بعد میں کہا: "محمد ﷺ کے پاس جو کلام ہے وہ ان کا ذاتی نہیں بلکہ اللہ و الہام کے ذریعہ سیکھا ہوا معلوم ہوتا ہے۔" اس موقع پر اس آیت کا نزول ہوا۔
﴿حاکم، بیہقی﴾

حج کے موقع پر مشرکین کی شرارت اور نبوت کا چرچا:

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ولید بن مغیرہ اور قریش کے چند افراد جمع ہوئے، ولید ان میں عمر رسیدہ تھا اس نے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا: "زمانہ حج نزدیک ہے میرا خیال ہے مختلف علاقوں کے وفود تمہارے پاس آ کر محمد ﷺ کے بارے میں دریافت کریں گے کیونکہ انہوں نے اس بارے میں کچھ نہ کچھ سن رکھا ہوگا، لہٰذا تم سب کسی رائے پر اتفاق کر لو تاکہ ہماری باتوں میں تناقض اور تضاد نہ ہو۔"

لوگوں نے جواب میں کہا "اے عبدشمس! آپ ہی مشورہ دیجئے کہ کیا کہا جائے؟" ولید سوچتا رہا اور پھر اس نے کہا: "نہیں! میں تمہارے خیالات سننا ہی بہتر سمجھتا ہوں۔" قریش نے کہا: "ہم کاہن بتائیں گے۔" ولید نے کہا: "وہ کاہن تو نہیں ہیں، ہم نے کاہنوں کو دیکھا ہے اور کلام بھی سنا ہے مگر ان کا کلام تو کاہنوں کا سا بے معنی زمزمہ نہیں ہے۔" اس کے بعد لوگ کہنے لگے: "مجنون بتائیں گے۔" ولید نے پھر مخالفت کی اور کہا: "وہ حواس باختہ، پریشان خیال اور جذباتی نہیں، حالانکہ ہر مجنون میں ایسا ہی ہوتا ہے۔"

لوگوں نے پھر کہا "شاعر بتایا جا سکتا ہے۔" ولید نے کہا وہ شاعر بھی نہیں کہ ہم اصناف شعر "رجز، ہزج، قریض، مقبوضہ، مبسوطہ" وغیرہ سب سے واقف ہیں مگر محمد (ﷺ) کا کلام بے نظیر اور بے مثال ہے۔

اس کے بعد لوگوں نے کہا: "ساحر بتا دیں گے۔" ولید نے کہا: وہ جادوگر بھی نہیں، ہم میں سے ہر ایک نے ساحروں کو دیکھا ہے ان کے انداز کلام میں تو جھاڑ پھونک اور گرہ بندی لازمی طور پر ہوتی ہے۔

لوگوں نے کہا: "اے عبدشمس! تم ہی بتاؤ لوگوں کو محمد (ﷺ) کے بارے میں کیا جواب دو گے؟" اب ولید نے کہنا شروع کیا: "واللہ! ان کے کلام میں تو عجیب حلاوت ہے، تازگی اور لذت ہے تو تم بیان کردہ باتوں میں سے جو بھی کہو گے، جھوٹ سمجھا جائے گا۔

بہر حال قرین عقل یہ ہے کہ ساحر کہو وہ تو کہ یہ ساحر لوگوں کے درمیان جدائی ڈالتا ہے۔ لوگوں

کو باپوں سے، بیویوں سے بھائیوں سے اور خاندان سے کاٹ دیتا ہے۔" پس لوگ اس کی رائے سے اتفاق کر کے اس اجتماع سے رخصت ہو گئے اور جب حج کا زمانہ آیا تو ہر طرف سے لوگ آ آ کر بیت اللہ کے طواف کیلئے جمع ہونے لگے اور مشرکین قریش ان کو نبی کریم ﷺ سے برگشتہ کرنے کیلئے ان کے اجتماعات اور دار الاقامتوں میں جانے آنے لگے۔ جو بھی ان کے پاس آتا وہ نبی کریم ﷺ کے بارے میں اسے ڈراتے اور بچنے کی ترغیب دیتے رہے۔

اللہ تعالیٰ نے ولید بن مغیرہ کے بارے میں "ذَرْنِیْ وَ مَنْ خَلَقْتُ وَحِیْدًا٥ (الی قولہ) سَاُصْلِیْهِ سَقَرَ٥ آیتیں نازل فرمائیں اور نیز ان لوگوں کے بارے میں جنہوں نے اس جھوٹے پروپیگنڈے میں ولید کو اپنا قائد اور پیشوا بنا لیا تھا۔ آیت کریمہ "اَلَّذِیْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِیْنَ فَوَرَبِّکَ لَنَسْئَلَنَّهُمْ اَجْمَعِیْنَ" نازل ہوئی، یہ وہ لوگ تھے جو لوگوں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر پاس بٹھاتے اور نبی کریم ﷺ کی برائی اور بدگوئی ان سے کرتے۔

راوی حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے کہ حج سے فراغت کے بعد جب لوگ اپنے اپنے علاقوں اور قبائل میں واپس ہوئے تو چپہ چپہ پر رسول کریم ﷺ اور آپ کی نبوت کا چرچہ ہو گیا اور اس طرح تمام بلاد عرب ذات نبی ﷺ سے واقف ہو گیا۔

﴿ابن عباس، بیہقی﴾

عوفی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ولید بن مغیرہ سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور وہ قرآن حکیم کے بارے میں پوچھ رہا تھا: جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس کو بتایا کہ وہ اٹھ کر قریش کے پاس آیا اور کہا: "جو کلام ابن ابی کبشہ سناتا ہے وہ بہت ہی عجیب ہے۔ وہ شعر ہے نہ سحر، نہ بے معنی گفتگو ہے، یقیناً ان کا کلام خدا کا کلام ہے۔

﴿ابو نعیم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نضر بن حارث نے کھڑے ہو کر کہا: "اے قریش بھائیو! تم ایک ایسی الجھن میں مبتلا ہوئے ہو کہ اس سے پہلے نہ ہوئے تھے جب حضرت محمد ﷺ نوجوان تھے تو وہ تمہارے اندر سب سے زیادہ پسند کیے جاتے اور وہ سب سے زیادہ صادق القول اور امانتدار کہے جاتے تھے اور جب وہ جوان ہوئے اور ان کی نہاد میں مزید پختگی اور خوبو میں متانت کا نکھار آ کر ان کی خوبیوں میں اور جلاء ہو گئی اور وہ خدا کا کلام لے کر آئے تو پھر تم اسی جامع صفات کو ساحر کہنے لگے، حالانکہ سحر سے ان کو کیا نسبت۔ کاہن کہنے لگے دراں حالیکہ کہانت سے ان کو کیا سروکار، مجنون کہنے لگے باوجود یہ کہ جنون سے ان کو کیا علاقہ۔ پس اے برادران قریش! انصاف کر کے اپنے رویہ پر نظر ثانی کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے تم پر احسان عظیم فرمایا ہے کہ تمام عالم آباد کو چھوڑ کر تمہارے اندر سے ایک نبی کو اٹھایا ہے۔

﴿ابو نعیم، بیہقی، ابن اسحاق﴾

قرآن کی صداقت:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جماعت قریش نے ابوجہل بن ہشام سے کہا محمد ﷺ کی دعوت دینی و ملی تحریک کی صورتحال اختیار کرتی جارہی ہے تم ایسے کسی شخص کو منتخب کرو جو سحر، کہانت اور شعر سے بخوبی واقف ہو۔ وہ محمد (ﷺ) کے پاس جائے اور ان کے عزائم و اغراض کے بارے میں ان سے گفتگو کر کے ہمیں اطلاع دے۔ عتبہ نے کہا: میں سحر، کہانت اور شعر کی حقیقتوں سے بخوبی واقف ہوں چنانچہ وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہا: "اے محمد (ﷺ)! آپ بہتر ہیں یا ہاشم؟ آپ بہتر ہیں یا عبدالمطلب؟ آپ بہتر ہیں یا عبداللہ؟ مگر نبی کریم ﷺ خاموش رہے اور کوئی جواب نہ دیا۔

عتبہ نے پھر کہا: "آپ کس لیے ہمارے معبودوں کو برا اور ہمارے اسلاف کو گمراہ بتاتے ہیں؟ اگر آپ کو حکومت و ریاست کی خواہش ہے تو ہم جھنڈا آپ کیلئے بلند کیے دیتے ہیں اور آپ کو اپنا سردار بنا لیتے ہیں اگر جنسی میلان ہے تو اس کی عورتوں سے شادی کروا دیتے ہیں جو آپ کو محبوب ہیں۔ اگر دولت و سرمایہ کی ضرورت ہے تو ہم لا کر آپ کی خدمت میں ڈھیر کر دیں گے۔ یہ آپ کی ضرورت سے زیادہ اور آپ کی آئندہ نسلوں تک کو کافی ہوگا۔" آپ خاموش رہے اور کوئی جواب نہ دیا اور جب آپ ﷺ نے سمجھ لیا کہ عتبہ اپنا سلسلہ کلام ختم کر چکا تو پھر آپ نے یہ آیات پڑھیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حٰمٓ ۝ تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۚ فَاَعْرَضَ اَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ۝ وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا فِيْۤ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَاۤ اِلَيْهِ وَفِيْۤ اٰذَانِنَا وَقْرٌ وَّمِنْۢ بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ اِنَّنَا عٰمِلُوْنَ ۝ قُلْ اِنَّمَاۤ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰۤى اِلَيَّ اَنَّمَاۤ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَاسْتَقِيْمُوْۤا اِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ ۗ وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ۝ قُلْ اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِيْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِيْ يَوْمَيْنِ وَتَجْعَلُوْنَ لَهٗۤ اَنْدَادًا ۗ ذٰلِكَ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ مِنْ فَوْقِهَا وَبٰرَكَ فِيْهَا وَقَدَّرَ فِيْهَاۤ اَقْوَاتَهَا فِيْۤ اَرْبَعَةِ اَيَّامٍ ؕ سَوَآءً لِّلسَّآئِلِيْنَ ۝ ثُمَّ اسْتَوٰۤى اِلَى السَّمَآءِ وَهِيَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْاَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا ؕ قَالَتَاۤ اَتَيْنَا طَآئِعِيْنَ ۝ فَقَضٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ فِيْ يَوْمَيْنِ وَاَوْحٰى فِيْ كُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَهَا ؕ وَزَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ ۖ وَحِفْظًا ؕ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۝ فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ صٰعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّثَمُوْدَ

﴿حٰم سورۃ السجدہ﴾

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان اور رحم والا ہے

ترجمہ: ''یہ اتارا ہے بڑے رحم والے مہربان کا ایک کتاب ہے جس کی آیتیں مفصل فرمائی گئیں عربی قرآن عقل والوں کیلئے خوشخبری دیتا اور ڈرسناتا تو ان میں اکثر نے منہ پھیرا تو وہ سنتے ہی نہیں اور بولے ہمارے دل غلاف میں ہیں۔ اس بات سے جس کی طرف تم ہمیں بلاتے ہو اور ہمارے کانوں میں ٹینٹ (روئی) ہے اور ہمارے اور تمہارے درمیان روک ہے تو تم اپنا کام کرو اور ہم اپنا کام کرتے ہیں، تم فرماؤ آدمی ہونے میں تو میں تمہیں جیسا ہوں مجھے وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے تو اس کے حضور سیدھے رہو اور اس سے معافی مانگو اور خرابی ہے شرک والوں کو جو زکوٰۃ نہیں دیتے اور وہ آخرت کے منکر ہیں، بے شک جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے ان کیلئے بے انتہا ثواب ہے، تم فرماؤ کیا تم اس کا انکار رکھتے ہو جس نے دو دن میں زمین بنائی اور اس کے ہمسر ٹھہراتے ہو وہ سارے جہان کا رب ہے اور اس میں اس کے اوپر سے لنگر ڈالے (بھاری بوجھ رکھے) اور اس میں برکت رکھی اور اس میں اس کے بسنے والوں کی روزیاں مقرر کیں۔ یہ سب ملا کر چار دن میں ٹھیک جواب پوچھنے والوں کو پھر آسمان کی طرف قصد فرمایا اور وہ دھواں اٹھا تو اس سے اور زمین سے فرمایا کہ دونوں حاضر ہو، خوشی سے یا ناخوشی سے۔ دونوں نے عرض کیا ہم رغبت کے ساتھ حاضر ہوئے تو انہیں پورے سات آسمان کر دیا دو دن میں اور ہر آسمان میں اسی کے کام کے کہ احکام بھیجے اور ہم نے نیچے کے آسمان کو چراغوں سے آراستہ کیا اور نگہبانی کیلئے یہ اس عزت والے علم والے کا ٹھہرایا ہوا ہے پھر اگر وہ منہ پھیریں تو تم فرماؤ میں تمہیں ڈراتا ہوں ایک کڑک سے جیسی کڑک عاد اور ثمود پر آئی تھی۔''

جب نبی کریم ﷺ یہاں تک پہنچے تو عتبہ میں مجال سماعت نہ رہی، اس نے قسم دے کر آپ کو آگے بڑھنے سے روک دیا اور رحم کی بھیک مانگ کر کہنے لگا کہ اس کو ایسے عذاب سے دور رکھیں۔ عتبہ یہاں سے نہ اپنے گھر گیا نہ ان لوگوں کے پاس پہنچا تو ابوجہل نے کہا:

''اے گروہ قریش! ہم کو کہیں پر عتبہ نظر نہیں آتا، شاید وہ محمد (ﷺ) کی طرف مائل ہو گیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ اسے کوئی حاجت درپیش ہے پھر وہ عتبہ کے پاس آئے۔ ابوجہل نے کہا: ''عتبہ! ہمارا خیال ہے کہ تو کسی طمع کا شکار ہو کر محمد (ﷺ) کی طرف مائل ہو گیا ہے اگر تجھے مالی اعانت کی ضرورت ہے تو ہم اس کو پورا کرنے کیلئے تیار ہیں، تاکہ پھر تو محمد (ﷺ) سے بے نیاز ہو جائے۔'' یہ سن کر عتبہ غضبناک ہو گیا اور قسم کھا کر بولا کہ ''میں محمد (ﷺ) سے کبھی بات نہ کروں گا۔ تمہیں معلوم ہے کہ میں تم میں سب سے زیادہ مالدار ہوں اس وجہ سے میں کسی سے اعانت کا طالب نہیں۔''

سنو! جب میں محمد (ﷺ) کے پاس حاضر ہوا تو انہوں نے ایسے کلام کے ساتھ جواب دیا کہ خدا کی قسم! نہ تو وہ سحر ہے اور نہ وہ شعر و کہانت ہے انہوں نے میرے جواب میں پڑھا: حٰمٓ ۝ تَنْزِیْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ تا صٰعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّ ثَمُوْدَ ۝ پھر میں نے ان سے التجا کی اور ان کو آگے بڑھنے سے روک دیا اور ان سے رحم کی بھیک مانگی تاکہ وہ اس عذاب میں مجھے مبتلا نہ کریں اور یہ تو تم

جانتے ہو کہ محمد (ﷺ) جو کچھ فرماتے ہیں وہ جھوٹ نہیں ہوتا لہٰذا ڈرتا ہوں کہ کہیں تم پر عذاب نہ نازل نہ ہو جائے۔ میرا کہا مانو تو ان کو ان کے حال پر چھوڑ دو اور تعرض نہ کرو۔ اگر وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے تو ان کو ملک اور مال کی عزت تمہارا ملک اور تمہاری عزت ہوگی۔

✿ (بیہقی اور ابونعیم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بھی ایسی ہی روایت نقل کرتے ہیں جس میں تفصیل کے بجائے اجمال اور اختصار ہے۔)

﴿ابن ابی شیبہ، بیہقی، ابونعیم﴾

ابوجہل اور دیگر مشرکین کا راتوں کو چھپ کر قرآن سننا:

زہری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ابوجہل، ابوسفیان اور اخنس بن شریق ایک شب میں نبی کریم ﷺ سے کلام اللہ سننے کی نیت سے روانہ ہوئے۔ نبی کریم ﷺ اس وقت معروف نماز تھے یہ تینوں اشخاص اندھیرے میں اپنے اپنے زاویوں پر بیٹھ کر نبی کریم ﷺ کی تلاوت سے کچھ اس طرح لطف اندوز اور متاثر ہوئے کہ خبر نہ ہوئی اور پوری رات گزر گئی۔ طلوع فجر پر جب جانے لگے تو تینوں نے ہم ایک دوسرے کو دیکھا اور سب پر انفعال طاری ہو گیا۔ تین راتیں اسی طرح عمل ہوتا رہا اس کے بعد اخنس، ابوسفیان کے گھر پر آیا اور کہا اس کلام کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے جس کو محمد (ﷺ) سے سنا ہے؟ ابوسفیان نے جواب دیا: "میں اس کلام کو اور اس کے تاثر کو محسوس کرتا ہوں۔"

اس کے بعد اخنس ابوجہل کے پاس پہنچا اور اس سے کہا اے ابوالحکم! اس کلام کے بارے میں جو ہم نے محمد (ﷺ) سے سنا ہے تمہاری کیا رائے ہے۔ ابوجہل نے کہا کہ میں نے کیا سنا ہے اسے سنو!

ہم اور بنی عبد مناف شرف میں ہمیشہ جھگڑا کرتے تھے اگر انہوں نے کھانا کھلایا تو ہم نے بھی کھانا کھلایا۔ انہوں نے لوگوں کو سواریاں دیں تو ہم نے بھی لوگوں کیلئے سواریاں فراہم کیں، انہوں نے لوگوں کو مال دیا تو ہم نے بھی دیا۔ یہاں تک کہ ہمارے اور ان کے درمیان یہ مسابقت جاری رہی اور اس دوڑ میں ہم اور وہ برابر رہے تو بنی عبد مناف نے از رو فخر و شرف کہا کہ ہم میں ایک نبی ہوگا جس پر آسمان سے وحی نازل ہوگی تو اگر ہم نے اس نبی کو پایا تو خدا کی قسم! ہم اس پر کبھی ایمان نہیں لائیں گے اور ہم اس کی تصدیق نہیں کریں گے، اخنس ابوجہل کی یہ باتیں سن کر اٹھ کھڑا ہوا۔

﴿ابن اسحاق، بیہقی﴾

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سب سے پہلا دن جب ہم نے نبی کریم ﷺ کی شان رسالت کو پہچانا وہ دن تھا کہ میں اور ابوجہل شہر مکہ کی ایک گلی میں جا رہے تھے، ہماری ملاقات نبی کریم ﷺ سے ہوئی۔ آپ نے ابوجہل سے فرمایا: "ابوالحکم! اللہ تعالیٰ و رسول اللہ کی طرف آؤ۔" ابوجہل نے جواب دیا: "محمد (ﷺ) کیا تم ہمارے معبودوں کو برا کہنے سے باز نہ آؤ گے؟ جو کچھ تم کہتے ہو اگر میں اسے حق جانتا تو ضرور اتباع کر لیتا۔"

اس کے بعد آپ ﷺ تشریف لے گئے اور ابوجہل نے مجھ سے کہا: "میں جانتا ہوں کہ وہ سچے

ہیں لیکن قصی کی اولاد سے ہیں۔ قصی کے لوگوں نے کہا ہم غلاف کعبہ چڑھاتے ہیں، ہم مشاورت کیلئے ندوہ کو منظم رکھتے ہیں، ہمارا الواء ہے ہم میں سقایہ ہے پھر انہوں نے کہا: ہم میں اس کا نبی ہے، میں نے کہا ہم چاروں باتوں کو تسلیم کرتے ہیں مگر خدا کی قسم پانچویں دعوے کو ہرگز نہ مانیں گے۔

﴿بیہقی﴾

زمزم کی برکت:

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرا بھائی انیس جو مکہ گیا تھا اس نے آکر بتایا کہ میں نے حرم میں ایک شخص سے ملاقات کی جو کہتا ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے۔ میں نے پوچھا لوگ اس کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ انیس نے جواب دیا: لوگ اسے شاعر، ساحر اور کاہن کہتے ہیں اور انیس شعر وادب میں پاکیزہ ذوق رکھتا تھا۔ دنیائے عرب اس کی اس حیثیت کو تسلیم کرتی تھی اور وہ بڑا سمجھدار اور فہم و ادراک والا شخص تھا لہٰذا میں نے خود اس کا تاثر لیا تو اس نے کہا میں نے کاہنوں کو بہت قریب سے دیکھا ہے، وہ کاہن نہیں ہے۔ ادب وشعر کی اصناف میں سے کسی صنف سے ان پر جو کلام نازل ہوا ہے تعلق نہیں رکھتا۔ اس وجہ سے میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ وہ سچے ہیں اور بدگو لوگ متعصب اور جھوٹے ہیں۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اس کے بعد میں خود مکہ آیا اور پورے تیس دن مقیم رہا مجھے خورد و نوش کے سلسلے میں آب زمزم کے سوا کچھ دستیاب نہ تھا مگر مجھے گرسنگی تھی نہ نقاہت بلکہ میں اور بھی فربہ اور چست ہو گیا۔

﴿مسلم﴾

زہری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اسعد بن زرارہ نے بیعت عقبہ کے دن حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ہم نے قریب و بعید اور ذی رحم رشتہ کو چھوڑ دیا اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اللہ کے بھیجے ہوئے ہیں وہ دروغ گو نہیں اور یہ کہ جو کلام آپ لائے ہیں، اس کے مشابہ کسی بشر کا کلام نہیں ہو سکتا۔

﴿ابونعیم﴾

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ بنی سلمہ کے ایک شخص نے بیان کیا کہ جب میرے قبیلے کے لوگ اسلام لائے تو عمرو بن الجموح نے اپنے بیٹے سے کہا: تو نے جو کلام محمد (ﷺ) سے سنا ہے اس میں سے کچھ مجھے بھی سنا تو بیٹے نے عمرو کو "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ سے صِرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ" تک پڑھ کر سنایا۔ اس پر عمرو نے کہا یہ کلام کس قدر حسین وجمیل ہے۔ کیا حضور نبی کریم ﷺ کا سارا کلام ایسا ہی ہے؟ بیٹے نے کہا: ابا جان! سب ایسا ہی ہے۔

﴿ابونعیم﴾

قرآن سن کر ایک ہزار مسلمان ہو گئے:

شعبی وزہری رحمہم اللہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں قیس سلمی رضی اللہ عنہ آیا۔ اس

نے نبی کریم ﷺ سے کلام اللہ کی تلاوت سن کر کچھ سوالات کیے اور نبی کریم ﷺ نے جوابات دیے۔ اس کے بعد وہ اسلام لے آیا اور بنو سلیم میں واپس جا کر کہا

"میں نے روم و ایران کا ادب لطیف، عرب شعراء کی تخیلات، کاہنوں کی کہانت اور حمیر کے مقالات اور کلام سنا ہے لیکن ان سب کو کلام محمد ﷺ کے کلام کی حکمت و حسن سے قطعاً مناسبت نہیں۔ لہٰذا میرا مشورہ قبول کرو تو رسول اللہ ﷺ کی اطاعت میں خود کو دے دو اور ان پر نازل شدہ کلام سے استفادہ کرو۔"

پھر بنی سلیم کے لوگ فتح مکہ کے سال حاضر ہو کر داخل اسلام ہوئے۔ وہ سات سو اور ایک قول کے مطابق ایک ہزار تھے۔

﴿ابن سعد﴾

وجوہ اعجاز قرآن:

تمام دنیا کے دانشوروں اور مفکرین نے ہر ہر رخ سے غور کیا اور بلاغت کی کسوٹی پر پرکھا تو ہر ایک کو جو عصبیت کے مرض کا مارا نہیں تھا یہی کہنا پڑا کہ قرآن حکیم انسانی کلام نہیں ہے بلکہ ایسا کلام ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا اور نبی کریم ﷺ کا یہ سب سے عظیم معجزہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فصحائے عرب کو للکارا اور فرمایا: "فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ" لیکن وہ اس کلام الٰہی کے مقابل میں ایک سورۃ بھی پیش نہ کر سکے۔ پھر یہ قرآن شریف کو ڈھکا چھپا نہیں رکھا گیا، اس کی صداقت اور اس کے اعجاز کو عام کرنے کیلئے اس کے سنانے کا اہتمام کیا گیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلَامَ اللّٰهِ

﴿سورۃ التوبہ﴾

ترجمہ: "اور اے محبوب! اگر کوئی مشرک تم سے پناہ مانگے تو اسے پناہ دو کہ وہ اللہ کا کلام سنے۔"

اور اگر کلام ربانی سننے کے باوجود ان کے قلوب غیر متاثر رہیں تو یہ اس بات کی دلیل نہیں کہ کلام بے اثر ہے بلکہ ان کے دل مریض ہیں۔ کلام تو یقیناً معجزہ ہے۔

وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ ۭ وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ ۝

﴿سورۃ العنکبوت﴾

ترجمہ: "اور بولے کیوں نہ اتریں کچھ نشانیاں ان پر ان کے رب کی طرف سے، تم فرماؤ نشانیاں تو اللہ ہی کے پاس ہیں اور میں تو یہی صاف ڈر سنانے والا ہوں اور کیا یہ انہیں بس نہیں کہ ہم نے تم پر کتاب اتاری جو ان پر پڑھی جاتی ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ قرآن کریم منجملہ اس کی نشانیوں کے ایک نشانی ہے۔ اہل عرب فصیح و بلیغ انشاء پرداز، خطیب اور شاعر تھے اور ان کو اس صنعت پر بڑا غرور، گھمنڈ اور پندار بھی تھا۔ لہٰذا ان کو

تحدی کی گئی اور سب کو سالوں کی ان کو مہلت دی گئی مگر وہ ایک چھوٹی سورۃ بنانے پر بھی قادر نہ ہو سکے، پھر چونکہ وہ حق کے نور کو بجھانے اور چھپانے پر تلے بیٹھے تھے تو اگر اس سے معارضہ کرنا ان کی قدرت میں ہوتا تو یقیناً قطع حجت کیلئے کام میں لاتے مگر سارے زبان آور عاجز رہے۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو اس حال میں مبعوث فرمایا کہ عربوں میں اور اس زمانے میں بڑے بلند پایہ خطیب اور شعراء موجود تھے اور زبان کی لطافت کو پورے طور پر سمجھتے تھے، ان کے ذہنوں میں الفاظ کا بڑا ذخیرہ تھا۔ نبی کریم ﷺ نے تمام اہل عرب کو معارضہ قرآن کی دعوت دی، مگر وہ سب عاجز رہے۔ جن وجوہ کے ساتھ قرآن کے اعجاز کا وقوع ہوا، ان میں لوگوں کا اختلاف ہے اور ان میں کئی قول ہیں جن کو میں نے کتاب تفسیر اتقان میں تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے، ان میں سے چند وجوہ کا خلاصہ یہ ہے۔

- پہلی وجہ اعجاز یہ ہے کہ قرآن کریم اپنے نظم و اسلوب کی صورت میں عجیب و غریب ہے جو اسالیب عرب کے مطابق نہیں۔ قرآن کریم کی وہ ترتیب و نظم جس کا وہ حامل ہے اور اس پر آیات کے مقاطع و کلمات کے فواصل اور عبارت میں اوقاف کا جو نظام ہے وہ اپنی نظیر آپ ہے۔
- دوسری وجہ اعجاز یہ ہے کہ قرآن کریم ایسی غیبی خبروں پر مشتمل ہے جو اس وقت واقع نہیں ہوئی تھیں اور جب وہ واقع ہوئیں تو ویسی ہی واقع ہوئیں جیسی کہ خبر دی گئی تھی۔
- تیسری وجہ اعجاز یہ ہے کہ قرآن امم ماضیہ اور شرائع سابقہ کی خبریں اس تفصیل سے دیں جن کو اہل کتاب میں کوئی شخص اس وقت تک نہیں جان سکتا تھا جب تک کہ وہ اپنی عمر کا بیشتر حصہ اس کی تحصیل میں صرف نہ کر دے، نبی کریم ﷺ ان وجوہ کے ساتھ جن پر منصوص تھیں قرآن کریم میں لے کر آئے حالانکہ آپ امی تھے پڑھنا لکھنا کسی سے نہیں سیکھا تھا۔
- چوتھی وجہ اعجاز یہ ہے کہ قرآن کریم ضمیر کی کیفیات اور قلب کے احساسات کو بیان کرتا ہے۔
مثال کے طور پر قرآن حکیم نے بیان کیا
إِذْ هَمَّتْ طَائِفَتَانِ مِنكُمْ أَن تَفْشَلَا ﴿سورۃ آل عمران﴾
ترجمہ: "جب تم میں سے دو گروہوں کا ارادہ ہو کہ نامردی کر جائیں۔"
- اور فرمایا: وَيَقُولُونَ فِي أَنفُسِهِمْ لَوْلَا يُعَذِّبُنَا اللَّهُ بِمَا نَقُولُ ﴿سورۃ المجادلہ﴾
ترجمہ: "اپنے دلوں میں کہتے اور اللہ ہمیں عذاب کیوں نہیں کرتا ہمارے اس کہنے پر۔"
- پانچویں وجہ اعجاز یہ ہے کہ قرآن کریم کو معجزہ اور اعجاز ثابت کرنے کے سلسلے میں بعض قضایا اور اخبار وارد ہوئے مثلاً قرآن نے بتایا کہ فلاں لوگ ایمان نہیں لائیں گے اور پھر واقعات کی دنیا میں وہ ایمان نہ لا سکے جیسا کہ یہود کے بارے میں بتایا گیا "وَلَن يَتَمَنَّوْهُ أَبَدًا" یعنی یہود کبھی بھی اس کی آرزو نہ کریں گے۔
- چھٹی وجہ اعجاز یہ ہے کہ عرب فصحاء، شعراء اور ماہرین زبان ایڑی چوٹی کا زور اور انتھک کوششوں کے باوجود معارضت میں ناکام رہے۔

- ساتویں وجہ اعجاز یہ ہے کہ سماعت قرآن کے موقع پر مخالفوں اور منکروں پر خوف و دہشت پیدا ہو جاتی اور تلاوت کی سماعت کے وقت عجیب ہیبت و رعب طاری ہو جاتا جیسا کہ حضرت جبیر بن مطعم ﷺ کے دل پر رعب و دہشت طاری ہوا۔

نبی کریم ﷺ مغرب کی نماز جہری میں سورۂ طور کی تلاوت کر رہے تھے جب اس آیت پر پہنچے

اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ اَمْ هُمُ الْخٰلِقُوْنَ ۝ اَمْ خَلَقُوا السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ بَلْ لَّا يُوْقِنُوْنَ ۝ اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآئِنُ رَبِّكَ اَمْ هُمُ الْمُصَيْطِرُوْنَ ۝

﴿سورۃ الطور﴾

ترجمہ: "کیا وہ کسی اصل سے نہ بنائے گئے یا وہی بنانے والے ہیں یا آسمان اور زمین انہوں نے پیدا کیے بلکہ انہیں یقین نہیں یا ان کے پاس تمہارے رب کے خزانے ہیں یا وہ کڑوڑے (حاکم اعلیٰ) ہیں۔"

حضرت جبیر ﷺ فرماتے ہیں اس کلام الٰہی کو سن کر ایسا محسوس ہوتا تھا کہ شاید میرا دل پارہ پارہ ہو جائے گا اور یہ پہلا موقعہ تھا کہ اسلام کی صداقت میرے دل میں جاگزیں ہوئی۔

- آٹھویں وجہ اعجاز یہ کہ نہ تو اس کے پڑھنے والے کا دل بھرتا ہے اور نہ سننے والے کا بلکہ بار بار اس کی تلاوت کیلئے وہ بے قرار ہوتا ہے اور ہر بار اسکی لذت بڑھتی جاتی ہے۔ اسی وجہ سے حضور نبی کریم ﷺ نے قرآن پاک کی ایک صفت یہ بھی بیان کی کہ بار بار پڑھنے سے قرآن پاک پرانا نہیں ہوتا۔

- نویں وجہ اعجاز یہ ہے کہ قرآن کریم رہتی دنیا تک باقی رہنے والی خدا کی کتاب ہے۔ اس میں بھی کوئی تحریف نہیں کر سکے گا اور اس کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے خود لی ہے۔

- دسویں وجہ اعجاز یہ ہے کہ قرآن کریم میں تمام علوم و معارف کو جمع فرمایا ہے جو کسی کتاب میں یکجا نہیں ہوئے اور نہ آئندہ ہوں گے اور نہ کسی فرد کا علم اس کے چند کلمات اور گنتی کے حروف کا احاطہ کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی اس آخری کتاب میں زندگی کے ہر شعبہ کیلئے اصول عطا فرمائے ہیں۔

- گیارہویں وجہ اعجاز یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کی مزاجی خصوصیت کو ثواب و عذاب، انعام و عتاب اور رحمت و عقاب کے بین بین رکھا ہے، اس لیے یہ مایوس ہونے دیتا ہے نہ امید کا دامن چھوڑتا ہے اگر ایک وقت خوف کے سائے پڑنے لگتے ہیں تو معاً دوسرے وقت رجاء اور امید سے دل کو سہارا ملنے لگتا ہے۔

- بارہویں وجہ اعجاز یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو دوسری سابقہ کتابوں کیلئے ناسخ قرار دیا اور کتب سابقہ کے اساطیری بیانات کی صحت و عدم کا معیار قرار دیا جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَقُصُّ عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَكْثَرَ الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۝

﴿سورۃ النمل﴾

ترجمہ: ''بے شک یہ قرآن ذکر فرماتا ہے بنی اسرائیل سے اکثر وہ باتیں جس میں وہ اختلاف کرتے ہیں۔''

حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ پہلی چار وجوہ اعجاز قرآن میں ایسی ہیں جن پر اعتماد کیا گیا ہے اور باقی وجوہ قرآن کی خصوصیات میں پیش پیش ہیں، بقیہ خصائص قرآن سے یہ ہے کہ اس کا نزول سات حروف (لغت) پر ہوا ہے اور یہ کہ اس کا نزول ٹکڑے ٹکڑے اور تھوڑا تھوڑا ہوا ہے اور یہ کہ قرآن حفظ کیلئے بہت آسان کیا گیا ہے۔ (بہت آسانی سے حفظ ہو جاتا ہے۔)

دیگر تمام کتابیں ان تین خصوصیتوں سے عاری ہیں، میں نے پہلی دو خصوصیتوں کو تفصیل کے ساتھ الاتقان میں بیان کیا ہے، ان میں سے کچھ حصہ ان خصائص کے بیان میں پیش کرتا ہوں جن کی وجہ سے نبی کریم ﷺ تمام انبیاء علیہم السلام سے ممتاز ہیں۔

قرآن پاک کے اعجاز کی وجوہات ذکر کی گئیں ان میں تیسری، چوتھی، پانچویں، چھٹی وجوہات مخصوص آیات سے تعلق رکھتی ہیں جبکہ باقی وجوہات عام میں اور ان کا تعلق ہر آیت سے ہے اور تقریباً ان ستتر ہزار کو آٹھ وجوہ میں ضرب دی جائے یا ان آٹھ وجوہ میں اول کی دو وجوہ پر ضرب دو یا ساتویں آٹھویں اور نویں وجوہ اور معرفت سے اگر ضرب دیا جائے تو معجزات کی یہ تعداد لاکھوں پر پہنچے گی اگر کوئی شخص یہ چاہتا ہے کہ پہلی دو وجوہ کے اعتبار سے قرآن پاک کے معجزات سے واقف ہو تو وہ ہماری کتاب الاتقان ملاحظہ کرے پھر ہماری کتاب اسرار التنزیل کا بغور مطالعہ کرے، ان دونوں کتابوں میں قاری اس سلسلہ میں سنتا جائے گا کہ اس کی تشنگی دور ہو جائے گی۔

حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ قرآن پاک کے اس انداز کو جان لینے کے بعد کہا جا سکتا ہے کہ بے شک ہزار یا دو ہزار پر ان کا حصر نہیں بلکہ وہ اتنے زیادہ ہیں کہ ان کو احاطہ نہیں کیا جا سکتا۔ اس لیے نبی کریم ﷺ نے قرآن پاک کی ایک سورہ کے ساتھ تحدی فرمائی تو وہ ایک سورہ کے لانے میں عاجز رہ گئے۔ قرآن مجید کی سب سے چھوٹی سورۃ الکوثر ہے۔

مصنف کتاب، علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کے دس کلمات میں ہر کلمہ اپنی جگہ ایک مستقل معجزہ ہے اور پوری کتاب اللہ نو سو چونتیس (۹۳۴) میں ستتر (۷۷) کلمات ہیں تو صرف انشاء وعبارت کے لحاظ سے کلمات مذکور کے مطابق اتنے ہی تعداد میں معجز

مجھے یہ سعادت بھی حاصل ہے کہ میں نے قرآن پاک کی ایک آیت مبارکہ سے ایک سو بیس انواع بلاغت نکالی ہیں۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ محدثین نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر قرآن پاک چمڑے میں ہو تو اسے آگ نہیں کھائے گی۔

ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ بعض علماء کا قول ہے کہ قرآن کریم کا یہ معجزہ صرف زمانہ رسالت میں تھا۔

نزول وحی کی کیفیت

ابوجعفر باقرؒ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ حضرت جبرئیل علیہ السلام کی مناجات جو نبی کریم ﷺ کے لئے ہوتی سنا کرتے تھے اور وہ انکو نظر آتے تھے۔

﴿ابن ابی داؤد کتاب المصاحف﴾

حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ پر جب وحی نازل ہوتی تو ہم شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی مانند آواز سنا کرتے تھے۔

ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ کے چہرے کے قریب سے یہ آواز سنی جاتی۔

﴿ابونعیم، احمد، ترمذی، حاکم، بیہقی﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ سے حارث بن ہشامؓ نے پوچھا کہ آپ ﷺ پر وحی کس طرح نازل ہوتی ہے؟

فرمایا: میرے پاس کبھی گھنٹی کی سی آواز آتی ہے اور یہ کیفیت مجھ پر بہت سخت گزرتی ہے۔ پھر وہ زائل ہو جاتی ہے اور فرشتہ جو کہتا ہے میں یاد کر لیتا ہوں۔ کبھی فرشتہ انسانی صورت میں آ کر مجھ سے کلام کرتا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے سخت سردی کے دن نبی کریم ﷺ پر وحی نازل ہوتے دیکھی تو آپ ﷺ کی پیشانی سے پسینہ بہہ رہا تھا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابوسلمہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ فرماتے تھے کہ میرے پاس وحی دو طرح پر آتی ہے۔ ایک فرشتے کے ذریعہ دوسرے آواز کے ذریعہ جو گھنٹی کی آواز کی طرح ہوتی ہے مگر یہ صورت مجھ پر گراں گزرتی ہے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نزول وحی کے وقت بوجھ محسوس کرتے تھے۔ اسی لیے ارشاد خداوندی ہے:

"إِنَّا سَنُلْقِي عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيلًا" (سورۂ مزمل)

ترجمہ: "بے شک عنقریب ہم تم پر ایک بھاری بات ڈالیں گے۔"

حضرت زید بن ثابتؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ پر جب وحی نازل ہوتی تو آپ ﷺ اس کا بوجھ محسوس کرتے اور پیشانی پر پسینہ نمودار ہو جاتا خواہ سردی کا موسم ہو۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت زید بن ثابتؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ جب نبی کریم ﷺ کی وحی لکھا کرتا تھا جب آپ ﷺ پر وحی نازل ہوتی تو آپ کو شدید حرارت لاحق ہو جاتا اور آپ پر موتی کی مانند پسینہ

آجاتا۔ پھر جب یہ کیفیت رفع ہو جاتی تو نبی کریم ﷺ وحی لکھواتے اور میں اس کو تحریر کرتا۔ جب میں وحی کی کتابت سے فارغ ہو جاتا تو قرآن کریم کے بوجھ سے مجھے اپنے پاؤں ٹوٹتے معلوم ہوتے حتیٰ کہ میں خیال کرتا کہ اب میں کبھی چلنے کے قابل نہ ہوں گا۔

﴿طبرانی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ پر جب وحی نازل ہوتی تو آپ کے رنگ سے لوگ پہچان لیتے۔

﴿احمد﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ پر جب وحی نازل ہوتی تو آپ کے چہرۂ انور اور جسم مقدس کا رنگ متغیر ہو جاتا تھا اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام گفتگو سے رک جاتے اور آپ ﷺ خود بھی کسی سے گفتگو نہ فرماتے۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نزول وحی کے وقت اگر رسول اللہ ﷺ اونٹنی پر سوار ہوتے تو بارِ وحی سے اونٹنی گردن ڈال دیتی تھی۔

﴿ابن سعد، بیہقی﴾

حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کی اونٹنی کی مہار پکڑی ہوئی تھی۔ آپ ﷺ اس پر سوار تھے کہ سورۂ مائدہ نازل ہوئی تو قریب تھا کہ اونٹنی کے بازو بارِ وحی سے ٹوٹ جائیں۔

﴿احمد، طبرانی، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ پر جب نزول وحی ہوتا تو ہم میں سے کسی میں مجال نہ ہوتی کہ حضور نبی کریم ﷺ پر نظر ڈال سکیں۔

﴿مسلم﴾

نبی کریم ﷺ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو اصل صورت میں دیکھا:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو دو مرتبہ ان کی اصل صورت میں دیکھا۔ پہلی مرتبہ خود نبی کریم ﷺ کے کہنے پر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے خود کو دکھایا اور وہ عظیم جسامت سے افق کو گھیرے ہوئے تھے اور دوسری مرتبہ شب معراج میں آپ ﷺ نے ان کو سدرۃ المنتہیٰ کے پاس دیکھا۔

﴿احمد، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو اپنی اصل صورت میں دو مرتبہ دیکھا۔ آپ نے ان کو دیکھا کہ وہ آسمان سے زمین کی طرف اتر رہے ہیں، اور ان کی خلقت عظیم نے زمین و آسمان کو گھیر لیا ہے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے جو روایت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کی ہے۔ اس میں اس کے علاوہ یہ بھی ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام سندسی (ریشمی) لباس میں ملبوس تھے، جس پر موتی اور یاقوت جڑے تھے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا ان کے چھ سو بازو موتیوں کے تھے اور انہوں نے مور کی مانند اپنے بازوؤں کو پھیلایا ہوا تھا۔
﴿ابو الشیخ﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو سبز حلے میں دیکھا، اس وقت انہوں نے زمین و آسمان کو گھیر لیا تھا۔
﴿ابو الشیخ﴾

حضرت ابو الشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے جو روایت کی ہے اس میں ہے کہ ان کے دونوں پاؤں سدرہ پر معلق تھے۔

حضرت شریح بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جب آسمان پر صعود فرمایا تو آپ ﷺ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو ان کی تخلیقی صورت میں دیکھا۔
﴿ابو الشیخ﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی صورت میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا کرتے تھے اور طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے جو روایت کی اس میں مزید یہ بھی ہے کہ حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ بہت حسین و جمیل شخص تھے۔
﴿ابن سعد، نسائی﴾

نبوت کے مکی دور سے متعلق معجزات

درخت کا چلنا:

حضرت اعمش رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اہل مکہ نے بعثت کے بعد نبی کریم ﷺ پر بہت ظلم کیے۔

ایک بار آپ ﷺ ان کے گستاخانہ رویے اور [illegible] سے خون میں تر مکہ سے باہر تشریف فرما تھے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور پرسش احوال کے بعد بولے یا رسول اللہ ﷺ! اگر آپ چاہتے ہیں کہ اسی وقت آپ کے ایک معجزے کا ظہور ہو تو آپ فلاں درخت کو حکم دیجئے کہ وہ آپ کے پاس آئے۔ آپ نے ایک درخت کی طرف اشارہ کر کے اس کو اپنے پاس بلایا اور درخت حکم ملتے ہی آپ کے قریب آگیا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ اب حکم دیجئے کہ وہ اپنی جگہ لوٹ جائے، آپ نے اس درخت کو حکم دیا وہ فوراً اپنی جگہ واپس چلا گیا۔

﴿ابن ابی شیبہ، ابو یعلیٰ، دارمی، بیہقی، ابو نعیم﴾

درخت کی ٹہنی کا ٹوٹ کر آنا:

حضرت حسن ﷺ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ مشرکین مکہ کے معاندانہ رویہ اور تکذیب سے رنجیدہ ہو کر ایک روز پہاڑ کی گھاٹی کی جانب چلے گئے اور اللہ تعالیٰ سے سکون قلب کیلئے دعا کرنے لگے۔ اللہ رب العزت نے وحی کی کہ سامنے والے درخت کی کسی بھی ٹہنی کو آپ اپنی طرف بلائیں تو حضور نبی کریم ﷺ نے ایک ٹہنی کو طلب کیا اور وہ درخت سے منقطع ہو کر سامنے آ گئی۔ اس کے بعد فرمایا: ویسے ہی اپنے مقام پر درست ہو جا، تو اس نے تعمیل کی اور لوٹ کر اپنے مقام پر پیوست ہو گئی۔ اس کے بعد آپ کی طبیعت میں انبساط پیدا ہو گیا اور آپ نے فرمایا: اب مجھے ان کے جھٹلانے کی پرواہ نہیں۔

﴿بیہقی﴾

کم عمر بکری سے دودھ کا نکلنا:

حضرت ابن مسعود ﷺ سے روایت ہے کہ میرا ابھی بچپن ہی تھا اور ابن ابی معیط کی گھاٹی میں بکریاں چرا رہا تھا تو حضور نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق ﷺ دونوں مشرکوں کی اذیت سے بچ کر میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا: تمہارے پاس پلانے کیلئے کچھ دودھ ہے؟ میں نے کہا میں امانت دار ہوں۔ فرمایا: تمہارے پاس کوئی ایسی بکری ہے جس کی عمر کم اور زمانہ دودھ دینے کا نہ ہو؟ میں نے اقرار میں جواب دیا اور پھر ایک ماہ کا بچہ جو قدرے بڑا تھا لا کر دیا تو حضرت ابوبکر صدیق ﷺ نے اس کے پیر باندھے پھر حضور نبی کریم ﷺ نے اس کے تھنوں پر ہاتھ پھیرا اور دعا کی تو اس کے تھن دودھ سے بھر گئے پھر حضرت ابوبکر صدیق ﷺ کاسہ لے کر آئے اور حضور نبی کریم ﷺ نے اس بچے سے دودھ نکالا اور دونوں حضرات نبی کریم ﷺ اور صدیق اکبر ﷺ نے خود بھی دودھ پیا مجھے بھی پلایا۔ اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے دودھ اتر جا، تو وہ اتر گیا۔

حضرت خالد بن سعید بن العاص ﷺ کا خواب:

محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان ﷺ سے روایت ہے کہ حضرت خالد بن سعید ﷺ متقدمین اسلام سے تھے۔ ان میں قبول اسلام کا جذبہ پیدا ہونے کا واقعہ یہ ہے کہ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ وہ جہنم کے کنارے کھڑے ہیں پھر انہوں نے جہنم کی وسعت بیان کی جس کو خدا ہی خوب جانتا ہے۔ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ ان کے والد انہیں جہنم میں دھکیل رہے ہیں اور نبی کریم ﷺ دخول جہنم سے روک رہے ہیں۔ وہ خوف زدہ ہو کر بیدار ہوئے اور کہا کہ یہ خواب برحق ہے۔ پھر وہ حضرت ابوبکر صدیق ﷺ کے پاس آئے اور ان سے بیان کیا کہ میں نے اس طرح کا خواب دیکھا ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق ﷺ نے جواب دیا: اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ تمہاری بھلائی کے خواستگار ہیں، تم ان سے رجوع کرو۔ ''پس وہ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا: ''آپ کس امر کی دعوت دیتے ہیں۔ ''نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

میں اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتا ہوں کہ وہ ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں تم جن پتھروں کی پرستش میں مبتلا ہو اس سے باز آجاؤ کیونکہ وہ پتھر نہ سن سکتے ہیں نہ دیکھ سکتے ہیں نہ وہ نقصان پہنچا سکتے ہیں نہ نفع دے سکتے ہیں، وہ اتنا بھی نہیں جانتے کہ کون ان کی پوجا کرتا ہے اور کون نہیں۔

یہ سن کر حضرت خالد ؓ ایمان لے آئے، جب حضرت خالد ؓ کے والد کو معلوم ہوا کہ ان کے بیٹے نے آبائی دین کو چھوڑ دیا ہے تو اس نے حضرت خالد ؓ پر طرح طرح کی سختیاں کیں اور ان کو ڈرایا دھمکایا اور کہا آج سے میں تم کو کھانے پینے کو کچھ نہیں دوں گا۔ حضرت خالد ؓ نے کہا کہ مجھے تمہارے رزق کی کچھ پرواہ نہیں، اللہ تعالیٰ مجھے ایسا رزق دے گا کہ میں اس سے زندگی گزاروں گا اور تم سے سوال نہ کروں گا۔

﴿ابن سعد، بیہقی﴾

صالح بن کیسان ؓ سے روایت ہے کہ حضرت خالد بن سعید ؓ نے بیان کیا کہ میں نے ظہور نبوت واسلام سے پہلے خواب میں دیکھا کہ مکہ اور اس کے اطراف کو گہری تاریکی نے ڈھانپ لیا ہے۔ صرف اطراف ہی نہیں بلکہ اس کی تاریکی میں زمین وآسمان تک پوشیدہ ہو گئے ہیں، اچانک زمزم سے نور افشاں قندیل بلند ہونی شروع ہوئی، جتنا وہ نور قندیل بلند ہوتا جاتا تھی اس کی چمک بڑھتی جاتی تھی یہاں تک کہ مجھے سب سے پہلے اس کی روشنی میں بیت اللہ نظر آیا پھر اس علاقے کی ساری اشیاء پہاڑ، عمارات وغیرہ، پھر وہ منظر اور وسیع ہوا اور مجھے مدینہ کے نخلستان ایسے روشن نظر آئے کہ میں ان پر نیم پختہ کھجوریں دیکھ رہا تھا، پھر کسی کہنے والے نے اس روشنی کے درمیان سے کہا:

سبحانہ سبحانہ تمت الکلمۃ وھلک ابن مارد بھضبۃ الحصاء بین اذرح والاکمہ

ترجمہ: "پاک ہے وہ ذات، پاک ہے وہ ذات، کلمہ پورا ہوا اور ابن مارد، اذرح و اکمہ کے درمیان ہضبۃ الحصاء میں ہلاک ہوا۔"

یہ امت سعید ہوگی امیوں کا نبی آیا اور کتاب اپنی میعاد کو پہنچ گئی اور اس بستی والوں نے اس نبی کی تکذیب کی۔ اس بستی کو دو مرتبہ عذاب دیا جائے گا اور تیسری مرتبہ میں یہ توبہ کرلیں گے۔ تین عذاب باقی رہ گئے، دو مشرق میں اور ایک مغرب میں۔

حضرت خالد ؓ نے اپنے بھائی عمرو بن سعید سے اپنا یہ خواب بیان کیا تو انہوں نے کہا کہ تم نے یہ عجیب وغریب خواب دیکھا ہے۔ میرا خیال ہے کہ روشن قندیل حضرت عبدالمطلب کے گھرانے سے نمایاں ہوگی کیونکہ چاہ زمزم انہی کی تحویل میں ہے اور تم نے اس نور کو چاہ زمزم سے نکلتے دیکھا ہے۔ (اس روایت کو دار قطنی ؒ نے "الافراد" میں بیان کیا ہے اور ابن عساکر ؒ نے بطریق واقدی ؒ چند الفاظ کے تغیر کے ساتھ بیان کیا ہے)

﴿ابن سعد﴾

حضرت سعد بن ابی وقاص ﷜ کا خواب:

حضرت سعد بن ابی وقاص ﷜ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا: میں نے قبول اسلام سے تین روز قبل خواب دیکھا کہ میں ایک تاریک اور اندھیرے ماحول میں ہوں کہ اچانک مجھے چاند کی روشنی نظر آئی۔ میں اس روشنی کے پیچھے چلا میں نے دیکھا کہ کچھ لوگ اس تک پہنچنے میں مجھ سے سبقت حاصل کر چکے ہیں.

پھر میں ان لوگوں سے نزدیک ہوا تو میں نے پہچانا ان میں حضرت زید بن حارثہ حضرت علی بن ابی طالب اور حضرت ابوبکر صدیق ﷜ نظر آئے۔ میں نے ان حضرات سے دریافت کیا تم اس جگہ کب آئے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ چاند کے روشن ہوتے ہی ہم اس تک پہنچ گئے۔ پھر کچھ ہی دن ہوئے تھے اطلاع پا کر ایک روز اجیاد کی وادی میں نبی کریم ﷺ سے ملا اور پوچھا کہ آپ کی دعوت کیا ہے؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ کی توحید اور اپنی رسالت کی دعوت۔ میں نے اس کو قبول کیا اور کلمہ شہادت پڑھ کر داخل اسلام ہو گیا۔

﴿ابن ابی الدنیا، ابن عساکر﴾

ایک صاع مقدار طعام سے چالیس افراد کا شکم سیر ہو کر کھانا:

حضرت علی المرتضیٰ ﷜ سے روایت ہے کہ جب آیت کریمہ "وَ اَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ" ﴿سورۃ الشعراء﴾ (ترجمہ: "اور محبوب اپنے قریب تر رشتہ داروں کو ڈراؤ") نازل ہوئی تو اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: "ایک بکری کے پائے اور ایک صاع غلہ کا طعام تیار کرو اور ایک قدح دودھ بھی رکھو، پھر اقربا یعنی اولاد حضرت عبدالمطلب کو بلاؤ۔" تو میں نے تعمیل کی اور وہ سب آ گئے، جن کی تعداد انتیس یا چالیس یا اکتالیس تھی۔ ان لوگوں میں نبی کریم ﷺ کے چچا یعنی حضرت عباس ﷜ اور ابولہب بھی موجود تھے، میں نے ان کے سامنے گوشت کا بڑا پیالہ رکھا۔

نبی کریم ﷺ نے اس میں سے ایک بوٹی لی اور دانتوں سے توڑ کر پیالے میں بکھیر دی اور فرمایا: "بسم اللہ" کر کے شروع کیجئے تو سب مہمانوں نے سیر ہو کر کھانا کھایا مگر کھانا تقریباً ویسا ہی موجود اور باقی تھا۔ اس کے بعد فرمایا: علی! سب کو دودھ پلاؤ، تو میں نے پیالہ لیا جس میں سے سب نے سیر ہو کر پیا حالانکہ وہ دودھ مقدار میں صرف ایک شخص کیلئے کافی تھا۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے دعوت اسلام پیش کی۔
﴿ابن اسحاق، بیہقی﴾

پانی کا زمین سے نکلنا:

حضرت عمرو بن سعید ﷜ سے روایت ہے کہ ابوطالب نے کہا: میں ذی المجاز میں محمد (ﷺ) کے ساتھ تھا کہ مجھے پیاس لگی۔ میں نے کہا مجھے پیاس لگی ہے تو حضور نبی کریم ﷺ نے اونٹنی کو بٹھایا، اس پر سے اترے اور پیچھے کی طرف چند قدم چل کر گئے، وہاں پانی تھا۔ مجھ سے کہا: چچا! پانی پیجئے، اور میں نے خوب سیر ہو کر پانی پیا۔

﴿ابن سعد﴾

نبی کریم ﷺ کی دعا سے ابوطالب شفایاب:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوطالب کی بیماری میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی عیادت فرمائی اور ابوطالب کی خواہش پر دعا بھی کی: ''اے اللہ! میرے چچا کو صحت اور شفاء عطا فرما۔'' تو ابوطالب اٹھ کھڑے ہوئے اور بیماری کا کوئی اثر باقی نہ رہا۔ ابوطالب نے کہا: اے بھتیجے! تمہارا خدا تم پر بہت مہربان ہے۔ آپ نے جواب دیا: اے چچا! اگر تم بھی اس خدا کی بندگی اختیار کرلو تو یقیناً تم بھی مہربانی فرمائے گا۔

✿ (اس حدیث کی روایت میں ہیثم منفرد ہیں اور وہ ضعیف مانے جاتے ہیں۔)

﴿ابن عدی، بیہقی، ابونعیم﴾

ابوطالب کا نبی کریم ﷺ کے وسیلے سے دعائے استسقاء کرنا:

جلہمہ بن عرفطہ سے روایت ہے کہ میں مسجد حرام پہنچا تو وہاں قریش کو شور مچاتے سنا وہ بارش کی دعا مانگ رہے تھے۔ ان میں سے کسی نے کہا: لات وعزیٰ سے مدد مانگو اور کسی نے کہا: منات سے یہ سن کر ایک پیر سال، خوبرو اور تجربہ کار شخص نے کہا: ابوطالب نہیں ہے۔ اس کے پاس چلو چنانچہ وہ سب اور میں بھی ان کے ہمراہ ابوطالب کے گھر پہنچے آواز دی۔ تو ابوطالب زرد چادر گردن میں لپیٹے باہر نکلے لوگوں نے کہا: ''اے ابوطالب! وادیاں خشک ہوگئیں، چوپائے دبلے ہوگئے، چلو بارش کی دعا مانگیں۔''

ابوطالب نے کہا: زوال آفتاب اور ہوا کے ٹھہرنے تک رکو، پھر ابوطالب ایک بچہ کو ہمراہ لے کر نکلے انگلی پکڑی اور بچہ کی پشت کو خانہ کعبہ سے ملا کر کھڑا کیا اور طلب بارش کی دعا کرنے لگے۔ تھوڑی ہی دیر میں صاف مطلع ابر آلود ہوگیا اور موسلا دھار بارش سے وادیاں، تالاب اور آبی ذخیرے بھر گئے۔'' باغات اور کھیت سرسبز ہوگئے۔ اس موقع پر ابوطالب نے کہا:

وابيض يستسقى الغمام بوجهه ثمال اليتامى عصمة للا رامل
تطيف به الهلاک من آل هاشم فهم عنده فی نعمة و فضائل
و ميزان عدل الا يحس شعيرة ووزان صدق وزله غيرهائل

ترجمہ: ''آپ کی ذات ایسی برکت والی ہے کہ آپ کے چہرے سے بادل پانی کا خواستگار ہوتا ہے، آپ یتیموں کے فریادرس اور بیواؤں کی عصمت (کے محافظ) ہیں۔ ہاشم کی بھوکی پیاسی اولاد آپ کو گھیرے رہتی ہے، وہ لوگ آپ کے دامن میں نعمت وفضائل (دیکھتے) ہیں۔ اور آپ میزان عدل ہیں کہ ایک جو برابر کم وبیش نہیں تولتے اور آپ سچائی کا وزن کرنے والے ہیں، آپ کی تول کسی طرف جھکتی نہیں۔''

﴿تاریخ ابن عساکر﴾

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا:

حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے کہا: یارسول اللہ ﷺ! میں حضرت جبرئیل علیہ السلام کو ان کی اصل

صورت میں دیکھنا چاہتا ہوں۔ نبی کریم ﷺ نے جواب دیا: "چچا! آپ میں ان کو دیکھنے کی تاب نہیں۔"
انہوں نے عرض کیا: "درست ہے لیکن مجھے ضرور دکھا دیجئے۔" نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "بیٹھ جائیے۔" لہٰذا وہ بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر گزری تھی کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام اس لکڑی پر اترے جو کعبہ میں نصب تھی اور مشرکین طواف کے وقت اس پر کپڑے ڈالا کرتے تھے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: چچا جان! اپنی نگاہیں اوپر اٹھائیے تو انہوں نے نگاہ اٹھائی اور دیکھا کہ ان کے دونوں پاؤں سبز زبرجد کی مانند ہیں۔ یہ منظر دیکھ کر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بے ہوش ہو کر گر گئے۔

﴿ابن سعد، بیہقی﴾

معجزہ شق القمر:

○ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ﴿سورۃ القمر﴾

ترجمہ: "پاس آئی قیامت اور شق ہو گیا چاند۔"

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے چاند دو ٹکڑے ہوا۔ ہم اس وقت نبی کریم ﷺ کے پاس تھے۔ ایک ٹکڑا پہاڑ کے پیچھے اور دوسرا ٹکڑا آگے تھا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم گواہ رہو۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ مکہ میں چاند کے دو ٹکڑے ہوئے تو مشرکین مکہ نے کہا: یہ جادو ہے جو تم پر کیا گیا ہے پھر انہوں نے اطراف و جوانب کے مسافروں سے پوچھا تو انہوں نے بتایا قمر کو شق ہوتے تو ہم نے بھی دیکھا ہے۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے عہد مبارک میں شق القمر ہوا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا چاند کے دو ٹکڑے ہوئے تو ہم بعہد رسالت مکہ میں تھے۔ کافروں نے کہا ہم پر محمد (ﷺ) نے جادو کر دیا ہے۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت عطا رضی اللہ عنہ اور حضرت ضحاک رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس مشرکین مکہ جمع ہو کر آئے اور کہا:

"اگر آپ سچے ہیں تو ہمیں چاند کے اس طرح دو ٹکڑے کر کے دکھائیں کہ ایک ٹکڑا جبل ابوقبیس پر ہو اور دوسرا ٹکڑا جبل قعیقعان پر ہو اور وہ رات چودھویں کی تھی تو نبی کریم ﷺ نے اپنے رب سے دعا کی کہ یہ جس چیز کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ اے میرے رب! اس کو پورا کر دے، حکم الٰہی ہوا پھر چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ ایک جبل ابوقبیس پر اور دوسرا جبل قعیقعان پر تھا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم گواہ ہو۔

﴿ابونعیم﴾

فائدہ:

علماء کرام نے شق القمر کو معجزہ عظیم قرار دیا ہے اور اس کو برہان نبوت کی اعلیٰ ترین نشانی قرار دیا ہے اور کہا کہ انبیاء علیہم السلام کے تمام معجزات میں کوئی معجزہ اس کے برابر نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس کا ظہور ملکوت سماء میں ہوا ہے۔ اب عالم مرکب میں جتنی طبیعتیں ہیں ان تمام طبائع سے عالم ملکوت خارج ہے کیونکہ وہاں تک کسی حیلہ و تدبیر سے رسائی کا ارادہ نہیں کیا جا سکتا۔ اس وجہ سے اظہر ترین حجت و دلیل کا اثبات ہو گیا۔

اللہ نے آپکو دشمنانِ اسلام کے شر سے محفوظ رکھنے کا وعدہ فرمایا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنی حفاظت کیلئے دربانوں کو مقرر فرمایا کرتے تھے اور آیۂ کریمہ "واللہ یعصمک من الناس" ﴿سورۃ المائدہ﴾ (ترجمہ: "اور اللہ تعالیٰ تمہاری نگہبانی کرے گا لوگوں سے") نازل ہوئی تو نبی کریم ﷺ نے اپنے قبے سے سر مبارک نکال کر پہرے داروں سے فرمایا اے صحابیو! اب تکلف نہ کرو کیونکہ میرے رب نے حفاظت کا وعدہ فرما لیا ہے۔

﴿ترمذی، حاکم، بیہقی، ابو نعیم﴾

<u>ابوجہل کے شر سے معجزانہ طور پر حفاظت:</u>

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوجہل نے لوگوں سے پوچھا کیا محمد (ﷺ) تمہارے سامنے اپنے چہرے کو گرد آلود کرتے ہیں؟ لوگوں نے بتایا ہاں! اس نے کہا قسم ہے لات و عزیٰ کی اگر میں نے ان کو نماز پڑھتے دیکھا تو ضرور ان کی گردن مروڑ دوں گا یا ان کے چہرے کو خاک آلود کر دوں گا۔ تو ایک روز ابوجہل نبی کریم ﷺ کو مصروف نماز دیکھ کر آیا اور آپ ﷺ کی گردن مبارک کی طرف بڑھا۔

ابھی وہ نبی کریم ﷺ کے قریب بھی نہ پہنچا تھا کہ وہ اپنے ہاتھوں سے خود کو بچاتا ہوا الٹے قدم لوٹا لوگوں نے پوچھا کہو کیا حال ہے؟ اس نے بتایا میں نے اپنے اور محمد (ﷺ) کے درمیان آگ سے پر خندق حائل دیکھی۔ اس بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا اگر ابوجہل میرے قریب آ جاتا تو فرشتے اس کا ایک ایک عضو الگ کر ڈالتے۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ سورۂ مبارکہ نازل فرمائی:

كَلَّا إِنَّ الْإِنسَانَ لَيَطْغَىٰ ﴿سورۃ العلق﴾

ترجمہ: "ہاں ہاں! بے شک آدمی سرکشی کرتا ہے۔"

حضرت جعدہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر تھی کہ ایک شخص کو پکڑ کر لایا گیا اور عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! یہ آپ کے قتل کا ارادہ رکھتا ہے۔ تو آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: ہرگز مت ڈر، خوف مت کر۔ اگر واقعی تمہارا ارادہ یہی ہے تو جان لے کہ اللہ تعالیٰ تم کو مجھ پر غلبہ نہ دیتا۔

﴿احمد، طبرانی، ابو نعیم﴾

وَاِذَا قَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا۝

﴿سورۂ بنی اسرائیل﴾

ترجمہ: "اور اے محبوب! تم نے قرآن پڑھا اور ہم نے تم پر اور ان میں کہ آخرت پر ایمان نہیں لاتے ایک چھپا ہوا پردہ کر دیا۔"

- دوسری مقام پر ارشاد خداوندی:

وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ۝

ترجمہ: "اور ہم نے ان کے آگے دیوار بنا دی اور ان کے پیچھے ایک دیوار اور انہیں اوپر سے ڈھانک دیا تو انہیں کچھ نہیں سوجھتا۔"

حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب سورۂ "تبت یدا ابی لھب" نازل ہوئی تو عوراء بنت حرب آئی، وہ شدید غضبناک تھی اس کے ہاتھ میں پتھر تھا۔ اس وقت نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مسجد حرام میں تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نظر اس پر پڑی تو آپ نے نبی کریم ﷺ کو بتایا آپ نے جواب دیا وہ مجھ کو نہ دیکھ سکے گی چنانچہ وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر کھڑی ہوئی اور کہا اے ابوبکر! مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ کے آقا میری مذمت کرتے ہیں؟"

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔ "میرے آقا نہ شعر کہتے ہیں اور نہ شعر پڑھتے ہیں۔" یہ سن کر وہ لوٹ گئی اور نبی کریم ﷺ کو نہ دیکھ سکی باوجود یہ کہ نبی کریم ﷺ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھے۔

- (اسی روایت کو بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دوسری سند سے روایت کیا ہے۔ اس میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے جواب کے یہ الفاظ ہیں۔ "آپ نے جواب دیا میرا آقا ﷺ شاعر ہے نہ شعر کہتا ہے۔")

﴿ابویعلیٰ، ابن ابی حاتم، بیہقی، ابونعیم﴾

اللہ نے نبی کریم ﷺ کو بنی مخزوم کے شر سے محفوظ فرمایا:

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے قول باری تعالیٰ: "وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا" کی تفسیر میں فرمایا کہ جن لوگوں کے آگے اللہ نے پردہ ڈالا وہ قریش مکہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ہم نے ان کی آنکھوں کو ڈھانپ لیا اس وجہ سے نبی کریم ﷺ کو نہیں دیکھ سکے۔

اس سے متعلق یہ ہے کہ بنی مخزوم کے کچھ لوگوں نے نبی کریم ﷺ کے خلاف مشورہ کیا کہ آپ کو قتل کرنے کی ذمہ داری کون شخص قبول کرتا ہے۔ ان مشورہ کرنے والوں میں ابوجہل اور ولید بن مغیرہ بھی تھا۔ اسی دوران نبی کریم ﷺ نماز پڑھ رہے تھے۔ کفار نے آپ کی قرأت سنی تو ولید کو بھیجا کہ وہ نبی کریم ﷺ کو قتل کرے۔ وہ نبی کریم ﷺ کی آواز تو برابر سنتا رہا مگر دیکھ نہ سکا۔ لہٰذا وہ واپس ہو گیا اور

دوسرے ساتھیوں کو حقیقت حال سے آگاہ کیا۔ اس کے بعد وہ سب مل کر آئے اور اس جگہ پہنچے جہاں پر نبی کریم ﷺ نماز پڑھ رہے تھے، وہ آواز اپنے صوتی مقامات بدلتی رہی اور کافر مرکز آواز پر آگے پیچھے، دائیں بائیں پھرتے رہے مگر نبی کریم ﷺ نظر نہ آئے۔ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا مطلب: "وَ جَعَلْنَا مِنْ بَیْنِ اَیْدِیْهِمْ سَدًّا وَّ مِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَیْنٰهُمْ فَهُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ۝" ﴿سورہ یٰسین﴾ یہی ہے۔
﴿بیہقی﴾

نبی کریم ﷺ نضر بن حارث کے شر سے محفوظ رہے:

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نضر بن حارث نبی کریم ﷺ کو اذیت دیتا اور آپ سے تعرض کرتا تھا۔ ایک دن نبی کریم ﷺ شدید گرمی میں دوپہر کے وقت قضائے حاجت کے ارادہ سے تشریف لے گئے اور آپ حسب عادت بہت دور نکل گئے تو نضر بن حارث نے آپ ﷺ کو دیکھ لیا اور تنہا سمجھ کر برے ارادے سے نبی کریم ﷺ کے قریب پہنچا ہی تھا کہ پھر سراسیمہ ہو کر لوٹا، راہ میں ابوجہل مل گیا۔ پوچھا: نضر کہاں سے آ رہے ہو؟ نضر نے جواب دیا: "میں نے محمد ﷺ کا تعاقب کیا تھا اور ارادہ تھا کہ قتل کر دوں گا کہ اچانک چند شیر منہ کھول کر میری طرف تیزی سے بڑھے اور میں خوف زدہ ہو کر پلٹ آیا۔"

ابوجہل سنتا رہا اور پھر بولا: یہ ان کا جادو ہے۔

﴿واقدی، ابونعیم﴾

نبی کریم ﷺ حکم کے شر سے محفوظ رہے:

حضرت قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنت حکم رضی اللہ عنہا نے کہا کہ مجھے والد نے بتایا: اے بیٹی! میں تم کو وہ بات بتاتا ہوں جس کو میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ ایک دن ہم نے نبی کریم ﷺ کو پکڑ لینے کا ارادہ کیا تو ہم اس ارادہ سے آپ کی طرف گئے لیکن ہم نے ایک بڑی خوفناک آواز سنی جس سے ہم نے گمان کیا کہ تہامہ کا کوئی پہاڑ پھٹے بغیر نہ رہا ہوگا۔ ہم پر غشی طاری ہو گئی جب ہماری حالت درست ہوئی تو نبی کریم ﷺ اپنے کاشانہ اقدس تشریف لے جا چکے تھے۔

دوسری شب ہم نے پھر ارادہ کیا جب ہم نے نبی کریم ﷺ کو آتے دیکھا تو ہم بھی نبی کریم ﷺ کی طرف بڑھے لیکن ہم نے دیکھا کہ صفا اور مروہ بھی اپنی جگہ سے چلنے لگے اور دونوں ایک دوسرے سے مل گئے اور ہمارے درمیان حائل ہو گئے اور خدا کی قسم! ہمارے اذیت رسانی کے ارادے کا کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اسلام کی توفیق عطا فرمائی اور اسلام میں داخل ہونے کی سعادت عطا فرمائی۔

﴿طبرانی، ابونعیم، ابن مندہ، بیہقی﴾

نبی کریم ﷺ کا رکانہ پہلوان سے کشتی کرنا:

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے رکانہ بن عبد یزید کو دعوت اسلام دی، تو اس نے کہا: اے محمد (ﷺ)! مجھے اسلام کی صداقت میں شبہ ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے رکانہ!

متوجہ کرنے والی ایک حق شناس خاتون ہیں۔ نبی کریم ﷺ کے بارے میں ان کی اطلاع درست ہے اگر ان کی خدمت میں پہنچ کر ان کی دعوت و ہدایت کے بارے میں کچھ سننا چاہتے ہو تو چلو۔"

میں نے کہا: "ضرور" پھر میں نبی کریم ﷺ کے دربار میں آیا تو آپ ﷺ نے مجھ سے کہا: "اے عثمان! اللہ تعالیٰ تمہیں جنت کی طرف بلاتا ہے اور میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔" حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ خدا کی قسم! جب میں نے نبی کریم ﷺ کا کلام سنا تو میں بے اختیار ہو گیا اور اسی وقت اسلام قبول کیا اور کچھ عرصہ بعد تو دختر نبی کریم ﷺ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا سے میرا نکاح ہو گیا۔ اس وقت لوگ کہا کرتے تھے کہ حضرت رقیہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا جوڑا کتنا اچھا ہے اور اس طرح میری خالہ کی پیشین گوئی پوری ہو گئی۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا اور معجزانہ واقعات:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ شمشیر بکف جا رہے تھے، بنی زہرہ کا ایک شخص ان کو راہ میں ملا تو اس نے پوچھا: "اے عمر (رضی اللہ عنہ)! اس انداز جلال سے کہاں جا رہے ہو؟"

انہوں نے کہا: "محمد (ﷺ) کو قتل کر کے آج قصہ کو ختم کر دینے کا ارادہ ہے۔" زہری شخص نے کہا: "اس کے بعد تم خود کو بنی ہاشم اور اولاد زہرہ سے کس طرح بچا سکو گے؟" اس کی یہ بات سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے برہم ہو کر کہا کہ "تم شاید صابی یعنی بے دین ہو گئے ہو اپنا دین چھوڑ دیا ہے؟"

زہری نے کہا: "میں تم کو اس سے زیادہ تعجب کی بات نہ بتاؤں، تمہاری بہن اور بہنوئی دونوں صابی ہو چکے ہیں۔" یہ اطلاع پا کر حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) غضبناک ہو کر بہن کی طرف چلے، جب جب وہ ان کے مکان پر پہنچے تو وہاں حضرت خباب رضی اللہ عنہ گھر میں موجود تھے۔ حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آہٹ محسوس کی تو وہ گھر کے ایک گوشے میں چھپ گئے، چونکہ حضرت خباب رضی اللہ عنہ سورہ طٰہٰ پڑھ رہے تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آواز سنتے ہی حضرت خباب رضی اللہ عنہ تو پردے کے پیچھے چھپ گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ گھر کے اندر آئے اور بہن اور بہنوئی سے کہا "تم لوگ آہستہ اور پراسرار انداز میں کیا اور کس سے باتیں کر رہے تھے؟" دونوں نے بالاتفاق اور یک زبان ہو کر کہا: "کوئی خاص بات نہ تھی، بس ایسے ہی باتیں کر رہے تھے۔"

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: "شاید تم دونوں صابی ہو گئے ہو؟" اس پر ان کے بہنوئی نے کہا: "اے عمر! اگر حق تمہارے اور ہمارے آبائی دین سے باہر ہو تو؟" یہ جواب سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ بہنوئی کو مارنے لگے اور جب ان کی بہن اپنے شوہر کو بچانے آئیں تو ان کو بھی بے حد مارا۔ (جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا غصہ کچھ ٹھنڈا ہوا تو) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تم جس کلام کو پڑھ رہے تھے وہ میرے پاس لاؤ تا کہ میں بھی اسے دیکھوں کہ کیا خوبیاں تم کو اس میں ملی ہیں کہ اس بے دینی کی جدائی اور رسوائی کی بھی تم کو پرواہ نہیں۔ باوجود تم

اس کی عظمت اور حقانیت کے پرستار ہو؟ بہن نے جواب دیا: تم نجس ہو، پہلے غسل کرو پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اٹھے اور وضو کیا اور سورۂ طٰہٰ پڑھی۔ یہاں تک کہ جب اس آیت پر پہنچے:

اِنَّنِیْٓ اَنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ وَ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ٥

﴿سورۂ طٰہٰ﴾

ترجمہ: ''بے شک میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں، تو میری ہی بندگی کرو اور میری یاد کیلئے نماز پڑھو۔''

تو بے قابو ہو گئے اور فرمانے لگے کہ مجھے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس ابھی لے چلو، یہ حال دیکھ کر حضرت خباب رضی اللہ عنہ گوشہ مکان سے سامنے آئے اور کہا: اے عمر رضی اللہ عنہ! تمہیں بشارت ہو، مجھے امید ہے کہ تم ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعا کے مقصود ہو جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعرات کی شب میں اس طرح فرمائی تھی:

اَللّٰھُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَوْ بِعَمْرِو بْنِ ھِشَامٍ

ترجمہ: ''اے اللہ! اسلام کو عمر بن الخطاب، یا عمرو بن ہشام کے ذریعے عزت دے۔''

پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ ''دار ارقم'' میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا۔

﴿ابن سعد، ابو یعلیٰ، حاکم، بیہقی﴾

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں ایک روز قبول اسلام سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑنے اور جھگڑنے کے ارادے سے اپنے گھر سے نکلا اور حرم کی طرف چلا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے پہلے ہی مسجد حرام میں پہنچ چکے تھے۔ میں چپکے سے آپ کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔ آپ سورۂ الحاقہ کی تلاوت فرما رہے تھے۔ میں نے کچھ سنا تو دل میں سوچا۔ قریش ٹھیک ہی کہتے ہیں: یہ شاعر ہیں کہ اتنے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت پر پہنچے:

اِنَّہٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ کَرِیْمٍ٥ وَّمَا ھُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ قَلِیْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ٥

﴿سورۂ الحاقہ﴾

ترجمہ: ''بیشک یہ قرآن ایک کرم والے رسول سے باتیں ہیں اور وہ کسی شاعر کی بات نہیں کتنا کم یقین رکھتے ہو۔''

❁ اس کے بعد میں نے خیال کیا، کاہن ہوں گے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی:

وَلَا بِقَوْلِ کَاھِنٍ قَلِیْلًا مَّا تَذَکَّرُوْنَ٥

﴿سورۂ الحاقہ﴾

ترجمہ: ''اور نہ یہ کسی کاہن کی بات کتنا کم دھیان کرتے ہو۔''

اس کے بعد آخر سورۃ تک آپ نے پڑھا اور میں نے پوری سورۃ کو سنا، جس سے میرا دل بے حد متاثر ہوا اور اس کے بعد اسلام نے میرے دل میں گھر کر لیا جیسا کہ اس کا حق تھا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مشرکین قریش جمع تھے اور میں ابو جہل اور شیبہ کے ساتھ بیٹھا

ہوا تو۔ ابوجہل نے کہا: اے گروہ قریش! محمد (ﷺ) نے تمہارے معبودوں کو باطل اور بیچ کہا، تمہارے اسلاف کو بے وقوف بتایا اور ان کا خیال ہے کہ وہ سب داخل جہنم ہوں گے لہٰذا تم میں کوئی ہے جو محمد (ﷺ) کو قتل کرے اور اس کے عوض سو سرخ و سیاہ اونٹ اور ایک ہزار اوقیہ چاندی حاصل کرے۔ تو میں نے تلوار اور تیر کمان سے مسلح ہو کر رسول اللہ ﷺ کو قتل کرنے کے ارادے سے نکلا اور میں ایک بچھڑے کے پاس سے گزرا جس کو لوگ ذبح کرنے والے تھے کہ دفعتہ بچھڑے سے زوردار آواز نکلی:

یَا اٰلَ ذَرِیْحٍ اَمْرٌ نَجِیْحٌ رَجُلٌ یَصِیْحُ بِلِسَانٍ فَصِیْحٍ یَدْعُوْا اِلٰی الشَّھَادَۃِ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ

- میں نے ذبح کیے جانے والے بچھڑے کے پیٹ سے یہ کلمات سننے کے بعد خیال کیا کہ "یہ میرے سنانے کیلئے ہے۔" اس کے بعد میں کچھ سوچتا ہوا آگے بڑھا تو اچانک ایک ہاتف نے کہا:

یا ایھا الناس ذووا الاجسام ما انتم و طائش الاحلام
و مسند وا الحکم الی الاصنام فکلکم اوره کالانعام
اما ترون ما اری امامی من ساطع یجلو دجی الظلام
قد لاح للناظر من تھام اکرم .... من امام
قد جاء بعد الکفر بالاسلام والبر والصلوۃ للارحام

ترجمہ: "اے صاحبانِ اجسام! تم میں اور بیوقوفوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔ تم لوگ بتوں سے فیصلے لیتے اور پھر اس پر یقین کرتے ہو (اس بنا پر) تم سب لوگ چوپاؤں کی مانند (بیوقوف اور بے عقل) ہو۔ کیا تم لوگ وہ نہیں دیکھتے جس کو میں اپنے سامنے دیکھ رہا ہوں، وہ ایک نور تاباں ہے جو ظلمت کو چھانٹ دیتا ہے۔ صاحبانِ بصیرت کیلئے وہ نور تہامہ سے طلوع ہوا ہے، وہ کس قدر بزرگ ہے اور اللہ تعالیٰ کیلئے اس کی پیشوائی ہے۔ وہ کفر کے بعد اسلام، نیکی، صلوٰۃ اور صلہ رحمی کو (تحفہ) لایا ہے۔"

- حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے خیال کیا کہ یہ میری ہی ہدایت کیلئے کہا گیا ہے پھر میرا گزر بت ضمار پر ہوا تو اس کے پیٹ سے میں نے یہ آواز سنی:

ترک الضمار و کان یعبد وحدہ بعد الصلوۃ مع النبی محمد
ان الذی ورث النبوۃ والھدی بعد ابن مریم من قریش مھتدی
سیقول من عبد الضمار و مثلہ لیت الضمار و مثلہ لم یعبد
اصبرا با حفص فانک امن یاتیک عز غیر عزیز ی عند
لا تعجلن فانت ناصر دینہ حقا یقینا با للسان و بالید

ترجمہ: "نبی ﷺ پر درود ہو اور ضمار کی پوجا اب بند ہو گی جبکہ اس سے پہلے وہ پوجا جاتا تھا۔ وہ شخص سیدنا ابن مریم کے بعد نبوت و ہدایت کا وارث ہوا ہے وہ ہدایت کرنے والا اولاد قریش سے ہے۔ عنقریب ضمار کے پرستار کہیں گے کاش ضمار جیسے بتوں کی پرستش نہ کی جاتی۔ اے ابوحفص! باز آ جاؤ، اس

حضرت عثمان بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے دعا فرمائی کہ الٰہی! اسلام کو ان دو شخصوں میں سے کسی ایک سے جو تجھے پیارا ہو، عزت دے خواہ عمر بن خطاب ہو یا عمرو بن ہشام۔ اسی دن صبح کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے اور اسلام قبول کر لیا۔

﴿ابن سعد﴾

- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے دعا مانگی:

اَللّٰھُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِعُمَرَ خَاصَّۃً

ترجمہ: "الٰہی خاص عمر رضی اللہ عنہ کے ذریعہ اسلام کو عزت دے۔"

﴿ابن ماجہ۔ حاکم﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جمعرات کو رات میں دعا کی کہ "اے بارالٰہی! عمر بن الخطاب یا عمرو بن الہشام کے ذریعہ تو اسلام کو توقیر بخش۔" پھر جمعہ کے دن صبح کے وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے اور حلقہ اسلام میں شامل ہو گئے۔

﴿طبرانی﴾

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ جماعت اسلام میں شامل ہوئے تو اسلام نے قوت پکڑی، اس کی اعلانیہ دعوت دی جانے لگی اور مسلمان خانہ کعبہ میں حلقہ بنا کر بیٹھنے لگے اور ہم انفرادی اور اجتماعی طور پر طواف اور سعی کرنے لگے جس نے بھی اشاعت دین میں مزاحمت کی ہم نے اس سے بدلہ لے لیا۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ چالیس مردوں اور دس عورتوں کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام لائے اور اسلام کی ایک "خفیہ تحریک کی حیثیت اعلانیہ تحریک کی حیثیت سے بدل گئی۔"

﴿ابن سعد﴾

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے پر فرشتوں کی مبارکباد:

حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ مشرف باسلام ہوئے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! آسمان والے (فرشتے) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے پر آپ کو مبارکباد پیش کرتے ہیں اور عالم بالا میں خوشی منا رہے ہیں۔

﴿حاکم، بیہقی﴾

ضماد کا بغرض علاج نبوی کیلئے آنا اور متاثر ہو کر اسلام قبول کرنا:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ضماد اپنی کسی ضرورت سے مکہ میں آئے۔ جھاڑ پھونک میں مشہور تھے۔ ایک روز مشرکین کو کہتے انہوں نے سنا کہ محمد (ﷺ) (نعوذ باللہ) مجنون ہو گئے ہیں لہٰذا انہوں نے خیال کیا کہ کیا عجیب ہے کہ میں جھاڑ پھونک سے محمد (ﷺ) کو تندرست تندرست کر دوں۔ چنانچہ وہ آ کر حضور نبی کریم ﷺ سے ملے اور کہا: "میں منتر پڑھتا ہوں، مالک؟

قدر چاہے گا تم کو صحت اور شفا دے دے گا۔" ضماد کا قول ہے: نبی کریم ﷺ میری باتیں سننے کے بعد مجھ سے نزدیک ہوئے اور پھر کہا:

"الحمد لله نحمده و نستعينه و نؤمن به و نتوكل عليه ونعوذ بالله من شرور انفسنا و من سيئات اعمالنا من يهده الله فلا مضل له و من يضلله فلا هادي له و اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريک له واشهد ان محمدا عبده و رسوله ٥"

حضرت ضماد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: "ان ہی کلمات کو براہ مہربانی دوبارہ پڑھئے۔" لہٰذا نبی کریم ﷺ نے یہ مقدس کلمات دوبارہ پڑھے پھر ضماد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: "واللہ! میں نے ایسا کلام کبھی نہ سنا نہ پڑھا۔ یہ سحر ہے نہ شاعری ہے اور نہ کہانت، واقعی یہ الہام و وحی ہے، بے شک یہ خدائی کلام ہے۔ اس میں تلوار سے زیادہ کاٹ، کائنات سے زیادہ حسن، آفتاب سے زیادہ نور اور اسحار سے زیادہ تاثیر ہے۔ اس کے بعد دوزانو ہوئے اور کلمہ شہادت پڑھ کر مسلمانوں کے زمرہ میں صحابی بننے اور قربانیاں دینے کیلئے شامل ہوئے۔

﴿مسلم، احمد، بیہقی﴾

حضرت عمرو بن عبد القیس رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا:

مزید ابن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اشج عبد القیس کا ایک دوست تھا جو راہب تھا۔ وہ ایک سال دارین آیا اور اشج سے ملا اور اس کو بتایا کہ عنقریب مکہ میں نبی کا ظہور ہونے والا ہے جس کی علامات یہ ہوں گی کہ وہ صدقہ نہیں کھائے گا، ہدیہ کھائے گا، دونوں شانوں کے درمیان نشان نبوت ہوگا اور اس کا دین حق تمام باطل ادیان پر غالب اور مستولی ہو جائے گی۔ کچھ عرصہ بعد راہب مرگیا تو اشج نے اپنے بھانجے عمرو عبد القیس کو مکہ بھیجا جو ہجرت کے سال مکہ آیا اور رسول اللہ ﷺ سے ملا اور شانوں کے درمیان علامت کو دیکھ کر دین اسلام کو قبول کیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرت عمرو رضی اللہ عنہ کو سورۂ فاتحہ اور سورۂ اقراء سکھائیں اور ارشاد فرمایا کہ اپنے ماموں کو دعوت اسلام دو۔ پھر عمرو رضی اللہ عنہ لوٹ کر آیا اور اشج کو حالات سنائے جس کے نتیجے میں اشج رضی اللہ عنہ نے بھی اسلام قبول کیا مگر اس نے عرصہ تک اپنے اسلام کو چھپایا۔

پھر وہ سولہ آدمیوں کی ایک جماعت کے ساتھ مدینہ طیبہ پہنچا۔ ان لوگوں کے مدینہ میں داخل ہونے سے پہلے ایک روز صبح کو نبی کریم ﷺ اپنی آرام گاہ سے باہر تشریف لائے اور فرمایا مشرق کی طرف سے چند سوار آرہے ہیں، وہ ہماری دعوت اسلام سے بدگمان اور بیزار نہیں ہیں اور ان کے قائد کی ایک پہچان ہے چنانچہ نبی کریم ﷺ کے ارشاد کے بموجب یہ لوگ مدینہ پہنچ گئے۔

﴿ابن شاہین﴾

طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر

ہوئے اور کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! دوس کے لوگوں نے نافرمانی کی ہے اور انکار کیا ہے۔ آپ ان کے حق میں بددعا کیجئے۔ تو نبی کریم ﷺ نے رو بقبلہ ہو کر دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے اور التجا کی: "اے پروردگار! دوسیوں کو ہدایت فرما اور ان کو یہاں پہنچا۔"

{فائدہ}

ابن اسحاق رحمہ سے روایت ہے کہ طفیل بن عمرو الدوسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے کہ وہ مکہ گئے اس زمانہ تک نبی کریم ﷺ نے ہجرت نہیں کی تھی۔ طفیل رضی اللہ عنہ ایک شریف، دانشور اور معروف شخص تھے۔ صاحب علم اور شاعر بھی تھے۔ مشرکین مکہ میں سے چند لوگ ان سے ملے اور بتایا کہ محمد (ﷺ) نے ہمارے درمیان تفریق پیدا کر دی اور جمعیت کو پراگندہ کر دیا ہے اور ان کے اقوال ساحروں کی مانند ہیں اور جو باپ کو بیٹے سے اور بھائی کو بھائی سے اور شوہر کو بیوی سے جدائی کرا دیتے ہیں لہٰذا تم ان سے بات کرنا نہ ان کی سننا۔

قریش بزعم خود بار بار مجھے اس خیر خواہانہ مشورہ کیلئے یاددہانی اور تاکید کرتے رہے۔ اس لیے میں نے بھی اسی کے مطابق عمل کرنے میں خیریت سمجھی اور اپنے کانوں کو ان کے کلام سے بچانے کی خاطر میں نے اس درجہ اہتمام برتا کہ اپنے کانوں میں روئی رکھ کر سماعت سے محروم کر لیا۔ ایک دن صبح کے وقت میں اسی حالت میں مسجد حرام میں گیا۔ میں نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں۔ میں ان کے قریب کھڑا ہو گیا اور باوجود اس کوشش کے میں ان کا کلام نہ سنوں، اللہ تعالیٰ نے ایک بہترین سنوا دیا۔ سوچا کہ قریش نے مجھے ایک ایسے نشاط انگیز کلام کو سننے سے کیوں منع کیا۔ قریش کی اطلاع تو غلط تھی، کیوں نہ میں ان سے ملاقات کر کے دیکھوں اور ان کے خیالات سنوں۔ میں ایک سمجھدار اور نیک و بد اور صحیح اور غلط میں تمیز کرنے والا شخص ہوں۔ میں ٹھہرا رہا پھر حضور نبی کریم ﷺ اپنے گھر کی طرف روانہ ہوئے اور میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے چلا اور آپ ﷺ کے قریب ہو کر کہا:

"آپ ﷺ کے بارے میں لوگوں نے اس طرح بیان کیا ہے لہٰذا ذرا بتائیے کہ آپ کن باتوں کی دعوت دیتے ہیں؟"

تو سرکار دو عالم ﷺ نے میرے سامنے اسلام کی دعوت پیش کی اور قرآن حکیم کے ایک جزو کی تلاوت فرمائی تو مجھ پر ایک عجیب اثر، اعجاز اور خشیت سے ملے جلے جذبات نے مجھے بے قابو کر دیا اور اسلام کی صداقت اور معقول دعوت پر میرے وجدان نے لبیک کہا۔ میں نے اسی کے ساتھ ہی زبان سے بھی توحید و رسالت کا اقرار کر لیا۔

اس کے بعد میں نے عرض کیا: "اے اللہ کے صاحب عزت رسول ﷺ! میں اپنی قوم کا قائد اور رہنما ہوں۔ اب میں واپس جا کر ان سب کو دعوت اسلام دوں گا، مگر زندگیوں کے ساتھ چلے آنے ہر پچھلے واسطے خیالات میں بہت پختگی ہوتی ہے۔ اس لیے اس کام میں آسانی پیدا کرنے کیلئے دعا فرمائیے اور خدا تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ میرے لیے آسانیاں پیدا فرما دے اور مجھے کوئی نشانی عطا فرما دے۔

نبی کریم ﷺ نے ازراہِ نوازش دعا فرما دی اور میں وطن واپس ہونے کیلئے سفر پر روانہ ہو گیا۔ دورانِ راہ میں کداء کے مقام میں تھا کہ میری دونوں ابرو کے درمیان نور طلوع ہو گیا۔ میں اپنے خدا سے نور کی منتقلی کیلئے دعا کی تو وہ باذن اللہ میرے کوڑے کے سرے میں آ گیا۔

اس کے بعد میں نے اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دی مگر انہوں نے تامل کیا اور اسلام قبول نہ کیا۔ لہٰذا میں مکہ جا کر نبی کریم ﷺ سے ملا۔ صورتحال سے آگاہ فرمایا۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے دعا کی: "اے بار الٰہا! دوسیوں کو ہدایت دے۔" اور مجھ سے فرمایا: "طفیل! اب تم اپنی قوم میں واپس جاؤ اور ان کو نرمی اور حکمت و تحمل کے ساتھ دعوتِ اسلام دو۔" لہٰذا میں واپس آ گیا اور دوسیوں میں نرمی اور حکمت و تحمل کے ساتھ تبلیغ کرتا رہا۔ اسی دوران میں نبی کریم ﷺ نے مدینہ منورہ کو ہجرت فرمائی اور میں ستر یا اسی مسلمان گھرانوں کو ہمراہ لے کر مدینہ منورہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنے مکان میں تھے کہ سامنے سے حضرت ابن مظعون رضی اللہ عنہ گزرے۔ نبی کریم ﷺ نے آواز دی اور بیٹھ جانے کو کہا۔ وہ بیٹھ گئے کہ اتنے میں نبی کریم ﷺ پر نزولِ وحی ہونے لگا اور ابن مظعون رضی اللہ عنہ حیرت و استعجاب سے یہ منظر دیکھتے رہے۔ جب نبی کریم ﷺ کی حالت درست ہوئی تو ابن مظعون نے پوچھا: آپ کے چہرہ کا رنگ متغیر تھا اور نگاہ ایک خاص زاویہ پر جمی رہی، پھر اوپر کو اٹھی جیسے کسی جانے والے کا تعاقب کر رہی ہو۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ابھی حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے تھے۔ ابن مظعون رضی اللہ عنہ نے پوچھا: انہوں نے آپ ﷺ سے کیا کہا؟ نبی کریم ﷺ نے جواب دیا: انہوں نے یہ پیغامِ خداوندی پہنچایا:

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ۝

﴿سورۃ النحل﴾

ترجمہ: "بے شک اللہ تعالیٰ حکم فرماتا ہے انصاف اور نیکی اور رشتہ داروں کے دینے کا اور منع فرماتا ہے بے حیائی اور بری بات اور سرکشی سے تمہیں نصیحت فرماتا ہے کہ تم دھیان کرو۔"

حضرت ابن مظعون رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اسی وقت سے اسلام کی محبت اور قدر میرے دل میں پیدا ہو گئی۔

﴿احمد، ابن سعد﴾

جنات کا اسلام قبول کرنا اور اس سلسلہ میں معجزات

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وَإِذْ صَرَفْنَا إِلَيْكَ ترجمہ: "جب ہم نے آپ ﷺ کی طرف کچھ جنوں کو بھیجا کہ وہ قرآن سنیں۔"

✿ اور دوسری جگہ ارشاد ہوا

قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ۝ یَّهْدِیْٓ اِلَی الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ؕ وَ لَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَاۤ اَحَدًا ۝

﴿سورۃ الجن﴾

ترجمہ: "تم فرماؤ مجھے وحی ہوئی کہ کچھ جنوں نے میرا پڑھنا کان لگا کر سنا تو بولے ہم نے ایک عجیب قرآن سنا کہ بھلائی کی راہ بتاتا ہے تو ہم اس پر ایمان لائے اور ہم ہرگز کسی کو اپنے رب کا شریک نہ کریں گے۔"

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنے ان صحابہ کے ساتھ جو 'سوق عکاظ' جانے کا ارادہ کر رہے تھے، طائف تشریف لے گئے۔

یہ وہ زمانہ تھا جب شیاطین کی آسمانی خبریں لانے کیلئے آسمانوں پر بندش ہو چکی تھی اور ان کو آگ کے شعلوں سے مارا جانے لگا تھا۔ شیاطین نے مشاورت کر کے زمین پر مشرق سے مغرب تک جائزہ لیا کہ ان وجوہ کے دوران تہامہ پہنچے تو انہوں نے نبی کریم ﷺ کو مقام نخلہ میں نماز فجر پڑھتے دیکھا جب انہوں نے نبی کریم ﷺ سے قیام صلوٰۃ میں تلاوت کو غور سے سنا تو کہنے لگے کہ خدا کی قسم یہی وہ چیز ہے جو ہمارے اور آسمانی خبروں کے درمیان حائل ہوتی ہے پھر وہ پلٹ کر اپنی قوم میں پہنچے اور کہا کہ اے قوم!

اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ۝ یَّهْدِیْٓ اِلَی الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ؕ وَ لَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَاۤ اَحَدًا ۝

﴿سورۃ الجن﴾

ترجمہ: "تم فرماؤ مجھے وحی ہوئی کہ کچھ جنوں نے میرا پڑھنا کان لگا کر سنا تو بولے ہم نے ایک عجیب قرآن سنا کہ بھلائی کی راہ بتاتا ہے تو ہم اس پر ایمان لائے اور ہم ہرگز کسی کو اپنے رب کا شریک نہ کریں گے۔"

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز میں نبی کریم ﷺ کے فرمانے کے مطابق ٹھہر گیا۔ پس نبی کریم ﷺ رات کو گھر سے روانہ ہوئے اور مجھے ساتھ رکھا، ہم مکہ کے بالائی حصے میں پہنچ گئے، وہاں پہنچ کر آپ نے فرش زمین پر خط کھینچ کر ایک دائرہ بنایا اور مجھ سے فرمایا: "اس دائرے کے اندر بیٹھ جاؤ۔" نبی کریم ﷺ تھوڑی دور گئے اور کھڑے ہو کر تلاوت قرآن شروع کر دی۔ میں دیکھ رہا تھا کہ آپ کو لوگوں نے آ کر گھیر لیا حتیٰ کہ وہ لوگ میرے اور نبی کریم ﷺ کے درمیان حائل ہو گئے۔ اب نہ میں آپ ﷺ کو دیکھ سکتا تھا نہ تلاوت کی آواز سن سکتا تھا پھر وہ اڑتے بادلوں کی طرح جدا جدا صورت میں روانہ ہو گئے۔ صرف ایک جماعت رہ گئی اور اس نے حضور نبی کریم ﷺ کی امامت میں نماز فجر پڑھی، پھر وہ بھی رخصت ہو گئی پھر نبی کریم ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا وہ لوگ کہاں گئے؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! وہ لوگ وہاں ہیں، اس کے بعد مجھے ہڈیاں اور گوبر ان لوگوں کو آپ نے دیا۔

اس واقعہ کے بعد ہڈی اور گوبر سے استنجا کرنے کی آپ نے ممانعت فرمادی۔

﴿ابن جریر،حاکم،بیہقی،ابونعیم﴾

حضرت ابو رجاء ؓ سے روایت ہے کہ ہم ایک سفر میں تھے چنانچہ ایک چشمہ پر اترے اور خیمے نصب کیے اور میں دوپہر میں قیلولہ کرنے لیٹ گیا کہ ایک سانپ برآمد ہوا اور خیمہ کے اندر تڑپنے لگا۔ میں نے یہ دیکھ کر چھاگل سے پانی لیا اور اس پر چھینٹا، دا تو وہ ساکن ہوگیا مگر پھر لوٹے اور تڑپنے لگا۔ میں نے نماز عصر پڑھی تو اتنی دیر میں وہ سانپ مر گیا۔ میں ایک سفید کپڑے کا ٹکڑا لیا اور اس سانپ کو اس میں لپیٹ کر کفن دیا اور زمین میں گڑھا کھود کر اس کو دفن کر دیا۔

اس کے بعد ہم پھر سفر پر روانہ ہو گئے اور دن کا بقیہ حصہ اور پوری رات سفر جاری رکھا جب صبح ہوئی تو ہم نے ایک چشمہ کے کنارے پر پڑاؤ کیا اور میں استراحت کیلئے لیٹ گیا کہ اچانک میں نے چند آوازیں سنیں۔ جس میں کہا جا رہا تھا "تم کو سلام ہے۔ ایک مرتبہ، دو مرتبہ بلکہ دس مرتبہ، دس مرتبہ نہیں بلکہ سو مرتبہ نہیں ہزار مرتبہ بلکہ اس سے بھی زیادہ۔"

میں نے پوچھا: "تم کون لوگ ہو؟" انہوں نے کہا ہم جن ہیں، اللہ تعالیٰ تم پر برکتیں نازل کرے، تم نے ہم پر وہ احسان کیا ہے جس کا بدلہ کرنے کی ہم استطاعت نہیں رکھتے۔ میں نے پوچھا کہ تم پر کون سا احسان کیا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ وہ سانپ جو تمہارے پاس مرا تھا وہ ان جنات میں آخری تھا جنہوں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ بیعت کی تھی۔

﴿ابونعیم﴾

بعثت نبوی سے چار سو سال قبل ایمان لانے والا جن:

حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عبداللہ ؓ کے اصحاب کی ایک جماعت حج کے ارادہ سے چلی۔ راہ میں انہیں ایک سفید سانپ زمین پر تڑپتا ہوا ملا اور اس کے پاس سے خوشبو آرہی تھی۔ میں نے اپنے ہم سفر ساتھیوں سے کہا آپ لوگ اپنا سفر جاری رکھیں اور میں تو اس سانپ کا انجام دیکھ کر یہاں سے آگے بڑھوں گا۔

زیادہ دیر نہ گزری کہ سانپ مر گیا۔ میں نے اسے ایک سفید کپڑے میں لپیٹ کر گزرگاہ سے الگ ایک طرف کو دفن کر دیا اور پھر تیزی سے چل کر اپنے ساتھیوں سے جا ملا۔ ابھی ہم بیٹھے تھے کہ مغرب کی طرف سے چار عورتیں آئیں۔ ان میں سے ایک نے کہا تم میں کس شخص نے عمرو کو دفن کیا ہے؟ ہم نے پوچھا عمرو کون؟ اس نے کہا وہ سفید سانپ جو دفن کیا گیا ہے۔ میں نے کہا اس کو میں نے دفن کیا تھا۔ میرے جواب کو سن کر اس عورت نے کہا: تم نے ایک نیک جان کو دفن کیا ہے جو روزے دار اور نماز کی پابند، احکام خداوندی کی تبلیغ کرتا اور ذات ختم رسل پر ایمان لائے ہوئے تھا اور حضرت رسول قریشی و عربی ﷺ کی بعثت سے چار سو سال پہلے آسمانوں میں اس نے آپ ﷺ کی حمد وثناء اور توصیف کی تھی۔

یہ واقعہ سننے کے بعد ہم سب نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی پھر ہم حج کر کے واپس ہوئے تو مدینہ میں

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے ملے اور سانپ کا واقعہ بیان کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم سچ کہتے ہو۔
﴿ ابونعیم ﴾

مسلمانوں کی جن نے خدمت کی:

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کچھ لوگ سفر حج پر روانہ ہوئے اور اثنائے سفر میں راستہ بھول گئے اور جب نامعلوم راہوں پر بھٹکتے رہے، تلاش ہونے کی وجہ سے بھوک اور گرمی، جنگل کی پیاس سے نڈھال ہو کر مرنے کے بالکل قریب تھے تو انہوں نے اپنے کفن پہن لیے اور موت کا انتظار کرنے لگے۔ اس حالت میں ایک جن ان کے پاس آیا اور بتایا کہ میں مسلمان ہوں اور رسول اللہ ﷺ سے میں نے قرآن بھی سنا ہے اور نبی کریم کا قول مجھے پہنچا ہے کہ: "مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں، وہ ایک دوسرے کے مددگار اور بہی خواہ ہوں اور مصائب میں اپنے بھائی کو تنہا نہ چھوڑیں گے۔" یہ کہہ کر اس نے ہم سب کو پانی پلایا اور مناسب طریقے پر ہماری رہنمائی کی اور ہم کو سیدھے راستے پر ڈال دیا۔
﴿ ابونعیم ﴾

ہامہ شیطان کے پوتے کا اسلام قبول کرنا:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم تہامہ کی ایک پہاڑی پر نبی کریم ﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک ضعیف شخص ہاتھ میں عصا لیے ہوئے ظاہر ہوا اور نبی کریم ﷺ کو سلام کیا اور آپ نے جواب دیا: اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے پوچھا کہ تمہاری تعریف؟

بوڑھے نے مودبانہ انداز میں عرض کیا: میں ہامہ بن ہیم بن لاقیس بن ابلیس ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے اور ابلیس کے درمیان صرف دو پشتوں کا فرق ہے۔ اے ہامہ! تم کتنے عرصے سے اس عالم فانی میں بسر کر رہے ہو؟ ہامہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! پوری عمر بسر کر چکا ہوں، بس اب کوچ کا وقت نزدیک ہے جب حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے قابیل نے ہابیل کو قتل کیا میں بچہ تھا۔ میں اس زمانے میں فساد برپا کرتا اور قطع رحمی کی ترغیب دیتا تھا، ٹیلوں پر چڑھ جاتا تھا لوگوں کا کھانا خراب کرتا تھا۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو بوڑھا ایسی باتیں کر چکا ہے وہ کتنا برا ہے اور جو جوان ایسی باتوں پر عمل کرتا ہے وہ کتنا برا ہے۔ بوڑھے نے کہا: "اے معصیت پوش و خطا بخش خدا کے رسول ﷺ! درگزر کا رویہ اختیار فرمایئے اور ملامت نہ کیجئے۔ میں اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہوں اور ندامت کے ساتھ توبہ کر چکا ہوں۔ حضرت نوح علیہ السلام پر جو لوگ ایمان لائے تھے میں ان کے ساتھ مسجد نوح میں حاضر ہوتا تھا اور میں نے نافرمان اور سرکش کافروں پر بددعا کرنے سے ان کو روکنا چاہا تھا۔ میں ہمیشہ اپنی قوم کے حق میں ان کو بددعا کرنے پر ملامت کرتا رہتا تھا۔ یہاں تک کہ وہ خود بھی روئے اور مجھے بھی رلائے اور فرمانے لگے یقیناً میں اس پر ندامت کرنے والوں میں سے ہوں اور میں اللہ سے پناہ مانگتا ہوں کہ وہ مجھے نادانوں میں سے کرے۔ میں نے عرض کیا:

"اے نوح علیہ السلام! میں نیک بخت ہابیل ابن آدم علیہ السلام شہید کے خون میں شریک تھا، تو کیا آپ علیہ السلام اپنے رب کے حضور میری مغفرت کی کوشش فرمائیں گے؟" انہوں نے جواب دیا: "اے ہامہ! تم نیکی کا ارادہ رکھو اور نیکی کرتے رہو اور بہ حسرت وندامت دل سے ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جو علم مجھے ودیعت فرمایا ہے میں اس کے ذریعہ یہ جانتا ہوں کہ جس بندے نے ارتکاب گناہ کے بعد صدق دل سے توبہ کرلی ہے یقیناً اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے تو اب اٹھو اور وضو کرکے دو رکعت پڑھو۔" میں نے اسی وقت اٹھ کر وضو کیا اور نماز پڑھی۔

پھر سیدنا حضرت نوح علیہ السلام نے مجھے آواز دی: "اے خوش قسمت ہامہ! سجدے سے سر اٹھاؤ آسمان سے تیری توبہ کی قبولیت آگئی ہے۔" پھر میں مسلسل ایک سال تک اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ شکر میں پڑا رہا۔ میں سیدنا حضرت ہود علیہ السلام کے ساتھ ان کی مسجد میں ان کی امت کے ایمان داروں کے ساتھ رہا اور میں ان کو ان کے منکروں اور کافروں پر بددعا کرنے کا مشورہ دیتا رہا اور پھر بھی ایسا ہوتا رہا کہ اس زمانہ کے سرکشوں کی زیادتیوں پر وہ بھی غم زدہ ہوتے اور مجھے بھی کرتے۔ میں سیدنا حضرت یعقوب علیہ السلام کی زیارت کو بہ کثرت جایا کرتا اور میں سیدنا حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ مکان امین میں تھا اور میں نے حضرت الیاس علیہ السلام سے جنگلوں میں ملاقات کی اور اب بھی میں ان سے ملا کرتا ہوں۔

میں نے حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام سے ملاقات کی اور آپ نے مجھے توریت مقدس سکھائی ہے اور فرمایا: اگر میرے بعد آنے والے رسول سیدنا حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام سے ملو تو ان کو میرا سلام پہنچانا اور سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ اگر سیدنا حضرت محمد ﷺ سے شرف نیاز حاصل ہو تو میری طرف سے سلام اخلاص پہنچانا۔

راوی کا بیان ہے کہ تہنیت وسلام کے پیغام کو سنتے وقت نبی کریم ﷺ کی آنکھیں بھیگنی شروع ہوئیں اور پیغام کے آخری الفاظ سنتے وقت آنکھیں اشک ریز ہوگئیں اور آواز ... پھر آپ ﷺ نے سلام کا جواب دیا: جواب کے الفاظ یہ تھے: "جب تک دنیا کا قیام رہتا ہے برادرم سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر سلام ہو۔ اے ہامہ! پھر فرمایا: حق امانت ادا کرنے پر تم پر بھی سلام ہو۔ اس کے بعد ہامہ نے عرض کیا:

"اے خدا کے آخری رسول ﷺ! میں اب تک شریعت موسوی پر عمل کرتا ہوں جس کی تعلیم بذریعہ توریت مجھ کو صاحب توریت حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دی تھی۔ نبی کریم ﷺ نے اس کے جواب میں ہامہ کو سورۃ واقعہ: "وَالْمُرْسَلَاتِ، عَمَّ يَتَسَاءَلُونَ" اور "إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ، مُعَوِّذَتَيْن" اور سورۃ اخلاص کی تعلیم دی اور فرمایا کہ جب کوئی حاجت پیش آئے بلا تکلیف میرے پاس آجانا اور مجھ سے ملاقات اور رابطہ قائم رکھنا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد ہامہ کی کوئی خبر معلوم نہ ہوئی، اس لیے میں نہیں جانتا کہ وہ اب زندہ ہیں یا وفات پاچکے۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

امت میں سب سے بہترین شخص حضرت عمر بن عبدالعزیز ہیں:

اسید رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ سفر کے دوران ایک بیابان سے گزر رہے تھے کہ ان کی نظر ایک مردہ سانپ پر پڑی۔ انہوں نے ایک ساتھی سے فرمایا: زمین کھودنے کا اوزار لاؤ۔ تو انہوں نے زمین کھودی اور مردہ سانپ کو کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا۔ اس کے بعد ایک آواز سنی گئی:

''اے سرق! تم پر اللہ مہربان ہو، میں شہادت دیتا ہوں کہ نبی کریم ﷺ کی وہ پیشین گوئی سچ پوری ہوئی جس میں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا کہ اے سرق! تم ایک غیر آباد جنگل میں مرو گے اور میری امت میں اس وقت جو سب سے بہتر شخص ہوگا وہ آ کر تم کو دفن کرے گا۔''

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ہاتف سے سوال کیا: ''اے شاہد! تم کون ہو؟ اللہ تم پر رحمت کرے۔'' جواب دیا: ''اے ملت مصطفیٰ کے صالح سردار! میں ایک جن ہوں اور مرحوم و مدفون سرق ہے، اب صرف میں اور سرق دو ایسے جن زندہ تھے جنہوں نے براہِ راست دست نبوت ﷺ پر بیعت کی تھی۔'' اور میں گواہی دیتا ہوں کہ یقیناً میں نے نبی کریم ﷺ یہ فرماتے ہوئے سنا: اے سرق! تم ایک بیابان میں مرو گے اور میری امت کا بہترین شخص تم کو دفن کرے گا۔

﴿بیہقی﴾

غلبہ روم کے بارے میں نبی کریم ﷺ کی پیشگوئی

- اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

الٓمٓ o غُلِبَتِ الرُّوْمُ o فِیْۤ اَدْنَى الْاَرْضِ وَ هُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَیَغْلِبُوْنَ o فِیْ بِضْعِ سِنِیْنَ ؕ۬ لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَ مِنْۢ بَعْدُ ؕ وَ یَوْمَىِٕذٍ یَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ o بِنَصْرِ اللّٰهِ ؕ یَنْصُرُ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَ هُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ o وَعْدَ اللّٰهِ ؕ لَا یُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ o

﴿سورۃ الروم﴾

ترجمہ: ''رومی مغلوب ہوئے پاس کی زمین میں اور اپنی مغلوبی کے بعد عنقریب غالب ہوں گے چند برس میں حکم اللہ ہی کا ہے آگے اور پیچھے اور اس دن ایمان والے خوش ہوں۔ اللہ کی مدد سے مدد کرتا ہے جس کی چاہے اور وہی ہے عزت والا مہربان اللہ کا وعدہ اللہ اپنا وعدہ خلاف نہیں کرتا لیکن بہت لوگ نہیں جانتے۔''

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مسلمان چاہتے تھے کہ اہل روم، اہل فارس پر غالب رہیں، اس لیے کہ رومی اہل کتاب اور فارسی اصنام پرست یا آتش پرست تھے۔ لوگوں نے اس کا ذکر

حضرت ابوبکر ؓ سے کہا اور پھر حضرت ابوبکر ؓ نے نبی کریم ﷺ سے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عنقریب رومی ایرانیوں پر غالب آجائیں گے۔ یہ بات حضرت ابوبکر ؓ نے مشرکین سے کہہ دی۔ مشرکین نے کہا اس بارے میں کوئی مدت متعین کر دو تو حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے پانچ سال کی معیاد مقرر کر دی، جب اس بات کی خبر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو ہوئی تو فرمایا کہ دس سال کی مدت کرنا بہتر ہوتا۔ اس کے بعد رومی ایرانیوں پر نو سال کے اندر غالب ہوئے۔

﴿احمد، بیہقی، ابو نعیم﴾

حضرت قتادہ ؓ سے روایت کی، انہوں نے کہا جب اللہ تعالیٰ نے ان آیتوں کو نازل فرمایا تو مسلمانوں نے اپنے رب کو سچا جانا اور یقین کر لیا کہ عنقریب رومی اہل فارس پر غلبہ پالیں گے چنانچہ مسلمانوں نے مشرکوں سے شرط لگائی اور پانچ اونٹ شرط کے مقرر کرتے پانچ سال کی مدت متعین کر لی۔ مسلمانوں کی شرط کے ضامن حضرت ابوبکر صدیق ؓ اور مشرکوں کی شرط کا ضامن ابی بن خلف ہوا۔ یہ شرط بازی جوئے کے حرام ہونے سے پہلے ہوئے۔

جب معینہ وقت آیا اور رومی فارسیوں پر غالب نہ ہوئے تو مشرکوں نے شرط کے اونٹ مانگے۔ اس کا ذکر صحابہ کرام نے نبی کریم ﷺ سے کیا کہ یہ لوگ اس کا حق نہیں رکھتے تھے کہ دس سال سے کم کی مدت متعین کرتے کیونکہ لفظ بضع تین سے دس سال کے عدد کیلئے ہے لہٰذا اس شرط کو بڑھا دو اور مدت میں اضافہ کر دو تو مسلمانوں نے ایسا ہی کیا اور اللہ تعالیٰ نے نویں برس کے شروع میں رومیوں کو اہل فارس پر غلبہ عطا فرما دیا۔

﴿بیہقی﴾

نبی کریم ﷺ سے مشرکین کا سوالات کے ذریعے امتحان لینا:

حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ مشرکین قریش نے نضر بن حارث، عقبہ بن ابی معیط کو مدینے کے یہودی احبار کے پاس بھیجا۔ انہوں نے ان دونوں کو ہدایت کی کہ ان یہودی عالموں سے نبی کریم ﷺ کے بارے میں دریافت کرو اور جو خوبیاں مشہور ہیں ان کی تحقیق ان سے کرو اور ان کا نقطہ نظر دریافت کرو کیونکہ وہ آسمانی کتاب کے وارث اور علم و فہم میں برتری کے مدعی ہیں چنانچہ نضر اور عقبہ دونوں مدینے پہنچ کر احبار سے ملے۔ اس نے پورے حالات سن کر مشورہ دیا کہ: "اے معزز نمائندگان قریش! میرا مشورہ یہ ہے کہ تم محمد (ﷺ) سے تین سوالات کرو اگر وہ ان کا جواب ٹھیک دیں تو سمجھ لو کہ وہ دعوے میں سچے ہیں اور اگر اس کے برعکس معاملہ ہو تو جان لو کہ ان کا دعویٰ فریب اور جھوٹ ہے۔

- وہ تین سوالات یہ ہیں:

(۱) ان سے پوچھو کہ "پچھلے زمانے میں جو جوان گزرے ہیں ان کا واقعہ کیا ہے؟"

(۲) ان سے دریافت کرو کہ "وہ شخص جو زمین کے مشارق و مغارب کی بہت زیادہ سیر کرتا تھا، اس کی خبر کیا ہے؟"

(۳) ان سے سوال کرو کہ "روح کیا ہے؟"

نضر اور عقبہ دونوں نے مکہ آ کر مشرکوں سے کہا کہ "ہم چند ایسے سوالات محمد (ﷺ) سے کریں گے کہ جن کے صحیح جوابات دینا کسی بھی انسان کیلئے ناممکن ہے اگر خدا کی طرف سے کسی کو واقعی الہام و ہدایت ملتی ہے تو بس ایسے بندۂ برگزیدہ کیلئے ممکن ہے۔ پھر انہوں نے اپنی درماندگی اور مصلحت کی بناء پر عوامی اجتماع میں پوچھنے کی بجائے صرف دانشوروں کے اجتماع میں نبی کریم ﷺ سے یکے بعد دیگرے تینوں سوالات اسی ترتیب سے کیے اور باقاعدہ جوابات مانگے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام اس موقع پر سورۂ کہف لے کر حاضر ہوئے اور نبی کریم ﷺ نے اس علم کی روشنی میں بڑے پر وثوق لہجے میں کافروں کو جواب دیئے:

(۱) فرمایا: عہد قدیم کے وہ جوان "اصحاب کہف" ہیں اور ان کا یہ قصہ ہے۔
(۲) فرمایا: مشارق و مغارب کے سیر کرنے کیلئے "ذوالقرنین" ہیں۔
(۳) فرمایا: "قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ" روح کی حقیقت یہ ہے کہ "وہ امر رب ہے۔"

﴿ ابن اسحاق، بیہقی، ابونعیم ﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: قریش نے یہودیوں سے پوچھا ہمیں ایسے سوالات بتاؤ کہ جو محمد (ﷺ) سے دریافت کریں تو انہوں نے کہا کہ تم روح کے بارے میں ان سے پوچھو، چنانچہ جب انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی:

وَ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ

﴿ سورۂ بنی اسرائیل ﴾

ترجمہ "اور تم سے روح کو پوچھتے ہیں تم فرماؤ روح میرے رب کے حکم سے ایک چیز ہے۔"

﴿ ابونعیم ﴾

حضرت عبداللہ بن سلام سے روایت ہے کہ میں نے احبار یہود سے کہا کہ میرا ارادہ ہے کہ اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تعمیر کردہ مسجد میں جا کر اپنے رب سے نیکوکاری پر قائم رہنے کیلئے عہد و میثاق کروں، وہ مکہ آئے اور نبی کریم ﷺ کے پاس منیٰ میں ملنے کیلئے گئے۔ اس وقت حضور نبی کریم ﷺ کے پاس بہت سے لوگ کھڑے ہوئے تھے، وہ بھی لوگوں کے ساتھ کھڑے ہو گئے۔ نبی کریم ﷺ نے ان کو دیکھ کر فرمایا: "تم عبداللہ بن سلام ہو؟" انہوں نے کہا: "جی ہاں۔"

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "میرے قریب آجاؤ۔" تو وہ نزدیک ہو گئے پھر آپ نے فرمایا: اے عبداللہ! کیا تم توریت آسمانی میں اللہ کے رسول کا ذکر نہیں پاتے؟ حضرت ابن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا: "میرے جواب سے پہلے آپ اپنے رب کی صفت بیان کیجئے جس کی طرف آپ بلاتے ہیں۔ اس وقت نبی کریم ﷺ پر سورۂ اخلاص وحی کی گئی چنانچہ آپ نے کہا:

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ. اَللّٰهُ الصَّمَدُ. لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ. وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ.

﴿ سورۂ اخلاص ﴾

ترجمہ: "تم فرماؤ وہ اللہ ہے وہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے نہ اس کی کوئی اولاد اور نہ وہ

کسی سے پیدا ہوا، اور نہ اس کے جوڑ کا کوئی۔"

یہ کلام سننے کے بعد حضرت ابن سقام رضی اللہ عنہ نے کہا: "اشھد ان لا الٰہ الا اللہ و انک رسول اللہ" اس کے بعد نبی کریم سے رخصت لے کر وہ مدینہ آ گئے لیکن اپنے اسلام کو چھپایا۔ پھر جب نبی کریم ﷺ نے ہجرت فرمائی اور مدینہ طیبہ میں رونق افروز ہوئے تو حضرت ابن سواد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اس وقت کھجور کے درخت پر چڑھا ہوا تھا۔ نبی کریم ﷺ کی تشریف آوری کی خبر سے مجھے وجد آ گیا اور میں درخت سے گر پڑا۔

﴿طبرانی، ابونعیم﴾

مشرکین کی ایذا رسانی کے سلسلہ میں معجزات

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے پوچھا نبی کریم ﷺ کو قریش نے جو تکالیف پہنچائیں ان میں تم نے سب سے اہم چیز کون سی دیکھی؟

انہوں نے کہا کہ میں نے دیکھا قریش کے کچھ سردار حجر اسود کے قریب جمع تھے اور نبی کریم ﷺ نے جو اسلام کی تبلیغ و تحریک شروع فرمائی تھی۔ اس کا تذکرہ کرتے ہوئے کہنے لگے کہ ہم لوگوں نے اس بارے میں جس صبر و برداشت کا مظاہرہ کیا ہے، اس کی مثال نہیں ملے گی۔ محمد (ﷺ) نے ہمارے معزز سرداروں کو بے وقوف، ہمارے اسلاف کو گمراہ اور ہمارے مذہب کو باطل ٹھہرایا، ہماری جمعیت اور قومی اتحاد کو پارہ پارہ کر دیا اور ہمارے معبودوں کو باطل قرار دیا مگر ہم ایسی دیوانگی کی باتوں پر صبر کرتے رہے۔

اتفاقاً اسی وقت نبی کریم ﷺ اس طرف سے گزرے اور حجر اسود کے پاس ٹھہر کر اسکو بوسہ دیا پھر ان لوگوں کے پاس سے گزر کر خانہ کعبہ کا طواف کیا۔ قریش کے سردار یہ گو وہ باتیں آپ ﷺ کو آزار اور تکلیف پہنچانے کیلئے جاری رکھے ہوئے تھے اور آپ ﷺ چشم پوشی فرما رہے تھے۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ راوی حدیث کا کہنا ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے چہرۂ انور سے ناگواری کا اندازہ کیا۔ جب آپ ﷺ طواف کے دوسرے چکر میں ان کے قریب سے گزرے تو پھر آپ نے کوئی ناگوار بات سنی مگر درگزر فرمایا اور طواف جاری رکھا۔ میں نے چہرۂ انور پر نظر ڈالی اور ناگواری کو محسوس کیا۔ تیسرے چکر پر کفار نے جب آوازے کسے تو پھر آپ نے ٹھہر کر فرمایا: اے گروہ قریش! قسم اس ذات کی جو خالق کل ہے یقیناً میں تمہارے پاس خاتمہ لیکر آیا ہوں اور ہر برائی کو ختم کروں گا۔ قریش یہ سن کر دم بخود ہو گئے اور کہنے لگے: اے ابوالقاسم! آپ تمسخر کو سنجیدگی میں نہ لیں اور اس بے وقوفی کو معاف کریں۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کو قریش بہت زیادہ ایذا پہنچاتے تھے پھر روایت مذکورہ بالا کے مانند قریش کے حجر اسود کے قریب بیٹھنے اور نبی کریم ﷺ کے تیسرے طواف پر ٹھہرنے کے بعد یہ فرمانا روایت کیا ہے کہ "اے سرکشان قریش! تم باز نہ آؤ گے جب تک تم لوگوں کو عذاب الٰہی اپنی گرفت میں نہ لے لے۔" یہ سن کر مشرکین لرز گئے جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر کی طرف روانہ ہوئے تو میں آپ ﷺ کے ساتھ رہا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "عثمان! اللہ اپنے دین کو تمام باطل دینوں پر جلد غالب کرنے والا ہے اور وہ وقت آنے والا ہے کہ خدائے واحد کا گھر ان سب لوگوں کے قلب وجگر میں خون زندگی بن کر دوڑے گا۔"

﴿ابونعیم﴾

حضرت خباب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا آپ اس خانہ کعبہ کے سائے میں چادر اوڑھے لیٹے ہوئے تھے۔ میں نے اس وقت دشمنان اسلام کی اذیت کے پیش نظر عرض کیا: "اے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ! آپ ہمارے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا نہیں فرماتے؟" میری یہ بات سن کر نبی کریم ﷺ بیٹھ گئے اور آپ کا چہرہ انور سرخ ہو گیا اور فرمایا: تم سے پہلے لوگ ایسے بھی تھے جن کے جسموں سے لوہے کی کنگھیوں کے ذریعہ ہڈیوں پر سے گوشت نوچا یا چھیلا جاتا مگر یہ تکلیف بھی ان کو اپنے دین اور عقیدہ سے برگشتہ نہ کر سکی اور بعض کے سروں پر آرا چلایا جاتا اور اس کو دو حصوں میں بانٹ دیا جاتا مگر یہ اذیت بھی ان کو ان کے مذہب اور مسلک سے نہ پھیر سکی۔ مجھے اپنے رب سے امید ہے کہ وہ اس دین کو اس طرح نافذ اور کلی طور پر نافذ فرما دے گا کہ ایک شخص صنعاء سے حضر موت تک سوار ہو کر چلے گا اور اس کو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا ڈر نہیں ہوگا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ ابوجہل اور ابوسفیان کے سامنے سے گزرے۔ ابوجہل نے کہا: اے بنی عبد شمس یہ تمہارا نبی ہے۔ اس پر ابوسفیان نے کہا: تعجب ہوتا اگر ہم میں سے کوئی نبی ہوتا۔ ابوجہل نے کہا تعجب تو اس پر ہے کہ بڈھے داداؤں کے درمیان ایک بچے نے نبوت کا اعلان کیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ان دونوں کی باتیں سن لیں اور فرمایا: اے ابوسفیان! اس لیے تم نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر غصہ اور غضب کا اظہار نہیں کیا لیکن تم نے اپنے اصل کی حمایت کی ہے اور اے ابوالحکم! سن لے خدا کی قسم! تو ہنسے گا بہت کم لیکن روئے گا بہت زیادہ۔

﴿حاکم﴾

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو مبعوث فرمایا اور مکہ میں نبوت کا اعلان کیا، اسی زمانہ میں میرا شام جانا ہوا جب میں بصریٰ پہنچا تو میرے پاس نصاریٰ کی ایک جماعت آئی اور مجھ سے پوچھا کیا تم حرم سے آئے ہو؟ میں نے کہا: ہاں! پھر انہوں

نے پوچھا تم اس مدعی نبوت کو جانتے ہو جو تمہارے علاقہ میں ظاہر ہوا ہے؟ میں نے جواب دیا کہ ہاں اچھی طرح، اس کے بعد وہ مجھ کو اپنے معبد میں لے گئے، اس میں مجسمے اور تصویریں تھیں، تھوڑا توقف کرنے کے بعد انہوں نے پوچھا:

آپ نے ان تصاویر کو بہت دلچسپی سے دیکھا کیا ان میں اس مدعی نبوت کی تصویر ہے؟ میں نے کہا: نہیں، پھر وہ مجھے ایک دوسرے بڑے دیر میں لے گئے، یہاں کثیر تعداد میں تصویریں تھیں۔ میں نے ان تصویروں سے بھی تفریح اور دلچسپی لی، میری نگاہ ایک طرف سے سامنے کی تصویروں پر پڑتی ہوئی آگے کی تصویروں کیلئے بڑھ رہی تھی کہ میری نظر یکبارگی ایک چبوترہ کی شبیہ پر پڑی، اس پر رسول اللہ ﷺ کی شبیہ تھی، اس سے نظر ابھی ہٹی تھی کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شبیہ پر جا ٹھہری۔ معبد کے عابدوں نے پوچھا کیا صاحب شبیہ کو پہچانتے ہو؟

میں نے کہا ہاں انہوں نے پوچھا: کیا وہ نبی یہ ہیں؟ (انہوں نے نبی کریم ﷺ کی شبیہ کی طرف اشارہ کیا۔) میں نے جواب دیا: "جی ہاں یہی ہیں۔" انہوں نے کہا: "کیا تم ان کو پہچانتے ہو؟" (دوسرے چبوترے والی تصویر کی طرف اشارہ کر کے کہا) میں نے جواب دیا "پہچانتا ہوں۔" انہوں نے کہا: "تم گواہ رہو یہ ان کے صحابی ہیں اور یہی نبی ﷺ کے خلیفہ اول ہوں گے۔"

﴿بخاری، ابونعیم، بیہقی﴾

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں قریش کی سنگ دلی اور ایذا رسانی کو نہایت ہی برا سمجھتا تھا، جب ان مشرکین کے بارے میں یہ یقین کر لیا گیا کہ وہ کسی صورت بھی آپ کے مقصد (اقامت دین) اور آپ کی ذات کو برداشت کرنے کیلئے تیار نہیں ہیں اور حضور نبی کریم ﷺ کو قتل کرنے کے منصوبے بار بار بنا رہے ہیں تو میں اس دیر کے راہب کے پاس گیا جس کو میں نیک، خدا رسیدہ اور ایک واقف علم و اسرار ذات سمجھتا تھا۔

وہ مجھے اپنے سردار کے پاس لے گیا، اس کے بعد تصویروں کا سارا واقعہ بیان کیا۔ کہتے ہیں کہ جب میں نے نبی کریم ﷺ کی شبیہ دیکھی تو میں نے کہا کہ اس شبیہ سے زیادہ مشابہ کسی اور تصویر کو میں نے نہیں دیکھا۔ اس راہب نے مجھ سے کہا کہ کیا تم ڈرتے ہو کہ کہیں قریش انہیں قتل کر دیں گے؟ میں نے کہا ہاں: میرا خیال یہی ہے۔ ممکن ہے کہ انہوں نے قتل بھی کر دیا ہو۔ راہب نے کہا، خدا کی قسم! وہ لوگ ان کو قتل نہیں کر سکیں گے البتہ وہی لوگ قتل ہوں گے جن کے قتل کا ارادہ وہ نبی فرمائیں گے۔

﴿طبرانی، ابونعیم﴾

قریش کی سب و شتم اور مذمت خود ان پر پلٹی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم تعجب کرو گے کہ اللہ تعالیٰ نے قریش کی گالیوں اور ان کی لعنت کو میری مذمت اور ان کی تادیب کیلئے خود ان کی ذات کی طرف لوٹا دیا ہے۔ وہ مجھ کو "مذمم" کہہ کر گالیاں دیتے ہیں۔

دریں حالیکہ میں تو اللہ کی رحمت سے "محمد (ﷺ)" ہوں۔

﴿بخاری﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا:

"اِنَّا کَفَیْنٰکَ الْمُسْتَهْزِئِیْنَ"

﴿سورۃ الحجر﴾

ترجمہ: "بے شک ان ہنسنے والوں پر ہم تمہیں کفایت کرتے ہیں۔"

کی تفسیر میں بیان کیا کہ ولید بن مغیرہ، اسود ابن عبد یغوث، اسود بن مطلب، حارث بن عیطل سہمی، عاص بن وائل وغیرہ کفار قریش استہزاء کرتے تھے۔ جب حضرت جبرئیل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کے پاس آئے تو نبی کریم ﷺ نے ان کافروں کے استہزاء کا تذکرہ ان سے کیا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ولید کو سامنے کر کے اس کی شہ رگ کی طرف اشارہ کر کے دکھایا۔ نبی کریم ﷺ نے کہا: آپ نے یہ کیا کیا؟ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا میں نے تدارک کر دیا۔ پھر اسود ابن مطلب کی آنکھ کی طرف اشارہ کر کے دکھایا۔ نبی کریم ﷺ نے اس کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا: میں نے اس کا تدارک کر دیا۔ اس کے بعد اسود بن یغوث کے سر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے دکھایا۔ نبی کریم ﷺ نے پوچھا: تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے جواب دیا: میں نے اس کا تدارک کر دیا۔

بعد ازاں حارث کو اس کے پیٹ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے دکھایا۔ نبی کریم ﷺ کے پوچھنے پر جواب دیا۔ میں نے اس کا تدارک کر دیا۔ پھر عاص گزرا اور اس کے پیر کے تلوے کی طرف اشارہ کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے پوچھا آپ نے کیا کیا؟ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے جواب دیا: میں نے تدارک کر دیا۔

کچھ زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ ولید اتفاقاً ایک خزاعی شخص کا تیر گردن پر لگنے سے مر گیا اور اسود مرہ کے درخت سے اترا اور "بیری کا درخت کا کانٹا گھسا" کہتے کہتے اپنی آنکھ اور اس کی بینائی کھو بیٹھا۔ اسود بن یغوث دماغ کے اندر پھوڑا نکلنے سے مر گیا۔ حارث پیٹ میں پانی اتر آنے سے مرا اور عاص کا انجام یہ ہوا کہ وہ گدھے پر سوار ہو کر طائف گیا۔ اثنائے راہ میں اترا شبرق کا کانٹا پیر کے تلوے میں گھسا جس کی وجہ سے بیمار ہو کر مر گیا۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بہ کثرت اسناد ہوتی جاتی ہیں اور جن کو میں نے "تفسیر مسند" میں ذکر کیا ہے۔

﴿دلائل ابو نعیم﴾

ابولہب کا لہب بیٹا واصلِ جہنم:

ابو عقرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لہب بن ابولہب نبی کریم ﷺ کے ساتھ بدگوئی کرتا تھا۔ ایک روز آپ کے سامنے استہزاء کرتا ہوا آیا تو نبی کریم ﷺ نے بددعا کی کہ "اَللّٰھُمَّ سَلِّطْ عَلَیْهِ کَلْبَکَ" اے اللہ! اس پر اپنے کسی کتے کو مسلط کر دے۔

راوی نے کہا: ابولہب ملک شام سے کپڑوں کی تجارت کرتا تھا اور اپنے بیٹے لہب کو ساتھیوں اور وکیلوں کے ساتھ بھیجا کرتا۔ وہ کہتا: میں اپنے بیٹے کے بارے میں محمد (ﷺ) کی بددعا سے ڈرتا ہوں۔ وہ انہیں خوب تاکید کرتا کہ جب تم کسی منزل پر پڑاؤ کرو تو منزل کی دیواروں سے چھپا کر کپڑے کے تھانوں اور اپنے سامان سے اسے چھپا دیا کرنا، مگر ایک روز کوئی درندہ آیا اور اس نے اسے پھاڑ کر پھاڑ ڈالا۔ ابولہب کو جب اس کی خبر ملی تو اس نے کہا: میں تم سے نہیں کہا کرتا تھا کہ میں اس کے بارے میں محمد (ﷺ) کی بددعا سے ڈرا کرتا ہوں۔

﴿ابن ابی حاتم﴾

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عتبہ بن ابولہب نے نبی کریم ﷺ پر زیادتی کی، اس موقع پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں اللہ سے درخواست کرتا ہوں کہ اس پر کوئی کتا مسلط کر دے تو وہ قریش کی ایک جماعت کے ساتھ گیا۔ یہاں تک کہ شام کے ایک مکان میں رات کو ٹھہرے جس کا نام زرقاء تھا تو ایک شیر نے چکر لگایا اور عتبہ کو پکڑ لیا وہ چیختا رہا کہ ہائے ستیاناس جائے یہ شیر ہے خدا کی قسم! یہ مجھے کھا جائے گا؟ جیسا کہ محمد (ﷺ) نے میرے لیے بددعا کی تھی اور محمد (ﷺ) نے مکہ مکرمہ میں رہتے ہوئے مجھے قتل کر دیا پھر وہ شیر لوگوں کے سامنے اس پر جھپٹا اور اس کا سر دبوچ لیا اور چبا ڈالا۔

﴿ابن عساکر﴾

✿ محمد بن کعب قرظی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے اس میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اس بارے میں یہ اشعار کہے ہیں:

سائل بني الأشقر إن جئتهم … ما كان أنباء أبي واسع
لا وسع الله له قبره … بل ضيق الله على القاطع
رحم نبي جده ثابت … يدعو إلى نور له ساطع
أسبل بالحجر لتكذيبه … دون قريش نهزة القادع
فاستوجب الدعوة منه بما … بين للناظر والسامع
أن سلط الله بها كلبه … يمشي الهوينا مشية الخادع
حتى أتاه وسط أصحابه … وقد علتهم سنة الهاجع
فالتقم الرأس بيافوخه … والنحر منه فغرة الجائع

ترجمہ: ”اگر بنی اشقر کے پاس تمہارا جانا ہو تو ان سے پوچھو کہ ابی واسع کے بیٹوں کا کیا قصہ ہے؟ اللہ تعالیٰ ابو واسع کی قبر کو کشادہ نہ کرے بلکہ اللہ تعالیٰ ایسے کاٹنے والے پر تنگ کر دے جس نے ایسے نبی کے ساتھ قطع رحمی کی جس کی کوشش ثابت ہے اور وہ ایسے نور کی دعوت دیتا ہے جو چمکنے والا ہے۔ حجر اسود کے پاس ابو واسع نے قریش کی موجودگی میں نبی کریم ﷺ کی موجودگی میں ان کو جھٹلانے کیلئے زبان درازی کی۔ تو نبی کریم ﷺ کیلئے اس پر اسکی بددعا لازم ہوئی جو کہ دیکھنے والے اور سننے والے کیلئے

خواب واضح ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ جو راستے پر اپنا ایک کتا مسلط کر دے جو آ دبوچے جب وہ کسی جانب چلتا ہو۔ یہاں تک کہ وہ درندہ اس کے ساتھیوں کے بیچ میں آیا اور ان پر گہری نیند مسلط تھی۔ تو اس درندہ نے اس کے سر کا لوا اور گردن کو بھوکے شیر کی مانند منہ کھول کر چبا ڈالا۔"

﴿ابن اسحاق، بیہقی﴾

حضرت طاؤس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے سورۃ "والنجم اذا هوی" تلاوت کی تو عتبہ بن ابولہب نے کہا: میں نجم کے رب سے کفر کرتا ہوں۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تجھ پر کتا مسلط کرے۔ کچھ عرصہ بعد وہ کچھ ساتھیوں کے ساتھ شام کے سفر پر روانہ ہوا۔ شام کو شیر کے دھاڑنے کی آواز آ گئی، سب مسافروں نے حصار میں سامان لگا کر بستر بچھائے اور سو گئے، شیر آگیا اور چند مسافروں کو سونگھ کر بڑھتا گیا حتیٰ کہ عتبہ کو سونگھا اور پھر چبا ڈالا۔ اور وہ آخری دم تک یہی کہتا رہا کہ میں نہ کہتا تھا کہ محمد ﷺ لوگوں میں سب سے زیادہ صادق ہیں اور یہی کہتے کہتے مر گیا۔

﴿ابو نعیم﴾

نبی کریم ﷺ کی قحط کے زمانہ میں باران رحمت کیلئے دعائیں:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب نبی کریم ﷺ نے قریش کو اسلام سے انکار کرتے دیکھا تو دعا کی کہ الٰہی! حضرت یوسف علیہ السلام کے سات سالوں کی مانند میری سات سے مدد فرما، تو ان کو قحط نے گھیر لیا یہاں تک کہ انہوں نے مردار، کھالوں اور ہڈیوں تک کو کھایا۔ اس وقت ابوسفیان اور کچھ لوگ آئے انہوں نے کہا اے محمد (ﷺ)! آپ کہتے ہیں کہ آپ کو رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے حالانکہ آپ کی قوم ہلاک ہو رہی ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ سے ان کی کیلئے دعا کیجئے تو نبی کریم ﷺ نے بارش کیلئے دعا کی اور بارش ہوئی یہاں تک کہ سات دن تک مسلسل بارش ہوتی رہی۔ اس مسلسل بارش سے تنگ آ کر انہوں نے بارش کی زیادتی کی شکایت نبی کریم ﷺ سے کی تو نبی کریم ﷺ نے یہ دعا مانگی کہ "اللّٰھُمَّ حَوَالَیْنَا وَلَا عَلَیْنَا" (ترجمہ: الٰہی! ہمارے چاروں طرف بارش ہو اور ہمارے اوپر نہ ہو۔") چنانچہ اسی وقت بادل نبی کریم ﷺ کے سر اقدس سے چھٹ گیا اور اطراف میں بارش ہوتی رہی۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوسفیان نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور کہا: اے محمد (ﷺ)! میں اللہ تعالیٰ کا اور قرابت کا واسطہ دیتا ہوں کہ رحم فرمائیے۔ آج قریش کی بدحالی کا تو عالم یہ ہے کہ انہوں نے چمڑا اور چھال شدت بھوک میں کھانا شروع کر دیا ہے۔ اس حالت کو قرآن اس طرح بیان کرتا ہے۔

وَلَقَدْ اَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوْا لِرَبِّهِمْ وَمَا يَتَضَرَّعُوْنَ

ترجمہ: "اور بے شک ہم نے انہیں عذاب میں پکڑا تو نہ وہ اپنے رب کے حضور میں جھکے اور نہ گڑگڑاتے ہیں۔"

بہرحال نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے ان کیلئے درخواست کی تو ان سے یہ عذاب دور ہوا۔

﴿نسائی، حاکم، بیہقی﴾

نابینا عورت کی بینائی لوٹ آنے کا عجیب واقعہ:

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایسے سات غلاموں کو خرید کر آزاد کیا کہ جن کے مالک ان کے توحید پرست اور مرید رسالت ہونے کی بناء پر سخت ترین عذاب اور وحشت ناک تکلیفیں پہنچاتے رہتے تھے۔ ان میں سے ایک عورت زنیرہ تھی۔

حتیٰ کہ ان بے چاری کی بینائی شدت عذاب سے زائل ہو چکی تھی اور مرتد ہی تھا کہ مشرکین کہتے کہ اس بدبخت کی بصارت لات و عزیٰ نے چھین لی ہے۔ وہ خاتون اپنے خدائے واحد و کارساز حقیقی سے دعا کرتیں تو ان کے مہربان خدا نے ان کی دعا سن لی اور ان کی بینائی لوٹ آئی۔

﴿بیہقی﴾

نجاشی کے دربار میں عظمت مصطفیٰ ﷺ کا اظہار:

حضرت موسیٰ بن عقبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب حضرت جعفر ابی طالب رضی اللہ عنہ مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ اپنے دین کی خاطر پناہ لینے حبشہ کی طرف گئے اور قریش نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اور عمارہ بن ولید بن مغیرہ کو بھیجا اور وفد کے ساتھ نجاشی کیلئے تحفہ میں ایک عربی گھوڑا اور دیبا کا بنا ہوا شاہی طرز کا جبہ اور دوسرے مقربین شاہ کیلئے بھی تحائف بھیجے تو نجاشی نے تحائف قبول کیے اور عمرو کو شرف باریابی بخشا۔

عمرو نے کہا: اے محترم بادشاہ! ہمارے علاقے سے کچھ لوگ جو نہ آپ کے دین پر ہیں اور نہ ہمارے دین پر، آپ کی سرزمین میں آگئے ہیں، ہماری درخواست ہے کہ ان لوگوں کو ہمارے حوالے فرما دیا جائے۔ یہ لوگ اس شخص کے فرمانبردار ہیں جس نے ہمارے ہی درمیان سے اٹھ کر دعویٰ نبوت کیا ہے۔ یہ اپنی جس نیا دین لا کر پھیلا رہا ہے ان میں سے چند یہ ہیں: ''وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ''ابن اللہ'' نہیں مانتے۔ وہ کسی بادشاہ کا احترام اور عظمت نہیں کرتے نہ حکم مانتے ہیں نہ سجدہ کرتے ہیں۔''

نجاشی نے مہاجرین عرب مسلمانوں کو بلوایا۔ جب حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اور دوسرے مسلمان دربار شاہی میں پہنچے تو وہاں کے روایتی آداب کو نظر انداز کر کے مسلمانوں کی طرح السلام علیکم کہہ کر بیٹھ گئے۔ اس طرز عمل پر توجہ دلاتے ہوئے عمرو اور عمارہ نے یک زبان ہو کر کہا:

''اے محترم اور صاحب عظمت بادشاہ! یہ وہی صورتحال ہے جس کی طرف ہم پہلے اشارہ کر چکے ہیں۔'' نجاشی نے مسلمان وفد سے کہا: ''اے عرب مہمانو! کیا تم لوگ بتاؤ گے کہ ہماری تعظیم کس وجہ سے نہیں کی گئی اور مجھے بتاؤ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں تمہارے خیالات کیا ہیں؟ اور تم لوگوں کا دین اور عقیدہ کیا ہے؟ کیا تم نصرانیت سے تعلق رکھتے ہو؟'' انہوں نے جواب دیا: ''ہم نصاریٰ یا عیسائیوں سے تعلق نہیں رکھتے۔'' نجاشی نے دریافت کیا: ''تو کیا تم یہودیت سے متعلق ہو؟''

مسلمانوں نے جواب دیا: ''ہم تو یہودی نہیں ہیں۔'' نجاشی نے پھر سوال کیا: ''تم عرب قوم کی

طرح بت پرست ہو؟" حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: "ہم بت پرستی کی تو مخالفت کرتے ہیں۔" نجاشی نے پوچھا: "تو پھر تمہارا دین و مذہب کیا ہے؟" حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: "ہمارا دین اسلام ہے۔" نجاشی نے سوال کیا: "اسلام کیا ہے؟" حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: "اللہ کی توحید کا اقرار اور دل سے اعتراف اور حضرت محمد (ﷺ) کی رسالت و بعثت کو قبول کر کے ان کی فرمانبرداری میں خود کو دے دینا۔" نجاشی نے پھر پوچھا: "یہ علم تمہیں کیسے ملا؟" حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا:

"اس کو ایک نبی جو شریف خاندان کا ایک عرب ہے لے کر آیا۔ وہ مثل انبیاء سابقین کے مبعوث ہوئے اور ان پر احکام و الہام اور وحی اللہ تعالیٰ کا امین فرشتہ لے کر آیا ہے۔ وہ ہم کو والدین کے ساتھ حسن سلوک، راست گوئی، وفائے عہد اور ادائے امانت کا حکم دیتے ہیں اور بتوں کی پرستش سے ہمیں منع کرتے ہیں اور اللہ وحدہٗ لاشریک کی عبادت کا حکم دیتے ہیں۔ ان کی تعلیم ہم نے اس وجہ سے پسند کی کہ ہمارے قلب نے اس کی تصدیق کی۔ قرآن مجید کو ہم نے اس کے اعجاز اور امتیاز کی وجہ سے کلام الٰہی جانا اور اس پر عمل کیا تو ہماری قوم دشمن ہوگئی اور نبی صادق ﷺ کو انہوں نے اذیت پہنچائی۔ ان کے دشمن ہوگئے اور قتل کرنے کے منصوبے بنائے گئے، ہم وطن میں رہ کر مدافعت نہ کر سکتے تھے۔ اس لیے جانیں بچا کر دین کی خاطر آپ کے ہاں پناہ لینے آئے ہیں۔"

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی یہ مختصر تقریر سننے کے بعد نجاشی نے کہا: "اگر واقعی یہ حالات ہیں تو ان کا ظہور اسی مرکز نور سے ہوا ہے جس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا ظہور ہوا تھا۔"

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے مزید فرمایا: "رہا تعظیم کرنے کا سوال تو اس کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے ہمیں تعلیم دی ہے کہ اہل جنت کی تحیت یعنی تعظیم "السلام" ہے۔ اور سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں جناب نے ہمارے خیالات دریافت فرمائے ہیں تو اس بارے میں ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ وہ اللہ کے بندے، اس کے رسول اور اس کا وہ کلمہ ہیں جو حضرت مریم رضی اللہ عنہا کی طرف القاء کیا گیا اور اس کی روح ہیں اور وہ پاک عذری بتول کے فرزند ہیں۔"

یہ تقریر سننے کے بعد نجاشی نے اپنے ہاتھ کو اوپر اٹھایا، اس میں ایک تنکا تھا اور کہا تمہارے بیان میں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حقیقت میں اس تنکے کے برابر بھی فرق نہیں ہے۔ اس کے بعد حکم دیا کہ مشرکین عرب کے تمام وفد کو ان کے تحفے واپس کر دو اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں سے کہا: آپ حضرات یہاں اطمینان سے رہیں اور ارکان سلطنت کو ان کے آرام و آسائش کی ہدایت کی اور دربار سے رخصت ہونے کی اجازت دی۔

﴿سبق﴾

مسلمانوں کا مقاطعہ اور بنی ہاشم کا شعب ابو طالب میں پناہ لینا:

موسیٰ بن عقبہ زہری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: مشرکین مکہ مسلمانوں کی ایذا رسانی میں بڑی شدت برت رہے تھے اور یہ شدت اس وقت اور بھی زیادہ ہوگئی جب قریش کا وفد حبشہ سے ناکام

لوٹا اور نجاشی نے مسلمانوں کو حبشہ میں امن وامان اور پورے احترام کے ساتھ رہنے کی اجازت دیدی۔

زہری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں مشرکین مکہ نے جلسہ عام میں طے کیا کہ بنو ہاشم جب تک محمد ﷺ کو ہمارے سپرد نہ کر دیں، اس وقت تک ان سے کوئی تعلق نہ رکھے، نہ کوئی ان سے رشتہ کرے اور نہ میل جول رکھے نہ خرید وفروخت جائز رکھے، اس قرارداد کو عہد نامہ کی شکل دے دی گئی اور کتابت کر کے کبار قریش کے دستخط ہونے کے بعد خانہ کعبہ کی دہلیز پر آویزاں کر دیا گیا۔ ابولہب کے سوا جو اس مرحلہ پر بنو ہاشم سے کٹ کر مخالفین سے مل گیا تھا۔ باقی تمام بنو ہاشم اور مسلمان ناچار ومجبور ہو کر پہاڑ کے ایک درہ میں جس کا نام "شعب ابوطالب" ہے، چلے گئے اور وہیں پر ماہ کی قدر راتوں کو جھیلا اور جان سوز تکلیفوں کو برداشت کیا جن کو سن کر پتہ پانی ہو جاتا ہے، کھانے کو جب کچھ نہیں ملتا تو درختوں کی پتیاں، چھال اور جانوروں کا خشک چمڑہ ابال کر کھا لیتے۔ ان لوگوں میں عورتیں، مرد، بچے اور بوڑھے بیمار سب ہی شامل تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ شدید صبر آزما اور حوصلہ شکن حالات میں بھی شب و روز دعوت وتبلیغ اسلام میں مصروف رہتے۔

آخر ہشام بن عمرو اور زہیر بن ابی امیہ وغیرہ سرداران قریش کو بنو ہاشم کی حالت زار پر ترس آ گیا۔ وہ خانہ کعبہ پہنچے اور ابوجہل کی مخالفت کے باوجود اس عہد نامہ کو چاک کر ڈالا، بنو ہاشم تین سال تک شعب ابوطالب میں رہنے کے بعد پھر اپنے اپنے گھروں کو لوٹ آئے۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی روایتوں میں تفصیل دیتے ہوئے یہ بھی لکھا ہے کہ عہد نامہ کی عبارت کرم خوردہ (دیمک والی) ہو گئی تھی اور عہد نامہ کے محرر منصور بن عکرمہ کا ہاتھ شل ہو گیا تھا۔ حضرت عثمان بن ابی سلیمان بن جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس معاہدہ کا لکھنے والا منصور بن عکرمہ عبدری تھا، اس کا ہاتھ جب شل ہو گیا تو قریش اس کے ہاتھ کو دیکھ کر آپس میں کہا کرتے تھے کہ ہم نے بھتیجا بنی ہاشم کے ساتھ ظلم کیا ہے۔ دیکھو منصور بن عکرمہ کو کیا دکھ پہنچا ہے۔

﴿ابونعیم﴾

زبیر بن بکار رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ابوطالب نے ترک موالات کے سلسلے میں جو اشعار کہے ان میں سے ایک یہ ہے:

الم یا تکم ان الصحیفۃ مزقت

و ان کل ما لم یرضہ اللہ یفسد

ترجمہ: "کیا تم کو خبر نہیں کہ وہ عہد نامہ ضائع ہو گیا، بے شک جس چیز سے اللہ تعالیٰ راضی نہ ہو وہ نیست و نابود ہو جاتی ہے۔"

﴿ابن عساکر﴾

معراج مصطفیٰ ﷺ

- اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا
الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّہٗ ہُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ۝

﴿سورۃ بنی اسرائیل﴾

ترجمہ: "پاک ہے اسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جس کے گرد اگرد ہم نے برکت رکھی کہ ہم اسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں، بے شک وہ سنتا دیکھتا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا براق لایا گیا جو سفید گدھے سے اونچا اور خچر سے تھوڑا چھوٹا ایک چوپایہ تھا۔ میں اس پر سوار ہوا اور بیت المقدس آیا، دو رکعت نماز پڑھی۔ میں مسجد اقصیٰ سے باہر آیا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے دو پیالے پیش کیے، ایک شربت کا اور دوسرا دودھ کا۔ میں نے دودھ کو پسند کیا۔ اس کے بعد ہم آسمان دنیا کی طرف پہنچے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے دستک دی، کہا کون ہے؟ کہا جبرئیل علیہ السلام، پوچھا تمہارے ساتھ کون ہے؟ انہوں نے جواب دیا حضرت محمد ﷺ۔ پوچھا: کیا ان کی طرف کوئی بھیجا گیا ہے؟ کہا: ہاں ان کی طرف بھیجا گیا ہے تو ہمارے لیے دروازہ کھل گیا، وہاں میں نے حضرت آدم علیہ السلام کو دیکھا انہوں نے مجھے مرحبا کہا اور دعائے خیر دی۔

اس کے بعد ہم دوسرے آسمان پر پہنچے اور یہاں پر بھی آسمان اول کی طرح حضرت جبرئیل علیہ السلام سے سوال و جواب ہوئے پھر دروازہ کھل گیا، وہاں میں نے دو خالہ زاد بھائیوں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کو دیکھا، انہوں نے مجھے مرحبا کہا اور دعائے خیر دی۔ اس کے بعد ہم چوتھے آسمان پر پہنچے اور یہاں پر بھی حضرت جبرئیل علیہ السلام سے سوال و جواب کے بعد دروازہ کھول گیا، میں نے وہاں حضرت ادریس علیہ السلام کو دیکھا۔ انہوں نے مرحبا کہا اور دعائے خیر دی۔

اس کے بعد ہم پانچویں آسمان پر پہنچے اور یہاں پر بھی حضرت جبرئیل علیہ السلام سے سوال و جواب کے بعد دروازہ کھل گیا۔ میں نے وہاں حضرت ہارون علیہ السلام کو دیکھا۔ انہوں نے مرحبا کہا اور مجھ کو دعائے خیر دی۔

اس کے بعد ہم چھٹے آسمان پر پہنچے اور یہاں بھی حضرت جبرئیل علیہ السلام سے سوال و جواب کے بعد دروازہ کھل گیا۔ میں نے وہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا انہوں نے مرحبا کہا اور پھر مجھ کو دعائے خیر دی۔ اس کے بعد ہم ساتویں آسمان پر پہنچے اور یہاں بھی حضرت جبرئیل علیہ السلام سے سوال و جواب کے بعد دروازہ کھل گیا۔ وہاں میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بیت المعمور سے اپنی پشت لگائے بیٹھا دیکھا۔

پھر مجھے سدرۃ المنتہیٰ لے گئے اور مجھ پر اور میری امت پر ایک رات اور دن میں پچاس نمازیں

فرض کی گئیں۔ پھر میں نیچے آسمان پر اترا اور دوبارہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملا۔ انہوں نے نمازوں کی
فرضیت کے بارے میں پوچھا۔ میں نے کہا پچاس نمازیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اپنے رب کے
حضور واپس جائیے اور اس میں کمی کیلئے عرض کیجئے کیونکہ آپ کی امت اس کی طاقت نہیں رکھتی تو میں حضور
خداوندی میں واپس گیا اور تخفیف نماز کیلئے عرض کی اور بارگاہ کریمی سے پانچ نمازیں کم ہو گئیں۔ میں نے
حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جا کر بتایا۔ انہوں نے کہا: لوگوں کی برداشت کم ہے۔ رب تعالیٰ کے حضور جائیے اور
مزید کمی کیلئے درخواست کیجئے۔ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ میں اسی طرح اپنے رب تعالیٰ کے اور حضرت
موسیٰ علیہ السلام کے درمیان آتا جاتا رہا یہاں تک کہ رب العالمین نے فرمایا: "اے محمد (ﷺ)! ہر دن میں
پانچ نمازیں ہیں اور ہر نماز دس نمازوں کے قائم مقام ہے۔" پھر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس گیا اور
ان کو بتایا تو انہوں نے کہا کہ آپ پھر واپس جائیے اور کمی کیلئے درخواست کیجئے۔ میں نے کہا: اب تو کمی
کیلئے درخواست کرتے ہوئے مجھے حیا آتی ہے۔

﴿مسلم﴾

ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دوسری سند کے ساتھ روایت معراج کو بیان کیا ہے جس میں تقریباً
مذکورہ بالا روایت کے مطابق بیان کرنے کے بعد آخر میں اس قدر مزید ہے: جب نبی کریم ﷺ نیچے
تشریف لائے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا: "آسمانوں پر میری ملاقات جس سے ہوئی اس نے تبسم
و شگفتگی کے ساتھ مرحبا اور خوش آمدید کہا، بجز ایک فرشتہ کے کہ تبسم اور شگفتگی کے آثار اس کے چہرے پر نہ
تھے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے جواب دیا کہ وہ داروغہ جہنم ہے وہ کبھی شگفتہ نہیں ہوا۔

نبی کریم ﷺ نے صبح کو معراج کے واقعات کا ذکر کیا۔ ان واقعات کو سن کر مشرکین حضرت
ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور از راہ استہزاء کہنے لگے: ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! تمہیں اپنے آقا اور سردار کے
بارے میں کچھ خبر ہے؟ وہ کہتے ہیں کہ آج رات کے ایک حصہ میں وہ ایک ماہ کی مسافت تک گئے اور
پھر اپنے مقام پر واپس آ گئے۔" حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: "اگر اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ
نے یہ فرمایا ہے تو پھر اس میں کوئی شک و شبہ نہیں اور یہ آپ ﷺ کی شان سے بعید نہیں۔" پھر مشرکوں نے
نبی کریم ﷺ سے پوچھا جو کچھ آپ فرماتے ہیں اس کی نشانی کیا ہے؟

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "میں قریش کے ایک قافلے پر گزرا جو فلاں مقام پر تھا۔ ان
کے اونٹ ہم سے بدکے اور چکر لگانے لگے۔ ان میں ایک اونٹ ایسا تھا جس پر دو چادریں تھیں، ایک
چادر سیاہ اور ایک چادر سفید وہ گر گیا اور اس کی ٹانگیں ٹوٹ گئیں۔" جب وہ قافلہ آیا تو لوگوں نے اہل
قافلہ سے وہی باتیں کیں جو نبی کریم ﷺ نے بیان فرمائی تھیں اور اس طرح نبی کریم ﷺ کے
ارشادات کی تصدیق ہوگئی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا لقب صدیق رکھا۔ لوگوں نے پوچھا جن
لوگوں سے آپ نے ملاقات کی ہے، کیا ان میں حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی تھے۔ نبی کریم ﷺ نے
فرمایا: ہاں، پوچھ کر ان کی صفت بیان فرمائیے۔ نبی کریم ﷺ نے بتایا: حضرت موسیٰ علیہ السلام کا گندمی

رنگ تھا جیسے ازد عمان کے یمنی باشندوں کا رنگ ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام میانہ قد، لمبے بالوں والے اور رنگ سرخی مائل تھے گویا کہ ان کی داڑھی سے موتی جھڑتے تھے۔

بے عمل خطیب کا برا انجام:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: معراج کے مشاہدات میں سے ایک یہ ہے کہ میں نے دیکھا کہ کچھ لوگوں کے ہونٹوں کو آگ کی قینچیوں سے کاٹا جا رہا تھا اور کٹے ہوئے ہونٹوں کی جگہ دوسرے ہونٹ پیدا ہو جاتے۔ میں نے دریافت کیا یہ کون لوگ ہیں؟ تو مجھے بتایا گیا یہ آپ ﷺ کی امت کے خطیب ہیں جو دوسروں کو تو تبلیغ کرتے تھے مگر خود عمل نہ کرتے جن کی پرائیویٹ اندرونی زندگی اور ان کے معاملات ان کی پبلک زندگی کے اعلیٰ معیار سے مختلف ہوتی ہے جو بداخلاقیوں کو چھپاتے اور تقویٰ اور خوش اخلاقی کا مصنوعی رنگ چڑھا کر دکھاتے ہیں۔

﴿ابن مردویہ﴾

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب وہ رات آئی جس میں مجھے معراج ہوئی تو حضرت جبرئیل علیہ السلام بیت المقدس کے پتھر کے پاس آئے اور انہوں نے اپنی انگلی پتھر میں داخل کی جس سے اس میں سوراخ ہو گیا اور اسی سوراخ سے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے میرے براق کو باندھ دیا۔

﴿ترمذی، حاکم، ابو نعیم، ابن مردویہ 212﴾

قرض دینا صدقہ سے افضل ہے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نے معراج کے مشاہدات میں دروازۂ جنت پر لکھا دیکھا کہ "صدقہ کی جزا اصل سے دس گنا ہے اور قرض دینے والے کو رقم قرض سے اٹھارہ گنا زیادہ ثواب ملے گا۔" میں نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ کیا وجہ ہے؟ قرض، صدقہ سے افضل ہے۔ انہوں نے فرمایا: اس لیے کہ سائل سوال کرتا ہے اور اس کے پاس موجود ہوتا ہے اور قرض کا طالب اسی وقت قرض مانگتا ہے جب اسے سخت ضرورت لاحق ہوتی ہے۔

﴿ابن ماجہ، حکیم ترمذی، نوادر الاصول، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ﴾

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی روایات معراج:

عبید بن عمیر رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس رات مجھے معراج ہوئی تو میں نے جنت کو دور ہی سے دیکھا۔ میں نے کہا: "اے جبرئیل علیہ السلام! لوگ مجھ سے جنت کے بارے میں پوچھیں گے؟" حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا: "آپ سوال کرنے والوں کو بتا دیں کہ جنت کی سطح ہموار اور وسیع ہے اور اس کی مٹی مشک ہے۔"

حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم

ﷺ نے فرمایا: میں نے شب معراج میں پاکیزہ ترین خوشبو پا کر حضرت جبرئیل علیہ السلام سے دریافت کیا، کہ یہ کیسی خوشبو ہے؟ انھوں نے فرمایا: یہ ایک کنگھی کرنے والی کی اور اس کے شوہر اور بچی کی خوشبو ہے جس کا پس منظر یہ ہے کہ عورت ایک روز فرعون کی بیٹی کے کنگھی کرنے بیٹھی تو اس کے ہاتھ سے کنگھی گر پڑی، اس نے اس کو اٹھاتے ہوئے کہہ دیا کہ فرعون ہلاک ہو جائے۔ بچی نے اس کی شکایت اپنے باپ فرعون سے کر دی، جس پر اس نے مشاطہ کو قتل کرا دیا تھا۔

﴿ابن مردویہ﴾

بیت المقدس آنکھوں کے سامنے:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب مجھے بیت المقدس کی سیر کرائی گئی اور مشرکین کو معلوم ہوا تو وہ اعتراض کرنے اور مذاق اڑانے کے خیال سے آئے اور مجھ سے بیت المقدس کی نشانیاں دریافت کرنے لگے۔ میں اس وقت حجر اسود کے پاس کھڑا ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے بیت المقدس کو میرے سامنے کر دیا اور میں اس کو دیکھ دیکھ کر مشرکین مکہ کے سوالات کے جوابات جزئیات اور تفصیلات کے ساتھ دیتا رہا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: شب معراج جب میں ملاء اعلیٰ پہنچا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام کی خشیت الٰہی سے ایسی حالت ہو گئی کہ گویا ان میں کوئی حس و حرکت ہی نہیں ہے۔

﴿ابن مردویہ، طبرانی اوسط﴾

جنت و دوزخ کی سیر:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ براق پر ہی سوار رہے کہ آپ ﷺ کیلئے آسمانوں کے دروازے کھلے پھر آپ نے دوزخ اور عالم بالا کے مذکورہ قرآن تمام حقائق کو دیکھا پھر واپس تشریف لائے۔ ابن مردویہ وغیرہ کے الفاظ یہ ہیں:

"آپ کو آسمانوں کی (مابعد الطبعی) تمام اشیاء اور مقامات اور زمین کی تمام (طبعی مادی) اشیاء اور مقامات کی سیر کرائی گئی۔"

﴿بیہقی، احمد، ابن ابی شیبہ، ترمذی، حاکم، نسائی، ابن جریر، ابن مردویہ﴾

سود خواروں کا برا انجام:

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: شب معراج آسمانی مشاہدات کے سلسلے میں ایک شخص کو آتش سیال کی نہر میں غوطے لگاتے اور پتھر نگلتے دیکھا۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے جو اس دردناک عذاب میں مبتلا ہے؟ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے جواب دیا: یہ سودی کاروبار کرنے والا ہے۔

﴿ابن مردویہ﴾

نبی کریم ﷺ کا اسم گرامی عرش پر تحریر تھا:

حضرت انس ؓ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ شب معراج میں نے سماوات علیٰ میں تسبیح کی آوازیں سنی تو میرا دل لرزنے لگا۔ جبرئیل علیہ السلام نے اس وقت مجھ سے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! خوف نہ کھائیے۔ جناب آپ کا نام عرش پر "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" لکھا ہوا ہے۔

﴿ابن عساکر﴾

حلیہ براق:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے براق کے بارے میں پوچھا گیا کہ وہ کیا شے تھی اور کس نوع کی سواری تھی؟ آپ ﷺ نے بتایا کہ وہ شکل چوپائے کے تھا طویل القامت اور سفید رنگ اور اس کے قدموں کے درمیان حد نظر تک فاصلہ تھا۔

﴿ابن عساکر﴾

شب معراج صخرہ کا شق ہونا:

حضرت بریدہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس رات مجھے معراج ہوئی۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام اس صخرہ کے پاس آئے جو بیت المقدس میں ہے اور اپنی انگلی اس صخرہ پر رکھی اور اس کو شق کر دیا اور پھر اس سے براق کو باندھا۔

﴿ترمذی، حاکم، ابونعیم، ابن مردویہ، بزار﴾

شب معراج نبی کریم ﷺ نے دودھ پسند فرمایا:

حضرت صہیب ؓ سے روایت ہے کہ جس رات میں نبی کریم ﷺ کو معراج ہوئی تو آپ کے سامنے پانی، شراب اور دودھ کے پیالے پیش کیے گئے تو آپ نے ان میں سے دودھ کا پیالہ لے لیا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا: آپ ﷺ نے راہ راست اختیار فرمائی اور طریقہ فطرت کو پسند فرمایا۔ دودھ ہر جاندار کی اصل اور بہترین غذا ہے۔ اس میں پانی اور غذا دونوں کا امتزاج ہے، یہ گرسنگی اور تشنگی دونوں کا مداوا ہے۔ اگر آپ ﷺ شراب قبول کر لیتے تو آپ کی امت کے بھٹک جانے کا احتمال تھا، وہ ان میں سے ہوتے اور حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اس صحرا کی طرف اشارہ کیا جس میں جہنم تھی جب آپ نے اس طرف نظر کی تو وہ بھڑکتی ہوئی آگ تھی۔

﴿طبرانی، ابن مردویہ﴾

شب معراج اذان بلال ؓ:

حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ جس رات میں نبی کریم ﷺ کو معراج ہوئی اور آپ ﷺ جنت میں داخل ہوئے تو ایک گوشے سے آپ نے دھمک کی آواز سنی دریافت کیا

"اے محترم جبرئیل علیہ السلام! یہ کیسی آواز ہے؟" حضرت جبرئیل علیہ السلام نے جواب دیا "یہ آپ

کے مؤذن حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی آواز ہے۔"

نبی کریم ﷺ جب واپس تشریف لائے تو آپ نے ارشاد فرمایا: بے شک بلال (رضی اللہ عنہ) نے فلاح پائی، میں نے ان کی مقام اعلیٰ میں اذان سنی ہے۔ پھر نبی کریم ﷺ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملے اور انہوں نے آپ کو مرحبا کہا۔ یعنی "مرحبا بالنبی الامی" نبی کریم ﷺ نے فرمایا: حضرت موسیٰ علیہ السلام گندمی رنگ، طویل القامت اور کانوں تک یا اس سے کچھ اونچے لٹکے ہوئے بالوں والے شخص تھے۔ میں نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا یہ کون ہیں؟ انہوں نے بتایا: یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں۔ پھر اور آگے بڑھے اور نبی کریم ﷺ سے ایک جلیل القدر صاحب عظمت و سطوت شخص نے ملاقات کی اور مرحبا کہا: نبی کریم ﷺ نے ان سے سلام و کلام فرمایا اور انہوں نے سلام کا جواب دیا۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے دریافت کیا: یہ کون صاحب ہیں؟" حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا: یہ آپ ﷺ کے جد اعلیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔"

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: پھر میں نے جہنم کا معائنہ کیا اور وہاں لوگوں کو مردار کھاتے دیکھا۔ میں نے پوچھا اے جبرئیل علیہ السلام! یہ کون لوگ ہیں؟ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا: یہ حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کی کونچیں کاٹنے والا شخص ہے اور جب نبی کریم مسجد اقصیٰ پہنچے اور نماز کا ارادہ فرمایا تو تمام انبیاء کرام علیہم السلام کا اجتماع ہوا اور ان سب حضرات نے آپ کے ساتھ نماز پڑھی اور جب واپسی کا ارادہ فرمایا تو آپ کے دائیں اور بائیں جانب سے دو پیالے پیش ہوئے، ایک دودھ کا دوسرا شہد کا۔ آپ نے دودھ کا پیالہ لے لیا اور اسے پی لیا تو پیالہ لے کر آنے والے شخص نے کہا: "اے اللہ کے آخری رسول ﷺ! آپ نے فطرت کو پالیا۔

﴿احمد، ابو نعیم و ابن مردویہ﴾

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا: جس رات میں نبی کریم ﷺ کو بیت المقدس لے جایا گیا اور پھر بفضل و رحمت باری اسی وقت رات میں واپس آئے اور لوگوں سے نبی کریم ﷺ نے اپنے سفر اور بیت المقدس کی نشانیاں اور دوران سفر قافلوں کے حالات بیان کیے جس کے بارے میں کچھ لوگوں نے کہا کہ یہ جو کچھ نبی کریم ﷺ بیان فرما رہے ہیں، ہم اس پر کسی طرح یقین نہیں کر سکتے، وہ لوگ اسی بناء پر مرتد و کافر ہو گئے۔ کچھ عرصے کے بعد ایسے تمام لوگوں کی جو اپنے زعم میں مسلمانوں کا قلع قمع کرنے آئے تھے اور بڑا اہتمام کر کے اور بہت انتظام لے کر چلے تھے۔

بے سروسامان، مختصر اور غریب الدیار دین الٰہی کے فرزند داروں اور علمبرداروں نے ان سب حقائق معراج کے منکروں کی گردنیں اللہ تعالیٰ کے دین کے دشمن ابوجہل کے ساتھ کاٹ دیں۔ ابوجہل نے کہا تھا کہ "محمد (ﷺ) ہمیں درخت زقوم کی خوراک کا ڈراوا دیتے ہیں۔ لوگو! تم کھجور اور مکھن خوب کھاؤ۔" اور دجال کو اس کی اصل صورت میں نبی کریم ﷺ کو دکھایا گیا اور آپ نے رویت عینی سے دیکھا، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے ملاقاتیں کیں۔

شب معراج انبیاء سے ملاقات:

ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے دجال کے بارے میں پوچھا: آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا میں نے اسے عظیم الجثہ اور واضح و ظاہری خباثت کے ساتھ دیکھا۔ اس کی ایک آنکھ بیکار حالت میں تھی گویا وہ چمکتا ستارہ ہے اور میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دراز قد گھنگریالے بال والا اور تیز نظر دیکھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو گندمی رنگ، سیاہ بال اور قوی خلقت دیکھے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام شکل میں مجھ سے زیادہ قریب تھے۔ اتنے مماثل کہ گویا میں خود اپنا عکس دیکھ رہا ہوں۔ جب وہ اور میں نزدیک ہوئے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا: "اپنے جد اعلیٰ کو سلام کیجئے۔" تو میں نے ان کی خدمت میں سلام پیش کیا۔

﴿احمد، ابو یعلیٰ، ابو نعیم، ابن مردویہ﴾

امور غیبی کا مشاہدہ:

❁ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے آیہ کریمہ

وما جعلنا الرؤیا التی اریناک الا فتنۃ للناس

ترجمہ: "اور ہم نے کیا وہ دکھاوا جو تمہیں دکھایا گیا تھا مگر لوگوں کی آزمائش کو"

کی تفسیر میں روایت ہے کہ معراج کی رات میں امور غیبی کا مشاہدہ نبی کریم ﷺ نے چشم ظاہری سے کیا تھا۔

﴿بخاری﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بیان کیا کہ جس رات مجھے معراج کرائی گئی میں نے حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام کو طویل القامت اور گھنگریالے بالوں والا شخص دیکھا گویا کہ وہ قبیلہ ازد شنوءہ کے لوگوں میں سے ہیں اور میں نے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو میانہ قد، سرخی مائل سفید رنگ اور سر کے بال کھلے ہوئے دیکھا اور میں نے داروغہ جہنم اور دجال کو دیکھا اور ان سب کا دیکھنا ان نشانیوں میں سے ہے جن کو رحمت پروردگار نے دکھایا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "فلا تکن فی مریۃ من لقائہ" ترجمہ: "تو تم اس کے ملنے میں شک نہ کرنا۔"

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر اس طرح کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یقیناً دیکھا ہے اور ملاقات کی ہے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

لطیف خوشبو:

بسند صحیح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب مجھے معراج کرائی گئی تو میں ہمارے سفر میں ایک لطیف خوشبو پر سے گزرا۔

میں نے دریافت کیا کہ یہ خوشبو کیسی ہے؟ تو مجھے بتایا گیا کہ یہ دختر فرعون کی مشاطہ کی خوشبو ہے

اور واقعہ اس خاتون نیک کا یہ ہے کہ ایک روز دختر فرعون کے بالوں میں کنگھی کرنے کے دوران اس کے ہاتھ سے وہ کنگھی گر گئی اور مشاطہ نے بسم اللہ پڑھ کر اس کو اٹھایا۔ دختر نے پوچھا: کیا میرے باپ کا نام اللہ ہے؟ مشاطہ نے جواب دیا: میرا اللہ سارے جہان کا میرا اور تیرا اور وہ تیرے باپ کا بھی رب ہے لڑکی نے حیرت سے پوچھا: ”کیا تمہارا رب میرے باپ کے سوا کوئی اور ہے؟“ مشاطہ نے جواب دیا: ”ہاں! میرے رب کے سوا کوئی رب نہیں۔“

پھر دختر فرعون نے اپنے باپ کو خبر کر دی۔ پس فرعون نے اس کو طلب کیا اور پوچھا: ”اے معتمر اور وفادار مشاطہ! کیا تم میرے علاوہ کسی اور کو رب سمجھتی ہو؟“ پرستار توحید مشاطہ نے جواب دیا: ”میرا رب اور تیرا بھی اور ساری کائنات کا تو وہی ایک رب ہے جو رب السموات والارض ہے۔ مشاطہ کے اس جواب کے بعد فرعون نے ایک گھوکھلے بُت کو جو تانبے سے بنایا گیا تھا۔ آگ پر تپانے اور سرخ کر دینے کا حکم دیا جب وہ تپ کر مثل شعلے کے ہو گیا تو اس نے حکم دیا کہ اس مجسمہ کے اندر مشاطہ کو مع اس کی اولاد کو ڈال دیا جائے تو انہوں نے ایک ایک کر کے اس کی اولاد کو ڈالا حتیٰ کہ شیر خوار بچے کو بھی اس میں ڈالا تو اس نے کہا:

”اے اماں! تم اس میں آ جاؤ، پیچھے نہ ہٹنا کیونکہ تم حق پر ہو۔“ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: چار بچوں نے شیر خوارگی میں کلام کیا، ایک تو یہی بچہ، دوسرا بچہ وہ جس نے حضرت یوسف علیہ السلام کی پاکدامنی کی گواہی دی۔ تیسرا بچہ جریج کا تھا اور چوتھے شیر خوار حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام ہیں۔

﴿احمد، نسائی، بزار، طبرانی، بیہقی، ابن مردویہ﴾

قوم کے سامنے بیان معراج:

بسند صحیح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس رات میں مجھے لے جایا گیا اور مکہ مکرمہ میں صبح کو میں ایک گوشے میں بیٹھ کر فکر مند ہو رہا تھا کہ رات کے واقعہ معراج کو سن کر لوگ مجھے جھٹلائیں گے کہ اسی دوران دشمن خدا ابوجہل آیا اور میرے قریب بیٹھ کر اس نے استہزاء کے طور پر کہا: کیا کوئی نئی خبر یا تازہ بات ہے؟ میں نے جواب دیا: ہاں۔ اس نے پوچھا: ”ہم سے بھی ارشاد ہو۔“ میں نے کہا: ”رات مجھ کو لے جایا گیا۔“ اس نے پوچھا: ”کہاں تک؟“ میں نے بتایا: ”بیت المقدس تک۔“ اس نے کہا: ”کیا سفر کے بعد صبح کو ہمارے شہر میں آپ موجود ہیں؟“ میں نے کہا: ”ہاں۔“

”محمد (ﷺ) آپ کی کیا رائے ہے، اگر میں قبیلے کے لوگوں کو بلاؤں تو کیا آپ ان کے سامنے وہی باتیں فرمائیں گے جو مجھ سے بیان کی ہیں؟“ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”کیوں نہیں، حقائق تو ہر حال اور ہر صورت میں کہنے کے قابل رہتے ہیں اور حق و سچائی کو مصلحتوں کی بناء پر چھپانا درست نہیں۔“ یہ سن کر دشمن رسول ﷺ کا چہرہ خوشی سے چمک اٹھا کیونکہ اس نے سوچا کہ نعوذ باللہ اب وہ وقت آ گیا ہے کہ ان کی حق سازی اور دروغ گوئی کا بھانڈا پھوٹ جائے گا تو اس نے پکارا: اے بنی کعب! آؤ! آؤ۔

ابوجہل کی یہ آواز سن کر لوگ ادھر ادھر سے دوڑ دوڑ کر جمع ہونے لگے اور پھر سب اکٹھے ہو کر

بوجہل دوڑ کر میرے پاس آ کر بیٹھ گئے۔ اس وقت ابوجہل نے مجھ سے کہا: "اے ابن عبداللہ! آپ رات کی وہی باتیں جو مجھ سے بیان کر چکے ہیں، اس وقت اپنی قوم کو سنایئے۔" نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "مجھے رات بیت المقدس تک لے جایا گیا۔" لوگوں نے پوچھا: "وہاں سے صبح کو آپ یہیں تھے؟" آپ نے فرمایا: "ہاں! مجھے جلدی لوٹا دیا گیا تھا۔"

راوی کا بیان ہے کہ اس پر کچھ لوگوں نے تعجب پر ہاتھ مارے اور کچھ لوگ اپنے سر پر ہاتھ رکھے تعجب کرنے لگے۔ مجمع میں سے کوئی بولا: "کیا آپ مسجد اقصیٰ کی پہچان بتا سکتے ہیں۔" ان لوگوں میں چند افراد ایسے بھی تھے جنھوں نے بیت المقدس کو دیکھا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں بیت المقدس کے بارے میں سوالات کے جوابات دیتا رہا یہاں تک کہ بعض جوابات کے سلسلے میں مجھے شبہ ہوا تو فوراً مسجد اقصیٰ کو میرے روبرو کر دیا گیا اور میں دیکھ دیکھ کر سوالات کے جوابات پورے اعتماد کے ساتھ دیتا رہا۔ آخر میں نے لوگوں سے کہا جہاں تک نشانیوں کا معاملہ ہے خدا کی قسم! آپ ﷺ نے بالکل صحیح بیان فرمایا۔

﴿احمد، ابن ابی شیبہ، طبرانی، ابونعیم، بزار﴾

جنت کے پھول:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ شب معراج میں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تو انھوں نے ارشاد فرمایا: اے محمد ﷺ! آپ اپنی امت کو بتا دیجئے کہ جنت ہموار اور وسیع جگہ ہے اور پھول بوٹے "سُبْحَانَ اللّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَ اللّٰهُ اَكْبَرُ" ہیں۔

﴿ابن مردویہ﴾

شب معراج امتوں کا مشاہدہ کرنا:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ شب اسراء میں تمام انبیاء علیہم السلام کے پاس سے گزرے، ان میں سے ہر ایک کے ساتھ گروہ اور جماعتیں تھیں، مگر چند انبیاء علیہم السلام ایسے بھی تھے جن کے ساتھ کوئی بھی نہ تھا۔ پھر نبی کریم ﷺ ایک بہت بڑی جماعت کے پاس سے گزرے، پوچھا: یہ کون لوگ ہیں؟ بتایا گیا کہ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم ہے۔ اے نبی ﷺ! آپ سر اٹھایئے۔ میں نے سر اٹھایا تو بہت بڑی جماعت دیکھی جس نے افق کے ایک سرے سے دوسرے سرے کو گھیر رکھا تھا۔ مجھے بتایا گیا کہ یہ آپ ﷺ کی امت ہے اور ان کے سوا آپ ﷺ کی امت میں ستر ہزار افراد ایسے ہیں جو بغیر حساب جنت میں جائیں گے۔

﴿ابن مردویہ﴾

شب معراج حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں نماز پڑھتے دیکھا:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر گزرے تو وہ اپنی قبر میں مصروف نماز تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ امت محمدیہ ﷺ پر پچاس نمازیں

فرض کی گئیں، پھر آپ ﷺ کی تخفیف کی درخواست پر ان کو صرف پانچ کر دیا گیا۔

﴿احمد﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ جب مجھے معراج ہوئی تو مجھے سدرۃ المنتہیٰ تک لے جایا گیا تو میں نے دیکھا کہ اس کا پھل یعنی بیر بہت ہی بڑا پہاڑی چوٹی کے برابر تھا۔

﴿طبرانی﴾

دیدار خداوندی کی روایات:

بسند صحیح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نے اپنے رب عزوجل کو دیکھا۔

﴿احمد﴾

بسند صحیح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے پروردگار کو دو مرتبہ دیکھا ہے۔ ایک مرتبہ چشم ظاہری سے ایک مرتبہ چشم قلب سے۔

﴿طبرانی اوسط﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس سلسلہ میں روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے رب کو اپنی چشم ظاہر سے دیکھا۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا نبی کریم ﷺ نے اپنی نظر اپنے رب کی طرف ڈالی؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں! نبی کریم ﷺ نے اپنی نظر سے اپنے رب کو دیکھا۔

اللہ تعالیٰ نے "کلام" کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کیلئے "خلت" (اس لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل اللہ کہتے ہیں) کو حضرت ابراہیم علیہ السلام اور دیدار کو حضرت محمد ﷺ کیلئے مخصوص فرمایا۔

﴿طبرانی﴾

روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلت کے ساتھ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلام کے ساتھ اور حضرت محمد ﷺ کو رؤیت کے ساتھ برگزیدہ فرمایا۔

﴿بیہقی کتاب الرؤیۃ﴾

روایت ہے کہ کیا تم اس بات پر تعجب کرتے ہو کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کیلئے خلت، حضرت موسیٰ علیہ السلام کیلئے کلام اور حضرت محمد ﷺ کیلئے رؤیت ہے۔

﴿بیہقی﴾

- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آیہ کریمہ
"مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى"

﴿سورۃ النجم﴾

ترجمہ: "دل نے جھٹلایا جو آنکھ نے دیکھا۔ انہوں نے اسے دوبارہ دیکھا۔"

کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ نے اپنے رب کو دل کی آنکھ (قلب

بصیرت) سے دو مرتبہ دیکھا۔

(مسلم)

یاجوج ماجوج کو اسلام کی دعوت:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمایا: شب معراج میں اللہ تعالیٰ نے مجھے یاجوج ماجوج کی طرف بھیجا۔ میں نے ان کو دین اسلام اور اللہ کی بندگی کی دعوت دی مگر انہوں نے انکار کیا تو وہ سب اور دیگر نافرمان بنی آدم اور ابلیس اور اس کی ذریات سب جہنم میں جائیں گے۔

(ابن مردویہ)

تخفیف نماز اور دیگر مسائل:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شب معراج میں پچاس نمازیں اور سات مرتبہ رفع جنابت کیلئے پانی بہانا اور کپڑوں سے نجاست وغیرہ کو سات مرتبہ دھونا فرض کیا گیا۔ اس پر نبی کریم ﷺ بزرگی کیلئے استدعا کرتے رہے حتیٰ کہ نمازیں پانچ اور غسل جنابت ایک بار اور کپڑے پر سے نجاست کو ایک بار دھونا فرض کر دیا گیا۔

(ابو داؤد، بیہقی)

احادیث تاریخ معراج:

عمرو بن شعیب رحمۃ اللہ علیہ کے جد امجد سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: نبی کریم ﷺ کو جس رات معراج ہوئی وہ ایک سال قبل ہجرت ربیع الاول کی سترھویں شب تھی۔

(ابن مردویہ)

حضرت ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہجرت مدینہ سے ایک سال قبل حضور نبی کریم ﷺ کو بیت المقدس تک لے جایا گیا۔

(اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے اسی روایت کی مانند روایت کی ہے۔)

(بیہقی)

سدی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کو ہجرت سے سولہ مہینے پہلے معراج ہوئی۔

(بیہقی)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا امت محمدیہ کو سلام:

عبدالرحمن رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں نے شب معراج حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات کی تو انہوں نے فرمایا

"اے محمد (ﷺ)! آپ اپنی امت کو میری طرف سے سلام پہنچائیے اور ان کو بتائیے کہ جنت کی مٹی خوشبودار ہے اور آب شیریں، وہ وسیع و ہموار ہے اور اس کے پودے "سُبْحَانَ اللّٰہِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ،

وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ" ہیں۔

﴿ترمذی، ابن مردویہ﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے "وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰی" کی تفسیر میں روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو سدرۃ المنتہیٰ کے پاس دیکھا۔ ان کے چھ سو بازو تھے اور ان کے پروں سے مختلف رنگ کے موتی اور یاقوت جھڑتے ہیں۔

﴿مسلم﴾

سبز رفرف:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے آیہ کریمہ "لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰی" ﴿سورۃ النجم﴾ ترجمہ: "بے شک اپنے رب کی بہت بڑی نشانیاں دیکھیں۔" کی تفسیر میں بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے سبز رفرف کو دیکھا کہ جس سے سارا افق بھر گیا۔

﴿بخاری﴾

شب معراج القابات مصطفیٰ ﷺ:

حضرت عبداللہ بن اسعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: شب اسراء میں مجھے اس قصر اعلیٰ تک پہنچایا گیا جس کی دیواریں گوہر آبدار کی اور فرش زردتالعیں ہے اور وہ نور سے منور ہے اور مجھ کو تین القاب عطا فرمائے گئے۔ سَيِّدُ الْمُرْسَلِيْنَ، اِمَامُ الْمُتَّقِيْنَ، قَائِدُ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِيْنَ۔

بغوی اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے اس کو ان الفاظ میں روایت کیا کہ مجھ کو موتیوں کے ایک قفس کی سیر کرائی گئی اور اس کا فرش سونے کا تھا۔

﴿بزار، ابن قانع، ابن عدی﴾

شب معراج تعلیم اذان:

گزشتہ اوراق میں اذان کے بارے میں حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے مروی حدیث معراج بیان کی جا چکی ہے۔

حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شب اسراء میں جب نبی کریم ﷺ آسمان پر پہنچے تو آپ نے توقف فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ کو بھیجا اور آسمان پر وہ اس جگہ کھڑا ہوا جہاں اس سے پہلے کوئی نہ کھڑا ہوا تھا۔ اس کو حکم ملا اذان دو، تو فرشتے نے کہا: "اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ" اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "میرے بندے نے سچ کہا، میں ہی اللہ اکبر ہوں۔"

پھر فرشتے نے کہا "اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "میرے بندے نے سچ کہا، میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں۔" پھر فرشتے نے کہا: "اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ" اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "میرے بندے نے سچ کہا میں نے ہی محمد کو رسول اللہ ﷺ بنایا اور ان کو پسند کیا اور میں ہی ان کی حفاظت کروں گا۔" پھر فرشتے نے کہا: "حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ" اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرے

بندے نے سچ کہا وہ میرے فریضے اور حق کی طرف بلاتا ہے تو جو کوئی اس کی طرف متوجہ ہو کر آئے گا تو وہ اس کے ہر گناہ کا کفارہ ہوگا۔''

پھر فرشتے نے کہا "حی علی الفلاح" اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "میرے بندے نے سچ کہا۔ میں نے ہی اس فریضہ کو مقرر کیا اور اس پر وعدہ دیا اور اس کیلئے اوقات مقرر کیے۔"

اس کے بعد نبی کریم ﷺ سے کہا گیا: آپ آگے بڑھئے تو نبی کریم ﷺ آگے بڑھے اور تمام اہل آسمان کھڑے ہوئے اس طرح آپ کی بزرگی کو ساری مخلوقات پر تمام فرمایا۔

{ابونعیم}

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کو معراج کی رات اذان سکھائی گئی اور آپ ﷺ اور آپ کی امت پر نماز کو فرض کیا گیا۔

{ابن مردویہ}

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: شب معراج عالم سماوات میں فرشتوں کے جس گروہ میں گزرا اس نے مجھ سے یہی کہا کہ آپ ﷺ اپنی امت کو پچھنے لگوانے کا حکم فرمائیں۔

✿ (امام احمد اور امام حاکم رحمہم اللہ نے صحیح قرار دے کر اور ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اسی کے مثل روایت کی ہے۔)

{ابن مردویہ}

اس جگہ نماز پڑھوں گا جہاں رسول اللہ ﷺ نے پڑھی:

عبید بن آدم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ جابیہ میں تھے۔ وہاں بیت المقدس کی فتح کا ذکر ہوا تو حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ آپ وہاں کس جگہ پر نماز پڑھنا پسند کریں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا صخرہ کے پیچھے۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے کہا اس جگہ نہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا مگر میں اس جگہ نماز پڑھوں گا جہاں نبی کریم ﷺ نے نماز پڑھی تھی۔ پھر (جب وہ وہاں سے بیت المقدس پہنچے تو) حضرت عمر رضی اللہ عنہ قبلہ رو ہوئے اور نماز پڑھی۔

{احمد}

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شب اسراء میں نبی کریم ﷺ نے مالک (دوزخ کا داروغہ) کو دیکھا تو وہ ترش رو تھا اور اس کے چہرے سے غیظ و غضب پہچانا جاتا تھا۔

{ابن مردویہ}

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: شب معراج میں نے مقدس مسجد میں نماز پڑھی۔ اس کے بعد میں صخرہ کے پاس آیا وہاں پر ایک فرشتہ کو کھڑا دیکھا اور اس کے پاس تین پیالے تھے جو اس نے مجھے پیش کیے۔ میں نے ان میں سے شہد کا پیالہ لیا اور اس میں سے کچھ نوش کیا پھر میں نے دوسرے پیالے کو لیا اور میں نے اس میں سے پیا جتنا میں پی سکتا تھا اور یہ دودھ تھا۔

پھر فرشتے نے کہا: اس تیسرے میں سے پیجئے۔ میں نے جواب دیا کہ میں شکم سیر ہو گیا ہوں اور یہ شراب کا پیالہ تھا۔ اس کے بعد فرشتہ نے کہا: "اگر آپ اس جام شراب میں سے پی لیتے تو پھر آپ کی امت دین فطرت پر بھی مجتمع نہ ہوتی۔" پھر مجھے آسمانوں پر لے جایا گیا اور وہاں مجھ پر نمازیں فرض کی گئیں۔ بعد ازاں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس لوٹا دیا گیا اور انہوں نے کروٹ بھی نہ بدلی تھی۔

﴿ابن مردویہ﴾

بیت المعمور کی زیارت:

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب میں نے بیت المعمور کو دیکھا کہ وہاں روزانہ ستر ہزار ایسے فرشتے آتے ہیں کہ پھر دوبارہ ان کی باری نہیں آتی، پھر حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کی طرف رجوع کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

پھر تین پیالے شراب، دودھ اور شہد کے سامنے آئے تو میں نے دودھ لیا، یہی وہ فطرت ہے جس پر آپ اور آپ کی امت ہے۔ اس کے بعد ہر روز کیلئے پچاس نمازیں فرض ہوئیں پھر نبی کریم ﷺ اترے یہاں تک کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچے تو انہوں نے دریافت فرمایا کہ آپ کے رب تعالیٰ نے آپ پر کیا فرض کیا ہے؟ فرمایا: روزانہ کی پچاس نمازیں، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: آپ کی امت اس کی طاقت نہیں رکھتی۔ اس کے بعد حدیث شریف میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مشورے سے ان میں تخفیف ہو کر پانچ نمازوں کی تعداد کا تعین مذکور ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات:

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ معراج کے موقع پر جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملاقات حضور نبی کریم ﷺ سے ہوئی تو سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: آپ ﷺ امت کو ترغیب دیں کہ وہ جنت کے وسیع اور زرخیز ہموار میدانوں میں، جہاں کی روئیدگی دوامی اور جہاں کی شادابی پر بہار ہے اور جہاں کی مٹی طیب لطیف اور پاکیزہ ہے گلستان، باغستان اور پرکیف بہاریں لگائیں۔

حضور سرور کائنات ﷺ نے پوچھا کہ "لوگ جنت میں اس طرح کے گلستان کیسے لگائیں؟" تو انہوں نے جواب دیا کہ "وہ کثرت کے ساتھ (اور معانی و مطالب کو ذہن میں رکھتے ہوئے) پڑھیں:

"لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ"

(ابن ابی حاتم، ابن مردویہ)

حضرت آدم علیہ السلام کا دائیں دیکھ کر تبسم فرمانا اور بائیں دیکھ کر رونا:

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں مکہ میں تھا کہ میرے گھر کی چھت کھلی اور حضرت جبرئیل علیہ السلام اترے پھر انہوں نے میرا سینہ چاک کیا اور آب زمزم سے

دھویا اور سونے کا ایک طشت جس میں ایمان و حکمت تھا، لائے اور اس سے میرے سینے کو لبریز کر دیا۔ بعد ازاں پھر سینے کو ملا دیا اور میرا ہاتھ پکڑ کر آسمان کی جانب لے چلے۔

جب میں آسمان پر پہنچا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آسمان کے محافظ سے کہا: دروازہ کھولو! اس نے کہا: کون ہے؟ جواب دیا: جبرئیل! پوچھا کہ تمہارے ساتھ کوئی ہے؟ کہا ہاں میرے ساتھ محمد ﷺ ہیں۔ پوچھا: ان کی طرف بھیجا گیا ہے؟ کہا: ہاں۔ پھر جب دروازہ کھلا تو ہم آسمان دنیا پر پہنچے۔

میں نے دیکھا کہ وہاں ایک شخص بیٹھا ہے، اس کی داہنی جانب کثیر جماعتیں ہیں اور بائیں طرف بھی کثیر لوگ ہیں، جب وہ داہنی جانب دیکھتا ہے تو ہنستا ہے اور جب بائیں طرف دیکھتا ہے تو روتا ہے۔ پھر اس نے کہا: "اے نبی صالح اور بیٹے صالح کو مرحبا۔"

میں نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے کہا: یہ کون ہیں؟ انہوں نے بتایا: یہ حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور ان کی دونوں جانب ان کی اولادوں کی روحیں ہیں۔ داہنی جانب سے جماعتیں اہل جنت کی ہیں اور بائیں جانب کی اہل دوزخ کی۔ جب وہ داہنی جانب کے لوگوں کو دیکھتے ہیں تو تبسم فرماتے ہیں اور جب بائیں جانب کے لوگوں کو دیکھتے ہیں تو رونے لگتے ہیں۔

پھر وہ مجھے دوسرے آسمان پر لے گئے اور اس کے محافظ سے کہا: دروازہ کھولو اور یہاں بھی حسب سابق سوال و جواب ہوئے اور اس نے دروازہ کھول دیا۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے آسمانوں میں حضرت آدم علیہ السلام، حضرت ادریس علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پایا اور ان کے مقامات اور درجات کی کیفیت بیان نہیں کی۔
(بخاری، مسلم)

شب معراج میں نے قلموں کی سرسراہٹ سنی:

امام زہری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: مجھے ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ دونوں فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے اتنا اونچا لے جایا گیا کہ مجھ پر مستوی ظاہر ہوا اور اس جگہ میں نے قلموں کے سرسراہٹ کی آواز سنی۔

سدرۃ المنتہیٰ:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میری امت پر پچاس نمازیں فرض کیں۔ میں ان کو لے کر واپس ہوا، یہاں تک کہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچا تو انہوں نے پوچھا: خدا تعالیٰ نے تمہاری امت پر کیا فرض کیا ہے؟

میں نے بتایا: پچاس نمازیں۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے حضور واپس جائیے اور کمی کیلئے درخواست کیجئے کیونکہ آپ کی امت اتنی نمازوں کی طاقت نہیں رکھتی، چنانچہ میں بارگاہ خداوندی میں حاضر ہوا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ پانچ نمازیں ہیں جو پچاس نمازوں کے قائم مقام ہیں اور مجھ

لوگ میرے حضور بات میں تبدیلی نہیں ہوتی۔ اس کے بعد میں پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف پہنچا تو انہوں نے کہا: "آپ پھر اپنے رب کے حضور جائیے" میں نے کہا: "اب مجھے اپنے رب سے حیا آتی ہے۔"

اس کے بعد مجھے ایک طویل ترین مسافت پر لے چلے یہاں تک کہ میں سدرۃ المنتہیٰ پہنچا، میں نے اسے مختلف رنگوں میں ڈھنپا ہوا دیکھا، میں نہیں جانتا وہ کیا تھا۔ بعد ازاں میں نے جنت کی سیر کی، وہاں موتیوں کے قبے دیکھے اور اس کی مٹی مشک کی تھی۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا: "کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟" تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "میں نے نور دیکھا ہے جس جگہ بھی اسے دیکھا ہے۔"

﴿مسلم﴾

ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ نے دوسری سند کے ساتھ ابونضرہ سے انہوں نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شب معراج جب مجھے لے جایا گیا تو میں حضرت موسیٰ علیہ السلام پر گزرا تو وہ قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔

حضرت ابراہیم مجھ سے بہت مشابہ تھے:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شب معراج میں نے سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا تو وہ تمہارے ہادی و آقا سے بہت زیادہ مشابہ تھے یعنی مجھ سے (ﷺ)

﴿ابن مردویہ﴾

حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ اور سفارت روم اور واقعہ معراج کی تصدیق:

محمد بن کعب قرظی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جب حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کو قیصر روم کی طرف بھیجا اور ایک مکتوب گرامی انہیں دیا اور وہ حمص میں قیصر سے ملے اور نامہ گرامی اس کو دیا قیصر کے بھائی نے مکتوب گرامی میں لکھا پایا: "محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے قیصر صاحب روم کے نام" تو وہ مشتعل ہو گیا اور قیصر سے کہنے لگا ذرا خط تو دیکھئے کہ اس نے تحریر کا آغاز اپنے نام سے کیا ہے اور تمہارا نام "قیصر صاحب روم" لکھا ہے اور تم کو بادشاہ نہیں لکھا۔

قیصر نے معترض خط یعنی اپنے بھائی سے کہا: "اے بھائی! میں تجھے کم عقل اور بے وقوف نہیں سمجھتا تھا، تیرا خیال ہے کہ خط کے مضمون سے آگاہی کے بغیر ہی اسے پھاڑ دوں، اپنی زندگی کی قسم! اگر وہ اللہ کے رسول ہیں تو حقیقتاً وہ زیادہ حقدار ہیں کہ اس مکتوب میں وہ اپنا نام مقدم رکھیں، اگر انہوں نے مجھ کو "صاحب روم" کہہ کر خطاب کیا ہے تو یہ حقیقت سے زیادہ قریب ہے کیونکہ میں اہل روم کا "صاحب" یعنی حکمران ہوں اور ان میں ان کا مالک تو نہیں ہوں، صورت حال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رومیوں کو میرے لیے مسخر کر دیا ہے اور اگر وہ چاہے تو کسی دوسرے کو بھی رومیوں پر مسلط کر دے۔"

اس کے بعد قیصر نے خط کو سنا اور کہا:

''اے رومیو! میرا خیال ہے کہ یہ وہی شخص ہیں کہ جن کی بشارت (حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نے دی ہے، اگر مجھے یقین ہو جائے تو ایسا ہی ہے تو میں ان کی بارگاہ میں حاضر ہو کر خود ان کی خدمت بجا لاؤں) اور ان کے وضو کا پانی زمین پر نہ گرنے دوں۔''

روم کے سرداروں نے جواب میں کہا: ''اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں کہ وہ عرب میں نبوت اور رسالت کا منصب رکھے جو ان پڑھ ہیں اور وہ ہمیں چھوڑ دے حالانکہ ہم اہل کتاب ہیں۔ قیصر روم نے کہا: میرے نزدیک میرے اور تمہارے درمیان فیصلہ کرنے والی ہدایت انجیل ہے، ہم اسے منگاتے ہیں اور اسے کھولتے ہیں اب اگر یہ وہی نبی ہیں جن کی خبر انجیل میں موجود ہے تو ہم ان کی اتباع کریں گے۔ ورنہ اس پر دوبارہ مہریں لگا دیں گے جیسی کہ پہلے اس پر لگی تھیں، اس میں ایک مہر کی جگہ دوسری مہر لگنے کے سوا اور کچھ فرق نہ ہوگا۔

راوی کا بیان ہے: اس وقت انجیل پر بارہ مہریں سونے کی اپنے اپنے دور میں شاہان روم نے لگائی تھیں، ہر پہلا قیصر اپنے بعد کے قیصر کو یہ وصیت کر رہا تھا کہ تمہارے دین میں کسی کو یہ حلال نہیں ہوگا کہ وہ انجیل محترم کو کھولے اور جس دن اسے کھولا جائے گا ان (رومیوں) کے دین میں تغیر آ جائے گا۔

قیصر روم (ہرقل) نے کہا: ''اے روم کے دانشورو! میرے اور تمہارے درمیان فیصلہ کرنے والی اور راہ ہدایت دینے والی انجیل ہے لہٰذا ہم اسے منگاتے ہیں اور رہنمائی لیتے ہیں۔ اگر انجیل کی تائید عرب مدعی نبوت کے حق میں ہوتی ہے تو ہم سب اس کا اتباع کریں گے ورنہ ہم ان پر دوبارہ مہریں لگا دیں گے۔''

پس قیصر روم نے انجیل کو منگایا اور یکے بعد دیگرے گیارہ مہریں جدا کر دیں اور ایک مہر باقی رہ گئی اور تو اس کے اعیان مملکت اور تمام اسقف و بطریق کھڑے ہو گئے، گریبان چاک کر دیئے، ضبط وقار ایوان سے رخصت ہو گیا، ہر فرد اپنے بچے اور رہنے بہت سے مضطرب ہو کر نہ معلوم کیا کچھ اول فول کرنے لگا۔ کچھ سمجھ میں نہ آتا تھا کہ یہ لوگ کیا کہتے ہیں۔ قیصر بھی کچھ کہتا تھا اس کی آواز شور و غل میں گم ہو کر رہ جاتی تھی۔

وہ اس ہنگامہ خیز ماحول سے پریشان ہو گیا اور پھر اس نے کھڑے ہو کر پروقار انداز میں کہا:

''اے میرے مشیرو اور دانشورو! آج یہ کیا اضطراب ہے؟'' انہوں نے اپنی اپنی بولیاں بند کر لی تھیں، صرف چند نمایاں رہنماؤں نے نمائندگی کرتے ہوئے قیصر سے کہا اور نزدیک ہو کر جواب دیا: ''تم مہریں توڑ کر ایک بہت بڑا اقدام کر چکے، پس اب موجودہ خاندان قیصریت کا سلسلہ ختم ہو جائے گا اور تمہاری قوم کا دین بدل جائے گا۔''

قیصر نے پھر کہا: ''تم لوگ اس وقت بہت زیادہ جذباتی ہو رہے ہو، میرے خیال میں میرا یہ عمل کتاب مقدس سے رہنمائی کیلئے ہے، جس سے ہو دے عرب مکتوب کا اور مدعی رسالت کو صحیح جواب دیا جا سکے گا۔''

لوگوں نے کہا: ''مناسب رویہ اور صحیح جواب کی تشخیص کیلئے کچھ لوگوں سے محمد مصطفیٰ ﷺ کے بارے معلومات حاصل کی جا سکتی ہیں اور مراسلات کے ذریعہ تحقیق کی جا سکتی ہے مگر انجیل کی مہریں توڑ

بہت بڑا گناہ اور معصیت ہے۔"

قیصر نے کہا: "تمہارے خیال میں کن لوگوں سے ہم اس خاص معاملے میں رجوع کر سکتے یا پوچھ گچھ کر سکتے ہیں؟" انہوں نے قیصر کو جواب دیا کہ "بہت سے لوگ شام میں موجود ہیں، ان کو تلاش کر کے یہ کام ان کے ذریعہ ہو سکتا ہے۔" چنانچہ قیصر نے آخری صبر انجیل کی تبیں توڑی اور رومی سرداروں سے کہنے کے بموجب چند امراء کو اطراف مملکت میں ایسے لوگوں کی تلاش میں روانہ کیا جو عرب نژاد ہوں اور مکہ سے جن کا تعلق ہو، چنانچہ لوگ گئے اور ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں کو بلا لائے، ابوسفیان اس وقت حسن اتفاق سے بغرض تجارت شام کی مملکت میں موجود تھے۔

قیصر نے ابوسفیان سے چند دوسرے عربوں کی موجودگی میں پوچھا: "اے ابوسفیان! مجھے اس شخص کے حالات بتاؤ جو تم میں مبعوث ہوا ہے۔" ابوسفیان نے حضور نبی کریم ﷺ کے حالات بیان کرنے میں جہاں تک ممکن تھا محاسن کو چھپایا، ابوسفیان نے کہنا شروع کیا۔

"اے شاہ روم! محمد (ﷺ) کو مقدس اور محترم نہ سمجھو، ہم ان کو ساحر اور شاعر کہتے ہیں اور کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ وہ کاہن ہیں۔"

قیصر نے کہا: "یہ تو ان کے رد میں کوئی دلیل نہیں بلکہ انبیاء سابقین علیہم السلام کے حالات کی روشنی میں تو یہ باتیں ظہور حق کے ابتدائی مراحل میں ضروری اور ناگزیر ہوتی ہیں، پچھلے نبیوں کو بھی ایسا ہی کہا گیا تھا، مجھے پہلے تم ان کی حیثیت کے بارے میں بتاؤ۔" ابوسفیان نے جواب دیا: "وہ ہم لوگوں کے درمیان ایک اوسط درجہ کے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔

قیصر نے کہا: "اللہ تعالیٰ ماسبق دور میں ہر نبی کو اوسط درجے کے خاندان ہی میں پیدا کرتا رہا ہے، ان کے ماننے والے ہم نواؤں کے متعلق بتاؤ۔" ابوسفیان نے جواب دیا: "ان کے پیرو وہ لوگ ہیں جو ہمارے اندر کمسن، نوجوان، بچے اور کم فہم لوگ ہیں۔ مگر قوم کے سردار اور رؤساء میں سے کوئی بھی ان کے کاموں میں شریک ہے نہ متاثر ہی ہے۔"

یہ جواب سن کر قیصر نے کسی واقفیت کی بنا پر زور دے کر کہا: "خدا شاہد ہے، انبیاء کے متبعین اور معاونین ہمیشہ ایسے ہی لوگ ہوتے ہیں کیونکہ قوم کے سرداروں اور بااثر لوگوں کو اپنی جھوٹی سرداری اور اقتدار کی موت نظر آنے لگتی ہے کیونکہ ان کی سرداری، ظلم اور سازشوں کی وجہ سے قائم ہو سکے ہیں۔"

قیصر نے ابوسفیان سے اس کے بعد پوچھا: "اے محمد (ﷺ) کے حالات سے واقفیت کا دعویٰ کرنے والے شخص! یہ بتاؤ کہ ان کے رفیقوں میں سے کوئی رفیق یا ان کا کوئی پیرو ان کے دین سے پھرا ہے یا تم میں کسی نے یہ کہا ہے کہ محمد ﷺ جو دین لے کر آئے ہیں، اس میں یہ خرابیاں ہیں اور ان برائیوں اور خرابیوں کے باعث اس نے محمد (ﷺ) کے دین کو ترک کر دیا ہے۔ قیصر کا یہ سوال تھا کہ ابوسفیان ٹھٹھکا گئے اور جھوٹ بولتے بن نہ پڑی۔ (صداقت اسی کا نام ہے کہ دشمن بھی اس کا اعتراف کرنے پر مجبور ہو جائے۔)

چنانچہ ابوسفیان نے کہا: "ان کے دین میں داخل ہونے کے بعد کوئی واپس نہیں ہوتا۔" قیصر نے دریافت کیا کہ کیا ان کے دین میں لوگ برابر داخل ہوتے جا رہے ہیں اور کیا اس کو قبول کرنے والے افراد کی تعداد روز افزوں ہو رہی ہے؟"

ابوسفیان نے جواب دیا: "ہاں! اضافہ ہو رہا ہے۔" قیصر روم نے کہا: اے عرب کے معزز سردار! تم نے ان کے یہ حالات بیان کر کے میری بصیرت میں اضافہ کیا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے! عنقریب وہ شخص اس مملکت پر قبضہ کرے گا جو اس وقت میرے قبضے میں ہے۔ پھر قیصر نے اپنے درباریوں اور سرداروں کو مخاطب کیا اور کہا:

اے روم کے لوگو! اور سردارو! حقیقت پسندی سے کام لو، ہم کو اس شخص کی دعوت کو قبول کر لینا چاہیے جس کی طرف وہ ہمیں بلاتا ہے اور ہم اس سے اپنی اس مملکت کے بارے میں معاہدہ کر لیں کہ ہماری یہ سرزمین کبھی پامال نہ کی جائے۔ اس لیے کہ جب کسی نبی نے کسی بادشاہ کو خط لکھا اور اسے اللہ تعالیٰ کی طرف بلایا ہے تو اس نے اس دعوت کو قبول کر لیا ہے اور جیسے اس نبی نے چاہا ہے ویسا ہی ہوا ہے۔ لہٰذا تم میرا کہا مانو اس کی اطاعت کو قبول کر لو۔ اس میں میری، تمہاری اور تمام اہل ملک کی فلاح و بہبود مضمر ہے۔

ابوسفیان کہتے ہیں کہ اس موقع پر میں نے کوئی ایسی بات نہیں کہی جس کے غلط ہونے پر میں ان کی نظروں میں گر جاؤں اور ان کے سامنے میرا جھوٹ ظاہر ہو جائے تو وہ اس پر مجھ سے مواخذہ کریں۔ میں اس کو برا سمجھتا تھا یہاں تک کہ میں نے واقعہ معراج بھی اس طرح بیان کر دیا کہ میں نے قیصر روم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: اے معزز قیصر! کیا میں تمہیں ایسی بات بتاؤں جس کو سن کر تم پر محمد ﷺ کا جھوٹ ظاہر ہو جائے۔ قیصر نے کہا: ضرور بتاؤ کہ وہ کیا بات ہے؟

ابوسفیان دل میں بہت خوش تھے کہ اب محمد (ﷺ) کے جھوٹ پر ہرقل قیصر روم ضرور برانگیختہ ہوگا اور کسی طرح واقعہ معراج کو قابل یقین نہیں سمجھے گا اور بازی میرے ہاتھ رہے گی۔

قیصر نے کہا: "وہ کیا بات ہے؟" ابوسفیان نے کہنا شروع کیا: "محمد (ﷺ) اظہار واقعہ کے طور پر بتاتے ہیں کہ تمہاری اس سرزمین سے جس کو "حرم" کہتے ہیں رات کے کسی حصہ میں وہ روانہ ہوئے اور پھر آپ کی اس مقدس مسجد میں جس کو آپ حضرات "ایلیا" کہتے ہیں، پہنچے اور اسی رات کو واپس اپنے شہر مکہ میں آ گئے۔ قیصر کی اس مجلس میں ایلیا کا ایک بطریق موجود تھا۔ اس نے کہا: اے قیصر! میں اس رات سے واقف ہوں جس کا ذکر اس عرب مہمان نے کیا ہے۔"

ابوسفیان بطریق کی طرف متوجہ ہوا اور کہا: "تم اس رات کے بارے میں کیا جانتے ہو؟" بطریق نے جواب دیا: "میں رات کو مسجد کے دروازے بند کر کے سوتا تھا مگر مذکورہ رات تمام دروازے تو بند کر دیے گئے مگر ایک دروازہ بند نہ ہوا اور اس کا بند کرنا ہمارے لیے ناممکن ہو گیا۔ مجبور ہو کر میں نے مدد کیلئے تمام کارکنوں کو بلایا جو اس وقت وہاں موجود تھے، انہوں نے آ کر امکان بھر کوشش کی مگر وہ جنبش بھی نہ دے سکے، بڑھئیوں کو بلایا، انہوں نے دیکھ بھال کر کہا کہ اس پر دروازے کی چوکھٹ گر پڑی ہے یا

عمارت میں کوئی نقصان پیدا ہو گیا ہے۔ بہر حال اب رات میں اس کی درستگی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، دن میں ٹھیک کر دیا جائے۔ پھر میں لوٹ گیا اور دروازے کو کھلا چھوڑ دیا، صبح کو ہم نے جا کر دیکھا تو وہ پتھر جو دروازہ کے ایک گوشے میں نصب تھا، اس میں سوراخ ہو گیا ہے اور اس میں جانور کے باندھنے کا نشان ہے، یہ سب کچھ ہوتا رہا جس کو میں نے دیکھ کر اپنے ساتھیوں سے کہا:

''اس مقدس عمارت اور اس کے دروازے میں قطعاً کوئی نقص نہیں، یہ کسی نبی کی آمد کیلئے کھلا رکھا گیا تھا اور یقیناً آج رات میں کسی نبی نے ہماری مسجد میں نماز پڑھی ہے اور ان کی سواری کا جانور سوراخ کر کے اس پتھر میں باندھا گیا ہے۔''

بطریق نے جب اپنا بیان ختم کر لیا تو قیصر ہرقل نے چند لمحے توقف کے بعد دونوں جانب نظر ڈالنے کے بعد کہا: ''اے روم کے ذی علم باشندو! کیا تم اس بات سے واقف نہیں ہو کہ سیدنا حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام اور قیامت کے درمیان ایک نبی کو مبعوث ہونا ہے اور جس کی بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی ہے اور بلا خوف تردید میں کہتا ہوں کہ یہ وہی نبی مبشر ہیں، ہم سب کو چاہیے کہ ان کی دعوت کو قبول کر لیں۔''

رومی سرداروں نے ہرقل کی مبلغانہ تقریر سن کر نہ صرف یہ کہ اسے رد کر دیا بلکہ انتہائی برانگیختہ ہوئے اور ایسے کلمات کہہ بیٹھے جن کے سننے کا رومی شہنشاہ کے دربار میں کوئی اندازہ کر سکتا تھا نہ تصور۔ چنانچہ قیصر ہرقل نے جب رومیوں کی نفرت، بیزاری اور برہمی کو دیکھا تو نہایت دانائی اور حکمت سے روئے سخن بدلا اور کہنے لگا:

''اے سلطنت رومیہ کے قابل فخر فرزندو! واقعی میں نے تمہارے مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچائی ہے مگر یہ اس لیے تھا کہ میں یہ دریافت کر سکوں کہ تم اپنے عقیدے اور نظریات میں کتنے مخلص ہو اور مذہبی روایات کی بنیادیں تمہارے اندر کس قدر گہری ہیں، میں خوش ہوں کہ روم کے لوگ امتحان میں کامیاب ہوئے۔''

یہ بیان سنتے ہی سب حاضرین تہنیت و تعظیم کے مقررہ درباری طریقے کے بموجب اس کے سامنے جھک گئے۔

(ابونعیم)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی احادیث بہ سلسلہ معراج:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب نبی کریم ﷺ کو راتوں رات بیت المقدس کی سیر کرائی گئی تو حضور نبی کریم ﷺ نے صبح کو لوگوں سے ذکر فرمایا تو بہت سے ایسے لوگ جو نئے مسلمان ہوئے تھے اور ان کی تعلیم اور عقیدہ کی پختگی نہ ہو سکی تھی، مرتد ہو گئے اور باقی سب مسلمانوں نے تصدیق کی کچھ کافر اور مشرکین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس بھی پہنچے اور کہا: آپ کے ہادی اور پیشوا محمد (ﷺ) اعلان کر رہے ہیں کہ آج رات کے ایک حصہ میں انہیں بیت المقدس لے جایا گیا اور پھر پہنچا دیا گیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر حضور نبی کریم ﷺ

ایسا فرماتے ہیں تو درست فرماتے ہیں اور میں اس کی تصدیق کرتا ہوں۔ اسی بناء پر آپ کا لقب "صدیق" ہوا۔ یعنی بہت سچا کرنے والا۔ مقام ذی طویٰ پر جب حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے فرمایا تھا کہ میری قوم میری تصدیق نہیں کرے گی، تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا تھا کہ آپ کی تصدیق حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کریں گے، وہ "صدیق" ہیں۔

﴿ابن مردویہ ، حاکم ، بیہقی﴾

شب معراج فرشتوں کی امامت:

ہشام بن عروہ رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے اور انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب شب اسراء میں ساتوں آسمان میں پہنچا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اذان دی، میں نے خیال کیا کہ اب حضرت جبرئیل علیہ السلام فرشتوں کو نماز پڑھائیں گے، مگر انہوں نے مجھے آگے کیا اور پھر میں نے فرشتوں کو نماز پڑھائی۔

﴿ابن مردویہ﴾

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے جسم سے جنتی خوشبو:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب مجھے آسمانوں پر لے گئے تو میں جنت میں گیا اور درختوں میں سے ایک کے پاس کھڑا ہوا، میں نے جنت میں اس سے زیادہ خوبصورت، سفید، نرم اور خوشبودار پھل کوئی نہ دیکھے۔ پس میں نے اس درخت کا ایک پھل توڑ کر کھایا تو وہ میرے صلب میں نطفہ بن گیا۔ اس کے بعد میں زمین پر آیا اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے قربت کی تو فاطمہ رضی اللہ عنہا کیلئے استقرار حمل ہوا۔ اب بھی جب مجھے جنت کی خوشبو سونگھنے کی خواہش ہوتی ہے تو میں فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کی خوشبو سونگھتا ہوں۔

﴿طبرانی﴾

فائدہ:

حاکم نے اس حدیث کو غریب کہا ہے کہ اس کی سند میں شہاب بن حرب ہے جو مجہول ہے۔ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اعتراض کیا اور وہ یہ کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا معراج ہی سے پہلے نہیں بلکہ آپ کی بعثت سے قبل پیدا ہو چکی تھیں۔ واقعہ معراج کے وقت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی عمر شریف ۱۳ (تیرہ) سال سے کچھ زیادہ تھی۔ (از مترجم)

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کی حدیث معراج:

کلبی، ابوصالح رحمہما اللہ اور حضرت ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جس رات رسول اللہ ﷺ کو سیر کرائی گئی، اس رات آپ میرے گھر میں اور مجھ سے قریب ہی آرام فرما تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم عشاء کی نماز پڑھی اور نبی کریم ﷺ اور ہم سب سو گئے۔ طلوع فجر سے

قریب نبی کریم ﷺ نے ہم سب کو جگایا اور جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے نماز پڑھی تو ہم نے بھی حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔

نماز کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: ''اے ام ہانی (رضی اللہ عنہا)! میں نے تمہارے سامنے وادی میں نماز عشاء پڑھی، اس کے بعد میں نے بیت المقدس پہنچ کر وہاں نماز پڑھی اور صبح کی نماز تمہارے ساتھ پڑھی ہے۔''

﴿ابن اسحاق﴾

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ واقعہ اسراء کے موقع پر میرے گھر میں آرام فرما تھے، پھر میں نے آپ کو موجود نہ پایا اور میری آنکھوں سے نیند اس خوف کی بنا پر اڑ گئی کہ کہیں آپ کو کسی قریشی نے ایذا نہ پہنچائی ہو۔ تشریف لانے کے بعد نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور مجھے باہر لے گئے۔ وہاں ایک جانور گدھے سے بڑا اور گھوڑے سے کچھ چھوٹا موجود پایا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے مجھے اس پر سوار کیا اور میں بیت المقدس پہنچا جہاں میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا جو میرے ساتھ مشابہت رکھتے تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا جو طویل القامت گھنگریالے بالوں والے قبیلہ شنوءہ کے مردوں کے مشابہ تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا جو میانہ قامت اور سفید رنگ مائل بہ سرخی تھے، ان کی مشابہت عروہ بن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ میں ہے اور میں نے دجال کو دیکھا جو داہنی آنکھ سے کانا تھا اور اس کی مشابہت قطن بن عبدالعزیٰ میں ہے۔

ام ہانی رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ پھر نبی کریم ﷺ نے ارادہ فرمایا کہ ''اسراء'' کے سارے حالات کا قریش سے ذکر کریں تو میں نے دامن تھام لیا اور کہا: آپ ایسے لوگوں کے پاس جا رہے ہیں جو آپ کو جھٹلاتے اور آپ کی باتوں کا انکار کرتے ہیں۔

وہ فرماتی ہیں: حضور نبی کریم ﷺ نے اپنا دامن میرے ہاتھ سے کھینچ لیا اور تشریف لے گئے۔ وہ لوگ بیٹھے ہوئے تھے، آپ نے ان سے واقعہ اسراء کا حال بیان کیا، جس کو سن کر مطعم بن عدی کھڑا ہوا وہ کہنے لگا:

''محمد (ﷺ) آپ سفر بیت المقدس کے دوران قریش کے کس قافلے پر سے گزرے جو فلاں مقام پر ہے؟''

آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں! میں نے اہل قافلہ کو اس حال میں پایا کہ ان کا اونٹ گم ہو گیا تھا اور وہ اس کی تلاش میں سرگرداں تھے۔'' پھر اس نے کہا: ''کیا آپ ﷺ فلاں قبیلے پر سے گزرے؟'' فرمایا: ''ہاں! میں نے ان کو فلاں مقام پر پایا اور ان کے ایک اونٹ کی ٹانگیں ٹوٹ گئی ہیں۔'' قریش نے کہا: آپ ﷺ اونٹوں اور ان کے چرواہوں کی تعداد بتایئے۔ میں اس سوال کا جواب دینے سے قاصر رہا اور لوٹ آیا۔ میں گھر آ کر سو گیا تو عالم خواب میں میں نے اس قبیلے کے اونٹوں کو دیکھا اور شمار کر لیا اور ان کے چرواہوں کو بھی۔ پھر میں بیدار ہو گیا اور قریش کے پاس جا کر دوبارہ جا کر کہا: ''تم نے اس وقت اونٹوں اور چرواہوں کے بارے میں پوچھا تھا، لہٰذا سن لو! اتنے اونٹ اور اتنے چرواہے ہیں اور چرواہوں میں ابن ابی قحافہ اور دوسرے فلاں لوگ بھی ہیں، یہ قافلہ کل صبح کو فلاں ٹیلے پر تمہیں ملے گا۔'' دوسرے روز صبح سے لوگ ٹیلے پر جا کر بیٹھ

گئے تا کہ آپ ﷺ کے قول کو جانچیں۔ جب اونٹوں کو آتے دیکھا تو خود آگے بڑھ کر ان سے ملے اور پوچھا کیا تمہارا کوئی اونٹ گم ہو گیا تھا؟ انہوں نے بتایا ہاں! پھر یہ لوگ دوسرے قبیلے کے مسافروں کے پاس پہنچے اور دریافت کیا: "کیا تمہارے کسی اونٹ کی ٹانگیں ٹوٹ گئی تھیں۔" انہوں نے کہا ہاں۔

﴿طبرانی، ابن مردویہ﴾

یحییٰ بن ابی عمرو شیبانی، ابو صالح رحمہما اللہ سے انہوں نے حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ علی الصبح اندھیرے میں میرے پاس تشریف لائے اور میں اس وقت تک اپنے بستر پر تھی۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تمہیں خبر ہے کہ میں آج مسجد حرام میں سویا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور مجھے مسجد کے دروازے تک لائے وہاں پر ایک چوپایہ جو گدھے سے اونچا اور خچر سے نیچا تھا اور کان پھڑ پھڑا رہا تھا، مجھ کو اس پر سوار کر کے لے چلے، جب وہ نشیب میں اترتا تو اس کے ہاتھ دراز ہو جاتے اور پیر چھوٹے اور جب وہ چڑھائی پر چڑھتا تو اس کے پاؤں دراز ہو جاتے اور ہاتھ چھوٹے، کسی لمحے حضرت جبرئیل علیہ السلام مجھ سے جدا نہ ہوئے حتیٰ کہ ہم بیت المقدس پہنچے تو انہوں نے اس حلقہ سے اسے باندھا جس میں انبیاء کرام علیہم السلام اپنی سواریوں کو باندھا کرتے تھے، پھر انبیاء کرام علیہم السلام کی جماعت میرے سامنے آئی، ان میں حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی تھے اور میں نے ان کے ساتھ نماز پڑھی اور ان سے باتیں کیں، اس کے بعد سرخ وسفید پیالے میرے سامنے لائے گئے، میں نے سفید کو لے کر پی لیا، یہ دیکھ کر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے مجھ سے کہا: "اے رسول خدا ﷺ! آپ نے دودھ کو نوش کیا اور شراب کو چھوڑا ہے، اگر آپ شراب کو لے لیتے تو آپ ﷺ کی امت راہ ہدایت سے بھٹک جاتی۔" پھر مجھے سوار کر کے مسجد حرام لے آئے اور میں نے صلوٰۃ فجر پڑھی۔

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا نے فرمایا: یہ سن کر میں نے حضور نبی کریم ﷺ کی ردائے مبارک کو پکڑ لیا اور کہا: اے ابن عم! میں آپ کو قسم دیتی ہوں اگر آپ نے اسراء اور انبیاء کی باتیں قریش کو بتائیں تو جو آپ کی تصدیق کرتا ہے وہ بھی آپ کو جھٹلائے گا پھر نبی کریم ﷺ نے اپنا ہاتھ ردا پر مارا اور چادر کا حصہ میرے گرفت سے نکل گیا، چادر آپ کے شکم مبارک سے اوپر ہو گئی اور میں نے آپ کے شکم مبارک کی شکنوں کو دیکھا، گویا وہ ایک شکن آلود کاغذ کی شکنوں کی طرح تھیں اور اس وقت میں آپ ﷺ کے قلب اطہر کے پاس سے ایسا نور چمکتا ہوا دیکھا جس سے میری آنکھیں خیرہ ہو گئیں، تو میں سجدہ میں گر پڑی جب میں نے سجدے سے سر اٹھایا تو دیکھا کہ نبی کریم ﷺ باہر تشریف لے گئے اور میں نے لونڈی سے کہا: خدا تیرا بھلا کرے تو حضور نبی کریم ﷺ کے پیچھے جا اور سن کہ حضور نبی کریم ﷺ کیا فرماتے ہیں اور قریش کیا جواب دیتے ہیں؟ جب لونڈی واپس ہوئی تو اس نے بتایا کہ نبی کریم ﷺ جماعت قریش کے پاس تشریف لے گئے، جن میں مطعم بن عدی، عمرو بن ہشام اور ولید بن مغیرہ بھی تھا۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "آج رات میں نے عشاء کی نماز اس مسجد میں پڑھی اور فجر کی بھی اور ان دونوں نمازوں کے درمیانی وقفہ

میں بیت المقدس ہو کر آیا ہوں۔ انبیاء علیہم السلام کی ایک جماعت مجھے ملی، جن میں حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی تھے، میں ان سب کو نماز پڑھائی اور ان سے باتیں کی ہیں۔''

نبی کریم ﷺ نے جب اپنی باتیں ختم کیں تو عمرو بن ہشام نے کہا: ''جن انبیاء کے نام آپ نے گنائے ذرا ان کا حلیہ تو بیان کیجئے؟''

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو میانہ قد سے متجاوز اور طویل القامت سے کم، فراخ سینہ، سرخی مائل سفید رنگ اور گھنگریالے بالوں کے سرخی مائل شخص تھے، یہ سمجھو کہ ان کے مشابہ عروہ بن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام قوی الجثہ، گندمی رنگ اور لمبے قد والے تھے، یہ سمجھ کہ وہ ازدشنوہ کے افراد کے مشابہ ہیں، کثیر بالوں والے، آنکھیں بیٹھی ہوئی، دانتوں پر دانت چڑھے ہوئے، لب کسی قدر اٹھے ہوئے اور کسی قدر مسوڑھے ابھرے ہوئے تھے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یہ سمجھو کہ وہ تو میرے مشابہ ہیں۔''

قریش نے حضور نبی کریم ﷺ کے بیان کو سن کر تمسخر اڑایا، مطعم نے کہا: تمہارا آج کا بیان اور گزشتہ کلام میں بڑا تضاد اور فرق ہے اور میں وثوق کے ساتھ کہتا ہوں کہ آپ جھوٹے ہیں۔ ہم تیز رفتار سرخ اونٹوں پر ایک ماہ تک سفر کر کے اس علاقے تک آتے اور جاتے ہیں اور آپ کہتے ہیں کہ رات کے ایک تھوڑے حصے میں جا کر واپس بھی آ گئے۔ مطعم کا انکار سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''اے ابن عدی! تو نے نبی کریم ﷺ کو محض اپنا بھتیجا یا ایک عام عرب قریشی سمجھ کر جھٹلا دیا ہے خدا تجھ کو طبع سلیم دے، میں پختہ یقین کے ساتھ اعلان کرتا اور شہادت دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت محمد ﷺ سچے اور صادق ہیں۔''

قریش نے پوچھا: ''اے محمد (ﷺ)! بیت المقدس کی شناخت اور کچھ مخصوص علامات تو بیان کرو؟ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''میں رات کے کچھ تھوڑے ہی حصے میں گیا اور واپس آیا ہوں۔'' معاً بہ حکم خداوندی حضرت جبرئیل علیہ السلام بیت المقدس کا نقشہ حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے لے آئے۔ حضور نبی کریم ﷺ اس کو دیکھ کر مشرکین قریش کو بتاتے رہے اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہر مرتبہ تائید و تصدیق کرتے رہے، پس حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اے ابوبکر رضی اللہ عنہ! آج سے اللہ تعالیٰ نے تمہارا نام ''الصدیق'' رکھ دیا۔'' پھر قریش نے کہا: ''محمد (ﷺ) ہمارے قافلوں کے بارے میں بتاؤ۔'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں نے فلاں قبیلہ کو روحا میں پایا۔ ان کا ایک اونٹ گم ہو گیا ہے اور وہ اس کی تلاش میں سرگرداں تھے، میں ان کے کجاووں تک گیا، مگر جہاں پر کوئی موجود نہ تھا، میں نے وہاں پر پانی کا پیالہ دیکھا اور اس کا پانی پی لیا۔ اس کے بعد میں فلاں قبیلہ والوں کے قافلہ کے پاس پہنچا اور ان کے اونٹ مجھ سے ڈر کر بھاگے اور ان میں ایک سرخ رنگ کا اونٹ بیٹھ گیا، اس پر سفید دھاریوں کی چادریں تھیں، اب میں نہیں جانتا کہ اس اونٹ کی ٹانگیں ٹوٹ گئیں، یا نہیں۔ اس کے بعد میں فلاں لوگوں کے قافلہ کے پاس پہنچا، جو تنعیم میں ہے ان کے آگے دھاری دار اونٹ ہیں، یہ لوگ قریب ہی پہنچ گئے ہوں گے اور وہ ثنیہ سے نظر

آ گئیں گے۔" آپ ﷺ سے ایسی صحیح اطلاعات سن کر ولید بن مغیرہ نے کہا: "یہ ساحر ہے۔"

اس کے بعد یہ لوگ دیکھنے گئے اور انہوں نے بغیر کسی ادنیٰ فرق کے سب کچھ ویسا ہی پایا جیسا آپ ﷺ نے بیان فرمایا تھا، مگر پھر بھی تم لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے قول کی صداقت کو جادو ہی کا کرشمہ قرار دیا اور اکثر لوگوں نے کہا: "ولید بن مغیرہ نے ٹھیک کہا، یہ سب جادو کا معاملہ ہے۔"

اس بارے میں ارشاد باری تعالیٰ بھی یہی ہے کہ:

وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِىٓ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ

﴿سورۂ بنی اسرائیل﴾

ترجمہ: "اور ہم نے جو دیکھا وہ دکھاوا جو تمہیں دکھایا تھا مگر لوگوں کی آزمائش کو۔"

﴿ابو یعلیٰ، ابن عساکر﴾

بعض راویوں نے بیان کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ جب اس رات کسی کو نظر نہ آئے تو عبدالمطلب کی اولاد آپ ﷺ کی تلاش میں ادھر ادھر پھیل گئی۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ آپ کی تلاش میں مقام ذی طویٰ تک پہنچے، وہ بلند آواز سے آپ ﷺ کو پکارتے جاتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے جواب میں لبیک فرمایا: انہوں نے فرمایا: اے ابن عم! تم کہاں تھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں بیت المقدس سے آ رہا ہوں، انہوں نے کہا: "رات ہی رات میں" آپ نے فرمایا: ہاں!

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: نبی کریم ﷺ کو معراج میرے ہی گھر سے ہوئی ہے۔ اس رات آپ ﷺ ہمارے یہاں عشاء کی نماز پڑھ کر سو گئے اور جب صبح کا ابتدائی وقت ہوا تو نبی کریم ﷺ نے ہمیں نماز صبح کیلئے جگایا، پھر نبی کریم ﷺ نماز کو کھڑے ہوئے جب نماز فجر ہوئی تو فرمایا: اے ام ہانی رضی اللہ عنہا! میں نے عشاء کی نماز تمہارے یہاں پڑھی، پھر بیت المقدس گیا اور وہاں میں نے نماز پڑھی پھر واپس آ کر صبح کی نماز تمہارے یہاں پڑھی، اس کے بعد آپ تشریف لے جانے کیلئے کھڑے ہوئے۔ میں نے عرض کیا: اس بات کو آپ ﷺ لوگوں سے بیان نہ کریں، اس لیے کہ وہ یقین کرنے والے نہیں تکذیب کرنے والے ہیں اور اذیت پہنچانے والے۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

نہیں، میں ان کو ضرور بتاؤں گا اور آپ ﷺ تشریف لے گئے۔ آپ نے جا کر مشرکین مکہ کو "واقعہ اسراء" کے بارے میں بتایا، جس کو انہوں نے خود ساختہ اور فرضی اور جھوٹی کہانی تصور کیا۔ شب اسریٰ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا: اے جبرئیل علیہ السلام! معراج کے واقعات سن کر میری قوم کے لوگ تصدیق نہیں کریں گے۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے جواب دیا کہ آپ کی تصدیق حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کریں گے کیونکہ وہ صدیق ہیں اور بہت سے ان لوگوں کی آزمائش ہوگی جو خود کو مسلمان کہتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "میں حجر اسود کے پاس کھڑا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے بیت المقدس کو میرے روبرو کر دیا جس میں اپنے مشاہدے کی مدد سے مشرکین مکہ کو نشانیاں بتا رہا۔"

پھر ان میں سے کسی نے دریافت کیا "مسجد اقصیٰ کے کتنے دروازے ہیں؟" چونکہ میں نے اس کے دروازوں کا شمار نہیں کیا تھا اس وجہ سے میں نے دروازوں کو دیکھا اور ان کی تعداد بتائی۔ راوی کہتے ہیں آپ نے ان کے سوالات کے صحیح جوابات دیئے اور انہوں نے ان کو درست پایا۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ

{سورۂ بنی اسرائیل}

ترجمہ: "اور ہم نے نہ کیا وہ دکھاوا جو تمہیں دکھایا تھا مگر لوگوں کی آزمائش کو۔"

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ مسجد اقصیٰ کا دیکھنا اور اصل میں مشاہدہ تھا، جس کو حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے چشم سر سے دیکھا۔

(اس پوری روایت کو ابن عساکر رحمۃ اللہ نے بیان کیا ہے۔)

معراج کے سلسلے میں مرسل روایات

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قریش مکہ نے واقعہ اسراء کے بیان کے موقع پر نبی کریم ﷺ سے ایک سوال یہ بھی کیا کہ ہماری کیا شے گم ہوئی ہے اور وہ صحیح طور پر علامت بھی اس کی بیان کریں؟

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا تمہارے فلاں قافلہ کی خاکی اونٹنی کھو گئی ہے اس پر تمہارا تجارتی مال و اسباب تھا۔ جب وہ قافلہ اور اس کے ساتھ مذکورہ رنگ کی اونٹنی مکہ پہنچی اور نبی کریم ﷺ کی بتائی ہوئی جملہ باتوں کی تصدیق ہوگئی تو سرکش مشرکین نے ایک مزید سوال کیا کہ آپ یہ بتائیں کہ اس اونٹنی پر سربستہ سامان میں کیا اور کون سا سامان ہے؟

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اونٹنی کے اوپر جو سامان تھا حضور نبی کریم ﷺ کی نگاہ کے سامنے لا کر مشاہدہ میں رکھ دیا اور آپ نے وہ تمام سامان دیکھ کر سامان کی قسم اور اس کی مقدار وغیرہ بتا دی مگر سوالات کرنے والے کفار جادوگری کا کرشمہ قرار دے کر رخصت ہوئے۔

{ابو نعیم}

سعید بن نصر رحمۃ اللہ، اسمٰعیل بن عبدالرحمن رحمہما اللہ سے روایت کی، انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کو جس رات معراج ہوئی اور معراج سے واپس تشریف لا کر آپ نے قریش کو قافلوں کے بارے میں اور اس قافلہ کے بارے میں خبر دی تو وہ کہنے لگے کہ یہ بتلائیے کہ یہ قافلہ کس روز یہاں پہنچے گا؟

{بیہقی}

سورج ٹھہر گیا قافلہ مکہ آ گیا:

اسمٰعیل بن عبدالرحمن قرشی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو جب معراج ہوئی اور قافلے کے بارے میں بتا دیا تو آپ سے دریافت کیا۔ اس وقت کفار نے کہا: "آپ یہ تو بتائیے کہ قافلہ یہاں پر کب پہنچے گا؟"

آپ نے ارشاد فرمایا" بدھ کے روز۔"

چنانچہ بدھ کے روز قریش، قافلے کی راہ پہنچے اور آمد کا انتظار کرنے لگے، حتیٰ کہ غروب آفتاب کا وقت قریب ہو گیا اور اس وقت تک قافلہ نہیں پہنچا۔ رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی۔

"اے مہربان خالق کائنات! اپنے بندے کی بات کو سچائی اور صداقت عطا فرما اور کچھ دیر کو
اور جب تک قریش کو صبح تک دے۔"

پس دعا مستجاب ہوئی اور ایک گھڑی دن بڑھ گیا۔

روایت ہے کہ آفتاب کی گردش کو صرف دو موقعوں پر روکا گیا ہے۔ ایک تو یہی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا کے بعد اور دوسرے حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کیلئے، جب وہ اپنی قوم کے کفار جبارین کے ساتھ مصروف جہاد تھے۔

﴿بیہقی﴾

ابن جریر رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن شداد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ شب اسراء میں حضور نبی کریم ﷺ کی سواری کیلئے ایک جانور استعمال ہوا جو خچر سے چھوٹا اور گدھے سے بڑا تھا اور حد نظر اس کے ایک قدم کی وسعت تھی۔ اس کا نام براق تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ مشرکین کے ایک قافلے پر گزرے تو ان کے اونٹ بدک گئے۔ لوگوں نے کہا: "یہ نظر تو آ نہیں رہا، یہ بھلا کیا ہو سکتا ہے۔"

نبی کریم ﷺ بیت المقدس پہنچے اور آپ کے سامنے دو پیالے لائے گئے۔ ایک میں شراب اور دوسرے پیالے میں دودھ تھا۔ نبی کریم ﷺ نے دودھ کو لے لیا۔ جس پر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا: آپ نے راہ ہدایت کو اختیار کیا، آپ کی امت ہدایت پر رہے گی۔

﴿ابن ابی شیبہ المصنف﴾

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے خبر دی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جنت اور دوزخ کو دیکھنے کے خواہشمند تھے اور اس کیلئے اپنے رب سے دعا کی تھی، لہٰذا آپ ہجرت سے اٹھارہ ماہ پہلے سترہ رمضان المبارک ہفتہ کی شب میں اپنے مکان پر محو خواب تھے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام اور حضرت میکائیل علیہ السلام حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا: آپ ﷺ نے اپنے رب تعالیٰ سے جس بات کے دیکھنے کی خواہش کی تھی اس کی سیر کیلئے چلیے۔ پھر یہ دونوں مکرم فرشتے نبی کریم ﷺ کو مقام ابراہیم اور چاہ زمزم کے درمیان لائے۔ اس کے بعد سیڑھی لائی گئی اور اس کے ذریعے آپ ﷺ کو آسمانوں کی طرف لے چلے اور ہر آسمان کی سیر اور دوزخ کا معائنہ کیا۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب میں ساتویں آسمان پر پہنچا تو مجھے صریر قلم کے کوئی آواز میں نے نہیں سنی۔ آپ پر اور آپ کی امت پر پانچ نمازیں فرض ہوئیں، پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور رسول اللہ ﷺ کو پانچوں نمازیں ان کے مخصوص اوقات میں پڑھائیں۔

(اس کو ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا۔)

﴿ابن سعد﴾

رب سے کلام:

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی "رویت" اور اپنے "کلام" کو نبی کریم ﷺ اور سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے درمیان تقسیم فرمایا۔ نبی کریم ﷺ نے دو مرتبہ اپنے رب تعالیٰ سے کلام کیا۔
﴿حاکم کتاب الرؤیہ﴾

شب معراج کے سلسلہ میں مزید بحث:

مصنف کتاب، امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کثیر علماء کا مذہب یہ ہے کہ معراج دو مرتبہ واقع ہوئی ہے۔ اس سلسلہ میں مختلف مروی احادیث کے درمیان تطبیق کی گئی ہے۔ اس کا خلاصہ ہم یہاں بیان کرتے ہیں، جن کا علماء کا یہ مذہب ہے ان میں ابونصر قشیری، ابن عربی اور سہیلی رحمہم اللہ شامل ہیں۔

شیخ عزالدین ابن عبدالسلام رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ واقعہ اسراء خواب اور بیداری میں ہوا ہے اور مکہ المکرمہ اور مدینہ منورہ دونوں جگہ ہوا ہے۔ خواب میں اس کے واقع ہونے کا مقصد دراصل آپ ﷺ کو آمادہ کرنا اور اس سلسلہ میں مشاہدات کرا کے مطمئن کرنا تھا کہ جب بہ حالت بیداری یہ واقع ہو تو آپ ﷺ آسانی محسوس کریں۔ اسی طرح جیسے بعثت سے قبل رؤیائے صادقہ تھے تا کہ آپ پر منصب نبوت آسان ہو جائے۔

ابوشامہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ معراج مبارک کا واقعہ متعدد مرتبہ ہوا ہے۔ وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے استناد لیتے ہیں، جسے بزار رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس میں کوئی شک نہیں کہ متعدد بار معراج کے واقع ہونے میں کوئی استحالہ نہیں ہے کیونکہ اگر خواب میں واقع ہو تو اطمینان و تسلی کیلئے ہے اور اگر بیداری میں ہو تو اس کی موافقت و مطابقت کیلئے ہے، بہرحال یہ کوئی بعید نہیں اور فرمایا: مدینہ طیبہ میں کئی بار اسراء ہوا ہے۔

ابن المنیر رحمۃ اللہ علیہ نے ایک نفیس کتاب اسراء کے اسرار میں تالیف ہے، اسراء کی بہت سی حکمتوں کو انہوں نے اس میں بیان کیا ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کو پہلے بیت المقدس تک سیر کرائی گئی۔ اس کے بعد آسمانوں کی سیر اور معراج کرائی گئی تا کہ آپ کو دونوں ہجرتوں کا حصول ہو جائے کیونکہ اکثر انبیائے سابقین نے بیت المقدس ہجرت کی ہے۔ لہٰذا حضور نبی کریم ﷺ کو بھی فی الجملہ یہ سفر حاصل ہو گیا، تا کہ آپ ﷺ میں مختلف و منتشر فضائل جمع ہو جائیں، اور یہ کہ آپ کو اپنے بیان کی صداقت کی طرف راہ مل جائے جو آپ ﷺ نے بیت المقدس کے بارے میں ان علامتوں کو بتایا جو آپ سے منکرین حق نے امتحان اور آزمائش کے طور پر دریافت کی تھیں اور آپ کے مخالفین نے بھی ان کی سچائی کو بادل ناخواستہ تسلیم کیا تھا لہٰذا جب یہ باتیں صحیح اور درست ہیں تو جو اور باتیں آپ نے معراج کے سلسلے میں بتائی ہیں وہ بھی صحیح اور صادق ہیں، ان کی تصدیق بھی اس سے لازم آتی ہے۔ اس کے برعکس پہلے ہی آپ کو آسمانوں کی طرف لے جایا جاتا تو یہ صورت ظہور میں نہ آتی۔

اس کتاب میں ایک حکمت یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کا یکبارگی یہ اعزاز و

اگرچہ یہ تکمیل مناجات تھا جبکہ آپ نے "ایحانا" فرما کر اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔ (مطلب یہ کہ رویت الٰہی اور اس سے بے واسطہ ہم کلامی کا شرف اچانک آپ کو حاصل ہوا، اس کیلئے پہلے سے کوئی وقت مقرر نہیں تھا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام اچانک عالم خواب سے آپ کو بیدار کر کے لے گئے تھے) لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حق شرف ہم کلامی ایک میعاد اور استعداد پر موقوف تھا، مگر رسول ﷺ سے انتظار کی تکلیف اٹھالی گئی۔

اس کتاب میں ایک حکمت یہ بیان کی گئی ہے کہ ابن حبیب نے ذکر کیا ہے کہ آسمان و زمین کے درمیان ایک دریا ہے جس کا نام "مکفوف" ہے۔ زمین دریا کی نسبت اس کے ساتھ ایسی ہے جیسے بحر محیط کے ساتھ ایک قطرہ کی۔ صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ اس موقع پر یہ ہوا ہوگا کہ رسول اللہ ﷺ کیلئے اس دریا کو بطور راستہ بنایا گیا ہوگا تاکہ آپ پار ہو چکیں اور اس دریا کا پھاڑنا حضرت جبرئیل علیہ السلام کیلئے دریا کے پھاڑنے سے زیادہ عظیم ہے۔

اس کتاب میں ایک نکتہ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ معراج کی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آسمانوں کے دروازے بند رہے ہوں گے، جبھی تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے دستک دے کر ان کو کھلوایا اور اس کا اہتمام فرمایا گیا کہ آپ کے آنے سے پہلے انہیں نہ کھولا جائے، اگر وہ پہلے سے کھلے ہوتے تو یقیناً یہ گمان ہوتا کہ آسمانوں کے دروازے ہمیشہ کھلے رہتے ہوں گے۔ اس لیے ان کو بند ہی رکھا گیا تاکہ آپ جان لیں کہ ان کا کھلنا آپ کے اعزاز میں ہے اور آپ ہی کی وجہ سے اور اس لیے کہ اللہ آپ ﷺ کو آگاہ فرماتا ہے کہ آپ کا وجود گرامی آسمان والوں کے نزدیک جانا پہچانا ہے۔ سب ہی آپ ﷺ کو خوب اچھی طرح جانتے ہیں۔

اس لیے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام سے جب آسمان والوں نے پوچھا کہ آپ کے ساتھ کون ہے؟ انہوں نے جواب دیا، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اس پر انہوں نے صرف یہ پوچھا: "کیا ان کی طرف بھیجا گیا تھا اور یہ نہیں پوچھا کہ محمد ﷺ کون ہیں؟

نبی کریم ﷺ کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح فرمانا:

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے تم کو دو بار خواب میں دیکھا۔ ایک مرتبہ مجھے دکھایا گیا کہ تم کو ایک شخص ریشم کے کپڑے میں اٹھائے ہوئے ہے اور کہتا ہے یہ آپ کی زوجہ ہیں۔ وہ کپڑے سے ہٹا کر تمہارا چہرہ دکھا رہا تھا۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نے اس کا قول سن کر کہا: "اگر اللہ تعالیٰ کو یہی منظور ہے تو پھر وہ ایسا کرے گا۔"

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی تو نبی کریم ﷺ اپنی شریک حیات، مشیر کار، دینی کوششوں میں مددگار بیوی سے جدائی ہو جانے پر کافی رنجیدہ تھے۔ اسی زمانے میں نبی کریم ﷺ نے بحالت خواب دیکھا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام حضرت

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو ایک گہوارے میں لائے اور کہا:

"یہ زوجہ آپ کے غم کو رفع کریں گی اور ان کے اندر آپ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی خوبیاں اور محاسن پائیں گے۔ یہ ان کے قائم مقام ہوں گی۔"

﴿ واقدی، حاکم ﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ مجھ سے نبی کریم ﷺ نے نکاح نہیں کیا تھا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے مجھ کو خواب میں دکھایا اور حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ میرا نکاح کیا۔ میں اس زمانے میں کم سن ہی تھی اور جب میرا نکاح ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے میرے اندر شرم و حیا کو بڑی عورتوں کی طرح پیدا فرما دیا، باوجود یہ کہ میں صغیر سن تھی۔

﴿ ابو یعلیٰ، بزار، حاکم ﴾

نبی کریم ﷺ کا حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح فرمانا:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا، سکران بن عمرو رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں۔ سکران رضی اللہ عنہ، سہیل بن عمرو کے بھائی تھے۔

ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے خواب دیکھا کہ "رسول اللہ ﷺ سامنے سے تشریف لا رہے ہیں اور پھر اس قدر قریب ہوئے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ان کی گردن پر قدم مبارک کو رکھا۔"

"حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے اپنا خواب سکران رضی اللہ عنہ اپنے شوہر سے بیان کیا۔ انہوں نے جواب دیا کہ اگر یہ خواب سچا ہے تو میں وفات پاؤں گا اور پھر تمہارا نکاح حضور نبی کریم ﷺ سے ہوگا۔"

اس کے بعد حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے دوسرے دن خواب دیکھا:

"آسمان سے چاند ٹوٹ کر ان پر گرا ہے اور وہ لیٹی ہوئی ہیں۔" انہوں نے پھر اپنے شوہر کو بتایا، انہوں نے کہا: میرا خیال ہے کہ تمہارا خواب سچ ہے اور میں اب جلد وفات پاؤں گا اور میرے بعد تمہارا نکاح حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہوگا۔

پس سکران رضی اللہ عنہ اسی دن بیمار ہو گئے اور تھوڑے ہی دنوں بیمار رہ کر فوت ہو گئے۔ اس کے بعد حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضور نبی کریم ﷺ سے ہو گیا۔

﴿ ابن سعد ﴾

حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ کا مکہ آنا اور اسلام قبول کرنا:

حضرت رفاعہ بن رافع زرقی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اپنے خالہ زاد بھائی معاذ بن عفراء کے ہمراہ ایک سفر پر روانہ ہوئے اور اسی سفر کے سلسلے میں مکہ مکرمہ پہنچے اور کچھ دنوں حرم مکہ میں قیام کیا۔ یہ واقعہ انصار کے آنے سے پہلے کا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کو رفاعہ نے دیکھا اور آپ ﷺ نے اسلام کی دعوت ان کو دی اور فرمایا: "اے مدنی مہمانو! تمہارے خیال میں آسمانوں، زمین اور ان بلند پہاڑوں کو کس نے پیدا کیا ہے؟"

انہوں نے جواب دیا: ''اللہ تعالیٰ نے۔'' اس کے بعد آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''تم کو کس نے پیدا کیا ہے؟'' انہوں نے جواب دیا: ''اللہ تعالیٰ نے'' آپ نے پھر پوچھا ''ان بتوں کو، جن کی پوجا عام طور پر کی جا رہی ہے، کس نے تراشا ہے، اور ان کے مجسمے بنائے ہیں؟ ان دونوں مدنی مسافروں نے جواب دیا: ''ہم ہی میں سے کچھ لوگوں نے پتھروں اور معدنی اشیاء سے ان کو بنالیا ہے۔''

حضور نبی کریم ﷺ نے اس کے بعد سوال کیا: ''تو ذرا انصاف کرو اور سوچو کہ خالق پرستش کے لائق ہے یا ادنیٰ، بے حس اور معدنی مخلوق؟ ان سے کہیں زیادہ محترم اور برتر تو خود انسان ہے کہ جس نے ان پر تیشہ چلا کر ان کا یہ پیکر تراشا ہے۔

پس اے بندگان خدا! میں تم کو اس اللہ بزرگ و برتر کی بندگی اور فرمانبرداری کی دعوت دیتا ہوں کہ جس کی فرمانبرداری میں ہم دنیا کی ہر چیز اور ساری کائنات لگی ہوئی ہے۔ ہوائیں، بادل، چاند اور سورج وغیرہ سب اس کے ہی تابع فرمان ہیں۔ اس کی ذات و صفات میں کوئی شریک ہے، نہ اس کے حقوق اور اختیارات میں، میں اسی خالق، مالک اور اصل حاکم و بادشاہ کا رسول ہوں، میں صلہ رحمی کرنے اور موروثی عداوتوں کو ترک کر دینے کی تلقین کرتا ہوں۔''

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی پر اثر باتیں سن کر چلا آیا اور خانہ کعبہ کا طواف کرنے کے بعد سات تیر نکالے اور ان میں سے ایک تیر کو حضور نبی کریم ﷺ کے نام کا ٹھہرایا اور خانہ کعبہ کی طرف منہ کر کے فال لینے کا ارادہ کیا اور دعا کی: اے اللہ! جس دین کی طرف حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ دعوت دیتے ہیں اگر وہ حق ہے تو اس تیر کو سات مرتبہ نکال دے۔ اس کے بعد میں نے تیروں کو چھوڑا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے نام کا تیر ساتوں مرتبہ نکلا، پس مجھے اطمینان ہو گیا اور میں نے پورے اخلاص اور سچی عقیدت سے پڑھا:

"اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللهِ"

﴿حاکم﴾

حج کے موقع پر نبی کریم ﷺ کی تبلیغ اور اس کے نتائج:

ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ موسیٰ بن عقبہ رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہر سال حج کے موقع پر قبائل عرب کے پاس بنفس نفیس تشریف لے جاتے یا جہاں پر لوگوں کا جمگھٹا دیکھتے وہاں جا کر نہایت پر اثر طریق پر دعوت اسلام دیتے اور لوگوں کو فرداً فرداً بھی حکیمانہ انداز پر تبلیغ فرماتے۔

ایک مرتبہ حسب دستور حج کے موقع پر قبائل ثقیف کو دعوت اسلام پیش فرمائی مگر ان کو توفیق قبولیت نہ ہوئی، آپ ﷺ واپس تشریف لے آئے اور ایک احاطہ کے سائے میں غمگین حالت میں کھڑے ہو گئے۔ وہ احاطہ عتبہ اور شیبہ برادران کا تھا جو ربیعہ کے بیٹے اور قریش کے سرداروں میں سے تھے۔ جب انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کو کھڑا دیکھا تو اپنے غلام کو آپ کے بلانے کیلئے بھیجا، اس کا نام عداس تھا اور نصرانیت سے تعلق رکھتا تھا۔

جب وہ آیا تو حضور نبی کریم ﷺ نے پوچھا: ''تم کس علاقے کے رہنے والے ہو؟'' عداس نے جواب دیا: ''میں نینوا کا باشندہ ہوں۔'' آپ نے فرمایا: ''تم اس مردِ صالح حضرت یونس بن متی علیہ السلام کے شہر سے تعلق رکھتے ہو؟'' عداس نے پوچھا: ''کیا آپ یونس بن متی علیہ السلام سے واقف ہیں؟'' آپ نے ارشاد فرمایا: ''میں اللہ کا رسول ہوں اور اللہ تعالیٰ نے مجھ کو ان سے واقف کرایا ہے۔''

یہ جواب سن کر عداس نے حضور نبی کریم ﷺ کے قدموں کو پکڑا اور پیشانی کو بوسے دینے لگا، جب عتبہ اور شیبہ نے اپنے غلام کو ایسا کرتے دیکھا تو وہ سکتہ میں رہ گئے، پھر جب وہ واپس ہوا تو ان دونوں نے کہا: تجھے کیا ہوا ہے کہ تو ان کے پیروں کو چھو رہا تھا؟ عداس نے جواب دیا: بلاشبہ وہ مردِ خاص اور ہادیٔ دین ہے۔ انہوں نے مجھے ایسے شے کی خبر دی ہے جسے پورے طور پر صرف رسول ہی سمجھتا ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے ہمارے وطن میں ہماری قوم کے اندر مبعوث فرمایا تھا اور وہ اللہ تعالیٰ کا نبی، حضرت یونس بن متی علیہ السلام تھا اس کی باتیں سن کر برادران عتبہ وشیبہ ہنسے اور کہنے لگے یہ قریشی کا ہن تجھ کو تیرے دین نصرانیت سے پھیر دے گا۔ (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ)

﴿بیہقی﴾

طائف کا سخت ترین دن:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: ''آپ ﷺ پر اُحد کے دن سے زیادہ شدید اور ناگوار دن کوئی اور بھی آیا ہے؟'' ارشاد فرمایا: تمہاری قوم کی جانب سے سب سے زیادہ طائف میں ''یوم العقبہ'' مجھ پر گزرا ہے جبکہ میں ثقیف کے سردار عبد یالیل کے پاس بہ نفسِ نفیس خود پہنچا اور اس نے میری طرف سے دعوتِ اسلام کو سن کر منہ بگاڑا اور بیزاری اور تردید کے طور پر رخ موڑ لیا، سرکشی اور جہالت سے اعتراض کیے، لہٰذا میں واپس لوٹا۔ میرے چہرے سے انتہائی غم اور حزن وملال ظاہر تھا جو دور نہ ہوا، یہاں تک کہ میں چل کر ''قرن الثعالب'' آ گیا، افراطِ غم سے میرا سر برابر جھکا رہا، یہاں آ کر میں نے سر اٹھایا تو دیکھا کہ اَبر مجھ پر سایہ کیے ہوئے ہے جب میں نے غور سے دیکھا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام سایہ فگن تھے۔

پھر انہوں نے کہا: ''اللہ تعالیٰ ہر بات پر نظر رکھتا ہے وہ سردارانِ ثقیف کے کفر اور اس رویہ سے آگاہ اور واقف ہے، جو انہوں نے آپ کے ساتھ برتا اور آپ ﷺ کو رنج اور تکلیف پہنچائی، پس اللہ تعالیٰ نے آپ کے پاس پہاڑوں پر مامور فرشتہ کو بھیجا تاکہ وہ آپ کے منشاء کی تعمیل کرے۔'' پھر فرشتہ جبال نے آگے بڑھ کر سلام کیا اور کہا اگر آپ ﷺ فرمائیں تو اخشبین پہاڑوں کو ملا دوں تاکہ بنو ثقیف کچلے جائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہیں، میں ہرگز ایسا نہیں چاہتا بلکہ میری تمنا تو صرف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے اصلاب سے ایسی اولاد پیدا کرے جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے اور کسی کو اس کا شریک نہ بنائے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

قبائل عرب کو تبلیغ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا اور حضور نبی کریم ﷺ نے براہ راست قبائل عرب کو خطاب کرنے اور دعوت اسلام دینے کا آغاز فرمایا۔ اور تحریک اسلامی عوامی مرحلے میں داخل ہوئی تو ایک روز میں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ عربوں کی ایک مجلس میں پہنچے وہاں پر مفروق بن عمرو اور مثنیٰ بن حارثہ بھی تھے۔ مفروق نے سوال کیا کہ "آپ کس بات کی دعوت دیتے ہیں؟"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں تم کو اس بات کی دعوت دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ محمد (ﷺ) اس کے بندے اور رسول ہیں اور میں اس بات کی دعوت دیتا ہوں کہ تم میرے مددگار بنو، حمایت کرو اور اخلاص عمل کے ساتھ کاموں میں میری مدد کرو کیونکہ اہل قریش حکم الٰہی پر غالب آ گئے اور اس کے اجراء کو روکنے کی انتہائی جدوجہد جاری رکھے ہوئے ہیں حق، سچائی اور خیر کو پھیلنے، عام ہونے اور غالب آنے کو یکسر روک کر اس کی جگہ شر، فساد اور باطل کو مضبوط بنیادوں پر قائم کرنا، ابھارنا اور پروان چڑھانا چاہتے ہیں۔" یہ سن کر مفروق نے کہا:

"واللہ! میں نے اس سے زیادہ اچھی بات کبھی نہیں سنی۔" پھر رسول اللہ ﷺ نے تلاوت کی:

قُلْ تَعَالَوْا أَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ

﴿سورۃ الانعام﴾

ترجمہ: "آؤ میں تمہیں پڑھ کر سناؤں جو تم پر تمہارے رب نے حرام کیا۔"

● جس کو سن کر مفروق نے کہا: اللہ کی قسم! یہ اہل زمین کا کلام نہیں ہے۔ اس کے بعد رسول ﷺ نے یہ آیت کریمہ کی تلاوت کی:

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ

﴿سورۃ النحل﴾

ترجمہ: "بے شک اللہ حکم فرماتا ہے انصاف اور نیکی کا۔"

"میں اس پر کچھ شبہ محسوس نہیں کرتا کہ آپ نے مکارم اخلاق اور محاسن اعمال کی نہایت ہی اعلیٰ تعلیم دی ہے۔"

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "تم جلد ہی دیکھو گے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو کسریٰ کی سرزمین اس کے حسین شہروں اور محفوظ قلعوں کا وارث بنا دے گا۔ ان کی بیگمات تمہارے تصرف میں ہوں گی اور تم اللہ تعالیٰ کے احسانات کے اعتراف میں اس کی حمد و ثناء اور تسبیح و تقدیس کرتے ہو گے۔

﴿بیہقی﴾

بکر بن وائل کی نبی کریم ﷺ کے وسیلے سے فتح

روایت ہے کہ بکر بن وائل کے لوگ حج کرنے آئے، جب رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا تو آپ

ﷺ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تشریف لے گئے اور ان کو قبول اسلام کی دعوت دی۔ انہوں نے کہا: ہمارے سردار حارثہ کو آنے دیجئے۔ حارثہ نے آنے کے بعد جواب دیا، ہم ان دنوں اہل فارس سے مصروف پیکار ہیں، جب اس سے فارغ ہو جائیں گے تو جو کچھ آپ کہتے ہیں، اس پر غور کریں گے۔

جب وہ مقام ذی قار میں فارس کی مسلح اور تربیت یافتہ افواج کے بالمقابل صف آراء ہوئے تو ان کو اپنی تعداد کی کمی، سامان کی قلت اور جدید اصول جنگ سے ناواقفیت کا احساس تھا۔ کچھ دیر غور کرنے کے بعد بنی بکر کے سردار نے سر اٹھایا اور اپنے جنگجو جوانوں سے وہ اس طرح سوال کرنے لگا:

"اس شریف صورت، خوش اندام شخصیت اور خوش کلام خطیب کا کیا نام تھا جس نے حرم مکہ میں ہم کو دعوت اسلام دی تھی؟"

جوانوں نے کہا: "محمد (ﷺ)" سردار لشکر نے کہا کہ اسی دم تمام فوج میں منادی کرا دو کہ ہمارے لشکر کا نشان محمد ﷺ اور ہمارا نعرہ "یا محمد ﷺ" ہے۔ جب جنگ کے نتائج بنی بکر کے حق میں رہے اور فارسی لشکر ہزیمت کھا گیا، جب حضور نبی کریم ﷺ کو معلوم ہوا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے اسی بنا پر ان کو غلبہ دیا اور فتح مند کیا ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ آمدی کی شرح دیوان اعشیٰ میں اس جملے کی ایسی ہی تصریح کی گئی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ذی قار کی جنگ رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے بعد واقع ہوئی تھی اور حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اس جنگ کو حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے کر کے دکھایا، اس وقت بنی بکر اہل فارس پر حملہ کر رہے تھے۔ اس وقت حضور نبی ﷺ نے دعا کی۔

اللھم انصر بکر بن وائل ("الٰہی بکر بن وائل کی نصرت فرما")

حضور نبی کریم ﷺ نے یہ دعائیہ کلمات دو مرتبہ ادا کیے۔ آپ تیسری مرتبہ کہنے کا ارادہ فرما ہی رہے تھے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا، یا رسول اللہ ﷺ! آپ مستجاب الدعوات ہیں، جب آپ ﷺ ان کیلئے یہ دعا فرمائیں گے کہ "ان کیلئے ہمیشہ نصرت رہے۔" تو یہ ہمیشہ کیلئے ان کے ساتھ قائم رہے گی اور پھر کوئی ان پر غالب نہ آ سکے گا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابتداء میں جو دو بار دعا فرمائی تھی اسی دم فارسیوں کو ہزیمت ہو گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسرور ہو کر تبسم فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ یہ پہلا دن ہے کہ عرب نے عجم سے بدلہ لیا ہے۔

(ابونعیم)

نقیبوں کا انتخاب:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مکہ میں جب رسول اللہ ﷺ نے نقیبوں کا انتخاب فرمایا تو اس موقع پر لوگوں کو احساس کمتری سے بچانے کیلئے کہا۔

"تم میں سے کوئی شخص اپنے دل میں وسوسہ پیدا نہ کرے کیونکہ میں اس شخص کو منتخب کرتا ہوں جس کی جانب حضرت جبرئیل علیہ السلام اشارہ فرما دیتے ہیں۔"

(ابونعیم)

ہجرت کے موقعہ پر معجزات کا ظہور

حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی فرمائی کہ ان تین شہروں میں سے جس شہر میں آپ قیام کریں گے وہی آپ کا دار ہجرت ہوگا، مدینہ، بحرین یا قنسرین۔
﴿بیہقی﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں سے فرمایا: مجھ کو تمہارا مقام ہجرت دکھایا گیا ہے، میں نے اس کو ایک سنگلاخ اور نخلستانی علاقہ پایا جو دو لابتین کے درمیان ہے، جب رسول اللہ ﷺ سے مسلمانوں نے یہ خبر سنی تو مدینے کو ہجرت شروع کر دی۔
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی تیاری کرنے لگے تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم ابھی انتظار کرو، امید ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی ہجرت کا حکم دے دے گا۔

﴿بخاری﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے سراقہ بن جعشم رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب مکان سے باہر تشریف لائے اور مشت خاک ان کے سروں پر ڈال کر سورۃ یٰسین کی آیتیں تلاوت فرماتے ہوئے گزر گئے۔ اس وقت کسی شخص نے کہا کہ تم کس کے انتظار میں بیٹھے ہو، محمد (ﷺ) تو تمہارے سامنے سے گزر بھی گئے۔
کافروں نے کہا خدا کی قسم! ہم نے تو ان کو نہیں دیکھا اور وہ اپنے سروں سے مٹی جھاڑ کر کھڑے ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ غار ثور کی طرف تشریف لے گئے جب یہ دونوں حضرات غار میں داخل ہو گئے تو مکڑی نے بحکم الٰہی غار کے دہانے پر جالا تن دیا۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قریش دارالندوہ میں جمع ہوئے اور حضور نبی کریم ﷺ کے قتل کا منصوبہ بنایا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آ کر اس کی اطلاع حضور نبی کریم ﷺ کو دی اور خدا کا حکم پہنچایا کہ آپ ﷺ اس جگہ شب باشی نہ کریں جہاں روزانہ شب باشی فرماتے ہیں اور مکہ سے مدینہ کو ہجرت کرنے کی اجازت بھی عطا ہوئی۔

﴿بیہقی﴾

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ہجرت کے وقت قریش دروازے پر جمے تھے آپ ﷺ بلا تامل گھر سے باہر جانے کیلئے اٹھے، ہاتھ میں مٹی لے کر ان کفار کے چہروں کی طرف پھینکی اور آپ ﷺ نے "یٰسٓ وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ" سے آیتیں "فَاَغْشَیْنٰهُمْ فَهُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ" تک آیتیں تلاوت فرمائیں۔ ترجمہ: "اور ہم نے اوپر سے ڈھانک دیا کہ انہیں کچھ نہیں سوجھتا۔"

﴿بیہقی﴾

حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ مجھ سے حضرت ابو بکر صدیق ؓ نے فرمایا جب ہم غار ثور میں تھے تو مشرکین دہانے پر پہنچ گئے، تب میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے کہا: "اگر یہ لوگ پاؤں کی طرف دیکھ لیں تو ہم پر نظر پڑ جائے۔" حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ما ظنک باثنین اللہ ثالثھما

ترجمہ: "تم کیا گمان کرتے ہو دو کے ساتھ تیسرا اللہ ہے۔"

تمہیں ان دونوں سے بے خوف رہنا چاہیے، جن دو کے ساتھ اللہ تعالیٰ ہے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابو بکر صدیق ؓ سے روایت ہے کہ مشرکین نے ہمیں بہت تلاش کیا مگر کوئی ہم کو نہ پا سکا بجز سراقہ بن مالک کے جو گھوڑے پر سوار تھا، اس پر میری نگاہ پڑی تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! اس تلاش کرنے والے نے ہمیں پالیا ہے۔ آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا: "اندیشہ نہ کرو، اللہ ہمارے ساتھ ہے۔"

جب ہمارے اور سراقہ کے درمیان صرف چند تیروں کا فاصلہ باقی رہ گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے دعا کی: "اے اللہ! تو جس طرح مناسب سمجھے، ہمیں اس سے بچا۔" تو گھوڑے کے پیر اس کے پیٹ تک زمین کے اندر دھنس گئے۔

سراقہ نے کہا: "اے محمد (ﷺ)! میں نے جان لیا ہے کہ یہ بھی آپ (ﷺ) کا معجزہ ہے، میں جانتا ہوں کہ درگزر اور رواداری آپ کی فطرت ہے، پس مہربانی کیجئے اور خدا سے دعا کیجئے کہ میں جان کے ضرر اور اس عذاب سے چھوٹوں، میرا وعدہ ہے کہ میں آپ دونوں حضرات کی خبر اور اس مقام کی اطلاع ہرگز کسی کو نہ دوں گا۔" رحمت عالم ﷺ نے دعا کی تو اس کا گھوڑا نکل آیا اور وہ اپنی جان کی خیر مناتا ہوا واپس چلا گیا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ مشرکین مکہ سے بچ کر ہجرت کے سفر پر روانہ ہوئے، گھوڑے کی ٹاپوں جیسی آواز سن کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مڑ کر دیکھا تو ایک سوار ان کے نزدیک ہی پہنچ چکا تھا، آپ نے کسی قدر پریشان ہو کر کہا:

"اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ گھڑ سوار ہمارے قریب آ گیا ہے۔" پس حضور نبی کریم ﷺ نے دعا کی: اے اللہ! اس کو روک دے، اس کے بعد دیکھا تو وہ گھوڑے سے گر رہا تھا اور کہہ رہا تھا: اے اللہ کے سچے رسول ﷺ! میں اب آپ کا فرمانبردار ہوں اور اطاعت کیلئے حکم کا منتظر۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا تو اپنی جگہ ٹھہر اور کسی کو بھی ہماری طرف آنے نہ دے، یہ سوار سراقہ بن مالک تھا اور اس بارے میں حسب ذیل اشعار اس نے ابو جہل کو مخاطب کر کے کہے۔

ابا حکم واللہ لو کنت شاھدا ۔۔۔ لامر جوادی اذ تسیخ قوائمه

علمت ولم تشکک بان محمدا ۔۔۔ رسول ببرھان فمن ذا یقاومه

ترجمہ: "اے ابوالحکم! خدا کی قسم! اگر تو اس وقت موجود ہوتا جب ان کے حکم سے میرے گھوڑے کے پاؤں زمین میں دھنس رہے تھے۔ اس وقت تو جان لیتا اور شک نہ کرتا کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ برہان کے ساتھ رسول ہیں تو پھر ان کے مقابلے میں کون ٹھہر سکتا ہے۔"

﴿ابن سعد، بیہقی، ابونعیم﴾

غارِ ثور میں جنت کی نہر جاری:

(بسند ضعیف) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ غارِ ثور میں حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے تو انہیں پیاس لگی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: غار کے دھانے پر چلے جاؤ، وہاں جا کر پانی پی لو۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وہاں جا کر پانی پیا، وہ پانی شہد سے زیادہ میٹھا، دودھ سے زیادہ سفید اور کستوری سے زیادہ خوشبودار تھا، پھر واپس آ گئے تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جنت کی نہروں کی حفاظت جس فرشتے کے سپرد کی گئی اسے اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ تمہاری خاطر وہ جنت الفردوس کی نہر کا پانی غار کے دھانے تک لے آئے۔

﴿ابن عساکر﴾

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں نے ابومحمد کوفی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے۔ انہوں نے کہا: جب رسول اللہ ﷺ نے عزم ہجرت فرمایا تو لوگوں نے مکہ میں یہ آواز سنی کوئی کہہ رہا تھا کہ

ن یسلم السعد ان یصبح محمد

من الامن یخشی خلاف المخالف

ترجمہ: "اگر وہ نیک بخت مسلمان ہو جائیں تو محمد (ﷺ) امن و آرام کے ساتھ رہیں اور انہیں کسی مخالف کی مخالفت کا اندیشہ نہ رہے۔"

قریش نے کہا: اگر ہم ان دو نیک بختوں کو جانتے ہوتے جن کے بارے میں ہم نے سنا تو ایسا ویسا اور یہ اور وہ کرتے، پھر دوسری رات کہتے سنا گیا:

فیا سعد سعد الاوس ان کنت مانعا ۔۔۔ ویا سعد سعد الخزرجین الغطارف

اجیبا الی داعی الھدی و تمنیا ۔۔۔ علی اللہ فی الفردوس زلفة عارف

ترجمہ: "تو نے کوئی دوسری آواز سنی ہو! ایک نیک بخت تو قبیلہ اوس کا سعد ہے، اگر تم اس کو روک سکو اور دوسرا نیک بخت قبیلہ خزرج کا سعد ہے جو ایک شریف سردار ہے۔ اے سعدین! تم ہدایت کے داعی کی طرف سے جواب دو اور اللہ تعالیٰ سے فردوس جنت میں مرتبہ عارفاں یا درجہ معرفت کی تمنا کرو۔"

ام معبد کی بکریاں دودھ سے لبریز

حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہا سے یہ بات معلوم ہوئی۔ انہوں نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ نے ہجرت فرمائی تو ہم تین دن اور تین رات ٹھہرے رہے، ہمیں معلوم نہ تھا کہ حضور نبی کریم ﷺ کس طرف تشریف لے گئے ہیں، چنانچہ ایک جن مکہ کے زیریں علاقے سے آیا اور اس نے کچھ اشعار گنگنائے اور لوگ اس کے تعاقب میں چلے، وہ اس کی آواز تو سنتے تھے مگر نظر نہ آتا تھا حتیٰ کہ وہ بالائی مکہ سے نکل گئے اور وہ کہہ رہا تھا

جزی اللہ رب الناس خیر جزائہ
رفیقین قالا خیمتی ام معبد

ترجمہ: "اللہ جو لوگوں کا رب ہے، جزا دے بہترین جزا ان دونوں رفقاء کو جن دونوں نے کہا: ام معبد کے دو خیمے ہیں۔"

بہت سے علماء نے جن میں بغوی، ابن سعد، اور طبرانی رحمہم اللہ وغیرہ نے ابو معاویہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ سے ہجرت فرمائی تو حضور نبی کریم ﷺ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ مدینہ کی سمت روانہ ہوئے۔ ان حضرات کے [illegible] کے راہبر عبداللہ بن اریقط تھے۔ خیرالبشر دونوں [illegible] خیموں کے [illegible] ام معبد خزاعیہ کے دونوں خیموں کے پاس پہنچے تو وہ عمر رسیدہ دلیر خاتون اپنے خیمہ سے باہر چادر میں لپٹی بیٹھی تھیں۔ انہوں نے اس مختصر اور برگزیدہ قافلے کی کھانے پانی سے تواضع کی۔

پھر حضور نبی کریم ﷺ نے گوشت اور کھجوروں کے بارے میں دریافت کیا تاکہ ان سے کچھ خرید لیں مگر یہ چیزیں ان کے پاس موجود نہ تھیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے دریافت فرمایا: اے خاتون! یہ بکری کیسی ہے؟ انہوں نے کہا: بیمار ہے۔ کمزوری کی وجہ سے ریوڑ کے ساتھ نہیں گئی ہے اور دودھ بھی خشک ہو گیا ہے۔ آپ نے فرمایا: اگر اجازت دو تو اس میں سے دودھ لوں؟

انہوں نے جواب دیا: "اگر آپ کو اس بکری سے دودھ نکلنے کی امید ہے تو میرا کیا حرج ہے میری طرف سے اجازت ہے۔" تو اس بکری کو حضور نبی کریم ﷺ کے پاس لایا گیا۔ آپ ﷺ نے اس کے تھنوں پر ہاتھ پھیرا اور "بسم اللہ" پڑھی اور ام معبد کی بکریوں کے حق میں دعا کی۔ پھر بکری کے تھنوں میں دودھ اتر آیا۔ اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے ایک بڑے برتن میں دودھ دوہا۔ یہاں تک کہ وہ بھر گیا اور جھاگ کناروں سے اوپر آ گئے۔ آپ ﷺ نے ام معبد کو خوب سیر ہو کر دودھ پلایا، پھر ابوبکر اور عامر رضی اللہ عنہما کے بعد میں خود پیا اور ان سب نے اس وقت تک شیر نوشی جاری رکھی جب تک برتن میں دودھ باقی رہا، جب ختم ہو گیا تو آپ ﷺ نے دوبارہ اس بکری سے دودھ نکالا اور وہ برتن بھی بھر گیا، جو ام معبد کے حوالے کر دیا گیا۔ اس کے بعد ام معبد سے بیعت لے کر آپ ﷺ آگے جانے کے لئے سفر پر روانہ

ہو گئے۔ ام معبد کا شوہر چراگاہ سے گھر لوٹا تو کھانے میں اس کو دودھ بھی دیا گیا۔ اس نے پوچھا: بیوی یہ کہاں سے آیا ہے؟ ام معبد نے پورے حالات بیان کیے۔ ابو معبد نے کہا: اے میری بیوی! اس اچھے اور عجیب مہمان کی کچھ علامتیں و شناخت مجھ سے بیان کرو۔

اس کے جواب میں ام معبد نے کہنا شروع کیا: بہ حیثیت مجموعی وہ شخص نورانی صورت اور دل پذیر تھا۔ چہرہ وجیہہ، اخلاق پاکیزہ، جسم متوسط، آنکھیں روشن، قد سڈول، پلکیں دراز، آواز لطیف، ریش گھنی، ابرو باریک و باہم پیوستہ، اگر خاموشی کی حالت میں دیکھو تو پر تمکین و پر وقار نظر آئیں، اگر گفتگو فرمائیں تو رخ پر نور اور ہاتھ بلند فرمائیں، لوگوں میں بیٹھیں تو سب سے خوبصورت، دور سے نظر ڈالیں تو بارعب نظر آئیں، کلام شیریں، جملے جچے تلے اور مختصر، باتوں میں بالکل واضح، قد میں عجیب خوبیاں نہ کوتاہ نہ طویل، ان کے ساتھی احکام کی توجہ سے سماعت کرتے اور تعمیل کرتے ہیں۔ مزاج میں اعتدال، تندی اور ترش روئی ان کے قریب نہیں، یہ اوصاف ہیں۔ ابو معبد نے کہا: "یقیناً یہ وہ قریشی بزرگ ہیں، جن کے بارے میں مکہ کے لوگوں نے ہمیں بتایا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغام دینے والے ہیں۔"

﴿ضمیمہ﴾

بغوی نے بیان کیا ہے کہ ام معبد بیان کرتی تھیں کہ وہ بکری جس کا دودھ حضور نبی کریم ﷺ نے نکالا تھا عہد فاروقی تک ان کے پاس رہی اور وہ ہر وقت میں بے شمار تھنوں میں دودھ دیتی رہی۔

﴿[illegible]﴾

مدینہ آمد پر مسلمانوں میں خوشی

حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سفر ہجرت کے موقع پر قبا سے چل کر مدینہ طیبہ پہنچے تو تمام مسلمانان مدینہ میں سے ہر ایک کی آرزو تھی کہ آپ ﷺ ان کے مہمان رہیں وہ آگے بڑھتے اور اونٹنی کی مہار پکڑ لیتے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اونٹنی کو چھوڑ دو یہ وحی کی مامور من اللہ ہے یہ جہاں بیٹھے گی اسی جگہ ہمارا قیام ہوگا۔ اس وقت بنی نجار کی لڑکیاں مسرت و شادمانی کے گیت خوش الحانی اور ترنم کے ساتھ گاتی اور ہاتھوں سے دف بجاتی ہوئی نکل آئیں۔

نحن جوار من بنی النجار

یا حبذا محمد من جار

ترجمہ: "ہم نسل نجار سے شریف لڑکیاں ہیں اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کس قدر اچھے نگہبان پڑوسی ہیں۔"

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جب حضور نبی کریم ﷺ مدینہ میں رونق افروز ہوئے تو یک زبان ہو کر لڑکیوں اور عورتوں نے یہ گیت گایا:

طلع البدر علینا من ثنیات الوداع
و جب الشکر علینا مادعا للہ داع
ایھا المبعوث فینا بالامر المطاع

ترجمہ: ''چودھویں رات کا چاند ثنیات اور الوداع سے ہم پر تو افگن ہوا ہے، پس ہم پر شکر خداوندی لازم ہے جب تک دعا گو خدا سے طلب دعا کریں، اے ہمارے لیے انتخاب شدہ اور تشریف فرما، آپ قابل عمل (اور باعث فلاح) امور (کا تحفہ) لے کر تشریف فرما ہوئے ہیں۔''

﴿بیہقی﴾

اے صہیب بیع کے تین نفعے ہیں: (فرمان رسول اللہ ﷺ)

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے تمہاری (یعنی مسلمانان مکہ کی) ہجرت کا مقام دکھایا گیا جو سنگلاخ اور شور زار علاقے کے درمیان ہے۔ میرے خیال میں وہ مقام ہجر ہو سکتا ہے یا مقام مدینہ۔

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے مکہ سے نکلنے کا ارادہ کیا مگر غیر مسلم قریشیوں نے مجھے نہیں جانے دیا، میں نے خواہش ہجرت کے اضطراب میں اس روز پوری رات ٹہلتے گزاری، یہ دیکھ کر قریش نے کہا: شاید تم پیٹ کے شدید درد میں مبتلا ہو گئے ہو، پھر وہ شب کی نیند سو گئے۔

اس کے بعد میں پھر ایک دفعہ ہجرت کے ارادے سے نکل پڑا اب کی مرتبہ بھی ان لوگوں نے مجھے دیکھ لیا اور پکڑ کر واپس لے جانا چاہتے تھے۔ میں نے ان سے کہا: ''اگر میں چند اوقیہ ہوتا تم کو دے دوں تو کیا پھر تم میرا راستہ چھوڑ دو گے؟'' وہ اس پیشکش پر راضی ہو گئے۔ پس میں انہیں لے کر پھر مکہ آیا اور ان سے کہا: اس دروازے کی چوکھٹ کے نیچے کھود کر نکال لو، پھر میں سفر پر روانہ ہو گیا اور قبا پہنچ کر رسول اللہ ﷺ سے جا کر مل گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ کی نظر مجھ پر پڑی تو ارشاد فرمایا:

اے ابو یحییٰ رضی اللہ عنہ بیع کے تین نفعے ہیں۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ کے پاس مجھ سے پہلے کوئی نہیں آیا جس نے آپ ﷺ کو اس کی خبر دی ہو، سوائے اس کے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آ کر آپ کو مطلع فرمایا ہے۔

﴿حاکم، بیہقی﴾

نبی کریم علیہ السلام کی مدینہ طیبہ میں جلوہ گری

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضور نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ میں رونق افروز ہوئے تو اکثر لوگ پہلی فرصت میں آپ کے پاس حاضر ہو رہے تھے، میں بھی گیا۔ جب میں نے آپ ﷺ کو دیکھا تو یقین ہو گیا کہ ایسا چہرہ کسی جھوٹے مدعی کا نہیں ہو سکتا۔ آپ اس وقت کہہ رہے تھے:

"یا ایھا الناس اطعموا الطعام وافشوا السلام وصلوا الارحام وصلوا بالليل والناس نيام تدخلوا الجنة بسلام."

ترجمہ: "اے لوگو! کھانا کھلاؤ، بکثرت سلام کرو، صلہ رحمی کرو، راتوں کو نماز پڑھو، جبکہ لوگ سو رہے ہوں، تاکہ سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو۔"

﴿ابن سعد، ترمذی، ابن ماجہ، حاکم﴾

صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا جب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو دوسرے دن صبح کو میرے باپ اور چچا ابو یاسر بن اخطب حضور نبی کریم ﷺ کے پاس گئے جب وہ واپس آئے تو میں نے اپنے چچا کو کہتے سنا وہ میرے باپ سے کہہ رہے تھے۔ "کیا وہ نبی یہی ہیں؟" انہوں نے کہا "ہاں۔ خدا کی قسم۔" پھر انہوں نے پوچھا: "کیا تم ان کی شناخت کے بارے میں کچھ علامات جانتے ہو؟" انہوں نے جواب دیا: "ہاں انہیں کے ساتھ۔" پھر انہوں نے پوچھا: "تمہارے دل میں ان کی عداوت ہے یا محبت؟" تو انہوں نے جواب دیا: "عداوت اور مرتے دم تک عداوت رہے گی۔"

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی کریم ﷺ یہود کے ایک معبد میں تشریف لے گئے، میں آپ کے ساتھ تھا، وہاں معبد کے بارہ یہودی موجود تھے۔ آپ ﷺ نے ان سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔ مجھے ایسے بارہ آدمی دکھاؤ جو گواہی دیں کہ "لا الٰہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ" تاکہ اللہ تعالیٰ ہر اس یہودی سے جو آسمان کے نیچے زمین پر موجود ہے اور غضب الٰہی سے لاحق ہے، اللہ تعالیٰ اس سے اپنے غضب کو دور فرما دے۔

حضرت عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ تمام یہودی خاموش رہے، اور ان میں سے کسی ایک نے بھی کوئی جواب نہ دیا، پھر آپ نے دوبارہ فرمایا اور کوئی جواب نہ ملا اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم انکار کرتے ہو، بخدا لوگو! میں حاشر ہوں، عاقب ہوں، نبی مصطفیٰ (ﷺ) ہوں۔ اس سچائی پر تم ایمان لاؤ یا نہ لاؤ کوئی فرق نہیں پڑتا۔ پھر آپ ﷺ لوٹ پڑے، ہم معبد سے باہر آنے والے تھے کہ ایک شخص کو پیچھے سے کہتے ہوا سنا۔

"اے محمد (ﷺ) ٹھہر جائیے، حضور ٹھہر جائیے کے کلمات سن کر حضور نبی کریم ﷺ آواز کی جانب متوجہ ہوئے، ایک شخص نظر آیا، پھر اس نے معبد کے یہود کو مخاطب کرتے کہا: "اے گروہ یہود! حق گوئی اور راست بازی کو بتاؤ اور بتاؤ کہ میرے بارے میں تم کیا جانتے ہو؟"

یہود نے جواب دیا: "انصاف کی بات تو یہ ہے کہ ہم کسی ایک شخص سے بھی واقف نہیں ہیں جو علم کتاب اور اس کے ذریعہ مسائل کا استنباط کرنے میں تم سے اور تمہارے باپ دادا سے زیادہ مہارت اور صلاحیت رکھتا ہو اور حق پسندی اور ایمان داری کے بارے میں تمہارے بارے ہمارا ایسا ہی خیال ہے۔"

اس کے بعد اس شخص نے کہا میں محمد ﷺ کے بارے میں ان تمام علامتوں کو پہچانتے کا دعویٰ کرتا

جن کے بارے میں آپ لوگوں نے ابھی اعتراف کیا ہے۔ شہادت دیتا ہوں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے وہی نبی ہیں جن کی بشارت تم توریت میں پاتے ہو اور جن کے بارے میں تم کو یہ انتظار تھا کہ وہ مبعوث ہوں اور ہم کو محکومیت کی زحمت سے نجات دلائیں۔ یہ شہادت سن کر یہود نے جواب دیا:

"تو جھوٹا ہے اور شاید دین سے برگشتہ ہو چکا ہے۔" رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جھوٹ نہ بولو اور حق دبا تیں کرنے سے اجتناب کرو۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے وحی کی۔

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَ كَفَرْتُمْ بِهٖ

﴿سورۃ الاحقاف﴾

ترجمہ: "تم فرماؤ بھلا دیکھو اگر وہ قرآن اللہ کے پاس سے ہو اور تم نے اس کا انکار کیا۔"

﴿ابن اسحاق، بیہقی، ابونعیم﴾

یہود کے سوالات اور نبی کریم ﷺ کے جوابات:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں یہودیوں کی ایک جماعت حاضر ہوئی، انہوں نے کہا: ہم آپ سے چند باتیں پوچھتے ہیں: کیونکہ ان کے بارے میں غیر نبی کچھ نہیں جانتا۔

(۱) بتائیے وہ کون سا کھانا ہے، جس کو بنی اسرائیل نے خود اپنے اوپر حرام کر لیا تھا؟

(۲) بتائیے کہ نسل انسانی میں لڑکے اور لڑکی کی تخلیق میں یہ فرق کس وجہ سے ہوتا ہے؟

(۳) بتائیے کہ عام افراد سے نبی میں امتیازی فرق کیا ہوتا ہے؟

ان کے سوالات کو سن کر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اگر تم لوگوں کے اندر کچھ بھی صداقت پسندی کی رمق باقی ہے تو تم سمجھ لو کہ بنی اسرائیل جب بیماریوں میں مبتلا ہوئے اور ان کے مرض نے شدت اور طوالت اختیار کی تو انہوں نے نذر مانی کہ اللہ ہم کو اس موذی مرض سے شفایاب فرما دے تو ہم رضاکارانہ طور پر اپنے اوپر وہ کھانا حرام کر لیں گے جو ہمیں ہر کھانے سے زیادہ مرغوب ہے اور اس طرح انہوں نے از خود "اونٹ کا گوشت اور اونٹنی کا دودھ اپنے اوپر حرام کر لیا۔" پس پہلے سوال کا جواب پا کر یہود کے معبد کی پجاریوں نے کہا: "یہ حقیقت ہے، آپ نے ٹھیک فرمایا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا تم نہیں جانتے کہ مرد کا مادہ غلیظ اور سفید اور عورت کا رقیق اور زرد ہے۔ ان میں سے جو مادہ دوسرے پر غالب آ جائے گا تو حکمت اللہ کے مطابق عمل تخلیق سے گزرنے والا بچہ غالب مادہ والے کی جنس اختیار کرے گا۔ معبد کے پادریوں نے برملا کہا "آپ نے صحیح فرمایا۔"

بعد ازاں تیسرے اور آخری سوال کے جواب میں آپ نے فرمایا: "تمام انسانوں پر اور کل اعضاء و جوارح پر نیند کا اثر اور غفلت طاری ہو جاتی ہے، سوائے انبیائے کرام علیہم السلام کے کہ ان کی صرف آنکھیں سوتی ہیں اور دل بیدار رہتا ہے۔ یہود نے جواب کی صحت کی تصدیق کی۔

﴿احمد، بیہقی﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ مدینہ طیبہ کے ایک باغ میں گئے اور حضور نبی کریم ﷺ ایک درخت کھجور کے تنے سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئے۔ کچھ دیر بعد چند یہودی ہمارے پاس سے گزرے اور ایک نے دوسرے سے کہا:

"محمد (ﷺ) سے روح کے بارے میں پوچھو" دوسرے نے جواب دیا: "مت پوچھو، ہو سکتا ہے کہ وہ کوئی ایسی بات فرمادیں جو تمہیں ناگوار ہو۔"

ایک دوبار توقف کے بعد انہوں نے پوچھ ہی لیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کچھ دیر سکوت اختیار فرمایا، جس کے بعد انداز خاموشی سے ہم نے سمجھ لیا کہ وحی کا نزول ہو رہا ہے، جب آپ ﷺ پر وحی کا نزول ختم ہوا تو فرمایا:

یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ ﴿سورۃ بنی اسرائیل﴾

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ابن صوریا سے فرمایا کہ کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ نے توریت میں شادی شدہ زانی کو رجم کرنے کا حکم دیا ہے؟ ابن صوریا نے جواب دیا: ہاں! خدا گواہ ہے یہی حکم ہے پھر کہا: اے ابوالقاسم! یہود خوب جانتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں مگر وہ قومی عصبیت کی بنا پر آپ سے حسد کرتے ہیں۔

﴿ابن اسحاق، بیہقی﴾

صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی نے دوسرے سے کہا: آؤ محمد (ﷺ) کے پاس چلیں اور ان سے آیہ کریمہ

"وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسٰی تِسْعَ اٰیٰتٍ بَیِّنٰتٍ"

(سورۃ اسرائیل)

ترجمہ: "بے شک ہم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نو روشن نشانیاں دیں۔"

کے بارے میں پوچھیں، پس وہ دونوں آئے اور انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ سے ان نو نشانیوں کے بارے میں سوال کیا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، سرقہ نہ کرو، زنا نہ کرو، بغیر واجب قتل نہ کرو، جادو وغیرہ نہ کرو، سود نہ لو، کسی بے گناہ کو قتل نہ کرو، نہ بھاگو، عفت مآب عورتوں پر تہمت نہ دھرو اور ہفتہ کے روز خاص طور پر ظلم و طغیان سے اور ہر ممنوعہ کام سے پرہیز کرو۔

ان جوابات کو سن کر ان دونوں یہودیوں نے آپ کے دست مبارک کو بوسہ دیا اور کہا: ہم دونوں گواہی دیتے ہیں کہ یقیناً آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب تمہیں میری رسالت پر یقین ہے تو مجھ پر ایمان لا کر اسلام قبول کرنے میں کیا چیز مانع ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے دعا کی تھی کہ ہمیشہ ان کی اولاد میں نبوت رہے گی، یہود کا اس روایت پر پختہ

یقین ہے اس لیے ہمیں خوف ہے کہ یہود ہم کو قتل کردیں گے۔

﴿ترمذی، نسائی، ابن ماجہ﴾

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک یہودی عالم آیا اور اس نے پوچھا: جس روز اس زمین کو ایک دوسری زمین سے بدل دیا جائے گا، اس وقت بنی آدم کہاں ہوں گے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پل کے قریب ظلمت میں۔''

اس نے پوچھا: سب سے پہلے جو پل پر سے گزریں گے، وہ کون لوگ ہوں گے؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''فقراء و مہاجرین۔'' اس نے پوچھا: جنت میں داخلہ کے بعد ان کیلئے سب سے پہلا تحفہ کیا ہوگا؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''زیادہ تر مچھلی کا جگر ہوگا۔'' اس نے پوچھا: جنتیوں کا صبح کا کھانا کیا ہوگا؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ان کیلئے جنت کا وہ بیل ذبح کیا جائے گا جو جنت کے چراگاہوں میں آزادانہ چرتا پھرتا ہے۔'' اس نے پوچھا: اس کے ناشتہ کے بعد وہ کیا شے نوش کریں گے؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''مِنْ عَيْنٍ فِيهَا تُسَمّٰى سَلْسَبِيلًا۔''

یہ جوابات پاکر یہودی عالم نے کہا: آپ ﷺ نے تمام جوابات درست فرمائے۔ اس کے بعد اس نے لڑکے اور لڑکی کے اسباب پیدائش کے بارے میں بھی سوال کیا اور آپ نے جواب برحق عطا فرمایا۔

﴿مسلم﴾

حضرت یوسف علیہ السلام کو سجدہ کرنے والے ستاروں کا نام:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک یہودی آیا اور اس نے کہا:

''اے محمد (ﷺ)! ان ستاروں کے بارے میں بتائیے جن کو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے آگے سجدہ کرتے دیکھا؟ نیز ان ستاروں کے نام بھی بتائیے۔''

حضور نبی کریم ﷺ نے اس کا جواب نہ دیا اور وہ یہودی چلا گیا۔ اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ کے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور آپ ﷺ کو یہودی کے سوال کے بارے میں تعلیم کیا، پس آپ نے یہودی کو بلایا، جب وہ حاضر ہوا تو حضور نبی کریم ﷺ نے اس سے پوچھا: ''اگر میں تیرے سوال کا جواب درست طور پر دے دوں تو کیا تو دعوت اسلام کو قبول کرے گا؟'' اس نے اقرار کیا، پھر حضور نبی کریم ﷺ نے ان ستاروں کے نام بتائے۔ ''جربان، طارق، ذیال، ذوالکتفان، ذوالفرع، وثاب، عمودان، قابس، ضروح، مصبح، فلیق، ضیاء اور نور۔'' حضرت یوسف علیہ السلام نے آسمان کے افق پر ان ستاروں کو اپنے آگے سجدہ کرتے دیکھا۔ یہودی ماہر نجومیات نے کہا: بے شک ان ستاروں کے یہی نام ہیں۔

﴿سعید بن منصور، ابن جریر، حاکم، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک روز یہودی عالم بارگاہ نبوی ﷺ میں حاضر ہوا،

اس وقت آپ ﷺ سورۂ یوسف کی تلاوت کر رہے تھے۔ جب آپ پڑھ چکے تو اس نے کہا: قصہ یوسف علیہ السلام آپ کو کس نے بتایا؟ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے۔ اس کے بعد اس نے بنی اسرائیل میں جا کر کہا۔ محمد (ﷺ) قرآن کو تورات کے مطابق ہی پڑھتے ہیں۔ اس اطلاع پر یہودیوں کو حیرت ہوئی اور وہ اپنے اسی عالم کے ساتھ بڑے اشتیاق کے ساتھ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ یہودیوں نے آپ کے چہرے بشرے سے پہچان لیا، وہ چادر کے ڈھلک جانے سے مہر نبوت کو دیکھ سکے۔ حضور نبی کریم ﷺ سورۂ یوسف کا بقیہ ختم کر رہے تھے، وہ حلیم الطبع لوگ تھے، بڑے متاثر ہوئے اور اسلام قبول کر کے امت مسلمہ میں شامل ہو گئے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابن عباس سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے کچھ یہودیوں سے فرمایا: اگر تم اپنے دعویٰ میں سچے اور مخلص ہو تو پھر جنت میں تمہاری آبادکاری ضروری ہے تو تم کہو: "اے ہمارے پروردگار! ہمیں ابھی موت دیدے۔" مگر میں کہتا ہوں کہ تم میں سے کوئی ایک بھی ایسا کہنے کیلئے آمادہ نہ ہوگا اور اگر کوئی یہ دعا کرلے تو میں یقین دلاتا ہوں کہ اس کا لعاب گلے میں حائل ہو جائے گا، نفس کی آمد و شد رک جائے گی۔ اس موقع پر یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی "وَلَنْ يَتَمَنَّوْهُ أَبَدًا" (سورۃ البقرہ) تم اگر سچے ہو تو موت کی آرزو تو کرو، لیکن ان اعمال کی وجہ سے جو ان کے ہاتھ آگے بھیج چکے ہیں، یہ کبھی اس کی آرزو نہیں کریں گے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک جرمقانی حضور نبی کریم ﷺ کے اصحاب کے پاس آیا اور پوچھا: تمہارے سردار کہاں ہیں جو دعویٰ نبوت کرتے ہیں؟ میں ان سے ملوں گا اور گفتگو کے بعد سمجھ سکوں گا کہ وہ اپنے دعوے میں صادق ہیں یا کاذب۔ نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو وہ آپ ﷺ کے قریب بیٹھا اور کہا: اپنی منزل کتاب الہامی سے کچھ مجھے سنایئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے چند آیات تلاوت کیں۔ وہ سن کر کہنے لگا: واللہ! حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ساری تورات اور آپ کا الہامی قرآن ایک ہی آفتاب کا نور ہیں۔ آپ ﷺ کا دعویٰ صادق اور اس کو نہ ماننے والے کاذب ہیں۔

﴿مجمع الزوائد، مسند احمد﴾

نبی کریم ﷺ کی دعا سے مدینہ وباؤں سے محفوظ ہو گیا!

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مدینہ طیبہ تشریف لائے تو یہ سرزمین سب زمینوں سے زیادہ وبا زدہ اور امراض آلود تھی، تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کیلئے دعا کی۔

"اے اللہ! مدینہ کو ہمارے لیے ایسا ہی محبوب بنا دے جیسا کہ مکہ ہے بلکہ اے اللہ! اس سے بھی کچھ زیادہ۔ ہمارے صاع اور مد میں برکت دیدے اور اس کی سرزمین کو ہمارے لیے صحت افزا بنا دے اور یہاں کی وباؤں کو جحفہ منتقل کر دے۔"

﴿بخاری، مسلم﴾

ہشام بن عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ زمانہ جاہلیت میں مدینہ کے وبا مشہور تھی۔ ہجرت کے بعد نبی کریم ﷺ نے جحفہ کی طرف منتقل کرنے کی دعا کی پھر جحفہ کی حالت یہ ہوئی کہ بچہ پیدا ہوتا اس کو صحت مند حالت میں جوان ہونا شاذ و نادر ہو گیا۔ اس کو وبائی بخار آتے اور پچھاڑتے رہتے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نے ایک سیاہ فام، بدشکل اور پریشان بالوں والی عورت کو مدینہ سے نکلتے دیکھا۔ یہاں تک کہ وہ کوچ کر کے مہیعہ پہنچ گئی اور اس خواب کی تعبیر یہ ہے کہ اب مدینہ کی وبا مہیعہ جو کہ مقام جحفہ کے مضافات میں ہے پہنچ گئی ہے۔

﴿صحیح بخاری﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مدینہ طیبہ کے دہانوں پر اللہ تعالیٰ کے فرشتے مامور ہیں۔ اس شہر میں طاعون داخل ہوگا نہ دجال۔

﴿بخاری، مسلم﴾

روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لے آئے تو اکثر جو باشندے جو ہجرت کر کے آ چکے تھے، سب پورے مدینہ کے بخار میں مبتلا ہو گئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے دعا کیلئے دست مبارک اٹھائے اور التجا کی: "اے رب العالمین! ہم سے وبا کو منتقل فرما دے۔" ان دعائیہ کلمات کو حضور نبی کریم ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا۔ دوسرے دن صبح کو آپ ﷺ نے فرمایا: آج رات بصورت خواب بخار کی وبا کو مجھے دکھایا گیا، وہ کالی بکھرے بال والی بڑھیا تھی جس کے گلے میں کپڑا بندھا ہوا تھا اور مجھے بتایا گیا کہ یہ بخار ہے، پھر دکھانے والے نے مجھ سے پوچھا کہ اس کا کیا کیا جائے تو میں نے کہا کہ اس کو خم میں بند کر دیا جائے۔

﴿زبیر بن بکار، اخبار مدینہ﴾

ابو ہشام عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز صبح کو مدینہ کے مضافات سے کوئی شخص حاضر خدمت ہوا۔ آپ نے اس سے دریافت کیا: "راہ میں کسی سے تمہاری ملاقات ہوئی؟" اس نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! مجھے تو کوئی ملا نہیں، البتہ سیاہ چہرے والی بدہیئت ایک عورت ملی تھی، جس کے بال بکھرے ہوئے تھے۔

آپ نے فرمایا: مدینہ کا بخار تھا۔ آج کے دن کے بعد اب وہ کبھی اس شہر میں نہ آئے گا۔

مدینہ کیلئے برکت کی دعا:

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے جد سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ مکرمہ کو حرم قرار دیا اور میں نے مدینہ طیبہ کو حرم بنایا۔ مدینہ کے مد اور صاع میں برکت کیلئے دعا کرتا ہوں، جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام مکہ مکرمہ کیلئے دعائے برکت کر چکے ہیں۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت عبداللہ بن الفضل بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اے رب کائنات! میں تجھ سے مدینہ والوں کیلئے مکہ والوں کی طرح دعا کرتا ہوں۔"

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم مطمئن ہو گئے کہ مدینہ کی زندگی اور اس کے کاروبار میں بھی مکہ کی طرح برکت ہمارے شامل حال رہے گی۔

﴿تاریخ بخاری﴾

مسجد نبوی کی تعمیر کے وقت معجزات کا ظہور:

ابن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے اپنی اس مسجد کا قبلہ اس وقت رکھا جب میرے سامنے خانہ کعبہ کو رکھا گیا۔

﴿زبیر بن بکار، اخبار مدینہ﴾

حضرت داؤد بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد نبوی کی بنیاد اس وقت رکھی جب حضرت جبرئیل علیہ السلام کعبہ کی سمت دیکھ رہے تھے اور اس مسجد و کعبہ کے درمیان تمام حجابات کو اٹھا دیا گیا تھا۔

﴿زبیر بن بکار، اخبار مدینہ﴾

خلیل بن عبداللہ ازدی رضی اللہ عنہ نے ایک انصاری صحابی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو مسجد کے کونوں پر کھڑا کیا تاکہ آپ ان لوگوں سے کام لے کر سمت قبلہ کو درست فرمالیں، اسی دوران حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لے آئے تاکہ آپ کو تائید خداوندی مل سکے۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا: آپ سمت کعبہ رخ کر لیجئے، آپ نے اسی طرح کیا، پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اشارہ کر کے حضور نبی کریم ﷺ اور بیت اللہ کے درمیان پہاڑ اور جو کچھ حائل تھا اس کو رفع کر دیا، آپ ﷺ کی نگاہ کعبہ شریف پر جمی تھی۔

﴿زبیر بن بکار، اخبار مدینہ﴾

شموس بنت نعمان رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے کہا: جب رسول اللہ ﷺ ہجرت کے موقع پر تشریف لائے تو میں پذیرائی کے لئے حاضر ہوا تھا اور میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو دیکھا تھا آپ نے قبا میں مسجد کی بنیاد رکھی، وہاں اقامت ہوئی اور آپ نے نماز پڑھائی۔ تعمیر مسجد کے موقع پر میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو پتھر اٹھاتے بھی دیکھا، وہ پتھر آپ کا اپنے وزن سے جھکا دیتے تھے۔

﴿طبرانی کبیر﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر یہ مسجد صنعاء میں قائم کی جاتی تو وہ میری ہی مسجد ہوتی۔

﴿زبیر بن بکار، اخبار مدینہ﴾

تحویل قبلہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مدینہ طیبہ ہجرت فرمائی تو ۱۶ سال بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھی، مگر حضور نبی کریم ﷺ کی خواہش یہ تھی کہ قبلہ نماز کعبۃ اللہ کو کر دیا جائے، چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اے جبرئیل علیہ السلام! میں چاہتا ہوں کہ اللہ

تعالیٰ میرے رخ کو یہود کے قبلہ سے پھیر دے۔"

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا: میں تو بہرحال بندہ ہوں، آپ اپنے رب سے درخواست کیجئے۔ بہرحال نماز کیلئے جب آپ ﷺ بیت المقدس کی طرف رخ کرتے تو اپنا سر مبارک آسمان کی جانب اٹھاتے، یعنی عرض مدعا کے طور پر، اس پر ارشاد خداوندی ہوا:

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِى السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا

﴿سورۃ البقرہ﴾

ترجمہ: "ہم دیکھ رہے ہیں بار بار تمہارا آسمان کی طرف منہ کرنا تو ضرور ہم تمہیں پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں تمہاری خوشی ہے۔"

﴿ابن سعد﴾

فائدہ:

یہ ہے وہ اصل حکم جو تحویل قبلہ کے بارے میں دیا گیا تھا، یہ حکم رجب یا شعبان ۲ ہجری میں نازل ہوا۔ ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بشر بن براء معرور رضی اللہ عنہ کے ہاں دعوت پر گئے ہوئے تھے۔ ظہر کا وقت ہو گیا اور آپ ﷺ لوگوں کو نماز پڑھانے کھڑے ہوئے۔ دو رکعتیں پڑھا چکے تھے کہ تیسری رکعت میں یکا یک بذریعہ وحی مذکورہ بالا آیت نازل ہوئی، پس اسی وقت آپ ﷺ اور آپ کی اقتداء میں جماعت کے تمام لوگ بیت المقدس سے کعبے کے رخ پھر گئے۔ اس کے بعد مدینہ طیبہ اور اطراف مدینہ میں اس کیلئے عام منادی کی گئی۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ ایک مقام پر منادی کی آواز اس حالت میں پہنچی کہ ایک جماعت رکوع میں تھی حکم سنتے ہی سب کے سب اسی وقت اور اسی حالت میں کعبے کی سمت پر مڑ گئے۔ (از مترجم)

نماز کیلئے اذان کا طریقہ:

روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرا ارادہ ہوا کہ اوقات نماز پر گھروں سے لوگوں کو بلانے کیلئے کچھ افراد کو مقرر کر دوں اور ایک طریقہ یہ بھی خیال میں آیا کہ کچھ لوگوں کو اس کام پر مقرر کر دوں کہ وہ چھتوں پر چڑھ کر مسلمانوں کو نماز کیلئے آوازیں دیں، پھر اصحاب انصار میں سے ایک شخص آیا اور اس نے کہا:

میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک سبز پوش شخص مسجد کے دروازے پر کھڑا تھا، پھر اس نے اذان دی پھر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ پھر کھڑا ہوا اور اذان کے کلمات کو دہرایا مگر اس مرتبہ نے اس "قد قامت الصلوٰۃ" کا اضافہ کر دیا اور اس مشاہدہ کے وقت میری حالت یہ تھی کہ اگر مجھے لوگوں کا ڈر نہ ہوتا تو بتا دیتا کہ دیکھنا یہ حالت خواب نہ تھا، بیداری میں تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ٹھیک ہے اللہ تعالیٰ نے تم کو خیر کو دکھایا لہٰذا اب تم بلال سے کہہ دو کہ وہ اذان دیں۔

اس کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا: "جو کچھ میرے اس انصاری بھائی نے دیکھا اور بیان کیا ہے وہی میں بھی دیکھ چکا ہوں مگر چونکہ یہ اس کے اظہار و بیان میں پہل کر چکے تھے اس لیے مجھے حیا آئی کہ میں بھی فوراً بیان کرنے لگوں۔"

﴿ابو داؤد، دارمی﴾

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بغرض اعلان صور (ناقوس) اور قرنا کے استعمال کا ارادہ فرمایا۔ میں نے اس موقع پر ایک سبز پوش شخص کو خواب میں دیکھا جس کے پاس ناقوس تھا میں نے اس سے کہا: اے بندۂ خدا! کیا ناقوس کو بیچو گے؟ اس نے پوچھا "تم اس کا کیا کرو گے؟"
میں نے جواب دیا "اس سے اقامت صلوٰۃ کیلئے اعلان کروں گا۔" اس نے کہا کیا میں تم کو اس سے بہتر بات نہ بتاؤں؟ وہ یہ کہ تم اذان میں کہو:
اللہ اکبر اللہ اکبر اور پوری اذان کہی۔ پھر میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ کو اس کی خبر دی، اتنے میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے کہا خدا کی قسم! میں نے بھی وہی دیکھا ہے جو انہوں نے دیکھا ہے۔

﴿ابن ماجہ﴾

مختلف غزوات میں نصرت الٰہی اور معجزات کا ظہور:

غزوۂ بدر میں معجزات کا ظہور:

- اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ

﴿سورۂ آل عمران﴾

ترجمہ: "اور بے شک اللہ نے بدر میں تمہاری مدد کی۔"

- اور فرمایا

إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ

﴿سورۂ انفال﴾

ترجمہ: "جب تم اپنے رب سے فریاد کرتے تھے۔"

- ایک اور جگہ ارشاد ربانی ہے

وَإِذْ يُرِيكُمُوهُمْ إِذِ الْتَقَيْتُمْ فِي أَعْيُنِكُمْ قَلِيلًا

﴿سورۂ انفال﴾

ترجمہ: "جب لڑتے وقت تمہیں کافر تھوڑے کر کے دکھائے۔"

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ عمرہ کرنے گئے تو

امیہ بن خلف بن صفوان کے پاس ٹھہرے، کیونکہ سفر شام کے سلسلہ میں جب وہ مدینہ سے گزرتا تو وہ حضرت سعد ﷺ کے پاس ٹھہرا کرتا تھا۔

ایک روز امیہ نے حضرت سعد ﷺ سے کہا: "آپ تھوڑی دیر توقف فرمائیں تا کہ دوپہر ہو جائے اور لوگ غافل ہو جائیں، اس موقع پر جا کر آپ طواف کر لینا۔

حضرت ابن مسعود ﷺ کا بیان ہے کہ حضرت سعد ﷺ دوپہر میں مصروف طواف تھے کہ اتفاقاً ابوجہل پہنچ گیا اور اس نے کہا: نہ معلوم کون شخص طواف کر رہا ہے؟ اس کا یہ قول حضرت سعد ﷺ نے سن لیا اور فرمایا: میں سعد بن معاذ ہوں۔ ابوجہل نے کہا: "کس قدر بے خوفی کے ساتھ تم طواف کر رہے ہو؟ باوجود یہ کہ تم نے محمد ﷺ اور ان کے ساتھیوں کو اپنے شہر میں ٹھہرایا اور منظم کرنے کا موقع دیا ہے۔" اس کے بعد دونوں میں نہایت برہمی کے ساتھ تیز کلامی ہوئی۔ یہ صورت حال دیکھ کر امیہ نے حضرت سعد ﷺ سے کہا:

"اے سعد! اس قدر جذباتی نہ ہو اور ابوالحکم کے مقابلے میں اپنی آواز کو بلند نہ کرو، کیونکہ یہ اس وادی کا سردار ہے۔"

اس کے بعد حضرت سعد ﷺ نے فرمایا: "اگر تم لوگ مجھ کو طواف کرنے سے روکتے ہو، تو میں بھی تمہارے لیے ملک شام کی گزرگاہ کو بند کر دوں گا۔" امیہ (میزبان حضرت سعد ﷺ) برابر توجہ دلاتا رہا اور آواز کو بلند نہ کرنے اور خاموش ہو جانے کی تلقین کرتا رہا۔ اس کے اس طرز عمل پر حضرت سعد ﷺ کو غصہ آ گیا اور آپ نے امیہ سے فرمایا: تو ان باتوں سے باز رہ اور خبردار ہو جا کہ اللہ تعالیٰ کے رسول اللہ ﷺ نے بتا دیا ہے کہ یہ ابوالحکم تیرا قاتل ہے۔

امیہ نے کہا: "کیا یہ مجھے قتل کرے گا؟" حضرت سعد ﷺ نے فرمایا: "ہاں ایسا ہی۔"

امیہ کے ذہن کو حضرت سعد ﷺ کی اطلاع نے خاصا متاثر کر دیا کیونکہ وہ حضور نبی کریم ﷺ کے اقوال کے بارے میں زندگی بھر کا تجربہ رکھتا تھا۔

وہ مکان پر اپنی بیوی کے پاس گیا اور اس سے کہا: تمہارے مدنی ابن معاذ (ﷺ) نے ایک خاص خبر مجھے سنائی ہے۔ اس نے پوچھا: کیا بتایا ہے؟ امیہ نے کہا: محمد (ﷺ) کے بارے میں بتاتے ہیں کہ انہوں نے کہا ہے: "امیہ کا قاتل ابوالحکم ہے۔" بیوی نے جواب دیا: محمد (ﷺ) کی کوئی بات غلط نہیں ہوتی۔

چنانچہ مشرکین مکہ نے جب مدینہ پر حملہ کرنے کیلئے تیاریاں شروع کیں اور لوگ امیہ کے پاس آئے تو اس کی بیوی نے کہا: تمہیں وہ بات یاد نہیں جو تم سے مدنی بھائی نے کہی تھی؟ امیہ نے جواب دیا: یاد ہے اب نہ جاؤں گا۔ امیہ کے انکار کرنے پر ابوجہل نے کہا: تم قریش کے سرداروں میں ہو، تمہارے نہ چلنے سے عوام بددل اور بے حوصلہ ہو جائیں گے، خواہ چند روز میں لوٹ آنا مگر ساتھ میں ضرور چلنا ضروری ہے۔ لہٰذا وہ لشکر کفار کے ساتھ آ گیا اور بدر میں مارا گیا۔

﴿بخاری، بیہقی﴾

حضرت عروہ بن زبیر ؓ سے روایت ہے کہ قریش جب بدر کی طرف مجتمع ہو کر آئے اور رات میں جحفہ میں قیام کیا تو ان میں بنی عبدالمطلب بن عبد مناف کا ایک شخص تھا، جس کا نام جہیم بن الصلت تھا۔ جہیم نے اپنے سر کو ٹیک دیا اور وہ سو گیا۔ پھر وہ چونک پڑا اور اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا: کیا تم نے اس سوار کو دیکھا ہے جو ابھی ابھی میرے پاس سے گزرا تھا۔

لوگوں نے کہا: نہیں! تم پاگل پن کی باتیں کر رہے ہو۔ اس نے کہا: میرے پاس ابھی ابھی ایک سوار گزرا تھا اس نے کہا: ابوجہل، عتبہ، شیبہ، زمعہ، ابوالبختری، امیہ بن خلف اور مشرکین مکہ کے بہت سے سردار قتل ہوں گے، اس کے ساتھیوں نے کہا: شیطان نے تیرے ساتھ کھیل کیا ہے اور یہ بات ابوجہل سے بیان کی۔ اس نے کہا: بنی مطلب کے جھوٹ کے ساتھ بنی ہاشم کے جھوٹ کو تم نے ملا دیا ہے۔ کل تم دیکھو گے کہ کون قتل ہوتا ہے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت براء ؓ سے روایت ہے کہ ہم باتیں کیا کرتے تھے کہ اہل بدر کے مسلمانوں کی تعداد تین سو تھی۔ اتنی ہی تعداد تھی کہ اصحاب طالوت کی تعداد تھی، جنہوں نے طالوت کے ساتھ نہر کو عبور کیا تھا۔

﴿بخاری﴾

حضرت علی المرتضیٰ ؓ سے روایت ہے کہ فرمایا بدر کے دن ہمارے ساتھ صرف دو ہی گھوڑے تھے، ایک گھوڑا حضرت زبیر ؓ کا اور دوسرا حضرت مقداد بن الاسود ؓ کا۔

﴿حاکم، بیہقی﴾

حضرت علی المرتضیٰ ؓ سے روایت ہے کہ ہم نے بدر کے موقع پر دو کافروں کو پکڑا جن میں سے ایک تو بھاگ گیا، ہم نے گرفتار کردہ مشرک سے پوچھا: تمہاری کل تعداد کتنی ہے؟ اس نے کہا: قریش کی تعداد بہت زیادہ ہے اور وہ جنگجو اور بہادر ہیں۔ ہم نے اسے زدوکوب بھی کیا مگر وہ برداشت کر گیا۔ اس کے بعد ہم اسے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لے آئے، مگر اس نے اپنے لشکر کی تعداد بتانے سے صاف انکار کر دیا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم لوگ کتنے اونٹ ذبح کرتے ہو؟" اس نے جواب دیا: "روزانہ دس اونٹ ذبح کرتے ہیں۔" اس پر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "یہ لوگ ایک ہزار ہیں، اس لیے کہ ایک اونٹ سو افراد کو کافی ہوتا ہے۔"

﴿بیہقی﴾

حضرت یحییٰ بن رومان ؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے قیدی سے دریافت کیا، کتنے اونٹ ذبح کرتے ہو؟ اس نے جواب دیا: ایک دن نو اور ایک دن دس۔ آپ نے فرمایا: یہ لوگ نو سو اور ہزار کے درمیان ہیں۔

﴿ابن اسحاق﴾

حضرت ابن مسعود ؓ سے روایت ہے کہ بدر کے روز مشرکین مکہ کی تعداد ہمیں بہت کم نظر

آ رہی تھی حتیٰ کہ میں نے اپنے برابر والے مسلمان سے پوچھا تمہیں کافروں کی تعداد کس قدر معلوم ہوتی ہے؟ اس نے کہا: سو سے زیادہ ہیں۔ جب ہم نے ان کے ایک شخص کو قید کیا تو اس کے ذریعے معلوم ہوا کہ وہ تو ایک ہزار تھے۔

﴿بیہقی، ابن سعد، ابن راہویہ، ابن منیع﴾

ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بدر کے دن لیٹ گئے اور ارشاد فرمایا: "جنگ شروع نہ کرنا، جب تک میں اجازت نہ دوں۔" پھر آپ ﷺ گہری نیند سو گئے، اور پھر بیدار ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو خواب میں ان کی تعداد بہت کم دکھائی اور مشرکین کی آنکھوں میں مسلمان بہت کم نظر آئے، یہاں تک کہ ایک دوسرے پر لڑنے میں حریص ہوا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنگ بدر کے موقع پر جب ہم صف بندی کر رہے تھے تو رسول اللہ ﷺ کی نظر مشرکین میں ایک شخص پر پڑی جو سرخ اونٹ پر اپنے لشکر میں ادھر سے ادھر پھر رہا تھا، چونکہ وہ زیادہ قریب نہ تھا اس لیے آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ وہ کون ہے؟ تھوڑی دیر بعد حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور بتایا کہ وہ شتر سوار عتبہ ہے، لوگوں کو جنگ سے باز رہنے کی تلقین کر رہا ہے اور واپس ہونے کا مشورہ دے رہا ہے۔

وہ کہہ رہا ہے: "اے قریشی سردارو! تم آج کے دن میرے سر پر پٹی باندھ دو اور کہہ دو کہ عتبہ بن ربیعہ بزدل ہو گیا ہے۔" مگر ابوجہل اس کے مشورہ کو قبول کرنے کیلئے راضی نہیں ہے۔

(بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت عروہ رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی روایت کیا ہے۔ اس میں اس قدر زیادہ ہے کہ وہ لوگ اگر اپنے بزرگ کا کہا مان لیں گے تو بچ جائیں گے۔)

﴿بیہقی﴾

ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب بدر کی طرف روانہ ہونے کیلئے سرفروشان اسلام کو حکم دیا تو فرمایا: اللہ تعالیٰ کا نام لے کر قدم بڑھاؤ، میں مشرک مقتولین میں سے ہر ایک کے گرنے اور مرنے کی جگہ دیکھ چکا ہوں۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بدر کے موقع پر مشرکین پر نظر کی اور پھر ارشاد فرمایا: "اے دشمنان دین حق! تم نے راہ نجات اختیار نہ کی اور ایسے لوگوں کو دھتکارنے اور ستانے آگئے جو ہر انسان کی بھلائی کیلئے حریص ہیں۔ خیر! اب تم اس سرخ پہاڑ کے پہلو میں مارے جاؤ گے۔"

﴿ابو نعیم﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کسی دعا گو کو حق تعالیٰ سے اتنا پرزور الفاظ میں دعا کرتے نہ دیکھا جیسا کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو بدر کے معرکے کے وقت دیکھا۔

﴿بیہقی﴾

غزوہ بدر میں فرشتوں کا نزول:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ سے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا: جب بدر کا دن ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے مشرکوں کے لشکر کی طرف دیکھا ان کی تعداد ایک ہزار تین سو سترہ تھی۔ پھر آپ ﷺ نے رو بہ قبلہ ہو کر دعا کیلئے دست سوال دراز کیے، اس قدر دراز کہ ردائے مبارک شانوں سے نیچے ڈھلک گئی۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور چادر کو درست کیا اور پھر حضور نبی کریم ﷺ کے پیچھے کھڑے ہو گئے اور اس غیر معمولی حالت میں نہایت ادب و احترام اور عزم و یقین کے جذبے سے یوں عرض کیا "اے رحمت عالم ﷺ! بس دعا میں آپ نے رب سے بہت اصرار کر لیا یقیناً اللہ تعالیٰ نصرت فرمائے گا۔" اس موقع خاص پر اللہ تعالیٰ نے جو نصرت فرمائی اس کا ذکر مندرجہ ذیل آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اس طرح فرمایا:

إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ أَنِّي مُمِدُّكُمْ بِأَلْفٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُرْدِفِينَ

﴿سورۃ الانفال﴾

ترجمہ: "جب تم اپنے رب سے فریاد کرتے تھے تو اس نے تمہاری سن لی کہ میں تمہیں مدد دینے والا ہوں ہزاروں فرشتوں کی قطار سے۔"

﴿مسلم، بیہقی﴾

حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے میدان بدر میں حضور نبی کریم ﷺ کے دائیں اور آگے پیچھے چار اشخاص کو دیکھا اور یہ سب جانفشانی سے کفار پر حملے کر رہے تھے۔

﴿واقدی، ابن عساکر﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنی غفار کے ایک شخص نے بتایا کہ میں اور میرا چچا معرکہ بدر کے موقع پر موجود تھے۔ ہم نے اس وقت تک اسلام کو ابھی نہ قبول کیا تھا۔ ہم دونوں پہاڑ پر چڑھے انتظار کر رہے تھے کہ دونوں فریقوں میں سے کوئی ایک ہزیمت کھا کر بھاگے اور ہم جا کر چابک دستی سے مال کو لوٹیں۔ اسی دوران فضا میں ایک طرف سے ابر بلند ہوا جب وہ آگے تک پہنچ کر پہاڑ کے قریب ہوا تو ہم نے گھوڑوں کے ہنہنانے کی آوازیں سنیں۔ پھر کسی کی آواز سنی "اقدم حیزوم" یعنی حیزوم آگے بڑھ۔

﴿ابن اسحاق، ابن جریر، بیہقی﴾

ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جنہوں نے فرمایا میں بدر کے دن مقابلے سے ایک مغرور مشرک کا تعاقب کر رہا تھا جیسا کہ وہ میری زد پر آیا اور میں اس پر وار کرنے والا تھا کہ کسی نادیدہ طاقت نے اسے قتل کر دیا۔

﴿ابن اسحاق، بیہقی﴾

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بدر کے دن جس طرح مشرکین کی گردن زنی ہوئی۔ میں حیران تھا کہ کون اس طرح ان کو قتل کر رہا ہے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ اصل فرشتے لوگوں کی جانی پہچانی صورت انسانی میں، جو ان ہی اسلام کو ثابت قدم رکھتے اور جنہیں بندھانے آئے تھے۔ وہ کسی جانے پہچانے شخص کی صورت اختیار کر کے آتے اور بتاتے کہ کافر مرعوب ہیں ان میں جرات جنگ و تاب مقابلہ نہیں ہے یا ان کے رہنماؤں اور سرداروں میں تعاون و اتحاد اتفاق نہیں ہے۔ اس بارے میں ارشاد خداوندی بھی ہے:

اِذْ یُوْحِیْ رَبُّکَ اِلَی الْمَلٰٓئِکَۃِ اَنِّیْ مَعَکُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

﴿سورۃ الانفال﴾

ترجمہ: ”جب اے محبوب تمہارا رب فرشتوں کو وحی بھیجتا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں تم مسلمانوں کو ثابت رکھو۔“

﴿واقدی بیہقی﴾

سائب بن ابو حبیش سے روایت ہے وہ کہتے تھے کہ مجھے کسی انسان نے قید نہیں کیا۔ لوگ پوچھتے کہ پھر کس نے قید کیا؟ تو وہ بتاتے، جب قریش نے ہزیمت اٹھائی وہ قتل ہوئے اور بھاگے تو میں بھی بھاگ کھڑا ہوا فوراً ایک گورے رنگ، دراز قامت شخص سفید گھوڑے پر سوار میرے سامنے آیا اور باندھ کر ڈال دیا۔ اس کے بعد حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے مجھے بندھا پا کر اسلامی لشکر میں اعلان کیا کہ اس کو کس نے باندھا ہے مگر سب نے لاعلمی کا اظہار کیا پھر وہ مجھے اسی بندھی ہوئی حالت میں اٹھا کر حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لے آئے۔ آپ نے پوچھا تم کو کس نے باندھا؟ میں نے جواب دیا کہ میں اس کو نہیں جانتا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس کو کسی فرشتے نے قید کیا ہے۔

﴿واقدی بیہقی﴾

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے بدر کے دن دیکھا ہے کہ آسمان سے وادی خلیص میں ایک چادر گری ہے۔ جس نے سارے افق کو گھیر لیا ہے اور میں نے دیکھا کہ وادی میں ہر طرف چیونٹیاں ہی چیونٹیاں ہیں۔ فوراً میرے دل میں یہ خیال آیا ضرور آسمان سے حضرت محمد ﷺ کی تائید میں کوئی چیز آئی ہے۔ پھر سوائے ہزیمت کے کچھ نہ تھا۔ وہ چار فرشتے تھے مدد کے لیے آئے تھے۔

﴿واقدی، ابو نعیم، بیہقی﴾

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک پستہ قد انصاری بنی ہاشم کے ایک قیدی کو پکڑ کر لائے۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی روایت میں حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ اس قیدی کا نام بھی بتایا ہے۔ اس ہاشمی قیدی نے کہا مجھے اس لانے والے شخص نے گرفتار نہیں کیا بلکہ ایک ایسے شخص نے گرفتار کیا تھا جس کے سر پر بال نہ تھے اور وہ ایک خوبصورت اور وجیہہ آدمی تھا اور ابلق گھوڑے پر سوار تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا وہ ملک کریم تھے۔

● ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو گرفتار کرنے والے ابو الیسر کعب بن عمرو رضی اللہ عنہ ایک لاغر اور گٹھے ہوئے جسم کے آدمی تھے اور انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کیا

کہ ایک اجنبی نے اس کام میں میری مدد کی ہے۔)

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوہ بدر میں جب گھمسان کا رن پڑا تو ہم میں سے اکثر جی دار اور شجاع لوگ جن میں میں خود بھی شامل ہوں، صرف مدافعانہ لڑائی لڑ رہے تھے اور حضور نبی کریم ﷺ سارے اسلامی لشکر میں سب سے زیادہ قوت اور شجاعت سے مشرکوں کو پیچھے دھکیلتے ہوئے برابر آگے بڑھ رہے تھے۔

﴿احمد، طبرانی اوسط﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میدان بدر میں صفوں کی ترتیب اور درستی کے بعد رسول اللہ ﷺ نے کنکریوں کو لے کر لشکر مشرکین کے چہروں کی طرف پھینکا جس سے ان کی بصارت اور مدافعت کی قوتیں زائل ہو گئیں۔ اسی بات کو قرآن حکیم نے "وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ" (سورۃ الانفال) ترجمہ: "اے محبوب وہ خاک جو تم نے پھینکی تم نے نہ پھینکی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی۔" کے الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت عبداللہ بن ثعلبہ بن صعیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یوم بدر میں ابوجہل نے جہالت سے مملو دعا کی، اس نے کہا:

"اے خدا! محمد (ﷺ) نے ہماری قرابت کو توڑ دیا، قبیلوں میں تفرقہ ڈالوا دیا، اور ہمارے سامنے اس دین کو لے آئے جس سے سب ہی ناواقف ہیں اگر یہ سچائی ان کے ساتھ ہے تو ہمیں ہی غالب آنا ہے۔" پس وہ تھوڑی دیر بعد مارا گیا اور اس کے بارے میں کلام الٰہی نازل ہوا ہے کہ "إِن تَسْتَفْتِحُوا فَقَدْ جَاءَكُمُ الْفَتْحُ" (سورۃ الانفال)

ترجمہ: "اے کافرو! اگر تم فیصلہ مانگتے ہو تو وہ فیصلہ تم پر آ چکا۔"

﴿ابن اسحاق، حاکم، بیہقی﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں نے ان کنکریوں کی آوازیں سنی تھیں، جو بدر کے دن آسمان سے اتاری گئی تھیں، گویا کہ وہ طشت میں گر رہی ہیں، پھر جب لوگوں نے صفیں درست کیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کنکریوں کو لے کر مشرکوں کے چہرے پر پھینکا اس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس طرح فرمایا ہے۔

"وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ"

ترجمہ: "اے محبوب! وہ خاک جو تم نے پھینکی وہ تم نے نہ پھینکی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی تھی۔"

﴿ابونعیم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ قریش کا قافلہ حسب معمول تجارت کیلئے ملک شام گیا ہوا تھا۔ امیر قافلہ ابوسفیان تھے اور تیس اور چالیس افراد ان کے ساتھ تھے تجارتی کاروبار سے فارغ ہو کر جب اپنے وطن مکہ کو لوٹ رہے تھے تو مدینہ منورہ کے قریب ان کے مقرر کردہ جاسوسوں نے خبر دار کیا

کہ محمد (ﷺ) مع اپنے اصحاب کے تمہارے قافلے پر حملہ کرنے آرہے ہیں۔ اس خبر کے ملتے ہی ابوسفیان نے فوراً ایک تیز رفتار سوار کو روانہ کیا کہ مکہ پہنچ کر پوری صورتحال قریش کے سامنے رکھے اور کہے کہ وہ جلد از جلد پوری تیاری کے ساتھ مدد کو پہنچیں، ورنہ نقصان مال کے ساتھ ہی جانوروں کا بھی خطرہ ہے۔

یہ اطلاع پاکر قریش مکہ نہایت جوش و خروش کے ساتھ روانہ ہو گئے۔ ادھر ابوسفیان ساحل بحر سے اپنے قافلے کو احتیاط اور تیزی سے نکال کر لے گئے اور قریش کو اپنی خیریت کے ساتھ یہ بھی کہلا بھیجا کہ "ظاہر ہے کہ خطرہ ٹل گیا" اب تم لوگ واپس ہو جاؤ، مگر ابوجہل نے از راہ نخوت (تکبر) انکار کیا اور کہا کہ "میدان بدر میں جہاں عرب کا سالانہ اجتماع ہوتا ہے جا کر ٹھہریں گے، تین روز تک پرتکلف کھانے اور پکوان پکائیں گے اور جشن منائیں گے یہ اس لیے کہ ان غریب الدیار اور لاچار مسلمانوں کے دل دہل جائیں اور آئندہ ان کو قافلے لوٹنے کا خیال تک نہ آئے۔ ثانیاً تمام قبائل عرب میں ہمارے آنے کی شہرت اور ہماری طاقت کا چرچا ہو جائے۔"

نبی کریم ﷺ نو رمضان المبارک دو ہجری مطابق پانچ مارچ ۶۲۳ء کو صحابہ کرام کی ایک جماعت کے ساتھ مدینہ سے نکلے۔ جب حضور نبی کریم ﷺ "وادی ذفران" میں پہنچے تو معلوم ہوا کہ قافلہ تو نکل گیا مگر اہل مکہ کا عظیم الشان لشکر بدر کی طرف بڑھ رہا ہے۔ آپ نے صحابہ کرام سے مشورہ کیا۔ چونکہ جنگ کے ارادے سے نہ نکلے تھے اس وجہ سے بعض لوگوں نے اس بے سروسامانی کے ساتھ قریش کے مقابلے میں جانا پسند نہ کیا۔ اس موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ دونوں گروہوں میں سے ایک پر فتح ضرور دے گا۔ چونکہ قافلہ تو نکل گیا اس لیے لشکر قریش پر ہماری کامیابی یقینی ہے۔"

حضور نبی کریم ﷺ کے ارشاد کے جواب میں حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت مقداد رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم کو جو حکم ہو تعمیل کیلئے حاضر ہیں، لیکن حضور نبی کریم ﷺ کا روئے سخن دراصل انصار کی طرف تھا کیونکہ ان ہی کی طاقت اور تعداد زیادہ تھی اور ان سے سابق میں جس معاہدہ پر بیعت لی گئی تھی۔ وہ یہ تھی "اگر کوئی دشمن اسلام مدینہ پر چڑھائی کرے گا تو وہ اپنی پوری قوت کے ساتھ حملہ آور سے جنگ کریں گے۔" یہ بات نہیں کہی گئی تھی کہ باہر دوسرے مقامات پر جا کر دشمنوں پر حملہ آور ہوں گے۔

✿ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ رئیس انصار سمجھ گئے اور فوراً عرض کیا:

"اے اللہ کے رسول اللہ ﷺ! شاید آپ کا خطاب ہماری طرف ہے، اللہ جانتا ہے اگر آپ حکم دیں تو ہم بلا تامل اور بلاخوف سمندر میں کود پڑیں۔"

ان کا یہ بہترین جواب سن کر حضور نبی کریم ﷺ کو خوشی ہوئی، حاضرین نے دیکھا کہ آپ ﷺ کا چہرہ مبارک چمک اٹھا اور سب نے نعرہ تکبیر بلند کیا۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

اکثر علماء حدیث نے حضرت حباب بن منذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ معرکہ بدر کے موقع پر چونکہ کامیابی کا یقین تھا۔ اس وجہ سے اسی مختصر جماعت اصحاب کے ساتھ بدر کی جانب روانہ ہو گئے

اور مدینہ سے لوگوں کو مزید بلانے کی ضرورت نہ تھی۔ بدر کے مقام پر پہنچ کر پہلے چشمۂ آب پر حضور نبی کریم ﷺ نے اترنے کا حکم فرمایا۔ حباب بن منذر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: "یہاں پر اترنے کا حکم الہامی ہے کہ جس میں اظہارِ رائے، مشورے اور چون و چرا کی گنجائش نہیں، یا حضور نبی کریم ﷺ نے خود اپنی رائے سے جنگی تدبیر کا لحاظ اور ضرورت کا تقاضا سمجھ کر انتخاب فرمایا ہے؟"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "یہ خود میری رائے ہے۔" حضرت حباب رضی اللہ عنہ نے کہا: "میرے خیال میں یہ مقام موزوں نہیں بلکہ مناسب تو یہ تھا کہ اور آگے بڑھ کر ہم قریش کی فرودگاہ کے قریب ترین چشمہ پر قبضہ کر لیں اور اپنے لیے حوض بھر کر اور گرد کے کنوؤں اور چشموں کو پاٹ دیں تاکہ اسلام اور اس کے خادموں کے دشمن جو کہ اپنی ساری قوت اور شوکت کو سمیٹ کر اور پھر اس کو اپنے سروں پر رکھے ہوئے نمائش کر رہے ہیں، ایک قطرۂ آب نہ پا سکیں۔" حضور نبی کریم ﷺ نے ان کی تجویز کو سراہا اور اسی کے مطابق عمل کیا۔ میدان کے اس حصہ میں جس میں نسل انسانی کا سب سے محترم اور باعظمت قائد فروکش ہوا اسی میں ایک جانب صاحب خلق عظیم کیلئے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے مشورے سے ایک سائبان بنا دیا گیا تاکہ حضور نبی کریم ﷺ اپنے جانثاروں کے درمیان اس میں استراحت فرمائیں۔

غزوہ بدر میں بارانِ رحمت کا نزول:

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس دن تمام مسلمان اونگھ رہے تھے اور میدان بدر کے ریگ زار میں اترے ہوئے تھے، پھر اللہ تعالیٰ نے بارش کر دی تو وہ ریگ زار ایک ہموار سطح اور منجمد میدان بن گیا۔ ہم محفوظ ہو کر بہت مزے سے اس پر چلنے لگے اور قریش کے پڑاؤ اور اس کے قریب کا حصہ زمین جو انہوں نے ریت سے محفوظ رہنے کیلئے چکنی مٹی کا اپنے لیے منتخب کر لیا تھا۔ بارش سے کیچڑ اور دلدل بن گیا، وہ چلتے ہوئے اس پر ضرور پھسلتے اور بغیر گرے نہ بچتے۔ معرکہ بدر میں ان کی شکست اور بربادی کی یہ بھی ایک بڑی وجہ تھی۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں مسلمانوں پر اپنے اس انعام کا تذکرہ فرمایا ہے

اذ یغشیکم النعاس امنۃ منہ و ینزل علیکم من السمآء مآء لیطہرکم بہ و
یذھب عنکم رجز الشیطن و لیربط علی قلوبکم و یثبت بہ الاقدام۔

﴿سورۃ الانفال﴾

ترجمہ: "جب اس نے تمہیں اونگھ سے گھیر دیا تو اس کی طرف سے چین (تسکین) تھی اور آسمان سے تم پر پانی اتارا کہ تمہیں اس سے ستھرا کر دے اور شیطان کی ناپاکی تم سے دور فرما دے اور تمہارے دلوں کو ڈھارس بندھائے اور اس سے تمہارے قدم جما دے۔"

﴿ابن سعد﴾

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کی نکلی آنکھ درست:

حضرت زید بن اسلم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ غزوۂ بدر میں حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کی آنکھ کو

ایسا صدمہ پہنچا کہ آنکھ کا پپوٹا ڈھیلا نکل کر رخسار پر آ پڑا تو حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے دست مبارک سے اس کو آنکھ کے حلقے میں رکھ دیا اور ان کی آنکھ بالکل درست ہو گئی۔

﴿ابن سعد﴾

مقتول مشرکین سے رسول اللہ ﷺ کا خطاب:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مشرکین مکہ کے اس گڑھے پر کھڑے ہوئے جس میں ان کے مقتول بھر دیے گئے تھے اور کہا: "اے فلاں بن فلاں جو وعدہ ہمارے رب نے ہم سے فرمایا تھا، وہ تو ہم پا چکے اور جو وعید تم کو ملی تھی ضرور اس سے تمہارا سابقہ ہوا۔"

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: "اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ تو ایسے اجسام سے خطاب فرما رہے ہیں کہ جن میں روح اور زندگی نہیں ہے۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے جواب دیا: "میرے قول کو جتنا وہ سن رہے ہیں تم اس سے زیادہ سننے والے نہیں ہو۔" حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے ان کو زندہ کر دیا تھا۔ یہاں تک کہ انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کی سرزنش کو سنا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

زہری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بدر کے روز دعا مانگی: خدایا! مجھے نوفل بن خویلد سے محفوظ رکھ۔ اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کسی کو نوفل کی خبر ہے؟ یہ سن کر حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں نے اسے قتل کر دیا ہے۔ یہ سن کر حضور نبی کریم ﷺ نے نعرۂ تکبیر بلند کیا اور فرمایا: "اللہ تعالیٰ کا شکر ہے، اور اسی کیلئے حمد ہے جس نے میری دعا کو قبول فرمایا۔"

وَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَ اهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيْلًا ۝ وَ ذَرْنِيْ وَالْمُكَذِّبِيْنَ اُولِي النَّعْمَةِ وَ مَهِّلْهُمْ قَلِيْلًا ۝

﴿سورۂ مزمل﴾

ترجمہ: "اور کافروں کی باتوں پر صبر فرماؤ اور انہیں اچھی طرح چھوڑ دو اور مجھ پر چھوڑ دو، ان جھٹلانے والے مالداروں کو اور انہیں تھوڑی مہلت دو۔"

﴿واقدی، بیہقی﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ یہ سورۃ نازل ہونے کے بعد زیادہ وقت گزرنے نہ پایا تھا کہ مشرکین مکہ اور ان کے سارے سردار میدان بدر میں جمع کر دیے گئے اور پھر مسلمانوں نے ذرا سی دیر میں ان کی پوری قوت کو جس پر وہ مسلمانوں کے مقابلے میں فخر کرتے تھے، ہمیشہ کیلئے توڑ دیا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کعبہ کے پاس نماز پڑھ رہے تھے، قریش کی ایک جماعت آپ ﷺ کو نماز پڑھتے دیکھ رہی تھی، ان بدقماشوں کو شرارت سوجھی، کہنے لگے:

ہم میں سے کوئی ایک شخص جائے اور فلاں مقام پر جو اونٹنی پڑی ہے اسے لا کر محمد ﷺ کے شانوں پر رکھ دے۔ پھر ان میں سے ایک بدبخت اٹھا اور اس کو لا کر بحالت سجدہ حضور نبی کریم ﷺ کے شانوں پر رکھ دیا۔ جس کی وجہ سے حضور نبی کریم ﷺ سجدے سے نہ اٹھے اور کافی دیر تک وہیں رہے۔ مشرکین لوگ اپنے عمل اور حرکت کے بعد اس قدر ہنسے، اس قدر ہنسے کہ کثرت ہنسی سے بے قابو ہو کر ایک دوسرے پر گر پڑتے تھے۔ کسی بندۂ خدا نے جا کر حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کو بتایا وہ لڑکی ہی تھیں۔ آئیں اور بڑی مشقت کے بعد آپ نے اسے پھینک دیا اور مشرکین کی اس قدر ناروا حرکت پر ملامت کرنے لگیں۔ جب حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی نماز پوری کر لی تو اپنے رب سے کہا: "اے میرے اللہ! قریش کو اپنی گرفت میں لے لے" تین مرتبہ یہ کلمہ عرض کیا اور اس کے بعد نام بنام بددعا کی:

"اے اللہ! عمرو بن ہشام (ابوجہل)، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ولید بن عتبہ، امیہ بن خلف، عقبہ بن معیط اور عمارہ بن ولید کو اپنی گرفت میں لے لے۔"

﴿بخاری و مسلم﴾

ابوجہل عذاب میں گرفتار:

شعبی سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ میں میدانِ بدر سے گزرا تو میں نے دیکھا کہ ایک شخص زمین سے نکلتا ہے اور ایک دوسرا شخص اپنے ہتھوڑے سے مارتا ہے یہاں تک کہ وہ زمین میں غائب ہو جاتا ہے، اس کے بعد وہ پھر نکلتا ہے اور اس کے ساتھ وہی عمل کیا جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم نے ابوجہل کو دیکھا ہے، یہ قیامت تک یونہی عذاب ہوتا رہے گا۔

﴿ابن ابی الدنیا، بیہقی﴾

یوم فرقان:

موسیٰ بن عقبہ اور ابن شہاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فتح بدر کے سبب مشرکوں اور منافقوں کی گردنوں کو پست و خوار کر دیا۔ اس کے بعد مدینہ طیبہ میں کوئی یہودی اور منافق ایسا نہ رہا جس کی گردن بدر کی شکست کی بنا پر جھک نہ گئی ہو، گویا یہ دن "یوم فرقان" تھا کہ اس دن اللہ تعالیٰ نے کفر و ایمان کے درمیان فرق و امتیاز پیدا کر دیا۔

﴿بیہقی﴾

لکڑی تلوار بن گئی:

حضرت عمر بن عثمان جحشی رضی اللہ عنہ نے والد سے اور انہوں نے اپنی پھوپھی سے حدیث بیان کی کہ عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بدر کی جنگ میں جب میری تلوار ٹوٹ گئی تو حضور نبی کریم ﷺ نے مجھے ایک لکڑی عطا فرمائی، میں نے دیکھا تو وہ چمکدار تلوار تھی۔ میں اس تلوار سے لڑتا رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کو شکست دی اور وہ تلوار ان کے انتقال تک ان کے پاس رہی۔

(اسے بیہقی اور ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی روایت کیا ہے۔)

﴿واقدی﴾

اسامہ بن زید نے داؤد بن حفص سے انہوں نے عبدالاشہل کے بہت سے لوگوں سے حدیث روایت کی۔ انہوں نے کہا: حضرت سلمہ بن اسلم بن حریش رضی اللہ عنہ کی تلوار بدر کے دن ٹوٹ گئی اور وہ بغیر ہتھیار کے رہ گئے تو رسول اللہ ﷺ نے وہ شاخ انہیں عطا فرمادی جو اس وقت آپ کے دست مبارک میں تھی وہ کھجور کی ٹہنی تھی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس سے لڑو تو لڑتے وقت وہ تلوار بن گئی، وہ تلوار بدستور ان کے پاس رہی حتیٰ کہ وہ شہید ہو گئے۔

﴿واقدی﴾

حضرت عطیہ عوفی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے "الٓمّٓ غُلِبَتِ الرُّوْمُ" (سورۃ الروم) "رومی مغلوب ہوئے۔" کے بارے میں دریافت کیا۔ انہوں نے کہا: اول فارسیوں نے رومیوں پر غلبہ پالیا تھا پھر اس کے چند سال بعد رومی فارسیوں پر غالب آ گئے۔ کچھ عرصہ کے بعد مسلمان بدر میں مشرکوں کے ساتھ اور پھر ایمان کے مجوسیوں اور روم کے نصاریٰ سے بھی ہمیں لڑنا پڑ گیا، تو اللہ تعالیٰ نے ہماری مدد فرمائی، چونکہ مسلمانوں کے مشرکوں کے غلبے پر اور اہل کتاب کے مجوسیوں کے غلبے پر ہم کو خوشی ہوئی۔ اسی بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"یَوْمَئِذٍ یَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ بِنَصْرِ اللّٰہِ"

﴿سورۃ الروم﴾

ترجمہ: "اس دن ایمان والے خوش ہوں گے اللہ کی مدد سے۔"

حضرت عمیر رضی اللہ عنہ کی شہادت:

عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ بدر میں اپنے قبے کے اندر تشریف فرما تھے۔ اس وقت آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس جنت کی طرف چلو جس کا عرض زمین و آسمان کے برابر ہے اور جو متقیوں کیلئے تیار کی گئی ہے۔ یہ سن کر حضرت عمیر رضی اللہ عنہ نے کہا: "واہ! واہ" حضور نبی کریم ﷺ نے پوچھا: تم نے یہ اظہار مسرت کس وجہ سے کیا ہے؟ حضرت عمیر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: "اس آرزو میں کاش میں اہل جنت میں شامل ہو جاؤں اور پھر وہاں کی وسعتوں میں گھوموں اور پھروں۔" حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: انشاء اللہ تم وہیں پر بسو گے، پھر آپ نے تھیلے سے کچھ کھجوریں نکالیں اور حضرت عمیر رضی اللہ عنہ نے ان کو منہ میں رکھتے ہوئے کہا:

خدا کی قسم! اگر زندہ رہا تو ان کو کھاتا رہوں گا۔ ورنہ جنت کی حیات تو دائمی ہے، پھر کچھ خیال آیا اور ہاتھ کی کھجوروں کو پھینک دیا۔ سینہ تان کر جھومتے غرور و تمکنت کی چال چلتے رن کی طرف بڑھے، بائیں ہاتھ کی ڈھال کو زمین پر چھوڑ دیا اور دشمنانِ اسلام پر آفت ناگہاں بن کر ٹوٹ پڑے اور پھر حیات عارضی سے ابدی زندگی کی طرف منتقل ہو گئے۔

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْیَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ۝

﴿سورۃ البقرہ﴾

ترجمہ: ''اور جو خدا کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں ہاں تمہیں خبر نہیں۔''

﴿ابن سعد﴾

گستاخ عقبہ بن ابی معیط واصل جہنم:

بسند صحیح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عقبہ ابن ابی معیط نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے یہاں کھانے پر بلایا۔ آپ ﷺ تشریف لے گئے اور فرمایا اے عقبہ! میں تو کھانا نہ کھاؤں گا جب تک تو اللہ تعالیٰ کی توحید اور میری رسالت کی گواہی نہ دے گا۔ عقبہ نے گواہی دی اور آپ ﷺ نے کھانا تناول فرمایا۔ کچھ دن بعد عقبہ کا ایک دوست آیا وہ اس کو قبول اسلام پر ملامت کی اور کہا جو کچھ وہ کہہ سکا۔ عقبہ کی طبیعت بیزار ہو گئی اپنے دوست سے کہنے لگا:

''مجھ کو شرمندہ کرنے والے میرے دوست اب یہ بتاؤ کہ میں کیا کروں کہ اس عمل کی وجہ سے قریش کے دلوں میں میری طرف سے جو کدورت پیدا ہو گئی ہے۔ وہ صاف ہو جائے اور میری کھوئی ہوئی عزت لوٹ آئے؟''

اس نے بتایا: ''اس کی صورت یہ ہے کہ تو محمد (ﷺ) کی مجلس میں جا اور ان کے چہرے پر تھوک دے۔'' عقبہ بدنصیب نے ایسا ہی کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے چہرۂ مبارک کو صاف کر لیا اور فرمایا اگر میں تجھے مکہ کے پہاڑوں کے باہر پاؤں گا تو تیری گردن صبر کے ہتھیار سے اڑا دوں گا۔ تو جب بدر کا دن آیا اور اس کے ساتھی نکلے مگر عقبہ نے انکار کیا اور لوگوں کو وجہ انکار بتاتے ہوئے کہا: مجھ سے محمد (رسول اللہ ﷺ) نے کہا کہ اگر مکہ کے پہاڑوں سے پرے وہ مجھے پائیں گے تو صبر کے ہتھیار سے میری گردن اڑا دیں گے۔

لوگوں نے اس کے اطمینان کیلئے کہا: ''ہم تمہاری سواری میں سرخ ناقہ دیتے ہیں۔ پھر وہ کس طرح پکڑ سکیں گے؟'' پس وہ ان کے اصرار اور اتفاق کی وجہ سے ساتھ ہو گیا اور جب اس کے ساتھیوں کو ہزیمت ہوئی اور وہ اپنی مخصوص ناقہ پر راہ فرار اختیار کرنے لگا تو اس اونٹنی نے اس کو ایک پٹخنی زمین پر لا کر ڈال دی اور وہ گرفتار کر لیا گیا اور مسلمانوں نے اس کی گردن اڑا دی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا صبر نے اس کی گردن اڑا دی۔

﴿ابو نعیم﴾

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا:

زہری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ جب بدر کے قیدیوں سے فدیہ لیا جانے لگا تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: میں بے سرمایہ اور تہی دست ہوں، فدیہ کہاں سے دوں؟ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ مال کہاں ہے جسے تم نے اور ام الفضل رضی اللہ عنہا نے دفن کیا ہے اور تم نے ام الفضل رضی اللہ عنہا کے بارے میں وصیت کی ہے اور اگر مارا جاؤں تو یہ مال میرے تینوں بچوں فضل، عبداللہ اور قثم کا ہے۔''

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: میں یقین کے ساتھ سمجھ چکا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ ہیں اور مال دفن کرنے والی بات میرے اور میری بیوی کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

﴿ابن اسحاق، بیہقی﴾

ابولہب کے عذاب میں تخفیف۔

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: ابولہب نے ثویبہ کو آزاد کیا تھا اور ثویبہ نے رسول اللہ ﷺ کو دودھ پلایا تھا جب ابولہب مر گیا تو اس کے گھر والوں میں سے کسی نے اسے بہ حالت خواب بری حالت میں دیکھا تو ابولہب سے پوچھا کس حال میں ہو؟ جواب دیا کہ تم لوگوں سے جدا ہونے کے بعد کوئی راحت بھی نہ پائی، بجز اس کے کہ ثویبہ کو آزاد کرنے کے سبب میں نے اتنا پانی پیا ہے یہ کہہ کر اس نے اپنے ہاتھ کے انگوٹھے کی جڑ اور انگلیوں کے درمیان گڑھے کی طرف اشارہ کیا۔ یعنی صرف چند قطرے پانی مل سکا ہے۔

✿ (ثویبہ ابولہب کی لونڈی تھی جسے اس نے حضور نبی کریم ﷺ کی خوشی میں آزاد کر دیا تھا)

﴿بخاری، مسلم﴾

قباث بن اشیم لیثی کا ایمان لانا:

حضرت ابان بن سلمان بن [illegible] نے اپنے والد سلمان بن [illegible] سے روایت کی ہے کہ قباث بن اشیم لیثی کے قبول اسلام کا واقعہ یہ ہے کہ عرب کے کچھ لوگ ان کے پاس گئے اور اظہار واقعہ کے طور پر بیان کیا کہ محمد (ﷺ) نے دعویٰ نبوت کیا ہے اور وہ ایک نئے دین کی دعوت دیتے ہیں۔ قباث یہ باتیں سن کر کھڑا ہو گیا اور حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آیا تو آپ نے اس سے فرمایا: "قباث بیٹھو!" تو وہ فکر زدہ اور خاموش بیٹھ گیا۔

رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: "تم یہی کہتے ہو کہ اگر خواتین قریش بھی اپنی پردہ پوش چادروں میں لپٹ کر نکل آتیں تو وہ بھی محمد ﷺ اور ان کے اصحاب کو میدان سے بھگا دیتیں۔" حضور نبی کریم ﷺ کی بات سن کر قباث نے عرض کیا: اس ذات جل وعلیٰ کی قسم! گزارش کرتا ہوں کہ جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ ہماری ہدایت کیلئے بھیجا کہ ان باتوں کیلئے میری زبان نے حرکت کی نہ لب ہلے، میری آواز بھی نہ کسی نے اسے سنا۔

اے واقف اسرار! یہ تو ایک وجدانی تاثر ضمیر کی کیفیت، دل کے نہاں خانوں میں بند شدہ بات کا آپ ﷺ ذکر فرما رہے ہیں۔ بے شک یقیناً آپ خدا کے رسول ہیں۔ اشهد ان لا اله الا الله و اشهد ان محمدا عبده و رسوله

﴿بیہقی﴾

حضرت عمیر رضی اللہ عنہ کا دشمنی کے ارادہ سے مدینہ آنا اور اسلام قبول کرنا:

حضرت موسیٰ بن عقبہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے دونوں بزرگوں نے

بیان کیا کہ جب مشرکین کا شکست خوردہ لشکر مکہ واپس پہنچا تو اطلاع پا کر عمیر بن وہب بھی آیا اور امیہ مقتول کے بیٹے صفوان کے قریب حجر اسود کے نزدیک بیٹھ گیا۔ صفوان نے کہا "بدر میں مرنے والوں کی وجہ سے زندگی بد مزہ اور بے کیف ہے۔" عمیر نے اس کی بات سن کر آہ سرد کھینچی اور بولا:

"سچ کہتے ہو، زندگی میں کوئی لطف باقی نہیں، بازار بڑے بے کیف اور منظر سنسان اور ویران اور اداس معلوم ہوتے ہیں۔"

تھوڑی دیر توقف کے بعد عمیر نے پھر سکوت اور خاموشی کو توڑتے ہوئے کہنا شروع کیا: "اے ابن صفوان! اگر میری گردن پر یہ قرض نہ ہوتا اور اہل و عیال کی کفالت اور ضروریات کیلئے کچھ مال ہوتا تو پھر میں یقیناً مدینہ پہنچتا اور محمد (مصطفیٰ ﷺ) کو موت کے گھاٹ اتار دیتا (نعوذ باللہ) اور اگر مجھ سے معلوم ہے کوئی مانع آ جاتی تو ایسی صورت میں میرے خیال میں ایک بات ہے، میں اس کا سہارا لے کر حیلہ سازی کر لیتا۔ وہ بات یہ ہے کہ وہاں سے میں کہہ دیتا کہ اپنے قیدی بیٹے سے ملنے آیا ہوں۔"

عمیر کی یہ سنجیدہ باتیں سن کر صفوان خوش ہو گیا اور کہنے لگا:

"اے شریک رنج و راز دار عمیر! تیرا قرض میرے ذمہ رہا، تیرے اہل و عیال کا نفقہ وہی ہو گا جو میرے اہل و عیال کا ہے اور اس کے علاوہ جس قدر گنجائش میں ہرگز اس سے دریغ نہ کروں گا۔"

اس کے بعد صفوان نے عمیر کیلئے ایک گھوڑے کا انتظام کیا، رخت سفر دیا اور ایک عمدہ تلوار جسے قتل کرنے اور دھار چلانے کیلئے زہر میں بجھوا کر کے حوالے کی۔ عمیر نے صفوان سے کہا "اس منصوبہ کو میرے لوٹ آنے تک راز رکھنا اور ہرگز کسی کو کوئی بات نہ بتا دینا۔" اس کے بعد عمیر روانہ ہوا یہاں تک کہ مدینہ منورہ پہنچ گیا اور مسجد نبوی کے دروازے پر اتر کر اپنی سواری کو باندھا اور تلوار لے کر رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں پہنچنے کا ارادہ کیا۔ اتفاقاً اسی وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی آ گئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور وہ دونوں ایک ساتھ داخل ہوئے۔

رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا، آؤ عمر بیٹھو، پھر عمیر سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا: عمیر تمہارا آنا کیونکر ہوا؟ عمیر نے جواب دیا "اپنے قیدی سے ملنے جو آپ کے پاس قید ہے۔" حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا "جھوٹ بولنا بڑی بات ہے اور عمیر مردانگی کے خلاف۔" عمیر نے پھر کہا: "میرا مقصد اپنے قیدی بیٹے کو دیکھنے کے سوا کچھ نہیں۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا "تم نے صفوان بن امیہ سے حجر اسود کے پاس کچھ قول و قرار کیا ہے؟" عمیر نے حیرانی اور سرگردانی کے عالم میں کہا "کیا کہہ رہے ہیں آپ؟ میں نے تو اس سے کچھ بھی طے نہیں کیا۔" حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا تمہیں صفوان نے ایک خاص مقصد کیلئے اس شرط پر قیمت پر آمادہ نہیں کیا ہے کہ وہ تمہارے اہل و عیال کا کفیل ہو گا اور تمہارے ذمہ جو قرض ہے اس کی ادائیگی کا ذمہ دار ہے؟

عمیر نے حیرت زدہ ہو کر عرض کیا: "یا رسول اللہ ﷺ میں تو رام ہو گیا اور شہادت دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ صفوان اور میرے مابین یہ قرارداد راز دارانہ معاملہ تھی، آپ اعلیٰ ترین شان

ہے، میرے اور اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ نے اس درجہ پر بہت راز سے آپ ﷺ کو مطلع فرما دیا جس میں اللہ تعالیٰ ہے اور آپ کی نبوت و رسالت پر سچے دل سے ایمان لاتا ہوں۔" اس کے بعد حضرت عمیر رضی اللہ عنہ مکہ معظمہ واپس ہو گئے اور جا کر دعوت دین میں مصروف ہو گئے جس کے نتیجے میں جن کو توفیق الٰہی ہوئی مسلمان ہو گئے۔

﴿بیہقی، ابو نعیم، طبرانی﴾

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر مطعم زندہ ہوتے اور وہ مجھ سے گرفتارانِ بدر کے بارے میں کہتے تو میں قیدیوں کو رہا کر دیتا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بدر کے قیدیوں کے بارے میں گفتگو کرنے آیا، آپ ﷺ اس وقت صحابہ کرام کو نماز پڑھا رہے تھے۔ میں نے جب آپ ﷺ کی زبان سے سنا اِنَّ عَذَابَ رَبِّکَ لَوَاقِعٌ مَا لَهُ مِنْ دَافِعٍ (سورۃ الطور) ترجمہ "بے شک تیرے رب کا عذاب ضرور ہونے والا ہے اسے کوئی ٹالنے والا نہیں۔"

﴿ابو نعیم﴾

غزوہ غطفان کے موقع پر معجزات کا ظہور

محمد بن زیاد، ضحاک بن عثمان اور عبدالرحمٰن بن ابی بکر رحمہم اللہ وغیرہ بہت سے راویوں نے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ کو خبر دی گئی کہ غطفان کے لوگ ذی امر میں جمع ہوئے ہیں اور ان کا ارادہ ہے کہ مسلمانوں کو چاروں طرف سے گھیر لیں اور یہ اجتماع دعثور بن حارث کی قیادت میں ہوا ہے۔

رسول اللہ ﷺ چار سو پچاس صحابہ کے ساتھ روانہ ہوئے تو وہ بدوی لوگ پہاڑوں میں روپوش ہو گئے اور آپ اپنے اصحاب کے ساتھ ذی امر میں ٹھہر گئے۔ اس موقع پر کثرت سے بارش ہوئی اور رسول اللہ ﷺ رفع حاجت کے لئے تشریف لے گئے اور بارش کا پانی آپ ﷺ کے کپڑوں سے ٹپکنے لگا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے وادی کے ایک درخت کے پاس جا کر کپڑے اتار دیے اور انہیں خشک ہونے کیلئے پھیلا دیئے اور خود زیر درخت لیٹ گئے، بدوی پہاڑ کی چٹانوں میں سے دیکھ رہے تھے، انہوں نے اپنے قائد دعثور بن حارث سے کہا

"اے دعثور! تو ہمارا سردار اور ایک قوی و بہادر شخص ہے، اس وقت تو محمد (ﷺ) پر قابو پا سکتا ہے کیونکہ وہ اپنے ہمراہیوں سے دور ہیں۔"

دعثور نے اپنی تلوار لی اور اپنی سرداری کا بھرم رکھنے کیلئے چلا آیا، یہاں تک کہ تلوار کھینچ کر حضور نبی کریم ﷺ کے روبرو آیا اور کہا: اے محمد (ﷺ) تم کو اس وقت مجھ سے کون بچا سکتا ہے؟ حضور نبی کریم ﷺ نے بڑے پر وقار لہجے میں فرمایا: "اللہ"

اسکے اعصاب میں لرزش ہوئی اور دل میں دہشت، ہاتھ سے تلوار چھوٹ کر گر پڑی۔ آپ ﷺ نے تلوار اٹھالی اور اس کے سر کو زد میں لے کر فرمایا: "تجھے کون ہے کوئی بچانے والا؟" دعثور نے عاجزانہ نیازمندی کے لہجے میں جواب دیا: "اے اعلیٰ ترین انسان کوئی بھی نہیں۔" پھر اس نے توحید اور رسالت کا اقرار و اعتراف کیا اور کلمہ شہادت "اشہد ان لا الٰہ الا اللہ و اشہد ان محمد عبدہ و رسولہ" صدق دل سے پڑھا حضور نبی کریم ﷺ نے اس کی تلوار کو واپس کر دیا اور وہ بھی اجازت لے کر اپنے ساتھیوں کی طرف چل دیا۔

خانہ بدوش بدوؤں نے کہا: "افسوس ہے کہ تو جا کر کھڑا ہوا، کچھ باتیں بنائی ہوں گی اور پھر لوٹ آیا، حالانکہ تو مسلح تھا اور وہ حالت آرام بے خبر تھے۔ دعثور نے کہا: "اے ملامت کرنے والو! مجھے جو کچھ میں نے دیکھا اور جس حالت سے مجھ کو سابقہ پڑا، کاش تم لوگ اس کا کچھ اندازہ کر سکتے۔" لوگوں نے پوچھا: "ہمیں بتاؤ" دعثور نے بتایا: "جب میں تلوار کھینچے محمد (ﷺ) کے قریب پہنچا تو دفعتاً ایک گورے رنگ کا لمبے قد والا شخص جس کا چہرہ بھی پر جلال تھا نمودار ہوا اور اس نے میرے سینے پر مکا مارا اور میں پیچھے گر پڑا۔

- بھائیو! خدائے واحد نے ان کو بچایا ہے بے شبہ محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ اس موقع پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ يَّبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ

﴿سورۃ المائدہ﴾

ترجمہ: "اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو جب ایک قوم نے چاہا کہ تم پر دست درازی کریں تو اس نے ان کے ہاتھ تم پر سے روک دیئے۔"

﴿واقدی﴾

یہود کی عہد شکنی اور جلاوطنی:

یعقوب بن سفیان رضی اللہ عنہ نے تین واسطوں سے ابن شہاب رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی کہ غزوہ بدر کے چھ ماہ بعد رسول اللہ ﷺ نے یہود کا محاصرہ کیا۔ حتیٰ کہ وہ جلاوطنی پر راضی ہو گئے، انہیں اجازت دیدی کہ منقول جائیداد میں سے اونٹوں پر جتنا اور جس قدر لے جا سکو لے جاؤ البتہ اسلحہ کے لے جانے کی ممانعت کر دی تھی، پھر وہ شام چلے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان یہود کے اس غلط پندار کے بارے میں کہ ہم عالم اور کتاب آسمانی یعنی توریت موسوی کے وارث ہیں اور اس وجہ سے ہم مسلمانوں سے افضل ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کی اس دلیل کا جواب قرآن کریم میں عنایت فرمایا ہے:

مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ اِلٰى قَوْلِهٖ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝

﴿سورۃ الجمعہ﴾

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنی نضیر کے اموال "فئی" کی قبیل سے تھے اور اموال فئی خاص رسول اللہ ﷺ کے تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ اپنے اہل و عیال کا سالانہ خرچ اس سے

چلاتے اور جو کچھ بچا اس کو فی سبیل اللہ استعمال فرماتے۔

{بخاری، مسلم}

موسیٰ بن عقبہ زہری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کلابیوں کی دیت میں ان سے مدد حاصل کرنے کیلئے بنونضیر کی طرف گئے، بنونضیر کے یہودیوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا:

"ابوالقاسم ﷺ! آپ تشریف رکھیں، ہمارے ساتھ کھانا کھائیں اور ہماری جانب سے امداد وتعاون کی رقم لے کر تشریف لے جائیں۔"

حضور نبی کریم ﷺ کچھ دیر کیلئے ٹھہر گئے اور اپنے اصحاب کے ساتھ ایک عمارت کے سائے میں بیٹھ گئے ادھر بنونضیر نے موقع کو غنیمت سمجھ کر مشورہ کر کے طے کیا کہ فلاں یہودی عمارت کی چھت پر چڑھ کر حضور نبی کریم ﷺ کے سر پر پتھر گرا دے، اس طرح آپ ہلاک ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو بذریعہ وحی ان کے منصوبے سے آگاہ کر دیا اور آپ اٹھ کر چلے آئے۔ بعد ازاں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ يَّبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ

{سورۃ المائدہ}

ترجمہ: "اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو، جب ایک قوم نے چاہا کہ تم پر دست درازی کریں تو اس نے ان کے ہاتھ تم پر سے روک دیئے۔"

ان کی بار بار کی اور مسلسل ریشہ دوانیوں سے تنگ آ کر حضور نبی کریم ﷺ نے یہود کو مدینہ سے نکلنے کا حکم دیا۔ منافقین مدینہ نے یہود کو اپنے تعاون وامداد کی پیشکش کی اور کہا جنگ وصلح میں ہم ایک ہیں اور متحد ہیں۔ یہود نے اس امداد کو خوش آمدید کہا اور حضور نبی کریم ﷺ سے کہہ دیا کہ ہم اپنے وطن اور دیار کو ہرگز نہیں چھوڑ سکتے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے محاصرہ کر لیا، مکانات گرا دیئے اور باغات کو کاٹ کر آگ لگا دی۔ منافقین نے یہود کے ساتھ بھی نفاق کا رویہ اختیار کیا اور کوئی امداد نہیں کی چنانچہ یہود نے اب خود مدینہ چھوڑ دینے کی درخواست کی اور حضور نبی کریم ﷺ نے علاوہ ہتھیاروں کے قابل منتقلی سامان کو اونٹوں پر لاد کر لے جانے کی اجازت دے دی۔

{بیہقی، ابونعیم}

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں مدینہ منورہ سے اٹھ کر بنونضیر کی طرف گیا تھا کہ اسی موقع پر عمرو بن سعدی آیا اور کھنڈرات دیکھ کر بنی قریظہ کی طرف گیا اور کہا: میں عبرت کے مناظر دیکھ کر آ رہا ہوں۔ میں نے بزرگی اور شرافت، علم وعزت اور برتری وعظمت کے بعد اپنے بھائیوں کے مکانات کی جگہ کو ویران، سنسان اور وحشت ناک صورت میں دیکھا، وہ اپنے اسباب وجائیداد کو چھوڑ کر ذلت وخواری کے ساتھ نکل گئے اور اللہ تعالیٰ کسی قوم پر یہ ذلت وخواری بغیر کسی وجہ کے مسلط نہیں کرتا۔ میرا مشورہ مانو تو چلو ہم محمد مصطفیٰ ﷺ کی دعوت اسلام قبول کر لیں، خدا کی قسم! تم خوب جانتے ہو کہ وہ نبی برحق ہیں۔

{واقدی}

ابن الہیبان ابو عمیر اور ابن حواش دونوں نے جو کہ یہود کے بہت بڑے عالم تھے۔ ان کی نبوت اور آنے کی بشارت دی اور یہ دونوں یہودی بزرگ اپنے وطن بیت المقدس کو چھوڑ کر اس بے آب و گیاہ علاقہ میں آ گئے تھے اور ان ہی نبی ﷺ کے انتظار میں یہ سب کچھ کر رہے تھے۔ ان دونوں بزرگوں کا سلام ان نبی کو پہنچا دیں، پھر وہ دونوں فوت ہو گئے، اور ہم نے ان کے جسموں کو اسی سنگلاخ زمین میں دفن کر دیا۔ مروی ہے کہ یہ تو عجیب بات ہے کہ زبیر بن باطا نے کہا۔ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کے اوصاف باطا کی، اس کتاب توریت میں پڑھے ہیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی اور ان نسخوں میں موجود نہیں ہے۔ جو ہمارے پاس اب ہیں اور ہم جنہیں پڑھتے ہیں۔ یہ سن کر اس سے کعب بن اسد نے کہا: "پھر کون سے اسباب اور وجوہ ہیں جو تم کو ان نبی کی جماعت سے روکے ہوئے ہیں؟" اس نے کہا: "بس تم مانع ہو!"

کعب نے پرزور لہجے میں کہا: "یہ تم کس طرح کہتے ہو، میں تو تمہارے اور ان کے درمیان کبھی حائل نہیں ہوا۔" زبیر نے کہا: "تم ہی ہمارے پیشوا ہو، اگر تم ان کی پیروی کرو تو پھر ہمارے لیے آسان ہو جائے اور کوئی رکاوٹ نہ رہے۔" اس کے بعد عمر بن سعدی کعب کے روبرو کھڑا ہوا اور اس سلسلے میں دونوں کے درمیان بحث تکرار ہونے لگی۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنو قریظہ کے محاصرہ کے زمانہ میں جب وہ طویل ہو گیا تھا، ایک روز حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے، حضور نبی کریم ﷺ اس وقت سر دھو رہے تھے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا: "عفا اللہ عنک" اے اللہ کے نبی! مسلمان اتنی جلدی حلال ہو گئے اور ہم نے تو اب تک اپنے جسموں سے ہتھیار نہیں اتارے ہیں، جب سے آپ نے ان کا محاصرہ کیا ہے۔ اٹھئے اور اپنے ہتھیار ان کو لگا دیجئے، خدا کی قسم! میں ان کو کچل دوں گا جیسا صاف پتھر پر انڈا کچلا جاتا ہے۔ تو ہم نے ان پر چڑھائی کی اور فتح عطا ہوئی۔

{ابونعیم}

کعب بن اشرف کی اسلام دشمنی اور اسلام کی ہجو کرنا بالآخر واصل جہنم ہونا:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان اصحاب کرام کے ساتھ "بقیع الغرقد" تک تشریف لے گئے، جن کو کعب بن اشرف کو قتل کرنے کیلئے روانہ فرمایا تھا، اور حضور نبی کریم ﷺ نے وصیت فرمائی: بسم اللہ کہہ کر جاؤ اور رسول اللہ ﷺ نے ان کیلئے دعا فرمائی کہ اے خدا ان کی مدد فرما۔

{ابن اسحاق، ابن سعد، بیہقی، احمد، حاکم}

حضرت عبد اللہ بن مغیث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت حارث بن اوس رضی اللہ عنہ کو کعب بن اشرف کو قتل کرنے کے سلسلے میں ایک زخم آ گیا، جب وہ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں واپس آئے تو حضور نبی کریم ﷺ نے ان کے زخم پر اپنا لعاب دہن لگا دیا، اس کے بعد زخم میں تکلیف نہ رہی۔ (اس حدیث کو واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔)

{بیہقی}

غزوۂ احد میں معجزات کا ظہور

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خواب میں دیکھا میں نے مکہ سرزمین نخلستان کی طرف ہجرت کی ہے، تو میں نے خیال کیا کہ شاید یمامہ یا ہجر کی طرف ہجرت ہوگی مگر وہ سرزمین نخلستان مدینے کی سرزمین تھی۔ اس کے بعد میں نے ایک خواب دیکھا: "میں نے تلوار کو ہلایا تو وہ درمیان سے ٹوٹ گئی۔" اس کی تعبیر یوم احد کی مصیبت ہے۔ اسی سلسلے میں خواب میں پھر "میں نے اسی شکستہ تلوار کو پھر ہلایا تو وہ تلوار بہت اچھی درست حالت میں ہوگئی۔" تو یہ بات وہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آخر میں ہم کو فتح یاب فرمایا اور مسلمان پھر مجتمع ہو گئے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ میں نے اسی خواب میں ایک گائے بھی دیکھی اور دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے خیر بخشی ہے۔ گائے سے مراد تو وہ مجلت ہے جو یوم احد مسلمانوں میں پیدا ہوگئی تھی اور وہ خیر اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئی۔ اس سے مراد وہ حقیقی خیر و ثواب ہے جو اللہ تعالیٰ نے یوم احد کے بعد ہمیں مرحمت فرمائی۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ احد کے موقع پر جب مشرکوں کے آنے کی اطلاع ملی تو رسول اللہ ﷺ کا خیال تھا کہ مدینہ ہی میں رہا جائے اور یہیں مشرکین سے جنگ کی جائے، مگر جو لوگ بدر میں شریک نہ ہو سکے تھے وہ چاہتے تھے کہ مدینہ سے باہر آگے جا کر دشمنوں کو روکا جائے، اور وہیں جنگ کی جائے اور وہ لوگ برابر اپنی بات پر اصرار کرتے رہے، پھر حضور نبی کریم ﷺ نے جسم پر ہتھیار لگائے اور لشکر اسلام کو کوچ کا حکم دینے لگے تو پھر وہ لوگ شرمندہ ہونے اور کہنے لگے:

"اے اللہ کے نبی اور رسول ﷺ! آپ کا خیال درست اور آپ کی رائے اچھی ہے، آپ مدینہ سے باہر نہ جائیے اور یہیں جنگ کیجئے۔"

فرمایا: "مسلمانو! کسی نبی کے لیے سزاوار نہیں کہ اپنے جسم پر ہتھیار لگانے کے بعد اس سے پہلے ہی اتار دے کہ ابھی جنگ اور اس کا انجام سامنے نہ آیا ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے اسی دن جسم اقدس پر ہتھیار باندھنے سے پہلے تنگی کے دوران فرمایا تھا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایک محفوظ قلعہ میں ہوں تو اس کی تعبیر مجھے یہ ملی ہے کہ وہ محفوظ قلعہ مدینہ ہے اور میرا یہ خواب میں یہ بھی دیکھا کہ میں ایک دنبہ کا تعاقب کر رہا ہوں تو میں نے دنبہ (مینڈھا) سے مراد سردار لشکر لی ہے اور میں نے دیکھا کہ میری تلوار ذوالفقار میں رخنہ آگیا ہے تو میں نے اس سے مراد یہ لی کہ تم میں رخنہ پڑ گیا ہے اور میں نے دیکھا کہ میں ایک گائے ذبح کر رہا ہوں تو گائے خدا کی قسم خیر ہے۔

﴿احمد، بزار، طبرانی﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا میں

ایک مینڈھے کے پیچھے ہوں اور میری تلوار کا کنارہ ٹوٹ گیا ہے۔ میں نے اس کی تعبیر یہ لی کہ میں قوم کے مینڈھے (سردار) کو قتل کروں گا اور اپنی تلوار کے کنارے ٹوٹ جانے کی یہ تعبیر لی کہ میری عترت میں سے کوئی شہید ہوگا۔ چنانچہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اور رسول اللہ ﷺ نے طلحہ کو قتل کیا جو لشکر کفار کا علمبردار تھا۔

﴿ابن سعد، بیہقی، بزار، نسائی﴾

موسیٰ بن عقبہ رحمۃ اللہ علیہ، ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ کثیر علمائے حدیث کہتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی تلوار کے حصے میں جو بات خواب میں مشاہدہ فرمائی تھی وہ وہ صدمہ تھا جو جنگ احد میں آپ کے چہرۂ انور کو پہنچا۔

﴿بیہقی﴾

گستاخ ابی بن خلف واصل جہنم

حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابی ابن خلف نے جب اپنا فدیہ ادا کیا تو اس نے کہا: میں اپنے گھوڑے کو روزانہ دس رطل دانہ کھلاؤں گا اور (نعوذ باللہ) رسول اللہ ﷺ کے قتل کے موقع پر اس کو استعمال کروں گا۔ آپ نے سنا، جب اس کا ذکر ہوا تو فرمایا: انشاء اللہ میں اسے قتل کروں گا۔

پھر احد کے موقع پر ابی بن خلف زرہ اور خود اور دوسرے سامان حفاظت سے مسلح ہو کر گھوڑے پر سوار ہوا اور کہنے لگا "محمد (ﷺ) کل مرتبہ تو بچ گئے مگر اب تو ہرگز نہ چھوڑوں گا۔"

احد کا میدان کارزار گرم تھا کہ اس نے حضور نبی کریم ﷺ کی جانب گھوڑا دوڑایا۔ اس کے تیور دیکھ کر جاں نثاران رسول اللہ ﷺ نے اس کا راستہ روکنا چاہا مگر آپ ﷺ نے فرمایا: اس کا راستہ چھوڑ دو۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے سامنے آنے پر درمیان ترقوہ پر نیزے کی انی کا چرکا لگایا۔ ابی زخمی ہو کر گھوڑے سے نیچے گرا اور [illegible] راستے میں ہی دم توڑ دیا۔ ابی بن خلف جب زخمی ہو کر گرا تو اس کے ساتھی اسے پوچھنے لگے۔ وہ بیل کی طرح ڈکار رہا تھا۔ انہوں نے کہا کیوں اتنا شور مچاتا ہے۔ تجھے تو ایک معمولی سی خراش آئی ہے۔ تو اس نے ان سے رسول خدا ﷺ کے اس ارشاد کا ذکر کیا کہ "میں ابی کو قتل کروں گا۔" اس کے بعد اس نے کہا قسم اس کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے جو تکلیف مجھ کو پہنچ رہی ہے اگر وہ اہل ذی المجاز پر ہوتی تو وہ سب کے سب مر جاتے اور اسی طرح مکہ پہنچنے سے پہلے ہی راستے میں مر گیا۔

(بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اسی روایت کو عبدالرحمن بن خالد بن مسافر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی بروایت ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ حضرت سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے۔)

﴿بیہقی﴾

حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کے ماتحت تیر اندازوں نے دیکھا کہ تمام مشرکین میدان چھوڑ گئے تو انہوں نے کہا غنیمت اے لوگو غنیمت! مسلمان بھائی غالب آ گئے تم کس انتظار میں کھڑے ہو؟ بس اب چلو غنیمت لوٹیں۔" حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "تم رسول اللہ ﷺ کی تاکید کو بھول گئے

کہ آئندہ حکم ملنے تک اپنی جگہ کو نہ چھوڑنا۔

انہوں نے کہا: "جنگ ختم ہو چکی ہے اب ضرورت نہیں ہے، ہم مال غنیمت ضرور لوٹنا چاہیے۔" جب وہ وہاں سے ہٹے تو مشرکوں کے منہ پھر گئے اور وہ بھاگنے والے مقابلے پر آ گئے اور پھر صورتیں بدل گئی یعنی وہ صورتحال ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ فِيْٓ اُخْرٰىكُمْ

﴿سورۂ آل عمران﴾

یہ رسول تم کو آخرت کی طرف بلاتے ہیں، اس وقت رسول اللہ ﷺ کے پاس بارہ افراد کے سوا کوئی اور نہیں تھا اور ہم میں سے ستر افراد شہید ہو گئے، حالانکہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام نے بدر کے دن ایک سو چالیس مشرکوں کو چھنا گیا تھا اور ستر مشرکین قید ہوئے اور ستر مشرکین مارے گئے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کی نصرت جیسی جنگ احد میں ہوئی تھی ایسی کسی جگہ نہیں ہوئی۔ لوگوں نے اس کا انکار کیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کا انکار کرنے والوں کے درمیان اللہ تعالیٰ کی کتاب موجود ہے۔

● اللہ تعالیٰ یوم احد کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے:

وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗٓ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ

ترجمہ: "اور بے شک اللہ نے تمہیں سچ کر دکھایا اپنا وعدہ جبکہ تم اس کے حکم سے کافروں کو قتل کرتے تھے۔"

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: جس کا مطلب قتل ہے۔ حَتّٰٓى اِذَا فَشِلْتُمْ (سورۂ آل عمران) "یہاں تک کہ جب تم نے بزدلی کی۔" (اس سے مراد ہی تیر انداز ہیں۔)

اس کا واقعہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے تیر اندازوں کو ایک جگہ قائم کر کے فرمایا: "تم ہماری پشت کی حفاظت کرنا، اگر تم یہ بھی دیکھو کہ ہم قتل ہو رہے ہیں تو ہماری مدد کو نہ آنا اور اگر تم دیکھو کہ ہم غنیمت جمع کر رہے ہیں تب بھی تم ہمارے شریک آ کر نہ بننا۔ جب رسول اللہ ﷺ قائم ہوئے اور مشرکوں کے لشکر کو تہہ و بالا کر دیا تو تمام تیر انداز لشکر میں آ کر مال غنیمت حاصل کرنے لگے اور وہ تیر انداز رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کی صفوں میں شامل ہو کر ان سے گھل مل گئے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ کی انگلیوں کو ملا کر بتایا اور ایک دوسرے میں مدغم ہو گئے۔ جب تیر اندازوں نے اس جگہ کو خالی کر دیا جہاں ان کو متعین کر دیا گیا تھا تو اس جگہ سے نبی کریم ﷺ کے اصحاب کی پشت سے مشرکوں کے گھوڑے سوار داخل ہو گئے، ایسی حالت میں بعض نے بعض کو قتل کیا اور مسلمانوں میں سے بہت سے لوگ شہید ہو گئے۔

رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب کیلئے ان کا ابتدائی پہر (کامیابی کا پہر) تھا، یہاں تک کہ مشرکوں کے سات یا نو علمبردار مارے گئے، اس وقت شیطان نے آواز لگائی: "قُتِلَ مُحَمَّدٌ" (نعوذ باللہ) اس آواز کے صحیح ہونے میں کسی نے شبہ نہیں کیا، یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ سعدین کے درمیان

ظاہر ہوئے اور ہم نے آپ کے جنگ کر چلنے کے سبب سے پہچانا، اس وقت ہمیں اتنی خوشی ہوئی کہ اب تک جو مصیبت ہمیں پہنچی تھی گویا ایسا معلوم ہوا کہ کوئی مصیبت ہی نہیں پہنچی۔ حضور نبی کریم ﷺ اوپر کی طرف بلندی پر صعود فرما رہے تھے اور فرماتے تھے کہ اس قوم پر اللہ تعالیٰ کا غضب شدید ہو گیا ہے۔ جس قوم نے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کے روئے تاباں کو لہولہان کیا ہے اور دوسری مرتبہ آپ نے فرمایا۔ "اَللّٰھُمَّ لَیْسَ لَھُمْ اَنْ یَّعْلُوْنَا" ترجمہ: "الٰہی ان کیلئے سزاوار نہیں کہ یہ ہم پر غلبہ پائیں۔"

﴿احمد بیہقی﴾

نبی کریم ﷺ جبرئیل و میکائیل علیہم السلام کی محافظت میں:

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ یوم اُحد میں میں نے رسول اللہ ﷺ کی دائیں اور بائیں جانب سفید لباس میں دو شخصوں کو دیکھا کہ وہ آپ ﷺ کی طرف سے شدید لڑائی لڑ رہے تھے، میں نے ان دونوں شخصوں کو نہ اس سے پہلے دیکھا، نہ اس کے بعد دیکھا، یعنی یہ حضرت جبرئیل علیہ السلام اور حضرت میکائیل علیہ السلام تھے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کی روایت سے اس حدیث کو اس طرح بیان کیا ہے کہ بدر کے سوا فرشتوں نے کسی اور جگہ (قتال نہیں کیا اور کہا کہ ان کی مراد یہ ہے کہ فرشتوں نے یوم اُحد مسلمانوں کی طرف سے قتال نہیں کیا، جبکہ مسلمانوں نے رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کی اور وہ حضور نبی کریم ﷺ کے حکم پر قائم نہ رہے، اور واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مشائخ سے آیت کریمہ "بَلٰٓی اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا" (سورۃ آل عمران) ترجمہ: "ہاں کیوں نہیں اگر تم صبر و تقویٰ کرو" کی تفسیر میں روایت کی ہے کہ انہوں نے صبر نہیں کیا اور وہ بھاگ گئے تو ان کی مدد نہیں کی گئی۔ (اسے بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔)

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے صبر و تقویٰ پر مسلمانوں سے پانچ ہزار نشان فرشتوں کے ذریعہ ان کی مدد کا وعدہ فرمایا تھا اور اللہ تعالیٰ نے ایسا ہی کیا بھی! مگر جب مسلمانوں نے رسول اللہ ﷺ کے حکم کی نافرمانی کی اور اپنی صفوں کی جگہ کو چھوڑ دیا اور دنیا کا ارادہ کر لیا تو اللہ تعالیٰ نے ان سے فرشتوں کی مدد کو اٹھا لیا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی شہادت:

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مشائخ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب مشرکین میں بھگدڑ مچ گئی اور تیر اندازوں نے جگہ چھوڑ کر مال غنیمت کو جمع کرنا شروع کر دیا تو مشرکین پلٹ پڑے اور ان کو شہید کرنا شروع کر دیا، مسلمانوں کی صفیں درہم برہم ہو گئیں اور ان کی تیز ہوا چلنے لگی۔ ہوا حائل ہو گئی اور وہ پلٹ کر چلنے لگی حالانکہ اس سے قبل صبا چل رہی تھی۔ ابلیس نے منادی کر دی کہ (معاذ اللہ) محمد (ﷺ) قتل کر دیئے گئے اور اس طرح مسلمان آپس میں مل گئے اور غیر شعوری طور پر اپنوں ہی کو قتل کرنے لگے۔

جلدی اور دہشت میں بغیر امتیاز کے ایک دوسرے کو مارنے لگے۔ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ جو لشکر اسلام کے علمبردار تھے اس کیروداد میں شہید ہو گئے تو ایک فرشتے نے حضرت مصعب رضی اللہ عنہ کی صورت میں علم کو پکڑ لیا۔ اس دن فرشتے تو موجود تھے مگر انہوں نے قتال نہیں کیا۔

﴿ابن سعد﴾

فرشتوں کا مدد کرنا:

محمود بن لبید رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت حارث بن صمہ رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے مجھ سے عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے بارے میں دریافت فرمایا اس وقت حضور ﷺ ایک گھاٹی میں تشریف فرما تھے۔ میں نے عرض کیا ”میں نے ان کو پہاڑ کے پہلو میں دیکھا ہے۔“ یہ سن کر حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ان کے ساتھ فرشتے کافروں سے قتال کر رہے ہیں۔

حضرت حارث رضی اللہ عنہ کہتے ہیں یہ سن کر میں حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا تو میں نے ان کے پاس (مشرکوں) سات لاشوں کو پڑا پایا۔ میں نے ان سے کہا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ہاتھ کو فتح مندی عطا کرے گا۔ ان سب کو تم نے قتل کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ اس کو اور اس کو تو میں نے قتل کیا ہے۔ (لاشوں کی طرف اشارہ کر کے کہا) اور بتایا کہ اس نے قتل کیا ہے۔ جس کو میں نے نہیں دیکھا۔ یہ سن کر میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے سچ فرمایا۔

﴿طبرانی، ابن سعد، ابن عساکر﴾

محمد بن شرجیل عبدری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ یوم احد میں حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ علم کو اٹھائے ہوئے تھے۔ ان کا داہنا ہاتھ قطع ہو گیا تو بائیں ہاتھ میں علم لے لیا۔ اس وقت ”وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل“ ان کی زبان پر تھا۔ ان کا بایاں ہاتھ بھی کٹ گیا۔ لیکن انہوں نے علم کو گرنے نہیں دیا اور اپنے دونوں بازوؤں سے جن سے خون کے سوتے جاری تھے، پرچم اسلام کو سینے سے لگا لیا۔ اس کے بعد وہ شہید ہو گئے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ جب کٹ کر گرا تو اس وقت شدت تکلیف سے ”حس“ ان کی زبان سے نکلا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اے طلحہ! اگر تم اللہ تعالیٰ کا نام لیتے تو تم کو فرشتے اٹھا لیتے اور لوگ اس منظر کو دیکھتے ہوتے اور تم فضائے آسمانی میں گم ہو جاتے۔

﴿نسائی، طبرانی، بیہقی﴾

حضرت عبداللہ بن عون رضی اللہ عنہ حضرت عمیر بن اسحاق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ کے پاس سے ہٹ کر لوگ پھیل گئے اس وقت حضرت سعد رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم ﷺ کے آگے کھڑے ہوئے تیراندازی کر رہے تھے اور ایک جوان ان کو تیر دے رہا تھا۔ جب کوئی تیر ان کی

طرف آئے تو وہ اس تیر کو پکڑ کر انہیں دے دیتا اور کہتا اے ابو اسحاق تیر پھینکو! جب جنگ سے فراغت ہوئی تو لوگوں نے اس جوان کو تلاش کیا مگر وہ کسی کو نہیں ملا اور کوئی اس کے بارے میں نہ جان سکا۔

﴿ ابن سعد، بیہقی، ابن عساکر ﴾

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ زہری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ قریش ایک اونچی پہاڑی پر چڑھ گئے یہ دیکھ کر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا خدایا! انہیں سزاوار نہیں کہ یہ ہم سے اونچے ہوں۔ اس کے بعد حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور مہاجرین کی ایک جماعت نے ان کے ساتھ مقابلہ کیا اور یہاں تک کہ ان کو پہاڑی سے اتار دیا اور مسلمانوں میں جو انتشار اور پراگندگی پیدا ہوگئی تھی وہ دور ہوگئی۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اوس اور خزرج ایک دوسرے پر اظہار فخر کرتے تھے۔ خزرجیوں نے کہا:

"ہم میں چار افراد ایسے ہیں، جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں جمع قرآن کا کام انجام دیا۔ یعنی حضرت معاذ، زید، ابی اور ابوزید (رضی اللہ عنہم)۔"

☆ اوس کے لوگوں نے مقابلے میں کہا:

"ہم میں ایک شخص ایسا ہے جس کے لیے عرش جنبش میں آ گیا اور وہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ ہیں اور ایک شخص وہ ہے کہ جس کی شہادت کو دو شہادتوں کے برابر قرار دیا اور وہ حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ ہیں اور ہم میں ایک صاحب ایسے ہیں جو غسیل الملائکہ ہیں اور وہ حضرت حنظلہ بن ابی عامر رضی اللہ عنہ ہیں۔

﴿ ابو یعلیٰ، بزار، حاکم، ابو نعیم ﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بحالت جنب احد میں شہید ہوئے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان کو فرشتوں نے غسل دیا ہے۔

﴿ حاکم ﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ احد کے دن جب میرے والد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو ان کی بہن یعنی میری پھوپھی رونے لگیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان کے لیے تم روؤ یا پھر فرمایا ان کے لیے کیوں روتی ہو فرشتے ان کو اپنے بازوؤں میں چھپائے رہے، جب تک تم نے ان کو نہ اٹھایا۔

﴿ بخاری، مسلم ﴾

عاصم بن عمر بن قتادہ، محمود بن لبید رحمہما اللہ سے انہوں نے قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ سے یہ روایت کی کہ ان کی آنکھ کو یوم احد صدمہ پہنچا اور وہ نکل کر رخساروں پر آ گئی تو نبی کریم ﷺ نے اپنے دست مبارک سے اس کو اپنی جگہ پر رکھ دیا تو وہ دوسری آنکھ سے زیادہ تیکھی (روشن) ہوگئی۔

﴿ ابو نعیم ﴾

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا یوم احد رسول اللہ ﷺ کے چہرۂ انور کی حفاظت کرتے ہوئے میرے چہرے پر تیر لگا اور یہ آخری تیر تھا جو حضور نبی کریم ﷺ کی طرف پھینکا گیا، جسے میں نے ہاتھ پر لے لیا۔ جب حضور نبی کریم ﷺ نے آنکھ کو میرے ہاتھ پر دیکھا تو چشمان اقدس نم

ہو گئیں اور فرمایا الٰہی! قتادہ کو محفوظ رکھ جس طرح کہ اس نے اپنے چہرے سے تیرے نبی کے چہرے کو بچایا ہے اور اس کی آنکھ کو دوسری آنکھ سے زیادہ حسین اور تیز نظر بنا دے۔

﴿طبرانی، ابو نعیم﴾

حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی شہادت:

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے احد کے دن مجھے حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی تلاش میں بھیجا اور ہدایت فرمائی اگر وہ مل جائیں تو ان کو میرا سلام کہنا اور پوچھنا کہ تم نے معاملات عند اللہ کو کیسا پایا۔ میں ان کو شہدائے احد میں تلاش کرتا ہوا ایسے عالم میں پہنچا کہ ان کی جان لبوں پر تھی، ان کے جسم پر تیر، تلوار اور نیزوں کے ستر زخم تھے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے سب احوال کرب اور تشنگی کی حالت میں کہا تم حضور رسالت مآب ﷺ کی خدمت میں عرض کرنا۔

”اے اللہ کے رسول ﷺ؟ میں اس حال میں ہوں کہ جنت کی ہوائیں میرے لیے آ رہی ہیں۔“ اور میرے مدنی انصاری بھائیوں سے کہنا کہ ”اگر حضور نبی کریم ﷺ کے حکم پر جان فدا کرنے میں سستی بھی ہوگئی تو اس کے لیے بارگاہ الٰہی میں کوئی عذر نہ چلے گا۔“ یہ پیغامات دینے کے بعد ان کی مطہر روح جسم سے روح عالم بالا کو پرواز کر گئی۔

﴿حاکم، بیہقی﴾

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خیثمہ رضی اللہ عنہ کے واقعہ میں بیان کیا کہ انہوں نے احد کے موقعہ پر رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا، افسوس کہ میں بدر کے موقع پر پیچھے رہ گیا تھا، باوجود یکہ میں شرکت بدر کے لیے بہت حریص تھا۔ آپ نے میرے لڑکے کی بدر میں شرکت کے لیے قرعہ اندازی فرمائی، اس کا نام نکل آیا، وہ شریک ہوا اور مرتبہ شہادت پایا۔ آج رات میں نے اسے خواب میں دیکھا کہ

”وہ نہایت اچھی صورت میں ہے اور انہار جنت اور سبزہ زار جنت میں مصروف گل گشت ہے، اس نے مجھے دیکھ کر کہا۔ والد محترم! میرے پاس آ جائیے! ہم دونوں زیب و آرائش کا ہوں میں رہیں گے۔ میں نے ان سب وعدوں کو پا لیا جن کی خبر مجھ کو اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کے ذریعہ ملی تھی۔“

تو اے رحمت عالم ﷺ! میں خواب کے بعد سے اپنے بیٹے کی رفاقت کا امیدوار ہوں۔ براہ کرم آپ ﷺ خدا تعالیٰ سے میری شہادت کے لیے دعا فرما دیجئے اور جنت میں اس کی رفاقت کی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی، وہ روز احد کے روز شہید ہوگئے۔

﴿بیہقی﴾

شوق شہادت

حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک صحابی کو حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے احد سے ایک روز پہلے یہ دعا مانگتے سنا:

اے اللہ تعالیٰ! کل والے دن احد میں جب میدان کارزار گرم ہو تو ایک بہت صاحب قوت کافر سے مجھے واسطہ پڑے وہ مجھ پر چڑھ دوڑ کر مجھے قتل کرے، پیٹ چاک کر دے، میرے ناک کان کاٹ ڈالے۔ پھر اے میرے پروردگار! میں تیرے حضور اس حالت میں پہنچوں تو بار تو مجھ سے پوچھے کہ یہ کس وجہ سے ہوا ہے؟ تو میں عرض کروں کہ یہ تیری راہ میں ہوا ہے۔ دوسرے دن جب جہاد کیا گیا تو دشمنوں نے ان کے ساتھ ان کی دعا کے مطابق عمل کیا اور ان کے اعضاء کا مثلہ کیا گیا۔

﴿ابن سعد، بیہقی﴾

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے والد کی شہادت:

حضرت عمر بن سائب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ احد کے دن جب رسول اللہ ﷺ زخمی ہوئے تو حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے والد حضرت مالک رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کے زخموں کو چاٹ کر صاف کیا اور جب ان سے کہا گیا خون کو تھوک دو تو انہوں نے کہا: میں حضور نبی کریم ﷺ کے خون کو کبھی نہ تھوکوں گا۔ اس کے بعد وہ لڑنے میں مصروف ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر کوئی جنتی شخص کو دیکھنا چاہے تو وہ مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھ لے۔ پھر وہ شہید ہو گئے۔

﴿بیہقی﴾

عہد شکنی کی سزا:

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ بدر کے قیدیوں میں جن لوگوں کو بغیر فدیہ کے چھوڑا گیا ان میں سے ایک ابو عزہ جمحی تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس کو اس کے بیٹی کی وجہ سے چھوڑ دیا تھا اور اس سے عہد لیا گیا تھا کہ آئندہ کبھی جنگ میں شریک نہ ہو گا۔ مگر اس نے عہد شکنی کی اور لشکر کفار کے ساتھ احد میں آیا۔ رسول اللہ ﷺ کی خواہش تھی کہ قتل اور رہائی کے بجائے اس کی گرفتاری عمل میں آئے۔ چنانچہ احد میں صرف ایک قیدی بنایا گیا اور وہ ابو عزہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو قتل کرا دیا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے احد کے دن ارشاد فرمایا کہ "آج کے بعد مشرکین اس طرح کی لڑائی نہ پہنچ سکیں گے۔"

﴿بیہقی﴾

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مشائخ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس دن یعنی یوم احد کے بعد مشرکین ہم سے بازی یعنی غلبہ نہ لے سکیں گے۔ یہاں تک کہ ہم رکن کا بوسہ دیں گے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ معرکہ احد میں جب سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا انہیں ڈھونڈنے نکلیں، ان کو یہ معلوم نہ تھا کہ ان کے ساتھ کیا

معاملہ ہوا ہے۔ تلاش کے دوران حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ ملے، ان حضرات سے دریافت کیا: "حمزہ کہاں ہیں؟" ان دونوں حضرات نے ایسا جواب دیا کہ جیسے وہ خود بے خبر ہیں، پھر وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئیں، رسول اللہ ﷺ کو اندیشہ تھا کہ میری پھوپھی جب اپنے بھائی کو اس حالت دیکھیں گی تو بے تاب اور بے قابو ہو جائیں گی۔ آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک ان کے سینے پر رکھا اور دعا کی تو انہوں نے "اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ" پڑھا اور بغیر آواز نکالے رونے لگیں۔

﴿ابن سعد، حاکم، بیہقی﴾

حضرت عوف بن محمد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہند بنت عتبہ بن ربیعہ احد میں یہ نذر مان کر آئی تھی کہ اگر میں نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ پر قابو پایا تو ان کے جگر کو نکال کر چباؤں گی، تو اس نے سید الشہداء کے دوران حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے جگر کا پارچہ لے کر چبایا اور حلق سے اتارنا چاہا مگر نہ اتار سکی، تو اس نے اگل دیا، جب یہ خبر رسول اللہ ﷺ کو ہوئی تو آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے آتش دوزخ پر حرام کر دیا ہے کہ وہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے جسم کے کسی حصے کو بھی جلائے۔

﴿حاکم، ابن سعد، بیہقی﴾

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مشائخ سے روایت کی ہے کہ قبل اسلام سوید بن صامت نے زیاد ابو مجذر کو ایک جنگ میں جبکہ وہ دونوں مقابلے پر آئے قتل کر دیا تھا، کچھ دنوں کے بعد مجذر نے اپنے باپ کے انتقام میں سوید کو قتل کر دیا۔ قتل اول سے دوم تک، یہ واقعات اسلام سے پہلے کے ہیں، پھر جب حضور نبی کریم ﷺ نے ہجرت فرمائی اور مدینہ میں رونق افروز ہوئے تو حارث بن سوید اور مجذر بن زیاد رضی اللہ عنہ دونوں اسلام لے آئے اور دونوں بدر میں شریک ہوئے تو حارث اپنے باپ سوید کے انتقال کیلئے مجذر کی گھات میں رہا مگر حارث، مجذر پر قابو نہ پا سکا۔ ایک سال بعد احد کا معرکہ آیا اور حارث اور مجذر مسلمانوں کے لشکر میں صف آراء ہوئے اور گھمسان کے رن کے موقع پر حارث مجذر کے پیچھے آیا اور اس کی گردن اڑا دی، پھر جب رسول اللہ ﷺ حمراء الاسد سے واپس تشریف لائے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آکر خبر دی کہ حارث بن سوید نے مجذر بن زیاد کو دھوکے سے قتل کر دیا ہے اور حکم پہنچایا کہ حارث کو قتل کر دیا جائے۔

رسول اللہ ﷺ اسی وقت سخت گرمی میں دوپہر کے وقت مدینہ منورہ کے مضافاتی علاقے قبا تشریف لے گئے، مسجد قبا میں جا کر نماز پڑھی۔ باشندگان قبا نے جب یہ سنا کہ حضور نبی کریم ﷺ تشریف لائے ہیں تو وہ سلام و نیاز کیلئے حاضر ہونے لگے۔ حارث بن سوید ورس سے رنگی ہوئی چادر اوڑھے آیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے جب اسے دیکھا تو عویم بن ساعدہ کو بلا کر کہا کہ حارث بن سوید کو مسجد کے دروازے پر لے جا کر مجذر بن زیاد کے قصاص میں گردن مار دو، کیونکہ مجذر کو اس نے دھوکے سے قتل کیا ہے۔

حارث نے عرض کیا: مجھے اقرار ہے کہ میں نے مجذر کو قتل کیا ہے اور میرا یہ فعل ہرگز اسلام سے انحراف کی بناء پر نہ تھا اور نہ ہی اسلام کے حق ہونے میں مجھے کوئی شک و شبہ تھا، لیکن یہ قتل شیطان کے فریب اور نفس کی اوعاء کی بناء پر ہوا ہے اور میں اپنے اللہ تعالیٰ کے حضور میں اس معصیت کے ارتکاب کی بناء پر استغفار کرتا

اور دیت ادا کرتا ہوں، یا پے در پے دو مہینے کے روزے رکھتا ہوں اور ایک غلام آزاد کرتا ہوں، جب اس نے اپنی پوری بات کر لی تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اے عویم! اسے لے جاؤ اور گردن اڑا دو" تو وہ لے گئے اور اس کی گردن مار دی، اس بارے میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے یہ شعر کہے

یا حارث فی سنة من نوم اولکم ام کنت ویحک مغترا بجبریل

ام کنت یابن زیاد حین تقتله بغرة فی فضاء الارض مجهول

ترجمہ: "اے حارث! تم زمانہ جاہلیت کی نیند میں غرق رہے اور اپنی عداوت میں تم نے ابن زیاد کو قتل کر دیا، تم پر افسوس ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کی وحی سے دھوکے میں رہے، اس وقت تمہاری کیا حالت تھی جب تم نے ابن زیاد کو دھوکے سے ایک زمین میں قتل کیا جس میں کوئی مخبر بھی نہ تھا۔"

﴿ابن سعد﴾

شہداء احد کے جسم چالیس سال بعد صحیح سلامت:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے بتایا: میرے والد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو بزمانہ حضرت معاویہ بن سفیان رضی اللہ عنہ ان کی قبر سے نکالا گیا تو ان کو اسی حالت میں پایا جس حالت میں انہیں دفن کیا گیا تھا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ احد کے شہداء پر ایک مرتبہ دو بار شیون کی آوازیں بلند ہو گئیں، جس زمانے میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے نہر کھدائی تو بہت سے لوگ قبر کھودنے پر مامور ہوئے اور انہوں نے بعض شہیدوں کو ان کی قبروں سے نکالا تو چالیس برس کے بعد بھی ان کی وہی حالت تھی جیسی کہ احد کے روز دفن کے وقت تھی، نرمی سے ان کے جوڑ ذی روح اجسام کی طرح مڑ رہے تھے۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے جسم پر کھدائی کے دوران کدال پڑ گیا تو اس سے خون جاری ہو گیا۔ اسے بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے دوسری سند کے ساتھ نقل کیا ہے اور اسی میں بطریق واقدی رحمۃ اللہ علیہ ان کے مشائخ سے مروی ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے والد ماجد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو اس حال میں پایا کہ ان کا ہاتھ زخم پر تھا، ہاتھ ہٹایا گیا تو زخم سے خون بہنے لگا، ہاتھ کو پھر وہیں رکھ دیا گیا تو خون رک گیا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد کو ان کی قبر میں اس طرح دیکھا کہ گویا وہ خواب استراحت میں ہیں اور وہ کملی چادر جس میں انہیں کفن دیا گیا تھا، اس کا ایک تار یا ایک ڈورہ تک نہ بدلا تھا، اور جو چیز ان کے پاؤں پر ڈالی گئی تھی، اسی حالت اور صورت میں تھی۔ یہ پانی کی نکاسی کی غرض سے کھدائی ۴۶ ہجری میں ہوئی تھی۔

﴿ابن سعد، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے شہدائے احد کی قبروں کی کھدائی کے بارے میں فرمایا کہ جب زیارت

شہداء کا زندہ ہونا واضح ہو چکا ہے تو ان کے "احیاء" کے بارے میں اب کسی منکر کو مجال انکار نہیں ہو سکتی۔
ایک روایت میں ہے کہ جب قبروں کو کھودا گیا تو مٹی سے ایک لطیف خوشبو مثل مشک ہر طرف پھیل گئی۔

شہداء احد کے مزارات سے سلام کا جواب:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شہدائے احد کے بارے میں فرمایا:
میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ سب بارگاہ الٰہی میں ہیں تو تم جاؤ اور ان کی زیارت کرو، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، قیامت تک جو بھی ان پر سلام بھیجے گا، وہ ان کو سلام کا جواب دیں گے۔
﴿بیہقی﴾

- ابی فروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے احد کے دن قبور شہداء کی زیارت کی اور فرمایا:
اللھم ان عبدک و نبیک یشھد ان ھؤلآء شھداء و انہ من زارھم او سلم علیھم الی یوم القیمۃ ردوا علیہ

﴿حاکم، بیہقی﴾

عطاف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مجھ سے میری خالہ نے بیان کیا کہ انہوں نے شہدائے احد کے مقابر کی زیارت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ میرے ہمراہ صرف دو غلام تھے جو سواری کی حفاظت کر رہے تھے۔ میں نے صاحبزادے قبور شہداء کو سلام کیا۔ میں نے اپنے سلام کا جواب سنا اور پھر آواز آئی: ہم تم کو اسی طرح پہچانتے ہیں، جس طرح ہم آپس میں ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں۔
وہ بیان کرتی ہیں اس کے بعد میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور میں لوٹ آئی۔
واقدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فاطمہ خزاعیہ رحمۃ اللہ علیہا نے بیان کیا کہ میں نے سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر کی زیارت کی اور کہا: "السلام علیک یا عم رسول اللہ" (اے اللہ کے رسول کے محترم! آپ پر سلام ہو۔) تو میں نے اس کے جواب میں سنا: "وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہ"
﴿بیہقی﴾

قبر سے تلاوت قرآن کی آواز:

ابن مندہ نے حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں نے اپنے اس مال کے پاس جانے کا ارادہ کیا جو غابہ میں تھا تو مجھے رات نے آ لیا اور میں نے حضرت عبداللہ بن عمرو ابن حرام رضی اللہ عنہ کی قبر کے پاس پڑاؤ ڈال دیا اور میں نے قبر سے قراءت کی آواز سنی۔ پھر جب میں لوٹا تو میں نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس واقعہ کو بتایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: قراءت کرنے والے عبداللہ رضی اللہ عنہ تھے۔ شاید تم کو معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی روحوں کو قبض کر کے زبرجد و یاقوت کی قندیلوں میں رکھتا ہے، پھر ان کو جنت کے وسط میں لٹکا دیتا ہے، رات بھر کیلئے روحیں اپنے جسموں کے پاس آتی ہیں اور فجر تک رہتی ہیں، پھر اپنے مقامات پر واپس ہو جاتی ہیں۔

حمراء الاسد کا معجزہ:

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مجھ سے عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ ابوسفیان نے عبدالقیس کے ان سواروں سے جو مدینہ جا رہا تھا کہا کہ محمد (ﷺ) کو بتا دینا کہ ہم ان پر پلٹ آنے والے ہیں تاکہ ہم ان کا قلع قمع کر دیں، جب وہ سوار رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور ابوسفیان کا پیغام دیا تو آپ ﷺ نے اور اصحاب کرام نے کہا: "حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ"

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جب سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نمرود نے آگ میں ڈالا تو انہوں نے کہا تھا "حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ" اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے بھی یہی کلمات پڑھا۔

فائدہ:

غزوہ احد سے فارغ ہو کر جب مشرکین کئی منزل دور چلے گئے تو انہوں نے سوچا اور آپس میں چہ میگوئیاں کرنے لگے کہ ہم نے حقیقتاً ناقابل تلافی حماقت کی ہے وہ یہ کہ محمد (ﷺ) کی طاقت کو توڑ دینے کا جو ہمیں سنہری موقع تھا اس سے فائدہ اٹھائے بغیر چلے آئے وہ تو ہمیں احد میں شکست دے چکے تھے تو اس کے فوراً بعد بڑھ کر مدینہ کے گھروں اور عورتوں اور بچوں سے مسلمانوں کو ختم کر دینا چاہیے تھا۔ کچھ کافروں نے کہا: اب لوٹ کر مدینہ پر حملہ کیے دیتے ہیں مگر ہمت نہ ہوئی۔ راستہ میں قریش نے بنو عبدالقیس کا قافلہ جو مدینہ کی طرف آ رہا تھا اس کے ذریعے یہ جھوٹی پیغام دینے پر اکتفا کیا جس کا ذکر اوپر حدیث شریف میں ہے۔

ادھر حضور نبی کریم ﷺ کو بھی اندیشہ تھا کہ یہ دشمن اسلام کہیں مدینہ پر نہ ٹوٹ پڑیں۔ اس لیے ابھی تھکے ماندے مسلمانوں نے ہتھیار بھی نہ کھولے تھے کہ آپ ﷺ نے فرمایا قریش کے تعاقب میں چلو۔ یہ وہ اطاعت کیلئے کمربستہ ہو گئے اور حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ حمراء الاسد تک گئے جو مدینہ سے آٹھ میل پر ہے۔ قرآن پاک میں اجمالاً اس طرح فرمایا گیا:

الَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ ۛؕ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا
مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝ اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ
فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا ۖۗ وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ۝

﴿سورۂ آل عمران﴾

ترجمہ: "وہ جو اللہ و رسول کے بلانے پر حاضر ہوئے بعد اس کے کہ انہیں زخم پہنچ چکا تھا ان کے نیکوکاروں اور پرہیزگاروں کیلئے بڑا ثواب ہے۔ وہ جن سے لوگوں نے کہا کہ لوگوں نے تمہارے لیے جتھا جوڑا تو ان سے ڈرو تو ان کا ایمان اور زائد ہوا اور بولے اللہ ہم کو بس ہے اور کیا اچھا کارساز۔" ﴿از مترجم﴾

مسلمانوں کی ایک جماعت پر بنی ہذیل کا حملہ اور معجزات کا ظہور:

حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے ایک چھوٹی سی جماعت کو دیکھ بھال کیلئے بھیجا اور اس جماعت پر حضرت عاصم بن ثابت ؓ کو امیر مقرر کیا۔ یہ جماعت مفوضہ خدمت انجام دینے کے سلسلہ میں عسفان اور مکہ کے درمیان تھی اور بنی ہذیل کو معلوم ہوا اور ایک سو سے زیادہ افراد مسلح ہو کر مسلمانوں کے تعاقب میں روانہ ہوئے اور نشانات قدم پر چلتے رہے حتیٰ کہ انہوں نے جماعت مسلمین کو پالیا اور محاصرہ میں لے کر کہا:

"ہم وعدہ کرتے ہیں اگر تم خود کو ہمارے حوالے کر دو گے تو پھر ہم تم سے نہ کسی کو قتل نہ کریں گے نہ کوئی ایذا دیں گے۔"

حضرت عاصم ؓ نے کہا: "ہم کافروں کے عہد اور امان میں آنا گوارا نہیں کر سکتے۔" پھر دعا کی "اے ہمارے پروردگار! اس صورتحال کی خبر اپنے نبی ﷺ کو دیدے۔"

اسکے بعد کافروں نے تیراندازی شروع کر دی۔ حضرت عاصم ؓ اپنے ساتھیوں کے ساتھ لڑتے رہے، بالآخر شہید ہو گئے اور تین مسلمان جن میں حضرت خبیب ؓ اور حضرت زید بن دثنہ ؓ اور ایک اور صحابی باقی رہ گئے۔ ان حضرات گرامی سے کافروں نے قول وقرار کے بعد لڑائی بند کر دی۔ جب کافروں نے ان پر قابو پالیا تو کمانوں سے چلوں کو اتار کر باندھ دیا۔ ان مسلمانوں میں سے ایک نے کہا یہ ان کافروں کی پہلی خلاف ورزی اور دھوکہ ہے انہوں نے چند مسلمانوں کو قتل کر دیا اور حضرت خبیب و زید ؓ کو مکہ میں لے جا کر فروخت کر دیا۔

حضرت خبیب ؓ کو حارث بن عامر بن نوفل کے بیٹوں نے خرید لیا چونکہ بدر میں حضرت خبیب ؓ نے حارث کو قتل کیا تھا۔ چند روز تک حارث کی قید میں گزرے تھے۔ ایک روز گھر کے کسی فرد سے حضرت خبیب ؓ ایک استرہ مانگ رہے تھے کیا اتفاق ایک چھوٹی بچی ان کے پاس چلی گئی۔ حضرت خبیب ؓ نے ازراہ شفقت بچی کو ران پر بٹھا لیا۔ بچی کی ماں نے دیکھا تو وہ ڈر گئی۔ حضرت خبیب ؓ اس عورت کے اضطراب کو سمجھ گئے اور انہوں نے کہا: اے خاتون! تم کو اندیشہ ہے اور خوف ہے کہ میرے پاس استرہ ہے اور بچی اتفاقاً میرے پاس آگئی ہے جواب میں اس بچی کو قتل کر دوں گا، کیا بات سچ ہے؟

بچی کی ماں کچھ نہ بولی البتہ اس کی نگاہیں رحم طلب اور عطف کی متلاشی تھیں، چنانچہ حضرت خبیب ؓ نے یہ تاثر لینے کے بعد فرمایا: "اے اس معصوم کی ماں! تو اطمینان رکھ، میں انشاء اللہ ہرگز ایسا نہیں کروں گا، مسلمان ایسا نہیں کرتے۔"

حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ وہ بچی بھی تمام عرب اور قبائل عرب کی طرح متعدد چند برسوں میں مسلمان ہو گئی تھی اور کہا کرتی تھی: "میں نے ایسا عجیب اور اچھا قیدی کبھی نہ دیکھا اور میں نے دیکھا زمانے میں کہ مکہ میں کسی کا بھی کوئی پھل نہ تھا اور ہمارا قیدی ہاتھ زنجیروں سے بندھا ہوا،

مگر یہیں ہم ان کے پاس تازہ ترین انگوروں کے خوشے ہوتے، وہ انہیں کھاتے اور بھی میں سامنے آجاتی تو کچھ مجھے بھی دے دیتے۔"

راوی حدیث نے فرمایا۔ وہ جنت کے انگور تھے جو اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندے کی بھوک اور پیاس کو رفع کرنے کیلئے عطا فرماتا تھا۔

حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو جب ابن حارث اور اس کے اہل خاندان حرم سے لے کر چلے تو انہوں نے فرمایا: مجھے اتنا موقع دو کہ میں دو رکعت نماز پڑھ لوں اور پھر انہوں نے نماز پڑھ کر اپنے رب سے دعا کی۔ "اے اللہ! ان نافرمانوں، حد سے تجاوز ہونے والوں اور اسلام کے دشمن ظالموں کو گھیر لے اور پھر انہیں جدا جدا کر کے قتل کر دے اور اس درجہ مقتول خاندان میں سے کسی ایک کو باقی نہ رکھ۔"

اسی روایت میں بیان ہو چکا ہے کہ حضرت عاصم رضی اللہ عنہ نے اپنی شہادت سے قبل دعا کی تھی کہ اپنے پروردگار صورت حال کی خبر اپنے نبی کریم ﷺ کو دے دے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی اور اس واقعہ کی خبر رسول اللہ ﷺ کو پہنچا دی۔

بنی ہذیل کے کچھ لوگ حضرت عاصم رضی اللہ عنہ کی نعش کو شناخت کرنے کیلئے ان کے قریب آنا چاہتے تھے، اس وجہ سے تھی کہ بدر کے دن آپ رضی اللہ عنہ نے بہت سے سرداران قریش کو قتل کیا تھا، اور ہذیل والے اس کارنامہ سے قریش کی خوشنودی حاصل کرنا چاہتے تھے مگر اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھیوں سے حفاظت فرمائی اور وہ شناخت کیلئے آپ کی نعش کے نزدیک نہ پہنچ سکے۔

﴿بخاری، بیہقی﴾

شہد کی مکھیوں کا لاش کی حفاظت کرنا:

حضرت عاصم بن عمر بن قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہذیل کے لوگوں نے جب حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا تو ان کا ارادہ ہوا کہ آپ کا سر کاٹ کر سلافہ بنت سعد قریشیہ کے ہاتھ فروخت کریں، کیونکہ سلافہ نے نذر مانی تھی کہ اگر میں نے عاصم پر قابو پا کر اس کو قتل کر دیا تو میں اس کے کاسۂ سر میں شراب نوش کروں گی۔ پس اللہ تعالیٰ نے مقتول کی حمایت میں حضرت عاصم رضی اللہ عنہ کی نعش کی حفاظت کیلئے شہد کی مکھیاں بھیج دیں۔

﴿بیہقی﴾

حضرت بریدہ بن سفیان اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو جب خاندان حارث کے لوگ قتل کرنے کیلئے جا رہے تھے تو انہوں نے اپنے خدا سے عرض کیا:

"اے رب کائنات! میں نہیں سمجھتا کہ کسے قاصد بناؤں اور وہ میرا آخری سلام تیرے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے جائے۔"

"پس اے واحد و بے ہمتا، ارحم الراحمین معبود! تو ہی اس کام کو کر دے۔" خدا کی پیام رسانی تھی، رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام کے جھرمٹ میں تھے کہ فرماتے ہیں: وعلیکم السلام

صحابہ کرام نے عرض کیا: "یا رسول اللہ ﷺ! کس کے سلام کا جواب عطا فرما رہے ہیں؟" صحابہ کرام کے سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا:

"تمہارے بھائی حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کیلئے لے جا رہے ہیں اور وہ ایک آخری سلام خلوص و محبت سے مجھے کر رہے ہیں۔"

پھر وہ دار کے تختے پر دعا کیلئے قبلہ رو ہوئے۔ ایک شخص نے بعد میں بیان کیا کہ جب میں نے ان کو طلب کرتے دیکھا تو میں زمین پر لیٹ گیا۔ اس واقعہ کو ایک سال نہیں گزرا تھا کہ بجز ان لوگوں کے جو زمین پر لیٹ گئے تھے وہ سب مشرکین ہلاک ہو گئے۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

بے موسم انگور:

ماویہ باندی سے روایت ہے کہ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ مکہ میں میرے گھر میں قید کیے گئے۔ میں ایک روز ان کے پاس گئی تو میں نے ان کو ایک بڑے تر و تازہ اور عمدہ انگوروں کے خوشے کو کھاتے دیکھا حالانکہ اس زمانے میں انگور کا موسم تھا نہ بازار میں اس کا کوئی دانہ۔

﴿ابن اسحاق﴾

میرے رب نے مجھے آگاہ کیا ہے:

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے متعدد راویوں سے جن میں جعفر ابو ابراہیم اور عبدالواحد بن ابی عون رحمہم اللہ وغیرہ شامل ہیں سے روایت ہے کہ ایک روز ابو سفیان بن حرب نے مکہ میں قریش کے ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا:

"اے قریشیو! ایک عجیب مشکل مجھے درپیش ہے کہ جس کا کوئی حل میرے خیال میں نہیں آتا اور وہ مشکل یہ ہے کہ میں پوری قوم میں کسی ایک شخص کو بھی نہیں پاتا جو مدینہ منورہ جا کر محمد (ﷺ) کو قتل کر دے اور بدر کے بعد میرے خاندان اور میرے ہی اندر کیا بلکہ پوری قوم کے اندر جو جذبہ انتقام موجزن ہے وہ اس کارروائی کے بعد ٹھنڈا پڑ جائے۔ حالانکہ وہ بغیر کسی اندیشہ اور خوف کے تنہائیوں میں اور بازاروں میں پھرتے ہیں۔"

اس کی یہ جذبات انگیز تقریر سن کر ایک اعرابی دیہاتی ابو سفیان کے پاس آیا اور اس کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے بعد اس نے کہا:

"اے سردار! یہ کیا بڑی بات ہے۔ اگر تم تعاون کرو تو مدینے پہنچتا ہوں اور محمد (ﷺ) کے قتل کرنے کی ذمہ داری لیتا ہوں۔ میں تمہارے بھرپور اطمینان اور اطلاع کے طور پر یہ بتا دینا بھی مناسب سمجھتا ہوں کہ میں اس نوعیت کے کاموں کی انجام دہی کیلئے تمام گھاٹیوں اور پیچیدگیوں سے بالکل واقف ہوں اور میرے پاس ایک کرگس کے خافیہ کے انداز کا ایک مہلک خنجر بھی ہے۔"

ابو سفیان گفتگو کے دوران اس کے چہرے اور لہجے کا بغور جائزہ لیتا رہا تھا۔ اس نے جواب دیا

"تو میرا دوست ہے، تجھے پوری قوم کا درد مند ہے لو۔" پھر اس کو ایک تیز رفتار اونٹ اور سفر خرچ دیا اور مدبرانہ انداز میں نصیحت کے طور پر کہا: "تو اپنے ارادہ کو بصورت پوشیدہ رکھنا، کیونکہ ہو سکتا ہے کہ کوئی مطلع ہو جائے اور محمد ﷺ کو جا کر بتادے۔" جدونے اخفا اور رازداری کے خیال سے رات کو سفر کا آغاز کیا اور پانچ راتیں سفر کر کے چھٹے دن صبح کو ظہر الحرۃ میں آیا اور پھر وہاں سے مدینہ پہنچ گیا اور رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں آیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام کو بتایا یہ شخص نیت بد کے تحت یہاں آیا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ اس کے اور اس کے ارادہ کے درمیان حائل ہے۔

اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا:

اے شخص! کیا تو مجھے سچ سچ نہ بتائے گا کہ تو کون ہے اور کس ارادہ سے آیا ہے اگر تو نے صداقت بیانی اور راست گوئی سے کام لیا تو سچائی تجھے نفع دے گی اور اگر تو نے جھوٹ بولا تو تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ میرے رب نے مجھے اس بات سے آگاہ کر دیا ہے جس کا تو نے ارادہ کیا ہے۔

جدونے کہا: "اے نادر انسان! مجھے سوچنے دیجئے اور میرے قول کو نادرست نہ سمجھئے۔" حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "مجھے سب کچھ بتا دیا گیا ہے اگر اس کے خلاف کہے گا، نادرست ہوگا۔ پس ہماری طرف سے اطمینان رکھ اور صحیح صحیح صورتحال بیان کر دے۔"

جدونے پوری صورتحال بلاکم و کاست بیان کر دی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں تجھے امان دے چکا ہوں تو جا سکتا ہے مگر اس سے زیادہ بہتر تیرے لیے ایک شے اور ہے؟ اس نے دریافت کیا وہ کیا؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: وہ یہ کہ تو دل سے یقین اور زبان سے اقرار کرے کہ "اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور میں اللہ کا رسول ہوں۔"

تو اس نے ایسا ہی کیا اور مسلمانوں کے زمرے میں شامل ہو گیا۔ اس کے بعد اس نے کہا: "میں لوگوں سے کبھی نہ ڈرتا، میرا دل ہمیشہ قوی اور ارادہ مضبوط ہے، مگر یہاں آ کر جب آپ ﷺ پر نظر پڑی تو میرا عزم فاتر اور رعنائی سے عاجز ہو گیا اور اپنے قلب میں مجھ کو ضعف معلوم ہونے لگا۔ حیرت ہے آپ ﷺ میرے ارادے سے باخبر ہو گئے، حالانکہ میں تیز رفتار سانڈنی پر سواریاں کو پیچھے چھوڑتا ہوا آیا ہوں، اور میرے ارادے سے نہ کوئی باخبر ہے نہ میرا کوئی رازدار۔

ظاہر ہے کہ اس پراسرار توقیت کے معاملہ سے آپ ﷺ کا واقف ہونا اللہ تعالیٰ کی حیثیت سے ہوا ہے، اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کا نگران اور رکھوالا ہے اور یہی ایک بات اتنی بڑی بات ہے جو آپ ﷺ کی سچائی اور نبی برحق ہونے کی بین دلیل ہے۔"

سریہ (۷۰) قراء کی شہادت کا واقعہ:

ہشام بن عروہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بتایا میرے والد بیان کرتے تھے کہ جب مسلمان بیر معونہ میں شہید ہوئے اور عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ گرفتار ہو گئے، تو ان سے عامر بن

طفیل نے پوچھا یہ کون ہے؟ اور اس نے ایک شہید مقتول کی طرف اشارہ کیا ہے۔ عمرو بن امیہ نے جواب دیا۔ یہ عامر بن فہیرہ ہیں۔ ان کا جواب سن کر عامر بن طفیل نے کہا: ان کو شہید ہونے کے بعد میں نے آسمان کی طرف لے جاتے ہوئے دیکھا ہے۔ میں ان کے اور زمین کے درمیان آسمان تک دیکھا رہا۔ اس کے بعد ان کو روک دیا گیا۔

رسول اللہ ﷺ کو جب ان شہداء کی خبر پہنچی تو آپ نے صحابہ کرام کو ان کی شہادت کی اطلاع دی اور یہ بھی بتایا کہ انہوں نے بارگاہ خداوندی میں عرض کی:

"اے ہمارے معبود! ہمارے آقا! ہمارے بھائی کو ہماری شہادت کی اور غیز اس بات کی کہ ہم تجھ سے اور تو ہم سے راضی ہو گیا ہے خبر پہنچا دے" اور میں ان کی دعا کی مقبولیت کے سلسلے میں تم کو اطلاع دے رہا ہوں۔

﴿بخاری﴾

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں آئے اور عرض کیا: کچھ لوگوں کو ہمارے یہاں بھیجیں تاکہ وہ ہمیں قرآن سکھائیں۔ آپ ﷺ نے ان کے قبیلے کو تعلیم دینے کیلئے ستر انصاری قراء کو روانہ فرمایا۔ مگر ان لوگوں نے راستے ہی میں گھیر کر ان سب کو شہید کر دیا۔ ان قراء نے بوقت شہادت دعا کی:

"اے پروردگار! رسول اللہ ﷺ کو ہماری حالت کی خبر کر دیجئے۔" عین اسی وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اے مسلمانو! تمہارے بھائیوں کو شہید کر دیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ان دوستوں نے یہ دعا مانگی ہے۔

"اللھم بلغ عنا نبینا ان قد لقیناک فرضینا عنک و رضیت عنا"

﴿مسلم، بیہقی﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک چھوٹا سا لشکر روانہ فرمایا۔ چند ہی روز گزرے تھے کہ رسول اللہ ﷺ منبر پر تشریف لائے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا: "اے لوگو! تمہارے بھائیوں پر مشرکین حملہ آور ہو گئے ہیں اور ان کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے اور ان میں سے کوئی باقی نہیں رہا ہے۔ ان کی دعا تھی:

اے رب! ہمارے حالات کی اطلاع ہمارے مسلمان بھائیوں کو کر دے اور بے شک ہم اللہ تعالیٰ کے سایہ عاطفت میں ہیں اور اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہے تو میں تمہارے ان بھائیوں کی طرف رسول ہوں اور تمہیں خبر پہنچاتا ہوں کہ وہ خدا سے راضی ہو گئے اور خدا ان سے راضی ہو گیا۔

﴿بیہقی﴾

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: مجھ سے مصعب بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بروایت ابو الاسود رضی اللہ عنہ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی کہ حضرت منذر بن عمرو رضی اللہ عنہ روانہ ہوئے اور مذکورہ بالا قصہ بیان کیا اور کہا کہ عامر بن طفیل نے حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا تم اپنے ساتھیوں کو پہچانتے ہو؟

انھوں نے کہا: ہاں! تو اس نے انہیں ہمراہ لے کر شہیدوں میں چکر لگایا اور ان سے ہر ایک کے بارے میں معلومات لیتا رہا۔

آخر میں دریافت کیا: کیا تم ان شہداء میں کسی کو غیر موجود پاتے ہو؟ جواب دیا کہ ہاں: میں ایک صاحب کو جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے غلام ہیں، ان میں نہیں پاتا اور ان کا نام عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ ہے۔

اس نے پوچھا: وہ تم لوگوں میں کیسے تھے؟ حضرت عمرو ؓ نے جواب دیا: وہ ہم میں سب سے زیادہ صاحب فضیلت تھے۔ وہ مرنے لگے۔ کیا میں تمہیں ان کا حال بتاؤں؟ انہیں بھالا مارا گیا، پھر اسے نکال لیا تو ایک شخص ان کو اٹھا کر آسمان تک لے گیا اور وہ پھر مجھے نظر نہ آئے اور جبار بن سلمی کلابی نے ان کو بھالا مارا تھا۔

وہ بیان کرتا ہے کہ جب نیزے کی نَی ان کے جسم کو توڑ کر اندر داخل ہوئی تو انہوں نے نعرہ مارا: "فزت واللہ" یعنی قسم خدا کی! میں کامیاب ہو گیا۔

اس شخص نے کہا: اس کے بعد میں حضرت ضحاک بن سفیان کلابی کے پاس آیا اور انہیں سارا واقعہ بیان کیا۔ مجھے اس مشاہدے نے دعوت اسلام دی اور مجھ پر اسلام اور مسلمانوں کی صداقت اور ثبات و پامردی کا بہت گہرا اثر ہوا اور یہ ایک فطری اور قدرتی تاثر تھا لہٰذا میں پورے اخلاص و یقین کے ساتھ مسلمان ہو گیا۔

اس کو نقل کرنے کے بعد بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ممکن ہے کہ انہیں اٹھا لیا گیا ہو اور پھر رکھ دیا گیا ہو، اس کے بعد وہ مفقود ہو گئے ہوں اور اگر اسی طرح روایت کو مان لیا جائے تو جناب زہری رحمۃ اللہ علیہ کی حضرت عروہ ؓ والی روایت سے تطبیق ہو جاتی ہے۔

ہم نے موسیٰ بن عقبہ رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "مغازی" میں اس روایت کے ضمن میں دیکھا ہے کہ حضرت عروہ ؓ نے کہا کہ حضرت عامر بن فہیرہ ؓ کا جسم نہ پایا گیا اور لوگ گمان کرتے ہیں کہ فرشتوں نے ان کو دفن کر دیا ہے۔

ایک اور روایت بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بہ سند حضرت عروہ ؓ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حسب ذیل الفاظ میں روایت کی ہے کہ میں نے قتل کے بعد دیکھا کہ وہ آسمان کی طرف اٹھائے گئے اور میں نے ان کو آسمان و زمین کے درمیان دیکھا۔ اس میں یہ ممکن ہے کہ پھر انہیں رکھ دیا اور متعدد سندیں تو یہی بتاتی ہیں کہ آسمان پر لے جا کر ان کو پوشیدہ کر دیا گیا۔

اور ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ہم سے واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ مجھ سے محمد بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بروایت حضرت عروہ رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ انہوں نے فرمایا کہ حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کو آسمان کی طرف اٹھایا گیا اور کسی نے ان کے جسد کو نہیں پایا۔ فرشتوں نے ان کو روپوش کر دیا۔

غزوہ ذات الرقاع کے موقع پر معجزات کا ظہور

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نجد کی جانب ایک غزوہ میں گئے۔ واپسی کے دوران عضاہ کے کثیر درختوں کی وادی کے درمیان حضور نبی کریم ﷺ کے قیلولہ کا وقت ہو گیا اور آپ ﷺ سمرہ کے سایہ دار درخت کے سایہ میں لیٹ گئے اور تلوار درخت میں لٹکا دی اور دوسرے لوگ جنگلوں کی شکل میں اپنی اپنی پسند کے مطابق مختلف درختوں کے نیچے دراز ہو گئے اور ہم میں سے اکثر سو گئے کہ اچانک حضور نبی کریم ﷺ نے ہم کو بلایا، جب پہنچے تو آپ ﷺ کے پاس ایک اعرابی (بدو) بیٹھا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس شخص نے میری تلوار اٹھائی اور پھر مجھے بیدار کر کے برہنہ تلوار دکھا کر کہنے لگا: اب کوئی ہے جو تم کو مجھ سے بچا سکتا ہے؟ میں نے کہا: "ہاں! اللہ تعالیٰ" تو اس کے ہاتھ سے تلوار گر گئی، اس نے اپنی تلوار نیام میں کر لی اور وہیں بیٹھ گیا۔ اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے اس کو کچھ سرزنش نہیں فرمائی۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خصفہ کے نخلستان میں غزوہ کیا۔ ایک وقت مسلمانوں کو غافل دیکھ کر اس جنگل کا ایک شخص جس کا نام غورث بن حارث تھا آیا اور تلوار سونت کر حضور نبی کریم ﷺ سے کہنے لگا: "بتلائیے اب مجھ سے آپ کو کون بچائے گا؟" آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اللہ تعالیٰ" پھر اس کے ہاتھ سے تلوار گر پڑی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس تلوار کو ہاتھ میں لے لیا اور فرمایا: "اب تجھ کو میرے ہاتھ سے کون بچائے گا؟" اس نے کہا: آپ تلوار کا صحیح استعمال کرنے والے اور عفو کے اہل ہیں۔

مطلب اس کا یہ تھا کہ مجھ کو کوئی بھی نہیں بچا سکتا۔ آپ ﷺ کے قابو میں ہوں مگر امید ہے کہ آپ ﷺ عفو و کرم سے کام لیں گے۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے اسے چھوڑ دیا۔ وہ دیہاتی اپنے گاؤں میں چلا گیا اور جا کر لوگوں سے کہا: میں تمہارے پاس خیر الناس (بہترین شخص) کے پاس سے ہو کر آیا ہوں۔ اس کے بعد راوی نے نماز خوف کا ذکر کیا۔

﴿حاکم، بیہقی﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ رسول اللہ ﷺ ایک سفر میں تشریف لے گئے اور ایک درخت کے نیچے قیلولہ فرمایا اور اپنی تلوار کو آپ ﷺ نے درخت سے لٹکا دیا۔ ایک بدوی آیا اور تلوار تان کر سرہانے کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا:

"اے محمد (ﷺ)! آپ کو مجھ سے کون بچائے گا؟" حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اللہ" یہ سن کر وہ کانپنے لگا اور تلوار رکھ کر چلا گیا۔

﴿ابو نعیم﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کرام کے ساتھ نخلستان میں ظہر کی نماز پڑھی تو مشرکوں نے نماز کے دوران حملہ کا ارادہ کیا پھر ان میں سے کسی نے کہا کہ ابھی ٹھہر جاؤ۔ اس نماز کے بعد مسلمانوں کی ایک نماز اور ہے اور یہ ان کو اپنی اولاد سے زیادہ محبوب ہے (نماز عصر) اس وقت ہم ان پر بھرپور حملہ کریں گے۔

اسی وقت حضور نبی کریم ﷺ کے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور خبر دی تو پھر آپ ﷺ نے نماز خوف پڑھائی۔

﴿بیہقی﴾

مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے ان لفظوں سے روایت کی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جہینہ کے لوگوں پر غزوہ کر رہے تھے اور انہوں نے بہت بہادری سے ہمارا مقابلہ کیا۔ ظہر کا وقت ہو گیا اور حضور نبی کریم ﷺ نے نماز پڑھائی۔ مشرک کہنے لگے اگر ہم ان پر بحالت نماز دفعۃً ٹوٹ پڑیں تو ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیں اور پھر وہ کچھ سوچ کر کہنے لگے کہ ان کی اگلی نماز ایسی آ رہی ہے، جو ان کو اپنی اولادوں سے زیادہ محبوب ہے، پس حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آکر رسول اللہ ﷺ کو مطلع کیا اور حضور نبی کریم ﷺ نے ہم کو بتا کر نماز خوف پڑھائی۔

ابو عیاش زرقی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عسفان کے علاقے میں تھے اور مشرکوں پر خالد بن ولید رضی اللہ عنہ امیر تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے نماز ظہر ادا کی۔ اس کے بعد مشرکین نے کہا: مسلمان ایسی حالت میں تھے کہ اگر ہم ارادہ کرتے تو یہ لوگ نماز کی حالت میں ان پر حملہ کر دیتے، چنانچہ آیت خوف ظہر اور عصر کے درمیان نازل ہوئی۔

﴿[illegible] بیہقی﴾

انگلیوں سے پانی کے فوارے پھوٹ پڑے

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اسناد کے ساتھ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے ان کے قبول اسلام کے واقعہ میں بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ حدیبیہ کیلئے تشریف لے گئے تو میں مشرکین کے رسالہ سواروں میں تھا اور رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب میں مقام عسفان میں تشریف فرما تھے تو میں حملہ کیلئے مسلمان لشکر کے سامنے آیا مگر حضور نبی کریم ﷺ نے ہمارے مقابلے کیلئے نہ کوئی کارروائی کی نہ اندیشہ اور خوف بلکہ آپ نے اصحاب کے ساتھ نماز پڑھنی شروع کر دی، ہم تمام مسلمانوں کو نماز میں مصروف پا کر حملہ کا ارادہ کرنے لگے تھے مگر پھر کچھ سوچ کر ہم ایسا کرنے سے باز رہے اور اللہ تعالیٰ نے ہمارے اس ارادے سے حضور نبی کریم ﷺ کو مطلع کر دیا اور اس کے بعد عصر کی نماز آپ ﷺ نے "صلوٰۃ خوف" کے طریق پر پڑھائی۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ ذات الرقاع میں گئے اور ایک وسیع میدان میں ٹھہرے۔ رسول اللہ ﷺ قضائے حاجت کیلئے تشریف لے گئے اور میں پانی کا آفتابہ لے کر آپ کے پیچھے روانہ ہوا۔ ہم نے ہر طرف نگاہ دوڑائی کہ کوئی آڑ کی پوشیدہ جگہ مل

پہنچے تو ہمیں وادی کے کنارے دو درخت نظر آئے اور رسول اللہ ﷺ ان میں سے ایک درخت کے قریب تشریف لے گئے اور حضور نبی کریم ﷺ نے اس کی ایک ٹہنی پکڑ کر فرمایا:

"اللہ تعالیٰ کے حکم سے میرا حکم مان۔" تو وہ درخت نبی کریم ﷺ کے ساتھ چل دیا، جس طرح کوئی اونٹ نکیل پکڑ کر لے جایا جاتا ہے۔ پھر آپ ﷺ اسی طرح ایک دوسرے درخت کے پاس آئے اور اس کی ٹہنیوں کو پکڑ کر فرمایا: "اللہ تعالیٰ کے حکم سے میری فرمانبرداری کر۔" تو وہ دونوں درخت مل گئے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں بیٹھ گیا اور اپنے دل سے باتیں کرنے لگا۔ اچانک میری نظر اٹھی تو درخت جدا ہو کر اپنی اپنی جگہ کھڑے ہیں اور میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک جگہ توقف فرمایا اور اپنے سر مبارک سے دائیں اور بائیں اشارہ فرمایا، پھر روانہ ہوئے اور میرے پاس آئے اور فرمایا:

اے جابر! کیا تم نے میرے کھڑے ہونے کی جگہ کو دیکھا ہے؟

میں نے عرض کیا: "جی ہاں! یا رسول اللہ ﷺ" پھر آپ نے فرمایا: "تم ان دونوں درختوں کے پاس جاؤ اور دونوں میں سے ایک ایک ٹہنی کاٹ لو اور ان دونوں ٹہنیوں کو جہاں میں کھڑا ہوا تھا ایک دائیں جانب اور دوسری بائیں جانب نصب کر دو۔"

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں یہ سن کر میں اٹھا اور ایک پتھر کو لے کر توڑا اور اس کی دھار بنائی اور دونوں درختوں سے ایک ایک ٹہنی کاٹی اور گھسیٹ کر لایا اور حضور نبی کریم ﷺ کے کھڑے ہونے کے مقام پر ایک ٹہنی دائیں جانب دوسری بائیں جانب گاڑ دی۔ میں نے واپس آ کر حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں نے حسب ارشاد ٹہنیاں گاڑ دیں، مگر اے ہادی عالم ﷺ! کیا مجھ سے فرمائیں گے کہ اس عمل سے کیا ہوگا؟

چنانچہ میرے سوال پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"اے جابر رضی اللہ عنہ میں آ رہا تھا کہ میں نے دیکھا کہ ان دونوں قبروں کے مردوں کو عذاب دیا جا رہا ہے، تو میں نے یہ پسند کیا کہ میری شفاعت سے ان عذاب پر اس وقت تک دور رہے، جب تک یہ ٹہنیاں تر ہیں۔"

پھر ہم لشکر میں آ گئے، مجھ سے حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جابر (رضی اللہ عنہ) اعلان کر دو کہ لوگ وضو کر لیں، پس میں نے منادی دی: "اے لوگو! وضو کر لو، وضو کر لو۔" میں نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! لشکر میں تو پانی نہیں ہے۔" (حضور نبی کریم ﷺ کے واسطے ایک مدنی صحابی کچھ پانی لا رکھتے تھے تاکہ ٹھنڈا بھی رہے اور اگر کسی وقت پانی موجود نہ ہو تو فوراً بلا تاخیر مہیا کر دیا جائے۔)

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جو بھا فلاں انصاری کی قیام گاہ پر جاؤ وہ میرے لیے پانی کی ضرورت کا خیال رکھتے ہیں، ان سے دریافت کرو مشکیزہ میں کچھ پانی ہے؟" میں گیا اور دریافت کیا تو مجھے پر معلوم ہوا کہ اتفاقاً اس میں بھی پانی ختم ہو گیا ہے اور اس کے دہانے پر چند قطرے آب اس کی صورت میں ٹھہرے ہوئے ہیں کہ اگر مشکیزہ کے دہانے کو سیدھا کیا جائے تو وہ اس کے جوف میں اٹکے ہوئے جذب

ہو جائیں، پھر میں لوٹ کر آیا اور صورتحال حضور نبی کریم ﷺ کو بتائی۔

میری باتیں سن کر آپ ﷺ نے فرمایا: جاؤ اور اس مشکیزہ کو لے آؤ۔ میں گیا اور لے آیا اور حضور نبی کریم ﷺ نے اسے اپنے ہاتھ میں لے کر کچھ پڑھا اور دبایا پھر میرے حوالے کر دیا اور فرمایا: ٹب لانے کا اعلان کر دو، لوگ فوراً ٹب لے آئے، جس کو آپ ﷺ کے آگے رکھ دیا گیا۔ آپ ﷺ نے دست مبارک کو اس کے اندر مستقیم شکل میں اس کے پیندے تک اس طرح پھیلا دیا کہ انگلیوں کے سرے اس سے جا لگے۔ پھر فرمایا: "اب بسم اللہ پڑھ کر پانی ڈالو" میں نے تعمیل کی، پس آپ کی انگلیوں کے پوروں سے پانی کے سوتے جاری ہو گئے اور تھوڑی دیر میں ٹب لبالب بھر گیا، اب حضور نبی کریم ﷺ نے حکم دیا: "اے جابر رضی اللہ عنہ! اعلان کر دو، جن لوگوں کو ضرورت ہو وہ آئیں اور اپنی پانی کی تمام ضروریات پوری کر لیں۔"

لوگ آگے پیچھے آتے رہے، پینے اور وضو کرنے کی ضرورتوں میں استعمال کرتے رہے، مگر ٹب جوں کا توں بھرا ہوا تھا۔ پھر کچھ لوگ آئے اور حضور نبی کریم ﷺ سے گرسنگی کی شکایت کی، جواب دیا گیا: بہت جلد اللہ تعالیٰ کھانے کا انتظام فرما دے گا۔ ہم میں سے کچھ لوگ جنگل میں نکل گئے اور تھوڑا ہی چلے ہوں گے کہ ایک بڑا جانور ہم کو مل گیا، جس کو گھیر کر مارا اور ذبح کر کے پکایا اور سب نے شکم سیر ہو کر کھایا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم فلاں فلاں پانچ آدمی اس کی آنکھ کے حلقہ میں داخل ہوئے تو ہم پانچوں میں سے کوئی کسی کو نظر نہیں آیا، ہم پھر باہر نکل آئے۔ ہم نے اس کی ایک پسلی نکالی اور اس کی کمان کی مانند کھڑا کیا، ہم نے لشکر کے سب سے بلند قامت شخص کو بلایا اور سب سے اونچے اونٹ پر بٹھا کر اس کے نیچے سے گزارا تو سوار کو اپنا سر جھکانے کی ضرورت پیش نہیں آئی۔

﴿مسلم، بیہقی﴾

کمزور اونٹ کی تیز رفتاری:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک غزوہ میں گیا تو میرا اونٹ سست رفتار ہو گیا اور اس نے مجھے تھکا دیا تو رسول اللہ ﷺ میرے قریب سے گزرے اور پوچھا کیا حال ہے؟ میں نے عرض کیا: اونٹ نہیں چلتا، اس نے مجھے تھکا دیا اور میں پیچھے رہ گیا ہوں، میری شکایت سن کر حضور نبی کریم ﷺ نے چھڑی سے اونٹ کو کچوکا دیا اور مجھ سے فرمایا: اب چلو تو پھر میں نے راہ سفر اختیار کی اور وہ اونٹ اس قدر تیز رفتار ہو گیا کہ پورے لشکر سے آگے جا رہا تھا اور میں اس کو احتراماً حضور نبی کریم ﷺ کی سواری سے پیچھے رکھنے کی کوشش کرتا تھا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک تاریک رات میں میرا اونٹ کھو گیا، میں حضور نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے دریافت فرمایا: "جابر! کہو کیا حال ہے؟" میں نے عرض کیا "یا رسول اللہ ﷺ! میرا اونٹ کھو گیا ہے۔" حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "وہ ہے تمہارا

اونٹ جا کر اسے پکڑ لو۔"

وہ کہتے ہیں کہ میں اس طرف گیا جس طرف آپ نے ارشاد فرمایا تھا مگر میرا اونٹ مجھے نہ ملا، میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں آیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے پھر یہی فرمایا: میں گیا وہ نہ ملا، پھر حضور نبی کریم ﷺ میرے ساتھ آئے اور ہم اونٹ کے پاس پہنچ گئے اور حضور نبی کریم ﷺ نے اونٹ کو پکڑ کر مجھے دے دیا۔

ہم اسی سفر میں تھے، میرا اونٹ چھوٹے چھوٹے قدم رکھ رہا تھا، میں نے کہا: "لَهْفَ اِمِّهَالِ"۔ "افسوس ہے اس کے آہستہ چلنے پر" قدم نہیں بڑھتا۔ حضور نبی کریم ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور پوچھا تم نے کیا کہا: میں نے اپنے اونٹ کی سست رفتاری کی شکایت کی۔ آپ نے اونٹ پر چھڑی سے کچوکا دیا اور وہ اتنا تیز رفتار ہو گیا کہ وہ اس سے پہلے کبھی ایسا تیز رفتار تھا اور وہ مجھ سے اپنی مہار کھینچے لیے جاتا تھا۔

﴿بزار﴾

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب غزوۂ ذات الرقاع کا ارادہ فرمایا تو حضرت علبہ بن زید حارثی رضی اللہ عنہ شتر مرغ کے تین انڈے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لائے اور کہا: میں نے یہ انڈے اس کے آشیانے سے لیے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جابر ان انڈوں کو پکا لو پھر میں انہیں پکا کر ایک کاسہ میں رکھ کر لایا۔ میں نے روٹی بھی تلاش کی مگر نہ ملی، رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب نے ان انڈوں کو بغیر روٹی کے خوب سیر ہو کر کھایا اور کاسہ میں یہ یوں تھے اسی مقدار میں موجود تھے۔

﴿واقدی، ابونعیم﴾

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوۂ بنی انمار میں گیا، ایک موقع پر آپ ﷺ نے ایک شخص کے بارے میں فرمایا: اسے کیا ہوا ہے، اس کی گردن کٹے۔ یہ بات متعلقہ شخص نے سن لی اور کہا: یا رسول اللہ ﷺ! میری گردن راہ خدا میں کٹے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! راہِ خدا میں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ وہ شخص جنگ یمامہ میں شہید ہوا۔

﴿بیہقی﴾

✿ (غزوۂ بنی انمار اور غزوۂ ذات الرقاع ایک ہی جنگ ہے۔)

غزوہ خندق میں معجزات کا ظہور

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے یوم احزاب میں فرمایا، اس جارحیت کے بعد قریش کبھی منظم اور بھرپور جنگ وہ جارحانہ کارروائی نہ کر سکیں گے، چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ کی یہ بشارت درست ثابت ہوئی۔

﴿بیہقی﴾

حضرت سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یوم الاحزاب کے موقع پر فرمایا: اگر قریش نے جب اپنے حلیف قبائل کو خوش کر دیا تو وہ اشکر احزاب ہم سے جنگ نہ کریں گے۔

(ابونعیم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اسی مضمون کی روایت بیان کی۔)

﴿بخاری﴾

کھانے میں برکت:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم غزوۂ خندق کے موقع پر گڑھے کھود رہے تھے کہ ایک چٹان اس میں آ گئی۔ تو لوگوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے ذکر کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں ابھی آتا ہوں، آپ کے شکم اقدس پر پتھر بندھا ہوا تھا اور تین وقت سے کھانا نہیں کھایا تھا، پس سرور کونین ﷺ کدال لے کر تشریف لائے، چنانچہ چٹان پر ضرب لگائی اور وہ شکستہ ہو گئی، پھر مزید چوٹیں ماریں حتیٰ کہ وہ پاش پاش ہو گئی۔

میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں ایک ضرورت سے گھر جانا چاہتا ہوں، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اجازت عطا فرمائیں۔ فرمایا: جاؤ! میں گھر آیا اور بیوی سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اتنے دنوں سے کچھ نہ کھانے کا ذکر کیا۔ انہوں نے جواب دیا: کچھ جو ہیں اور ایک بکری کا بچہ ہے۔ میں نے بچہ کو ذبح کیا اور جو کا آٹا پیسا اور گوشت پکنے کو رکھ دیا، پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا:

"یا رسول اللہ ﷺ! اہلیہ نے کچھ کھانا تیار کیا ہے، براہ کرم آپ ﷺ ایک یا دو اشخاص کے ہمراہ گھر پر چلنے کی زحمت فرمائیں۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے دریافت فرمایا: "جابر رضی اللہ عنہ! کھانا کتنا ہے؟" میں نے مقدار بتا دی، آپ نے ارشاد فرمایا: بہت خوب! جب تیار ہو جائے تو میری قیام گاہ پر لے آنا، میں لے آیا، آپ نے اس پر چادر ڈال دی اور اعلان کرا دیا کہ تمام مجاہدین اسلام باری باری آ کر حضور نبی کریم ﷺ سے کھانا حاصل کریں۔

حضور نبی کریم ﷺ چادر کے نیچے ہاتھ ڈالتے اور روٹیاں اور بوٹیاں گوشت تقسیم فرماتے رہے۔ حتیٰ کہ سارا لشکر سیر و سیراب ہو گیا اور حضور نبی کریم ﷺ نے مجھ کو دے کر خود بعد میں لیا اور پھر فرمایا: باقی ماندہ گھر لے جاؤ اور جس پاس کی عورتیں ہیں ان میں ہدیہ کے طور پر تقسیم کر دو کیونکہ سب لوگ بھوکے ہیں۔

﴿بخاری﴾

عبیداللہ بن علی، حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک روز غزوہ خندق کے زمانے میں ایک طباق کے اندر بکری کا بریان گوشت لایا گیا، حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ابو رافع! مجھے بازو دے دو۔

میں نے دے دیا، اس کے بعد پھر فرمایا: بازو دے دو، اور میں نے دے دیا، تیسری بار پھر فرمایا: بکری کا بازو دے دو، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! بکری کے بازو دو ہی ہوتے ہیں۔ آپ نے

فرمایا اگر یہ بات نہ کہتے تو جتنی بار میں طلب کرتا تم برابر دیتے رہتے۔

﴿ابو یعلیٰ، ابن عساکر﴾

نمودار پتھر پر تین ضربیں اور تین بشارتیں:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ غزوۂ احزاب کے موقع پر خندق کی کھدائی کیلئے تشریف لے گئے، کدال سے ضرب ماری اور فرمایا ہے یہ ضرب وہ ہے جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ روم کے خزانوں کو مسلمانوں کیلئے مفتوح کرے گا۔ اس کے بعد دوسری ضرب ماری اور فرمایا: یہ ضرب وہ ہے جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ فارس کے خزانوں کو اپنے مسلمان بندوں کیلئے مفتوح کرائے گا، پھر تیسری ضرب ماری اور فرمایا: یہ ضرب وہ ہے جس کے سبب اللہ تعالیٰ اہل یمن کو میرے مددگار بنائے گا۔

﴿ابو نعیم﴾

حضرت ابن عوف مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ غزوۂ احزاب میں خندق کی کھدائی کے وقت ایک بڑا سفید پتھر نکل آیا، اس نے ہمارے لوہے کے آلات اور کدال توڑ ڈالے اور اس کا توڑنا ہم پر دشوار ہو گیا، تو ہم نے حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: آپ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے کدال لے کر اس پر ضرب لگائی اور وہ یکا یک پاش پاش ہو گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے تکبیر بلند کی اور دوسری ضرب لگائی اور پھر اسی طرح تیسری ضرب لگائی، اس کے بعد آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اے لوگو! پہلی ضرب کے بعد میں نے حیرہ اور مدائن کے محلات دیکھے جو چمک رہے تھے اور حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بتایا: آپ کی امت ان کو فتح کرے گی اور دوسری مرتبہ میں نے روم کے محلات دیکھے اور مجھ سے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا: ان کو بھی مسلمان فتح کریں گے اور میں نے تیسری مرتبہ کی ضرب میں صنعاء کے محلات دیکھے اور پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بتایا کہ آپ ﷺ کے اتباع کرنے والے ان کو بھی فتح کرلیں گے۔

تو اے پرستاران حق اتم کو نصرت خداوندی اور تائید ایزدی کی یہ بشارت ہے۔ منافقین نے کہا: مسلمانوں کو محمد ﷺ خوشخبری دیتے ہیں کہ وہ مدینہ سے حیرہ اور مدائن کسریٰ کے محلات دیکھ رہے ہیں اور یہ کہ تم ان کو فتح کرو گے، حالانکہ تم لوگ خندقیں کھود رہے ہو، اور اتنی قوت بھی تمہارے اندر موجود نہیں کہ میدان میں نکل کر مقابلہ کرسکو تو اس موقع پر آیت کریمہ نازل ہوئی:

وَ اِذْ یَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗۤ اِلَّا غُرُوْرًا○

ترجمہ: ”اور جب کہنے لگے منافق اور جن کے دلوں میں روگ تھا، ہمیں اللہ ورسول نے وعدہ نہ دیا تھا مگر فریب کا۔“

﴿ابن جریر، ابن سعد، ابن ابی حاتم، بیہقی، ابو نعیم﴾

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوۂ احزاب میں خندق کھودی گئی تو ایک پتھر نکلا اے

دیکھ کر رسول خدا ﷺ نے تبسم فرمایا۔ کسی نے پوچھا: یا رسول اللہ ﷺ! تبسم کی وجہ کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: مجھے ان لوگوں پر ہنسی آئی جن کو مشرق سے قید کر کے جنت کی راہ پر لے جائیں گے مگر وہ اس کو برا سمجھیں گے۔

﴿ابو نعیم﴾

یہ خبیث ہے:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آل مغیرہ کے ایک شخص نے کہا: میں محمد ﷺ کو ضرور قتل کروں گا اور پھر اس نے اپنے گھوڑے کو خندق پار کرانے کیلئے ایڑ لگائی۔ وہ اتنی جست نہ لگا سکا اور خندق میں گر پڑا۔ لوگوں نے کہا: اس کو ہمیں ہی دے دیجئے ہم اس کی دیت ادا کیے دیتے ہیں۔ آپ ﷺ نے جواب دیا کہ اس کو چھوڑ دو، یہ خبیث ہے اور اس کی دیت بھی خبیث ہے۔

﴿ابو نعیم﴾

● حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَ لَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ ۝

اور جب مسلمانوں نے احزاب کو بھی قبائل اور جماعتوں کو بڑی تعداد میں اپنے خلاف امڈتے دیکھا اور ہر طرف سے زحمت کے رستے ان کی جانب بڑھتے گئے تو انہوں نے اس آیت کو پڑھ کر کہا کہ یہ ہے وہ وعدہ اور اس کا سامان اور یہ ہے وہ "زلزلوا" کی کیفیت جس سے ہم دوچار ہیں اور "نصر اللہ" کے ہم منتظر ہیں۔

﴿بیہقی﴾

ہوا سے مدد کی گئی:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "صبا" سے میری مدد فرمائی گئی اور قوم عاد کو "دبور" سے ہلاک کیا گیا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا: جس وقت "احزاب" کی رات ہوئی تو شمالی ہوا نے کہا جنوب کی طرف چلو اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کے ماننے والوں کی مدد کرو تو جنوبی ہوا نے کہا: رات کو گرم ہوائیں چلتی ہے تو کافروں پر صبا کو بھیجا گیا اور اس نے ان کی آگ بجھا دی۔

﴿ابو نعیم، ابن ابی حاتم﴾

بیہقی نے مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے "فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا" (سورۂ حم السجدہ) "تو ہم نے ان پر ایک آندھی بھیجی۔" کی تفسیر میں روایت کی کہ اس ریح یعنی ہوا کی نوعیت "صبا" تھی، جو غزوۂ خندق کے موقع پر مختلف احزاب کفر پر بھیجی گئی۔ ان کے سالن کے دیگ چولہوں پر سے الٹ گئے۔ خیموں کی رسیاں ٹوٹ

گئیں اور وہ پتنگوں کی طرح ہوا میں لہرانے لگے: "وَجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا" کے بارے میں فرمایا وہ نظر نہ آنے والا لشکر فرشتوں کا تھا اور فرشتوں کا قتال کرنے کی ضرورت ہی پیش نہ آئی۔

مشرکین کی جاسوسی:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوۂ احزاب کی آخری شب بہت زیادہ سردی تھی اور طوفانی ہوا چل رہی تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"کون ہے جو اٹھ کر جائے اور مشرکین احزاب کے ارادوں اور حالات کی خبریں لاکر ہمیں دے اور قیامت کے روز وہ میری معیت قبول کرے۔"

اس بات کا ہم میں سے کسی نے جواب نہ دیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے دوسری مرتبہ پھر وہی بات ارشاد فرمائی اور پھر تیسری بار بھی اس کے بعد فرمایا:

"اے حذیفہ (رضی اللہ عنہ)! تم اٹھو اور یہ کام انجام دو۔"

میں جب لشکر کفار میں پہنچا تو یوں محسوس ہوا جیسے میں حمام میں پہنچ گیا ہوں اور جب واپس آیا تو ایسا تھا جیسے گلستان طائف میں شب ماہ کا موسم۔

﴿بیہقی﴾

حضرت حذیفہ ؓ کی حفاظت کیلئے رسول اللہ ﷺ کی دعا:

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دوسری سند کے ساتھ جو روایت کی ہے اس میں ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے حضور نبی کریم ﷺ نے "احزاب الکفر میں اضطراب پیدا ہوا ہے تم پہنچو اور خبریں لاکر دو۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں لوگوں میں کم ہمت بزدل تھا اور میرے اعصاب میں سردی وغیرہ کا احساس بھی زیادہ تھا، میں اطاعت وتعمیل کے جذبے سے روانہ ہوا اور رحمت عالم ﷺ نے پروردگار عالم سے دعا کیلئے لبوں کو جنبش دی کہ "اے رب العالمین! حذیفہ (رضی اللہ عنہ) کو اس کے آگے، اس کے پیچھے، اس کے داہنے، اس کے بائیں، اس کے اوپر اس کے نیچے سے محفوظ رکھ۔"

انہوں نے بیان کیا: اس روز میں "مخبر" خبر دینے والا جاسوس، خون کے پیاسے دشمنوں کی مسلح عسکری تنظیم کے خفیہ اجلاس میں گھس کر ان کے اسرار ورموز کا پتہ لگانے کیلئے جانے والا تھا۔ بایں ہمہ میرے اندر قطعی ہراس پیدا نہ ہوا بلکہ میرے اندر کچھ ایسی خوشی کی طمانیت تھی جیسے مجرمین کے جرائم منصوبے کا سراغ لگانے کیلئے ایک خبری جو سالوں روات ہو رہا ہو سردی کا توڑ کر رہا۔

میں کفار کے لشکر میں پہنچا اور میں نے سنا لوگ کہہ رہے تھے: "کوچ کرو، کوچ کرو۔" کوئی کہہ رہا تھا: "ہم یہاں کیسے ٹھہر سکتے ہیں اور وہاں ہواؤں کا شدید ترین طوفان لشکر اور اس کے متعلقات کو زیروزبر اور تلپٹ کر چکا تھا۔ یہ سب کچھ سننے اور دیکھنے کے بعد واپس ہو رہا تھا کہ مجھے کچھ سوار ملے، ان کے سروں پر عمامے تھے اور جن کی تعداد شاید بیس ہوگی، مجھے دیکھ کر رک گئے اور کہنے لگے:

"...اپنے اماموں اور سرداروں سے کہہ دیا کہ اللہ تعالیٰ نے اشرار کے شر سے آپ کو محفوظ رکھا" اس کے بعد مجاہدین اسلام کے پرسکون ماحول سے نور رسالت آپ ﷺ کے مشتقر پر آیا اور یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا

﴿سورۂ احزاب﴾

ترجمہ: "اے ایمان والو! اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو جب تم پر کچھ لشکر آئے تو ہم نے ان پر آندھی اور وہ لشکر بھیجے جو تمہیں نظر نہ آئے۔"

حضرت ابن عمر ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک رات غزوۂ احزاب کے موقع پر ارشاد فرمایا: "کون ہے جو میرے پاس مشرکوں کی خبریں لائے اور اللہ تعالیٰ اسے جنت میں میرا رفیق بنائے۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے یہ بات تین مرتبہ فرمائی۔ مگر کسی نے کوئی جواب نہ دیا چنانچہ اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اے حذیفہ ﷺ!"

"لبیک یا رسول اللہ ﷺ!" حذیفہ ﷺ نے جواب میں کہا۔

"کیا تم نے میری بات سنی ہے؟" حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

"جی ہاں! یا رسول اللہ ﷺ! حذیفہ ﷺ نے جواب دیا۔

"پھر یہ تمہیں اس قدر تمہیں ہچکچاہٹ ہے؟" حضور نبی کریم ﷺ نے سوال کیا۔

"نہیں تو! صرف سردی بہت محسوس کر رہا تھا۔" حذیفہ ﷺ نے جواب میں عرض کیا۔

"تمہیں سردی محسوس نہ ہوگی، انشاء اللہ" حضور نبی کریم ﷺ نے جواب دیا۔

حضرت حذیفہ ﷺ روانہ ہوئے اور خبریں لے کر لوٹے۔ حضرت حذیفہ ﷺ بیان کرتے تھے مجھ کو بالکل سردی محسوس نہیں ہوئی مگر واپسی کے بعد پھر میں ٹھنڈ محسوس کرنے لگا۔

﴿ابو نعیم﴾

غزوہ احزاب میں رسول اللہ ﷺ کی دعا اور مشرکین کو عبرتناک شکست:

حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے احزاب کیلئے بددعا کی کہ "اَللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتٰبِ سَرِيْعَ الْحِسَابِ اهْزِمِ الْاَحْزَابَ اَللّٰهُمَّ اهْزِمْهُمْ وَزَلْزِلْهُمْ"

"اے اللہ! کتاب کو نازل کرنے والے اور حساب میں جلدی فرمانے والے! تو احزاب کو شکست دے، ان کے منصوبے کو خاک میں ملا دے اور ان کو ہلا مار۔"

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت سعید بن جبیر ﷺ سے روایت ہے، خندق کی محصوری میں سخت طوفانی ہوائیں دیکھ کر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اَبْشِرُوْا الْمُؤْمِنِيْنَ" مسلمانوں خوش ہو جاؤ۔ تین بار فرمایا۔

پھر ہواؤں نے ان کے خیموں اور دیگوں کو اکھاڑ پھینکا، دیگوں کو الٹ دیا، طنابوں کو توڑ دیا، ان

کے خوابوں کو پریشان اور ان کے حوصلوں کو خاک میں ملا دیے۔ وہ وادی کے بڑا تھا۔ سے اس طرح سر جوڑ سے تھا ایک نے دوسرے کو پلٹ کر بھی نہ دیکھا۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں غزوۂ احزاب کے موقع پر پیر، منگل اور بدھ کے روز دعائیں کیں اور حضور نبی کریم ﷺ کی دعا تیسرے روز ظہر اور عصر کے درمیان قبول فرمائی گئی اور ہم نے آپ ﷺ کے چہرے پر چمک اور مسرت کے آثار دیکھ کر پہچان لیا۔

﴿ابن سعد﴾

واقدی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مشائخ سے روایت کرتے ہیں کہ عمرو بن عبدود نے خندق کے زمانے میں ایک روز گھوڑے کو مہمیز لگا کر پار کر لیا اور کہا: "کوئی تم میں کوئی مرنے کا خواہش مند ہو تو وہ میرے سامنے آ جائے۔ بے شک اس کو میں قتل کئے بنا نہ ٹلوں گا۔"

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ سے مقابلہ کی اجازت چاہی تو آپ ﷺ نے ان کو اجازت دے کر ساتھ اپنی تلوار اور عمامہ مرحمت فرمایا اور دعا کی: "اے اللہ! اس عمرو پر علی رضی اللہ عنہ کی مدد فرما۔"

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تیزی اور بے تابی کے ساتھ اس کی طرف بڑھتے گئے، حتیٰ کہ وہ بالکل قریب ہو گئے، حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے اتنی پرزور آواز سے تکبیر کہی کہ راوی کا خیال ہے عمرو کا دل کانپ گیا ہوگا۔ وہ کچھ پیچھے ہوا اور پھر دونوں کا غبار پھیلا اور عمرو دو پارہ ہو کر اس طرح گرا کہ اس کا سر گھوڑے کے ایک طرف اچھل رہا تھا اور دھڑ دوسری طرف تڑپ رہا تھا۔

﴿ابن سعد﴾

غزوۂ بنی قریظہ کے موقع پر معجزات کا ظہور

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب غزوۂ خندق سے واپس ہوئے اور ہتھیار اتار کر غسل فرمایا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا: آپ ﷺ نے تو ہتھیار اتار دیے اور ہم یعنی فرشتوں نے ابھی ہتھیار نہیں اتارے ہیں، لہٰذا آپ تشریف لے چلئے، آپ نے پوچھا: کس طرف؟ کہا: وہاں اور بنی قریظہ کی سمت اشارہ کیا اور آپ پھر اسی طرف روانہ ہو گئے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تھے کہ ایک شخص نے باہر ہی سے سلام کیا اور رسول اللہ ﷺ تیزی سے باہر تشریف لے گئے۔ میں بھی دروازے تک گئی، میں نے دیکھا تو دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ کچھ وقت کے بعد اندر آ گئے اور فرمایا: اس وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے تھے اور ہمیں بنی قریظہ کی طرف پہنچنے کا حکم دے گئے ہیں۔ میں نے کہا: آپ نے تو ہتھیار اتار دیے مگر ہم نے اتارے اور مشرکوں کا تعاقب کیا حتیٰ کہ ان کو حمراء الاسد پہنچا دیا۔

﴿حاکم، بیہقی﴾

فرشتوں کی مدد:

ابن جریر، ابن مثنیٰ نے کہا ہے اور انہوں نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب تک چاہا بنی قریظہ اور بنی نضیر کا محاصرہ ہم سے کرایا اور بغیر فتح ہم لوٹ کر آ گئے تھے۔ ایک روز حضور نبی کریم ﷺ نے پانی طلب فرمایا اور سر دھویا۔ اتنے میں حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ ﷺ کے پاس تشریف لائے اور کہا: آپ نے ہتھیار رکھ دیے، فرشتوں نے ہتھیار نہیں رکھے ہیں۔ پس حضور نبی کریم ﷺ نے سر مبارک کو دھوئے بغیر ایک کپڑا طلب فرما کر سر سے لپیٹ لیا، ہم کو طلب فرمایا اور جب لوگ آ گئے تو بنو قریظہ اور بنو نضیر کے قلعوں اور آبادیوں کی طرف کوچ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے ہماری مدد فرمائی اور بہت آسانی کے ساتھ مسلمانوں کو فتح یاب کیا اور ہم باری تعالیٰ کے فضل کے ساتھ واپس آئے۔

حضرت عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنو قریظہ کی عورتوں میں سے اپنے لیے ریحانہ بنت عمرو کو منتخب فرمایا مگر اس خاتون نے مسلمان ہونے سے صاف انکار کر دیا، اس لیے آپ ﷺ نے اس سے علیحدگی اختیار فرمائی۔ اس وجہ سے آپ ﷺ کی طبیعت پر کچھ رنج بھی ہوا۔ اسی عرصہ میں ایک روز آپ ﷺ مجلس صحابہ میں رونق افروز تھے، آپ ﷺ نے پیچھے سے کسی کے آنے کی آواز سن فرمایا: آواز کسی نیک بخت کے قدموں کی ہے جو مجھے ریحانہ کے اسلام کی بشارت دے گا۔

﴿بیہقی﴾

بنی قریظہ کے ایک شیخ سے روایت ہے کہ اس نے ہمارے پاس ملک شام سے ایک یہودی آیا۔ اس کا نام ابن الہیبان تھا اور ہم نے اپنی زندگی میں اس سے بہتر شخص نہ دیکھا۔ وہ بزرگ ہمارے یہاں آ کر ٹھہرا۔ جب بارش نہ ہوتی تو ہم اس سے کہتے کہ دعا کرو اور وہ ہمیشہ یہ کہتا کہ دعا کیلئے نکلنے سے پہلے صدقہ دیدو اور ہم ایسا ہی کرتے، پھر وہ ہمیں لے کر حرہ کے مقام پر آتا اور واللہ ہم مجلس دعا سے اٹھتے بھی نہ تھے کہ بارش ہونے لگتی اور ہماری گھاٹیاں اور نالے پانی سے بھر جاتے اور یہ بات کوئی ایک دو مرتبہ نہیں کئی بار ہوئی۔ اس نے مرنے سے کچھ پہلے کہا:

> "اے بنی اسرائیل! تم خیال کرتے ہو گے میں شام کی خوش منظر اور شاداب زمین اور وادیوں کو چھوڑ کر اس خشک، بے آب و گیاہ، پتھر اور بھوک والی اس کے علاقہ میں کس وجہ سے آ گیا۔"

ہم نے جواب دیا کہ اس بات کو آپ ہی بہتر طور پر سمجھتے ہیں۔ اس کے بعد اس نے کہا: "سنو! اے صاحبو! یہ سب ترک وطن وغیرہ اس امید پر میں نے کیا کہ نبی آخر ظہور فرمانے والے ہیں اور یہ مقام اور علاقہ ان کی ہجرت کرکے آنے کا مقام ہے۔ میرا خیال تھا کہ شاید میری زندگی میں ایسا ہو کہ انبیاء علیہم السلام کی دعاؤں اور بشارتوں کے مطابق وہ آنے والے نبی مبعوث ہو جائیں۔

ان نبی کے قبضین کا خون بہایا جائے گا ان کی عورتوں کی بیوہ اور بچوں کو یتیم کیا جائے گا۔ ان کو ہر طرح سے خوف زدہ کیا جائے گا۔ ان کے باغ اور پھل رہ جائیں گے اور ان پر خدا بھرے ہوئے لوگ

متصرف ہو چکی ہیں گے۔ اب یہود بنی قریظہ اس سے تو محروم رہ گئے۔ البتہ تم کو مشورہ دیتا ہوں کہ اگر تم کو وہ عہد سعادت ملے تو تم اس سے استفادہ کرنا۔ اس کے بعد وہ فوت ہو گیا۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

یزید بن رومان اور عاصم بن عمر رحمہم اللہ وغیرہ سے روایت ہے کہ حضرت کعب بن اسد رضی اللہ عنہ نے بنی قریظہ سے کہا کہ اے گروہ یہود! محمد (ﷺ) کا اتباع اور دعوت قبول کر لو، یہ نبی ہیں اور وہی نبی جن کا ذکر تم کتب آسمانی میں پڑھتے رہے ہو اور جن کے بارے میں ابن مریم علیہ السلام نے بشارت دی۔ یہودی نے اپنے پیشوا کعب سے کہا آپ نے ساری باتیں درست فرمائیں اور دوسری علامات بھی جو آپ ﷺ کی ذات سے متعلق ہیں ہم نے ان کے مطابق آپ (محمد ﷺ) کو پایا ہے مگر اتباع و تقلید اور ان کی دعوت اسلام کی قبولیت پر ہمارے دل مطمئن نہیں ہیں۔

یہودی پیشوا کی تھی۔ یہی سعیہ کے دونوں بیٹوں ثعلبہ و اسید اور اسد بن عبید رضی اللہ عنہم کے اسلام لانے کا سبب بنیں جس رات قریظہ پر فتح پائی گئی اسی رات ان لوگوں نے اسلام قبول کر لیا۔ اس روایات کے ماخذ ابن سعد ہیں جنہوں نے روایت واقدی بسند ابراہیم بن اسماعیل بن ابی حبیبہ داؤد بن حصین از ابو سفیان مدنی بن ابی احمد رحمہم اللہ روایت کی ہے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت ثعلبہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سعیہ کے دونوں بیٹے ثعلبہ و اسید اور ان کے علاوہ اسد بن عبید رضی اللہ عنہ نے کہا: اے بنی قریظہ کے لوگو! خدا کی قسم! تم خوب جانتے ہو کہ وہ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ ہیں اور ان کے اوصاف ہمارے علماء اور بنی نضیر کے علماء نے بیان کیے ہیں اور یہ حیی بن اخطب ان کا اول درجہ کا پیشوا ہے اور ابن الہیبان دونوں علم ہمارے نزدیک لوگوں میں سب سے زیادہ سچے ہیں ابن الہیبان نے تو اپنی موت کے وقت ان (رسول ﷺ) کی صفت ہم سے بیان کی ہے۔

یہودیوں نے کہا ہم توریت کو نہیں چھوڑ سکتے، جب ان لوگوں کو انہوں نے انکار کرتے دیکھا تو وہ اسی رات اتر کے آگئے جس کی صبح بنو قریظہ باہر اتر کے آئے تھے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت سعد بن معاذ کی شہادت کی دعا قبول:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ خندق کی جنگ میں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو تیر لگا جسے حبان بن عرقہ نے ان کی اکحل میں مارا تھا تو نبی کریم ﷺ نے مسجد خندق میں ہی ان کا خیمہ نصب کرا دیا تھا تاکہ مزاج پرسی قریب سے ہوتی رہے، پھر جب رسول اللہ ﷺ خندق سے واپس آئے اور ہتھیار جسم اقدس سے الگ کر کے غسل فرمایا تو اچانک حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اس وقت آپ سر اقدس غبار سے پاک صاف فرما رہے تھے، انہوں نے عرض کیا "آپ ﷺ نے تو ہتھیار اتار دیے حالانکہ خدا کی قسم! ہم نے ابھی نہیں اتارے ہیں، ان کی طرف

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے جبرئیل علیہ السلام بارگاہ نبوت میں آئے اور عرض کیا:

وہ کون بندہ صالح ہے جس نے وفات پائی ہے کہ اس کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیے گئے ہیں اور عرش الٰہی جنبش میں ہے؟ تھوڑی ہی دیر میں معلوم ہوا کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی ہے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے جنازہ میں فرشتوں کی شرکت:

حضرت سلمہ بن اسلم بن حریش رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس حال میں داخل ہوئے کہ گھر میں سوائے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے کوئی نہ تھا اور وہ چادر اوڑھ کر لیٹے تھے۔ میں دیکھ رہا تھا کہ حضور ﷺ نے قدم مبارک بڑھا کر رکھا اور مجھ سے اشارہ فرمایا کہ ٹھہر جاؤ تو میں ٹھہر گیا اور پیچھے بھی ہٹ گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ کچھ دیر ٹھہرے اس کے بعد باہر تشریف لے آئے۔ میں نے عرض کیا: "یا رسول اللہ ﷺ! میں نے تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے گھر میں کسی کو موجود نہ پایا، مگر میں نے آپ ﷺ کو بڑی احتیاط سے قدم بڑھاتے دیکھا۔ یا رسول اللہ ﷺ! اس کی کیا وجہ ہے؟" ارشاد فرمایا: میرے بیٹھنے کی جگہ نہ تھی وہ تمام جگہ فرشتوں سے پر تھی۔ یہاں تک کہ ایک فرشتے نے اپنے بازوؤں کو سمیٹ کر میرے لیے جگہ نکالی۔

﴿ابن سعد﴾

محمود بن لبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ہم نے کسی کی میت کو حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی میت سے زیادہ ہلکا کبھی نہ اٹھایا۔ ارشاد فرمایا کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے ہلکے اور سبک ہونے میں کون سی چیز مانع ہوتی۔ ان کے جنازے میں تو اس قدر فرشتے اترے کہ اس سے پہلے کبھی نہ آئے وہ میت کو تمہارے ساتھ اٹھائے ہوئے تھے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ جب فوت ہوئے تو وہ ایک تنومند قوی ہیکل اور جسیم شخص تھے۔ منافقین کہنے لگے ہم نے اس سے زیادہ ہلکی میت کسی کی نہ دیکھی۔ مسلمانوں نے کہا تم کو ہلکے ہونے کی وجہ معلوم؟

اس کی وجہ غالباً ان کا وہ فیصلہ ہے جو بنو قریظہ کے بارے میں انہوں نے دیا۔

ان باتوں کا ذکر کسی نے رسول اللہ ﷺ سے کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ ملائکہ ان کے جنازے کو اٹھائے ہوئے تھے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت محمد بن شرحبیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی قبر سے کسی نے ایک مٹی خاک اٹھائی اور اپنے ساتھ لے گیا پھر جب کسی دوسرے وقت اس نے دیکھا تو مشک کی تھی۔ اس واقعہ کو سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سبحان اللہ، سبحان اللہ اور مسرت وانبساط کی کیفیت آپ

ﷺ کے چہرے پر دیکھ لیے اور فرمایا:

الحمد للہ، اگر کوئی قبر کے ضغطہ سے نجات پانے والا ہوتا تو حضرت سعد ؓ ضرور اس سے نجات پاتے۔ قبر نے ان کو بھینچا پھر اللہ تعالیٰ نے اسے کشادہ فرما دیا۔

﴿ابن سعد، بیہقی﴾

حضرت ابو سعید خدری ؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے بتایا کہ حضرت سعد ؓ کی قبر کھودنے والوں میں ایک میں بھی تھا جونہی ہم کھدائی کرتے تو اس مٹی سے خوشبو پاتے تھے۔

﴿ابن سعد﴾

ابو رافع یہودی کے قتل پر معجزے کا ظہور:

حضرت براء بن عازب ؓ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عتیک ؓ جب ابو رافع یہودی کو قتل کر کے نیچے اترے تو اس کے گھر کی سیڑھی سے گر کر زمین پر آ رہے اور پنڈلی ٹوٹ گئی تو انہوں نے کہا،

جب رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا، تو فرمایا اپنا پاؤں پھیلاؤ! تو میں نے پھیلا دیا۔ آپ ﷺ نے اس پر دست مبارک پھیرا تو میری پنڈلی ایسی ہو گئی جیسے اس پر کوئی ضرب لگی ہی نہ ہو۔

﴿بخاری﴾

سفیان بن نبیح ہذلی کے قتل کے سلسلہ میں معجزے کا ظہور:

حضرت عبداللہ بن انیس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ کو بلا کر فرمایا۔ مجھ کو معلوم ہوا ہے کہ ابن نبیح ہذلی مجھ سے جنگ کرنے کے لیے لوگوں کو جمع کر رہا ہے۔ وہ نخلہ یا عرنہ میں ہے تو تم جا کر اسے قتل کر دو۔

میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ مجھے اس کی پہچان بتا دیجئے تاکہ شناخت کر سکوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس کی شناخت یہ ہے کہ جب تم اس کو دیکھو گے تو لرزنے اور کانپنے لگو گے۔ میں روانہ ہو کر اس کے پاس پہنچ گیا اور جب میں نے اسے دیکھا تو میں کانپنے لگا۔ پھر میں تھوڑی دور اس کے ساتھ چلا اور جب میں نے اندازہ کر لیا کہ میں اس پر قابو پا سکتا ہوں تو میں نے تلوار کا وار کر کے اسے قتل کر دیا۔

جب میں اپنے کام سے فارغ ہو کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ خدا تمہیں سرخرو رکھے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں نے اسے قتل کر دیا۔ فرمایا تم نے ٹھیک کیا اور مجھے ایک عصا دیا اور ہدایت فرمائی کہ اسے پاس رکھو۔

میں نے کہا بہت اچھا۔ مگر یا رسول اللہ ﷺ یہ کیا کوئی میرے کاموں میں مدد دے گا؟ فرمایا یہ قیامت کے روز میرے اور تمہارے درمیان نشانی ہو گی تو حضرت عبداللہ ؓ نے عصا کو اپنی تلوار کے ساتھ ملا کر رکھا اور جب انتقال ہوا تو وصیت کی کہ عصا کو کفن میں رکھ دیا جائے۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

غزوہ بنی مصطلق میں معجزات کا ظہور

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مجھ سے حضرت سعید بن عبداللہ بن ابی ابیض رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ سے انہوں نے ان کی دادی سے جو حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کی باندی تھیں یہ حدیث بیان کی کہ میں نے جویریہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا سے سنا کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم اپنے قبیلے میں تھے۔ اس موقع پر میں نے اپنے باپ کو جو قبیلے کے بہادر عزیز سردار اور بڑے شجاع تھے یہ کہتے سنا "ہمارے مقابلہ میں وہ لوگ آئے ہیں، جن سے نمٹنے کی ہم میں تو طاقت نہیں۔"

باوجودیکہ اہل قبیلہ بڑے جیالے اور حوصلے والے تھے۔ میں نے اسی وجہ سے مخالفین پر پوری توجہ سے نظر ڈالی اور یہ مجمع جائزہ لیا تو میری نگاہیں خیرہ ہو گئیں وہ تو بہت ہی زیادہ تھے پھر جب میرے باپ کو شکست ہو گئی اور میں اسلام قبول کر کے رسول اللہ ﷺ کے نکاح میں آئی اور مسلمانوں کا لشکر واپس ہوا تو میں نے لشکر کا پھر جائزہ لیا تو وہ زیادہ نہ تھا۔ میں چونکہ مسلمانوں میں ان دنوں کی ہمراہ تھی وہاں ان کی طرز معاشرت میں بڑی خوبیوں کا مشاہدہ کر رہی تھی جو اسلام کی عظمت میرے دل میں پیدا کر رہی تھیں۔ لہٰذا مسلمانوں کی تعداد کم و بیش نظر آنے کے بارے میں مجھے یہ خیال ہوا کہ ضرور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کا رعب اور خوف پیدا کرنے کے لیے ایسا کیا ہے۔

مدینہ کا چاند میری گود میں آ گیا:

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کے تشریف لانے سے تین دن پہلے خواب دیکھا کہ ایک چاند مدینہ منورہ سے روانہ ہوا ہے اور میری گود میں آ کر ٹھہر گیا ہے۔ میں نے اس خواب کو بہتر نہ سمجھا کہ لوگوں کو بتاؤں۔ تیسرے روز مسلمانوں کی آمد، جنگ اور خواتین قبیلہ کی گرفتاری اور میرا حضور نبی کریم ﷺ سے نکاح ہونا یہ تمام واقعات رونما ہوئے اور اس طرح مجھے خواب کی تعبیر مل گئی۔

﴿بیہقی، ابونعیم، واقدی﴾

منافقین کی موت پر تیز ہوا:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار رسول اللہ ﷺ سفر سے تشریف لا رہے تھے جب مدینہ کے قریب پہنچے تو ہوا اتنی تیز ہوئی کہ احتمال تھا کہ سواروں کو گرد و غبار ڈھانپ لے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "یہ آندھی کسی منافق کی موت کی علامت ہے" پھر جب ہم مدینہ پہنچے تو معلوم ہوا منافقین کا پیشوا فوت ہو گیا ہے۔

﴿مسلم﴾

منافقوں کی غیبت پر فرمایا وہاں اونٹ ہے لے آؤ:

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوہ بنی مصطلق سے واپسی میں جو آندھی چلی تھی کہ وہ بعد

میں دن کے آخری حصے پرسکون ہوگئی۔ لوگوں نے اپنی اپنی سواریوں کی خبر گیری کی جس کے بعد معلوم ہوا کہ حضور نبی کریم ﷺ کی سواری کا اونٹ غائب ہے پھر اس کی تلاش میں لوگ ہر طرف نکل گئے۔ ایک منافق چند انصاری صحابہ کے ساتھ مصروف کلام تھا۔ جب اونٹ کی تلاش کے بارے میں اسے معلوم ہوا تو کہنے لگا:

"اے مدینے والو! کیا اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم ﷺ کو یہ نہ بتائے گا کہ تمہارا اونٹ کہاں ہے؟ حالانکہ حضور نبی کریم ﷺ کی تو عادت ہے کہ وہ بہت بڑی بڑی باتوں کو بتا دیا کرتے ہیں۔" یہ کہہ کر وہ وہاں سے اٹھا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس باتیں سننے کیلئے آ گیا۔ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے اس کے اقوال بیہودہ سے آگاہ فرما دیا تھا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "ایک جھوٹے مسلمان نے اس طرح بدگوئی کی ہے" اور اس کا قول انہیں الفاظ میں لوگوں کو بتا کر فرمایا: "سن لو اور تم میں اگر وہ بھی آ گیا ہے تو وہ بھی سن لے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے بتا دیا ہے جہاں وہ اونٹ ہے۔ اے لوگو! جاؤ اور جا کر دیکھو۔" وہ سامنے کی گھاٹی میں ہے، اس کی نکیل ایک جھاڑی میں الجھ گئی ہے۔

لوگ گئے اور اونٹ کو لے آئے۔ یہ منافق اس "وعید شدید" کے بعد بہت زیادہ اور امکانی تیزی کے ساتھ ان لوگوں کے پاس گیا جہاں بیٹھ کر اس نے حضور نبی کریم ﷺ پر طنز کیا تھا۔ ان انصاری لوگوں کو اس نے وہیں پر موجود پایا۔ منافق نے سوال کیا: "میں تم کو قسم دیتا ہوں" کیا آپ حضرات میں سے کوئی رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر گیا تھا اور میں نے جو کچھ کہا تھا وہ حضور نبی کریم ﷺ کو جا کر بتایا ہے؟" لوگوں نے کہا: نہیں! ہم تو جب سے اسی طرح وہ اسی جگہ بیٹھے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ کی بعض اوقات میں باتیں ہوتی رہیں وہ بھی نوعیت کی باتوں پر شبہ تھا۔ بحمد اللہ وہ رفع ہو گیا اور میرا یقین آپ کی نبوت و رسالت پر راسخ ہو گیا۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے تو نہایت تیز اور بدبودار ہوا چلی نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کچھ منافق لوگوں نے مسلمانوں کی غیبت کی ہے اس وجہ سے یہ بدبودار ہوا چلی ہے۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت عبداللہ بن زیاد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوۂ بنی مصطلق میں ام المومنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا حضور نبی کریم ﷺ کو قیدی عورتوں میں ملیں۔ ان کا باپ فدیہ لے کر آ رہا تھا جب وہ وادی مصطلق میں پہنچا تو اس نے فدیہ کے اونٹوں پر نظر ڈالی، ان میں دو اونٹ اچھے لگے جو ہر لحاظ سب سے عمدہ تھے۔ پھر اس نے ان دونوں اونٹوں کو وادی عقیق میں کسی طرف باندھ دیا اور باقی اونٹوں کو لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا۔

"میری بیٹی کو میرے حوالے کر دیجئے اور اس کے فدیہ میں یہ اونٹ حاضر ہیں۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "وہ اونٹ کب لاؤ گے جو تم کو زیادہ پسند تھے اور تم

انہیں وادی عقیق میں باندھ آئے ہو؟''

حضرت حارث رضی اللہ عنہ نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ ہیں اور یہ راز میرے سوا کوئی نہ جانتا تھا۔ وہ بہت اچھے مخلص اور باصلاحیت مسلمانوں میں سے ایک تھے۔

﴿ابن عساکر﴾

حدیثِ افک

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر کا ارادہ فرماتے تو اپنی ازواج مطہرات کے درمیان قرعہ ڈالتے جس زوجہ کا نام ان میں سے نکل آتا آپ ﷺ اس کو سفر میں ساتھ لے جاتے۔ ایک مرتبہ آپ نے جہاد کیلئے غزوہ کا ارادہ فرما کر ہم سب ازواج کے درمیان قرعہ ڈالا اور اس میں میرا نام نکل آیا۔ اس سے پہلے آیت حجاب نازل ہو چکی تھی۔ پس میں حضور نبی کریم ﷺ کے ہمراہ گئی۔ میری سواری کا بندوبست ہودج میں ایک اونٹ پر تھا اور مجھے بہ حالت پردہ ہودج میں بٹھا کر اس کو رسیوں سے باندھ دیا جاتا اور پڑاؤ یا منزل پر رسیاں کھول کر مجھ کو ہودج میں بیٹھے ہوئے نیچے اتار لیا جاتا۔

حضور نبی کریم ﷺ غزوہ سے فارغ ہونے کے بعد واپسی کیلئے روانہ ہو گئے اور مدینہ پہنچنے سے پہلے پڑاؤ فرمایا۔ پھر شب میں لشکر کو روانگی کا حکم فرما دیا، میں اٹھی اور قضائے حاجت کیلئے ذرا فاصلے پر لشکریوں کے پڑاؤ اور ٹھہراؤ سے باہر چلی گئی اور فراغت پا کر اپنی قیام گاہ پر لوٹ آئی، اتفاق سے میرا ہاتھ سینے پر گیا تو مجھے پتہ چل گیا کہ میرا ہار گلے میں نہیں ہے جو جزع ظفار کا بنا تھا۔ تو میں اسی راستہ میں اسی جگہ پر پہنچ کر ہار کو تلاش کرنے لگی جس میں دیر لگی، ادھر وہ لوگ آئے جو ہودج کو اونٹ پر رکھتے اور باندھتے تھے۔ میں ایک ہلکی اور سبک جسم کی عورت تھی وہ سمجھے کہ میں ہودج میں بیٹھ چکی ہوں۔ پس انہوں نے محمل کو باندھ دیا اور لشکر روانہ ہو گیا۔ میں ہار تلاش کر کے اقامت گاہ لوٹی تو وہاں کوئی پکارنے والا تھا نہ جواب دینے والا۔ میں اپنی قیام گاہ پر یعنی جہاں میرا ڈیرہ تھا بیٹھ گئی۔ میرا خیال تھا کہ حضور نبی کریم ﷺ جب مجھ کو نہ پائیں گے تو کسی کو بھیج کر مجھے بلوا لیں گے، بیٹھے ہوئے آنکھیں بوجھل ہوئیں، نیند کا غلبہ ہوا اور میں سو گئی۔ صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ لشکر کے پیچھے معقب کارواں پر مامور تھے۔ صبح کے وقت اس مقام پر پہنچے اور مجھ کو سوتا پایا۔ چونکہ احکامات حجاب سے قبل جب عورتوں کے شرعی پردے نہ تھے انہوں نے مجھ کو دیکھا تھا، اس لیے انہوں نے مجھ کو پہچان لیا۔ اس کے استرجاع (یعنی انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھنا) سے میں بیدار ہوئی اور چہرے اور جسم میں نے چادر میں اور زیادہ چھپا لیا۔ استرجاع کے علاوہ انہوں نے کچھ کہا نہ میں نے سنا۔ وہ اونٹنی سے اترے، اس کو بٹھایا اور میں جا کر سوار ہو گئی اور حضرت صفوان رضی اللہ عنہ اونٹنی کو کھینچ کر چل دیے، ہم نے چل کر لشکر کو سخت گرمی اور دھوپ کے وقت ٹھہراؤ میں پایا، پھر ہلاک ہوا جس کو میرے معاملے میں ہلاک ہونا تھا اور جس شخص نے سب سے بڑھ کر اس کی

تشہیر اور اتہام طرازی کی وہ عبداللہ بن ابی بن سلول منافق تھا۔

ہم مدینہ منورہ آ گئے اور میں بہ مشیت ایزدی ان ہی دنوں میں بیمار ہو گئی اور علالت کا سلسلہ ڈیڑھ ماہ سے کچھ کم چلتا رہا۔ مجھے فتنہ پردازوں کے افتراء کا کچھ پتہ نہ تھا البتہ حضور نبی کریم ﷺ کا میں وہ التفات نہیں پاتی تھی جو ہمیشہ میرے لیے مخصوص تھا اور یہ بات مجھے کسی وقت زیادہ محسوس ہوتی اور میں غیر ارادی طور پر رنجیدہ سی بھی ہو جاتی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ رویہ بس اس حد تک تھا کہ آپ ﷺ تشریف لاتے اور السلام علیکم فرما کر دریافت فرماتے: "تمہارے بیمار کا کیا حال ہے؟ اور پھر واپس تشریف لے جاتے۔"

بہ فضل خداوندی بیماری ختم ہوئی اور ضعف و نقاہت باقی تھی کہ میں مسطح کی بوڑھی ماں کے ساتھ قضائے حاجت کیلئے اس جگہ گئی، جو اس ضرورت کیلئے خواتین مدینہ کیلئے مخصوص تھی اور ہم عورتیں عموماً رات ہی کو اس ضرورت کیلئے نکلا کرتی تھیں۔

اتفاقاً ام مسطح رضی اللہ عنہا اپنی چادر کے پلو سے الجھ کر گر گئیں، اور ان کے منہ سے نکلا "مسطح ہلاک ہو" یہ سن کر میں نے کہا تم نے ایک بہت بڑی بات کہہ دی، کیا تم ایسے شخص کو برا کہتی ہو کہ جو بدر میں شریک ہو چکا ہے؟ ام مسطح رضی اللہ عنہا نے کہا: "حیرت ہے تم ایسا کہتی ہو؟ کیا تم نے وہ باتیں نہیں سنیں جو مسطح کہتا ہے؟" میں نے ام مسطح سے پوچھا: "مجھے بتاؤ وہ کیسی باتیں کرتا ہے" پھر انہوں نے الزام تراشیوں اور اتہام سازیوں کے بارے میں ساری باتیں مجھ سے بیان کیں جنہیں سن کر میں پہلے سے زیادہ بیمار ہو گئی۔ رسول اللہ ﷺ ایک روز تشریف لائے اور حسب سابق میرے پاس تشریف لائے اور السلام علیکم کر کے فرمایا: "تم کیسی ہو؟" اس وقت میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: "اگر آپ اجازت دیں تو میں اپنے والدین کے گھر چلی جاؤں؟" میرا ارادہ تھا کہ میں اپنے والدین سے ان بے ہودہ خبروں کے بارے میں دریافت کروں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اجازت دے دی اور پھر میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر چلی گئی۔

میں نے اپنی والدہ سے دریافت کیا: "اے ماں! لوگ کیسی باتیں بنا رہے ہیں؟" انہوں نے جواب دیا: "اے بیٹی! تم خود پر نرمی کرو، بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ کوئی شوہر اپنی ایک خوبصورت بیوی سے محبت کرتا ہو اور اس کے بارے میں باتیں نہ بنائی گئی ہوں۔"

میں نے کہا: سوکنوں نے تو باتیں نہیں بنائیں، مجھے تو مسطح وغیرہ کے بارے میں دریافت ہوا ہے۔ میں تمام رات روتی رہی اور صبح ہو جانے پر میرے آنسو تھمتے ہی نہ تھے، تمام شب جاگتی رہی پلک تک نہ جھپکا سکی۔

رسول اللہ ﷺ کو وحی کا انتظار تھا اور جب وحی کے آنے میں تاخیر ہوئی تو آپ ﷺ نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں مشورہ کرنے کیلئے حضرت علی بن ابی طالب اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو بلایا۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں نیک

گمان اور اچھی رائے کا اظہار کیا اور اشارۃً بتایا کہ میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں اپنی اس رائے کی وجہ سے افواہوں کو ہرگز باور نہیں کرتا۔ الفاظ یہ تھے:

''یارسول اللہ ﷺ آپ کے اہل میں، ہم تو بجز خیر و خوبی کے اور کچھ نہیں جانتے۔''

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ نے آپ پر کوئی تنگی نہیں فرمائی ہے۔ ان کے سوا اور عورتیں بہت ہیں اور آپ لونڈی سے پوچھئے وہ سچی باتیں آپ کو بتادے گی۔'' حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور ارشاد فرمایا:

''اے بریرہ! تم نے کبھی کوئی ایسی بات دیکھی ہے جو عائشہ رضی اللہ عنہا کے کردار کو شبہ میں ڈالتی ہو؟'' بریرہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: ''میں سچ کہتی ہوں، کوئی بات میں نے دیکھی ہے تو ان میں ہے کہ جس کی وجہ سے میری آنکھیں بند ہوں، بجز اس کے کہ وہ کم سن بچی ہیں، نیند زیادہ آتی ہے، آٹا گوندھ کر رکھ دیتی ہیں اور اس سے غافل ہو کر سو جاتی ہیں، بکری آتی ہے اور آٹا کھا جاتی ہے۔''

اس مشورے اور تحقیق کے بعد رسول اللہ ﷺ عبداللہ بن ابی کے پاس باز پرس کیلئے تشریف لے گئے اور میں دن بھر مسلسل روتی رہی، میرے آنسو تھمتے نہ تھے اور نیند نام کو نہ تھی، مجھ کو خیال ہوا کہ شدت گریہ سے شاید میرا جگر پھٹ جائے گا۔

یہی حال تھا کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور بیٹھ گئے۔ آپ نے جب سے یہ افواہیں سنی تھیں، میرے پاس نہ بیٹھے تھے۔ ایک مہینہ گزر چکا تھا اور آپ ﷺ کو وحی کا انتظار تھا۔ بہر حال آپ ﷺ بیٹھ گئے۔ کلمہ توحید و رسالت پڑھا اور بعد فرمایا:

''اے عائشہ! تمہارے بارے میں مجھے یہ اور یہ باتیں ملی ہیں، اب اگر تم پاک اور بری ہو تو ان شاء اللہ بہت جلد تمہاری برأت ہو جائے گی اور اگر تم کسی گناہ سے آلودہ ہو گئی ہو تو تم کو چاہیے اللہ تعالیٰ سے استغفار کرو، توبہ کرو کیونکہ جب بندہ اعتراف معصیت کر کے نادم اور شرمسار ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ رحمت سے متوجہ ہوتا ہے۔''

جب حضور نبی کریم ﷺ نے گفتگو ختم فرمائی تو میرے آنسو بھی ختم ہو گئے، اب میری آنکھوں میں ایک قطرہ بھی آنسو کا نہ تھا۔ میں نے اپنے والد سے کہا: ''میری طرف سے آپ وکالت کریں اور رسول اللہ ﷺ کو جواب دیں۔'' انہوں نے کچھ تامل اور تھوڑے سے سکوت کے بعد فرمایا: ''میری کچھ میں نہیں آتا کہ میں کیا عرض کروں؟'' پھر میں نے اپنی والدہ سے درخواست کی، آپ یہ جواب دیجئے۔ تو انہوں نے بھی یہی کہا: ''مجھ کو قاصر ہے اس لیے میں نہیں جانتی کہ رسول اللہ ﷺ کو کیا جواب دوں۔''

بالآخر مجھے کہنا پڑا میں اٹھی، باوجود کہ میں کم سن لڑکی تھی اور میں نے زیادہ قرآن بھی نہ پڑھا تھا، میں نے کہا: ''میں جانتی ہوں کہ جن افواہوں کو آپ نے سنا ہے وہ دل میں جگہ کر گئی ہیں اور ان کو سچ سمجھ لیا ہے۔ اب اگر میں یہ کہوں بھی کہ میں بری ہوں تو آپ ﷺ باور نہ فرمائیں گے اور اگر میں ان باتوں کا اعتراف کرلوں اگرچہ اللہ تعالیٰ واقف اسرار و حالات ہے اور وہ جانتا ہے کہ میں ان اتہامات

سے بری ہوں، تو آپ تو ضرور تصدیق فرمائیں گے۔ میں اپنے اور آپ کے درمیان کوئی مثال موجود نہیں پاتی بجز اس کے کہ جس طرح والد حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا تھا: "فَصَبْرٌ جَمِيلٌ ۖ وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَىٰ مَا تَصِفُونَ ۝" (سورۂ یوسف) ترجمہ: "اور اللہ تعالیٰ ہی سے مدد چاہتا ہوں ان باتوں پر جو تم بنا رہے ہو۔" اس کے بعد میں نے اپنا رخ اور پہلو بدلا اور بستر پر دراز ہوگئی۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں امید رکھتی تھی کہ اللہ تعالیٰ میری براءت فرما دے گا لیکن مجھے یہ خیال بھی نہ تھا کہ اللہ تعالیٰ میرے اس معاملہ میں نزول وحی فرما دے گا کیونکہ میں اپنے آپ کو اپنے معاملے کو اس قابل نہیں سمجھتی تھی۔ البتہ مجھ کو صرف اس بات کی توقع تھی کہ رسول اللہ ﷺ شاید خواب دیکھیں گے اور اس ذریعے سے مجھ بے چاری کی عفت و عصمت پر گواہی مل جائے گی۔

اللہ تعالیٰ کا کرم دیکھئے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی جگہ سے ہنوز اٹھے بھی نہ تھے اور افراد خانہ سے کوئی باہر نکلنے پایا تھا کہ آپ ﷺ پر نزول وحی ہونے لگا اور جو شدت ایسے موقعہ پر ہوتی تھی وہ شروع ہوگئی حتی کہ پیشانی مبارک پر موتیوں کی مانند پسینہ چمکنے لگا۔ آپ ﷺ پر موسم سرما میں بھی شدت وحی سے پسینہ وغیرہ کی یہ کیفیت طاری ہو جاتی تھی، آپ نے نزول وحی سے فارغ ہو کر تبسم فرمایا۔

❁ اور پھر کلام کی ابتداء ان الفاظ سے کی۔

يَا عَائِشَةُ أَمَّا اللَّهُ فَقَدْ بَرَّأَكِ

ترجمہ: "اے عائشہ! سنو اللہ تعالیٰ نے تم کو بری فرما دیا۔"

اب میری ماں نے مجھ سے کہا "عائشہ! اٹھو حضور نبی کریم ﷺ کے پاس جاؤ۔" میں نے ماں کو جواب دیا "اے میری ماں! اللہ کی قسم، میں تو اٹھ کر ان کے پاس نہ جاؤں گی اور میں اپنے اللہ کے سوا کسی کی حمد نہ کروں گی۔" حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اس موقع پر "إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ" سے دس آیتوں تک وحی ہوئی۔

﴿بخاری و مسلم﴾

علامہ زمخشری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ افک کے سلسلہ میں قرآن کریم کا انداز بیان بڑا جامع اور پرزور ہے اس میں مجاز و ایجاز اور انکارات و تنبیہات اس اسلوب سے بیان کی گئی ہیں کہ معصیت کے کسی دوسرے وقوع اور موقع پر اس انداز سے بیان نہیں کی گئیں۔

تہمت طرازی اور فتنہ سازی کو منافقین کی طرف سے جو مظاہرہ ہوا، جس سے اہل بیت رسول اللہ ﷺ اور خود رسالت مآب ﷺ کو جو انتہائی صدمہ اور دکھ پہنچا تھا اس کی وجہ سے انداز بیان میں شدت ہوئی ہے۔ ان کا یعنی زمخشری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول بھی ہے کہ بت پرستی اور شرک کے بارے میں جو تنبیہات ہیں وہ بھی مقابلۃ اس سے کم ہی ہیں کیونکہ یہ ایک پاک باز زوجہ رسول ﷺ کی طہارت و براءت کی شان ہے۔

قاضی ابوبکر باقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اس بات کا تو ذکر فرمایا کہ جس کو مشرکین حق تعالیٰ کی جانب منسوب کرتے ہیں اس کے بعد ہی پاکی خود بیان فرمائی ہے:

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحَانَهٗ

﴿سورۃ الانبیاء﴾

ترجمہ: ''وہ بولے رحمن نے بیٹا اختیار کیا پاک ہے وہ۔''

اس کے علاوہ بکثرت آیات حمید و تقدیر میں وارد ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے جب اس کا ذکر فرمایا کہ منافقین جس بات کو پاک عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف منسوب کرتے تھے تو کہا: ''سُبْحَانَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ'' (سورۃ النور) ترجمہ: ''الٰہی پاک ہے تجھے یہ بڑا بہتان ہے۔'' تا کہ عصمت مآب خاتون نفس کی شہادت ہو جائے۔ سبحان اللہ و بحمدہ

محمد بن عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور ام المومنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے مابین اتفاق سے اظہار تفاخر پر ہمکلام ہو گئیں۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں وہ ہوں کہ میرے عقد کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا۔ اس کے جواب میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اور میں وہ ہوں کہ میرے عذر کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں مذکور فرمایا جبکہ حضرت صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ نے مجھے سواری پر سوار کیا۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے ان سے پوچھا: ''اے عائشہ (رضی اللہ عنہا)! یہ تو بتاؤ جب تم حضرت صفوان رضی اللہ عنہ کے اونٹ پر سوار ہو رہی تھیں تو کیا تم نے کچھ پڑھ لیا تھا؟''

انہوں نے جواب دیا کہ میں نے ''حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ'' پڑھا تھا۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے کہا: تم نے مومنوں کا کلمہ پڑھا۔

﴿ابن جریر﴾

❁ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا:

اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ

﴿سورۃ النور﴾

ترجمہ ''بے شک وہ جو عیب لگاتے ہیں انجان پارسا ایمان والیوں کو۔''

کے بارے میں نازل فرمایا گیا۔

﴿ابن ابی حاتم﴾

سعید بن منصور اور ابن جریر رحمہما اللہ نے ایک دوسری روایت کے ذریعہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ انہوں نے اس آیت ''اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ'' (سورۃ النور) کو پڑھ کر کہا کہ یہ آیت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور دوسری ازواج مطہرات کے بارے میں ہے اور جن لوگوں نے افک میں حصہ لیا ان کی توبہ قبول نہیں ہوئی۔ انہوں نے اپنے قول کی دلیل میں آیت مندرجہ ذیل تلاوت کی:

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ

رسول اللہ ﷺ نے ان کو مدینہ کے باہر بھیج دیا، وہاں مسلمانوں کے جانوروں کو ایک چراگاہ میں حضور نبی کریم ﷺ کے چرواہے چراتے تھے۔ آپ ﷺ نے ان کو تو مسلموں سے فرمایا کہ تم لوگ بھی دیکھ بھال کرو اور اونٹوں کا دودھ وغیرہ پیتے رہے۔ وہ لوگ چلے گئے اور مقام حرہ پہنچ کر اسلام سے پھر گئے اور مرتد ہو گئے اور مسلمان چرواہے کو قتل کر کے اونٹوں کو ہانک کر لے گئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے کچھ مسلمانوں کو ان کے تعاقب میں بھیجا اور انہیں حکم دیا کہ ان کی آنکھیں نکال کر ہاتھ پاؤں کاٹ کر حرہ کے گوشہ میں چھوڑ دینا یہ سب لوگ اسی امر میں مر گئے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

سریۂ دومۃ الجندل کیلئے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو سردار بنایا:

واقدی رحمتہ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک چھوٹا سا لشکر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں بنوکلب کی طرف، دومۃ الجندل روانہ فرمایا اور ہدایت کی کہ اگر وہ دعوت اسلام قبول کرلیں، تو تم ان کے سردار کی بیٹی سے نکاح کر لینا۔ وہ روانہ ہو گئے، تین روز قیام کیا اور ان کو دعوت اسلام دی، جس کے نتیجے میں ان کا سردار اصبغ بن عمرو کلبی نے جو نصرانی تھا، اسلام قبول کرلیا اور اس کے ساتھ ہی بنوکلب کے بہت سے لوگ بھی دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ کچھ لوگوں نے اسلام قبول کرنے کے بجائے جزیہ ادا کرنے پر آمادگی کا اظہار کیا، چنانچہ ان پر جزیہ قائم کر دیا گیا اور جزیہ کی وصولی کا بھی انتظام کر دیا۔ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے تماضر بنت اصبغ سے نکاح کر کے اپنے ہمراہ مدینہ لے آئے۔

﴿ابن سعد﴾

واقدی رحمتہ اللہ علیہ اس روایت کے مطابق ایک اور حدیث بیان کی ہے جس کے آخر میں اتنا اور مزید ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اور تم اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرنا، امید ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ہاتھ پر اس کو فتح کراوے، اگر تمہارے ہاتھ پر فتح ہو جائے تو ان کے سردار کی بیٹی سے نکاح کر لینا۔''

﴿ابن عساکر﴾

واقعہ حدیبیہ میں معجزات کا ظہور

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ اور مروان بن الحکم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان دونوں حضرات نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ حدیبیہ کے موقع پر ایک ہزار سے کچھ اوپر صحابہ کرام کے ساتھ روانہ ہوئے، جب آپ ﷺ ذوالحلیفہ پہنچے تو ہدی کے جانوروں کے گلوں میں قلاوے ڈالے اور ان کا اشعار کر کے عمرہ کا احرام باندھا اور دیدبانی کیلئے خزاعہ کے ایک شخص کو روانہ کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ جا واشطاط پر پہنچے تھے تو وہ خزاعی دیدبان حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں واپس پہنچا اور بتایا:

''قریش نے آپ کے اور مسلمانوں کے مقابلے کیلئے بہت بڑی جمعیت کو فراہم کرلیا

ہے اور آس پاس کے مختلف قبائل کے لوگ بھی ان کے حلیف اور شریک بن گئے ہیں وہ
لوگ آپ سے جنگ کریں گے، راستہ روکیں گے اور مزاحمت کریں گے۔"

یہ اطلاع پاکر آپ ﷺ نے فرمایا: مسلمانو! مجھے رائے دو کہ میں ان لوگوں کے اہل و عیال اور ان کے بچوں کی طرف متوجہ ہوں، جو ہمیں بیت اللہ سے روکنے کا ارادہ رکھتے ہیں یا ہم بیت اللہ کا ہی قصد کریں اور جو ہمیں اس سے روکے اس کا مقابلہ کریں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: "یا رسول اللہ ﷺ! ہم زیارت بیت اللہ کا ارادہ کرکے نکلے ہیں۔ جنگ و قتال کے ارادہ سے نہیں آئے ہیں، تو آپ بیت اللہ کی تشریف لے چلیں، ہم کو اگر کوئی زیارت سے روکے گا تو ہم اس کی رکاوٹ کو کچل دیں گے، ہم بن کر راہ سے ہٹا دیں گے، اگر کوئی مقابل آئے گا تو ہم اس سے جنگ کریں گے۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "بسم اللہ پڑھ کر چل دو۔"

اثنائے راہ میں حضور نبی کریم ﷺ نے مطلع کیا کہ "حضرت خالد بن ولید قریش کے رسالہ کا قائد اس وقت طلیعہ پر ہے اس لیے دائیں جانب کا راستہ اختیار کرلو۔"

پس خالد کو پتہ نہ چلا کہ مسلمانوں کی جمعیت رفتہ کا قرسواروں کے سر پر پہنچ گئی۔ جب رسالہ نے گرد و غبار دیکھا تو قریش کو ہوشیار اور خبردار کرنے کیلئے اُلٹے قدم مکہ کی طرف بھاگا۔ رسول اللہ ﷺ مسلسل مکہ کی جانب بڑھتے رہے اور پھر ایک ٹیلے مرتفع پر حضور نبی کریم ﷺ کی اونٹنی بیٹھ گئی، لوگوں نے اٹھایا، چلانے کیلئے ہنکایا مگر وہ جگہ سے مس نہ ہوئی، پھر لوگ کہنے لگے: قصویٰ سرکشی کر رہی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قصویٰ نے سرکشی نہیں کی ہے، وہ طبعاً ایسی نہیں ہے، بلکہ اس کو اسی قوت نے روکا ہے، جس نے ہاتھی کو روکا تھا، پھر فرمایا: "قسم ہے اس ذات اعلیٰ کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، قریش مجھ سے ایسی بات کو نہیں منوا سکتے جس میں اللہ کی حرمتوں کی تعظیم کی جاتی ہے، اس کے سوا وہ جس بات کو کہیں گے، میں ان کی بات مان لوں گا۔"

اس کے بعد آپ نے اپنی اونٹنی کو تنبیہ فرمائی اور وہ چونک کر چلی اور سیدھی ہوگئی۔ آپ سوار ہوکر حدیبیہ میں اس مقام پر آئے جہاں ایک گڑھے میں تھوڑا سا پانی تھا، لوگوں نے کفایت کے ساتھ پانی لے کر استعمال کیا اور تھوڑی دیر بعد وہ پانی استعمال کرلیا گیا اور گڑھے میں پانی نہ رہا، اصحاب نے پانی کی صورتحال سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو آگاہ فرمایا۔

تب آپ نے ترکش سے ایک تیر نکال کر دیا اور فرمایا: "اس تیر کو اس گڑھے میں گاڑ دو جس کا پانی ختم ہوچکا ہے چنانچہ تعمیل ارشاد کی گئی، اس کے بعد خدا کی قسم! اس میں اتنا پانی جوش مارتا رہا کہ تمام مسلمان اس پانی سے سیراب ہوتے رہے، گویا گڑھے میں پانی کے سوتے پھوٹ گئے تھے۔" قریش کی جانب سے بدیل بن ورقاء خزاعی جو بنو خزاعہ کا سردار تھا چند افراد کے ہمراہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا:

''میں نے بنی کعب اور عامر بن لوی کو حدیبیہ کے چشموں پر پڑاؤ ڈالے دیکھا ہے، ان کے ساتھ دودھ دینے والی اونٹنیاں ہیں، وہ تم کو بیت اللہ سے روکنے اور باز رکھنے کیلئے وہاں موجود ہیں اگر تم ضد اور اصرار کرو گے تو وہ جنگ کریں گے۔''

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جواب میں فرمایا: ''ہم لڑنا چاہتے ہیں نہ لڑنے کے ارادے سے آئے ہیں، ہمارا مقصد زیارت کعبہ اور طواف عمرہ ہے۔ باوجود یہ کہ کفار قریش بار بار کی لڑائیوں، جھڑپوں اور مسلسل جارحانہ فوجی کارروائیوں سے کشتہ اور مضروب ہو چکے ہیں، پھر بھی وہ ایسے لوگوں سے جو امن وسلامتی کے پیغامی ہیں، بلاوجہ لڑنا اور جنگ کی دھمکیاں دینا پسند کرتے ہیں۔''

اس کے بعد آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اے نمائندہ قریش! بدیل! اگر وہ لوگ یعنی قریش پسند کریں تو میں ایک مدت مقرر کر دوں اور اس مدت میں وہ ہمارے کاموں اور سرگرمیوں میں مزاحم نہ ہوں، اگر اس مدت میں ہم کامیاب اور غالب ہو جائیں، تو وہ اگر پسند کریں، ہمارے اندر نیک نیتی سے مدغم ہو جائیں یعنی ملت اسلامیہ میں شامل ہو جائیں، ورنہ وہ جنگ کی صعوبتوں سے تو بہر حال محفوظ رہیں گے اور اگر قریش نے میری اس پیشکش سے فائدہ نہیں اٹھایا اور ہم پر جنگ مسلط ہی کر دی تو قسم ہے اس ذات اعلیٰ کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ کہ میں دین حق کی خاطر اس وقت تک جنگ جاری رکھوں گا جب تک میں زندہ ہوں اور دین خداوندی غالب ہو جائے اور امور الٰہی نافذ ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ کے پرستاروں کیلئے مواقعات باقی نہ رہیں۔

بدیل نے واپس جا کر قریش سے کہا: میں نے محمد (ﷺ) سے یہ اور یہ کہا مگر وہ کچھ بھی مرعوب اور متاثر نہ ہوئے البتہ انہوں نے ایک اور تجویز تمہارے سامنے رکھی ہے۔ بدیل کا قطع کلام کرتے ہوئے بعض جذباتی اور پست ذہنیت لوگ بول اٹھے: ''ہمیں ضرورت نہیں ہے۔'' کچھ سنجیدہ، معتدل مزاج اور اہل الرائے اصحاب نے پوچھا وہ کون سی تجویز ہے، بتاؤ تو سہی؟ بدیل نے آپ ﷺ کی ساری گفتگو اور مدت معین کرنے کی تجویز کو ان سے بیان کیا۔

عروہ بن مسعود نے ساری باتوں کو بہ غور سنا اور پھر مجمع کو خطاب کرنے کیلئے کھڑا ہوا، اس کی تقریر کا خلاصہ یہ تھا کہ: ''اے لائق احترام قریشیو! کیا آپ میرے بڑے اور بزرگ نہیں؟'' جواب آیا: بے شک! کیوں نہیں پھر عروہ نے پوچھا: ''اور کیا میں سن طفولیت کی ابتداء ہی سے آپ کے اندر نہیں رہا۔'' (یعنی بچپن سے میرا پورا ماضی اور زندگی کے سارے مراحل تمہاری نظروں کے سامنے سے نہیں گزرتے رہے ہیں؟'')

جواب ملا: بے شک ہم تمہاری پوری زندگی سے باخبر ہیں، اس کے بعد عروہ نے سوال کیا: ''کیا میں نے بھی اور کسی وجہ سے کوئی ایسا کام کر لیا ہے کہ آپ بزرگوں اور بھائیوں کے نزدیک میں ساقط الاعتبار ہو گیا ہوں؟'' لوگوں نے کہا: نہیں! تم نے کوئی ایسا کام نہیں کیا جو اعتماد کو مجروح کرنے کا سبب بنتا، یہ سن کر عروہ بن مسعود نے ان کو اپنا ایک واقعہ ہمدردی کو یاد دلاتے ہوئے کہا:

''کیا آپ حضرات کو یاد ہے کہ میں نے آپ کی مدد کیلئے عکاظ والوں کو آواز دی اور

جب وہ میرے بلانے سے نہیں آئے تو پھر میں اپنی بیوی اور بچوں کو، اور ان لوگوں کو بھی جنہوں نے میری بات مانی آپ کے سامنے لے آیا تھا۔"

لوگوں نے سنا اور اعتراف کیا۔ اتنے سوالات کر کے جب عروہ بن مسعود نے قریش کی رائے کو اپنے حق میں موافق اور ہموار کر لیا تو وہ مقصد اصلی کی طرف آیا اور کہا:

"اے میری قوم کے بزرگو اور دانشورو! میرے خیال میں محمد (ﷺ) نے جو تجویز ہمارے سامنے رکھی ہے وہ ہرگز نامناسب اور نادرست نہیں ہے۔ اس وجہ سے مان لو اور مجھے اجازت دو کہ میں اس بارے میں مزید دریافت طلب امور پر گفتگو کروں۔"

عروہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور باتیں کیں۔ آپ نے ان سے وہی باتیں فرمائیں جو اس سے پہلے خزاعہ کے سردار بدیل سے کی تھیں۔ عروہ نے کہا: "محمد (ﷺ)! کیا آپ یہ پسند کریں گے کہ آپ کی قوم آپ ہی سے ٹکرا کر اپنا انفرادی وجود کھو بیٹھے اور فنا ہو جائے؟ کیا اس سے پہلے عرب کی تاریخ میں بھی اس نوع کا کیس ملتا ہے؟ یا پھر یہ کہ سارے عرب کے خاندان سے کوئی ایسی شخصیت ابھری ہو جس نے اس طرح کی خانہ جنگی کو ہوا یا تحریک دی ہو..." اپنی تقریر جاری رکھتے ہوئے انہوں نے یہ بھی کہہ دیا کہ اگر قریش کہ زور آزمائی میں غالب آ جائیں تو میں آپ کے ساتھ اور جماعت میں ایسے چہروں کو دیکھ رہا ہوں جو یقیناً بھاگ جائیں گے اور آپ کو کسمپرسی کے عالم میں بے یار و مددگار چھوڑ دیں گے۔

سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ موجود تھے۔ وہ اپنی فطری بردباری، تحمل اور غیر معمولی قوت برداشت کے باوجود بپھر گئے، غصہ سے بے تاب ہو گئے، مداخلت کرتے ہوئے عروہ کو مخاطب کیا اور نہایت ہی تحقیر آمیز لہجے میں فرمایا:

امصص بظر اللات اور کہنے والے! تو اپنے بت لات کی شرمگاہ کو چوس۔

کیا یہ قول تجھے آ گیا ہے؟ واقعی کیا تو عقل سے اس درجہ عاری ہے کہ یہ سمجھ بیٹھا ہے کہ ہم بھاگ جانے والے اور حضور نبی کریم ﷺ کو چھوڑ جانے والے ہیں۔

عروہ بھنا کر رہ گیا اور دریافت کیا: "یہ کون صاحب ہیں؟" بتایا گیا کہ یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رفیق سفر ہجرت ہیں۔ عروہ نے حضرت ابوبکر صدیق کو جواب دیا: "اے عبد الکعبہ! واللہ! اگر آپ کا وہ احسان مجھ پر نہ ہوتا اور جس کے جواب میں ہنوز کوئی احسان میں آپ کے ساتھ نہیں کر سکا ہوں، اگر یہ معاملہ نہ ہوتا تو شاید آپ کی بات کا جواب اس سے زیادہ سخت ہوتا۔"

راوی کا بیان ہے۔ عروہ گفتگو کے دوران اپنا ہاتھ حضور نبی کریم ﷺ کی ریش مبارک سے چھو دیتا۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ قریب ہی کھڑے تھے، ان کے ہاتھ میں تلوار اور سر پر خود تھا۔ جب بھی عروہ اپنے ہاتھ کو حضور نبی کریم ﷺ کی ریش مبارک کی طرف بڑھاتا۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کو اس کی یہ طرز اور حرکت ناگوار گزرتی تھی، چنانچہ وہ عروہ کے ہاتھ پر تلوار کا دستہ مارتے ہوئے کہتے: "اپنے ہاتھ کو سرکار کی ریش مبارک سے علیحدہ رکھو۔"

عروہ نے نظر اٹھائی، حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا اور حاضرین میں سے پوچھا: یہ کون ہیں؟ بتایا گیا یہ حضرت مغیر بن شعبہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ عروہ نے کہا: ''اے احسان فراموش مغیرہ! کیا تیری بے وفائی اور ظلم رسانی کے سلسلے میں، میں نے بھاگ دوڑ نہیں کی تھی؟''

عروہ اپنی انکھیوں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور رفقاء کے انداز و اطوار دیکھتے جاتے تھے، ان کا بیان ہے کہ خدا کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کھنکارتے تو لعاب دہن پاک زمین پر نہیں گرتا تھا بلکہ وہ کسی نہ کسی کے ہاتھ میں پہنچ جاتا تھا اور وہ جس کے ہاتھ میں پہنچتا تو وہ اس کو اپنے چہرے اور جسم پر مل لیتا تھا جب آپ کسی کو حکم فرماتے تو وہ اس کی تعمیل میں عجلت وسبقت دکھاتا اور جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو باتیں کرتے تو اپنی آوازوں کو بہت ہی پست کر لیتے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے احترام کے باعث کوئی نظر بھر کر آپ کو نہیں دیکھتا، ان کے لہجوں میں عجز اور الفاظ میں نرمی ہوتی تھی، یہ تمام انداز واطوار دیکھ کر عروہ اپنے ساتھیوں کے پاس واپس گئے اور ان سے کہا: لوگو!

خدا کی قسم! میں قیصر و کسریٰ کے درباروں میں جو دنیا کے عظیم الشان افراد ہیں، روم اور ایران بھی گیا ہوں اور اس کے علاوہ بارگاہوں میں بھی، انہوں نے اپنے خادموں کو آداب خدمت سکھائے ہیں، انہوں نے اپنے دانشوروں سے منصوبے تیار کرا کر خاص قسم کے لوگوں کو آداب سکھائے ہیں مگر وہاں یہ بات کہاں؟ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اصحاب تو پروانے ہیں وہ ہمہ وقت اطاعت وحکم کی بجا آوری میں لذت محسوس کرتے ہیں۔

اللہ کی قسم! میں نے نہیں دیکھا کہ کسی بادشاہ کی تعظیم اس کے اصحاب ایسی بجالاتے ہوں جیسی اصحاب محمد محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بجالاتے ہیں۔

اسکے بعد اصل موضوع گفتگو اور سفارتی امور کے بارے میں اس نے بتایا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اسی تجویز پر قائم ہیں اور میرا مشورہ ہے کہ آپ لوگ اسے بلا تامل قبول کر لیں کیونکہ اس میں امن وسکون کی ضمانت ہے۔

بنی کنانہ کا ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے کہا: اگر آپ لوگ پسند کریں تو میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس جانا چاہتا ہوں، قریش نے اجازت دی تو وہ مسلمانوں کے پڑاؤ پر آیا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر اس پر پڑی تو فرمایا: یہ فلاں شخص اس قبیلہ کا ہے، یہ لوگ قربانی کے جانوروں کی تعظیم کرتے ہیں، اس کے سامنے سے قربانی کے جانوروں کو گزارو اور لبیک پڑھتے ہوئے گزرو، جب اس نے یہ منظر دیکھا تو کہنے لگا: ان حضرات کو زیارت بیت اللہ سے روکنا ہرگز مناسب نہیں، واپس چلا گیا اور جا کر بتایا میں نے ان جانوروں کو دیکھا جو مسلمان قربانی کیلئے لائے ہیں، تمام جانور قلاوے ڈالے اور اشعار کیے ہوئے تھے میں تو خیال کرتا ہوں انہیں زیارت بیت اللہ سے نہ روکا جائے۔ یہ باتیں سن کر ایک شخص جس کا نام مکرز بن حفص تھا، اس نے آنے کیلئے اجازت طلب کی جب وہ آیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ ایک برا شخص ہے اور اس کا نام مکرز ہے۔ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے باتیں کر رہا تھا کہ سہیل بن عمرو آ گیا اسے دیکھ کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اب تو تمہارا معاملہ آسان ہو گیا۔

﴿بخاری﴾

معمر راوی نے بیان کیا کہ زہری نے اپنی حدیث کو نقل کیا کہ سہیل بن عمرو آیا اور اس نے کہا: ہمارے اور تمہارے درمیان صلح نامہ تحریر ہونا چاہیے تو رسول اللہ ﷺ نے کاتب کو بلوایا اور کہا لکھو:

"بسم اللہ الرحمن الرحیم"

سہیل نے کہا: ”میں رحمن کو نہیں جانتا کہ وہ کون ہے؟ لہٰذا آپ "باسمک اللّٰھم" لکھئے جیسا کہ پہلے لکھا کرتے تھے۔ مسلمانوں نے کہا: ہم تو یہی لکھیں گے مگر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "باسمک اللّٰھم" ہی لکھ دو۔

- اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو املاء لکھنے بتایا:

"هذا ما صالح عليه محمد رسول الله"

اس پر بھی سہیل کو اعتراض ہوا اور اس نے کہا: ”اگر آپ کو اللہ کا رسول مانتے تو پھر جھگڑا ہی کیا تھا۔ آپ کو محمد بن عبداللہ لکھنا چاہیے۔“ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں بلاشبہ اللہ کا رسول ہوں، مگر تم تسلیم نہیں کرتے۔“ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس کے بعد آپ ﷺ نے ”محمد بن عبداللہ“ لکھوا دیا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اس تحریر کی پہلی شرط یہ ہے کہ ہمارے اور بیت اللہ کے درمیان قریش مکہ حائل نہ ہوں گے اور ہمیں بیت اللہ کا طواف اور زیارت کرنے سے نہ روکیں گے۔“

سہیل نے کہا: ”ہم یہ بات گوارا کرنے کیلئے تیار نہیں کہ سارے عرب میں چرچا ہو کہ ہمارے دشمن زبردستی مکہ آ کر عمرہ کر گئے۔ مگر آپ ﷺ اور دوسرے مسلمان آئندہ سال آ کر طواف و زیارت کرنا چاہیں تو قریش مزاحمت یا ممانعت نہیں کریں گے۔“ اس پر اتفاق کر لیا گیا اور پہلی شرط قرار دے کر صلح نامہ تحریر کر دی گئی۔ اس کے بعد سہیل نے کہا: ”دوسری شرط یہ ہے کہ ہم میں سے کوئی شخص آپ ﷺ کے پاس نہ جائے گا اگرچہ وہ آپ کا دین قبول کر چکا ہو، اگر کوئی شخص آ جائے گا تو اسے ہمارے پاس واپس کرنا ہوگا۔“ صحابہ نے کہا: ”واہ! یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جو شخص اسلام قبول کر کے ہمارے پاس آ جائے، ہم اس کو اس حالت میں واپس دینے کے بجائے مشرکوں میں دھکیل دیں۔“

ابھی اس دوسری شق پر بحث و گفتگو جاری تھی کہ اچانک سہیل بن عمرو نامدار قریش کے فرزند ابوجندل رضی اللہ عنہ بیڑیوں سے پاؤں گھسیٹتے گرتے پڑتے یہاں پہنچے، یہ اسلام کے سبب قید سے فرار ہو کر آئے تھے۔ مسلمانوں کے درمیان پہنچ کر وہ ناتوانی سے گر پڑے، سہیل نے اپنے بیٹے کو دیکھ کر کہا: اے محمد (ﷺ)! یہ پہلا شخص ہے جس پر میں آپ سے اس شق کے تحت فیصلہ طلب کرتا ہوں، اب اس کو میری طرف پھیر دیجئے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ابھی تو صلح نامہ کی تحریر مکمل نہیں ہوئی ہے اور نہ اس کا نفاذ کیا گیا ہے۔ سہیل نے کہا: اللہ کی قسم! اب میں آپ سے کبھی کسی چیز پر صلح نہیں کروں گا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سہیل اس کو اجازت دے دو۔ سہیل نے کہا کہ میں اس کو مسلمانوں میں رہنے کی اجازت نہیں دوں گا۔ بالآخر ابوجندل رضی اللہ عنہ کو ان کے باپ دشمن [illegible] اور [illegible] خواہی کے

باوجود ان کے باپ سہیل بن عمرو کے حوالہ کر دیا۔

ابوجندل ؓ نے کہا: مسلمانو! کیا تم مشرکوں کے حوالے مجھے کرتے ہو حالانکہ میں مسلمان ہو کر آیا ہوں، تم نہیں دیکھ رہے کہ مجھ پر کیا کچھ گزر رہی ہے اور کیسا شدید عذاب میں اللہ کی راہ میں اٹھا رہا ہوں۔

مسلمان یہ منظر دیکھ کر تڑپ اٹھے۔ حضرت عمر ؓ کو تو تاب ضبط نہ رہی، حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کیا:

"یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ نبی برحق نہیں ہیں؟" آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا: "بے شک میں نبی برحق ہوں۔" حضرت عمر ؓ نے عرض کیا: "کیا ہم مسلمان نہیں ہیں؟" حضور نبی کریم ﷺ نے جواب دیا: "بے شک تم مسلمان ہو۔" حضرت عمر ؓ نے پوچھا: "کیا وہ لوگ مشرک اور دشمن دین حق نہیں ہیں؟" حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "بلاشبہ وہ شرک کرنے والے اور دین الٰہی کے دشمن اور کفر و سرتابی کی روش پر قائم ہیں۔"

ان سوالات کا جواب پانے کے بعد حضرت عمر ؓ نے ادب و تعظیم کے لہجہ میں گزارش کیا: "اے اللہ کے سچے رسول اللہ ﷺ! براہ کرم مجھے بتایئے کہ جب حقیقت یہ ہے تو پھر ہم دین کے معاملے میں یہ ذلت کیوں گوارا کریں؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اے عمر! میں اللہ کا رسول ہوں، اس کے حکم کے خلاف نہیں کر سکتا، وہ انشاء اللہ مجھے ہرگز خوار نہیں کرے گا۔"

حضرت عمر ؓ کو فرمایا کرتے کہ میں اس بے تحاشہ جوش کے کر دینے پر اپنی جرأت پر بہت پشیمان ہوا اور مجھے ہمیشہ افسوس رہے گا، آپ اس کے کفارے کیلئے توبہ و استغفار کے علاوہ صدقات و خیرات اور روزے آزاد کرتے رہے۔

ایک روایت میں ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ سے سوالات کرنے کے بعد حضرت عمر فاروق ؓ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے پاس تشریف لے گئے اور وہی سوالات ان سے بھی کیے۔ حضرت صدیق اکبر ؓ نے ان کو جوابات دینے کے بعد فرمایا: اے عمر ؓ! سنو......

حضور نبی کریم ﷺ یقیناً اللہ کے رسول ہیں اور وہ اپنے رب کی نافرمانی نہیں کرتے اور وہ ان کا مددگار ہے لہٰذا تم حضور نبی کریم ﷺ کی رکاب کو مضبوطی سے پکڑے رہو، اللہ کی قسم! حضور نبی کریم ﷺ حق پر ہیں۔ حضرت عمر ؓ نے فرمایا: کیا حضور نبی کریم ﷺ نے ہم سے یہ نہیں فرمایا تھا کہ ہم بیت اللہ جائیں گے اور اس کا طواف کریں گے، انہوں نے کہا: یقیناً فرمایا تھا لیکن کیا یہ بھی فرمایا تھا کہ ہم اسی سال جائیں گے؟ حضرت عمر ؓ نے کہا: یہ تو نہیں فرمایا تھا۔ حضرت ابوبکر ؓ نے فرمایا: تو تم ضرور جاؤ گے لیکن اس وقت نہیں، آئندہ سال۔

رسول اللہ ﷺ عہد نامے کی کتابت سے فارغ ہوئے تو مسلمانوں سے فرمایا: اب قربانی کے جانوروں کو ذبح کر کے حلق کرا لو۔

راوی حدیث نے بیان کیا کہ اس حکم کی تعمیل میں ایک مسلمان بھی نہ اٹھا اور پھر اس بات کو حضور نبی کریم ﷺ نے تین بار دہرایا۔ جب کوئی نہ اٹھا تو آپ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے

باہر تشریف لے گئے اور مسلمانوں کی حالت جمود و سکتہ کو ان سے بیان فرمایا۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ﷺ اپنے جانوروں کی قربانی شروع کریں، سر مونڈنے والے کو بلا کر حلق کرا لیں اور اب کسی سے کچھ نہ کہیں۔

رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے اور کسی سے کچھ نہ کہا۔ پھر اپنے اونٹ کو ذبح کیا حلق کرایا۔ جب مسلمانوں نے یہ دیکھا تو وہ بھی اٹھے، انہوں نے اپنے اپنے جانور ذبح کیے اور باہم ایک دوسرے کا سر مونڈنے لگے۔ ان کاموں میں سب بے حد گھبراہٹ اور حرکت پیدا ہو گئی تھی۔ مردوں کے بعد عورتیں گئیں اور اپنی قربانیوں سے فارغ ہوئیں۔

اس مرحلہ پر ان عورتوں کے بارے میں جو ہجرت کر کے مدینہ آئیں اور ان کے دلوں میں ایمان راسخ ہو چکا ہو تو ان کی آمد اور ان کا وجود مسلمانوں کیلئے مصیبت رسوائی بھی ہو سکتا تھا۔

◆ اس لیے ان کے متعلق ارشاد خداوندی ہوا۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا جَاۗءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ ۭ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِهِنَّ ۚ فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ ۭ لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ ۝

﴿سورۃ الممتحنہ﴾

ترجمہ: ”اے ایمان والو! جب تمہارے پاس مسلمان عورتیں کفرستان سے اپنے گھر چھوڑ کر آئیں تو ان کا امتحان کرو، اللہ ان کے ایمان کا حال بہتر جانتا ہے، پھر اگر تمہیں ایمان والیاں معلوم ہوں تو انہیں کافروں کو واپس نہ دو، نہ یہ انہیں حلال نہ وہ انہیں حلال۔“

سورۃ ممتحنہ کے اس حکم کے نزول کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی ان دونوں بیویوں کو طلاق دے دی جو ہنوز مشرک تھیں۔ ان میں سے ایک کے ساتھ معاویہ بن ابی سفیان نے اور دوسری سے صفوان بن امیہ نے شادی کر لی۔

جب حضور نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لے آئے تو ایک دن ابو بصیر رضی اللہ عنہ نامی مسلمان مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ میں مسلمانوں کے پاس آ گئے۔ ان کو واپس لانے کیلئے قریش نے دو افراد کو مدینہ بھیجا چنانچہ معاہدے کے مطابق جب حضرت ابو بصیر رضی اللہ عنہ کو ان کے حوالے کر دیا گیا، اور وہ دونوں آدمی ان کو اپنے ساتھ لے کر مکہ کے سفر پر روانہ ہو گئے۔ دوران سفر میں ذوالحلیفہ پر رکے اور کھجوریں کھانے لگے۔ ابو بصیر رضی اللہ عنہ نے ایک ساتھی سے کہا:

”اے فلاں! واللہ! تیری تلوار نہایت عمدہ معلوم ہوتی ہے۔“ یہ سن کر اس کے دوسرے ساتھی نے تلوار کو نیام سے کھینچتے ہوئے کہا: ”واقعی یہ ایک عمدہ تلوار ہے اور مجھے خوشی ہوئی کہ ابو بصیر تمہاری شناخت بھی ہے اور میں نے تو اس کو بار بار دیکھا اور تجربہ بھی کیا ہے۔“

ابو بصیر رضی اللہ عنہ نے کہا: ”ذرا مجھے دو۔“ اور تلوار لے کر اسے قتل کر دیا اور دوسرا شخص بھاگ کر

مدینہ آیا اور مسجد نبوی میں بے چین اور پریشان ٹہلنے لگا۔ رسول اللہ ﷺ کی نظر اس پر پڑی تو آپ نے اس کی حالت دیکھ کر کہا: شاید اس نے کوئی وحشت ناک منظر دیکھا ہے، پھر وہ حضور نبی کریم ﷺ کے قریب آیا اور کہنے لگا: ''میرا ساتھی قتل کر دیا گیا اور میری جان بھی محفوظ نہیں ہے۔''

اتفاقاً اسی وقت حضرت ابوبصیر رضی اللہ عنہ بھی پہنچ گئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ میرے بارے میں ایفائے عہد کر چکے ہیں کیونکہ میں ان کے حوالے کر دیا گیا تھا، اب میرے خدا نے مجھے ان کے پنجے سے نجات دے دی ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: (ابوبصیر رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھ کر) یہ جھگڑالو ہے۔ (پھر فریادی شخص کی طرف دیکھ کر کہا) کاش اس کا کوئی مددگار ہوتا۔

ابوبصیر رضی اللہ عنہ سمجھ گئے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے کا روائے سخن کس طرف ہے، انہوں نے سوچا اگر میں تھوڑی دیر ٹھہر گیا تو پھر آپ کوئی بندوبست کر کے مجھے واپس اسی شخص کے ساتھ کر دیں گے، لہٰذا وہ آنکھ بچا کر نکل کھڑے ہوئے اور سمندر کے ساحل پر مقیم ہو گئے۔

کچھ دنوں بعد ابوجندل بن سہیل رضی اللہ عنہ جن کو حدیبیہ سے واپس کر دیا تھا، قریش کے پنجے سے دوبارہ چھٹکارا پا کر ابوبصیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مل گئے۔ اس کے بعد یہ سلسلہ جاری ہو گیا اور مکہ کے مسلمانوں کو یہ معلوم ہو گیا کہ ہمارے بھائی ابوبصیر رضی اللہ عنہ اور ابوجندل رضی اللہ عنہ نے اپنی جرأت اور قوت بازو سے اپنی پناہ گاہ بنائی ہے تو مکہ کے ظلم رسیدہ اور ستم کش مسلمان خلاصی پا کر ایک ایک دو دو کی شکل میں ابوبصیر رضی اللہ عنہ وغیرہ سے ملتے گئے اور جب ان کی کچھ جمعیت ہو گئی تو قریش کے کاروانِ تجارت پر حملے کرنے لگے۔ مجبور ہو کر قریش نے حضور نبی کریم ﷺ کو لکھا کہ ہم معاہدہ کی اس شرط سے باز آئے، اب جو مسلمان مدینہ چلا جائے گا ہم اس کی واپسی کا مطالبہ نہیں کریں گے اور مہربانی فرما کر آپ ابوبصیر رضی اللہ عنہ اور ابوجندل رضی اللہ عنہ کو مدینہ بلا لیں چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ان مسلمانوں کو ساحلی مقام سے مدینہ منورہ بلا لیا اور خود قریش کی درخواست پر یہ شرط عہد نامہ سے خارج ہو گئی۔

❁ صلح حدیبیہ کے واقعہ کو بہ تغیر الفاظ اس طریق پر بھی بیان کیا گیا ہے:

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اس درخت کے سائے میں تھے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا ہے۔ اس درخت کی شاخیں حضور نبی کریم ﷺ پر سایہ کیے ہوئے تھیں اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت سہیل بن عمرو حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: لکھو ''بسم اللہ الرحمن الرحیم'' سہیل نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا: ''ہم رحمٰن کو جانتے ہیں نہ رحیم کو۔ ہمارے قضیے میں الفاظ لکھو جنہیں ہم جانتے ہیں: ''بِاسْمِکَ اللّٰھُمَّ'' لکھو۔ پھر انہوں نے وہی لکھ دیا اور لکھا کہ: ''ھٰذَا مَا صَالَحَ عَلَیْهِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ'' تو اس پر بھی نمائندہ قریش سہیل کو اعتراض ہوا اور کہنے لگا: اگر آپ اللہ کے رسول ہیں تو پھر تو ہم نے آپ ﷺ پر ظلم کیا۔

آپ عرب کے عام دستور کے مطابق تحریر لکھیں اور اسی سے ہم واقف ہیں۔ بالآخر آپ نے فرمایا: لکھو دو "ھذا ما صالح علیہ محمد بن عبداللہ" اسی دوران تیس جوان آگئے یہ مسلح تھے، یہ حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے آکر شور و غوغا کرنے لگے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ان کیلئے بددعا کی جیسے ہی اللہ تعالیٰ نے ان کی سماعت سلب کر لی۔ وہ بہرے ہو گئے، پھر ہم نے ان کو پکڑ لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا: کیا تم لوگ امان یافتہ ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ نہیں، پھر آپ نے ان کو چھوڑ دیا۔

﴿احمد، نسائی، حاکم﴾

تمام لشکر کی مغفرت:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حدیبیہ کے سال گئے۔ اثنائے راہ میں ہم عسفان حنظل میں آئے تو حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: آج رات اس ٹیلے سے گزرنا ایسا ہے جیسا کہ بنی اسرائیل کیلئے اس دروازے سے گزرنا تھا۔

● جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّ قُوْلُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطٰيٰكُمْ

﴿سورۃ البقرہ﴾

ترجمہ: "اور دروازہ میں سجدہ کرتے داخل ہو اور کہو ہمارے گناہ معاف ہوں ہم تمہاری خطائیں بخش دیں گے۔"

تو جو کوئی آج کی رات اس ٹیلے سے گزرے گا بخش جائے گا، جب ہم اس ٹیلے سے گزرے تو کچھ دیر ٹھہر گئے، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! قریش ہماری آگ کی روشنی کو دیکھ لیں گے، آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابو سعید! ہرگز ایسا نہ ہوگا۔

صبح کو حضور نبی کریم ﷺ نے ہمیں نماز فجر پڑھائی اور اس کے بعد حمد و ثنا کے بعد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے آج کی رات تمام سواروں کو بخش دیا مگر ایک شتر سوار جو سواروں کے ساتھ اس ٹیلے سے گزرے ہیں وہ نہیں بخشا گیا۔ ہم لوگ یہ ارشاد سن کر اس شتر سوار کی تلاش میں نکلے حتیٰ کہ ہم نے اس کو پایا، وہ ایک بدوی غیر مسلم ساربان تھا۔

اس کے بعد آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عنقریب ایک قوم یہاں آئے گی جن کے اعمال کو دیکھ کر تم اپنے کارناموں کو حقیر سمجھو گے، ہم نے پوچھا: "یا رسول اللہ ﷺ! جس قوم کے بارے میں آپ نے مطلع فرمایا کیا وہ بنو قریش ہوں گے؟"

جواب میں فرمایا: "نہیں! وہ یمنی لوگ ہوں گے، وہ رقیق القلب اور انسان دوست ہوں گے، ایمان میں مخلص اور اعمال میں سرگرم۔"

لوگوں نے سوال کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا وہ لوگ ہم سے بہتر ہوں گے؟" حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اگر کوئی ایک پہاڑ برابر سونا راہ خدا میں خرچ کرے تو وہ تم سے ایک مد یا اس کے نصف

کے برابر حیثیت نہ رکھے گا۔ یہی وہ فرق ہے جو تم میں اور بعد کے مسلمانوں کے درمیان ہے۔
﴿ابو نعیم﴾

کنواں پانی سے بھر گیا:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انھوں نے فرمایا: آپ لوگ فتح مکہ کو عربوں پر فتح تصور کرتے ہیں، اگرچہ یہ غلط نہیں ہے، مگر ہم حدیبیہ کے دن بیعت رضوان کو فتح مکہ قرار دیتے ہیں۔ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چودہ سو مسلمان تھے۔ حدیبیہ کے مقام پر ایک کنواں تھا، ہم نے اس کا پانی نکال لیا اور ایک قطرہ اس میں نہ رہا۔ جب حضور نبی کریم ﷺ کو معلوم ہوا تو آپ ﷺ تشریف لائے اور کنوئیں کے کنارے پر بیٹھ گئے۔ ایک برتن میں پانی طلب فرمایا، وضو کے دوران اس میں کلی کی اور دعا فرمائی، پھر دیر توقف کے بعد ہم اپنی اور جانوروں کی تمام ضروریات اس کے پانی سے پوری کرتے رہے مگر اس میں پانی ختم ہونا تو کیا کم بھی نہ ہوا۔

﴿بخاری﴾

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حدیبیہ پر آئے۔ ہم چودہ سو مسلمان تھے اور ان کے پاس پچاس بکریاں تھیں، جن کو سیراب نہیں کر سکتے تھے۔ تو رسول اللہ ﷺ کنوئیں کے منڈیر پر بیٹھے اور دعا فرمائی یا لعاب دہن اقدس اس میں ڈالا۔ اسی دم کنواں جوش مارنے لگا اور پانی بھر گیا۔ ہم نے اس سے اپنی اور جانوروں کی تمام ضروریات پوری کیں۔

﴿مسلم﴾

واقدی سے روایت ہے کہ حضرت ناجیہ بن اعجم رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ سے حدیبیہ کے موقع پر جب پانی کے ختم ہو جانے کی شکایت کی تو حضور نبی کریم ﷺ نے مجھے بلایا اور اپنے ترکش سے تیر نکال کر مجھے دیا اور ایک ڈول پانی منگایا اور وضو کر کے ایک کلی کنوئیں میں ڈال دی۔ اس کے بعد فرمایا: ڈول کے پانی کو ڈال کر تیر سے اسے کھودو، پانی نکل آئے گا۔

حضرت ناجیہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے ایسا ہی کیا اور فوراً بہت تیزی سے پانی اُبلنے لگا اور وہ اس طرح جوش مارنے لگا جیسے ہانڈی جوش مارتی ہے حتیٰ کہ پانی کنوئیں کے کنارے پر آ گیا اور لوگ کناروں سے پانی لے کر پینے لگے اور تمام ضروریات پوری کیں۔

﴿ابو نعیم﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انھوں نے فرمایا: حدیبیہ کے روز ان لوگوں کو پیاس لگی جو رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے۔ آپ ﷺ ایک برتن کے پانی سے وضو فرما رہے تھے پھر آپ ﷺ لوگوں میں تشریف لائے اور پوچھا کیا حال ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: ہمارے پاس پانی نہیں ہے وضو کر سکتے ہیں نہ پی سکتے ہیں۔ صرف یہ ایک پیالے میں پانی ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے دست اقدس پیالے میں ڈالا تو انگلیوں کے درمیان سے پانی جوش مار کر

نکلنے لگا، جس طرح کہ چشمے سے اُبلتا ہے، پھر ہم سب نے پیا اور وضو کیا۔

راوی حدیث سالم بن ابی جعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: تم وہاں کتنے مسلمان تھے؟ انہوں نے جواب دیا اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تو وہ پانی سب کو کفایت کرتا، ہم صرف پندرہ سو آدمی تھے۔

﴿بخاری﴾

کھانے میں برکت

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک غزوہ کے لیے روانہ ہوئے۔ تنگی نے اس قدر ستایا کہ ہمارا ارادہ ہوا کہ اپنی سواری کے اونٹوں کو ذبح کر دیں۔ عین اس وقت حضور نبی کریم ﷺ نے حکم دیا کہ تمام کھانا ایک جگہ جمع کر دیا جائے۔ پھر ہم نے دستر خوان بچھایا اور لوگوں نے جو کچھ بھی ان کے پاس تھا لا کر رکھ دیا۔

حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے میں نے جھانک کر دیکھا کہ کھانے کی کتنی مقدار ہو گئی ہے تو وہ مجھ کو ایک بکری کے بچے کے برابر اونچا ڈھیر نظر آیا۔ پھر ہم کو کھانے کا حکم دیا گیا اور ہم سب چودہ سو مسلمان تھے۔ ہم سب نے شکم سیر ہو کر کھایا اور پھر باقی ماندہ کھانے کو لوگوں نے توشہ دانوں میں بھر لیا۔ پھر فرمایا کیا ہاتھ دھونے کو پانی ہے؟ تو ایک شخص مشکیزہ لایا جس میں تھوڑا سا پانی تھا۔ آپ نے اسے پیالے میں لوٹا اور ہم سب نے وضو کیا اور چودہ سو افراد نے اس جاری پانی سے مشکیزوں میں بھر لیا۔

﴿مسلم﴾

حضرت ابو خنیس غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ غزوہ تہامہ میں گیا۔ جب ہم عسفان پہنچے تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے شدت بھوک کی شکایت کی اور عرض کیا کہ ہمیں اجازت دیجئے تاکہ ہم اپنی سواری کے اونٹوں کو ذبح کر دیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! اگر ہم نے سواری کے اونٹوں کو کھا لیا تو پھر سواری کرنے سے مجبور اور پریشان ہو جائیں گے۔ لیکن آپ ان کو حکم دیں کہ وہ اپنے بقیہ توشے ایک کپڑے میں جمع کریں اور آپ ان کیلئے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں چنانچہ آپ نے ان کو حکم دیا۔ انہوں نے اپنے توشے جمع کیے اور نبی کریم ﷺ نے دعا فرمائی اور اللہ تعالیٰ نے اسکی برکت عطا فرمائی کہ تمام لوگوں نے شکم سیر ہو کر کھایا اور دوسرے اوقات کے لیے توشہ دان بھر لیے۔

﴿طبرانی، بیہقی﴾

بیعت رضوان

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حدیبیہ میں قیام کے دوران حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کو قریش کی طرف بھیجا اور فرمایا: تم انہیں خبر دے دو کہ ہم ارادہ جنگ سے نہیں آئے ہیں، نہ لڑائی مقصود ہے۔ ہم صرف عمرہ کرنا چاہتے ہیں۔ انہیں اگر دو تمام حول

میں باقی ہوں تو دعوت اسلام دیتا اور جو مسلمان مرد اور عورتیں مکہ میں ہیں انہیں جا کر فتح قریب کی بشارت دیتا اور بتا دیتا کہ بہت جلد مکہ مسلمانوں کے قبضہ میں آنے والا ہے اور پھر کسی مسلمان کو اپنے اسلام اور عقیدہ کو چھپانے کی ضرورت نہ ہوگی۔

چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مکہ میں قریش کے پاس پہنچے۔ انہیں مسلمانوں کی آمد کا مقصد بتایا اور دعوت اسلام دی۔ مگر قریش نے انکار کیا اور جنگ کی دھمکیاں دیں۔

رسول اللہ ﷺ نے یہ باتیں سن کر اصحاب کو بیعت کے لیے بلایا۔ منادی کو حکم ہوا کہ وہ ان الفاظ سے اعلان کرے:

”آگاہ ہو جاؤ کہ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کے پاس روح القدس نازل ہوئے ہیں اور بیعت کے لیے بلا رہے ہیں۔“

تمام مسلمانوں نے بیعت کی کہ پشت نہ دکھائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے مشرکین پر رعب ڈالا اور انہوں نے جن مسلمانوں کو بالجبر روک رکھا تھا انہیں چھوڑ دیا اور مصالحت کی باتیں شروع کر دیں۔

ادھر مسلمانوں نے حدیبیہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے واپس تشریف لانے سے پہلے کہنا شروع کر دیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ طواف کعبہ کریں گے۔ یہ باتیں سن کر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”میرا خیال ہے کہ اس صورت میں کہ ہم سب کو تو طواف و زیارت سے روک دیا گیا ہو وہ بیت اللہ کا طواف نہ کریں گے۔“

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی واپسی کے بعد لوگوں نے ان سے پوچھا: ”آپ نے خانہ کعبہ کا طواف کر لیا؟“

✿ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جواب میں فرمایا

”اے برادران ملت! میرے بارے میں شاید آپ لوگوں نے حسن ظن سے کام نہیں لیا۔ واللہ اگر میں مکہ میں کسی وجہ سے ایک سال بھی مقیم رہتا تو میں بغیر رسالت مآب ﷺ کے ہرگز طواف نہ کرتا بلاشبہ مجھے قریش نے دعوت طواف دی تھی۔ مگر میں نے اسی وجہ سے انکار کر دیا۔“

اس بارے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا بیان سن کر صحابہ نے کہا آپ ﷺ نے درست فرمایا اور بے شک حضور نبی کریم ﷺ سب کے بارے میں زیادہ بہتر طور پر جانتے ہیں۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حدیبیہ کے دن ستر اونٹ ذبح کیے گئے۔ بکریوں کی تعداد اس کے علاوہ تھی۔

﴿امام احمد، بیہقی﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس شب ہم حدیبیہ پہنچے اور پھر ہمیں روک دیا گیا۔ تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: کون پہرہ دے گا؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ: میں دوں گا۔ آپ نے فرمایا: تم سو جاؤ گے اس کے بعد دوبارہ فرمایا: ”ہمارا پہرہ کون دے گا؟“

میں نے پھر عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ میں دوں گا۔ ارشاد فرمایا اچھا تم ہی دو۔ پھر میں پہرہ

رہنے لگا حتیٰ کہ شب کے اختتام اور طلوع فجر کا وقت ہوا تو حسب ارشاد رسول اللہ ﷺ کہ "تم تو سو جاؤ گے۔" نیند نے غلبہ کیا اور میں سو گیا۔ اس وقت بیدار ہوا کہ جب سورج طلوع ہو چکا تھا، جب ہم بیدار ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اگر اللہ تعالیٰ نہ چاہتا تو تم ہرگز نہ سوتے۔ اس کے بعد آپ نے نماز پڑھائی اور کہا جو شخص مسلمانوں میں سو جائے اس کے لیے یہ رخصت کی سنت ہے۔

اس کے بعد مسلمان اپنی سواریوں کی تلاش میں نکلے اور ہر ایک اپنی سواری کے جانور کو ہانک لایا مگر حضور نبی کریم ﷺ کی ناقہ نہ ملی۔ جب حضور نبی کریم ﷺ کو معلوم ہوا تو مجھ سے فرمایا: وہ فلاں مقام پر ہے اسے ہانک لاؤ۔ پس آپ نے جس طرح فرمایا تھا، میں پہنچا تو دیکھا کہ اونٹنی کی رسی ایک جھاڑی میں الجھ گئی ہے۔ میں نکال کر لے آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں نے اس کی نکیل کو الجھا ہوا پایا اور وہ بغیر چھڑائے نہیں آ سکتی تھی۔

﴿بیہقی﴾

حضرت عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ سے آیہ کریمہ "وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا" (سورۃ الفتح)
ترجمہ: "اور انہیں جلد آنے والی فتح کا انعام دیا۔" کی تفسیر میں روایت کی کہ اس سے فتح خیبر مراد ہے۔

﴿بیہقی﴾

مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے قیام حدیبیہ کے دنوں میں خواب دیکھا کہ آپ ﷺ اور صحابہ کرام مکہ مکرمہ میں سر منڈائے ہوئے امن کے ساتھ داخل ہوئے ہیں تو صحابہ نے حضور نبی کریم ﷺ سے جس وقت آپ حدیبیہ میں اونٹوں کو ذبح کر رہے تھے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ کے خواب کی تعبیر کیا ہے؟ اس وقت نزول وحی ہوا کہ:

لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ ۚ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ
اٰمِنِيْنَ ۙ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ ۙ لَا تَخَافُوْنَ ؕ

﴿سورۃ الفتح﴾

ترجمہ: "بے شک اللہ نے سچ کر دیا اپنے رسول کا سچا خواب بے شک تم ضرور مسجد حرام میں داخل ہو گے اگر اللہ چاہے امن و امان سے اپنے سروں کے بال منڈاتے یا ترشواتے بے خوف۔"

جب حدیبیہ سے واپس تشریف لائے تو مسلمانوں نے خیبر کو فتح کیا اور آئندہ سال احرام عمرہ باندھا اور مسجد حرام میں داخل ہوئے اور آپ ﷺ کا خواب پورا ہو گیا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوجندل رضی اللہ عنہ کے واقعات کے سلسلے میں بنو مضر کے لیے بد دعا کی کہ اے اللہ! مضر پر ایسا قحط مسلط کر دے جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے عہد میں اہل مصر پر مسلط کیا تھا۔ چنانچہ مضر کے لوگ قحط کے شکار ہو گئے اور غذاؤں کی کمی پائی۔"

مدد کو پہنچی کہ انہوں نے علہز یعنی اونٹ کے خون کو اس کے بالوں سمیت پکا کر کھایا اور ابوسفیان حضور نبی کریم ﷺ کے دربار میں بھوک اور فاقوں کی شکایت کرنے پہنچا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا بدر میں جب ابو العاص مارا گیا تو میں اپنے چچا ابان بن سعید کی کفالت اور تربیت میں تھا۔ ابان بن سعید ایک مرتبہ تجارت کی غرض سے شام گیا اور وہاں اس کو ایک سال تک گیا، پھر وہ واپس آ گیا، وہ جہالت اور عصبیت کی وجہ سے حضور نبی کریم ﷺ کو برا بھلا کہا کرتا تھا اس نے سفر سے واپس آ کر پوچھا "محمد (ﷺ) کا کیا حال ہے؟"

میرے چچا عبداللہ نے جواب دیا۔ "وہ تو پہلے سے زیادہ معزز، با اثر اور جماعت عظیم کے پیشوا ہیں۔"

ابان نے توجہ سے اس بات کو سنا اور خاموش ہو گیا حضور نبی کریم ﷺ کو برا نہ کہا۔ اس کے بعد اس نے کھانا تیار کیا اور کھانے پر بنو امیہ کے سرداروں کو بلوایا۔ جب وہ کھانے سے فارغ ہوئے تو ابان نے ان سے خطاب کیا کہ:

"اے سرداران آل امیہ! میں جو کچھ کہوں اسے غور سے سنیے اور نتائج اخذ کیجیے میں ایک ایسی بستی میں تھا وہاں میں نے بکا راہب کو دیکھا۔ وہ ایک مرد مرتاض اور بڑا عبادت گزار تھا۔ چالیس برس سے زمین پر نہ اترا تھا۔ ایک روز نیچے آیا تو اس کی زیارت کے لیے لوگ جمع ہو گئے۔ دیکھنے والوں میں میں بھی تھا۔ میں نے اس سے کہا: "مجھے آپ سے ایک بات دریافت کرنی ہے۔" اس نے میرے لیے تخلیہ کر دیا۔ پھر میں نے اس سے کہا:

اے مرد بزرگ! میں ایک عربی قریشی ہوں، میری قوم کا ایک شخص "نبی" ہونے کا مدعی ہے۔" راہب نے پوچھا: "اس کا نام کیا ہے؟" میں نے جواب دیا: "ان کا نام محمد (ﷺ) ہے۔" اس نے پوچھا: "کب سے اس کا ظہور ہوا ہے؟" میں نے جواب دیا: "بیس سال سے۔" اس نے کہا: "میں اس کا حلیہ اور سراپا اگر تم کہو تو بیان کروں؟" میں نے کسی قدر حیرت سے کہا: "ضرور۔"

پھر اس زاہد واقف حال نے محمد (ﷺ) کا سراپا بیان کر دیا اور عجیب ہے کہ وہ بالکل درست ہے۔ اس کے بعد اس نے مجھ سے کہا یقین کرو بلاشک و شبہ ان کا دعویٰ نبوت صحیح اور درست ہے۔ کسی کا یقین کرنا اور کسی دوسرے کا بے یقینی میں مبتلا ہونا، اس کی ذات اور اس کے مقاصد میں فرق اور حرج پیدا نہیں کرتا۔ دنیا بھر کی مخالفتوں اور مزاحمتوں کے باوجود تم دیکھو گے کہ وہ غالب ہو کر رہیں گے۔

وہ دری باتیں ختم ہو گئیں، راہب صومعہ کے بالا خانے پر چڑھ گیا۔ پھر اس کا خیال آیا اور اس نے بالائی منزل سے جھانک کر کہا:

"اے تاجر عرب! خدا تم کو راہ راست کی توفیق دے۔ اگر تمہارا جانا محمد (ﷺ) کے شہر میں ہو تو مجھ غریب فقیر کا سلام کہنا۔" (یہ واقعہ حدیبیہ کے زمانہ کا ہے۔)

﴿قلم ضیاء عربی الاخبار﴾

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: جب اللہ تعالیٰ نے میرے لیے خیر کا ارادہ فرمایا تو اس نے میرے دل میں اسلام کی محبت ڈال دی اور توفیق ہدایت بخشی۔ اللہ تعالیٰ نے صحیح رخ پر سوچنے کا انداز عطا فرمایا تو میرے دل نے کہا:

اے خالد تو محمد (ﷺ) کے خلاف ہر معرکہ میں شریک رہا اور ہر مرتبہ غیر متوقع طور پر انہی کو واضح اور حیرت انگیز طور پر نمایاں کامیابی ہوئی۔ ہر معرکے کے حالات کا تجزیہ کرنے سے میری نظر نے دیکھا۔ ان کی تعداد بہت کم، اسلحہ بہت کم، رسد اور دوسرا ضروری سامان بہت کم، افراد کی تربیت اور ان میں صلاحیت جنگ بہت کم۔ ان تمام کوتاہیوں اور ہر طرح محرومیوں کے باوجود ہر رزم پر، ہر موقعہ پر، ہر ہنگامہ پر، ہر معرکہ پر، ہر محاذ پر ہے اور ہر محفل عام پر ان کی خلاف اسباب، خلاف امید اور خلاف حالات کامیابی اور غیر معمولی کامیابیاں تو خدا کی نصرت و امداد کا یقین دلاتی ہیں۔ ان شعوری اور باطنی افکار کی روشنی میں پھر سب سوچتا رہتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حدیبیہ کا سفر کیا اور میں مقابلہ و مخالفت کے لیے ماتحت سواروں کو لے کر نکلا، پس مجھے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ عسفان میں ملے۔ میں قریب پہنچ گیا اور مقابل ہونے کا ارادہ کر لیا۔

دشمن حالات کی نزاکت اور خطرۂ جنگ ہونے کے باوجود آپ ﷺ نے اپنے اصحاب کو ہمارے سامنے نماز ظہر پڑھائی۔ جنگ میں مفید مطلب حیلوں کا رواج ہے، لیکن میں نے سوچا اس موقع کو ہاتھ سے جانے نہ دوں اور حملہ کر دوں مگر شاید خدا ساز بات (یعنی اللہ نے مدد فرمائی یا اللہ نے بات بنا دی) تھی، میں یہ سوچتا ہی رہ گیا اور حملہ کرنے سے باز رہا اور اللہ تعالیٰ نے ہمارے دلی ارادے اور ایسے خیال کو کہ جو صرف ذہن میں تھا اس سے آپ ﷺ کو باخبر کر دیا اور اس کے بعد نماز عصر آپ ﷺ نے نماز خوف کے طریقہ پر پڑھائی اور نماز خوف کے طریقے کو اختیار کرنے کی وجہ سے پھر ہمارے لیے موقع نہ رہا اور میرے دل نے کہا یہ شخص اور ان کے ہمراہی محفوظ و مامون ہیں۔

اس کے بعد ہم جدا ہو گئے اور حضور نبی کریم ﷺ نے ہماری ناکہ بندی کیے ہوئے راستوں کو چھوڑ کر ایک بیچ والا دوسرا راستہ اختیار فرمایا اور ذات الحنظل کی راہ پر چل پڑے۔ پھر جب قریش سے صلح نامہ ہو گیا اور حالات پر امن اور پرسکون ہوئے تو میں نے اپنے دل میں کہا کہ اب کون سی شے باقی رہ گئی ہے اور کیا طریقہ ہو سکتا ہے؟ عزت و کامرانی سے میں اور میری قوم بہت دور ہیں۔ حبشہ کے نجاشی نے دین محمد اختیار کر لیا ہے اور اس کے ملک میں بھی مسلمان موجود ہیں۔ مجھے ہرقل کے پاس روم چلا جانا چاہیے اور اس مشرکانہ دھرم کو چھوڑ کر مجھے نصرانی یا یہودی ہو جانا چاہیے۔ کیونکہ اب تو اچھی طرح یہ بات بھی مجھ پر واضح ہو گئی ہے یہاں ان کمزوریوں کی بنا پر مجھے عجمیوں کا کوئی زیردست اور تابع ہو جانا چاہیے۔

یا پھر جو لوگ باقی رہ گئے ہیں ان کے ساتھ اپنے گھر میں پڑا رہوں۔ بہرصورت میں شش و پنج میں تھا اور اپنی زندگی اور اس کے مقصد کے بارے میں کوئی فیصلہ نہ کر سکا تھا۔ یکبارگی مجھے رسول اللہ ﷺ کے مکہ میں داخل ہو جانے کی اطلاع ملی کہ آپ عمرہ اور طواف کرنے اپنے اصحاب کے ساتھ تشریف لائے ہیں۔ میں اس خبر کو سن کر فوراً روپوش ہو گیا۔ میرا بھائی ولید بن ولید رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ عمرہ کے لیے مکہ آیا اس نے مجھے تلاش کیا کہ میں قریش کے ہمراہ کس طرف نکلا ہوں، مگر وہ کسی سے پتہ نہ چلا سکا۔ پھر بے چارے نے میرے پاس خط روانہ کیا، اس میں لکھا تھا:

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم"

اما بعد!

میں تم سے نہ مل سکا اور اسلام کے بارے میں ہنوز تمہاری بے خبری اور غفلت شعاری پر مجھے حیرت بھی ہے اور افسوس بھی کیونکہ اسلام تو اب عملاً نافذ ہے اور اس کی خیر و برکت اور دوسرے فلاحی نتائج مشاہدہ میں ہیں۔ جن کو دیکھا جا رہا اور محسوس کیا جا رہا ہے۔ تمہارے بارے میں اللہ تعالیٰ کے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہاں ہے؟ میں نے عرض کیا اللہ تعالیٰ انہیں لائے گا۔

اس کے بعد ارشاد ہوا۔ اس مانند ذی فہم اور سلیم الطبع شخص کوئی نہیں جو اب تک اسلام سے غافل اور باہر ہو۔ اگر وہ اسلام کی صفوں میں آ کر مشرکوں اور سرپھرے لوگوں کی ذلت و خواری کا موجب ہوتا، تو یہ اس کے لائق تھا۔ تو اے بھائی! جو کچھ اس تاخیر سے فوت ہو گیا، اس کی تلافی کرو میرے خط کو بغور پڑھ کر تم کو اقدام کرنا چاہیے۔" میں خط کو پڑھ کر متاثر ہوا اور جانے کے لیے تیار ہو گیا۔ اسی دوران میں نے خواب دیکھا کہ قحط زدہ، تنگ شہروں میں سرسبز و شاداب اور بارونق شہروں کی جانب رواں دواں ہوں۔ میں نے سوچا، یہ خواب ایک بشارت ہے۔ مدینہ پہنچ کر اس خواب کو میں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بیان کیا تو انہوں نے فرمایا: تمہارا نکلنا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو توفیق اسلام دی اور قحط زدہ تنگ حالت، کفر کی زندگی تھی۔ بہرحال حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے میں صفوان بن امیہ سے ملا اور اس سے کہا: اے ابو وہب! کیا تو اس حالت کو محسوس کرتا ہے جس میں ہم مبتلا ہیں۔ ہم سب آپس میں دانتوں کی مانند ہیں اور تم دیکھ رہے ہو کہ محمد (ﷺ) نے عرب و عجم پر غلبہ پا لیا ہے۔ اگر ہم ان کے پاس جا کر ان کی اطاعت کر لیں تو ان کی عظمت ملے گی۔ صفوان نے منہ بنا لیا اور انکار کر دیا، کہا اگر سارا عرب مسلمان ہو جائے تب بھی میں محمد (ﷺ) کے طریقوں کو اختیار نہ کروں گا۔

میں نے سوچا یہ وہ شخص ہے کہ جس کا باپ اور بھائی بدر میں مارے گئے ہیں۔ اس وجہ سے یہ سوختہ دل ہے۔ اس کے بعد میں عکرمہ بن ابی جہل سے ملا اور اس سے وہی باتیں کہیں جو صفوان بن امیہ سے کہی تھیں اور اس نے بھی وہی کفر و انکار کا رویہ اختیار کیا۔ پھر میں نے عکرمہ سے کہا مہربانی کر کے تم ان باتوں کا ذکر کسی سے نہ کرنا۔

اس نے اقرار کیا اور کہا میں کسی کو نہ بتاؤں گا، حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے کہا اب میں گھر آیا اور خادم

سے سواری نکالنے کو کہا اور تاکید کر دی کہ اتنی دیر میں تیار ہو جائے۔ میں عثمان بن طلحہ کے پاس سے آ جاؤں۔ اب کچھ خیالات میرے دماغ میں حرکت کرنے لگے: عثمان میرا گہرا دوست ہے میں اس سے اپنے ارادے کا اظہار کر دوں تو کیا برائی ہے؟

میں یہ سوچ رہا تھا کہ مجھے اس کے باپ طلحہ اور دادا کا مارا جانا یاد آ گیا۔ اس کے بعد میں نے پختہ ذہن کیا کہ اس سے اپنا ارادہ ظاہر کر کے راز دار بناؤں۔ یہ سوچ ہی رہا تھا کہ دماغ کے ایک دوسرے زاویے میں ایک دوسرا خیال ابھرا جو یہ تھا کہ جب میں اسی لیے کوچ کا ارادہ اور تیاری کر چکا ہوں تو پھر ذکر کر دینے سے کیا فرق پڑتا ہے اور اس میں کیا حرج ہے۔ میں نے عثمان کے پاس جا کر اپنا ارادہ بیان کیا نیز وہی باتیں کہیں جو اس سے پہلے صفوان اور عکرمہ سے کی تھیں۔ مزید یہ بھی کہا کہ "ہم اپنی حالت کے اعتبار سے لومڑی کے سوراخ کے مانند ہیں کہ اس میں ڈول پانی ڈالا جائے مگر سارا نکل جائے۔" میری باتیں توجہ سے سن کر وہ تو جاتو وہ میرے خیالات سے پورا اتفاق کرتے ہوئے اسی وقت چلنے پر آمادہ ہو گیا۔ اس نے کہا: "تم میری اس اونٹنی کو راستے میں بیٹھا پاؤ گے۔"

خالد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نے ایک دوسرے سے طے کر لیا اور مقام یاتج میں ملنے کا پروگرام بنا لیا۔ ہم علی الصبح روانہ ہو کر مقام ہدہ پہنچ گئے۔ وہاں ہم کو حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ مل گئے۔ انہوں نے ہم کو اور ہم نے ان کو مرحبا کہا۔ اس کے بعد ہم نے آپس میں ارادۂ سفر کے بارے میں سوال و جواب کیے اور دونوں نے دعوت اسلام کو قبول کرنے کا ارادہ اور خود کو اطاعت رسول اللہ ﷺ میں دینے کا مقصد بیان کیا۔ ہم تینوں کو بڑی خوشی ہوئی اور ساتھ میں سفر کر کے مدینہ میں داخل ہوئے۔ اپنے اونٹوں کو حرہ میں باندھا تھا کہ کسی نے ہماری آمد کی اطلاع رسول اللہ ﷺ کو کر دی۔ جس کو سن کر آپ ﷺ کو مسرت ہوئی۔

دربار سرور کونین ﷺ میں حاضر ہونے کے لیے میں نے غسل کر کے عمدہ کپڑے پہنے ہی تھے کہ میرا بھائی ولید ملنے آ گیا۔ مزاج پرسی اور نیک تمناؤں کے اظہار کے بعد انہوں نے کہا۔ آپ کی آمد اطلاع حضور نبی کریم ﷺ کو ہو چکی ہے جلدی چلو، وہ انتظار فرما رہے ہیں۔ میں تیز قدموں سے روانہ ہوا۔ حتیٰ کہ میں نزدیک ہی پہنچ گیا۔ آپ ﷺ کا چہرہ نور مجھے نظر آنے لگا آپ کی نظریں مجھ پر تھیں اور تبسم فرما رہے تھے۔ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پہنچ کر سلام عرض کیا اور حضور نبی کریم ﷺ نے خندہ روئی اور شگفتہ انداز میں جواب سلام عطا فرمایا۔

اس کے بعد میں نے کہا: "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ" حضور نبی کریم ﷺ نے کہا: "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدَاكَ" اس کے بعد ارشاد فرمایا:

خالد (رضی اللہ عنہ)! میں تمہارے اندر جو ہوشیاری اور دانائی پاتا تھا اور میرا خیال تھا کہ جب بھی تم نے اپنی ان خداداد صلاحیتوں سے کام لیتے ہوئے دعوت اسلامی پر غور و تدبر کیا تو تم اس کو قبول کر لو گے۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ تعالیٰ کے رسول اللہ ﷺ! آپ جانتے ہیں کہ میں بہت مرتبہ اسلام کے لیے مخالف بنا ہوں اور دین حق کے علمبرداروں اور فدائیوں کے مقابلے میں آیا ہوں اور گھڑ سواروں کو لایا

ہوں۔ آپ ﷺ میرے اس عمل کی معافی کے لیے اللہ رب العزت سے دعا فرما دیجئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اسلام ماقبل کے تمام گناہوں کو ختم کر دیتا ہے۔

﴿ابن سعد، بیہقی﴾

⚫ (حضرت خالد بن ولید ؓ فتح مکہ سے قبل آٹھ (۸) ہجری کو مشرف بہ اسلام ہوئے۔)

غزوۂ خیبر میں معجزات کا ظہور

حضرت سلمہ بن اکوع ؓ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خیبر کی طرف روانہ ہوئے۔ ہم رات میں سفر کر رہے تھے۔ ایک شخص نے حضرت عامر بن اکوع ؓ سے کہا: کیا تم ہمیں اپنا نغمہ نہیں سناؤ گے؟ تو وہ اترے اور مسلمانوں کو حدی سنانے لگے۔ انھوں نے کہا:

اللھم لو لا انت ما اھتدینا و لا تصدقنا و لا صلینا

فاغفر فداء لک ما بقینا و ثبت الاقدام ان لاقینا

ترجمہ: "اے اللہ! اگر تو نہ ہوتا تو ہم نہ ہدایت پاتے اور نہ ہم صدقہ دیتے اور نہ نماز پڑھتے۔ تو ہمیں بخش دے، ہم تجھ پر قربان ہوں، جب تک ہم زندہ رہیں ہم کو ثابت قدم رکھ اگر ہم دشمنوں سے جنگ کریں۔"

اس نغمہ کو سن کر سرور کائنات حضرت محمد مصطفی احمد مجتبیٰ ﷺ نے دریافت فرمایا: حدی گا کر اونٹوں کو کون ہانک رہا ہے؟ لوگوں نے بتایا: عامر ؓ ہیں۔ آپ نے فرمایا: "یرحمہ اللہ" اس شخص نے کہا: رسول اللہ ﷺ آپ نے عامر ؓ کیلئے شہادت واجب کر دی۔ کاش ہم اس سے مزید فائدہ اٹھاتے۔

راوی کا بیان ہے کہ جب مسلمان صف بستہ ہوئے تو حضرت عامر ؓ نے اپنی تلوار لی کہ یہودی پر وار کریں، تو ان کی تلوار کی نوک ان کے پیر کے گھٹنے پر لگ گئی اور وہ شہید ہو گئے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت سہل بن سعد ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے دن فرمایا: کل اس جھنڈے کو میں ایسے شخص کو دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ فتح دے گا۔ دوسرے دن صبح کو آپ ﷺ نے فرمایا: علی بن ابی طالب ؓ کہاں ہیں؟ صحابہ کرام نے عرض کیا: وہ آشوب چشم میں مبتلا ہیں۔ آپ نے انھیں بلا کر اپنا لعاب دہن ان کی آنکھوں میں لگایا اور دعا فرمائی، تو ان کا آشوب چشم رفع ہو گیا، کوئی تکلیف نہ رہی۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت سلمہ بن اکوع ؓ سے روایت ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ ؓ آشوب چشم کی وجہ سے خیبر کے غزوہ میں لشکر سے ردیف میں رہ گئے اور خیبر میں پہنچ کر مل گئے۔ فتح خیبر کی رات میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کل میں پرچم اسلامی ایسے شخص کے سپرد کروں گا، جو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کو محبوب

رکھتا ہے۔ صحابہ کرام رات بھر یہی تذکرہ کرتے رہے کہ دیکھیں وہ کون خوش نصیب ہے جس کو حضور نبی کریم ﷺ کل صبح پرچم اسلام عطا کرتے ہیں۔ چونکہ حضرت علی المرتضیٰ ؓ آشوب چشم میں مبتلا تھے لہٰذا ان کی طرف کسی کا خیال بھی نہیں گیا۔ جب صبح ہوئی تو آپ نے حضرت علی ؓ کو بلوایا اور علم ان کے سپرد کر دیا اور پھر اسی روز اللہ تعالیٰ نے خیبر فتح کروا دیا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت بریدہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر میں فرمایا: کل میں ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کو محبوب رکھتا ہے اور وہ قصر یہود کے قلعہ کو فتح کرے گا۔ اس موقع پر حضرت علی ؓ موجود نہ تھے اور اس اعلان کے بعد لوگوں میں حصول علم کیلئے حسرت و اشتیاق پیدا ہو گیا۔

دوسرے روز حضرت علی ؓ کو بلایا، ان کی پر آشوب آنکھوں میں لعاب دہن لگایا اور وہ ٹھیک ہو گئیں۔ اس کے بعد علم جنگ عطا فرمایا۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت علی ؓ سے روایت ہے کہ جب سے حضور نبی کریم ﷺ نے لعاب دہن لگایا ہے میری آنکھیں ہر بیماری سے محفوظ ہیں۔

﴿احمد، بیہقی، ابویعلی، ابونعیم﴾

خواہش کے مطابق شہادت

حضرت شداد بن الہاد ؓ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی شخص ایمان لایا اور ہجرت کی اور جب غزوہ خیبر واقع ہوا اور غنیمت کا مال تو رسول اللہ ﷺ نے تقسیم فرمایا اور اس میں سے اعرابی کو حصہ دیا۔ اس نے عرض کیا: میں نے حلقہ اسلام میں شمولیت اس مال کیلئے نہیں کی ہے بلکہ میں نے تو آپ ﷺ کا اتباع اس لئے کیا ہے کہ میرے اس جگہ تیر لگے یہ کہتے ہوئے اس نے اپنے حلق کی طرف اشارہ کیا، پھر سلسلہ کلام کو جاری رکھتے ہوئے اس نے کہا اور پھر اس تیر کے لگنے سے میں مر جاؤں اور جنت میں پہنچایا جاؤں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تم اللہ تعالیٰ کی تصدیق کرتے ہو تو اللہ تمہاری خواہش ضرور پوری کرے گا۔ اس کے بعد جب لشکر مجاہدین کفار سے لڑنے گیا تو اس اعرابی کے وہیں حلق میں تیر آ کر لگا۔ جہاں اس نے اشارہ کیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کو جب دکھایا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اس نے اللہ تعالیٰ کی تصدیق کی اللہ تعالیٰ نے سچا کر دیا۔

﴿حاکم، بیہقی﴾

حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی آنکھ میں سبزی دیکھی تو ان کے بارے میں پوچھا یہ کیسے ہوا؟ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ ابن ابی الحقیق کی دلہن بن کر آئی تھی، میں سوئی ہوئی حالت میں تھی، میں نے عالم نیم بیداری میں ایک خواب دیکھا۔

"چاند میری گود میں آ گیا ہے۔" میں نے یہ واقعہ خواب اسے بتایا، جسے سن کر اس نے میرے منہ پر طمانچہ مارا اور کہا: "تو مدینہ کے بادشاہ کی تمنا رکھتی ہے۔"

﴿بیہقی﴾

حمید بن ہلال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس اس حال میں آئی کہ آپ ﷺ مجھ کو تمام لوگوں میں سب سے زیادہ ناپسند تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تمہاری قوم نے ایسا اور ایسا کیا ہے۔ اس کے بعد میں ابھی اپنی جگہ سے کھڑی بھی نہ ہوئی تھی کہ میرا خیال اور نظریہ بدل گیا اور آپ ﷺ مجھ کو تمام لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب معلوم ہونے لگے۔

﴿ابو یعلی﴾

ابو عثمان نہدی یا ابی قلابہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ خیبر میں تشریف لائے تو اس زمانے میں کھجوریں تیار نہ تھیں بلکہ کچی اور خام کھجوریں درختوں میں لگی تھیں۔ مسلمانوں نے کچی کھجوروں کو یا نیم پختہ کھجوروں کو کھایا اور انہیں بخار ہو گیا۔ جب حضور نبی کریم ﷺ کو معلوم ہوا تو آپ نے یہ طریقہ علاج فرمایا کہ خاص مقدار میں پانی کو مشکیزوں کے ذریعے ٹھنڈا کیا جائے اور صبح کی دونوں اذانوں کے درمیان وہ ٹھنڈا کیا ہوا پانی ان پر ڈالا جائے اور اللہ تعالیٰ کا نام لیتے رہیں اور اس کی جانب سے شفاء کی امید رکھیں۔ پس اصحاب نے ایسا ہی کیا چنانچہ وہ سب بیمار حضرات ببرکتِ رسالت مآب ﷺ صحت یاب ہو گئے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوۂ خیبر کے سفر میں میرے ساتھ میری زوجہ زمانہ حمل میں تھیں۔ اتفاقاً راہ میں نفاس سے ہو گئیں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا تو آپ نے بتایا: کھجوروں کو پانی میں بھگو دو، پھر وہ پانی پلاؤ تو میں نے اس پر عمل کیا اور میری بیوی کو کوئی ناگوار بات پیش نہ آئی۔

﴿واقدی بیہقی﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم غزوۂ خیبر کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ ایک روز حضور نبی کریم ﷺ نے رفع حاجت کیلئے ارادہ فرمایا اور کہا: اے عبداللہ! دیکھو کوئی پردے کی چیز نظر آتی ہے؟ میں نے دیکھا تو ایک درخت نظر آیا۔ میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے جا کر عرض کر دیا۔ فرمایا اور غور سے دیکھو۔ میں نے بغور دیکھا تو ایک دوسرا درخت نظر آیا جو پہلے درخت سے بہت فاصلہ پر تھا۔ میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: آپ نے فرمایا: ان دونوں درختوں سے جا کر کہو کہ اللہ تعالیٰ کا رسول ﷺ حکم دیتا ہے کہ دونوں یکجا ہو جاؤ۔ میں نے جا کر کہا اور وہ دونوں مل گئے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان درختوں کے پاس تشریف لے گئے ان دونوں درختوں نے آپ ﷺ کو پردے میں لے لیا۔ اس کے بعد جب حضور نبی کریم ﷺ ان سے الگ ہوئے تو پھر دونوں درخت اپنی اپنی جگہ چلے گئے۔

﴿احمد﴾

چھپے ہوئے ظروف کی نشان دہی:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اہل خیبر جب شکست خوردہ اور مغلوب ہو گئے تو ان کے سامنے یہ شرطیں رکھی گئیں کہ وہ اپنی جانوں اور اہل و عیال کو لے کر نکل جائیں۔ ان کے ساتھ سونا چاندی نہ ہوگا۔ پھر کنانہ اور ربیع حاضر ہوئے۔ ان دونوں سے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "تمہارے وہ ظروف کہاں ہیں جن کو اہل مکہ کو عاریۃً دیا کرتے تھے؟" ان دونوں نے کہا: "ہم لوگ اس حال میں بھاگے کہ ایک زمین ہمیں گرا رہی تھی اور دوسری زمین ہمیں عزت دیتی تھی تو ایسی زبوں حالی میں ہم نے ان تمام ظروف کو خرچ کر ڈالا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ان دونوں سے فرمایا:

"اگر تم لوگ مجھ سے ذرہ برابر چھپاؤ گے اور مجھ کو اپنی فریب کاری سے اور چرب زبانی سے دھوکا اور چکمہ دینے کی کوشش کرو گے تو اس کی سزا تم کو ملے گی۔"

دونوں نے یک زبان ہو کر کہا: "آپ ہمارے بارے میں اپنا خیال ظاہر فرمائیں جو کچھ ہم نے کہا ہے اگر اس کے خلاف ہو تو سزا کے بارے میں آپ کا فیصلہ ہم کو منظور ہوگا۔

اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے ایک انصاری صحابی کو بلایا اور فرمایا: فلاں میدان میں ایک درخت ہے اور اس درخت کی داہنی جانب یا بائیں جانب ایک اور اس سے بلند درخت نظر آئے تو اس کے نیچے جو کچھ ہے وہ نکال کر لے آؤ تو وہ گئے اور ظروف وغیرہ لے کر آ گئے۔ پھر ان کو گرفتار کر لیا گیا۔

﴿ابن سعد﴾

حکم رسول ﷺ کی خلاف ورزی کا وبال:

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ان شاء اللہ ہم آج رات سفر کریں گے۔ ہمارے ساتھ کوئی ایسا شخص سفر نہ کرے کہ جس کا اونٹ کمزور یا سرکش ہو۔ اس کے باوجود ایک شخص اپنے سرکش اونٹ پر ہی روانہ ہو گیا۔ چنانچہ اونٹ نے اس کو گرا دیا۔ ران ٹوٹ گئی۔ بالآخر وہ مر گیا۔ اس وقت حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے اعلان کرا دیا کہ مرنے والے نے حکم عدولی کی۔ جنت اس کیلئے حلال نہ ہوگی۔

﴿بیہقی﴾

ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں مجھے لکھا کہ کتیبہ (ایک مقام کا نام ہے جو خیبر کے نواح میں تھا) کے بارے میں تحقیق و تفتیش کر کے مجھے اطلاع دو کہ وہ خیبر کے اموال میں سے رسول اللہ کا خمس تھا۔ یا آپ ﷺ کیلئے خاص تھا۔ میں نے اس بارے میں عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے جب ابن ابی الحقیق سے صلح فرمائی تو نطاۃ اور شق کے پانچ حصے کیے اور کتیبہ کو اس کا ایک جز قرار دیا اور اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے پانچ کنکریاں بنائیں۔ ایک کنکری پر لفظ "للہ" یعنی اللہ کیلئے لکھا اور بارگاہِ خداوندی میں دعا اور التجا کی: "اے اللہ! اپنے حصہ میں کتیبہ کو قبول فرما لے۔ قرعہ اندازی میں سب سے پہلے جو

کر لی گئی، وہ حصے برائے اللہ تھی، اس وجہ سے مجھے جناب رسول اللہ ﷺ کو خمس قرار دیا اور دو حصے خالی تھے جن میں کوئی نشان نہ تھا، اور وہ سہمانوں میں اٹھارہ مساوی حصوں میں مشترک تھے۔

راوی حدیث حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے نتائج تحقیق سے مطلع کر دیا۔

﴿ابن سعد﴾

وہ دوزخی ہے: (فرمان رسول ﷺ)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک غزوہ میں مسلمانوں اور مشرکین کے درمیان نہایت گھمسان کا رن پڑا، تو دین اسلام میں ایک مرد شجاع ایسا تھا جس نے ہر مقابل کو پچھاڑا اور جس کسی پر حملہ آور ہوا اس کو زندہ نہ چھوڑا، اگر وہ بھاگا تو اس نے تعاقب کیا اور قتل کیے بغیر نہ لوٹا۔ خاتمہ جنگ کے بعد غازیانِ اسلام کی کارگزاریوں کا ذکر ہو رہا تھا، رسول اللہ ﷺ سے کسی نے کہا:

"آج جس قدر ثواب فلاں شخص نے حاصل کیا ہے اتنا تو کسی کو ملنے کی امید نہیں۔" یہ بات سن کر آپ ﷺ نے فرمایا: "وہ شخص تو دوزخی ہے۔" مجلس صحابہ میں حضور نبی کریم ﷺ کے اس انکشاف پر تمام لوگ ششدر رہ اور حیران رہ گئے اور اپنی مجاہدانہ سرگرمیوں پر غور کرتے ہوئے ان کی زبان سے نکل گیا، جب وہ شخص دوزخی ہے تو پھر ہم کیسے جنتی ہو سکتے ہیں

ایک صحابی نے اظہار خیال کرتے ہوئے کہا: "میرا تو خیال ہے وہ شخص اس حالت پر ہرگز نہیں مرے گا۔" حضرت سہل رضی اللہ عنہ راوی حدیث نے بتایا کہ میں اس کے بعد اس شخص کے تجسس حال میں لگ گیا، ایک مرتبہ وہ مجروح ہو گیا اور زخم پھیل کر بڑے شدید اور تکلیف دہ ہو گئے اور درد و کرب کی تاب نہ لا کر اس نے خودکشی کا ارادہ کر لیا۔ اس کے بعد اس نے تلوار کے قبضہ کو زمین پر ٹیک کر کھڑا کر لیا اور نوک کو اپنی چھاتیوں کے مابین رکھ کر زور لگا دیا جس سے وہ ہلاک ہو گیا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خیبر میں تھے تو آپ نے ایک مدعی اسلام کے بارے میں فرمایا: "یہ ایک دوزخی ہے۔" جب میدان کارزار گرم ہوا تو اس شخص نے بڑی جرأت اور جاں فروشی کا مظاہرہ کیا۔ حتیٰ کہ اس کے جسم پر بہت شدید زخم آ گئے، وہ مضطرب تھا، اس کا جسم جنبش اور حرکت کی برداشت بھی نہ کر سکتا تھا، اور جس کے باعث وہ سخت کرب میں گرفتار تھا۔ اصحاب میں سے کسی نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے فلاں شخص کو دیکھا جس کے بارے میں آپ نے فرمایا تھا کہ وہ اہل نار سے ہے۔ اس نے جان کی پروا کیے بغیر فی سبیل اللہ جہاد کیا اور میدان جنگ میں اس کی جرأت مندانہ کوششیں حیرت خیز رہیں، بڑی کثرت سے زخم آئے ہیں اور شدید مصیبت و تکلیف ہے۔

فرمایا: سنو! وہ اہل نار سے ہے، پھر اس مجروح نے درد و زخم کی تاب نہ لا کر خودکشی کر لی، لوگوں

نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ کا ارشاد کس قدر سچا ہے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خیبر کے موقع پر ایک صحابی فوت ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے نماز جنازہ نہیں پڑھی اور فرمایا: تم اپنے ساتھی کی نماز پڑھ لو۔ یہ سن کر لوگوں کے چہروں کے رنگ اتر گئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تمہارے ساتھی نے اللہ کی راہ میں خیانت کی ہے۔ تو پھر ہم نے متوفی کے سامان کو دیکھا تو اس میں یہود کے منکوں میں سے ایک منکا موجود پایا، جس کی حیثیت دو درہم کی بھی نہ ہوگی۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خیبر گئے ہمیں غنیمت میں سونا اور چاندی نہ ملے۔ البتہ کپڑے، سامان اور دیگر اموال ملے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے وادی قریٰ کی جانب متوجہ ہوئے تو آپ ﷺ کی خدمت میں ایک حبشی غلام جس کا نام مدعم تھا بطور پیش کش بھیجا گیا تھا۔ وہ حضور نبی کریم ﷺ کا کام کاج کرتا رہتا۔ ایک موقع پر وہ حضور نبی کریم ﷺ کی سواری کس رہا تھا کہ اچانک اس کے ایک تیر آ لگا اور وہ مر گیا۔ مسلمانوں نے کہا: اسے جنت مبارک ہو۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہیں ایسا نہیں ہے کیونکہ اس نے خیبر کے اموال میں سے قبل تقسیم ایک چادر پوشیدہ کر لی تھی، وہ مدعم پر جہنم کی آگ بھڑکا رہی ہے۔

﴿بیہقی﴾

یہود کا بکری کے گوشت میں زہر ملانا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فتح خیبر کے بعد ایک زہریلی بکری یہود کی طرف سے ہدیہ میں پیش کی گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے تمام یہودیوں کو یک وقت طلب فرمایا: چنانچہ سب یہودی حاضر ہوئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ان سے کہا: "میں تم لوگوں سے کچھ سوالات کروں گا، تم ان کے جوابات نفی یا اثبات (انکار یا اقرار) میں دینا۔"

یہود نے کہا: "بہت اچھا" حضور نبی کریم ﷺ نے دریافت فرمایا: تمہارا باپ کون ہے؟" یہود نے کہا: "ہمارا باپ فلاں ہے۔" حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "تم نے جھوٹ کہا تمہارا باپ وہ نہیں بلکہ فلاں ہے۔" یہود نے کہا: "ہاں ٹھیک! آپ نے سچ فرمایا۔" حضور نبی کریم ﷺ نے پوچھا: "تم نے مجھ کو سوغات در تحفہ میں ایک بکری بھیجی ہے، اس کو تم نے زہر آلود کیا تھا؟" یہود نے اثبات میں جواب دیا، کہا: "ہاں! کیا تھا۔" حضور نبی کریم ﷺ نے سوال کیا: "تمہیں اس کام پر ابھارنے کا کیا سبب ہوا؟" یہود نے کہا: "ہمیں خیال ہوا کہ اگر آپ (ﷺ) جھوٹے دعویٰ نبوت میں ہیں تو آپ ﷺ کو ہمارے اس زہر ملانے کا علم نہ ہوگا، تو آپ اس بکری کا دودھ یا گوشت جو کچھ استعمال کریں گے، وہ موت کا سبب بن جائے گا اور ہم آپ ﷺ سے نجات پالیں گے اور اگر آپ واقعی سچے رسول ہیں تو پھر زہر آپ کو نقصان نہ دے گا۔

﴿بخاری﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بکری کا سالن لے کر حاضر ہوئی تو آپ ﷺ نے اس میں سے تھوڑا سا چن لیا تو کہ اللہ نے آپ ﷺ کو آگاہ فرما دیا۔ وہ یہودی عورت بلائی گئی اور اس سے پوچھا گیا تو اس نے جو بیان دیا وہ یہ تھا:

"میں نے ارادہ کر لیا تھا کہ آپ (ﷺ) کو ہلاک کر دوں اور اس ارادے کی تکمیل کیلئے میں نے یہ زہر خورانی کا طریقہ اختیار کیا۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تیرے غلط ارادے کی زد میں اپنے نبی (ﷺ) کو بچا لیا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت عمارہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے مقام حرت میں رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ آپ نے فرمایا: نماز عشاء کے بعد لوگوں کے پاس نہ جاؤ۔ قبیلہ کا ایک شخص کے باوجود رات کو اپنی بیوی کے پاس گیا مگر اس نے بیوی کو قابل اعتراض اور لائق ملامت میں دیکھا۔ وہ بہت گیا اور تعرض کیا نہ مشتعل ہوا۔ البتہ وہ بے حد دل شکستہ ہو: اور بیوی کی طرف سے مایوس ہو گیا اور اس کو اپنی زوجیت سے نکالنے کے مسئلے پر غور کرتا رہا۔ اس اقدام میں اس کیلئے دو بڑے مواقعات اور رکاوٹیں تھیں اول بچوں کی پرورش اور ان سے غیر معمولی محبت دوسرے بھاری عقد نکاح کے شرائط۔

حضور نبی کریم ﷺ نے اس مصلحت سے رات میں اہل کے پاس جانے کی ممانعت فرما دی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو غیب کی تمام باتوں سے آگاہ فرما دیا تھا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر سے لوٹتے وقت رات میں سفر کیا اور جب لشکر مجاہدین پر نیند نے غلبہ کیا تو پڑاؤ کیا اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو رات کے پہرے پر مقرر فرمایا: سحر کے وقت حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی آنکھیں کثرت بیداری کے اثر سے بوجھل ہو گئیں اور وہ فطری طور پر اپنے کجاوے سے ٹیک لگاتے ہوئے سو گئے۔ وہ جاگے نہ کوئی اور صحابی حتیٰ کہ آفتاب طلوع ہو گیا۔

(حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو آخر تک بیان کیا۔)

﴿مسلم﴾

نبی کریم ﷺ کا یسیر بن رزام یہودی کی طرف عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو بھیجنا:

موسیٰ بن عقبہ اور حضرت شہاب رحمہم اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو تیس سواروں پر امیر بنا کر جن میں حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ یسیر بن رزام یہودی کی طرف بھیجا۔ یسیر نے حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کے چہرے پر ایسا زخم لگایا جس کا اثر دماغ تک پہنچا۔

حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کو حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لایا گیا۔ آپ ﷺ نے ان کے اس گہرے اور بڑے زخم پر لعاب دہن لگایا جس سے وہ مندمل ہو گیا۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

عمرۃ قضاء میں معجزات کا ظہور

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عمرۃ قضاء کے سلسلے میں بطن یاجج تک پہنچے تھے کہ مکہ کو قریش آئے اور انہوں نے کہا: محمد (ﷺ) مکہ کا ہر چھوٹا اور بڑا، سوچنے کا ایک ہی انداز نہیں رکھتا۔ آپ ﷺ اسلحہ لگا کر اپنی قوم کی طرف بڑھ رہے ہیں، حالانکہ آپ ﷺ ان سے شرط کر چکے ہیں کہ مسافرت میں عام طور پر جو از اور جس قدر اسلحہ عرب رکھتے ہیں، اتنا ہی آپ اپنے ہمراہ لائیں گے اور تلواریں میانوں میں ہوں گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ سب ٹھیک ہے، ہم معاہدہ یا قول و قرار کے خلاف نہیں کریں گے لہٰذا تم لوگ بدگمانی نہ کرو، ہم حرم مکہ میں اسلحہ لگا کر داخل نہ ہوں گے۔

﴿واقدی، بیہقی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب عمرۃ شریفہ کیلئے جب مکہ میں داخل ہوئے تو مشرکوں نے کہا: چھوڑ کر مدینہ میں آباد ہو جانے والے صحابیوں کو مدینہ کی آب و ہوا اور بخار نے کمزور کر دیا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کو اطلاع ہو گئی، چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ طواف کے پہلے تین چکروں میں رمل کریں، یعنی سینہ تان کر دوڑتے ہوئے چلیں تا کہ مشرکین تمہاری توانائی کو دیکھیں۔

﴿احمد﴾

وادی پانی سے بھر گئی:

حضرت جندب بن مکیث جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت غالب بن عبداللہ لیثی رضی اللہ عنہ کو ایک مجاہدین کی جماعت پر سربراہ بنا کر بنوملوح پر تاخت کیلئے مدینہ بھیجا۔

● راوی حدیث حضرت جندب رضی اللہ عنہ کا جماعت مجاہدین میں شمول تھا۔

ہم نے علی الصبح پہنچ کر چھاپہ مارا اور ان کے تمام جانوروں کو ہانک لائے۔ انہوں نے بڑی تیزی سے خطرہ اور نقصان کا ڈھنڈورہ پیٹا اور بہت جلد پورے قبیلے کو تعاقب اور مقابلے کیلئے ہمارے پیچھے لگا دیا۔ ہماری تعداد بہت مختصر اور محدود تھی اور ان سے اس حالت میں ہمارے لیے لڑنے کا کوئی مفید نتیجہ برآمد نہ ہوتا۔

وہ ہمارا تعاقب کرتے ہوئے نزدیک پہنچ گئے اور صرف ایک چھوٹی وادی ہمارے اور ان کے درمیان حائل رہ گئی۔ ہم سوچ رہے تھے کہ بہرحال اب ہمیں تلواریں سونت لینی چاہیے۔ ہم یہ سوچ ہی رہے تھے اور ہم نے پھر نظر کی تو کیا دیکھتے ہیں کہ وادی بہت تیزی کے ساتھ پانی سے بھر رہی ہے، ہم نے باہم ایک دوسرے کو بتایا اور پھر ہم اس کرشمہ خداوندی کو آیات قدرت الٰہی سے ایک آیت سمجھ کر دیکھتے رہے اور دیکھتے دیکھتے وادی ایک سیل رواں بن گئی۔ آل ملوح کے لوگ ہم سے زیادہ اس کو حیرت و استعجاب سے منہ کھولے دیکھ رہے تھے۔

﴿ابن سعد﴾

ام قرفہ کا حضور نبی کریم ﷺ کے قتل پر اقدام و اہتمام

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بنی فزارہ کی ایک عورت تھی جس کا نام ام قرفہ تھا۔ اس نے اپنے بیٹوں اور پوتوں کا تیس افراد پر مشتمل لشکر تیار کیا تاکہ انہیں رسول اللہ ﷺ کے قتل پر مامور کرے۔ آپ ﷺ کو جب اس کی اطلاع ہوئی تو آپ ﷺ نے دعا کی: "اے اللہ! اس کو اس کی اولاد پر رلا دے۔" پھر حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت زید بن حارثہ ؓ کو چند جانے والے صحابی کے ساتھ ان سے نمٹنے کیلئے بھیجا۔ پس انہوں نے جا کر ام قرفہ اور اس کے بیٹوں اور پوتوں کو قتل کر دیا۔

﴿ابو نعیم﴾

بارہ مجاہدین کی شہادت اور ان کا جنت الفردوس میں داخل ہونا

حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے۔ ایک عورت آئی اور اس نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! میں نے خواب دیکھا کہ جنت میں داخل ہوئی ہوں، پھر میں نے وہاں کچھ آوازوں کی جانب دیکھا تو مجھے فلاں اور فلاں شخص نظر آئے جن کو شہید کی وقت لایا گیا تھا۔ میں نے شمار کیا وہ بارہ اصحاب تھے۔ چند روز قبل ہی حضور نبی کریم ﷺ نے مجاہدین کی ایک جماعت کو ایک مہم پر روانہ فرمایا تھا، یہ ان ہی شہداء فی سبیل اللہ کی تھی۔ اس عورت نے بیان کیا

ان کے جسموں پر شکستہ اور بوسیدہ اور پھٹے پرانے کپڑے تھے جس سے اندازہ کر لیجئے کہ وہ تنگ دست اور غریب تھے۔ ان کے جسم تازہ تھے اور ان سے خون بہہ رہا تھا۔ پھر حکم ہوا ان فدا کاران اسلام کو نہر بیدخ سے جاؤ تو انہیں وہاں لے جا کر غسل دیا گیا۔ ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی مانند نور افشاں ہو گئے۔ اس کے بعد تخت طلائی پر انہیں بٹھایا گیا، جنت کی طلائی کرسیاں اور طلائی طشتوں میں پھل رکھے گئے، میں نے ان کے ساتھ میوے کھائے۔

ان ہی دنوں ایک قاصد آیا اور اس نے بارہ مسلمانوں کی شہادت اور سریہ کی کامیابی اور فتح کی اطلاع دی۔

﴿احمد، بیہقی﴾

سریہ موتہ کے موقع پر ظاہر ہونے والے معجزات

حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سریہ موتہ بھیجے پہلا امیر حضرت زید بن حارثہ (ؓ) کو بنایا اور فرمایا اگر وہ شہید ہو جائیں تو دوسرے لشکر حضرت جعفر بن ابی طالب ہوں اور وہ بھی شہید ہو جائیں تو تیسرے امیر حضرت ابن رواحہ (ؓ) ہوں۔

﴿[illegible]﴾

الواقدی رحمہ اللہ نے کہا کہ مجھ سے حضرت ربیعہ بن عثمان ؓ نے حضرت عمر بن الحکم ؓ سے انہوں نے اپنے والد سے حدیث بیان کی کہ نعمان بن فنحص یہودی آیا اور وہ لوگوں کے ساتھ حضور نبی

کریم ﷺ کے پاس کھڑا ہو گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ فرما رہے تھے زید بن حارثہ لشکر کے امیر ہیں، اگر یہ شہید ہو جائیں تو حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ امیر ہوں گے اور اگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو پھر عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ امیر ہوں گے اور اگر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بھی شہید ہو جائیں تو پھر مسلمان جس شخص کو پسند کریں امیر لشکر بنا لیں۔

نعمان یہودی نے یہ سن کر کہا: ”اے ابوالقاسم (ﷺ)! اگر واقعی آپ نبی ہیں تو جن جن اشخاص کا نام آپ نے لیا ہے وہ ضرور شہید ہوں گے کیونکہ انبیاء بنی اسرائیل میں سے جن کو ایسے معرکے پیش آئے اور اس میں انہوں نے یکے بعد دیگرے امیر مقرر کیے تو وہ مقرر شدہ امیر شہید ہو گئے۔“

اس کے بعد وہ یہودی حضرت زید رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہوا اور کہا: ”اگر محمد (ﷺ) اپنے دعویٰ نبوت میں سچے ہیں تو تم ہرگز زندہ واپس نہ لوٹو گے۔“

حضرت زید نے جواب دیا کہ ”میں گواہی دیتا ہوں کہ حضور نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ﷺ ہیں۔“

● (مندرجہ بالا حدیث کو بیہقی اور ابو نعیم رحمہم اللہ نے بھی نقل کیا ہے۔)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں سریہ موتہ میں موجود تھا۔ میں نے وہاں مخالفین اسلام کے کیمپ میں وہ ساز و سامان، اسلحہ، گھوڑوں کے ساز تک سونے کے ہوئے تھے اور دیباج و حریر کے کپڑے اور لباس کو دیکھا کہ میری آنکھیں خیرہ ہو کر رہ گئیں۔ میری حالت دیکھ کر حضرت ثابت بن اقرم رضی اللہ عنہ نے کہا: ”اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ! تمہیں یہ کیا ہوا کہ مخالفین اسلام کی اس کثرت و شان اور ساز و سامان کو دیکھ کر حیرت زدہ اور مبہوت ہو رہے ہو؟“

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ”ہاں بھائی ثابت رضی اللہ عنہ واقعہ تو یہی ہے کہ ان کی اس اعلیٰ وافر ساز و سامان سے میں کچھ ضرور متاثر ہوا ہوں۔“

حضرت ثابت بن اقرم انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ تم غزوہ بدر میں موجود نہ تھے اگر موجود ہوتے تو دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ نے قلت تعداد اور بے سروسامانی کے باوجود کس طرح مدد فرمائی اور اسلامی لشکر کو نصرت عطا فرمائی۔ ان شاء اللہ اب بھی نصرت و تائید خداوندی ہمارے شریک حال ہوگی اور ہم کامیاب رہیں گے۔

﴿واقدی، بیہقی﴾

جنگ موتہ کے حالات بتا دیئے:

موسیٰ بن عقبہ، ابن شہاب سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ نے بیان کیا کہ ہم سے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میرے سامنے سے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ فرشتوں کی معیت میں فرشتوں کی مخصوص پرواز کے مطابق اڑتے ہوئے گزرے اور ان کے دو بازو بھی میں نے دیکھے۔

صحابہ نے بیان کیا کہ حضرت یعلیٰ بن منیہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں مجاہدین موتہ کی

خبریں لے کر حاضر ہوئے تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر تم اپنی قدرت یا فرض منصبی کی بجا آوری کے طور پر وہاں کے حالات بتانا چاہو تو بتا سکتے ہو، ورنہ میں باخبر ہوں اور یعلیٰ میں تم کو تمام حالات مفصل طور پر صراحت کے ساتھ بتا سکتا ہوں۔ انہوں نے عرض کیا: پھر تو یا رسول اللہ ﷺ! میں آپ ہی کی زبان مبارک سے سننا پسند کروں گا۔ پس حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے بیان سے حالات وکوائف کی تصویر کی پیش کر دی۔ حضرت یعلیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

"اے رسول عربی ﷺ! فداک ابی وامی! میدان جنگ کے یہ مربوط، مکمل اور تفصیلی حالات جس صحت کے ساتھ آپ نے بیان فرمائے، میں یقین کے ساتھ عرض کر رہا ہوں کہ دنیا کی جنگ کا کوئی مبصر اس طرح نقل واقعات پر قدرت نہ رکھ سکے گا۔"

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے سے زمین کے تمام حجابات اٹھا دیئے تھے اور میں بہ حیثیت مجموعی پورے لشکر مجاہدین کو اور انفرادی طور پر ان میں سے ہر فرد کو دیکھتا رہا ہوں۔

﴿بیہقی، ابو نعیم﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت زید، حضرت جعفر اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہم کو روانہ فرمایا اور علم حضرت زید رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا تو وہ تینوں بزرگ شہید ہو گئے اور حضور نبی کریم ﷺ نے ان کی خبریں آنے سے پہلے مسلمانوں کے تمام معاملات بیان فرما دیئے۔

چنانچہ معرکہ کارزار میں جس وقت حق و باطل نبرد آزما ہوئے تو سینکڑوں میل دور ہزاروں موت کے میدان مقابلہ کا حال بیان کرتے ہوئے، مجلس نبوی میں حاضر صحابہ کرام سے رسول اللہ ﷺ نے اس طرح فرمایا: "حضرت زید رضی اللہ عنہ علم اسلام لے کر بڑھے اور اب وہ شہید ہو گئے۔" اس کے بعد ارشاد فرمایا: "حضرت جعفر رضی اللہ عنہ علم لے کر بڑھے اور اب وہ شہید ہو گئے۔" اس کے بعد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے علم سنبھالا، اب وہ بڑھ رہے ہیں اب وہ بھی شہید ہو گئے۔"

پھر فرمایا: "اب حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے بغیر امیر بنے علم کو اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے۔" اور پھر اللہ تعالیٰ کے آخری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غیب بین والے نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر فتح دے گا۔"

﴿بخاری﴾

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے موتہ کیلئے سریہ کو روانہ فرماتے وقت سربراہی کا تعین کرتے وقت حکم دیا: اے شرکائے لشکر حق! تم پر زید بن حارثہ امیر ہیں، وہ شہید ہو جائیں، تو جعفر بن ابی طالب امیر ہیں، اگر وہ شہید ہو جائیں تو پھر عبداللہ بن رواحہ امیر ہیں۔

لشکر الٰہی مدینۃ الاسلام سے روانہ ہو گیا اور نوع انسانی کے سب سے بڑے محسن اور مصلح اعظم سرور کائنات ﷺ نتائج وحالات معلوم کرنے کیلئے منتظر رہے، پھر ایک روز وہ نور مجسم ﷺ منبر پر تشریف لائے اور فرمایا:

"الصلوٰۃ جامعۃ" کی آواز لگا کر منادی کر دو۔

چنانچہ فی الفور جاں نثار صحابہ جمع ہو گئے اور شاہ دو عالم ﷺ کی دعوت پر مسجد نبوی میں دیکھتے ہی دیکھتے صحابہ کا کثیر اجتماع ہو گیا۔

حمد و صلوٰۃ کے بعد حضور جب حسب طریق سنت منبر پر بیٹھے اور پھر ارشاد فرمایا:

"میں تم کو روانہ شدہ لشکر کی خبر دیتا ہوں۔ دشمن کی ٹڈی دل فوجوں سے حضرت زید رضی اللہ عنہ نے بڑی بہادری سے مقابلہ کیا حتیٰ کہ جان دے دی۔ اس کے بعد حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے علم لیا اور لشکر کفار پر پے در پے شدید حملے کیے، استقامت، استقلال اور ثبات و عزیمت کی انتہائی حدوں کو چھو لیا اور جان دے دی۔ اس کے بعد ہمارے تیسرے سالار حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اسلامی لشکر کا علم پکڑا، اور اپنے مضبوط ارادے، مضبوط ہاتھوں میں مضبوط گرفت سے تھامے، چاروں جانب سے تلواریں چلنے والوں کا زور چاروں طرف پر زور سے کرتے ہوئے دشمن کی سپاہ کو آج پہلی بار معلوم ہوا کہ انسان اس ارادہ اور اس دل گردہ اور اس زور کے بھی ہوتے ہیں۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بڑے بے جگری سے لڑتے رہے، کاٹتے رہے اور بالآخر انہوں نے بھی جان دے دی۔

اس کے بعد حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے علم لے لیا اور وہ جوش و عزیمت کے نشے کی وجہ سے بلا تکلف ظفر و امیر ہو گئے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اے اللہ! وہ تیری تلواروں میں سے ایک تلوار ہے تو اس کی مدد کر۔" یہ ساعت تھی کہ جب سے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضور نبی کریم ﷺ کا دیا ہوا وصفی نام بطور لقب کے امت اسلامیہ استعمال کرنے لگی اور وہ قیام و بقائے عالم تک "حضرت خالد رضی اللہ عنہ سیف اللہ" ہو گئے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور کہا حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے بچوں کو میرے پاس لاؤ۔ میں بچوں کو آپ کے پاس لائی۔ آپ نے چہرۂ مبارک کو ان کے نزدیک سے قریب کر دیا جیسے ان کے پاس سے خوشبو لے رہے ہوں، پھر آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں آپ پر قربان ہو جاؤں، آپ کس سبب بچوں کی وجہ سے گریہ کناں ہیں؟ کیا آپ کے پاس حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کی کوئی خبر آئی ہے؟ ارشاد فرمایا: "میرے بھائی حضرت جعفر رضی اللہ عنہ آج شہید ہو گئے۔"

﴿ابن ابی عاصم، ابن سعد، بیہقی، ابو نعیم﴾

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا مجھے یاد ہے جب رسول اللہ ﷺ میری والدہ کے پاس تشریف لائے اور میرے والد کی شہادت کی خبر انہیں دی اور فرمایا:

"اے اسماء (رضی اللہ عنہا)! کیا تمہیں خوشخبری سناؤں؟ اللہ تعالیٰ نے جعفر رضی اللہ عنہ کو دو بازو عطا فرمائے ہیں اور اب وہ جنتوں میں پرواز فرما رہے ہیں۔"

تجارت میں برکت:

حضرت ابن جعفر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ والدہ صاحبہ کے پاس جب تشریف لائے تو میں اپنے بھائی سے بکری خرید رہا تھا، یہ دیکھ کر آپ ﷺ نے دعا کی: ''اے اللہ! عبداللہ کی تجارت میں برکت عطا فرما۔'' تو میں جو کچھ خریدتا یا بیچتا اللہ تعالیٰ اس میں میرے لیے خزانہ غیب سے برکت عطا فرماتا۔

﴿واقدی، بیہقی، ابن عساکر﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ جب ابن جعفر رضی اللہ عنہ کو سلام کرتے تو کہتے: ''اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا ابْنَ ذِی الْجَنَاحَیْنِ''

﴿بخاری﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے دیکھا کہ جعفر رضی اللہ عنہ جنت میں فرشتوں کو جلو میں لیے اڑ رہے ہیں، اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو بھی دیکھا، وہ جنت الفردوس کے ایک اعلیٰ مقام میں تکیہ لگائے تخت نشین تھے۔

﴿حاکم﴾

فتح مکہ اور معجزات کا ظہور

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ تین واسطوں سے مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ صلح حدیبیہ میں شرط تھی کہ جو کوئی رسول اللہ ﷺ سے معاہدہ کرنا چاہے تو وہ کر سکتا ہے اور جو کوئی قریش کے عہد و پیمان میں آنا چاہے، تو اس کو بھی اختیار ہے کہ وہ ایسا کر لے۔ چنانچہ بنو خزاعہ رسول اللہ ﷺ کے اور بنو بکر قریش کے حلیف اور معاہد ہو گئے۔ اس معاہدہ کے سولہ یا سترہ ماہ بعد بنو بکر، بنو خزاعہ پر پانی کے قضیہ کی وجہ سے ایک رات حملہ کر بیٹھے۔ قریش نے یہ سوچ کر کہ بنو بکر رات کی تاریکی میں حملہ آور ہوں گے، اس لیے مسلمانوں کو کچھ پتہ ہی نہ چلے گا۔ ان کی سازو سامان اور اسلحہ سے مدد کر دی نیز کچھ منچلے قریش بنو بکر کے ساتھ مل کر بنو خزاعہ کے خلاف جنگ میں بھی شریک ہو گئے۔

ان دونوں قبیلوں میں جنگ ہو رہی تھی تو عمرو بن سالم تیز رفتار سواری کے ذریعہ رسول اللہ ﷺ کو خبر دینے روانہ ہو گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: عمرو تمہاری مدد کی جائے گی، آپ نے لشکر کی تیاری کا حکم دیا اور اس تیاری کی وجہ اور روانگی کو کہ وہ کس طرف ہو گی، راز میں رکھا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب عمرو بن سالم خزاعی کی درخواست پر رسول اللہ ﷺ نے مکہ کی طرف روانگی کیلئے لشکر کی تیاری کا حکم دیا تو حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ نے قریش کو خفیہ طور پر ایک مکتوب لکھا:

"رسول اللہ ﷺ نے تم پر حملہ کرنے کے لیے لشکر اسلامی کو تیاری کرنے کا حکم دے دیا ہے۔"

حضرت حاطب رضی اللہ عنہ نے یہ خط لکھ کر مدینہ کی ایک عورت سے اجرت طے کی اور خط اس کے حوالے کر دیا۔ اس نے سر کے بالوں میں رکھ کر ان کی گرہ جیسے کہ عورتیں بناتی ہیں بنالی اور روانہ ہوگئی۔ حضور نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ سے مطلع فرما دیا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کو اس کے تعاقب میں روانہ فرمایا۔ ان حضرات نے جا کر اسے پکڑا اور اس کے پاس سے وہ خط برآمد ہوا جو اس نے حاطب رضی اللہ عنہ سے لیا تھا۔

﴿ابن اسحاق، بیہقی﴾

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کو بلا کر حکم دیا کہ تم تینوں جاؤ جب تم نخلستان خاخ میں پہنچو گے تو وہاں کجاوے میں اونٹ پر ایک عورت تم کو ملے گی۔ اس کے پاس ایک خط پوشیدہ ہے۔ تم اس خط پر قبضہ کرلو، چنانچہ ہم روانہ ہو گئے۔ اپنے گھوڑوں کو تیز کیا اور خاخ کے شاداب باغ کے قریب اس عورت کو پالیا اور خط طلب کیا۔ مگر اس نے خط کے بارے میں لاعلمی کا اظہار کیا اور کہا: ایک مسافر خاتون کو تنگ نہ کرو، میرے پاس کوئی خط نہیں۔ ہم نے کہا:

"تیرے جسم کو ہاتھ لگانا ہمیں پسند نہیں ہے، تیرے لیے بہتر ہوگا کہ از خود وہ خط تو ہم کو دیدے، ورنہ مجبوراً ہم تیری تلاشی لیں گے، اگر تجھ کو برہنہ کرنے کی ضرورت محسوس کی تو ہم کو اس سے بھی دریغ نہ ہوگا۔"

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ بہت رد و کد کے بعد خط کو اس نے اپنے بالوں کے جوڑے سے نکال کر ہمارے حوالے کیا، جس کو ہم لے کر حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، یہ خط حاطب ابن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے مشرکین قریش کے نام تھا، جس میں انہوں نے قریش کے خلاف رسول اللہ ﷺ کی جنگی تیاریوں کی خبر دی تھی۔

حضور نبی کریم ﷺ نے دریافت فرمایا: "حاطب! ایسا کیوں کیا؟" انہوں نے جواب میں عرض کیا: "یا رسول اللہ ﷺ! میرے اس معاملے کے سلسلے میں جلدی فیصلہ نہ فرمایئے۔"

حضرت حاطب رضی اللہ عنہ ایک مکرم و بزرگ صحابی اور شرکائے "بدر" میں سے تھے، ان کی یہ حرکت یقیناً سب کیلئے باعث حیرت بن گئی۔ بعض کو غصہ بھی آیا چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جوش غضب میں آ کر فرمایا:

"یا رسول اللہ ﷺ! اجازت دیجئے کہ اس منافق کی گردن اڑا دوں۔"

✿ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اے عمر رضی اللہ عنہ! اہل بدر کے گناہ اللہ تعالیٰ معاف کر چکا ہے۔ اس نے فرمایا ہے:

اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَکُمْ

ترجمہ: "تم سے جیسا بھی عمل سرزد ہو جائے میں نے تمہیں بخش دیا ہے۔"

- اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَ عَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَ قَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ يُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَ اِيَّاكُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ ؕ اِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِيْ سَبِيْلِيْ وَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِيْ ۖ تُسِرُّوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ ۖ وَ اَنَا اَعْلَمُ بِمَاۤ اَخْفَيْتُمْ وَ مَاۤ اَعْلَنْتُمْ ؕ وَ مَنْ يَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ۝

﴿سورۃ الممتحنہ﴾

ترجمہ: ''اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ تم انہیں خبریں پہنچاتے ہو دوستی سے حالانکہ وہ منکر ہیں جو تمہارے پاس آیا حق سے، گھر سے جدا کرتے ہیں رسول کو اور تمہیں اس پر کہ تم اپنے رب پر ایمان لائے اگر تم نکلے ہو میری راہ میں جہاد کرنے اور میری رضا چاہنے کو تو ان سے دوستی نہ کرو تم انہیں خفیہ پیغام محبت کا بھیجتے ہو اور میں خوب جانتا ہوں جو تم چھپاؤ اور جو تم ظاہر کرو اور تم میں جو ایسے کرے بے شک وہ سیدھی راہ سے بہکا۔''

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر دس ہزار صحابہ کرام کے ساتھ مدینہ سے روانہ ہوئے اور ''مرالظہران'' میں قیام فرمایا۔ قریش باوجود تجسس کے کوئی ایک خبر بھی نہ پاسکے اور وہ یہ اندازہ بھی نہ کر سکے کہ ہماری جانب سے جو بدعہدی اور ظلم و جور کیا گیا ہے اس کا ردعمل مسلمانوں کی طرف سے کیا ہوگا؟

﴿ابن اسحاق، ابن راہویہ، حاکم، بیہقی﴾

ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ لوگ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جس وقت حرم کعبہ تشریف لے جا رہے تھے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں نے خواب میں دیکھا کہ میں اور آپ ﷺ دونوں مکہ کے قریب پہنچ گئے، اس وقت ایک کتیا برآمد ہوئی اور بھونکنے لگی اور جب ہم اس کے قریب پہنچے تو وہ زمین پر دراز ہوگئی، میری نظر اس کے تھنوں پر پڑی تو میں نے دیکھا کہ ان سے دودھ جاری تھا۔''

میری خواب سن کر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مادہ سگ سے مراد مشرکین مکہ ہیں، جنہوں نے اول اول ہم پر رعب ڈالنے اور ہمارے کاموں میں مزاحمت کی اور جب ہم بلا کسی تردد اور مرعوبیت کے اپنی منزل کی طرف بڑھتے رہے تو وہ خود ہم سے متاثر ہوگئے۔ اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے مخبر صادق کے طور پر فرمایا:

''ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! تم ان کے بعض افراد سے ملو گے، پس اگر تمہیں ابوسفیان ملے تو تم اسے قتل نہ کرنا۔'' چنانچہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مرالظہران میں ابوسفیان اور حکیم دونوں ملے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے دن بعض انصاری نوجوانوں نے کہا: حضور نبی کریم ﷺ کو اپنے شہر کی رغبت اور اپنے اہل خاندان کی رافت نے آ لیا ہے۔ اسی وقت آپ ﷺ پر وحی نازل ہوئی۔ پھر جب آپ ﷺ وحی سے فارغ ہوئے تو فرمایا:

"اے گروہ انصار! تم نے کہا ہے کہ مجھے اپنے شہر سے رغبت اور اپنے خاندان کی رافت نے آ لیا ہے۔ اے میرے انصار! جیسا تم خیال کر رہے ہو ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔ اے میرے ہمدرد ساتھیو! میں تو اللہ تعالیٰ کا فرمان پذیر اور اس کا رسول ہوں۔ میرا مرنا اور جینا تمہارے ساتھ ہے۔ میں تم کو کس طرح چھوڑ سکتا ہوں۔ حضور نبی کریم ﷺ کا یہ خطاب سن کر انصار رو پڑے اور معذرت کے طور پر عرض کیا" خدا شاہد ہے ہم نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت کے جذبے کے تحت ہماری زبان سے یہ نکل گیا تھا، دل کی یہ سے خیال ہے۔" رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ تمہارے جذبات سے واقف ہیں اور میں تمہارے قول کو باور کرتا ہوں۔"

﴿مسلم، طبرانی، بیہقی﴾

ابن اسحاق سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ کے پاس ذوالجوشن کلابی آیا۔ آپ نے اس سے فرمایا: کس وجہ سے تو نے اسلام قبول نہیں کیا ہے؟ اس نے جواب دیا: "اے محمد (ﷺ)! میں نے تمہاری قوم کا ردعمل دیکھا ہے۔ انہوں نے آپ کی تکذیب کی، آپ کو شہر چھوڑنے پر مجبور کر دیا اور آپ سے جنگ کرتے رہے۔ پھر بھی ابتدا انہوں نے کی۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ میں قریش کے حامیوں اور مظلوم لوگوں کا کیوں کر قائل ہو جاؤں اور ان دوسرے لوگوں کا غلبہ اور برتری حاصل ہوتے دیکھنے کے بجائے غریب و مفلس الحال لوگوں کی جماعت میں کیسے شامل ہوں؟ میرا یہ ارادہ موجودہ صورتحال کے تقاضے کے مطابق ہے اور یہی نفع اور عینی مشاہدہ کی روشنی میں ہے۔ میں اس ارادہ پر نظر ثانی کرنے کی کوئی حاجت محسوس نہیں کرتا۔" حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اے ذوالجوشن! اگر تم کچھ دن زندہ رہے تو بخدا تم جلد ہی حق کو باطل پر غالب ہوتے دیکھ لو گے۔"

ذوالجوشن بیان کرتا ہے کہ میں ضریہ کے مقام پر تھا کہ میرے سامنے مکہ سے آتا ہوا ایک سوار گزرا۔ میں نے اس سے پوچھا کیا خبر لائے ہو؟ اس نے بتایا کہ محمد (ﷺ) نے اہل مکہ کو مغلوب کر لیا ہے۔

ذوالجوشن کا بیان ہے کہ مجھے اس وقت احساس ہوا کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کی دعوت اسلام کو رد کر کے بڑی جہالت کا ثبوت دیا ہے۔

﴿ابن سعد﴾

قیس بن ابی حازم، حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے روز ایک شخص سرکار دو عالم ﷺ سے گفتگو کے دوران ہیبت سے کانپنے لگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم اپنے آپ کو قابو میں رکھو میں اس عام قریشی عورت کا فرزند ہوں، جو قدید (سکھائے ہوئے گوشت کو قدید کہتے ہیں) کھاتی تھی۔

(بیہقی کی روایت میں یہ الفاظ زیادہ ہیں کہ "میں بادشاہ تو نہیں ہوں۔")

﴿حاکم، بیہقی﴾

عبداللہ بن دینار رضی اللہ عنہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب مکہ میں داخل ہوئے تو آپ نے وہاں تین سو ساٹھ بتوں کو موجود پایا۔ ان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا:

جَاءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًاo

﴿سورۂ بنی اسرائیل﴾

ان کو آپ اپنے عصا سے گراتے اور وہ گر پڑتے۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر جبکہ آپ ﷺ مکہ کے قریب پہنچ چکے تھے۔ فرمایا: قریش میں چار اشخاص ہیں جو شرک سے متنفر ہیں اور اسلام سے رغبت رکھتے ہیں۔ لوگوں نے دریافت کیا: یا رسول اللہ ﷺ! وہ کون لوگ ہیں؟ ارشاد فرمایا: وہ عتاب بن اسید، جبیر بن مطعم، حکیم بن حزام اور سہیل بن عمرو (رضی اللہ عنہم) ہیں۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ کو ساتھ میں لیا اور خانہ کعبہ میں تشریف لا کر مجھ سے فرمایا: بیٹھ جاؤ! تو میں ایک طرف کو بیٹھ گیا۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ میرے شانوں پر چڑھ گئے اور فرمایا: کھڑے ہو جاؤ، تو میں کھڑا ہو گیا، اب حضور نبی کریم ﷺ نے میری کمزوری کو محسوس کر لیا اور فرمایا: بیٹھ جاؤ، تو میں بیٹھ گیا۔ اس کے بعد فرمایا: اے علی رضی اللہ عنہ! تم میرے شانوں پر سوار ہو جاؤ، تو میں نے ایسا ہی کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ مجھے لے کر کھڑے ہو گئے۔ مجھے بلندی کا احساس ہوا اور میری ہمت بلند ہو گئی، میں خیال کرنے لگا اگر میں چاہوں تو آسمان کے کناروں کو چھو لوں تو میں خانہ کعبہ کے اوپر چڑھ گیا اور رسول اللہ ﷺ دور ہٹ گئے۔ آپ نے مجھ سے فرمایا: قریش کے اس بڑے بت کو گرا دو، یہ بت تانبے کا اور بڑا جسیم تھا، لوہے کی کیلوں سے جڑا ہوا تھا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: علی بت شکنی کے دوران پڑھتے رہو: "جَاءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًاo" ترجمہ: "حق آیا اور باطل نابود ہو گیا اور بے شک باطل نابود ہونے والا ہے۔" میں حسب ارشاد رسول اللہ ﷺ! اس آیت کریمہ کو پڑھتے رہا اور میں نے اس عظیم نصب شدہ بت کو اوندھے منہ گرا دیا۔

﴿حاکم﴾

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اپنے والد حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے روز مجھ کو دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "تمہارے دونوں بھتیجے عتبہ اور معتب جو ابولہب کے بیٹے ہیں، تمہیں معلوم ہیں، کہا: کہاں ہیں؟" میں نے عرض کیا: "مجھے صحیح طور پر تو معلوم نہیں، خیال کرتا ہوں کہ وہ بھی ان ہی اطراف میں چلے گئے ہوں گے جہاں کچھ قریش چلے گئے ہوں۔" فرمایا: "اچھا! ان دونوں کو میرے پاس بلا لاؤ۔" میں سوار ہو کر مقام عرنہ میں ان کے پاس پہنچا اور ان دونوں کو حضور نبی کریم ﷺ

کی خدمت میں لے کر حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے دونوں کو اسلام کی دعوت پیش کی جس کو انہوں نے خوشدلی اور بے رضا قبول کیا اور حضور نبی کریم ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

اس کے بعد ان دونوں کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے ہوئے آپ ﷺ حرم تک آئے دونوں کیسے دعا کی پھر واپس تشریف لے گئے۔ میں نے دیکھا اس وقت آپ ﷺ کا چہرہ خوشی سے چمک رہا تھا۔ یہ دیکھ کر مجھے بھی خوشی ہوئی اور میں نے عرض کیا۔

"اے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ! میں آپ کو خوش دیکھ رہا ہوں۔" آپ ﷺ نے فرمایا: "میں نے اپنے رب سے ان دونوں حجازیوں کو مانگا تھا میرے پروردگار نے مجھے ان دونوں کو دے دیا۔

﴿ابن سعد﴾

✿ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ وہ دن ہے جس کا وعدہ میرے رب نے ان الفاظ میں فرمایا۔

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۝ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۝ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ۝

﴿سورۃ النصر﴾

ترجمہ: "جب اللہ کی مدد اور فتح آئے اور لوگوں کو تم دیکھو کہ اللہ کے دین میں فوج در فوج داخل ہوتے ہیں تو اپنے رب کی ثناء کرتے ہوئے اس کی پاکی بولو اور اس سے بخشش طلب کرو بے شک وہ بہت توبہ قبول کرنے والا ہے۔"

﴿طبرانی اوسط﴾

حضرت حارث بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے روز رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آج سے قیامت تک سرزمین مکہ میں جہاد نہ ہوگا۔

✿ (بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے مراد یہ لیا ہے کہ اہل مکہ تا قیام قیامت کبھی دوبارہ کفر و شرک اختیار نہ کریں گے۔)

﴿ابن سعد، ترمذی، حاکم، ابن حبان، دار قطنی، بیہقی﴾

حضرت ابو الطفیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے فوراً بعد حضرت مجاہد اعظم خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو صنم خانہ عزیٰ کو توڑنے اور ڈھانے کے لیے قبائل بنو ثقیف کے درمیان مقام نخلہ روانہ فرمایا:

حضرت خالد رضی اللہ عنہ پہنچے اور آپ نے عزیٰ کو تین ببول کے درختوں سے جڑا ہوا پایا۔ انہوں نے بت اور عمارت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور آ کر حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کی کہ تعمیل کر آئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کام مکمل نہیں کیا لہٰذا پھر جاؤ اور کام کو مکمل کر کے واپس آؤ۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ پھر گئے پجاریوں اور پروہتوں نے دیکھا تو پہاڑیوں اور چٹانوں میں جا کر

چھپ گئے اور دعائیں کرنے لگے "اے الوہیت اور عظمت کے حامل عزیٰ تو اس قریشی صحابی کو 'کافر بالفعل' کر دے۔ کسی طرح اس کو ناکارہ اور ناکام بنا دے ورنہ تیری رسوائی اور ذلت آپہنچی۔"

حضرت خالد ؓ نے بیان کیا کہ میں نے ایک برہنہ عورت کو دیکھا جس کے بال پریشان اور سر پر خاک پڑی تھی۔ میں نے جا کر اس کے سر پر تلوار سے وار کیا وہ قتل ہو گئی۔ واپس آ کر حضور نبی کریم ﷺ کو بتایا آپ نے فرمایا: وہی عزیٰ تھی۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

واقدی بن شعیب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر حضرت سعد بن زید الاشہلی ؓ کو مناۃ کے بت خانے کی طرف روانہ فرمایا جو مکہ مدینہ کے درمیان قدید میں سمندر کے ساحل پر واقع تھا۔ بیس سواران کے ساتھ کر دیئے اور حکم دیا "بت کو توڑ دو اور عمارت کو منہدم کر دو۔"

حضرت سعد ؓ جب مناۃ کے قریب پہنچے تو مجاور پروہتوں نے پوچھا تم لوگوں نے کیسے زحمت کی حضرت سعد ؓ نے جواب میں فرمایا ہم مناۃ کو توڑنے آئے ہیں۔ پروہتوں نے کہا۔ "تمہارا تو معاملہ مناۃ سے براہ راست رہے گا۔"

حضرت سعد ؓ بت کی طرف چند قدم چلے تھے کہ ایک کریہہ صورت، کالی رنگت، تند خصلت، برہنہ حالت میں ایک عورت نکل آئی واویلا اور شور و شیون کرتی ہوئی۔

سب سے بڑے پروہت نے کہا: "اے صاحب اختیار دیوتا مناۃ! اے صاحب قوت اور صاحب شوکت بے ہو تو اپنے غیظ و غضب سے اپنے مٹانے والے کو مٹا دے۔"

جب حضرت سعد ؓ نے یہ دیکھا تو تلوار کا ہاتھ مارا، وہ ٹکڑے ہو کر تڑپی پھر جہنم رسید ہوئی بعد ازاں مناۃ کو ضربوں سے چور چور کر دیا گیا اور اس کی عمارت کو منہدم کر دیا گیا۔

﴿ابن سعد﴾

ابو شریح عدوی ؓ سے روایت کی کہ فتح مکہ کے روز رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور فرمایا: مکہ اللہ تعالیٰ کا حرم ہے جو شخص اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ پر ایمان رکھتا ہے یعنی مسلمان ہے آئندہ کبھی بھی اس کے لیے لائق نہیں ہے کہ حرم کی حدود میں جنگ و قتال کرے خون ریزی کرے حدود حرم کے درخت کاٹے یا جانوروں کا شکار کرے۔ یہ میرے لیے بھی ہے کیونکہ فتح کے دن میرے لیے اجازت بھی دن کی ایک گھڑی میں تھی۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اصحاب فیل سے مکہ کی حفاظت کی مگر اپنے رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کو اہل مکہ پر غالب کر دیا۔ لوگو! آگاہ رہو حرم مکہ میں خون ریزی حرام ہے اور میرے لیے بھی صرف ایک بار دن کے ایک خاص حصے میں اسی گھڑی کے لیے حلال ہوا تھا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت عثمان بن طلحہ ؓ سے روایت ہے کہ ہجرت مدینہ سے قبل رسول اللہ ﷺ نے مجھے

دعوت اسلام دی۔ میں نے کہا حیرت ہے آپ ﷺ مجھ سے امید رکھتے ہیں کہ آپ ﷺ کی اتباع کروں گا۔ آبائی اور موروثی دین کو چھوڑ کر آپ ﷺ کا نیا دین قبول کر لوں گا۔

زمانہ جاہلیت میں دو شنبہ اور پنج شنبہ کو کعبہ طواف کے لیے کھولا جاتا تھا۔ ان دونوں کے علاوہ ایک روز آپ ﷺ تشریف لائے اور کعبۃ اللہ میں داخل ہونا چاہا۔ مگر میں نے سختی سے روک دیا۔ آپ ﷺ نے تحمل و برداشت سے کام لیا اور فرمایا۔ ”عثمان رضی اللہ عنہ! دیکھو وہ وقت بھی دور نہیں ہے کہ خانہ کعبہ کی چابی ایک صاحب اختیار کی حیثیت سے میرے پاس ہوگی اور میں جسے چاہوں گا تولیت کے ساتھ چابی عطا کروں گا۔

میں نے کہا تھا کہ اے محمد (ﷺ) اس وقت قریش مر چکے ہوں گے یا پھر وہ ذلت و رسوائی کو برداشت کر لیں گے؟“

آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا ”عثمان! ایسا نہیں ہے، اس دن قریش کو عزت اور معافی ملے گی۔ یہ فرما کر آپ ﷺ کعبہ میں داخل ہو گئے۔ اس کے بعد میں آپ ﷺ کو کعبہ کے اندر داخلے سے نہ روک سکا۔ لیکن آپ ﷺ کی باتیں میرے دل میں گھر کر گئی تھیں۔ مجھے یقین ہو گیا تھا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے جو کچھ فرمایا ہے، وہ ہو کر رہے گا پھر میں نے مسلمان ہو جانے کا ارادہ کیا تو میری قوم نے مجھے جھڑکا اور سختی کے ساتھ خائف کر دیا۔

فتح مکہ کے روز حضور نبی کریم ﷺ نے کعبۃ اللہ کی چابی مجھ سے طلب فرمائی۔ میں نے چابی دی اور آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ میں لے کر پھر مجھ ہی کو عطا فرما دی اور کہا یہ چابی ہمیشہ تمہارے پاس رہے گی۔ تم سے کسی کا چابی لینا دراصل ظلم سے چھین لینے کے مترادف ہوگا۔

میں حضور نبی کریم ﷺ سے جدا ہو کر چند قدم چلا تھا تو مجھے آواز دی۔ میں پلٹ کر حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے تبسم فرماتے ہوئے پوچھا۔

عثمان (رضی اللہ عنہ)! کیا وہ بات پوری نہ ہوئی جو میں نے تم سے کہی۔ فوراً مجھے آپ ﷺ کا وہ فرمان یاد آ گیا جو آپ نے ہجرت سے پہلے مکہ مکرمہ میں مجھ سے فرمایا تھا۔ یہ سن کر میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے جو فرمایا وہ بالکل صحیح ثابت ہوا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ ہیں۔

﴿ابن سعد﴾

غزوۂ حنین میں معجزات کا ظہور

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ان سے دریافت کیا گیا کہ تم لوگ حنین میں رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر بھاگ گئے تھے؟ انہوں نے جواب دیا۔ ہاں ہم لوگ بھاگ کھڑے ہوئے تھے مگر سرور کونین ﷺ نے اپنی جگہ سے جنبش بھی نہ فرمائی ہوازن بڑی ماہر تیر انداز قوم تھی جب ہمارا ان سے مقابلہ ہوا اور ہم نے ان پر حملہ کیا تو وہ بھاگ کھڑے ہوئے اور لوگ مال غنیمت پر ٹوٹ پڑے تو

انہوں نے ہم پر سامنے سے تیر اندازی شروع کر دی جس کے بعد مسلمانوں کے قدم اکھڑ گئے۔ ہم نے اس وقت دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کی سواری کی لگام ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ پکڑے ہوئے کھڑے تھے اور حضور نبی کریم ﷺ کی زبان پر تھا:

انا النبی لا کذب

انا ابن عبد المطلب

ترجمہ: "میں نبی ہوں اس میں جھوٹ نہیں ہے، میں ابن عبدالمطلب ہوں۔"

{بخاری، مسلم}

حضرت عیاض بن حارث انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ حنین میں مٹھی بھر کنکریاں لیں اور جانب لشکر کی طرف پھینکیں تو پھر وہ بھاگ کھڑے ہوئے۔

{تاریخ بخاری، ابن سعد، حاکم، بیہقی}

عبدالرحمٰن ام برثن رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ ان سے مشرکین حنین میں سے ایک شخص نے کہا:

جب ہم مسلمانوں کے مقابل ہوئے اور حملہ عام کا آغاز ہوا تو مسلمان اتنی دیر بھی میدان میں نہ رکے کہ جتنی دیر میں چوپایا ایک بکری کا دودھ نکالتا ہے، ہم نے ان کے پاؤں اکھیڑ دیئے ہم نے ان کے تعاقب میں آگے بڑھ رہے تھے کہ اسی اثناء میں ہماری نظر ایک سوار پر پڑی جو سفید خچر پر تھا ہم نے بہ غور دیکھا تو وہ رسول اللہ ﷺ تھے اور آپ کے چاروں طرف آس پاس سفید و حسین چہروں والے افراد تھے۔ انہوں نے ہم تعاقب کرنے والوں پر ایک خاص انداز سے نگاہ ڈالی اور پھر کہا: "شاھت الوجوہ ارجعوا" تو ہم بھاگ پڑے اور وہ لوگ ہمیں تو ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے ہمارے جسم کو چھید رہے ہیں اور شانوں پر چڑھے بیٹھے ہیں۔

{بیہقی، ابن عساکر}

کدورت محبت میں تبدیل اور صحابہ کی عقیدت:

حضرت ابن المبارک رضی اللہ عنہ، حضرت ابوبکر ہذلی رضی اللہ عنہ سے انہوں نے عکرمہ رضی اللہ عنہ سے اس طرح روایت کی کہ شیبہ بن عثمان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے جب حنین میں جہاد کیا تو مجھ کو اپنے باپ عثمان اور چچا کی یاد آ گئی۔ ان دونوں کو حضرت علی رضی اللہ عنہ اور سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے قتل کیا تھا۔ میرے اندر بے پناہ جوش انتقام بھڑک اٹھا جس میں نے ارادہ کر لیا کہ محمد ﷺ سے انتقام لوں گا۔

میں حنین سے میدان جنگ میں پہنچا۔ میری نظروں نے حضور نبی کریم ﷺ کو تلاش کر لیا مگر آپ کے قریب دائیں جانب عباس رضی اللہ عنہ تھے۔ میں نے سوچا یہ آپ کے چچا ہیں آپ کی بھرپور مدافعت کریں گے۔ جب میں نے دوبارہ ماحول کا جائزہ لیا تو دیکھا کہ آپ ﷺ کے بائیں جانب ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ کھڑے ہیں، سوچا یہ چچا زاد برادر ہیں، ان کو بھی آپ سے پوری ہمدردی ہو گی۔ پھر میں اپنے ارادہ کو عملی جامہ پہنانے کی غرض سے پیچھے کی طرف اس قدر قریب آ گیا کہ وہاں سے تلوار کا وار بآسانی کر سکتا

غزوۂ تبوک میں معجزات کا ظہور

حضرت ابن مسعود ؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب تبوک کی طرف روانہ ہوئے تو کچھ افراد پیچھے رہ گئے تھے۔ حضرت ابوذر ؓ بھی بعد میں آکر لشکر میں شامل ہوئے تھے کچھ مسلمانوں نے دیکھ کر عرض کیا۔

یا رسول اللہ ﷺ! کوئی شخص راہ میں ہے اور ہماری طرف آ رہا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ ابوذر (ؓ) ہوں گے۔ جب وہ مزید آگے بڑھے، کچھ لوگوں نے مزید غور کیا تو وہ پہچان گئے اور کہنے لگے ہاں! اے اللہ تعالیٰ کے رسول اللہ ﷺ وہ تو ابوذر ؓ ہی ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے کہا اللہ تعالیٰ ابوذر ؓ پر رحم فرمائے وہ تنہا ہی چلے ہیں، تنہا ہی مریں گے اور تنہا ہی اٹھائے جائیں گے۔

تو زمانے کے لوگوں کو جو ایذا پہنچی وہ انہیں بھی پہنچ کر رہی۔ وہ ربذہ میں جا کر رہے اور وہیں کچھ عرصہ تک زندگی گزاری اور وہیں وفات پائی۔ ان کے پاس صرف ان کی زوجہ اور غلام تھا۔ ان کا جنازہ شاہراہ عام پر لا کر رکھ دیا گیا۔ اسی وقت ایک قافلہ وارد ہوا۔ قافلہ میں حضرت ابن مسعود ؓ تھے جب انہیں معلوم ہوا کہ حضرت ابوذر ؓ کا جنازہ ہے تو اشکبار ہوئے۔ حضور نبی کریم ﷺ کا حضرت ابوذر ؓ کی تنہائی کے بارے میں جو قول اوپر بیان ہوا اس کو بیان کیا اور نماز جنازہ پڑھائی۔

﴿ابن اسحاق، حاکم، بیہقی﴾

چشمہ میں برکت:

حضرت معاذ بن جبل ؓ سے روایت ہے کہ جب ہم غزوہ تبوک پر روانہ ہوئے تو ایک روز حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: انشاءاللہ تم کل صبح چشمہ تبوک پر پہنچ جاؤ گے مگر چاشت سے پہلے پہنچنا ہو گا۔ تو جو لوگ یا فرد وہاں پہنچے وہ چشمہ کے پانی کو نہ چھوئے نہ استعمال کرے۔

حضور نبی کریم ﷺ چشمہ پر پہنچے وہ تسمہ کی مانند تھا اور کسی قدر اس سے پانی نکل رہا تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ برتن میں پانی لیا اور اس سے چہرۂ انور اور دست مبارک دھوئے۔ اس کے بعد وہ پانی چشمہ میں ڈال دی تو پھر اس سے بکثرت پانی جاری ہو گیا۔ تمام لوگوں نے اسے استعمال کیا۔ اس کے بعد فرمایا۔ اے معاذ (ؓ)! اگر تم زندہ رہے تو دیکھو گے کہ اس چشمہ کے پانی سے باغات بھر جائیں گے۔ چنانچہ چشمہ آج بھی جاری ہے۔

﴿مسلم﴾

کھانے میں بے پناہ برکت:

حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ ایک روز تبوک کے موقع پر جب لشکر اسلام کو بھوک نے بے تاب کر دیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سواری اور بار برداری کے اونٹوں کو ذبح

کرنے کے لیے اجازت طلب کی گئی۔

یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اگر ایسا کیا گیا تو سواری کے جانور کم ہو جائیں گے۔ اے اللہ تعالیٰ کے رسول اللہ ﷺ! بچا ہوا سامان خورد ونوش اور زاد وقت لوگوں سے جمع کر کر اس میں ان کے لیے دعائے برکت فرما دیں تو مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس میں برکت فرما دے گا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے دستر خوان طلب فرما کر بچی خوردہ سامان خورد ونوش کو اس پر جمع کرنے کا حکم دیا۔ وہ تھوڑا تھوڑا اور رنہ ہو کر ڈھیر ہو گیا۔ آپ ﷺ نے دعا فرمائی اور لشکر مجاہدین سے فرمایا کہ توشہ دانوں میں اچھی طرح بھر لو، چنانچہ پورے لشکر نے ایسا ہی کیا اور سب کے برتن پر ہو گئے۔ دستر خوان پر پھر بھی باقی رہا۔ اللہ تعالیٰ کی برکت اور قدرت کے اس عام مشاہدہ اور معجزے کے ظہور کے بعد آپ ﷺ کی زبان مبارک سے یہ کلمات ادا ہوئے۔ اشهد ان لا اله الا الله وانی رسول الله. پھر مطلع فرمایا اس کلمہ کے اقرار شہادت کے بعد جو بھی اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ اسے اس میں شک نہ ہو تو اسے جنت سے روکا نہ جائے گا۔

﴿مسلم﴾

مشکیزہ گھی سے لبریز:

حضرت ابو عائذ خزاعی یزید بن یحییٰ، محمد بن حمزہ بن عمرو اسلمی (رحمہم اللہ) سے انہوں نے اپنے والد اور دادا سے روایت کی کہ حضور نبی کریم ﷺ جب تبوک کے غزوہ میں تشریف لے جا رہے تھے تو میں ایک گھی کے مشکیزہ پر مامور تھا۔

ایک روز میں نے حضور نبی کریم ﷺ کے ارشاد پر کھانے کی تیاری کا ارادہ کیا دیکھا تو مشکیزہ میں گھی بہت ہی تھوڑا رہ گیا تھا، پس میں نے مشکیزہ کو دھوپ میں رکھ دیا تاکہ ہر طرف سے پگھل کر یکجا ہو جائے۔ میں آرام کیلئے ذرا دراز ہوا اور نیند آ گئی تھوڑے ہی وقت میں آنکھ کھل گئی۔ مشکیزہ اٹھانے پہنچا تو اللہ تعالیٰ کی شان اور حضور نبی کریم ﷺ کے معجزے سے مشکیزہ گھی سے لبریز ہی نہ تھا بلکہ اس کے دہانے سے گھی باہر نکل کر بہہ رہا تھا، میں نے گھبرا کر اس کا دہانہ دبا لیا اور اٹھا لایا۔ سرور کونین ﷺ کو بتایا تو آپ ﷺ نے فرمایا، اگر تم اس کے دہانے کو نہ دبا لیتے تو گھی سے تمام وادی بھر جاتی۔

﴿ابو نعیم﴾

کھجوروں میں عظیم برکت:

واقدی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا بنی سعد کا ایک شخص بیان کرتا ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس تبوک میں حاضر ہوا، آپ ﷺ صحابہ کرام کے درمیان تشریف فرما تھے اور آپ ﷺ ساتویں شخص تھے یعنی کل نفوس سات تھے۔ میں نے اسلام قبول کیا۔ پھر آپ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا: ہمیں کھانا کھلاؤ، پس انہوں نے دستر خوان بچھایا اور تھیلی سے چند کھجوریں نکالیں جو گھی اور پنیر سے تر تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کھاؤ تو ہم سب حاضرین نے کھجوریں کھائیں اور

سب شکم سیر ہو گئے۔ اس وقت میں نے کہا: اے اللہ کے رسول اللہ ﷺ! اگر میں تنہا کھانے والا ہوتا تو یہ ساری کھجوریں کھا جاتا۔ (یعنی قدر تھیں کھجوریں اتنے افراد کو کافی ہو گئیں۔)

دربار نبوت ﷺ میں دوسرے دن میں پھر حاضر ہوا۔ اس موقع پر دس شخص اور بھی موجود تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ہم کھانا کھائیں گے۔ وہ تھیلی کے اندر ہاتھ ڈال کر تلاش کرنے لگے۔ یہ دیکھ کر فرمایا: اے بلال رضی اللہ عنہ! بہت نکلے گا، تھیلی کو دسترخوان پر الٹ دو اور ذی العرش (یعنی اللہ تعالیٰ) سے کمی کا اندیشہ نہ کرو۔ انہوں نے تھیلی کا منہ نیچا کر کے جھٹکا دیا، کھجوریں گر پڑیں۔ ان کی مقدار میرے اندازے میں دو مد ہوگی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنا دست مبارک کھجوروں پر رکھا اور پھر ہاتھ کو ہٹاتے ہوئے کہا: بسم اللہ کر کے شروع کرو۔ میں نے اور تمام لوگوں نے جس قدر کھا سکتے تھے کھائیں، پھر بھی دسترخوان پر اتنی ہی کھجوریں باقی رہ گئیں۔ میں تیسرے روز پھر خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ اس روز چند اشخاص اور زیادہ ہو گئے، میرے خیال میں بارہ یا تیرہ افراد ہوں گے۔ اس روز بھی کھانے کا وقت تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے بلال رضی اللہ عنہ! ہم کھانا کھائیں گے، حضرت بلال رضی اللہ عنہ وہی تھیلی لائے۔ اندر کے خرمے کھانے کے کپڑے پر الٹ دیئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے پھر دست مبارک رکھا اور ارشاد فرمایا: بسم اللہ کرو، چنانچہ ہم سب نے سیر ہو کر کھائے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے جتنے خرمے نکالے تھے کم سے کم اتنے ہی بچے ہوئے پھر تھیلی کے اندر بھر لیے، اس طرح تین دن مسلسل مجھے یہ معجزہ دیکھنے کا موقع ملا۔
﴿ابو نعیم﴾

انگلیوں سے پانی کے چشمے ابل پڑے:

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اسلامی لشکر رسول اللہ ﷺ کی قیادت میں غزوہ کیلئے روانہ ہوا تھا۔ اثنائے راہ میں پیاس لگی، پھر وہ اس درجہ شدید ہوگئی کہ پیاس کے غلبہ سے زبانیں تالوؤں پر چمٹ گئیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے پیالے میں تھوڑا پانی طلب فرمایا اور قطرے قطرے جگہ جگہ سے لے کر دو تین گھونٹ پانی جمع کر کے پیش خدمت کیا گیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیالے کے پانی میں انگلیاں ڈبو دیں، پس آپ ﷺ کی انگلیوں سے پانی ابل پڑا جس کو ذخیرہ کر لیا گیا اور تمام لشکر جس میں تیس ہزار مجاہد، بارہ ہزار اونٹ اور بارہ ہزار گھوڑے تھے، سب کے سب خوب سیراب ہو گئے۔ راوی حدیث ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا:

تبوک میں چار معجزے ظہور میں آئے، ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب رسول ﷺ واپس آرہے تھے، سخت گرمی، تپش اور حرارت کی وجہ سے دو مرتبہ کے بعد پھر تیسری بار تشنگی لوگوں پر غالب آگئی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کو تلاش آب کیلئے روانہ فرمایا۔ وہ تلاش کرتے ہوئے مقام تبوک اور حجر کے درمیان پہنچے تو وہاں انہوں نے ایک عورت کے پاس مشکیزہ میں تھوڑا سا پانی دیکھا۔ حضرت اسید رضی اللہ عنہ نے اس عورت سے بات کی اور حضور نبی کریم ﷺ کے پاس اس عورت کو لے کر آگئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے وہ پانی سامنے رکھا اور دعا فرمائی۔ اس کے بعد فرمایا: ”اے لوگو! پانی پیو اور

الخصائص الکبریٰ

مصنف

علامہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

ترتیب و تدوین مولانا عبدالاحد قادری

جلد دوم

ممتاز اکیڈمی

فضل الٰہی مارکیٹ چوک اردو بازار لاہور

حسن ترتیب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بادشاہان وقت کے نام مکتوبات نبوی اور معجزات کا ظہور

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہ نبی کریم ﷺ نے کسریٰ (شاہ فارس) قیصر (شاہ روم) نجاشی (شاہ حبشہ) اور تمام دنیاوی سربراہوں کے نام مکتوبات شریف روانہ کیے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے دعوت دی۔ یہ نجاشی شاہ حبشہ وہ ہے جس کی نبی کریم ﷺ نے (غائبانہ) نماز جنازہ پڑھی تھی۔
﴿بخاری مسلم﴾

حاتم بن اسمٰعیل رحمۃ اللہ علیہ نے یعقوب رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے جعفر بن عمرو رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے چار افراد کو چار بادشاہوں کی طرف روانہ کیا۔ ایک شخص کو کسریٰ کی طرف، ایک شخص کو قیصر کی طرف، ایک شخص کو مقوقس کی طرف اور عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ کو نجاشی کی طرف بھیجا تو ان میں سے ہر شخص نے اسی زبان میں گفتگو کی جس زبان والوں کی طرف انہیں بھیجا گیا تھا۔
﴿ابن ابی شیبہ المصنف﴾

اسی زبان میں گفتگو:

زہری، اور شعبی رحمہم اللہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے چند افراد کو چند بادشاہوں کی طرف بھیجا اور انہیں حکم دیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کی انہیں دعوت دیں تو ان قاصدوں میں ہر شخص نے اس حال میں صبح کی کہ وہ اسی زبان میں گفتگو کرتا تھا جس زبان والوں کی طرف انہیں بھیجا گیا تھا جب اس کا ذکر نبی کریم ﷺ سے کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ بندگان خدا کے بارے میں جو اللہ تعالیٰ کا حق ان کے ذمہ واجب تھا۔ یہ امر اس سے اعظم ہے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ اور قیصر روم کا مکالمہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے انہیں بتایا کہ جس زمانے میں نبی کریم ﷺ نے (صلح حدیبیہ کے بعد) قریش کو مہلت دی تھی اور قریش کا ایک قافلہ بغرض تجارت شام گیا تھا۔ اسی زمانے میں نبی کریم ﷺ کا مکتوب گرامی ہرقل کے نام پہنچا جس پر ہرقل نے قریش کے قافلے والوں کو بلوایا۔ ان میں ابوسفیان رضی اللہ عنہ بھی تھے جب قریش کے قافلے کے لوگ ہرقل کے پاس ایلیا میں پہنچے اور ان کو ہرقل نے اپنی مجلس میں بٹھایا۔ قیصر کے چاروں طرف روم کے بڑے بڑے سردار بیٹھے تھے۔ اس کے بعد ترجمان کے ذریعہ ان کو مخاطب کر کے پوچھا کہ تم میں سے کون شخص نسب کے اعتبار سے اس شخص کے زیادہ قریب ہے جس نے نبوت کا اظہار کیا ہے۔ ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ میں نے

جواب دیا کہ میں از روئے نسب ان سے زیادہ قریب ہوں۔

اس پر ہرقل نے اپنے آدمیوں سے کہا کہ ابوسفیان ﷛ کو میرے قریب کر دو اور اس کے پیچھے اس کے ساتھیوں کو کر دو اور اپنے ترجمان سے کہا کہ ان سے کہو کہ ہم نبی کریم ﷺ کے حالات معلوم کرنا چاہتے ہیں، اگر ابوسفیان ﷛ کوئی جھوٹ بات کہے تو تم فوراً جھٹلا دینا۔ ابوسفیان ﷛ نے بیان کیا کہ اگر مجھے اس بات کا خطرہ نہ ہوتا کہ لوگ مجھے جھوٹا سمجھیں گے تو میں یقیناً نبی کریم ﷺ کے بارے میں جھوٹ کہتا مجھے برملا جھوٹا کہنے سے شرم وحیا آئی۔

ابوسفیان ﷛ نے بیان کیا کہ ہرقل نے نبی کریم ﷺ کے بارے میں جو بات سب سے پہلے مجھ سے پوچھی تھی، یہ تھی کہ ان کا نسب تمہارے درمیان کیا ہے؟ میں نے جواب دیا: وہ ہم میں صاحب حسب ونسب ہیں، پھر پوچھا کہ کیا کبھی تم میں کسی نے ان سے پہلے نبوت کا دعویٰ کیا ہے؟ میں نے کہا کہ نہیں۔ پوچھا کیا ان کے آباؤ اجداد میں بادشاہت رہی ہے؟ میں نے کہا: نہیں۔

کیا بڑے بڑے لوگ ان کی پیروی کرتے ہیں یا کمزور ضعیف لوگ؟ میں نے کہا: نہیں بلکہ کمزور ضعیف لوگ اتباع کرتے ہیں۔ اس نے پوچھا کہ کیا ان کی تعداد روز بروز بڑھتی جاتی ہے یا کم ہوتی جاتی ہے؟ میں نے کہا: نہیں بلکہ روز بروز بڑھتی جاتی ہے۔

اس نے پوچھا کہ ان میں سے کوئی شخص ان کے دین سے ناراض ہو کر ان کے دین کو قبول کرنے کے بعد برگشتہ اور مرتد ہوا ہے؟ میں نے کہا: نہیں۔

اس نے پوچھا کیا ان کے اظہار نبوت سے پہلے تم لوگ ان کو جھوٹا جانتے تھے؟ میں نے کہا: نہیں۔ اس نے پوچھا کیا اس نے کبھی عہد شکنی اور بے وفائی کی ہے؟ میں نے کہا: نہیں۔

البتہ اب ہم ایک عرصے سے نہیں جانتے کہ وہ اس زمانہ میں کیا کرتے ہیں۔ ابوسفیان ﷛ کہتے ہیں کہ سارے مکالمے میں اس قدر اضافہ کے کہیں کچھ بڑھانے کا موقع نہ مل سکا۔

پھر ہرقل نے پوچھا کیا تم نے ان سے جنگ کی ہے؟ میں نے کہا: ہاں! اس نے پوچھا: ان سے تمہاری جنگ میں کیا حالت رہی؟ میں نے کہا: ہمارے اور ان کے درمیان جنگ کی صورت پانی کے ڈول کی مانند رہی، کبھی ہم ڈول سے پانی بھر لیتے اور کبھی وہ۔

✿ (مطلب یہ کہ کبھی ہم غالب ہو جاتے اور کبھی وہ غالب آ جاتے تھے۔)

اس نے پوچھا وہ تمہیں کیا کرنے کا حکم دیتے ہیں؟ میں نے کہا کہ وہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک لہٗ کی عبادت کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ اور جو کچھ تمہارے ماں باپ کہتے رہے ہیں اسے چھوڑ دو اور ہمیں نماز پڑھنے، زکوٰۃ دینے، سچ بولنے، پاکباز رہنے اور صلہ رحمی کرنے کا حکم دیتے ہیں۔

یہ سن کر اس نے ترجمان سے کہا کہ انہیں بتاؤ کہ میں نے جو ان کے نسب کے بارے میں تم سے پوچھا اور تم نے کہا کہ وہ صاحب حسب ونسب ہیں تو انبیاء ومرسلین علیہم السلام اپنی قوم میں صاحب نسب ہی ہوا کرتے ہیں اور میں نے تم سے پوچھا تھا کہ کیا کسی نے ان سے پہلے نبوت کا دعویٰ کیا تھا تو تم نے

جواب دیا کہ نہیں۔ اگر ایسی بات ہوتی تو کسی نے ان سے پہلے نبوت کا دعویٰ کیا ہوتا تو میں کہتا کہ یہ شخص اپنے سے پہلے کی پیروی کرتا ہے اور میں نے تم سے پوچھا تھا کہ کیا ان کے آباؤ واجداد میں کوئی بادشاہ ہوا ہے، تم نے جواب دیا کہ نہیں۔ اگر ان کے باپ دادا میں کوئی بادشاہ ہوا ہوتا تو میں کہتا کہ یہ شخص اپنے باپ کا ملک چاہتا ہے اور میں نے تم سے پوچھا تھا کہ کیا تم اسے اس سے پہلے جھوٹا جانتے تھے؟ تم نے کہا کہ نہیں۔ تو میں نے جان لیا کہ جو شخص لوگوں سے جھوٹی بات کہنے سے ڈرتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ کی نسبت کیسے کر سکتا ہے؟ اور میں نے تم سے پوچھا کہ بڑے بڑے لوگ ان کی پیروی کرتے ہیں یا کمزور ضعیف لوگ؟ تو تم نے جواب دیا کہ کمزور لوگ ان کی پیروی کرتے ہیں تو انبیاء و مرسلین علیہم السلام کے متبعین کمزور لوگ ہی ہوتے ہیں۔ میں نے تم سے پوچھا تھا کہ متبعین کی تعداد بڑھتی جاتی ہے یا کم ہوتی جاتی ہے۔ تم نے جواب دیا کہ بڑھتی جاتی ہے تو ایمان کا معاملہ ایسا ہی ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ مکمل ہو جائے۔ میں نے تم سے پوچھا تھا کہ کیا کوئی ان کے دین سے ناراض ہو کر منحرف اور مرتد ہوا ہے جبکہ اس نے ان کے دین کو قبول کر لیا ہو، تو تم نے جواب دیا کہ نہیں تو ایمان کا یہی حال ہے جس وقت ایمان دل کی گہرائیوں میں سما جاتا ہے تو پھر ایمان کو وہ نہیں چھوڑتا اور میں نے تم سے پوچھا تھا کہ کیا وہ عہد شکنی کرتے اور بے وفائی کرتے ہیں اور تم نے جواب دیا کہ نہیں، تو انبیاء و مرسلین علیہم السلام کا یہی حال ہوتا ہے کہ وہ عہد شکنی اور بے وفائی نہیں کرتے اور میں نے تم سے پوچھا تھا کہ وہ تمہیں کیا حکم دیتے ہیں؟ تو تم نے جواب دیا کہ وہ حکم دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور بتوں کے پوجنے سے منع کرتے ہیں اور نماز پڑھنے، سچ بولنے، پاکباز رہنے کا حکم دیتے ہیں۔

اب اگر تمہارا کہنا صحیح ہے تو بہت جلد وہ میرے تخت پر قبضہ کر کے ملک کے مالک بن جائیں گے اور میں جانتا تھا کہ اس نبی کا ظہور ہونے والا ہے لیکن ہمیں یہ گمان نہ تھا کہ وہ نبی تم لوگوں میں سے ہوگا۔ کاش کہ میرے راستے میں یہ لوگ حائل نہ ہوتے تو ان کے قدموں کو دھوتا۔ اس کے بعد ہرقل نے رسول اللہ ﷺ کے اس مکتوب گرامی کو پڑھوا کر سنا جسے حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ عظیم بصریٰ کی خدمت میں جو کہ مدینہ طیبہ اور دمشق کے درمیان ایک شہر کا نام ہے، لائے تھے۔ حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ نے وہ مکتوب گرامی ہرقل کو دیا اور اس نے اسے پڑھا اس میں لکھا تھا کہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول کی جانب سے ہرقل شاہ روم کے نام، سلامتی ہو اس پر جس نے ہدایت کی پیروی کی۔

اما بعد

میں تمہیں دین اسلام کی طرف بلاتا ہوں۔ اسلام قبول کر لو گے تو سلامت رہو گے اور اللہ تعالیٰ تمہیں دوہرا اجر دے گا اور اگر تم نے منہ پھیرا تو تمام منہ پھیرنے والوں کا وبال تم پر ہے اور اے اہل کتاب! اس کلمہ کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان

مشترک ہے۔ وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کے سوا ہم کسی کو نہ پوجیں اور نہ اس کا کسی کو شریک ٹھہرائیں اور نہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو فریادرس بنائیں۔ اب اگر تم اعراض کرو تو سن لو کہ ہم تمہیں گواہ بناتے ہیں کہ ہم سب مسلمان ہیں۔

ابوسفیان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اس تمام گفتگو اور حضور نبی کریم ﷺ کے مکتوب گرامی کے پڑھنے کے بعد اس کی مجلس میں شور برپا ہو گیا اور آوازیں بلند ہونے لگیں اور ہم لوگوں کو وہاں سے نکال دیا گیا۔ اس وقت میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا: ''ابن ابی کبشہ'' کا معاملہ یقیناً بہت بڑھ گیا ہے اور بنی اصفر (یعنی روم) کا بادشاہ بھی ان سے ڈرتا ہے۔ اس کے بعد ہم یقینی طور سے جاننے لگے کہ وہ (نبی کریم ﷺ) ضرور غالب ہو کر رہیں گے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اسلام میں داخل کر دیا۔

﴿ابن سعد﴾

ابن ناطور حاکم ایلیا:

ابن ناطور، ایلیا کا حاکم تھا اور ہرقل شام کے نصاریٰ کا اسقف تھا۔ ابن ناطور کا بیان ہے کہ ہرقل جب ایلیا میں آیا تو اس نے بڑی ناگواری کی حالت میں صبح کی یہ دیکھ کر چند بطریقوں (پادریوں) نے پوچھا کہ کس بات نے تمہارا دل ناخوش کر دیا ہے؟ ابن ناطور نے کہا کہ چونکہ ہرقل ستاروں کی رفتار دیکھا کرتا تھا، جب لوگوں نے اس سے ناخوشی کی بابت پوچھا۔

تو اس نے کہا کہ آج رات میں نے ستاروں کے درمیان ''ملک الختان'' کو دیکھا ہے کہ اس کا طلوع ہو گیا ہے تو اس زمانے میں کون لوگ ختنہ کرتے ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ یہود کے سوا کوئی ختنہ نہیں کرتا ہے اور یہودیوں سے تمہیں ڈرنا نہیں چاہیے بلکہ اپنے علاقہ کے تمام شہروں کے حاکموں کو لکھ دینا چاہیے کہ ان کے شہروں سے جتنے یہودی ہوں سب کو قتل کر دیں۔ ابھی یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ غسان بادشاہ کا بھیجا ہوا ایک شخص ہرقل کے پاس لایا گیا جسے ملک غسان نے نبی کریم ﷺ کے ظہور کی خبر پہنچانے کیلئے ہرقل کے پاس بھیجا تھا، جب اس نے ہرقل کو نبی کریم ﷺ کی بابت خبر پہنچا دی تو ہرقل نے کہا: اس شخص کو لے جا کر دیکھو کہ یہ ختنہ کیا ہوا ہے یا نہیں؟ جب لوگوں نے اس شخص کو لے جا کر دیکھا تو آ کر کہا کہ یہ ختنہ کئے ہوئے ہے اور اس سے عرب کے بارے میں پوچھا تو اس شخص نے بتایا کہ تمام اہل عرب ختنہ کراتے ہیں۔ اس پر ہرقل نے کہا کہ عرب میں ظاہر ہونے والا نبی اس امت کا بادشاہ ہے۔ اس کے بعد ہرقل نے رومیہ کے حاکم کے نام خط لکھا (جو کہ علم میں ہرقل کے ہم پلہ تھا) اور حمص کی طرف روانہ ہو گیا۔ ابھی وہ حمص پہنچا نہ تھا کہ رومیہ کے حاکم کا جواب اسے مل گیا، جس میں اس نے نبی کریم ﷺ کے ظہور کے بارے میں ہرقل کی رائے سے موافقت کی تھی۔

اس نے جواب میں لکھا کہ وہ یقیناً نبی ہیں، اس کے بعد ہرقل نے حمص کے محل میں روم کے بڑے بڑے لوگوں کو طلب کیا جب وہ جمع ہو گئے تو دربانوں کو حکم دیا کہ وہ محل کے دروازوں کو بند کر دیں (تاکہ کوئی جا نہ سکے) اس کے بعد وہ فوراً ان کے سامنے آیا اور کہنے لگا کہ

اے سرداران روم! کیا میں تمہیں رشد و فلاح کی بات نہ بتاؤں اور وہ بات جس سے تمہارا ملک محفوظ رہے نہ بتاؤں؟ وہ بات یہ ہے کہ تم سب اس نبی مکرم ﷺ کا اتباع کرلو۔ یہ سن کر وہ تمام لوگ جنگلی گدھوں کی طرح دولتیاں مارتے ہوئے چلے جانے کیلئے دروازوں کی طرف بھاگے مگر انہوں نے دروازوں کو بند پایا۔ ہرقل نے جب ان کی نفرت و بے زاری کا عالم دیکھا تو وہ ان کے قبول ایمان سے مایوس ہوگیا اور کہنے لگا کہ تم سب میرے پاس آؤ اور اس نے ان سے کہا کہ میں نے یہ بات تم سے اس لیے کہی تھی کہ یہ معلوم کرسکوں کہ تمہارا دین پر اعتقاد کتنا پختہ ہے۔ مجھ کو معلوم ہوگیا اور یہ بات میں نے دیکھ لی۔ یہ سن کر وہ سب کے سب اس کے سامنے سجدے میں گر پڑے اور اس سے راضی ہوگئے۔ ہرقل کی یہ حالت اس کے آخر وقت تک رہی۔

انبیاء کو قتل کرنا یہود کا طریقہ ہے:

حضرت موسیٰ بن عقبہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ابوسفیان رضی اللہ عنہ تجارت کی غرض سے شام گئے تو ان کے پاس قیصر کا قاصد آیا اور بلا کر لے گیا۔ قیصر نے کہا تم مجھے اس شخص کا حال بتاؤ جس نے تمہاری قوم میں ظہور فرمایا ہے۔ کیا وہ تم پر ہمیشہ غالب آتے ہیں؟ ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا وہ ہم پر اس وقت غالب آ جاتے تھے جب میں ان میں موجود نہ ہوتا تھا۔ قیصر نے پوچھا تم انہیں کاذب جانتے ہو یا صادق۔ ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم انہیں کاذب جانتے ہیں۔ قیصر نے کہا کہ ایسا نہ کہو اس لیے کہ کذب کے ساتھ کوئی شخص غالب نہیں آسکتا۔ اگر وہ تم میں نبی ہیں تو تم انہیں قتل نہ کرنا کیونکہ نبیوں کا قتل کرنا یہود کا شیوہ ہے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت عبداللہ بن شداد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور نبی کریم ﷺ کا جس دن سب سے پہلے مجھ پر رعب طاری ہوا وہ ایک عظیم دن تھا۔ انہوں نے بیان کیا کہ قیصر نے اپنی مملکت وسلطنت کے باوجود مجھ سے اپنی مجلس میں اس انداز سے گفتگو کی کہ نبی کریم ﷺ کے مکتوب گرامی جو اس کے پاس آیا تھا۔ اس کی ہیبت سے قیصر کی پیشانی سے پسینہ ٹپک رہا تھا۔ میں نے جب اسے اس حال میں دیکھا تو میں نبی کریم ﷺ کی وجاہت سے مرعوب ہوگیا یہاں تک کہ میں اسلام لے آیا۔

﴿ابونعیم﴾

ہرقل کے نام مکتوب نبوی:

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ مجھ سے زہری رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ مجھ سے اس نصرانی پادری نے بیان کیا کہ جو کہ اس وقت وہاں موجود تھا جبکہ حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ ہرقل کے پاس نبی کریم ﷺ کا مکتوب گرامی لے کر آئے تھے۔ اس مکتوب میں تحریر تھا کہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''یہ خط محمد الرسول اللہ ﷺ کی طرف سے ہرقل عظیم روم کے نام۔ سلام ہو اس پر جس

نے مکتوب کی پیروی کی۔''

اما بعد

تم اسلام لے آؤ، سلامت رہو گے اور اللہ تعالیٰ تمہیں دوہرا اجر عطا فرمائے گا اور تم نے انکار کیا تو انکار کرنے والوں کا گناہ بھی تم پر ہوگا۔''

جب ہرقل نے مکتوب گرامی پڑھ لیا تو اس نے خط کو اپنے سامنے زانوں میں رکھ لیا۔ اس کے بعد رومیوں کے ایک شخص کے نام لکھا (جو عبرانی کے سوا کچھ پڑھا لکھا نہ تھا) اور حضور نبی کریم ﷺ کے مکتوب گرامی کے بارے میں مشورہ کیا اور اس نے جواب میں لکھا کہ یہ وہی نبی ہیں جن کا ہم انتظار کر رہے تھے۔ ان کے بارے میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے لہٰذا تم ان کی پیروی کرو۔ پھر اس نے روم کے سرداروں کو جمع کرنے کا حکم دیا جب وہ اس کے محل میں جمع ہو گئے تو اس نے دربانوں کو دروازہ بند کرنے کا حکم دیا اور وہ ان کے پاس بالا خانے پر ڈرتے ڈرتے آیا اور اس نے کہا کہ

اے سرداران روم! میرے پاس احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کا مکتوب گرامی آیا ہے۔ خدا کی قسم! یہ وہی نبی ہیں جن کا ہم انتظار کرتے تھے اور اپنی کتابوں میں ان کا ذکر پاتے ہیں اور ہم ان کو علامتوں سے جانتے ہیں کہ یہی زمانہ ان کے ظہور کا ہے۔ اب اگر تم اسلام قبول کر کے ان کی پیروی اختیار کرلو گے تو تمہاری آخرت اور تمہاری دنیا دونوں سلامت رہیں گی۔ یہ تقریر سن کر ان لوگوں نے غضب ونفرت کا اظہار کیا اور محل سرا کے دروازوں کی طرف چلے مگر انہیں بند پایا۔ یہ صورتحال دیکھ کر ہرقل ڈرا اور کہا کہ انہیں میرے پاس واپس لاؤ، جب وہ آئے تو اس نے ان سے کہا کہ

اے رومیو! میں نے تم سے جو بات کہی ہے وہ تمہیں آزمانے کیلئے تھی کہ دیکھوں تم میں اپنے دین کی پختگی کیسی ہے۔ میں نے تمہاری یہ کیفیت دیکھ کر خوشی محسوس کی ہے۔ یہ سن کر سب اس کے سامنے سجدے میں گر پڑے۔ اس کے بعد دروازہ کھولا گیا اور وہ محل سرا سے نکل کر چلے گئے۔

﴿بیہقی﴾

قیصر کے نام مکتوب نبوی:

حضرت دحیہ کلبی ﷛ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ مجھے نبی کریم ﷺ نے روم کے بادشاہ قیصر کی طرف مکتوب گرامی کے ساتھ بھیجا۔ میں نے وہاں پہنچ کر مکتوب گرامی پیش کرنے کیلئے دربار میں جانے کی اجازت مانگی تو حاجب نے قیصر سے جا کر کہا کہ دروازہ پر ایک شخص کھڑا ہے اور وہ کہتا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کا قاصد ہوں۔ یہ سن کر درباری گھبرا اٹھے، قیصر نے کہا کہ اس قاصد کو لے کر آؤ تو میں اس کے پاس پہنچا۔ اس کے پاس بکثرت بطریق (پادری) بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے قیصر کو حضور نبی کریم ﷺ کا مکتوب گرامی دیا اور وہ اس کے سامنے پڑھا گیا اس میں لکھا تھا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

''محمد الرسول اللہ ﷺ کی جانب سے قیصر روم کے نام''

یہ سن کر قیصر کا بھتیجا جو سرخ رنگ، نیلی چشم اور دراز بالوں والا شخص تھا۔ بولا: فی الحال اس خط کو نہ پڑھا جائے چونکہ اس خط کے ابتدا اپنے آپ سے کی گئی اور صاحب روم لکھا ہے۔ (مطلب یہ کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے نام سے خط شروع کیا ہے۔ دوسرا قیصر کو صاحب روم لکھا ہے۔ قیصر بادشاہ روم وغیرہ نہیں لکھا ہے۔) حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مکتوب گرامی پڑھا گیا یہاں تک کہ پورا خط اس نے سنا۔ اس کے بعد قیصر نے دربار برخاست کرنے کا حکم دیا اور سب لوگ اس کے پاس سے چلے گئے۔ اس کے بعد اس نے میرے پاس کسی کو بھیجا اور میں اس کے پاس پہنچا اور اس نے مجھ سے پوچھا اور میں نے نبی کریم ﷺ کا سارا حال بیان کیا پھر اس نے کسی کو اسقف (پادری) کو بلانے بھیجا اور وہ اس کے پاس آیا۔ یہ اسقف ملک شام کا تھا۔ اس کی بات اور اس کی رائے سے لوگ منہ نہ پھیرا کرتے تھے، جب اس نے مکتوب گرامی کو پڑھا تو بے ساختہ کہا:

اللہ کی قسم! یہ وہی نبی ہیں جس کی بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام و موسیٰ علیہ السلام نے ہمیں دی۔ واللہ! یہ وہی نبی ہیں جس کی بشارت حضرت عیسیٰ و حضرت موسیٰ علیہم السلام نے دی اور ہم تو اس کا انتظار کر رہے تھے۔ قیصر نے پوچھا اب میرے لیے تمہارا کیا حکم ہے؟

اسقف نے کہا جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے میں اس کی تصدیق کرتا ہوں اور ان کی پیروی اختیار کرتا ہوں۔ یہ سن کر قیصر نے کہا کہ بلاشبہ میں ابھی ایسا ہی جانتا ہوں لیکن میں ایسا کرنے کی قدرت نہیں رکھتا۔ اگر میں نے اتباع قبول کی تو میری حکومت جاتی رہے گی اور اہل روم مجھے قتل کر دیں گے۔ اس کے بعد قیصر نے کسی کو بھیجا کہ اہل عرب موجود ہوں تو تلاش کر کے لائیں۔ اس زمانہ میں ابوسفیان رضی اللہ عنہ تجارت کی غرض سے شام گئے ہوئے تھے۔ وہ ایلچی انہیں لایا اور قیصر کے روبرو پیش کیا اور قیصر نے نبی کریم ﷺ کے بارے میں ان سے سوالات کیے۔

چنانچہ اس نے پوچھا مجھے اس شخص کے بارے میں حالات بتاؤ جو تمہاری سرزمین میں ظاہر ہوا ہے، وہ کون ہیں؟ ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے کہا: وہ جوان ہیں؟ قیصر نے پوچھا ان کا حسب و نسب کیا ہے؟ کہا: کہ وہ ہم میں صاحب حسب و نسب ہیں۔ اس بارے میں ان پر کسی کو فوقیت نہیں دی جا سکتی۔

قیصر نے کہا کہ نبوت کی یہی نشانی ہے۔ پوچھا کون لوگ ان کا اتباع کرتے ہیں؟ کہا جوان اور کم عقل لوگ۔ قیصر نے کہا کہ نبوت کی یہی شان ہے۔ کیا تم نے دیکھا ہے کہ کوئی تم سے جدا ہو کر ان کے دین میں داخل ہوا اور وہ پھر تمہاری طرف لوٹ کر آیا ہو؟ کہا نہیں۔

قیصر نے کہا کہ نبوت کی پھر یہی پہچان ہے۔ پوچھا تم نے دیکھا ہے کہ ان کے اصحاب میں سے کوئی تمہاری طرف آتا ہے پھر وہ انہی کی طرف واپس چلا جاتا ہے؟ کہا: ہاں۔ قیصر نے کہا کہ نبوت کی یہی علامت ہے۔ پوچھا وہ اور ان کے اصحاب جنگ کرتے ہیں تو کیا کبھی انہیں پشت پھیرنے کا بھی اتفاق ہوا ہے؟ کہا کہ ہاں! قیصر نے کہا کہ نبوت کی یہی شان ہے۔

اس کے بعد حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابو قیصر نے مجھے بلایا اور کہا کہ مجھے تمہارے آقا

کے بارے میں معلوم ہوا ہے اور میں خوب جانتا ہوں کہ وہ نبی ہیں لیکن میں اپنی حکومت کو نہیں چھوڑ سکتا۔ اس کے بعد اس نے مکتوب گرامی کو لیا اور اپنے سر پر رکھا اور اسے بوسہ دیا اور دیباؤ حریر کے کپڑے میں لپیٹ کر صندوقچے میں محفوظ کر دیا۔

لیکن اس اسقف (پادری) کا حال یہ ہوا کہ ہر اتوار کے دن نصاریٰ اس کے پاس جمع ہوتے تھے وہ آتا اور انہیں وعظ ونصیحت کرتا پھر وہ عبادت خانے میں چلا جاتا اور دوسرے اتوار تک وہیں رہتا۔ حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اس کے پاس پہنچتا اور وہ مجھ سے دین سلام اور حضور نبی کریم ﷺ کے بارے میں پوچھتا رہتا تھا۔ اس کے بعد جب بھی اتوار کا دن آتا لوگ جمع ہو کر اس کے برآمد ہونے کا انتظار کرتے مگر وہ نہ نکلتا اور عذر کر دیتا کہ میں بیمار ہوں۔ ایسا اس نے کئی مرتبہ کیا۔ بالآخر ایک مرتبہ جب وہ لوگ آئے اور انہوں نے کسی کے ذریعہ کہلوایا کہ تمہیں ضرور ہمارے سامنے آنا چاہیے، ورنہ ہم سب تمہارے پاس پہنچ جائیں گے اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ جب سے عربی شخص (حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ) آیا ہے تم نے نکلنے سے انکار کر دیا ہے۔

حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد اسقف نے مجھے بلا کر کہا کہ تم اپنے آقا کے دربار میں جاؤ اور ان سے میرا اسلام عرض کر کے بتانا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ آپ اللہ کے رسول ﷺ ہیں۔ اس کے بعد وہ نصرانیوں کے سامنے ہو گیا اور نصرانیوں نے اسے شہید کر دیا۔

﴿بزار، ابونعیم﴾

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ ہرقل نے اپنے بطریقوں (پادریوں) اور سرداروں کو جمع کیا اور ایسی بلند جگہ پر بیٹھا جہاں ان میں سے کوئی اس کے پاس نہ پہنچ سکتا تھا۔ پھر محل کے دربانوں کو حکم دیا کہ تمام دروازے بند کر دیے جائیں۔ اس کے بعد ان کو مخاطب کیا اور کہا کہ یہ نبی مکرم ﷺ ہیں جن کی بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے تم کو دی تھی تو تم ان کا اتباع کرو اور ان پر ایمان لاؤ۔ یہ سن کر وہ سب کے سب یک زبان ہو کر انکار کرنے لگے اور دروازے کی طرف بھاگے مگر ان کو بند پایا اور ان کے ہاتھ قیصر تک نہ پہنچ سکتے تھے، جب ہرقل نے یہ کیفیت دیکھی تو کہنے لگا:

بیٹھ جاؤ میں تمہارا امتحان لیتا تھا چونکہ میں ڈرتا تھا کہ کہیں تم اپنے دین میں فریب نہ دو، اب جو کچھ میں نے تمہارا حال دیکھا ہے۔ میں اس سے بہت خوش ہوں۔ یہ سن کر ہرقل کے ایک قاضی نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ ہیں۔ اس پر ان نصرانیوں نے اسے پکڑ لیا اور خوب زدوکوب کرتے رہے، یہاں تک کہ اسے شہید کر دیا۔

﴿ابونعیم﴾

سعید بن منصور رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن شداد رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے صاحب روم (ہرقل) کے نام اس طرح خط لکھا:

"من محمد الرسول الله الی هرقل صاحب الروم"

جب ہرقل نے اس مکتوب گرامی کو پڑھا تو اس کا بھائی کھڑا ہو گیا اور اس نے کہا کہ اس خط کو نہ پڑھو کیونکہ خط بھیجنے والے نے تم سے پہلے اپنے نام سے خط کو شروع کیا اور تم کو بادشاہ نہیں لکھا ہے بلکہ صاحب روم لکھا ہے۔ یہ سن کر ہرقل نے کہا کہ اگر انہوں نے اپنے نام سے خط شروع کیا تو کیا مضائقہ ہے۔ لکھنے والا تو وہی ہے جس نے میری طرف خط بھیجا ہے اور اگر مجھے صاحب روم لکھا ہے تو بھی کیا حرج ہے۔ یقیناً میں ہی صاحب روم ہوں اور رومیوں کیلئے میرے سوا کوئی صاحب نہیں ہے۔ پھر اس نے پورے خط کو پڑھا اور وہ پسینہ پسینہ ہو گیا۔ لرزنے لگا اور کانپنے لگا۔ اس نے پوچھا: اس علاقہ میں کوئی اس شخص کو جاننے والا ہے؟ پھر اس نے ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے پاس کسی کو بھیجا اور ان سے پوچھا کیا تم ان کو جانتے ہو؟ ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں۔ قیصر نے پوچھا تم میں اس کا نسب کیسا ہے؟ میں نے کہا کہ ہم میں ان کا نسب عالی اور بلند ہے۔ اس نے پوچھا تمہاری بستی میں ان کا گھر کس جگہ ہے؟ میں نے کہا: ہماری بستی کے درمیان میں ہے۔ ہرقل نے کہا: یہی ان کی نشانی ہے۔ اس کے بعد پوری حدیث بیان کی، جو پہلے گزر چکی ہے جس میں اسقف شہید ہونے کا ذکر ہے۔

سعید بن منصور رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن المسیب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب قیصر نے نبی کریم ﷺ کا خط پڑھا تو کہنے لگا کہ یہ خط ایسا ہے کہ میں نے حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام کے بعد کوئی خط ایسا نہیں پڑھا پھر اس نے ابوسفیان اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان سے نبی کریم ﷺ کی شان مبارک کے سلسلے میں کچھ سوالات کیے اور ان دونوں نے اسے بتایا۔ یہ سن کر وہ کہنے لگا: وہ ضرور ہی میری مملکت پر قبضہ کر لیں گے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کون ہے جو میرے خط کو "طاغیہ روم" کے پاس لے جائے اور اس کیلئے جنت ہو۔ یہ سن کر انصار میں سے ایک شخص کھڑا ہوا، اس کا نام عبداللہ بن عبدالخالق رضی اللہ عنہ تھا۔ اس نے عرض کیا: میں حاضر ہوں تو وہ نبی کریم ﷺ کا مکتوب گرامی لے کر روانہ ہوا۔ یہاں تک کہ وہ طاغی میں پہنچا اور کہا کہ میں رب العالمین کے رسول کا قاصد ہوں تو انہیں طاغی روم کے پاس پہنچنے کی اجازت ملی اور وہ اس کے روبرو گئے اور طاغیہ روم نے جان لیا کہ وہ امر حق کو نبی مرسل کے دربار میں لایا ہے۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ کا مکتوب گرامی اسے دیا۔ پھر اس نے اپنے پاس اہل روم کو جمع کیا اور ان کو یہ خط پیش کیا تو ان سب نے اس لائے ہوئے خط کو برا جانا لیکن ان میں سے ایک شخص نبی کریم ﷺ پر ایمان لایا، اسے ان لوگوں نے ایمان لاتے ہی قتل کر دیا۔ اس کے بعد وہ قاصد نبی کریم ﷺ کے پاس پلٹ آیا اور قاصد نے طاغی کا حال اور اس ایمان لانے والے شخص کے قتل کیے جانے کا حال سب بیان کیا۔ یہ سن کر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس شخص کو اللہ تعالیٰ اس قتل کیے جانے کی بنا پر امت واحدہ کر کے اٹھائے گا۔

﴿ابونعیم، المعرفہ﴾

حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے شاہ روم کی طرف

اپنا مکتوب گرامی دے کر روانہ کیا اور وہ اس وقت دمشق میں تھا تو میں نے پہنچ کر اسے نبی کریم ﷺ کا مکتوب گرامی دیا اور اس نے کی مہر کو توڑا اور اسے مسند پر رکھا جس پر وہ بیٹھا ہوا تھا، پھر اس نے منادی کرائی اور تمام بطریق (پادری) اور اشرف قوم جمع ہوئے اور ان کیلئے تخت پر تکیہ رکھا گیا، کیونکہ فارس و روم میں یہ طریقہ رائج تھا، اس وقت تک منبر نہیں بنائے گئے تھے۔ اس کے بعد اس نے اپنی قوم کو مخاطب کر کے کہا:

''یہ خط اس نبی ﷺ کا ہے، جس کی بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ہمیں دی تھی کہ وہ حضرت اسماعیل بن ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہوگا تو ان سب نے سرکشی اور انکار کا اظہار کیا۔ قیصر نے اپنے ہاتھ کے اشارے سے سکون وقرار پکڑنے کا حکم دیا اور کہا کہ میں تمہیں آزمانا چاہتا تھا کہ تم نصرانیت کے کیسے مددگار ہو۔''

حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہرقل نے دوسرے دن پوشیدہ طور پر مجھے بلایا اور وہ مجھے بڑے کمرے میں لے گیا۔ اس کمرے میں تین سو تیرہ تصویریں تھیں۔ میں نے غور سے دیکھا تو وہ انبیاء و مرسلین کی تشبیہیں تھیں۔ ہرقل نے کہا کہ دیکھو ان میں تمہارا آقا کون ہے؟ تو میں نے ایک تشبیہ دیکھی گویا کہ نبی کریم ﷺ گفتگو فرما رہے ہیں۔ میں نے کہا کہ وہ یہ ہیں۔ ہرقل نے کہا تم نے ٹھیک کہا پھر اس نے کہا کہ ان کی داہنی جانب کس کی تشبیہ ہے؟ میں نے کہا کہ یہ شخص آپ ہی کی قوم کا ہے اور ان کا نام ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہے۔ اس نے پوچھا آپ کی بائیں جانب کس کی تشبیہ ہے؟ میں نے کہا کہ یہ بھی آپ ہی کی قوم کا ایک شخص ہے اور ان کا نام عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ہے۔

ہرقل نے کہا کہ ہم اپنی کتابوں میں ان دونوں کے بارے میں لکھا پاتے ہیں کہ ان دونوں صحابیوں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اپنے دین کو قوت دے گا۔ جب میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں واپس آیا تو میں نے نبی کریم ﷺ سے سارا حال عرض کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں سچ کہا کہ اللہ میرے بعد اس دین کو ان دونوں کے ذریعہ قوت دے گا اور فتح دے گا۔

﴿ابن عساکر﴾

جبلہ بن ایہم غسانی کو دعوتِ اسلام اور تشبیہات انبیاء

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ ہشام بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں اور ایک قریشی شخص حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ہرقل شاہ روم کی طرف گئے تا کہ ہم اسے اسلام کی دعوت دیں تو ہم روانہ ہوئے یہاں تک کہ ہم دمشق جبلہ بن ایہم غسانی کے پاس گئے، جب ہم اس کے سامنے ہوئے تو ہم نے دیکھا کہ وہ اپنے تخت پر بیٹھا ہوا ہے۔ اس نے ہماری طرف ایک قاصد بھیجا کہ وہ ہم سے گفتگو کرے، ہم نے کہا کہ ہم کسی قاصد سے بات نہ کریں گے۔ ہمیں بادشاہ کی بھیجا گیا ہے۔ اگر وہ اجازت دے تو ہم اسی سے بات کریں گے ورنہ ہم کسی قاصد سے بات نہ کریں

گے۔ تو وہ قاصد اس کی طرف گیا اور اسے جا کے خبر دی پھر اس نے ہمیں اجازت دی اور ہشام ﷺ نے اس سے گفتگو کی اور اسے اسلام کی طرف بلایا۔ اس وقت اس کے جسم پر کالے کپڑے تھے۔

یہ دیکھ کر ہشام ﷺ نے اس سے پوچھا: تیرے جسم پر یہ سیاہ کپڑے کیسے ہیں؟ اس نے کہا کہ میں نے ان کپڑوں کو پہنتے وقت قسم کھائی ہے کہ ان کو نہ اتاروں گا جب تک کہ میں تم کو شام کے علاقے سے باہر نہ نکال دوں۔ ہم نے کہا کہ خدا کی قسم! ہم تیرے اس بیٹھنے کی جگہ کو انشاء اللہ تجھ سے ضرور لے لیں گے اور انشاء اللہ ہم اس عظیم مملکت پر بھی ضرور قبضہ کر لیں گے کیونکہ ہمارے نبی کریم ﷺ نے ہمیں اس کی خبر دی ہے۔ جبلہ نے کہا کہ تم لوگ وہ نہیں وہ جو اس مملکت عظیم کو لے سکیں گے بلکہ وہ لوگ ایسے ہوں گے جو دن میں روزہ رکھیں گے اور رات میں افطار کریں گے۔ تم روزہ کہاں رکھتے ہو۔ جب ہم نے اس کو بتایا کہ وہ روزہ دار ہم ہی ہیں تو یہ سن کر اس کے چہرے کا رنگ بدل گیا اور اس نے کہا کہ جاؤ اور ہمارے ساتھ ایک قاصد کو شاہ ہرقل کے پاس بھیجا اور ہم سواریوں پر سوار گردنوں میں تلوار آویزاں کیے بادشاہ کے محل تک پہنچ گئے، جب ہم نے محل کے نیچے اپنی سواریوں کو باندھا تو ہرقل ہمیں دیکھ رہا تھا۔ پھر ہم نے "لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر" کا نعرہ لگایا تو وہ غرق شق ہو گیا اور وہ ایسا ہو گیا کہ گویا انگور یا کھجور کی خالی شاخیں ہیں جسے ہوا ہلا رہی ہے۔ اس کے بعد ہم اس کے پاس پہنچ گئے۔ تو ہرقل نے کہا کہ کیا وجہ ہے کہ جس طرح تم آپس میں تحیت کرتے ہو، مجھے تحیت کیوں نہ کی؟

اس پر ہم نے "السلام علیک" اس نے کہا کہ تم اپنے بادشاہ کی کس طرح تحیت کرتے ہو؟ ہم نے کہا کہ اسی کلمہ سے تحیت کرتے ہیں۔ اس نے پوچھا وہ تمہیں کس طرح جواب دیتے ہیں ہم نے کہا کہ اسی کلمہ سے یعنی "وعلیکم السلام"

اس نے کہا: "لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر" جب ہم نے اس کلمہ کو پڑھا تو وہ غرق شق ہو گیا۔ یہاں تک کہ بادشاہ نے سر اٹھا کر اس طرف دیکھا اور اس نے کہا کہ اس کلمہ کو جب تم نے کہا تو یہ غرق شق ہو گیا، جب تم اس کلمہ کو اپنے گھروں میں کہتے ہو تو کیا تمہارے گھر بھی اسی طرح شق ہو جاتے ہیں؟ ہم نے کہا: نہیں، ہم نے اس کا اثر ایسا کبھی نہیں دیکھا جیسا کہ تمہارے روبرو دیکھا ہے۔ اس نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ جب تم اس کلمہ کو پڑھو تو ہر شے تم پر چھت کر گر پڑے اور میری آدھی مملکت میرے قبضے سے نکل جائے۔

ہم نے پوچھا یہ کس لیے تم چاہتے ہو؟ اس نے کہا کہ اس لیے کہ یہ اس کلمہ کی شان سے زیادہ آسان ہے اور یہ کہ یہ کلمہ امر نبوت میں نہ ہو اور یہ بات انسانی حیلہ سے ہو۔ اس کے بعد اس نے ہم سے جو چاہا دریافت کیا اور ہم نے اسے جواب دیئے۔

پھر کہا کہ تمہاری نماز اور روزہ کس طرح کی عبادت ہے؟ ہم نے اس کا جواب دیا۔ پھر کہا جاؤ، تو ہم اٹھ کھڑے ہوئے اور اس نے عمدہ جگہ رہنے اور خوب مہمان نوازی کرنے کا حکم دیا اور ہم تین روز وہاں رہے پھر اس نے رات کے وقت ہمیں بلایا اور ہم اس کے پاس پہنچے تو اس نے ہماری باتوں کو دوبارہ سننا چاہتا تو ہم نے ان کا اعادہ کیا۔ اس کے بعد اس نے ایک بڑا صندوقچہ منگایا جس پر طلائی کام

کیا گیا تھا اور جس میں چھوٹے چھوٹے بہت سے خانے اور دروازے تھے تو اس نے انہیں ہمارے سامنے کھولا اور اس کے قفل کو کھولا، پھر اس نے سیاہ ریشمی کپڑا نکال کے پھیلایا۔ جب ہم نے اسے دیکھا تو اس پر سرخ رنگ کی تشبیہ تھی جس کی آنکھیں بڑی بڑی اور کان بڑے بڑے تھے اور اس کی گردن اتنی لمبی تھی کہ میں نے اس سے پہلے کبھی نہ دیکھی تھی اور ابھی اس کی داڑھی نمودار ہوئی تھی اور ہم نے دو خوبصورت تشبیہیں دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے زیادہ خوبصورت شاید کسی کو نہ پیدا کیا ہو۔ اس نے پوچھا: کیا تم انہیں جانتے ہو؟ ہم نے کہا کہ نہیں۔

اس نے کہا کہ یہ حضرت آدم علیہ السلام کی تشبیہ ہے۔ ہم نے دیکھا کہ دیگر انسانوں کی بہ نسبت ان کے بال زیادہ تھے۔

اس کے بعد اس نے دوسرا خانہ کھولا اور اس سے سیاہ رنگ کا ریشمی کپڑا نکالا ہم نے دیکھا کہ اس پر سفید رنگ کی تشبیہ ہے اور دیکھا کہ اس کے بال گھنگریالے ہیں اور آنکھیں سرخ ہیں، سر بڑا ہے اور داڑھی بہت خوبصورت ہے۔ اس نے پوچھا تم انہیں جانتے ہو؟ ہم نے کہا: نہیں، بتایا کہ یہ حضرت نوح علیہ السلام کی تشبیہ ہے۔ پھر اس نے ایک اور خانہ کھولا اور اس سے سیاہ ریشمی کپڑا نکال کے پھیلایا۔ ہم نے دیکھا کہ ایک نہایت گورے رنگ کے آدمی کی تشبیہ ہے۔ آنکھیں بڑی حسین ہیں، دونوں بھنویں ملی ہوئی ہیں، رخسار طویل اور داڑھی سفید ہے۔ گویا کہ وہ تبسم کر رہے تھے۔ اس نے پوچھا کیا تم ان کو جانتے ہو؟ ہم نے کہا کہ نہیں۔ اس نے کہا کہ یہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی تشبیہ ہے۔ پھر اس نے ایک اور خانہ کھولا اور اس نے سیاہ ریشمی کپڑا کھول کے پھیلایا ہم نے دیکھا کہ اس پر خوبرو تشبیہ ہے اور وہ تشبیہ نبی کریم ﷺ کی ہے۔ اس نے پوچھا کیا تم انہیں جانتے ہو؟ ہم نے کہا: ہاں! یہ محمد الرسول اللہ ﷺ کی تشبیہ ہے۔ پھر وہ تعظیماً کھڑا ہوا اور بیٹھ گیا اور کہنے لگا: خدا کی قسم! کیا یہ یقیناً وہی ہیں؟ ہم نے کہا کہ ہاں یقیناً یہ وہی ہیں۔ پھر وہ کچھ دیر خاموش رہا، پھر بولا یہ خانہ آخر تھا، چونکہ میں نے عجلت کی کہ میں دیکھوں کہ تم جس کے قاصد بن کر آئے ہو اور جس کے دین کا پیغام لائے ہو، کیا یہ دین اسی نبی مکرم ﷺ کا ہے۔ اب مزید خانے دکھاتا ہوں پھر اس نے ایک خانہ کھولا اور اس کے سیاہ ریشمی کپڑا کو نکال کے پھیلایا دیکھا کہ اس میں گندمی رنگ کے سیاہی مائل تشبیہ ہے اور بال پیچیدہ گھنگریالے ہیں۔ آنکھیں بیٹھی ہوئی تیز نظر ہیں۔ منہ بنائے ہوئے دانت ایک دوسرے پر چڑھے ہوئے ہونٹ سکڑے ہوئے ہیں۔ گویا کہ وہ غضب ناک ہیں۔

اس نے پوچھا انہیں جانتے ہو؟ ہم نے کہا کہ نہیں اس نے کہا کہ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تشبیہ ہے اور اس تشبیہ کے پہلو میں ایک اور تصویر تھی جو اس کے مشابہ تھی مگر فرق یہ تھا کہ اس کے سر پر چکنا پن تھا اور پیشانی چوڑی تھی اور آنکھوں میں میلان تھا۔ اس نے کہا کیا تم انہیں جانتے ہو؟ ہم نے کہا کہ نہیں! کہا یہ حضرت لوط علیہ السلام کی تشبیہ ہے۔ پھر اس نے ایک اور خانہ کھولا اور سفید ریشمی جامہ نکال کے پھیلایا تو اس میں گندمی رنگ کی ایک تشبیہ تھی جس کے بال لٹکے ہوئے تھے اور میانہ قد تھا، گویا وہ غضب ناک تھا، اس نے کہا کہ تم جانتے ہو یہ کون ہے؟ ہم نے کہا نہیں۔ اس نے کہا کہ یہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی تشبیہ ہے۔

پھر اس نے ایک اور خانہ کھولا اور اس سے سفید ریشمی جامہ نکالا تو اس میں سرخی مائل گورے رنگ، اونچی ناک کی تشبیہ دیکھی جس کے دونوں رخساروں پر گوشت کم تھا اور وہ خوبصورت تھی۔ اس نے پوچھا: جانتے ہو یہ کس کی تشبیہ ہے؟ ہم نے کہا کہ نہیں۔ کہا: یہ حضرت اسحاق علیہ السلام کی تشبیہ ہے۔ پھر ایک اور خانہ کھولا اور سفید ریشمی جامہ نکالا دیکھا کہ میں حضرت اسحاق علیہ السلام کے مشابہ ایک تشبیہ تھی لیکن فرق یہ تھا کہ اس کے ہونٹ پر ایک تل تھا۔ اس نے کہا کہ اسے پہچانتے ہو۔ ہم نے کہا کہ نہیں۔ اس نے کہا کہ یہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی تشبیہ ہے۔

پھر اس نے ایک اور خانہ کھولا اور سیاہ رنگ کا ریشمی جامہ نکالا تو اس میں ایک حسین وجمیل گورے رنگ، اونچی ناک، حسین قامت شخص کی تشبیہ تھی۔ اس کے چہرے سے نور چمک رہا تھا اور اس کے چہرے میں خشوع وخضوع کے آثار نمایاں تھے۔ وہ سرخی کی جھلک لیے ہوئے تھا، اس نے پوچھا اس کو جانتے ہو؟ ہم نے کہا: نہیں۔ اس نے کہا کہ یہ تمہارے نبی کریم ﷺ کے جد اعلیٰ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی تشبیہ ہے جو حضرت آدم علیہ السلام کے مشابہ ہے۔ گویا کہ ان کا چہرہ آفتاب ہے۔ اس نے پوچھا جانتے ہو یہ کون ہے؟ ہم نے کہا: نہیں۔ اس نے کہا کہ یہ حضرت یوسف علیہ السلام کی تشبیہ ہے۔

پھر اس نے ایک اور خانہ کھولا اور سفید ریشمی جامہ نکالا تو اس میں سرخی مائل پتلی پتلی پنڈلیوں والی، چھوٹی چھوٹی آنکھیں، بڑا پیٹ، میانہ قد اور تلوار لٹکائے تشبیہ نظر آئی۔ اس نے پوچھا جانتے ہو یہ کس کی تشبیہ ہے؟ ہم نے کہا: نہیں۔ کہا: یہ حضرت داؤد علیہ السلام کی تشبیہ ہے۔

اس کے بعد اس نے ایک اور خانہ کھولا اور سفید ریشمی جامہ نکالا اس میں بڑے بڑے سرین لمبے لمبے پاؤں، گھوڑے پر سوار شخص کی تشبیہ نظر آئی۔ اس نے پوچھا: اسے جانتے ہو کون ہے؟ ہم نے کہا کہ نہیں۔ کہا: یہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی تشبیہ ہے۔

پھر اس نے ایک اور خانہ کھولا اور سیاہ ریشمی جامہ نکالا۔ اس میں گورے رنگ، جوان، خوب سیاہ داڑھی، بکثرت بال اور خوبصورت شخص کی تشبیہ نظر آئی۔ اس نے پوچھا: جانتے ہو یہ کس کی تشبیہ ہے؟ ہم نے کہا: نہیں۔ کہا: یہ حضرت ابن مریم علیہ السلام کی تشبیہ ہے۔

ہم نے پوچھا: یہ تمام تشبیہیں تمہیں کہاں سے ملیں؟ اس لیے کہ ہم جانتے ہیں کہ یہ صورتیں اسی حالت پر ہیں جس حالت پر انبیاء علیہم السلام کی صورتیں تھیں۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ ہم نے نبی کریم ﷺ کی تشبیہ ویسی ہی دیکھی ہے جیسی کہ آپ کی صورت مبارک تھی۔ اس نے کہا کہ حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے رب سے دعا کی کہ انہیں اپنی اولاد کی ان صورتوں کو دکھادے جو نبی ہوکر دنیا میں پیدا ہوں گے تو اللہ تعالیٰ نے ان پر ان کی تشبیہوں کو اتارا اور وہ مغرب شمس (سورج کے ڈوبنے کی جگہ) کے پاس حضرت آدم علیہ السلام کے خزانہ میں تھیں۔ جسے حضرت ذوالقرنین علیہ السلام نے مغرب شمس سے نکالا اور حضرت دانیال علیہ السلام کو دیں۔

پھر کہا: سنو! میری خواہش یہ ہے کہ خدا کی قسم! میں اپنے ملک سے نکل جاؤں اور میں تمہارے طاقتور بادشاہ کی خدمت گزاری میں ہمیشہ رہوں یہاں تک کہ میں مرجاؤں۔ اس کے بعد اس نے ہمیں

تحائف دیے جو نہایت عمدہ اور قیمتی تھے اور ہمیں رخصت کیا اور ہم واپس آ گئے۔ جب ہم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دربار میں حاضر ہوئے تو آپ سے سارا حال بیان کیا اور جو کچھ دیکھا اور سنا تھا آپ سے عرض کیا تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ رونے لگے اور فرمایا۔ بیچارہ ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ اس کے خیر کا ارادہ فرمائے گا تو وہ ایسا کرے گا۔

اس کے بعد فرمایا کہ ہمیں نبی کریم ﷺ نے خبر دی ہے کہ نصاریٰ اور یہودی نبی کریم ﷺ کی صفت اپنے پاس موجود پاتے ہیں

﴿بیہقی، ابو نعیم﴾

موسیٰ بن عقبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ پھر انہوں نے "لا الہ الا اللہ واللہ اکبر" کے پڑھنے سے غرقد کے شق ہونے کے قصہ میں کہا کہ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے معجزات ان کی وفات کے بعد بھی پائے جاتے ہیں جس طرح کہ اس قسم کے معجزات ان کی بعثت سے پہلے پائے جاتے ہیں جو کہ ان کی بعثت کے قریب ہونے پر خبردار کرنے اور ڈرانے کیلئے ہوتے ہیں۔

﴿ابو نعیم﴾

ہرقل کا قاصد تنوخی بارگاہ سرور کونین ﷺ میں:

حضرت سعید بن ابو راشد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے ہرقل کے قاصد تنوخی سے جسے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بھیجا گیا تھا، ملاقات کی ہے۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تم مجھے ہرقل کی سفارت کے بارے میں کچھ بتاؤ گے۔

تنوخی نے کہا کہ ضرور بتاؤں گا۔ اس نے کہا کہ نبی کریم ﷺ تبوک میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کو ہرقل کی طرف بھیجا، جب رسول اللہ ﷺ کا مکتوب گرامی اس کے پاس پہنچا تو اس نے روم کے پادریوں اور بطریقوں کو بلایا اس نے اپنے اوپر اور ان کے اوپر دروازوں کو بند کر لیا۔ اس کے بعد ہرقل نے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اس مقدس ہستی نے میرے پاس قاصد بھیجا ہے اور مجھے اسلام کی دعوت دی ہے۔ خدا کی قسم! تم جو کتابیں پڑھتے ہو تم نے اس میں پڑھا ہے کہ وہ ملک جو میرے قبضہ میں ہے وہ ضرور حاصل کر لیں گے۔ لہذا آؤ ہم سب ان کا اتباع کریں۔ یہ سن کر ان لوگوں تمام لوگوں نے نفرت و غصہ کا اظہار کیا۔

پھر جب اس نے جان لیا کہ اگر یہ لوگ اس کے پاس سے چلے گئے تو اس کے خلاف رومیوں کو فساد پر بھاریں گے تو اس نے کہا کہ میں نے یہ بات تمہارے دین پر پختگی کو آزمانے کیلئے کہی تھی۔ اس کے بعد اس نے کہا مجھے بلایا اور کہا کہ تم میرا خط لے کر نبی عربی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو اور ان کی کسی بات کو ضائع نہ کرنا اور میری تین باتوں کو یاد رکھنا۔ ایک یہ کہ دیکھنا کہ وہ اس خط کا کیا ذکر کرتے ہیں جو باتیں انہوں نے مجھے لکھ کر بھیجی ہیں۔ دوسری یہ کہ دیکھنا جب وہ میرے خط کو پڑھیں تو وہ رات کے بارے میں کیا ذکر فرماتے ہیں اور تیسری بات یہ کہ ان کی پشت مبارک کو دیکھنا کہ کوئی چیز تم کو نظر آتی ہے۔

پھر میں اس کا خط لے کر روانہ ہوا اور مقام تبوک پر پہنچ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں اپنا خط پیش کیا۔ آپ نے فرمایا: اے بھائی تنوخ! میں نے اپنا خط کسریٰ کے نام بھیجا مگر اس نے اسے پھاڑ ڈالا۔ اب یقیناً اللہ تعالیٰ اسے اور اس کے ملک کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا اور میں نے نجاشی کے نام خط لکھا، اس نے اسے چاک کر دیا۔ اللہ تعالیٰ اسے اور اس کی مملکت کو ضرور ٹکڑے کر دے گا اور میں نے اپنا ایک دعوتی خط تمہارے صاحب (بادشاہ) کے نام لکھا اور اس نے اسے محفوظ کر لیا۔ ہمیشہ لوگ اس سے ڈرتے رہیں گے، جب تک وہ زندہ ہیں میں نے دل میں کہا یہ بات ان تین میں سے ایک ہے جن کی اس نے مجھے تاکید کی تھی۔

اسکے بعد نبی کریم ﷺ نے وہ خط اس شخص کو دیا جو آپ کی بائیں جانب تھا اور اس نے اس خط کو پڑھا، اس میں لکھا تھا کہ آپ نے مجھے ایسی جنت کی دعوت دی ہے جس کی وسعت آسمان و زمین کے برابر ہے تو جہنم کہاں ہے؟ یہ سن کر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سبحان اللہ! جب دن آتا ہے تو رات کہاں جاتی ہے؟

پھر فرمایا: اے برادر تنوخ! آؤ پھر نبی کریم ﷺ نے اپنی پشت مبارک سے چادر شریف اٹھائی اور فرمایا: دیکھ جس کے دیکھنے کی تمہیں تاکید کی گئی ہے تو میں آپ کے پشت مبارک کی طرف آیا تو میں نے حضور نبی کریم ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت دیکھی۔ وہ کچھ ایسی تھی جیسے کہ مچھوں کی دل وار جگہ۔

﴿ابو یعلیٰ، ابن احمد زوائد المسند، ابو نعیم، ابن عساکر﴾

کسریٰ کے نام مکتوب نبوی اور اس کی گستاخی:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے کسریٰ کے نام اپنا مکتوب گرامی بھیجا، جب اس نے پڑھا تو اسے چاک کر دیا۔ اس وقت نبی کریم ﷺ نے اس کے اوپر بددعا فرمائی کہ مجوسیوں پر اس کا ملک پورے طور پر ٹکڑے ہو جائے۔

﴿بخاری﴾

ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ عبدالرحمٰن بن عبدالقاری سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اپنا مکتوب گرامی جب کسریٰ کے نام بھیجا تو کسریٰ نے اسے چاک کر دیا۔ اس وقت نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کسریٰ نے اپنے ملک کو پارہ پارہ کر دیا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسریٰ کے نام جب نبی کریم ﷺ نے خط بھیجا تو کسریٰ نے اپنے گورنر کے نام صنعاء خط بھیجا اور اس پر اظہار ناراضگی کرتے ہوئے لکھا کہ تو ایسے شخص سے مجھے نہیں بچا سکتا جو تیرے علاقہ میں ظاہر ہوا ہے اور وہ مجھے اپنے دین کی دعوت دیتا ہے۔ تجھے لازم ہے کہ تو اس پر قابو پالے، ورنہ میں تیرے ساتھ بری طرح پیش آؤں گا۔ اس پر صنعاء کے گورنر نے نبی کریم ﷺ کے پاس کچھ آدمی روانہ کیے جب نبی کریم ﷺ نے ان کے حاکم کا خط پڑھا تو ان لوگوں سے پندرہ دن تک کچھ تعرض نہ فرمایا۔

اس کے بعد ان کو بلا کر فرمایا تم اپنے حاکم کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ میرے رب نے آج رات تیرے رب کو قتل کر دیا ہے۔ پھر وہ چلے گئے اور اسے جا کر اس کی خبر دی۔ حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس کے بعد خبر آئی کہ اسی رات کو کسریٰ قتل کیا گیا تھا۔

﴿بزار، بیہقی، ابو نعیم﴾

کسریٰ کو ایک فرشتہ نے اسلام کی دعوت دی تھی:

حضرت ابو سلمہ بن عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہیں معلوم ہوا کہ کسریٰ اپنی مملکت میں اپنے محل کے اندر بیٹھا ہوا تھا کہ ایک آنے والا آیا اور اس پر اس نے امر حق پیش کیا اور کسریٰ کے پاس وہ آنے والا شخص ایک آدمی تھا۔ جو چل کر اس کے پاس پہنچا، اس کے ہاتھ میں لاٹھی تھی اور اس نے کہا کہ اے کسریٰ! کیا تجھے اسلام لانا ہے یا اس سے قبل منظور ہے کہ میں اس لاٹھی کو توڑ دوں؟ کسریٰ نے کہا کہ منظور ہے مگر اس لاٹھی کو نہ توڑ، اس لاٹھی کو نہ توڑ۔ اس کے بعد وہ شخص پلٹ کر چلا گیا، جب وہ چلا گیا تو کسریٰ نے اپنے درباریوں کو بلایا اور ان سے پوچھا کہ جو شخص میرے پاس آیا تھا، اس کو آنے کی کس نے اجازت دی تھی؟ درباریوں نے کہا کہ تمہارے پاس تو کوئی آدمی بھی نہیں آیا۔ کسریٰ نے کہا کہ تم جھوٹ بولتے ہو اور ان پر غصہ کیا اور ان پر سختی کی پھر انہیں چھوڑ دیا۔

جب سال کا ابتدائی زمانہ آیا تو وہی شخص پھر اس کے پاس آیا اور اس کے ساتھ لاٹھی تھی۔ اس نے کہا کہ اے کسریٰ! کیا تجھے اسلام لانا منظور ہے، قبل اس کے کہ میں اس لاٹھی کو توڑ دوں۔ کسریٰ نے کہا کہ مجھے منظور ہے لاٹھی کو نہ توڑ، لاٹھی کو نہ توڑ، پھر جب وہ پلٹ کر چلا گیا تو اس نے اپنے دربانوں کو بلایا اور پوچھا: کس نے اسے آنے کی اجازت دی ہے؟

ان سب نے انکار کیا اور کہا کہ تمہارے پاس کوئی بھی اندر نہیں آیا ہے تو اس نے پہلے کی مانند ان کے ساتھ سختی و شدت کی یہاں تک کہ جب دوسرا سال آیا تو وہی شخص اسکے پاس آیا اور اس کے ساتھ لاٹھی تھی۔ اس نے کہا کہ اے کسریٰ! کیا تجھے اسلام لانا منظور ہے قبل اس کے کہ میں اس لاٹھی کو توڑ دوں۔ کسریٰ نے کہا کہ لاٹھی نہ توڑ، لاٹھی نہ توڑ، مگر اس شخص نے لاٹھی توڑ دی اور اللہ تعالیٰ نے کسریٰ کو اسی وقت ہلاک کر دیا۔ یہ روایت مرسل ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔

اسے ابو سلمہ سے زہری رحمۃ اللہ علیہ نے اور عمر بن عبد القوی رحمۃ اللہ علیہ نے اور زہری رحمۃ اللہ علیہ سے عقیل رحمۃ اللہ علیہ اور عبد اللہ بن ابی بکر اور صالح بن کیسان (رحمہم اللہ) وغیرہ ہم نے روایت کی اور اسے واقدی اور ابو نعیم رحمہم اللہ نے متصلاً بروایت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی اور ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی مثال حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ اس میں اتنا زیادہ ہے کہ اسی بنا پر کسریٰ کے بیٹے نے باذان کو خط لکھا اور اسے منع کیا کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حرکت میں نہ لائے اور جو کچھ اس نے دیکھا اس سے وہ خوفزدہ ہو گیا۔

﴿ابن اسحاق، ابو نعیم، بیہقی، خرائطی﴾

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کسریٰ پر اللہ تعالیٰ کی حجت آپ کے بارے میں کیا ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس طرف ایک فرشتہ بھیجا اور اس نے اپنا ہاتھ اس مکان کی دیوار سے جس میں وہ رہتا تھا نکالا اور اس ہاتھ سے نور چمک رہا تھا جب اس نے یہ ہاتھ دیکھا تو وہ خوفزدہ ہو گیا۔ اس فرشتہ نے کہا: اے کسریٰ! خوف نہ کھا، اللہ تعالیٰ نے ایک رسول کو مبعوث کیا ہے اس پر اپنی کتاب نازل کی ہے اب تو اس کا اتباع کر تا کہ تو اپنی دنیا اور اپنی آخرت میں سلامت رہے۔ اس نے کہا: میں اس پر غور کروں گا۔

﴿ابونعیم، ابن نجار﴾

حضرت ابن عوف ﷺ، حضرت عمیر بن اسحاق ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے کسریٰ اور قیصر کے نام خط لکھا لیکن قیصر نے تو خط کو محفوظ رکھا اور کسریٰ نے چاک کر دیا، جب اس کی خبر نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو ہوئی تو فرمایا مجوسیوں کی سلطنت پارہ پارہ ہو جائے گی اور نصرانیوں کی سلطنت ان میں باقی رہے گی۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابوامامہ باہلی ﷺ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ کسریٰ کے سامنے دو سبز چادروں میں ملبوس آدمی کی صورت میں فرشتہ آیا، اس کے پاس سبز لکڑی تھی اور وہ شخص بہت بوڑھی شکل میں تھا۔ اس نے کہا کہ اے کسریٰ! اسلام قبول کر لے، ورنہ تیرے ملک کو ٹکڑے ٹکڑے کر دوں گا، جیسے اس لکڑی کو ٹکڑے کرتا ہوں۔ کسریٰ نے کہا کہ لکڑی کو نہ توڑ پھر وہ پلٹ چلا گیا۔

﴿ابونعیم﴾

کسریٰ کا عجیب وغریب خواب:

حضرت محمد بن کعب ﷺ سے روایت ہے کہ مدائن کا ایک بوڑھا بیان کرتا ہے کہ کسریٰ نے خواب میں دیکھا کہ ایک سیڑھی زمین سے آسمان تک کھڑی کی گئی اور اس کے گرد لوگ جمع ہیں، اتنے میں ایک شخص نمودار ہوتا ہے جس کے سر پر عمامہ ہے اور جسم پر تہبند اور چادر ہے اور وہ سیڑھی پر چڑھتا ہے جب وہ سیڑھی پر چڑھا تو ندا کی گئی کہ فارس کہا ہے اور اس کے مرد عورت اور باندیاں اور اس کے خزانے کہاں ہیں تو لوگوں نے بڑھ کر ان سب کی گٹھریاں باندھیں پھر ان کو اس شخص کے حوالے کر دیں جو سیڑھی پر چڑھا ہے۔

یہ خواب دیکھ کر بڑی پریشانی کے عالم میں کسریٰ نے صبح کی اور اس خواب کا ذکر اس نے اپنے ندیموں (ساتھیوں) سے کیا وہ لوگ اس پر اسے آسان بتانے لگے مگر وہ برابر غمزدہ اور فکر بند رہا، یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ کا مکتوب گرامی اس کے پاس آیا۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت سعید بن جبیر ﷺ سے روایت ہے کہ کسریٰ نے خواب میں دیکھا کہ ایک سیڑھی رکھی گئی ہے اور مذکورہ روایت کے موافق بیان کیا ہے۔ اس میں اتنا زیادہ ہے کہ کسریٰ نے یمن کے گورنر باذان

کے نام خط لکھا کہ وہ کسی کو اس نبی کریم ﷺ کے پاس بھیجے اور ان سے کہے کہ اپنی قوم کے دین کی طرف پلٹ جائے ورنہ ایک دن تمہیں ڈرایا جائے گا اور تم کو مقابلہ کرنا پڑے گا اور اس میں قتل کیے جاؤ گے، باذان نے نبی کریم ﷺ کے پاس دو شخصوں کو بھیجا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ان دونوں کو ٹھہرنے کا حکم دیا اور وہ دونوں کچھ دن ٹھہرے رہے۔

پھر ایک دن صبح کو ان دونوں کو بلایا اور فرمایا: تم باذان کے پاس جاؤ اور اسے بتا دو کہ میرے رب نے آج رات کسریٰ کو قتل کرا دیا ہے پھر وہ دونوں چلے گئے اور اسے جا کر بتایا۔

✿ اس کے بعد خبر آئی کہ ایسا ہی واقع ہوا ہے۔

﴿ابو نعیم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت مسعود بن رقاعہ رضی اللہ عنہما اور حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ ان راویوں کی حدیثیں ایک دوسرے میں مختلط ہیں۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب کسریٰ کے نام خط لکھا تو کسریٰ نے یمن کے عامل باذان کو لکھا کہ اپنے پاس سے دو بہادر شخصوں کو اس مقدس ہستی کے پاس بھیجو جو سرزمین حجاز میں جلوہ افروز ہوئی ہے تاکہ وہ انہیں میرے پاس لائے۔ اس پر باذان نے دو شخصوں کو اپنے خط کے ساتھ بھیجا، جب ان دونوں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں خط پیش کیا تو حضور نبی کریم ﷺ نے تبسم فرمایا اور ان کو اسلام کی دعوت دی اور ان دونوں کا حال یہ تھا کہ وہ کانپ رہے تھے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم دونوں آج ٹھہرو اور کل میرے پاس آنا، جب میں تمہیں بتاؤں گا کہ میں کیا ارادہ رکھتا ہوں تو وہ دوسرے دن آئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم دونوں اپنے حاکم کو خبر پہنچا دو کہ میرے رب نے کسریٰ کو آج کی رات اب سے سات گھنٹے پہلے قتل کرا دیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس پر اس کے بیٹے شیرویہ کو غالب کر دیا ہے اور اس نے اسے قتل کر دیا ہے پھر وہ دونوں باذان کے پاس پہنچے اور اسے بتایا۔ اس پر باذان اور وہ لوگ یمن میں تھے ایمان لے آئے۔

﴿ابن سعد، واقدی﴾

بارگاہ سرور کونین ﷺ میں کسریٰ کا قاصد:

ابن اسحاق اور زہری رحمۃ اللہ علیہ نے ابو سلمہ بن عبد الرحمن رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب نبی کریم ﷺ کا مکتوب گرامی کسریٰ کو ملا تو کسریٰ نے یمن میں اپنے عامل کو لکھا کہ اس شخص کے پاس جو حجاز میں ظاہر ہوا ہے، اپنے پاس سے دو بہادر آدمیوں کو روانہ کر دتا کہ وہ دونوں ان کو میرے پاس لے کے آئیں تو باذان نے قہرمانہ اور ایک اور شخص کو بھیجا اور ان کے ذریعہ نبی کریم ﷺ کے نام ایک خط بھیجا اور اس میں لکھا کہ ان دونوں کے ساتھ آپ کسریٰ کے پاس تشریف لے جائیں اور باذان نے قہرمانہ مجھے لاکر دیجئے چنانچہ وہ دونوں نبی کریم ﷺ کے دربار میں آئے اور نبی کریم ﷺ کو انہوں نے پیغام پہنچایا۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جاؤ کل صبح آنا، پھر جب وہ دوسرے دن آئے تو نبی کریم ﷺ نے خبر

دی کہ اللہ تعالیٰ نے کسریٰ کو قتل کرا دیا ہے اور اس کے بیٹے شیرویہ کو اس پر غالب کر دیا ہے اور فلاں مہینے کی فلاں رات کو اس نے اسے قتل کر دیا ہے، ان دونوں نے کہا کہ آپ جانتے ہیں کہ آپ کیا فرما رہے ہیں؟ ہم یہ بات بادشاہ سے جا کر کہہ دیں گے۔ فرمایا: ضرور تم جا کر میری طرف سے کہہ دینا اور تم دونوں یہ بھی کہنا کہ میرا دین اور میری سلطنت بہت جلد وہاں تک پہنچ جائے گی۔ جہاں تک کسریٰ کی حکومت ہے۔ یہی نہیں بلکہ جہاں گھوڑا سوار اور پیدل پہنچ سکتے ہیں، وہاں تک میرا دین اور میری سلطنت پہنچے گی اور تم دونوں اس سے کہنا کہ اگر تو اسلام لے آیا تو تیری مملکت تیرے ہاتھ میں رہے گی۔

پھر وہ دونوں باذان کے پاس پہنچے اور اس سے سارا حال بیان کیا۔ یہ سن کر باذان نے کہا کہ خدا کی قسم! یہ بات کسی بادشاہ کا کلام نہیں ہے اور جو کچھ انہوں نے فرمایا: ہم ضرور اسے دیکھیں گے اور وہ ہو کے رہے گا۔ اس کے بعد زیادہ وقت نہ گزرا کہ شیرویہ کا خط اس کے پاس آیا اس نے لکھا تھا کہ میں نے فارس کے غضب کی خاطر کسریٰ کو قتل کر دیا ہے جبکہ اس نے فارس کے سرداروں کو ہلاک کرنے کا ارادہ کیا۔ اب میرے لیے ان لوگوں سے جو تمہارے پاس ہیں فرماں برداری کا عہد لو اور اس شخص کو برانگیختہ نہ کرو جس کیلئے کسریٰ نے تمہیں خط لکھا تھا، جب باذان نے یہ خط پڑھا تو وہ کہنے لگا: بے شک یہ شخص نبی مرسل ہے اور وہ اسلام لے آیا اور آل فارس کے بہت سے لوگ مسلمان ہو گئے، پھر باذان نے قہرمانہ سے پوچھا تم نے ان کو کس شان میں دیکھا ہے، اس نے کہا کہ مجھ سے کسی نے ایسی ہیبت کے ساتھ گفتگو نہیں کی، جتنی ہیبت مجھ پر ان سے گفتگو کرنے میں طاری تھی۔ باذان نے پوچھا کہ ان کے پاس نگہبان (باڈی گارڈ) ہیں اس نے کہا کہ نہیں۔

(ابونعیم رحمہم اللہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل حدیث روایت کی ہے۔)
﴿ابونعیم، ابن سعد شرف المصطفیٰ﴾

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کا مکتوب گرامی کسریٰ کو پہنچا تو کسریٰ نے یمن میں اپنے عامل کو خط لکھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تیری سرزمین میں ایک شخص کا ظہور ہوا ہے جو یقین رکھتا ہے کہ وہ نبی ہے لہٰذا مجھے معلوم ہوا ہے کہ تیری سرزمین میں ایک شخص کا ظہور ہوا ہے جو یقین رکھتا ہے کہ وہ نبی ہے لہٰذا تو ان سے کہہ دے کہ وہ اپنے اس دعویٰ سے باز آ جائیں ورنہ میں ان کی طرف ایک لشکر کو بھیجوں گا جو انہیں اور ان کی قوم قتل کر ڈالے گا۔ اس حکم کی تعمیل میں باذان نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں قاصد کو روانہ کیا اور اس قاصد نے نبی کریم ﷺ سے ایسا ہی کہہ دیا۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر دعویٰ نبوت کا اظہار میری اپنی طرف سے ہوتا تو ضرور میں اس سے باز آ جاتا لیکن مجھے تو اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا ہے پھر نبی کریم ﷺ نے یمنی قاصد کو اپنے پاس ٹھہرایا اور اس سے ارشاد فرمایا: میرے رب نے کسریٰ کو ہلاک کر دیا تو اب کسریٰ آج کے بعد نہیں ہے اور میرے رب نے قیصر کو قتل کرا دیا تو اب آج کے بعد قیصر بھی نہیں ہے۔ قاصد نے آپ کی بات اور وہ وقت، وہ مہینہ اور دن لکھ لیا، جس وقت آپ نے یہ بات فرمائی، اس کے بعد وہ باذان کے پاس واپس چلا گیا اور

اس نے بالکل یہ حق پایا کہ کسریٰ بھی مر گیا تھا اور قیصر بھی مر گیا تھا۔

﴿احمد، بزار، طبرانی، ابو نعیم﴾

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے عظیم فارس کے ان دونوں قاصدوں سے جن کو انہوں نے نبی کریم ﷺ کی طرف بھیجا تھا، فرمایا: میرے رب نے آج کی رات تمہارے رب کو ہلاک کر دیا ہے اور اسے اس کے بیٹے نے قتل کیا ہے اور اسے اللہ تعالیٰ نے اس پر غلبہ دیا ہے۔ اب تم دونوں جا کر اپنے صاحب سے کہنا کہ اگر تم اسلام قبول کر لو تو جتنا ملک تمہارے قبضہ میں ہے میں تمہیں دے دوں گا اور اگر تم نے اسلام قبول نہ کیا تو اللہ تعالیٰ تمہارے خلاف اعانت فرمائے گا۔

﴿دیلمی﴾

بادشاہ منذر بن حارث غسانی کے نام مکتوب نبوی

واقدی بر شخیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے شجاع بن وہب اسدی رضی اللہ عنہ کو حارث بن ابو شمر غسانی کے پاس اپنا مکتوب گرامی دے کر روانہ کیا۔ حضرت شجاع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اس ملک میں پہنچا۔ بادشاہ دمشق کے مقام غوطہ میں تھا اور میں اس کے دربان کے پاس پہنچا، اس سے کہا کہ میں نبی کریم ﷺ کا قاصد ہوں۔ اس نے کہا کہ تم اس کے پاس نہیں پہنچ سکتے۔ وہ فلاں اور فلاں دن برآمد ہوتا ہے۔ اس وقت مل سکتے ہو۔

میں نے اس کے حاجب سے راہ و رسم رکھی، وہ رومی تھا اور اس کا نام مری تھا۔ وہ مجھ سے نبی کریم ﷺ کی بابت پوچھتا رہا اور میں اس کو آپ کے اوصاف بتاتا رہا اور میں نے اسے اسلام کی دعوت بھی دی۔ دربان اس کا اس قدر متاثر ہوا کہ وہ رونے لگا۔ اس نے کہا کہ میں نے انجیل پڑھی ہے اور میں نے بعینہٖ یہی صفت آپ کی اس میں پڑھی ہے۔ اب میں ان پر ایمان لاتا ہوں اور ان کی تصدیق کرتا ہوں مگر مجھے ابن حارث غسانی کا ڈر ہے کہیں وہ مجھے قتل نہ کر دے۔ پھر ابن حارث برآمد ہوا اور وہ بیٹھا اور اپنے سر پر تاج پہنا۔ جب میں نے اسے مکتوب گرامی دیا تو اس نے اسے پڑھ کر پھینک دیا اور کہنے لگا مجھ سے میرا ملک کون چھین سکتا ہے؟ میں اس کے پاس پہنچتا ہوں، اگر وہ یمن میں ہو تو لوگ اسے میرے پاس لے آتے۔ وہ یہی کلام کرتا رہا یہاں تک کہ کھڑا ہو گیا اور گھوڑوں کی نعل بندی کا حکم دیا، پھر کہا تم اپنے آقا سے جا کر بھی کہہ دو جو تم دیکھ رہے ہو۔

اس نے ایک خط قیصر کے نام لکھا اور اس میں آپ کی خبر لکھی۔ قیصر نے جواب میں اسے لکھا کہ تو ان کی طرف نہ جا اور اپنے ارادہ سے باز آ جا۔ جب منذر بن حارث کے پاس قیصر کا جواب آیا تو اس نے مجھے بلایا اور پوچھا تم کب واپس جا رہے ہو؟ میں نے کہا کہ میں کل جاؤں گا تو اس نے مجھے سو مثقال سونا دینے کا حکم دیا اور کہا کہ نبی کریم ﷺ سے میرا سلام عرض کرنا۔ میں نے جب آ کر نبی کریم ﷺ کو حالات

بتائے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس کی حکومت ختم ہو گئی اور ابن حارث (غسانی) فتح مکہ کے سال مر گیا۔
﴿ابن سعد﴾

شاہ مصر مقوقس کے نام مکتوب نبوی

حضرت حاطب ابن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ مجھے نبی کریم ﷺ نے اسکندریہ کے بادشاہ مقوقس کی طرف بھیجا۔ حضرت حاطب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کا مکتوب گرامی لے کر اس کے پاس پہنچا۔ اس نے مجھے اپنے محل میں ٹھہرایا اور میں اس کے پاس رہا۔ پھر اس نے مجھے بلایا چونکہ اس نے اپنے سرداروں کو جمع کیا تھا۔ اس نے کہا کہ میں تم سے ایک بات کہتا ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ وہ بات تم مجھ سے سمجھ لو۔

میں نے کہا: کہئے کیا بات ہے؟ اس نے کہا کہ مجھے تم اپنے آقا کے بارے میں بتاؤ۔ کیا وہ واقعی نبی ہیں؟ میں نے کہا کہ یقیناً وہ نبی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہیں۔ اس نے کہا کہ ان کو اس وقت کیا ہوا تھا جبکہ ان کو ان کی قوم نے ان کے شہر سے دوسرے شہر کی طرف نکالا اور انہوں نے اپنی قوم کی ہلاکت کیلئے بددعا نہ کی۔

میں نے جواب دیا: کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کیا وہ نہیں ہیں جس کی تم شہادت دیتے ہوئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ ان کو اس وقت کیا ہوا تھا جبکہ ان کی قوم نے ان کو پکڑ کر انہیں سولی دینا چاہا۔ انہوں نے ان پر بددعا کیوں نہ کی کہ اے اللہ! انہیں ہلاک کر دے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو آسمانوں کی دنیا میں اپنے پاس بلا لیا۔ یہ سن کر اس نے کہا کہ تم حکیم کے پاس سے آئے ہو۔
﴿بیہقی﴾

مقوقس کی مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے گفتگو:

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب وہ بنی مالک کے ساتھ مقوقس کے پاس پہنچے تو اس نے کہا کہ تم میرے پاس اپنے مقام سے جدا ہو کر کیسے پہنچے، کیونکہ محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان کے اصحاب میرے اور تمہارے درمیان حائل تھے۔

انہوں نے کہا کہ ہم دریا سے قریب ہو گئے اور ہم نے محمد ﷺ سے خوف کیا۔ ہم میں سے کسی ایک شخص نے بھی ان کی دعوت کو قبول نہ کیا۔ اس نے پوچھا کیوں تم نے دعوت اسلام کو قبول نہ کیا؟

انہوں نے کہا کہ وہ ہمارے پاس ایسا دین لے کر آئے جس کو نہ ہمارے ماں باپ جانتے تھے اور نہ بادشاہ ہی اس پر چلتے تھے لہٰذا ہم اسی دین پر قائم رہے جس پر ہمارے باپ دادا تھے۔ اس نے پوچھا ان کی قوم نے ان کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ انہوں نے کہا کہ نوجوانوں نے تو ان کی اتباع قبول کر لی اور دیگر لوگوں نے جن میں ان کی قوم کے بھی افراد تھے اور عرب کے دیگر باشندے بھی تھے بکثرت مقامات پر ان

کی مخالفت کی اور ان کے ساتھ جنگ کی کبھی ان کو ہزیمت اٹھانی پڑی اور کبھی مسلمانوں کو نقصان اٹھانا پڑا۔

مقوقس نے پوچھا کہ تمہیں وہ کیا دعوت دیتے ہیں؟

ہم نے کہا کہ وہ اس کی دعوت دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک لہ کی عبادت کریں اور جن کو ہمارے باپ دادا پوجتے رہے ہیں ہم ان کو چھوڑ دیں اور وہ نماز پڑھنے اور زکوۃ دینے کی دعوت دیتے ہیں۔ مقوقس نے پوچھا کیا کوئی نماز کا وقت ہے جس وقت پڑھی جائے اور مال کی کوئی مقدار ہے جس کی زکوۃ دی جاتی ہے؟ کہا کہ دن رات میں پانچ نمازیں ہیں اور ہر ایک کے اوقات مقرر ہیں اور جو مال بیس مثقال کو پہنچ جائے اس کی زکوۃ دیتے ہیں اور ہر پانچ اونٹ پر ایک بکری زکوۃ کی ہے، پھر انہوں نے تمام اموال کی زکوۃ کی ادائیگی کی تفصیل بتائی۔

اس نے پوچھا کیا تم نے دیکھا ہے کہ جب وہ صدقات وصول کرتے ہیں تو ان کو کہاں استعمال کرتے ہیں؟ کہا کہ وہ اپنے فقراء پر تقسیم کر دیتے ہیں اور صلہ رحمی اور ایفائے عہد کا حکم دیتے ہیں۔ زنا، سود اور شراب کو حرام قرار دیتے ہیں اور غیر خدا کے لئے ذبیحہ کو وہ نہیں کھاتے ہیں۔

مقوقس نے کہا کہ یقیناً وہ تمام انسانوں کی طرف نبی و رسول ہیں، اگر وہ قبط و روم میں ہوتے تو سب ان کی اتباع کرتے، بلاشبہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نے بھی یہی احکامات دیئے ہیں اور جیسے تم ان کے اوصاف بیان کرتے ہو، انہیں صفات پر پہلے انبیاء کرام علیہم السلام مبعوث ہوئے ہیں اور ان کا انجام بخیر ہوگا، یہاں تک کہ کوئی ان سے جھگڑنے والا نہ ہوگا۔ اور جہاں تک پیدل و سوار جا سکتا ہے اور جہاں تک سمندروں اور دریاؤں کی انتہا ہے ان کا دین غالب ہوگا۔

ہم نے کہا کہ اگر تمام لوگ ان کے دین میں داخل ہو جائیں ہم جب بھی ان کا دین قبول نہ کریں گے۔ اس پر مقوقس نے اپنا سر ہلایا اور کہا کہ تم کھیل کود میں پڑے ہوئے ہو۔ اس کے بعد اس نے پوچھا اپنی قوم میں ان کا نسب کیسا ہے؟ کہا وہ قوم میں ذی نسب ہیں۔ اس نے کہا کہ انبیاء ایسے ہی ہوتے ہیں، وہ اپنی قوم میں شریف النسب ہی ہوتے ہیں۔ اس نے پوچھا ان کی باتیں کہاں تک سچی ہوتی ہیں؟ کہا ہم انہیں ان کی سچائی کی بنا پر صادق کہا کرتے ہیں۔

مقوقس نے کہا کہ تم اپنے معاملات میں غور کرو۔ کیا تمہارا خیال ہے کہ جب وہ سچے اور تمہارے درمیان سچائی کو ملحوظ رکھتے ہیں تو کیا وہ اللہ تعالیٰ پر تہمت باندھیں گے پھر پوچھا کون لوگ ان کی اتباع کرتے ہیں؟ کہا کہ نوعمر لوگ۔ اس نے کہا کہ پہلے انبیاء کے متبعین کا یہی حال رہا ہے۔

اس نے پوچھا مدینے کے یہودیوں نے ان کے ساتھ کیا کیا؟ کیونکہ وہ تو وہیں رہنے والے ہیں۔ کہا کہ انہوں نے ان کی مخالفت کی اور ان کے ساتھ جنگ ہوئی اور نبی کریم ﷺ نے ان کو قتل کیا اور قیدی بنایا اور وہ چاروں طرف منتشر ہو کر چلے گئے۔

مقوقس نے کہا کہ یہود حاسد قوم ہے۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ حسد کیا مگر وہ ان کی نبوت کو خوب جانتے اور پہچانتے ہیں، جس طرح کہ ہم جانتے ہیں۔

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ پھر ہم اس کے پاس سے اٹھ کھڑے ہوئے اور ہم نے اس سے ایسی باتیں سنیں جس سے ہمارے دل محمد ﷺ کی طرف مائل ہو گئے اور ہم نے کمزوں ساری محسوس کی اور ہم نے کہا کہ جبکہ عجم کے بادشاہ ان کی تصدیق کرتے ہیں اور قرابت داری میں ان سے دوری ہونے کے باوجود ان سے خوف کرتے ہیں تو ہم ان کے اقربا اور ہمسایہ ہیں، ہم ان کے دین میں داخل کیوں نہیں ہوتے۔ باوجودیکہ وہ داعی ہمارے گھروں میں دعوت دینے تشریف لایا۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں جب تک اسکندریہ میں رہا، برابر ہر کنیسہ میں جاتا رہا اور ان کے قبطی ورومی اسقفوں سے پوچھتا رہا، وہ سب کے سب محمد مصطفیٰ ﷺ کی صفت سے واقف تھے۔ میں نے اس سے پوچھا: مجھے بتاؤ کہ کیا نبیوں میں سے کسی کا آنا باقی ہے؟

اس نے کہا: ہاں! وہ آخری نبی ہے۔ اس کے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان کوئی نبی درمیان میں نہیں ہے۔ بلاشبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان کوئی نبی درمیان نہیں ہے۔ بلاشبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان نبی کے اتباع کا حکم دیا ہے اور وہ نبی عربی ہے، ان کا نام احمد ہوگا وہ دراز قامت ہوں گے نہ پست قد۔ ان کی آنکھوں میں سرخی ہے، نہ وہ گورے ہیں نہ سیاہ۔ اپنے سر کے بالوں کو چھوڑیں گے اور موٹا لباس پہنیں گے اور جیسا کھانا پائیں گے وہ اس پر قناعت کریں گے۔ ان کی تلوار ان کی گردن میں حمائل ہوگی اور جو ان سے جنگ کرے گا، وہ ان کی پروا نہ کریں گے، اور ان کے اصحاب اپنی جان کو ان پر قربان کریں گے اور ان کے اپنے باپ دادا اور اپنے بیوی بچوں سے زیادہ ان سے محبت کریں گے۔ وہ نبی ایک حرم میں ظہور فرمائیں گے پھر دوسرے حرم کی طرف ایسی سرزمین میں ہجرت کریں گے، جو سنگلاخ اور نخلستان ہوگی۔ دین ابراہیم پر ان کا دین ہوگا۔

۞ میں نے کہا کہ ان کی مزید صفتیں بیان کیجئے؟

اس نے کہا کہ وہ نصف کمر پر تہبند باندھیں گے اور وہ ہاتھ پاؤں اور منہ کو دھوئیں گے اور وہ ان خصوصیات کے ساتھ مختص ہوں گے جن پر پچھلے انبیاء مخصوص نہ ہوئے۔ ہر نبی اپنی اپنی قوم کی طرف مبعوث ہوتا رہا ہے مگر وہ تمام لوگوں کی طرف مبعوث ہوں گے اور ساری زمین مسجد اور پاک کرنے والی ان کیلئے ہوگی اور جس جگہ بھی نماز کا وقت ہوگا، نماز پڑھ لیں گے۔ تیمم کر کے نماز پڑھ لیں گے حالانکہ اس نبی سے پہلے لوگوں پر یہ سختی تھی کہ وہ کنیسہ اور صومعہ کے سوا نماز نہیں پڑھ سکتے تھے۔

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے یہ تمام باتیں ذہن میں محفوظ کر لیں جو اس نے کہا کہ اسے بھی اور اس کے سوا اور دوسرے پادریوں نے بتایا، انہیں بھی اور میں واپس آ کر مسلمان ہو گیا۔

﴿بیہقی﴾

بارگاہ سرور کونین ﷺ میں شاہ مقوقس کے تحائف ارسال کرنا:

واقدی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے جب مقوقس عظیم قبط کے پاس مکتوب گرامی بھیجا تو مقوقس نے آپ کو خط لکھا کہ میں جانتا تھا کہ ایک نبی کا تشریف لانا باقی ہے مگر

میرا گمان یہ تھا کہ وہ نبی شام میں ظہور فرمائے گا۔ اب میں نے آپ کے قاصد کا اکرام کیا ہے اور آپ کی خدمت میں تحائف پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

﴿ابن سعد﴾

قبیلہ حمیر کے سردار کے نام مکتوب نبوی

زہری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے قبیلہ حمیر کے حارث، مسروح اور نعیم بن عبدکلال کے نام مکتوب گرامی لکھا اور عیاش بن ابی ربیعہ مخزومی ﷺ کے ساتھ مکتوب گرامی بھیجا اور روانگی کے وقت ہدایت فرمائی کہ جب تم ان کی سرزمین پر پہنچو تو رات کے وقت داخل نہ ہونا جب تک کہ صبح نہ ہو جائے۔ پھر تم طہارت کر کے خوب اچھی طرح پاک، صاف ہونا اور دو رکعت نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے حاجت روائی اور قبول کی دعا مانگنا اور اللہ تعالیٰ سے پناہ چاہنا اور اپنے داہنے ہاتھ میں مکتوب گرامی لے کر ان سرداروں کے بھی داہنے ہاتھ میں دینا کیونکہ داہنا ہاتھ قبولیت کا ہے اور ان کے آگے

"لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِينَ مُنفَكِّينَ"

﴿سورۃ البینۃ﴾

پڑھنا اور جب تم اسے پڑھ چکو تو

"آمَنتُ بِمُحَمَّدٍ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُؤْمِنِينَ"

کہنا تمہارے سامنے جو بھی حجت آئے گی، وہ باطل ہو جائے گی اور شاندار کتاب آئے گی جو بظاہر مزین و خوبصورت ہو مگر یہ کہ اس کا نور جاتا رہیگا اور وہ لوگ تم پر کچھ پڑھیں گے، جب وہ تم پر کچھ پڑھیں تو کہنا کہ اس کا ترجمہ کرو اور پڑھنا:

حَسْبِيَ اللَّهُ آمَنتُ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ مِن كِتَابٍ وَأُمِرْتُ لِأَعْدِلَ بَيْنَكُمُ اللَّهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ لَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ اللَّهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا وَإِلَيْهِ الْمَصِيرُ

ترجمہ: "میرے لیے اللہ ہی کافی ہے میں ایمان لایا اس پر جو نازل کیا گیا اور مجھے تمہارے ساتھ انصاف کرنے کا حکم دیا گیا، اور اللہ تعالیٰ ہمارا اور تمہارا رب ہے، ہمارے لیے ہمارے اور تمہارے لیے تمہارے عمل ہیں، ہمارے اور تمہارے درمیان کوئی جھگڑا نہیں اور اللہ ہمیں جمع فرمانے والا ہے اور اسی کی طرف ہمیں پلٹنا ہے۔"

اور جب وہ اسلام لے آئیں تو ان سے ان کی تین شاخوں کی بابت دریافت کرنا کہ جب انہیں لایا جاتا ہے تو وہ اسے سجدہ کرتے ہیں اور وہ شاخیں درخت اثل کی ہیں۔ ایک شاخ

سفیدی اور زردی سے رنگی ہوئی ہے اور ایک ایسی شاخ ہے جس میں گرہیں ہیں، وہ تیز ران ہے اور تیسری شاخ بہت سیاہ ہے گویا وہ آبنوس کی شاخ ہے، پھر ان شاخوں کو برآمد کرا کے انھیں ان کے بازار میں جلا ڈالنا۔

حضرت عیاش رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں گیا اور جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے حکم دیا تھا ویسا ہی عمل کیا جب میں ان کے پاس پہنچا اور میں نے کہا کہ میں نبی کریم ﷺ کا قاصد ہوں اور جو مجھے حکم دیا گیا تھا میں نے ویسا ہی کیا اور انہوں نے ویسا ہی قبول کیا جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے پیش گوئی فرمائی تھی۔

﴿ابن سعد﴾

عمان کے بادشاہ جلندی کے نام مکتوب نبوی

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو عمان کے بادشاہ جلندی کے پاس بھیجا اور انہوں نے اسلام کی دعوت دی۔ یہ سن کر جلندی نے مجھے اس نبی امی کی بابت رہنمائی کرو کیونکہ وہ خیر ہی کا حکم دیتے ہیں اور اس خیر پر پہلے خود عمل کرتے ہیں اور جس بات کو وہ منع کرتے ہیں، سب سے پہلے وہ خود اس سے باز رہتے ہیں، وہ غالب ہو کر انہیں اتراتے، لوگ ان پر غالب ہوتے ہیں تو ان کے صحابہ ان کو نہیں چھوڑتے، وہ ایفائے عہد کی تاکید کرتے ہیں اور وعدہ کو پورا کرتے ہیں لہٰذا میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ یقیناً نبی ہیں۔

﴿وثیمہ الردۃ﴾

بنی حارثہ کا مکتوب نبوی دھو ڈالنے کی گستاخی:

واقدی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بنی حارثہ بن عمرو بن قرط کی جانب مکتوب گرامی بھیجا اور انہیں اسلام کی دعوت دی۔ ان لوگوں نے مکتوب گرامی کو لے کر اسے دھو ڈالا اور اس سے اپنے ڈول میں پیوند لگایا۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ان لوگوں کا عجیب حال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی عقلوں کو چھین لیا ہے۔ فرمایا: وہ لوگ خوفزدہ، عجلت پسند، مختلط الکلام اور بے وقوف ہیں۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں نے ان کے چند لوگوں کو دیکھا ہے جو کلام کرنے کی قدرت نہیں رکھتے تھے اور اپنا مافی الضمیر خوبی کے ساتھ بیان نہیں کر سکتے تھے۔

﴿ابونعیم﴾

ایک مشرک سردار آسمانی بجلی سے ہلاک:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے اصحاب میں سے ایک شخص کو مشرک سرداروں میں سے ایک کے پاس بھیجا کہ وہ اسے اسلام کی دعوت دیں۔ اس مشرک سردار نے کہا کہ وہ معبود جس کی تم دعوت دیتے ہو وہ سونے کا ہے یا چاندی کا یا تانبے کا۔

یہ سن کر وہ قاصد صحابی واپس ہو گئے اور اللہ تعالیٰ نے آسمان سے ایک بجلی اس مشرک پر بھیجی جس نے اسے جلا ڈالا۔ ابھی وہ قاصد راستہ ہی میں تھے، ان کو اس واقعہ کا کوئی علم نہ تھا۔ اس وقت نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس سردار کو ہلاک کر دیا ہے اور یہ آیت نازل ہوئی۔

وَیُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ (سورۃ الرعد) ترجمہ "اور کڑک بھیجتا ہے۔"

عروہ بن مسعود کا مسلمان ہونا اور شہید ہونا:

موسیٰ بن عقبہ رحمۃ اللہ علیہ زہری رحمۃ اللہ علیہ سے اور بطریق حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ عروہ بن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ بارگاہ نبوت میں آئے اور اسلام قبول کیا پھر انہوں نے اپنی قوم کی طرف واپس جانے کی اجازت چاہی تو اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا مجھے اندیشہ ہے کہ وہ لوگ تمہیں قتل کر دیں گے۔

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ ہے کہ وہ لوگ تم سے قتال نہ کریں۔

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: کہ اگر وہ لوگ مجھے سوتا ہوا پائیں تو میری ہیبت سے وہ مجھے بیدار نہ کریں گے، چنانچہ وہ واپس چلے گئے اور ان کو اسلام کی دعوت دی مگر انہوں نے ان کی نافرمانی کی اور انہیں تکلیف دہ باتیں سنائیں، جب سحر کا وقت ہوا اور فجر طلوع ہوئی تو وہ اپنے دریچہ میں کھڑے ہوئے اور نماز کیلئے اذان دی اور کلمہ شہادت پڑھا تو بنی ثقیف کے ایک آدمی نے ان پر تیر مارا اور وہ اس سے شہید ہو گئے۔ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں جب اس کی اطلاع پہنچی تو فرمایا۔

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ کے قتل کی مثال، صاحب یٰسین کی مانند ہے کہ انہوں نے اپنی قوم کو اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دی اور لوگوں نے انہیں قتل کر دیا پھر ان کے قتل کے بعد بنی ثقیف کا وفد انیس افراد پر مشتمل بارگاہ نبوت میں آیا، اس وفد میں کنانہ بن عبد یالیل اور عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ تھے اور وہ مسلمان ہو گئے۔

اسے حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق عروہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی اور ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی مثل بطریق واقدی عبداللہ بن یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ سے اور انہوں نے بکثرت اہل علم سے روایت کی۔ اس میں ہے کہ وہ لوگ تم سے اس وقت قتال کریں گے اور اس روایت میں ہے۔ ان کے جب تیر لگا تو انہوں نے "اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ" پڑھا اور کہا بلاشبہ مجھے اس کی خبر دی گئی تھی کہ تم لوگ مجھے قتل کر دو گے۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

واقدی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب نبی کریم ﷺ طائف سے واپس ہوئے تو حضرت عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے غیلان بن سلمہ سے کہا کیا تمہیں نظر نہیں آتا کہ اس شخص کا معاملہ اللہ تعالیٰ نے کتنا قریب کر دیا ہے۔ بکثرت ان کے تابع بن چکے ہیں، بقیہ تمام لوگ یا تو رغبت رکھتے ہیں یا ڈرتے ہیں اور ہم لوگوں کے نزدیک عرب کے سمجھدار لوگ ہیں، جس شئے کی طرف محمد ﷺ بلاتے ہیں۔

اور وہ وفد لوگ اس سے جاہل سمجھتے ہیں، بلاشبہ وہ بھی ہیں۔

میں اب تجھ سے ایک بات بیان کرتا ہوں جس کا میں نے اب تک کسی سے ذکر نہیں کیا تھا۔ وہ بات

یہ ہے کہ میں محمد مصطفی ﷺ کے مکہ مکرمہ میں ظہور سے قبل تجارت کی غرض سے نجران گیا تھا، وہاں میرا ایک دوست اسقف (پادری) تھا۔ اس نے مجھ سے کہا: اے عروہ! تمہارے حرم میں عنقریب ایک نبی کا ظہور ہوگا اور وہ آخری نبی ہے اور وہ اپنی قوت کو قتل عاد کی مانند قتل کرے گا۔ لہٰذا جب وہ ظاہر ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کی طرف بلائے تو تم اس کی اتباع کرنا۔ میں نے اس بات میں سے ایک حرف کا کسی سے اب تک ذکر نہیں کیا، اب میں ان کا اتباع کرتا ہوں پھر وہ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ مدینہ آئے اور اسلام لائے۔

﴿ابونعیم﴾

وفد بنی ثقیف کی بیعت:

وہب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے وفد ثقیف کی بابت پوچھا جبکہ ان لوگوں نے بیعت کی تو اس کی نوعیت کیا تھی۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ان لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے شرط کی کہ نہ تو صدقہ دیں گے اور نہ جہاد کریں گے، حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب وہ مسلمان ہو جائیں گے تو صدقہ بھی دیں گے اور جہاد بھی کریں گے۔

﴿بیہقی﴾

شیطانی خیال آنے پر تعوذ پڑھو:

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میری نماز اور میری قرأت کے درمیان شیطان حائل ہوتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ وہ شیطان ہے جس کا نام خنزب ہے جب تمہیں شیطان کا احساس ہو تو اعوذ باللہ پڑھو اور اپنی بائیں طرف تین مرتبہ تھوک دو۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایسا کیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے مجھ سے دور کر دیا۔

﴿مسلم﴾

عارضہ نسیان ختم:

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے جب مجھے طائف کی طرف بھیجا تو مجھے اپنی نماز میں ایسا عارضہ پیش آنے لگا کہ میں جانتا ہی نہ تھا کہ میں نے کتنی رکعتیں پڑھی ہیں تو میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے نبی کریم ﷺ سے یہ عرض کیا۔ آپ نے فرمایا: یہ نسیان شیطان کی وجہ سے ہے، میرے قریب ہو۔ میں نبی کریم ﷺ کے قریب ہوا، فرمایا: اپنا منہ کھولو، پھر نبی کریم ﷺ نے میرے سینے پر ہاتھ مارا اور میرے منہ میں لعاب دہن اقدس ڈالا اور فرمایا: اے اللہ کے دشمن! دور ہو جا، ایسا ہی تین مرتبہ کیا۔ اس کے بعد فرمایا: تم عمل خیر کیے جاؤ، پھر اس کے بعد مجھے کوئی عارضہ لاحق نہیں ہوا۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ

سے اپنے حفظِ قرآن میں کمی کی شکایت کی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ شیطان ہے۔ اس کا نام خنزب ہے۔ اے عثمان رضی اللہ عنہ! میرے قریب ہو۔ اس کے بعد اپنا دستِ مبارک میرے سینے پر رکھا اور میں نے اس کی ٹھنڈک اپنے شانوں کے درمیان پائی اور فرمایا: اے شیطان! عثمان رضی اللہ عنہ کے سینے سے نکل جا۔ اس کے بعد میں نے جو سنا وہ مجھے حفظ ہو گیا۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! قرآن کریم مجھے یاد نہیں رہتا۔ پھر آپ نے اپنا دستِ مبارک میرے سینہ پر رکھا اور فرمایا: اے شیطان! عثمان رضی اللہ عنہ کے سینہ سے نکل جا۔ پھر میں اس کے بعد کچھ نہ بھولا جسے میں نے یاد کرنا چاہا۔

﴿بیہقی، طبرانی﴾

درد ختم ہونے کا علاج:

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نبی کریم ﷺ کے دربار میں اس حال میں آیا کہ مجھے اتنا شدید درد تھا کہ جس کی وجہ سے میں مرا جا رہا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اپنا داہنا ہاتھ سات مرتبہ پھیرو اور "بِسْمِ اللّٰهِ اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَ قُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ وَ اُحَاذِرُ" کو سات مرتبہ پڑھو۔ تو میں نے ایسا ہی کیا اور اللہ تعالیٰ نے اس درد کو دور کیا جیسا کہ تھا ہی نہیں۔ اس کے بعد میں اپنے بال بچوں کو برابر اسی دعا کی تلقین کرتا رہا۔

﴿بیہقی، ابونعیم، ابن سعد﴾

بارگاہِ سرورِ کونین ﷺ میں مسیلمہ کذاب کی حاضری

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ مسیلمہ کذاب اپنی قوم کے بہت سے افراد کے ساتھ مدینہ منورہ آیا اور وہ کہتا تھا کہ محمد ﷺ اگر اپنے بعد نبوت کو میرے لیے مقرر کر دیں تو میں آپ کا اتباع کر لوں گا۔ پھر نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور آپ کے ساتھ ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ تھے اور نبی کریم ﷺ کے دستِ مبارک میں کھجور کی ہری شاخ تھی، یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ نے مسیلمہ کے روبرو کھڑے ہو کر فرمایا: "اگر تو مجھ سے اس شاخ کو بھی مانگنا چاہے گا تو میں ہرگز نہ دوں گا۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے امر کو تجھ تک ہرگز تجاوز نہ کرے گا اور اگر تو نے پشت پھیری تو اللہ تعالیٰ تیری کونچیں ضرور قطع کر دے گا اور میں تجھے ویسا ہی دیکھ رہا ہوں، جس حال میں تو ہے اور جیسا کہ مجھے دکھایا گیا ہے۔" اور یہ حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ ہیں۔ تجھے میری طرف سے جواب دیں گے۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ واپس تشریف لے گئے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے ارشاد کے بارے میں تجھے ایسا ہی دیکھ رہا ہوں جس حال میں کہ تو ہے اور جیسا کہ مجھے دکھایا گیا ہے۔

اس کے بارے میں پوچھا تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے مجھے جواب دیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ایک رات میں سو رہا تھا کہ خواب میں دیکھا کہ میرے ہاتھ میں دو سونے کے کنگن ہیں۔ مجھے ان کنگنوں کی موجودگی نے غمگین کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے خواب میں وحی فرمائی کہ ان پر پھونک مارو تو میں نے ان پر پھونک ماری اور وہ دونوں اڑ گئے۔ میں نے ان سے تعبیر کی کہ میرے بعد دو کذاب خروج اور دعا کریں گے۔
(چنانچہ ان میں سے ایک تو صنعاء کا سردار عنسی ہوا اور دوسرا یمامہ کا سردار مسیلمہ کذاب ہوا۔)
﴿بخاری، مسلم﴾

نبی کریم ﷺ کی قمیص کے غسالے سے بیماروں کو شفا:

ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق محمد بن جابر رضی اللہ عنہ روایت کی ہے کہ میں نے اپنے والد سے سنا ہے اور وہ میرے دادا استان بن طارق یمامی رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ وہ اس وفد کے پہلے شخص ہیں جو وفد بنی حنیفہ کا نبی کریم ﷺ کے پاس آیا تھا۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو سر مبارک دھوتا ہوا پایا۔ آپ نے فرمایا: اے یمامی بھائی! بیٹھ جاؤ اور اپنا سر دھولو تو میں نے نبی کریم ﷺ کے بچے ہوئے پانی سے اپنا سر دھویا۔ اس کے بعد اسلام قبول کیا۔ نبی کریم ﷺ نے میرے لیے ایک نامہ مبارک لکھا۔ اس وقت میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! اپنی قمیص مبارک کا ٹکڑا مرحمت فرمائیے تاکہ میں اس سے منفعت حاصل کروں تو نبی کریم ﷺ نے مجھے عنایت فرمایا۔ حضرت محمد بن جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے والد نے مجھ سے بیان کیا کہ وہ قمیص مبارک کا ٹکڑا ان کے پاس رہا اور وہ مریض کو اسے دھو کر پلاتے تو وہ شفایاب ہو جاتا۔

بارگاہ سرور کونین ﷺ میں وفد عبدالقیس

حضرت حریث العصری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ کریم ﷺ تشریف فرما تھے اور اپنے اصحاب سے گفتگو فرما رہے تھے کہ دفعتاً آپ نے صحابہ سے فرمایا "عنقریب اس طرف سے کچھ سوار تمہارے پاس آئیں گے جو مشرق والوں میں بہتر ہیں۔ یہ ارشاد سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اٹھے اور اس جانب روانہ ہو گئے۔ انہیں تیرہ سوار آتے ہوئے ملے۔
﴿ابو یعلیٰ، بیہقی﴾

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس رات کی صبح کے وقت افق کی طرف نظر فرمائی جس کی صبح بنی عبدالقیس کا وفد آیا تھا۔ آپ نے فرمایا مشرق سے ایسے لوگ آ رہے ہیں جو اسلام کو ناپسند نہیں کریں گے۔ ان لوگوں کا حال یہ ہے کہ راہ کی مشقت نے جانوروں کو دبلا کر دیا ہے اور خود ان کے پاس توشہ ختم ہو چکا اور ان کے سردار کی یہ ایک نشانی ہے اور دعا فرمائی کہ اے خدا بنی عبدالقیس کو بخش دے وہ میرے پاس آ رہے ہیں اور وہ مجھ سے مال نہیں مانگیں گے۔

وہ مشرق والوں میں بہتر لوگ ہیں چنانچہ یہیں سوار آئے اور ان کے سردار حضرت عبداللہ بن عوف رضی اللہ عنہ تھے۔ اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد ہی میں تشریف فرما تھے۔ انہوں نے حاضر ہو کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام عرض کیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے سلام کا جواب دیا اور ان سے دریافت کیا تم میں عبداللہ بن عوف اشج کون ہے۔

حضرت عبداللہ ﷜ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! میں حاضر ہوں۔ وہ بظاہر ایک مرد بدصورت تھے۔ نبی کریم ﷺ نے ان کی طرف نظر فرمائی۔ انہوں نے عرض کیا لوگ انسانوں کی کھال میں پانی نہیں بھرتے ہیں بلکہ انسان کی ضرورت دو چھوٹی چیزوں کی وجہ سے پڑتی ہے۔ ایک اس کی زبان دوسرا اس کا دل۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم میں دو خوبیاں ایسی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ محبوب رکھتا ہے۔ حضرت عبداللہ ﷜ نے پوچھا وہ دو خوبیاں کیا ہیں؟ فرمایا حلم اور وقار۔ عرض کیا کیا کوئی چیز ایسی ہے جو سیکھ کر ہی پیدا ہوتی ہے یا میرے اندر پیدائشی ہے؟ فرمایا نہیں بلکہ تمہارے اندر پیدائشی ہے۔

﴿ابن سعد﴾

تمام علاقہ آنکھوں کے سامنے:

حضرت انس ﷜ سے روایت ہے کہ اہل ہجر سے عبدالقیس کا ایک وفد نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ وہ لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک حضور نبی کریم ﷺ نے ان کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا تمہارے یہاں کھجور کی کئی قسمیں ہیں اور تم فلاں رنگ کی کھجور کو اس نام سے پکارتے ہو اور نبی کریم ﷺ نے ان قسموں کے رنگ اور نام بیان فرما دیئے۔ یہ سن کر ان میں سے ایک شخص کہنے لگا یا رسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ اگر آپ مقام ہجر میں تولد فرماتے تو اس سے زیادہ آپ علم نہ رکھتے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ یقیناً آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب تم میرے پاس بیٹھے تو تمہاری سرزمین اٹھا کر میرے سامنے کر دی گئی اور میں نے اسے ادنیٰ سے اعلیٰ تک دیکھا اور تمہاری کھجوروں میں سب سے بہتر کھجور ''البرنی'' ہے جو بیماری کو زائل کرتی ہے اور اس میں کوئی بیماری نہیں ہے۔

﴿حاکم﴾

آسیب ختم ہو گیا:

حضرت وازع ﷜ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اشج ﷜ ہمارے قافلے میں تھے اور ہمارے ساتھ آسیب زدہ ایک شخص تھا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میرے ساتھ میرا ماموں آسیب زدہ ہے۔ اس کے لیے آپ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا میرے پاس لاؤ تو میں اسے نبی کریم ﷺ کے پاس لے گیا۔ اور نبی کریم ﷺ نے اپنی چادر مبارک کا گوشہ اٹھایا۔ یہاں تک کہ میں نے آپ بغل شریف کی سفیدی دیکھ لی پھر حضور نبی کریم ﷺ نے اس چادر کے گوشے کو اس کی کمر پر مار کر فرمایا۔ ''او اللہ تعالیٰ کے دشمن نکل جا۔''

اور وہ صحیح نظر سے دیکھتا ہوا آگے آیا۔ اب اس کی نظر پہلی جیسی نہیں تھی۔ پھر نبی کریم ﷺ نے اسے اپنے سامنے بٹھایا اور اس کے لیے دعا فرمائی اور اس کے چہرے پر دست مبارک پھیرا۔ نبی کریم ﷺ کی دعا کے بعد اس وفد میں کوئی دوسرا شخص نہ تھا جسے اس پر فضیلت دی جاتی۔

﴿احمد، طبرانی﴾

حضرت شہاب بن عباد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے عبدالقیس کے وفد کے ایک شخص سے سنا کہ اشج رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ! ہماری سرزمین کی آب و ہوا ثقیل ہے اور ہم شراب پیتے ہیں۔ اگر ہم ایک گھونٹ شراب کا نہ پئیں تو ہمارے رنگ بدل جاتے ہیں اور ہمارے پیٹ بڑھ جاتے ہیں لہٰذا ہمیں اتنی مقدار پینے کی رخصت عطا فرمایئے اور اپنی ہتھیلی کا اشارہ کیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا!

اے اشج رضی اللہ عنہ اگر میں تمہارے لیے ہتھیلی بھر کی اجازت دے دوں گا تو تم اتنا پی لو گے اور حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے ہاتھوں کو کھول دیا اور پھیلا دیا۔ مطلب یہ کہ ہتھیلی بھر سے کہیں زیادہ پیو گے۔ یہاں تک کہ جب تم میں سے کوئی شراب کے نشے میں اٹھے گا تو اپنے چچا کے بیٹے کی طرف اس کی پنڈلی پر تلوار کا زخم لگائے گا، اس وفد میں ایک شخص تھا جس کا نام حارث تھا۔ شراب نوشی میں اس کی پنڈلی پر زخم لگا تھا کیونکہ اس نے ایک شعر میں کسی کو کسی عورت پر تشبیہ دی تھی۔ راوی کا بیان ہے جب حارث رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے یہ بات سنی تو وہ اپنی چادر سے اپنی پنڈلی چھپانے لگا اور اپنی پنڈلی کے زخم کو ڈھانپنے لگا اور اس کی یہ بات اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ پر ظاہر فرمادی تھی۔

﴿احمد﴾

وفد بنی عامر کے گستاخوں کا بُرا انجام

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کے دربار میں بنی عامر کا ایک وفد آیا۔ اس میں عامر بن طفیل، اربد بن قیس اور خالد بن جعفر تھے۔ یہ لوگ قوم کے سردار اور ان کے شیاطین تھے۔ عامر بن طفیل نبی کریم ﷺ کے روبرو آیا اور وہ نبی کریم ﷺ سے غداری کرنا چاہتا تھا اور اس نے اربد سے یہ کہہ رکھا تھا کہ جب ہم ان سے ملیں گے تو میں ان کے چہرے کو تمہاری طرف سے ہٹا کر اپنی طرف مشغول رکھوں گا۔ جب میں ایسا کروں تو ان پر تلوار کا وار کر دینا چنانچہ جب وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے تو عامر نے کہا کہ اے محمد ﷺ مجھ پر دین کی تبلیغ ترک کر دیجئے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ میں ہرگز ترک نہ کروں گا جب تک کہ اللہ وحدہٗ پر ایمان نہ لائے۔ جب نبی کریم ﷺ نے اس کی بات کا انکار کر دیا تو اس نے کہا کہ سنئے! خدا کی قسم! میں سرخ گھوڑوں اور آدمیوں سے آپ کے خلاف زمین کو بھر دوں گا۔

جب وہ واپس ہوا تو نبی کریم ﷺ نے دعا کی اے خدا عامر بن طفیل کے شر سے مجھے محفوظ رکھ۔

پھر جب وہ باہر نکلے تو عامر نے اربد سے کہا کہ اے اربد تیرا برا ہو تجھے کیا ہوا۔ میں نے جو تجھ سے کہا تھا اس پر تو نے عمل نہیں کیا۔ اربد نے کہا کہ خدا کی قسم! جب بھی میں نے تیرے مشورے پر عمل کرنا چاہا تو میرے اور ان کے درمیان تو حائل ہو جاتا تھا۔ اس کے بعد وہ پلٹ کر اپنے علاقے کی طرف چل دیئے ابھی وہ راستے میں ہی تھے کہ اللہ تعالیٰ نے عامر کو طاعون میں مبتلا کر دیا اور اس کی گردن میں طاعون کی گلٹی نکل آئی اور اللہ تعالیٰ نے اس کو بنی سلول کی عورت کے گھر میں ہلاک کر دیا۔ اس کے بعد اس کے ساتھی بنی عامر کی سرزمین میں پہنچے تو قبائل کے لوگوں نے پوچھا۔ اے اربد کیا بات ہوئی؟

اس نے کہا کہ ہمیں ایسی ذات کی پرستش کی طرف بلایا گیا اگر میرے اختیار میں ہوتا تو جس قدر میرے پاس یہ تیر ہیں، اس پر تیر مارتا کہ میں اسے قتل کر دیتا۔ اس کے دوسرے یا تیسرے دن کے بعد وہ اپنے اونٹ کو فروخت کرنے کے لیے روانہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر بجلی بھیجی جس نے اسے اور اس کے اونٹ دونوں کو جلا ڈالا۔

- (ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل روایت کی۔)

﴿تبلی﴾

نبی کریم ﷺ کی عامر بن طفیل کیلئے بددعا:

- اسحاق بن عبداللہ بن ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ تیس دن تک صبح کے وقت عامر بن طفیل پر بددعا کرتے رہے:

"اللهم اكفني عامر بن الطفيل بما شئت و ابعث عليه داء يقتله"

تو اللہ تعالیٰ نے طاعون کو بھیجا اور اس نے اسے ہلاک کر دیا۔

﴿تبلی﴾

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عامر بن طفیل، نبی کریم ﷺ کے پاس آیا تو نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا اسلام قبول کر لے۔ اس نے کہا کہ میں اس شرط پر اسلام قبول کرتا ہوں کہ تمام صحرا میرے لیے ہوں اور شہر آپ کے لیے۔ نبی کریم ﷺ نے انکار فرما دیا۔ پھر وہ چلا گیا اور یہ کہتا ہوا گیا کہ خدا کی قسم! میں اس سرزمین کو اصیل گھوڑوں اور جری مردوں سے بھر دوں گا اور ہر کھجور کے درخت سے ایک ایک گھوڑا باندھ دوں گا۔ اس موقع پر نبی کریم ﷺ نے یہ دعا کی۔

"اے اللہ! عامر کے شر سے مجھے محفوظ رکھ اور اس کی قوم کو ہدایت دے۔" تو وہ نکلا یہاں تک کہ ابھی وہ سلولیہ کے گھر میں مدینہ کے وسط میں ہی تھا کہ اس کے حلق میں گلٹی نکل آئی اور وہ اپنے گھوڑے پر کودا اور نیزہ لے کر گھوڑا دوڑاتا ہوا بھاگا اور وہ کہتا جاتا تھا۔ یہ گلٹی اونٹ کی گلٹی کے مشابہ ہے اور میری موت سلولیہ کے گھر ہی میں ہے اور وہ اسی حال میں رہا۔ یہاں تک کہ وہ اپنے گھوڑے سے گر کر مر گیا۔ (حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے اس کی مسند حدیث روایت کی۔)

﴿تبلی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اربد بن قیس اور عامر بن طفیل دونوں نبی کریم ﷺ کے پاس آئے تو عامر نے کہا کہ اگر میں اسلام لے آؤں تو کیا امر نبوت کو آپ بعد میرے لیے قرار دے دیں گے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ منصب نبوت نہ تیرے لیے ہے اور نہ تیری قوم کے لیے۔ اس نے کہا کہ خدا کی قسم! میں آپ کے خلاف اس سرزمین کو گھوڑوں اور آدمیوں سے بھر دوں گا۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ہم کو تجھ سے محفوظ رکھے گا۔ جب یہ دونوں نکلے تو عامر نے اربد سے کہا کہ میں محمد ﷺ کو باتوں میں مشغول رکھ کے تجھے موقع دوں گا۔ اس وقت تو ان پر تلوار سے وار کر دینا۔ اربد نے کہا کہ میں یہ کروں گا۔ پھر دونوں واپس آئے۔ عامر نے کہا:

کہ اے محمد ﷺ میرے ساتھ چلئے میں آپ سے کچھ بات کروں گا تو نبی کریم ﷺ اس کے ساتھ کھڑے ہو گئے اور اربد نے تلوار کھینچنے کا ارادہ کیا۔ جب اس نے اپنا ہاتھ اپنی تلوار پر رکھا تو اس کا ہاتھ تلوار کے قبضے پر چپکا رہ گیا اور وہ عامر کے پاس نہیں آیا اور تلوار مارنے میں دیر کی۔ اس کے بعد وہ دونوں چلے گئے۔ جب یہ دونوں رقم امی مدینہ کے چشمہ پر پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے اربد پر بجلی گرائی اور بجلی نے اسے ہلاک کر دیا اور عامر گلٹی میں مبتلا ہو کر ہلاک ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔

اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى تا فَبِيْهٍ الْمِحَالِ'' (سورة الرعد)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ "معقبات" اللہ تعالیٰ کا حکم ہے جس سے اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو بچایا۔'

﴿ابونعیم﴾

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں اسلام سے کنارہ کش تھا اور اس سے مجھے عداوت تھی۔ میں بدر میں مشرکوں کے ساتھ حاضر ہوا پھر میں آزاد ہو کر جنگ احد میں شریک ہوا۔ وہاں سے فارغ ہو کر غزوۂ خندق میں لڑا مگر میں وہاں بھی زندہ رہا۔ اس وقت میں نے دل میں کہا کہ میں کہاں کہاں رسوا ہوتا رہوں گا۔ خدا کی قسم محمد ﷺ ضرور قریش پر غالب رہیں گے۔ پھر جب میں حدیبیہ میں شریک ہوا اور نبی کریم ﷺ صلح کی حالت میں واپس ہوئے اور قریش مکہ کی طرف لوٹ گئے تو میں دل میں کہنے لگا۔ آئندہ سال محمد ﷺ اپنے اصحاب کے ساتھ مکہ میں داخل ہو جائیں گے۔ اب نہ مکہ کر مہ رہنے کی جگہ رہی ہے اور نہ طائف۔ اور نکل بھاگنے سے بہتر کوئی چیز نہیں تھی اور میں اسلام سے اس وقت تک دور تھا۔

میں خیال کرتا تھا کہ اگر تمام قریش اسلام لے آئے تو میں تب بھی اسلام نہ لاؤں گا۔ غرض کہ میں مکہ مکرمہ آیا اور میں نے اپنی قوم کے بہت سے لوگوں کو جمع کیا چونکہ وہ لوگ میری رائے کو وقعت کی نظر

سے دیکھتے اور میری بات مانا کرتے تھے۔ اور دشوار معاملات میں میری رائے مقدم رکھا کرتے تھے۔
میں نے ان سے کہا کہ میں تم لوگوں میں کیسا ہوں؟ انہوں نے کہا کہ تم ہم میں صائب الرائے ہو۔ میں
نے کہا کہ تم مجھے جانتے ہی ہو۔ خدا کی قسم! محمد ﷺ کا معاملہ ایسا عظیم ہے کہ باوجود نا گوار ہونے کے ان کا
معاملہ بڑھتا ہی جاتا ہے۔ اب میں ایک رائے رکھتا ہوں۔ انہوں نے پوچھا وہ کیا؟

کہا کہ ہم نجاشی کے پاس چلے جائیں اور ہم اس کے ساتھ رہیں۔ پھر اگر محمد ﷺ کا غلبہ ہوا تو ہم
نجاشی کے پاس رہیں گے اور نجاشی کے ہاتھ کے نیچے رہنا ہمارے نزدیک محمد ﷺ کے ہاتھ کے نیچے
رہنے سے زیادہ محبوب ہے۔ اور اگر قریش غالب آ گئے تو ہمیں تو وہ سب خوب جانتے ہی ہیں۔ یہ سن کر
ان سب نے کہا کہ یہ رائے ٹھیک اور مناسب ہے۔ اس وقت میں نے کہا کہ تم جو نجاشی کو ہدیہ دینا چاہو،
اسے جمع کر لو۔ چونکہ ہم لوگ اپنی سرزمین سے اس کی طرف جو تحائف زیادہ تر بھیجا کرتے تھے وہ چمڑا ہوتا
تھا تو ہم نے بہت کثرت سے چمڑا جمع کیا۔ اس کے بعد ہم روانہ ہوئے یہاں تک کہ ہم نجاشی کے پاس
پہنچ گئے۔ خدا کی قسم ابھی ہم اس کے پاس پہنچے ہی تھے کہ اچانک حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ نجاشی
کے پاس آئے چونکہ نبی کریم ﷺ نے اپنا مکتوب گرامی دے کر نجاشی کے پاس انہیں بھیجا تھا اور اس خط
میں نبی کریم ﷺ نے لکھا تھا کہ حضرت ام حبیبہ بنت ابوسفیان رضی اللہ عنہا کا نبی کریم ﷺ کے ساتھ عقد
کر دیا جائے۔ اس کے بعد میں نجاشی کے پاس سے آیا اور میں نے اپنے رفیقوں سے کہا کہ یہ عمرو بن
امیہ رضی اللہ عنہ تھے۔ اگر میں نجاشی کے پاس گیا تو میں اس سے ان کو مانگ لوں گا اور اگر اس نے مجھے ان کو
دے دیا تو میں اس کی گردن مار دوں گا۔ اگر میں نے ایسا کیا تو اس سے قریش خوش ہوں گے۔ جب میں
محمد (مصطفیٰ ﷺ) کے قاصد کو قتل کر دوں گا تو یہ میرے لیے قریش کی طرف سے بدلہ ہوگا۔

تو میں نجاشی کے پاس گیا اور میں نے اسے سجدہ کیا جیسا کہ میں کیا کرتا تھا۔

اس نے کہا اے میرے دوست مرحبا! کیا تم میرے لیے اپنے علاقے سے کوئی ہدیہ لائے ہو؟

میں نے کہا کہ ہاں اے بادشاہ! میں تمہارے لیے بہت سا چمڑا لایا ہوں۔ پھر میں نے ان کو اس
کے سامنے کیا اس نے دیکھ کر تعجب کیا اور اس نے اس میں سے کچھ اپنے بطریقوں کے درمیان تقسیم کیا اور
بقیہ چیزوں کے بارے میں حکم دیا کہ اسے خزانے میں داخل کر دیا جائے۔ جب میں نے اسے بہت خوش
دیکھا تو میں نے کہا کہ اے بادشاہ! میں نے تمہارے پاس سے ایک شخص کو نکلتے دیکھا ہے اور وہ ہمارے
ایسے دشمن کا قاصد ہے جس نے ہمیں اکیلا کر دیا ہے۔ اس نے ہمارے بڑوں کو اور ہمارے اچھے لوگوں کو
قتل کیا ہے۔ لہٰذا تم مجھے اسے عنایت کر دو تا کہ میں اسے قتل کر دوں۔

نجاشی میری بات سن کر غضبناک ہو گیا اور اس نے اپنا ہاتھ اٹھا کر اس زور سے میری ناک پر مارا
کہ میں نے گمان کیا کہ شاید میری ناک ٹوٹ گئی ہے اور میرے نتھنوں سے خون بہنے لگا اور میں اس خون
کو اپنے کپڑے سے پونچھنے لگا اور مجھے اتنی ذلت پہنچی کہ اگر میرے لیے زمین پھٹ جاتی تو میں اس میں سما
جاتا۔ جب خون رک گیا تو میں نے کہا کہ اے بادشاہ! اگر میں جانتا کہ میں نے جو بات کہی ہے تمہیں اتنی

بری لگے گی تو میں ہرگز نہ کہتا اور تم سے اسے نہ مانگتا۔

نجاشی نے کہا کہ اے عمرو! تم مجھ سے اس ہستی مقدس کے قاصد کو مانگتے ہو جس کے پاس ناموس اکبر آتا ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا کرتا تھا۔ تا کہ تم اسے قتل کر دو پھر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس وقت اللہ تعالیٰ نے میرے دل کی اس حالت کو جس پر میں اب تک تھا بدل ڈالا اور میں نے اپنے دل میں کہا کہ اس حق کو عرب اور عجم نے پہچان لیا لیکن تو ابھی تک اس کی مخالفت میں کمربستہ ہے۔ میں نے کہا کہ اے بادشاہ! کیا تم اس کی شہادت دیتے ہو۔

نجاشی نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی ہیں۔ اے عمرو رضی اللہ عنہ اب میرا کہا مان اور تو ان کی اطاعت قبول کر لے۔ خدا کی قسم وہ یقیناً حق پر ہیں اور جس نے بھی ان کی مخالفت کی ہے ضرور وہ ان سب پر غالب ہوں گے۔ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون اور اس کے لشکر پر غالب ہوئے۔

میں نے پوچھا کیا تم اسلام پر ان کی جانب سے میری بیعت قبول کرتے ہو؟ نجاشی نے کہا کہ میں ضرور قبول کروں گا۔ پھر اس نے اپنا ہاتھ پھیلا دیا اور اسلام پر میری بیعت لے لی۔ (اسے ابن اسحاق اور بیہقی رحمہما اللہ ایک اور سند کے ساتھ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔)

﴿ابن سعد، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی حبشہ میں گوشہ نشینی:

حضرت عمرو بن دینار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سر زمین حبشہ پر داخل ہوئے تو وہ گوشہ نشین ہو کر بیٹھ گئے اور اپنے دوستوں کی طرف نکلنا بند کر دیا۔ لوگوں نے پوچھا ان کا کیا حال ہے، وہ باہر کیوں نہیں نکلتے۔ عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حبشیوں کا یہ خیال ہے کہ تمہارے صاحب نبی ہیں۔

﴿بیہقی﴾

حضرت عمرو بن دینار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ آج رات تمہارے پاس ایک شخص ہجرت کر کے آئے گا جو حکیم و دانا ہے چنانچہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ آئے اور اسلام قبول کیا۔

﴿ابن عساکر﴾

وفد دوس کی حاضری کے وقت معجزات کا ظہور

ولید بن مسلم رحمۃ اللہ علیہ منیر بن عبید اللہ دوسی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ام شریک دوسی رضی اللہ عنہا کے شوہر جن کا نام ابوالعکر تھا، مسلمان ہوئے اور وہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور دیگر دوسی لوگوں کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب جس وقت ہجرت کر گئے تو ام شریک رضی اللہ عنہا نے

بیان کیا کہ میرے پاس ابوالعکر کے گھر والے آئے اور انہوں نے کہا کہ تم ان کے دین پر ہو؟

میں نے کہا ہاں! خدا کی قسم میں ان کے دین پر ہوں۔ انہوں نے کہا کہ پھر تو ہم تجھے ضرور شدید عذاب دیں گے۔ پھر وہ مجھے ایسے اونٹ پر سوار کر کے لے چلے جو بہت سست رفتار اور ان کی سواریوں میں سے سب سے زیادہ شریر اور خراب تھا۔ وہ مجھے شہد کے ساتھ روٹی کھانے کو دیتے اور پینے کے لیے پانی کا ایک قطرہ بھی نہ دیتے۔ یہاں تک کہ جب دوپہر اور سخت دھوپ کا وقت ہوتا اور ہم پڑاؤ کرتے تو وہ اتر کر اپنے خیمے نصب کرتے اور مجھے دھوپ میں چھوڑ دیتے۔ یہاں تک کہ میری عقل اور سماعت و بصارت جاتی رہی۔ یہ سلوک انہوں نے میرے ساتھ تین دن کیا۔ پھر تیسرے دن انہوں نے مجھ سے کہا کیا تو اپنے اس دین کو جس پر تو ہے چھوڑتی ہے کیا نہیں۔

ام شریک رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں قطعاً کچھ نہ سمجھی کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں بجز اس کے کہ ایک کلمہ کے بعد دوسرا کلمہ سنائی دیتا تھا۔ گویا میری سمجھ بالکل جاتی رہی تھی۔ اس وقت میں نے اپنی انگلی سے آسمان کی طرف توحید کا اشارہ کیا۔ وہ کہتی ہیں واللہ میں اسی حالت میں تھی اور مجھے انتہائی شدت و تکلیف پہنچ رہی تھی کہ اچانک ٹھنڈا ڈول اپنے سینے پر پایا میں نے اسے تھام کر ایک گھونٹ پیا پھر وہ ڈول مجھ سے جدا ہو گیا اور میں اسے جاتا دیکھتی رہی۔ میں نے دیکھا کہ وہ آسمان و زمین کے درمیان معلق ہے اور وہ میری گرفت سے دور تھا۔ اس کے بعد دوبارہ ڈول میرے پاس آیا اور میں نے اس سے ایک گھونٹ پیا۔ پھر وہ مجھ سے دور ہو گیا اور میں اسے جاتا دیکھتی رہی۔ میں نے دیکھا کہ وہ آسمان و زمین کے درمیان معلق ہے۔ اس کے بعد تیسری مرتبہ وہ ڈول میرے قریب آیا اور میں نے خوب سیر ہو کر پیا اور اس پانی کو اپنے سر، اپنے چہرے اور کپڑوں پر بہا لیا۔

ام شریک رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ اسی وقت وہ لوگ اپنے خیموں سے نکل کے آئے اور انہوں نے مجھے دیکھ کر پوچھا یہ پانی تیرے پاس کہاں سے آیا؟

میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے آیا ہے اور اسی نے مجھے عنایت فرمایا ہے۔ پھر وہ تیزی کے ساتھ اپنے خیموں میں گئے۔ اور اپنی چھاگلوں اور مشکیزوں کو دیکھا، وہ بدستور سربند تھے۔ انہیں کھولا ہی نہ گیا تھا۔ اس پر وہ کہنے لگے ہم گواہی دیتے ہیں کہ بے شک تیرا رب ہی ہمارا رب ہے اور اس جگہ تجھے جو نصیب ہوا ہے۔ یقیناً اسی نے تجھے عنایت فرمایا ہے۔ اب تک جو کچھ تیرے ساتھ ہم نے سلوک کیا، وہ کیا اب ہم اقرار کرتے ہیں کہ اسی نے اسلام کو شروع کیا ہے پھر وہ سب مسلمان ہو گئے اور وہ سب کے سب نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں ہجرت کر کے آ گئے اور وہ لوگ اپنے اوپر میری فضیلت کا اعتراف کرتے تھے چونکہ اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ جو عنایت فرمائی تھی۔

اور یہ ام شریک رضی اللہ عنہا وہی ہیں جس نے اپنے نفس کو نبی کریم ﷺ کے لیے ہبہ کیا تھا اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا تھا کہ جب کوئی عورت اپنے نفس کو کسی مرد پر ہبہ کر دیتی ہے تو اس میں خیر نہیں ہوتی ہے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

"وَامْرَأَةً مُؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ"

﴿سورۃ الاحزاب﴾

ترجمہ: "اور ایمان والی عورت اگر اپنی جان کی نذر کرے"

جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ اے ام شریک رضی اللہ عنہا بیشک اللہ تعالیٰ تمہاری خواہش میں تمہارے لیے ضرور عجلت فرماتا ہے۔

﴿ابن سعد، واقدی﴾

حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا کی ہجرت:

عارم بن فضیل اور حماد بن زید یحییٰ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ حضرت ام شریک دوسی رضی اللہ عنہا نے جب آخری رات میں ہجرت کی تو انہوں نے اپنے سینے پر ایک ڈول پانی کا اور ایک توشہ دان رکھا ہوا پایا انہوں نے اس سے پیا اور کھایا۔ اس کے بعد لوگوں نے اندھیرے میں سفر کے لیے انہیں اٹھایا۔ اس وقت ایک یہودی نے کہا کہ یقیناً میں نے کوئی آواز سنی ہے کیونکہ وہ ایک یہودی کے ساتھ سفر کر رہی تھیں۔ پھر انہوں نے روزہ رکھ لیا۔ اس وقت اس یہودی نے اپنی بیوی سے کہا کہ اگر ام شریک رضی اللہ عنہا کو پانی پلایا تو میں تیرے ساتھ برا برتاؤ کروں گا اور وہ بے آب و طعام رہیں۔ یہاں تک کہ جب وہ عورت انہیں پانی پلانا چاہتی تو وہ کہتیں خدا کی قسم میں ہرگز نہ پیوں گی۔

راوی کا بیان ہے کہ ام شریک رضی اللہ عنہا کے پاس گھی کی ایک کپی تھی۔ اسے جو مانگتا وہ مستعار دیتیں۔ ایک شخص نے اسے خریدنا چاہا۔ ام شریک رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یہ گھی ایسا ہے کہ اس میں تلچھٹ بھی نہیں ہے۔ پھر انہوں نے اس میں پھونک بھری اور دھوپ میں لٹکا دیا اور وہ گھی سے بھر گئی۔

راوی کا بیان ہے کہ لوگ کہا کرتے تھے کہ ام شریک رضی اللہ عنہا کی یہ کپی اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے تھی اور اس حدیث کی متصل سندیں بھی ہیں جو زیادتی طعام وغیرہ کے باب میں آئیں گی۔

﴿ابن سعد﴾

وفد بنی سلیم کی حاضری کے وقت معجزہ نبوی

ہشام بن محمد رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ مجھ کو بنی سلیم کے ایک شخص نے بتایا کہ ہمارے وفد میں ایک شخص جس کا نام قدر بن عمار تھا، وہ نبی کریم ﷺ کے دربار میں مدینہ منورہ حاضر ہوا اور وہ اسلام لایا اور اس نے نبی کریم ﷺ سے وعدہ کیا کہ میں اپنی قوم کے ایک ہزار گھڑ سواروں کو آپ کی خدمت میں لاؤں گا۔ پھر وہ اپنی قوم میں آیا اور نو سو آدمی اس کے ساتھ روانہ ہوئے۔ اور ایک سو آدمیوں کو قبیلہ میں چھوڑ دیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ایک ہزار میں سے بقیہ لوگ کہاں ہیں۔ انہوں نے عرض کیا چونکہ ہمارے

اور بنی کنانہ کے درمیان متنازعہ ہیں۔ اس طرف سے ہم سوار ہمیں کو قبیلہ میں چھوڑ آئے ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ ان کو بھی بلانے کے لیے کسی کو بھیجو کیونکہ اس سال تمہارے لیے کوئی ایسا اندیشہ نہیں ہے۔ جسے تم ناگوار سمجھتے ہو تو انہوں نے انہیں بلانے کسی کو بھیجا اور وہ مقام ہداۃ (جو کہ مکہ و طائف کے درمیان ایک جگہ ہے) میں آکے مل گئے۔ جب انہوں نے گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز سنی تو کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ! دشمن ہم پر چڑھ آئے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا نہیں وہ تمہارے مخالف نہیں ہیں بلکہ تمہارے خیر خواہ ہیں وہ سلیم بن منصور رضی اللہ عنہ ہیں جو آرہے ہیں۔

﴿ابن سعد﴾

نبی کریم ﷺ کی دعا اور دست اقدس کی برکت:

ہشام بن محمد اور جعفر بن کلاب جعفری کو بنی عامر کے شیوخ نے خبر دی ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت زیاد بن عبد اللہ بن مالک رضی اللہ عنہ، نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور نبی کریم ﷺ نے ان کے لیے دعا فرمائی اور ان کے سر پر دست اقدس پھیرا۔ اور دست اقدس کو پھیرتے ہوئے ان کی ناک تک لے آئے۔ بنی ہلال ہمیشہ کہا کرتے تھے کہ ہم زیاد کے چہرے میں برکت کو پہچانا کرتے تھے۔
ایک شاعر نے علی بن زیاد کی مدح میں یہ اشعار کہے ہیں۔

یا ابن الذی مسح الرسول براسه　　ودعا له بالخیر عند المسجد

اعنی زیادا لا ارید سواه　　من غائر او متهم او منجد

مازال ذاک النور فی عرنینه　　حتی تبوا بیته فی ملحد

ترجمہ: "اے اس شخص کے بیٹے جس کے سر پر نبی کریم ﷺ نے اپنا دست اقدس پھیرا اور جس کے لیے مسجد شریف میں دعائے خیر کی۔ میری مراد زیاد ہے اور کوئی نہیں ہے۔ خواہ وہ غور کا ہے یا تہامہ یا نجد کا رہنے والا ہو۔ نبی کریم ﷺ کے دست مبارک کا نور ان کے چہرے میں ہمیشہ رہا یہاں تک کہ وہ زیاد اپنے حقیقی گھر قبر میں جا بسے۔"

﴿ابن سعد﴾

رسولی ختم:

ہشام بن محمد، ولید بن عبد اللہ جعفی رحمۃ اللہ علیہ سے ان کے والد نے ان سے ان کے مشائخ نے حدیث بیان کی۔ ان شیوخ نے کہا کہ جب حضرت ابو سبرہ یزید بن مالک رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کے آئے تو ان کے ساتھ ان کے دونوں بیٹے سبرہ و عزیز تھے۔ ابو سبرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ! میری پشت پر ہتھیلی کی برابر رسولی ہے جو مجھے اپنی سواری کی لگام کھینچنے میں مانع آتی ہے۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے بغیر پیکان کے تیر طلب فرمایا اور اس تیر کو آپ کی رسولی پر مارتے اور پھیرتے رہے یہاں تک کہ وہ رسولی جاتی رہی۔

﴿ابن سعد﴾

یمن والوں میں بہتر شخص:

حضرت جریر بجلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے پوشاک پہنی اور بارگاہ نبوت میں حاضر ہوا نبی کریم ﷺ اس وقت خطبہ فرما رہے تھے تو تمام لوگوں نے نظریں اٹھا کر مجھے دیکھا۔ میں نے اپنے برابر بیٹھے ہوئے شخص سے پوچھا کیا نبی کریم ﷺ نے میرے بارے میں کچھ ذکر فرمایا تھا؟

اس نے کہا کہ ہاں تمہارا ذکر احسن طریقہ سے کیا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے اپنے اس خطبہ کے دوران ارشاد فرمایا کہ عنقریب اس دروازے سے یا اس راستے سے ایک شخص داخل ہوگا جو یمن والوں میں ایک بہتر شخص ہے اور اس کے چہرے پر جیسے فرشتے نے ہاتھ پھیرا ہو۔ (یعنی بہت حسین و خوبصورت ہوگا) اور چند دعائیہ کلمات فرمائے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کیا تم مجھے ذی الخلصہ سے راحت نہ دو گے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں گھوڑے پر جم کر نہیں بیٹھ سکتا۔ میری بات سن کر نبی کریم ﷺ نے میرے سینے پر دست مبارک رکھا اور دعا کی۔ ''اے خدا اسے جما دے اور اسے ہدایت کرنے والا اور ہدایت یافتہ بنا دے۔'' اس کے بعد ذی الخلصہ کی طرف ڈیڑھ سو سواروں کے ساتھ اٹھ گیا اور ہم نے وہاں پہنچ کر اسے جلا ڈالا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

بوتیم رحمۃ اللہ علیہ نے جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں گھوڑے پر جم کر نہیں بیٹھ سکتا تھا۔ میں نے ایک روز نبی کریم ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے اپنا ہاتھ میرے سینے پر رکھا اور میں نے سینے کے اندر اس کی ٹھنڈک محسوس کی۔ پھر آپ نے فرمایا فرمایا: ''اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْهُ وَ اجْعَلْهُ هَادِيًا وَ مَهْدِيًّا'' اس کے بعد میں کبھی اپنے گھوڑے سے نہیں گرا۔

(اس حدیث اور اوپر کی حدیث کی وجہ میں کچھ فرق نہیں ہے)

﴿بخاری، مسلم﴾

وفد قبیلہ بنی طے کی حاضری کے وقت معجزات کا ظہور

زید الخیر کی موت کی پیشین گوئی:

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہ قبیلہ طے کا وفد آیا اس میں زید الخیل رضی اللہ عنہ بھی تھے اور وہ سب مسلمان ہوئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زید الخیل رضی اللہ عنہ کا نام زید الخیر رضی اللہ عنہ رکھا۔ اس کے بعد وہ لوگ اپنی قوم کی طرف واپس چلے گئے۔ اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ

والہ وسلم نے فرمایا۔ زید رضی اللہ عنہ ہرگز مدینہ کے بخار سے خلاصی نہ پائیں گے۔ چنانچہ جب وہ نجد کی سر زمین کے ایک چشمے پر پہنچے تو انہیں بخار چڑھا اور وہیں فوت ہو گئے۔

✿ (ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے ابو عمیر طائی رحمۃ اللہ علیہ سے اس کی مانند روایت کی۔ وابن درید رحمۃ اللہ علیہ نے ''الاخبار المشہورۃ'' میں ابو جحف رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل روایت کی۔)

﴿بیہقی﴾

خوشحال زمانے کی خبر:

عدی بن حاتم طائی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضر تھے کہ ایک شخص آیا اور اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فاقہ کی شکایت کی۔ اتنے میں ایک اور شخص آیا۔ اس نے رہزنی کی شکایت کی۔ اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اے عدی بن حاتم (رضی اللہ عنہ)! اگر تمہاری زندگی دراز ہوئی تو تم دیکھو گے کہ ایک عورت ہودج نشین حیرہ سے چل کر خانہ کعبہ طواف کے لیے آئے گی اور اسے سوائے اللہ رب العزت کے کسی کا خوف و ڈر نہ ہوگا۔ اس وقت میں نے اپنے دل میں سوچا کہ قبیلہ طے کے وہ راہزن کہاں جائیں گے جو شہروں کو لوٹتے ہیں۔

پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر تمہاری زندگی دراز ہوئی تو تم دیکھو گے کہ کسریٰ کے خزانے کھل جائیں گے اور تم انہیں فتح کرو گے۔

میں نے عرض کیا کسریٰ بن ہرمز کے خزانے؟

فرمایا ہاں کسریٰ بن ہرمز کے خزانے اور فرمایا اگر تم زندہ رہے تو تم ضرور دیکھو گے کہ آدمی دونوں ہاتھوں میں سونا چاندی لیے ہوگا اور وہ تلاش کرے گا کہ کوئی اسے قبول کر لے مگر وہ ایسا شخص نہ پائے گا۔

حضرت عدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایسا ہی دیکھا کہ ہودج نشین عورت کوفہ سے روانہ ہوتی ہے اور خانہ کعبہ پہنچ کر اس کا طواف کرتی ہے مگر اسے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا ڈر اور خوف نہیں ہوتا اور میں خود ان لوگوں میں شامل تھا جنہوں نے کسریٰ کے خزانوں کو فتح کیا۔ اب اگر تم لوگ زندہ رہے تو تم تیسری بات کو بھی پورا ہوتا ضرور دیکھو گے۔

﴿بخاری﴾

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یہ تیسری بات حضرت عمر بن العزیز رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں واقع ہوئی پھر انہوں نے عمر بن اسید بن عبد الرحمن بن زید بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اڑھائی سال خلافت کی۔ اور وہ اس وقت تک فوت نہ ہوئے جب تک کہ ہم نے یہ نہ دیکھ لیا کہ ایک شخص بہت زیادہ وافر مال لاتا ہے اور کہتا ہے کہ جہاں فقراء نظر آئیں۔ یہ مال ان میں تقسیم کر دیا جائے۔ ایک آدمی مال لے کر ہر جگہ تلاش کرتا پھرتا ہے مگر اسے کوئی ضرورت مند نہیں ملتا۔ بالآخر وہ مال لے کر واپس آجاتا ہے اور وہ کہتا ہے کہ کوئی شخص ایسا نہیں ملتا جو اس مال کو قبول کرے وہ مالک اپنا مال لے کر واپس لوٹ جاتا ہے۔ بلاشبہ حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں لوگ

بہت تونگر ہو گئے تھے۔ انہوں نے سب کو مال دار کر دیا تھا۔

﴿بیہقی﴾

نبی کریم ﷺ کا اونٹ خریدنا:

حضرت طارق بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم مدینہ منورہ کے لیے روانہ ہوئے اور جب ہم مدینہ منورہ کی چاردیواری کے قریب پہنچے تو ہم نے اتر کر لباس بدلے۔ اچانک ایک شخص دو چادروں میں ملبوس تشریف لایا اور اس نے سلام کیا۔ پوچھا کہاں کا قصد ہے؟

ہم نے کہا کہ ہم مدینہ جانا چاہتے ہیں؟

اس نے پوچھا تمہیں مدینہ میں کیا کام ہے؟

ہم نے کہا کہ ہم مدینہ میں کھجوریں خریدنا چاہتے ہیں تاکہ ہم کھائیں۔ ہمارے ساتھ ایک پردہ نشین عورت تھی اور ایک سرخ دھاری کا اونٹ تھا۔

پھر اس شخص نے پوچھا کیا تم اپنے اس اونٹ کو فروخت کرتے ہو۔

ہم نے کہا کہ اتنی قیمت اور اتنے صاع کھجور کے بدلے فروخت کرتا ہوں جو قیمت ہم نے بتائی تھی اس نے اس میں کوئی کمی نہیں کی اور اونٹ کی نکیل پکڑ کر وہ شخص روانہ ہو گیا۔ جب وہ شخص ہماری آنکھوں سے اوجھل ہو گیا تو ہم نے کہا کہ یہ ہم نے کیا کیا کہ اپنا اونٹ ایسے شخص کے ہاتھ فروخت کیا جسے ہم جانتے تک نہیں ہیں اور نہ ہم نے اس سے قیمت لی ہے۔

اس پر اس عورت نے جو ہمارے ساتھ تھی کہا تم کوئی رنج وغم نہ کرو۔ خدا کی قسم! میں نے اس شخص کا چہرہ دیکھا ہے وہ ہرگز تمہارے ساتھ بدمعاملگی نہ کرے گا۔ میں نے کسی کی صورت چودھویں رات کے چاند کی مانند اس سے زیادہ مشابہ نہیں دیکھی ہے۔ میں اس کی طرف سے تمہارے اونٹ کی قیمت کی ضامن ہوں۔ اسی لمحہ ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ میں نبی کریم ﷺ کا قاصد ہوں اور یہ تمہاری کھجوریں ہیں۔ انہیں کھاؤ اور وزن کرو اور قیمت پوری کرو۔

﴿بیہقی﴾

وفد حضر الموت کی آمد کی اطلاع اور معجزات کا ظہور

حضرت وائل بن حجر ؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب ہمیں نبی کریم ﷺ کے ظہور کی خبر پہنچی تو میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا۔ اس وقت مجھے آپ کے صحابہ نے بتایا کہ تمہارے آنے سے تین دن پہلے نبی کریم ﷺ نے تمہارے آنے کی ہمیں خبر دے دی تھی۔

﴿تاریخ بخاری﴾

زہری، عکرمہ اور عاصم بن عمرو بن قتادہ رحمہم اللہ وغیرہم سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم

ﷺ کی خدمت میں حضرموت کا وفد آیا اور وہ مسلمان ہوئے۔ حضرت مخرس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میری زبان کی لکنت دور کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے تو نبی کریم ﷺ نے ان کیلئے دعا کی۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے جو حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے فرزندوں میں سے ہیں۔ حدیث بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ مخرس بن معدیکرب رضی اللہ عنہ کا وفد آیا اور ان کے ساتھ اور بھی لوگ تھے جو نبی کریم ﷺ کے پاس سفارت میں آئے تھے۔ جب وہ نبی کریم ﷺ کے پاس سے روانہ ہو گئے تو مخرس رضی اللہ عنہ کو لقوہ ہو گیا تو ان میں سے چند اشخاص واپس آئے اور انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! عرب کے سردار کو لقوے نے مارا ہے تو ہمیں اس کے لیے کوئی دوا بتایئے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سوئی کو لے کر اسے آگ میں سرخ کرو اور اسے آنکھ کے پپوٹے پر پھیرو۔ اس میں اس کی شفا ہے اور اسی کی طرف اس کا لوٹنا ہے اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ تم نے میرے پاس سے جانے کے بعد کیا کہا ہے۔ چنانچہ ان لوگوں نے ایسا ہی کیا اور وہ ٹھیک ہو گئے۔

﴿ابن ہشام﴾

کلیب بن اسد کے بارگاہ نبوی میں تعتیہ اشعار:

ہشام بن محمد رحمۃ اللہ علیہ نے خبر دی کہ ان سے عمرو بن مہاجر کندی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کے پاس حضرالموت سے کلیب بن اسد آئے حاضر ہوتے وقت یہ اشعار کہے۔

من وفر برھوت تھوی بی غذا فرۃ	الیک یا خیر من یحفی وینتعل
شھرین اعملھا نصا علی وجل	ارجوبذاک ثواب اللہ یا رجل
انت النبی الذی کنا نخبرہ	وبشرتنا بک التوراۃ والرسل

ترجمہ: ''اے وہ نبی ﷺ جو برہنہ رہنے اور جوتے پہننے والوں میں بہتر ہے۔ آپ کی طرف برہوت سے جو حضرموت کا جنگل ہے، مجھے لا رہی ہے۔ میں دو مہینوں میں خوفناک راستوں سے گزر کر تیز رفتاری سے اے نبی حاضر ہو رہا ہوں۔ اور میں اس کے ثواب کی اللہ تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں۔ آپ وہ نبی ہیں جن کی خبر ہمیں لوگ دیا کرتے تھے۔ اور آپ کی بشارت توریت اور رسولوں نے ہمیں دی ہے۔''

﴿ابن سعد﴾

بنواشعر کی آمد کی اطلاع اور معجزات کا ظہور:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تمہارے پاس ایسے لوگ آ رہے ہیں جو تم سے زیادہ نرم دل ہیں پھر اشعری آئے اور ان میں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ تھے۔

﴿ابن سعد، بیہقی﴾

عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ہم سے معمر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ نبی کریم ﷺ

اپنے صحابہ میں ایک دن تشریف فرما تھے۔ آپ نے فرمایا اے خدا کشتی والوں کو نجات دے۔ پھر کچھ دیر بعد فرمایا اب کشتی گرداب سے نکل گئی ہے پھر جب وہ کشتی والے مدینہ کے قریب پہنچے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ وہ لوگ آ رہے ہیں اور ان کو ایک مرد صالح لا رہا ہے۔

راوی نے کہا کہ وہ لوگ جو کشتی میں تھے وہ اشعری تھے اور جو ان کو لا رہا تھا وہ عمرو بن الحمق خزاعی رضی اللہ عنہ تھے۔ جب وہ لوگ حاضر ہوئے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم لوگ کہاں سے آئے ہو؟ انہوں نے کہا کہ زبید سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ اللہ زبید میں برکت دے۔ لوگوں نے عرض کیا۔ رمع میں بھی برکت ہو۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ زبید میں برکت دے۔ انہوں نے کہا کہ رمع میں برکت ہو۔ نبی کریم ﷺ نے تیسری مرتبہ میں فرمایا رمع میں بھی برکت دے۔

(اسے بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی روایت کیا۔)

عیاض اشعری سے آیت کریمہ۔

"فَسَوْفَ يَأْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَ يُحِبُّوْنَهٗ"

ترجمہ: "عنقریب اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو لائے گا جنہیں اللہ تعالیٰ محبوب رکھتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کو محبوب رکھتے ہیں۔"

کی تفسیر میں روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا وہ لوگ یہی ہیں یعنی ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ وغیرہ۔

﴿ابن سعد﴾

نبی کریم ﷺ حضرت سلیمان علیہ السلام سے افضل ہیں

حضرت عبد الرحمٰن بن ابی عقیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ایک وفد میں شامل ہو کر روانہ ہوا۔ جب ہم پہنچے تو ہم نے دروازے کو دستک دی۔ اس وقت ہماری حالت یہ تھی کہ جس کے پاس ہم آئے تھے۔ ہمارے نزدیک اس سے زیادہ بغض وغصہ کسی شخص پر نہ تھا اور جب ہم وہاں سے نکلے تو ہماری یہ حالت ہو گئی تھی کہ ہمارے نزدیک اس شخص سے زیادہ محبوب لوگوں میں کوئی دوسرا نہ تھا۔

راوی نے بیان کیا کہ ہم میں سے ایک کہنے والے نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ! آپ اپنے رب تعالیٰ سے اس فرشتے کو کیوں نہیں مانگتے جو حضرت سلیمان علیہ السلام کا فرشتہ تھا۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے تبسم فرمایا۔ پھر فرمایا ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تمہارا یہ آقا حضرت سلیمان علیہ السلام سے افضل ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو ایک خاص دعا سے سرفراز فرمایا۔ ان انبیاء میں سے کچھ تو وہ ہیں جنہوں نے دنیا میں دعا مانگ لی اور انہیں وہ دعا دنیا ہی میں دے دی گئی اور کچھ نبی ایسے ہیں جب ان کی قوم نے ان کی نافرمانی

کی تو انہوں نے اس دعا کو ان کی ہلاکت پر صرف کر دیا اور وہ ان کی دعا پر ہلاک کر دیے گئے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بھی ایک دعا کے ساتھ مخصوص فرمایا ہے اور میں نے اپنی اس دعا کو روز قیامت اپنے رب کی بارگاہ میں اپنی امت کی شفاعت کے لیے ذخیرہ رکھا ہے۔

﴿بیہقی﴾

بارگاہ نبوت میں ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ کی حاضری:

حضرت جعد بن عبدالرحمٰن بن ماعز رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ماعز رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے ایک تحریر لکھی کہ "ماعز (رضی اللہ عنہ) اپنی قوم میں سب سے آخر میں اسلام لائے اور ان پر کوئی گناہ نہ کرے گا مگر ماعز کا اپنا ہاتھ اور اس پر انہوں نے بیعت کی۔

﴿بیہقی﴾

مزینہ کے وفد کی آمد اور کھجوروں میں برکت:

حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں چار سو مزینہ جہینہ کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے ہم کو اپنے دین کی دعوت دی۔ پھر فرمایا اے عمر رضی اللہ عنہ! ان کو زاد راہ دو۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میرے پاس بہت تھوڑی کھجوریں ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جاؤ انہیں زاد راہ دو تو انہوں نے بالا خانے کا کمرہ کھولا۔ میں نے دیکھا کھجوروں کا اتنا ڈھیر تھا جتنا بیٹھا ہوا اونٹ ہوتا ہے پھر انہوں نے ہم چار سو سواروں کو اس میں سے زاد راہ دیا۔ حضرت نعمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سب سے آخر میں لینے والا میں تھا۔ اس وقت جب میں نے اس ڈھیر کی طرف نظر ڈالی تو وہ ڈھیر اتنا ہی تھا۔ گویا اس میں کی ایک کھجور بھی ہم نے کم ہوئی نہ دیکھی۔

﴿احمد، طبرانی، بیہقی﴾

حضرت دکین بن سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم چار سو سوار بارگاہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور ہم نے راستے میں کھانے کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے استدعا کی۔ آپ نے فرمایا اے عمر (رضی اللہ عنہ) جاؤ انہیں راستے کا توشہ دو اور انہیں کھلاؤ۔ اس پر انہوں نے عرض کیا۔

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے پاس اس سے زیادہ کھجوریں نہیں ہیں کہ میں اپنے گھر والوں کو کھلا سکوں اس وقت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے عمر رضی اللہ عنہ! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم سنو اور اس کی اطاعت کرو۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں سمع و طاعت کرتا ہوں پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ روانہ ہوئے اور گھر کے بالا خانے پر آئے اور لوگوں سے فرمایا۔ آ کے لے لو۔ تو ان میں سے ہر ایک نے جتنا چاہا اس میں سے لے لیا۔ اس کے بعد میں اس طرف چلا اور میں ان لوگوں میں سے لینے والا آخری شخص تھا۔ میں نے دیکھا کہ اس ڈھیر میں سے گویا ایک کھجور بھی کم نہ ہوئی تھی۔

﴿احمد، طبرانی، ابونعیم﴾

وفد بنی تمیم اور اعجاز نبوی:

الرشاطی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ قیس بن سلمہ بنی تمیم کے وفد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور انہوں نے اسلام قبول کیا۔ جب وہ لوگ اپنی قوم کی طرف واپس ہونے لگے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم دیا کہ وہ اپنی قوم کو دعوت اسلام دیں اور اپنی قوم کی طرف واپس ہونے لگے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لعاب دہن اقدس یا کلی کا پانی ڈالا تھا۔

اور فرمایا اسے بنی تمیم کے پاس لے جاؤ اور مشکیزہ کے پانی کو اپنی مسجد میں چھڑک دو۔ اس وقت اپنے سروں کو اونچا رکھنا چاہیے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اونچا کیا ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ ان لوگوں میں سے نہ تو کسی نے مسیلمہ کذاب کی پیروی کی اور نہ ان میں سے کوئی بھی خارجی بنا۔

بارگاہ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم میں وفد شیبان کی حاضری:

قیلہ بنت مخرمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں شیبان کے وفد کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دست مبارک سے احتبا (یعنی سرین پہ بیٹھ کر گھٹنے کھڑے رکھے ہوئے) کیے تشریف فرما تھے۔ جب میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نشست میں خشوع کی حالت میں دیکھا تو میرا جوڑ جوڑ لرزنے اور کانپنے لگا۔ اس وقت کسی صحابی نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ مسکینہ عورت کانپ رہی ہے۔

اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور آپ نے مجھے دیکھا نہ تھا چونکہ میں آپ کے پس پشت تھی۔ یامسکینۃ علیک السکینۃ اے مسکینہ! اپنے آپ کو قابو میں رکھ۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تو میری وہ کیفیت فوراً جاتی رہی اور میرے دل سے رعب و خوف نکل گیا۔

﴿ابن سعد﴾

زمل عذری رضی اللہ عنہ کا مسلمان ہونا:

مدرج بن مقداد بن زمل بن عمرو عذری رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حضرت زمل بن عمرو عذری رضی اللہ عنہ کا وفد حاضر ہوا اور اس نے اپنے بت سے جو سنا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ جن مسلمان تھا۔ یہ بات سن کر زمل مسلمان ہو گیا۔

﴿ابو سعد شرف المصطفیٰ، طبقات ابن سعد﴾

حضرت زمل بن عمرو عذری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ قبیلہ عذرہ کا ایک بت تھا جس کا نام حمام تھا۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہوا تو ہم نے اس بت سے ایک آواز سنی۔ وہ کہتا تھا:

یابنی هند بن حرام، ظهر الحق و اودی الحمام، و دفع الشرک الاسلام

راوی نے کہا کہ یہ آواز سن کر ہم گھبرا گئے اور ہم پر خوف طاری ہو گیا۔ اس کے کچھ عرصہ بعد پھر

ہم نے یہ آواز سنی، وہ کہہ رہا تھا

یا جارنا یا طارق، بعث النبی الصادق، بوحی ناطق صدع صادع بارض تهامة،
لناصریه السلامة، و لخاذلیه الندامة، وهو الوداع منی الی یوم القیامة

اس کے بعد جنت کے ایک ٹکڑے نے پکارا۔ ذباب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اس کے بعد میں نے اپنی قوم کے چند آدمیوں کے ساتھ سفر کیا اور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے اسلام قبول کر کے اس بت سے جو سنا تھا۔ نبی کریم ﷺ سے بیان کیا، آپ نے فرمایا: وہ جن کا کلام تھا۔

﴿ابن سعد﴾

وفد نجران کی آمد پر معجزہ نبوی

حضرت کرز بن علقمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ نجران کے نصاریٰ کا وفد ساٹھ افراد پر مشتمل نبی کریم ﷺ کے پاس آیا۔ ان میں ابو حارثہ بن علقمہ نصاریٰ کا عالم بھی تھا۔ یہ ان کا پیشوا تھا۔ شاہان روم اس کی عزت کرتے اور اسے مال کثیر دیتے تھے۔ اس کی خدمت کرتے اور اس کو گرجے بنا کر دیتے تھے اور جب وہ ان کے پاس جاتا تو وہ اس کا بہت احترام کرتے چونکہ وہ ان کے دین میں خوب مہارت و اجتہاد رکھتا تھا۔ جب نصاریٰ نے اسے نبی کریم ﷺ کی طرف بھیجا تو ابو حارثہ اپنے خچر پر سوار ہوا اور اس کا بھائی کرز بن علقمہ اس کے ساتھ سفر میں چلا۔ جب ابو حارثہ کے خچر نے ٹھوکر کھائی تو کرز نے نبی کریم ﷺ کو بددعا دی۔ اس پر ابو حارثہ نے اس سے کہا کہ تجھی کو بددعا لگے اور تو ہلاک ہو۔ کرز نے کہا اے بھائی کس لیے؟

ابو حارثہ نے کہا کہ یہ وہی نبی ہیں جن کی تشریف آوری کا ہم سب انتظار کر رہے تھے۔ حضرت کرز رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ اگر تم یہ جانتے ہو تو قبول اسلام میں تمہارے لیے کیا چیز مانع ہے؟

ابو حارثہ نے کہا کہ وہ چیز جو نصاریٰ ہمارے ساتھ کرتے ہیں۔ نصاریٰ ہمارا اعزاز کرتے ہیں اور ہمیں مال کثیر دیتے ہیں اور ہماری تعظیم و تکریم کرتے ہیں۔ اب نصاریٰ نے ان کا انکار کیا۔ اور ان کے خلاف روش اختیار کر رکھی ہے۔ اس صورت میں اگر ہم ان کی اطاعت کریں تو جو کچھ انہوں نے ہمیں دیا وہ سب ہم سے چھین لیں گے۔ کرز نے اپنے بھائی کی یہ تمام باتیں دل میں محفوظ کر لیں یہاں تک کہ اس کے بعد اس نے اسلام قبول کر لیا۔

﴿ابن سعد، طبرانی اوسط، بیہقی﴾

✿ اس روایت کو ابن سعد نے ایک دوسری سند کے ساتھ نقل کیا ہے اور اس میں اتنا زیادہ ہے کہ جب خچر نے ٹھوکر کھائی تو کہا: ایسے شخص کو برا کہتا ہے جو رسولوں میں سے ہے اور وہ نبی ہے جس کی بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی ہے۔ وہ وہ نبی ہے جس کی صفت ہم توریت میں پاتے ہیں۔

حضرت کرز رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر تمہیں اس کا دین قبول کر لینے میں کون سی چیز مانع ہے؟
اس نے کہا کہ ہمارے ساتھ ان نصاریٰ کے احسانات و اعزاز و اکرام۔ اور آخر تک روایت بیان کی۔
پس کرز کے بھائی نے قسم کھائی کہ وہ اپنے سر کے بالوں کو درست نہ کرے گا۔ جب تک کہ مدینہ منورہ پہنچ
کر آپ پر ایمان نہ لائے اور اسے بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی بطریق سعید بن عمر رحمۃ اللہ علیہ انہوں نے اپنے والد
سے انہوں نے ان کے دادا سے روایت کی ہے۔ درمیان میں وہ حدیث طویل ہے اور اسے ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ
نے بطریق محمد بن منکدر رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سے انہوں نے ان کے دادا سے اس کی مثل روایت کی ہے۔
﴿ابن اسحاق، طبرانی اوسط، بیہقی﴾

حضور نبی کریم ﷺ کا عزم ملاعنت:

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید اور عاقب دونوں نبی کریم ﷺ کے پاس
آئے۔ نبی کریم ﷺ نے ان کے ساتھ ملاعنہ (لعنت) کا ارادہ فرمایا۔ پس ان دونوں میں سے ایک نے
دوسرے سے کہا کہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ ملاعنت نہ کرو۔ خدا کی قسم! اگر حضور نبی ہوئے تو نبی کی
ملاعنت ہمیں فلاح نہ دے گی اور اس کے بعد ہماری نسل ہی فنا ہو جائے گی۔ ان لوگوں نے عرض کیا۔
آپ جو چاہیں گے ہم آپ کو دیں گے۔
﴿بخاری﴾

پہلے لوگ انبیاء و صلحاء کے ناموں پر نام رکھتے تھے:

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے نجران کی
طرف بھیجا۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں بتاؤ کہ تم لوگ "یا اخت ھارون" کیا پڑھتے ہو، حالانکہ حضرت موسیٰ
علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان جتنا فاصلہ گزرا ہے تم جانتے ہی ہو؟ جب میں نبی کریم ﷺ کے
دربار میں واپس آیا تو میں نے ان کی بات عرض کی۔ آپ نے فرمایا تم نے کیوں نہ بتا دیا کہ پہلے لوگ
اپنے پہلے انبیاء و صلحاء کے ناموں پر اپنا نام رکھتے ہیں۔
﴿مسلم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نجران کا وفد آیا تو مباہلہ کی آیت کریمہ نازل ہوئی۔
اس پر انہوں نے تین دن کی مہلت مانگی اور وہ لوگ بنی قریظہ اور بنی نضیر کے یہود کے پاس گئے اور ان
سے مشورہ لیا۔ انہوں نے مشورہ دیا کہ ان سے صلح کر لو اور ملاعنہ نہ کرو کیونکہ یہ وہی نبی ہیں جن کی
صفت ہم توریت و انجیل میں پاتے ہیں تو انہوں نے دو ہزار پوشاک پر صلح کر لی۔
﴿ابو نعیم﴾

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم سے نبی کریم ﷺ نے ذکر فرمایا۔ آپ
نے فرمایا نجران کی ہلاکت کی بشارت دینے والا میرے پاس آ چکا تھا یہاں تک کہ درخت کے پرندے اور
درخت کی چڑیاں شجرہ سے گرنے والی تھیں۔ اگر وہ ملاعنہ پر اصرار کرتے۔ وہ سب ہلاک ہو جاتے۔
﴿ابو نعیم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ابوجہل نے کہا کہ اگر میں نے محمد ﷺ کو کعبہ کے پاس نماز پڑھتے دیکھا تو میں ضرور ان کی گردن کچل دوں گا۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر وہ ایسا کرتا تو ظاہر طور پر فرشتے اسے پکڑ لیتے اور اگر یہود موت کی تمنا کرتے تو وہ یقیناً سب مرجاتے اور اگر نصاریٰ نبی کریم ﷺ سے مباہلہ کرنے نکلتے تو جب وہ لوٹتے تو یقیناً نہ وہ مال پاتے نہ اولاد پاتے۔
﴿احمد، ابونعیم﴾

سند مجہول، قیس بن ربیع رحمۃ اللہ علیہ شمردل بن قباث کعبی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں چونکہ وہ نجران کے وفد میں شامل تھا۔ اس نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ میں طبابت کا پیشہ کرتا ہوں تو میرے لیے کیا چیز حلال ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ رگوں کی فصد اور ناگزیر حالات میں پر نشتر سے جراحت حلال ہے اور دوا میں شبرم کو استعمال نہ کرنا اور سنا مطب میں لازم کر لینا اور کسی کا علاج نہ کرنا۔ جب تک کہ اس کے مرض کو نہ پہچان لو۔

اس نے نبی کریم ﷺ کے دونوں گھٹنوں کو بوسہ دے کر عرض کیا۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ آپ طب کو مجھ سے زیادہ جانتے ہیں۔
﴿خطیب المتفق والمفترق﴾

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے زمانہ اقدس میں گھوڑے پر سواری کی تو ان کی عبا کے نیچے سے ان کی ران کھل گئی۔ نجران کے ایک شخص نے ان کی ران میں ایک تل دیکھا۔ اسے دیکھ کر اس نصرانی نے کہا کہ یہ وہی شخص ہے جس کی صفت اپنی کتابوں میں پاتے ہیں کہ وہ ہمیں ہمارے گھروں سے نکالے گا۔
﴿ابن ابی الدنیا، ابن عساکر﴾

وفد جرش کی آمد اور ان کی شہادت کی خبریں

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ بنی اسد کے وفد میں حضرت صرد بن عبد اللہ اسدی رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے اسلام قبول کیا تو نبی کریم ﷺ نے ان کو ان کی قوم کے مسلمانوں پر امیر مقرر فرمایا اور انہیں حکم دیا کہ ان مسلمانوں کے ساتھ ان مشرکوں سے جہاد کرو جو تمہارے قرب وجوار میں ہیں تو وہ روانہ ہوئے۔ یہاں تک کہ جرش میں اترے اور تقریباً ایک ماہ تک ان کا محاصرہ کیا۔ اس کے بعد وہ ان سے منہ پھیر کر چل دیئے۔ یہاں تک کہ جب وہ ان کے پہاڑ شکر تک پہنچے تو اہل جرش نے گمان کیا کہ یہ لوگ شکست کھا کر بھاگ نکلے ہیں تو اہل جرش ان کے تعاقب میں نکل کھڑے ہوئے۔ یہاں تک کہ جب صرد اور ان کے ساتھی مسلمانوں نے ان کو پالیا تو وہ ان پر پلٹ پڑے اور خوب شدید جنگ کی اور اہل جرش نے اپنے دو آدمیوں کو نبی کریم ﷺ کی خدمت میں مدینہ منورہ بھیج رکھا تھا۔ وہ گھبراتے ہوئے اور خوفزدہ

اِدھر اُدھر دیکھتے آئے۔ اس وقت نبی کریم ﷺ افطار کے بعد رات کا طعام ملاحظہ فرما رہے تھے۔
نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کس علاقے میں کشر ہے؟ ان دونوں جرشیوں نے کہا کہ ہمارے علاقے میں کشر نام کا ایک پہاڑ ہے۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: وہ پہاڑ کشر نہیں ہے بلکہ شکر ہے۔ ان دونوں نے پوچھا اس کا کیا ہوا؟

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی قربانی کے اونٹ اس پہاڑ کے نزدیک اس وقت ذبح کیے جا رہے ہیں۔ یہ دونوں جرشی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر بیٹھ گئے اور ان دونوں کو فرمایا تمہاری قوم کے مارے جانے کی خبر بتا رہے ہیں اور تم بیٹھے ہی نہیں لہٰذا تم اٹھو اور نبی کریم ﷺ سے استدعا کرو کہ وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں تا کہ تمہاری قوم سے خدا کا عذاب دور ہو تو وہ دونوں اٹھے اور نبی کریم ﷺ کے قریب آ کر نبی کریم ﷺ سے اس کی استدعا کرنے لگے۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

اے خدا! ان لوگوں سے اپنا عذاب دور کر دے۔ اس کے بعد وہ دونوں نبی کریم ﷺ کے دربار سے اٹھ کر اپنی قوم کی طرف روانہ ہو گئے۔ انہوں نے اپنی قوم کو اس حال میں پایا جو صرد بن عبداللہ کے ہاتھ سے انہیں اس دن پہنچا تھا اور یہ وہی دن تھا جس دن نبی کریم ﷺ نے مدینہ میں فرمایا تھا اور اسی گھڑی یہ جنگ وقتال واقع ہوا جس گھڑی نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بیان فرمایا تھا۔ اس کے بعد جرش کے لوگ وفد لے کر آئے اور مسلمان ہوئے۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

دیگر وفود کی حاضری پر معجزات کا ظہور

حضرت معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور جب میں آپ کے حضور پہنچا تو آپ نے فرمایا۔ سنو! میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ وہ تم پر ایسی قحط سالی مسلط کر کے میری مدد فرمائے جس سے تم پناہ مانگنے لگو اور تمہارے دلوں میں خدا کا خوف پیدا ہو جائے۔

اس پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں ہاتھوں کا اشارہ کر کے کہا کہ میں نے بھی ایسی ایسی قسم اٹھا رکھی تھی کہ نہ میں آپ پر ایمان لاؤں گا اور نہ آپ کا اتباع کروں گا اور قحط سالی مجھے برابر اذیت پہنچاتی رہی اور میرے دل میں برابر رعب وخوف طاری رہا۔ یہاں تک کہ اب میں آپ کے حضور آ کے کھڑا ہو گیا۔

﴿بیہقی﴾

اسلام قبول کرنے پر سولی چڑھا دیے گئے:

حضرت زامل بن عمرو جذامی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت فروہ بن عمرو جذامی رضی اللہ عنہ، سرزمین بلقاء میں عمان پر روم کی جانب سے حاکم مقرر تھا اور اس نے اسلام قبول کر کے نبی

کریم ﷺ کو اپنے اسلام کی خبر خط کے ذریعہ بھیج دی تھی۔ جب شاہ روم کو فروہ کے مسلمان ہونے کی اطلاع ملی تو اس نے اس کو بلا کر کہا کہ تو اپنے دین سے پھر جا ہم تجھے حکومت دے دیں گے۔

اس نے کہا کہ ہم دین محمدی کو ہرگز نہ چھوڑیں گے چونکہ تم خوب جانتے ہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان کی بشارت دی ہے لیکن تم اپنی حکومت پر گھمنڈ رکھتے ہو اور بخل برتتے ہو۔ اس پر اس نے اس کو قید کر لیا۔ اس کے بعد اسے نکال کر قتل کر دیا اور سولی پر چڑھا دیا۔

{ابن سعد}

دعائے نبوی کی برکت سے چھ دن بارش:

حضرت ابو وجزہ یزید بن عبید السعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ ۹ ہجری میں غزوۂ تبوک سے واپس تشریف لائے تو بنی فزارہ کے اتنے آدمیوں کا وفد آیا۔ ان میں سے ایک نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ہمارے شہر قحط میں گھرے ہیں۔ ہمارے مویشی مر رہے ہیں۔ ہمارے باغات خشک ہو گئے اور گھر والے جا رہے ہیں۔ آپ ہمارے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے تو نبی کریم ﷺ منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور دعا کی کہ:

اے اللہ! اپنے شہروں کو سیراب کر، اپنے جانوروں کو پانی دے۔ اپنی رحمت پھیلا دے۔ مردہ زمینوں کو زندہ کر دے۔ اے اللہ! سرسبز شاداب، پھیلے ہوئے بعد گھرے، واسع وعاجل، غیر آجل نفع دینے والی نقصان سے پاک بارش برسا دے۔ اے اللہ! رحمت کی سیرابی سے سیراب کر، عذاب، ویرانی اور غرق ومحق کی بارش نہ ہو۔ اے اللہ! مدد کے ساتھ بارش برسا ہمیں دشمنوں پر مدد دے۔" اس پر حضرت ابولبابہ ابن عبد المنذر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا: یا رسول اللہ ﷺ! کھجوریں کھلیان (یعنی خشک کرنے کی جگہ پر ہیں) میں ہیں (انہیں نقصان نہ پہنچے۔) نبی کریم ﷺ نے دعا کی: اے اللہ! ہمیں سیراب کر، یہاں تک کہ حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ اس حال میں برہنہ کھڑے ہوئے کہ وہ اپنے تہبند کو خرمن کی نالیوں میں ٹھونسنے لگے۔ (تاکہ کھجوریں گیلی نہ ہوں) اور بارش برسنے لگی اور چھ دن تک لوگوں نے آسمان کو نہ دیکھا۔

حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے وہ اپنے تہبند کو خرمن کی نالیوں میں ٹھونسے ہوئے تھے۔ عرض کرنے لگے: یا رسول اللہ ﷺ! اموال ہلاک ہو گئے اور راستے منقطع ہو گئے۔

- نبی کریم ﷺ منبر پر تشریف لائے اور دعا کی:

"اللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا، اللّٰهُمَّ عَلَى الْآكَامِ وَالظِّرَابِ وَبُطُونِ الْأَوْدِيَةِ وَ
مَنَابِتِ الشَّجَرِ"

ترجمہ: "اے اللہ! ہمارے شہر کے چاروں طرف برسے ہم پر نہ برسے۔ اے خدا ٹیلوں، نالوں، وادیوں اور درختوں کی جڑوں پر برسے تو مدینہ منورہ سے آسمان اس طرح چھٹ گیا جیسے پھٹ جاتا ہے۔"

{ابن سعد، بیہقی}

حضرت کعب بن مرہ رضی اللہ عنہ کی بارگاہ نبوت ﷺ میں حاضری:

حضرت کعب بن مرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے مضر کی قوم پر بددعا کی تو میں آپ کے پاس آیا اور عرض کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کی مدد فرمائی اور آپ کو عطا فرمایا اور آپ کی دعا قبول کی۔ بلاشبہ آپ کی قوم ہلاک ہوگئی۔ اب ان کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے تو آپ نے یہ دعا کی کہ

''اَللّٰھُمَّ اسْقِنَا غَیْثًا، مَّرِیْعًا، طَبَقًا غَدَقًا عَاجِلاً غَیْرَ رَائِثٍ نَافِعًا غَیْرَ ضَارٍّ''

حضرت کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم پر دوسرا جمعہ نہ گزرا کہ ہمارے لیے بارش ہوگئی۔

﴿ابونعیم﴾

✿ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مضر کے کچھ لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور انہوں نے استدعا کی کہ اللہ تعالیٰ سے بارش کی دعا کیجئے تو نبی کریم ﷺ نے یہ دعا کی:

''اللھم اسقنا غیثا مغیثا ھنیئا مریعا غدقا طبقا نافعا غیر ضار غیر رائث''

تو ان پر مسلسل بارش ہوئی، یہاں تک کہ سات دن تک بارش ہوتی رہی۔

﴿ابونعیم﴾

وفد مرہ بن قیس کی بارگاہ سرور کونین ﷺ میں حاضری اور دعائے نبوی:

واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مجھ سے عبدالرحمن بن ابراہیم مری رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے ان کے راویوں نے حدیث بیان کی۔ ان سب نے کہا کہ بنی مرہ کا وفد نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آیا۔ جب کہ حضور نبی کریم ﷺ ہجری میں غزوہ تبوک سے واپس تشریف لائے۔ نبی کریم ﷺ نے دریافت فرمایا تمہارے علاقہ کا کیا حال ہے؟ ان لوگوں نے کہا کہ خدا کی قسم ہم لوگ قحط زدہ ہیں۔ اموال میں کوئی نہیں ہے۔ آپ ہمارے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے دعا کی۔ ''اللھم اسقھم الغیث'' وہ لوگ اپنے علاقہ کی جانب جب واپس گئے تو انہوں نے پایا کہ خاص اسی دن بارش ہوئی۔ جس دن نبی کریم ﷺ نے ان کے لیے دعا فرمائی تھی۔ اس کے بعد وہ لوگ اس وقت آئے جب نبی کریم ﷺ حجۃ الوداع کی تیاری میں مشغول تھے۔

انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! جب ہم اپنے علاقے میں پہنچے تو ہم نے اسی دن بارش کو برستا پایا۔ جس دن آپ نے مدینہ منورہ میں دعا مانگی تھی جس سے ہماری کھیتیاں سرسبز شاداب ہوگئیں اور ان پر ہر پندرہ دن کے بعد خوب بارش ہوتی ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے اونٹ بیٹھ کر چرتے ہیں اور ہماری بکریاں ہمارے گھروں میں ہی خوب سیر ہو جاتی ہیں۔ اب وہ جاتی ہیں اور پھر پھرا کر ہمارے گھر واپس آجاتی ہیں۔

✿ یہ سن کر نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھُوَ صَنَعَ ذَالِکَ''

﴿ابن سعد، ابونعیم﴾

بادشاہِ یمن حارث بن عبد کلال حمیری رضی اللہ عنہ بارگاہِ نبوت میں:

حضرت حارث بن عبد کلال حمیری رضی اللہ عنہ یمن کے بادشاہوں میں سے تھے۔ وہ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں آئے۔ مدینہ طیبہ میں ان کے داخل ہونے سے پہلے نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ اس راستے سے ایک شخص تمہارے پاس آنے والا ہے جو کریم الجدین اور صبیح الخدین (اعلیٰ نسب اور خوبصورت رخسارہ والا ہے۔ پھر حارث رضی اللہ عنہ آئے اور اسلام لائے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان سے معانقہ کیا اور ان کے لیے اپنی چادر مبارک بچھائی۔

﴿ہدائق انساب﴾

وفد بنی البکاء بارگاہِ نبوت میں اور ان کیلئے خیر و برکت کی دعا:

جعد بن عبد اللہ بکائی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ بنی البکاء کا وفد نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں ۹ ہجری میں آیا۔ یہ تین افراد تھے۔ معاویہ بن ثور اور ان کے بیٹے بشر اور فجیع بن عبد اللہ اور ان کے ساتھ عمرو غلام تھے۔

حضرت معاویہ بن ثور رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں آپ کے لمس کی برکت چاہتا ہوں۔ آپ میرے بیٹے بشر کے چہرے پر دست اقدس پھیر دیجئے تو نبی کریم ﷺ نے بشر رضی اللہ عنہ کے چہرے پر دست مبارک پھیرا اور انہیں خاکستری بھیڑیں، عطا فرمائیں اور ان پر دعائے برکت فرمائی:

حضرت جعد رضی اللہ عنہ راوی نے کہا کہ بنی البکاء پر اکثر قحط سالی ہوتی تھی لیکن ان کو قحط سالی کی کوئی مصیبت نہ ہوتی تھی۔ محمد بن بشر بن معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس سلسلے میں کہا:

وابی الذی مسح الرسول براسہ   ودعا لہ بالخیر والبرکات
اعطاہ احمد اذا اتاہ اعنزا   عضرا نواجل لسن باللجبات
یملان وفد الحی کل عشیۃ   ویعود ذاک الملاء بالغدوات
بورکن من منح وبورک مانحا   وعلیہ منی ماحییت صلاتی

ترجمہ: ”میرا باپ وہ ہے جس کے سر پر نبی کریم ﷺ نے دست مبارک پھیر کر ان کے لیے خیر و برکت کی دعا کی اور نبی کریم ﷺ نے ان کو خاکستری رنگ کی بھیڑیں عطا فرمائیں جو کم دودھ والی نہ تھیں۔ جب وہ آتے وہ بھیڑیں قبیلہ میں آنے والوں کے برتن کو رات والی تھیں اور برکت دینے والا کتنا بابرکت تھا۔ اس کے اوپر میری طرف سے جب تک میں زندہ ہوں میرا درود و سلام ہو۔“

﴿ابن سعد، ابن شاہین، وعابت الدلائل﴾

دست مصطفیٰ ﷺ کی برکت:

صاعد بن العلا بن بشران رحمۃ اللہ علیہ کے والد سے انہوں نے ان کے دادا بشر بن معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ وہ اپنے والد معاویہ بن ثور رضی اللہ عنہ کے ساتھ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان کے سر پر دست مبارک پھیرا اور ان کے لیے دعا کی تو ان کا چہرہ نبی

کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دست مبارک پھیرنے کی وجہ سے قمر (چاند) کی مانند چمکنے لگا اور وہ جس بیمار پر ہاتھ پھیرتے تھے وہ تندرست ہو جاتا تھا۔

﴿ تاریخ بخاری بغوی ابن منده اصحاب ﴾

وفد تجیب بارگاہ نبوت میں:

واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ہم سے عبد اللہ بن عمرو بن زہیر رضی اللہ عنہ نے ابی الحویرث رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ تجیب کا وفد ۹ ہجری میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وفد میں ایک نوعمر بچہ تھا۔ اس نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ! میری حاجت روائی فرمایئے نبی کریم ﷺ نے فرمایا تیری کیا حاجت ہے؟ عرض کیا اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ میری مغفرت کرے اور مجھ پر رحم فرمائے اور میرے دل میں غنا یعنی بے نیازی وقناعت پیدا کر دے۔ نبی کریم ﷺ نے دعا فرمائی

"اللھم اغفر لہ وارحمہ واجعل غناہ فی قلبہ"

پھر وہ لوگ واپس چلے گئے اس کے بعد ۱۰ ہجری میں حج کے موقع پر منیٰ میں وہ لوگ آئے۔ نبی کریم ﷺ نے ان سے اس بچے کے بارے میں دریافت فرمایا۔

انہوں نے کہا کہ ہم نے اس جیسا قانع بچہ اب تک نہ دیکھا۔ اللہ تعالیٰ جو دیتا ہے اس پر قناعت کرتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں توقع رکھتا ہوں کہ وہ تمام احوال میں کامل ہو کر مرے گا۔

﴿ ابن سعد ﴾

وفد سلامان بارگاہ نبوت میں اور بارش کیلئے استدعا:

واقدی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ماہ شوال ۱۰ ہجری میں سلامان کا وفد آیا۔ نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا۔ تمہارے علاقہ کا کیا حال ہے؟

انہوں نے کہا کہ قحط سالی ہے۔ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ ہمارے علاقے میں بارش بھیجے۔

نبی کریم ﷺ نے دعا کی: "اسقھم الغیث فی بلادھم"

انہوں نے عرض کیا: نبی ﷺ! اپنا دست مبارک دعا کے لیے اٹھایئے کیونکہ اس سے بارش کی کثرت ہوگی اور حالات بہتر ہوں گے۔ نبی کریم ﷺ نے اس پر تبسم فرمایا اور اپنے دست مبارک اتنے بلند فرمائے کہ آپ کے بغل شریف کی سفیدی نظر آ گئی پھر جب وہ لوٹ کر اپنے علاقے میں پہنچے تو انہیں معلوم ہوا کہ اسی دن اور اسی گھڑی بارش ہوئی جس دن اور جس گھڑی میں نبی کریم ﷺ نے دعا فرمائی تھی۔

﴿ ابو نعیم ﴾

چہرہ چاند کی طرح چمکنے لگا:

واقدی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر ۱۰ ہجری میں محارب کا وفد آیا اور وہ دس اشخاص تھے۔ ان میں حضرت ابو الحارث رضی اللہ عنہ اور ان کا بیٹا حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کے چہرے پر اپنا دست مبارک پھیرا تو وہ چاند کی مانند چمکنے لگا۔

﴿ ابن سعد ﴾

جنات کی بارگاہ نبوت میں حاضری

نبی کریم ﷺ کی خدمت میں جنات کا اسلام لانا اور ان کے وفود اسی طرح آتے تھے جس طرح کہ انسانوں کے تھے۔ وہ فوج در فوج اور قبیلہ پر قبیلہ مکہ مکرمہ میں اور بعد ہجرت مدینہ طیبہ میں آتے رہے۔

﴿ابونعیم﴾

عمرو بن غیلان ثقفی رضی اللہ عنہ، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اہل صفہ کے ہر ایک شخص کو وہ شخص لے گیا جو رات کا کھانا کھلایا کرتا تھا مگر وہ مجھے نہ لے کر گیا۔

نبی کریم ﷺ مجھے حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں لے گئے۔ اس کے بعد مجھے نبی کریم ﷺ لے کر روانہ ہوئے یہاں تک کہ بقیع الغرقد تشریف لائے اور نبی کریم ﷺ نے اپنے عصائے مبارک سے ایک دائرہ کھینچا اور فرمایا اس کے اندر بیٹھ جاؤ اور اس سے باہر نہ نکلنا۔ جب تک میں واپس نہ آؤں اور آپ تشریف لے گئے اور میں نخلستان کے درمیان میں نبی کریم ﷺ کو دیکھتا رہا یہاں تک کہ ایک سیاہ غبار کی مانند برانگیختہ ہوا۔ پھر وہ چھٹ گیا۔ یہ دیکھ کر میں نے دل میں کہا کہ مجھے نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچنا چاہیے اور میں نے خیال کیا کہ یہ لوگ ہوازن کے ہیں۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ فریب کیا ہے تاکہ وہ لوگ معاذ اللہ نبی کریم ﷺ کو شہید کر دیں اور میں نے سوچا مجھے آبادی کی طرف جانا چاہیے اور لوگوں کو مدد کے لیے بلانا چاہیے۔

پھر مجھے یاد آیا کہ نبی کریم ﷺ نے تو مجھے تاکید فرمائی ہے کہ اس جگہ سے جہاں میں بیٹھا ہوں میرے آنے تک باہر نہ نکلنا۔ پھر میں نے سنا کہ نبی کریم ﷺ اپنا عصائے مبارک مار کر فرما رہے ہیں کہ بیٹھ جاؤ تو وہ لوگ بیٹھ گئے یہاں تک کہ صبح صادق نمودار ہونے کا وقت آ گیا اور وہ لوگ اٹھ کر چلے گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس تشریف لے آئے اور فرمایا:

یہ جنات کا وفد تھا۔ انہوں نے مجھ سے کھانے پینے اور زاد راہ کے لیے مانگا۔ میں نے ان کو ہر وہ ہڈی جو پرانی ہو اور گوبر اور مینگنیاں کھانے کے لیے بتائیں۔ تو یہ جنات جس ہڈی کو پائیں گے اس پر وہی گوشت پائیں گے۔ جو کھانے کے دن اس پر تھا اور جس گوبر یا مینگنی کو وہ اٹھائیں گے اس میں وہ غلہ اور دانے پائیں گے جسے اس دن اسے کھایا گیا ہوگا۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ مدینہ منورہ میں مسجد نبوی شریف میں فجر کی نماز نبی کریم ﷺ نے پڑھائی۔ جب نبی کریم ﷺ نے رخ انور پھیرا تو فرمایا تم میں سے کون ہے جو آج رات جنات کے وفد میں میرے ساتھ جائے۔

میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ روانہ ہوا یہاں تک کہ مدینہ کے تمام پہاڑ پیچھے رہ گئے اور ہم چٹیل کشادہ

میدان میں پہنچ گئے۔ اچانک ہمیں لمبے لمبے قد کے لوگ نظر آئے گویا وہ درازی میں نیزے کی مانند تھے اور وہ اپنے تہبندوں کو اپنے پاؤں کے درمیان اڑسے ہوئے تھے۔ جب میں نے ان کو دیکھا تو شدت خوف سے لرزہ طاری ہوگیا یہاں تک کہ میرے پاؤں اپنے قابو میں نہ رہے۔ جب ہم ان کے قریب پہنچے تو نبی کریم ﷺ نے میرے گرد دائرہ کھینچا اور مجھ سے فرمایا اس کے اندر بیٹھ جاؤ۔ جب میں بیٹھ گیا تو مجھ سے وہ تمام خوف جاتا رہا جو اپنے دل میں پا رہا تھا اور نبی کریم ﷺ میرے اور ان کے درمیان تشریف لے گئے اور نبی کریم ﷺ نے قرآن کریم کی تلاوت کی یہاں تک کہ صبح صادق نمودار ہوگئی۔

اس کے بعد نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور مجھ سے فرمایا میرے ساتھ چلو تو میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہوا۔ ابھی زیادہ دور نہ گئے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ منہ پھیر کر دیکھو کہ ان میں سے کچھ لوگ موجود ہیں؟

میں نے عرض کیا مجھے بڑی سیاہی نظر آتی ہے۔ پھر نبی کریم ﷺ نے اپنا سر مبارک زمین پر جھکایا اور ہڈی کو گوبر سے تحیز کر ان کی طرف پھینک دیا اور فرمایا۔ انہوں نے مجھ سے زاد راہ مانگا تھا تو میں نے ان کے لیے ہڈی اور گوبر کو ان کی غذا قرار دیا۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ گیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میرے استنجے کے لیے پتھر ڈھونڈ کے لاؤ اور ہڈی اور گوبر نہ لانا۔

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ہڈی اور گوبر کی کیوں ممانعت فرماتے ہیں؟

نبی کریم ﷺ نے فرمایا بات یہ ہے کہ علاقہ شام کے نصیبین کے جنات کا وفد میرے پاس آیا اور وہ اچھے لوگ تھے۔ انہوں نے مجھ سے راستے کے لیے غذا کا سوال کیا۔ میں نے ان سے کہا تم جس ہڈی اور گوبر کو لوگے اس میں تمہارے لیے غذا ہوگی۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا مدینہ منورہ کے جنات کی ایک جماعت مسلمان ہوچکی ہے، اب جو کوئی ان جنات کا اثر کہیں دیکھے تو اسے چاہیے کہ تین دن تک اعلان کرے۔ تین دن کے بعد پھر اسے ظاہر ہو تو چاہیے کہ قتل کردے کیونکہ وہ مسلمان نہیں بلکہ شیطان ہے۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک جزیرے سے جنات کا وفد نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور وہ نبی کریم ﷺ کے پاس جتنا عرصہ چاہا، مقیم رہے۔ پھر جب انہوں نے اپنے وطن جانے کا ارادہ کیا تو انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنی غذا کے بارے میں عرض کیا۔

فرمایا میرے پاس تو موجود نہیں ہے جس کا میں تمہیں زاد راہ دوں البتہ سفر میں جس ہڈی کو تم اٹھاؤ گے اس میں تمہارے لیے تروتازہ گوشت موجود ہوگا اور جس گوبر کو تم اٹھاؤ گے وہ تمہارے لیے کھجور بن

جائے گی۔ اس بنا پر نبی کریم ﷺ نے ممانعت فرمائی کہ گوبر اور ہڈی سے استنجاء کیا جائے۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک شخص خیبر سے چلا اور اس کے پیچھے دو شخص چلے۔ اس کے بعد تیسرا شخص ان دونوں کے تعاقب میں چلا۔ اس تیسرے شخص نے ان دو شخص نے ان دو شخصوں سے کہا کہ تم دونوں لوٹ جاؤ یہاں تک کہ اس نے ان دونوں وہ بیچ کر دیا پھر یہ تیسرا شخص اس شخص سے ملا اور اس سے کہا کہ ان دونوں جن کو میں نے لوٹا ہے، یہ شیطان تھے اور میں نے بمشکل و اصرار ان دونوں کو تم سے جدا کر کے لوٹایا ہے۔ جب تم نبی کریم ﷺ کے حضور حاضر ہو تو آپ ﷺ سے میرا اسلام عرض کرنا اور کہنا کہ میں اپنی قوم کے صدقات جمع کرنے میں مشغول ہوں۔ اگر وہ اس لائق ہوئے تو ہم انہیں آپ کی خدمت میں بھیجیں گے۔ جب وہ شخص مدینہ منورہ پہنچ کر نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور نبی کریم ﷺ سے سارا واقعہ عرض کیا تو نبی کریم ﷺ نے تنہا سفر کرنے سے ممانعت فرمادی۔

﴿احمد، بزار، ابو یعلی، بیہقی، ابونعیم﴾

مسلمان اور مشرک جنات کا بارگاہ نبوت ﷺ میں مقدمہ پیش کرنا:

کثیر بن عبد اللہ بن عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے ان کے دادا سے روایت کی کہ بلال بن حارث رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم ایک سفر میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ مقام عرج میں اترے جب میں نبی کریم ﷺ کے قریب پہنچا تو میں نے لوگوں کی تیز و طرار اور جھگڑنے کی ایسی آوازیں سنیں کہ میں کسی کی بات کو بالکل نہ سمجھ سکا اور نہ کسی کو میں نے دیکھا۔ یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو آپ تبسم فرما رہے تھے۔

آپ نے فرمایا میرے پاس مسلمان جنات اور مشرک جنات اپنا مقدمہ لے کر آئے تھے۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ آپ ہمیں رہنے کی جگہ عنایت فرمادیں تو میں نے مسلمان جنات کو الجلس میں اور مشرک جنات کو الغور میں رہنے کا حکم دیا۔

کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ الجلس آباد مقام اور پہاڑوں کا نام ہے اور الغور پہاڑ اور دریا کے مابین جگہ کا نام ہے اور کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ الجلس میں کوئی مصیبت پہنچی ہو مگر یہ کہ وہ سلامت ہی رہا اور غور میں جسے کوئی مصیبت پہنچی ہو مگر یہ کہ وہ سلامت نہیں رہا۔

﴿ابو الشیخ کتاب العظمہ، ابونعیم﴾

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کی تین باتیں ایسی دیکھی ہیں اگر آپ قرآن کریم نہ لاتے تو بھی میں یقیناً آپ پر ایمان لاتا۔ ایک یہ کہ صحرا میں ہم ایسی جگہ پہنچے جس کے آگے راستہ بند تھا۔ نبی کریم ﷺ نے پانی لیا اور دو درختوں کو جدا دیکھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا۔

اے جابر! ان درختوں کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ وہ دونوں باہم مل جاویں تو وہ دونوں

درخت باہم مل گئے۔ حتیٰ کہ دونوں کی ایک جڑ معلوم ہونے لگی۔ رفع حاجت کے بعد نبی کریم ﷺ نے وضو کیا اور میں نے اس کی طرف سبقت کی اور میں دل میں سوچ رہا تھا کہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے وہ شے دکھائے جو آپ کے شکم اقدس سے باہر آئی ہے اور میں اسے کھالوں۔ جب میں نے زمین کو دیکھا، صاف شفاف تھی۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ نے آبدست نہیں کیا۔

آپ نے فرمایا ہاں لیکن ہم گروہ انبیاء میں سے ہیں اور زمین کو حکم دیا گیا ہے کہ جو کچھ بول و براز کی قسم ہمارے اجسام سے نکلے وہ اسے محفوظ کر لے۔ اس کے بعد وہ دونوں درخت اپنی اپنی جگہ جدا ہو کر چلے گئے۔ دوسری بات یہ کہ ہم سفر میں تھے کہ اچانک کالے رنگ کا نر سانپ سامنے آیا اور اس نے اپنا سر نبی کریم ﷺ کے گوش مبارک پر رکھا اور نبی کریم ﷺ نے اپنا دہن اقدس اس کے کان پر رکھا اور اس سے سرگوشی میں کلام فرمایا۔ اس کے بعد وہ ایسا غائب ہوا کہ گویا زمین نے اسے نگل لیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ہم تو آپ کی اس حالت سے ڈر گئے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

یہ جنات کا قاصد تھا وہ ایک سورت کو بھول گئے تھے تو انہوں نے اسے میرے پاس بھیجا تو میں نے ان کو وہ سورت یاد کرا دی۔ تیسری بات یہ ہے کہ ہم ایک گاؤں میں پہنچے تو ہمارے پاس وہاں کے کچھ لوگ ایک لڑکی کو لے آئے، وہ لڑکی ایسی خوبصورت تھی، گویا چمکتے چاند کا ٹکڑا ہے جس کو بادلوں نے چھپا رکھا ہے۔ وہ لڑکی مجنونہ تھی۔ ان کے گھر والوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اس کی حالت پر کرم فرمائیے تو نبی کریم ﷺ نے دعا کی اور اس لڑکی پر جن سے فرمایا تجھ پر افسوس ہے۔ میں محمد (ﷺ) اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں تو اس کے پاس سے دور ہو جا۔ تو وہ لڑکی نقاب اوڑھ کر پردہ کرنے لگی اور صحت یاب ہو کر واپس گئی۔

﴿خطیب، رواۃ مالک﴾

خریم بن فاتک رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا واقعہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ خریم بن فاتک رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں آپ کو اپنے اسلام لانے کا ابتدائی واقعہ سناؤں، وہ واقعہ یہ ہے کہ میں اونٹ کی تلاش میں سرگرداں تھا، یہاں تک کہ رات چھا گئی اس وقت میں نے بلند آواز سے کہا: "اعوذ بعزیز ھذا الوادی من سفھاء قومہ" میں اس وادی کے بادشاہ سے اس قوم کے بیوقوں سے پناہ مانگتا ہوں، اچانک ہاتف نے مجھے ان شعروں میں جواب دیا۔

عذ یافتی اللہ ذی الجلال والمجد والنعماء والافضال
و اقرء ایات من الانفال ووحد اللہ ولا تبال

ترجمہ: "اے جوان! عزت و بزرگی اور نعمت و بخشش والے اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگ اور سورۂ انفال کی آیتوں کو پڑھ اور اللہ تعالیٰ کو ایک مان اور کسی کا خوف نہ کر۔"

یہ آواز سن کر میں شدت خوف سے کانپنے لگا۔ جب مجھے سکون وقرار آیا تو میں نے کہا:

یا ایھا الھاتف ما تقول! ارشد لک ام تضلیل بین لنا ھدیت بالسبیل

ترجمہ: "اے ہاتف تو کیا کہنا چاہتا ہے، کیا تو مجھے اپنی جانب سے سیدھا راستہ بتاتا ہے یا گمراہ کرتا ہے۔ ہمیں صاف صاف بتا کہ سیدھا راستہ کیا ہے؟"

❂ اس پر ہاتف نے جواب دیا:

ھذا رسول اللہ ذوالخیرات — بیثرب یدعو الی النجاۃ
جاء بیاسین و حامیمات — وسور بعد مفصلات
محرمات و محللات — یامرنا بالصوم والصلوۃ
ویزع الناس عن الھنات — ینھی عن المنکر لا الطاعات

ترجمہ: وہ ہدایت یہ ہے کہ مدینہ میں صاحب خیرات نبی کریم ﷺ تشریف فرما ہیں جو نجات کی طرف بلا رہے ہیں۔ وہ سورۃ یٰسین، حامیمات اور سور مفصلات کے سوا بہت سی سورتیں لائے ہیں۔ حرام وحلال چیزوں کو بیان کر کے ہمیں نماز و روزہ کا حکم دیتے ہیں اور وہ بدکاری سے روکتے اور منکرات سے منع کرتے اور نیکی کا حکم دیتے ہیں۔

یہ اشعار سن کر میں سوار ہو کر مدینہ منورہ آیا اور اسی لمحہ مسجد میں حاضر ہو گیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا اللہ تعالیٰ تمہیں رحمت میں داخل کرے۔ ہمیں تمہارا اسلام لانا معلوم ہو چکا ہے۔ پھر میں مسجد میں داخل ہوا تو نبی کریم ﷺ منبر پر تشریف فرما خطبہ دے رہے تھے۔

❂ اور آپ فرما رہے تھے:

"مامن عبد مسلم توضا فاحسن الوضوء ثم صلی صلوۃ یعقلھا و یحفظھا الا دخل الجنۃ"

کوئی مسلمان ایسا نہیں ہے جس نے اچھی طرح وضو کیا اور خوب سمجھ کر اس نے نماز پڑھی اور اس کے وقت کو محفوظ رکھا مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے۔ یہ واقعہ سن کر حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس واقعہ کا کوئی شخص شاہد میرے پاس لاؤ تو اس کی شہادت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے دی۔

﴿طبرانی، ابونعیم، ابن عساکر﴾

قیس ربیع اسدی رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے کہ حضرت خریم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا پھر اس کی مثل روایت بیان کی اور شعروں کے بعد اتنا زیادہ ہے کہ پھر میں نے ہاتف سے پوچھا۔ اللہ تعالیٰ تم پر رحمت فرمائے تم کون ہو؟ اس نے کہا کہ میں مرو بن اثال ہوں اور میں نجد کے مسلمان جنات پر حاکم ہوں اور تیرے اونٹوں کی میں اس وقت تک نگہبانی کروں گا جب تک تو مدینہ منورہ سے اپنے گھر واپس نہ آئے۔

اس کے بعد میں مدینہ منورہ کی جانب روانہ ہو گیا۔

راہ میں مجھے ایک شخص ملا جس نے کہا کہ نبی کریم ﷺ تمہیں اسلام کے بعد فرماتے ہیں کہ تمہارے

چکے ہیں اور تمام ملتیں اپنی حقیقتوں کی طرف لوٹ آئی ہیں۔

"انی اتیت بالشام، نفرا من ال العدام، حکاما علی الحکام، یزبرون ذا رونق من الکلام، لیس بالشعر المولف ولا السجع المکلف فاصغیت، فزجرت، فعاودت فطلعت، فقلت بم تهینموا والی ما تعترون فقالوا خطاب کبار جاء من عند الملکالجبار، فاسمع یاشصار، لاصدق الاخبار، واسلک اوضح الاثار، تنج من اوار النار"

ترجمہ: میں شام کے علاقہ میں آل عدام کے کچھ لوگوں کے پاس پہنچا جو حاکموں پر حاکم تھے۔ وہ لوگ بارونق کلام کی تلاوت کر رہے تھے۔ وہ کلام نہ شعروں کی مانند مترتب تھا اور نہ نثر کی مانند تکلف کے ساتھ مرصع و مسجع کیا گیا تھا۔ میں سامنے آیا تو جھڑ کا گیا اور جب دوبارہ سامنے آیا تو میں نے پوچھا تم لوگ کون سا کلام گنگناتے ہو اور کہاں تک لوگوں کو دھوکے میں رکھو گے۔ انہوں نے کہا کہ یہ بہت عظیم خطاب ہے جو اللہ تعالیٰ ملک الجبار کی جانب سے آیا ہے، اے شصار سن! اور تو واضح اور روشن راستہ کو اختیار کرتا کہ تو جہنم کی آگ سے بچا رہے۔

یہ سن کر میں نے کہا "وما ھذا الکلام" یہ کس کا کلام ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ قرآن کا کلام ہے جو کفر و ایمان کو واضح کرتا ہے۔ اے قبیلہ مضر کے ایک شخص لائے ہیں، پھر وہ اہل دار میں ظاہر و مبعوث ہوا ہے۔ وہ رسول ایسا کلام لایا ہے جو خوب روشن و واضح ہے۔ اس رسول نے اس راہ کو واضح کر دیا ہے جس سے لوگ روگرداں ہو چکے تھے اور اس کلام میں عبرت حاصل کرنے والوں کے لیے نصیحت ہے۔ میں نے پوچھا جو ان بڑی نشانیوں کو لے کر آیا ہے کون ہے؟

اس نے کہ وہ احمد خیر البشر ﷺ ہیں۔ اگر تم ان پر ایمان لاؤ گے تو تمہیں اجر و ثواب کی بشارت دیں گے اور اگر مخالفت کرو گے تو جہنم میں جھونکے جاؤ گے لہٰذا میں ان پر ایمان لے آیا ہوں اور اب تیرے پاس آنے میں جلدی کی ہے لہٰذا تو ہر نجس کافر سے بچ اور ہر مومن طاہر سے مشابعت کرو ورنہ میرے اور تیرے درمیان تو جدائیگی ہے ہی، اس کے بعد خنافر نے اپنے گھر بار کو اونٹوں پر سوار کیا اور ان لوٹے ہوئے اونٹوں کو ان کے مالکوں کو واپس کر کے میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے پاس صنعاء میں پہنچا اور ان سے اسلام پر بیعت کی۔ اس سلسلہ میں میں نے یہ اشعار کہے ہیں۔

الم تران اللہ عاد بفضلہ	وانقذ من لفح الجحیم خنافرا
دعانی شصار للتی لو رفضتھا	لاصلیت جمرا من لظی الھول جامرا

ترجمہ: "کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے خنافر کو بھڑکتی ہوئی آگ سے بچالیا۔ مجھے شصار نے ایسی راہ دکھائی کہ اگر میں انحراف کرتا تو یقیناً میں ہولناک بھڑکنے والی آگ میں جھونکا جاتا۔"

حجاج غفاری رضی اللہ عنہ کی بارگاہ نبوت ﷺ میں حاضری

عطا ابن یسار رحمۃ اللہ علیہ حضرت حجاج غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ اپنی قوم کے ان لوگوں کے ساتھ آئے جو اسلام کا ارادہ رکھتے تھے اور وہ نبی کریم ﷺ کے پاس مغرب کے وقت حاضر ہوئے۔ نبی کریم ﷺ نے بکری کا دودھ دوہنے کا حکم دیا تو انہوں نے اس بکری کا دودھ دوہ کر پی لیا پھر دوسری کا دودھ دوہ کر پی لیا پھر تیسری کا۔ یہاں تک کہ سات بکریوں کا دودھ دوہ کر انہوں نے پیا۔ اس کے بعد جب انہوں نے صبح کی اور مسلمان ہوئے تو نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا کہ بکری کا دودھ دوہ کر پی لو تو انہوں نے بکری کا دودھ دوہ کر پیا۔ پھر دوسری بکری کے دوہنے کے لیے فرمایا۔ مگر وہ اس کا دودھ نہ پی سکے۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا مومن ایک آنت میں پیتا ہے اور کافر سات آنتوں میں پیتا ہے۔

(ابن ابی شیبہ)

راشد بن عبدربہ کی بارگاہ نبوت ﷺ میں حاضری:

قیس بن عطا سلمی رضی اللہ عنہ جو راشد بن عبدربہ کی اولاد میں سے ہیں۔ ان کے والد سے وہاں کے رہنے والے راشد بن عبدربہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ایک بت جس کا نام سواع تھا وہ جو مکہ سے تین میل کے فاصلے پر مقام معلاۃ کے علاقہ رہاط میں ثقیف کا بت تھا تو مجھے بنو ظفر نے چند عادتوں سے کر اس کی طرف بھیجا۔ میں جس وقت اس بت سواع کے پاس پہنچا سے پہلے ایک اور بت کے پہنچا۔ میں نے اس بت کے پیٹ میں سے ایک آواز بلند ہوئی اور اس نے کہا کہ:

"العجب كل العجب، من خروج نبي من عبد المطلب، يحرم الزنا والربا
والذبح للأصنام وحرست السماء ورمينا بالشهب"

بڑی تعجب و حیرت کی بات ہے کہ عبدالمطلب کی اولاد میں سے وہ نبی ظاہر ہوا ہے جو زنا، سود اور بتوں کی قربانی کو حرام قرار دیتا ہے اور آسمانوں کی حفاظت کی جا رہی ہے اور ہم پر شہاب (لوٹے) برسے جو رہے ہیں۔ اس کے بعد دوسرے نے کہا۔ اور بت کے پیٹ میں سے آواز دی۔ اس نے کہا کہ

ترك الضمار وكان يعبد، خرج محمد نبي يصلي الصلوة ويأمر الزكوة
والصيام والبر والصلات للأرحام

وہ ضمار جس کو پوجا جاتا تھا چھوڑ دو۔ نبی احمد ﷺ کا ظہور ہوا جو نماز پڑھتے، زکوۃ دینے، روزہ رکھنے، نیکی کرنے، صلہ رحمی کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ اسکے بعد تیسرے بت کے پیٹ میں سے آواز آئی

ان الذي ورث النبوة والهدى بعد ابن مريم
من قريش مهتدى نبي بخبر بما سبق وما يكون في غد

بلاشبہ وہ شخص نبوت و ہدایت کا ابن مریم کے بعد وارث ہوا ہے جو قریش سے ہے اور ہدایت یافتہ ہے۔ وہ نبی گزشتہ اور آئندہ کل ہونے والے کی خبر دیتا ہے۔

راوی حدیث راشد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ فجر کے وقت سواع بت کے پاس پہنچا میں نے دیکھا کہ دو لومڑیاں اس کے گرد کو چاٹ رہی ہیں اور جو اس کے سامنے بھینٹ کی چیزیں پڑی تھیں، انہیں کھا رہی ہیں۔ اس کے بعد وہ دونوں لومڑیاں اس بت کے اوپر چڑھیں اور اس پر پیشاب کیا۔ اس موقع پر راشد نے کہا۔

ارب یبول الثعلبان براسه

لقد ذل من بالت علیه الثعالب

ترجمہ: کیا یہ بت رب ہو سکتا ہے جس کے سر پر دو لومڑیاں پیشاب کریں۔ یقیناً وہ ذلیل و خوار ہے۔ رب نہیں ہے۔

یہ واقعہ اس وقت کا ہے جبکہ نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ ہجرت کر کے تشریف لے جا چکے تھے۔ چنانچہ راشد رضی اللہ عنہ روانہ ہوئے اور مدینہ منورہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور مسلمان ہو کر آپ کی بیعت کی۔ اسکے بعد راشد رضی اللہ عنہ نے رہاط میں زمین کا قطعہ مانگا اور نبی کریم ﷺ نے انہیں عطا فرمایا اور ایک مشکیزہ پانی کا بھرا ہوا عنایت فرمایا اور اس میں آپ نے لعاب دہن اقدس ڈالا اور ان سے فرمایا۔

اس کے پانی کو اس قطعہ زمین کے بالائی حصے میں بہا دینا اور اس کے بقیہ پانی سے لوگوں کو منع نہ کرنا تو انہوں نے جا کر ایسا ہی کیا اور وہ پانی وافر طور پر آج تک جاری و باقی ہے اور اس قطعہ زمین پر انہوں نے کھجور کے درخت لگائے۔

لوگ کہتے ہیں کہ رہاط کی ساری آبادی اس چشمے سے پانی پیتی ہے اور لوگ اس کا نام "ماء الرسول" (رسول کا پانی) پکارتے ہیں اور رہاط کے لوگ اس پانی سے غسل کرتے اور شفایاب ہوتے ہیں۔ ﴿ابو نعیم﴾

حجاج بن علاط رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا:

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حجاج بن علاط رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا سبب یہ واقعہ تھا کہ اپنی قوم کے لوگوں کے ساتھ مکہ مکرمہ میں روانہ ہوئے، جب رات کی اندھیری پھیلی تو انہیں وحشت معلوم ہونے لگی، اس پر وہ کھڑے ہو کر اپنی قوم کی پاسبانی کرنے لگے اور کہتے جاتے تھے:

اعیذ نفسی و اعیذ صحبی من کل جنی بهذا النقب

حتی اعود سالما و رکبی

ترجمہ: میں اپنی اور اپنے ساتھیوں کی اس گھاٹی کے ہر ایک جن سے پناہ مانگتا ہوں، یہاں تک کہ میں اور میرے تمام سوار صحیح و سالم واپس ہوں۔"

اس وقت کسی کہنے والے کو حجاج نے یہ پڑھتا سنا تھا:

"یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ

اللہ ﷺ! آپ کب تک حکم ابن کیسان کو دعوت اسلام دیتے رہیں گے۔ اللہ کی قسم ایسا شخص کبھی اسلام نہ لائے گا، مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن مار دوں مگر رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بات کو قبول نہ فرمایا۔ یہاں تک کہ حکم ابن کیسان رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کرلیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کتنی عجیب بات ہے کہ میں نے حکم ابن کیسان رضی اللہ عنہ کو اسلام قبول کیا ہوا دیکھا ہے، جو حالت میں نے پہلے دیکھی اور جو حالت میں نے بعد میں دیکھی۔ اس نے مجھے غمزدہ کر دیا۔ میں نے اسے دل میں کہا کہ میں نبی کریم ﷺ کی کسی بات کو کیسے رد کرسکتا ہوں یقیناً آپ اس کی حالت کو مجھ سے زیادہ جانتے تھے۔

﴿ابن سعد﴾

ابوصفرہ رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا:

محمد بن غالب بن عبدالرحمٰن بن یزید بن مہلب بن ابی صفرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میرے والد نے اپنے باپ اور دادا سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوصفرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آپ سے بیعت کرنے کی غرض سے آئے۔ ان کے جسم زرد پوشاک تھی، جس کے دامن کو وہ اپنے پیچھے سے گھسیٹتے لا رہے تھے، وہ طویل القامت، خوش منظر، حسین وجمیل اور فصیح اللسان شخص تھے۔ نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: تم کون ہو؟ انہوں نے کہا کہ میں قاطع بن سارق بن ظالم بن عمرو بن شہاب بن مرة بن ہلقام بن جلندی بن متکبر بن جلندی ہوں، جلندی وہ شخص تھا جو ہر کشتی کو ہر ایک سے جبراً چھین لیا کرتا تھا۔ میں بادشاہ کا بیٹا ہوں، اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم ابوصفرہ رضی اللہ عنہ ہو۔ اپنے نام ونسب سے سارق وظالم کو چھوڑ دو۔ اس وقت ابوصفرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: "اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاَنَّکَ عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ حَقًّا" میرے اٹھارہ بیٹے ہیں، ان سب کے آخر میں میری ایک لڑکی پیدا ہوئی ہے جس کا نام میں نے صفرہ رکھا ہے۔

﴿ابن مندہ، ابن عساکر﴾

عکرمہ رضی اللہ عنہ بن ابوجہل کا اسلام قبول کرنا:

بسند صحیح حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میرے پاس ابوجہل آیا ہے اور اس نے میری بیعت کی ہے، پھر جب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے تو صحابہ نے نبی کریم ﷺ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ نے آپ کی خواب حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے سے پوری کردی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: نہیں، ضرور اس کی تعبیر اس کے علاوہ ہے۔ یہاں تک کہ جب حضرت عکرمہ بن ابوجہل نے اسلام قبول کیا تو ان کا اسلام نبی کریم ﷺ کی خواب کا مصداق بنا۔

﴿حاکم﴾

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

✿ (نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: خواب میں نعمان بن منذر اور اس کے جسم پر اس کی چیز دنیا کو دیکھنا تو وہ عرب کا بادشاہ ہوگا اور وہ زیب وزینت میں بڑھ چڑھ کر ہوگا۔ اب رہا سفید وسیاہ بالوں والی بوڑھی عورت کا دیکھنا تو وہ دنیا کی بقیہ عمر ہے۔ اس روایت کو ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے "طبقات" میں تعبیر منہ کے بیان کیا ہے۔)

﴿ابن شاہین﴾

خفاف بن نضلہ رضی اللہ عنہ کی نعت:

✿ حضرت خفاف بن نضلہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر آئے تو انہوں نے یہ اشعار کہے۔

انی اتانی فی المنام مخبر — من جن و جرة فی الامور مواتی

یدعو الیک لیالیا و لیالیا — ثم احزأل و قال لست بآتی

فرکبت ناجیة اضر بنقیها — جمر یخب به علی الاکمات

حتی وردت الی المدینة — کیما اراک فتفرج الکربات

ترجمہ: "میرے پاس خواب میں ایک خبر دینے والا آیا، جو خیر وبھلائی کا نقیب ہے اور امور میں موافق ہے، وہ خبر دینے والا بار بار راتوں میں آپ کی دعوت دیتا رہا، پھر وہ یوں ہو گیا تو کہنے لگا میں اب نہ آؤں گا، پھر میں اپنی تیز اونٹنی پر سوار ہوا جو سوار کو ہر نشیب وفراز سے گزار کر لے جاتی ہے، یہاں تک کہ میں تیز رفتاری سے مدینہ منورہ آیا تاکہ میں آپ کو دیکھوں اور آپ میری مشکلوں کو زائل فرمائیں۔"

﴿تحقیق: ابن عساکر، ابن سعد، شرف المصطفیٰ، مرزبانی معجم شعراء﴾

وفد بنی تمیم کی بارگاہ نبوت میں حاضری

زہری رحمۃ اللہ علیہ سعید بن عمرو رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں، دونوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بنی تمیم کا وفد آیا اور عطارد بن حاجب رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر خطبہ دیا۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اٹھو اور ان کے خطیب کا جواب دو حالانکہ وہ خطبہ کی قسم سے کچھ نہ جانتے تھے اور نہ انہیں اس سے پہلے کبھی خطبہ دینے کا اتفاق ہوا تھا مگر وہ کھڑے ہو گئے اور نہایت فصیح وبلیغ گفتگو اور عمدہ خطبہ دیا۔ اس کے بعد بنی تمیم کا شاعر زبرقان کھڑا ہوا اور اس نے اشعار پڑھے۔

✿ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"اے حسان رضی اللہ عنہ! ان کے شاعر کا جواب دو اور فرمایا: خدا تعالیٰ حسان کی روح القدس سے ضرور مدد فرمائے گا، جب تک حسان اس کے نبی کی طرف سے مدافعت کرتے

دیں گے، حضرت حسان رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور شعروں کا جواب دیا۔"

ان قاصدوں نے تخلیہ میں ایک دوسرے سے باتیں کیں اور ان میں سے کسی نے کہا کہ خدا کی قسم! یہ شخص یعنی نبی کریم ﷺ ہر فن میں تائید کیے گئے ہیں۔ اللہ کی قسم! نبی کریم ﷺ کا خطیب ہمارے خطباء سے بہتر اور نبی کریم ﷺ کا شاعر ہمارے شعراء سے بلیغ تر ہے اور وہ ہم سے زیادہ بردبار اور اہل علم ہیں۔

﴿ابن سعد﴾

ایک درخت کا کلمہ شہادت پڑھنا:

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک اعرابی آیا اور اس نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ! میں نے اسلام تو قبول کر لیا ہے، اب مجھے کوئی چیز ایسی دکھایئے جس سے میرا یقین بڑھے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم کون سی چیز چاہتے ہو؟ اس نے کہا کہ آپ فلاں درخت کو بلایئے وہ آپ کے پاس حاضر ہو جائے۔ فرمایا: جاؤ! اسے بلا لاؤ تو وہ اعرابی گیا اور کہا: رسول اللہ ﷺ کا حکم مان تو درخت نے ایک طرف جنبش کی اور اپنی جڑوں کو نکالا پھر دوسری طرف جنبش کی اور اپنی جڑوں کو نکالا اور چل کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس نے کہا: "السلام علیک یا رسول اللہ ﷺ"

یہ دیکھ کر اعرابی نے عرض کیا: بس مجھے یہی کافی ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اپنی جگہ واپس چلا جا تو وہ اپنی جگہ چلا گیا اور اس کی جڑیں اپنی جگہ قائم ہو گئیں پھر اس اعرابی نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! اجازت دیجئے کہ میں آپ کو سجدہ کروں، آپ نے فرمایا: کوئی بندہ کسی بندے کے آگے سجدہ نہ کرے۔

﴿بزار، ابونعیم﴾

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نے آ کر عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں آپ کی بارگاہ میں مسلمان ہو کر حاضر ہوا ہوں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ یقیناً اسکے بندے اور اسکے رسول ہیں۔ میری خواہش ہے کہ آپ فلاں درخت کو بلائیں اور وہ آپکے پاس آ جائے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"اے درخت! تو آجا۔ تو وہ درخت اپنے دائیں جھکا پھر وہ گرا یہاں تک کہ اس کی جڑیں قطع ہو گئیں پھر وہ سیدھا کھڑا ہو کر نبی کریم ﷺ کے پاس اپنی جڑیں گھسیٹتا آ کھڑا ہوا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے درخت! کس کی شہادت دیتا ہے؟"

عرض کی: "اشھد ان لا الہ الا اللہ وانک رسول اللہ" نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تو نے سچ کہا۔ اعرابی نے عرض کیا: آپ اسے حکم دیجئے کہ اپنی جگہ واپس چلا جائے جیسا کہ پہلے تھا ویسا ہی ہو جائے تو درخت اپنے گڑھے کی طرف چلا گیا اور گڑھے میں اس کی جڑیں جہاں جہاں پر تھیں، پیوست ہو گئیں اور اس پر زمین ہموار ہو گئی اور اس کے بعد اعرابی نے عرض کیا: میں اپنے گھر والوں کی طرف جاتا ہوں اور ان کو یہ بات بتاتا ہوں اور ان میں سے ایک جماعت کو مسلمان کر کے آپ کی خدمت میں لاتا ہوں۔

﴿ابونعیم﴾

بنی عامر بن صعصعہ کی بارگاہِ نبوی ﷺ میں حاضری اور معجزات کا ظہور:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ بنی عامر بن صعصعہ سے ایک اعرابی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور اس نے عرض کیا: میں کیسے جانوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میں اس درخت کی شاخ کو بلا کر اس سے گواہی دلواؤں کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں؟

اس نے کہا کہ ہاں میں یہی چاہتا ہوں تو نبی کریم ﷺ نے اس درخت کی شاخ کو بلایا اور وہ شاخ درخت سے زمین پر آنے لگی تھی کہ وہ زمین پر گر پڑی پھر وہ شاخ زمین پر دوڑنے لگی۔

﴿ابن سعد، بیہقی، ابونعیم، حاکم، احمد، تاریخ بخاری، دارمی، ابو یعلیٰ﴾

اور ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں ہے کہ وہ شاخ آپ کے پاس آگئی اور اس نے آپ کو سجدہ کیا اور اپنا سر سجدہ سے اٹھا کر نبی کریم ﷺ کے آگے کھڑی ہوگئی، پھر نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا: اپنی جگہ واپس چلی جا تو وہ اپنی جگہ چلی گئی۔

یہ نشانی دیکھ کر اس اعرابی نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ یقیناً اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور وہ ایمان لے آیا۔

درخت کی بارگاہِ نبوی ﷺ میں حاضری اور کلمہ شہادت پڑھنا:

بسند صحیح ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک سفر میں ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے۔ ایک اعرابی سامنے آیا، جب وہ ہمارے قریب آیا تو نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا: کہاں کا ارادہ ہے؟

اس نے کہا: اپنے گھر جانے کا۔ آپ نے فرمایا: کیا میں اس سے بہتر راہ نہ بتاؤں؟ اس نے پوچھا: وہ کیا ہے؟

فرمایا: تم گواہی دو کہ اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک لہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد مصطفیٰ ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اس نے کہا کہ جو کچھ آپ فرما رہے ہیں، اس پر کوئی شہادت ہے۔

آپ نے فرمایا: وہ درخت ہے پھر نبی کریم ﷺ نے اس درخت کو آواز دی وہ وادی کے کنارے پر کھڑا تھا تو وہ درخت زمین کو چیرتا ہوا نبی کریم ﷺ کے سامنے آکر کھڑا ہوگیا اور اس نے تین مرتبہ کلمہ شہادت کو دہرایا اور اس نے وہی کہا کہ جو آپ نے فرمایا۔

اس کے بعد وہ درخت اپنی جگہ پر واپس چلا گیا اور وہ اعرابی اپنی قوم کی طرف چلا گیا اور یہ کہہ کر گیا کہ اگر میری قوم نے میرا کہنا مانا تو میں انہیں لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں گا ورنہ خود واپس آکر آپ کی خدمت میں رہوں گا۔

﴿دارمی، ابو یعلیٰ، طبرانی، بزار، ابن حبان، بیہقی، ابونعیم﴾

حجۃ الوداع کے زمانہ میں معجزات کا ظہور

حضرت اسامہ بن زید ﷜ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ اس حج میں روانہ ہوئے جس میں نبی کریم ﷺ نے حج کیا۔ عرضیکہ جب ہم ''بطن روحا'' میں پہنچے تو ایک عورت نظر آئی، جو نبی کریم ﷺ کی طرف آ رہی تھی۔ نبی کریم ﷺ نے اپنی سواری روک لی۔ جب وہ عورت قریب آئی تو عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! یہ میرا بچہ ہے جس دن سے یہ پیدا ہوا ہے آج تک ٹھیک رہتا ہی نہیں تو نبی کریم ﷺ نے اس بچہ کو لے کر اپنے سینہ اقدس اور کجاوہ کے آخری حصہ کے درمیان بٹھا لیا۔ اس کے بعد اس بچے کے منہ میں لعاب دہن ڈالا اور فرمایا: او اللہ کے دشمن نکل جا۔ بلاشبہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ پھر اس بچے کو اسے دے دیا اور فرمایا: لو اب اس سے بے فکر رہو۔ حضرت اسامہ ﷜ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب اپنے حج سے فارغ ہو کر واپس تشریف لائے اور ''بطن روحا'' میں نزول فرمایا تو وہی عورت بھنی ہوئی بکری لائی اور پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے اس کا ایک شانہ دو میں نے اسے پیش کر دیا پھر فرمایا مجھے شانہ دو تو میں نے دوسرا شانہ پیش کر دیا۔ پھر فرمایا: مجھے شانہ دو، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! ایسی دو شانے تھے جو پیش کر دیئے۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر تم خاموش رہتے تو تم برابر مجھے شانے پیش کرتے رہتے جب تک میں تم سے مانگتا رہتا، پھر مجھ سے فرمایا تم دیکھو کہ کوئی درخت یا پتھر ایسا نظر آتا ہے جس کے پردے میں رفع حاجت کی جا سکے، میں نے عرض کیا: چند درخت تھوڑے تھوڑے فاصلے سے ہیں۔ یہ سن کر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ان درختوں کے پاس جا کر کہو کہ نبی کریم ﷺ تمہیں حکم دیتے ہیں کہ تم حضور نبی کریم ﷺ کی رفع حاجت کیلئے باہم مل جاؤ اور ایسا ہی پتھروں سے بھی کہنا لہٰذا میں نے جا کر ان سے ایسا ہی کہا۔

قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ میں نے درختوں کو دیکھا کہ وہ اپنی جڑوں سے زمین پر گھسٹتے ہوئے آئے اور آپس میں مل گئے اور میں نے پتھروں کو بھی دیکھا کہ وہ اچھل اچھل کر ایک دوسرے سے جڑ رہے تھے۔ یہاں تک کہ وہ ان درختوں کے پیچھے دیوار کی مانند ہو گئے، جب نبی کریم ﷺ نے رفع حاجت فرمائی اور واپس تشریف لے آئے تو مجھ سے فرمایا: ان درختوں اور پتھروں سے کہہ دو کہ نبی کریم ﷺ تمہیں حکم دیتے ہیں کہ تم سب اپنی اپنی جگہ واپس چلے جاؤ، چنانچہ جس طرح وہ درخت اور پتھر جمع ہوئے تھے، اسی طرح منتشر ہو کر اپنی اپنی جگہ چلے گئے۔

﴿ابو یعلیٰ، بیہقی، ابن حجر المطالب العالیہ﴾

حضرت جابر ﷜ سے روایت ہے کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھا۔ نبی کریم ﷺ کی عادت کریمہ تھی کہ رفع حاجت کیلئے اتنی دور تشریف لے جاتے کہ کوئی آپ کو نہ دیکھ سکتا، جب ہم ایک

منزل میں اترے جو لق و دق بیابان تھ وہاں کوئی پہاڑ تھا اور نہ کوئی درخت۔ نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا:

اے جابر! آفتابہ میرے ساتھ لے کر چلو۔ میں اٹھا اور آفتابہ میں پانی بھر کر میں اور نبی کریم ﷺ دونوں چل دیے اور ہم اتنی دور نکل آئے کہ کوئی ہمیں نہ دیکھ سکتا تھا۔ اچانک دو درخت نظر آئے جن کے درمیان کئی گز کا فاصلہ تھا۔ نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ان درختوں سے کہو کہ نبی کریم ﷺ حکم دیتے ہیں کہ تم دونوں باہم مل جاؤ کہ نبی کریم ﷺ کیلئے پردہ کا کام دے سکو۔ وہ دونوں درخت باہم مل گئے اور نبی کریم ﷺ نے ان کے پردے میں بیٹھ کر رفع حاجت فرمائی۔ اس کے بعد ہم واپس ہوئے اور سوار ہو کر چل دیے۔ راستہ میں ایک عورت نبی کریم ﷺ کے سامنے آئی جس کی گود میں ایک شیر خوار بچہ تھا۔

اس نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! میرے اس بیٹے کو روزانہ شیطان پکڑ لیتا ہے اور اسے ستاتا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے اللہ کے دشمن! دور ہو جا، میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ یہ کلمہ تین مرتبہ فرمایا۔ اس کے بعد اس بچہ کو دے دیا۔ جب ہم سفر سے واپس آئے تو ہمیں وہی عورت ملی جس کی گود میں بچہ تھا اور اس کے ساتھ دو بھیڑیں تھیں، جنہیں وہ لے کر آ رہی تھی۔

اس نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ! میری طرف سے یہ ہدیہ قبول فرمایئے۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا، وہ شیطان اس بچے کے پاس اس کے بعد سے نہیں آیا۔

اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ان میں سے ایک لے لو اور دوسرے کو واپس کر دو۔ اس کے بعد ہم روانہ ہو گئے۔ راستہ میں ہم نے دیکھا کہ ایک اونٹ بلبلاتا آ رہا ہے جب ہم لوگوں کے سامنے آیا تو اس نے سجدہ کیا۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے پوچھا: اس اونٹ کا مالک کون ہے تو انصار کے جوانوں میں سے ایک جوان نے عرض کیا:

یہ اونٹ ہمارا ہے۔ فرمایا: اس کے احوال کیا ہیں؟ انصاری نے کہا ہم نے اس اونٹ سے بیس سال پانی کھینچا ہے، اب جبکہ یہ بوڑھا ہو گیا ہے تو ہم نے ارادہ کیا ہے کہ اسے ذبح کر دیں تاکہ اپنے بچوں میں اس کا گوشت بانٹ لیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اسے ہمارے ہاتھ فروخت کرتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا: آپ ہی کا ہے۔ فرمایا: اس کے ساتھ اس وقت حسن سلوک کرو جب تک کہ اس کی زندگی ہے۔

﴿دارمی، ابن راہویہ، ابن ابی شیبہ، بیہقی﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ مکہ مکرمہ کے سفر میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے اور صاحب طبرانی رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق یہ سفر غزوہ حنین کا تھا۔ راستہ میں نبی کریم ﷺ رفع حاجت کیلئے تشریف لے گئے لیکن آپ کو کوئی مقام ایسا نہ ملا جہاں پردہ کے ساتھ بیٹھ سکتے۔ اچانک دو درخت نظر آئے۔ اس کے بعد انہوں نے دونوں درختوں کا ذکر اور اونٹ کا ذکر حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی مانند بیان کیا۔

﴿بزار، طبرانی، بیہقی﴾

بسند صحیح حضرت یعلی بن مرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مکہ مکرمہ کے سفر میں، میں نبی کریم ﷺ کے

ساتھ تھا۔ دوران سفر ہم ایک منزل میں تھے۔ وہاں ایک عجیب بات دیکھی کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ان دونوں درختوں کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ نبی کریم ﷺ تم دونوں کو حکم فرماتے ہیں کہ باہم مل جاؤ میں گیا اور میں نے ان دونوں درختوں سے ایسا ہی کہا فوراً درختوں نے جنبش کی اور زمین سے اپنی جڑوں کا نکالا اور دونوں چل کر ایک دوسرے سے مل گئے اور نبی کریم ﷺ نے ان کے پردے میں رفع حاجت کی۔

اس کے بعد فرمایا ان درختوں سے کہہ دو کہ دونوں اپنی اپنی جگہ واپس چلے جائیں۔ میں نے ان سے کہا تو انہوں نے جنبش کی اور ہر ایک اپنی اپنی جگہ جا کے نصب ہو گیا۔ پھر ایک عورت آئی اور اس نے کہا کہ یہ میرا بچہ سات سال سے شیطان کے چنگل میں ہے اور جو روزانہ دو مرتبہ اس کے پاس آتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بچہ کو میرے قریب لاؤ پھر نبی کریم ﷺ نے بچے کے منہ میں لعاب دہن اقدس لگایا اور فرمایا اور دشمن خدا نکل جا، میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب سفر سے واپس آئیں تو ہمیں بتانا کہ اس کا کیا حال ہے؟ چنانچہ ہم سفر سے واپس آئے تو وہ عورت نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور اس نے کہا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو محترم بنایا، جب سے ہم نبی کریم ﷺ کے پاس سے گئے ہیں، اب تک ہم نے اس پر دیوانگی کا کوئی اثر نہ دیکھا۔ پھر ایک اونٹ آیا اور وہ نبی کریم ﷺ کے آگے کھڑا ہو گیا۔ نبی کریم ﷺ نے ملاحظہ فرمایا کہ اس کی دونوں آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔ آپ نے کسی کو اس کے مالک کے پاس بھیجا اور اس سے پوچھا تمہارے اس اونٹ کا کیا قصہ ہے؟ یہ تمہاری شکایت کیوں کرتا ہے؟

انہوں نے کہا کہ ہم اس سے کام لیتے رہے ہیں، اب یہ بوڑھا ہو گیا تو ہم نے کل اس کو ذبح کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اسے ذبح نہ کرو اور اونٹوں میں اسے چھوڑ دو۔

(اس واقعہ کو بیہقی اور ابو نعیم رحمہم اللہ نے ایک اور سند سے روایت کیا ہے کہ یہ اونٹ شکایت کرتا ہے کہ میں نے ان کے یہاں نسل کشی کی اور ان کا کام کیا، یہاں تک کہ میں بوڑھا ہو گیا تو اب یہ مجھے ذبح کرنا چاہتے ہیں۔)

﴿احمد، حاکم، ابن سعد، بیہقی﴾

ایک اونٹ کی شکایت بارگاہ نبوت ﷺ میں:

یعلیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کی تین باتیں دیکھی ہیں، وہ یہ کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے۔ اچانک ایک بوڑھا اونٹ ہمارے سامنے آیا جب نبی کریم ﷺ نے چشم کرم اس پر ڈالی تو وہ بلبلانے لگا اور اپنی پیشانی سجدے میں زمین پر رکھ دی۔ نبی کریم ﷺ نے اس کے مالک کو بلایا اور فرمایا یہ اونٹ کام کی زیادتی اور چارے کی کمی کی شکایت کرتا ہے، لہٰذا تم اس کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو۔ پھر ہم روانہ ہوئے اور ایک منزل میں قیام کیا۔ نبی کریم ﷺ محو استراحت ہوئے تو ایک درخت زمین کو چیرتا ہوا آیا اور اس نے اپنی شاخوں میں نبی کریم ﷺ کو چھپا لیا پھر وہ درخت اپنی جگہ واپس چلا گیا، جب نبی کریم ﷺ بیدار ہوئے تو میں نے درخت کے آنے جانے کا نبی کریم ﷺ سے ذکر کیا۔ آپ نے

فرمایا: یہ وہ درخت تھا جس نے اپنے رب سے میرے حضور آکر اسلام عرض کرنے کی اجازت چاہی تھی۔

اس کے بعد راوی نے بچے کے قصہ کو بیان کیا۔

﴿احمد، بیہقی، ابونعیم﴾

درختوں کا ایک دوسرے سے مل جانا:

حضرت غیلان بن سلمہ ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ دوران سفر ہم نے عجیب بات دیکھی کہ ہم ایک ایسی سرزمین میں پہنچے جہاں چھوٹے چھوٹے درخت جدا جدا کھڑے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے غیلان (رضی اللہ عنہ) ان پودوں کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ ایک دوسرے سے مل جائیں۔ میں گیا اور دو پودوں کے درمیان کھڑے ہو کر میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ تم کو حکم دیتے ہیں کہ ایک دوسرے کے ساتھ آکر مل جاؤ تو ہر ایک نے جنبش کی اور جڑیں نکال کر، زمین کو چیرتے ہوئے ایک دوسرے سے آکر مل گئے۔

پھر نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور ان دونوں کے اوٹ میں آپ نے حاجت فرمایا اور اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ سوار ہوئے، وہ درخت اپنی اپنی جگہ نصب ہو گئے اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے ایک اور منزل میں قیام کیا۔ ایک عورت اپنے بیٹے کو لائی اور اس نے کہا:

یارسول اللہ ﷺ! قبیلہ میں کوئی بچہ مجھے اس بچے سے زیادہ محبوب نہیں لیکن اس بچے کو جنون ہو گیا ہے، اب میں اس کی موت کی تمنا کرتی ہوں، آپ اس کیلئے اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے۔

نبی کریم ﷺ نے اس بچے کو اپنے قریب بلایا اور فرمایا: "بسم اللہ وانا رسول اللہ اخرج یا عدو اللہ" یہ فقرہ تین مرتبہ فرمایا۔ پھر فرمایا تم اپنے بچے کو لے جاؤ اب ان شاء اللہ اسے کوئی تکلیف نہ ہوگی، اس کے بعد ہم روانہ ہوئے اور ایک اور منزل میں قیام کیا۔

ایک شخص آیا اس نے کہا کہ یارسول اللہ ﷺ! میرا ایک باغ ہے جس پر میرے اہل خاندان کا گزارہ ہے اور وہاں دو آپ کش اونٹ ہیں جو پاگل ہو گئے ہیں۔ اس وجہ سے میں باغ نہیں جا سکتا اور کوئی ان دونوں کے قریب پہنچنے کی قدرت نہیں پاتا، یہ سن کر حضور نبی کریم ﷺ اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ روانہ ہوئے اور اس باغ میں تشریف لائے، اس کے مالک سے فرمایا: دروازہ کھولو، عرض کیا ان دونوں اونٹوں کا معاملہ دروازہ کھولنے سے زیادہ سخت ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: دروازہ کھول دو، جب دروازہ کھولنے وقت حرکت ہوئی تو وہ دونوں اونٹ اس تیزی سے سامنے آئے جیسے تیز آندھی آتی ہے لیکن جب دروازہ کھلا اور ان اونٹوں کی نظر نبی کریم ﷺ پر پڑی تو دونوں جھک گئے اور سجدہ کیا۔ نبی کریم ﷺ نے دونوں کے سروں کو پکڑا اور ان کے مالکوں کے حوالے کر دیا اور فرمایا ان سے کام لو اور ان کو اچھا چارہ دو۔

یہ دیکھ کر لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! جبکہ چوپائے آپ کو سجدہ کرتے ہیں تو ہم تو اس سے زیادہ آپ کو سجدہ کرنے کے حقدار ہیں؟

فرمایا سجدہ بجز اس وحدہٗ ذات حق کے جسے موت نہیں ہے کسی کیلئے جائز نہیں ہے۔ اس کے بعد ہم واپس آ گئے تو اس بچے کی ماں آئی اور اس نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ وہ بچہ فیض کے دوسرے بچوں کی مانند بالکل ٹھیک ہے۔

﴿ابونعیم، ابن عساکر﴾

ایک گونگا بچہ نبی کریم ﷺ کی نگاہ کرم سے گویا ہوا:

حضرت سلیمان بن عمرو بن احوص رضی اللہ عنہ اپنی والدہ ام جندب رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو جمرۃ العقبہ کے پاس کنکریاں مارتے ہوئے دیکھا ہے اور لوگ بھی کنکریاں مار رہے تھے، جب واپس تشریف لائے تو ایک عورت آئی، اسکے ساتھ اس کا بیٹا بھی تھا، جسے آسیب تھا۔ اس نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ! میرے اس بیٹے پر بلا ہے۔ یہ بات نہیں کرتا۔

نبی کریم ﷺ نے پانی لانے کا حکم فرمایا تو وہ عورت پتھر کے برتن میں پانی لائی، نبی کریم ﷺ نے اسے اپنے دست مبارک میں لے کر اس میں سے پانی دہن اقدس میں لے کر اس میں کلی کر دی پھر اسے دے کر فرمایا ”اس پانی کو پلاؤ اور اس سے اس کا منہ دھلاؤ۔“

حضرت ام جندب رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں اس عورت کے پیچھے گئی اور میں نے کہا کہ اس پانی میں سے تھوڑا سا پانی مجھے دو۔ اس نے کہا کہ اس میں سے لے لو تو میں نے اس میں سے ایک چلو پانی لے کر اپنے بیٹے عبداللہ کو پلایا۔ ماشاء اللہ وہ زندہ رہا اور اس کی زندگی نبی کریم ﷺ کے کرم و احسان سے ہوئی۔ حضرت ام جندب رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے اس عورت سے ملاقات کر کے بچے کا حال پوچھا۔ اس نے کہا کہ وہ لڑکا ایسا تندرست ہے کہ کوئی بچہ اس جیسا اچھا نہیں ہے۔

(ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں ہے کہ وہ تندرست ہو گیا اور ایسا عقل مند ہوا کہ لوگوں میں کوئی اس جیسا عقل مند نہ تھا۔)

﴿احمد، ابن ابی شیبہ، بیہقی، طبرانی، ابونعیم﴾

نبی کریم ﷺ کی رسالت پر ایک بچے کی گواہی:

حضرت معیقیب یمانی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں حجۃ الوداع کے موقع پر حاضر تھا۔ میں مکہ مکرمہ کے ایک گھر میں گیا تو میں نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ وہاں تشریف فرما ہیں۔ وہاں میں نے آپ کی عجیب بات دیکھی کہ آپ کے پاس یمامہ کا ایک شخص ایک بچہ لایا جو اسی دن پیدا ہوا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے اس بچہ سے پوچھا اے بچے! میں کون ہوں؟

بچے نے کہا: آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تو نے سچ کہا کہ اللہ تعالیٰ تیری عمر میں برکت دے۔ اس کے بعد اس بچے نے جوان ہونے تک بات نہ کی۔ اس بنا پر ہم نے اس کا نام ”مبارک الیمامہ“ رکھ دیا۔

﴿بیہقی، ابن عساکر﴾

رکن غربی کا نبی کریم ﷺ سے گفتگو کرنا:

حضرت جعفر بن محمد کوفی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو عبداللہ صادق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جب رکن غربی پہنچے اور اس سے آگے بڑھے تو اس رکن نے آپ سے عرض کیا:

یا رسول اللہ ﷺ! کیا میں آپ کے رب کے گھر کے رکنوں میں ایک رکن نہیں ہوں؟ مجھ میں کیا بات ہے جو آپ نے مجھے بوسہ نہ دیا تو نبی کریم ﷺ اس کے قریب تشریف لے گئے اور فرمایا: اطمینان رکھ تجھ پر سلام ہو، تجھے محروم نہ رکھا جائے گا۔

﴿ابن نجار﴾

کتاب اللہ اور سنت چھوڑے جا رہا ہوں:

حضرت عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حجۃ الوداع میں لوگوں سے ارشاد فرمایا:

اے لوگو! میں جو تمہیں حکم دے رہا ہوں وہ کرو۔ کیونکہ مجھے توقع نہیں ہے کہ اس سال کے بعد اس موقف میں میں تم سے ملاقات کروں۔ اے لوگو! میری بات غور سے سنو، میں تم میں وہ چیز چھوڑ رہا ہوں کہ اگر تم نے اسے مضبوطی سے تھاما تو ہرگز تم گمراہ نہ ہو گے۔ وہ کتاب اللہ اور میری سنت ہے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو قربانی کے دن جمرہ پر اپنی سواری پر سوار کنکریاں مارتے دیکھا ہے اور آپ فرما رہے تھے کہ مجھ سے اپنے حج کے مسائل سیکھ لو کیونکہ مجھے توقع نہیں ہے کہ اس حج کے بعد میں حج کروں۔

﴿مسلم﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ اس حج میں جس میں آپ نے حج کیا۔ قربانی کے دن کھڑے ہوئے اور لوگوں سے فرمایا: یہ کون سا دن ہے۔ (راوی نے حدیث پوری بیان کرتے ہوئے کہا کہ) میں نے تمہیں خدا کا حکم پہنچا دیا؟ سب نے عرض کیا: ہاں! یا رسول اللہ ﷺ۔ فرمایا: اے اللہ! تو گواہ رہ۔ اس کے بعد لوگوں کو رخصت فرمایا۔ اس بنا پر لوگوں نے کہا کہ یہ حجۃ الوداع تھا۔

﴿ابن سعد﴾

سوالات بتائے بغیر نبی کریم ﷺ نے جوابات ارشاد فرما دیئے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں مسجد خیف (منیٰ) میں نبی کریم ﷺ کے حضور میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک انصاری اور ایک ثقفی شخص آیا اور ان دونوں نے عرض کی۔ یا رسول اللہ ﷺ! ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر تم چاہو تو جو کچھ تم مجھ سے پوچھنا چاہتے ہو میں اس کا جواب پہلے ہی

دوں تو میں جواب دیتا ہوں اور اگر تم چاہو کہ تم سوال کرو اور میں جواب دیتا جاؤں تو یہ کر لو۔

دونوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ ہی ارشاد فرمائیں اور ہمارے ایمان میں اضافہ فرمائیں پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ثقفی سے فرمایا۔ تم اپنی رات کی نماز، اپنے رکوع، اپنے سجود، اپنے روزے اور اپنے غسل جنابت کے بارے میں پوچھنے آئے اور انصاری سے فرمایا تم اپنے گھر سے نکل کر خانہ کعبہ کی طرف آنے اور گھر میں اپنے مال کے بارے میں اور عرفات میں ٹھہرنے کے بارے میں اور اپنا سر منڈانے، خانہ کعبہ کا طواف کرنے اور رمی جمار کرنے کے بارے میں پوچھنے آئے ہو۔ دونوں نے عرض کیا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ ہم ان ہی باتوں کو دریافت کرنے کی غرض سے آئے تھے۔

✿ (حضرت ابن عمر ؓ کی حدیث سے بھی اس کی مانند مروی ہے جو آگے آ رہی ہے۔)

﴿بیہقی، ابو نعیم﴾

سند صحیح حضرت عبداللہ بن قرط ؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پانچ یا چھ قربانی کے جانور لائے گئے تو وہ جانور ایک دوسرے کو دھکیل کر نبی کریم ﷺ کے قریب ہوتے تھے کہ سب سے پہلے قربانی کی ابتدا اس سے کریں۔

﴿طبرانی، ابو نعیم﴾

وصال کی خبر:

عاصم بن حمید سکونی ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل ؓ کو یمن کی طرف بھیجا اور نبی کریم ﷺ ان کے ساتھ نصیحت و وصیت فرماتے ہوئے باہر تشریف لائے جب اس سے فارغ ہوئے تو فرمایا:

اے معاذ (ؓ)! شاید کہ تم اس سال کے بعد مجھ سے نہ ملو اور شاید کہ تم میری مسجد اور میری قبر انور پر حاضر ہو۔ یہ سن کر حضرت معاذ ؓ نے رونے لگے۔

✿ (اس روایت کو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے دوسری سند کے ساتھ حضرت عاصم ؓ سے متصل روایت کیا ہے۔)

﴿احمد، بیہقی﴾

زہری رحمۃ اللہ علیہ ابن کعب بن مالک ؓ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ جب حج سے فارغ ہوئے تو حضرت معاذ ؓ کو یمن کی طرف روانہ فرمایا اور وہ یمن سے حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے پاس اس وقت آئے جبکہ رسول اللہ ﷺ رحلت فرما چکے تھے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کا زندہ ہونا اور ایمان لانا:

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ایسی سند کے ساتھ جس میں کئی مجہول راوی ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ

عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں حجۃ الوداع کا حج کرایا اور میرے ساتھ آپ عقبۃ الحجون تشریف لے گئے۔ اس وقت آپ رو رہے تھے اور محزون و مغموم تھے، جب وہاں سے واپس تشریف لائے تو آپ خوش تھے اور تبسم فرما رہے تھے۔ میں نے آپ سے اس کی بابت استفسار کیا تو فرمایا میں اپنی والدہ ماجدہ کی قبر پر گیا تھا اور میں نے اللہ تعالیٰ سے استدعا کی تھی کہ انہیں زندہ کردے، چنانچہ وہ مجھ پر ایمان لائیں اور اللہ تعالیٰ نے انہیں پھر موت دیدی۔

انگشتہائے مبارک سے پانی کا نکلنا:

حضور نبی کریم ﷺ کی انگشت ہائے مبارک سے پانی کا جاری ہونا آپ کی برکت سے پانی کا زیادہ ہونا اور متعدد بار اسکا واقع ہونا۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ اپنے آپ کو اس حال میں دیکھا کہ نماز عصر کا وقت آگیا اور ہمارے پاس پانی موجود نہ تھا۔ بجز اس بچے ہوئے پانی کے جو برتن میں تھا تو میں اس پانی کو لے کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آیا۔ آپ نے اس برتن میں اپنا دست مبارک داخل کیا اور اپنی انگلیوں کو کھول دیا اور فرمایا تم لوگ وضو کیلئے آؤ، برکت اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے چنانچہ لوگوں نے وضو کیا اور اسے پیا اور ہم چودہ سو آدمی تھے۔

﴿بخاری﴾

اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو اس حال میں دیکھا کہ نماز عصر کا وقت قریب آگیا اور لوگ پانی کی تلاش کر رہے تھے مگر پانی کہیں نہ پاتے تھے تو آپ کے پاس برتن میں پانی لایا گیا اور آپ نے اپنا دست اقدس اس برتن میں رکھ دیا اور لوگوں کو حکم دیا کہ اس سے وضو کریں تو میں نے دیکھا کہ پانی آپ کی انگلیوں کی گھائیوں سے جوش مار رہا تھا اور تمام لوگوں نے وضو کیا اور سب سے آخر میں، میں نے وضو کیا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ثابت رضی اللہ عنہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے پانی طلب فرمایا اور کچھ پانی کشادہ برتن میں لایا گیا۔ آپ نے اپنی انگشت ہائے مبارک کو اس برتن میں رکھ دیا اور میں دیکھ رہا تھا کہ پانی آپ کی انگلیوں کی گھائیوں سے نکل رہا تھا اور لوگ وضو کر رہے تھے، جن لوگوں نے اس پانی سے وضو کیا ہے میں نے ان کی تعداد ستر سے اسی (۸۰) تک گنی ہے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ثابت رضی اللہ عنہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ قبا شریف تشریف لائے، وہاں کے گھروں میں سے کسی گھر سے چھوٹا سا پیالہ آیا۔ نبی کریم ﷺ نے اپنا دست مبارک اس میں داخل کیا مگر پیالے میں وسعت نہ تھی، تو آپ نے صرف چار انگلیاں اس میں داخل کیں اور انگوٹھا کے اس میں داخل ہونے کی گنجائش نہ تھی۔ اسکے بعد لوگوں سے فرمایا آؤ پانی پی لو۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں دیکھ رہا تھا کہ آپ کی انگلیوں کی گھاٹیوں سے پانی جوش مار رہا تھا، تمام لوگ پیالے کے گرد آئے اور ان سب نے اس کا پانی خوب سیر ہو کر پیا۔

﴿بیہقی﴾

حمید رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ نماز کا وقت آیا تو لوگ اٹھ کر اپنے اپنے قریبی مکانوں میں وضو کرنے چلے گئے مگر بہت سے لوگ باقی رہ گئے تو لوگ پتھر کا برتن نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لائے جس کا نام مخضب ہے۔ اس میں پانی تھا۔ وہ مخضب اتنا چھوٹا تھا کہ آپ دست مبارک اس میں کشادہ نہ فرما سکے۔ اس کے بعد تمام لوگوں نے اس پانی سے وضو کیا۔

ہم نے پوچھا وہ کتنے لوگ تھے؟ انہوں نے بتایا کہ کچھ اوپر اسی تھے۔

(بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کی مانند حسن رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے روایت کی ہے۔)

﴿بخاری﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایتیں مشابہ ہیں۔ ممکن ہے کہ تمام روایتیں ایک ہی واقعہ کی ہوں اور وہ واقعہ اس وقت کا ہے جب نبی کریم ﷺ قبا تشریف لے گئے تھے اور حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کی روایت حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اس کے مشابہ ہے۔ ممکن ہے وہ خبر دوسرے واقعہ کی ہو۔

﴿بیہقی﴾

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اور آپ کے اصحاب مقام زوراء میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے ایک پیالہ میں پانی طلب فرمایا اور اپنا دست اقدس اس میں رکھا تو پانی آپ کی انگلیوں کے درمیان اور کناروں سے جوش مارنے لگا اور تمام اصحاب نے وضو کیا۔ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا تم کتنے حضرات تھے؟ انہوں نے فرمایا: تقریباً تین سو تھے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

لعاب دہن کی برکت سے کنوئیں کا پانی کبھی ختم نہ ہوا!

یحییٰ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے قبا شریف کے کنوئیں کے بارے میں کسی نے پوچھا۔ انہوں نے کہا کہ وہ کنواں اتنا تھا کہ ایک آدمی اس کا پانی نکال کر اپنے گدھے پر لاد کر لے جاتا تھا اور اس کنوئیں کا پانی ختم ہو جاتا تھا تو نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور ایک ڈول پانی نکالنے کا حکم دیا۔ پھر نبی کریم ﷺ نے اس پانی سے وضو کیا یا پانی میں لعاب دہن ڈالا اور حکم دیا کہ اس پانی کو کنوئیں میں ڈالا جائے اس کے بعد اس کنوئیں کا پانی کبھی نہ ختم ہوا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت زیاد بن حارث صدائی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک سفر میں تھے اور آپ نے طلوع فجر کے وقت نزول فرمایا۔ رفع حاجت کے بعد میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا اے صداء کے بھائی کیا پانی ہے؟ میں نے عرض کیا نہیں۔ البتہ تھوڑا سا پانی ہے۔ وہ پانی آپ کو کفایت نہ کرے گا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس پانی کو ایک برتن میں کر لو اور اس برتن کو میرے پاس لے آؤ۔ پھر نبی

کریم ﷺ نے اپنا دست مبارک پانی میں رکھا۔ میں نے دیکھا کہ آپ کی انگلیوں کے درمیان سے پانی چشمہ کی مانند جوش مار رہا تھا۔

آپ نے فرمایا: میرے صحابہ کو آواز دو کہ جسے پانی کی ضرورت ہو آکر لے لے۔ تو میں نے آواز دی تو ان میں سے جس کو ضرورت تھی، پانی لے لیا۔

اس وقت ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ہمارا ایک کنواں ہے، جب سردی کا موسم ہوتا ہے تو اس کا پانی کم ہو جاتا ہے اور ہم قرب وجوار کے کنوؤں پر پھیل جاتے ہیں چونکہ اب ہم مسلمان ہو گئے ہیں اور ہمارے قرب وجوار کے لوگ ہمارے دشمن بن چکے ہیں تو آپ اللہ تعالیٰ سے ہمارے کنوئیں کے بارے میں دعا کیجئے تاکہ اس کا پانی وافر ہو جائے اور ہم اسی پر مجتمع رہیں کہیں اور نہ جانا پڑے۔ نبی کریم ﷺ نے سات کنکریاں منگائیں اور کنکریوں کو اپنے دست اقدس میں اور ان پر دعا پڑھی تو پھر فرمایا ان کنکریوں کو لے جاؤ۔ جب تم کنوئیں پر پہنچو تو ایک ایک کر کے یہ کنکریاں اس میں ڈال دو اور اللہ تعالیٰ کا نام لیتے رہو۔ حضرت صدائی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جیسا نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہم نے ویسا ہی کیا اس کے بعد ہم میں طاقت نہ رہی کہ اس کنوئیں کی گہرائی کو دیکھ سکیں۔

﴿مسند حارث بن ابی اسامہ، بیہقی، ابو نعیم﴾

کنیسہ کی بجائے مسجد بنانے کا حکم:

حضرت طلق بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم سفیر بن کے بارگاہ سرور کونین ﷺ میں حاضر ہوئے اور ہم نے اپنی سرزمین کے کنیسہ کے بارے میں حضور نبی کریم ﷺ نے عرض کیا اور ہم نے خواہش کی کہ ہمیں اپنا بچا ہوا پانی عنایت فرمائیں۔ نبی کریم ﷺ نے پانی طلب فرمایا اور دہن اقدس میں پانی لے کر ہمارے مشکیزہ میں اس پانی کی کلی فرما دی اور فرمایا: اس پانی کو لے جاؤ جب تم اپنے علاقے میں پہنچو تو اپنے کنیسہ کو توڑ دینا اور اس جگہ میں اس پانی کو چھڑک دینا اور اس جگہ مسجد بنا لینا۔ ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! گرمی شدید ہے اور ہمارا شہر دور ہے، پانی خشک ہو جائے گا۔

فرمایا: اسے اور پانی سے مدد دیتے رہو، وہ اس کی پاکیزگی اور برکت کو ہی زیادہ کرے گا، پھر ہم میں اس مشکیزہ کو لے کر جانے میں جھگڑا ہوا کہ کون اسے اٹھا کر لے جائے تو ہم نے ہر مرد کی باری مقرر کر دی کہ ایک دن ایک لے کر چلتا تو دوسرے دن دوسرا شخص۔ جب ہم اپنے شہر میں پہنچے تو ہم نے ایسا ہی کیا جیسا کہ ہمیں حکم دیا گیا تھا، ہمارے کنیسہ کا راہب "بنو طے" کا شخص تھا، ہم نے نماز کیلئے اذان دی تو وہ راہب سن کر کہنے لگا یہ حق کی دعوت ہے پھر وہ بھاگ گیا اس کے بعد ہم نے اسے نہ دیکھا۔

﴿ابن ابی شیبہ، ابن سعد، بیہقی، ابو نعیم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے ایک دن صبح کی تو لشکر میں پانی نہ تھا۔ اس پر ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ لشکر میں پانی نہیں ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تمہارے پاس تھوڑا سا پانی بھی ہے؟ اس نے کہا: ہاں! تو وہ برتن لایا گیا

جس میں تھوڑا سا پانی تھا۔

تو نبی کریم ﷺ نے برتن کے دہانہ میں اپنی انگلیاں کھول دیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ آپ کی انگلیوں کے درمیان سے چشمہ پھوٹ رہا ہے اور نبی کریم ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ لوگوں میں اعلان کر دیں کہ برکت والا پانی لے لیں۔

﴿احمد، بیہقی، بزار، طبرانی، ابونعیم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان سے پانی طلب فرمایا۔ انہوں نے عرض کیا: پانی نہیں ہے۔ اللہ کی قسم! میں نے پانی نہ پایا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مشکیزہ ہے؟ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے مشکیزہ لا کر پیش کیا۔ نبی کریم ﷺ نے اپنا دست اقدس اس میں پھیلا دیا اور آپ کے دست اقدس کے نیچے سے پانی کا چشمہ جاری ہو گیا۔ حضرت مسعود رضی اللہ عنہ پانی پی رہے تھے اور ان کے سوا اصحاب وضو کر رہے تھے۔

﴿دارمی، ابونعیم﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ تم لوگ نشانیوں کو عذاب گردانتے ہو اور ہم نبی کریم ﷺ کے عہد مبارک میں ان نشانیوں کو برکت شمار کرتے تھے۔ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ کھانا کھاتے تو ہم کھانے کی تسبیح سنا کرتے اور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں برتن لایا جاتا تو آپ کی انگلیوں کے درمیان سے پانی کا چشمہ جاری ہو جاتا تھا اور نبی کریم ﷺ فرماتے کہ برکت والے پانی کو آ کر لے لو اور یہ برکت اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے۔ یہاں تک کہ ہم سب وضو کر لیا کرتے تھے۔

﴿بخاری﴾

ابو یعلی الانصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے۔ ہمیں پیاس نے بے چین کیا تو ہم نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: نبی کریم ﷺ نے حکم دیا کہ گڑھا کھودا جائے تو میں نے گڑھا کھودا اور اس گڑھے پر چمڑا ڈال دیا اور اس چمڑے پر نبی کریم ﷺ نے اپنا دست مبارک رکھ کر فرمایا جس کے پاس پانی ہو وہ پانی لائے پھر مشکیزے والے نے پانی کو نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی انگلیوں کے درمیان سے ابلتا ہوا دیکھا۔ یہاں تک کہ تمام لوگ سیراب ہو گئے اور اپنی سواری کے جانوروں کو ان سب نے پلایا۔

﴿طبرانی، ابونعیم﴾

قاسم بن عبداللہ بن ابورافع اپنے والد اور دادا سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ وہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے۔ آخر شب میں قیام فرمایا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہر شخص اپنے مشکیزے میں پانی تلاش کرے تو کسی کے پاس سے پانی نہ نکلا۔ بجز ایک شخص کے۔ نبی کریم ﷺ نے اس پانی کو برتن میں لوٹا اور فرمایا تم سب وضو کرو، اس وقت میں نے پانی کی طرف دیکھا نبی کریم ﷺ کی انگلیوں کے درمیان سے وہ جوش مار رہا تھا۔ یہاں تک کہ تمام لشکر نے پانی پیا، اسکے بعد نبی کریم ﷺ نے اپنا دست

مبارک اٹھایا تو اس میں اتنا ہی پانی موجود تھا جتنا پہلی مرتبہ مشکیزے سے ڈالا گیا تھا۔
﴿ابونعیم﴾

ایک کوزہ سے تمام لشکر سیراب ہوگیا:

عبدالرحمن بن ابو عمرو انصاری رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی۔ کہا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ غزوہ میں تھے۔ لشکر اسلام کو پیاس نے بے چین کیا تو نبی کریم ﷺ نے کوزہ طلب فرمایا اور اسے اپنے سامنے رکھا۔ پھر پانی طلب فرمایا اور اسے اس کوزہ میں بھرا۔ پھر نبی کریم ﷺ نے جو خدا نے چاہا دعا پڑھی۔ اس کے بعد اپنی چھنگلیا کو اس میں ڈبو دیا۔
راوی نے کہا کہ میں خدا کی قسم سے کہتا ہوں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کی انگلیوں کے درمیان سے چشمے اٹھتے دیکھے۔ پھر فرمایا: "اشهد ان لا اله الا الله و ان محمد عبده و رسوله" ان دونوں کلموں کے ساتھ قیامت کے دن جو بھی اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے گا، اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا۔
﴿ابونعیم﴾

یہ سقیا ہے:

خدیج بن سدرہ بن علی سلمی رضی اللہ عنہ جو اہل قبا سے ہیں۔ انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے ان کے دادا سے روایت کی کہا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے اور ہم نے قاحہ میں نزول کیا۔ یہ وہ جگہ ہے جسے آج سقیا کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ اس منزل میں پانی نہ تھا۔ نبی کریم ﷺ نے قاحہ سے ایک میل کے فاصلے پر بنی غفار کے چشمہ پر بھیجا اور نبی کریم ﷺ "صدر وادی" میں اتر گئے اور بعض اصحاب بطن وادی میں لیٹ گئے اور وہ اپنے ہاتھ سے کنکریاں ہٹانے لگے تو ان کا ہاتھ تر ہوگیا۔ پھر وہ بیٹھ گئے، اور کھرا کرنا شروع کر دیا اور اس کے اوپر پانی اٹھنے لگا۔ پھر اس کی اطلاع نبی کریم ﷺ کو دی اور خوب پیا اور تمام صحابہ کو پلایا، یہاں تک کہ سب سیراب ہوگئے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ سقیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں سیراب کیا ہے۔ اس کے بعد اس کا نام سقیا ہوگیا۔
﴿ابونعیم اصحابہ﴾

حسنین کریمین لسان نبوت سے سیراب:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ باہر نکلے، ابھی راستہ میں ہی تھے کہ حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما کی آواز سنی کہ وہ رو رہے تھے۔ آپ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: میرے یہ فرزند کیوں رو رہے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ یہ پیاسے ہیں۔ اس پر آپ ﷺ نے لوگوں سے دریافت کیا کہ تم میں سے کسی کے پاس پانی ہے تو کسی کے پاس ایک قطرہ پانی نہ تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
اپنی چادر کے نیچے سے انہیں مجھے دو۔ پھر نبی کریم ﷺ نے ان کو لے کر اپنے سینے سے چپٹا لیا۔ حالانکہ وہ رو رہے تھے خاموش نہیں ہوتے تھے، پھر آپ ﷺ نے اپنی زبان مبارک ان کے منہ میں دی،

رونے پڑے گئے، یہاں تک کہ وہ سیراب ہو کر خاموش ہو گئے اور ان کے رونے کی آواز سنائی نہ دی اور دوسرے صاحبزادے برابر روئے جا رہے تھے جیسے پہلے صاحبزادے رو رہے تھے، خاموش نہیں ہوتے تھے۔ پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اب دوسرے صاحبزادے کو مجھے دے دو اور آپ نے انہیں لے کر ایسا ہی کیا یہاں تک کہ دونوں خاموش ہو گئے اور دونوں نے رونا بند کر دیا۔

﴿طبرانی، ابن عساکر﴾

ایک چھاگل سے تمام لشکر سیراب ہو گیا اور اپنے برتن بھر لیے

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے صحابہ کرام نے نبی کریم ﷺ سے پیاس کی شکایت کی۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اور ایک شخص کو بلایا اور فرمایا: تم دونوں جاؤ اور میرے لیے پانی تلاش کر کے لاؤ تو وہ دونوں گئے اور انہیں ایک عورت ملی جو اپنے اونٹ کی جانب چھاگلوں میں پانی بھر کے لا رہی تھی۔ ان دونوں نے پوچھا پانی کہاں ہے؟

اس نے کہا کل میں اس وقت پانی پر تھی۔ (یعنی یہاں سے ایک دن رات کی مسافت پر ہے۔)

پھر یہ دونوں اس عورت کو نبی کریم ﷺ کے پاس لائے اور نبی کریم ﷺ نے برتن طلب فرمایا اور دونوں چھاگلوں کے دہانے کھول کر دہن اقدس میں پانی لیا اور اس پانی سے دونوں چھاگلوں میں کلی کر کے دونوں چھاگلوں کے دہانوں کو باندھ دیا اور چھاگل کے نچلے حصہ کے دہانے کو کھول دیا اور لوگوں کو آواز دی کہ پانی پی لیں اور بھر لیں تو جس نے چاہا پیا اور جتنا چاہا بھر لیا، وہ عورت کھڑی دیکھتی رہی اس کے پانی کے ساتھ آپ کیا کرتے ہیں۔ خدا کی قسم! ہر ایک چھاگل سے پانی لے لیا گیا اور ہم خیال کرتے رہے کہ وہ چھاگل پہلے سے زیادہ بھری ہے جتنا کہ پانی لینے سے پہلے بھری ہوئی تھی۔

اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا: اس عورت کیلئے کھانے کی چیزیں جمع کرو تو صحابہ کرام نے کھجوریں، آٹا اور ستو اتنا جمع کیا کہ وہ اس کے پاس بہت وافر ہو گیا۔ پھر نبی کریم ﷺ نے اس عورت سے فرمایا: تم جانتی ہی ہو کہ ہم نے تمہارا پانی قطرہ بھر کم نہیں کیا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے ہی ہمیں سیراب کیا ہے۔ پھر وہ عورت اپنے گھر چلی گئی چونکہ اس عورت کو دیر ہو گئی تھی، اس لیے اس کے گھر والوں نے پوچھا: اے فلانی! تجھے کیسے دیر ہو گئی؟

اس عورت نے کہا کہ میں نے عجیب بات دیکھی ہے، وہ یہ کہ راستے میں مجھے دو آدمی ملے اور وہ دونوں مجھے اس شخص کے پاس لے گئے جسے لوگ صابی کہتے ہیں اور انہوں نے میرے پانی کے ساتھ ایسا ایسا کیا، جو واقعہ گزرا اسے بیان کیا۔ خدا کی قسم! وہ شخص اس کے اور اس کے درمیان جو ساحر ہے اور اس عورت نے انگوٹھے اور ان کے برابر کی انگلی کو آسمان کی طرف اٹھا کر یہ بات کہی، پھر کہا کہ وہ شخص یقیناً خدا تعالیٰ کا رسول برحق ہے۔

راوی کا کہنا ہے کہ مسلمانوں نے اس کے بعد اس کے گرد و نواح کے مشرکوں پر تخت و تاراج

کیا مگر ان لوگوں سے کوئی تعرض نہ کیا، جن میں وہ عورت تھی اور جہاں وہ پانی لینے جمع ہوتے تھے۔ اس عورت نے ایک دن اپنی قوم سے کہا کہ میں دیکھ رہی ہوں کہ یہ مسلمان تم لوگوں کو قصداً چھوڑ دیتے ہیں اور تم سے تعرض نہیں کرتے تو کیا تم لوگوں کو قبول اسلام کی رغبت ہے؟ ان سب نے اس عورت کی بات مان لی اور وہ سب اسلام میں داخل ہو گئے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رات میں سفر کر رہے تھے۔ راوی نے کہا کہ مسلمانوں کو شدید پیاس لاحق ہوئی اور دو شخص صحابہ میں آئے۔ راوی نے کہا کہ میرا گمان ہے کہ وہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ تھے یا ان کے سوا کوئی اور ہوں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم ایک عورت کو فلاں جگہ اور فلاں مقام پر پاؤ گے اور وہ عورت اس قسم کی ہے اور اس کے ساتھ اونٹ ہوگا اور پانی کی دو چھاگلیں لٹکی ہوں گی تم دونوں اسے میرے پاس لاؤ، چنانچہ ان دونوں نے اس عورت کو اپنے اونٹ پر دونوں چھاگلوں کے درمیان بیٹھا پایا اور انہوں نے اس سے کہا کہ نبی کریم ﷺ تمہیں بلاتے ہیں۔

اس عورت نے پوچھا کون رسول ﷺ؟ کیا وہ صابی شخص؟ دونوں نے کہا کہ وہی جن کو تم اس طرح کہتی ہو حالانکہ اللہ تعالیٰ کے برحق رسول ہیں۔ تو وہ اسے اپنے ساتھ لائے۔ نبی کریم ﷺ نے حکم دیا کہ ان چھاگلوں کا پانی ایک برتن میں کر دیا جائے۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے جو خدا نے چاہا پڑھا، پھر اس پانی کو دونوں مشکیزوں میں بھر دیا گیا، اس کے بعد ان مشکیزوں کی نچلی جانب کے چھوٹے دھانے کو کھولنے کا حکم دیا تو اسے کھولا گیا پھر لوگوں نے حکم دیا کہ اپنے برتنوں کو بھر لیں اور سیراب ہو کر پی لیں تو اس وقت کوئی برتن اور کوئی مشکیزہ باقی نہ رہا، جسے نہ بھر لیا گیا ہو۔ حضرت عمران رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرا خیال ہے کہ وہ دونوں مشکیزے پہلے سے زیادہ بھرے ہوئے معلوم ہوتے تھے۔

حضرت عمران رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے اس عورت کو کپڑا بچھانے کا حکم دیا، اس کے بعد صحابہ کو توشہ جمع کرنے کا حکم دیا تو صحابہ نے اس کیلئے اتنا توشہ جمع کر دیا کہ اس کا کپڑا بھر گیا، پھر نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا: اسے لے جاؤ کیونکہ ہم نے تمہارے پانی کا ایک قطرہ نہیں لیا ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ نے ہی ہمیں سیراب کیا ہے، جب وہ عورت اپنے گھر پہنچی تو اس نے اپنی قوم کو بتایا میں جس کے پاس سے آرہی ہوں وہ یا تو لوگوں میں سے سب سے بڑا ساحر ہے یا وہ یقیناً اللہ تعالیٰ کا رسول برحق ہے پھر اس قبیلہ کا سردار آیا یہاں تک کہ وہ سب کے سب مسلمان ہو گئے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ ستر سواروں کے ساتھ روانہ ہوئے اور اپنے صحابہ کے ساتھ رات میں سفر جاری رکھا، اور صبح کے وقت قیام فرمایا۔ نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ سو گئے، یہاں تک کہ آفتاب طلوع ہو گیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیدار ہوئے تو دیکھا

کہ آفتاب طلوع ہو چکا ہے اور تسبیح وتکبیر کہتے اٹھ بیٹھے اور آپ نے ناپسند جانا کہ نبی کریم ﷺ کو بیدار کیا جائے یہاں تک کہ فاروق اعظم عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیدار ہو گئے پھر ایک اور صحابی بیدار ہوئے جو بلند آواز تھے اور انہوں نے خوب بلند آواز سے تسبیح وتکبیر کہی یہاں تک کہ ہم اور نبی کریم ﷺ بیدار ہوئے، اس وقت ایک صحابی نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ہم سب کی نماز فوت ہو گئی۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم سے نماز فوت نہیں ہوئی۔ اسکے بعد نبی کریم ﷺ نے سوار ہونے کا حکم فرمایا اور وہ سب پر وقار طریقے پر روانہ ہوئے پھر نبی کریم ﷺ نے نزول فرمایا اور آپ کے ساتھ صحابہ بھی سواریوں سے اتر گئے، اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے فرمایا: پانی لاؤ تو صحابہ چند گھونٹ پانی لائے، جو آفتابہ میں تھا۔ نبی کریم ﷺ نے اس پانی کو ایک برتن میں ڈالا پھر اس پانی میں اپنا دست اقدس ڈالا اور اپنے صحابہ سے کہا کہ وضو کرلو تو تقریباً ستر آدمیوں نے وضو کیا، پھر نبی کریم ﷺ نے نماز کیلئے اذان دینے کا حکم دیا اور اذان کہی گئی اور نبی کریم ﷺ نے نماز پڑھائی، جب نبی کریم ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو ملاحظہ فرمایا کہ آپ کا ایک صحابی کھڑا ہے، جب نبی کریم ﷺ نے اسے ملاحظہ فرمایا تو اس سے پوچھا کیا وجہ ہے کہ تم نے نماز نہیں پڑھی؟

اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں جنبی ہو گیا ہوں، فرمایا: پاک مٹی سے تیمم کرلو تو نماز پڑھ لو اور جس وقت تمہیں پانی مل جائے تو غسل کر لینا، پھر جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھ چند صحابہ کرام کو پانی تلاش کرنے کیلئے روانہ فرمایا تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ چند صحابہ کے ساتھ ایک دن اور ایک رات پانی کی تلاش میں رہے پھر انہیں ایک عورت ملی جو اپنی سواری پر دو پکھالوں کے درمیان سوار تھی۔ اس سے پوچھا تم کہاں سے آ رہی ہو؟ اس نے کہا کہ میں یتیموں کیلئے پانی لا رہی ہوں۔ جب اس عورت نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے کہا اور بتایا کہ ایک رات کی مسافت سے زیادہ فاصلے پر پانی ہے تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! اگر ہم پانی کی طرف گئے تو ہمارے وہاں پہنچنے سے پہلے ہی ہمارے جانور ہلاک ہو جائیں گے اور ہم میں سے بھی شاید کوئی ہلاک ہو جائے۔ یہ کہہ کر آپ نے کہا کہ ہم ان پکھالوں کو ہی نبی کریم ﷺ کے پاس لے جاتے ہیں تاکہ آپ ہی اس بارے میں غور فرمائیں، چنانچہ جب علی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی آئے اور ان کے ساتھ ان دو پکھالوں کے درمیان اونٹ پر سوار عورت آئی تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں ہم نے اس عورت کو فلاں جگہ اور فلاں مقام میں پایا ہے۔ میں نے اس عورت سے پانی کے چشمے کے بارے میں پوچھا تو اس نے بتایا کہ ایک دن اور ایک رات کی مسافت کی دوری میں چشمہ ہے۔ اس کے بعد ماسبق حدیث کی مانند بیان کیا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک سفر میں تھے اور آپ رات میں سفر فرما رہے تھے، آخری شب میں سوئے تو اس وقت بیدار ہوئے جب دھوپ پشت پر پڑ رہی

تھی۔ اس وقت نبی کریم ﷺ نے آفتابہ طلب فرمایا جو میرے ساتھ تھا۔ اس میں تھوڑا سا پانی تھا، حضور نبی کریم ﷺ نے اس سے وضو فرمایا۔ اس کے بعد فرمایا: اس بقیہ پانی کو اپنے آفتابہ میں محفوظ رکھنا کیونکہ اس سے ایک معجزہ ظاہر ہوگا پھر نبی کریم ﷺ روانہ ہوئے یہاں تک کہ دن چڑھ گیا تو لوگ کہنے لگے کہ ہم پیاس سے ہلاک ہونے لگے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم ہرگز ہلاک نہ ہوگے پھر فرمایا: سب میرے پیالے کے گرد آجاؤ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے آفتابہ کو طلب فرمایا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے آفتابہ کا بقیہ پانی پیالے میں ڈالا اور حضرت ابوقتادہ ﷺ ان سب کو پلانے لگے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: تم خوب سیر ہو کر پیو، یہاں تک کہ کوئی پانی سے محروم نہ رہا۔

﴿مسلم﴾

حضرت ابوقتادہ ﷺ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ ایک لشکر کے ساتھ روانہ ہوئے، اثنائے راہ میں آپ اپنی کسی حاجت سے لشکر سے پیچھے رہ گئے اور میں بھی نبی کریم ﷺ کے ساتھ آفتابہ کے ساتھ پیچھے رہ گیا۔ جب نبی کریم ﷺ نے قضائے حاجت کی تو میں نے آفتابہ سے وضو کیلئے پانی ڈالا، وضو کرنے کے بعد مجھ سے فرمایا: اس پانی کو حفاظت سے رکھنا ممکن ہے اس بقیہ پانی سے معجزہ ظاہر ہو اور لشکر روانہ ہوگیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر لوگ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہم کی اطاعت کریں گے تو وہ اپنی جانوں کے ساتھ مہربانی و نرمی کریں گے اور اگر ان دونوں کی نافرمانی کی تو وہ اپنی جانوں پر سختی و شدت کریں گے۔

حضرت ابوقتادہ ﷺ نے بیان کیا کہ حضرت ابوبکر و حضرت عمر ﷺ دونوں نے لشکر کو مشورہ دیا کہ کسی چشمے پر پہنچنے سے پہلے قیام نہ کرنا چاہیے مگر لشکریوں نے کہا کہ نہیں بلکہ ٹھہرنا چاہیے، یہاں تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم تشریف لائے تو وہ ٹھہر چکے تھے اور ہم ان سب دوپہر کے وقت آکے ملے اور وہ لوگ پیاس سے بے تاب تھے۔

نبی کریم ﷺ نے مجھے آفتابہ کے ساتھ بلایا اور میں نے آفتابہ آپ کو پیش کیا۔ نبی کریم ﷺ نے آفتابہ کو بغل میں دبا کر صحابہ کو پانی پلایا اور ان سب نے پیا۔ یہاں تک کہ وہ سیراب ہوگئے، اور وضو کر کے اپنے تمام برتنوں میں پانی بھر لیا، یہاں تک کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: کوئی پانی بھرنے والا ہے، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے آفتابہ میرے حوالے کر دیا، اور اس میں پانی اتنا ہی تھا جتنا کہ پہلے موجود تھا اور یہ لشکر بہتر افراد کا تھا۔

﴿بیہقی﴾

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: آفتابہ سے عنقریب معجزہ کا ظہور ہوگا:

حضرت انس ﷺ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مشرکین کی جانب ایک لشکر مرتب فرمایا۔ ان میں حضرت ابوبکر صدیق ﷺ بھی تھے۔ نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: تیزی کے ساتھ سفر کرو

کیونکہ تمہارے اور مشرکوں کے درمیان چشمہ ہے۔ اگر مشرکوں نے اس چشمہ پر سبقت کی تو یہ صورت لوگوں پر شاق ہوگی اور تم اور تمہارے جانور شدید پیاس سے دوچار ہو جائیں گے اور نبی کریم ﷺ آٹھ صحابہ کے ساتھ پیچھے رہ گئے اور میں ان میں نواں تھا۔ نبی کریم ﷺ نے اپنے ہمراہیوں سے فرمایا: کیا تمہارے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ تھوڑی رات آرام کرکے ہم لوگوں سے مل جائیں؟ صحابہ نے عرض کیا: درست ہے تو وہ سب سو گئے اور کسی نے ان کو بیدار نہ کیا مگر آفتاب کی گرمی نے انہیں جگایا۔

اس وقت نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: آگے بڑھ کر اپنی قضائے حاجت کرلو تو انہوں نے ایسا کیا پھر جب وہ واپس آئے تو نبی کریم ﷺ نے پوچھا تم میں سے کسی کے پاس پانی ہے؟ ایک شخص نے عرض کیا میرے پاس آفتابہ ہے۔ فرمایا اسے لے آؤ۔

نبی کریم ﷺ نے آفتابہ لے کر اپنے دست مبارک سے مسح فرمایا اور اس میں دعائے برکت پڑھی اور صحابہ سے فرمایا آؤ وضو کرلو تو وہ سب آئے اور نبی کریم ﷺ نے اس آفتابہ سے فرمایا: تو آفتابہ میں بچے ہوئے پانی کی حفاظت کرنا کیونکہ اس سے عنقریب معجزہ ظاہر ہوگا۔ پھر نبی کریم ﷺ سوار ہو کر لشکر کی جانب چل دیئے اور اپنے صحابہ سے فرمایا تمہارا لشکر کے بارے میں کیا خیال ہے کہ انہوں نے کیا کیا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ہی زیادہ عالم ہے۔

فرمایا: ان میں ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما ہیں اور لوگ ثابت قدم رہیں گے اور مشرکوں نے اس چشمہ پر بڑھ کر قبضہ کر لیا ہے اور لشکر کو شدت کا سامنا ہے اور لشکر والوں کے اونٹوں اور گھوڑوں کو شدید پیاس نے بے تاب کر رکھا ہے۔ جب نبی کریم ﷺ ان کے پاس پہنچے تو آفتابہ والے شخص سے فرمایا: آفتابہ میرے پاس لاؤ تو وہ لے آئے اور اس میں تھوڑا سا پانی تھا، پھر نبی کریم ﷺ نے لشکر سے فرمایا آؤ اور تم سب پانی پی لو اور نبی کریم ﷺ ان کیلئے پانی ڈالنے لگے۔ یہاں تک کہ تمام لوگ سیراب ہو گئے اور ان کے اونٹوں اور گھوڑوں نے پانی پیا اور تمام برتن، مشکیزے اور چھاگلیں ان سب نے بھر لیں، اس کے بعد نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ اور مشرکوں کی طرف بڑھے اور اللہ تعالیٰ نے ہوا بھیجی اور ہوا نے مشرکوں کے مونہوں پر طمانچے مارے اور اللہ تعالیٰ نے اپنی نصرت نازل فرمائی اور مسلمانوں کو ان کی پشت پھیرنے کی طاقت عطا فرمائی اور مسلمانوں نے ان کے ساتھ جنگ کی اور بڑے بڑوں کو قتل کرکے بہت سے مشرکوں کو قید کر لیا اور مسلمانوں نے وافر غنیمت حاصل کی اور نبی کریم ﷺ اور تمام مسلمان صحیح و سالم واپس آئے۔

﴿ابن عدی، ابو یعلیٰ، بیہقی﴾

انگلیوں سے چشمہ جاری:

حبان بن بح رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میری قوم مسلمان ہوگئی تو مجھے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ نے ایک لشکر ترتیب دے کر ان کی طرف روانہ فرمایا ہے۔ اس وقت میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور میں نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: کہ میری قوم اسلام پر ہے کیا وہ مسلمان

ہو گئے ہیں؟ میں نے عرض کیا: ہاں!

حضرت صبان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ اس رات صبح تک رہا اور میں نے نماز فجر کیلئے اذان دی اور جب میں نے صبح کی تو نبی کریم ﷺ نے مجھے برتن دیا اور میں نے اس سے وضو کیا۔ نبی کریم ﷺ برتن میں اپنی انگلیاں رکھے ہوئے تھے، میں نے دیکھا کہ آپ کی انگلیوں سے چشمہ جاری تھا۔ آپ نے فرمایا تم میں جو وضو کرنا چاہے آ کر وضو کر لے۔

﴿بغوی، ابن ابی شیبہ، طبرانی﴾

کھاری پانی شریں بن گیا:

ابن السکن رحمۃ اللہ علیہ نے ہمام بن نفیل سعدی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ہم نے ایک کنواں کھودا ہے مگر اس کا پانی کھاری ہے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مجھے ایک مشکیزہ عنایت فرمایا جس میں پانی تھا اور فرمایا: اس پانی کو اس میں ڈال دینا تو میں نے اس کا پانی کنوئیں میں ڈال دیا تو اس کا پانی یمن کے تمام پانیوں سے زیادہ شیریں ہو گیا۔

افزوائی طعام کے معجزات

کھانے میں برکت:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک دن میں رسول اللہ ﷺ کے دربار میں حاضر ہوا تو آپ اپنے صحابہ میں تشریف فرما تھے اور گفتگو کر رہے تھے اور آپ کے شکم اقدس پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔ میں نے آپ کے کسی صحابی سے پوچھا، نبی کریم ﷺ نے اپنے شکم اقدس پر پٹی کیوں باندھ رکھی ہے؟ صحابہ نے بتایا: بھوک سے۔

پھر میں ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا اور میں نے ان سے یہ بات کہی۔ وہ میری والدہ کے پاس گئے اور ان سے پوچھا کیا کچھ کھانے کی قسم سے ہے؟ انہوں نے کہا ہاں۔ میرے پاس روٹی کا ٹکڑا اور کچھ کھجوریں ہیں اگر نبی کریم ﷺ ہمارے یہاں تنہا تشریف لائیں گے تو اتنا طعام ان کیلئے کفایت کرے گا اور اگر نبی کرم کے ساتھ اور بھی صحابہ آئے تو ان کیلئے کفایت نہ کرے گا۔ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا: اے انس رضی اللہ عنہ! تم جاؤ، اور رسول اللہ ﷺ کے قریب کھڑے رہو، جب نبی کریم ﷺ اٹھیں اور لوگ ان سے علیحدہ ہو کر چلے جائیں تو تم نبی کریم ﷺ کے پیچھے جانا، جب نبی کریم ﷺ اپنے کاشانہ اقدس کے دروازے کے پردے پر کھڑے ہوں تو عرض کرنا کہ میرے والد آپ کو بلا رہے ہیں تو میں نے ایسا ہی کیا اور جب میں نے عرض کیا کہ میرے والد آپ کو بلا رہے ہیں تو نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا:

اے صحابہ! آؤ اس کے بعد میرا ہاتھ تھاما اور اسے دبایا پھر اپنے صحابہ کے ساتھ تشریف لے چلے، یہاں تک کہ جب ہم اپنے گھر کے قریب پہنچے تو نبی کریم ﷺ نے میرا ہاتھ چھوڑ دیا اور میں آنے والوں کی کثرت سے غمگین گھر میں داخل ہوا اور میں نے عرض کیا: اے بابا جان! میں نے نبی کریم ﷺ سے اسی طرح عرض کیا تھا جس طرح آپ نے مجھے تاکید فرمائی تھی مگر نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ کو بلا لیا اور آپ ان سب کے ساتھ تشریف لے آئے، یہ سن کر حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ باہر آئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں نے اس کو صرف آپ کو بلانے کیلئے بھیجا تھا چونکہ میرے پاس اتنا کھانا نہیں ہے کہ جس سے یہ سب شکم سیر ہو سکیں۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا چلو جو کچھ تمہارے پاس ہے اللہ تعالیٰ اس میں برکت دے گا اور نبی کریم ﷺ اندر تشریف لائے اور فرمایا: تمہارے پاس جو کچھ ہے اسے جمع کر کے لاؤ تو ہم جتنی روٹی اور کھجوریں ہمارے پاس تھیں لائے اور ان کو دستر خوان پر رکھ دیا، پھر نبی کریم ﷺ نے ان پر برکت کی دعا فرمائی اور فرمایا: میرے قریب آٹھ آدمی آئیں تو میں نے نبی کریم ﷺ کے پاس آٹھ آدمی بھیجے اور نبی کریم ﷺ نے اپنا دست اقدس کھانے پر رکھ دیا اور فرمایا: بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ تو ان سب نے اپنے آگے سے کھایا یہاں تک کہ وہ شکم سیر ہو گئے۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ مزید آٹھ آدمی میرے پاس لاؤ تو یہ سلسلہ برابر جاری رہا یہاں تک کہ اسی آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچے اور ان سب نے خوب سیر ہو کر کھانا کھایا، اس کے بعد مجھے اور میری والدہ اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا: کھاؤ تو ہم سب نے کھایا، یہاں تک کہ ہم شکم سیر ہو گئے۔ اس کے بعد اپنا دست مبارک اٹھا کر فرمایا:

اے ام سلیم رضی اللہ عنہا! یہ تمہارا کھانا اتنا ہی ہے جتنا تم میرے پاس لائی تھیں، اس پر میری والدہ نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں اگر میں نے ان کو کھاتا ہوا نہ دیکھا ہوتا تو میں کہتی کہ ہمارے کھانے میں انہوں نے کچھ نہیں کھایا ہے۔

{مسلم}

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے ام سلیم رضی اللہ عنہا سے کہا میں نے نبی کریم ﷺ کی نحیف آواز سنی ہے اور میں جانتا ہوں کہ یہ نقاہت بھوک کی وجہ سے ہے تو کیا تمہارے پاس کھانے کی قسم سے کچھ ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں ہے اور انہوں نے چند جو کی روٹیاں نکالیں، اس کے بعد نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے فرمایا: کیا تمہیں ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے بھیجا ہے؟ میں نے عرض کیا: ہاں۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے تمام حاضرین سے فرمایا: اٹھو! میں ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور میں نے اس سے سارا حال بیان کیا۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے ام سلیم رضی اللہ عنہا! رسول اللہ ﷺ تمام حاضرین کے ساتھ تشریف لا رہے ہیں حالانکہ ہمارے پاس اتنا کھانا نہیں ہے کہ ہم سب کو کھلا سکیں۔ انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ زیادہ عالم ہیں۔ غرض کہ نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور فرمایا: اے ام سلیم رضی اللہ عنہا! جو کچھ تمہارے پاس ہے میرے پاس لے آؤ، تو وہ جو کی روٹیاں لائیں اور حضور نبی کریم ﷺ نے ان کو توڑنے کا حکم دیا اور انہوں نے توڑ کر پیالے میں گھی ڈال

کر ملیدہ بنایا۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے اس پر جو خدا نے چاہا دعائے برکت پڑھی۔ پھر فرمایا: میرے پاس دس آدمی آئیں، تو وہ آئے اور انہوں نے خوب شکم سیر ہو کر کھایا۔ جب وہ چلے گئے تو فرمایا: مزید دس آدمی آئیں تو انہوں نے خوب شکم سیر ہو کر کھایا پھر فرمایا: دس آدمی آئیں، اس طرح تمام حاضرین نے خوب شکم سیر ہو کر کھایا اور وہ حضرات ستر یا اسی تھے۔

اور اس روایت کو مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے متعدد سندوں سے روایت کیا ہے اور بعض روایات میں یہ ہے کہ اس کے بعد نبی کریم ﷺ اور اہل خانہ نے کھانا کھایا اور اتنا کھانا بچا کہ انہیں پڑوسیوں میں تقسیم کر دیا گیا اور بعض روایتوں میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "بِسْمِ اللهِ اَللّٰهُمَّ عَظِّمْ فِيهِ الْبَرَكَةَ"

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کا ولیمہ ایک طباق حیس سے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے جب حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا تو مجھ سے میری والدہ نے کہا: اے انس! نبی کریم ﷺ نے عروسی کی حالت میں صبح کی ہے اور میرا خیال ہے کہ نبی کریم ﷺ کے ہاں صبح کا ناشتہ نہیں ہوگا، لہٰذا تم گھی کا ڈبہ اور کھجوریں اٹھا لاؤ تاکہ میں ملا کر حیس تیار کروں پھر کہا: اس حیس (حیس اس کھانے کو کہتے ہیں جو کھجور اور گھی سے تیار ہوتا ہے۔) کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی زوجہ مطہرہ کے پاس لے جاؤ تو میں اسے پتھر کے ایک طباق میں لایا۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اسے حجرے کے ایک کونے میں رکھ دو اور تم جا کر حضرت ابوبکر وعمر اور عثمان وعلی اور دیگر صحابہ کبار کو بلا لاؤ، پھر مسجد میں جتنے موجود ہوں انہیں بلاؤ اور راستے میں جو ملتا جائے انہیں بلاتے لاؤ اور میں کھانے کی کمی اور جن لوگوں کو نبی کریم ﷺ نے بلایا ان کی کثرت پر تعجب کر رہا تھا، یہاں تک کہ گھر اور حجرہ آدمیوں سے بھر گیا۔

پھر فرمایا: اے انس! اسے اٹھا لاؤ تو میں اس طباق کو لایا اور نبی کریم ﷺ نے اس میں تین انگلیاں داخل کیں اور وہ حیس بڑھتا اور اونچا ہوتا جاتا تھا اور لوگ کھا کھا کر نکل کر جاتے رہے یہاں تک کہ وہ سب کے سب فارغ ہو گئے اور طباق میں وہ حیس جوں کا توں باقی رہا۔ فرمایا: اسے ام زینب رضی اللہ عنہا کے آگے رکھ دو۔ حضرت ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا: تمہارے خیال میں وہ کتنے لوگ تھے جنہوں نے اسے کھایا؟ فرمایا: وہ بہتر (۷۲) نفوس تھے۔

﴿ابو نعیم، ابن عساکر﴾

روٹی کے چند ٹکڑوں کے ثرید سے بیس افراد شکم سیر ہو گئے:

حضرت عبدالرحمن بن ابی قیمہ رضی اللہ عنہ واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اصحاب صفہ بیس تھے۔ انہوں نے مجھے نبی کریم ﷺ کے پاس بھیجا ہے اور انہوں نے بھوک کی شکایت کی تو نبی کریم ﷺ نے اپنے کاشانہ اقدس میں تشریف لے گئے اور دریافت فرمایا کہ کچھ کھانے کی قسم ہے۔

انہوں نے کہا: ہاں! ایک ٹکڑا چند ٹکڑے روٹی کے ہیں اور تھوڑا سا دودھ ہے اور وہ آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ نے اسے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے میں کیا پھر ان پر دودھ کو ڈالا اور دست اقدس سے خوب ملا، یہاں تک کہ وہ ثرید کی مانند بن گیا۔ پھر فرمایا: اے واثلہ (رضی اللہ عنہ) میرے پاس اپنے ساتھ کے دس آدمی لے کر آؤ۔ اس کے بعد پھر دس کو لاتا تو میں نے ایسا ہی کیا۔ اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ بسم اللہ پڑھ کر اپنے آگے سے کھاؤ اور اس کے سر کو یعنی درمیان کو خالی رکھو، کیونکہ برکت اس کے اوپر سے آتی ہے اور وہ بڑھتا جاتا ہے میں نے ان کو دیکھا کہ وہ کھاتے جاتے ہیں اور ان کی انگلیاں جو جگہ خالی کرتی ہیں وہ بھرتی جاتی ہیں، یہاں تک کہ وہ سب شکم سیر ہو گئے اور برتن میں کھانا موجود تھا، جو کچھ میں نے دیکھا اس پر میں تعجب کرتا ہوا اٹھا۔

﴿طبرانی، ابونعیم، ابن عساکر﴾

سلیمان ابن حیان رضی اللہ عنہ، حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا: میں اصحاب صفہ میں سے تھا۔ میرے ساتھیوں نے بھوک کی شکایت کی اور انہوں نے کہا: اے واثلہ رضی اللہ عنہ! تم نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو اور ہمارے لیے کھانے کی درخواست کرو چنانچہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور میں نے اپنے ساتھیوں کی بھوک کے بارے میں عرض کیا:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ رضی اللہ عنہا! کیا تمہارے پاس کھانے کی قسم سے کچھ موجود ہے؟ انہوں نے عرض کیا: میرے پاس روٹی کے چند ٹکڑوں کے سوا کچھ نہیں ہے۔ فرمایا: وہی لے آؤ اور آپ نے ایک طباق طلب فرمایا اور ٹکڑوں کو ان طباق میں ڈال کر اپنے دست مبارک سے ثرید بنانے لگے اور وہ بڑھتا جاتا تھا، یہاں تک کہ طباق بھر گیا۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جاؤ اپنے دس ساتھیوں کو لے آؤ اور ان سے فرمایا: بسم اللہ پڑھ کر پیالے کے گوشے سے کھانا شروع کر دو اور اس کے اوپر سے نہ کھانا کیونکہ برکت کھانے کے اوپر سے آتی ہے اور تو ان سب نے شکم سیر ہو کر کھایا اور وہ اٹھ کر چلے گئے۔ طباق میں پہلے یہ جتنا تھا، اس کے بعد اسے اپنے دست اقدس سے درست فرمایا اور وہ بڑھا یہاں تک کہ طباق بھر گیا۔ فرمایا: اپنے ساتھ دس افراد کو لے آؤ اور انہوں نے شکم سیر ہو کر کھایا پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا کوئی کھانے سے رہ گیا ہے؟ میں نے عرض کیا: ہاں دس آدمی ہیں۔ فرمایا: انہیں بھی لے آؤ تو ان سب نے بھی خوب شکم سیر ہو کر کھایا اور وہ اٹھ کر چلے گئے اور طباق میں اتنا ہی کھانا موجود تھا۔ فرمایا: اس طباق کو عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس لے جاؤ۔

﴿طبرانی، ابونعیم﴾

بسند صحیح یزید بن ابی مالک رحمۃ اللہ علیہ، حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم اصحاب صفہ نے تین دن سے کچھ نہیں کھایا تھا۔ میں نے نبی کریم ﷺ سے آ کر یہ عرض کیا: آپ نے دریافت کرایا کچھ کھانے کو ہے؟ باندی نے عرض کیا: ہاں، گھی سے چپڑی ہوئی روٹی کا سوکھا ٹکڑا ہے، آپ نے اسے منگایا اور اپنے دست اقدس سے اس کے ٹکڑے کیے اور فرمایا: جاؤ دس آدمیوں کو بلاؤ

تو میں ان کو بلا کر لایا اور ہم نے خوب شکم سیر ہو کر کھایا اور کھانے کی یہ حالت تھی کہ گویا ہم نے صرف انگلیوں کے نشان ہی ڈالے تھے، پھر فرمایا: میرے پاس دس آدمیوں کو اور بلا لاؤ۔ راوی نے کہا کہ اس طرح میں دس دس آدمیوں کو بلا کر لاتا رہا اور کہا کہ اس کے بعد اتنا ہی کھانا باقی رہا۔

﴿حاکم﴾

ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک دن نبی کریم ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا: کیا کچھ کھانے کو ہے مجھے بھوک لگی ہے۔ میں نے عرض کیا: صرف دو مد آٹا ہے اور کچھ نہیں ہے۔ فرمایا: اسی کو پکاؤ تو میں نے اسے ہانڈی میں ڈال کر پکانا شروع کیا، جب پک گیا تو میں نے عرض کیا پھر نبی کریم ﷺ نے گھی کا برتن طلب فرمایا، اس میں تھوڑا سا گھی تھا۔

نبی کریم ﷺ نے اس کے دونوں کنارے پکڑ کر ہانڈی میں نچوڑا اور اپنا دست اقدس اس پر رکھ دیا پھر فرمایا: اللہ تعالیٰ کا نام لے کر اپنی سب بہنوں کو بلا لاؤ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ جس طرح مجھے بھوک معلوم ہو رہی ہے وہ بھی بھوکی ہیں تو میں ان سب کو بلا لائی اور ہم سب نے کھایا یہاں تک کہ ہم سب شکم سیر ہوگئے۔ اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق ﷺ آئے اور انہیں بلایا۔ پھر حضرت عمر فاروق ﷺ آئے انہیں بھی بلالیا، پھر ایک اور شخص آیا، ان سب نے اسے کھایا یہاں تک کہ وہ شکم سیر ہوگئے اور کھانا ان سے بچ رہا۔

﴿طبرانی اوسط﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ایک اعرابی کی مہمان نوازی فرمائی اور اس کیلئے کچھ کھانا طلب فرمایا مگر خشک ٹکڑے کے سوا حجرے میں کچھ نہ ملا۔ آپ نے اسی کو لے کر ٹکڑے ٹکڑے فرمایا اور ان پر اپنا دست مبارک رکھا اور دعا کی اور فرمایا کھاؤ تو وہ اعرابی کھانے لگا یہاں تک کہ وہ شکم سیر ہوگیا اور وہ کھانا بچ گیا۔ وہ اعرابی آپ کی طرف دیکھتا جاتا تھا وہ کہنے لگا یقیناً آپ مرد صالح ہیں۔

﴿احمد، ابوداؤد، بیہقی، بزار﴾

کھانے کی ایک رکابی سے صبح سے دوپہر تک تمام کھانے والے شکم سیر ہوگئے:

بسند صحیح حضرت سمرہ بن جندب ﷺ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک رکابی لائی گئی جس میں کھانا تھا، لوگ صبح سے دوپہر تک مسلسل آتے جاتے رہے۔ ایک قوم اٹھتی تو دوسری قوم بیٹھ جاتی۔ ایک مرد نے حضرت سمرہ ﷺ سے پوچھا کیا کھانا بڑھتا تھا انہوں نے کہا وہ وہاں سے بڑھتا تھا اور آسمان کی طرف اشارہ کر کے بتایا کہ اسے خدا بڑھاتا تھا۔

﴿دارمی، ابن ابی شیبہ، ترمذی، حاکم، بیہقی، ابونعیم﴾

تھوڑا سا کھانا ایک سو دس افراد نے کھایا:

حضرت ابوایوب ﷺ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا میں نے نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق ﷺ کیلئے کھانا تیار کرایا اور وہ کھانا اتنا ہی تھا کہ وہ ان دونوں ہی کیلئے کفایت کرتا اور میں اسے

لے کر حاضر ہوا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جاؤ اور سرداران انصار میں سے تیس افراد کو میرے پاس بلا کے لاؤ۔ یہ بات مجھ پر شاق گزری اور میں نے اپنے دل میں کہا میرے پاس تو اب کچھ نہیں ہے کہ اسے زیادہ کر سکوں اور میں گویا انجان سا بن گیا۔ نبی کریم ﷺ نے پھر فرمایا: جاؤ میرے پاس اشراف انصار میں سے تیس افراد کو بلا کے لاؤ لہٰذا میں ان کو بلا کر لایا نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: کھاؤ، تو ان سب نے کھایا یہاں تک کہ سب شکم سیر ہو گئے۔ پھر انہوں نے شہادت دی کہ یقیناً آپ اللہ کے رسول ہیں اور جانے سے پہلے سب نے آپ کی بیعت کی، پھر فرمایا: میرے پاس ساٹھ انصاریوں کو لے کر آؤ یہاں تک کہ اس کھانے کو ایک سو اسی انصاریوں نے کھایا۔

﴿بیہقی، طبرانی، ابونعیم﴾

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک سو تیس مسلمان تھے۔ آپ نے فرمایا: تم میں سے کسی کے پاس کھانا ہے؟ ہم نے دیکھا کہ ایک شخص کے پاس ایک صاع یا اس کی برابر غلہ تھا اور اسے گوندھا گیا پھر ایک شخص بکری کھینچتا ہوا لایا۔ آپ نے اس سے بکری خرید لی اور اسے ذبح کرنے کا حکم دیا اور اس کا سالن بنایا گیا۔ نبی کریم ﷺ نے اس کی کلیجی کیلئے فرمایا کہ اسے بھونا جائے۔

حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم! ہم ایک سو تیس آدمیوں میں کوئی ایسا نہ تھا جسے نبی کریم ﷺ نے اس کلیجی میں سے حصہ نہ دیا ہو، اگر وہ شخص حاضر تھا تو اسے عطا فرما دیا اور اگر غائب تھا تو اس کا حصہ اٹھا کے رکھ دیا گیا۔ وہ فرماتے ہیں کہ پھر اس بکری کے سالن کو رکابیوں میں رکھا گیا اور ہم سب نے اسے کھایا اور خوب سیر ہو گئے اور وہ سالن دو رکابیوں بچا رہا۔ اسے ہم نے اونٹ پر لاد لیا۔

﴿بخاری﴾

ایک پیالہ دودھ سے تمام اصحاب صفہ شکم سیر ہو گئے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، میں بھوک میں روئے زمین پر اپنے جگر پر اعتماد کرتا تھا چونکہ میں بھوک سے اپنے پیٹ پر پتھر باندھا کرتا تھا۔ ایک دن میں سر راہ بیٹھا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میرے پاس سے گزرے۔ میں نے ان سے قرآن کریم کی ایک آیت کی بابت پوچھا، میں نے ان سے جو پوچھا محض اس لیے کہ وہ مجھ کو اپنے ساتھ لے جائیں مگر وہ گزر گئے۔ اس کے بعد میرے پاس سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ گزرے، میں نے ان سے بھی قرآن کریم کی ایک آیت کی بابت پوچھا اور میرا ان سے پوچھنا بھی اسی غرض سے تھا کہ وہ مجھے اپنے ساتھ لے جائیں مگر وہ بھی چلے گئے اور ایسا نہ کیا، اس کے بعد میرے پاس سے ابوالقاسم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ گزرے آپ نے مجھے دیکھا اور میری دلی کیفیت جان کر جو میرے چہرہ سے ہویدا تھی اسے پہچان تک تبسم فرمایا۔

اس کے بعد فرمایا: اے ابوہریرہ! میں نے عرض کیا: ''لبیک یا رسول اللہ ﷺ'' فرمایا: میرے

ساتھ چلو اور آپ تشریف لے چلے اور میں آپ کے پیچھے پیچھے چلنے لگا پھر آپ کاشانہ اقدس میں تشریف لے گئے میں نے داخلہ کی اجازت مانگی آپ نے مجھے اجازت مرحمت فرمائی اور میں داخل ہو گیا، میں نے وہاں ایک پیالہ دودھ کا پایا۔ نبی کریم ﷺ نے دریافت فرمایا: یہ دودھ کہاں سے آیا ہے؟ گھر والوں میں سے کسی نے عرض کیا: فلاں مرد وعورت نے آپ کیلئے ہدیہ بھیجا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) میں نے عرض کیا: "لبیک یا رسول اللہ ﷺ" آپ نے فرمایا: تم اہل صفہ کے پاس جاؤ اور انہیں میرے پاس بلا لاؤ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اہل صفہ اسلام کے مہمان تھے نہ تو ان کا گھر بار تھا اور نہ مال ودولت، جب حضور نبی کریم ﷺ کے پاس کوئی صدقہ آتا تو نبی کریم ﷺ اس صدقہ کو ان کی طرف بھیج دیتے اور خود اس میں سے کچھ نہ لیتے اور جب کوئی آپ کے پاس ہدیہ بھیجتا تو آپ اسے قبول فرماتے اور اس ہدیہ میں اہل صفہ کو بھی شریک فرمایا کرتے تھے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ یہ بات میرے دل میں گراں گزری اور میں نے اپنے دل میں کہا کہ اہل صفہ کیلئے اتنا دودھ کیا کام کرے گا اور میں خواہش رکھتا تھا کہ یہ تمام مجھے ہی مل جاتا تاکہ میں اسے پی کر توانائی حاصل کرتا، چونکہ نبی کریم ﷺ کا قاصد ہوں جب وہ آئیں گے تو آپ مجھے یہ حکم دیں گے کہ یہ پیالہ انہیں دے دوں اور شاید ہی اس دودھ کا کوئی حصہ مجھے مل سکے، لیکن اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کے سوا کوئی چارہ کار نہ تھا تو لازماً میں اہل صفہ کے پاس گیا اور ان کو بلا لایا اور وہ سب کے سب آئے اور اپنی اپنی جگہ وہ سب گھر میں بیٹھ گئے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ! میں نے عرض کیا: لبیک یا رسول اللہ ﷺ" فرمایا: یہ پیالہ اٹھاؤ اور انہیں دو تو میں نے پیالہ اٹھا کر ایک شخص کو دے دیا، اس نے پیا، یہاں تک کہ سیر ہو گیا۔ اس کے بعد اس نے پیالہ مجھے واپس کر دیا۔ اس طرح یکے بعد دیگرے پیتے ہوئے وہ پیالہ نبی کریم ﷺ تک پہنچا اور تمام اصحاب صفہ خوب سیر ہو چکے تھے اور نبی کریم ﷺ نے پیالے کو لے کر اپنے دست اقدس پر رکھا اور میری طرف نظر کر کے تبسم فرمایا اور فرمایا۔

اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ! میں نے کہا: لبیک یا رسول اللہ ﷺ! اب ہم اور تم باقی رہ گئے ہیں۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے سچ فرمایا: فرمایا: بیٹھ جاؤ اور پیو، تو میں نے پیا پھر فرمایا اور پیو، تو میں نے پیا اور برابر یہی فرماتے رہے کہ اور پیو، اور میں پیتا رہا، یہاں تک کہ میں نے عرض کیا: قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ اب دودھ کے گزرنے کی بھی راہ باقی نہیں رہی ہے اور میں نے وہ پیالہ نبی کریم ﷺ کو پیش کر دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی حمد کی اور اس کا نام لے کر بچا ہوا دودھ پی لیا۔

﴿بخاری﴾

سالن میں برکت:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: ایک رات ہم نے بغیر کھائے

گزاری، جب صبح ہوئی تو میں تلاش میں نکلا اور مجھے اتنی روزی مل گئی کہ ایک درہم سے گوشت اور آٹا خریدا اور میں اسے لے کر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا اور انہوں نے روٹی بنا کر پکائی، جب وہ پکا کر فارغ ہوئیں تو کہا کہ کاش آپ میرے والد ماجد کے پاس جاتے اور آپ کو میرے پاس لے آتے تو میں نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ آرام فرما رہے تھے اور "اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الْجُوْعِ" فرما رہے تھے۔

میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ہمارے پاس طعام ہے۔ آپ تشریف لے چلیے۔ آپ اس حال میں تشریف لائے کہ ہانڈی جوش مار رہی تھی۔ آپ نے فرمایا: عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کیلئے ایک پیالے میں نکال لو تو انہوں نے نکال لیا، یہاں تک کہ آپ نے نو ازواج مطہرات کیلئے نکلوایا، پھر فرمایا: اپنے والد اور شوہر کیلئے نکال لو تو انہوں نے نکالا، پھر فرمایا: تم اپنے لیے نکالو اور کھاؤ تو انہوں نے نکالا، پھر جب ہانڈی کو اٹھایا تو وہ ایسی ہی لبریز تھی، اور ہم نے اس میں سے جتنا اللہ تعالیٰ نے چاہا کھایا۔

﴿ابن سعد﴾

ایک طباق کھانے کا اصحاب صفہ کے اسی نفوس نے کھایا:

حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ ایک رات باہر تشریف لائے اور فرمایا: میرے پاس اہل صفہ کو بلاؤ، تو میں ان کو بلا کر لایا۔ نبی کریم ﷺ نے ہمارے سامنے طباق رکھا جس میں جو کا بنا ہوا کھانا تھا۔ میرا خیال ہے کہ وہ ایک مد کے برابر ہوگا، نبی کریم ﷺ نے اس پر اپنا دست مبارک رکھا اور فرمایا: بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ اور ہم نے اس میں سے جتنا چاہا کھایا درآں حالیکہ ہم ستر سے اسی کے درمیان نفوس تھے۔ اس کے بعد ہم نے اپنے ہاتھ کھینچے تو وہ اتنا ہی تھا جتنا کہ رکھا گیا تھا بجز اس کے کہ اس میں انگلیوں کے نشان تھے۔

﴿ابن سعد، ابن ابی شیبہ، طبرانی، ابونعیم﴾

بسند حسن حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میری والدہ نے کھانا تیار کیا اور مجھ سے کہا نبی کریم ﷺ کو جا کر بلا لاؤ تو میں آیا اور میں نے نبی کریم ﷺ سے سرگوشی میں عرض کیا۔ نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا: اٹھو اور حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ پچاس آدمی اٹھ کھڑے ہوئے اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: دس دس کی جماعت بن کر آؤ تو ان سب نے سیر ہو کر کھایا اور کھانا جتنا تھا اتنا ہی بچا رہا۔

﴿طبرانی اوسط﴾

حضرت صہیب رومی ؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کیلئے کھانا تیار کیا اور میں آپ کے پاس حاضر ہوا۔ آپ اپنے صحابہ کی جماعت میں تشریف فرما تھے، میں آپ کی حیا کی وجہ سے کھڑا ہو گیا، جب آپ نے میری طرف دیکھا تو میں نے آپ کی طرف اشارہ کیا، آپ نے فرمایا: اور یہ لوگ؟ میں نے عرض کیا: نہیں۔ آپ خاموش رہے اور میں اپنی جگہ کھڑا رہا جب آپ نے

میری طرف نظر فرمائی تو میں نے آپ کی طرف اشارہ کیا۔ آپ نے فرمایا اور یہ لوگ؟ اس طرح دو مرتبہ یا تین مرتبہ فرمایا۔ بالآخر میں نے عرض کیا: ہاں! یہ بھی، لیکن میں نے تھوڑا سا کھانا تیار کیا ہے جو صرف آپ ہی کیلئے ہے غرضیکہ ان سب نے کھایا اور وہ کھانا ان سے بچا رہا۔

﴿ابونعیم﴾

ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن طہفہ رضی اللہ عنہ کے ایک فرزند سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی عادت کریمہ تھی کہ جب مہمان جمع ہو جاتے تو آپ فرماتے کہ ہر شخص ایک مہمان کو ساتھ لے کر جائے یہاں تک کہ ایک رات مسجد میں کثرت کے ساتھ مہمان مجتمع ہوئے۔ آپ نے فرمایا: ہر شخص اپنے برابر بیٹھے ہوئے شخص کو ساتھ لے کر جائے اور میں ان میں سے تھا جسے نبی کریم ﷺ کے ساتھ جانا تھا۔ آپ نے دریافت فرمایا:

اے عائشہ (رضی اللہ عنہا!) کیا کچھ کھانے کو ہے۔ انہوں نے کہا: ہاں ہریسہ ہے جسے میں آپ کے افطار کیلئے بنایا تھا اور وہ قاب میں اسے لائیں تو نبی کریم ﷺ نے اس میں سے کچھ نوش فرمایا پھر ہماری طرف سے اسے بڑھا دیا اور فرمایا: بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ تو ہم نے اس میں سے کھایا، یہاں تک کہ ہماری آنکھیں اس سے بھر گئیں، پھر دریافت فرمایا: کیا کچھ پینے کو ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں! دودھ ہے، جسے میں نے آپ کی افطاری کیلئے رکھا ہے اور وہ اسے لائیں تو اس میں سے کچھ نبی کریم ﷺ نے نوش فرمایا، پھر فرمایا: بسم اللہ پڑھ کر پیو، ہم نے پیا، یہاں تک کہ ہم اس کی طرف دیکھ نہ سکتے تھے۔

﴿احمد، ابن سعد، ابونعیم﴾

دوسری سند کے ساتھ ابوسلمہ رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے یعیش بن طہفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ میرے والد اہل صفہ میں سے تھے تو حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کو حکم فرمایا، ہر آدمی ایک کو یا ایک کو دو آدمی لے جائیں اور میں ان میں سے تھا جن کو نبی کریم ﷺ اپنے ساتھ لے گئے۔ آپ نے دریافت فرمایا: اے عائشہ رضی اللہ عنہا! کیا ہمیں کھانا کھلاؤ گی؟ تو وہ حشیشہ لائیں اور ہم نے کھایا پھر قطاۃ پرندہ کی مانند حیسہ لائیں اور ہم نے کھایا، پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ رضی اللہ عنہا! ہمیں کچھ پلاؤ تو وہ دودھ کا چھوٹا سا پیالہ لائیں اور ہم نے پیا۔

﴿ابونعیم﴾

بنی اسرائیل کی عورتوں کی سردار کی مانند حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا:

ابویعلیٰ رحمۃ اللہ علیہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ چند دنوں تک ٹھہرے رہے اور آپ نے کھانا نہ کھایا۔ یہاں تک کہ آپ پر بھوک کا رہنا دشوار ہو گیا۔ آپ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور فرمایا: اے بیٹی! کیا تمہارے پاس کچھ ہے؟ انہوں نے کہا: نہیں ہے جب آپ ان کے پاس سے تشریف لے آئے تو ایک ہمسایہ عورت نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس دو روٹی اور گوشت کا پارچہ بھیجا تو انہوں نے اسے طباق میں رکھا اور اس کے اوپر کپڑا ڈھک کر حضور نبی کریم

ﷺ کی خدمت میں بھیجا اور حضور نبی کریم ﷺ ان کے پاس پلٹ کر آ گئے۔ انہوں نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ نے کچھ بھیج دیا ہے، میں نے اسے آپ کیلئے ڈھانپ رکھا ہے۔ فرمایا: لاؤ تو وہ اسے لائیں اور طباق سے کپڑا ہٹا دیا تو دیکھا کہ وہ تو روٹی اور گوشت سے بھرا ہوا ہے جب انہوں نے یہ دیکھا تو وہ خوش ہو گئیں اور جان لیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے برکت ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے بیٹی! یہ تمہارے پاس کہاں سے آیا؟ عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اللہ تعالیٰ جس کو جہاں سے چاہتا ہے بے حساب رزق مرحمت فرماتا ہے۔ یہ سن کر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی حمد ہے جس نے تمہیں ایسا بنایا۔ اے بیٹی! تم بنی اسرائیل کی عورتوں کی سردار کی مانند ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ جب انہیں کوئی رزق دیتا تھا اور لوگ ان سے پوچھتے تھے تو وہ جواب دیا کرتی تھیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اللہ تعالیٰ جس کو جہاں سے چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے۔ اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے کسی کو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو بلانے بھیجا، پھر آپ ﷺ نے اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اور امام حسن و حسین رضی اللہ عنہم اور رسول اللہ ﷺ کی تمام ازواج مطہرات اور تمام اہل بیت نے مل کر کھایا اور سب خوب سیر ہو گئے اور رکاب میں جتنا پہلے تھا اتنا ہی بچ رہا اور جتنا بچا اسے ہمسایوں میں تقسیم کر دیا اور اللہ تعالیٰ نے اس میں کثیر خیر و برکت دی۔

ام عامر اسماء بنت یزید بن سکن رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو مسجد میں مغرب کی نماز پڑھتے دیکھا تو میں گھر آئی اور میں گوشت اور روٹی لے کر حاضر ہوئی اور میں نے عرض کیا۔ میرے ماں باپ آپ پر فدا، رات کا کھانا نوش فرمائیں۔ آپ نے اپنے صحابہ سے فرمایا: بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ تو آپ نے اور آپ کے ساتھ ان تمام صحابہ نے جو آپ کے ساتھ آئے تھے اور گھر کے تمام لوگ جو موجود تھے سب نے اسے کھایا۔

قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے میں نے دیکھا کہ بعض ہڈیوں سے تو گوشت چھڑایا نہیں گیا تھا اور روٹیاں بھی ویسی ہی تھیں اور کھانے والے تقریباً چالیس آدمی تھے پھر آپ نے میرے پاس کے بڑے مشکیزے سے پانی پیا۔ اس کے بعد آپ واپس تشریف لے گئے اور میں نے اس مشکیزے کو لے کر منہ بند کر کے رکھ دیا اور ہم اس سے بیمار کو پانی پلاتے تھے اور برکت کی توقع میں موت کے وقت اس سے پانی پلاتے تھے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت مسعود بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک بکری (بھنی ہوئی) بھیجی۔ اس کے بعد میں کسی ضرورت سے چلا گیا۔ نبی کریم ﷺ نے اس بکری کا کچھ حصہ ہمارے پاس واپس کر دیا جب میں لوٹ کر آیا تو میں نے گوشت دیکھا۔ میں نے پوچھا: اے ام خناس رضی اللہ عنہا! یہ گوشت کیسا ہے؟ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے اس بکری میں سے جو ہم نے بھیجا تھا، کچھ حصہ واپس کر دیا ہے۔ میں نے کہا: کیا وجہ ہے کہ تم نے گھر والوں کو اسے نہ

کھلایا۔ اس نے کہا: یہ نبی کریم ﷺ کا پس خوردہ ہے۔ میں نے اس میں سے سب کو کھلایا ہے۔ باوجود یہ کہ ان گھر والوں کیلئے دو یا تین بکریاں ذبح کی جاتیں، تب بھی انہیں پورا نہ ہوتا۔ ''

﴿طبرانی﴾

ایک پیالہ عصیدہ سے تمام اہل مسجد سیر ہوگئے:

بسند حسن حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے ایک رات مجھے بلایا اور فرمایا: جو کچھ تمہارے پاس ہے اسے دے دو تو انہوں نے مجھے ایک پیالہ دیا جس میں کھجور کا عصیدہ تھا اور میں اسے لے کر آیا۔ نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اہل مسجد کو بلالو میں نے اپنے دل میں کہا مجھے افسوس ہے کہ میں تھوڑا سا کھانا دیکھ رہا ہوں۔ مجھے افسوس ہے کہ میں مصیبت میں مبتلا ہوں اور میں ان سب کو بلا کر لایا اور وہ سب مجتمع ہو کر بیٹھ گئے۔ نبی کریم ﷺ نے اپنی انگلیاں اس میں رکھیں اور اس کے کناروں میں گھمایا اور فرمایا: بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ تو سب نے کھایا، یہاں تک کہ سب شکم سیر ہو گئے اور میں نے کھایا یہاں تک کہ میں بھی شکم سیر ہو گیا، جب میں نے اس پیالہ کو اٹھایا تو وہ اتنا ہی تھا جتنا میں نے اسے رکھا تھا، بجز اس کے کہ اس میں نبی کریم ﷺ کی انگلیوں کے نشان تھے۔

﴿طبرانی اوسط﴾

کھجوروں میں برکت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا میں ایک دن اپنے گھر سے مسجد کی طرف چلا اور میرا یہ جانا بھوک کی وجہ سے تھا۔ میں نے بہت سے لوگوں کو پایا، انہوں نے کہا ہم بھی بھوک سے بے تاب ہو کر چلے ہیں اور ہم نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور ہم نے آپ سے اپنا حال عرض کیا۔ نبی کریم ﷺ نے ایک طباق منگایا جس میں کھجوریں تھیں اور ہم میں سے ہر ایک کو دو دو کھجوریں دیں اور فرمایا: انہیں کھا کر پانی پی لو۔ آج کے دن یہی دو کھجوریں کفایت کریں گی۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے کھانے میں برکت:

حضرت عبدالرحمن بن ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تین مہمانوں کو لائے اور خود نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہو کر عشاء کے بعد ٹھہر گئے پھر اللہ تعالیٰ نے جتنی رات گزاری، اس کے بعد وہ آئے ان کی اہلیہ نے ان سے پوچھا کیا بات تھی جو اپنے مہمانوں سے رکے رہے۔

انہوں نے پوچھا کیا تم نے مہمانوں کو رات کا کھانا نہیں کھلایا؟ انہوں نے کہا: مہمانوں نے تمہارے آنے تک کھانے سے انکار کر دیا، انہوں نے کہا کہ خدا کی قسم! آئندہ کھانا نہ کھاؤں گا۔

راوی نے کہا: اللہ کی قسم! ہم جب بھی لقمہ اٹھاتے تھے تو اس کے نیچے سے اس سے زیادہ کھانا بڑھ جاتا تھا اور جب ہم شکم سیر ہو گئے تو وہ کھانا پہلے سے زیادہ تھا اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اسے دیکھا تو وہ اتنا ہی تھا یا پہلے سے زیادہ۔ انہوں نے اپنی اہلیہ سے پوچھا: اے بنی فراس کی بہن! یہ کیا بات ہے؟

انہوں نے کہا: اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک کی قسم! یہ کھانا پہلے سے تین گنا زیادہ ہے، پھر اس میں سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کھایا۔ اس کے بعد کھانے کو نبی کریم ﷺ کے پاس لائے اور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں انہوں نے صبح کی، چونکہ ہمارے اور قوم کے درمیان معاہدہ تھا۔ معاہدہ کی مدت گزر گئی تو ہم نے بارہ آدمیوں کو اپنا واقف ٹھیرایا اور ان میں ہر آدمی کے ساتھ اور بھی لوگ تھے، اللہ تعالیٰ زیادہ جانتا ہے کہ کل آدمی کتنے تھے بجز اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں بھیجا تھا تو ان تمام لوگوں نے اس کھانے کو کھایا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی کھجوروں میں برکت:

ابوالعالیہ رضی اللہ عنہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں کچھ کھجوریں لایا اور عرض کیا: میرے لیے ان میں برکت کی دعا کر دیجئے تو نبی کریم ﷺ نے ان کو مٹھی میں لیا اور ان پر برکت کی دعا پڑھی۔ پھر فرمایا: اسے تھیلی میں ڈال لو، جب تم کھجوریں لینا چاہو تو اپنا ہاتھ تھیلی میں ڈال کر نکال لو اور اس تھیلی کو نہ گرانا نہ الٹ کر بکھیرنا تو میں نے ان کھجوروں میں سے کئی وسق تو فی سبیل اللہ خرچ کیے۔

﴿ابن سعد، بیہقی، ابونعیم﴾

اور ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ یہ ہیں کہ میں نے راہ خدا میں کتنے ہی اونٹ کھجوریں ان میں سے دیں اور میں اس میں سے خود بھی برابر کھاتا رہا اور دوسروں کو بھی کھلاتا رہا اور وہ تھیلی میرے توشہ دان میں حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے دن تک رہی پھر توشہ دان گر پڑا اور وہ تھیلی جاتی رہی۔

ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ ایک غزوہ میں تھے۔ لشکریوں کو غذا کی قلت کا سامنا کرنا پڑا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ! تمہارے پاس کچھ کھانے کیلئے ہے؟ میں نے عرض کیا: میری تھیلی میں کچھ کھجوریں ہیں۔ فرمایا: لے آؤ، تو میں تھیلی کو لے آیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: دسترخوان لے آؤ تو میں دسترخوان لے آیا اور اسے بچھا دیا، پھر آپ نے کھجوریں نکالیں تو وہ اکیس دانے تھے۔ اس کے بعد آپ نے بسم اللہ پڑھی اور ایک ایک کھجور کو دست اقدس میں لے لیا اور بسم اللہ پڑھتے رہے، یہاں تک کہ سب دانے دست اقدس میں آ گئے، پھر ان کو جمع کر کے فرمایا: فلاں اور ان کے ساتھیوں کو بلا لاؤ اور ان سب نے کھایا حتی کہ وہ شکم سیر ہو گئے، پھر فرمایا: فلاں اور ان کے ساتھیوں کو بلا لاؤ تو ان سب نے کھایا اور شکم سیر ہو کر چلے گئے، پھر فرمایا: فلاں اور ان کے ساتھیوں کو بلا لاؤ تو ان سب نے کھایا اور شکم سیر ہو کر چلے گئے اور کھجوریں باقی رہیں، پھر مجھ سے فرمایا: بیٹھ جاؤ اور آپ ﷺ نے اور میں نے دونوں نے کھایا اور کھجوریں باقی رہیں، پھر نبی کریم ﷺ نے ان کو تھیلی میں ڈال کر مجھ سے فرمایا۔

جب تم نکالنا چاہو تو اپنا ہاتھ ڈال کر نکالتے رہنا مگر اسے الٹنا نہیں تو میں جتنی چاہتا کھجوریں ہاتھ ڈال کر نکال لیتا اور میں نے اس میں سے پچاس وسق کھجوریں راہ خدا میں دی ہیں، وہ تھیلی حضرت عثمان

ذوالنورین ﷛ کے زمانے میں میری سواری کے پیچھے لٹکی ہوئی تھی وہ جاتی رہی۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

ابومنصور رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ابوہریرہ ﷛ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا: زمانہ اسلام میں مجھے تین مصیبتیں ایسی پہنچی ہیں جن کی مانند مجھے کبھی نہیں پہنچی، (۱) سرکار دو عالم ﷺ کی رحلت، (۲) حضرت عثمان ذوالنورین ﷛ کی شہادت، (۳) اور میری تھیلی کا گم ہونا۔

لوگوں نے پوچھا: وہ تھیلی کیسی تھی؟ انہوں نے کہا: ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے ابوہریرہ (﷛)! کیا تمہارے پاس کھانے کیلئے کچھ ہے۔ میں نے عرض کیا: تھیلی میں کچھ کھجوریں ہیں۔ فرمایا: لے آؤ۔ میں نے کھجوریں نکال کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کیں۔

نبی کریم ﷺ نے اس پر دست اقدس پھیرا اور اس پر دعا فرمائی پھر فرمایا کہ دس آدمیوں کو بلالو تو میں نے دس آدمیوں کو بلایا اور انہوں نے کھایا یہاں تک کہ وہ شکم سیر ہو گئے۔ اس کے بعد اسی طرح تمام لشکر نے انہیں کھایا اور توشہ دان میں کھجوریں باقی رہیں۔

پھر فرمایا: اے ابوہریرہ (﷛)! جب تم اس میں سے کچھ نکالنا چاہو تو اپنا ہاتھ داخل کر کے نکال لیا کرنا اور یہ ختم نہ ہوں گی اور تھیلی کو اوندھا نہ کرنا تو میں نبی کریم ﷺ، حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہم کی حیات مبارکہ تک اس میں سے کھاتا رہا۔ جب حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی تو میرے گھر میں جو کچھ تھا لوٹ لیا گیا، اور وہ تھیلی بھی اس میں لوٹی گئی کیا میں تمہیں یہ نہ بتاؤں کہ میں نے وہ کھجوریں کتنی کھائیں، میں نے اس میں سے دو سو وسق سے زیادہ کھجوریں کھائی ہیں۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

تھوڑے جو طویل عرصہ کھاتے رہے:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: نبی کریم ﷺ نے جب دنیا سے رحلت فرمائی تو میرے گھر میں کچھ نہ تھا، بجز ان تھوڑے جو کے جو کہ میری کٹھیا میں پڑے تھے، میں اسے کھاتی رہی، یہاں تک کہ طویل عرصہ گزر گیا۔ ایک روز میں نے اسے ناپ لیا تو وہ ختم ہو گئے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

غلہ میں برکت:

حضرت جابر ﷛ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اس نے نبی کریم ﷺ سے غلہ مانگا آپ نے اسے آدھے وسق جو مرحمت فرمائے، وہ شخص اور اس کی بیوی اور اس کے مہمان اسے برابر کھاتے رہے، یہاں تک کہ ایک دن اسے ناپ لیا اور وہ ختم ہو گئے پھر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے اس سے فرمایا: اگر تم اسے نہ ناپتے تو تم اسے ہمیشہ کھاتے رہتے اور وہ تمہارے پاس باقی رہتے۔

﴿مسلم، بیہقی، بزار﴾

حضرت نوفل بن حارث بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے اپنی شادی کے موقع پر مدد چاہی۔ نبی کریم ﷺ نے انہیں تین صاع جو مرحمت فرمائے۔

حضرت نوفل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے اس جو کو نصف سال تک کھایا، اس کے بعد ہم نے ناپا تو اتنا ہی پایا جتنا ہم نے رکھا تھا، میں نے اس کا تذکرہ نبی کریم ﷺ سے کیا۔ آپ نے فرمایا اگر تم نہ ناپتے تو تم ساری زندگی کھاتے رہتے۔

﴿حاکم، و بیہقی﴾

گوشت میں برکت:

حضرت خالد بن عبدالعزیٰ بن سلامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ان سے بکری ذبح کر کے پکوائی اور ان کے اہل و عیال اتنے زیادہ تھے کہ اگر ایک ایک ہڈی تقسیم کی جاتی تو وہ سب کو پورا نہ ہوتا۔ نبی کریم ﷺ نے اس میں سے گوشت ملاحظہ کرنے کے بعد فرمایا:

اے ابوخناس (رضی اللہ عنہ)! اپنا ڈول مجھے دکھاتا اور نبی کریم ﷺ نے بکری کا بچا ہوا گوشت اس میں ڈال دیا، پھر آپ نے دعا کی: اے اللہ! ابوخناس (رضی اللہ عنہ) کیلئے برکت دے تو وہ اسے لے کر گھر گئے اور اہل و عیال کے آگے بکھیر دیا اور کہا اسے برابر تقسیم کر لو، تو ان سب نے کھایا اور بچ رہا۔

﴿مسند حسن بن سفیان، نسائی الکنٰی، طبرانی، بیہقی﴾

دودھ میں برکت:

حضرت نضلہ بن عمرو غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ کیلئے برتن میں دودھ دوہا اور نبی کریم ﷺ نے اسے نوش فرمایا۔ اس کے بعد اس بچے ہوئے دودھ کو نضلہ رضی اللہ عنہ نے پیا اور وہ خوب سیر ہو گئے۔ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں سات بکریوں کا دودھ پی کر بھی سیر نہیں ہوتا تھا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک بچہ آپ کے پاس آیا اور اس نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، میں یتیم بچہ ہوں اور میری بہن بھی یتیمہ ہے اور میری ماں بے سہارا بیوہ ہے، آپ ہمیں کھانا عطا فرمائیے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے پاس سے عطا فرمائے گا۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہمارے گھر جاؤ اور جو کچھ تمہیں ملے میرے پاس لے کر آ جاؤ تو اس بچہ نے خانہ نبوت ﷺ سے اکیس کھجوریں پائیں جنہیں لے کر وہ آیا۔ نبی کریم ﷺ نے اپنے دست اقدس میں لے کر اپنے منہ کی طرف اشارہ کیا اور ہم نے دیکھا کہ آپ نے برکت کی دعا فرمائی ہے۔ پھر فرمایا: اے بچے! سات دانے تمہارے ہیں اور سات تمہاری ماں کے اور سات تمہاری بہن کے ہیں۔ ایک کھجور رات کو کھاتا اور ایک کھجور دوسرے دن صبح کھاتا۔

﴿احمد، بزار﴾

حضرت جابر ﷺ کی کھجوروں میں برکت:

شعبی رحمۃ اللہ علیہ حضرت جابر ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد ماجد غزوہ احد شہید ہو گئے تو انہوں نے چھ بیٹیاں اور بہت کثیر قرض چھوڑا، جب باغ سے کھجوریں توڑی گئیں تو میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ جانتے ہیں کہ میرے والد شہید ہو گئے ہیں اور انہوں نے بہت کثیر قرض چھوڑا ہے، اب میں چاہتا ہوں کہ آپ کو قرض خواہ دیکھ لیں۔ فرمایا: جاؤ اور تمام کھجوروں کو ایک گوشے میں ڈھیر کر دو تو میں نے ایسا ہی کیا، پھر میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو بلایا تو نبی کریم ﷺ نے کھجور کے سب سے بڑے ڈھیر پر تین مرتبہ چکر لگایا پھر اس کے اوپر بیٹھ گئے۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے قرض خواہوں کو بلاؤ تو آپ برابر ناپ ناپ کر انہیں دیتے رہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میرے والد کے قرض کو ادا کر دیا چونکہ میں اس بات پر راضی تھا کہ اللہ تعالیٰ میرے والد کے قرض کو ادا کر دے اور میں اپنی بہنوں کیلئے ایک کھجور بھی نہ لے کر نہ جاؤں مگر اللہ کی قسم! تمام کھجوریں باقی رہیں یہاں تک کہ میں نے اس ڈھیر کو دیکھا جس پر رسول اللہ تشریف فرما تھے، گویا اس ڈھیر کی ایک کھجور بھی کم نہ ہوئی تھی۔

﴿بخاری﴾

حضرت وھب بن کیسان رحمۃ اللہ علیہ حضرت جابر ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد شہید ہو گئے تو ان پر ایک یہودی شخص کا تیس وسق کا قرض تھا تو حضرت جابر ﷺ نے اس یہودی سے مہلت مانگی، مگر اس نے انکار کر دیا، پھر حضرت جابر ﷺ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ آپ اس یہودی سے سفارش فرما دیں تو نبی کریم ﷺ نے یہودی سے بات کی کہ درختوں کی کھجوروں کو اپنے اس قرض کے عوض لے لے مگر اس نے نہ مانا، پھر نبی کریم ﷺ نے باغ میں درختوں کا چکر لگایا اور فرمایا:

اے جابر (ﷺ)! درختوں سے کھجوروں کو توڑ کر اس یہودی کا قرض ادا کرو تو انہوں نے نبی کریم ﷺ کے تشریف لے جانے کے بعد کھجوروں کو توڑا اور اس یہودی کو تیس وسق ناپ کر دیئے اور سترہ وسق کھجوریں باقی رہیں، پھر حضرت جابر ﷺ نے حضرت عمر فاروق ﷺ کو اس کی خبر دی۔ یہ سن کر انہوں نے فرمایا: میں جانتا تھا کہ جب نبی کریم ﷺ نے باغوں کا چکر لگا رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ ان میں ضرور برکت دیگا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

فائدہ:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ روایت پہلی روایت کی مخالف نہیں ہے، اس لیے کہ پہلی روایت میں جس برکت وافزونی کا ذکر ہے وہ تمام قرض خواہ تھے جو پہلے آئے تھے اور نبی کریم ﷺ تشریف لائے تھے یہاں تک کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ان سب کو ناپ کر کھجوریں دیں اور اس روایت میں اس یہودی کا قرض خواہ کا ذکر ہے جو ان کے بعد آیا تھا اور اس نے اپنے قرض کا مطالبہ کیا تھا۔ اس وقت نبی کریم ﷺ نے درختوں پر جو بقیہ کھجوریں لگی ہوتی تھیں ان کو توڑ کر اس کا قرض ادا کرنے کی ہدایت فرمائی تھی۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: جب میرے والد شہید ہوئے تو میرے والد پر قرض تھا پھر انہوں نے مذکورہ روایت بیان کی۔ اس میں ہے کہ میں نے اپنی اہلیہ سے کہا کہ نبی کریم ﷺ آج دوپہر کو ہمارے گھر تشریف لائیں گے چنانچہ جب آپ تشریف لائے تو اس نے آپ کیلئے بستر بچھایا اور نبی کریم ﷺ سو گئے۔ میں نے ایک بکری کا بچہ ذبح کیا جب نبی کریم ﷺ بیدار ہوئے تو اس بکری کو نبی کریم ﷺ کے آگے پیش کیا۔ آپ نے فرمایا: حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) اور ان کے ساتھ جتنے رفقاء ہوں سب کو بلاؤ تو وہ سب آئے اور کھایا یہاں تک کہ سب شکم سیر ہو گئے اور بہت زیادہ گوشت بچا رہا۔
﴿حاکم﴾

سرکار دو عالم ﷺ نے بطور مزدوری باغ کو پانی لگایا:

حضرت ابو رجاء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کاشانہ اقدس سے باہر روانہ ہوئے اور ایک انصاری کے باغ میں داخل ہوئے۔ آپ نے دیکھا کہ وہ پانی کھینچ کر باغ میں دے رہا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے کیا اجرت دو گے اگر میں تمہارے باغ کو سیراب کر دوں؟ اس نے کہا: میں کوشش کر رہا ہوں کہ باغ کو سیراب کر دوں مگر اجرت دینے کی طاقت نہیں رکھتا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا تم مجھے سو کھجوریں دو گے اگر میں تمہارے باغ کو سیراب کر دوں۔ اس نے کہا: ضرور پیش کروں گا تو نبی کریم ﷺ نے ڈول تھام لیا، کچھ ہی دیر میں آپ نے باغ کو سیراب کر دیا۔ یہاں تک کہ وہ شخص کہنے لگا کہ میرا باغ غرق ہو جائے گا، سیراب ہو گیا اور نبی کریم ﷺ نے سو کھجوریں لے لیں اور آپ نے اور آپ کے صحابہ نے اسے کھایا یہاں تک کہ سب شکم سیر ہو گئے۔ اس کے بعد آپ نے سو کھجوریں واپس کر دیں جس طرح کہ اس سے انہوں نے لی تھیں۔
﴿طبرانی، ابونعیم المعرفۃ، ابن عساکر﴾

گھی میں برکت:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ دوس کی ایک عورت تھی جس کا نام ام شریک رضی اللہ عنہا تھا۔ وہ مسلمان ہوئی تو اس نے ایسے ہمراہی کی جستجو کی جس کے ساتھ وہ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ تک پہنچ سکے تو اسے ایک شخص ملا جو یہودی تھا۔ اس نے کہا چلو میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔ اس نے کہا اتنی دیر ٹھہرو کہ اپنے مشکیزے میں پانی بھر لوں۔ اس نے کہا پانی میرے ساتھ ہے تو وہ اس کے ساتھ چل دیں۔ یہاں تک کہ شام ہوئی تو یہودی ایک منزل میں اترا اور اس نے دستر خوان بچھا کر رات کا کھانا کھایا اور کہا: اے ام شریک رضی اللہ عنہا! آؤ رات کا کھانا کھا لو، ام شریک رضی اللہ عنہا نے کہا: مجھے پانی پلاؤ کیونکہ میں پیاسی ہوں اور پانی پینے سے پہلے میں کھانا کھانے کی قدرت نہیں رکھتی۔ یہودی نے کہا: میں تمہیں پانی کا ایک قطرہ نہ دوں گا جب تک تم یہودی نہ بن جاؤ۔ ام شریک رضی اللہ عنہا نے کہا: اللہ کی قسم! میں کبھی یہودی نہ ہوں گی اور وہ اپنے اونٹ کے پاس گئیں اور اس کے پاؤں باندھے اور اس کی ران پر اپنا سر رکھ کر سو گئیں۔ وہ کہتی ہیں مجھے کسی نے جگایا مگر ڈول کی خنکی نے

جو میرے پہلو پر اترا تھا تو میں نے اپنا سر اٹھایا، میں نے دیکھا کہ وہ پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ شیریں ہے۔ میں نے پیا، یہاں تک کہ میں سیراب ہوگئی پھر میں نے اپنے مشکیزے پر پانی چھڑکا یہاں تک کہ وہ تر ہوگیا، میں نے اسے بھرلیا۔

جب صبح کو یہودی آیا تو اس نے کہا: اے ام شریک رضی اللہ عنہا! کیا حال ہے میں نے کہا: خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ نے مجھے پانی پلا دیا ہے۔ اس نے کہا: تم پر پانی آسمان سے اترا ہے۔ میں نے کہا: ہاں، خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ نے آسمان سے مجھ پر پانی اتارا ہے۔ اس کے بعد میرے سامنے سے بلند ہوا یہاں تک کہ وہ آسمان میں مجھ سے غائب ہوگیا۔ اس کے بعد وہ روانہ ہوئیں اور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور انہوں نے اپنے آپ کو نبی کریم ﷺ پر ہبہ کیا اور نبی کریم ﷺ نے حضرت زید رضی اللہ عنہ سے ان کا نکاح کر دیا اور انہیں تیس صاع جو عطا فرمائے اور فرمایا: انہیں کھاؤ مگر ناپنا نہیں اور ان کے ساتھ ایک گھی کا کپا تھا جو رسول اللہ ﷺ کیلئے ہدیہ تھا۔ انہوں نے اپنی باندی سے کہا کہ اس کپا کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کر دے تو وہ اسے لے گئی، صحابہ نے گھی نکال کر کپا خالی کر دیا۔

نبی کریم ﷺ نے اس باندی سے کہا کہ اس کپا کو لٹکا دینا اور اس کا منہ بند نہ کرنا تو اس باندی نے اسے اس کی جگہ پر لٹکا دیا جب ام شریک رضی اللہ عنہا آئیں تو انہوں نے کپا کو دیکھا کہ وہ گھی سے بھرا ہوا ہے۔ ام شریک رضی اللہ عنہا نے باندی سے کہا: کیا میں نے تم سے یہ نہ کہا تھا کہ اس کپا کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کر دینا۔ باندی نے کہا: اللہ کی قسم! میں اسے لے گئی تھی جیسا کہ تم نے کہا تھا۔ اس کے بعد میں نے اسے اس حال میں واپس لائی کہ اس میں سے ایک قطرہ گھی نہ ٹپکتا تھا مگر یہ کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ اسے لٹکا دینا اور اس کا منہ نہ بند کرنا، تو میں نے اسے اس کی جگہ لٹکا دیا، پھر اس کپا سے برابر سب گھی کھاتے رہے یہاں تک کہ ان کی رحلت ہوگئی، اور اس کے بعد اس جو کو تاپا تو وہ پورے تیس صاع تھے، ذرا بھر کم نہ ہوئے تھے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ام مالک رضی اللہ عنہا، نبی کریم ﷺ کیلئے کپی میں گھی ہدیہ میں بھیجا کرتی تھی اور یہ کپی ان کے پاس رہا کرتی تھی، ان کے بچے آتے سالن مانگتے اگر ان کے پاس کچھ نہ ہوتا تو وہ اس کپی کے پاس جاتیں تو وہ اس میں گھی پاتیں، اس طرح ان کے یاں گھر میں ہمیشہ سالن رہا کرتا۔ ایک دن انہوں نے کپی کو نچوڑ لیا، پھر وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے کپی کو نچوڑا ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں! فرمایا: اگر تم اسے نہ نچوڑتیں تو اس میں ہمیشہ گھی پاتیں۔

﴿مسلم﴾

حضرت ابو الزبیر رضی اللہ عنہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے انہوں نے ام شریک رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ ان کے پاس گھی کی کپی تھی جس میں وہ نبی کریم ﷺ کیلئے گھی ہدیہ میں بھیجا کرتی تھیں۔ ایک دن ان کے بچوں نے ان سے گھی مانگا۔ گھی ان کے پاس نہ تھا تو وہ اٹھیں اور اس کپی کے پاس آ کر

اسے دیکھا تو اس میں گھی بہہ رہا تھا۔ وہ کہتی ہیں میں نے بچوں کے آگے گھی رکھ دیا اور انہوں نے گھی سے کھایا، پھر وہ گئیں کہ دیکھیں کتنا گھی موجود ہے اور انہوں نے اسے انڈیل لیا تو وہ گھی ختم ہو گیا پھر وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئیں۔ نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: تم نے اسے انڈیل لیا ہے اگر تم اسے نہ انڈیلتیں تو تمہارے لیے وہ ہمیشہ موجود رہتا۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت یحییٰ بن جعدہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے ایک مرد سے جس نے ام مالک انصاریہ رضی اللہ عنہا سے حدیث روایت کی کہ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس گھی کی کپی لائیں۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا، انہوں نے گھی نکال کر انہیں کپی واپس کر دی اور وہ اسے لے گئیں، جب اسے دیکھا تو وہ گھی سے لبریز تھی انہوں نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: آپ نے فرمایا: یہ برکت ہے جس کا ثواب اللہ تعالیٰ نے تمہیں جلد عطا فرما دیا۔

﴿ابن ابی شیبہ، طبرانی، ابونعیم﴾

حضرت ام اوس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے اپنے گھی کو پگھلایا اور اسے کپی میں کر کے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ہدیۃً بھیجا۔ نبی کریم ﷺ نے اسے قبول فرما کر تھوڑا سا گھی اس کپی میں رہنے دیا اور اس میں پھونک مار کر برکت کی دعا فرمائی اور فرمایا: یہ کپی ام اوس رضی اللہ عنہا کو واپس کر دو تو لوگوں نے وہ کپی انہیں دے دی، جب ام اوس رضی اللہ عنہا نے کپی کو دیکھا تو وہ گھی سے بھری ہوئی تھی۔ انہوں نے گمان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ان کا گھی قبول نہیں فرمایا ہے۔ وہ روہانسی شکل میں آئیں اور عرض کرنے لگیں: یا رسول اللہ ﷺ! میں نے آپ ہی کیلئے گھی گرم کر کے بھیجا تھا تاکہ آپ نوش فرمائیں۔ ان کے یہ عرض کرنے پر نبی کریم ﷺ نے جان لیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی ہے وہ کپی بھر گئی ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جاؤ ان سے کہہ دو کہ وہ اس گھی کو کھائے اور برکت کی دعا مانگے۔

تو ام اوس رضی اللہ عنہا عہد نبوی ﷺ اور زمانہ خلافت صدیقی و فاروقی اور عثمانی تک اسے کھاتی رہیں، یہاں تک کہ حضرت علی المرتضیٰ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان جو ہوا سو ہوا۔

﴿طبرانی، بیہقی﴾

گھی کی ایک کپی سے گھی تقسیم کیا اور مہینوں کھایا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کی والدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے اپنی بکری کا گھی ایک کپی میں جمع کیا اور اسے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بھیجا، نبی کریم ﷺ نے گھی قبول فرما کر کپی انہیں واپس کر دی اور ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کپی کو کھونٹی پر لٹکا دیا۔ اس کے بعد جب ام سلیم رضی اللہ عنہا نے دوبارہ کپی کو دیکھا تو وہ گھی سے لبریز تھی اور اس سے قطرے ٹپک رہے تھے۔

انہوں نے نبی کریم ﷺ سے آ کر عرض کیا: آپ نے فرمایا: کیا تم اس سے تعجب کرتی ہو کہ اللہ

تعالیٰ تمہیں اس طرح کھلائے جس طرح اپنے نبی کو کھلاتا ہے۔ لہٰذا تم کھاؤ اور کھلاؤ۔ ام سلیم رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے آ کر تمام تھالیں بھر کر گھی تقسیم کیا اور کپی میں اتنا گھی باقی رہا کہ ہم نے ایک یا دو مہینے کھایا۔

﴿ابو نعیم، ابو یعلیٰ، طبرانی، ابن عساکر﴾

کثیر بن زید محمد بن عمرو بن حمزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے ان کے دادا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کا کھانا صحابہ کے درمیان باری باری کے ساتھ تھا۔ ایک رات ایک کے یہاں، دوسری رات دوسرے کے یہاں تو یہ سلسلہ مجھ تک پہنچا، میں نے نبی کریم ﷺ کیلئے کھانا تیار کیا اور اس کھانے کو لے جا کر پیش خدمت کیا، میرے ہاتھ سے گھی کی کپی گر پڑی اور سارا گھی گر گیا۔ پریشان ہو کر میں نے اپنے دل میں کہا کہ نبی کریم ﷺ کا کھانا گر گیا ہے۔ مگر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کپی کے پاس جاؤ۔

میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں شرم سے ہمت نہیں رکھتا، مگر میں گیا میں نے دیکھا کہ کپی سے قب قب کی آواز آ رہی ہے میں نے دل میں کہا یہ بچا ہوا گھی ہے جو کپی میں رہ گیا ہے اور میں نے کپی اٹھالی۔ میں نے دیکھا کہ وہ کپی اپنے دونوں دستوں تک بھری ہوئی ہے، میں نے اس کا منہ بند کر دیا اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور اس کا آپ سے ذکر کیا اور آپ نے فرمایا: اگر تم اپنے حال پر رکھتے اور منہ بند نہ کرتے تو وہ کپی منہ تک بھر جاتی۔

﴿طبرانی، بیہقی، ابو نعیم﴾

دودھ اور مکھن والا مشکیزہ:

حضرت سعید بن سلمان رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خالد بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ سے اس نے حصین رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے سالم بن جعد رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے دو شخصوں کو اپنے کسی کام سے بھیجا، ان دونوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ہمارے پاس کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس سے ہم راستہ کا توشہ بنائیں، آپ نے فرمایا: میرے پاس مشکیزہ لے آؤ تو وہ دونوں مشکیزہ لے آئے۔

راوی نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں ان کے بھرنے کا حکم دیا تو ہم انہیں بھر کے لائے۔ نبی کریم ﷺ نے ان کے منہ اپنے دست اقدس سے باندھے اور فرمایا: اسے لے جاؤ۔ جب تم فلاں جگہ اور فلاں مقام میں پہنچو تو اللہ تعالیٰ تم دونوں کو رزق عطا فرمائے گا تو وہ دونوں گئے اور جب اس مقام پر پہنچے جہاں کا نبی کریم ﷺ نے حکم فرمایا تھا تو انہوں نے اپنے مشکیزے کھولے دیکھا کہ وہ دودھ اور بکری کا مکھن ہے، پھر ان دونوں نے اتنا کھایا کہ شکم سیر ہو گئے۔

﴿ابن سعد﴾

چکی خود بخود چلتی رہی:

ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ ایک شخص اپنی بیوی کے پاس آیا اور دیکھا کہ وہ بھوکی ہے تو وہ جنگل کی طرف نکلا اور اس نے دعا کی: اے اللہ! ہمیں

ایسا رزق عطا فرما جسے ہم چکی میں پیس کر روٹی بنائیں تو اس نے دیکھا کہ ایک پیالہ روٹی سے بھرا ہوا نمودار ہوا اور چکی آٹا پیس رہی ہے اور تنور لکڑیوں سے گرم ہے پھر اس کا شوہر آیا اور اس نے بیوی سے پوچھا: کیا تمہارے پاس کچھ ہے؟ اس نے کہا: ہاں ہے اللہ تعالیٰ نے رزق عطا فرمایا ہے اور چکی اٹھا کر اس کے گرد سے آٹا نکالا، اس شخص نے اس کا تذکرہ نبی کریم ﷺ سے کیا۔ آپ نے فرمایا: اگر تم چکی کو گھومتا چھوڑ دیتے تو قیامت تک چلتی رہتی۔

﴿بیہقی﴾

سعید بن ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انصار کا ایک شخص حاجت مند تھا، ایک دن نکلا اور اس کی بیوی کے پاس کچھ نہ تھا۔ اس کی بیوی نے کہا: کاش کہ میری اپنی چکی پیستی اور میرے تنور میں جلانے کیلئے لکڑیاں ہوتیں اور میرے ہمسایہ چکی کی آواز سنتے اور دھوئیں کو دیکھ کر گمان کرتے کہ ہمارے پاس کھانا ہے اور ہماری محتاجی کی حالت نہیں ہے تو پھر وہ اپنے تنور کے پاس گئی اور اسے گرم کیا، اسی لمحہ چکی گھومنے لگی۔ اس کے شوہر نے آ کر چکی کی آواز سنی تو اس نے پوچھا کیا پیس رہی ہو؟ اس کی بیوی نے سارا واقعہ بیان کیا۔ وہ اندر چلی گئی تو چکی برابر پیس رہی تھی اور اس سے آٹا باہر آ رہا تھا تو گھر کا کوئی برتن آٹے سے بھرے بغیر نہ رہا، پھر وہ تنور کے پاس گئی تو اس نے تنور کو روٹی سے بھرا ہوا پایا۔

اس کے بعد اس کا شوہر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آیا اور اس نے سارا حال عرض کیا۔ آپ نے پوچھا پھر تم چکی کے ساتھ کیا کیا؟ اس نے کہا کہ میری بیوی نے چکی کو اٹھا کر صاف کر دیا، فرمایا: اگر تم چکی کو اپنے حال پر چھوڑ دیتے تو وہ تمہاری زندگی بھر اسی طرح چلتی رہتی۔ اس کی سند صحیح ہے۔

﴿بیہقی﴾

بکری کا شانہ:

شہر بن حوشب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ابوعبید رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کیلئے ہانڈی پکائی۔ نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: مجھے شانہ دو تو انہوں نے شانہ پیش کر دیا، پھر فرمایا: مجھے شانہ دو تو انہوں نے دوسرا شانہ پیش کر دیا، پھر فرمایا: مجھے شانہ دو۔ اس وقت میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! بکری کے کتنے شانے ہوتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر تم خاموش رہتے تو جتنی بار میں طلب کرتا تم مجھے دیے جاتے۔

﴿احمد، دارمی، ابن سعد، طبرانی، ابونعیم﴾

حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کیلئے بکری ذبح کر کے پکائی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اے ابورافع رضی اللہ عنہ! بکری کا شانہ دو تو میں نے نکال کر پیش کیا۔ پھر فرمایا: مجھے شانہ دو تو میں نے نکال کر آپ کو پیش کیا۔ پھر فرمایا: مجھے شانہ دو۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! بکری کے دو ہی شانے ہوتے ہیں۔ آپ نے

فرمایا: اگر تم خاموش رہتے تو جتنی بار میں طلب کرتا تم مجھے دیتے جاتے۔

﴿احمد، ابن سعد، ابویعلی، طبرانی، ابونعیم، ابن عساکر﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ ایک بکری پکائی گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے شانہ دو تو میں نے آپ کو شانہ پیش کیا، پھر فرمایا: مجھے شانہ دو تو میں نے دوسرا شانہ پیش کر دیا پھر فرمایا: مجھے شانہ دو۔ تو اس وقت میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! بکری کے دو ہی شانے ہوتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: کاش تم اسے تلاش کرتے تو تم ضرور شانہ پاتے۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک دن بکری ذبح کی۔ آپ نے فرمایا: اے بچے! اس کا شانہ لے آؤ تو وہ اس کا شانہ لے آیا پھر اس سے دوبارہ یہی فرمایا تو وہ دوبارہ لے آیا۔ پھر آپ نے سہ بارہ یہی فرمایا تو اس نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! ایک ہی بکری ذبح کی گئی تھی اور میں دو شانے پیش کر چکا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر تم خاموش رہتے تو میں جتنی بار طلب کرتا تو پیش کرتے رہتے۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بکری کے دو شانے طلب فرمائے اور اسے تناول فرمانے کے بعد تیسرا شانہ طلب فرمایا۔ لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! بکری کے دو ہی شانے ہوتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ اگر تم خاموش رہتے تو تم ضرور پاتے۔

فائدہ:

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: یہ روایتیں اس پر دلالت کرتی ہیں کہ آپ کو اس فضیلت سے باخبر کرنا مقصود تھا۔ جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائی ہیں۔ وہ یہ کہ جن امور میں عادت الٰہی جاری نہیں ہے جب اس کا سوال کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ آپ کو خصوصیت کے ساتھ وہ فضیلت عطا فرما دیتا ہے۔

﴿ابونعیم﴾

جنت سے نبی کریم ﷺ کیلئے کھانا بھیجا گیا

حضرت سلمہ بن نفیل سکونی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک کسی کہنے والے نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ کے پاس آسمان سے کھانا اترا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ جنت سے کھانا آیا ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: ہاں آیا ہے۔ اس نے دریافت کیا کہ کس طرح آیا؟ فرمایا: تانبے کے بڑے برتن میں آیا ہے۔ پوچھا کیا وہ کھانا آپ سے بچ رہا تھا؟ فرمایا: بچ رہا تھا۔ پوچھا اس کا کیا ہوا؟

فرمایا: وہ آسمان پر اٹھا لیے گئے اور مجھے وحی بھیجی گئی کہ میں وصال کرنے والا ہوں اور میں تم میں زیادہ عرصہ رہنے والا نہیں ہوں اور تم میرے بعد زیادہ عرصہ رہو گے بلکہ بہت کم مدت رہو گے۔ یہاں تک کہ تم ختم ہو گے اور تم لوگ شکستہ حالت میں میرے پاس آؤ گے اور تم ایک دوسرے کا پیچھا کرو گے اور میرے وعدہ کی جگہ قیامت ہے۔ اور سختی شدید ہوں گی،

اس کے بعد ایسے سال آئیں گے جن میں زلزلے اور فتنے ہوں گے۔

✿ (ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "مختصر المستدرک" میں کہا ہے کہ یہ روایت غرائب الحدیث میں سے ہے۔)

﴿محمد بن علی المدائنی، حاکم، بزار، بیہقی، طبرانی﴾

حارث بن محمد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا مجھے ایک شخص نے جس کی کنیت ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ ہے حدیث بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ میں مدینہ طیبہ آیا تو میں نے ایک شخص کو اس کے ساتھی سے کہتے سنا کہ آج رات نبی کریم ﷺ کی مہمانی کی گئی ہے، جب میں نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں پہنچا تو میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! مجھے معلوم ہوا ہے کہ آج رات آپ کی مہمانی کی گئی ہے؟ فرمایا ہاں۔ میں نے پوچھا: وہ کیسی مہمانی تھی؟ فرمایا: وہ کھانا تھا جو سفید گیہوں کے بڑے دیگچے میں تھا۔ میں نے پوچھا بچا ہوا کھانا کیا ہوا؟ فرمایا: وہ اٹھا لیا گیا۔

﴿ابن عساکر﴾

جنت سے انگور

حفص بن عمر دمشقی بن خالد رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے حضرت عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے۔

انہوں نے کہا: آپ کا رب آپ کو سلام فرماتا ہے اور مجھے اس خوشہ انگور کے ساتھ آپ کی خدمت میں بھیجا ہے تاکہ آپ اسے نوش فرمائیں تو نبی کریم ﷺ نے اس خوشہ کو لے لیا۔ اس روایت میں جو حفص بن عمر دمشقی ہیں وہ صاحب حدیث القطف (خوشہ انگور) کے نام سے مشہور ہیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ حفص رحمۃ اللہ علیہ پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا وہ سن ایک سو ستر (۱۷۰) میں فوت ہوئے ہیں۔

﴿ابن عساکر﴾

طارق بن مرہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ سے کسی نے دریافت کیا کہ کیا آپ کے پاس جنت سے کوئی طعام آیا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام جنت کے کھانوں میں سے خبیص (وہ طعام جو کھجور اور گھی سے تیار کیا جاتا ہے) لائے اور میں نے اسے کھایا۔

✿ (ابن حجر نے الاصابہ میں فرمایا کہ یہ حدیث موضوع ہے۔)

﴿ابو عبد الرحمن سلمی کتاب الاطعمہ﴾

حیوانات کے سلسلے میں معجزات کا ظہور

اونٹ کی بارگاہ نبوت میں شکایت:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنی سلمہ کا ایک اونٹ پانی کھینچنے والا دیوانہ ہوگیا اور اس نے اس پر حملہ کیا اور باغ میں آنے سے باز رکھا۔ یہاں تک کہ کھجوروں کے درخت تشنہ ہوگئے تو انہوں نے نبی کریم ﷺ سے شکایت کی۔ میری پریشانی کے ازالہ کیلئے نبی کریم ﷺ تشریف لے گئے جب آپ باغ کے دروازے پر پہنچے تو عرض کیا گیا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ اندر تشریف نہ لے جائیں ہمیں اونٹ کی طرف سے آپ پر خطرہ ہے۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اندر چلو اور اب تمہیں کوئی خطرہ نہیں ہے جب اونٹ نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا تو اپنے سر کو جھکائے چل کر آیا۔ یہاں تک کہ آپ کے سامنے آ کر کھڑا ہوگیا اور سجدہ کیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اپنے اونٹ کو پکڑ لو اور اس کے نکیل ڈال دو۔

﴿بیہقی﴾

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے اچانک ایک شخص نے آ کر عرض کیا کہ فلاں قبیلہ کا پانی کھینچنے والا اونٹ بدمست ہوگیا ہے اور وہ ان کا نافرمان ہوگیا ہے یہ سن کر نبی کریم ﷺ ایک دم اٹھے اور ہم حضور کے ساتھ دیے۔

ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ اونٹ کے نزدیک نہ جائیں، آپ پر ہمیں اس سے خطرہ ہے۔ مگر نبی کریم ﷺ نے اپنا دست اقدس اس کے سر پر رکھا اور فرمایا: اس کی نکیل لاؤ، نکیل لائی گئی اور آپ نے اپنے دست قدس سے اس کے نکیل ڈالی اور فرمایا: اونٹ کے مالک کو بلاؤ اسے بلالیا گیا۔ آپ نے فرمایا: اسے اچھا چارہ دو اور اس پر کام کی زیادہ مشقت نہ ڈالو۔

﴿ابو نعیم، بیہقی﴾

ہر چیز جانتی ہے "میں اللہ کا رسول ہوں"

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ کچھ لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! باغ میں ہمارا ایک اونٹ ہے، اس نے باغ پر قبضہ جمالیا ہے۔ نبی کریم ﷺ اس کی طرف تشریف لے گئے اور اسے آواز دی کہ آجائے تو وہ اونٹ اپنا سر جھکائے آیا۔ آپ نے اس کے نکیل ڈال کر اس کے مالک کو تھما دیا۔

اس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا یہ اونٹ آپ کو جانتا ہے کہ آپ نبی ہیں؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: زمین و آسمان کے درمیان کوئی مخلوق ایسی نہیں ہے جو یہ نہ جانتی ہو کہ میں اللہ تعالیٰ کا نبی ہوں، البتہ انسان اور جنات کفر کرتے ہیں۔

﴿بیہقی، طبرانی، ابو نعیم﴾

حماد بن سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے بنی قیس کے ایک بوڑھے شخص سے سنا وہ اپنے والد سے حدیث نقل کرتا ہے کہ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور ہمارے پاس بڑی سرکش اونٹنی تھی جس پر ہم قابو نہ پاتے تھے تو رسول اللہ ﷺ اس اونٹنی کے پاس گئے اور اس کے تھنوں پر دست اقدس پھیرا اور دودھ دوہ کر آپ نے پیا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ ایک انصاری شخص کے باغ میں تشریف لے گئے۔ آپ نے وہاں ایک اونٹ کو موجود پایا۔ اونٹ نے جب نبی کریم ﷺ کو دیکھا تو وہ بلبلانے لگا اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ آپ نے دریافت فرمایا: اس اونٹ کا مالک کون ہے؟ تو ایک انصاری نوجوان آگے بڑھا اور عرض کیا: یہ اونٹ میرا ہے۔ آپ نے فرمایا: کیا تم اللہ تعالیٰ سے اس جانور کی بابت نہیں ڈرتے، جسے اللہ تعالیٰ نے تمہاری ملک میں دیا ہے۔ یہ اونٹ مجھ سے شکایت کرتا ہے کہ تم اسے بھوکا رکھتے اور کام کی مشقت میں زیادہ لیتے ہو۔

﴿ابن ابی شیبہ، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ بنی نجار کے باغ میں گئے، وہاں ایک اونٹ کو دیکھا کہ جو بھی باغ میں داخل ہوتا وہ اونٹ اس پر حملہ کر دیتا تو نبی کریم ﷺ کے اس پاس آئے اور اسے آواز دی، وہ اونٹ ہونٹوں کو زمین پر رکھتا ہوا آیا اور نبی کریم ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: نکیل لاؤ اور نبی کریم ﷺ نے اس کے نکیل ڈالی اور اس کے مالک کے حوالے کر دیا۔ اس کے بعد متوجہ ہو کر فرمایا:

> ''آسمان و زمین کے درمیان کوئی ایسی نہیں ہے جو نہ جانتی ہو کہ میں اللہ کا رسول ﷺ ہوں بجز انسان و جنات کے نافرمانوں کے۔''

﴿احمد، ابن ابی شیبہ، دارمی، ابونعیم، ﴾

حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں آپ کی مسجد شریف میں بیٹھے ہوئے تھے، اچانک ایک اونٹ بھاگتا ہوا آیا اور اس نے اپنا سر نبی کریم ﷺ کی آغوش میں رکھ دیا اور بلبلانے لگا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ اونٹ کہتا ہے کہ اس کا مالک ارادہ رکھتا ہے کہ اسے ذبح کر کے وہ اپنے والد کی طرف سے کھانا دے اور اب اسے ذبح کر دے تو میرے پاس یہ فریاد لے کر آیا ہے۔ اس کے بعد اس کا مالک آیا آپ نے اس سے دریافت فرمایا اور اس نے اپنے اسی ارادے کی خبر دی۔ نبی کریم ﷺ نے اسے اپنے اس ارادہ سے باز رہنے کی سفارش کی کہ اسے ذبح نہ کرے تو اس نے ایسا ہی کیا۔

﴿ابن سعد﴾

اونٹ کا سجدہ کرنا:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کی

جماعت میں تشریف فرما تھے۔ ایک اونٹ آیا اور اس نے آپ کو سجدہ کیا۔

﴿احمد، بیہقی﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک باغ میں تشریف لے گئے تو ایک اونٹ آیا اور اس نے آپ کو سجدہ کیا۔

﴿بزار﴾

اگر کسی شخص کو سجدہ جائز ہوتا تو بیوی شوہر کو سجدہ کرتی:

حضرت ثعلبہ بن ابی مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک آدمی نے بنی سلمہ سے ایسے اونٹ کو خریدا جس پر پانی لادا جا رہا تھا اور اس نے اسے اپنے شتر خانے میں باندھ دیا تاکہ اس پر بوجھ لادا جائے مگر اسے خارش ہو گئی اور کوئی شخص اتنی ہمت نہ رکھتا تھا کہ اونٹ کے پاس جائے جو بھی جاتا اسے وہ پاؤں سے کچلتا تھا وہ شخص نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور آپ سے اس کا ذکر کیا۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اسے کھول دو۔ صحابہ نے عرض کیا: اس کی جانب سے ہمیں آپ پر اندیشہ ہے؟ فرمایا: اسے کھول دو تو انہوں نے اسے کھول دیا۔ اونٹ نے جب نبی کریم ﷺ کو دیکھا تو وہ سجدے میں گر گیا۔ لوگوں نے سبحان اللہ کہا اور عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! ہم اس جانور سے زیادہ مستحق ہیں کہ آپ کو سجدہ کریں۔ فرمایا: اگر مخلوق میں کسی شخص کو سزاوار ہوتا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو سجدہ کرے تو عورت کو سزاوار ہوتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت یعلی بن مرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک دن نبی کریم ﷺ باہر تشریف لے گئے تو ایک اونٹ بلبلاتا ہوا آیا اور اس نے آپ کو سجدہ کیا۔ مسلمانوں نے یہ دیکھ کر عرض کیا کہ ہم زیادہ مستحق ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو ہم سجدہ کریں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کو سجدہ کرنے کا حکم ہوتا تو یقیناً میں حکم دیتا کہ عورت اپنے شوہر کو ضرور سجدہ کرے، تم جانتے ہو کہ اونٹ کیا کہتا ہے؟ وہ کہتا ہے کہ اس نے اپنے مالکوں کی چالیس سال خدمت کی ہے، یہاں تک کہ جب بوڑھا ہو گیا تو اس کا چارہ کم کر دیا اور اس کا کام بڑھا دیا اور جب ان کے یہاں شادی کا اہتمام ہوا تو چھری لے کر اسے ذبح کرنے کا ارادہ کر لیا۔ پھر نبی کریم ﷺ نے اس کے مالکوں کو بلایا اور ان سے اس کی فریاد بیان کی۔ انہوں نے کہا: یارسول اللہ ﷺ! خدا کی قسم! اس نے سچ کہا، آپ نے فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ تم اسے میری خاطر چھوڑ دو۔

﴿طبرانی، ابونعیم﴾

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ ایک انصاری نے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں آکر عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! ہمارا ایک اونٹ ہے جو گھر میں محبوس ہے ہم میں سے کوئی قدرت نہیں پاتا کہ اس کے قریب جائے اور اسکے نکیل ڈالے۔ نبی کریم ﷺ اس کے ساتھ فوراً کھڑے ہو گئے اور ہم بھی حضور

نبی کریم ﷺ کے ساتھ چل دیئے اور اس دروازے پر تشریف لا کر دروازہ کھولا جب اونٹ نے آپ کو دیکھا تو وہ آپ کے پاس آیا اور آپ کو سجدہ کیا اور اپنے سر کو زمین پر رکھ دیا۔

نبی کریم ﷺ نے اس کے سر پر دست اقدس پھیرا پھر نکیل منگائی اور اس کے نکیل ڈال کر اس کے مالک کے حوالے کر دیا۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اس نے آپ کو پہچان لیا کہ آپ اللہ تعالیٰ کے نبی (ﷺ) ہیں؟ فرمایا: کوئی مخلوق ایسی نہیں ہے جو یہ نہ جانتی ہو کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ البتہ جنات اور انسان کفر کرتے ہیں۔

﴿ابو نعیم﴾

ابو ظلال بن تمیمہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک انصاری شخص کا ایک اونٹ تھا۔ وہ اونٹ اس سے بگڑ گیا۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میرا ایک اونٹ ہے جو مجھ سے بگڑ گیا ہے اور وہ میری زمین کے آخری کنارے میں ہے اور میں طاقت نہیں رکھتا کہ میں اس کے قریب جاؤں۔ خطرہ ہے کہ وہ مجھے پکڑ نہ لے تو حضور نبی کریم ﷺ نے اس کی طرف تشریف لے گئے۔ جب اونٹ نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا تو وہ سامنے آ کر بلبلانے لگا اور اس نے اپنی گردن ڈال دی اور نبی کریم ﷺ کے روبرو بیٹھ گیا اور اس کی دونوں آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ آپ نے فرمایا اے فلاں! میں دیکھ رہا ہوں کہ یہ اونٹ تیری شکایت کرتا ہے تو اس کے ساتھ اچھا برتاؤ نہیں کرتا پھر وہ رسی لایا اور نبی کریم ﷺ نے اس کی گردن میں رسی ڈال دی۔

﴿ابو نعیم﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ کے بھتیجے حضرت حفص رضی اللہ عنہ کی سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اسی کی مانند روایت کی۔ اس میں ہے کہ اونٹ آیا اور اس نے حضور نبی کریم ﷺ کے روبرو سجدہ کیا۔ یہ دیکھ کر آپ کے صحابہ نے عرض کیا یہ بے عقل جانور ہے ہم زیادہ مستحق ہیں کہ آپ کو سجدہ کریں۔ یہ سن کر حضور نبی کریم ﷺ نے مذکورہ بالا جواب مرحمت فرمایا۔

﴿احمد، بزار، ابو نعیم﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے وہاں دو اونٹ دیکھے جو گدھے کی مانند چلا رہے تھے تو نبی کریم ﷺ ان دونوں کے قریب گئے۔ ان دونوں نے اپنی گردنیں زمین پر رکھ دیں۔ اس شخص نے کہا جو آپ کے ساتھ تھا کہ دونوں نے آپ کو سجدہ کیا۔

﴿ابو نعیم﴾

کمزور اونٹ سب سے آگے آ گئے:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ میں گیا آپ مجھ سے اس حالت میں ملے کہ میری سواری تھک گئی تھی۔ وہ چل نہیں رہی تھی۔ آپ نے مجھ سے فرمایا تمہارے اونٹ کو کیا ہو گیا ہے؟ میں نے عرض کیا: بیمار ہے تو حضور نبی کریم ﷺ نے اسے تنبیہ

فرمائی اور اس کیلئے دعا کی۔ اس کے بعد وہ اونٹ میرے آگے کے اونٹوں میں تیز رفتار ہو گیا، پھر حضور نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اب تم اپنے اونٹ کو کیا خیال کرتے ہو؟ میں نے عرض کیا: بہت بہتر ہے اور اسے آپ کی برکت پہنچ گئی ہے۔

﴿مسلم﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو کہیں بھیجا پھر وہ آپ کے پاس آیا اور عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میری اونٹنی نے مجھے تھکا دیا ہے وہ اٹھتی ہی نہیں تو نبی کریم ﷺ اس کے پاس آئے اور اسے ٹھوکر ماری۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قسم اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میں نے اس اونٹنی کو دیکھا کہ وہ چلانے والے سے آگے جا رہی تھی۔

﴿مسلم﴾

اونٹ کی گواہی یہ چور نہیں:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ ایک اعرابی نے نبی کریم ﷺ سے شکایت کی کہ لوگ میری طرف نسبت کرتے ہیں کہ میں نے اونٹ چرایا ہے، اسی لمحہ اونٹنی دروازے کے پیچھے سے بولی قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو کرامت کے ساتھ مبعوث فرمایا، یہ شخص میرا چور نہیں ہے اور اس کے سوا میرا کوئی مالک نہیں ہے۔

✿ (حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اس کے راوی ثقہ ہیں اور اس میں یحییٰ بن عبداللہ مصری رحمۃ اللہ علیہ ہیں جو عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں، میں اس کو نہیں جانتا اور اس پر کوئی جرح نہیں ہے۔
ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ وہ شخص ہے جس نے اس روایت کی تحقیق کی ہے۔)

﴿حاکم﴾

فائدہ:

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ مصنف کتاب فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی اور بھی سندیں ہیں چنانچہ طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایسی سند کے ساتھ جس میں مجہول راوی ہیں، حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک شخص آیا اور اس نے کہا: اس اعرابی نے اس اونٹ کو چرایا ہے۔ اس وقت اونٹ نے ایک ساعت آواز دی اور رسول اللہ ﷺ اونٹ کی طرف کان لگائے سنتے رہے، اس کے بعد فرمایا: اے شخص! تو اس الزام سے باز آجا۔ یہ اونٹ تیرے خلاف بیان دیتا ہے کہ تو جھوٹا ہے۔

ابن شاہین اور ابن مندہ رحمہم اللہ نے مطلب بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت حارث بن سواد رضی اللہ عنہ کے بیٹوں سے کہا: تمہارے والد وہی ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بیعت سے انکار کیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ ایسا نہ کہو بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان کو ایک اونٹنی عطا فرمائی تھی اور فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لیے اس میں برکت

دے گا تو ہم جتنے اونٹوں کو ہانک رہے ہیں وہ سب اسی اونٹنی کی نسل سے ہیں۔

غیب سے بھیڑ نمودار:

ابن سکن رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت نافع بن حارث بن کلاہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ چار سو مسلمانوں کے لشکر میں تھے۔ آپ نے ہمیں ایسی جگہ اتارا جہاں پانی نہ تھا۔ لوگوں کو تشنگی نے بے چین کر دیا۔ اچانک ایک بھیڑ سامنے آئی۔ یہاں تک کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے قریب پہنچی، اس کے سینگ بڑے بڑے اور تیز تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے دوہا اور تمام لشکر اس سے سیراب ہو گیا پھر فرمایا: اے نافع (رضی اللہ عنہ) اس کے مالک بن جاؤ مگر میں دیکھ رہا ہوں کہ تم اس کے مالک نہ رہ سکو گے، تو میں نے ایک لکڑی لی اور اسے زمین میں گاڑا اور رسی لے کر اس بھیڑ کو اس سے مضبوط باندھ دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے آرام فرمایا اور تمام لوگ بھی سو گئے اور میں بھی سو گیا جب میں بیدار ہوا تو میں نے دیکھا کہ رسی کھلی پڑی ہے اور بھیڑ موجود نہیں ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ حالت عرض کیا۔ آپ نے فرمایا: کیا میں نے تم سے نہ فرمایا تھا کہ تم اس کے مالک نہ رہ سکو گے کیونکہ جس نے اسے بھیجا تھا وہی اسے لے گیا ہے۔

﴿ابن سعد، بیہقی، ابو نعیم﴾

الحسن رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے غلام حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے اور ہم نے ایک منزل پر قیام کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اے سعد رضی اللہ عنہ فلاں جگہ پر بھیڑ کو دودھ لو۔ حالانکہ اس جگہ کوئی بھیڑ موجود نہ تھی مگر میں گیا دیکھا کہ وہاں دودھ سے بھری ہوئی بھیڑ موجود تھی تو میں نے اس کا دودھ دوہا اور میں نہیں جانتا کہ میں نے کتنا دودھ دوہا اور میں نے اس بھیڑ کو حفاظت سے باندھ دیا اور میں نے لوگوں سے اس کی حفاظت کی تاکید بھی کر دی مگر جب ہم کوچ کرنے کی تیاری میں مشغول ہوئے تو وہ بھیڑ غائب ہو گئی۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی کہ وہ بھیڑ تو غائب ہو گئی۔ فرمایا: اس کا رب اسے لے گیا۔

﴿ابن عدی، بیہقی، طبرانی، ابو نعیم﴾

بکری کے دودھ میں برکت:

حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کی بیٹی سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک بکری لائیں اور نبی کریم ﷺ نے اس کے پاؤں باندھ کر اسے دوہا اور فرمایا: تمہارے پاس بڑے سے بڑا برتن جو ہے اسے لے آؤ تو میں آٹے کا لگن آپ کے پاس لے گئی، آپ نے اس میں دوہا، یہاں تک کہ وہ بھر گیا۔ پھر آپ نے فرمایا: تم بھی پیو اور اپنے ہمسایوں کو بھی پلاؤ چنانچہ ہم اس بکری کو حضور نبی کریم ﷺ کے پاس لے جایا کرتے تھے اور ہمیں خوب فراخی ہو گئی۔ یہاں تک کہ میرے والد صاحب جب آئے اور انہوں نے اسے پکڑ کر اس کے پاؤں باندھے اور اسے دوہا تو دودھ میں اپنی پہلی حالت پر وہ آ گئی۔ اس پر میری والدہ نے کہا کہ تم نے ہم پر ہماری بکری کو خراب کر دیا، انہوں نے پوچھا: یہ کس طرح؟ انہوں نے کہا کہ یہ بکری اتنا دودھ دیا کرتی تھی کہ یہ بڑا لگن دودھ سے بھر جایا کرتا تھا۔ انہوں نے پوچھا کون اس

بکری کو دوہا کرتا تھا؟ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ دوہا کرتے تھے۔

انہوں نے کہا کیا تم نے مجھے حضور نبی کریم ﷺ کے برابر ٹھہرایا ہے؟ خدا کی قسم! حضور نبی کریم ﷺ بڑی برکت والے ہیں۔

﴿طیالسی، ابن سعد، بیہقی﴾

حضرت خباب رضی اللہ عنہ کی بیٹی سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ہم سب کی دیکھ بھال کیا کرتے تھے اور حضور نبی کریم ﷺ نے ہمارے لیے ایک بکری کا دودھ دوہا اور بڑے تھن میں دودھ جتے تھے اور وہ بھر جاتا تھا جب حضرت خباب رضی اللہ عنہ واپس آئے اور انہوں نے اسے دوہا تو وہ بکری دودھ میں اپنی پہلی حالت پر لوٹ آئی۔

﴿ابن ابی شیبہ، احمد، طبرانی، ابن سعد﴾

حضرت ابو قرصافہ رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا واقعہ:

حضرت ابو قرصافہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میرے اسلام کا ابتدائی واقعہ یہ تھا کہ میں اپنی والدہ اور خالہ کے یہاں یتیم تھا اور میں اپنی بکریاں چرایا کرتا تھا۔ میری خالہ اکثر مجھ سے کہا کرتی تھیں کہ اے بیٹے! فلاں شخص کے قریب سے نہ گزرنا اور وہ نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس مراد لیتی تھیں اور کہتیں: وہ تمہیں اغوا کرے گا اور تمہیں گمراہ کر دے گا مگر میں اپنی بکریوں کو چراگاہ لے جاتا اور انہیں چرتا ہوا چھوڑ کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو جاتا اور میں آپ کی بارگاہ میں رہتا اور آپ کی باتیں سنا کرتا پھر شام کو میں اپنی بکریاں لے کر گھر جاتا تو ان کے تھن دودھ سے خشک ہوتے، مجھ سے میری خالہ نے کہا: کیا بات ہے کہ تمہاری بکریوں کے تھن دودھ سے خشک ہیں۔ میں نے کہا: میں نہیں جانتا۔ اس کے بعد میں نے دوسرے دن بھی ایسا ہی کیا۔ پھر تیسرے دن بھی ایسا ہی کیا اور میں مسلمان ہو گیا اور میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے اپنی خالہ کی شکایت کی اور اپنی بکریوں کا حال عرض کیا۔

آپ نے فرمایا: اپنی بکریاں میرے پاس لے آؤ میں ان کو حضور نبی کریم ﷺ کے پاس لے گیا اور آپ نے ان کے تھنوں پر اور ان کی پشتوں پر دست اقدس پھیرا، اور ان میں برکت کی دعا کی تو وہ دودھ اور چربی سے بھر گئیں، جب میں اپنی خالہ کے پاس ان کو لے کر گیا تو انہوں نے کہا: اے بیٹے! ایسا ہی چرایا کرو۔ اس وقت میں نے انہیں سارا واقعہ بتایا پھر وہ اور میری والدہ مسلمان ہو گئیں۔

﴿ابو نعیم﴾

حضرت مقداد بن الاسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں اور میرے دو دوست اور قریب تھا کہ فاقہ کشی اور تنگدستی سے ہماری سماعت اور ہماری بصارت جاتی رہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی قیام گاہ میں پناہ دی۔ رسول اللہ ﷺ تشریف لاتے تو اس طرح سلام فرماتے کہ جاگنے والا سنتا اور سونے والا بیدار نہ ہوتا، تو مجھ سے شیطان نے کہا کہ کاش تو یہ چند گھونٹ پی لے کیونکہ نبی کریم ﷺ کے پاس تو انصار تحفے لا کر پیش کرتے ہیں تو میں اسی وسوسے میں مبتلا رہا حتیٰ کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کے حصہ کا

دودھ پی لیا جب میں نے پی لیا تو مجھے ندامت ہوئی اور میں نے دل میں کہا کہ یہ تو نے کیا کیا؟ جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائیں گے اور حصہ کا دودھ نہ پائیں گے تو تجھ پر بددعا کریں گے اور تو ہلاک ہو جائے گا۔

اسی دوران نبی کریم ﷺ تشریف لے آئے جیسا کہ آپ آیا کرتے تھے اور آپ نے نماز پڑھی جس قدر اللہ تعالیٰ نے چاہا پھر دودھ کے پیالہ کی طرف نظر فرمائی مگر آپ نے اس میں کچھ نہ دیکھا۔ اس وقت آپ نے اپنا دست اقدس اٹھایا، میں نے اپنے دل میں کہا: اب مجھے بددعا کریں گے اور میں ہلاک ہو جاؤں گا مگر نبی کریم ﷺ نے یہ دعا کی:

اَللّٰهُمَّ اَطْعِمْ مَنْ اَطْعَمَنِیْ وَاَسْقِ مَنْ سَقَانِیْ

پھر میں پیالہ لے کر ان بکریوں کی طرف گیا کہ دیکھوں کون سی بکری موٹی اور فربہ ہے تا کہ میں نبی کریم ﷺ کیلئے اس سے غذا حاصل کروں تو میں نے دیکھا کہ تمام بکریاں دودھ سے لبریز ہیں اور میں نے اہل بیت نبوت کیلئے دودھ کا پیالہ لے کر اس سے اتنا دودھ دوہا کہ اس پر جھاگ آ گئی۔

﴿مسلم﴾

حضرت ابوالعالیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے گھروں کی طرف بھیجا اور کھانا طلب فرمایا۔ آپ کے پاس آپ کے بکثرت صحابی بیٹھے ہوئے تھے مگر کھانا کسی کے ہاں نہ ملا، پھر آپ نے گھر میں بکری کا ایک بچہ دیکھا جس نے ابھی تک بچہ جنا ہی نہ تھا اور آپ نے اس کے تھنوں کی جگہ پر دست اقدس پھیرا اور راوی نے کہا کہ تھن دودھ سے اتنے دراز ہو گئے کہ اس کے پاؤں تک لٹک آئے پھر آپ نے برتن طلب فرمایا اور اس میں دوہ کر اپنے گھروں کی طرف ایک ایک برتن دودھ بھیجا، پھر دوہا اور تمام صحابہ نے اسے پیا۔

﴿بیہقی﴾

محمد بن راشد رحمۃ اللہ علیہ نے خبر دی۔ انہوں نے کہا: مجھ سے حضرت ابوحسین بن عطا رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ ایک قصاب نے بکری کے گلہ کا دروازہ کھولا تا کہ بکری کو پکڑ کر ذبح کرے مگر بکری اس سے چھوٹ کر بھاگ پڑی اور سیدھی حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آئی۔ اس کے پیچھے وہ قصاب بھی آیا اور اس کے پاؤں پکڑ کر کھینچنے لگا حضور نبی کریم ﷺ نے بکری سے فرمایا: حکم الٰہی پر تو صبر کر اور اے قصاب! تم بکری کو اس کی طرف نرمی کے ساتھ لے کر جاؤ۔

﴿عبدالرزاق المصنف﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ ایک انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے اور آپ کے ساتھ حضرات ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہم اور بہت سے انصاری صحابہ کرام تھے۔ باغ میں ایک بکری تھی اور اس نے آپ کو سجدہ کیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ کو سجدہ کرنے کے اس بکری سے زیادہ ہم مستحق ہیں، آپ نے فرمایا: میری امت میں کسی کیلئے سزاوار نہیں کہ وہ کسی کو سجدہ کرے، اگر کسی کو کسی کیلئے سجدہ

کرنا جائز ہوتا تو میں ضرور عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔

﴿ابونعیم﴾

ہرنی کا واقعہ:

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ صحراء میں تھے۔ اچانک کسی نے پکارا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے متوجہ ہو کر دیکھا مگر کوئی نظر نہ آیا، پھر دوسری طرف متوجہ ہو کر دیکھا تو بندھی ہوئی ایک ہرنی نظر آئی، اس نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! میرے قریب تشریف لائیں تو قریب آگئے اور فرمایا: تیری کیا حاجت ہے؟ ہرنی نے کہا: اس پہاڑ پر میرے دو بچے ہیں، آپ مجھے کھول دیجئے، میں ان دونوں کو دودھ پلا کر آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں گی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا تو ایسے کرے گی؟

ہرنی نے کہا: اگر میں ایسا نہ کروں تو اللہ تعالیٰ مجھے عشار کا عذاب دے۔ (عشار ایسی حاملہ اونٹنی کو کہتے ہیں جس کا وضع حمل دس ماہ گزر جانے کے بعد بھی نہ ہوا اور اس پر بوجھ لادا جائے اور وہ تکلیف سے فریاد کرے) تو حضور نبی کریم ﷺ نے اسے کھول دیا اور اس نے جا کر اپنے بچوں کو دودھ پلایا اور اس کے بعد وہ آ گئی اور حضور نبی کریم ﷺ نے اسے باندھ دیا۔

اس دوران وہ اعرابی بیدار ہو گیا اور اس نے دیکھ کر عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ کو کوئی کام ہے۔ فرمایا: ہاں! وہ یہ کہ اس ہرنی کو چھوڑ دے اور اس نے اسے چھوڑ دیا۔ وہ کودتی ہوئی جا رہی تھی اور یہ کہہ رہی تھی:

"اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وانک رسول اللہ"

(اس روایت کی سند میں اغلب بن تمیم ہے جو ضعیف ہے لیکن حدیث کی متعدد سندیں اس بات کی شہادت دیتی ہیں کہ یہ قصہ بے اصل نہیں ہے۔)

﴿طبرانی الکبیر، ابونعیم﴾

صالح المری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی وہ ضعیف ہے اور انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ان لوگوں پر گزرے جنہوں نے ہرنی پکڑ رکھی تھی اور اسے خیمہ کی چوب سے باندھ رکھا تھا۔

ہرنی نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میرے دو بچے ہیں، مجھے اجازت دیجئے کہ میں جا کر انہیں دودھ پلا کر آ جاؤں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگو! اسے چھوڑ دو تا کہ یہ اپنے بچوں کو دودھ پلا دے پھر یہ تمہارے پاس آ جائے گی۔ انہوں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! ہمارے لیے اس کی کون ضمانت لیتا ہے؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں ضامن ہوں تو انہوں نے اسے چھوڑ دیا، وہ گئی اور دودھ پلا کر ان کے پاس واپس آ گئی اور انہوں نے اسے باندھ دیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم اسے فروخت کرتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ یہ آپ ہی کی ہے پھر انہوں نے اسے کھول کر چھوڑ دیا اور وہ چلی گئی۔

﴿طبرانی، ابونعیم﴾

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ایک ہرنی پر گزرے جو خیمہ کی چوب سے بندھی ہوئی تھی۔ ہرنی نے کہا: یارسول اللہ ﷺ! مجھے کھول دیجئے تاکہ میں اپنے دونوں بچوں کو جاکر دودھ پلا آؤں۔ جب آجاؤں تو آپ مجھے باندھ دیں۔ رسول اللہ ﷺ! فرمایا: تو ایک قوم کا شکار ہے اور ایک قوم کی باندھی ہوئی ہے۔ آپ نے اس سے عہد لیا اور اس نے قسم کھائی آپ نے اسے کھول دیا تھوڑی دیر کے بعد وہ اس حال میں واپس آئی کہ اس کے تھنوں سے دودھ ٹپک رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے باندھ دیا، اسی دوران وہ لوگ آگئے، حضور نبی کریم ﷺ ہرنی کو ان سے طلب فرمایا اور انہوں نے آپ کو ہبہ کر دیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اسے کھول کر آزاد کر دیا۔

﴿بیہقی﴾

ہرنی کا کلمہ پڑھنا:

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ مدینہ منورہ کے ایک راستے سے گزر رہے تھے اور ہمارا گزر ایک اعرابی کے خیمہ کی طرف سے ہوا۔ دیکھا کہ خیمہ کی چوب سے ایک ہرنی بندھی ہوئی ہے۔ اس ہرنی نے کہا: اس اعرابی نے مجھے گرفتار کیا ہے اور جنگل میں میرے دو بچے ہیں اور میرے تھنوں میں دودھ جم گیا ہے۔ یہ اعرابی نہ مجھے ذبح کرتا ہے کہ میں اس تکلیف سے خلاصی پاؤں اور نہ مجھے آزاد کرتا ہے کہ میں جا کر اپنے بچوں کو دودھ پلاؤں۔

نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا اگر میں تجھے چھوڑ دوں تو کیا تو واپس آجائے گی؟ اس نے کہا: ضرور واپس آؤں گی، ورنہ اللہ تعالیٰ مجھے عشار کا عذاب دے گا، تو نبی کریم ﷺ نے اسے چھوڑ دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ہرنی اپنی زبان چاٹتی ہوئی آگئی۔ نبی کریم ﷺ نے خیمہ کی چوب سے اسے باندھ دیا۔ اتنے میں اعرابی آگیا۔ اس کے ساتھ مشکیزہ تھا۔

نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا: کیا تو ہرنی کو میرے ہاتھ فروخت کرتا ہے۔ اس نے کہا: یارسول اللہ ﷺ! آپ ہی کی ہے تو نبی کریم ﷺ نے اسے آزاد کر دیا۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! میں نے اسے دیکھا کہ وہ جنگل میں جارہی تھی اور کہتی جاتی تھی کہ **"لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ"**

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

بھیڑیے کا گفتگو کرنا:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حرہ میں ایک چرواہا بکریاں چرا رہا تھا اچانک بھیڑیا اس کی بکریوں سے ایک بکری پر لپکا تو چرواہا بکری اور بھیڑیے کے درمیان حائل ہو گیا۔ بھیڑیا اپنی دُم پر بیٹھ گیا۔ اس کے بعد اس نے چرواہے سے کہا کیا تو خدا سے نہیں ڈرتا کہ میرے اور اس رزق کے درمیان جسے اللہ تعالیٰ نے میری طرف بھیجا ہے حائل ہوتا ہے؟

چرواہے نے کہا تعجب ہے کہ بھیڑیا انسانوں جیسی بات کرتا ہے۔ بھیڑیے نے کہا: کیا میں اس سے زیادہ تعجب کی بات سناؤں، وہ یہ کہ رسول اللہ ﷺ دونوں پہاڑوں کے درمیان گزشتہ واقعات کی

خبریں لوگوں کو بتا رہے ہیں۔ یہ سن کر اس چرواہے نے اپنی بکریوں کو ہانک دیا اور خود مدینہ منورہ چل دیا اور رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور اس نے بھیڑیے کی بات بیان کی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس نے سچ کہا، اس نے سچ کہا، لوگو! ان لوا نسانوں سے درندوں کا بات کرنا، قیامت کی علامتوں میں سے ایک ہے اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک درندے انسانوں سے بات نہ کریں اور مرد سے اس کی جوتی کا تسمہ اور اس کے کوڑے کا پھندنا بات کرے گا اور اس کی ران اسے وہ بات بتائے گی جو اس کے جانے کے بعد اس کی بیوی سے رونما ہوگی۔

﴿احمد، ابن سعد، بزار، حاکم، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت اہبان بن اوس ؓ سے روایت ہے کہ وہ اپنی بکریوں کی گلہ بانی پر تھے، ان کی ایک بکری پر بھیڑیے نے حملہ کیا اور وہ اس پر چیخے تو وہ اپنی دم پر بیٹھ گیا۔ حضرت اہبان ؓ نے کہا پھر بھیڑیے نے مجھے مخاطب کر کے کہا جس دن تو بکریاں سے غافل ہوگا اس دن تیری بکریوں کا کون محافظ ہوگا تو مجھ سے وہ رزق چھینتا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے میرا رزق بنایا ہے۔ میں نے کہا: خدا کی قسم! میں نے اس سے تعجب کی کوئی بات نہیں دیکھی کہ بھیڑیا انسانوں جیسی بات کرتا ہے۔

بھیڑیے نے کہا: اس سے زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان باغوں کے درمیان لوگوں کو زمانہ ماضی کی باتیں بتا رہے ہیں اور جو آئندہ ہوگا، اس کی خبریں دے رہے ہیں، اور وہ اللہ تعالیٰ کی طرف بلا رہے ہیں اور اس کی عبادت کی دعوت دے رہے ہیں۔

یہ سن کر اہبان ؓ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور اس کی آپ کو خبر دی اور مسلمان ہوئے۔

﴿تاریخ بخاری، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک چرواہا رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں اپنی بکریوں کی گلہ بانی پر تھا، اچانک بھیڑیے نے اس سے کہا کہ کیا تو اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا تو میری اس خوراک کو چھینتا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے میرا رزق بنایا۔ چرواہے نے کہا: تعجب ہے کہ بھیڑیا بات کرتا ہے۔ بھیڑیے نے کہا: میری بات کرنے سے زیادہ تعجب کی بات میں تجھے نہ بتاؤں کہ رسول اللہ ﷺ نخلستان میں اولین و آخرین کی باتیں لوگوں سے بیان فرما رہے ہیں۔ اس کے بعد چرواہا چلا اور نبی کریم ﷺ کے دربار میں حاضر ہوا اور اس خبر کو سنا کر اسلام قبول کیا۔

﴿ابن عدی، بیہقی﴾

حضرت انس ؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ غزوہ تبوک میں تھا، میں نے اپنی بکریاں باندھیں تو بھیڑیا آیا اور اس نے ان میں سے ایک بکری پکڑ لی۔ چرواہے اس کے پیچھے دوڑے۔ بھیڑیے نے کہا: تم لوگ مجھ سے اس لقمہ کو چھینتے ہو جسے اللہ تعالیٰ نے مجھے عنایت فرمایا۔ بھیڑیے کو باتیں کرتا سن کر چرواہے مبہوت ہو گئے۔ بھیڑیے نے کہا: بھیڑیے کی باتیں کرنے

سے زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر وحی نازل ہوتی ہے۔

﴿ابونعیم﴾

بسند صحیح حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ بکریوں کے چرواہے کی طرف بھیڑیا آیا اور اس نے بکری پکڑ لی اور چرواہے نے کوشش کر کے اس سے بکری چھین لی۔ راوی نے کہا کہ بھیڑیا ایک ٹیلہ پر چڑھا اور اپنی دم پر بیٹھ گیا اور اس نے کہا میں نے اس رزق کو چاہا جسے اللہ تعالیٰ نے میری خوراک بنائی تم نے مجھ سے اسے چھین لیا۔

چرواہے نے یہ سن کر کہا: قسم ہے خدا کی! میں نے آج کی مانند بھیڑیے کو باتیں کرتا نہیں دیکھا۔ بھیڑیے نے کہا: اس سے زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ ایک شخص دونوں پہاڑوں کے درمیان میں ہے وہ تم کو گزشتہ اور آئندہ کی خبریں بتاتا ہے، وہ چرواہا یہودی تھا وہ بارگاہ نبوت میں آیا اور نبی کریم ﷺ کو واقعہ سنایا۔ نبی کریم ﷺ نے اس کی تصدیق فرمائی۔

﴿احمد، ابونعیم﴾

رافع بن عمیرہ طائی رضی اللہ عنہ نے بھیڑیے کی تنبیہ کے بعد اسلام قبول کیا:

محمد بن جعفر بن خالد دمشقی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت رافع بن عمیرہ طائی رضی اللہ عنہ کی بابت لوگوں کا خیال ہے کہ ان سے بھیڑیے نے بات کی ہے وہ اپنی بھیڑوں میں تھے اور انہیں چرا رہے تھے تو بھیڑیے نے ان کو رسول اللہ ﷺ کی طرف بلایا اور ان سے ملنے کی اس نے تاکید کی۔ حضرت رافع رضی اللہ عنہ کے چند اشعار ہیں جس میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے:

رعیت الضان احمیها زمانا — من الضبع الخفی و کل ذیب
فلما ان سمعت الذئب نادی — یبشرنی باحمد من قریب
سعیت الیه قد شمرت ثوبی — عن الساقین قاصدة الرکیب
فالفیت النبی یقول قولا — صدوقا لیس بالقول الکذوب
فبشرنی لدین الحق حتی — تبینت الشریعة للمنیب
وابصرت الضیاء یضئ حولی — امامی ان سعیت و عن جنوبی
الا ابلغ بنی عمرو بن عوف — و اخوتهم جدیلة ان اجیبی
دعاء المصطفی لاشک فیه — فانک ان اجبت فلن تخیبی

ترجمہ: ''میں نے بھیڑوں کو چرایا اور ان کی حفاظت پوشیدہ گھوں اور بھیڑیے سے ایک زمانہ تک کرتا رہا، جب میں نے سنا کہ بھیڑیا مجھے پکارتا ہے اور احمد مجتبیٰ ﷺ کی بشارت مجھے قریب سے دیتا ہے تو میں ان کی طرف دوڑا اور اپنی پنڈلیوں سے تہبند کو باندھا اور سفر کا قصد کیا اور میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو اس حال میں پایا کہ آپ سچی بات بتاتے تھے جس میں قطعاً جھوٹ نہ تھا اور آپ نے مجھے دین حق کی بشارت دی۔ یہاں تک کہ شریعت توبہ کرنے والے پر واضح ہوگئی اور میں نے وہ روشنی دیکھی جس سے میرا گردوپیش روشن

ہو گیا۔ اگر میں چلوں تو میرے آگے بھی اور میرے دونوں پہلو میں بھی، اے سننے والے میری یہ بات عمرو بن عوف کے قبیلے والوں کو پہنچا دے جو جدیلہ کے بھائی ہیں کہ وہ میرا کہا مانیں، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے دین کی دعوت حق ہے۔ اس میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے اگر تم قبول کر لو گے تو تمہیں کوئی نقصان نہ ہوگا۔"

﴿ابن عساکر﴾

بھیڑیوں کا قاصد:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیڑیا آیا اور وہ حضور نبی کریم ﷺ کے روبرو اپنی دم پر بیٹھ گیا، پھر وہ اپنی دم کو ہلانے لگا۔ نبی کریم ﷺ نے یہ ملاحظہ فرما کر فرمایا کہ یہ بھیڑیوں کا قاصد ہے جو تم سے سوال کرتا ہے کہ اس کیلئے اپنے اموال سے کچھ حصہ مقرر کر دو۔

﴿بزار، سعید بن منصور، بیہقی﴾

حضرت مطلب بن عبداللہ بن حنطب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ طیبہ میں اپنے صحابہ میں جلوہ افروز تھے کہ اچانک بھیڑیا سامنے آیا اور اس نے نبی کریم ﷺ کے روبرو کھڑے ہو کر کچھ کہا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ تمہاری طرف درندوں کا قاصد ہے اگر تم پسند کرو تو اس کیلئے کچھ حصہ مقرر کر دو تا کہ اس کے سوا وہ تجاوز نہ کرے اور اگر تم اس کو اس کی مرضی پر چھوڑتے ہو تو تم اس سے ڈرتے رہو گے اور یہ جو رزق پکڑے وہ اس کی خوراک ہو۔

صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ہمارے دل کو خوشی اس کا کچھ حصہ مقرر کرنے کو نہیں چاہتے، اس پر حضور نبی کریم ﷺ نے اس کیطرف تین انگلیوں سے اشارہ فرمایا اور بتایا کہ اب اچکنا ہی تیرا حصہ ہے یہ سن کر وہ پلٹ کر چلا گیا اور وہ دم ہلاتا جاتا تھا۔

﴿ابن سعد، ابونعیم﴾

شمر بن عطیہ رضی اللہ عنہ ایک مزنی یا جہنی شخص سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فجر کی نماز پڑھائی تو آپ نے تقریباً ایک سو بھیڑیوں کو اپنی دموں پر بیٹھا دیکھا۔ جو بھیڑیوں کے قاصد تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ سے فرمایا: اپنے اموال میں سے ان کیلئے کچھ حصہ مقرر کر سکتے ہو؟ اور ماسوا مال سے تم مامون ومحفوظ رہ سکتے ہو؟ لوگوں نے شکایت کی کہ ہم خود حاجتمند ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ان کو جانے کی اجازت دے دو۔ تو انہوں نے انہیں اجازت دے دی اور وہ چلے گئے اور وہ بولتے جاتے تھے۔

﴿دارمی، ابن منیع فی المسند، ابونعیم﴾

سلیمان بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کو حرق پر تشریف لائے۔ اچانک ایک بھیڑیا حضور نبی کریم ﷺ روبرو آ کے کھڑا ہوا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس بھیڑیے کا نام اہیب ہے۔ یہ ہر روز ایک بکری مانگتا ہے مگر لوگوں نے انکار کیا، پھر حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی انگلی سے اشارہ کیا اور وہ پلٹ کر چلا گیا۔

﴿واقدی، ابونعیم﴾

بارگاہ نبوت میں چڑیا کی فریاد:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔ ہم ایک درخت کے قریب گئے تو اس میں حمرة کا گھونسلہ تھا۔ (حمرہ چڑیا کی مانند چھوٹا سا پرندہ ہے۔) ہم نے اس کے دونوں بچے پکڑ لیے تو حمرہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بار بار آتی اور کچھ بولتی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کس شخص نے اس کے دونوں بچے پکڑ کر اسے دکھ پہنچایا ہے۔ ہم نے عرض کیا: کہ ہم نے پکڑے ہیں۔ فرمایا: انہیں اس کے گھونسلے میں رکھ دو تو ہم نے انہیں اس کی جگہ رکھ دیا۔

﴿بیہقی، ابونعیم، ابوالشیخ کتاب العظمۃ﴾

جانور کا اچھلنا:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے اہل بیت کا ایک وحشی جانور تھا جب نبی کریم ﷺ باہر تشریف لے جاتے تو وہ اچھلتا کودتا آتا جاتا اور کھیل کود کرتا اور جب رسول اللہ ﷺ اندر تشریف لے آتے تو خاموش بیٹھ جاتا اور اچھل کود نہ کرتا، جب تک رسول اللہ ﷺ گھر میں تشریف رکھتے۔ (ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو صحیح بتایا۔)

﴿احمد، ابویعلی، بزار، طبرانی اوسط، بیہقی، ابونعیم، دارقطنی، ابن عساکر﴾

گھوڑی میں طاقت:

حضرت جعیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ میں تھا اور میری گھوڑی بوڑھی اور کمزور تھی، اس لیے میں سب لوگوں سے پیچھے کی جماعت میں تھا۔ رسول اللہ ﷺ مجھ سے ملے اور فرمایا: اے گھوڑے والے آگے بڑھو، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میری یہ گھوڑی بوڑھی اور کمزور ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے کوڑا اٹھایا جو آپ کے پاس تھا اور اس گھوڑی کے مارا اور دعا کی: اے خدا! اس کیلئے اس گھوڑی میں برکت دے تو میں نے دیکھا کہ میں اس کا سر روک نہیں سکتا تھا اور وہ سب سے آگے بڑھ گئی اور اس کے پیٹ سے جو بچے پیدا ہوئے، ان کو میں نے بارہ ہزار میں فروخت کیا۔

﴿بیہقی﴾

مدینہ میں خوفناک آواز:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ "احسن الناس، اجود الناس اور اشجع الناس" تھے۔ ایک رات اہل مدینہ نے ڈراؤنی آواز سنی تو نبی کریم ﷺ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی گھوڑی پر بغیر زین کے سوار ہو کر تشریف لے گئے۔ جب لوگ باہر نکلے تو انہوں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ ان سے پہلے اس آواز کی طرف تشریف لے جا چکے ہیں اور آپ خبر کی تحقیق فرما چکے ہیں اور آپ فرما رہے تھے کہ ہرگز کوئی خوف نہ کرو اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ گھوڑا تو سمندر کی طرح رواں ہے حالانکہ آپ ﷺ کی سواری سے قبل وہ گھوڑا بہت سست رفتار تھا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حماد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ مجھ سے حضرت ثابت رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی یا یہ کہا کہ حضرت ثابت رضی اللہ عنہ سے دوسرے راوی کے ذریعہ مجھے یہ روایت پہنچی ہے اور انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی سواری کے بعد اس گھوڑے سے آگے کوئی گھوڑا نہ بڑھا۔ باوجودیکہ وہ گھوڑا بہت سست رفتار تھا۔

سواری میں تیز رفتاری:

حضرت اسحاق بن عبداللہ بن ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے ملاقات کرنے تشریف لائے اور انہیں کے ہاں دوپہر کا قیلولہ فرمایا، جب دن ٹھنڈا ہو گیا تو اپنا اعرابی گدھا لائے اور اس پر روئی کا گدا ڈالا اور رسول اللہ ﷺ نے اس پر سواری فرمائی پھر اسے واپس کر دیا تو وہ سبک خرام اور تیز رفتار ہو گیا۔ حالانکہ وہ پہلے سست رفتاری سے چھوٹے چھوٹے قدم رکھتا تھا۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت عصمہ بن مالک خطمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ سے ملنے قبا تشریف لائے، جب آپ نے واپسی کا ارادہ فرمایا تو ہم سست رفتار دراز گوش لائے، حضور نبی کریم ﷺ اس پر سوار ہو کر تشریف لے گئے پھر آپ نے ہمیں واپس کر دیا تو وہ فراخ قدم اور تیز رفتار ہو گیا۔

﴿طبرانی﴾

نبی کریم ﷺ سے ایک حمار (گدھے) کا گفتگو کرنا:

ابو منظور رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے جب خیبر کو فتح فرمایا تو آپ کو ایک سیاہ رنگ کا گدھا ملا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس حمار سے کلام فرمایا اور حمار نے بھی آپ سے کلام کیا۔ نبی کریم ﷺ نے اس سے پوچھا: تیرا نام کیا ہے؟

اس نے کہا: یزید بن شہاب، اللہ تعالیٰ نے میری جد کی نسل سے ساٹھ گدھے پیدا کیے اور وہ سب کے سب ایسے ہوئے کہ نبی کریم ﷺ کے سوا کسی نے ان پر سواری نہیں کی اور میں امید رکھتا ہوں کہ آپ مجھ پر سواری فرمائیں گے، میرے جد کی نسل میں میرے سوا کوئی نہیں رہا ہے اور نہ آپ کے سوا نبیوں میں کوئی باقی رہا ہے، آپ سے پہلے میں ایک یہودی کی ملکیت میں تھا۔ میں اسے قصداً گرا دیا کرتا تھا اور وہ یہودی میرے پیٹ کو تکلیف پہنچاتا اور میری کمر پر مارتا تھا۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اب تیرا نام "یعفور" ہے جب رسول اللہ ﷺ کسی کو بلانے کیلئے کسی کے دروازے کی طرف بھیجتے تو وہ اس کے دروازے پر آ کر اپنے سر کو دروازے پر مارتا اور جب گھر والا باہر نکل کر اس کے پاس آتا تو حضور نبی کریم ﷺ کی طرف اشارہ کرتا کہ رسول اللہ ﷺ بلا رہے ہیں، جب نبی کریم ﷺ نے رحلت فرمائی تو ابوہیثم بن تیہان رضی اللہ عنہ کے کنوئیں پر آیا اور خود کو رسول اللہ ﷺ کے فراق میں اس کنوئیں میں گرا دیا۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کے پاس خیبر میں

جب سیاہ گدھے کو لا کر کھڑا کیا گیا تو نبی کریم ﷺ نے پوچھا تو کون ہے؟

اس نے کہا: میں عمرو بن فلاں ہوں۔ ہم تین بھائی تھے، ہم میں سے ہر ایک پر انبیاء سوار ہوتے ہیں۔ میں ان میں سے چھوٹا ہوں اور میں آپ کیلئے تھا۔ جب یہودی شخص میرا مالک بنا تو جب بھی مجھے آپ یاد آتے تو میں ٹھوکر کھا کر اسے گرا دیتا، وہ مجھے خوب مارتا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اب تیرا نام "یعفور" ہے۔
﴿ابو نعیم﴾

روایت ہے، آپ نے جس چوپائے پر بھی سواری کی ہے وہ اپنی اسی حالت میں رہا جس پر وہ تھا اور وہ حضور نبی کریم ﷺ کی برکت سے بوڑھا نہ ہوا۔

﴿ابن سبع خصائص مصطفیٰ﴾

گوہ کی شہادت نبوت:

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کی محفل میں جلوہ افروز تھے، اچانک بنی سلیم کا ایک اعرابی آیا اور اس نے گوہ کا شکار کیا تھا۔ اس نے کہا مجھے لات و عزیٰ کی قسم ہے میں اس وقت تک ہرگز ایمان نہ لاؤں گا جب تک یہ گوہ آپ کی تصدیق نہ کرے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے گوہ! میں کون ہوں؟ اس گوہ نے ایسی واضح عربی زبان میں گفتگو کی جسے ہر شخص بخوبی سمجھ سکے:

"لَبَّیْکَ وَ سَعْدَیْکَ یَا رَسُوْلَ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ" کہا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تو کس کی عبادت کرتی ہے؟ گوہ نے کہا: میں اس ذات کی عبادت کرتی ہوں جس کا عرش آسمان میں ہے اور جس کی حکومت زمین میں ہے اور دریا میں اس کا راستہ ہے اور جنت میں اس کی رحمت ہے اور جہنم میں اس کا عذاب ہے۔ فرمایا: تو میں کون ہوں؟ گوہ نے کہا: آپ رب العالمین کے رسول ﷺ اور خاتم النبیین ہیں۔ وہ کامیاب ہے جس نے آپ کی تصدیق کی اور وہ نامراد ہے جس نے آپ کی تکذیب کی، پھر وہ اعرابی مسلمان ہو گیا۔

اس روایت کی سند میں ایسا کوئی راوی نہیں جس کے حال میں غور کیا جائے بجز محمد بن علی بن ولید بن بصری سلمی رحمۃ اللہ علیہ کے جو طبرانی و ابن عدی رحمہم اللہ کا شیخ ہے۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اس حدیث میں اسی پر حمل ہے کہا کہ یہ حدیث دوسری سندوں کے ساتھ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور ابن دحیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث کی دوسری سند بھی ہے جس میں محمد بن علی بن ولید رحمۃ اللہ علیہ نہیں ہے اور اسے ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔ نیز اس حدیث کی مانند حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے جسے ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

﴿طبرانی "اوسط" "الصغیر" ابونعیم، ابن عساکر، ابن عدی، حاکم المعجزات، بیہقی﴾

شیر نبی کریم ﷺ کا نام سن کر احتیاط کرنے لگا:

رسول اللہ ﷺ کے غلام حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ دریا میں کشتی پر سوار تھے، کشتی

ٹوٹ گئی تو وہ اس کے ایک تختے پر سوار ہو گئے۔ اس تختہ نے مجھے ایسے بیابان میں اتارا جس میں شیر تھے۔ اچانک شیر سامنے آ گیا، جب میں نے اسے دیکھا تو میں نے کہا: اے ابوالحارث! میں رسول اللہ ﷺ کا غلام ہوں تو وہ سامنے آ کر اپنی دم ہلانے لگا۔ یہاں تک کہ وہ میرے پہلو میں آ کر کھڑا ہو گیا پھر وہ میرے ساتھ چلا، یہاں تک کہ اس نے مجھے راستہ پر ڈال دیا۔ اس کے بعد ایک ساعت وہ غرایا اور میں نے خیال کیا وہ مجھے رخصت کر رہا ہے۔

✿ (اور بغوی و ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے اس طرح روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ مجھے شیر ملا تو میں نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کا غلام سفینہ ہوں کہا کہ اس نے اپنی دم زمین پر ماری اور وہ بیٹھ گیا۔)

﴿ابن سعد، ابو یعلیٰ، بزار، ابن مندہ، حاکم، بیہقی، ابونعیم﴾

پرندے نے نبی کریم ﷺ کے موزے کو صاف کیا:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضور نبی کریم ﷺ جب رفع حاجت کا ارادہ فرماتے تو دور تشریف لے جاتے۔ ایک دن آپ تشریف لے گئے تو میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ گیا۔ آپ درخت کی آڑ میں بیٹھے اور اپنے دونوں موزے اتار دیے، پھر ان میں سے ایک موزہ پہنا تو ایک پرندہ آیا اور دوسرا موزہ لے کر اڑ گیا، پھر فضائے آسمانی میں اسے جھاڑا تو اس میں سے سیاہ سانپ نکلی اترا ہوا گرا۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے موزے طلب فرمائے اور ان میں سے ایک موزہ پہنا پھر کوا آیا اور دوسرا موزہ لے کر اڑ گیا اور اس نے اسے جھاڑا تو اس سے سانپ گرا۔ یہ ملاحظہ فرما کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو مسلمان اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ بغیر جھاڑے اپنے موزے نہ پہنے۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے وضو کرنے کا ارادہ فرمایا تو اپنے موزے اتارے اور اس سے کالا سانپ بغیر کینچلی کے گرا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہی وہ کرامت ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے مجھے مکرم فرمایا۔ اے اللہ! میں تجھی سے پناہ مانگتا ہوں زمین پر اور ہر چلنے والے کے شر سے۔

﴿خرائطی مکارم الاخلاق﴾

شیطان گرفت میں:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: آج رات جنات میں سے ایک عفریت نے میری نماز کو قطع کرنے کی غرض سے مجھ پر تھوک دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے مجھے اس پر

قدرت دی اور میں نے اسے پکڑ لیا اور میں نے ارادہ کیا کہ مسجد کے کسی ستون سے اسے باندھ دوں تا کہ صبح ہو تو لوگ اسے دیکھیں مگر اس وقت اپنے بھائی حضرت سلیمان علیہ السلام کی یہ دعا مجھے یاد آ گئی کہ "رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَهَبْ لِیْ مُلْکًا لَا یَنْبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِیْ" پھر میں نے اسے دھتکار کر دور کر دیا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شیطان میرے مصلے کے آگے میرے سامنے آیا۔ میں نے اس کی گردن پکڑ لی۔ یہاں تک کہ میں نے اس کی زبان کی ٹھنڈک اپنی ہتھیلی پر پائی، اگر میرے بھائی حضرت سلیمان علیہ السلام کی وہ دعا نہ ہوتی تو میں اسے باندھ دیتا اور تم اسے صبح کو دیکھتے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے سامنے سے شیطان گزرا، میں نے اسے پکڑ لیا اور میں نے اس کا گلا گھونٹا یہاں تک کہ اس کی زبان نکل کر میرے ہاتھ میں آ گئی اور میں نے اس کی ٹھنڈک محسوس کی اور وہ چیخنے لگا، آپ نے مجھے مار ڈالا۔ آپ نے مجھے مار ڈالا، اگر حضرت سلیمان علیہ السلام کی وہ دعا نہ ہوتی تو صبح کو تم مسجد کے ستون سے اسے لٹکا ہوا دیکھتے اور اہل مدینہ کے بچے اس سے کھیلتے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت عتبہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کھڑے صبح کی نماز پڑھ رہے تھے، اچانک آپ نے اپنا دست اقدس اپنے آگے دراز فرمایا، جب آپ سے وجہ دریافت کی گئی تو فرمایا: شیطان آیا اور میں نے اسے دھتکار دیا اگر میں اسے پکڑ لیتا تو میں اسے مسجد کے کسی ستون سے باندھ دیتا اور مدینہ کے بچے اس کے گرد پھرتے۔

﴿حاکم﴾

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں فجر کی نماز پڑھا رہے تھے تو آپ نے اپنا دست اقدس دراز فرمایا۔ حالانکہ آپ نماز میں ہی تھے۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد لوگوں نے آپ سے پوچھا۔ فرمایا: شیطان میرے نزدیک ہوا اور وہ آگ کا شرارہ مجھ پر پھینکنا چاہتا تھا تا کہ وہ مجھے فتنہ میں ڈالے مگر میں نے اسے پکڑنا چاہا اگر میں شیطان کو پکڑ لیتا تو وہ مجھ سے نہیں چھوٹ سکتا تھا اور میں اسے مسجد کے کسی ستون سے باندھ دیتا اور مدینہ کے بچے اسے دیکھتے۔

﴿بیہقی، بزار، ابونعیم﴾

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے میں نے سنا کہ آپ نے فرمایا: "اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْکَ" پھر تین مرتبہ "اَلْعَنُکَ بِلَعْنَةِ اللّٰهِ" فرمایا۔ اس کے بعد آپ نے اپنا دست اقدس دراز فرمایا، گویا کہ کسی چیز کو پکڑ رہے ہیں، جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو ہم نے اس کی بابت استفسار کیا۔

آپ ﷺ نے فرمایا: دشمن خدا ابلیس تھا جو آگ کا شرارہ لایا اور چاہتا تھا کہ میرے منہ پر ڈالے

اور میں نے اسے پکڑنے کا ارادہ کیا اگر میرے بھائی حضرت سلیمان علیہ السلام کی وہ دعا نہ ہوتی تو صبح اسے بندھا دیکھتے اور مدینہ کے بچے اس سے کھیلتے ہوتے۔

﴿مسلم﴾

حضرت ابن المسیب رضی اللہ عنہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں سویا ہوا تھا کہ میرے پاس شیطان آیا اور میں نے اسے گردن سے پکڑ لیا اور اس کا گلا گھونٹا۔ یہاں تک کہ اس کے زبان کی ٹھنڈک میرے انگوٹھے نے محسوس کی۔ اللہ تعالیٰ حضرت سلیمان علیہ السلام پر رحم کرے اگر ان کی وہ دعا نہ ہوتی تو تم اسے صبح کو بندھا دیکھتے۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی۔ فرمایا: گھر کے اندر گیا تو اچانک دروازے کے اوٹ میں شیطان کو دیکھا، میں نے اس کا گلا گھونٹا یہاں تک کہ اس کی زبان کی ٹھنڈی اپنے ہاتھ پر پائی۔ اگر اس عبدصالح کی دعا نہ ہوتی تو صبح کو لوگ اسے بندھا دیکھتے۔

﴿طبرانی اوسط﴾

مردوں کو زندہ کرنے اور ان سے کلام کرنے کے معجزات:

حجۃ الوداع کے باب میں نبی کریم ﷺ نے اپنی والدہ ماجدہ کو زندہ کرنے کا تذکرہ اور غزوہ خیبر کے باب میں زہریلی بکری سے کلام کرنے کا ذکر اور غزوہ بدر کے باب میں اصحاب قلیب کے زندہ کرنے اور زہریلی بکری کے بچے سے کلام کرنے کا تذکرہ گزر چکا ہے۔

مرنے کے بعد زندہ ہو گیا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے ایک انصاری جوان کی عیادت کی۔ اس کے پاس اس کی بوڑھی اور اندھی ماں بیٹھی ہوئی تھی۔ تھوڑی دیر بعد وہ جوان فوت ہو گیا اور ہم نے اس کی آنکھیں بند کر کے اس کے چہرے پر کپڑا ڈال دیا اور ہم نے اس کی ماں سے کہا: اب تم اللہ تعالیٰ سے ثواب کی توقع رکھو، اس نے پوچھا کیا وہ فوت ہو گیا ہے؟

ہم نے کہا: ہاں پھر اس نے اپنے ہاتھ آسمان کی جانب پھیلائے اور دعا کی: اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ میں نے تیری طرف اور تیرے نبی کریم ﷺ کی طرف اس امید پر ہجرت کی ہے کہ ہر مصیبت کے وقت تو میری مدد کرے گا تو اس مصیبت کا بوجھ مجھ پر نہ ڈال۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم! ہم وہاں سے گئے نہ تھے کہ اس جوان نے اپنے چہرے سے کپڑا ہٹایا اور کھانا مانگا اور ہم نے اس کے ساتھ کھانا کھایا۔

﴿ابن عدی، ابن ابی الدنیا، بیہقی، ابونعیم﴾

امت محمدیہ ﷺ کی تین خوبیاں:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے اس امت میں تین خوبیاں ایسی

پائی ہیں کہ اگر وہ بنی اسرائیل میں ہوتیں تو وہ امتوں کو تقسیم نہ کرتیں۔ ہم نے پوچھا وہ تین خوبیاں کیا ہیں؟

فرمایا: ہم اہل صفہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ ایک مہاجرہ عورت آئی، اس کے ساتھ اس کا بیٹا تھا جو حد بلوغ کو پہنچ گیا تھا، تھوڑی عرصے بعد اسے مدینہ کی وبا لگی اور وہ چند دنوں بیمار رہ کر فوت ہوگیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی آنکھیں بند کر کے تجہیز و تکفین کی تیاری شروع کر دی، جب ہم نے اسے غسل دینے کا ارادہ کیا تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے انس اتم جاؤ اور اس جوان کی ماں کو خبر کرو تو میں نے جا کر اسے خبر دی۔ وہ آئی اور حضور نبی کریم ﷺ کے قدمہائے مبارک کے پاس بیٹھ گئی اور اس نے حضور نبی کریم ﷺ کے دونوں قدموں کو پکڑ لیا، پھر اس نے کہا: اے اللہ! میں نے تیرے لیے طوعاً اسلام قبول کیا اور کنارہ کش ہو کر بتوں کو چھوڑا پھر شوق کے ساتھ تیری طرف ہجرت کی، اب مجھے بت پرستوں کے سامنے شرمندہ نہ کر اور اس مصیبت کا بوجھ مجھ پر نہ ڈال، مجھ میں اس مصیبت کے اٹھانے کی برداشت نہیں ہے۔

حضرت انس ﷺ نے فرمایا: خدا کی قسم! ابھی اس نے اپنی بات پوری نہ کی تھی کہ جوان کے پاؤں حرکت کرنے لگے اور اس نے اپنے چہرے سے کپڑا ہٹا دیا اور زندہ رہا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ ﷺ کو اس جہان سے بلا لیا اور اس کی ماں بھی فوت ہوگئی۔

﴿بیہقی﴾

اس طرح دریا سے پار ہونا کہ گھوڑے کے سم بھی تر نہ ہوئے:

حضرت انس ﷺ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب ﷺ نے ایک لشکر مرتب فرمایا اور ابوالعلاء ﷺ الحضرمی کو اس لشکر کا امیر بنایا اور میں اس جہاد میں شریک تھا جب ہم مقام جہاد میں پہنچے تو کافروں کو ہمارے آنے کی اطلاع مل چکی تھی اور انہوں نے پانی کے تمام نشانات مٹا دیے تھے، وہ موسم شدید گرمی وحرارت کا تھا، ہم اور ہمارے جانور پیاس سے بے تاب ہوگئے، جب سورج ڈھلا تو دو رکعت نماز امیر لشکر نے ہمیں پڑھائی پھر انہوں نے اپنے ہاتھ دعا کیلئے پھیلائے اور ہم آسمان میں کچھ نہیں دیکھ رہے تھے۔ خدا کی قسم! ابھی انہوں نے اپنے ہاتھ دعا کیلئے واپس نہ کیے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہوا بھیجی اور بادل کو پیدا کیا اور خوب زور کی بارش ہونے لگی۔ یہاں تک کہ ندی نالے بھر گئے اور ہم نے پانی پیا اور پلایا اور مشکیزوں میں بھر لیا۔ اس کے بعد ہم دشمن کی طرف متوجہ ہوئے وہ لوگ خلیج بحر کو پار کر چکے تھے اور ایک جزیرے میں پہنچ گئے تھے، ہم خلیج کے کنارے کھڑے ہوگئے اور ابوالعلاء الحضرمی ﷺ نے کہا: "یا علی یا عظیم یا کریم" پھر فرمایا: بسم اللہ پڑھ کر چلو۔

حضرت انس ﷺ نے فرمایا: ہم اس حالت میں پار ہوئے کہ ہمارے گھوڑوں کے کھر تک تر نہ ہوئے، پھر زیادہ عرصہ نہ گزرا کہ ابوالعلاء الحضرمی ﷺ فوت ہوگئے اور ہم نے ان کو وہیں دفن کر دیا۔ ان کے دفن کرنے کے بعد ایک شخص آیا۔ اس نے پوچھا یہ کون شخص ہیں، ہم نے کہا: یہ امیر لشکر ابن الحضرمی ﷺ ہیں۔ اس نے کہا: یہ زمین مردے کو باہر نکال دیتی ہے۔ (یعنی درندے یا جانور وغیرہ اسے کھود

ڈالتے ہیں) اگر تم ایک یا دو میں آگے منتقل کر دو تو زمین قبول کر لیتی ہے۔ ہم نے اپنے ساتھیوں سے مشورہ کیا اور کہا کہ اگر ہم انہیں درندوں کے آگے کر دیں تو وہ کھا جائیں گے۔ غرض کہ سب ان کی قبر کھولنے پر متفق ہو گئے، جب ہم نے اس کی لحد کھولی تو دیکھا کہ ہمارا رفیق اس میں موجود نہیں ہے اور دیکھا کہ منتہائے نظر تک وہ لحد نور سے لبریز ہے، اس کے بعد ہم نے لحد پر مٹی ڈال دی اور ہم نے کوچ کر لیا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی دعوت اور بکری کا زندہ ہونا:

حضرت عبداللہ بن محمد بن جعفر رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے عبدالرحمٰن بن محمد بن حماد رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے ابوبرہ بن محمد بن ابی ہاشم موسیٰ بن ہاشم رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے ابوکعب البداح بن سہل انصاری رحمۃ اللہ علیہ نے انہوں نے اپنے والد سہیل بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے والد عبدالرحمٰن بن کعب رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے اپنے والد کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روئے تاباں کو متغیر دیکھا تو وہ اپنی اہلیہ کے پاس آئے اور کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روئے مبارک کو متغیر دیکھا ہے۔ میرا خیال ہے کہ وہ تغیر بھوک کی ہی بنا پر ہے۔ کیا تمہارے پاس کھانے کو کچھ ہے؟

انہوں نے کہا: خدا کی قسم! ہمارے پاس بجز اس بکری کے بچے کے اور کچھ بچے ہوئے دانوں کے علاوہ کچھ نہیں ہے تو میں نے بکری کے بچے کو ذبح کیا اور اہلیہ نے ان دانوں کو پیسا اور روٹی بنا کر پکائی، اس کے بعد ثرید بنا کر ہم نے طباق میں رکھا اور اسے لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے جابر (رضی اللہ عنہ)! میرے پاس اپنی قوم کو بلا کر لاؤ، تو میں ان کو لے کر آیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان کو جماعت در جماعت کر کے بھیجو تو ایک جماعت کھا کر چلی جاتی تو دوسری جماعت داخل ہوتی، اس طرح سب نے کھایا اور طباق میں ثرید اتنا ہی موجود تھا، جتنا پہلے تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے فرماتے جاتے تھے کہ ہڈی کو نہ توڑنا۔

پھر آپ نے ہڈیوں کو طباق کے وسط میں جمع کیا اور ان کے اوپر اپنا دست اقدس رکھا اور آپ نے کچھ پڑھا جس کو میں نہ سن سکا، اچانک میں نے دیکھا کہ بکری کھڑی ہے اور وہ اپنے کان پھڑ پھڑا رہی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: تم اپنی بکری کو لے لو تو میں اسے لے کر اپنی اہلیہ کے پاس آیا اس نے پوچھا یہ کیسی بکری ہے؟ میں نے کہا: خدا کی قسم! یہ وہی بکری ہے جسے ہم نے ذبح کیا تھا اللہ تعالیٰ نے اسے ہمارے لیے دوبارہ زندہ کر دیا۔ یہ سن کر ان کی اہلیہ نے کہا: میں گواہی دیتی ہوں کہ بے شک آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

﴿ابونعیم﴾

ام محجن رضی اللہ عنہا کا قبر میں سننا:

عبید بن مرزوق رحمۃ اللہ علیہ سے مرسلاً روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ مدینہ طیبہ میں ایک عورت تھی۔

وہ مسجد کی صفائی کیا کرتی تھی، جب وہ فوت ہوئی تو اس کی اطلاع رسول اللہ ﷺ کو نہ دی گئی۔ رسول اللہ ﷺ مجن رضی اللہ عنہا کی قبر پر گزرے، آپ نے پوچھا: یہ کس کی قبر ہے؟ صحابہ نے بتایا کہ یہ ام مجن رضی اللہ عنہا کی قبر ہے۔ آپ نے فرمایا: وہی عورت جو مسجد کی صفائی کیا کرتی تھی؟ صحابہ نے عرض کیا: جی ہاں! وہی عورت۔ پھر لوگوں نے صف باندھی اور حضور نبی کریم ﷺ نے اس پر نماز جنازہ پڑھی۔ اس کے بعد فرمایا: اے ام مجن (رضی اللہ عنہا) تم نے کون سا عمل افضل پایا؟ صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا وہ سنتی ہے؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم اس سے زیادہ سننے والے نہیں ہو۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے بیان کیا کہ اس نے جواب دیا کہ مسجد کی صفائی افضل عمل پایا ہے۔

﴿ابو الشیخ، ابن حبان﴾

اور غزوہ احد کے باب میں گزر چکا ہے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور شہدائے احد نے اسلام کا جواب دیا تھا اور لوگوں نے اسے سنا تھا اور حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ وغیرہ کی قبروں سے قرأت قرآن کریم کی آواز لوگوں نے سنی ہے۔

قبروں سے جواب:

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بقیع شریف سے گزرے تو انہوں نے کہا: "یا اَهْلَ الْقُبُوْرِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ" وہ خبریں جو ہمارے پاس ہیں یہ ہیں کہ تمہاری بیویوں نے دوسرے شوہر کر لیے ہیں اور تمہارے گھروں میں دوسرے بس گئے ہیں اور تمہارے اموال وارثوں میں تقسیم ہو چکے ہیں تو ہاتف نے ان کو جواب دیا کہ "اے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ! وہ خبریں جو ہمارے پاس ہیں، یہ ہیں کہ جو اعمال خیر ہم نے بھیجے وہ ہم نے پالیے اور جو ہم نے خرچ کیا ہم نے ان کا نفع اٹھایا اور جو چھوڑ کے آئے اس میں ہم خسارہ میں رہے۔

﴿ابن ابی الدنیا کتاب القبور﴾

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اہل قبور سے گفتگو کرنا:

حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا ہم حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدینہ طیبہ کے قبرستان میں گئے اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے آواز کہا: "یَا اَهْلَ الْقُبُوْرِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَ رَحْمَةُ اللهِ وَ بَرَکَاتُهٗ" کیا تم ہمیں اپنی خبریں سناتے ہو یا ہم تمہیں خبریں سنائیں۔ راوی نے کہا ہم نے جواب میں ایک آواز سنی: "وَعَلَیْکَ السَّلَامُ وَ رَحْمَةُ اللهِ وَ بَرَکَاتُهٗ" اے امیر المومنین! ہمیں وہ خبریں بتاؤ جو ہمارے بعد واقع ہوئی ہیں، اس پر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

سنو! تمہاری بیویوں نے دوسرے شوہر کر لیے ہیں اور تمہارے اموال تقسیم ہو چکے ہیں اور تمہاری اولاد، یتیموں کے زمرے میں شامل ہے اور وہ مکانات جن کو مضبوطی سے بنایا تھا، اس میں وہ لوگ بس گئے ہیں جو تمہارے دشمن ہیں، تو یہ خبریں ہیں جو ہمارے پاس تھیں، اب تم اپنی خبریں مجھے سناؤ تو ہاتف نے ان کا جواب دیا۔

مردوں کے کفن پرانے ہو چکے ہیں اور ان کے بال بکھر گئے ہیں اور ان کی کھالیں پھٹ گئی ہیں اور آنکھیں بہہ کر رخساروں پر آ گئی ہیں اور نتھنوں سے خون و پیپ بہہ رہا ہے اور جو ہم نے بھیجا اسے ہم نے پالیا اور جو ہم نے چھوڑا اس سے ہم خسارے میں رہے اور ہم اعمال کے بدلے گروی ہیں۔

﴿حاکم "تاریخ نیشاپور"، بیہقی، ابن عساکر﴾

یحییٰ بن ایوب خزاعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے اس سے سنا ہے جس نے یہ بیان کیا کہ حضرت فاروق اعظم عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ایک جوان کی قبر پر تشریف لے گئے اور اسے پکار کر فرمایا: اے فلاں! "ولمن خاف مقام ربه جنتان" "اور جس نے اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے خوف کیا، اس کیلئے دو جنتیں ہیں تو اس جوان نے اپنی قبر کے اندر سے آپ کو جواب دیا: اے عمر رضی اللہ عنہ! بلاشبہ میرے رب نے مجھے جنت میں ان دونوں باغوں کو دو مرتبہ عطا فرما دیا ہے۔

(امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ قصہ بہت طویل ہے، اسے میں نے "کتاب البرزخ" میں بیان کیا ہے اور اس سلسلہ میں بہت سی خبریں صحابہ و تابعین اور ان کے بعد والوں کی لایا ہوں جنہوں نے مردوں کے کلام کو سنا ہے۔)

﴿ابن عساکر﴾

اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ایک جماعت سے باسانید صحیح مرنے کے بعد کلام کرنے کے بارے میں روایتیں ہیں۔ اس کے بعد بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن عبید انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ مسیلمہ کذاب کے مقتولوں میں سے ایک شخص نے کلام کیا اور کہا کہ "محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عثمان رضی اللہ عنہم الامین الرحیم ہیں۔" راوی نے کہا یہ مجھے یاد نہیں رہا کہ اس نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں کیا کہا۔

جنت چاہتے ہو یا بیٹا:

حضرت ضمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک شخص کی بکری تھی اور اس کا ایک بیٹا تھا وہ بچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے پیالے میں دودھ لایا کرتا تھا۔ اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے مفقود پایا اور اس کے باپ نے آ کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اس کا بیٹا فوت ہو گیا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا تم چاہتے ہو کہ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کروں کہ اس بچہ کو تمہارے لیے زندہ کر دے یا تم صبر کرتے ہو تاکہ تمہارے لیے آخرت میں روز قیامت اجر ہو اور وہ تمہارا بچہ آئے اور تمہارا ہاتھ پکڑ کر تمہیں جنت کے دروازے تک لے جائے اور تم جنت کے جس دروازے سے چاہو داخل ہو جاؤ، بولو کیا چاہتے ہو؟

اس شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے لیے ایسا غم خوار کون ہوگا؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ بیٹا! تمہارے لیے ہے اور ہر مومن کا بیٹا اس کیلئے ہے۔

﴿ابونعیم﴾

گدھا زندہ ہوگیا:

بروایت شیخ اسمٰعیل بن ابی خالد رحمۃ اللہ علیہ، ابو برہ نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ یمن سے ایک شخص چلا، ابھی وہ راستے میں ہی تھا کہ اس کا گدھا مر گیا تو وہ اٹھا اور وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھی۔ پھر دعا کی: ''اے اللہ! میں تیری راہ میں جہاد کرنے آیا اور تیری خوشنودی کا طلبگار ہوا اور میں نے گواہی دی کہ تو مردے کو زندہ کرتا ہے اور قبروں میں سے اٹھاتا ہے تو آج مجھ پر کسی اور کا احسان نہ ڈال، تجھی سے سوال کرتا ہوں کہ میرے گدھے کو زندہ کر کے اٹھا دے'' تو وہ گدھا کھڑا ہو گیا اور اپنے کان ہلانے لگا۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اس کی اسناد صحیح ہے اور فرمایا کہ جہاں کہیں ایسا ہوگا وہ صاحب شریعت کی کرامت سے ہی ہوگا، کیونکہ وہ آپ کی امت میں سے ہی ہوگا۔ اس کے بعد بیہقی اور ابن ابی الدنیا رحمہم اللہ نے دوسری سند کے ساتھ اسماعیل بن ابی خالد رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے اس کی مانند روایت کی۔ شعبی رحمۃ اللہ علیہ نے اتنا بیان کیا کہ میں نے اس گدھے کو بازار میں فروخت ہوتا دیکھا ہے۔ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو دونوں سے سنا ہوگا۔ اسکے بعد بیہقی رحمۃ اللہ علیہ اور ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ نے اسکی روایت مسلم بن عبد اللہ بن شریک نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بنی نخع کا ایک شخص نباتہ بن یزید غازی تھا اور انہوں نے اس کی مثل روایت بیان کی اور زیادہ کیا کہ اس شخص کے گروہ میں سے ایک نے اشعار کہے، ان میں سے ایک یہ ہے کہ:

و منا الذی احیی الالہ حمارہ

و قد مات منہ کل عضو و مفصل

ترجمہ: ''ہم میں سے ایک شخص وہ ہے جس کے گدھے کو اللہ تعالیٰ نے زندہ کیا جبکہ اس کا ہر عضو اور ہر جوڑ بکھر چکا تھا۔''

﴿بیہقی﴾

بیماروں کو اچھا کرنے کے سلسلہ میں معجزات کا ظہور

شرین عطیہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے کسی راوی سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں ایک عورت بچہ کو لے کر آئی جو جوان تھا۔ اس نے عرض کیا: میرا یہ بیٹا جب سے پیدا ہوا ہے بات ہی نہیں کرتا، حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں کون ہوں؟ اس نے کہا آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ ہیں۔

﴿بیہقی﴾

آنکھیں روشن:

حضرت حبیب بن فدیک رضی اللہ عنہ جن کو فویک کہا جاتا ہے سے روایت ہے کہ ان کو ان کے والد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لائے، ان کی دونوں آنکھیں ایسی سفید تھیں کہ کچھ دیکھ نہ سکتے تھے۔ حضور

نبی کریم ﷺ نے دریافت فرمایا: تمہیں کیا صدمہ پہنچا۔ حضرت حبیب ﷺ نے کہا: میرا پاؤں سانپ کے انڈوں پر پڑ گیا تھا، اس سے میری بصارت جاتی رہی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے پھونک ماری اور وہ روشن ہو گئیں۔ میں نے انہیں دیکھا ہے کہ وہ سوئی میں دھاگہ ڈال رہے تھے، اس وقت اس کی عمر اسی سال کی تھی اور دونوں آنکھیں سفید تھیں۔

﴿ابن ابی شیبہ، ابن سکن، بغوی طبرانی، ابونعیم﴾

لعاب دہن کا اعجاز:

محمد بن ابراہیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں ایک شخص لایا گیا جس کے پاؤں میں ایسا زخم تھا جس سے اطباء عاجز ہو گئے تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی انگشت مبارک لعاب دہن شریف پر رکھی۔ اس کے بعد چھنگلیا اٹھائی اور اسے مٹی پر رکھی پھر اسے اٹھا کر اس کے زخم پر رکھی، پھر فرمایا:

" باسمک اللھم ریق بعضنا بتربۃ ارضنا لیشفی سقیمنا باذن ربنا "

یہ حدیث مرسل ہے۔

﴿بیہقی﴾

سماک بن حرب رضی اللہ عنہ، محمد بن حاطب ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میرے ہاتھ پر ہانڈی گر پڑی اور وہ جل گیا تو مجھے میری والدہ نبی کریم ﷺ کے پاس لے گئیں تو حضور نبی کریم ﷺ نے اس پر لعاب شریف لگایا اور فرمایا: "اذھب الباس رب لناس" تو وہ فوراً ٹھیک ہو گیا۔

﴿بیہقی﴾

محمد بن حاطب ﷺ اپنی والدہ ام جمیل رضی اللہ عنہا سے حدیث روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں تمہیں لے کر سرزمین حبشہ سے چلی یہاں تک کہ جب میں مدینہ منورہ سے ایک رات کے فاصلے پر تھی تو میں نے ہانڈی پکائی، لکڑی ختم ہو گئی تو میں لکڑی کی تلاش کرنے نکلی تو تم نے ہانڈی کو پکڑا اور اسے اپنے ہاتھ پر گرا لیا میں تم کو لے کر نبی کریم ﷺ کے پاس آئی تو حضور نبی کریم ﷺ نے اپنا لعاب دہن شریف تمہارے ہاتھوں پر لگایا اور پڑھا:

اذھب الباس، رب الناس، اشف انت الشافی لا شفاء الا شفاء ک لا یغادر سقما

✿ تو میرے اٹھنے سے پہلے تمہارا ہاتھ اچھا ہو گیا۔ (اسے حاکم، بیہقی اور ابونعیم رحمہم اللہ نے روایت کیا۔)

﴿تاریخ بخاری﴾

ہاتھ کی گلٹی ختم:

حضرت شرجیل جعفی ﷺ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں جب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میرے ہاتھ میں گلٹی تھی میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! یہ گلٹی مجھے بہت تکلیف دیتی ہے جب میں تلوار کا قبضہ یا گھوڑے کی باگ پکڑتا ہوں تو یہ میرے اور اس کے درمیان حائل

ہو جاتی ہے تو حضور نبی کریم ﷺ نے اپنا دست اقدس اس کی پر رکھا اور آپ برابر اسے ملتے رہے، یہاں تک کہ وہ جاتی رہی اور اس کا نشان تک میں نے نہ دیکھا۔

﴿ تاریخ بخاری، طبرانی، ابن سکن، ابن مندہ، بیہقی ﴾

واقدی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ابو سبرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میرے ہاتھ میں گلٹی ہے جو گھوڑے کی باگ تھامنے سے مجھے روکتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے بغیر پیکان کا تیر لیا اور اسے میری گلٹی پر مارتے اور ملتے رہے یہاں تک کہ وہ جاتی رہی۔

﴿ بیہقی ﴾

داد ختم:

حضرت ابیض حمال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے چہرے پر داد تھا اس داد نے چہرے کو سفید کردیا تھا۔ ایک روایت یہ ہے کہ اس داد نے ان کی ناک کھالی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی اور ان کے چہرے پر دست اقدس پھیرا۔ دن سے رات نہ ہونے پائی کہ اثر تک جاتا رہا۔

﴿ ابن سعد، بیہقی، ابونعیم ﴾

کٹا ہوا شانہ دست اقدس کے مس کی برکت سے جڑ گیا:

حضرت حبیب بن یساف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک جہاد میں شریک تھا۔ میرے شانہ پر تلوار کی ضرب لگی جس سے میرا ہاتھ کٹ گیا۔ میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا۔ آپ نے لعاب دہن اقدس لگا کر جوڑ دیا اور پیوست ہو کر ٹھیک ہو گیا پھر میں نے اس مارنے والے کو قتل کیا۔

﴿ بیہقی ﴾

✿ حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ ان کے سر اور چہرے پر ورم آگیا۔ رسول اللہ ﷺ نے بہ نیت شفا ان کے سر اور چہرے دست اقدس پھیرا اور فرمایا:

بِسْمِ اللّٰہِ اِذْھَبْ عَنْھَا سُوْءَہٗ وَ فُحْشَہٗ بِدَعْوَۃِ نَبِیِّکَ الطَّیِّبِ الْمُبَارَکِ الْمَکِیْنِ عِنْدَکَ

اور یہ دعا تین مرتبہ پڑھی۔ ان کا ورم جاتا رہا۔

﴿ بیہقی ﴾

✿ عبید بن عمیر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی گردن پر ورم ہو گیا۔ نبی کریم ﷺ نے اس پر دست اقدس پھیرا اور فرمایا:

اَللّٰھُمَّ عَافِھَا مِنْ فُحْشِہٖ وَ اَذَاہُ

﴿ ابن سعد ﴾

آسیب ختم ہو گیا:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت اپنے بیٹے کو لائی اور عرض کیا: یا رسول

اللہ ﷺ! میرے اس بیٹے پر آسیب ہے۔ وہ اس کے پاس صبح وشام آتا ہے اور ہمیں تنگ کرتا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے بچہ کے سینے پر دست اقدس پھیرا اور اس کیلئے دعا فرمائی، پھر اس بچے نے زور کی قے کی اور اس کے پیٹ سے کالی ٹڈی کی مانند کچھ نکلا اور وہ شفایاب ہو گیا۔

﴿احمد، دارمی، طبرانی، بیہقی، ابونعیم﴾

یہ شہید اور جنتی ہے:

محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ ایک عورت اپنے بیٹے کو رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں لائی اور اس نے عرض کیا: میرے اس بیٹے کو ایسی ایسی بیماری لاحق ہو گئی ہے، وہ جیسا ہے اب اسے ملاحظہ فرما رہے ہیں، آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ اسے موت دیدے۔

اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اسے شفا دے گا اور یہ جوان ہوگا اور مرد صالح بن کر اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرے گا پھر وہ شہید ہو کر جنت میں داخل ہوگا حضور نبی کریم ﷺ نے اس کیلئے دعا فرمائی اور اللہ تعالیٰ نے اسے شفا بخشی اور وہ جوان ہو کر مرد صالح بنا اور خدا کی راہ میں جہاد کر کے شہید ہوا۔

✿ (بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ روایت مرسل جید ہے۔)

﴿بیہقی﴾

دانتوں کی درد ختم:

یزید بن نوح بن ذکوان رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! میرے دانتوں میں درد ہوتا ہے اور وہ مجھے اتنی شدید تکلیف پہنچاتا ہے کہ میں بیان نہیں کرسکتا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنا دست اقدس ان کے رخسار پر رکھا، جس میں درد تھا اور فرمایا:

" اَللّٰھُمَّ اذْھَبْ عَنْہُ سُوْءَ مَایَجِدُ وَ فُحْشَہٗ بِدَعْوَۃِ نَبِیِّکَ الطَّیِّبِ الْمُبَارَکِ الْمَکِیْنِ عِنْدَکَ "

یہ دعا سات مرتبہ پڑھی اور جانے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے ان کو شفا دیدی۔

﴿بیہقی﴾

پیٹ کی تکلیف ہمیشہ کیلئے ختم:

حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے چربی لے کر نگل لی۔ اس سے میرے پیٹ میں ایک سال شکایت رہی پھر میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے اپنا دست اقدس میرے پیٹ پر پھیرا اور میں نے قے کی تو وہ چربی تازہ برآمد ہوئی، قسم ہے اس ذات کی جس نے حضور نبی کریم ﷺ کو برحق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ اس کے بعد اب تک میرے پیٹ میں کبھی شکایت نہ ہوئی۔

﴿بیہقی، ابونعیم اصبہانی﴾

حضرت جرہد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے بائیں ہاتھ سے کھایا تو رسول اللہ ﷺ نے ان

سے فرمایا: دائیں ہاتھ سے کھاؤ۔ انہوں نے عرض کیا: اس ہاتھ میں تکلیف ہے تو حضور نبی کریم ﷺ نے اس پر دم فرمایا تو پھر ان کی وفات تک اس ہاتھ میں شکایت نہ ہوئی۔

﴿طبرانی﴾

کٹی کھوپڑی درست ہو گئی:

حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ سیر بن رزام یہودی نے میرے سر پر تلوار ماری اور میرے سر کی ہڈی یا اس کے اوپر کا پردہ شق ہو گیا، میں وہ زخم لے کر نبی کریم ﷺ کے پاس آیا، آپ نے زخم کھول کر اس پر پھونک ماری اور وہ ساری تکلیف مجھ سے جاتی رہی۔

﴿طبرانی﴾

مجنون عقل مند بن گیا:

حضرت وازع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں اپنے مجنون بچے کو لے کر آئے، آپ نے اس بچے کے چہرے پر ہاتھ پھیرا۔ اس کے لئے دعا فرمائی: حضور نبی کریم ﷺ نے دعا کے بعد اس سفارت میں کوئی شخص اس بچے سے زیادہ عقل مند نہ ہوا۔

﴿ابو نعیم﴾

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ملاعب الاسنہ نے نبی کریم ﷺ کے پاس ایک شخص کو بھیجا اور اس نے اپنے درد کی شفا یابی کی درخواست کی کیونکہ اس کے پیٹ میں دمبل تھا تو نبی کریم ﷺ نے مٹی کا ڈھیلا لیا اور اس پر لعاب دہن اقدس ملا پھر اسے دے کر فرمایا اسے پانی میں گھول کر اسے پلا دینا تو اس نے ایسا ہی کیا اور وہ اچھا ہو گیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ نے اس کی طرف شہد کی کپی بھیجی کہ اسے چاٹا کریں، تو وہ برابر چاٹتے رہے، یہاں تک کہ وہ اچھے ہو گئے۔

﴿واقدی، ابو نعیم﴾

جھوٹے پانی میں شفا:

حضرت عباس بن سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے سنا ہے، جن میں ابو اسید رضی اللہ عنہ، حضرت ابو حمید رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو سہل بن سعد رضی اللہ عنہ تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ بیئر بضاعہ پر تشریف لائے آپ نے ڈول میں پانی لے کر وضو کیا، وہ پانی کنوئیں میں ڈال دیا پھر دوسرے ڈول میں لے کر اس میں لعاب دہن اقدس ڈالا اور اس کا پانی نوش کیا اور کنوئیں میں ڈال دیا، حضور نبی کریم ﷺ کے عہد مبارک میں جب کوئی بیمار ہوتا تو آپ فرماتے: بضاعہ کے پاس سے اسے غسل دو اور وہ غسل کرتا اور وہ ایسا ہو جاتا گویا اسے رسی سے جکڑ رکھا تھا جسے کھول دیا گیا یعنی وہ شفایاب ہو گیا۔

﴿ابن سعد، واقدی﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میری عیادت کو بنی سلمہ میں تشریف لائے آپ نے مجھے اس حال میں پایا کہ میں کسی کو پہچانتا نہ

تھا، اس پر حضور نبی کریم ﷺ نے پانی طلب فرمایا اور وضو کر کے وہ پانی مجھ پر چھڑکا اور میں اچھا ہو گیا پھر میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں اپنے مال کو کس طرح تقسیم کروں تو اس وقت آیت کریمہ "یُوْصِیْکُمُ اللّٰہُ" (سورۃ النساء) نازل ہوئی۔

﴿بخاری، مسلم﴾

ٹوٹی پنڈلی ٹھیک ہوگئی:

حضرت معاویہ بن حکم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ میرے بھائی علی بن حکم رضی اللہ عنہ نے اپنے گھوڑے کو خندق سے کودایا۔ تو خندق کی دیوار سے ان کی پنڈلی کچلی گئی تو ہم ان کو اپنے گھوڑے پر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لائے اور حضور نبی کریم ﷺ نے ان کی پنڈلی پر اپنا دست اقدس پھیرا تو وہ گھوڑے سے اترنے سے پہلے اچھے ہو گئے۔ حضرت معاویہ بن حکم رضی اللہ عنہ نے اس واقعہ کو اپنے قصیدے میں کہا ہے:

وانزها علی وهی تهوی	هوی الدلو مترعة بسدل
صفوف الخندقین فاهرقته	هویه مظلم الحالین غمل
فعصب رجله فسما علیها	سمو الصقر صادف یوم ظل
فقال محمد صلی علیه	ملیک الناس هذا خیر فعل
لعالکب فاستمر بها سویا	و کانت بعد ذاک اصح رجل

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے گھوڑے کو کدایا تو اس طرح گرے جس طرح بھرا ہوا ڈول گرتا ہے۔ گھوڑے کو خندق کی دو صفوں پر کدایا اور اس کا خون وادی میں اس طرح گرا، جیسے دن رات کی تاریکی ہوتی ہے اور وہاں کوئی روشنی نہ ہو، حضور نبی کریم ﷺ نے ان کی پنڈلی پر پٹی باندھی اور وہ اس طرح گھوڑے پر چڑھے جیسے سائے کے دن باز بلندی پر جاتا ہے اس پر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ آپ پر صلوٰۃ وسلام بھیجے کہ یہ اچھا عمل ہے۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہیں شفا دے تو ہمیشہ ٹھیک رہے، اس کے بعد وہ پاؤں دوسرے سے زیادہ صحیح رہا۔

﴿ابن سکن، ابونعیم الصحابہ﴾

بھوک، پیاس، گرمی، سردی کے اشتداد کے روکنے میں نبی کریم ﷺ کے معجزات

زندگی بھر کیلئے بھوک ختم:

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا۔ اچانک سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا آئیں اور حضور نبی کریم ﷺ کے روبرو کھڑی ہو گئیں، آپ نے ان کو اس حال میں دیکھا کہ ان کا چہرہ بھوک کی شدت سے زرد تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنا دست اقدس

اٹھا کران کے سینے پر ہار پہننے کی جگہ پر رکھا اور آپ نے اپنی انگلیاں کشادہ فرمادیں، پھر آپ نے دعا کی:

"اللهم مشبع الجاعة و رافع الوضعيه ارفع فاطمة بنت محمد ﷺ "

ترجمہ: "اے خدا! بھوک سے سیر کرنے والے! تکلیف کو دور کرنے والے فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ سے دور کردے۔"

حضرت عمران رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ان کی طرف نظر کی تو دیکھا کہ ان کے چہرے سے زردی جاتی رہی تھی۔ پھر میں نے دوسرے وقت ان سے ملاقات کی اور ان سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا: اے عمران رضی اللہ عنہ! حضور نبی کریم ﷺ کی دعا کے بعد پھر بھی بھوک نے تکلیف نہ دی۔

✿ (بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یہ بات ظاہر ہے کہ ان کا دیکھنا پردے کی آیت نازل ہونے سے پہلے سے ہے۔)

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

سر راہ ندائے غیبی:

موسیٰ بن عقبہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج کرنے نکلے جب ہم مقام عرج میں پہنچے تو اچانک سر راہ ندا آئی کہ ٹھہر جاؤ تو ہم ٹھہر گئے۔ اس نے پوچھا: کیا تم میں رسول اللہ ﷺ موجود ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا کیا تو یہ بات سوچ سمجھ کر کہہ رہا ہے۔ اس نے کہا: ہاں، فرمایا: حضور نبی کریم ﷺ تو رحلت فرما چکے ہیں۔ یہ سن کر اس نے "انا للہ وانا الیہ راجعون" پڑھی، پوچھا ان کے بعد کون خلیفہ بنا ہے؟ فرمایا: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، اس نے کہا: وہ تم میں موجود ہیں؟ فرمایا: وہ بھی رحلت کر چکے ہیں۔ یہ سن کر اس نے "انا للہ وانا الیہ راجعون" پڑھی پھر پوچھا ان کے بعد کون خلیفہ بنا ہے؟ فرمایا: عمر (رضی اللہ عنہ)۔ اس نے کہا: کیا وہ تم میں موجود ہیں؟ فرمایا: وہ وہی ہے جو تم سے گفتگو کر رہا ہے، اس نے کہا: "الغوث" فریاد ہے فریاد ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: تم کون ہو؟

اس نے کہا میں حنش بن عقیل، بنی نضیلہ یا نضلہ کا ایک شخص ہوں۔ رسول اللہ ﷺ مجھے بنی جعال سے واپسی کے وقت ملے تھے، آپ نے مجھے اسلام کی دعوت دی اور میں نے اسلام قبول کیا۔ پھر اپنا بچا ہوا ستو مجھے پلایا تو میں ہمیشہ اس کی سیرابی جب بھوک پیاس ہوتی پاتا ہوں پھر میں نے راس الابیض جانے کا قصد کیا اور وہاں مع اہل وعیال دس سال تک رہا۔ روزانہ پانچ وقت کی نماز پڑھتا۔ ماہ رمضان کے روزے رکھتا اور دس ذی الحجہ کو قربانی کرتا رہا۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے یہی سکھایا تھا۔ اب مجھے خشک سالی کی مصیبت ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تمہاری مدد کرنے آؤں گا، اور تمہارے چشمہ پر پہنچوں گا، پھر جب ہم واپس ہوئے تو ہم نے پوچھا اس چشمہ کا مالک کہاں ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ اس کی قبر ہے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کی قبر پر پہنچے اور اس کیلئے رحمت واستغفار کی دعا کی۔

﴿قاسم بن ثابت الدلائل﴾

ہمیشہ کیلئے پیاس ختم:

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے میری قوم کی طرف بھیجا جب میں ان کے پاس پہنچا تو میں بھوکا تھا اور وہ خون کو کھا رہے تھے۔ انہوں نے کہا آؤ کھاؤ، میں نے کہا میں تمہارے پاس اس لیے آیا ہوں کہ میں تم سے اسے چھڑاؤں۔ انہوں نے میرا مذاق اڑایا اور میری تکذیب کی اور میری بات نہ مانی اور میں ان کے پاس سے چلا آیا، دراں حالیکہ میں سخت بھوکا اور پیاسا تھا اور مجھے شدت سخت کا سامنا کرنا پڑا تھا اور میں سو گیا تو میرے پاس خواب میں آنے والا آیا اور مجھے پیالہ دیا جس میں دودھ تھا، میں نے اسے لے کر پیا اور میں خوب سیراب ہو گیا اور پیٹ بھر گیا اور میرا پیٹ اونچا ہو گیا۔

ان لوگوں میں سے کسی نے ان سے کہا تمہاری قوم کے سرداروں میں سے ایک شخص تمہارے پاس آیا تم نے اسے واپس کر دیا جاؤ اسے کھانا پینا دو جیسا بھی وہ چاہتا ہے تو وہ میرے پاس کھانا پینا لائے۔ میں نے ان سے کہا اب مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔ انہوں نے کہا ہم نے تمہیں بھوک کی حالت میں دیکھا ہے میں نے کہا اللہ تعالیٰ نے مجھے کھلا پلا دیا ہے اور میں شکم سیر ہو گیا ہوں اور میں نے ان کو اپنا پیٹ دکھایا یہ دیکھ کر وہ سب مسلمان ہو گئے۔

اس روایت کی بعض اسناد میں ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس طرح ہے کہ میں نے ان کو اسلام کی دعوت دی اور انہوں نے قبول کرنے سے انکار کر دیا، میں نے ان سے کہا: افسوس ہے تم پر مجھے ایک گھونٹ پانی دو، میں سخت پیاسا ہوں۔ انہوں نے کہا ہم تمہیں دیں گے بلکہ ہم دعا کریں گے کہ تم پیاسے ہی مر جاؤ۔ اس پر میں غمگین ہوا اور میں نے اپنا سر عبا میں چھپا لیا اور سخت گرم ریت پر میں سو گیا۔ تو میں خواب میں کسی آنے والے نے بلور کا پیالہ مجھے دیا میں نے اتنا خوبصورت پیالہ کبھی نہیں دیکھا، اس میں پینے کی چیز تھی، کسی نے اس سے زیادہ لذیذ پینے کی چیز نہ دیکھی اور مجھے اس کے پینے کی قدرت ملی اور میں نے اسے پیا، جب میں پینے سے فارغ ہوا تو میں بیدار ہو گیا تو خدا کی قسم! اس کے پینے کے بعد نہ کبھی تشنگی معلوم ہوئی اور نہ بھوک کی تکلیف ہوئی۔

﴿ابو یعلیٰ، بیہقی، ابن عساکر﴾

ام ایمن رضی اللہ عنہا کو زندگی بھر پیاس نے نہیں ستایا:

ثابت، ابو عمران جونی اور ہشام بن حسان رحمہم اللہ سے روایت ہے۔ ان سب نے کہا کہ ام ایمن رضی اللہ عنہا نے مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی تو ان کے پاس زادِ راہ نہ تھا جب وہ روحا کے قریب پہنچیں تو شدید تشنگی معلوم ہوئی۔

وہ فرماتی ہیں: میں نے اپنے سر کے اوپر تیز ہوا کی آواز سنی، میں نے اپنا سر اٹھایا تو دیکھا کہ آسمان کی سفید رسی سے بندھا ایک ڈول لٹک رہا ہے۔ میں نے اسے اپنے ہاتھ سے تھام لیا اور میں اسے تھامے رہی،

میں نے اس میں سے اتنا پیا کہ میں سیراب ہوگئی وہ فرماتی ہیں کہ اس ڈول سے پانی پینے کے بعد شدید گرمی کے دن روزہ رکھتی اور دھوپ میں پھرتی تاکہ مجھے پیاس لگے مگر اس کے باوجود مجھے پیاس نہ لگتی۔

(اس روایت کو ابن منیع رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند میں نقل کیا ہے ہم سے روح رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے ہشام رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے عثمان بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی مثل حدیث بیان کی ہے اور ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے جریر بن حازم رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے عثمان بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ سے اسے روایت کیا۔)

﴿بیہقی﴾

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمانا:

ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ان کو خبر دی کہ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے پیغام نکاح دیا تو میں نے عرض کیا اگرچہ مجھ جیسی عورتیں نکاح کر لیتی ہیں لیکن میں نکاح نہیں کرتی کیونکہ میرے بچے ہیں اور میں غیرت مند ہوں اور صاحب عیال ہوں۔ یہ سن کر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں تم سے اکبر ہوں جہاں تک غیرت کا سوال ہے، اللہ تعالیٰ اسے دور کر دے گا۔ اب رہا عیال کا سوال تو وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے حوالے ہیں اور حضور نبی کریم ﷺ نے ان سے نکاح فرمالیا۔

راوی نے کہا: ازواج مطہرات میں ان کی یہ شان تھی گویا وہ ان میں سے نہیں ہیں، جیسی غیرت ان میں پائی جاتی تھی ایسی کسی میں موجود نہ تھی اور اسے ابن منیع رحمۃ اللہ علیہ نے دوسری سند کے ساتھ عمر بن ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل روایت کی اور ابو یعلیٰ رحمۃ اللہ علیہ اور عبداللہ بن امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ''زوائد الزہد'' میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اس کی مانند روایت کی۔

﴿بیہقی﴾

آنکھوں سے آنسو نہ بہنا:

حضرت ام اسحاق رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے اپنے بھائی کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی طرف ہجرت کی تو مجھ سے میرے بھائی نے کہا: میں مکہ مکرمہ میں اپنا توشہ بھول آیا ہوں، پھر وہ اسے لینے مکہ مکرمہ واپس گئے مگر میرے شوہر نے ان کو قتل کر دیا اور میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوگئی۔ میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: کہ میرے بھائی کو قتل کر دیا گیا ہے آپ نے چلو میں پانی لیا اور میرے چہرے پر اس کے چھینٹے دیے تو جو مصیبت مجھ کو پہنچی تھی اس پر آنکھ کے آنسو تو میری آنکھوں میں دیکھے جاتے تھے مگر وہ میرے رخساروں پر بہہ کر نہ آتے تھے۔

﴿ابونعیم﴾

صحابہ سردی سے محفوظ:

ایوب بن سیار رحمۃ اللہ علیہ محمد بن منکدر رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے

انہوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے سخت سردی میں صبح کی اذان دی اور نبی کریم ﷺ باہر تشریف لائے، آپ نے مسجد میں کسی کو موجود نہ پایا تو فرمایا: لوگ کہاں ہیں؟ میں نے عرض کیا: سردی کی شدت نے انہیں روک رکھا ہے۔

آپ نے فرمایا: اے اللہ! ان سے سردی کو دور کردے تو میں نے ان کو دیکھا کہ وہ صبح کے وقت پنکھے سے ہوا کر رہے تھے۔ یا چاشت کی نماز کے وقت پنکھے سے ہوا کر رہے تھے۔ اس روایت میں ایوب منفرد ہیں۔

﴿ابن عدی، بیہقی، ابونعیم﴾

تم سفینہ ہو:

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ ان سے کسی نے دریافت کیا آپ کا نام کیا ہے؟ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے میرا نام سفینہ رکھا ہے۔ دریافت کیا: اس نام کی وجہ کیا ہے؟ فرمایا کہ حضور نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ سفر میں تھے ان پر اپنا سامان بوجھ معلوم ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اپنی چادر پھیلاؤ۔ میں نے چادر پھیلا دی اور اس چادر میں ان سب نے اپنا سامان رکھ کر میرے حوالے کر دیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اٹھالو کیونکہ تم سفینہ (کشتی) ہو۔ اس دن کے بعد میں ایک اونٹ کا یا دو کا یا تین کا یا چار کا یا پانچ کا یا چھ کا یا سات کا بوجھ اٹھا لیتا ہوں تو مجھ پر بار نہیں معلوم ہوتا۔

﴿احمد، ابن سعد، بیہقی، ابونعیم﴾

عطائے علم و فراست و شجاعت کے سلسلہ میں نبی کریم ﷺ کے معجزات

حافظہ قوی ہوگیا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ ایک دن ہمیں حدیث بیان فرما رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: کون ہے جو اپنا کپڑا بچھائے اور میں اس میں اپنی حدیث رکھوں اور وہ اسے اپنے سینے سے لگائے تو میں نے اپنا دامن پھیلا دیا۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے ہمارے سامنے حدیث بیان فرمائی اور میں نے اسے اپنے سے چمٹا لیا تو خدا کی قسم! حضور نبی کریم ﷺ نے جو حدیث میں نے سنی میں اسے بالکل نہ بھولا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں آپ سے بہت سی حدیثیں سنا کرتا ہوں، مگر میں انہیں بھول جاتا ہوں۔ فرمایا: چادر پھیلاؤ تو میں نے اپنی چادر پھیلا دی، پھر حضور نبی کریم ﷺ نے لپ بھر کر اس میں ڈالا اور فرمایا اس کے چاروں کونے ملا کر اپنے سینے سے چمٹا لو تو اس کے بعد کوئی حدیث نہ بھولا۔

﴿بخاری﴾

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے سینے پر دست نبوت کا فیضان:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے یمن کی طرف بھیجا۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ مجھے بھیج رہے ہیں حالانکہ میں جوان ہوں اور کس طرح لوگوں کے درمیان مقدمات کا فیصلہ کروں گا اور میں جانتا بھی نہیں کہ قضا کیا ہے تو حضور نبی کریم ﷺ نے اپنا دست مبارک میرے سینے پر رکھا اور دعا کی کہ اے رب العالمین! ان کے دل کو ہدایت عطا فرما اور ان کی زبان کو مستحکم بنا، تو قسم ہے اس ذات کی جس نے دانہ کو پھاڑا، دو فریقوں کے درمیان فیصلہ کرنے میں مجھے ذرہ بھر تذبذب نہ ہوا۔

﴿حاکم، بیہقی﴾

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے یمن کی طرف بھیجا۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ مجھے قوم شیوخ کی طرف بھیج رہے ہیں مجھے اندیشہ ہے کہ میں صحیح فیصلہ نہ کرسکوں۔ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہاری زبان کو مضبوط رکھے گا اور تمہارے دل کی رہنمائی کرے گا۔

﴿ابن سعد﴾

بدکلامی سے محفوظ:

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک عورت تھی جو مردوں کے ساتھ فحش کلامی کرتی تھی اور بڑی بدزبان تھی۔ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئی، آپ ثرید تناول فرما رہے تھے۔ اس نے حضور نبی کریم ﷺ سے مانگا، آپ نے اسے دیا۔ اس نے کہا: مجھے وہ لقمہ عنایت فرمایئے جو آپ کے دہن اقدس میں ہے تو حضور نبی کریم ﷺ نے اسے اپنا لقمہ عطا فرمایا اور اس نے اسے کھا لیا تو وہ اتنی حیادار ہوئی کہ مرنے کے وقت تک کسی سے بدکلامی نہ کی۔

﴿طبرانی﴾

میں سب کے ساتھ ہوں:

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ بنی اسلم کے لوگوں کے پاس تشریف لائے تو وہ باہم تیر اندازی کر رہے تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ملاحظہ کر کے فرمایا: یہ کھیل اچھا ہے، تم تیر اندازی کی مشق کرو اور میں حضرت ابن اکوع (رضی اللہ عنہ) کا رفیق ہوں، اس پر لوگوں نے اپنے ہاتھ روک لیے اور عرض کرنے لگے: خدا کی قسم! ہم تیر اندازی نہیں کریں گے جب تک تیر اندازی میں آپ ان کے ساتھ ہیں۔ اس لیے کہ آپ ہم پر غالب ہی رہیں گے۔ فرمایا: تیر اندازی کرو، میں تم سب کے ساتھ ہوں، تو وہ لوگ دن بھر تیر اندازی کرتے رہے، جب جدا ہوئے تو سب مساوی تھے، کسی کو کسی پر فوقیت نہ تھی۔

﴿بیہقی﴾

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کے ایک فرزند سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے اپنے دادا سے روایت کی۔ کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ تمہارا نام کیا ہے؟ میں نے کہا: حزن ہے۔ فرمایا: نہیں بلکہ سہل ہے۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! بڑھاپے میں کیا میں اپنا نام بدل لوں۔ راوی کا بیان ہے کہ اس کے بعد سے حزونت ہم میں اب تک باقی ہے۔

﴿واقدی، ابن سعد﴾

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے دادا حزن سے فرمایا کہ تمہارا نام سہل ہے اس پر انہوں نے کہا کہ سہولت تو گدھے کیلئے ہے اور اس نام کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ راوی نے کہا: خدا کی قسم! ہم حزونت کو اپنے درمیان برابر پاتے ہیں۔

﴿بخاری﴾

آسیب ختم ہوگیا اور علاج آسیب:

حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے دربار میں حاضر تھا کہ ایک اعرابی نے آکر عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میرا ایک بھائی ہے اسے ایک تکلیف ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اسے کیا تکلیف ہے؟ اس نے کہا: آسیب کا اثر ہے۔ فرمایا: اسے میرے پاس لے آؤ تو وہ اسے لے کر آیا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے اسے بٹھا دیا تو حضور نبی کریم ﷺ نے اس پر سورۂ فاتحہ، سورۂ بقرہ کی چار آیتیں اور یہ دو آیتیں "وَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ" اور آیۃ الکرسی اور سورۂ اعراف کی یہ آیہ کریمہ "إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ" اور سورۂ مومنین کا آخر "فَتَعَالَى اللَّهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ" اور سورۂ جن کی ایک آیت "وَأَنَّهُ تَعَالَىٰ جَدُّ رَبِّنَا" اور سورۂ صافات کی دس آیتیں اور سورۂ حشر کی آخری تین آیتیں اور "قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ" اور معوذتین پڑھ کر دم کیا۔ وہ شخص اس طرح کھڑا ہو گیا جیسے اسے کبھی کوئی شکایت ہی نہیں تھی۔

﴿ابن ماجہ، حاکم﴾

ابو امامہ بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے انصار صحابہ کی ایک جماعت نے حضور نبی کریم ﷺ سے آکر عرض کیا کہ ایک شخص نصف شب کو نماز کیلئے کھڑا ہوا اور اس نے ایک سورہ پڑھنے کا قصد کیا جو کہ اسے یاد تھی مگر وہ اس کے پڑھنے پر قادر نہ ہوا صرف "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" پڑھ سکا۔ اس رات یہ واقعہ آپ کے بہت سے صحابہ کو پیش آیا۔ جب انہوں نے صبح کی تو صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس سورۃ کے بارے میں پوچھا۔ آپ ایک ساعت خاموش رہے اور ان کی طرف بالکل رجوع نہ فرمایا پھر فرمایا: سورۃ آج رات منسوخ کر دی گئی ہے۔ ان سب کے سینوں میں سے بھی اور ہر اس جگہ سے جہاں وہ لکھی ہوئی تھی۔

(بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: دلائل نبوت میں سے یہ بات ظاہر دلیل ہے۔)

﴿بیہقی﴾

انواع جمادات میں معجزات کا ظہور

حضرت ابوذر ﷺ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ تنہا تشریف فرما تھے، پھر میں آیا اور میں حضور نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھ گیا۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق ﷺ آئے اور وہ سلام کرکے بیٹھ گئے پھر حضرت عمر فاروق ﷺ آئے پھر حضرت عثمان ﷺ آئے۔

رسول اللہ ﷺ کے سامنے کنکریاں تھیں، آپ نے ان کو اٹھا کر ہتھیلی پر رکھا تو وہ تسبیح کرنے لگیں حتی کہ ہم نے ان کی آواز ایسی سنی جیسے شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ ہوتی ہے۔ اس کے بعد آپ نے ان کو رکھ دیا تو وہ خاموش ہوگئیں۔ پھر آپ نے اٹھا کر حضرت ابوبکر صدیق ﷺ کے ہاتھ میں رکھ دیا، وہ تسبیح کرنے لگی حتی کہ ہم نے ان کی آواز سنی جیسے کہ مکھیوں کی بھنبھناہٹ ہوتی ہے پھر آپ نے ان کو رکھ دیا اور وہ خاموش ہوگئیں، اسکے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے ان کو اٹھا کر حضرت عمر فاروق ﷺ کے ہاتھوں میں رکھ دیا اور وہ تسبیح کرنے لگیں حتی کہ ہم نے مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی مانند ان کی آواز سنی۔ پھر انہوں نے رکھ دیا اور وہ خاموش ہوگئیں، اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ نبوت کی خلافت کی شہادت ہے۔

﴿بزار، طبرانی اوسط، ابونعیم، بیہقی﴾

کنکریوں کا دست اقدس میں تسبیح پڑھنا:

حضرت انس ﷺ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے دست مبارک میں کنکریاں لیں اور وہ تسبیح کرنے لگیں، یہاں تک کہ ہم نے ان کی تسبیح کی آواز سنی۔ پھر آپ نے حضرت ابوبکر صدیق ﷺ کے ہاتھ میں پلٹ دیں تو وہ تسبیح کر رہی تھیں اور ہم ان کی تسبیح کی آواز سن رہے تھے، پھر انہوں نے حضرت عمر ﷺ کے ہاتھ پلٹ دیں اور وہ برابر تسبیح کر رہی تھیں اور ہم نے تسبیح کی آواز سنی پھر انہوں نے حضرت عثمان ﷺ کے ہاتھ میں پلٹ دیں تو وہ برابر تسبیح کر رہی تھیں اور ہم نے ان کی تسبیح کی آواز سنی پھر وہ یکے بعد دیگرے ہمارے ہاتھوں میں آئیں تو ان کنکریوں میں سے کوئی تسبیح نہ کر رہی تھی۔

﴿ابن عساکر﴾

سنگریزوں کی شہادت:

سدی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو مالک ﷺ حضرت ابن عباس ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ شاہان حضرموت، رسول اللہ ﷺ کے دربار عالی میں آئے۔ ان میں اشعث بن قیس بھی تھے۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے آپ سے ایک بات مخفی رکھی ہے۔ آپ بتائیے: وہ کیا بات ہے؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سبحان اللہ! ایسی باتیں تو کاہن لوگ بھی کرتے ہیں حالانکہ کاہن اور ان کی کہانت دونوں دوزخ میں جائیں گے، اس پر انہوں نے کہا پھر ہم کیسے جانے کہ آپ واقعی اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے دست اقدس میں سنگریزے لیے اور فرمایا یہ شہادت دیں گے کہ میں اللہ تعالیٰ کا

رسول ہوں تو وہ سنگریزے آپ کے دست اقدس میں تسبیح کرنے لگے، ان سب نے کہا: ہم گواہی دیتے ہیں کہ یقیناً آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ ہیں۔

﴿ابونعیم﴾

کھانے کا تسبیح پڑھنا:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے ثرید کھانا لایا گیا۔ آپ نے فرمایا: یہ کھانا تسبیح کر رہا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ ان کی تسبیح سمجھ رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں، پھر رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص سے فرمایا کہ اس پیالے کو فلاں شخص کے قریب کر دو تو اس نے ان کے قریب کر دیا۔ اس نے عرض کیا: ہاں! یا رسول اللہ ﷺ، یہ کھانا تسبیح کر رہا ہے، اس کے بعد دوسرے کے پھر تیسرے کے قریب لایا گیا، انہوں نے بھی یہی کیا۔ اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے اس پیالے کو واپس کر دیا۔

اس وقت ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کاش آپ تمام لوگوں کو سنانے کا حکم فرماتے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر وہ کسی کے ہاتھ میں خاموش ہو جاتا تو لوگ کہتے یہ اس کے گناہ کی بدولت ہوا ہے اسے واپس کر دو تو اس نے واپس کر دیا۔

﴿ابوالشیخ کتاب العظمہ﴾

حضرت خثیمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت ابی الدرداء رضی اللہ عنہ اور حضرت سلیمان رضی اللہ عنہ دونوں ایک برتن میں کھا رہے تھے، اچانک برتن کا کھانا تسبیح کرنے لگا۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

استن حنانہ کا فراق رسول ﷺ میں رونا:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ کھجور کا تنہ جس سے رسول اللہ ﷺ کھڑے ہونے میں ٹیک لگایا کرتے تھے جب آپ کیلئے منبر بنایا گیا تو ہم نے کھجور کے اس ستون سے حاملہ اونٹنی پر بوجھ لادنے سے جو وہ اونٹنی فریاد کرتی ہے ایسی ہم نے اس سے فریاد کی آواز سنی حتیٰ کہ نبی کریم ﷺ منبر شریف سے اترے اور اپنا دست اقدس اس پر رکھا اور وہ خاموش ہوا۔

﴿بخاری﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کھجور کے ایک ستون سے ٹیک لگایا کرتے تھے۔ آپ کیلئے صحابہ نے منبر بنایا تو جمعۃ المبارک کے دن حضور نبی کریم ﷺ منبر پر تشریف لائے، اس وقت وہ ستون بچوں کی طرح رونے کی مانند فریاد کرنے لگا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اترے اور اسے سینہ سے لگایا اور وہ ستون اس طرح رونے لگا جس طرح بچہ روتا ہے اور ٹھہر جاتا ہے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ ستون اس لیے روتا ہے کہ اس کے پاس جو ذکر ہوتا تھا وہ اسے سنا کرتا تھا۔

﴿بخاری﴾

عبداللہ بن بریدہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ! کھجور کے تنہ کے پاس خطبہ دیا کرتے تھے پھر آپ نے منبر کو اختیار فرمایا، جب حضور نبی کریم ﷺ نے اس ستون کو چھوڑ کر اس منبر کا قصد کیا جو بنایا گیا تھا تو وہ ستون فریاد کرنے لگا اور رونے لگا، جس طرح کہ اونٹنی روتی ہے، تو نبی کریم ﷺ واپس تشریف لائے اور اپنا دست اقدس اس پر رکھا اور فرمایا اگر تو چاہے تو میں تجھے اس جگہ بو دوں جہاں تو پہلے تھا اور تو ویسا ہی درخت بن جائے جیسا کہ پہلے تھا، یا اگر تو چاہے تو میں تجھے جنت میں بو دوں اور تو جنت کی نہروں اور اس کے چشموں سے پانی پیئے اور تیرا اگنا اچھا ہے تاکہ تو پھل دے اور تیرے پھل کو اولیاء اللہ کھائیں تو نبی کریم ﷺ سے کسی نے پوچھا تو آپ نے فرمایا: اس نے جنت میں بوئے جانے کو پسند کیا ہے۔

(اسے طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "اوسط" میں اور ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی مثل بطریق عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔

﴿دارمی﴾

حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کھجور کے تنہ کے پاس خطبہ دیا کرتے تھے پھر آپ کیلئے منبر بنایا گیا، جب حضور نبی کریم ﷺ نے منبر پر قیام فرمایا تو وہ ستون رونے لگا، آپ نے اس سے فرمایا: صبر کر، میں تجھے جنت میں اگائے دیتا ہوں اور تیرے پھل صالحین کھائیں گے اور اگر تو چاہے تو میں تجھے سرسبز کھجور کا درخت بنا دوں جیسا کہ تو پہلے تھا مگر اس نے دنیا پر آخرت کو ترجیح دی۔

﴿بغوی، ابونعیم، ابن عساکر﴾

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کھجور کے تنہ کے پاس خطبہ دیا کرتے تھے۔ پھر آپ کیلئے منبر بنایا گیا جب آپ منبر پر کھڑے ہوئے تو وہ تنہ رونے لگا جس طرح اونٹنی اپنے بچے کی طرف بلبلاتی اور روتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ منبر شریف سے اتر کر اس کے پاس آئے اور سینہ سے لپٹا کر تسلی دی۔

﴿ابن ابی شیبہ، دارمی، ابونعیم﴾

حضرت ابن عمران رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ تنہ کے پاس خطبہ دیا کرتے تھے جب منبر بنا تو آپ نے اس کی طرف رخ فرمایا، اس وقت وہ تنہ رونے لگا۔ نبی کریم ﷺ اس کے پاس آئے اور اپنا دست اقدس پھیر کر اسے تسلی دی۔

﴿بخاری﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ستون کے پاس خطبہ دیا کرتے تھے، اس وقت تک منبر نہ بنا تھا پھر جب منبر بنا اور آپ نے پر خطبہ دیا تو وہ ستون رونے لگا حضور نبی کریم ﷺ اس کے پاس آئے اور اسے لپٹا کر تسلی دی اگر حضور نبی کریم ﷺ اسے نہ لپٹاتے تو وہ قیامت تک یونہی روتا رہتا۔

﴿احمد، ابن سعد، دارمی، ابن ماجہ، ابونعیم، بیہقی﴾

حضرت انس ﷺ سے روایت ہے۔انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ستون کے پاس کھڑے ہوا کرتے تھے جب منبر بنا تو آپ نے اس پر جلوس فرمایا تو وہ ستون اس طرح رونے لگا جیسے بیل روتا ہے یہاں تک کہ اس کے رونے سے مسجد ہلنے لگی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر شریف سے اترے اور اسے چمٹایا اور تسلی دی۔فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر میں اسے نہ چمٹاتا تو قیامت تک وہ مجھ سے جدائی کے فراق میں اس طرح روتا رہتا۔

﴿دارمی، ترمذی، ابویعلیٰ، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت سہل بن سعد ساعدی ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک چوب کے پاس کھڑے ہوا کرتے تھے، جب منبر بنا تو وہ چوب رونے لگی اور لوگ اس کے پاس آ کر اس کے پہلو میں کھڑے ہوگئے اور اس کے رونے سے ایسی رقت طاری ہوئی کہ تمام لوگ رونے لگے۔رسول اللہ ﷺ اتر کر اس کے پاس آئے اور اپنا دست اقدس اس پر رکھ کر اسے تسلی دی تو وہ خاموش ہوئی۔

﴿ابن سعد، ابن راہویہ، المسند، بیہقی﴾

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی ایک چوب تھی جب آپ خطبہ دیتے تو اس سے ٹیک لگایا کرتے تھے پھر آپ کیلئے منبر تیار ہوا، جب اس چوب نے آپ کو نہ پایا تو وہ بیل کی مانند رونے لگی یہاں تک کہ اس کے رونے کی آواز اہل مسجد نے سنی اور رسول اللہ ﷺ اس کے پاس آئے تو آپ نے اسے چمٹایا تو وہ خاموش ہوئی۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت ابی ابن کعب ﷺ سے روایت ہے۔انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ ستون کے پاس خطبہ دیا کرتے تھے پھر آپ کیلئے منبر تیار ہوا، جب حضور نبی کریم ﷺ اس ستون سے آگے بڑھ کر منبر پر تشریف لے گئے تو وہ فریاد کرنے لگا یہاں تک کہ پھٹ کر شق ہوگیا اور حضور نبی کریم ﷺ منبر سے اتر کر آئے اور اپنا دست اقدس پھیرا تو وہ خاموش ہوا۔

﴿دارمی، ابن ماجہ، ابن سعد، ابویعلیٰ، ابونعیم، بیہقی﴾

حضرت مطلب بن ابی وداعہ ﷺ سے روایت ہے۔انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ مسجد نبوی میں جب خطبہ دیتے تو اپنی کمر شریف کو ستون سے ٹیک لگاتے تھے، جب آپ کیلئے منبر بنا اور آپ نے اس پر جلوس فرمایا تو وہ ستون بیل کی مانند رونے لگا۔آپ اس کے پاس تشریف لائے اور اسے چمٹایا تو وہ خاموش ہوا اور فرمایا۔لوگو! اسے ملامت نہ کرو کیونکہ اللہ کے رسول ﷺ نے جس چیز کو بھی چھوڑا ہے وہ آپ کے فراق میں غمگین ہوئی ہے۔

﴿زبیر بن بکار، اخبار مدینہ﴾

ستون کے رونے کا معجزہ:

ابوحاتم رازی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ عمرو بن سواد نے کہا کہ مجھ سے امام شافعی رضی اللہ

نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو جو عطا فرمایا وہ سب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو عطا فرمایا ہے۔ میں نے ان سے عرض کیا: اللہ تعالیٰ نے بیشک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مردے زندہ کرنے کا معجزہ عطا فرمایا۔ اس پر انہوں نے جواب میں فرمایا اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو ستون کے رونے کا مرتبہ عطا فرمایا تھا اور یہ معجزہ مرتبہ میں اس سے زیادہ بڑا ہے۔

﴿بیہقی﴾

نبی کریم ﷺ کی دعا پر در و دیوار کا آمین کہنا:

حضرت ابو اسید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: کل صبح تم اور تمہارے فرزند اپنے گھر سے کہیں نہ جائیں جب تک کہ میں تم لوگوں کے پاس نہ آ جاؤں کیونکہ مجھے تم سے ایک کام ہے تو جب صبح ہوئی تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم ان کے یہاں تشریف لائے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: تم سب مل کر بیٹھ جاؤ حتیٰ کہ جب وہ سب بیٹھ گئے تو حضور نبی کریم ﷺ نے ان سب پر اپنی چادر شریف ڈالی اور دعا کی کہ اے رب! یہ میرے چچا عباس میرے باپ کے ہیں اور یہ ان کے گھر والے ہیں تو ان سب کو دوزخ کی آگ سے اس طرح چھپا لے جس طرح میں نے ان سب کو اپنی چادر سے ڈھانپا ہے تو دروازے کی چوکھٹ اور گھر کے در و دیوار سے آمین آمین کی آوازیں آئی۔

﴿بیہقی، ابو نعیم﴾

حضرت عبداللہ بن عسیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا۔ آپ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے یہاں تشریف لے گئے، آپ نے فرمایا: اپنے بیٹوں کو میرے ہمراہ کر دو اور وہ سب حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہو گئے پھر آپ نے گھر کے اندر لے جا کر ان سب پر اپنی چادر شریف ڈالی اور دعا کی۔

"اے خدا! یہ میرے اہل بیت اور میری عترت ہیں، ان کو دوزخ کی آگ سے اس طرح چھپا لے جس طرح میں نے ان کو اس چادر میں چھپا لیا ہے۔ راوی نے کہا گھر میں کوئی دیوار و در باقی نہ تھا جس نے آمین نہ کی ہو۔"

﴿ابو نعیم﴾

پہاڑ کا حرکت کرنا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ احد پہاڑ یا کوہ حرا پر چڑھے تھے آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر اور حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہم تھے، اس وقت پہاڑ ہلنے لگا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنا قدم اقدس مار کر فرمایا: ٹھہر! اور تجھ پر نبی، صدیق اور دو شہید ہیں۔

﴿بخاری، مسلم﴾

ابو یعلیٰ و بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل روایت کی ہے۔

اس میں صرف کوہ احد کا ذکر ہے اور مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اس کی مثل روایت کی اور اس میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بھی مذکور ہیں اور آپ نے فرمایا: ٹھہر ارہ، تجھ پر نبی یا صدیق یا شہید کے سوا کوئی نہیں ہے اور اسے امام احمد نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے صرف لفظ حرا کے ساتھ روایت کیا۔

منبر کا حرکت کرنا:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا آپ منبر پر تشریف فرما تھے۔ آپ نے فرمایا: خدائے جبار اپنے آسمانوں اور زمین کو اپنے دست قدرت میں لے کر فرمائے گا میں جبار ہوں۔ اب کہاں ہیں جابر لوگ اور متکبر لوگ؟ اور رسول اللہ ﷺ اپنے دائیں اور اپنے بائیں جھومنے لگے حتیٰ کہ میں نے منبر کو دیکھا کہ وہ اپنے پائے وغیرہ سمیت جنبش کر رہا ہے اور اتنی مدت سے حرکت میں ہے کہ میں نے گمان کیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو منبر سے نہ گرا دے۔

﴿احمد، مسلم، نسائی، ابن ماجہ﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا مجھے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس آیہ کریمہ کے بارے میں دریافت کیا:

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ

﴿سورۃ الزمر﴾

ترجمہ: ''انہوں نے اللہ تعالیٰ کی قدرت کی جیسا کہ اس کا حق تھا اور وہ اس قیامت کے دن سب زمینوں کو سمیٹ دے گا۔''

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس وقت فرمائے گا: میں جبار ہوں میں ہی ہوں اور خود اپنی تمجید فرمائے گا تو اس فرمانے کے ساتھ ہی آپ ﷺ کے منبر نے ایسی حرکت کی کہ آپ کو ہلا دیا یہاں تک کہ ہم نے اپنے دل میں کہا کہ آپ ﷺ منبر سے گر جائیں گے۔

﴿حاکم﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس آیت کو منبر شریف پر پڑھا: ''وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ'' تو جب آپ ''عَمَّا يُشْرِكُوْنَ'' تک پہنچے تو منبر نے کہا ایسا ہی ہوگا پھر آپ تین مرتبہ آئے اور گئے۔ (یعنی منبر نے آپ کو ادھر سے ادھر ہلایا۔)

﴿بزار، ابن عدی﴾

زمین نے نبی کریم ﷺ کے حکم سے مردے کو قبول کرلیا:

حضرت قبیصہ بن ذریب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے ایک شخص نے مشرکین کے لشکر پر حملہ کیا تو وہ بھاگ کھڑے ہوئے تو مسلمانوں میں سے ایک

شخص مشرکوں سے ایک آدمی سے ملا وہ بھاگا ہوا تھا جب مسلمان نے ارادہ کیا کہ تلوار اٹھا کر اسے مارے تو وہ آدمی کہنے لگا: "لا الٰہ الا اللہ" تو اس مسلمان نے اسے نہ چھوڑا یہاں تک کہ اسے قتل کر دیا۔ اس کے بعد اس کے قتل کی بابت مسلمان کے دل میں خدشہ پیدا ہوا اور اس نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا تم نے اس کے دل میں جھانک کر دیکھ لیا تھا؟ کچھ دنوں کے بعد وہ قاتل شخص فوت ہو گیا اور اسے دفن کر دیا جب دوسرا دن ہوا تو وہ زمین پر باہر تھا۔ تب کے گھر کے لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور یہ واقعہ بیان کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اسے دفن کر دو تو انہوں نے اسے دفن کر دیا پھر جب دوسرا دن ہوا تو دیکھا کہ وہ زمین کے اوپر باہر ہے ایسا تین مرتبہ ہوا۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مسلمانو سنو! زمین اس سے زیادہ شریر کو قبول کر لیتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تم نصیحت و عبرت حاصل کرو تاکہ تم میں سے کوئی شخص اس آدمی کے قتل کرنے میں جلد بازی نہ کرے جو "لا الٰہ الا اللہ" کی گواہی دے یا کہے کہ میں مسلمان ہوں۔ جاؤ بنی فلاں کی گھاٹی میں اسے دفن کرو اور زمین اسے قبول کرے گی تو انہوں نے اسی گھاٹی میں اسے دفن کر دیا۔

- (اسے بیہقی و ابونعیم رحمہم اللہ نے اس کی مانند اس زیادتی کے ساتھ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی حدیث سے بروایت عاصم الاحول رضی اللہ عنہ سمیط رضی اللہ عنہ سے روایت کی اور ابونعیم و ابن اسحاق رحمہم اللہ نے حسن رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کی۔ تنہا روایت کی۔ اس میں ہے کہ وہ شخص سات دن کے بعد فوت ہو گیا۔ اس کا نام محلم بن جثامہ تھا۔)

{بیہقی، ابونعیم}

مردے کو زمین کا قبول نہ کرنا:

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو بھیجا اس نے آپ پر جھوٹ بولا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس پر بددعا کی تو وہ مردہ پایا گیا اور اس کا پیٹ پھٹا ہوا تھا اور زمین نے اسے قبول نہ کیا۔

{بیہقی}

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی وحی لکھا کرتا تھا اور وہ صحیفہ میں "عَلِيْمًا حَكِيْمًا" لکھتا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے: "سَمِيْعًا بَصِيْرًا" لکھو وہ کہتا جیسا آپ چاہتے ہیں لکھے دیتا ہوں اور وہ صحیفہ میں "سَمِيْعًا بَصِيْرًا" لکھ کر پھر لکھتا "عَلِيْمًا حَكِيْمًا" وہ شخص بعد میں مرتد ہو گیا اور مشرکوں سے جا کر مل گیا اور کہنے لگا میں محمد (ﷺ) کو زیادہ جانتا ہوں۔ میں جو چاہتا لکھتا تھا جب وہ شخص مرا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: زمین اسے قبول نہ کرے اسے دفن کیا گیا تو زمین نے اسے قبول نہ کیا۔ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اس زمین پر گیا تھا جہاں وہ مرا تھا میں نے اسے پھینکا ہوا پایا۔ میں نے پوچھا: اس کا واقعہ کیا ہے؟

لوگوں نے بتایا: ہم نے اسے دفن کیا مگر زمین نے اسے قبول نہ کیا۔

﴿بخاری، مسلم، دلائل بیہقی، ابونعیم﴾

ایک مفتری کا برا انجام:

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ انصار کی ایک بستی میں کوئی شخص آیا اور اس نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے اور تمہیں حکم دیا ہے کہ تم میں جو فلاں عورت ہے اس کا نکاح میرے ساتھ کر دو۔ حالانکہ حضور نبی کریم ﷺ نے اس آدمی کو نہ بھیجا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں جب یہ اطلاع پہنچی تو حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم کو بھیجا فرمایا: تم دونوں جاؤ اگر تمہیں وہ ملے تو اسے قتل کر دینا۔ میرا خیال ہے شاید تم اسے نہ پاؤ گے تو وہ گئے اور اسے اس حال میں پایا کہ اسے سانپ نے کاٹ لیا تھا اور زہر کے اثر سے وہ مر گیا تھا۔

﴿عبدالرزاق المصنف﴾

عطاء بن سائب رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جدالعجی کا داماد یمن آیا اور وہ ایک عورت پر عاشق ہو گیا۔ اس نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے تمہیں حکم دیا ہے کہ میرے پاس یہ جوان عورت کو بھیجو۔ لوگوں نے کہا: ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عہد کیا ہے اور آپ نے زنا کو حرام قرار دیا ہے۔ ان کے بعد انہوں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک شخص کو بھیجا اس پر حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا اور فرمایا: تم اس کے پاس جاؤ، اگر وہ تمہیں زندہ ملے تو اسے قتل کر دینا اور اگر تم اسے مردہ پاؤ تو اسے آگ میں جلا دینا۔ چنانچہ جدالعجی کا داماد رات میں چشمہ سے پانی بھر رہا تھا تو سانپ نے اسے کاٹ کر مار ڈالا۔

﴿بیہقی﴾

ایک منافق کا برا انجام:

بیہقی حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوطعمہ بشیر بن ابیرق منافق تھا اور اس نے قتادہ بن زید کے بیٹے کا غلہ اور ہتھیار بالاخانہ سے چرایا تو اس کے بارے میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

إِنَّا أَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرَاكَ اللَّهُ

﴿سورۃ النساء﴾

ترجمہ: "اے محبوب! بے شک ہم نے تمہاری طرف سچی کتاب اتاری کہ تم لوگوں میں فیصلہ کرو جس طرح تمہیں اللہ دکھائے۔"

تو وہ بھاگ کر مکہ چلا گیا اور سلافہ بنت سعد کے گھر جا کر ٹھہرا اور وہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کو برا کہنے لگا اور حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے شعروں میں اس کی ہجو کا جواب دیا جب حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے شعر سلافہ کو پہنچے تو اس نے اپنے گھر سے نکال دیا اور وہ طائف چلا گیا اور وہ ایسے گھر میں پہنچا جہاں کوئی نہ تھا اور وہ مکان اس پر گر پڑا اور وہ بدبخت مر گیا۔ یہ دیکھ کر قریش کہنے لگے۔ خدا کی قسم! محمد

ﷺ کے اصحاب میں سے کوئی ایسا شخص آپ کو نہیں چھوڑتا جس میں خیر و خوبی ہو۔

﴿ابن اسحاق، حاکم﴾

ایک گستاخ کا منہ ٹیڑھا ہو گیا:

حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حکم بن ابی العاص نبی کریم ﷺ کی مجلس میں بیٹھ کرتا تھا، جب حضور نبی کریم ﷺ اس سے گفتگو فرماتے تو وہ اپنا منہ بنایا کرتا تھا، اس پر نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا تو ایسا ہی ہو جا تو وہ ہمیشہ منہ بنایا کرتا یہاں تک کہ وہ مر گیا۔

﴿حاکم، بیہقی، طبرانی﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک دن خطبہ دیا اور ایک شخص آپ کے پیچھے تھا وہ آپ کی نقل کرتا اور عیب جوئی کرتا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو ایسا ہی ہو جا پھر لوگ اسے اٹھا کر اس کے گھر لے گئے اور وہ دو مہینے بے ہوش رہا، پھر جب وہ ہوش میں آیا تو وہ ایسا بن گیا جیسا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی نقل کرتا تھا۔

﴿بیہقی﴾

لڑکی برص میں مبتلا:

ابن فتحون رحمۃ اللہ علیہ نے طبری رحمۃ اللہ علیہ سے ذکر کیا کہ نبی کریم ﷺ نے حارث بن ابی حارثہ کے پاس حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کیلئے اس کی بیٹی کے ساتھ نکاح کرنے کا پیغام بھیجا۔ حارث نے کہا کہ اس کی بیٹی میں عیب ہے حالانکہ اس میں وہ عیب موجود نہ تھا جب وہ واپس گھر پہنچا تو اس نے بیٹی کو برص میں مبتلا پایا۔

حضرت ذریب بن کلیب رضی اللہ عنہ آگ سے محفوظ:

ابن وہب رحمۃ اللہ علیہ نے ابن لہیعہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ اسود عنسی نے جب نبوت کا دعویٰ کیا اور وہ صنعاء پر غالب ہوا تو حضرت ذریب بن کلیب رضی اللہ عنہ کو پکڑ کر آگ میں ڈال دیا اس بنا پر کہ حضرت ذریب رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کی تصدیق کی تھی مگر آگ نے ان کو کوئی ضرر نہ پہنچایا۔ اس واقعہ کو نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ سے بیان کیا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اس رب العزت کی حمد ہے جس نے ہماری امت میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی مثل پیدا کیا۔

حضرت ذریب رضی اللہ عنہ وہ شخص تھا جو کلیب بن ربیعہ خولانی کا بیٹا ہے اور اہل یمن میں اس نے سب سے اسلام قبول کیا تھا۔

﴿عبدان کتاب الصحابہ﴾

ابو بشر رحمۃ اللہ علیہ جعفر بن ابی وحشیہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ بنی خولان میں ایک شخص اسلام لایا، اس کی قوم نے چاہا کہ اسے پھر کفر پر لے آئیں چنانچہ انہوں نے اسے آگ میں ڈال دیا مگر آگ نے انہیں نہ جلایا۔ بجز ان جگہوں کے جہاں پہلے وضو کا پانی نہ پہنچتا تھا پھر وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، اس نے ان سے عرض کیا کہ آپ میرے لیے استغفار کیجئے، آپ نے فرمایا: تم ہی زیادہ

مستحق ہوا اور فرمایا تم چونکہ آگ میں ڈالے گئے اور آگ نے تمہیں نہ جلایا پھر اس کیلئے انہوں نے دعا کی۔ اس کے بعد وہ شام چلا گیا، لوگ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ تشبیہ دیا کرتے تھے۔

﴿ابن عساکر﴾

ابو مسلم خولانی آگ سے محفوظ:

اسمٰعیل بن عیاش رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شرجیل بن مسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اسود بن قیس عنسی نے یمن میں نبوت کا دعویٰ کیا تو وہ ابو مسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ تم گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ﷺ ہوں۔ ابو مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: میں نہیں سنتا۔ اس نے کہا کیا تم گواہی دیتے ہو کہ محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں؟ حضرت ابو مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا میں انکی گواہی دیتا ہوں۔

اس پر اس نے خوب آگ جلانے کا حکم دیا، پھر ابو مسلم رضی اللہ عنہ کو آگ میں ڈال دیا، مگر آگ نے انہیں کوئی ضرر نہ پہنچایا۔ یہ دیکھ کر اسود نے کسی سے کہا اگر تو ان کو اپنے پاس سے دور نہ کرے گا تو یہ ان لوگوں کو برگشتہ کردے گا جو تیری پیروی کرتے ہیں تو اس نے وہاں سے نکل جانے کا حکم دیا اور وہ مدینہ منورہ آگئے، اس زمانہ میں حضور نبی کریم ﷺ دنیا سے تشریف لے جا چکے تھے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ تھے۔ اس کا ماجرا سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

اس خدائے برتر کی حمد ہے جس نے مجھے ابھی تک موت سے ہمکنار نہ کیا اور اس نے مجھے امت محمدیہ ﷺ کے ایسے شخص کو دکھایا جس کے ساتھ وہ کچھ ہوا جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ ہوا تھا اور بنی خولان کے لوگ عنسیوں سے کہتے تھے کہ تم ایسے جھوٹے لوگ ہو کہ تم نے ہمارے ایک ساتھی کو آگ میں ڈالا اور اس نے ان کو کچھ نقصان نہ پہنچایا۔

﴿ابن عساکر﴾

یحییٰ بن عماد رحمۃ اللہ علیہ نے ابو عوانہ رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے ابو بلج رحمۃ اللہ علیہ نے انہوں نے عمرو بن میمون رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ مشرکوں نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو آگ میں جلایا تو رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور ان کے سر پر اپنا دست اقدس پھیرا اور فرمایا:

"یا نار کونی بردا وسلاما علی عمار کما کنت علی ابراھیم"

ترجمہ: "اے آگ تو عمار رضی اللہ عنہ پر ایسی سلامتی کے ساتھ ٹھنڈی ہو جا جیسی حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ہوئی تھی اور فرمایا: اے عمار رضی اللہ عنہ تجھ کو باغی گروہ قتل کرے گا۔"

﴿ابن عساکر﴾

رومال جلنے سے محفوظ:

عباد بن عبدالصمد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا ہم حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا: اے کنیز! دسترخوان لاؤ تاکہ ہم کھانا کھائیں تو وہ دسترخوان لائی پھر فرمایا: رومال لاؤ تو وہ رومال لائی جو میلا تھا۔ آپ نے فرمایا: تنور گرم کرو تو اس نے تنور گرم کیا اور حکم دیا کہ رومال

کو تنور میں ڈال دو تو وہاں تنور میں ڈال دیا گیا جب رومال کو تنور سے نکالا گیا تو وہ دودھ کی مانند سفید تھا۔

ہم نے ان سے پوچھا یہ کیا بات ہے کہ تنور نے کپڑے کو نہ جلایا اور خوب صاف کر دیا؟ انہوں نے فرمایا رسول اللہ ﷺ اس رومال سے اپنے چہرۂ انور اور دست مبارک خشک کیا کرتے تھے تو جب یہ میلا ہو جاتا ہے تو ہم ایسا ہی کرتے ہیں کیونکہ آگ اس چیز کو نقصان نہیں پہنچاتی جو انبیاء کرام علیہم السلام کے چہروں سے مس ہو جاتی ہے۔

﴿ابو نعیم﴾

آگ کا اطاعت کرنا:

معاویہ بن حرمل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حرہ سے آگ نکلی تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کے یہاں تشریف لائے اور فرمایا اس آگ کی طرف چلو اور وہ ان کے ساتھ چلے اور میں ان دونوں کے پیچھے ہو گیا اور یہ دونوں اس کے پاس آئے اور حضرت تمیم رضی اللہ عنہ اپنے ہاتھ سے آگ کو ہانکتے تھے یہاں تک کہ وہ آگ ایک گھاٹی میں داخل ہو گئی اور حضرت تمیم رضی اللہ عنہ اس کے پیچھے داخل ہوئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تین مرتبہ فرمایا جس نے اس آگ کو نہیں دیکھا وہ دیکھنے والوں کے برابر نہیں ہے۔

﴿بیہقی، ابو نعیم﴾

مرزوق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں آگ نکلی تو حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ اس آگ کو اپنی چادر سے ہانکتے تھے یہاں تک کہ وہ آگ ایک غار میں داخل ہو گئی۔ اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ابو رقیہ رضی اللہ عنہ اسی کام کیلئے ہم نے تم کو چھپا رکھا تھا۔

﴿ابو نعیم﴾

لاٹھی روشن ہو گئی:

ابو عبس بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پانچ وقت کی نماز پڑھا کرتے تھے پھر وہ بنی حارثہ کی طرف پلٹ کر جاتے تھے۔ ایک اندھیری رات بارش میں واپس جا رہے تھے تو ان کیلئے ان کی لاٹھی روشن ہو گئی یہاں تک کہ وہ بنی حارثہ کے گھر داخل ہو گئے۔

﴿حاکم، بیہقی، ابو نعیم﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے صحابہ میں دو صحابی حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں سے ایک اندھیری رات میں نکلے ان دونوں کی لکڑیاں دو شمعوں کی مانند روشن تھیں۔ جب ان کے راستے مختلف ہو گئے تو ایک ایک مشعل دونوں کے ساتھ رہی یہاں تک کہ وہ دونوں اپنے گھر پہنچ گئے۔

﴿بخاری﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عباد بن بشر اور حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہم دونوں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں کسی ضرورت سے حاضر تھے، پھر وہ کچھ رات گزرنے کے بعد واپس ہوئے۔ وہ رات سخت اندھیری تھی یہ دونوں باہر نکلے۔ ہر ایک کے ہاتھ میں لاٹھی تھی تو ان دونوں کیلئے ان

میں سے ایک لاٹھی روشن ہوگئی اور وہ دونوں اس کی روشنی میں چلتے رہے جب دونوں کے راستے جدا ہوئے تو دوسرے کی لاٹھی بھی روشن ہوگئی اور ہر ایک اپنی اپنی لاٹھی کی روشنی میں اپنے گھر پہنچ گئے۔

﴿بخاری، حدیث، بیہقی، ابو نعیم﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ دونوں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے یہاں تھے اور یہ دونوں حضور نبی کریم ﷺ سے گفتگو کر رہے تھے یہاں تک کہ رات آگئی پھر دونوں نکلے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان دونوں کے ساتھ ہو گئے۔ اندھیری رات تھی، دونوں میں سے ایک کے ساتھ لاٹھی تھی تو وہ روشن ہو گئی اور ان دونوں پر اس کی روشنی پڑنے لگی یہاں تک کہ وہ سب اپنے گھر پہنچ گئے۔

﴿ابو نعیم﴾

انگلیاں روشن ہو گئیں۔

حضرت حمزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اور ہم اندھیری رات میں آپس میں متفرق ہو گئے تو میری انگلیاں روشن ہو گئیں، یہاں تک کہ سب نے اپنا سامان ان کی روشنی پر جمع کر لیا اور کوئی چیز ہم سے گم نہ ہوئی اور اب تک میری انگلیاں پر روشنی رہتی ہیں۔

﴿تاریخ بخاری، بیہقی، ابو نعیم﴾

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ بارش والی ایک رات تھی جب رسول اللہ ﷺ عشاء کی نماز کے لیے باہر تشریف لائے تو ایک بجلی چمکی اور آپ نے حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر فرمایا۔ اے قتادہ (رضی اللہ عنہ) جب تم نماز پڑھ لو تو ٹھہر جانا میں تمہیں کچھ دوں گا تو جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو ایک شاخ عنایت کر کے فرمایا۔ یہ لو یہ تمہارے لیے دس قدم سامنے اور دس قدم پیچھے روشنی دے گا۔

﴿ابو نعیم﴾

کاشانۂ نبوت نور علیٰ نور:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے پہلو میں شب بسر فرمائی جب میں بیدار ہوئی تو آپ کو اپنے قریب نہ پا کر پریشان ہوئی، پھر میں نے آپ کی آواز سنی کہ آپ نماز پڑھ رہے ہیں تو میں بھی اٹھی اور وضو کر کے آپ کے پیچھے نماز پڑھنے لگی پھر حضور نبی کریم ﷺ نے رات کے وقت دعا کی جو خدا نے چاہا تو ایک نور آیا جس سے سارا گھر روشن ہو گیا اور وہ نور باقی رہا اور جب تک خدا نے چاہا آپ دعا کرتے رہے پھر دوبارہ نور آیا جو روشنی میں پہلے سے زیادہ تھا۔ یہاں تک کہ گھر میں رائی کے دانے کو چننا چاہتی تو ایک ایک کر کے دانے چن لیتی، پھر وہ چلا گیا۔ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ! یہ کیسا نور تھا جسے میں نے دیکھا ہے؟ فرمایا اے عائشہ

صدیقہ (رضی اللہ عنہا)! کیا تم نے نور دیکھا ہے؟ میں نے کہا: ہاں فرمایا میں نے اپنے رب سے اپنی امت کو مانگا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے تہائی امت عطا فرما دی، اس پر میں نے خدا کی حمد کی اور اس کا شکر بجا لایا، پھر میں نے اس سے بقیہ کا سوال کیا تو اس نے دوسری تہائی امت مجھے عطا فرما دی، پھر میں نے تیسری تہائی امت کا سوال کیا تو اس نے مجھے وہ بھی عطا کر دی، میں نے اس کی حمد و شکر کیا۔

﴿ابونعیم حلیۃ الاولیاء﴾

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہم سے محمد بن علی رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے ابوالعباس بن قتیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے محمد بن عمرو غزی رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے عطاف بن خالد رحمۃ اللہ علیہ نے انہوں نے محمد بن ابی بکر بن مطر بن عبدالرحمن بن عوف رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اور اس کی مثل حدیث بیان کی۔ اس میں عطاف راوی ضعیف ہے۔

حسنین کریمین کیلئے غیبی روشنی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھ رہے تھے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا رہے تھے، جب آپ سجدہ کرتے تو حضرت حسن و حضرت حسین رضی اللہ عنہم اچھل کر آپ کی کمر پر بیٹھ جاتے اور وہ جب آپ سجدہ سے سر اٹھاتے تو ان کو پکڑ کر نرمی کے ساتھ اتار دیتے اور جب دوسرا سجدہ کرتے تو وہ دونوں ایسا ہی کرتے اور جب نماز میں کھڑے ہو جاتے تو ایک ادھر دوسرا ادھر ہو جاتا، پھر میں قریب آیا اور میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا میں ان دونوں کو ان کی والدہ ماجدہ کے پاس نہ پہنچا دوں، فرمایا: نہیں، پھر ایک نور چمکا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے صاحبزادو! تم دونوں اپنی والدہ کے پاس چلے جاؤ تو وہ دونوں اس نور کی روشنی میں جا رہے تھے، یہاں تک کہ دونوں گھر میں داخل ہو گئے۔

﴿حاکم، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ ایک اندھیری رات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے، چونکہ آپ ان سے بہت زیادہ محبت فرمایا کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا: تم اپنی والدہ ماجدہ کے پاس جاؤ، اس وقت میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں ان کے ساتھ جاتا ہوں، فرمایا: نہیں پھر آسمان سے ایک نور چمکا اور وہ اس کی روشنی میں چل دیئے، یہاں تک کہ وہ اپنی والدہ کے پاس پہنچ گئے۔

﴿ابونعیم﴾

سورج کا غروب کے بعد طلوع ہونا:

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف وحی نازل ہو رہی تھی اور آپ کا سر اقدس حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی آغوش میں تھا اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے نماز عصر پڑھی نہ تھی یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا۔

اس وقت رسول اللہ ﷺ نے دعا کی: اے اللہ! علی (رضی اللہ عنہ) تیری طاعت اور تیرے رسول ﷺ کی اطاعت میں تھے تو ان پر آفتاب کو واپس کر دے۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے آفتاب کو غروب ہوتے دیکھا تھا، پھر میں نے غروب ہونے کے بعد اسے واپس ہوتے دیکھا ہے اور طبرانی رحمۃ اللہ علیہ کی روایت اس طرح ہے کہ تو ان پر آفتاب طلوع ہو گیا یہاں تک کہ اس کی روشنی پہاڑوں اور زمین پر پھیل گئی اور حضرت علی المرتضیٰ نے اٹھ کر وضو کیا اور نماز عصر پڑھی۔ اسکے بعد آفتاب غائب ہو گیا، یہ واقعہ منزل صہبا کا ہے جو خیبر اور مدینہ کے درمیان ہے۔

﴿ابن مندہ، ابن شاہین، طبرانی﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی آغوش میں اپنا سر مبارک رکھ کر محو خواب ہو گئے اور انہوں نے اس وقت تک نماز عصر نہ پڑھی تھی یہاں تک آفتاب غروب ہو گیا پھر جب رسول اللہ ﷺ بیدار ہوئے تو آپ نے ان کیلئے دعا کی اور ان کیلئے سورج واپس آ گیا اور انہوں نے نماز پڑھی پھر وہ دوبارہ غروب ہوا۔

﴿ابن مردویہ﴾

بسند حسن حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے آفتاب کو حکم دیا اور دن ایک گھڑی تک ٹھہرا رہا۔

﴿طبرانی﴾

دست اقدس کے مس سے تصویر نابود ہو گئی:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو میں ایسا کپڑا اوڑھے ہوئے تھی جس پر جاندار کی تصویر تھی۔ آپ نے اسے پھاڑ ڈالا، پھر فرمایا: قیامت کے دن ان لوگوں پر سب سے زیادہ شدید عذاب ہوگا جو اللہ تعالیٰ کی کسی مخلوق کی تصویر کشی کریں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا یہ بھی فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس ایک ڈھال لے کر آئے جس میں عقاب کی تصویر کندہ تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر اپنا دست مبارک رکھا اور اللہ تعالیٰ نے اسے نابود کر دیا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت مکحول رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی ایک ڈھال تھی جس پر مینڈھے کی تصویر کندہ تھی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس تصویر کی موجودگی کو مکروہ جانا، جب صبح ہوئی اور دیکھا تو اللہ تعالیٰ نے تصویر کو دور کر دیا تھا۔

﴿ابن سعد، ابن شیبہ، ابن عساکر﴾

دست مبارک کی برکت سے بال سیاہ اور چہرے روشن:

آمنہ بنت ابی شعثاء اور قطبہ ان دونوں نے مدلوک وابو سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ انہوں

سے ہم ... نبی کریم ﷺ کے پاس غلاموں کے ساتھ آیا اور میں مسلمان ہوا تو نبی کریم ﷺ نے دست مبارک میرے سر پر پھیرا، وہ دونوں کہتی ہیں کہ ہم نے دیکھا کہ جس جگہ نبی کریم ﷺ نے ان کے سر پر اپنا دست اقدس پھیرا اس جگہ کے بال سیاہ رہے اور بقیہ تمام بال سفید ہو گئے۔

﴿ابن عساکر، تاریخ بخاری، ابن مندہ، بیہقی، ابن سکن، ابن سعد﴾

عطاء رضی اللہ عنہ جو کہ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کے غلام تھے سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ حضرت سائب کا سر درمیان سے ان کی پیشانی تک سیاہ تھا اور ان کا بقیہ سر سفید تھا۔ میں نے پوچھا: اے میرے آقا! آپ کے سر کے بالوں سے زیادہ عجیب میں نے کسی کو نہ دیکھا، انہوں نے فرمایا: اے بیٹے! تم کیا جانو کہ اس کی وجہ کیا ہے؟ واقعہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس گزرے اور میں بچوں کے ساتھ تھا۔ آپ نے پوچھا: تم کون ہو؟ میں نے عرض کیا: سائب بن یزید (رضی اللہ عنہ) تو آپ نے اپنا دست اقدس میرے سر پر پھیرا اور فرمایا: "بارک اللہ فیک" حضور نبی کریم ﷺ کے دست مبارک لگنے کی وجہ سے میرا سر کبھی سفید نہ ہوگا۔

﴿ابن سعد، ابن مندہ، بغوی، بیہقی، ابن عساکر﴾

یونس بن محمد بن انس رضی اللہ عنہ کے والد سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو میں دو ہفتہ کا تھا، مجھے آپ کے پاس لوگ لائے اور آپ نے میرے سر پر دست اقدس پھیرا۔ مجھے برکت کی دعا دی اور فرمایا: میرے نام پر اس کا نام رکھو اور میری کنیت کے ساتھ اس کی کنیت نہ رکھو۔ جب حضور نبی کریم ﷺ نے حجۃ الوداع کا ارادہ فرمایا تو میں دس سال کا تھا۔

یونس رضی اللہ عنہ راوی حدیث نے کہا کہ میرے والد نے اتنی عمر پائی کہ ان کے تمام بال سفید ہو گئے لیکن وہ جگہ جہاں نبی کریم ﷺ نے ان کے سر پر دست اقدس پھیرا تھا سفید نہ ہوئی اور نہ ہی داڑھی سفید ہوئی۔

✿ (طبرانی نے محمد بن فضالہ ظفری رضی اللہ عنہ سے اس کی مانند روایت کی۔)

﴿تاریخ بخاری، بیہقی﴾

ایاس بن سلمہ جہنی رضی اللہ عنہ کے والد سے انہوں نے عمرو بن تغلب جہنی سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر مسلمان ہوا تو آپ نے میرے چہرے پر دست اقدس پھیرا۔ حضرت عمرو بن تغلب رضی اللہ عنہ سو سال کی عمر میں فوت ہو گئے مگر جہاں جہاں رسول اللہ ﷺ کا دست اقدس لگا تھا اس جگہ کے بال سفید نہ ہوئے نہ چہرے کے نہ سر کے۔

﴿بغوی، حاکم، بیہقی﴾

حضرت مالک بن عمیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اپنا دست اقدس ان کے سر اور چہرے پر پھیرا تو ان کی بڑی عمر ہوئی تھی کہ ان کا سر اور داڑھی سفید ہو گئی مگر جہاں رسول اللہ ﷺ نے دست اقدس پھیرا تھا سر اور داڑھی کے وہ بال سفید نہ ہوئے۔

﴿طبرانی، ابن سکن﴾

محمد بن عبدالرحمن بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عبادہ بن سعد بن

شنی زرقی رضی اللہ عنہ کے سر پر دست اقدس پھیرا اور ان کیلئے دعا فرمائی تو وہ اسی سال کے ہو کر فوت ہوئے مگر بال سفید نہ ہوئے تھے۔

﴿زبیر بن بکار، اخبار مدینہ﴾

بشیر بن عقربہ جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب میرے والد غزوہ احد میں شہید ہوئے تو میں رسول اللہ ﷺ کے پاس روتا ہوا آیا، آپ نے فرمایا: تم کیوں روتے ہو؟ کیا تم اس سے خوش نہیں ہو کہ میں تمہارا باپ ہوں اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تمہاری ماں۔ پھر میرے سر پر دست اقدس پھیرا تو میرے سر میں آپ کے دست اقدس کا اثر یہ ہوا کہ وہ تو کالا رہا، باقی سارے جسم کے بال سفید ہو گئے اور میری زبان میں لکنت تھی۔

اور ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں ہے کہ میری زبان میں گرہ تھی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے میرے منہ میں لعاب دہن لگایا تو زبان کھل گئی آپ نے مجھ سے پوچھا تمہارا نام کیا ہے؟ میں نے عرض کیا: بحیر ہے، فرمایا: نہیں بلکہ تمہارا نام بشیر ہے۔

﴿ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ فوائد، ابن عساکر﴾

حضرت علباء بن احمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوزید انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنا دست میرے سر اور داڑھی پر پھیرا۔ پھر فرمایا: "اَللّٰهُمَّ جَمِّلْهُ" اے اللہ! ان کا حسن قائم رہے۔ راوی نے کہا کہ ان کی عمر کچھ اوپر سو سال کو پہنچی اور ان کی داڑھی میں سفیدی نہ تھی اور ان کا چہرہ شگفتہ اور بشاش تھا اس میں جھریاں نہ پڑیں جب تک کہ وہ فوت ہوئے۔

﴿ترمذی، بیہقی﴾

ابونہیک رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوزید انصاری رضی اللہ عنہ اور حضرت عمرو بن اخطب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے پانی طلب فرمایا اور میں برتن میں پانی لایا اور پانی میں ایک بال تھا جسے میں نے نکال دیا پھر آپ کو پیش کیا پھر آپ نے فرمایا: "اَللّٰهُمَّ جَمِّلْهُ" راوی نے کہا: انہوں نے ترانوے سال گزارے مگر ان کے سر اور داڑھی میں ایک بال سفید نہ ہوا۔

﴿مسند ابن ابی شیبہ، حاکم، بیہقی﴾

حضرت ثمامہ رضی اللہ عنہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ ایک یہودی نے نبی کریم ﷺ کیلئے اونٹنی کا دودھ دوہا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اسے دعا دی: "اللھم جملہ" تو اسکے بال سیاہ ہو گئے اور وہ بال سیاہی میں حد سے بڑھ گئے۔

معمر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کے سوا اوروں سے بھی سنا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ وہ یہودی نوے سال کا ہوا مگر بال سفید نہ ہوئے۔

✿ (اسے ابن ابی شیبہ اور ابوداؤد رحمہم اللہ نے "المراسیل" میں اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے اور کہا کہ یہ حدیث مرسل ہے اور ماقبل کی حدیث کی شاہد ہے۔)

﴿بیہقی﴾

حضرت حنظلہ بن حزیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنا دست اقدس ان کے سر پر پھیرا اور آپ نے دعا کی کہ تمہاری عمر میں برکت ہو۔

حضرت زیال رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے کہ ان کے پاس بکری وادونٹ لایا جاتا جس کے تھن متورم ہوتے اور اس آدمی کو لایا جاتا جسے ورم ہوتا تو وہ اپنے ہاتھ پر تھوکتے اور اس ورم پر پھیرتے جاتے اور کہتے: "بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى اَثَرِ يَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ" اور ورم کی جگہ پر ہاتھ پھیرتے جاتے یہاں تک کہ وہ ورم جاتا رہا۔

﴿احمد، تاریخ بخاری، ابن سعد، ابویعلیٰ، بغوی، مسند حسن بن سفیان، طبرانی، بیہقی﴾

ابوالعلاء رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے قتادہ بن ملحان رضی اللہ عنہ کی بیماری کے زمانہ میں ان کی عیادت کی۔ ایک شخص گھر کے آخری حصہ سے گزرا، میں نے اس شخص کا عکس حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کے چہرے میں دیکھا۔ جس طرح کہ آئینہ میں دیکھا جاتا ہے۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کے چہرے کی چمک اس وجہ سے تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنا دست اقدس ان کے چہرے پر پھیرا تھا اور میں نے ان کو بہت دیکھا ہے لیکن میں نے جب بھی انہیں دیکھا ہے تو اس حال میں دیکھا ہے کہ گویا ان کے چہرے پر تیل ملا ہوا ہے۔

﴿بیہقی﴾

چہرہ چاند کی طرح روشن:

حضرت بشر بن معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ اپنے والد معاویہ بن ثور رضی اللہ عنہ کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں آئے تو حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت بشر رضی اللہ عنہ کے سر اور چہرے پر دست اقدس پھیرا اور ان کیلئے دعا کی تو رسول اللہ ﷺ کے دست اقدس پھیرنے کے بعد ان کا چہرہ چاند کی مانند چمکنے لگا اور وہ جس پر اپنا ہاتھ پھیرتے وہ تندرست ہو جاتا۔

﴿تاریخ بخاری، بغوی، ابن مندہ، ابونعیم، ابن شاہین، ہاتف الدلائل﴾

حضرت خزیمہ بن عاصم عکلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں آئے اور مسلمان ہوئے تو نبی کریم ﷺ نے ان کے چہرے پر دست اقدس پھیرا جس کی وجہ سے ان کا چہرہ ہمیشہ تروتازہ رہتا، یہاں تک کہ وہ فوت ہوئے۔

﴿ابن شاہین﴾

جسم خوشبودار ہو گیا:

ہند جیم ام عاصم زوجہ عتبہ بن فرقد رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عتبہ رضی اللہ عنہ کی زوجیت میں ہم چار عورتیں تھیں اور ہم میں سے ہر عورت خوشبو لگانے میں خوب کوشش کرتی تھی تا کہ وہ اپنے شوہر کو زیادہ خوشبودار معلوم ہو اور حضرت عتبہ رضی اللہ عنہ کی جو خوشبو ہوا کرتی تھی وہ ہم سب کی خوشبوؤں سے زیادہ تیز ہوا کرتی تھی۔ باوجودیکہ وہ کوئی خوشبو نہ ملا کرتے تھے اور جب حضرت عتبہ

ﷺ لوگوں کے پاس جاتے تو وہ کہتے ہم نے حضرت عتبہ ﷜ کی خوشبو سے زیادہ تیز اور طیب کوئی خوشبو نہ سونگھی۔ تو ہم سب بیویوں نے حضرت عتبہ ﷜ سے ان کی خوشبو کے بارے میں پوچھا۔ حضرت عتبہ ﷜ نے کہا: رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں مجھے ''چھپاکی'' ہوگئی تھی، میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے اس کی شکایت کی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ برہنہ ہو جاؤ تو میں نے کپڑے اتار دیئے اور حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا اور اپنی شرم گاہ پر کپڑا ڈال دیا پھر حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے دست اقدس پر دم فرمایا اور اپنا دست اقدس میری کمر اور میرے پیٹ پر پھیرا تو اس دن سے یہ خوشبو مجھ میں مہکنے لگی۔

﴿طبرانی الکبیر والاوسط، بیہقی﴾

حضرت علی ﷜ پر خروج کا وبال:

حضرت ابوالطفیل ﷜ سے روایت ہے۔ بنی لیث کا ایک شخص تھا جس کو فراس بن عمرو ﷜ کہا جاتا ہے اسے شدید درد سر لاحق ہوا اسے اس کا والد نبی کریم ﷺ کے پاس لے گیا تو رسول اللہ ﷺ نے دونوں آنکھوں کی درمیانی جلد کو پکڑ کر کھینچا۔ رسول اللہ ﷺ کی انگلیاں اس کی پیشانی میں جس جگہ تھیں اس جگہ ایک بال اگا اور اس کا درد سر جاتا رہا، پھر کبھی اسے درد سر نہ ہوا۔

حضرت ابوالطفیل ﷜ نے کہا کہ میں نے اس بال کو دیکھا ہے گویا کہ وہ سیخ کا کانٹا تھا۔ انہوں نے کہا کہ حضرت فراس ﷜ نے اہل حروراء کے ساتھ حضرت علی المرتضیٰ ﷜ پر خروج کا ارادہ کیا تو اس کے باپ نے اسے پکڑ کر باندھ دیا اور اسے قید کر دیا۔ اس وقت وہ بال گر گیا، اس بال کا گرنا اس پر بے حد شاق ہوا۔ اس سے لوگوں نے کہا: یہ بال اس بنا پر گرا ہے کہ تو نے حضرت علی المرتضیٰ ﷜ کے خلاف خروج کا ارادہ کیا تھا، اب تو از سر نو توبہ کر تو اس نے توبہ کی۔ حضرت ابوالطفیل ﷜ نے کہا کہ میں نے بال کو اس کے گرنے سے پہلے بھی دیکھا ہے اور گرنے کے بعد جو اگا ہے اسے بھی دیکھا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابوالطفیل ﷜ سے روایت ہے کہ ایک شخص تھا نبی کریم ﷺ کے زمانے میں اس شخص کا فرزند پیدا ہوا۔ وہ شخص اسے حضور نبی کریم ﷺ کے پاس لایا اور حضور نبی کریم ﷺ نے اس کیلئے برکت کی دعا کی اور اس کی پیشانی کی کھال پکڑ کر کھینچی اور اس کی پیشانی میں اس جگہ ایک بال اگ آیا۔ گویا وہ گھوڑے کی پیشانی کے موٹے بال کی مانند تھا، وہ بچہ جوان ہوا۔

جب خوارج کے خروج کا زمانہ آیا تو اس نے ان کی حمایت شروع کر دی اور وہ بال اس کی پیشانی سے گر گیا۔ اس پر ہم نے اسے نصیحت کی اور اس سے کہا کہ تم نبی کریم ﷺ کی برکت کی نشانی کو نہیں دیکھتے کہ وہ جاتی رہی ہے؟ اور یہ نصیحت اسے ہم برابر کرتے رہے، یہاں تک کہ اس نے توبہ کی اور اللہ تعالیٰ نے اس کی پیشانی میں وہ بال دوبارہ پیدا کر دیا۔

﴿بیہقی﴾

سر پر بال اُگ آئے:

حضرت حبیب بن زید بن عدی رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے دربار میں کم عمری میں آئے وہ گنجے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے سر پر اپنا دست اقدس پھیرا اور ان کے بال اُگ آئے اسی وجہ سے ان کا نام حضرت حبیب رضی اللہ عنہ رکھ دیا۔

{طبقات ابن سعد}

اندھیرے میں گھر روشن:

مدائنی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے راویوں سے روایت کی کہ حضرت اسید بن ابی اناس رضی اللہ عنہ کے چہرے پر رسول اللہ ﷺ نے دست اقدس پھیرا اور پھر دست مبارک ان کے سینے پر رکھا تو اسید اندھیرے گھر میں داخل ہوتے تو وہ روشن ہو جاتا۔ (اسے ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا۔)

زمین سے پانی نکل آتا:

حضرت حنظلہ بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عامر بن کریز رضی اللہ عنہ کو بارگاہ نبوت میں لایا گیا تو حضور ﷺ نے ان کو لعاب دہن اقدس لگایا اور چند آیات قرآنی پڑھ کر دم کیا تو وہ حضور نبی کریم ﷺ کے لعاب دہن اقدس کو رغبت وشوق کے ساتھ چوسنے لگے۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ سیراب کرنے والے ہوں گے تو وہ جس زمین کو کھودتے ان کیلئے اسی جگہ پانی نکل آتا۔

{حاکم}

مرنے کے بعد کلام کرنا:

حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت زید بن خارجہ انصاری رضی اللہ عنہ جو کہ اور بنی الحارث بن خزرج کی شاخ سے تھے وہ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے زمانے میں فوت ہوئے اور ان کے جسم پر کپڑا ڈال دیا گیا۔ تب لوگوں نے ان کے سینے میں گڑگڑاہٹ کی آواز سنی پھر انہوں نے کلام کیا۔

انہوں نے کہا کہ احمد ﷺ کا نام پہلی کتابوں میں احمد ﷺ ہے۔ آپ صادق تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی ذات میں کمزور تھے مگر اللہ تعالیٰ کے حکم میں کتاب اول میں قوی تھے وہ سچے تھے صادق تھے۔ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کتاب اول میں قوی و امین تھے۔ وہ سچے تھے صادق تھے۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بھی انہی کی راہ پر قائم ہیں ان کی خلافت کے چار سال گزر چکے ہیں اور دو سال باقی ہیں پھر فتنوں کا ظہور ہوگا اور شدید کمزور کر دیا جائے گا اور قیامت برپا ہوگی اور بہت جلد بیراریس سے تمہارے لشکر کے بارے میں خبر آنے کی اور وہ بیراریس کیا ہے؟

اس کے بعد بنو خطمہ سے ایک شخص فوت ہوا اس کے جسد پر کپڑا ڈال دیا گیا پھر لوگوں نے اس کے سینے میں گڑگڑاہٹ کی آواز سنی انہوں نے کلام کیا۔ اس نے کہا کہ بنی الحارث بن خزرج کے بھائی نے سچ کہا سچ کہا

{بیہقی}

نبی کریم ﷺ کی انگشتری کا مبارک معجزہ:

بئر اریس کا واقعہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک انگشتری بنوائی تھی جو آپ کے دست اقدس میں رہتی تھی، پھر وہ انگشتری حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رہی۔ اس کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رہی پھر وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رہی، یہاں تک کہ وہ انگشتری ان کی خلافت کے چھ سال گزر جانے کے بعد ان کے ہاتھ میں سے بئر اریس میں گر پڑی۔ اس کے بعد ان کے عاملوں کی حالت بدل گئی اور فتنوں کے اسباب کا ظہور ہوا، جیسا کہ حضرت زید بن خارجہ رضی اللہ عنہ کی زبان سے کہلوایا گیا۔ "انتھی کلام البیھقی"

اور یہ حدیث بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کے دست اقدس میں ایک انگشتری رہا کرتی تھی اور وہ آپ کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رہی، ان کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رہی، پھر جب حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا زمانہ آیا (اور خلافت کے چھ سال گزر گئے) تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بئر اریس پر بیٹھے اور انگشتری نکال کر اس سے شغل کرنے لگے اور وہ اس کنوئیں میں جا پڑی۔

راوی نے کہا کہ تین دن تک برابر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ جاتا رہا اور کنوئیں کا پانی نکالا جاتا رہا مگر انگشتری نہ ملی۔

بعض علماء نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی انگشتری میں ایسے اسرار تھے جیسے حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگشتری میں تھے، جب وہ انگشتری حضرت سلیمان علیہ السلام سے گم ہوئی تو ان کا ملک جاتا رہا، اسی طرح جب نبی کریم ﷺ کی انگشتری حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے گم ہوئی تو کی خلافت میں کمزوری رونما ہونے لگی اور باغیوں نے ان کے خلاف خروج کیا اور یہ فتنہ کی ایسی ابتداء تھی جو ان کی شہادت تک پہنچی وہ فتنہ آخر زمانے تک دراز ہو گیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا: میری اس انگشتری پر "محمد بن عبداللہ" کندہ کروا دو اور وہ انگشتری خالص چاندی کی تھی تو وہ نقاش کے پاس لائے اور کہا کہ یہ نقش اس پر کندہ کر دو۔ اس نے کہا: میں اسے کندہ کر دوں گا اور اس پر اجرت ملے گی تو اللہ تعالیٰ نے نقاش کے ہاتھ کو اس طرح بدل دیا کہ اس نے "محمد رسول اللہ ﷺ" کندہ کر دیا۔ اس پر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا بات ہے میں نے تو تمہیں "محمد بن عبداللہ" کندہ کرنے کا حکم دیا تھا۔

نقاش نے کہا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے میرے ہاتھ کو پھیر دیا۔ خدا کی قسم! میں یہی کندہ کرنا چاہتا تھا مگر بے شعوری میں یہ کندہ ہو گیا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم نے سچ کہا، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ اس انگشتری کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لائے اور آپ سے حال بیان کیا تو آپ نے

تبسم فرمایا اور فرمایا: یقیناً میں اللہ تعالیٰ کا رسول ﷺ ہوں۔

﴿ابن عساکر﴾

ولید بن رباح رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ جس دن حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے منبر میں زیادتی کی، اس دن آفتاب کو ایسا گہن لگا کہ ستارے نظر آنے لگے۔

﴿زبیر بن بکار اخبار مدینہ﴾

نبی کریم ﷺ کو حقائق اشیاء کو مجسم کر کے دکھایا گیا

رحمت وسکینہ کو آپ ﷺ نے مجسم دیکھا:

بسند صحیح حضرت سلیمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ کی ایک جماعت ذکر الٰہی میں مشغول تھی۔ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس سے گزرے تو آپ ان کی طرف بالقصد تشریف لائے، یہاں تک کہ حضور نبی کریم ﷺ ان کے بالکل نزدیک پہنچ گئے تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی تعظیم کی خاطر ذکر سے زبانوں کو روک لیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم لوگ کیا ذکر کر رہے تھے؟ کیونکہ میں نے تم پر رحمت کو نازل ہوتے دیکھا ہے اور میں نے پسند کیا کہ اس رحمت میں میں بھی تمہارے ساتھ شریک ہو جاؤں۔

﴿حاکم﴾

حضرت سعد بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک مجلس میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے نظر مبارک آسمان کی جانب اٹھائی، پھر بتدریج نظریں نیچی کیں، پھر نظریں اوپر اٹھائیں، کسی نے حضور نبی کریم ﷺ سے اس کو دریافت کیا تو فرمایا: یہ لوگ جو میرے سامنے ہیں، اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول تھے، ان کے اوپر سکینہ نازل ہوا جو گنبد کی مانند فرشتے اٹھائے ہوئے تھے، جب ان کے قریب پہنچے تو ان میں سے ایک شخص نے لغو بات کی اور وہ ان سے اٹھا لیا گیا۔ (یہ حدیث مرسل ہے۔)

﴿ابن عساکر﴾

نبی کریم ﷺ نے نور کو مجسم دیکھا:

ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا: میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ مسجد میں گیا تو دیکھا کہ ایک جماعت اپنے ہاتھ اٹھائے دعا کر رہی ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم دیکھ رہے ہو، میں ان کے ہاتھوں میں کیا دیکھ رہا ہوں۔ میں نے عرض کیا: ان کے ہاتھوں میں کیا ہے؟ فرمایا: ان کے ہاتھوں میں نور ہے۔

میں نے عرض کیا، آپ دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ وہ نور مجھے دکھا دے تو حضور نبی کریم ﷺ نے دعا کی اور اللہ تعالیٰ نے وہ نور مجھے دکھا دیا۔

﴿تاریخ بخاری، بیہقی، ابو نعیم﴾

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دروازے پر نور کو دیکھا:

حضرت ابوالاحوص حکیم بن عمیر حمصی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دروازے کے سوا تمام دروازوں کو بند کرنے کا حکم دیا تو فرمایا کہ ان کے دروازے کے سوا تمام دروازوں پر ظلم (تاریکی) ہے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دروازے پر نور ہے۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت مقدام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے درمیان سخت کلامی ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے جلال میں کھڑے ہو کر فرمایا: تم لوگ میرے رفیق کو نہ چھوڑو گے، ان کی شان اور تمہاری شان کے درمیان بڑا فرق ہے، تم میں سے کوئی شخص ایسا نہیں ہے جس کے دروازے پر تاریکی نہ ہو۔ بجز! حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دروازے کے کیونکہ ان کے دروازے پر نور ہے۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی باندی ام طارق رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لائے، اندر آنے کی اجازت چاہی حضرت سعد رضی اللہ عنہ خاموش رہے۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے اجازت چاہی اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ خاموش رہے، پھر حضور نبی کریم ﷺ نے اجازت چاہی اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ خاموش رہے۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ واپس تشریف لے جانے لگے۔

حضرت ام طارق رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ اس وقت حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے مجھے نبی کریم ﷺ کی طرف بھیجا اور آپ کو اذن دینے میں کوئی بات مانع نہ تھی۔ البتہ ہم نے یہ چاہا کہ آپ مکرر اذن سے ہماری عزت افزائی فرمائیں۔ ام طارق رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے دروازے پر ایک آواز سنی جو اجازت مانگ رہی تھی مگر میں نے کسی کو موجود نہ دیکھا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، پر کون ہے؟ اس آواز نے کہا، میں ام ملدم (بخار) ہوں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''لامرحبابک ولا اھلا'' کیا تو قبا کی طرف جانا چاہتی ہے؟ اس نے فرمایا، ہاں۔ فرمایا تو ان کی طرف چلی جا۔

﴿ابن سعد، بیہقی﴾

نبی کریم ﷺ کی خدمت میں تپ کی حاضری:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں تپ آئی اور اس نے اندر آنے کی اجازت مانگی۔ نبی کریم ﷺ نے پوچھا، تو کون ہے؟ اس نے کہا، میں ام ملدم (بخار) ہوں۔ فرمایا کیا تو اہل قبا کی طرف جانا چاہتی ہے؟ اس نے کہا، ہاں۔ راوی نے کہا کہ اہل قبا تپ میں مبتلا ہو گئے اور انہوں نے بخار کی بڑی سختی اٹھائی۔ پھر انہوں نے نبی کریم ﷺ سے

تب ان کی شکایت کی اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ہم لوگ تپ میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ فرمایا: اگر تم چاہو تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں، وہ تم سے تپ کو دور کر دے گا اور اگر تم چاہو تو وہ تپ تمہارے لیے تمہارے گناہوں کی طہارت کا موجب بنے گی۔ انہوں نے عرض کیا: ہماری طہارت کا موجب بنے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ سے بخار نے اجازت مانگی۔ نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا: تو کون ہے؟ اس نے کہا: میں بخار ہوں اور میں گوشت کو گھلا دیتا ہوں اور خون کو چوس لیتا ہوں؟ فرمایا: اہل قبا کی طرف چلا جا تو وہ لوگ بخار میں مبتلا ہو گئے۔ پھر وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس اس حال میں آئے کہ ان کے چہرے زرد تھے۔ انہوں نے بخار کی شکایت کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم چاہو تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کروں اور وہ تم سے بخار کو دور کر دے گا اور اگر تم چاہو تو بخار کو رہنے دو تا کہ تمہارے گناہ ساقط ہوں۔ انہوں نے کہا: نہیں، ہم بخار کو باقی رکھنا چاہتے ہیں۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں تپ آئی اور اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! مجھے آپ اپنی کسی قوم کی طرف بھیج دیجئے جو آپ کو بہت محبوب ہو۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تو انصار میں چلی جا۔ وہ چلی گئی اور وہاں ان میں پھیل گئی اور ان کو پچھاڑ ڈالا۔ انصار نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ہمارے لیے اللہ تعالیٰ سے شفا پانے کی دعا کیجئے تو نبی کریم ﷺ نے ان کے لیے دعا کی اور اللہ تعالیٰ نے ان سے دور کر دیا۔

۞ (بیہقی نے کہا ممکن ہے کہ یہ بات ان لوگوں کیلئے ہو جو انصار کے دوسرے لوگ ہیں۔)

﴿بیہقی﴾

فتنوں کی جگہ دیکھنا:

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ کے ایک قلعہ کی چھت پر چڑھے اور آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم دیکھ رہے ہو جو میں دیکھ رہا ہوں؟ یقیناً میں ان مقامات کو دیکھ رہا ہوں جہاں فتنے واقع ہوں گے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی نگاہیں آسمان کی طرف اٹھائیں اور فرمایا: "سبحان الذی یرسل علیهم الفتن ارسال القطر" پاک ہے وہ ذات جو ان پر بارش کے قطروں کی طرح فتنوں کو بھیجتا ہے۔

۞ (نیز طبرانی نے اس کے مثل ابن جریر بجلی کی حدیث سے بھی روایت کی ہے۔)

﴿طبرانی﴾

سرکار دو عالم ﷺ کا دنیا کو مشاہدہ فرمانا:

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ آپ نے پانی طلب فرمایا تو ان کی خدمت میں پانی اور شہد پیش کیا گیا۔ یہ دیکھ کر آپ اتنا روئے کہ آپ کے رفقاء بھی رونے لگے۔ پھر رفقاء نے پوچھا، آپ کس بات سے روتے ہیں؟

فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا۔ میں نے دیکھا کہ آپ اپنے سے کسی چیز کو دور کر رہے ہیں۔ حالانکہ میں کسی چیز کو بھی نہیں دیکھ رہا تھا۔ میں نے پوچھا، یا رسول اللہ ﷺ وہ کیا چیز ہے جسے آپ اپنے سے دور فرما رہے ہیں؟ فرمایا یہ دنیا ہے جو صورت بن کر میرے سامنے آئی تھی۔ میں نے اس سے کہا، مجھ سے دور رہ! پھر وہ پلٹ کر کہنے لگی، اگر آپ مجھے اپنے سے دور کرتے ہیں تو آپ کے بعد والے لوگ تو مجھ سے ہرگز دور نہ ہوں گے۔

اور بزار رحمۃ اللہ علیہ اس طرح روایت کی کہ فرمایا، دنیا نے مجھے اپنی درازی و فراخی دکھائی مگر میں نے اس سے کہا کہ تو دور رہ تو اس نے مجھ سے کہا، صرف آپ ہی ہیں جو مجھے قبول نہیں کرتے۔ (بسند صحیح)

﴿حاکم، شعب الایمان﴾

عطا بن یسار رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ دنیا میرے سامنے سرسبز و شیریں بن کر آئی اور اس نے میرے آگے سر اٹھایا اور میرے سامنے زینت کے ساتھ آئی مگر میں نے فرمایا: میں تجھے ہرگز نہیں چاہتا۔ اس پر اس نے کہا، اگر آپ مجھ سے دور رہتے ہیں تو آپ کے سوا تو مجھ سے دور نہیں ہیں۔

﴿احمد الزہد﴾

یوم جمعہ اور قیامت کا مشاہدہ کرنا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور ان کے ہاتھ میں چمکدار آئینہ تھا اور اس آئینہ میں سیاہ نکتہ تھا۔ میں نے پوچھا اے جبریل علیہ السلام یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا، یہ جمعہ کا دن ہے۔ آپ کا رب آپ کو اسے عطا فرماتا ہے تاکہ یہ دن آپ کے لیے اور آپ کی امت کے لیے عید ہو۔ میں نے پوچھا، اس میں یہ سیاہ نکتہ کیسا ہے؟ انہوں نے فرمایا، یہ قیامت ہے۔

﴿بزار، ابو یعلیٰ، طبرانی اوسط، ابن ابی الدنیا﴾

نبی کریم ﷺ کیلئے ملکوت السموات والارض کا متجلی ہونا:

عبدالرحمن بن عائش حضرمی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے ایک صحابی سے روایت کی ہے۔ اس صحابی نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن صبح کے وقت ہمارے پاس تشریف لائے۔ آپ نہایت مسرور تھے اور خوشی سے چہرہ چمک رہا تھا۔ ہم نے نبی کریم ﷺ سے استفسار کیا۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا مجھے بیان کرنے میں کوئی بات مانع نہیں ہے۔ آج رات میرا رب، نہایت حسین صورت میں میرے پاس تشریف لایا اور اس نے پکارا یا محمد! میں نے عرض کیا لبیک و سعدیک اے میرے رب! ملاء اعلیٰ کس بات میں جھگڑ رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا میں نہیں جانتا تو اللہ تعالیٰ نے اپنا دست قدرت میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا۔ یہاں تک کہ اس کی ٹھنڈک اپنے سینہ کے اندر محسوس کی۔ پھر جو کچھ آسمانوں کے درمیان ہے اور جو کچھ زمین میں ہے، سب مجھ پر روشن ہو گئی۔ راوی نے کہا کہ اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے پڑھا

"وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ"

﴿سورۃ انعام﴾

ترجمہ: "اور اسی طرح ابراہیم کو دکھاتے ہیں۔ ساری بادشاہی آسمانوں اور زمین کی اور اس لیے کہ وہ عین الیقین والوں میں ہو جائے۔"

(اس حدیث کی بکثرت سندیں ہیں اور یہ حدیث طویل ہے۔)

﴿احمد، بیہقی﴾

حضرت عبدالرحمٰن بن سابط رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے حسین صورت میں میرے لیے تجلی فرمائی اور اس نے مجھ سے دریافت فرمایا، آسمان والے کس چیز میں جھگڑ رہے ہیں؟ میں نے عرض کیا، اے میرے رب مجھے اس کا علم نہیں ہے۔ پھر اپنا دست قدرت میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا۔ یہاں تک کہ میں نے اس کی ٹھنڈک اپنے سینے کے اندر محسوس کی۔ پھر حق تعالیٰ نے مجھ سے پوچھا، میں نے اس کا علم اپنے میں پایا۔

﴿ابن ابی شیبہ المصنف﴾

بزار رحمۃ اللہ علیہ نے ثوبان رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت ہے۔ اس میں ہے کہ آسمان و زمین کے درمیان ہر چیز مجھ پر ظاہر ہو گئی اور ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اس طرح ہے کہ میں اپنے مصلے پر نماز پڑھ رہا تھا کہ اچانک میرے کان میں سنسناہٹ ہوئی (اور میں سو گیا) خواب میں میرا رب تبارک و تعالیٰ احسن صورت میرے پاس آیا اور مجھ سے فرمایا اور جو آخر حدیث تک مذکور ہے۔

اور طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے اس طرح حدیث روایت کی ہے کہ میرا رب احسن صورت میں مجھ سے ملا اور مجھ سے فرمایا ملاء اعلیٰ کے رہنے والے کس چیز میں جھگڑ رہے ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ میں نہیں جانتا تو اپنا دست قدرت میری چھاتی کے درمیان رکھا تو دنیا و آخرت کی ہر وہ بات جس کے بارے میں مجھ سے اس نے پوچھا، میں نے ان سے کو اپنی جگہ جان لیا۔ ﴿الحدیث﴾

جنت کے احوال کا مشاہدہ کرنا:

حضرت فاطمہ بنت حسین رضی اللہ عنہا کے والد سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ

ﷺ کے فرزند ارجمند حضرت قاسم رضی اللہ عنہ کا جب انتقال ہوا تو حضرت ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ میں چاہتی تھی، کاش کہ اللہ تعالیٰ اسے زندہ رکھتا تاکہ میں اس کا دودھ تو پورا کر سکتی۔

اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا، قاسم رضی اللہ عنہ کی رضاعت جنت میں پوری ہو گی۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ کاش کہ میں جان سکتی کہ اس کی رضاعت جنت میں مکمل ہو جائے گی تو مجھے اس کی طرف سے تسلی ہو جاتی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اگر تم چاہتی ہو تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں، وہ تمہیں قاسم رضی اللہ عنہ کی آواز سنا دے گا۔ انہوں نے عرض کیا، اس کی حاجت نہیں بلکہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کی تصدیق کرتی ہوں۔

﴿ابن ماجہ﴾

جہنم کا مشاہدہ کرنا:

حضرت ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشرکوں کے بچوں کا تذکرہ کیا تو فرمایا، اگر تم چاہتی ہو تو میں تمہیں دوزخ میں ان کی چیخ وپکار سنائے دیتا ہوں۔

﴿احمد﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ بنی نجار کے نخلستانوں میں تشریف لے گئے تو آپ ﷺ نے ان لوگوں کی آوازیں سنیں جو زمانہ جاہلیت میں مر گئے تھے۔ ان کو ان کی قبروں میں عذاب دیا جا رہا تھا۔ آپ گھبرا کر باہر نکل آئے اور صحابہ کو حکم دیا کہ عذاب قبر سے پناہ مانگو۔

﴿احمد، بزار﴾

عالم برزخ کا مشاہدہ کرنا:

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ بنی نجار کے باغ میں اپنے خچر پر سوار تشریف فرما تھے اور ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے۔ اچانک آپ کا خچر مڑا اور قریب تھا کہ وہ آپ کو گرا دے۔ پھر چھ یا پانچ یا چار قبریں دیکھیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، کون شخص ہے جو ان قبروں کو پہچانتا ہو؟ ایک شخص نے کہا، میں انہیں جانتا ہوں۔ نبی کریم ﷺ نے پوچھا، یہ لوگ کس حال میں کب مرے ہیں؟ اس نے کہا، یہ لوگ شرک کی حالت میں مرے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔

یہ لوگ عذاب قبر میں مبتلا ہیں۔ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ تم بھی دفن کیے جاؤ گے تو یقیناً میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا کہ ان لوگوں پر جو عذاب ہو رہا ہے، جسے میں سن رہا ہوں، وہ تمہیں بھی سنا دے۔

﴿مسلم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ دو قبروں پر گزرے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، ان دونوں مردوں پر عذاب ہو رہا ہے اور ان پر عذاب کسی گناہ کبیرہ پر نہیں ہو رہا ہے بلکہ ان میں ایک تو پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغل خوری کرتا تھا۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ

نے ایک تر شاخ لی اور اس کے دو ٹکڑے کر کے ایک ایک شاخ دونوں قبروں پر گاڑ دیں۔ صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ یہ آپ نے کس لیے عمل کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا، جب تک یہ خشک نہ ہوں، ان دونوں سے عذاب میں تخفیف رہے گی۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ بقیع الغرقد تشریف لائے اور آپ دو تازہ قبروں پر کھڑے ہوئے اور آپ ﷺ نے فرمایا، کیا تم نے اس جگہ فلاں عورت کو دفن کیا ہے؟ یا یہ فرمایا کہ فلاں اور فلاں مرد کو دفن کیا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا، ہاں ہم نے انہیں کو دفن کیا ہے۔

فرمایا فلاں کو اس وقت بٹھایا گیا ہے اور اس پر مار پڑ رہی ہے۔ پھر فرمایا، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ اس کو ایسی مار ماری گئی ہے جسے جن و انسان کے سوا ساری مخلوق نے سنا ہے۔ اگر تمہارے دلوں میں ملاوٹ اور باتوں میں زیادتی نہ ہوتی تو جو میں سن رہا ہوں، یقیناً تم بھی سنتے۔ پھر فرمایا یہ شخص اس وقت پٹ رہا ہے۔ پھر فرمایا، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ اس کو ایسی مار لگائی گئی ہے کہ اس کا جوڑ جوڑ اکھڑ گیا ہے اور اس کی قبر آگ سے بھر گئی ہے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ان کا گناہ کیا ہے؟ فرمایا سنو! یہ شخص تو پیشاب کی چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا شخص آدمیوں کا گوشت کھاتا تھا یعنی غیبت کرتا تھا۔

﴿ابن جریر، کتاب السنۃ﴾

بسند صحیح حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ دونوں بقیع تشریف لے جا رہے تھے کہ آپ نے فرمایا، اے بلال! تم سن رہے ہو جو میں سن رہا ہوں؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ نہیں۔ فرمایا تم اہل قبور کی وہ آوازیں نہیں سن رہے، انہیں عذاب دیا جا رہا ہے۔

﴿حاکم﴾

حضرت یعلیٰ بن مرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا، ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ قبرستان سے گزرے تو میں نے قبر میں سے ضغطہ کی آواز سنی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نے قبر میں سے ضغطہ کی آواز سنی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے یعلیٰ! کیا تم نے یہ آواز سنی۔ میں نے عرض کیا، ہاں۔ فرمایا، اس کو معمولی بات پر عذاب ہو رہا ہے۔ میں نے پوچھا، وہ کیا ہے؟ فرمایا یہ شخص چغل خوری اور پیشاب کی چھینٹوں میں مبتلا رہا ہے۔

﴿بیہقی﴾

بسند حسن حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے کہ اچانک بڑی بدبودار ہوا آئی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کیا تم جانتے ہو کہ یہ ہوا کیسی ہے؟ یہ ہوا ان لوگوں کی ہے جو مسلمانوں کی غیبت کرتے تھے۔

﴿احمد﴾

میں نے اس کا نکاح جنت کی ستر حوروں سے کر دیا ہے: (فرمان نبوی)

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جا رہے تھے۔ جب ہم صحرا میں پہنچے تو اچانک ایک سوار سامنے سے آیا۔ رسول ﷺ نے اس سے پوچھا تم کہاں سے آ رہے ہو؟ اس نے کہا میں اپنے مال، اولاد اور اپنے کنبہ سے آ رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا، کدھر کا قصد ہے؟ اس نے کہا، رسول اللہ ﷺ کے حضور جا رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا تم پہنچ گئے۔ پھر آپ نے اسے اسلام سکھایا اور اس کے اونٹ کا پاؤں چوہوں کے بھٹ میں پڑا اور اونٹ ایک طرف جھکا اور وہ شخص اپنے سر کے بل اونٹ سے گر کر مر گیا۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں دو فرشتوں کو دیکھ رہا ہوں جو اس کے منہ میں جنت کے میوے ڈال رہے ہیں۔

﴿اصبہانی الترغیب﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور اتنا زیادہ کیا کہ جب اسے اس کی قبر پر دفن کیا تو نبی کریم ﷺ اس کی قبر پر بہت دیر تک ٹھہرے رہے، پھر باہر تشریف لا کر فرمایا، تمام حوریں اتر کر آئیں اور انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہمارا نکاح اس کے ساتھ کر دیجئے تو میں اس حال میں باہر آیا کہ میں نے ستر حوروں کا نکاح اس کے ساتھ کر دیا۔

اس حدیث میں اس طرف اشارہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اختیار ہے کہ مسلمانوں کا نکاح جن حوروں سے چاہیں کر دیں۔ جس طرح کہ دنیاوی عورتوں کے بارے میں آپ کو اختیار حاصل ہے۔

﴿ابن عساکر﴾

جنت و دوزخ کا مشاہدہ کرنا:

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ آفتاب کو گہن لگا تو نبی کریم ﷺ نے نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی۔ پھر فرمایا کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو مجھے نہ دکھائی گئی ہو مگر یہ کہ میں نے اسے اپنی جگہ میں دیکھا ہے حتیٰ کہ جنت و دوزخ کو میں نے دیکھا ہے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں آفتاب کو گہن لگا تو آپ ﷺ نے نماز پڑھی۔ اس کے بعد آپ واپس آئے۔ صحابہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ ہم نے آپ کو اس حال میں دیکھا ہے کہ آپ کوئی چیز پکڑ رہے ہوں۔ پھر ہم نے دیکھا کہ آپ ٹھہر گئے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا میں نے جنت دیکھی اور میں نے انگور کا خوشہ توڑنا چاہا۔ اگر میں اسے لے لیتا تو تم جب تک دنیا ہے، اسے کھاتے رہتے اور میں نے دوزخ دیکھی اور دوزخ کا ایک منظر دیکھا کہ آج تک ایسی درماندہ جگہ میں نے نہیں دیکھی اور میں نے دیکھا کہ زیادہ تر اہل دوزخ عورتیں ہیں۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت انس ﷺ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ایک رات نماز میں مشغول تھے کہ اچانک دست اقدس بڑھایا اور اسے کھینچ لیا۔ بعد میں ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے اس کی وجہ پوچھی تو آپ ﷺ نے فرمایا، میرے سامنے جنت لائی گئی اور میں نے اسے دیکھا کہ انگور کے کچھ خوشے لٹکے ہوئے ہیں اور میرے نزدیک ہیں۔ میں نے چاہا کہ کچھ خوشے توڑ لوں۔ پھر میرے سامنے دوزخ لائی گئی۔ اتنا فاصلہ تھا جتنا میرے اور تمہارے درمیان ہے۔ یہاں تک کہ میں نے دیکھا میرا اور تمہارا سایہ اس میں ہے۔

﴿حاکم﴾

حضرت عمران بن حصین ﷺ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا، مجھے جنت دکھلائی گئی تو میں نے دیکھا کہ اکثر اہل جنت فقراء لوگ ہیں مجھے دوزخ دکھائی گئی تو میں نے دیکھا کہ اکثر اہل دوزخ عورتیں ہیں۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے اس میں تلاوت کی آواز سنی۔ میں نے پوچھا یہ تلاوت کرنے والا کون ہے؟ فرشتوں نے کہا یہ حارثہ بن نعمان (ﷺ) ہیں۔ تمہارے نیکوں کاروں کا یہی حال ہے۔

﴿حاکم﴾

ابوبکر بن عیاش رحمۃ اللہ علیہ، حمید رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے حضرت انس ﷺ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میں جنت میں داخل ہوا تو میرے سامنے ایک محل آیا۔ میں نے پوچھا، یہ محل کس کا ہے؟ فرشتوں نے کہا، عمر بن خطاب ﷺ کا ہے تو اس محل میں داخل ہونے سے کسی نے نہ روکا۔ مگر اے عمر ﷺ تمہاری غیرت نے مجھے باز رکھا۔

ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ راوی حدیث نے کہا میں نے حمید رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا یہ واقعہ خواب کا ہے یا بیداری کا؟ حمید رحمۃ اللہ علیہ نے کہا، بیداری کا ہے۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت ابوہریرہ ﷺ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میں نے عمر بن عامر خزاعی کو دیکھا ہے کہ اس کی انتڑیاں دوزخ میں کھینچی جارہی ہیں۔ چونکہ وہ پہلا شخص تھا جس نے بتوں کے نام پر جانور چھوڑنے کی رسم ڈالی جسے سائبہ کہتے ہیں۔

﴿بخاری﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میں نے جہنم کو دیکھا کہ اس کا ایک حصہ دوسرے حصے کو کچلے ڈالتا ہے اور میں نے دیکھا کہ عمر خزاعی کی انتڑیاں کھینچی جارہی ہیں اور یہ پہلا شخص تھا جس نے سائبہ کی ابتدا کی۔

﴿بخاری﴾

پہلے جنتی:

بسند صحیح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جبریل علیہ السلام نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے جنت کا وہ دروازہ دکھایا جس سے میری امت داخل ہوگی۔ اس پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، میری خواہش تھی کہ میں آپ کے ساتھ ہوتا تاکہ میں اس دروازے کو دیکھتا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، سنو! میری امت میں جنت میں جانے والوں میں تم سب سے پہلے ہو گے۔

﴿حاکم﴾

حضرت خضر اور عیسیٰ علیہما السلام کا بارگاہ نبوی ﷺ میں حاضر ہونا

کثیر بن عبداللہ بن عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے ان کے دادا سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے ایک جانب سے آواز سنی، وہ کہہ رہا تھا کہ "اللھم اعنی علی ماینجینیم مما خوفتنی" اے خدا جس چیز سے مجھے ڈرایا گیا ہے، اس پر ایسی چیز سے میری مدد کر جس سے میری نجات ہو۔ یہ سن کر نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اس دعا کے ساتھ اس کے دوسرے حصے کو کیوں نہیں ملاتے؟ تو اس شخص نے کہا:

"اللھم ارزقنی شوق الصالین الی شوقھم الیہ۔"

ترجمہ: "اے خدا! مجھے صالحین کا وہ شوق عطا فرما جسکی طرف صالحین شوق رکھتے ہیں۔"

اس وقت نبی کریم ﷺ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے فرمایا، اس کہنے والے سے جا کر کہو کہ رسول اللہ ﷺ تم سے فرماتے ہیں کہ میرے لیے استغفار کریں تو حضرت انس رضی اللہ عنہ گئے اور پیام پہنچایا۔ اس شخص نے کہا ٹھیک ہے۔ اس شخص نے کہا جاؤ اور آپ سے عرض کردو کہ اللہ تعالیٰ نے تمام نبیوں پر آپ کو ایسی فضیلت عطا فرمائی ہے جیسی فضیلت ماہ رمضان کو سال کے تمام مہینوں پر بخشی ہے اور آپ کی امت کو تمام امتوں پر وہ فضیلت حاصل ہے جو جمعہ کے دن کو تمام دنوں پر فضیلت حاصل ہے۔ پھر نبی کریم ﷺ ان سے ملنے تشریف لائے۔ آپ نے دیکھا کہ وہ حضرت خضر علیہ السلام ہیں۔

﴿ابن عدی، بیہقی﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک رات گیا۔ میں آبدست کا پانی لیے ہوئے تھا۔ اچانک کسی کہنے والے کو کہتے سنا کہ "اللھم اعنی علی ما ینجینی مما خوفتنی" اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے انس رضی اللہ عنہ آبدست کا پانی رکھ دو اور اس جگہ جاؤ اور اس سے کہو کہ رسول اللہ ﷺ کے لیے دعا کرو جس رسالت پر انہیں مبعوث فرمایا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ ان کی اعانت فرمائے اور ان کی امت کے لیے دعا کریں کہ جو حکم الٰہی ان کے لیے لایا ہے، وہ

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یہ وحیہ کلبی ﷺ تھے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا، اس کے سوا میرا کوئی خیال تھا ہی نہیں۔ یہاں تک کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے خطبہ میں سنا کہ آپ نے جبرئیل علیہ السلام کے آنے کی خبر دی۔

راوی نے کہا، میں نے ابو عثمان نہدی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا، یہ حدیث تم نے کس سے سنی ہے؟ انہوں نے کہا، اسامہ ﷺ سے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم ایک دن لوگوں میں تشریف فرما تھے۔ ایک شخص آپ کے پاس آیا اور اس نے پوچھا، ایمان کیا ہے؟ آپ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لانا اور قیامت کے دن اٹھنے پر رکھنا۔

اس شخص نے پوچھا، اسلام کیا ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کی عبادت کی جائے۔ کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرایا جائے۔ نماز قائم کی جائے۔ زکوٰۃ ادا کی جائے اور رمضان کے روزے رکھے جائیں۔ اس نے پوچھا احسان کیا ہے؟ فرمایا، اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کی جائے گویا کہ تم اسے دیکھ رہے ہو اور اگر ایسے نہ کر سکو تو یہ سمجھو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔

اس نے پوچھا، قیامت کب ہوگی؟ فرمایا جس سے سوال کیا گیا وہ سائل سے زیادہ جاننے والا نہیں ہے مگر میں تمہیں قیامت کی نشانیاں بتاتا ہوں۔

یہ کہ جب باندی مالک کو جنے۔ جب کالے اونٹوں کو چرانے والے اونچی عمارتیں بنائیں۔ پانچ باتیں ہیں جن کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی (از خود) نہیں جانتا۔ اس کے بعد وہ شخص واپس چلا گیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اسے واپس لاؤ۔ لوگوں نے تلاش کیا مگر بالکل نظر نہ آیا۔ فرمایا، یہ جبرئیل علیہ السلام تھے جو اس لیے آئے کہ لوگوں کو ان کے دین کی باتیں سکھائیں۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت تمیم بن سلمہ ﷺ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ جس وقت میں نبی کریم ﷺ کے دربار میں حاضر ہوا تو اسی وقت ایک شخص آپ کے پاس سے اٹھ کر گیا۔ میں نے اسے دیکھا تو وہ عمامہ باندھے ہوئے تھا اور اس نے شملہ اپنی پشت پر لٹکا رکھا تھا۔ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ! یہ کون شخص ہے؟ فرمایا یہ جبرئیل علیہ السلام ہیں۔

﴿بیہقی، حاکم فی المستدرک﴾

بسند صحیح حضرت حارثہ بن نعمان ﷺ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کے پاس جبرئیل علیہ السلام تھے۔ میں نے آپ کو سلام عرض کیا اور میں چلا گیا۔ جب ہم واپس آئے اور نبی کریم ﷺ آئے تو فرمایا، کیا تم نے اسے دیکھا ہے جو میرے ساتھ تھا؟ میں

نے عرض کیا، ہاں فرمایا وہ جبرئیل علیہ السلام تھے اور انہوں نے تمہیں سلام کا جواب دیا تھا۔

﴿احمد، طبرانی، بیہقی﴾

ابن شاہین رحمۃ اللہ علیہ نے قاسم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس حال میں آئے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم ایک شخص سے سرگوشی میں گفتگو فرما رہے تھے۔ وہ بیٹھ گئے اور سلام نہ کیا۔ اس پر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ اگر یہ اسلام کرتے تو ہم ضرور اسے سلام کا جواب دیتے۔

حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: میں نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو دوبارہ دیکھا ہے۔

﴿ابن سعد﴾

محمد بن عثمان رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی کہ حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کی بینائی جاتی رہی تھی۔ (اور یہ فرشتے کو دیکھنے کا اثر تھا۔)

﴿ابن سعد، طبرانی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں اپنے والد کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس حال میں آیا کہ آپ ایک شخص سے سرگوشی میں محو گفتگو تھے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے میرے والد کے ساتھ اعراض کرنے والوں کی مانند برتاؤ کیا اور ہم باہر آ گئے۔ پھر میرے والد نے مجھ سے فرمایا: اے بیٹے! کیا تم نے دیکھا کہ تمہارے ابن عم نے میرے ساتھ اعراض کرنے والوں کی مانند برتاؤ کیا ہے؟

میں نے کہا: بابا! حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص سے سرگوشی میں گفتگو فرما رہے تھے، پھر وہ دوبارہ حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے ایسا ایسا کہا۔ اس پر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ کے پاس ایک شخص تھا جس سے آپ سرگوشی میں گفتگو فرما رہے تھے تو کیا آپ کے پاس کوئی شخص موجود تھا۔ آپ نے فرمایا: اے عبداللہ! کیا تم نے اس شخص کو دیکھا ہے؟ میں نے کہا: ہاں! حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ جبرئیل علیہ السلام ہی تھے جنہوں نے مجھے تم سے بے نیاز رکھا۔

﴿احمد، بیہقی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو دو مرتبہ دیکھا ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لیے دو مرتبہ دعا کی ہے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا جبکہ میں نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا کہ جس مخلوق نے جبرئیل کو دیکھا وہ اندھی ہو گئی لیکن یہ نابینائی تمہاری آخری عمر میں ہوگی۔

﴿حاکم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک انصاری شخص کی عیادت فرمائی، جب ہم اس کے گھر کے قریب پہنچے تو کسی کو موجود پایا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارے پاس کون تھا جس سے تم باتیں کر رہے تھے؟ اس نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! میرے پاس ایک ایسا شخص آیا تھا آپ کے علاوہ میں نے کبھی مجلس میں اس سے مکرم نہ دیکھا اور نہ گفتگو میں اس سے اچھا دیکھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: وہ جبرئیل علیہ السلام تھے۔ بلاشبہ تم لوگوں میں ایسے اشخاص ہیں اگر ان میں سے کوئی اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھا لیں تو اللہ تعالیٰ اسے اس کی قسم میں ضرور پورا اتارے۔

حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس اس حال میں آیا کہ آپ اپنا رخسار مبارک دوسرے شخص کے رخسار پر رکھے ہوئے تھے تو میں بغیر سلام عرض کیے لوٹ آیا۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: سلام کرنے سے کس چیز نے تم کو باز رکھا؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں نے دیکھا کہ آپ اس شخص سے اس حالت میں گفتگو فرما رہے تھے کہ عام طور پر آپ کسی آدمی سے اس طرح گفتگو نہیں فرماتے، لہٰذا میں نے مکروہ جانا کہ آپ کی گفتگو میں قطع کروں تو یا رسول اللہ ﷺ وہ شخص کون تھا؟ آپ نے فرمایا: وہ جبرئیل علیہ السلام تھے۔

﴿طبرانی، بیہقی﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جبرئیل علیہ السلام کو اپنے حجرے میں دیکھا:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے دیکھا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام میرے اس حجرے میں کھڑے ہیں اور رسول اللہ ﷺ ان سے سرگوشی میں گفتگو فرما رہے تھے۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! یہ کون شخص ہے؟ حضور نبی کریم ﷺ نے پوچھا: تمہیں کس صورت میں نظر آ رہے ہیں؟ میں نے عرض کیا: دحیہ کی صورت میں۔ فرمایا: یقیناً تم نے جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا ہے۔ آپ فرماتی ہیں کہ ابھی زیادہ دیر نہ گزری کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ رضی اللہ عنہا! یہ جبرئیل علیہ السلام ہیں اور تمہیں سلام کر رہے ہیں۔ میں نے کہا:

"و علیہ السلام جزاہ اللہ من دخیل خیرا"

محمد بن منکدر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے اور حضور نبی کریم ﷺ نے ان کو بیمار دیکھا۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ ان کے پاس سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے تاکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیماری کی خبر انہیں دیں۔

اسی لمحہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آگئے اور اندر آنے کی اجازت مانگی۔ آواز سن کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میرے والد ہیں اور وہ اندر آگئے۔ نبی کریم ﷺ تعجب فرما رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے کتنی جلد ان کو صحت دے دی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: کہ میرے پاس سے آپ کے تشریف لے جانے کے بعد مجھے غنودگی آ گئی۔ اتنے میں حضرت جبرئیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور

انہوں نے میری ناک میں دوا ڈالی اور میں کھڑا ہو گیا اور میں اچھا ہو گیا۔

﴿ابن ابی الدنیا، ابن عساکر﴾

حسنین کریمین اور حضرت فاطمہ اہل جنت کے سردار ہیں:

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمارے ساتھ نماز پڑھی۔ پھر آپ باہر تشریف لائے اور آپ کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ اچانک سامنے سے ایک شخص آپ کے سامنے آیا۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اے حذیفہ رضی اللہ عنہ! کیا تم نے اس شخص کو دیکھا ہے جو میرے رو برو آیا؟ میں نے عرض کی: ہاں دیکھا ہے۔ فرمایا: وہ ایک فرشتہ تھا جو اس سے پہلے زمین پر کبھی نہیں اترا۔ اس فرشتے نے اپنے رب سے اجازت مانگی کہ وہ مجھے آکر سلام عرض کرے تو وہ میرے پاس آیا اور مجھے سلام کر کے بشارت دی کہ حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما دونوں جنتی جوانوں کے سردار ہیں اور فاطمہ رضی اللہ عنہا عورتوں کی سردار ہیں۔

﴿بیہقی، ابن عساکر﴾

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ مجھے فرشتے سلام کیا کرتے تھے، جب میں نے داغ دینے کا پیشہ اختیار کیا تو وہ مجھ سے جدا ہو گئے اور جب میں نے اس پیشہ کو چھوڑ دیا تو وہ پھر سلام کرنے لگے۔

﴿مسلم﴾

حضرت غزالہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ وہ کہتی ہیں کہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ ہمیں حکم دیتے رہتے تھے کہ ہم گھر کو خوب صاف رکھا کریں اور ہم السلام علیکم والسلام علیکم کی آوازیں سنا کرتے تھے اور ہم کسی کو دیکھا نہ کرتے تھے۔

﴿ابو نعیم، تاریخ ترمذی، بیہقی﴾

ترمذی رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ فرشتوں کا سلام کرنا تھا۔

فرشتے صحابی کو سلام کرتے تھے:

حضرت یحییٰ بن سعید قطان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا بصرہ میں صحابہ میں سے کوئی ہمارے پاس حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے افضل نہیں آیا۔ ان پر تیس سال گزرے کہ ان کے گھر میں ہر طرف سے فرشتے انہیں سلام کرتے تھے۔

﴿ابو نعیم﴾

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے فرشتے مصافحہ کرتے تھے، یہاں تک کہ انہوں نے داغ دینے کا عمل اختیار کیا تو فرشتے ان سے دور ہو گئے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک شخص سورۃ کہف کو پڑھ رہا تھا اور اس کے ایک جانب اصیل گھوڑا بندھا ہوا تھا تو ابر نے اسے ڈھانپ لیا اور وہ اس ابر کے نزدیک ہونا

گیا اور اس کا گھوڑا اچھلنے لگا۔

جب صبح ہوئی تو وہ شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آیا اور رات کا واقعہ عرض کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: وہ سکینہ تھا قرآن پڑھنے سے نازل ہوا تھا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

فرشتوں کا قرآن سننا:

حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ جس وقت وہ رات میں سورۂ بقرہ کی تلاوت کر رہے تھے اور ان کا گھوڑا بندھا ہوا تھا۔ اچانک گھوڑا کودنے لگا۔ وہ خاموش ہوئے تو گھوڑا بھی ٹھہر گیا جو انہوں نے پڑھنا شروع کیا تو گھوڑا کودنے لگا۔ وہ خاموش ہوئے تو گھوڑا بھی ٹھہر گیا۔ پھر انہوں نے اپنا منہ آسمان کی طرف اٹھایا تو انہیں ایسا سایہ نظر آیا جس میں شعلوں کی مانند روشنی تھی اور وہ آسمان پر چڑھ رہا تھا اور جب تک وہ نظر آتا رہا، دیکھتے رہے، جب صبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے یہ واقعہ عرض کیا۔

آپ ﷺ نے فرمایا: وہ فرشتے تھے جو تمہاری تلاوت کی آواز کے سبب نزدیک آ گئے تھے، اگر تم پڑھتے رہتے تو صبح کے وقت لوگ انہیں ضرور دیکھتے۔ وہ لوگوں سے چھپا نہیں کرتے۔

اس حدیث کی حضرت اسید رضی اللہ عنہ سے کئی سندیں ہیں۔ ایک میں یہ ہے کہ حضرت اسید رضی اللہ عنہ تم پڑھو، بلاشبہ تمہیں حضرت داؤد علیہ السلام کی آواز کا حصہ عطا فرمایا گیا ہے اور وہ خوش آواز تھے۔ ایک حدیث میں یہ ہے کہ وہ فرشتہ ہے جو قرآن کو سنتا ہے۔ (ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے اسے روایت کیا ہے۔)

﴿بخاری، مسلم﴾

عاصم زر رحمۃ اللہ علیہ سے اور ابو وائل رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ دونوں نے کہا کہ حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نماز پڑھ رہا تھا کہ اچانک کوئی چیز میرے قریب آئی اور اس نے مجھ پر سایہ ڈالا، پھر وہ اٹھ گئی۔ صبح کو میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا تو فرمایا: وہ سکینہ ہے جو قرآن سننے اترا تھا۔

﴿ابونعیم﴾

محمد بن جریر بن یزید رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ مشائخ اہل مدینہ ان سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے کسی نے عرض کیا۔ آپ نے نہیں دیکھا کہ حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ کے گھر آج رات بھر مشعلیں روشن ہیں؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: شاید انہوں نے سورۂ بقرہ کی تلاوت کی ہوگی، پھر حضرت ثابت رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: بے شک میں نے سورۂ بقرہ کی تلاوت کی تھی۔

﴿ابوعبید، فضائل القرآن﴾

رسول اللہ ﷺ نے شفاعت کو اختیار فرمایا:

حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔ ایک رات میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو موجود نہ پایا تو میں آپ کی جستجو میں چلا۔

اچانک حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ مجھے ملے۔ میں نے پوچھا رسول اللہ ﷺ کہاں ہیں؟ دونوں نے کہا، ہم نہیں جانتے مگر اتنا کہ ہم نے اس وادی کے بالائی حصے سے ایسی آواز سنی جو چکی چلنے کی آواز کی مانند تھی۔

اسی دوران رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے۔ آپ نے فرمایا: میرے رب کی طرف سے ایک فرشتہ آیا اور اس نے مجھے دو باتوں میں سے ایک بات پسند کرنے کا اختیار دیا۔ ایک یہ کہ میری آدھی امت جنت میں داخل ہو جائے۔ دوسری یہ کہ میں شفاعت کو قبول کروں۔ ان دونوں باتوں میں سے میں نے شفاعت کو اختیار کیا ہے۔

﴿ابن ابی شیبہ، بیہقی﴾

حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کیساتھ جبرئیل علیہ السلام کا حمد کرنا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں ضرور مسجد میں جا کر نماز پڑھوں گا اور اللہ تعالیٰ کی ایسی حمد کروں گا کہ اس طرح کسی نے اس کی حمد نہ کی ہوگی۔ جب انہوں نے نماز پڑھی اور وہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرنے بیٹھے تو اچانک ان کے پیچھے سے کسی نے اونچی آواز سے کہا:

اللھم لک الحمد کلہ ولک الملک کلہ وبیدک الخیر کلہ والیک یرجع الامر کلہ علانیتہ وسرہ لک الحمد انک علی کل شیء قدیر اللھم اغفرلی مابقی من ذنوبی واعصمنی فیما بقی من عمری وارزقنی اعمالا زاکیۃ ترضی بھا عنی وتب علی

❁ پھر وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور حضور نبی کریم ﷺ سے سارا واقعہ عرض کیا۔ آپ نے فرمایا: وہ حمد و ثنا ورد کرنے والے جبرئیل علیہ السلام تھے۔

﴿ابن ابی الدنیا کتاب الذکر﴾

کیا تو ایسا ہی ہے:

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ پر غشی طاری ہوئی تو ان کی بہن ان پر رونے لگیں اور کہنے لگیں: واجبلاہ، ہائے عزم و استقلال کے پہاڑ وغیرہ وغیرہ۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو جب ہوش آیا تو انہوں نے اپنی بہن سے کہا: تم نے میرے حق میں کوئی بات نہیں کہی مگر جو کچھ تم نے کہا اس کے بدلے میں مجھ سے کہا گیا کیا تم بھی ایسے ہی ہو؟

﴿بخاری شریف﴾

ابوعمران جونی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ پر جب غشی طاری ہوئی تو ان کے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور دعا کی: اے اللہ! اگر ان کی موت کا وقت آگیا ہے تو

موت کو ان پر آسان کر دے اور اگر موت کا وقت نہیں آیا، تو انہیں شفا دیدے، جب انہیں افاق ہوا تو عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میری ماں واجبلاہ واظہرہ کہہ رہی تھی تو فرشتہ لوہے کا گرز اٹھا کر کہہ رہا تھا کہ کیا تو ایسا ہی ہے جیسا کہ وہ کہہ رہی ہے، اگر میں ہاں کہتا تو وہ مجھے اس گرز سے مارتا۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ پر غشی طاری ہوئی تو رونے والیاں واویلا کرنے کھڑی ہوگئیں، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم تشریف لائے اور انہیں افاق ہوا۔ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! مجھ پر بے ہوشی طاری ہوئی تو عورتوں نے واویلا کرنا شروع کر دیا۔ اس وقت ایک فرشتہ اٹھا، اس کے ہاتھ میں لوہے کا گرز تھا اور اس نے اسے میرے پاؤں کے درمیان رکھ کے کہا: کیا تو ایسا ہی ہے، جیسا عورتیں کہہ رہی ہیں؟ میں نے کہا: نہیں، اگر میں ہاں کرتا وہ مجھے گرز سے مارتا۔

﴿طبرانی﴾

حسن سے روایت ہے کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ پر غشی طاری ہوئی تو ان کی بہن بین کرنے لگیں اور کہنے لگی واجبلاہ، جب انہیں افاق ہوا تو انہوں نے اپنی بہن سے کہا: آج کے دن تم ہمیشہ کیلئے عذاب دینے والی بن گئی تھیں۔ انہوں نے کہا اگر میں ایذا دینے والی ہوتی تو یہ بات مجھ پر گراں ہوتی، انہوں نے کہا: جب تم واجبلاہ کہہ رہی تھیں تو فرشتہ مجھے خوب جھڑک رہا تھا اور وہ کہہ رہا تھا: کیا تو ایسا ہی ہے جیسا کہ تیری بہن کہہ رہی ہے؟ میں نے کہا نہیں۔

﴿طبرانی﴾

حضرت ابراہیم بن عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سخت بیمار ہوئے اور ان پر غشی طاری ہوگئی تھی حتی کہ لوگوں نے گمان کیا کہ ان کی جان نکل گئی ہے اور لوگ ان کے پاس اٹھ کھڑے ہوئے اور انہوں نے چادر ڈال دی، اس کے بعد جب انہیں افاقہ ہوگیا تو انہوں نے کہا: میرے پاس دو فرشتے آئے جو بڑے درشت خو تھے۔ ان دونوں نے کہا: ہمارے ساتھ چلو تاکہ ہم العزیز الامین سے تمہارا فیصلہ کرائیں تو وہ دونوں مجھے لے کر چلے، پھر ان دونوں کو دو اور فرشتے ملے جو ان دونوں سے بہت ہی نرم اور رحم والے تھے۔ انہوں نے کہا کہ اسے کہاں لے جاتے ہو؟ ان دونوں نے کہا: ہم عزیز الامین کے دربار میں فیصلے کیلئے لیے جاتے ہیں، فرشتوں نے کہا: اسے چھوڑ دو کیونکہ یہ ان لوگوں میں سے ہیں جن کیلئے سعادت پہلے ہی لکھی جا چکی ہے جبکہ وہ اپنی ماں کے پیٹ میں تھے۔ اس کے بعد حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ ایک ماہ تک زندہ رہے، پھر انہوں نے وفات پائی۔

﴿ابن ابی الدنیا، حاکم، بیہقی﴾

یہ دعا مانگا کرو:

عروہ بن رویم عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور یہ عرباض رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ

کے اصحاب میں بوڑھے شخص تھے اور وہ مرنے کو دوست رکھتے تھے، وہ دعا مانگا کرتے تھے کہ اے اللہ! میں بوڑھا ہو گیا ہوں اور میری ہڈیاں گھل گئی ہیں۔ اب مجھے اپنی طرف بلا لے۔

حضرت عرباض نے فرمایا کہ ایک دن میں دمشق کی مسجد میں تھا اور میں نماز پڑھ کر اپنی موت کی دعا مانگ رہا تھا، اچانک ایک جوان دیکھا جو لوگوں میں بہت خوبصورت اور سبز چادریں اوڑھے ہوئے تھا۔ اس نے کہا: کیا بات ہے؟ تم ایسی دعا کیوں مانگتے ہو؟ میں نے کہا: اے بھتیجے! پھر میں کیا دعا مانگوں؟ اس نے کہا: تم یہ دعا مانگا کرو کہ اے اللہ! عمل اچھے ہوں اور مدت پوری ہو، میں نے پوچھا: اے نوجوان! تم کون ہو؟ اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے۔ اس نے کہا: میں رتائیل ہوں اور مسلمانوں کے سینوں سے حزن و ملال کو دور کرتا ہوں، پھر وہ مڑ کر چلا گیا اور میں نے کسی کو نہ دیکھا۔

﴿ابن ابی الدنیا، طبرانی، ابن عساکر﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور شیطان کا چور بن کر آنا:

ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے رمضان المبارک کے مہینے، زکوٰۃ کی حفاظت کا کام سپرد فرمایا، میرے پاس ایک آنے والا آیا اور وہ غلہ کے ڈھیر سے لپوں سے بھرنے لگا تو میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا: میں ضرور تجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے کر جاؤں گا۔

اس نے کہا: میں محتاج ہوں، میرے اہل وعیال ہیں اور مجھے شدید احتیاج ہے تو میں نے اسے چھوڑ دیا، جب میں نے صبح کی تو نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا:

اے ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ)! تم نے رات اپنے قیدی کا کیا کیا؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! اس نے شاید احتیاج اور عیال داری کی شکایت کی تو مجھے اس پر رحم آ گیا اور میں نے اسے چھوڑ دیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سنو! اس نے تم سے جھوٹ کہا اور وہ پھر آئے گا اور تم اسے دوبارہ آنے پر پہچان لو گے لہٰذا میں اس کی گھات میں رہا، چنانچہ وہ آیا اور دونوں ہاتھوں سے غلہ بھرنے لگا۔ میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا: اب میں ضرور تجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے کر جاؤں گا۔ اس نے کہا: مجھے چھوڑ دیجئے کیونکہ میں محتاج ہوں اور میرے اہل وعیال ہیں، اب نہیں آؤں گا۔ مجھے اس پر رحم آ گیا اور اسے چھوڑ دیا، جب صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: آج رات تم نے اپنے قیدی کے ساتھ کیا کیا؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! اس نے حاجت اور عیال کی شکایت کی، مجھے رحم آ گیا اور میں نے اسے چھوڑ دیا۔ فرمایا: سنو! اس نے تم سے جھوٹ کہا اور وہ پھر آئے گا۔

تو میں تیسری مرتبہ اس کی گھات میں رہا، چنانچہ وہ آیا اور دونوں ہاتھوں سے غلہ بھرنے لگا، میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا: میں ضرور تجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے کر جاؤں گا اور یہ تیرا تیسرا پھیرا ہے اور تو یقین دلاتا رہا کہ اب نہ آؤں گا مگر تو آتا رہا۔ اس نے کہا: مجھے چھوڑ دیجئے، میں آپ کو چند ایسے کلمات بتاتا ہوں جن سے اللہ تعالیٰ تمہیں نفع دے گا۔

پھر کہا: جب تم اپنے بستر پر سونے کیلئے آؤ تو آیت الکرسی پڑھو، یہاں تک کہ اسے ختم کرلو، اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہمیشہ تمہاری حفاظت ہوگی اور صبح تک تمہارے قریب شیطان نہ آئے گا، جب میں نے صبح کی تو حضور نبی کریم ﷺ سے یہ عرض کیا: آپ نے فرمایا: اس نے بات تو سچی کہی مگر وہ خود جھوٹا ہے۔ اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ! تم جانتے ہو کہ تین دن تک تم کس سے باتیں کرتے رہے ہو؟ میں نے عرض کیا: نہیں۔ فرمایا: وہ شیطان تھا۔

﴿بخاری، نسائی﴾

ابو متوکل ناجی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے پاس اموال صدقات کے گھر کی چابی تھی اور اس گھر میں کھجوریں تھی۔ ایک دن وہ گئے اور دروازہ کھولا تو دیکھا کہ اس میں سے ایک لپ کھجوریں اٹھائی گئی ہیں۔ پھر دوسرے دن گئے تو دیکھا کہ پھر ایک لپ کھجوریں اٹھائی گئی ہیں، پھر تیسرے دن گئے تو دیکھا پھر ایک لپ کھجوریں اٹھائی گئی ہیں تو انہوں نے نبی کریم ﷺ سے اس کی شکایت کی۔ آپ نے ان سے فرمایا: کیا تم پسند کرتے ہو کہ اس لینے والے کو تم پکڑلو؟

انہوں نے عرض کیا: جی ہاں، فرمایا: جب تم روزہ کھولو تو کہنا: "سبحان من سخرک لمحمد ﷺ" تو انہوں نے دیکھا کہ ایک شخص ان کے سامنے کھڑا ہے۔ انہوں نے کہا: او اللہ کے دشمن! تو ہی یہاں سے اٹھانے والا ہے۔ اس نے کہا: ہاں مگر مجھے چھوڑ دیجئے۔ اب نہ آؤں گا۔ میں نے ان کھجوروں کو نہ لیا مگر جنات کے حاجت مندوں کیلئے تو انہوں نے اسے چھوڑ دیا۔ پھر وہ دوسرے دن آیا، پھر تیسرے دن آیا۔ اس وقت انہوں نے کہا: کیا تو نے مجھ سے عہد نہ کیا تھا کہ اب نہ آؤں گا، لیکن آج میں تجھے نہ چھوڑوں گا۔ ضرور تجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے کر جاؤں گا۔ اس نے کہا: ایسا نہ کیجئے، میں آپ کو ایسے کلمات کو بتاتا ہوں کہ جب تم اسے پڑھو گے تو کوئی جن تمہارے قریب نہ آئے گا، اور وہ آیت الکرسی ہے۔

﴿نسائی، ابن مردویہ، ابو نعیم﴾

آیت الکرسی اور سورۂ بقرہ کی آخری آیات کی فضیلت:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے صدقہ کے کھجور میرے سپرد فرمائے اور میں نے انہیں ایک کوٹھڑی میں رکھ دیئے۔ میں روزانہ ان میں کمی پاتا تھا۔ اس کی شکایت میں نے رسول اللہ ﷺ سے کی۔ آپ نے مجھ سے فرمایا: وہ شیطان کا کام ہے، تم اس کی گھات میں رہو تو ایک رات میں اس کی گھات میں رہا، جب رات ڈھل گئی تو ہاتھی کی مانند ایک شبیہ نظر آئی، جب وہ دروازے پر پہنچ گیا تو وہ ایک سوراخ سے اس کوٹھڑی کے اندر داخل ہوگیا اور وہ کھجور کے قریب پہنچ کر اسے کھانے لگا، میں نے اپنے کپڑوں کو سمیٹ کر انہیں باندھا اور نعرہ لگایا:

"اشهد ان لا اله الا الله و ان محمد عبده و رسوله"

اے دشمن خدا! تو صدقے کے کھجوروں کے درپے ہوگیا ہے اور میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا: لوگ تجھ سے زیادہ اس کے حق دار تھے۔ میں تجھے ضرور رسول اللہ ﷺ کے پاس لے کر جاؤں گا، پھر اس نے

مجھ سے عہد کیا کہ دوبارہ نہ آؤں گا۔ صبح کو میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم نے اپنے قیدی کے ساتھ کیا کیا؟ میں نے کہا: اس نے مجھ سے عہد کیا ہے کہ دوبارہ نہ آؤں گا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: وہ ضرور آئے گا اور تم اس کی گھات میں رہو تو میں دوسری رات بھی اس کی گھات میں بیٹھ گیا اور اس نے پہلے کی مانند وہی کیا اور میں نے بھی ویسا ہی کیا۔ اس نے پھر مجھ سے وعدہ کیا کہ اب نہ آؤں گا، جب صبح کو میں رسول اللہ ﷺ کے دربار میں حاضر ہوا اور میں نے واقعہ عرض کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ ضرور آئے گا اور تم اس کی گھات میں رہنا تو تیسری رات بھی اس کی گھات میں رہا اور اس نے پھر ویسا ہی کیا۔

میں نے کہا: اے دشمن خدا! تو نے مجھ سے دو مرتبہ وعدہ کیا ہے، اب یہ تیسری مرتبہ ہے۔ اس نے کہا: میں عیالدار ہوں اور میں تمہارے پاس نصیبین سے آتا ہوں، اگر مجھے اس کے سوا کچھ میسر آتا تو میں تمہارے پاس نہ آتا اور میں تمہارے اس شہر میں رہتا تھا۔ یہاں تک کہ تمہارے آقا ﷺ مبعوث ہوئے اور ان پر دو آیتیں ایسی نازل ہوئیں جن کی بنا پر ہمیں نصیبین بھاگنا پڑا۔ وہ دو آیتیں جس گھر میں تین مرتبہ پڑھی جاتی ہیں اس گھر میں شیطان داخل نہیں ہوتا، اب اگر تم مجھے چھوڑ دو تو میں تمہیں وہ دونوں آیتیں بتائے دیتا ہوں۔

میں نے کہا: بتاؤ، میں چھوڑ دوں گا، تو اس نے کہا: وہ آیت الکرسی اور سورہ بقرہ کی آخری تین آیتیں "امن الرسول" سے آخر تک ہیں۔ تو میں نے اسے چھوڑ دیا، صبح کو جب میں حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور واقعہ عرض کیا تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس نے بات سچی کہی لیکن خود جھوٹا ہے۔

﴿تاریخ بخاری، طبرانی، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت بریدہ ؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا میرا غلے کا ڈھیر تھا، مجھے اس کی کمی معلوم ہوئی۔ تب میں رات کو گھات میں رہا، اچانک ایک عورت آئی اور وہ غلہ پر اتری، میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا میں تجھے نہ چھوڑوں گا۔

یہاں تک کہ میں تجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے جاؤں گا۔ اس نے کہا: میں ایسی عورت ہوں کہ میری عیال زیادہ ہے اور اب دوبارہ نہ آؤں گی اور اس نے مجھ سے قسم کھائی۔ میں نے اسے چھوڑ دیا، پھر میں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر واقعہ عرض کیا۔

آپ نے فرمایا: اس نے جھوٹ کہا اور وہ جھوٹی ہے، چنانچہ وہ دوبارہ آئی اور میں نے اسے پکڑ لیا اور اس نے مجھ سے وہی بات کی جو پہلے کہی تھی اور دوبارہ نہ آنے کی قسم کھائی۔ میں نے نبی کریم ﷺ سے واقعہ عرض کیا۔ آپ نے فرمایا: اس نے جھوٹ کہا اور وہ جھوٹی ہے تو پھر وہ تیسری مرتبہ آئی، میں نے اسے پکڑ لیا۔ اس نے کہا: مجھے چھوڑ دیجئے تاکہ میں آپ کو ایسی چیز بتاؤں، جب تم اسے پڑھو گے تو تمہارے مال و اسباب کے قریب ہم میں سے کوئی نہ آئے گا۔ وہ یہ کہ جب تم اپنے بستر پر آؤ تو اپنی جان اور اپنے مال پر آیت الکرسی پڑھ لو۔

میں نے یہ واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا: اس نے بات سچی کی لیکن وہ خود جھوٹی ہے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ ان کا ایک بالا خانہ تھا۔ ایک غول آتی اور غلہ وغیرہ لے جایا کرتی تھی۔ نبی کریم ﷺ سے ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے اس کی شکایت کی۔ آپ نے فرمایا: جب غول آئے تو تم بسم اللہ کہہ کر کہنا کہ رسول اللہ ﷺ تجھے بلاتے ہیں تو وہ غول آئی اور انہوں نے اسے پکڑ لیا۔ اس نے کہا: اب نہیں آؤں گا اور انہوں نے اسے جانے دیا، جب وہ نبی کریم ﷺ کے دربار میں آئے تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم نے اپنے قیدی کے ساتھ کیا کیا؟ انہوں نے عرض کیا: میں نے اسے پکڑ لیا تھا مگر اس نے کہا: اب نہیں آؤں گی، اس پر میں نے اسے جانے دیا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: وہ ضرور آئے گی۔ تیسری مرتبہ میں نے اسے پکڑا تو اس نے کہا: مجھے جانے دیجئے، میں آپ کو ایسی چیز بتاتی ہوں کہ آپ اسے پڑھیں گے تو کوئی چیز آپ کے پاس نہ آئے گی، وہ آیت الکرسی ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے یہ سن کر فرمایا: اس نے سچ کہا مگر وہ جھوٹی ہے۔

﴿احمد، ترمذی، حاکم، ابونعیم﴾

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: میرے بالا خانے میں میری کھجوریں تھیں۔ میں نے دیکھا تو وہ کم تھیں۔ اس کا تذکرہ رسول اللہ ﷺ سے کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کل کو تم اس میں ایک بلی پاؤ گے، اس سے کہنا: تجھے رسول اللہ ﷺ بلاتے ہیں، چنانچہ جب دوسرا دن ہوا تو انہوں نے اس میں بلی پائی۔ آپ نے کہا: تجھے رسول اللہ ﷺ بلاتے ہیں، وہ بلی بوڑھی عورت بن گئی، پھر انہوں نے مذکورہ حدیث کو بیان کیا۔

﴿ابونعیم﴾

عبدالرحمٰن بن ابی عمرہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا بالا خانہ تھا۔ اسکے بعد انہوں نے مذکورہ حدیث بیان کی اور حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے تیسری سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے کمرے میں تشریف فرما تھے اور ان کے طعام خانے میں کھجوریں بھری ہوئی تھیں تو کوئی چیز سوراخ سے بلی کی شکل میں داخل ہوتی اور طعام خانے سے اسے لے لیتی تھی۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے اس کی شکایت کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ غول ہے اور جب وہ آئے تو کہنا تجھے رسول اللہ ﷺ بلاتے ہیں تو وہ آئی اور انہوں نے اس سے وہی کہا، اس نے کہا: مجھے چھوڑ دیجئے۔ اب نہیں آؤں گی، پھر مذکورہ حدیث مکمل بیان کی۔

﴿حاکم﴾

بسند جید رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابواسید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے اپنے باغ سے کھجوریں توڑ کر گودام میں رکھیں تو ایک غول آئی اور گودام میں گھس کر کھجوریں چراتی اور اسے خراب کرتی تھی۔ انہوں

نے نبی کریم ﷺ سے اس کی شکایت کی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے اسید! وہ غول ہے۔ تم اس کی آہٹ پر کان رکھنا، جب تم اس کی آہٹ سنو تو بسم اللہ کہہ کر کہنا کہ رسول اللہ ﷺ تجھے بلاتے ہیں تو انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اس غول نے ان سے کہا: اے اسید! مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس جانے کی تکلیف سے معاف رکھو، میں تم کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے عہد دیتی ہوں کہ اب نہ آؤں گی اور میں تمہیں ایک قرآنی آیت بتاتی ہوں کہ تم اسے اپنے برتنوں پر پڑھو گے تو کوئی اسے نہ کھول سکے گا۔ وہ آیت الکرسی ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس نے بات سچی کہی مگر وہ خود جھوٹی ہے۔

﴿طبرانی، ابونعیم﴾

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کی ایک جگہ کھجوریں خشک کرنے کیلئے تھیں اور وہ خود اس کی نگہبانی کرتے تھے مگر وہ کھجوروں کو روز بروز کم ہوتے پاتے تھے۔ ایک رات انہوں نے اس جگہ کا پہرہ دیا۔ اچانک انہوں نے ایک جانور دیکھا جو بالغ بچے کی مانند تھا۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے اسے سلام کیا اور اس نے مجھے سلام کا جواب دیا۔ پھر میں نے پوچھا تو جنات میں سے ہے یا انسانوں میں سے؟ اس نے کہا: جنات میں سے۔ میں نے کہا: اپنا ہاتھ مجھے پکڑا تو اس نے مجھے ہاتھ پکڑا دیا، میں دیکھا کہ ہاتھ کتے کے ہاتھ کے مشابہ اور کتے کے بال جیسے بال ہیں۔

میں نے پوچھا: کیا جنات ایسے ہی پیدا کیے گئے ہیں؟ اسنے کہا: جنات مجھے خوب جانتے ہیں کہ ان میں مجھ سے زیادہ اشد کوئی نہیں ہے۔ میں نے پوچھا: کس بات نے تمہیں اس پر آمادہ کیا جو تم اب تک ان کھجوروں کے ساتھ کرتے ہو؟ اس نے کہا: مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم ایسے شخص ہو جو صدقہ کرنے کو محبوب سمجھتے ہو تو میں نے چاہا کہ تمہاری غذا سے ہم بھی حصہ حاصل کریں۔ میں نے پوچھا: تم سے محفوظ رہنے کی کوئی تدبیر ہے؟ اس نے کہا: آیت الکرسی ہے۔ جب صبح ہوئی تو میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور آپ سے یہ واقعہ عرض کیا: آپ نے فرمایا: اس خبیث نے بات سچی کہی ہے۔

﴿ابو یعلیٰ، حاکم، بیہقی، ابونعیم﴾

ابو اسحاق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہ ایک رات حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اپنے باغ گئے تو انہوں نے باغ میں شور وغل کی آواز سنی۔ انہوں نے پوچھا: یہ شور کیسا ہے؟ تو جنات میں سے ایک نے کہا: ہمیں خشک سالی کا سامنا ہے۔ میں نے ارادہ کیا کہ تمہارے پھلوں میں سے مجھے کچھ حصہ ملے، لہٰذا خوشدلی سے عنایت فرما دیں۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے کہا: ضرور دوں گا، ہمیں وہ چیز بتاؤ جس سے ہم تم سے محفوظ رہیں۔ اس نے کہا: آیت الکرسی ہے۔

﴿ابو الشیخ کتاب العظمت﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص کو مدینہ طیبہ کے ایک کوچے میں شیطان ملا اور ان دونوں کی کشتی ہوئی تو اس نے شیطان کو پچھاڑ لیا۔ شیطان نے کہا: مجھے چھوڑ دو، میں تمہیں ایسی چیز بتاتا ہوں جس سے تمہیں تعجب ہوگا تو اس نے اسے چھوڑ دیا۔ اس نے کہا: تم سورۂ بقرہ پڑھا کرتے ہو؟ اس نے کہا: ہاں۔ شیطان اس میں سے کچھ نہیں سن سکتا مگر یہ کہ وہ پشت پھیر کر بھاگ جاتا ہے اور اس کی

آواز ایسی ہوتی ہے جیسے گدھے کے گوز کی آواز۔ کسی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا: وہ کون شخص تھا؟ انہوں نے کہا: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ۔

﴿ابن عبید و فضائل القرآن، دارمی، طبرانی، بیہقی، ابونعیم﴾

بسند حسن حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی کنیز سدیسہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تو شیطان ان سے نہیں ملا مگر وہ اوندھا گر پڑا۔
﴿طبرانی﴾

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کا شیطان کو تین بار پچھاڑنا:

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: ایک سفر میں ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم جا کر ہمارے لیے پانی لاؤ، تو وہ گئے اور انہیں حبشی کی صورت میں ایک شیطان ملا اور وہ ان کے اور چشمہ کے درمیان حائل ہوگیا۔ تو حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے اسے پچھاڑ دیا، اس نے کہا: مجھے چھوڑ دو، میں تمہارے اور چشمہ کے درمیان سے ہٹ جاتا ہوں تو انہوں نے اسے چھوڑ دیا مگر وہ پھر مقابل آیا اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے دوبارہ پکڑ لیا اور پچھاڑ ڈالا۔ اس نے کہا: مجھے چھوڑ دو۔ میں تمہارے اور چشمہ کے درمیان سے ہٹ جاتا ہوں تو انہوں نے اسے چھوڑ دیا مگر وہ تیسری مرتبہ پھر مقابل آیا اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے پکڑ لیا اور پچھاڑ ڈالا۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ نے صحابہ سے فرمایا:

شیطان حضرت عمار رضی اللہ عنہ اور چشمہ کے درمیان حبشی غلام کی صورت میں حائل ہوگیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو اس پر غالب کر دیا ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے ملے تو انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسا فرمایا ہے۔ یہ سن کر حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے کہا: خدا کی قسم! اگر مجھے یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ شیطان ہے تو میں اسے ضرور قتل کر دیتا۔

﴿ابوالشیخ کتاب العظمۃ، ابونعیم﴾

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے ایک کنوئیں کی طرف بھیجا تو ایک شیطان انسانی صورت میں مجھے ملا اور وہ مجھ سے لڑا مگر میں نے اسے پچھاڑ دیا، پھر میرے ساتھ جو پتھر تھا، اس سے اس کا سر کچلنے لگا۔ نبی کریم ﷺ نے صحابہ نے فرمایا: کنوئیں کے قریب حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو شیطان مل گیا ہے اور وہ ان سے لڑ رہا ہے۔ کچھ دیر بعد میں نے آ کر واقعہ عرض کیا۔ آپ نے فرمایا: وہ شیطان تھا۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس حدیث کی تائید حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا وہ قول کرتا ہے جو انہوں نے اہل عراق سے کہا تھا، کیا تم میں وہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما نہیں ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ کی زبان مبارک سے شیطان کے پنجے سے چھڑایا تھا۔

(علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اسے روایت کیا ہے۔)

حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ رہ کر انسانوں اور جنوں سے جنگ کی ہے۔ ہم نے پوچھا: آپ نے جن سے کس طرح جنگ کی ہے؟ فرمایا: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک منزل میں اترے اور میں نے پانی لانے کیلئے رسی اور ڈول اٹھایا، اس وقت رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: سنو کوئی آنے والا تمہارے پاس آئے گا اور وہ تمہیں پانی سے روکے گا، چنانچہ جب میں کنوئیں کے سر پر پہنچا، اچانک کالا شخص نمودار ہوا گویا کہ وہ سخت جنگ آزمودہ تھا اور اس نے کہا: تم اس کنوئیں سے آج ایک ڈول پانی نہ لے سکو گے، پھر میں نے اسے اور اس نے مجھے پکڑ لیا اور میں نے اسے پچھاڑ دیا۔ پھر میں ایک پتھر لے کر اس کی ناک اور منہ کچلنے لگا۔ اس کے بعد میں نے اپنی مشک بھری اور اسے لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آ گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا کنوئیں پر تمہیں کوئی ملا تھا؟ پھر میں نے واقعہ عرض کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ شیطان تھا۔

﴿ابن سعد، مسند ابن راہویہ﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: ہم نبی کریم ﷺ کے دربار میں بیٹھے تھے کہ ایک شخص آیا جو انتہائی بدصورت تھا اور اس کے کپڑے بھی گندے اور اس سے بدبو آ رہی تھی۔ وہ لوگوں کی گردنوں کو پھلانگتا ہوا آیا اور رسول اللہ ﷺ کے روبرو بیٹھ گیا اور اس نے پوچھا، آپ کو کس نے پیدا کیا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے۔ اس نے پوچھا آسمان کو کس نے پیدا کیا؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے۔ اس نے پوچھا زمین کو کس نے پیدا کیا ہے؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے۔ اس نے پوچھا: اللہ تعالیٰ کو کس نے پیدا کیا ہے؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سبحان اللہ! اور حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی پیشانی پکڑ لی اور اپنا سر مبارک جھکا لیا، پھر وہ شخص اٹھا اور چلا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنا سر مبارک اٹھا کر فرمایا: اس شخص کو میرے پاس بلا کے لاؤ تو ہم نے اسے تلاش کیا مگر وہ ایسا غائب ہوا کہ گویا وہ تھا ہی نہیں، پھر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: وہ ابلیس لعین تھا۔ وہ تم کو تمہارے دین میں شک ڈالنے کیلئے آیا تھا۔

﴿بیہقی﴾

نبی کریم ﷺ نے ابودجانہ رضی اللہ عنہ کو چند آیات تحریر کرا دیں جنہوں نے شیطان کو جلا ڈالا

حضرت ابودجانہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے شکایت کی اور یہ عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! میں اپنے بستر پر لیٹا ہوا تھا کہ اچانک میں نے چکی چلنے جیسی آواز اور شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی مانند آواز سنی اور میں نے ایسی چمک دیکھی جیسے بجلی کوندتی ہے تو میں نے خوفزدہ

ہو کر اپنا سر اٹھایا اور دیکھا کہ سیاہ سایہ ہے جو اوپر بلند ہو رہا ہے اور میرے صحن میں دراز ہو رہا ہے تو میں اس کے قریب گیا اور اس کی جلد کو چھوا تو اس کی جلد سیہ کے کانٹے جیسی تھی اور اس نے میرے چہرے پر آگ کے شرارے پھینکے۔ میں نے گمان کیا کہ میں جل گیا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اے ابو دجانہ رضی اللہ عنہ! وہ تیرے مکان کا رہنے والا ہے، پھر فرمایا: میرے پاس کاغذ دوات لاؤ تو میں لایا اور حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو دے کر فرمایا: لکھو:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

هذا كتاب من رسول الله رب العالمين الى من طرق الدار من العمار والزوار و الصالحين الا طارق يطرق بخير يا رحمن

اما بعد:

فان لنا و لكم فى الحق سعة فان تك عاشقا مولعا او فاجرا مقتحما او راغبا حقا مبطلا۝ هذا كتاب الله ينطق علينا و عليكم بالحق انا كنا نستنسخ ما كنتم تعلمون و رسلنا يكتبون ما كنتم تمكرون اتركوا صاحب كتابى هذا۝ و انطلقوا الى عبدة الاصنام و الى من يزعم ان مع الله الها آخر لا اله الا هو كل شئ هالك الا وجهه له الحكم واليه ترجعون تغلبون حم لا تنصرون حم عسق تفرق اعداء الله و بلغت حجة الله و لا حول ولا قوة الا بالله فسيكفيكهم الله و هو السميع العليم.

حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کی اس تحریر کو لے کر اپنے گھر گیا اور اپنے سر کے نیچے اسے رکھ لیا اور رات کو میں سو گیا اور مجھے ایک چیخ نے جگایا، وہ کہہ رہا تھا: اے ابو دجانہ رضی اللہ عنہ! لات و عزیٰ کی قسم! ان کلمات نے مجھے جلا ڈالا۔ قسم ہے اس تحریر کے مالک کی، جب تم اس تحریر کو مجھ سے اٹھا لو گے تو ہم نہ تمہارے گھروں کو آئیں گے اور نہ تمہارے ہمسایہ کے گھروں میں، جب صبح ہوئی تو میں نے نماز فجر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پڑھی اور جو بات جن سے میں نے سنی، آپ سے عرض کیا: آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابو دجانہ رضی اللہ عنہ! اس قوم سے اسے اٹھا لو کیونکہ قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا، وہ قوم نہایت عذاب کی تکلیف میں مبتلا رہے گی۔

(گویا کہ یہ تعویذ تھا جو کہ نبی کریم ﷺ نے عطا فرمایا۔)

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک صحابی سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ اندھیری رات میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ میں جا رہا تھا، آپ نے ایک شخص کو "قل یاایھا الکفرون" پڑھتے سنا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سنو! یہ شخص شرک سے براءت کا اظہار کر رہا ہے۔ ہم آگے بڑھے تو ایک شخص کو "قل ھو اللہ احد" پڑھتے سنا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سنو! یہ شخص بلاشبہ بخشا گیا، پھر میں نے اپنی سواری کو روک لیا تاکہ دیکھوں کہ کون پڑھ رہا ہے تو میں نے اپنے دائیں اور بائیں جانب دیکھا مگر مجھے کوئی نظر نہ آیا۔ (گویا یہ قرأت جنات کی تھی۔)

﴿بیہقی﴾

سرکار دو عالم ﷺ کا غیب کی خبریں دینا

نجاشی (شاہ حبش) کے فوت ہونے کی خبر دینا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسی دن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نجاشی کے فوت ہونے کی خبر دی جس دن نجاشی فوت ہوا اور حضور نبی کریم ﷺ صحابہ کو لے کر جنازہ گاہ تشریف لائے اور ان کی صفیں باندھ کر چار تکبیروں کے ساتھ نماز جنازہ پڑھی۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آج ایک مرد صالح (نجاشی) فوت ہو گیا ہے اور اصحمہ (نام شاہ حبشہ) کی نماز جنازہ پڑھو۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے جب حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا تو آپ نے فرمایا: میں نے نجاشی کی طرف سے چند مشک کے اوقیے اور جوڑے بھیجے ہیں۔ میں اسے نہیں دیکھتا مگر یہ کہ وہ فوت ہو گیا ہے اور میں ان ہدیوں کو نہیں دیکھتا مگر یہ کہ اسے میری طرف واپس کر دیا ہے تو یہ تمہیں خبر ایسے ہی واقع ہوئی جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نجاشی فوت ہو گیا اور ہدایہ واپس آ گئے۔

﴿بیہقی﴾

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمانا کہ "میں نہیں دیکھتا مگر یہ کہ وہ فوت ہو گیا ہے" واللہ اعلم۔ آپ نے ہدیوں کو اس کی طرف بھیجنے سے پہلے خبر دینے کا ارادہ فرمایا اور اس کے فوت ہونے سے پہلے آپ نے ان کلمات کو صادر فرمایا۔ اس کے بعد جب وہ فوت ہوا تو حضور نبی کریم ﷺ نے اسی دن اس کے فوت ہونے کی خبر دے دی اور اس پر نماز پڑھی تھی۔

جس چیز سے جادو کیا گیا اس کی خبر دینا:

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ مدینہ طیبہ کا رہنے والا ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا کرتا تھا۔ لوگ اس کے پاس امانت رکھا کرتے تھے۔ اس نے حضور نبی کریم ﷺ کیلئے ایک گنڈا بنایا اور اسے کنوئیں میں ڈال دیا۔ اس بنا پر نبی کریم ﷺ علیل ہو گئے۔ پھر دو فرشتے آئے۔ انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کی عیادت کرتے ہوئے بتایا کہ فلاں شخص نے آپ کیلئے گنڈا بنا کر فلاں کنوئیں میں ڈالا ہے اور اس گنڈے کی شدت سے کنوئیں کا پانی زرد ہو گیا ہے تو رسول اللہ نے کسی کو اس گنڈے کو نکالنے کیلئے بھیجا اور اس نے اسے نکالا اور اس نے پانی کو زرد پایا، گنڈے کی جب گرہیں کھولی گئیں تو نبی کریم ﷺ کو نیند آ گئی۔ اس کے بعد اس شخص کو بارگاہ رسالت میں آتے ہوئے

دیکھا گیا مگر رسول اللہ ﷺ نے اس سے کچھ نہ فرمایا اور نہ اس پر ناراضگی کا اظہار کیا۔

﴿ابن سعد، حاکم، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ پر سحر کیا گیا۔ اس کا اثر اتنا ظاہر ہوا کہ آپ کسی کام کے بارے میں خیال فرماتے کہ کر لیا ہے حالانکہ آپ نے اسے کیا نہ ہوتا اور آپ نے اپنے رب سے دعا کی پھر فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ بات بتا دی ہے جس کے بارے میں نے اس سے پوچھا تھا۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! وہ بات کیا بتائی گئی؟ فرمایا: میرے پاس دو فرشتے آئے ایک پائنتی کی جانب دوسرا سرہانے آکے بیٹھا۔ ایک نے دوسرے سے پوچھا: آپ کو کیا تکلیف ہے؟ اس نے کہا: ان پر سحر کیا گیا ہے۔ اس نے پوچھا: کس نے سحر کیا ہے؟ دوسرے نے کہا: لبید بن اعصم نے۔ اس نے پوچھا: کس چیز میں کیا ہے؟ اس نے کہا: کنگھی سے، کنگھی کے بالوں اور کھجور کے غلاف میں۔ اس نے پوچھا: وہ کہاں ہے؟ دوسرے نے کہا: ذروان کے کنوئیں میں ہے، پھر رسول اللہ ﷺ اس کنوئیں پر تشریف لائے اور فرمایا: یہی وہ کنواں ہے جسے مجھے دکھایا گیا ہے۔ اس کے درخت شیطان کے سر جیسے ہیں۔ اس کا پانی بھیگی ہوئی مہندی کے پانی کی مانند تھا۔ آپ نے نکالنے کا حکم دیا اور اسے نکالا گیا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

کلبی رحمۃ اللہ علیہ ابوصالح رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ شدید بیمار ہوئے، تو آپ کے پاس دو فرشتے آئے۔ ایک آپ ﷺ کے سرہانے بیٹھا اور دوسرا آپ ﷺ کے پائیں اور ایک نے دوسرے سے کہا: تمہیں کیا نظر آتا ہے؟ اس نے کہا: سحر کیا گیا ہے۔ پہلے نے پوچھا کس نے سحر کیا ہے؟ دوسرے نے کہا: لبید بن اعصم یہودی نے۔ پہلے نے پوچھا: وہ سحر کی چیزیں کس جگہ ہیں؟ دوسرے نے کہا: آل فلاں کے کنوئیں میں ایک بڑے پتھر کے نیچے دبی ہوئی ہیں لہٰذا وہاں جاؤ اور اس کا پانی نکال کے پتھر اٹھاؤ اور ان چیزوں کو نکال کر اسے جلا دو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب صبح کی تو آپ نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو چند صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ بھیجا اور وہ کنوئیں پر آئے اور انہوں نے دیکھا کہ کنوئیں کا پانی بھیگی ہوئی مہندی کے پانی کی مانند ہے اور انہوں نے اس کا پانی نکالا اور پھر پتھر کو اٹھایا۔ اس کے نیچے سے وہ مورت نکلی جو مدفون تھی اور اسے جلا دیا۔

اس وقت غور سے دیکھا تو اس میں چلہ تھا اور اس میں گیارہ گرہیں لگی ہوئی تھیں اور حضور نبی کریم ﷺ پر معوذتین نازل ہوئیں۔ جب بھی آپ اس کی آیت پڑھتے تو ایک گرہ کھل جاتی۔ وہ معوذتین "قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ" ہیں۔

﴿بیہقی﴾

جویبر رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ضحاک رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل

روایت کی ہے۔ اس میں دونوں سورتوں کے نازل ہونے کا ذکر ہے اور جوں جوں آپ اس کی ایک ایک آیت پڑھتے جاتے، اس کی گرہیں کھلتی جاتی تھیں۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت انس ﷜ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: یہود نے رسول اللہ ﷺ کے واسطے کچھ کیا جس کی وجہ سے آپ کو شدید بیماری عارض ہوئی۔ اس وقت حضرت جبرئیل ﷤ آپ کے پاس معوذتین لائے اور ان دونوں سورتوں سے آپ نے تعوذ کیا اور اپنے صحابہ کے پاس صحت مند ہو کر تشریف لائے۔

﴿ابو نعیم﴾

حضرت عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک ﷜ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ اعصم کی بیٹیوں یعنی لبید کی بہنوں نے حضور نبی کریم ﷺ کیلئے سحر کیا اور لبید وہ شخص تھا جو ان جادو کی چیزوں کو لے کر گیا اور کنوئیں کے اندر پتھر کے نیچے ان کو دبا یا تھا اور اعصم کی ایک بیٹی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی اور اس نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ کہتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی نظر کو کچھ بتایا ہے۔ اس کے بعد وہ اپنی بہنوں کے پاس پہنچی اور ان سے اس کا ذکر کیا۔ ایک نے کہا: اگر وہ نبی ہوں گے تو آپ کو معلوم ہو جائے گا۔ اور اگر نبی نہ ہوئے تو یہ سحر دیوانہ کر دے گا اور ان کی عقل جاتی رہے گی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کی اطلاع دیدی۔

﴿ابن سعد﴾

یاجوج و ماجوج کی دیوار فتح ہونے کی خبر دینا:

ام المؤمنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ خواب سے بیدار ہوئے تو روئے تاباں سرخ تھا اور آپ ﷺ "لا الٰہ الا اللہ" کہہ رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: عرب پر اس شر سے افسوس ہے جو قریب آگیا ہے۔ آج یاجوج ماجوج کی دیوار میں اتنا بڑا شگاف ہو گیا ہے اور آپ نے حلقہ بنا کر شکل بتائی۔

﴿بخاری، مسلم﴾

نبی کریم ﷺ کا دوسروں کے دل کی باتوں سے آگاہ کرنا:

حضرت سلمہ بن اکوع ﷜ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ اچانک ایک شخص آپ کے پاس آیا اور اس نے کہا: آپ کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں نبی (ﷺ) ہوں۔ اس نے کہا: نبی کسے کہتے ہیں؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ کے رسول کو۔ اس نے کہا: قیامت کب آئے گی؟ آپ نے فرمایا: یہ غیب ہے اور غیب کو اللہ تعالیٰ کے سوا (بغیر اطلاع کے) کوئی نہیں جانتا۔ اس نے کہا: اپنی تلوار مجھے دکھائیے تو نبی کریم ﷺ نے تلوار اسے دیدی۔ اس نے تلوار کو دیکھا بھالا پھر آپ کو تلوار واپس کر دی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سن لے! تو ہرگز اس پر قادر نہ ہوگا جس کا تو ارادہ رکھتا ہے۔ اس نے ایسا ارادہ کیا تھا۔ (طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اتنا زیادہ کیا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

یہ شخص آیا اور اس نے اپنے دل میں ارادہ کیا کہ جا کر سوالات کروں گا، پھر تلوار نکال کر آپ کو قتل کر دوں گا، پھر اس نے تلوار نیام میں کر لی۔)

﴿حاکم، طبرانی﴾

اس کے چہرے میں شیطان کا دھبہ ہے:

حضرت انس ﷜ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کے سامنے صحابہ نے ایک شخص کا ذکر کیا اور انہوں نے اس کی جہاد میں قوت اور اس کی عبادت میں ریاضت کا ذکر کیا۔ اچانک وہی شخص سامنے آیا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس کے چہرے میں شیطان کا سیاہ دھبہ دیکھ رہا ہوں۔ جب وہ قریب آیا تو سلام کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم نے اپنے دل میں یہ سوچا تھا کہ مسلمانوں میں مجھ سے بہتر کوئی شخص نہیں ہے؟ اس نے کہا: ہاں میں نے سوچا تھا، پھر وہ چلا گیا اور وہ مسجد میں خط کھینچ کر نماز پڑھنے کھڑا ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کون اٹھتا ہے کہ اسے جا کر قتل کر دے تو حضرت ابوبکر صدیق ﷜ کھڑے ہوئے اور وہ گئے۔ انہوں نے اسے نماز پڑھتے دیکھا تو واپس آ گئے اور عرض کیا: میں نے اسے نماز پڑھتے دیکھا ہے۔ میں نے نماز کی حالت میں قتل کرنے سے خوف کیا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کون اس کی طرف جاتا ہے تاکہ اسے وہ قتل کر دے تو حضرت عمر ﷜ اٹھے اور انہوں نے بھی ایسا ہی کیا جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق ﷜ نے کیا تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے پھر فرمایا: کون اس کی طرف جاتا ہے کہ اسے قتل کر دے تو حضرت علی المرتضیٰ ﷜ نے عرض کیا: میں حاضر ہوں۔ فرمایا: جاؤ اگر تم اس کو پا سکو تو، وہ گئے دیکھا کہ وہ جا چکا تھا۔ وہ آ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ شخص میری امت میں سے پہلا سینگ تھا، اگر تم اسے قتل کر دیتے تو میری امت میں اس کے بعد دو آدمیوں کا اختلاف نہ ہوتا۔

﴿ابن ابی شیبہ، ابو یعلیٰ، بزار، بیہقی﴾

حضور نبی کریم ﷺ نے وابصہ اسدی کے دل کی بات بتا دی:

حضرت وابصہ اسدی ﷜ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا، میں نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں اس لیے آیا کہ میں نیکی اور بدی کے بارے میں پوچھوں مگر میرے پوچھنے سے قبل نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے وابصہ ﷜ کیا میں تمہیں بتا دوں جو تم مجھ سے پوچھنا چاہتے ہو؟ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ مجھے بتائیے۔ فرمایا تم مجھ سے نیکی اور بدی کے بارے میں پوچھنے آئے ہو؟ میں نے عرض کیا، قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ آپ نے بالکل صحیح فرمایا۔

فرمایا: نیکی وہ عمل ہے جس سے انشراح صدر تمہیں حاصل ہو اور بدی وہ ہے جس سے تمہارے دل میں انقباض ہو۔ اگرچہ لوگوں نے تم سے اس کے کرنے کو کہا ہو۔

﴿امام احمد، بزار، ابو یعلیٰ، بیہقی، ابو نعیم﴾

حضرت ابن عمر ﷜ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نبی کریم ﷺ کے دربار میں حاضر

تھا کہ دو شخص آئے۔ ایک انصاری تھا اور دوسرا ثقفی اور وہ دونوں کچھ پوچھنا چاہتے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے ثقفی سے فرمایا: تم اپنی حاجت کو پوچھو۔ اگر تم چاہو تو میں بتادوں جو تم پوچھنا چاہتے ہو؟ ثقفی نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ آپ ہی بتائیے کیونکہ بے پوچھے آپ کا ارشاد فرمانا مجھے زیادہ محبوب ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم اس لیے آئے ہو کہ تم رات میں اپنی نماز، اپنے رکوع، اپنے سجود، اپنے روزے اور اپنے غسل جنابت کے بارے میں پوچھو۔ اس نے عرض کیا، قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا۔ یہی مسائل تھے جن کے بارے میں میں آپ سے پوچھنا چاہتا تھا۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے انصاری سے فرمایا، تم پوچھو اور اگر تم چاہو تو جو پوچھنا چاہتے ہو، میں بتادوں؟ اس نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ میرے لیے یہ صورت تو اور بھی محبوب ہوگی۔

فرمایا: تم اس لیے آئے ہو کہ تم پوچھو کہ اپنے گھر سے بیت اللہ شریف حاضر ہونے کے ارادے سے نکلنے سے کیا اجر ہے؟ اور تم پوچھنا چاہتے ہو کہ عرفات میں ٹھہرنے، اپنا سر منڈانے اور خانہ کعبہ کا طواف کرنے میں میرے لیے کیا ثواب ہے؟ اس نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا۔ یہی وہ مسائل تھے جن کے بارے میں آپ سے دریافت کرنا چاہتا تھا۔

حضرت انس ﷺ سے بھی اس کی مانند مروی ہے جو پہلے حجۃ الوداع کے باب میں گزر چکا ہے اور عبادہ بن صامت ﷺ کی حدیث سے بھی مروی ہے۔ اسے ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا۔

﴿بیہقی، ابو نعیم﴾

کیا میں تم کو بتادوں کہ تم کیا پوچھنے آئے ہو؟:

حضرت عقبہ بن عامر جہنی ﷺ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا، اہل کتاب کے کچھ لوگ اپنی کتابیں اٹھائے ہوئے آئے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت مانگی تو میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا، نہ انہیں مجھ سے کچھ حاصل اور نہ مجھے ان سے کچھ حاصل۔ وہ ایسی باتیں مجھ سے پوچھنا چاہتے ہیں جن کو میں از خود نہیں جانتا۔ میں تو بندہ ہوں۔ اتنا ہی جانتا ہوں جتنا میرے رب نے مجھے بتایا۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے وضو کیا اور مسجد میں تشریف لا کر دو رکعت نماز پڑھی۔ پھر رخ انور پھیر کر مجھ سے فرمایا اور میں نے روئے تاباں پر خوشی و سرور کے آثار دیکھے۔ انہیں آنے کی اجازت دے دو تو وہ لوگ آئے۔

آپ نے فرمایا: اگر تم چاہو تو میں تمہیں بتادوں جو تم مجھ سے پوچھنا چاہتے ہو؟ قبل اس کے کہ تم بولو۔ انہوں نے کہا ضرور ہمیں بتائیے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

تم مجھ سے حضرت ذوالقرنین ﷺ کے بارے میں پوچھنا چاہتے ہو۔ ان کا ابتدائی واقعہ یہ ہے کہ وہ فرزندان روم میں سے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں حکومت عطا فرمائی اور انہوں نے سیر کی۔ یہاں تک کہ وہ ارض مصر کے ساحل پر آئے اور انہوں نے ایک شہر بسایا۔ اس کا نام اسکندریہ رکھا۔ جب وہ اس کی تعمیر سے فارغ ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے پاس فرشتہ بھیجا اور وہ انہیں لے کر زمین آسمان کے

درمیان چڑھا۔ پھر ان سے کہا، اپنے پیچھے دیکھو۔ انہوں نے دو شہر دیکھے۔ پھر وہ فرشتہ انہیں لے کر اور اوپر چڑھا اور کہا، اپنے پیچھے دیکھئے۔ انہوں نے کہا، میں اپنے پیچھے کچھ نہیں دیکھتا ہوں۔ فرشتہ نے کہا، وہ دونوں شہر جسے آپ نے دیکھا، وہ بحر مستدیر ہے اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے ایک خاص راستہ مقرر کیا ہے جس پر تم چلو گے۔ جاہل کو تم سکھاؤ گے اور عالم کو برقرار رکھو گے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: پھر فرشتہ نے انہیں اتارا اور انہوں نے دو پہاڑوں کے درمیان دیوار بنائی۔ وہ پہاڑ اتنے چکنے تھے کہ کوئی چیز ان پر آئے جن کے چہرے کتوں کے چہروں کی مانند ہیں۔ جب ان سے آگے بڑھے تو ایک اور قوم ملی، پھر آگے بڑھے تو ایسی قوم ملی جو سانپوں کی مانند تھی اور ان میں سے ایک سانپ بڑے پتھر کو نگل جاتا ہے۔ اس کے بعد وہ غرانیق پر آئے۔ اہل کتاب نے یہ حال سن کر کہا، ہم اپنی کتابوں میں اسی طرح پاتے ہیں۔

﴿بیہقی﴾

ایک بوڑھے کی فریاد پر نبی کریم ﷺ کی اشکباری:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا، میرا باپ چاہتا ہے کہ میرا مال لے لے۔ آپ نے اس کے باپ کو بلایا۔ اسی لمحہ جبریل علیہ السلام آئے اور کہا کہ اس بوڑھے نے اپنے دل میں کچھ کہا ہے جسے اس کے کانوں نے نہیں سنا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بوڑھے سے فرمایا، کیا تم نے اپنے دل میں کچھ کہا ہے جسے تمہارے کانوں نے نہیں سنا ہے؟

- اس نے کہا اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ یقین و بصیرت کو ہمیشہ زیادہ فرمائے، یقیناً میں نے کہا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا، سناؤ تو اس نے یہ اشعار سنائے:

غذوتک مولودا ومنتک یا فعاد	تعل بما اجنی علیک وتنھل
اذا لیلة ضاقتک بالسقم لم ابت	لسقمک الا ساھرا المتململ
تخاف الردی نفسی علیک و انھا	لتعلم ان الموت ختم موکل
کانی انا المطروق دونک بالذی	طرقت به دونی فعینای تھمل
فلما بلغت السن والغیة التی	الیک مدی ماکنت فیک اومل
جعلت جزائی غلظة و فظاظة	کانک انت المنعم المتفضل
فلیتک اذلم ترع حق ابوتی	کما یفعل الجار والمجاور تفعل

ترجمہ: "اے بیٹے! میں نے کتنی آرزو اور تمنا کے ساتھ تیرے ساتھ رات سے صبح کی ہے۔ جب بیماری کی وجہ سے تجھ پر رات تنگ ہو جاتی تو میں نے سوتا اور بے چینی کے ساتھ جاگتا رہتا تھا۔ میرا دل تیرے مرنے سے لرزتا تھا باوجود یہ کہ جانتا تھا موت یقینی اور مقرر ہے جو بیماری تجھ پر آتی گویا وہ مجھ پر آتی تھی۔ تیری بیماری سے میری آنکھیں آنسو بہاتی تھیں۔ جب تو سن بلوغ اور حد کو پہنچا جس کا میں

تیرے بارے میں تمنا نہیں کرتا تھا تو تو نے میرا بدلہ سختی اور بدخلقی سے دیا۔ گویا کہ تو ہی نعمت دینے والا اور مجھ پر بخشش کرنے والا ہے۔ جب تو میرے والد ہونے کے حق کی پاسداری نہیں کرتا تو ایسا ہی کر جیسے ہمسایہ ہمسایہ کے ساتھ کرتا ہے۔"

اس بوڑھے کی یہ باتیں سن کر رسول اللہ ﷺ رونے لگے اور اس کے بیٹے کا گریبان پکڑ کر فرمایا:

"اَنْتَ وَ مَالُکَ لِاَبِیْکَ" تو اور تیرا مال، تیرے باپ کا ہے۔

﴿ 🌹 ﴾

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کا پیام نکاح آیا تو میری کنیز نے مجھ سے کہا: کیا آپ کو معلوم نہیں کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا پیام نکاح ہے؟ آپ کو کیا چیز مانع ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں اس غرض سے حاضر ہوں۔

تو میں آپ ﷺ کے حضور میں آیا۔ حال یہ کہ رسول اللہ ﷺ کی جلالت و ہیبت مجھ پر طاری تھی۔ جب میں رسول اللہ ﷺ کے روبرو بیٹھ گیا تو خاموش رہا۔ خدا کی قسم مجھ میں بات کرنے کی قدرت نہ تھی۔ میرا یہ حال ملاحظہ فرما کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم کس لیے آئے ہو؟ مگر میں خاموش رہا۔ آپ نے فرمایا: کیا تم فاطمہ رضی اللہ عنہا کا پیام نکاح دینے آئے ہو؟ میں نے عرض کیا، ہاں۔

﴿ 🌹 ﴾

رزق کی فراوانی

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: ہمیں بھوک کی تکلیف ایسی پہنچی کہ اس سے پہلے اس کی مانند کبھی نہ پہنچی تھی۔ مجھ سے میری بہن نے کہا: تم رسول اللہ ﷺ کے حضور جاؤ اور آپ سے عرض کرو تو میں آیا۔ آپ اس وقت خطبہ دے رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: جو پارسائی چاہے گا، اللہ تعالیٰ اسے پارسائی دے گا اور جو غنا چاہے گا، اللہ تعالیٰ اسے غنا دے گا۔ اس وقت میں نے اپنے دل میں کہا: خدا کی قسم! ضرور یہ بات میرے دل کی حالت کو ملاحظہ کر کے مجھ سے ہی فرمائی گئی ہے۔ اب میں کچھ عرض نہ کروں گا اور میں اپنی بہن کے پاس واپس چلا گیا اور میں نے ان سے واقعہ بیان کیا۔ بہن نے کہا: تم نے بہت اچھا کیا۔ جب دوسرا دن آیا تو میں نے خدا کی قسم قلعہ کے نیچے ایسے آپ کو سخت مشقت میں ڈالا۔ جب یہود سے چھوہارے ملے تو میں نے اس سے کھانا خریدا اور ہم نے اسے کھایا۔ پھر دنیا اتنی آئی کہ انصار کا کوئی گھر ہم سے مال میں زیادہ نہ تھا۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے اسی روایت کو اس طرح نقل کیا ہے کہ اس وقت میں نے دل میں کہا: نبی کریم ﷺ نے یہ بات خاص میرے لیے ہی فرمائی ہے۔ ایک روایت میں اس طرح ہے کہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھ پر رزق کی اتنی فراوانی فرمائی کہ میں اس کا گمان بھی نہ کر سکتا تھا۔

﴿ 🌹 ﴾

نبی کریم ﷺ کا منافقوں کے بارے میں خبر دینا:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا اور اپنے خطبے میں ارشاد فرمایا کہ

"اے لوگو! بے شک تم لوگوں میں منافقین موجود ہیں تو جس کا نام لوں وہ اٹھ جائے۔ تو فلاں کھڑا ہو جا و فلاں اٹھ جا۔ اس طرح چھتیس منافقوں کے نام لیے۔"

﴿بیہقی﴾

حضرت ثابت البنانی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ منافقین جمع ہوئے اور انہوں نے آپس میں گفتگو کی۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں کچھ لوگ جمع ہوئے اور انہوں نے یہ ایسا کیا، لہٰذا تم لوگ کھڑے ہو جاؤ اور اللہ تعالیٰ سے استغفار کرو، میں بھی تمہارے لیے استغفار کروں گا مگر کوئی نہ اٹھا۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے اس طرح تین مرتبہ فرمایا۔ پھر آپ نے فرمایا: تم لوگ خود اٹھ جاؤ اور اللہ تعالیٰ سے استغفار کرو، ورنہ میں تمہارے نام لے کر پکاروں گا۔ بالآخر آپ نے فرمایا: "قم یا فلان" اے فلاں اٹھ جا اور وہ تمام ذلیل و خوار ہو کر اٹھے۔

﴿ابن سعد﴾

بھینگا منافق:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے حجرے کے سایہ میں تشریف فرما تھے اور آپ کے گرد بہت سے صحابہ موجود تھے۔ قریب تھا کہ حجرے کا سایہ ختم ہو جائے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تمہارے پاس ایک شخص آئے گا جو تمہاری طرف شیطانی آنکھ سے دیکھے گا تو تم اس سے بات نہ کرنا۔ اتنے میں ایک شخص آیا جو بھینگی آنکھ کا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم اور فلاں فلاں آدمی مجھے برا کیوں کہتے تھے؟ اور وہ شخص ان کی طرف چلا گیا اور انہیں بلا کر لایا اور ان سب نے قسمیں اٹھائیں اور معذرت خواہی کی۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی:

يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيعًا فَيَحْلِفُونَ لَهُ كَمَا يَحْلِفُونَ لَكُمْ

﴿سورۃ المجادلہ﴾

ترجمہ: "جس دن اللہ ان سب کو اٹھائے گا تو اس کے حضور بھی ایسے ہی قسمیں کھائیں گے جیسے تمہارے سامنے کھا رہے ہیں۔"

﴿احمد، حاکم، بیہقی﴾

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے خبر دی کہ فلاں مر گیا ہے۔ آپ نے فرمایا: وہ مرا نہیں ہے۔ اس نے دوبارہ کہا کہ فلاں مر گیا ہے؟ آپ نے فرمایا: وہ مرا نہیں ہے۔ اس نے سہ بارہ بھی کہا۔ آپ نے فرمایا: فلاں نے چوڑے پیکان سے اپنے آپ کو ذبح کیا ہے اور حضور نبی کریم ﷺ نے اس کی نماز جنازہ نہ پڑھائی۔

﴿مسلم﴾

حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کی خبر دی:

حضرت جبیر بن نفیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ بت پوجا کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ اور محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہم دونوں ان کے گھر کے اندر آئے اور ان کے بت کو توڑ ڈالا، جب حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ گھر واپس آئے اور بت کو ٹوٹا ہوا دیکھا تو کہا: تجھ پر افسوس ہے کہ تو نے اپنا بچاؤ بھی نہ کیا۔ اس کے بعد وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئے۔ ابن رواحہ رضی اللہ عنہ نے جب انہیں سامنے سے آتے دیکھا تو عرض کرنے لگے، وہ حضرت ابولدرداء رضی اللہ عنہ آرہے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ وہ ہمیں ڈھونڈنے آرہے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: نہیں بلکہ وہ مسلمان ہونے آرہے ہیں۔ کیونکہ میرے رب نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے اور ابوالدرداء رضی اللہ عنہ مسلمان ہوجائیں گے۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

بادل کو دیکھ کر فرمایا کہ یہ یمن میں برسے گا:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرمایا کہ ہم نے ایک بدلی دیکھی اور رسول اللہ ﷺ باہر ہمارے پاس تشریف لائے۔ آپ نے فرمایا: یہ بدلی کا موکل فرشتہ ابھی میرے پاس آیا اور اس نے مجھے سلام کر کے بتایا کہ اس بدلی کو یمن کی اس وادی کی طرف لے جارہا ہوں جس کا نام صریح ہے۔ اس کے بعد ہمارے پاس ایک سوار آیا، اس نے اس سے اس بدلی کے بارے میں پوچھا تو اس نے بتایا کہ وہ بدلی اسی دن برسی تھی۔

﴿بیہقی﴾

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس حدیث کی شاہد وہ مرسل روایت جو بکر بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ابر کے فرشتہ کی خبر دی کہ یہ فرشتہ فلاں شہر سے آرہا ہے اور فلاں دن ان پر بارش ہوئی ہے اور آپ نے پوچھا ہمارے شہر میں کب بارش ہوگی؟ اس نے کہا: فلاں دن ہوگی۔ اس وقت کچھ منافقین موجود تھے۔ انہوں نے اس دن کو یاد رکھا کہ اس بات کی تصدیق کریں اور انہوں نے اس کی تصدیق کی اور وہ ایمان لائے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے اس کا ذکر کیا آپ نے ان کو دعا دی:

"زَادَكُمُ اللهُ إِيْمَانًا"

ابوشہم سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں مدینہ منورہ کے ایک کوچہ میں باندی کو دیکھا میں نے اپنا ہاتھ بڑھا کر عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میری بیعت لیجئے آپ نے فرمایا: کیا تو وہ شخص نہیں ہے جس نے کل باندی کو کھینچا تھا۔ میں نے کہا: یارسول اللہ ﷺ! میری بیعت قبول کیجئے۔ میں آئندہ ایسی حرکت نہیں کروں گا تو حضور نبی کریم ﷺ فرمایا: اچھا میں بیعت قبول کرتا ہوں۔

﴿ابن سعد، حاکم، بیہقی﴾

گوشت کھا کر بکری کی اصلیت کی خبر دینا:

ایک انصاری سے روایت ہے۔ اس نے کہا کہ ایک عورت نے نبی کریم ﷺ کے کھانے کی

دعوت کی، جب کھانا رکھا گیا تو نبی کریم ﷺ نے لقمہ لے کر منہ میں اسے چبایا تو فرمایا: میں اس گوشت کو اس بکری کا پاتا ہوں جسے ناحق پکڑ لیا گیا تھا۔ اس عورت سے پوچھا گیا۔ اس نے کہا کہ اس کی ہمسایہ نے اس گوشت کو اپنے شوہر کی اجازت لیے بغیر بھیجا تھا۔

﴿بیہقی﴾

مالک کی اجازت کے بغیر بکری کو ذبح کیا گیا:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ ایک عورت کے گھر کی طرف سے گزرے۔ اس نے ان کیلئے بکری ذبح کی اور اس کا کھانا پکایا، جب واپسی میں اس گھر سے گزرے تو عورت نے کہا: یارسول اللہ ﷺ! میں نے آپ سب کیلئے کھانا تیار کیا ہے۔ تشریف لا کر تناول فرمائیں تو حضور نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ اندر تشریف لائے۔

آپ ﷺ نے لقمہ لے کر چبایا تو وہ چبا نہیں، آپ نے فرمایا: اس بکری کو بغیر اسکے مالک کی اجازت کے ذبح کیا گیا ہے۔ اس پر اس عورت نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! ہم لوگ نہ آل معاذ سے تکلف کرتے ہیں اور نہ وہ ہم سے تکلف کرتے ہیں، خواہ ہم ان کی چیز لے لیں یا وہ ہماری چیز لے لیں۔

﴿نسائی، حاکم﴾

چور کا قتل کر دیا گیا:

حضرت حارث بن حاطب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں ایک آدمی نے چوری کی، اسے آپ کے پاس لایا گیا، آپ نے فرمایا: اسے قتل کر دو۔ لوگوں نے عرض کیا: اس نے صرف چوری کی ہے۔

آپ نے فرمایا: اس کا ہاتھ قطع کر دو۔ اس نے پھر دوبار چوری کی اور اس کا ہاتھ کاٹا گیا، پھر چوری کی یہاں تک کہ اس کے چاروں ہاتھ پاؤں کاٹے گئے، اس نے پانچویں مرتبہ پھر چوری کی۔ اس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ اس چور کی حالت زیادہ جانتے تھے، اسی بنا پر آپ نے پہلے اسے قتل کا حکم دیا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اسے لے جاؤ اور قتل کر دو تو لوگوں نے اسے قتل کر دیا۔

﴿حاکم﴾

تو روزہ دار نہیں ہے اور غیبت کا وبال:

ابوالبختری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک عورت تھی جس کی زبان میں تیزی تھی۔ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئی جب رات ہوئی تو حضور نبی کریم ﷺ نے اسے اپنے کھانے کی طرف مدعو کیا اور اس نے کہا: میں آج روزہ دار تھی۔

آپ ﷺ نے فرمایا: تو نے روزہ نہیں رکھا (فاقہ کیا ہے) جب دوسرا دن ہوا تو اس نے قدرے اپنی زبان کی حفاظت کی، جب شام ہوئی تو حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے کھانے کی طرف مدعو کیا۔ اس

نے عرض کیا: میں آج بھی روزے دار تھی۔ فرمایا تو جھوٹ کہتی ہے پھر جب تیسرا دن ہوا تو اس نے اپنی زبان کی پوری نگہداشت کی اور اس سے غیبت کی کوئی بات صادر نہ ہوئی، جب شام ہوئی تو حضور نبی کریم ﷺ نے اسے کھانے کی طرف بلایا۔ اس نے عرض کیا: میں آج بھی روزہ دار تھی۔ آپ نے فرمایا: آج تو نے روزہ رکھا ہے۔ یہ حدیث مرسل ہے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے لوگوں کو ایک دن روزہ رکھنے کا حکم دیا اور فرمایا جب تک میں اجازت نہ دوں روزہ افطار نہ کریں تو لوگوں نے روزہ رکھا جب شام ہوئی تو ایک شخص آیا اور اس نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ! میں نے پورا دن روزے سے گزارا ہے تو کیا مجھے اجازت ہے کہ میں افطار کروں تو آپ نے اسے اجازت دیدی، اسی طرح لوگ حاضر ہوتے رہے اور آپ اجازت دیتے رہے۔

یہاں تک کہ ایک شخص آیا اور اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میرے اہل خانہ میں سے دو عورتوں نے روزہ رکھا ہے اور وہ دونوں آپ ﷺ کے حضور آنے سے حیا کرتی ہیں۔ آپ ان کو افطار کی اجازت مرحمت فرمادیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس شخص سے اعراض فرمایا، پھر اس نے عرض کیا: آپ نے پھر اعراض فرمایا۔ اس نے پھر عرض کیا۔ آپ نے فرمایا: ان دونوں نے روزہ نہیں رکھا۔ وہ کیسے روزہ دار ہو سکتا ہے جس نے لوگوں کا گوشت کھایا ہو؟ ان دونوں سے کہہ دو اگر تم روزے دار تھیں تو تمہیں قے کردینا چاہیے تو وہ شخص ان دونوں کے پاس پہنچا اور ان کو بتایا اور ان دونوں نے قے کی تو ہر ایک کے پیٹ سے خون کا لوتھڑا برآمد ہوا۔ وہ شخص نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور آپ سے واقعہ عرض کیا۔ آپ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں جان ہے، اگر وہ لوتھڑے ان کے پیٹوں میں رہتے تو ان دونوں کو ضرور آگ کھاتی۔

﴿طیالسی، ''شعب الایمان''، ابن ابی الدنیا ''ذم الغیبۃ''﴾

رسول اللہ ﷺ کے غلام حضرت عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو عورتوں نے روزہ رکھا اور ایک شخص نے آکر عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! اس جگہ دو عورتیں روزہ دار ہیں اور ان دونوں کی حالت ایسی ہے کہ قریب ہے کہ پیاس سے مرجائیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ان کو بلا لاؤ تو وہ آئیں حضور نبی کریم ﷺ نے ایک بڑا برتن دے کر ایک عورت سے فرمایا: اس میں قے کردے تو اس نے قے کردی اور اس نے خون، کچ لہو، پیپ اور گوشت کی قے کی۔ یہاں تک کہ آدھا برتن بھر گیا، پھر دوسری عورت سے فرمایا کہ اس میں قے کردے تو اس نے کچ لہو، خون، پیپ اور تازہ گوشت کی قے کی۔ یہاں تک کہ وہ برتن بھر گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم دونوں نے خدا کے حلال کیے ہوئے رزق کو کھا کر روزہ رکھا اور اپنے روزوں کو خدا کی حرام کی ہوئی چیزوں سے افطار کیا کیونکہ تم دونوں ایک دوسرے کے پاس بیٹھ کر لوگوں کا گوشت کھاتی ہیں۔ یعنی غیبت کرتی ہیں۔

﴿احمد، بیہقی ''الشعب''، ابن ابی الدنیا ''ذم الغیبۃ''﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھی ہوئی تھی کہ ایک گزرنے والی عورت کی نسبت میں نے کہا کہ یہ عورت لمبے دامنوں والی ہے۔ اس پر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تھوکو، تھوکو، تو میں نے گوشت کا لوتھڑا تھوکا۔

﴿ابن ابی الدنیا﴾

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ میں تشریف فرما تھے۔ اچانک آپ اٹھے اور اندر تشریف لے گئے۔ اس وقت بطور ہدیہ کچھ گوشت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا تھا۔ لوگوں نے کہا: اے زید رضی اللہ عنہ! کاش تم حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں جا کر آپ سے عرض کرتے کہ اس گوشت میں سے کچھ حصہ ہمیں بھی عنایت فرمائیں، چنانچہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے زید رضی اللہ عنہ! تم ان کے پاس جاؤ۔ انہوں نے تمہارے آنے کے بعد گوشت کھا لیا ہے تو میں نے جا کر انہیں بتایا۔ انہوں نے کہا: ہم نے گوشت نہیں کھایا ہے۔ ضرور یہ کوئی اہم بات ہے تو وہ لوگ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: گویا تمہارے دانتوں میں حضرت زید رضی اللہ عنہ کے گوشت کی سبزی دیکھ رہا ہوں۔ لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! سچ ہے، آپ ہمارے لیے استغفار کیجئے تو حضور نبی کریم ﷺ نے ان کیلئے استغفار فرمایا۔

﴿حاکم﴾

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ آپ نے فرمایا: عرب میں دستور تھا کہ سفر میں ایک دوسرے کی خدمت کیا کرتے تھے اور ایک شخص تھا جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت کیا کرتا تھا۔ یہ دونوں بزرگ سو کر بیدار ہوئے تو دیکھا کہ ان دونوں کیلئے ایک شخص نے کھانا تیار نہیں کیا ہے۔ اس پر ان دونوں بزرگوں نے کہا: وہ بہت سونے والا شخص ہے، پھر انہوں نے اسے جگایا اور کہا کہ تم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جاؤ اور آپ سے عرض کرو کہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہم سلام عرض کرتے ہیں اور سالن مانگتے ہیں۔ اس پر حضور نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا:

ان دونوں نے سالن کھا لیا ہے پھر وہ دونوں آئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ہم نے کون سا سالن کھایا ہے؟ فرمایا: تم نے اپنے بھائی کا گوشت کھایا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ یقیناً میں اس کا گوشت تمہارے دانتوں میں دیکھ رہا ہوں۔ پھر ان دونوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ہمارے لیے استغفار کیجئے۔ فرمایا: جاؤ! اس شخص سے کہہ دو کہ وہ تمہارے لیے استغفار کرے۔

﴿الضیاء مقدسی المختارہ﴾

گوشت پتھر بن گیا:

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میرے پاس ہدیہ میں گوشت کا ٹکڑا آیا۔ میں نے خادم سے کہا: اسے رسول اللہ ﷺ کیلئے رکھ چھوڑو۔ اسی اثناء میں ایک سائل آیا اور اس نے دروازے پر کھڑے ہو کر آواز لگائی: "تَصَدَّقُوْا بَارَکَ اللّٰہُ فِیْکُمْ" صدقہ دو، اللہ

تعالیٰ تمہارے رزق میں برکت دے، ہم نے اسے جواب دیا۔ "بَارَکَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْکُمْ" اللہ تعالیٰ تم پر برکت کرے اور وہ سائل چلا گیا۔ پھر نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو میں نے خادم سے کہا: اس گوشت کو پیش کردو اور وہ اسے لایا، دیکھا تو سفید پتھر بن گیا تھا اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا آج تمہارے پاس کوئی سائل آیا تھا جسے تم نے واپس کر دیا۔ میں نے عرض کیا: ہاں۔ فرمایا: یہ گوشت اس وجہ سے پتھر ہوگیا ہے۔ اس کے بعد وہ پتھر ان کے گھر کے ایک گوشے میں پڑا رہا اور وہ اس پر کوٹتی اور پیستی رہیں، یہاں تک کہ ان کی رحلت ہوگئی۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کیلئے نبی کریم ﷺ کی دعا:

بسند صحیح حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک غزوہ میں تھے۔ لوگوں کو سخت مشقت وتکلیف پہنچی، یہاں تک کہ میں نے مسلمانوں کے چہروں پر غم واندوہ اور منافقوں کے چہروں پر خوشی ومسرت دیکھی، جب رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کا یہ حال دیکھا تو فرمایا:

خدا کی قسم! آفتاب غروب نہ ہوگا کہ تمہارے پاس اللہ تعالیٰ رزق بھیج دے گا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یقین کرلیا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بات ضرور صادق ہوگی۔ چنانچہ حضرت عثمان نے چودہ اونٹوں پر لدا ہوا غلہ خریدا اور نو اونٹ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیج دیئے، یہ دیکھ کر مسلمانوں کے چہروں پر خوشی ومسرت کی لہر دوڑ گئی اور منافقوں کے چہروں پر غم واندوہ کے بادل چھاگئے اور میں نے دیکھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنے دست اقدس اٹھائے۔ یہاں تک کہ آپ کے بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگی، اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کیلئے ایسی دعا مانگی کہ اس سے پہلے کسی کیلئے ایسی دعا میں نے نہیں سنی۔

﴿طبرانی﴾

صبح کو مشرک ہوگا شام کو مومن بن کر آئے گا:

حضرت مسعود بن ضحاک کمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان کا نام مطاع (جن کی اطاعت کی جائے) رکھا اور ان سے فرمایا: تم اپنی قوم میں مطاع یعنی مخدوم ہو اور ان سے فرمایا: تم رفقاء میں جاؤ اور جو تمہارے جھنڈے تلے آئے گا، وہ محفوظ ہوگا تو وہ ان کی طرف گئے اور ان سب نے ان کی اطاعت کی اور ان کے ساتھ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئے۔ ان لوگوں نے عرض کیا: ہمارے لیے جرش پر دعا کیجئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ان کے فرمایا: جرش الاجراش کی کثرت ہوگی اور لوگ کم ہوں گے۔

انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! کیا آپ نے ان کیلئے کثرت کی دعا فرمائی ہے؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے اور مجھے خبر دی کہ مسعود (رضی اللہ عنہ) صبح کے وقت حالت شرک میں مجھ سے جنگ کرے گا اور شام کو مومن بن کر میری خدمت میں آئے گا چنانچہ جب آفتاب ڈھل گیا تو حضرت مسعود رضی اللہ عنہ مومن بن کر بارگاہ رسالت ﷺ میں آئے اور وہ ایسے مطاع تھے

کہ جب قبائل کے درمیان جنگ ہوتی تو وہ جھنڈا اٹھام کرتے اور ان کے درمیان صلح کرا دیتے تھے۔
﴿ابونعیم﴾

حضرت عبدالرحمن جمحی ﷜ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ اچانک دو سوار آئے، جب حضور نبی کریم ﷺ نے ان کو آتے دیکھا تو فرمایا: یہ دونوں بنی کندہ اور مذحج ہیں۔ یہاں تک کہ جب وہ آئے تو وہ دونوں بنی کندہ اور مذحج کے تھے اور ان دونوں نے آپ کی بیعت کی۔

﴿ابن سعد﴾

دونوں میں کون حسین ہے:

حضرت ابی عاصم ﷜ سے روایت ہے۔ کہا کہ مجھ سے حضرت عثمان بن عفان ﷜ کے ایک غلام نے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان ﷜ کے پاس کوئی چیز ہدیۃً بھیجی اور وہ قاصد کچھ دیر ٹھہرا رہا، پھر وہ قاصد آیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: تم کس لیے ٹھہرے رہے؟ پھر فرمایا: اگر تم چاہو تو میں تمہیں بتاؤں کہ کس بنا پر تم ٹھہرے رہے؟

فرمایا: تم ایک نظر حضرت عثمان ﷜ پر ڈالتے تھے اور ایک نظر حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا پر اور یہ دیکھتے تھے کہ ان میں سے کون زیادہ حسین ہے۔ اس نے کہا آپ نے سچ فرمایا۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ اسی بات نے مجھے ٹھہرائے رکھا تھا۔

﴿ابن عساکر﴾

زبیر بن بکار رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ مجھ سے محمد بن سلام رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث بیان کی۔ کہا کہ مجھ سے حضرت عثمان بن عفان ﷜ کے غلام ابوالمقدم نے حدیث بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کے ہاتھ بکری کے پائے حضرت عثمان بن عفان ﷜ کے یہاں بھیجے۔ وہ آدمی کچھ دیر ٹھہرا رہا۔ نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا: اگر تم چاہو تو میں بتادوں کہ کس لیے تم وہاں ٹھہرے رہے۔ اس نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! ضرور بتائیے۔ آپ نے فرمایا: تم حضرت عثمان ﷜ اور حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کو دیکھ کر ان کے حسن پر تعجب کر رہے تھے۔

﴿ابن عساکر﴾

اہل جنت سے آ رہا ہے:

حضرت ابن مسعود ﷜ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارے پاس اہل جنت کا ایک شخص آ رہا ہے تو حضرت ابوبکر صدیق ﷜ آئے اور سلام کر کے بیٹھ گئے۔

﴿حاکم﴾

حضرت عمرو بن العاص ﷜ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس دروازے سے جو سب سے پہلے داخل ہوگا، وہ شخص اہل جنت میں سے ہے، چنانچہ حضرت سعد بن ابی وقاص ﷜ داخل ہوئے۔

﴿احمد﴾

خاص بات نہیں دیکھی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے اس کے رخسار پر تل دیکھا ہے جس سے تمہارے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ وہ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: آپ ﷺ سے کوئی بات پوشیدہ نہیں رہتی۔ خواہ کوئی آپ سے کتنا ہی چھپائے۔ کس میں یہ جرأت ہے؟

﴿خطیب، ابن عساکر﴾

ساتھی سے بے خوف نہ رہنا:

عباس بن عبداللہ بن معبد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے مکہ مکرمہ جانے کا ارادہ کیا اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے بنی بکر کے اس شخص کو ساتھ لے جانے کی اجازت مانگی جو مکہ جانا چاہتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: تم اسے لے جاؤ مگر اپنے بکری بھائی سے بے خوف نہ رہنا تو حضرت خالد انہیں لے کر روانہ ہو گئے۔ ایک روز حضرت خالد رضی اللہ عنہ بیدار ہوئے تو دیکھا کہ ان کا ساتھی تلوار سونتے کھڑا ہے اور انہیں قتل کرنا چاہتا ہے تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کر دیا۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت عمرو بن فغواء خزاعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے بلایا اور حضور نبی کریم ﷺ نے ارادہ فرمایا کہ مجھے مال دے کر ابوسفیان کے پاس مکہ مکرمہ بھیجیں تاکہ وہ فتح کے بعد قریش میں اسے تقسیم کر دیں اور میں سفر میں اپنے رفیق کا متلاشی تھا، چنانچہ میرے پاس عمرو بن امیہ ضمری آیا اور اس نے مجھ سے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم مکہ مکرمہ جانے کا ارادہ رکھتے ہو تو میں تمہارا رفیق سفر ہوں گا۔ میں نے نبی کریم ﷺ سے اس کا ذکر کیا۔

آپ ﷺ نے فرمایا جب تم اس کی قوم کے علاقہ میں اترو تو اس سے ڈرتے رہنا کیونکہ کسی کہنے والے نے کہا ہے کہ "اخوک البکری فلا تامنه" اپنے بنی بکر بھائی سے بے خوف نہ رہنا، چنانچہ ہم روانہ ہوئے۔ یہاں تک کہ جب ہم منزل ابواء میں آئے تو میرے رفیق سفر عمرو بن امیہ ضمری نے کہا کہ مجھے اپنی قوم سے کچھ کام ہے تو تم میرا انتظار کرنا۔ میں نے کہا: رشد کی حالت میں جاؤ۔ جب وہ چلا گیا تو مجھے رسول اللہ ﷺ کی ہدایت یاد آ گئی اور میں نے اپنے اونٹ کو تیار کیا میں اسے تیز دوڑا کر لے گیا۔ یہاں تک کہ جب میں منزل اصافر میں تھا، اچانک میں نے دیکھا کہ وہ ایک جماعت کے ساتھ میرے تعاقب میں آ رہا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں اپنے اونٹ کو خوب تیز دوڑایا اور میں آگے نکل گیا، جب اس کی قوم نے دیکھا کہ میں نے ان کے قابو سے باہر ہو گیا ہوں تو وہ پلٹ کر چلے گئے اور وہ تنہا میرے پاس آیا اور مجھ سے کہا: مجھے اپنی قوم سے ایک کام تھا۔ میں نے کہا: ہوگا اور ہم سفر طے کر کے مکہ مکرمہ پہنچ گئے۔

﴿ابونعیم المعرفہ، ابن سعد﴾

آج جو پوچھو گے بتاؤں گا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ جلال کی حالت میں باہر تشریف لائے اور آپ نے لوگوں کو خطبہ دیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا: آج تم لوگ مجھ سے جو پوچھو

گے، میں تمہیں ضرور بتاؤں گا اور ہم لوگوں نے خیال کیا کہ آپ کے ساتھ حضرت جبرئیل علیہ السلام ہیں۔ اس وقت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ہم لوگ جاہلیت کے زمانے کے قریب رہ چکے ہیں۔ آپ ہماری برائیوں کو ہم پر ظاہر نہ فرمائیں۔ آپ ہمیں معاف رکھیں۔ "عفا اللہ عنک"

﴿ابو یعلی﴾

تو جنتی ہے اور تو جہنمی ہے:

ابو یعلی رحمۃ اللہ علیہ نے ایسی سند کے ساتھ جس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ قریش کا یہ قبیلہ ہمیشہ مامون و محفوظ رہے گا۔ یہاں تک کہ لوگ ان کو ان کے دین سے کفر پر لوٹا دیں۔ پھر ایک شخص حضور نبی کریم ﷺ کے قریب آ کر کھڑا ہوا اور اس نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا میں جنت میں جاؤں گا یا جہنم میں؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جنت میں، پھر ایک اور شخص کھڑا ہوا اور اس نے کہا: کیا میں جنت میں جاؤں گا یا جہنم میں؟ فرمایا: جہنم میں۔

اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: تم لوگ میرے سامنے خاموش رہا کرو، جب تک کہ میں خود خاموش رہوں، اگر یہ بات نہ ہوتی تو تم دفن کیے جاؤ گے تو میں اہل جہنم کے ایک گروہ کی تمہیں ضرور خبر دیتا۔ یہاں تک کہ تم پہچان لیتے اور مجھے ایسا کرنے کا حکم دیا جاتا تو ضرور میں ایسا کرتا۔

حضرت مکحول رضی اللہ عنہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے جس دن ان کو یمن کی طرف بھیجا اور انہیں ان کی اونٹنی پر سوار کیا تو فرمایا: اے معاذ رضی اللہ عنہ! تم روانہ ہو جاؤ، جب تم جند میں پہنچو گے اور جس جگہ تمہاری یہ اونٹنی بیٹھ جائے تو وہاں اذان دینا اور نماز پڑھنا اور اس جگہ مسجد بنانا۔

تو حضرت معاذ رضی اللہ عنہ روانہ ہوئے۔ یہاں تک کہ جب وہ جند میں پہنچے تو اونٹنی نے چکر لگایا مگر بیٹھنے سے انکار کیا، اس وقت انہوں نے پوچھا: کیا اس کے سوا کوئی اور جند بھی ہے۔ لوگوں نے کہا: ہاں جند رکامہ ہے تو جب وہ وہاں پہنچے تو اونٹنی کو پھیرا اور وہ بیٹھ گئی۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے اتر کر نماز کیلئے اذان دی، پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھی۔

﴿ابن عبدالحکم فتح مصر﴾

اسود عنسی کے قتل کی خبر دینا اور قاتل کا نام بھی بتایا:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ جس دن اسود عنسی قتل کیا گیا۔ نبی کریم ﷺ کے پاس آسمان سے خبر آئی۔ آپ ہمارے پاس باہر تشریف لائے اور فرمایا: آج رات عنسی قتل کر دیا گیا اور اسے اس مبارک شخص نے قتل کیا ہے جو مبارکوں کے اہل بیت سے ہے۔ کسی نے پوچھا: اس کا نام کیا ہے؟ فرمایا: اس کا نام "فیروز" ہے۔

﴿دیلمی﴾

حافظ عبدالغنی بن سعید رحمۃ اللہ علیہ نے "المبہمات" میں حضرت مدلوک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ

حضرت ضمضم بن قتادہ رضی اللہ عنہ کے یہاں ایک بچہ پیدا ہوا جس کا رنگ کالا تھا اور اس بچے کی ماں بنی عجل سے تھی تو اس بنا پر حضرت ضمضم رضی اللہ عنہ کو وحشت ہوئی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر شکایت کی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تمہارے اونٹ ہیں؟ اس نے کہا: ہاں۔ فرمایا: ان کے رنگ کیا ہیں۔ اس نے کہا: ان میں سرخ بھی ہیں، کالے بھی ہیں اور مختلف رنگ کے بھی ہیں۔ فرمایا: ان میں یہ رنگ کہاں سے آئے؟ اس نے کہا: وہ اپنی اصل سے لیتے ہیں۔ فرمایا: بچے نے بھی رنگ اپنی اصل سے لیا ہے۔ راوی نے کہا کہ پھر وہ عجل کی عورتوں میں آیا اور اس اصل کی بابت دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ اس کی بیوی کی دادی کا رنگ کالا تھا۔

✿ (اصل حدیث بخاری و مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔)

اس کی بیوی نے تمہیں یہ کہا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک شخص تھا جو کسی نیکی کے قریب نہیں گیا اور نہ اس کے اعمال خیر پہچانے جاتے تھے۔ جب وہ فوت ہوا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فلاں آدمی کو جنت میں داخل کر دیا ہے؟ لوگوں نے اس پر حیرت و تعجب کیا۔ ایک شخص اٹھ کر اس کی بیوی کے پاس گیا اور اس کے عمل کے بارے میں اس کی بیوی سے پوچھا۔ اس نے کہا: اس کے عمل خیر تو نہ تھے بجز ایک خوبی کے جو اس میں تھی۔ وہ یہ کہ دن اور رات میں جب بھی اذان سنتا تو وہ انہیں کلمات کو دہراتا تھا۔ پھر وہ شخص آیا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اتنے قریب پہنچا کہ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سن سکتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند آواز سے فرمایا: تم ہی فلاں شخص کی بیوی کے پاس گئے تھے اور تم نے اس سے اس کے عمل کی بابت پوچھا تھا اور انہوں نے تم سے ایسا ایسا کہا۔ اس شخص نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ یقیناً آپ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم اپنی عورتوں سے بات کرنے اور کشادہ روئی سے پیش آنے سے بچتے تھے۔ مبادا کہ ہمارے بارے میں کوئی چیز نازل نہ ہو جائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رحلت فرمائی تو ہم نے ان سے بات کی اور خوش روئی سے پیش آئے۔

﴿بخاری﴾

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: خدا کی قسم! ہم میں سے ہر ایک شخص اپنی بیوی کے ساتھ ہر بات سے بچتا تھا باوجودیکہ وہ اور اس کی بیوی ایک چادر میں ہوتے تھے۔ مبادا کہ ان کے بارے میں قرآن کریم کا کوئی حکم نازل نہ ہو جائے۔

﴿بیہقی﴾

اپنے بعد امور کی خبریں اور ان کا ظہور ہونا:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مجھ

سے قیامت تک ہونے والی باتیں بیان فرمائیں۔

{مسلم}

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان ایک جگہ کھڑے ہوئے اور آپ نے قیامت تک ہونے والی کسی بات کو نہ چھوڑا مگر یہ کہ اسے آپ نے بیان کیا جس نے اسے یاد رکھا اس نے اسے یاد رکھا اور جو اسے بھول گیا وہ اسے بھول گیا۔ یقیناً جب کوئی بات ایسی ہوتی ہے جسے میں بھول چکا ہوتا ہوں تو فوراً وہ بات یاد آجاتی ہے۔ جیسے کہ کوئی شخص کسی کے چہرے کو یاد کر لیتا ہے، جب وہ اس سے غائب ہوتا ہے پھر جب اس کے سامنے آتا ہے تو وہ اسے پہچان لیتا ہے۔

{بخاری، مسلم}

حضرت ابوزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فجر کی نماز پڑھائی۔ اس کے بعد منبر پر تشریف فرما ہو کر ہمیں خطبہ دیا۔ یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا تو حضور نبی کریم ﷺ نے کہا اور ہمیں جو کچھ ہو گیا اور جو کچھ قیامت تک ہوگا، سب بتا دیا تو ہم میں سے جس نے زیادہ یاد رکھا وہ ہم میں عالم ہے۔

{مسلم}

قیامت تک جو کچھ آپ کی امت کرے گی اس کی خبر دینا:

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس حال میں چھوڑا ہے کہ فضائے آسمانی میں جو پرندہ پر مارتا ہے، آپ ﷺ نے از روئے علم ہم سے اس کا ذکر کر دیا ہے۔

(ابو یعلیٰ و ابن منیع اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل روایت کی۔)

{احمد، ابن سعد، طبرانی}

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان ایک جگہ کھڑے ہوئے اور قیامت تک جو کچھ آپ کی امت کرے گی، آپ نے ان سب کی خبر ہمیں دے دی جس نے یاد رکھا اس نے یاد رکھا اور جو بھول گیا وہ بھول گیا۔

{احمد، تاریخ بخاری، طبرانی}

ساری دنیا میرے پیش نظر ہے:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ساری دنیا کو اٹھا کر میرے پیش نظر کر دیا ہے اور میں اسے دیکھ رہا ہوں اور قیامت تک جو کچھ اس میں ہونے والا ہے، میں اسے اس طرح واضح طور پر دیکھ رہا ہوں جیسے میری یہ ہتھیلی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کیلئے اس طرح منکشف فرمایا جس طرح آپ سے پہلے نبیوں کیلئے منکشف کیا۔

{طبرانی}

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: آفتاب کو گہن لگا اور نبی کریم

ﷺ نے نماز پڑھا کر فرمایا: خدا کی قسم! جب سے میں نماز کیلئے کھڑا ہوا، میں تمہاری دنیا اور تمہاری آخرت کی ان باتوں کو دیکھ رہا ہوں جو تم کو پیش آئیں گی۔

﴿احمد﴾

دنیا اور عورتوں سے بچو:

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: دنیا سرسبز و شیریں ہے اور اللہ تعالیٰ تم کو اس دنیا میں حکومت دے گا تاکہ وہ تمہیں آزمائے کہ تم کیسے عمل کرتے ہو۔ لہٰذا تم دنیا سے بچو اور عورتوں سے بچو۔ اس لیے کہ بنی اسرائیل کا پہلا فتنہ عورتوں میں تھا۔

﴿مسلم﴾

حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: خدا کی قسم! میں تم پر محتاجی و فقر سے نہیں ڈرتا لیکن میں تم پر اس سے ڈرتا ہوں کہ تم پر دنیا کی فراخی ہو جس طرح کہ تم سے پہلوں پر فراخی ہوئی تھی، تو تم اس طرح خود غرضی کرو گے جس طرح انہوں نے کی اور اس طرح لہو و لعب میں پڑ جاؤ گے جس طرح وہ پڑے تھے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

نقشین فرش ہوں گے:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہارے پاس نقشین فرش ہیں؟ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ! ہمارے پاس نقشین فرش کہاں سے آئے؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: عنقریب تمہارے پاس نقشین فرش ہوں گے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرمایا: آج میں اپنی بیوی سے کہتا ہوں کہ اس نقشین فرش کو مجھ سے دور رکھو تو وہ کہتی ہے کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا تھا کہ میرے بعد تمہارے لیے نقشین فرش ہوں گے؟

﴿بخاری، مسلم﴾

آج تم خیر پر ہو لیکن اس کے بعد ایک دوسرے سے لڑو گے:

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ بہت جلد ایسے زمانوں کو پاؤ گے کہ تم میں سے ہر ایک کے پاس صبح کو ایک کھانا اور شام کو دوسرا کھانا آئے گا اور تم ایسا لباس پہنو گے جیسے خانہ کعبہ کا غلاف۔ صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ہم آج خیر پر ہیں یا اس وقت ہوں گے۔ فرمایا: نہیں بلکہ تم خیر پر ہو اور آج تم ایک دوسرے سے محبت کرتے ہو اور اس وقت تم ایک دوسرے سے بغض رکھو گے اور ایک دوسرے کی گردن مارو گے۔

﴿احمد، حاکم، بیہقی﴾

دنیا کی زیب و زینت پر صحابی کا رونا:

حضرت عبداللہ بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہیں کسی دعوت پر مدعو کیا گیا جب وہ اس گھر میں

آئے تو انہوں نے دیواروں پر پردے لٹکے ہوئے دیکھے تو وہ باہر بیٹھ کر رونے لگے، کسی نے اس کی وجہ پوچھی تو کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ دنیا تمہاری طرف امنڈ کر آئے گی اور اسے تین مرتبہ فرمایا۔ پھر فرمایا تم آج اچھے ہو، اس وقت سے جبکہ تمہارے سامنے صبح کو ایک کھانا آئے گا اور شام کو دوسرا کھانا اور تم میں سے کوئی صبح کو ایک لباس پہنے گا اور شام کو دوسرا اور تمہارے گھر کی دیواروں پر ایسے پردے پڑے ہوں گے جیسے خانہ کعبہ پر پردے پڑے ہیں۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پھر میں کیوں نہ روؤں جبکہ میں نے تم کو اس حال میں دیکھا کہ تمہارے گھروں پر ایسے پردے پڑے ہیں جیسے کعبہ پر پردے ہیں۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے عرض کیا: ہم لوگوں کو قحط سالی نے کھا لیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں قحط سالی کے سوا سے تم پر ڈرتا ہوں کیونکہ تم پر دنیا ہر طرف سے آئے گی، کاش کہ میری امت سونے کا زیور نہ بناتی۔

(ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی مثل حضرت ابوذر اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کی ہے۔)

﴿ابونعیم﴾

حیرہ کے فتح ہونے کی خبر دینا:

حضرت خریم بن اوس بن حارثہ بن لام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کی جانب اس وقت ہجرت کی جبکہ آپ تبوک سے واپس تشریف لائے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس وقت فرمایا: یہ حیرہ بیضا ہے جسے میرے سامنے لایا گیا ہے اور یہ شیما بنت نفیلہ ازدیہ اپنے خچر شہباء پر کالا دوپٹہ اوڑھے موجود ہے۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! اگر ہم حیرہ میں داخل ہوں اور میں اسے ویسا ہی پاؤں جیسا کہ آپ نے صفت بیان کی ہے تو کیا وہ میرے لیے ہوگی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: وہ تمہارے لیے ہے۔ چنانچہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا زمانہ خلافت آیا اور ہمیں مسیلمہ کذاب کے استیصال سے فارغ ہوئے تو حیرہ کی طرف متوجہ ہوئے، ہمارے داخل ہونے کے بعد جو عورت سب سے پہلے ہمیں ملی وہ شیما بنت نفیلہ تھی اور اسی حال میں تھی جس حالت کی خبر رسول اللہ ﷺ نے دی تھی یعنی وہ اپنے خچر شہباء پر سوار کالا دوپٹہ اوڑھے تھی اور میں اس کے ساتھ متعلق ہو گیا اور میں نے کہا: یہی وہ عورت ہے جسے رسول اللہ ﷺ نے مجھے عطا فرمایا تھا۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اس پر مجھ سے شہادت طلب فرمائی اور میں نے اس کی شہادت پیش کی۔ وہ شہادت حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اور حضرت محمد بن بشیر انصاری رضی اللہ عنہ کی تھی تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اسے میرے حوالے کر دیا۔ پھر اس کا بھائی ہمارے پاس صلح کی غرض سے آیا اور اس نے کہا: اسے فروخت کر دو۔ خدا کی قسم! دس سو درہم سے کم نہ کروں گا تو اس نے مجھے ایک ہزار درہم دے دیئے، پھر مجھ سے کسی نے کہا: اگر تم ایک لاکھ درہم مانگتے تو وہ ضرور دیتا۔ میں نے کہا: میں دس سو درہم سے زیادہ گنتی جانتا ہی نہ تھا۔

﴿تاریخ بخاری، طبرانی، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے روبرو حیرہ کو کتوں کے داڑھوں کی مانند شکل میں لایا گیا۔ یہ فرمایا کہ تم لوگ اسے فتح کرو گے۔ ایک شخص کھڑا اور اس نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! نفیلہ کی بیٹی مجھے عطا فرما دیجئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: وہ تیرے لیے ہے چنانچہ اسے اس کو دیا گیا۔ پھر اس کا باپ آیا اور اسنے کہا: اسے فروخت کرتے ہو؟ اس نے کہا: ہاں۔ اس نے پوچھا: کتنے میں؟ اس نے کہا: ایک ہزار درہم۔ اس نے کہا: اگر تم میں ہزار درہم کہتے تو میں ضرور اسے لے لیتا۔ اس نے کہا: کیا ایک ہزار سے بھی زیادہ گنتی ہوتی ہے؟

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

یمن، شام اور عراق کی فتح کی خبر دینا:

حضرت سفیان بن ابی زہیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ یمن فتح ہوگا اور ایسی قوت آئے گی جو جانوروں کو ہانکتے وقت بس بس کہے گی اور وہ لوگ اپنے اہل وعیال اور ان لوگوں کو جو ان کا کہنا مانیں گے، کوچ کرا دیں گے۔ کاش کہ وہ جانتے کہ مدینہ ان کیلئے بہتر ہے۔ اس کے بعد شام فتح ہوگا اور ایک ایسی قوم آئے گی جو جانوروں کو ہانکتے وقت بس بس کہے گی اور وہ لوگ اپنے اہل و عیال کو اور جو ان کا کہنا مانیں گے، کوچ کرا دیں گے۔ کاش کہ وہ جانتے مدینہ منورہ ان کیلئے بہتر ہے۔ اس کے بعد عراق فتح ہوگا اور ایسی قوت آئے گی جو جانور ہانکتے وقت بس بس کہے گی اور وہ لوگ اپنے اہل و عیال کو اور جو ان کا کہنا مانیں گے، کوچ کرا دیں گے کاش کہ وہ جانتے مدینہ ان کیلئے بہتر ہے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت عبداللہ بن حوالہ ازدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم لوگ لشکر لشکر بن جاؤ گے۔ ایک لشکر شام کو ایک لشکر عراق کو اور ایک لشکر یمن کو جائے گا۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میرے لیے کوئی لشکر خاص فرما دیجئے۔ آپ نے فرمایا: تم شام کے لشکر میں ہونا اور اگر کوئی انکار کرے تو یمن کے لشکر میں ہو جانا اور وہاں کے چشموں کا پانی پینا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے میرے لیے شام اور اہل شام کی کفالت کی ہے۔

﴿حاکم، بیہقی﴾

حضرت سعد بن ابراہیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی کریم ﷺ نے شام کے علاقہ میں مجھے قطعہ زمین عطا فرمایا۔ اس قطعہ کا نام سلیل تھا۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے وفات سے قبل مجھے اس قطعہ کی دستاویز لکھ کر عنایت فرمائی، مجھ سے صرف اتنا فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جب شام کو فتح کر دے گا تو وہ تمہارا ہے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اہل عراق کیلئے ذات عرق کو ان کو میقات مقرر فرمایا۔

﴿ابوداؤد، نسائی، دارقطنی﴾

بیت المقدس کی فتح کی خبر دینا:

حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم قیامت کے وقوع کے درمیان چھ باتوں کو یاد رکھو، میرا وصال کرنا، پھر بیت المقدس کا فتح ہونا، پھر دو موتیں ہونی جو بکری کے قعاص (سینہ میں درد اور گردن توڑ بیماری) کی مانند تم میں ہوں گی، پھر تم میں مال کا اس حد تک پھیلنا کہ ایک شخص کو سو اشرفیاں دی جائیں گی اور وہ اس پر راضی نہ ہوگا، پھر ایسے فتنے کا رونما ہونا کہ عرب میں کوئی گھر ایسا نہ رہے گا جہاں وہ فتنہ داخل نہ ہو، پھر صلح کا ہونا جو تمہارے اور بنی الاصفر کے درمیان ہوگی۔ بنی الاصفر تم سے غداری کریں گے اور اسی جھنڈوں کے سایہ میں تم پر آئیں گے اور ہر جھنڈے تلے بارہ ہزار آدمی ہوں گے۔

{بخاری، حاکم}

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اتنا زیادہ بیان کیا کہ پھر وہ تم سے غداری کریں گے یہاں تک کہ عورت کا حمل بھی غداری کرے گا، چنانچہ (عمواس (طاعون کی وبا) کا سال ہوا تو لوگوں نے گمان کیا کہ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: چھ باتوں کو گنتے جانا ان میں سے تین تو واقع ہو چکیں، اب تین باتیں رہ گئی ہیں۔ اس پر حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا: ان باتوں کے وقوع کیلئے مدت درکار ہے لیکن پانچ باتیں ایسی ہیں اگر تم میں سے کسی کے زمانہ میں ان میں سے کوئی واقع ہو تو اگر وہ مر سکتا ہو تو اسے چاہیے کہ مر جائے۔ وہ پانچ باتیں یہ ہیں: (۱) منبروں پر بیٹھ کر لعنت کی جائے گی۔ (جیسے خوارج و روافض کرتے ہیں۔) (۲) اللہ تعالیٰ کا مال جھوٹوں کو دیا جائے گا۔ (۳) اونچی اونچی عمارتیں بنیں گی۔ (۴) حق خونریزی ہوگی اور (۵) قطع رحم کیا جائے گا۔ حضرت ذی الاصابع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! اگر میں آپ کے بعد زندہ رہنے کی مصیبت میں رہا تو آپ مجھے کہاں رہنے کا حکم فرماتے ہیں؟ فرمایا: تم بیت المقدس میں رہنا۔ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ تم سے ایسی اولاد پیدا کرے جو صبح شام مسجد میں جا کر اسے آباد کرے۔

{ابن سعد}

فتح مصر اور وہاں رونما ہونے والے واقعات کی خبریں:

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم لوگ ایسے ملک کو فتح کرو گے جس میں قیراط کا ذکر ہوگا، لہٰذا تم لوگ وہاں کے رہنے والوں کو بھلائی کی نصیحت کرنا اور ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا۔ جب تم دو آدمیوں کو ایک اینٹ کی جگہ پر لڑتا دیکھو تو وہاں سے نکل جانا۔

{مسلم}

راوی نے کہا کہ جب ابن شرحبیل بن حسنہ، حضرت ربیعہ اور حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہم کے پاس گئے تو ان دونوں کو ایک اینٹ کی جگہ لڑتے دیکھا اور وہاں سے نکل گئے۔

{مسلم}

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا کہ جب تم مصر کو فتح کرو تو قبطیوں کو بھلائی کی نصیحت کرنا ان کی میرے ساتھ قرابت داری بھی ہے۔ مطلب یہ کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی والدہ حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا انہی میں سے تھیں اور رسول اللہ ﷺ کے فرزند حضرت ابراہیم علیہ السلام کی والدہ ماریہ قبطیہ تھیں۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی وفات کے وقت وصیت فرمائی کہ خبردار مصر قبطیوں کے معاملہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا کیونکہ تم ان پر غالب آؤ گے اور وہ لوگ تمہارے لیے اللہ تعالیٰ کی راہ میں معین و مددگار ہوں گے۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عراق نے اپنے درہم اور قفیز سے روکا ہے اور شام نے اپنے مد اور اپنے دینار سے روکا ہے اور مصر نے اپنے اردب اور اپنے دینار سے روکا ہے اور جہاں سے تم نے ابتداء کی تھی تم پلٹ گئے۔

﴿مسلم﴾

یحییٰ بن آدم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے قفیز و درہم کا ذکر، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ان کی زمین پر خراج مقرر کرنے سے پہلے فرمایا۔

ہروی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے ان باتوں کی خبر دی جو ابھی واقع نہ ہوئی تھیں اور وہ اللہ تعالیٰ کے علم میں آئندہ ہونے والی تھیں اور حضور نبی کریم ﷺ نے ماضی کے صیغہ کے ساتھ ذکر فرمایا کیونکہ وہ علم الٰہی میں ماضی ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ آنے والوں کیلئے ذوالحلیفہ اور شام و مصر اور مغرب والوں کیلئے جحفہ کو میقات مقرر فرمایا۔

﴿امام شافعی الام﴾

میری امت کے لوگ وسط دریا میں سوار ہو کر جہاد کریں گے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ام حرام رضی اللہ عنہا کے یہاں تشریف لے گئے اور ان کے یہاں آپ نے خوب استراحت فرمایا، جب آپ بیدار ہوئے تو آپ تبسم فرما رہے تھے۔ حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا نے پوچھا: یا رسول اللہ ﷺ! تبسم کیا وجہ ہے؟ فرمایا: میرے سامنے میری امت کے ایسے لوگ پیش کیے گئے جو وسط دریا میں سوار ہو کر خدا کی راہ میں جہاد کریں گے اور وہ اپنی قوم کے لوگوں پر بادشاہ ہوں گے۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ مجھے ان میں سے کر دے۔ آپ نے فرمایا: تم ان کے اول لوگوں میں سے ہوگی۔

چنانچہ حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا اپنے شوہر حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے ہمراہ حضرت

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں دریائی جہاد میں غازیہ تھیں۔ جب وہ لوگ اپنے جہاد سے واپس ہو رہے تھے تو ام حرام کے قریب سواری لائی گئی تاکہ وہ اس پر سوار ہوں مگر سواری نے انہیں گرا دیا اور وہ فوت ہو گئیں۔

﴿بخاری۔ مسلم﴾

تو ان میں نہیں:

حضرت عمیر بن اسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم سے ام حرام رضی اللہ عنہا نے حدیث بیان کی۔ انہوں نے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت کا پہلا وہ لشکر جس کے سپاہی بحری جنگ کریں گے۔ ان کیلئے جنت واجب ہو گئی۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا میں ان میں سے ہوں؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہاں تم ان میں سے ہو۔ بعد ازاں ارشاد فرمایا: میری امت کا وہ لشکر جو قیصر کے شہر میں جائے گا، ان کیلئے مغفرت ہے۔ میں نے عرض کیا: میں بھی ان میں ہوں گی؟ فرمایا: نہیں۔

﴿بخاری﴾

خوز و کرمان کی فتح کی خبر دینا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی جب تک خوز و کرمان کے لوگوں سے تم جنگ نہ کرو گے۔ وہ لوگ عجمی ہیں، ان کے چہرے سرخ، ناک چپٹی، چھوٹی چھوٹی آنکھیں ہوں گی۔ گویا کہ ان کے چہرے چپٹی ڈھال کی مانند ہوں گے اور قیامت قائم نہ ہوگی، جب تک تم ان لوگوں سے جنگ نہ کرو گے جو بالوں کے جوتے پہنتے ہیں۔

﴿بخاری﴾

(بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ غیبی خبر اس طرح واقع ہوئی کیونکہ خوارج کی قوم نے رے کے علاقے سے خروج کیا اور ان کی جوتیاں بالوں کی تھیں اور ان سے جنگ کی گئی۔)

غزوہ ہند کی خبر دینا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے غزوہ ہند کا وعدہ فرمایا ہے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ذی مخبر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا: اہل روم تم سے ایسی صلح کریں گے جو امن کی صلح ہوگی۔

﴿ابن سعد، حاکم﴾

فارس و روم کی فتح کی خبر دینا:

حضرت عبداللہ بن حوالہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے دربار میں موجود تھے کہ لوگوں نے آپ سے لباس کی کمی، مفلسی اور قلت اشیاء کی شکایت کی۔ اس وقت آپ نے فرمایا: تمہیں بشارت ہو، خدا کی قسم! یا شب میں کثرت اشیاء کے ساتھ اسکی کمی کی شکایت سے تم پر خوف

رکھتا ہوں اور یہ مال کی کثرت تم میں ہمیشہ رہے گی حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لیے سرزمین فارس وروم اور حمیر کے علاقہ کو فتح کرائے گا اور تم لوگ تین لشکروں میں منقسم ہو جاؤ گے۔

ایک لشکر شام کی طرف، ایک لشکر عراق کی طرف اور ایک لشکر یمن کی طرف جائے گا اور مال کی فراوانی اتنی ہو گی کہ ایک شخص کو سو درہم دیئے جائیں گے تو وہ اس سے ناراض ہو گا۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! شام پر حملہ کرنے کی کس میں طاقت ہے؟ کیونکہ وہ بڑے بڑے رومی سردار ہیں۔

فرمایا: اللہ تعالیٰ شام کو ضرور تم پر فتح کر دے گا اور تم کو ضرور وہاں کی حکومت دے گا اور یہاں تک ہو گا کہ ان میں کے گورے رنگ کی ایک جماعت تم میں سے کالے رنگ اور سر منڈے شخص کی سواری کے گرد کھڑے ہوں گے اور وہ شخص ان کو جو حکم دے گا، اسے وہ لوگ کریں گے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن جبیر بن نفیل رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے جو صفت بیان فرمائی۔ آپ کے اصحاب میں یہ صفت حضرت جز بن سہیل سلمی رضی اللہ عنہ میں پہچانی جاتی۔ وہ اس زمانہ میں عجمیوں پر حاکم تھے اور ان کا حال یہ تھا کہ جب وہ مسجد کی طرف جاتے تو لوگ انہیں دیکھتے اور ان کے پاس ان کے گرد حلقہ باندھ کر کھڑے ہوتے اور ان کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے جو صفت بیان فرمائی، اس پر وہ تعجب کرتے تھے۔

﴿بیہقی، ابونعیم، حدیث الدلائل﴾

حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد ﷺ کی جان ہے اللہ تعالیٰ فارس وروم کو ضرور فتح کرائے گا اور غلہ کی اتنی کثرت ہو گی کہ لوگ کھانے پر بسم اللہ پڑھنا بھول جائیں گے۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس وقت میری امت کے لوگ ہاتھ ہلا کر چلیں گے اور ان کی خدمت میں فارس کے لوگ ہوں گے، اس وقت ان کے اشرار ان کے اخیار پر مسلط ہو جائیں گے۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سنو! تم پر ایسا ایسا ہونا ضرور ہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تم پر فارس وروم کو فتح کریگا اور تم میں سے ایک صبح کو ایک لباس بدلے گا اور شام کو دوسرا۔ اور تمہارے آگے صبح کو ایک کھانا آئے گا اور شام کو دوسرا۔

﴿حاکم﴾

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ میں کھڑے ہو کر فرمایا: تم لوگ مفلسی کا خوف رکھتے ہو حالانکہ اللہ تعالیٰ تمہارے لیے فارس وروم کو فتح کرائے گا اور تم پر دنیا اس طرح امنڈ کر آئے گی کہ میرے بعد تم حق سے پھرو گے اور دنیا ہی کی وجہ سے پھرو گے۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت ہاشم بن عتبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک غزوے میں تھا۔ میں نے سنا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: تم جزیرۃ العرب میں جہاد کرو گے۔ اللہ تعالیٰ انہیں تم پر فتح کرائے گا، پھر تم فارس پر جہاد کرو گے اللہ تعالیٰ اسے فتح کرائے گا پھر تم روم پر جہاد کرو گے۔ اللہ تعالیٰ اسے فتح کرائے گا، پھر تم دجال سے جہاد کرو گے، اللہ تعالیٰ تمہیں فتح دے گا۔

﴿حاکم، ابونعیم﴾

حضرت عمرو بن شرحبیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آج رات میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا کالی بکریاں میرا اتباع کر رہی ہیں۔ اس کے بعد ان کے پیچھے سے سفید بکریاں آ گئیں، یہاں تک کہ کالی بکریاں ان میں دکھائی نہیں دیتیں۔ اس پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! وہ عرب ہیں جو آپ کا اتباع کر رہے ہیں۔ اس کے بعد ان میں عجمی لوگ آ کے مل جائیں گے۔ یہاں تک کہ ان میں وہ دکھائی نہ دیں گے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم نے ٹھیک کہا، ایسا ہی ہوگا۔ فرشتہ نے آج صبح اس کی تعبیر بتائی۔ یہ حدیث مرسل ہے۔

﴿بیہقی﴾

قیصر و کسریٰ کے خزانوں کی تقسیم اور ان کی ہلاکت کی خبر دینا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کسریٰ ہلاک ہو جائے گا تو اس کے بعد کسریٰ نہ ہوگا اور جب قیصر ہلاک ہو جائے گا تو اس کے بعد قیصر نہ ہوگا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، ان دونوں کے خزانے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ ہوں گے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمانوں کی ایک جماعت کسریٰ کے اس خزانے کو کھولے گی، جو سفید محل میں محفوظ ہے۔ جن لوگوں نے اس خزانے کو کھولا، ان میں میں اور میرے والد تھے اور ہم سب کو اس میں سے ایک ایک ہزار درہم ملے۔

﴿مسلم، بیہقی﴾

عفیف الکندی سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں مکہ مکرمہ آیا اور میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا تاکہ ان سے تجارت کروں۔ میں ان کے پاس منیٰ کے مقام میں تھا کہ ان کے قریب کے خیمہ سے ایک شخص نکلا، جب اس نے آسمان کی طرف دیکھا اور سورج دیکھا کہ وہ ڈھل گیا ہے تو کھڑے ہو کر نماز شروع کر دی۔ اس کے بعد ایک عورت نکلی اور اس کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگی، پھر ایک بچہ نکلا اور اس کے ساتھ کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگا۔ میں نے پوچھا: اے عباس! یہ کون ہے؟ انہوں نے کہا کہ یہ محمد ﷺ میرے بھتیجے اور ان کی زوجہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا اور ان کے چچا کے صاحبزادے حضرت علی المرتضیٰ ہیں۔ یہ یقین رکھتے ہیں کہ وہ نبی ہیں۔ اس معاملے میں ان کا اتباع ان کی بیوی اور ان کے چچا کے بیٹے کے سوا ابھی کوئی نہیں کرتا اور وہ یقین رکھتے ہیں کہ کسریٰ و قیصر کے خزانے فتح ہوں گے۔

﴿احمد، ابویعلیٰ، طبرانی﴾

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس کسریٰ کے کنگن لائے گئے اور ان دونوں کنگنوں کو سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ کو پہنایا گیا اور وہ کنگن اس کے شانوں تک پہنچے۔ اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ تعالیٰ کی حمد ہے کہ کسریٰ بن ہرمز کے کنگن سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ بنی مدلج کے اعرابی کے ہاتھوں میں ہیں۔

﴿بیہقی﴾

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ سراقہ نے ان دونوں کنگنوں کو اس بنا پر پہنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سراقہ سے فرمایا تھا کہ اپنے ہاتھوں کی طرف دیکھ، گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ تم نے کسریٰ کے کنگن پہن رکھے ہیں اور اس کا بند کمر اور اس تاج اوڑھ رکھا ہے۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بروایت ابن عتبہ رحمۃ اللہ علیہ، اسرائیل بن ابوموسیٰ رحمہم اللہ اور انہوں نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ کسریٰ کے کنگن پہنتے وقت تمہارا کیا حال ہوگا؟ راوی نے کہا کہ جب کسریٰ کے کنگن دربار فاروقی میں لائے گئے تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ کو بلا کر پہنایا اور اللہ تعالیٰ کی حمد ہے جس نے کسریٰ بن ہرمز سے ان کنگنوں کو چھین کر حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ اعرابی کو پہنایا۔

حارث بن ابی اسامہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن محیریز رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فارس سے ایک یا دو بار ٹکر لینے کی ضرورت ہے۔ اسکے بعد نہ کہیں فارس رہے گا اور روم کے کئی سردار ہوں گے، جب ایک ہلاک ہوگا تو دوسرا اس کا جانشین خود بخود ہوتا جائے گا۔

خلافت راشدہ کے بعد ملوکیت کی خبر دینا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بنی اسرائیل کی سیاست و فرمانروائی انبیاء علیہم السلام کرتے تھے۔ جب کوئی نبی دنیا سے تشریف لے جاتا تو دوسرا نبی ان کی قائم مقامی کرتا، چونکہ میرے بعد نبوت کا سلسلہ نہیں ہے تو خلفاء ہوں گے اور کثرت سے ہوں گے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ہمارے لیے کیا حکم ہے؟ فرمایا: اول اور اول کی بیعت کرو، اور ان کو ان کا حق ادا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ ان سے پوچھے گا جن کا نگہبان ان کو بنایا ہے۔

﴿مسلم﴾

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ دین قائم رہے گا جب تک کہ قریش کے بارہ خلیفہ ہوں گے۔ اس کے بعد ایسے خلفاء ہوں گے جو ایسے عمل کریں گے جن کا انہیں علم نہ ہوگا اور وہ کریں گے جن کا حکم نہ دیا گیا ہوگا۔

﴿مسلم﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے بعد خلفاء ہوں گے، وہی عمل کریں گے جس کا علم رکھیں گے اور وہی کریں گے جس کا حکم دیا گیا ہوگا۔ ان کے بعد

ایسے خلفاء ہوں گے جو ایسے عمل کریں گے جن کا انہیں علم نہ ہوگا اور وہ کریں گے جن کا حکم نہ دیا گیا ہوگا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہیں ان لوگوں کی حکومت سے پناہ میں رکھے جو سفہا یعنی نادان ہوں گے۔ انہوں نے پوچھا: ان سفہا کی خصلت کیا ہوگی؟ فرمایا: وہ امراء میرے بعد ایسے ہوں گے جو میری ہدایت کے ساتھ ہدایت نہ پائیں گے اور نہ میری سنت پر وہ عمل کریں گے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بہت سے ایسے ناخوشگوار باتیں اور امور ہوں گے جن کو تم پسند نہ کرو گے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا: ہم میں سے کوئی جب ان باتوں اور امور کو پائے تو وہ کیا کرے؟ فرمایا: جو حق تمہارے ذمے ہے اسے ادا کرنا اور جو تمہارے حق میں ہیں، ان کیلئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

تم اطاعت کرنا خواہ حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو:

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسے بلیغ انداز سے ہمیں خطاب فرمایا کہ اس سے دل بے قرار ہو کر آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! یہ نصیحت تو ایسی ہے جیسے کسی کو رخصت کے وقت کیا کرتے ہیں تو آپ ﷺ ہمیں کیا نصیحت فرماتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا اور سمع و طاعت کو لازم رکھنا اگرچہ حبشی غلام ہی حاکم ہو۔ کیونکہ وہ گمراہی ہے۔ لہٰذا تم میں سے جو کوئی ایسے وقت کو پائے تو اس پر میری سنت اور میرے بعد خلفاء راشدین و ہدایت یافتہ کی سنت لازم ہے اور ان کو خوب مضبوطی سے تھامے رہنا۔

﴿ابن ماجہ، حاکم، بیہقی﴾

حضور نبی کریم ﷺ نے خلفائے راشدین کی ترتیب کی پہلے ہی خبر دیدی تھی:

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب نبی کریم ﷺ نے مسجد کی بنیاد رکھی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پتھر لائے۔ آپ نے اسے رکھا، پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پتھر لائے۔ آپ نے اسے رکھا، پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پتھر لائے اور آپ نے اسے رکھا۔ اس وقت آپ ﷺ نے فرمایا میرے بعد اسی ترتیب سے خلفاء ہوں گے۔

﴿ابو یعلیٰ، محدث یحییٰ ابن سعد، ابن حبان، حاکم، بیہقی، ابو نعیم﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: نبی کریم ﷺ نے مسجد کی بنیاد کیلئے سب سے پہلے خود پتھر اٹھایا۔ آپ کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پتھر اٹھایا، پھر حضرت

عمر فاروق ﷛ نے پتھر اٹھایا، پھر حضرت عثمان ذوالنورین ﷛ نے پتھر اٹھایا۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے بعد (اس ترتیب سے) یہ حضرات خلفاء ہوں گے۔

﴿ابو یعلیٰ، بزار، ابونعیم﴾

حضرت سفینہ بن مالک ﷛ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس میں حاضر ہوا تو آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم تھے اور آپ مسجد قبا کی تعمیر فرما رہے تھے۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ اس کی تعمیر فرما رہے ہیں۔ درآں حالیکہ آپ کے ساتھ صرف یہی تین حضرات ہیں۔ آپ نے فرمایا: میرے بعد بھی تین صاحبان خلافت ہیں۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت جابر ﷛ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آج رات میں مرد صالح کو دیکھا کہ اس نے حضرت ابوبکر صدیق ﷛ کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اور حضرت عمر فاروق ﷛ کو حضرت ابوبکر صدیق ﷛ کے ساتھ اور حضرت عثمان ذوالنورین ﷛ کو حضرت عمر فاروق ﷛ کے ساتھ متعلق کر دیا ہے۔

حضرت جابر ﷛ نے بیان کیا کہ جب ہم رسول اللہ ﷺ کے دربار سے اٹھے تو ہم نے باہم ذکر کیا ہے کہ مرد صالح سے مراد نبی کریم ﷺ ہیں اور وہ جو ایک دوسرے سے متعلق کرنے کا ذکر فرمایا تو ان سے مراد وہ صاحبان امر ہیں جس امر کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو مبعوث فرمایا۔

﴿حاکم، بیہقی﴾

حضرت حذیفہ ﷛ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو میرے بعد ہیں تم ان کی اقتدا کرنا وہ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہم ہیں۔

✿ (اور حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی مثل حضرت ابن مسعود ﷛ سے حدیث روایت کی ہے۔)

﴿ابن ماجہ، حاکم﴾

حضرت ابوہریرہ ﷛ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ میں سو رہا تھا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایک کنوئیں پر ہوں جس پر ڈول رکھا ہوا ہے تو میں نے اس ڈول سے جتنا خدا نے چاہا، پانی نکالا، پھر اس ڈول کو حضرت ابوبکر صدیق ﷛ نے تھام لیا اور انہوں نے اس سے ایک یا دو ڈول پانی نکالا اور ان کے پانی نکالنے میں کمزوری تھی اور اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔ اس کے بعد وہ ڈول بہت بڑے ڈول میں بدل گیا اور حضرت عمر بن خطاب ﷛ نے اسے تھام لیا تو میں نے اس سے پانی نکالنے میں لوگوں میں سے کسی کو ان سے قوی و مضبوط نہ دیکھا۔ یہاں تک کہ لوگوں نے سیر ہو کر جگہ پکڑ لی۔

✿ (بخاری و مسلم نے اس کو حضرت ابن عمر ﷛ کی حدیث سے بھی روایت کیا ہے۔)

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابوہریرہ ﷛ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: میں نے خواب

میں دیکھا کہ گویا میں کالی بکریوں کو سیراب کر رہا ہوں، جب کالی بکریوں میں سفید بکریاں آ کر مخلوط ہو گئیں تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بڑھے اور انہوں نے ایک دو ڈول پانی کھینچا مگر ان میں ضعف تھا، جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور انہوں نے ڈول تھام لیا تو وہ ڈول بہت بڑے ڈول میں بدل گیا اور لوگ خوب سیراب ہو گئے اور تمام بکریاں سیراب ہو کر ہٹ گئیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے اس کی تعبیر یہ لی کہ سیاہ بکریاں عرب ہیں اور سفید بکریاں وہ تمہارے عجمی بھائی ہیں۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: انبیاء علیہم السلام کا خواب وحی ہوتی ہے۔ حدیث میں جو ضعیف و کمزوری کا ذکر ہوا ہے، اس سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کی مدت کی کمی اور بہت جلد ان کی وفات ہو جانا مراد ہے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کہ وہ دو سال رہے گی

حضرت حسن سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں ہمیشہ خواب دیکھتا ہوں کہ میں لوگوں کے فضلات کو روند رہا ہوں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم لوگوں کیلئے سیدھی راہ ہموار کرو گے۔ عرض کیا: میں دیکھتا ہوں کہ میرے سینے پر رقمہ کی مانند دو نشان ہیں، آپ نے فرمایا: اس سے دو سال مراد ہیں۔

﴿ابن سعد﴾

ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے ایک خواب دیکھا اور اس خواب کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہوئے فرمایا:

اے ابوبکر رضی اللہ عنہ! میں نے دیکھا کہ میں اور تم دونوں ایک سیڑھی کی طرف دوڑے ہیں مگر میں تم سے سیڑھی کے ڈھائی ڈنڈے اوپر چڑھ گیا ہوں۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی رحمت میں مغفرت کی جانب بلا لے گا اور میں آپ کے بعد ڈھائی سال زندہ رہوں گا۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے مرض وفات میں مجھ سے فرمایا کہ اپنے والد ماجد اور اپنے بھائی کو میرے پاس بلا لو تا کہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کیلئے ایک تحریر لکھ دوں کیونکہ میں ڈرتا ہوں کہ کوئی کہنے والا دعویٰ کرے اور تمنا رکھنے والا آرزو کرے، حالانکہ اللہ تعالیٰ اور تمام مسلمان انکار کرتے ہیں بجز ابوبکر رضی اللہ عنہ کے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ سے میں نے سنا ہے، آپ فرماتے ہیں کہ تم میں بارہ خلیفہ ہوں گے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میرے بعد بہت تھوڑی مدت رہیں گے اور عرب کی چکی کا مالک ایسی زندگی گزارے گا جو محمود ہوگی اور وہ شہید ہو کر فوت ہوگا۔ ایک شخص نے پوچھا: یا رسول اللہ ﷺ! وہ شخص کون ہے؟ فرمایا: عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ۔ اس کے بعد حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: اے عثمان رضی اللہ عنہ! تم سے لوگ اس قمیص کو اتروانا چاہیں گے جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں پہنائی ہوگی۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اگر تم نے اس قمیص کو اتار دیا تو تم اس وقت تک جنت میں داخل نہ ہو گے جب تک کہ سوئی کے ناکے سے اونٹ نہ گزر جائے۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ بنی المصطلق کے سفیروں نے مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا کہ تم حضور نبی کریم ﷺ سے دریافت کرو، اگر ہم آئندہ سال حاضر ہوں اور آپ کو موجود نہ پائیں تو اپنے صدقات کس کے حوالہ کریں؟ تو میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا: ان سے کہہ دو کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حوالہ کر دیں اور میں نے ان سے ایسا ہی کہہ دیا۔ انہوں نے کہا: جا کر یہ دریافت کرو کہ اگر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بھی ہم نہ پائیں تو؟ میں نے جا کر عرض کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ان سے کہہ دو، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حوالہ کر دیں تو میں نے ان سے ایسا ہی کہہ دیا۔ انہوں نے کہا: آپ سے عرض کرو کہ اگر ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھی نہ پائیں؟ میں حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ان سے کہہ دو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حوالہ کر دیں اور فرمایا جس دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قتل کیے جائیں، اس دن تم لوگوں کی ہلاکت ہو۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم امیر و خلیفہ ہو گے اور تم کو قتل کیا جائے گا اور یہ داڑھی تمہارے سر کے خون سے رنگین ہوگی۔

﴿طبرانی، ابونعیم﴾

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا دم واپسیں:

حضرت ثور بن مجزاۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ جنگ جمل کے دن میں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس اس وقت پہنچا جب ان میں تھوڑی سی جان باقی تھی تو انہوں نے مجھ سے پوچھا: تم کس گروہ سے تعلق رکھتے ہو؟ میں نے کہا: میں امیر المومنین حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی جماعت سے ہوں۔ انہوں نے کہا: اپنا ہاتھ بڑھاؤ کہ میں تمہاری بیعت کروں تو میں نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور انہوں نے میرے ہاتھ پر بیعت کی اور ان کی روح پرواز کر گئی۔

پھر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور آپ سے واقعہ عرض کیا۔ آپ نے سن کر فرمایا: اللہ اکبر۔ رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس بات سے انکار کر دے گا کہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ جنت

میں داخل ہوں مگر یہ کہ میری بیعت ان کی گردن میں ہو۔

{حاکم}

حضرت سہل بن ابی حثمہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبدالرحمن بن سہل انصاری حارثی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں جو کہ شہداء احد میں سے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: کبھی نبوت نہ ہوئی مگر یہ کہ اس کے بعد خلافت ہوئی اور کبھی خلافت نہ ہوئی مگر یہ کہ اس کے بعد بادشاہت ہوئی اور کبھی صدقہ نہ ہوا مگر یہ کہ وہ ٹیکس بن گیا۔

{ابن عساکر}

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ امر جو نبوت ورحمت ظاہر ہوا ہے، اس کے بعد خلافت ورحمت ہوگی۔ اس کے بعد ظلم وجور سے بھرپور بادشاہت ہوگی۔ اس کے امت میں سرکشی وجبر اور فساد برپا ہوگا۔ جو زنا اور شراب اور ریشم کو حلال جانیں گے اور ان کے مرتکب ہونے پر مدد کریں گے، ان کو ہمیشہ رزق ملتا رہے گا۔ یہاں تک کہ خدا سے ملیں۔

{بیہقی، ابونعیم}

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نبوت کی خلافت ہوگی۔ ایک روایت میں یہ ہے کہ میری امت میں خلافت تیس برس رہے گی، اس کے بعد بادشاہت ہوگی۔ یہ مدت خلافت چاروں کی خلفاء کی ہے۔

{ابوداؤد، ترمذی، نسائی، حاکم، بیہقی، ابونعیم}

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ نبوت کی خلافت تیس سال رہے گی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ جسے چاہے گا، بادشاہ کرے گا۔ یہ سن کر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم بادشاہت کے ساتھ خوش ہیں۔

{بیہقی}

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم لوگ جب تک اللہ تعالیٰ چاہے نبوت کے عہد میں رہو گے۔ اس کے بعد جب خدا چاہے اسے اٹھالے گا، پھر تم خلافت علی منہاج نبوت میں جب تک اللہ تعالیٰ چاہے، رہو گے۔ اسکے بعد اللہ تعالیٰ اسے اٹھالے گا، پھر ظلم سے بھرپور بادشاہت ہوگی، پھر ظلم وجور ہوگا۔ جب تک خدا چاہے تم اس میں رہو گے، پھر جب خدا چاہے اسے اٹھالے گا۔ پھر خلافت علی منہاج النبوت ہوگی۔

چنانچہ جب حضرت عمر عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ مقرر ہوئے تو ان سے یہ حدیث بیان کی گئی اور ان سے عرض کیا گیا کہ ہم تمنا رکھتے ہیں کہ آپ کا عہد ظلم وجور کے بعد والا ہو۔ یہ سن کر انہوں نے خوشی کا اظہار کیا۔

{بیہقی}

خلافت مدینہ میں ہے اور بادشاہت شام میں:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

خلافت مدینہ منورہ میں اور بادشاہت شام میں ہے۔

﴿حاکم، بیہقی﴾

حضرت عبداللہ بن حوالہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم خلافت کو دیکھو کہ ارض مقدسہ میں نازل ہوئی ہے تو اس وقت زلزلے اور حزن وغم اور بڑے بڑے امور رونما ہوں گے اور قیامت لوگوں سے اتنی قریب ہوگی جیسے ہاتھ اپنے سے قریب ہے۔

﴿حاکم، بیہقی﴾

(بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس قیامت سے مراد زمانہ خلافت کی مدت کا خاتمہ ہے۔)

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں سو رہا تھا کہ میں نے دیکھا لشکروں کی تلوار میرے سر کے نیچے سے اٹھالی گئی۔ میں نے گمان کیا: اب وہ جاتی رہے گی اور میں نے نگاہوں سے اس کا پیچھا کیا تو وہ تلوار شام پہنچی تو جب فتنوں کا وقوع ہوگا تو ایمان شام میں ہوگا اور اس کی مانند حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے حدیث روایت کی ہے۔

﴿بزار، بیہقی "صحیح"﴾

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد مدینہ، مدینہ نہ رہے گا اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بعد آرام وکشائش نہ رہے گی۔

﴿ابونعیم﴾

اے معاویہ رضی اللہ عنہ جب تم بادشاہت کرو تو حسن سلوک سے پیش آنا:

عبدالملک بن عمیر رحمۃ اللہ علیہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ جب سے رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: "اے معاویہ رضی اللہ عنہ! اگر تم بادشاہت کرو تو لوگوں کے ساتھ حسن سلوک کرنا۔" اس وقت سے میں خلافت کی خواہش رکھنے لگا تھا۔

﴿مسند ابن ابی شیبہ﴾

حضرت عبدالرحمٰن بن عمیر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: خدا کی قسم! خلافت پر مجھے کسی بات نے برانگیختہ نہ کیا مگر نبی کریم ﷺ کے اس ارشاد نے کہ اے معاویہ رضی اللہ عنہ! جب تم حکومت کے والی بنو تو اللہ تعالیٰ سے ڈرنا اور انصاف کرنا تو میں برابر گمان رکھتا تھا کہ میں ضرور امر خلافت میں مبتلا ہوں گا کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمادیا ہے۔

﴿بیہقی﴾

بنوامیہ کی ملوکیت کے سلسلے میں حضور نبی کریم ﷺ کا خبر دینا:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا اگر اللہ تعالیٰ تمہیں ایک قمیص پہنائے یعنی امر خلافت سپرد کرے، اس پر ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا واقعی اللہ تعالیٰ میرے بھائی کو

قمیص پہنائے گا؟ فرمایا: ہاں۔ لیکن اس میں بلاوجنی ہے۔ اسے تین مرتبہ فرمایا۔

﴿طبرانی﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے معاویہ رضی اللہ عنہ! بلاشبہ اللہ تعالیٰ تمہیں اس امت کے امر کا والی بنائے گا تو تم خیال رکھنا کہ تم کیا کر رہے ہو؟ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! کیا اللہ تعالیٰ میرے بھائی کو ولایت عطا کرے گا؟ آپ نے فرمایا: ہاں مگر اس میں بلاوجنی ہے اور یہ بات تین مرتبہ فرمائی۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے معاویہ رضی اللہ عنہ! اگر تم حکومت کے والی ہو تو اللہ تعالیٰ سے ڈرنا اور انصاف کرنا۔ انہوں نے کہا: اس کے بعد میں گمان رکھنے لگا کہ میں امارت کے ساتھ ضرور مبتلا ہوں گا کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے۔ یہاں تک کہ میں مبتلا ہوا۔

﴿احمد﴾

✿ (ابو یعلیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل روایت کی ہے۔)

حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: سنو! میرے بعد میری امت کے معاملات کے تم والی ہو گے تو جب ایسا ہو تو امت کے محسنوں کو آگے بڑھانا اور امت کے بدکاروں سے درگزر کرنا تو میں اس کا امید وار رہا۔ یہاں تک کہ میں اس جگہ پہنچا۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: میں نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ آپ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے یہ دن و رات ختم نہ ہوں گے جب تک کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کی بادشاہت نہ ہو۔

﴿دیلمی﴾

حضرت مسلمہ بن مخلد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

"اللھم علمہ الکتاب و مکن لہ فی البلاد و قہ العذاب"

ترجمہ: "اے خدا! معاویہ رضی اللہ عنہ کو کتاب کا علم دے اور انہیں شہروں میں قدرت دے اور انہیں عذاب سے محفوظ رکھ۔"

﴿ابن سعد، ابن عساکر﴾

حضرت عروہ بن رویم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک اعرابی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور اس نے مجھ سے کہا: کشتی کیجئے تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اس کی طرف بڑھے اور فرمایا: میں تجھ سے کشتی لڑتا ہوں۔ اس وقت نبی کریم ﷺ نے فرمایا: معاویہ رضی اللہ عنہ کبھی مغلوب نہ ہوں گے اور

انہوں نے اعرابی کو پچھاڑ دیا، چنانچہ جب صفین کا دن آیا تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر یہ حدیث مجھے یاد ہوتی تو میں معاویہ رضی اللہ عنہ سے جنگ نہ کرتا۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی امارت کی خبر دینا:

نافع رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں معلوم ہوا ہے۔ کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا، میری نسل میں ایک شخص ہوگا جس کے چہرے پر بدنما نشان ہوگا مگر وہ زمین کو انصاف سے بھر دے گا۔ حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ نے کہا، میں گمان نہیں رکھتا مگر یہ کہ وہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

﴿بیہقی﴾

حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ اس نے کہا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ کاش میں اس شخص کو جان لیتا کہ جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نسل میں سے ہے اور اس کے چہرے پر بدنما نشان ہے اور وہ زمین کو عدل وانصاف سے بھرے گا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت عبداللہ بن دینار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لوگ دنیا کے بارے میں یقین رکھتے ہیں کہ وہ اس وقت تک ختم نہ ہوگی، جب تک کہ آل عمر سے اس شخص کی خلافت نہ ہو جس کی خلافت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے مشابہ ہے تو لوگ بلال بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا گمان رکھتے تھے کیونکہ ان کے چہرے پر بدنما نشان تھا مگر وہ نہ ہوئے اور وہ شخص حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ ہوئے کیونکہ ان کی والدہ عاصم بن عمر ابن خطاب، کی بیٹی تھیں۔

﴿بیہقی﴾

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ بنی امیہ پر لعنت نہ کرو کیونکہ ان میں ایک امیر ایسا ہے جو مرد صالح ہے یعنی عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ۔

﴿عبداللہ بن احمد الزوائد﴾

حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ خلفاء حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور دو عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔ کسی نے ان سے پوچھا، دوسرے عمر کون ہیں؟ فرمایا قریب ہے کہ تم اسے جان لو گے۔ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا حضرت ابن المسیب رضی اللہ عنہ، حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے دو سال پہلے فوت ہوئے اور انہوں نے یہ بات توفیق الٰہی سے سنائی۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب ابوالعاص کے بیٹوں کی تعداد چالیس تک پہنچ جائے گی تو لوگ اللہ تعالیٰ کے دین سے فریب کریں گے اور اللہ تعالیٰ کے مال کو دوست سمجھیں گے اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کا تمسخر اڑائیں گے۔

﴿ابو یعلیٰ، بیہقی﴾

بنوامیہ کے فریب کی خبر دینا:

ابن موہب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ وہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھے تو ان کے پاس مروان آیا اور اس نے کہا: اے امیر المومنین میری حاجت پوری کیجئے۔ خدا کی قسم میں عظیم مشقت میں مبتلا ہوں۔ میں دس بچوں کا باپ ہوں۔ دس کا چچا اور دس بہنوں کا بھائی ہوں۔ مروان پشت پھیر کر گیا تو حضرت ابن عباس، معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تخت پر بیٹھے ہوئے تھے تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے ابن عباس رضی اللہ عنہ! کیا آپ کو معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب الحکم کے بیٹوں کی تعداد تیس تک پہنچ جائے گی تو لوگ اللہ تعالیٰ کے مال کو اپنے درمیان دولت سمجھیں گے اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کا تمسخر اڑائیں گے اور کتاب اللہ کے ساتھ فریب کریں اور جب ان کی تعداد چار سو ننانوے تک پہنچ جائے گی تو ان کی ہلاکت کھجور کے چبانے سے زیادہ جلدی ہوگی۔

یہ سن کر ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: خدا گواہ ہے۔ بالکل درست ہے۔ پھر مروان کو اپنی کوئی حاجت یاد آئی اور اس نے عبدالملک کو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا اور عبدالملک نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے اس کی حاجت کے بارے میں گفتگو کی۔ جب عبدالملک واپس چلا گیا تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے عباس رضی اللہ عنہ کیا آپ کو علم ہے کہ رسول اللہ تعالیٰ ﷺ نے اس شخص کے بارے میں ذکر فرمایا اور کہا کہ یہ چار ظالم و جابر بادشاہوں کا باپ ہے۔ اس پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: خدا گواہ ہے۔ بالکل صحیح ہے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا۔ آپ فرماتے ہیں کہ جب بنوامیہ کی تعداد چالیس تک پہنچ جائے گی تو وہ اللہ تعالیٰ کے بندوں سے تمسخر، اللہ تعالیٰ کے مال کو دولت اور کتاب اللہ سے فریب کریں گے۔

﴿حاکم﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نے خواب میں دیکھا کہ بنی الحکم میرے منبر پر اس طرح کود رہے ہیں جیسے بندر کودتے ہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کو متبسم کرتے دیکھا اور نہ خاطر جمع کی حالت میں۔ یہاں تک کہ آپ نے وفات پائی۔

﴿ابو یعلیٰ، حاکم، بیہقی﴾

حضرت ابن المسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے خواب میں دیکھا کہ بنی امیہ آپ کے منبر پر ہیں۔ آپ نے اسے برا جانا تو اللہ تعالیٰ نے آپ پر وحی فرمائی۔ یہ دنیا ہے انہیں دنیا دی جائے گی۔ اس سے آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہو گئیں۔

﴿بیہقی﴾

حضرت حسن بن علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے خواب میں دیکھا کہ بنوامیہ آپ کے منبر پر فرداً فرداً خطبہ دے رہے ہیں۔ آپ کو یہ ناگوار معلوم ہوا تو اس وقت آیہ کریمہ "انا

اعطینک الکوثر ''(سورۂ کوثر) اور ''انا انزلنه فی لیلة القدر. وما ادراک ما لیلة القدر. لیلة القدر خیر من الف شهر'' (سورۂ القدر) نازل ہوئیں تو بنی امیہ کی حکومت ہزار مہینہ تک رہی۔

قاسم بن فضل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، ہم نے بنی امیہ کی حکومت کی مدت شمار کی تو وہ ہزار مہینہ تھی۔ نہ اس سے کم اور نہ اس سے زیادہ۔

﴿ترمذی، حاکم، بیہقی﴾

ان کا آخرت میں کوئی حصہ نہ ہوگا:

حضرت عمرو بن جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ ان کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت حاصل تھی۔ انہوں نے کہا کہ حکم بن ابو العاص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہونے کی اجازت مانگی۔ آپ نے فرمایا، اس سانپ کو یا سانپ کے بچے کو آنے کی اجازت دے دو۔ اللہ تعالیٰ اس پر اور جو اس کے صلب سے نکلے اس پر سوائے مسلمانوں کے جو کہ بہت کم ہوں گے لعنت کرے۔ یہ لوگ دنیا کو چاہیں گے اور آخرت میں ذلیل وخوار ہوں گے۔ وہ لوگ مکاری وفریبی ہوں گے ان کو دنیا میں مال ودولت ملے گی اور آخرت میں ان کے لیے کوئی حصہ نہ ہوگا۔

﴿ابو یعلیٰ، حاکم، بیہقی﴾

حضرت عطاء خراسانی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کے لیے فرمایا، جب اس کی اولاد تیس یا چالیس کو پہنچے گی تو وہ ملکوں کے بادشاہ بن جائیں گے۔

﴿فاکہی، زہری﴾

ابن نجیب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ''رسالہ'' میں جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے تو حکم بن العاص آپ کے سامنے سے گزرا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو اولاد اس کے صلب میں ہے، میری امت کے لیے افسوسناک ہے۔

ابن ابی اسامہ رحمۃ اللہ علیہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بنی امیہ کے ظالم وجابر لوگوں میں سے ایک کی ناک سے میرے اس منبر پر ضرور خون بہے گا تو عمر بن سعید بن العاص کی ناک سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر خون بہا۔ یہاں تک کہ منبر کی سیڑھیوں سے خون بہنے لگا۔

حکومت بنی عباس کی خبر دینا:

حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا ایک رات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا۔ آپ نے فرمایا، دیکھو کیا آسمان میں کسی ستارہ کو دیکھتے ہو۔ میں نے عرض کیا، ہاں ثریا کو دیکھ رہا ہوں۔ فرمایا سنو! ان ستاروں کی تعداد کے موافق تمہارے صلب کی اولاد اس امت کی حکمران ہوگی اور وہ فتنہ کے وقت حکمران ہوں گے۔

﴿احمد، حاکم، بیہقی، ابو نعیم﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عباس

رضی اللہ عنہ وآلہ وسلم سے فرمایا: تم میں نبوت و مملکت ہے۔

﴿بزار، ابن عدی، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا، مجھ سے ام الفضل رضی اللہ عنہا نے حدیث بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نبی کریم ﷺ کے سامنے سے گزری تو آپ نے فرمایا: تم ایک فرزند کی حاملہ ہو، جب وہ بچہ پیدا ہو تو اسے میرے پاس لانا۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میرے بچہ کیسے پیدا ہوگا جبکہ قریش نے قسم اٹھا رکھی ہے کہ وہ عورتوں کے پاس نہ آئیں گے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ ایسا ہی ہوگا جیسا میں نے تم سے فرمایا۔

وہ کہتی ہیں جب میرے بچہ پیدا ہوا تو اسے آپ کے پاس لائی اور حضور نبی کریم ﷺ نے اس کے داہنے کان میں اذان دی اور بائیں کان میں اقامت کہی، اور اس بچے کے منہ میں لعاب دہن اقدس ڈالا اور اس کا نام عبداللہ رکھا۔ پھر فرمایا: خلفاء کے باپ کو اب لے جاؤ، جب میں نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے واقعہ عرض کیا تو وہ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئے اور آپ سے اس کا ذکر کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جو بات تم سے ام الفضل رضی اللہ عنہا نے کہی ہے، وہ حقیقت ہے۔ یہ ابوالخلفاء ہے۔ یہاں تک کہ ان میں سے کچھ بدکار ہوں گے اور کچھ ان میں ہدایت یافتہ ہوں گے حتی کہ ان میں سے ایک وہ ہوگا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ نماز پڑھے گا۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ جا رہا تھا اور میں نے دیکھا کہ حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی شکل میں حضرت جبرئیل علیہ السلام ہیں مگر میں یہی گمان کرتا رہا کہ دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ ہیں۔ میں سفید لباس پہنے ہوئے تھا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضور نبی کریم ﷺ سے کہا: یہ تو سفید لباس پہنے ہوئے ہیں اور ان کی اولاد سیاہ لباس پہنے گی۔ میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: میں آپ کے ساتھ جا رہا تھا تو آپ کے ساتھ حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ تھے، پھر حضور نبی کریم ﷺ نے جبرئیل علیہ السلام کی بات ان سے بیان کی اور ان کی آنکھیں جانے کا ذکر کیا اور فرمایا: وہ بینائی موت کے وقت واپس آ جائے گی۔

﴿ابن عدی، ابونعیم، بیہقی﴾

خراسان سے سیاہ جھنڈے آئینگے اور قتال عظیم کرینگے: (فرمان رسول ﷺ)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارے پاس خزانے یعنی کعبہ معظمہ کے پاس تین شخص جنگ کریں گے اور وہ تینوں خلفاء کی نسل سے ہوں گے اور ان میں سے کسی کو اس کا حق نہ پہنچے گا۔ پھر خراسان سے سیاہ جھنڈوں والے آئیں گے اور وہ تم کو اس طرح قتل کریں گے کہ تم نے اس کی مانند قتال کبھی نہ دیکھا ہوگا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: خراسان سے سیاہ جھنڈے نکلیں گے۔ کوئی چیز انہیں نہ پھیر سکے گی، یہاں تک کہ وہ ایلیاء میں نصب ہو جائیں گے

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت ابان بن ولید عتبہ اِلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو میں موجود تھا۔ ان سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا تمہارے لیے دولت (حکومت) ہوگی؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: تمہارے مددگار کون ہوں گے۔ کہا: اہل خراسان اور بنی امیہ، بنی ہاشم سے کئی مرتبہ لڑیں گے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہم وہ اہل بیت ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے دنیا کے مقابلے میں آخرت کو ترجیح دی ہے اور میرے بعد میرے اہل بیت شدید بلاؤں سے دوچار ہوں گے اور ان کو منتشر کر دیا جائے گا۔ یہاں تک کہ اس جگہ سے ایک قوم آئے گی اور دست اقدس سے مشرق کی جانب اشارہ فرمایا اور وہ سیاہ جھنڈے تھامے ہوئے ہوں گے اور وہ حق کو مانگیں گے مگر کوئی انہیں حق نہ دے گا تو وہ جنگ کریں گے اور غالب رہیں گے اور انہیں حق دیا جائے گا۔ یہاں تک کہ میرے اہل بیت میں ایک شخص کے اسے سپرد کریں گے اور وہ زمین کو عدل سے اس طرح بھر دے گا جس طرح ظلم و جور سے زمین بھر گئی ہوگی۔

﴿حاکم، ابونعیم﴾

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے اہل بیت میں سے ایک شخص زمانہ کے خاتمہ اور فتنوں کے ظاہر ہونے کے وقت ظاہر ہوگا۔ اس کا نام سفاح ہوگا۔ اس کی داد و دہش دونوں ہاتھوں میں مال میں ہوگی۔

﴿حاکم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: ہم میں سے سفاح، منصور اور مہدی ہوں گے۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

بسند صحیح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرمایا کہ ہم میں سے تین شخص ہوں گے جو اہل بیت سے ہوں گے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے، جس وقت ابن ملجم نے آپ کو مجروح کیا اور آپ نے وصیت فرمائی تو اس وصیت میں آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مجھے ان باتوں کی خبر دی ہے جو آپ کے بعد اختلافات رونما ہوں گے اور مجھے عہد شکنوں، دین سے نکل جانے والوں اور ظلم و جور کرنے والوں سے لڑنے کا حکم دیا ہے۔ مجھے ان زخموں کی خبر دی جو مجھے پہنچے ہیں اور

مجھے بتایا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور اس کا بیٹا یزید حکومت کرے گا۔ اس کے بعد بنی مروان کو حکومت پہنچ جائے گی اور وہ اسے وراثت بنا لیں گے۔

اب امر خلافت بنی امیہ کو پہنچنے والا ہے۔ اس کے بعد بنی عباس کی طرف جائے گا اور مجھے اس جگہ مٹی دکھائی گئی جہاں حضرت حسین رضی اللہ عنہ قتل کیے جائیں گے۔

اور انہوں نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا: خدا کی قسم! بنو امیہ اسلام کو ننگا کر کے رکھ دیں گے۔ اس کے بعد اسے اندھا کر دیں گے، پھر یہ نہ جانا جائے گا کہ اسلام کہاں ہے اور یہ نا معلوم ہوگا کہ اسلام کا والی کون ہے اور اسلام ادھر ادھر پھرتا رہے گا جہاں خدا چاہے یہ حالت ایک سو چھتیس تک رہے گی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ سفرا کو بھیجے گا جس طرح بادشاہوں کے سفرا ہوتے تھے، ان کی خوشبو پاکیزہ ہوگی اور اللہ تعالیٰ اسلام کی سماعت و بصارت کو پھیر دے گا۔ میں نے پوچھا: وہ کون لوگ ہوں گے؟ فرمایا: وہ عراقی، مشرقی اور عجمی ہوں گے اور کم ہے جو ہو گیا اور کم ہے جو ہو رہے گا۔

﴿زبیر بن بکار، موفقیات﴾

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ دین تم میں ہمیشہ رہے گا اور تم ہی اس کے والی ہو، جب تک تم نئے نئے اعمال نہ کرو، ورنہ تم سے یہ ولایت چھن جائے گی، لہٰذا جب تم ایسا کرو گے تو تم پر اللہ تعالیٰ شریروں کو مسلط کرے گا اور وہ تمہاری کھال اس طرح ادھیڑیں گے جس طرح درخت سے پوست چھیلا جاتا ہے۔

﴿حاکم﴾

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ امر قریش میں رہے گا، جب تک قریش دین پر قائم ہیں، جو بھی ان سے دشمنی کرے گا، اللہ تعالیٰ اسے منہ کے بل اوندھا کر دے گا۔

﴿بخاری﴾

حضرت ضحاک بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ آپ نے فرمایا: حکمران ہمیشہ قریش میں سے رہے گا۔

﴿حاکم﴾

ترکی حکومت کی خبر دینا:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ترکوں کو اپنے حال پر رہنے دو، جب تک وہ تم سے کچھ نہ کہیں، کیونکہ میری امت میں سب سے پہلے جو ان کا ملک چھینے گا اور ان کو اللہ تعالیٰ جس چیز کا مالک کرے گا، وہ بنو قنطورا ہیں۔

۞ (کہا گیا ہے کہ قنطورا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی باندی کا نام ہے۔ ان سے ان کی اولاد ہوئی اور

انہی میں سے ترک اور چینی ہیں اور یہ بھی کہا گیا کہ قنطورا ترکوں کے باپ کا نام تھا۔)

﴿طبرانی، ابونعیم﴾

حضرت ابوبکرہ ﷛ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک علاقہ ہے جس کا نام بصرہ یا بصیرہ ہے۔ وہاں کچھ مسلمان اتریں گے۔ ان کے قریب نہر ہوگی جس کا نام دجلہ ہے۔ اس پر ان کا پل ہوگا اور وہاں رہنے والے کثرت سے ہو جائیں گے۔ جب آخر زمانہ ہوگا تو بنو قنطورا آئیں گے۔ ان کے چہرے چوڑے اور آنکھیں چھوٹی ہوں گی، یہاں تک کہ وہ نہر کے کنارے پر اتریں گے اور لوگ تین فرقوں میں بٹ جائیں گے۔ ایک فرقہ اپنی اصل کے ساتھ ملحق رہے گا اور وہ ہلاک ہو جائے گا اور ایک فرقہ اپنی جانوں کو بچائے گا اور وہ کافر ہو جائے گا اور ایک فرقہ ان سے جنگ کرے گا اور خوب شدت سے جنگ کرے گا اور اللہ تعالیٰ ان کے بقیہ لوگوں کو فتح دے گا۔

﴿ابونعیم﴾

بسند صحیح حضرت بریدہ ﷛ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا: میری امت کو ایسی قوم کھینچے گی جن کے چہرے چپٹے اور آنکھیں چھوٹی ہوں گی، گویا ان کے چہرے ڈھال کی مانند ہوں گے۔ یہ تین مرتبہ ہوگا یہاں تک کہ ان کو جزیرۃ العرب میں پہنچا دیں گے۔ پہلی مرتبہ کے حملے میں جو لوگ بھاگ جائیں گے، وہ نجات پائیں گے اور دوسری مرتبہ کے حملے میں کچھ لوگ نجات پائیں گے لیکن تیسری مرتبہ کے حملے میں جو لوگ ان سے باقی رہ جائیں گے، ان کا وہ استیصال کر دیں گے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا: یا رسول اللہ ﷺ! وہ کون لوگ ہوں گے؟ فرمایا: وہ ترک ہوں گے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، وہ اپنے گھوڑوں کو مسلمانوں کی مسجدوں کے ستونوں سے باندھیں گے۔

﴿احمد، بزار، حاکم﴾

حضرت معاویہ ﷛ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا: اہل عرب پر ترک ضرور غالب ہوں گے۔ یہاں تک کہ وہ اہل عرب کو شیخ و قیوم کے پودوں کی مانند کر دیں گے۔

﴿ابویعلیٰ﴾

حضرت ابن مسعود ﷛ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: گویا میں ترکوں کو دیکھ رہا ہوں جو ایسے اونٹوں پر تمہارے اوپر آئے ہیں جن کا کان چرے ہوئے ہیں اور وہ ان کو فرات کے کنارے باندھ رہے ہیں۔

﴿طبرانی، حاکم﴾

حضرت حذیفہ ﷛ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا: یہ قبیلہ مضر، ہمیشہ مرد صالح کو قتل کرتے رہیں گے اور ان کو ہلاک کر کے نابود کرتے رہیں گے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنی جانب سے ایسے لشکر سواروں کو بھیجے گا جو انہیں قتل کرے گا۔

﴿حاکم﴾

بسند صحیح حضرت عمار بن یاسر ﷛ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ

نے فرمایا: میرے بعد ایک قوم آئے گی جو ایک دوسرے کو قتل کر کے حکومت حاصل کرے گی۔
﴿احمد، طبرانی، ابو یعلی﴾

حضرت عمر فاروق و عثمان غنی رضی اللہ عنہما کی شہادت کی خبر دینا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً اس کی مثل اور بزار رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ اس کی مانند روایت کی ہے۔

﴿احمد، ابن ماجہ﴾

کوہِ احد پر ارشادِ نبوی کہ تجھ پر دو شہید موجود ہیں:

بسند صحیح حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کوہ احد نے حرکت کی اور اس پر رسول اللہ ﷺ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہم تشریف فرما تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: احد قائم رہ، تجھ پر نبی اور صدیق اور دو شہیدوں کے سوا کوئی نہیں ہے۔
﴿ابو یعلی﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک باغ میں تشریف فرما تھے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آنے کی اجازت مانگی۔ آپ نے فرمایا: انہیں اجازت دیدو اور جنت کی بشارت دیدو، پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اجازت مانگی۔ آپ نے فرمایا: انہیں اجازت دیدو اور جنت و شہادت کی بشارت دیدو، پھر حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے اجازت مانگی۔ آپ نے فرمایا: انہیں جنت و شہادت کی بشارت اور اجازت دیدو۔

﴿طبرانی﴾

حضرت عبدالرحمٰن بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی رحلت کے دن موجود تھا۔ اس دن آفتاب کو گہن ہوا تھا۔

﴿طبرانی﴾

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بارے میں ارشادِ نبوی:

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ بیئر اریس تشریف لے گئے اور اس کنوئیں کی دیوار پر بیٹھے اور آپ اس کے وسط میں تھے۔ اس کے بعد آپ نے اپنے قدمہائے مبارک کنوئیں میں لٹکا کر اپنی پنڈلیاں کھول لیں، اس وقت میں نے اپنے دل میں کہا: آج میں رسول اللہ ﷺ کا ضرور دربان رہوں گا، چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے۔ میں نے عرض کیا: آپ اپنی جگہ رہئے اور میں نے جا کر نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے ہیں اور اجازت چاہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: انہیں اجازت دیدو اور جنت کی بشارت دیدو تو وہ آئے اور نبی کریم ﷺ کے پہلو میں آپ کی داہنی جانب دیوار پر بیٹھ گئے اور پاؤں لٹکا دیئے، پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ آئے۔ میں نے عرض کیا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے ہیں اور اجازت چاہتے ہیں۔ فرمایا: انہیں اجازت دے کر جنت

کی بشارت دیدو تو وہ آئے اور رسول اللہ ﷺ کی بائیں جانب دیوار پر بیٹھ گئے اور پاؤں لٹکا دیئے۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آئے اور میں نے عرض کیا: حضرت عثمان آئے ہیں اور اجازت چاہتے ہیں۔ فرمایا: انہیں اجازت دے کر اس بلوے پر جو انہیں پہنچے گا، جنت کی بشارت دیدو۔ تو وہ آئے اور انہوں نے دیوار پر بیٹھنے کی جگہ نہ پائی تو وہ ان کے مقابل کنوئیں کی دیوار پر بیٹھ گئے اور پاؤں لٹکا دیئے۔ حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے اس کی تاویل ان کی قبروں سے لی ہے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

جس طرح فرمایا اسی طرح دیکھا:

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے بھیجا اور فرمایا: جاؤ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچو اور ان کو تم اپنے گھر میں چادر لپیٹے بیٹھا ہوا پاؤ گے اور ان کو جنت کی بشارت دیدو، وہاں سے چل کر ثنیہ پر آ جانا اور تم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دراز گوش پر سوار اس حال میں پاؤ گے کہ ان کے سر کا اگلا حصہ کھلا ہوگا اور انہیں جنت کی بشارت دیدو۔ اس کے بعد تم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچو، ان کو بازار میں خرید و فروخت کرتا پاؤ گے اور انہیں شدید بلا و مصیبت کے بعد جنت میں داخل ہونے کی بشارت دیدو تو میں گیا اور ان سب کو اسی حال میں پایا جس طرح کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے احوال کی خبر دی تھی۔

﴿طبرانی "اوسط" بیہقی﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک باغ میں تھا تو کسی آنے والے نے دستک دی تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اے انس رضی اللہ عنہ! جاؤ دروازہ کھول کر اسے جنت کی بشارت دے کر میرے بعد خلافت کی بشارت دیدو تو میں نے دیکھا کہ وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے۔ پھر کسی شخص نے دستک دی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے انس رضی اللہ عنہ! جاؤ، انہیں جنت اور میرے بعد خلافت کی بشارت دیدو، تو میں نے دیکھا کہ وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تھے۔ اس کے بعد پھر کسی نے دستک دی۔ آپ نے فرمایا: دروازہ کھول کر انہیں جنت اور میرے بعد خلافت کی بشارت دیدو کیونکہ وہ شہید کیے جائیں گے تو میں نے دیکھا کہ وہ عثمان رضی اللہ عنہ تھے۔

﴿تاریخ ابن ابی خیثمہ، ابو یعلیٰ، بزار، ابونعیم﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ کے ایک نخلستان میں تشریف فرما تھے تو کسی نے آہستہ آواز کے ساتھ اجازت مانگی، آپ ﷺ نے فرمایا: انہیں اجازت دیدو اور بلوے پر جس کا انہیں واسطہ ہوگا، جنت کی بشارت دیدو اور وہ عثمان رضی اللہ عنہ تھے۔

﴿احمد، طبرانی، ابونعیم﴾

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے

فرمایا: میرے ساتھ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ چلے۔ اس وقت میرے پاس ایک فرشتہ تھا۔ اس نے کہا: یہ شہید ہوں گے اور ان کی قوم ان کو شہید کرے گی اور ہم تمام فرشتے ان سے حیاء کرتے ہیں۔

﴿طبرانی﴾

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فتح مکہ کے دن ایک قریشی آدمی کو قتل کرکے فرمایا: آج کے بعد جبر کے ساتھ کسی قریشی کو قتل نہیں کیا جائے گا مگر ایک آدمی عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو قتل کرے گا، لہٰذا تم اس آدمی کو قتل کر دینا، اگر تم نے اسے قتل نہ کیا تو تم بکریوں کی مانند قتل کیے جاؤ گے۔

﴿بزار، طبرانی﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے اس وقت فرمایا جبکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بلوائیوں نے محصور کر رکھا تھا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا: فتنہ و اختلاف رونما ہوگا۔ ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ہمارے لیے اس وقت کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا: تم امیر اور ان اصحاب کے دامن سے وابستہ رہنا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کیا۔

﴿حاکم، بیہقی﴾

نبی کریم ﷺ نے یوم الدار میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے جنگ نہ کرنے کا وعدہ کرلیا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بلایا اور آپ ان کی طرف ارشاد فرما رہے تھے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا رنگ متغیر ہو رہا تھا۔

چنانچہ جب یوم الدار یعنی وہ دن آیا جس میں انہیں محصور کیا گیا ہم نے عرض کیا: کیا آپ جنگ نہیں کریں گے؟ تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہیں کیونکہ نبی کریم ﷺ نے مجھ سے اس امر کا عہد لیا ہے، لہٰذا میں اس پر اپنی جان کا خیال نہ کروں گا۔ صابر رہوں گا۔

﴿ابن ماجہ، حاکم، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں ایک قمیص پہنائے گا، (یعنی خلافت دے گا) تو اگر منافقین تم سے اسے اتارنا چاہیں تو اسے نہ اتارنا۔

﴿حاکم، ابن ماجہ، نعیم﴾

ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے کسی کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا اور ان سے کہلوایا کہ تم مقتول و شہید ہو گے، لہٰذا تم صبر کرنا اور اللہ تعالیٰ تمہیں صبر کا اجر دے گا اور اس قمیص کو نہ اتارنا جسے اللہ تعالیٰ بارہ سال چھ مہینے پہنائے رکھے گا، پھر جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ واپس ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہیں صبر دے گا کیونکہ تم بہت جلد شہید کیے جاؤ گے اور اس حال میں جان دو گے کہ تم روزے سے ہو گے اور میرے ساتھ افطار کرو گے۔

﴿ابویعلیٰ﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے عثمان رضی اللہ عنہ! میرے بعد تمہیں خلافت دی جائے گی اور منافقین چاہیں گے کہ تم اسے چھوڑ دو تو تم اسے نہ چھوڑنا اور تم اس دن روزہ رکھنا کیونکہ تم میرے پاس افطار کرو گے۔

﴿ابن عدی، ابن عساکر﴾

حضرت عبداللہ بن حوالہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم لوگ ایسے شخص پر بلوہ کرو گے جو چادر سے عمامہ باندھے ہوگا اور وہ جنتی لوگوں کی بیعت لے گا تو جب لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر بلوہ کیا تو وہ حبری چادر کا عمامہ باندھے بیعت لے رہے تھے۔

﴿حاکم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عثمان رضی اللہ عنہ! تم اس حال میں قتل کیے جاؤ گے کہ تم سورۂ بقرہ کی تلاوت کر رہے ہو گے اور تمہارے خون کا قطرہ آیت کریمہ "فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ" پر گرے گا۔

﴿حاکم﴾

✿ (ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: یہ روایت موضوع ہے۔)

حضرت عبداللہ بن حوالہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو تین باتوں سے محفوظ رہا اس نے نجات پائی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! وہ کیا باتیں ہیں؟ فرمایا: میری رحلت ہے اور اس خلیفہ کا قتل ہے جو حق پر قائم رہ کر حق پر جان دے گا اور دجال کے فتنے سے۔ (طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی مثل عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔)

﴿احمد، طبرانی، حاکم، بیہقی﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسلام کی چکی پینتیس یا چھتیس یا سینتیس سال کے بعد گھومے گی تو اگر وہ لوگ ہلاک ہوئے تو راہ صواب ہلاک ہونے والوں میں ہے اور اگر ان کا دین ان کیلئے قائم رہا تو ستر سال تک قائم رہے گا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا نبی اللہ ﷺ! یہ مدت گزشتہ سال سے ہے؟ فرمایا: نہیں جو آئندہ آئے گا۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: چنانچہ ایسا ہی ہوا ہے۔ بنی امیہ کی حکومت اس حال میں رہی۔ یہاں تک کہ جب ان میں سستی در اندازی ہوئی تو ستر ہجری کے قریب خراسان سے دعویٰ کرنے والوں کا ظہور ہوا۔

﴿حاکم، بیہقی﴾

حضرت مرہ بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ قریب تر ہونے والے فتنوں کا ذکر فرما رہے تھے۔ اسی اثناء میں ایک شخص کپڑے سے منہ لپیٹے گزرا۔ آپ نے فرمایا: اس دن یہ شخص ہدایت پر ہوگا۔ میں اٹھ کر اس کے پاس گیا تو وہ عثمان رضی اللہ عنہ تھے۔

﴿حاکم، ابن ماجہ﴾

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت اس

وقت تم قائم نہ ہوگی جب تک تم اپنے امام کو قتل نہ کروگے اور ایک دوسرے کو اپنی تلوار سے قتل کروگے اور تمہارے شریر لوگ تمہاری دنیا کے وارث بن جائیں گے۔

﴿بیہقی﴾

لوگ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے کمان سے تیر:

عبدالرحمن بن عدیس سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا: لوگ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے کمان سے تیر نکل جاتا ہے اور وہ لوگ لبنان کے پہاڑوں میں قتل کیے جائیں گے۔ ابن لہیعہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ حضرت عبدالرحمن بن عدیس ان بلوائیوں میں شامل تھا جو اہل مصر کے ساتھ قتل عثمان رضی اللہ عنہ کی غرض سے چلے تھے۔ ان بلوائیوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کیا تھا۔ اس واقعہ کے ایک یا دو سال بعد لبنان کے پہاڑ میں ابن عدیس کو قتل کیا گیا۔

﴿بیہقی، ابونعیم المعرفہ﴾

محصور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو نبی کریم ﷺ کا پانی پلانا:

مہاجر بن حبیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کو کسی کو بھیج کر بلوایا اور وہ اس وقت محصور تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے کہا، اپنا سر اٹھا کر اس روزن کو دیکھو۔ آج رات رسول اللہ ﷺ اس روزن سے رونق افروز ہوئے اور فرمایا: اے عثمان رضی اللہ عنہ! کیا تم محصور ہو؟ میں نے عرض کیا: ہاں تو آپ نے ایک ڈول لٹکایا اور میں نے اس سے پانی پیا اور میں اپنے اندر اس کی ٹھنڈک اب تک پا رہا ہوں۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اگر تم چاہو تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کروں۔ وہ تمہیں ان پر غالب کردے گا اور اگر تم چاہو تو ہمارے پاس آکر افطار کرو تو میں نے آپ ﷺ کے پاس حاضر ہونے کو اختیار کیا ہے اور وہ اسی دن شہید کیے گئے۔

﴿مسند حارث بن ابی اسامہ﴾

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ محصور ہوگئے تو وہ روزے سے رہنے لگے۔ ایک دن افطار کا وقت آیا تو انہوں نے بلوائیوں سے افطار کیلئے شیریں پانی مانگا تو انہوں نے پانی دینے سے انکار کردیا۔ آپ نے تشنگی کے عالم میں رات بسر کی۔ پھر جب سحر کا وقت آیا تو آپ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ اس چھت سے رونق افروز ہوئے، آپ کے ساتھ پانی کا ڈول تھا۔

آپ ﷺ نے فرمایا: اے عثمان رضی اللہ عنہ! پانی پیو تو میں نے پیا یہاں تک کہ میں سیراب ہوگیا، پھر فرمایا: اور زیادہ پیو تو میں نے پیا۔ یہاں تک کہ میں سیر ہوگیا۔

﴿ابن منیع مسند﴾

شہادت عثمان کے دن غیبی آواز:

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت عثمان

رضی اللہ عنہ کی شہادت کے دن ایک آواز سنی۔ اس نے کہا:

"ابشر یا ابن عفان، بروح و ریحان، ابشر یا ابن عفان، برب غیر غضبان، ابشر یا ابن عفان، بغفران و رضوان."

ترجمہ: "اے ابن عفان رضی اللہ عنہ تجھے مبارک ہو جنتی پھولوں کی اور راحت۔ اے ابن عفان تجھے مبارک ہو اپنے رب سے ملاقات کی جبکہ وہ تجھ سے ناراض نہیں۔ اے ابن عفان! تجھے مبارک ہو، مغفرت اور رضاء الٰہی۔ میں نے ادھر ادھر دیکھا مگر کوئی نظر نہ آیا۔"

﴿ابونعیم﴾

جنازہ میں فرشتوں کی شرکت:

حضرت مسیر بن حمش رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا ہم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو رات میں دفن کیا تو ہمیں ہمارے پیچھے سے ایک انبوہ نے ڈھانپ لیا اور ہم لوگ ڈر گئے۔ قریب تھا کہ منتشر ہو جائیں، ایک منادی نے پکارا، ڈرو نہیں اپنی جگہ جمے رہو، ہم اس لیے آئے ہیں کہ تمہارے ساتھ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے جنازے میں شریک ہوں تو مسیر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے: خدا کی قسم! وہ انبوہ فرشتوں کا تھا۔

﴿طبرانی، ابونعیم﴾

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا جنازہ "حش کوکب" میں تین دن رکھا رہا، لوگوں نے انہیں دفن نہیں کیا تھا۔ یہاں تک کہ ایک ہاتف نے ندا دی، ان کو دفن کرو اور ان کی نماز جنازہ نہ پڑھو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان پر صلوٰۃ پڑھ لی ہے۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت مالک بن ابی عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: لوگ "حش کوکب" میں اپنے مردوں کو دفن کرنے سے بچا کرتے تھے۔ اس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ عنقریب ایک مرد صالح فوت ہوگا اور اسے اس جگہ دفن کیا جائے گا اور لوگ اس کی اقتدا کریں گے، چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پہلے شخص تھے جو اس جگہ دفن کیے گئے۔

﴿ابن سعد﴾

جنوں کا نوحہ کرنا:

عثمان بن مرہ رضی اللہ عنہ کی والدہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی مسجد کے اوپر تین دن تک جنات کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر نوحہ کرتے سنا ہے۔ ان کے نوحہ کا ایک بند یہ ہے:

لیلة الحصبة اذ یرمون بالصخر الصلاب

ثم جاوا بکرة یعنون صفرا کالشهاب

زینهم فی الحی المجلس فکاک الرقاب

﴿ابونعیم﴾

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ان لوگوں کے سامنے جنہوں نے محاصرہ کر رکھا تھا، چھت پر تشریف لائے اور آپ نے فرمایا: تم لوگ مجھے قتل کر کے پھر بھی (مقبول) نماز نہ پڑھ سکو گے اور (اخروی ثواب کی خاطر) تم کبھی جہاد نہ کر سکو گے اور نہ تم میں تمہارے درمیان غنیمت تقسیم ہوگی، جب وہ لوگ ارادہ قتل سے باز نہ آ جائے تو آپ نے دعا کی:

اللھم احصھم عددا، و اقتلھم بددا، ولا تبق منھم احدا

ترجمہ: ''اے اللہ ایک ایک گھر گھیر لے اور ان کو چن چن کر قتل کر دے اور ان میں سے کسی کو باقی نہ چھوڑ۔''

﴿ابن سعد﴾

مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ان میں سے فتنہ کے دن جو مارے گئے وہ مارے گئے اور یزید نے اہل مدینہ کی طرف بیس ہزار کا لشکر بھیجا اور تین دن تک انہوں نے قتل مباح رکھا اور اس کی مداہنت سے انہوں نے جو چاہا کیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر دینا:

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے۔ آپ نے کہا: مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہیں اس جگہ اور اس جگہ ضرب لگائی جائے گی اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے دونوں کنپٹیوں کی طرف اشارہ کیا اور ان دونوں زخموں سے خون بہہ کر تمہاری داڑھی کو رنگین کر دے گا۔ اس کی علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے کئی سندیں ہیں۔

﴿حاکم﴾

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ آپ نے کہا کہ میرے سامنے رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: وہ شخص بڑا شقی ہے جو تمہاری اس جگہ پر ضرب لگائے گا۔ کنپٹی پر یہاں تک کہ اس کے خون سے داڑھی رنگین ہو جائے گی۔

✿ (حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت صہیب بن رومی رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل وارد ہے جن کو ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے۔)

﴿حاکم، ابونعیم﴾

حضرت علی رضی اللہ عنہ فوت نہ ہوں گے مگر مقتول:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے یہاں پہنچا، وہ اس وقت علیل تھے۔ آپ کے پاس حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما موجود تھے۔ ایک نے دوسرے سے کہا: میرا گمان یہ ہے کہ اب یہ فوت ہونے والے ہیں۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہرگز فوت نہ ہوں گے مگر مقتول ہو کر اور ہرگز فوت نہ ہوں گے مگر اس حال میں کہ غیظ سے بھرے ہوں گے۔

﴿حاکم﴾

زہری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: جب صبح کا وقت ہوا تو حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ قتل کیے گئے۔ بیت المقدس میں جس پتھر کو اٹھایا جاتا، اس کے نیچے سے خون برآمد ہوتا۔

﴿حاکم، بیہقی، ابو نعیم﴾

زہری رحمۃ اللہ علیہ حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جس دن حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کو قتل کیا گیا، اس کی صبح کو زمین سے جس کنکری کو اٹھایا جاتا، اس کے نیچے تازہ خون پایا جاتا تھا۔

﴿ابو نعیم﴾

چند اور صحابہ کرام کی شہادت کی خبر دینا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوہ حرا پر تھے۔ آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان ذوالنورین، حضرت علی المرتضیٰ، حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم تھے تو ایک بڑے پتھر نے جنبش کی تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ٹھہر جا، تجھ پر نبی و صدیق و شہیدوں کے سوا کوئی نہیں ہے۔

﴿مسلم﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو محبوب رکھتا ہے کہ زمین پر چلتا پھرتا شہید دیکھے تو اسے چاہیے کہ حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کو دیکھے۔

﴿حاکم، ابن ماجہ، ابو نعیم﴾

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی مجھے دیکھتے تو فرماتے جو چاہتا ہے کہ زمین کے اوپر شہید کو چلتا پھرتا دیکھے تو اسے چاہیے کہ وہ طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کو دیکھے۔

﴿طبرانی﴾

حضرت زہری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ کہا کہ مجھے حضرت اسمٰعیل بن محمد بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے ثابت رضی اللہ عنہ! کیا تم اس سے خوش نہیں کہ تمہاری زندگی محمود اور شہید ہو کر فوت ہو اور جنت میں داخل کیے جاؤ؟ انہوں نے عرض کیا: میں اس پر خوش ہوں تو انہوں نے محمود زندگی گزاری اور مسیلمہ کذاب کے قتل کے دن وہ شہید ہو کر داخل جنت ہوئے۔

﴿حاکم، بیہقی، ابو نعیم﴾

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر دینا:

حضرت ام الفضل بنت الحارث رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا ایک دن میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور میں نے انہیں آپ کی آغوش میں دے دیا۔ کچھ دیر بعد میں نے آپ کی طرف دیکھا تو آپ کے چشمان مبارک آنسوؤں سے

ڈبڈبا رہی تھیں۔ پھر آپ نے مجھ سے فرمایا کہ میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے اور انہوں نے مجھے خبر دی کہ میری امت میرے اس فرزند کو شہید کر دے گی اور میرے پاس ان کے مقتل کی سرخ مٹی لائے۔

﴿حاکم، بیہقی﴾

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن محو استراحت تھے۔ آپ بیدار ہوئے تو غمگین تھے اور آپ کے دست اقدس میں سرخ مٹی تھی جسے آپ پلٹ رہے تھے۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! یہ مٹی کیسی ہے؟ آپ نے فرمایا: میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے اور انہوں نے مجھے بتایا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ سرزمین عراق میں قتل کیے جائیں گے اور یہ ان کے مقتل کی مٹی ہے۔

﴿ابن راہویہ، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ بارش کے فرشتے نے رسول اللہ ﷺ کے دربار میں حاضر ہونے کی اجازت مانگی اور اسے اجازت دی گئی، اسی دوران امام حسین رضی اللہ عنہ اندر آئے اور نبی کریم ﷺ کے دوش مبارک پر سوار ہونے لگے۔ فرشتے نے پوچھا: آپ ان سے محبت کیا کرتے ہیں؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہاں، اس نے کہا: آپ کی امت ان کو قتل کر دے گی، اگر چاہیں تو میں آپ کو وہ جگہ دکھا دوں جہاں انہیں قتل کیا جائے گا تو فرشتے نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور سرخ مٹی آپ کو دکھائی اور اس مٹی کو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے لے لیا اور اسے اپنے کپڑے میں باندھ لیا اور ہم سنا کرتے تھے کہ حسین رضی اللہ عنہ کو کربلا میں شہید کیا جائے گا۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ امام حسن و حسین رضی اللہ عنہم میرے گھر میں آ کر کھیل رہے تھے۔ اسی وقت جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ کی امت آپ کے اس فرزند کو آپ کے بعد شہید کر دے گی اور جبرئیل علیہ السلام نے امام حسین رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کیا اور انہوں نے مٹی لا کر دی، آپ نے اسے سونگھ کر فرمایا، کرب و بلا کی بو ہے اور فرمایا: اے ام سلمہ رضی اللہ عنہا! جب یہ مٹی خون سے بدل جائے تو یہ جان لینا کہ میرا فرزند شہید کر دیا گیا تو انہوں نے اس مٹی کو شیشی میں محفوظ کر لیا۔

﴿ابونعیم﴾

محمد بن عمرو بن حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: ہم امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ کربلا کی نہر پر تھے۔ آپ نے شمر بن ذی الجوشن کو دیکھ کر فرمایا: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے سچ فرمایا۔ گویا میں چتکبرے کتے کو دیکھ رہا ہوں جو میری اہل بیت کا خون پی رہا ہے، چونکہ شمر ملعون برص کے مرض میں مبتلا تھا۔

﴿ابن عساکر﴾

کتیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ میرا یہ فرزند حسین رضی اللہ عنہ ایسی زمین میں شہید کیا جائے گا جس کا نام کربلا ہے تو جو تم میں سے موجود ہو، اسے چاہیے کہ ان کی مدد کرے تو انس بن حارث رضی اللہ عنہ کربلا گئے

اور امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ شہید ہوئے۔

﴿ابن سکن، بغوی الصحابہ، ابونعیم﴾

ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ اس وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں تھے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جبرئیل علیہ السلام نے کہا: آپ کی امت ان کو شہید کردے گی، اگر آپ چاہیں تو وہ مٹی آپ کو بتادوں جہاں انہیں شہید کیا جائے گا اور جبرئیل علیہ السلام نے اپنے ہاتھ سے مقام طف کی طرف اشارہ کیا جو عراق سے ہے اور سرخ مٹی لے کر آپ کو دکھائی۔

(اس روایت کو دوسری سند کے ساتھ حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے متصلاً روایت کی۔)

﴿بیہقی﴾

حضرت ابن عمر نے حسین سے فرمایا ”آپ شہید ہیں“:

شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ آئے۔ انہیں معلوم ہوا کہ امام حسین رضی اللہ عنہ عراق کی طرف روانہ ہو چکے ہیں تو وہ مدینہ سے دو دن کی مسافت پر جا کر ان سے ملے اور ان سے کہا: اللہ تعالیٰ اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا اور آخرت کے درمیان اختیار کرنے کو فرمایا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آخرت کو اختیار کیا اور دنیا کو رد کر دیا، کیونکہ آپ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جزو ہیں۔ خدا کی قسم! آپ میں سے کسی کو دنیا کبھی نہیں حاصل ہوگی اور اللہ تعالیٰ نے آپ حضرات سے اس دنیا کو اس چیز کے ساتھ پھیر دیا ہے جو آپ حضرات کیلئے اس سے بہتر ہے لہٰذا آپ واپس چلئے مگر امام حسین رضی اللہ عنہ نے واپسی سے انکار کر دیا تو ابن عمر رضی اللہ عنہ نے آپ سے یہ کہتے ہوئے معانقہ کیا کہ میں آپ کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں کیونکہ آپ شہید ہیں۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: ہم اہل بیت کی کثرت تعداد کی بنا پر شک کرتے تھے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ عراق میں شہید کر دیئے جائیں گے۔

﴿حاکم﴾

یہاں حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوں گے: (فرمان علی رضی اللہ عنہ)

حضرت یحییٰ حضرمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی معیت میں صفین تک سفر کیا، جب آپ نینوا سے میں پہنچے تو آپ نے پکارا: اے عبداللہ رضی اللہ عنہ فرات کے کنارے ٹھہرو، میں نے عرض کیا: کس لیے؟ آپ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھے جبرئیل علیہ السلام نے بتایا کہ حسین رضی اللہ عنہ کو فرات کے کنارے قتل کیا جائے گا اور مجھے اس جگہ کی مٹی اٹھا کر دکھائی تھی۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت اصبغ بن نباتہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ امام حسین رضی اللہ عنہ کی قبر کی جگہ آئے۔ آپ نے فرمایا اس جگہ ان کے اونٹ باندھے جائیں گے، اس جگہ ان کا سامان رکھا جائے گا اور اس جگہ ان کا خون بہایا جائے گا۔ آل محمد ﷺ کی ایک جماعت اس میدان میں قتل کی جائے گی اور ان پر زمین و آسمان روئیں گے۔

﴿ابو نعیم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو وحی بھیجی کہ میں نے حضرت یحییٰ بن زکریا علیہ السلام کے بدلے ستر ہزار کو قتل کرایا اور میں آپ کے نواسے کے قتل کے بدلے ستر ہزار اور ستر ہزار قتل کراؤں گا۔

﴿حاکم﴾

شہادت حسین پر رسول اللہ ﷺ کو صدمہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک دن دوپہر کے وقت خواب میں اس حالت میں دیکھا کہ آپ کے بال گرد آلود ہیں، اور آپ کے دست مبارک میں خون کی بوتل ہے۔ میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ فرمایا: یہ حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کا خون ہے۔ آج میں شروع دن سے اس خون کو اس وقت تک جمع کرتا رہا ہوں تو میں نے اپنی خواب کے وقت کو یاد رکھا تو یہ وہی وقت تھا جس دن امام حسین رضی اللہ عنہ شہید کیے گئے۔

﴿احمد، بیہقی﴾

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ آپ کے سر مبارک اور آپ کی داڑھی شریف گرد آلود ہے۔ یہ حال دیکھ کر میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! آپ کا کیا حال ہے؟ آپ نے فرمایا: ابھی ابھی مقتل حسین سے آرہا ہوں۔

﴿حاکم، بیہقی﴾

شہادت حسین پر خون کی بارش:

حضرت بصرہ ازدیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: جب امام حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو آسمان سے خون برسا، جب ہم نے صبح کی تو ہمارے خیمے، ہمارے مٹکیزے اور ہماری ہر چیز خون سے بھری ہوئی تھی۔

﴿بیہقی، ابو نعیم﴾

زہری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: مجھے معلوم ہوا ہے کہ جس دن امام حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوئے، ہم اس دن بیت المقدس کے جس پتھر کو اٹھاتے اس کے نیچے سے تازہ خون نکلتا۔

﴿بیہقی، ابو نعیم﴾

حضرت ام حبان رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا جس دن امام حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوئے، ہم پر تین راتیں اندھیری چھائی رہی اور ہم میں سے کسی نے اپنے زعفران کو ہاتھ نہ

لگائی جس نے اپنے چہرے پر زعفران ملا اس کا چہرہ جھلس گیا اور بیت المقدس میں جس پتھر کو پلٹتے اس کے نیچے سے تازہ خون نکلتا۔

﴿بیہقی﴾

جمیل بن مرہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا جس دن امام حسین رضی اللہ عنہ شہید کیے گئے لوگوں نے ان کے لشکر کا اونٹ پایا اور انہوں نے ذبح کر کے اسے پکایا تو وہ حنظل کی مانند کڑوا ہو گیا اور کسی کو قدرت نہ ہوئی کہ اس کا تھوڑا حصہ نگل سکے۔

﴿بیہقی﴾

گوشت آگ بن گیا:

حضرت سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا مجھ سے میری دادی نے بیان کیا۔ انہوں نے کہا جس وقت امام حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو میں نے زعفران کو دیکھا تو وہ راکھ ہو گیا تھا اور میں نے گوشت کو دیکھا تو وہ آگ بن گیا تھا۔

﴿بیہقی، ابو نعیم﴾

شہادت حسین پر آسمان کا رونا:

علی بن مسہر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا مجھ سے میری دادی نے بیان کیا۔ انہوں نے کہا جب امام حسین رضی اللہ عنہ شہید کیے گئے تو میں ان دنوں جوان لڑکی تھی۔ میں نے دیکھا کہ کئی روز تک آسمان سرخ رہا اور وہ آپ کیلئے روتا رہا۔

﴿بیہقی﴾

قاتلان حسین کا برا انجام:

حضرت سفیان بن عیینہ کی دادی سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ جعفی قبیلے کے دو آدمی قتل حسین رضی اللہ عنہ میں موجود تھے تو ان میں سے ایک کا آلہ تناسل اتنا دراز ہو گیا کہ وہ اسے لپیٹ لیتا تھا اور دوسرے کا حال یہ تھا کہ مشکیزہ اس کے منہ سے لگایا جاتا ہے اور وہ اس کا آخری قطرہ تک پی جاتا مگر وہ سیراب نہ ہوتا یعنی اس کی پیاس نہ بجھتی۔

﴿ابو نعیم﴾

امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت پر جنات کا نوحہ کرنا:

- حضرت حبیب بن ابی ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا میں نے امام حسین رضی اللہ عنہ پر جنات کو نوحہ کرتے سنا ہے۔ وہ کہتے ہیں:

مسح النبی جبینہ   فلہ بریق فی الخدود

ابواہ فی علیا قریش   وجدہ خیر الجدود

منہال بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا خدا کی قسم! میں نے سر امام کو دیکھا ہے جب وہ نیزے پر بلند کیے لیے جا رہے تھے۔ میں اس وقت دمشق میں تھا۔ اس سر مبارک کے آگے کسی نے سورۂ کہف کی تلاوت کی جب وہ اس آیت کریمہ پر پہنچے:

أَمْ حَسِبْتَ أَنَّ أَصْحَابَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيمِ كَانُوا مِنْ آيَاتِنَا عَجَبًا

﴿سورۂ کہف﴾

تو اللہ تعالیٰ نے سر مبارک کو گویائی عطا فرمائی اور فرمایا: "أَعْجَبُ مِنْ أَصْحَابِ الْكَهْفِ قَتْلِي وَحَمْلِي" تو اصحاب کہف سے زیادہ تعجب کی بات میرا قتل ہونا اور میرے سر کو اٹھائے پھرنا ہے۔

﴿ابن عساکر﴾

نبی کریم ﷺ نے لوگوں کے مرتد ہونے کی خبر دی:

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ میری امت کے بہت سے قبیلے مشرکوں کے ساتھ مل جائیں گے اور وہ بتوں کی پوجا کریں گے۔

﴿مسلم﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سنو! میرے حوض پر بہت سے لوگوں کو دھتکار دیا جائے گا جس طرح کہ بھٹکا ہوا اونٹ دھتکار دیا جاتا ہے اور میں انہیں پکاروں گا۔ ادھر آؤ، اس وقت کہا جائے گا۔ ان لوگوں نے اپنا دین بدل ڈالا ہے تو میں ان سے کہوں گا: دور ہو جاؤ، دور ہو جاؤ۔

﴿مسلم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سنو! میری امت کے کچھ لوگ لائے جائیں گے، پھر ان کو شمال والے پکڑ لیں گے۔ میں کہوں گا، یہ تو میرے پاس کے بیٹھنے والے ہیں۔ اس وقت بتایا جائے گا، آپ نہیں جانتے انہوں نے آپ کے بعد کیا بدعات نکالیں تو میں وہ کہوں گا جو مرد صالح نے کہا ہے

وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَا دُمْتُ فِيهِمْ ۖ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ

﴿سورۂ مائدہ﴾

ترجمہ: "اور کہا جائے گا، یہ وہ لوگ ہیں جب سے آپ نے ان کو چھوڑا ہے، یہ اپنی ایڑیوں کے بل پلٹ کر ہمیشہ مرتد رہے ہیں۔"

﴿بخاری، مسلم﴾

اب جزیرۂ عرب میں بت پرستی نہ ہوگی:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شیطان جزیرۃ العرب میں نماز پڑھنے والوں سے مایوس ہو گیا ہے کہ وہ اسے پوجیں، البتہ شیطان

قبائلیوں کے درمیان قریش یعنی اصحاب قریب کی رغبت رہا کرے گا۔

﴿مسلم﴾

حضرت مستورد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے۔ آپ فرماتے ہیں سخت ترین لوگ رومی ہیں۔ ان کا استیصال قیامت کے ساتھ ہے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت سفیان بن عیینہ عمرو رضی اللہ عنہ حسن بن محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! مجھے اجازت دیجئے کہ میں سہیل بن عمرو کے سامنے کے بڑے دانت توڑ دوں تا کہ وہ اپنی قوم میں کبھی کھڑے ہو کر بدگوئی نہ کر سکے۔ آپ نے فرمایا: اس سے درگزر کرو، ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک دن تمہیں خوش کر دے۔ حضرت سفیان رضی اللہ عنہ نے کہا: جب نبی کریم ﷺ نے وفات پائی تو مکہ والے بھاگ کر مکہ پہنچے۔ اس وقت سہیل بن عمرو کعبہ معظمہ کے پاس کھڑا ہوا اور اس نے خطبہ دیا کہ جو محمد ﷺ کی پرستش کرتا تھا، جان لے کہ آپ نے وفات پائی ہے مگر اللہ تعالیٰ زندہ ہے، اسے موت نہیں۔

﴿حاکم، بیہقی﴾

ابن اسحاق رضی اللہ عنہ محمد بن عمرو بن عطاء رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا: جب سہیل بن عمرو گرفتار ہو کر آئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا میں اس کے سامنے کے دانت توڑ دوں تا کہ اس کی زبان باہر لٹک پڑے اور یہ کبھی کھڑے ہو کر خطبہ نہ دے سکے۔ اور سہیل زیادہ چرب زبان تھا کہ اس کے ہونٹوں سے کیا نکلتا ہے مگر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں مثلہ کرنے کی اجازت نہ دوں گا۔ مبادا اللہ تعالیٰ میرے ساتھ بھی اسی طرح پیش آئے گا، اگرچہ میں نبی ہوں۔ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے مقام پر کھڑا کرے جسے تم برا نہ جانو۔ چنانچہ سہیل نے مکہ مکرمہ میں جب رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی یہ خطبہ جیسا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دیا تھا، گویا کہ اس نے ان کا خطبہ سنا تھا۔ جب سہیل کے خطبہ کی خبر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو انہوں نے کہا: "اشہد انک رسول اللہ" چونکہ حضور نبی کریم ﷺ نے خبر دی تھی کہ ممکن ہے کہ سہیل کبھی ایسے مقام میں کھڑا ہو جسے تم برا نہ جانو۔

﴿یونس بن بکیر مغازی، ابن سعد﴾

حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمن رضی اللہ عنہ حضرت ابو عمرو بن عدی بن حمراء خزاعی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا میں نے سہیل بن عمرو کو اس دن دیکھا جس دن رسول اللہ ﷺ کی وفات کی خبر مکہ مکرمہ آئی تو سہیل نے ویسا ہی خطبہ دیا جیسے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ میں خطبہ دیا تھا۔ گویا کہ اس نے ان کا خطبہ سنا تھا۔ جب سہیل کے اس خطبہ کی خبر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو فرمایا: "اشہد ان محمدا رسول اللہ" اور جو کچھ حضور نبی کریم ﷺ لائے وہ حق ہے۔ یہی وہ مقام ہے جس کی رسول اللہ ﷺ نے خبر دی تھی جبکہ آپ نے مجھ سے فرمایا: "ممکن ہے وہ ایسے مقام میں کھڑا ہو جسے تم برا نہ جانو۔"

﴿ابن سعد﴾

(محاملی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ''کتاب فوائد'' میں بطریق سعید بن ابو ہند عمرو رحمۃ اللہ علیہ سے اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے موصولاً روایت کیا ہے۔)

حضرت براء بن مالک رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمان نبوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کتنے ہی کمزور بندے ایسے ہیں جن کو لوگ ضعیف جانتے ہیں اور ان کے جسموں پر صرف دو چادریں ہوتی ہیں، اگر وہ اللہ تعالیٰ کو قسم دے دیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم ضرور پوری فرمادے۔ ان حضرات میں سے ایک حضرت براء بن مالک رضی اللہ عنہ ہیں، چنانچہ حضرت براء رضی اللہ عنہ نے تستر کے میدان میں کفار سے مقابلہ کیا مگر مسلمان منتشر ہو گئے۔ مسلمانوں نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے کہا: اے براء رضی اللہ عنہ بلاشبہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کی قسم دیدو تو اللہ تعالیٰ تمہاری قسم ضرور پوری فرمادے، لہٰذا آپ اپنے رب کو قسم دیجئے تو انہوں نے کہا:

اے اللہ! میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ جب تو ہم کو ان کے شانے دے گا تو وہ پشت پھیر کر فرار ہو جائیں گے۔ اس کے بعد کفار مسلمانوں سے ''قنطرۃ السوس'' پر مقابل آئے اور انہوں نے مسلمانوں کو بڑی تکلیف پہنچائی تو مسلمانوں نے کہا: اے براء رضی اللہ عنہ! اپنے رب کی قسم دیجئے تو انہوں نے کہا: اے رب! میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ جب تو ہمیں ان کے شانے دے تو وہ اپنے شانے ہمیں دے دیں اور تو مجھے نبی کے ساتھ ملا دے۔ اس کے بعد مسلمانوں نے حملہ کیا اور فارسی کفار ہزیمت کھا گئے اور حضرت براء رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔

﴿ترمذی، حاکم، بیہقی﴾

تم ملک شام ہجرت کرو گے فلسطین کے ٹیلہ پر دفن ہو گے:

کئی سندوں کے ساتھ حضرت اقرع بن شفیعک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: نبی کریم ﷺ میری بیماری کے زمانہ میں تشریف لائے۔ اس وقت میں نے عرض کیا: میرا گمان یہی ہے کہ میں اپنے اس مرض سے جانبر نہ ہو سکوں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہرگز نہیں۔ تم ضرور زندہ رہو گے اور سرزمین شام کی طرف ضرور ہجرت کرو گے اور وہاں فوت ہو کر فلسطین کے ٹیلہ پر دفن ہو گے، چنانچہ وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے میں فوت ہوئے اور رملہ میں مدفون ہوئے۔

﴿ابن السکن، ابن مندہ، الصحابہ، تاریخ ابن عساکر﴾

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ امت کے محدث ہیں:

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: گزشتہ امتوں میں محدثین ہوتے ہیں اور میری امت میں اگر کوئی محدث ہے تو وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو مبعوث نہ فرمایا مگر یہ کہ اس نبی کی امت میں محدثین ہوتے تھے، اگر میری امت میں محدثین میں سے کوئی ہے تو وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! محدثین کیسے ہوتے ہیں؟ فرمایا: فرشتے ان کی زبان پر کلام کرتے ہیں۔

﴿طبرانی اوسط﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہر نبی کے ساتھ اس کی امت میں ایک یا دو معلم ہوتے رہے، میری امت میں اگر کوئی معلموں میں سے ہے تو وہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ہیں۔

﴿طبرانی﴾

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: ہم اصحاب محمد ﷺ اگرچہ بکثرت تھے لیکن ہمیں اس میں کوئی شک نہ تھا کہ بیشک حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زبان پر کلام کرتا ہے۔

﴿طبرانی اوسط، بیہقی﴾

طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: ہم باہم کہا کرتے تھے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی زبان پر فرشتہ کلام کرتا ہے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: میں نے نہیں سنا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کسی چیز کے بارے میں فرماتے ہیں کہ میرا ایسا خیال ہے مگر یہ کہ وہ ایسا ہی ہوتا جیسا کہ آپ نے گمان کیا ہوتا تھا۔

﴿حاکم﴾

ازواج مطہرات میں سے سب سے پہلی زوجہ مطہرہ کا آپ ﷺ سے ملنا:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم ازواج میں سے وہ زوجہ مجھے سب سے پہلے ملے گی جو تم سب میں دراز دست ہے تو ہم ناپتی تھیں کہ کس کے ہاتھ طویل ہیں تو وہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا تھیں، ان کے ہاتھ طویل تھے، کیونکہ وہ اپنے ہاتھ سے عمل کرتیں اور صدقہ دیا کرتی تھیں۔

﴿مسلم﴾

شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ازواج مطہرات نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ہم میں سے سب سے پہلے کون آپ سے ملے گا؟ فرمایا: جس کے ہاتھ سب سے زیادہ دراز ہیں تو وہ سب اپنے ہاتھوں کو ناپتی تھیں کہ کس کے ہاتھ دراز ہیں؟ جب ام المومنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے وفات پائی تو ازواج مطہرات نے جانا کہ وہ خیر و صدقہ میں سب سے زیادہ دراز دست تھیں۔

﴿بیہقی﴾

قرآن کریم کی کتابت کے بارے میں آپ ﷺ کی خبر:

عبط الجہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: جب حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے قرآن کریم کے نسخوں کی کتابت کرائی تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: آپ نے راہ ثواب اختیار کی اور آپ نے توفیق حق پائی۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ یقیناً میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔

آپ فرماتے تھے۔ میری امت میں مجھ سے زیادہ محبت رکھنے والے لوگ جو میرے بعد آئیں گے، وہ ہیں جو بغیر دیکھے مجھ پر ایمان رکھیں گے اور جو "ورق معلق" میں ہے، اس پر عمل کریں گے۔ میں دل میں کہتا وہ "ورق معلق" کیا ہوگا۔ یہاں تک کہ میں نے مصاحف قرآنیہ کو دیکھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر بہت تعجب کیا اور حکم دیا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو دس ہزار درہم دیئے جائیں اور فرمایا: خدا کی قسم! میں جانتا تھا کہ تم ہم سے نبی کریم ﷺ کی حدیث کو محفوظ رکھو گے اور ہم سے بیان نہ کرو گے۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی خبر دینا:

امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے ارشاد فرمایا کہ اہل یمن کا ایک شخص تمہارے پاس آئے گا اور یمن میں صرف اپنی والدہ کو ہی چھوڑ کر آئے گا۔ اس کے جسم پر سفیدی تھی تو اس نے اللہ تعالیٰ سے اسے دور کرنے کی دعا کی تو وہ سفیدی اس سے جاتی رہی۔ صرف ایک دینار کے برابر سفیدی باقی ہے۔ اس کا نام اویس ہے تو تم میں سے جو کوئی اس سے ملاقات کرے تو اسے چاہیے کہ اس سے مغفرت کی دعا کی درخواست کرے۔

﴿مسلم﴾

دوسری سند کے ساتھ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تابعین میں قرن کا ایک شخص ہوگا۔ اس کا نام اویس بن عامر رضی اللہ عنہ ہوگا۔ اس کے جسم میں سفیدی ظاہر ہوگی وہ اللہ تعالیٰ سے اسے دور کرنے کی دعا کرے گا اور وہ دور ہو جائے گی، چنانچہ وہ دعا کرے گا:

"اللهم دع لی فی جسدی منه ما اذکر به نعمتک علی"

اے اللہ! میرے جسم سے اس سفیدی کو دور کر دے اور میرے جسم میں اتنی سفیدی چھوڑ دے کہ میں تیری نعمت کو یاد رکھوں تو اللہ تعالیٰ اس کے جسم میں اتنی سفیدی چھوڑ دے گا، لہٰذا تم میں سے کوئی اگر اس سے ملے تو اور وہ استطاعت رکھتا ہو کہ اس سے استغفار کرائے تو اسے لازم ہے کہ اس سے استغفار کی درخواست کرے۔

﴿بیہقی﴾

خیر التابعین:

حضرت عبدالرحمن بن ابولیلیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ جنگ صفین کے روز اہل شام کے ایک آدمی نے پکارا کہ کیا تم میں اویس قرنی رضی اللہ عنہ ہیں؟ لوگوں نے جواب دیا: ہاں ہیں۔ اس

نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا: اویس قرنی رضی اللہ عنہ خیر التابعین ہیں۔ اس کے بعد وہ شخص اپنے گھوڑے کو ایڑ لگا کر اپنے لشکر میں چلا گیا۔

﴿ابن سعد، مسلم﴾

حضرت اسیر بن جابر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ آپ میرے لیے استغفار فرمائیں۔ اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے کہا: میں آپ کے لیے کیونکر استغفار کروں جبکہ آپ خود رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، آپ نے فرمایا: خیر التابعین وہ شخص ہے جس کا نام اویس قرنی رضی اللہ عنہ ہے۔

﴿ابن سعد، مسلم﴾

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اہل جنت میں:

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: وہ شہداء کا مقام ہے اور تم اس مقام کو ہرگز نہ پاؤ گے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے حضور میں ایک پیالہ کھانا لایا گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس میں سے تناول فرمایا اور پیالے میں کھانا بچ رہا۔ آپ نے فرمایا: اس طرف سے ایک شخص آئے گا جو اہل جنت میں سے ہے وہ اس کھانے کو کھائے گا۔ تو حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے اسے کھایا۔

﴿ابن سعد، حاکم﴾

رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر دینا:

حضرت یحییٰ بن عبدالحمید بن رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ مجھ سے میری دادی نے بیان کیا کہ رافع کو یوم احد یا یوم حنین ان کی چھاتی میں تیر لگا۔ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! تیر کو نکال دیجئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے رافع رضی اللہ عنہ! اگر تم چاہو تو میں تیر اور اس کے پیکان کو نکال دوں اور اگر تم چاہو تو میں تیر کو نکال دوں اور اس کے پیکان کو رہنے دوں جو کہ میں قیامت کے دن تمہاری شہادت کی گواہی دوں کہ تم شہید ہو۔ حضرت رافع رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! تیر کو نکال دیجئے اور پیکان کو رہنے دیجئے اور میرے شہید ہونے کی گواہی قیامت کے دن دیجئے کہ میں شہید ہوں تو وہ اس کے بعد زندہ رہے یہاں تک کہ جب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کا زمانہ تھا تو وہ زخم پھٹا اور اسی سے ان کی وفات ہوئی۔

﴿طبرانی، ابن سعد، بیہقی﴾

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی خبر دینا:

حضرت ام ذر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: خدا کی قسم! حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان

کو نہیں جدا کیا لیکن رسول اللہ ﷺ نے چونکہ ان سے فرمایا کہ جب مقام سلع پہاڑ سے عمارتیں تجاوز کر جائیں تو تم یہاں سے نکل جانا، چنانچہ جب سلع سے بستی تجاوز کر گئی تو حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ شام کی طرف چلے گئے۔

﴿حاکم، بیہقی﴾

حضرت ام ذر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی رحلت کا وقت قریب آیا تو انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے ان لوگوں سے جن میں بھی تھا، فرمایا: تم میں سے ایک شخص بیابان سرزمین میں فوت ہوگا اور مسلمانوں کی ایک جماعت اس کے پاس آئے گی، تو ان لوگوں میں کوئی فرد ایسا نہیں ہے جس نے آبادی اور جماعت میں وفات نہ پائی ہو، البتہ ایک میں ہی وہ شخص رہ گیا ہوں، لہٰذا تم سر راہ انتظار کرو، اس پر میں نے کہا: اس زمانے میں لوگ کہاں آتے جاتے ہیں کیونکہ حجاج گزر چکے ہیں اور راستہ رک چکا ہے۔ ہم اسی حال میں تھے اور وہ وفات پا چکے تھے کہ اچانک چند سواروں کو اونٹوں پر دیکھا اور میں نے ہاتھ اور کپڑے سے انہیں اشارہ کیا اور وہ لوگ تیزی سے ساتھ آکر کھڑے ہوگئے اور وہ لوگ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ٹھہر کر انہیں دفن کیا۔

﴿حاکم، ابونعیم﴾

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: میرے بعد اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے۔ یہ سن کر میں رونے لگا اور عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا میں آپ کے بعد زندہ رہوں گا؟ فرمایا: ہاں، جب تم وہ سلع سے آبادی کو تجاوز کرتے دیکھو تو عرب میں سرزمین قضاعہ چلے جانا کیونکہ ایک دن آنے والا ہے، جو ایک کمان یا دو کمان یا ایک تیر یا دو تیر کی مقدار میں قریب ہے۔

﴿ابن ابی شیبہ﴾

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے ابوذر رضی اللہ عنہ! اس وقت تم کیا کرو گے جب تم پر ایسے حاکم آئیں گے جو مال غنیمت کو بے دریغ خرچ کریں گے۔ میں نے عرض کیا: میں اپنی تلوار سے مار دوں گا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں اس سے بہتر صورت نہ بتاؤں، وہ یہ کہ تم صبر کرنا۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے خبر دی کہ لوگ ہرگز میرے قتل پر قابو نہ پائیں گے اور میرے دین میں لوگ ہرگز فتنہ نہ ڈالیں گے اور مجھے خبر دی کہ میں تنہا اسلام لایا اور تنہا فوت ہوں گا اور تنہا قیامت کے دن اٹھایا جاؤں گا۔

﴿ابونعیم، ابن عساکر﴾

حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو مسجد میں سوتا ہوا پایا تو آپ نے ان سے فرمایا: کیا وجہ ہے کہ میں تمہیں مسجد میں سوتا ہوا دیکھ رہا ہوں۔ انہوں نے عرض کیا: پھر میں کہاں سوؤں جبکہ مسجد کے سوا میرا کوئی گھر ہی نہیں؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس

وقت کیا کرو گے جب تم کو یہاں سے نکالا جائے گا؟

انہوں نے عرض کیا: میں شام چلا جاؤں گا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس وقت کیا کرو گے جب شام سے نکالے جاؤ گے؟ تو عرض کیا: اسی جگہ پھر پلٹ آؤں گا۔ فرمایا: اس وقت تم کیا کرو گے جب تم کو اس جگہ سے دوبارہ نکالا جائے گا؟ عرض کیا: اس وقت اپنی تلوار لے کر ماروں گا۔ یہاں تک کہ فوت ہو جاؤں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا میں اس سے بہتر تدبیر تمہیں نہ بتاؤں۔ وہ یہ کہ تم کو لوگ جس طرح لے جائیں تم چلے جانا اور جدھر وہ تمہیں چلائیں، چلتے رہنا یہاں تک کہ تم اپنی اسی حالت کے ساتھ مجھ سے آ کے ملو۔

﴿ابونعیم﴾

حارث بن ابی اسامہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوالمثنی ملیکی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین میں تشریف لاتے تو فرماتے حضرت عویمر رضی اللہ عنہ میری امت کا دانشور ہے اور جندب (حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ) میری امت کا تنہا شخص ہے۔ یہ تنہا زندگی گزارے گا اور تنہا فوت ہوگا اور صرف اللہ تعالیٰ ہی اس کی کفایت کرے گا۔

محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے فرمایا جب آبادی سلع پہاڑ سے بڑھ جائے تو یہاں سے نکل جانا اور شام کی طرف جانے کا دست اقدس سے اشارہ فرمایا اور میں گمان نہیں رکھتا کہ تمہارے حکام تمہیں اپنے حال پر چھوڑیں۔ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! جو لوگ میرے اور آپ کے حکم کے درمیان حائل ہوں، کیا میں ان سے جنگ نہ کروں؟ آپ نے فرمایا: نہیں ان کی سمع و طاعت کرنا، اگرچہ حبشی غلام ہی تمہارا حاکم ہو۔ چنانچہ جب وہ شام چلے گئے تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے شام کے لوگوں کو خراب کر دیا ہے۔ اس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے پاس کسی کو بھیجا، پھر وہ ربذہ کی طرف چلے گئے۔ جب ربذہ پہنچے تو نماز کی اقامت ہو رہی تھی۔ اس جگہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی جانب سے حبشی غلام حاکم تھا۔ وہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر پیچھے ہٹا۔ آپ نے اسے آگے بڑھایا، فرمایا کہ نماز پڑھاؤ کیونکہ مجھے سمع و طاعت کا حکم دیا گیا ہے، اگرچہ حبشی غلام ہی حاکم ہو تو تم حبشی غلام ہو۔

﴿ابن سعد﴾

ایک اعرابی کو اس کی شہادت کی خبر دینا:

حضرت کدیر ابن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے دربار میں ایک اعرابی آیا اور اس نے عرض کیا: آپ مجھے ایسا عمل بتائیے جو مجھے جنت سے قریب کر دے اور دوزخ سے دور کر دے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: عدل و انصاف سے بولو اور بچا ہوا مال لوگوں کو دیا کرو۔ اس نے عرض کیا: خدا کی قسم! میں اس کی قدرت نہیں رکھتا کہ ہر لحظہ عدل و انصاف سے بولوں اور نہ اس کی ہی قدرت رکھتا ہوں کہ بچا ہوا مال لوگوں کو دے سکوں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم کھانا کھلایا کرو

اور بکثرت لوگوں کو سلام کیا کرو۔ اس نے کہا: یہ بھی بہت دشوار ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا تمہارے پاس اونٹ ہے؟ اس نے کہا: ہاں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اپنے اونٹ اور اپنے مشکیزہ کا دھیان رکھو اور ان گھروں میں جایا کرو جو ایک دن کے بعد پانی پیتے ہیں اور انہیں پانی پلایا کرو۔ توقع ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اونٹ کو نہ مارے گا اور تمہارے مشکیزے کو نہ پھاڑے گا۔ یہاں تک کہ تمہارے لیے جنت واجب کر دے گا، چنانچہ وہ اعرابی گیا۔ ابھی نہ اس کا مشکیزہ پھٹا تھا اور نہ اس کا اونٹ مرا تھا کہ وہ شہید ہو کر فوت ہو گیا۔

﴿ابن خزیمہ، بیہقی، طبرانی﴾

المنذری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اس کے راوی صحیح کے راوی ہیں مگر یہ کہ حضرت کدیر رضی اللہ عنہ تابعی ہے اور یہ حدیث مرسل ہے اور ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ کو وہم ہوا ہے کہ انہیں صحبت رسول میسر آئی ہے اور اپنی صحیح میں اسے نقل کیا ہے۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی شاہد ایک اور متصل روایت ہے جسے طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ثقہ راویوں کے ساتھ نقل کیا ہے۔ بجز یحییٰ حمانی رحمۃ اللہ علیہ کے جو ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے عرض کیا: وہ کون سا عمل ہے جسے اگر میں کروں تو جنت میں داخل ہو جاؤں؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا تم ایسے علاقے میں ہو جہاں پانی ڈھو کر لایا جاتا ہے؟ اس نے کہا: ہاں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم نیا مشکیزہ خرید لو، پھر اس میں پانی بھرا کرو۔ یہاں تک کہ وہ پھٹ جائے، ابھی وہ پھٹنے نہ پائے گا کہ تم اس کے ذریعہ ایسے عمل کو پہنچ جاؤ گے جو جنت میں لے جائے۔

میری امت میں ایک شخص دنیا میں جنت میں داخل ہوگا:

حضرت ابراہیم بن ابی عبلہ شریک بن حباشہ نمیری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ وہ بیت المقدس گئے اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے کنوئیں سے پانی کھینچ رہے تھے کہ ان کے ڈول کی رسی ٹوٹ گئی تو وہ ڈول نکالنے کیلئے کنوئیں میں اترے، ابھی وہ ڈول کو تلاش ہی کر رہے تھے کہ ان کی نظر ایک درخت پر پڑی اور انہوں نے اس کا ایک پتہ توڑ لیا اور اس پتے کو اپنے ساتھ نکال لائے، جب اسے باہر دیکھا وہ دنیاوی درختوں کے پتوں کی مانند نہ تھا۔

پھر وہ اعرابی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں اسے لائے، آپ نے اسے دیکھ کر فرمایا: میں شہادت دیتا ہوں کہ حضور نبی کریم ﷺ کی وہ خبر حق ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا: اس امت کا ایک شخص دنیا میں رہتے ہوئے جنت میں داخل ہوگا۔ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس پتے کو مصحف شریف کے دونوں گتوں کے درمیان رکھ دیا۔

﴿طبرانی مسند الشامیین، ابن حبان الثقات﴾

اور کلبی رحمۃ اللہ علیہ نے دوسری سند کے ساتھ قصہ مذکورہ بیان کیا۔ اس میں مذکور ہے کہ پھر حضرت عمر

ﷺ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ کیا تم کتاب میں یہ پاتے ہو کہ اس امت کا ایک شخص دنیا میں رہتے ہوئے جنت میں داخل ہوگا؟ انہوں نے کہا: ہاں! اس کا ذکر موجود ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ کا کذاب اور حجاج ثقفی کی خبر دینا:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میری امت میں ستائیس کذاب و دجال ہوں گے۔ ان میں سے چار عورتیں ہوں گی، حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

﴿احمد﴾

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی جب تک تیس کذاب ظاہر نہ ہوں گے۔ ان میں سے مسیلمہ عنسی اور مختار ہے۔ عرب کے شریر ترین قبائل بنو امیہ، بنو حنیفہ اور بنو ثقیف ہیں۔

﴿ابن عدی، ابو یعلیٰ، بزار، طبرانی، بیہقی﴾

حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ انہوں نے حجاج ثقفی سے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا: بنو ثقیف میں کذاب اور ظالم ہوگا۔ چنانچہ کذاب کو تو ہم نے دیکھ لیا ہے۔ اب رہا ظالم تو میرا خیال ہے وہ تو ہی ہے۔

﴿مسلم﴾

(اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اس کی مانند مرفوعاً روایت کی۔)

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی آنے والے نے آپ کو خبر دی کہ اہل عراق نے اپنے امام کو کنکریاں ماری ہیں تو وہ غضبناک ہو کر باہر نکلے اور نماز پڑھی اور ان کی نماز میں سہو واقع ہو گیا، جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو دعا کی کہ اے اللہ! جن لوگوں نے مجھے وسوسہ میں ڈالا تو ان کو اس پریشانی میں ڈال دے اور اس ثقفی غلام کو ان پر مسلط کرنے میں جلدی کر جو ان میں جاہلیت کے طریقہ کے ساتھ حکومت کرے گا اور وہ ان کے محسنوں کا عذر قبول نہ کرے گا اور نہ ان کے بروں سے درگزر کرے گا، حالانکہ حجاج اس وقت تک پیدا بھی نہ ہوا تھا۔

ابوالیمان رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو علم تھا کہ حجاج یقیناً خروج کرے گا، چنانچہ جب اہل عراق نے ان کو غضبناک کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کیلئے بطور سزا اس کے ظہور کی عجلت فرمائی جس کا ظاہر ہونا اس کیلئے لازمی امر تھا۔

﴿ابن سعد، بیہقی﴾

حضرت حسن سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اہل کوفہ کو بددعا کی کہ اے اللہ! جیسے میں نے ان پر بھروسہ کیا مگر انہوں نے خیانت و بدعہدی کی اور جس طرح میں نے ان کی خیرخواہی کی مگر انہوں نے خیرخواہی کی قدر نہ کی۔ اب ان پر اس ثقفی جوان کو مسلط کر دے جو لمبے لمبے دامن والا اور ادھر ادھر جھٹکنے والا ہے جو عراق کی تر و تازگی کو کھا لے گا اور عمدہ پوشاکیں پہنے گا اور ان میں جاہلیت کے

وہب، قرظی، غیلان اور ولید کی خبر دینا:

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت میں ایک شخص ہوگا جس کا نام وہب ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اسے حکمت عطا فرمائے گا اور ایک شخص ہوگا جس کا نام غیلان ہوگا۔ وہ شیطان سے زیادہ لوگوں کو ضرر پہنچائے گا۔

﴿ابن عدی، ابن عساکر﴾

✿ (غیلان دمشقی قدریہ فرقہ کا سردار ہے جس نے سب سے پہلے قدر کے باب میں اختراعات کیں۔)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ایک شیطان شام میں پکارے گا اور وہ تہائی شامی قدر کو جھٹلائیں گے۔

﴿بیہقی﴾

✿ (بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس حدیث میں غیلان قدری کی طرف اشارہ ہے۔)

حضرت ابوبردہ ظفری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا دو کاہنوں میں سے ایک کاہن مرد میں ظاہر ہوگا جو قرآن کریم کی ایسی خوبی کے ساتھ تلاوت کرے گا کہ اس کے بعد کوئی شخص اس جیسی تلاوت نہ کر سکے گا۔ نافع بن یزید نے کہا ہم کہا کرتے تھے کہ وہ کاہن محمد بن کعب قرظی تھے اور دو کاہن قریظہ اور بنو نضیر کے تھے۔

﴿ابن سعد، بیہقی﴾

حضرت ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دو کاہنوں میں ایک کاہن شخص ایسا ہوگا جو قرآن کریم کو بڑی خوبی کے ساتھ پڑھے گا۔ اس کے سوا کوئی دوسرا اس جیسا نہ پڑھ سکے گا

﴿بیہقی﴾

راوی نے کہا لوگ خیال کرتے تھے کہ وہ محمد بن کعب قرظی تھے اور دو کاہن قریظہ اور نضیر کے تھے۔ یہ حدیث مرسل ہے۔ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عون بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کر کے فرمایا: ہم نے قرظی سے زیادہ عالم تاویل قرآن میں کسی کو نہ دیکھا۔

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے بھائی کا بچہ پیدا ہوا اور انہوں نے اس کا نام ولید رکھا۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ نام سن کر فرمایا: تم لوگ اپنے فرعونوں کے نام پر نام رکھتے ہو۔ اس امت میں ایک شخص ہوگا جس کا نام ولید ہوگا۔ وہ شخص اس امت کیلئے بہت شریر ہوگا، جس طرح فرعون اپنی قوم کیلئے بدتر تھا۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا لوگ خیال کرتے تھے کہ وہ شخص ولید بن عبدالملک ہے۔ اس کے بعد ہم نے دیکھا کہ وہ ولید بن یزید تھا۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث مرسل حسن ہے اور حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں لفظوں کے ساتھ بروایت ابن المسیب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اسے متصلاً روایت کر کے صحیح بتایا اور امام احمد نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کر کے فرمایا کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے بھائی کا بچہ پیدا ہوا۔ اس کے بعد مذکورہ حدیث کی مثل روایت کی۔

شام میں طاعون کی خبر دینا:

اس بارے میں ایک حدیث عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی پہلے گزر چکی ہے۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تم لوگ شام کی طرف جاؤ گے اور تمہارے لیے شام فتح ہو گا اور تم میں ایک وبا پھیلے گی جو گلٹی کے یا گوشت کے طویل ٹکڑوں کی مانند ہو گی اور وہ پاؤں کے جھنگاسوں (یا بغل وغیرہ) کو گھیرے گی۔ اس وباء کے ذریعے اللہ تعالیٰ تمہیں شہادت کی موت دے گا اور تمہارے اعمال کو ستھرا بنائے گا۔

﴿احمد﴾

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ایک منزل میں اترو گے۔ اس جگہ کا نام جابیہ ہے۔ وہاں تم کو ایک بیماری لاحق ہو گی جو اونٹ کے غدود (گلٹی) کی مانند ہو گی۔ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ تمہیں اور تمہاری اولاد کو شہادت کی موت دے گا اور اس کے ذریعے تمہارے اعمال کو ستھرا کرے گا۔

﴿طبرانی﴾

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت طعن اور طاعون سے فنا ہو گی۔ صحابہ نے پوچھا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس طعن یعنی نیزے کے زخم کو تو ہم جانتے ہیں، طاعون کیا ہے؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: طاعون تمہارے دشمن جنات کا کونچہ ہے اور طعن و طاعون دونوں میں شہادت ہے۔

﴿احمد، طبرانی، بزار، ابو یعلی، حاکم، ابن خزیمہ، بیہقی﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت فنا نہ ہو گی مگر طعن اور طاعون سے۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس طعن کو ہم جانتے ہیں، طاعون کیا ہے؟ فرمایا: اونٹ کے غدود کی مانند غدود ہے۔ طاعون کی جگہ رہنے والا شخص شہید کی مانند ہے اور وہاں سے بھاگنے والا ایسا ہے جیسا کہ جہاد سے بھاگنے والا شخص۔

﴿احمد، ابو یعلی، طبرانی اوسط﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کسی قوم میں کبھی فواحش کا غلبہ نہ ہوا۔ جب تک کہ انہوں نے اس کا علانیہ ارتکاب نہ کیا۔ اس کے بعد ان میں طاعون کی وبا پھیلی۔

﴿ابن ماجہ، بیہقی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس قوم میں زنا کاری جب عام ہوئی تو ان میں موت کی کثرت واقع ہوئی۔

﴿طبرانی﴾

ام ورقہ رضی اللہ عنہا کو شہادت کی خبر دینا:

حضرت عبدالرحمن بن خلاد انصاری رضی اللہ عنہا سے ان دونوں نے ام ورقہ بن نوفل رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ جب بدر گئے تو کسی نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! مجھے غزوہ بدر میں اپنی معیت میں جانے کی اجازت دیجئے۔ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے شہادت نصیب فرمائے۔ آپ نے فرمایا: تم اپنے گھر میں بیٹھی رہو، اللہ تعالیٰ تمہیں شہادت نصیب فرمائے گا۔ تو ان کو لوگ شہیدہ کے نام سے پکارتے تھے۔

ان کی شہادت کا واقعہ یہ ہوا کہ وہ قرآن کریم کی تلاوت کرتی تھیں اور انہوں نے ایک غلام اور باندی کو مدبر کیا تھا۔ وہ دونوں رات کے وقت ان کے پاس آئے اور ایک چادر سے ان کا گلا گھونٹ یہاں تک کہ وہ فوت ہو گئیں۔ یہ واقعہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت کا ہے۔ چنانچہ انہوں نے ان دونوں کو حکم دیا اور دونوں کو سولی دی گئی۔ یہ دونوں مدینہ منورہ میں سب سے پہلے سولی چڑھنے والے تھے۔

﴿ابوداؤد، ابونعیم﴾

- (ابن راہویہ، ابن سعد، بیہقی، ابونعیم رحمہم اللہ نے دوسری سند کے ساتھ اسے روایت کیا۔ جس میں یہ زیادہ ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا تھا، آؤ شہیدہ کی زیارت کریں۔)

حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا کا گریہ:

حضرت زید بن علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اظہار نبوت کے بعد کسی ایسی عورت کی گود میں اپنا سر مبارک نہ رکھا جو آپ کیلئے حلال نہ ہو۔ بجز ام الفضل زوجہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے۔ وہ آپ کے سر مبارک کو سنوارتیں اور چشمان مبارک میں سرمہ لگاتی تھیں، چنانچہ ایک دن آپ نے سرمہ لگایا تو اچانک ان کی آنکھوں سے آنسو کا قطرہ بہہ کر حضور نبی کریم ﷺ کے رخسار مبارک پر گرا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کیا بات ہے کیوں رو رہی ہو؟ انہوں نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ نے ہمیں آپ کی رحلت کی خبر دی ہے۔ کاش کہ آپ بتا دیتے کہ آپ کے بعد ہمارے ساتھ کیا ہوگا؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرے بعد تم لوگ مقہور و ضعیف خیال کیے جاؤ گے۔

﴿ابن سعد﴾

اس فتنہ کی خبر دینا جس کی ابتدا شہادت حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ہوئی:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے تو آپ نے فرمایا: تم میں کون شخص رسول اللہ ﷺ کے قول کو فتنوں کی بابت یاد رکھتا ہے؟

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا قریب آؤ اور بیان کرو تو میں نے بیان کیا کہ مرد کا فتنہ اس کے اہل، مال، اولاد اور اس کے ہمسائے میں اگر ہو تو اس کا کفارہ نماز اور صدقہ ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرا مقصود اس قسم کی فتنوں کی بابت دریافت کرنا نہیں ہے بلکہ وہ فتنے دریافت کرتا ہوں جو دریا کے موج کی مانند امنڈ کے آئیں گے۔ میں نے عرض کیا:

اے امیر المومنین! ایسے فتنوں کا آپ کو کوئی اندیشہ نہیں ہے کیونکہ آپ کے اور اس کے درمیان بند دروازہ حائل ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے کہ وہ دروزہ کھولا جائے گا یا توڑا جائے گا۔ میں نے عرض کیا: نہیں بلکہ توڑا جائے گا۔ پھر وہ دروازہ کبھی بند نہ ہوگا۔ لوگوں نے اس دروازے کی بابت پوچھا کہ وہ کون ہے۔ انہوں نے بتایا کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت عروہ بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے لوگوں نے ظاہر ہونے والے فتنوں کی بابت پوچھا تو انہوں نے فرمایا: سنو جب تک عمر فاروق رضی اللہ عنہ زندہ ہیں، وہ ظاہر نہ ہوں گے۔ ان فتنوں کا ظہور ان کے بعد ہوگا۔

﴿احمد، بیہقی، طبرانی﴾

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد نبوت کا ذکر کرکے اس کی تعریف و ثناء کی۔ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت کا ذکر کرکے اس کی تعریف وثنا کی۔ اس کے بعد فرمایا: جب تیس سال پورے ہو جائیں تو جدھر تمہارا جی چاہے چلے جانا کیونکہ اس کے بعد کسی طرف نہیں پھیرا جا سکتا مگر عجز و مجبوری کی طرف۔

﴿ابن راہویہ﴾

حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا: قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں جان ہے۔ ماہ ذی الحجہ کا چاند تمام نہ ہوگا کہ آپ جنت میں داخل ہو جائیں گے اور میں آپ کی بابت کتاب اللہ میں لکھا پاتا ہوں کہ آپ جہنم کے ایک دروازے پر ہیں اور لوگوں کو جہنم میں گرنے سے روک رہے ہیں، جب آپ وفات پائیں گے تو لوگ جہنم میں قیامت تک گرتے رہیں گے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت مظعون رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بابت فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فتنوں کی رکاوٹ ہیں۔ جب تک یہ تم میں موجود و زندہ رہیں گے۔ اس وقت تک تمہارے اور فتنوں کے درمیان دروازہ مضبوطی سے بند رہے گا۔

﴿بزار، طبرانی، ابونعیم﴾

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہیں فتنوں کا ہرگز سامنا نہ کرنا پڑے گا، جب تک حضرت عمر رضی اللہ عنہ تم میں موجود ہیں۔

﴿طبرانی اوسط﴾

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس وقت میری امت میں تلوار رکھ دی جائے گی، پھر وہ تلوار قیامت تک ان سے نہ اٹھے گی۔ (یعنی امت برابر کی جوتی رہے گی۔)

﴿مسلم﴾

قیامت سے پہلے ہرج واقع ہوگا:

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت سے پہلے ہرج واقع ہوگا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا، ہرج کیا ہے؟ فرمایا: یہ قتل مشرکوں کا نہیں ہوگا، مسلمان ایک دوسرے کو قتل کریں گے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت کرز بن علقمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ فتنے اس طرح واقع ہوں گے جس طرح شبنم گرتی ہے اور تم میں اس وقت سانپ بن جاؤ گے وہ ایک دوسرے کی گردن مارو گے۔ زہری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کالا سانپ جب ڈسنے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ اس طرح کھڑا ہو جاتا ہے اور انہوں نے اپنا ہاتھ کھڑا کر کے بتایا اس کے بعد وہ ڈستا ہے۔

﴿احمد، بیہقی، بزار، طبرانی، ابونعیم﴾

حضرت خالد بن عرفطہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ مجھ سے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: عنقریب حادثات، فتنے، فرقے اور اختلاف واقع ہوں گے اگر تم قدرت رکھو کہ مقتول ہو جاؤ تو مقتول ہو جانا قاتل نہ بننا۔

﴿احمد، بزار، طبرانی، حاکم﴾

حضرت عمرو بن حمق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: فتنے واقع ہوں گے وہ لوگ زیادہ سلامتی میں رہیں گے جو مغربی لشکر میں ہوں گے۔ حضرت ابن الحمق رضی اللہ عنہ نے کہا: اسی بنا پر مصر میں تمہارے پاس آیا ہوں۔

﴿طبرانی، حاکم﴾

چار فتنے رونما ہوں گے:

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا: عنقریب چار فتنے رونما ہوں گے۔ پہلا فتنہ یہ ہے کہ اس میں خون بہانے کو حلال جانیں گے اور دوسرا فتنہ یہ ہوگا کہ اس میں خونریزی اور مال کو حلال سمجھا جائے گا اور تیسرا فتنہ یہ ہوگا کہ اس میں خونریزی اور مال و فروج (شرمگاہ) کو حلال سمجھا جائے گا۔

- (اس روایت میں چوتھے فتنے کا ذکر نہیں ہے ممکن ہے کہ چوتھا فتنہ تاتاریوں کا ہو جنہوں نے آخری خلفاء عباسیہ کو قتل کیا۔) واللہ اعلم بمرادہ ورسول اللہ ﷺ۔

﴿طبرانی﴾

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر دینا:

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! مجھے پتہ چلا ہے کہ آپ نے فرمایا: بہت سے لوگ ایمان لانے کے بعد مرتد ہو جائیں گے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ٹھیک ہے، مگر تم ان میں سے نہیں ہو۔ چنانچہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت سے پہلے فوت ہو گئے۔

{بیہقی، ابونعیم}

حضرت یزید بن ابی حبیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو آدمی بالشت بھر زمین پر جھگڑتے ہوئے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ اس وقت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا: جب تم ایسی زمین پر ہو جہاں دو آدمی بالشت بھر زمین پر جھگڑ رہے ہوں تو تم وہاں سے نکل جانا۔ چنانچہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ شام کی طرف چلے گئے۔

{طبرانی}

محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمان نبوی:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں ہر آدمی کو فتنے میں مبتلا ہونے کا خوف رکھتا ہوں سوائے محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کے کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا: محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کو فتنہ ضرر نہ پہنچائے گا۔ حضرت ثعلبہ بن ضبیعہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم مدینہ منورہ آئے تو ہم نے ایک خیمہ نصب دیکھا اور دیکھا کہ خیمہ میں حضرت محمد بن مسلمہ انصاری رضی اللہ عنہ موجود ہیں۔ میں نے ان سے سبب دریافت کیا تو فرمایا کہ میں کسی آبادی میں اس وقت تک نہ رہوں گا جب تک کہ مسلمانوں کے درمیان سے یہ فتنہ دور نہ ہو جائے۔

{ابوداؤد، بیہقی}

حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب لوگوں کو دیکھو کہ وہ دنیاوی غرض سے خونریزی کر رہے ہیں تو تم اپنی تلوار لے کر حرہ میں بڑے پتھر کے پاس جانا اور تلوار کو اس پر اتنا مارنا کہ وہ ٹوٹ جائے اور اس کے بعد اپنے گھر آ کر بیٹھ جانا یہاں تک کہ تمہارے پاس کوئی خطا کار ہاتھ آئے یا پورا ہونے والا خدا کا حکم آئے۔ تو میں نے ویسا ہی کیا جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے حکم دیا تھا۔

{طبرانی، ابن سعد}

حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے مجھے تلوار عطا کر کے فرمایا کہ اس سے خدا کی راہ میں جہاد کر۔ جب تک کہ تم دیکھو کہ مسلمانوں کے دو گروہ باہم لڑیں اس وقت تم اپنی تلوار کو پتھر پر مارنا یہاں تک کہ وہ ٹوٹ جائے اور اپنی زبان و ہاتھ کو روکے رکھنا، جب تک کہ پورا ہونے والا خدا کا حکم یا خطا کار ہاتھ تمہارے پاس آئے۔ چنانچہ جب حضرت

عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اور مسلمانوں میں وہ سب کچھ ہوا جو ہوا تو وہ ایک پتھر کے پاس گئے اور اپنی تلوار اس پر ماری یہاں تک کہ وہ ٹوٹ گئی۔

﴿ابن سعد﴾

جنگ جمل وصفین ونہروان کی خبر دینا:

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے بعض امہات المومنین کے خروج کا ذکر کیا تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہنسیں۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے حمیرا رضی اللہ عنہا! دھیان رکھنا تم ان میں سے نہ ہونا۔ اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ کر فرمایا اگر تمہیں ان حالات کا سامنا کرنا پڑے تو ان کے ساتھ نرمی برتنا۔

﴿حاکم، بیہقی﴾

حضرت قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بنی عامر کے ہاں پہنچیں تو ان پر کتوں نے بھونکنا شروع کر دیا۔ انہوں نے پوچھا اس منزل کا کیا نام ہے؟ بتایا کہ اس جگہ کا نام حواب ہے۔ انہوں نے کہا: میرا خیال ہے کہ میں واپس چلی جاؤں۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا نہیں بلکہ آگے بڑھئے لوگ آپ کو دیکھیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کے درمیان صلح کرا دے گا۔ انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا تم میں کوئی زوجہ اس وقت کیا کرے گی جب حواب کے کتے اس پر بھونکیں گے۔

﴿احمد، ابویعلیٰ، بزار، حاکم، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے ایک عورت سرخ رنگ کے زیادہ بالوں والے اونٹ پر سوار ہو کر نکلے گی، یہاں تک کہ حواب کے کتے بھونکیں گے اور اسکے چاروں طرف مقتولوں کا ڈھیر ہوگا پھر قریب ہوگا کہ ہلاک ہو جائے مگر نجات پائے گی۔

﴿بزار، ابونعیم﴾

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان سے کسی نے عرض کیا: آپ نے رسول اللہ ﷺ سے جو حدیثیں سنی ہیں ہمیں بیان فرمایئے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا اگر میں تم سے بیان کروں تو تم مجھے سنگسار کر دو گے۔ ہم نے کہا: سبحان اللہ! یہ کیوں کر ہو سکتا ہے؟ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا اگر میں تم سے یہ حدیث بیان کروں کہ تمہاری بعض امہات المومنین تم سے جنگ کریں گی اور وہ لشکر تم کو تلوار سے قتل کر دے گا تو تم میری تصدیق نہ کرو گے۔ لوگوں نے عرض کیا: سبحان اللہ

کون ہے وہ جو تمہاری بات کی تصدیق نہ کرے گا۔ انہوں نے کہا: وہ الحمراء اونٹ پر سوار ہو کر تم پر حملہ کریں گی جنہیں اہل لشکر زبردستی لے کر آئیں گے۔

✿ (بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اس واقعہ کی خبر دی حالانکہ وہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روانگی سے پہلے ہی فوت ہو چکے تھے۔)

﴿حاکم، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا: ایک ایسی قوم خروج کرے گی جو ہلاک ہوگی اور وہ فلاں پائے گی ان کی قائد ایک عورت ہوگی، ان کی قائد عورت جنت میں داخل ہوگی۔

﴿بزار، بیہقی﴾

حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: عنقریب تمہارے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے درمیان ایک واقعہ ہوگا لہٰذا جب اس واقعہ کا ظہور ہو، تو ان کو امن کی جگہ واپس کر دینا۔

﴿احمد، بزار، طبرانی﴾

حضرت ابوالاسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اپنی جگہ سے نکلے اور وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارادہ کر رہے تھے تو اس وقت میں موجود تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر کہا کہ تم نے رسول اللہ ﷺ سے نہیں سنا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم علی رضی اللہ عنہ سے جنگ کرو گے حالانکہ تم ظالم ہو گے۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے تو یاد نہیں ہے اس کے بعد حضرت زبیر رضی اللہ عنہ واپس چلے گئے۔

﴿حاکم، بیہقی﴾

حضرت ابوجرو مازنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے کہتے سنا ہے کہ ہم تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دیتے ہیں کیا تم نے رسول اللہ ﷺ سے نہیں سنا۔ آپ نے فرمایا کہ تم علی رضی اللہ عنہ سے جنگ کرو گے، درآں حالیکہ تم ان کے بارے میں ظالم ہو گے، انہوں نے کہا: ہاں میں نے سنا ہے مگر میں بھول گیا تھا۔

﴿ابویعلیٰ، حاکم، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کیا تمہیں وہ دن یاد نہیں جب میں اور تم دربار رسالت میں موجود تھے اور تم سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا علی رضی اللہ عنہ سے محبت رکھتے ہو؟ اس وقت تم نے کہا: ان سے محبت کرنے میں کون سی چیز مانع ہے؟ اس پر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سنو! تم ان پر خروج کرو گے اور ان سے جنگ کرو گے۔ درآں حالیکہ تم ظالم ہو گے۔ یہ سن کر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ واپس پلٹ گئے۔

﴿حاکم﴾

حضرت عبدالسلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یوم الجمل حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں کہ تم نے رسول اللہ ﷺ سے نہیں سنا۔ آپ نے فرمایا: تم ان سے ضرور جنگ کرو گے، درآں حالیکہ تم ان کے معاملے میں ظالم ہو گے۔ اس کے بعد علی رضی اللہ عنہ کو تم پر فتح حاصل ہوگی۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: یقیناً میں نے یہ سنا اب میں ہرگز تم سے جنگ نہیں کروں گا۔

﴿ابونعیم﴾

جنگ صفین:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بنی اسرائیل میں اختلاف واقع ہوا تو وہ ہمیشہ اپنے اختلافات میں پڑے رہے، یہاں تک کہ انہوں نے دو ثالث مقرر کیے۔ یہ ثالث خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کی گمراہی کا باعث بھی بن گئے اور اس امت میں بھی اختلاف واقع ہوگا اور وہ اختلاف ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہے گا یہاں تک کہ وہ دو حکم بھیجیں گے جو کہ دونوں گمراہ ہوں گے اور جو ان کی پیروی کرے گا وہ بھی گمراہ ہوگا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس امت میں دو حکم ہوں گے اور وہ دونوں گمراہ ہوں گے اور جو ان کی پیروی کرے گا، وہ بھی گمراہ ہوگا۔ سوید بن غفلہ نے کہا یہ سن کر میں نے کہا: اے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ! میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے اس فرمان سے تمہیں مراد نہیں لیا تھا اور فرمایا تھا کہ اے موسیٰ رضی اللہ عنہ! میری امت میں فتنہ رونما ہوگا اور تم اس میں شامل ہو گے۔ سوتے والا تم بیٹھے ہوؤں سے بہتر ہوگا اور بیٹھا ہوا تم کھڑوں سے بہتر ہوگا اور کھڑا ہونے والے تم چلنے والوں سے بہتر ہوگا تو رسول اللہ ﷺ نے اس ارشاد میں تمہیں خاص نہیں کیا اور آدمیوں کو عام نہیں فرمایا تھا۔

﴿طبرانی﴾

حضرت حارث رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ صفین میں تھا۔ میں نے ایک اونٹ کو شام سے آتا ہوا دیکھا، اس اونٹ پر سوار اور بوجھ تھا تو وہ اونٹ اپنے سوار اور بوجھ کو گرا کر صفوں کو چیرتا ہوا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے آگے کھڑا ہو گیا اور اس نے اپنا ہونٹ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سر اور شانے کے درمیان رکھ دیا اور اپنے جبڑے کو ہلانے لگا یہ دیکھ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: خدا کی قسم! یہ وہ علامت ہے جو میرے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان ہے۔

﴿ابو نعیم﴾

قرآن کی تاویل پر جنگ کرنے والا:

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ کی نعلین مبارک ٹوٹ گئی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ پیچھے رہ کر اسے سینے لگے پھر کچھ دور چل کر فرمایا: تم میں سے ایک شخص وہ ہے جو قرآن کی تاویل پر جنگ کرے گا جس طرح کہ میں اس کی تنزیل پر جنگ کرتا ہوں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: کیا وہ میں ہوں؟ فرمایا: نہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں ہوں؟ فرمایا: نہیں، لیکن وہ شخص نعلین مبارک کو سینے والا شخص ہے یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ۔

﴿ابو یعلیٰ، بیہقی﴾

حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ

کو عہد شکنوں، ظالموں اور دین سے نکل جانے والوں سے جنگ کرنے کا حکم دیا۔

﴿حاکم﴾

اس کی مثل حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بلفظ "مجھے حکم دیا گیا" اور بلفظ کہ "مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے عہد لیا ہے۔"

﴿طبرانی اوسط﴾

اے علی! امت تم سے بیوفائی کرے گی:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے جو عہد لیے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ آپ کے بعد امت میرے ساتھ بے وفائی کرے گی۔

﴿ابو یعلیٰ، حاکم، ابو نعیم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: سنو! میرے بعد تمہیں بڑی تکلیفیں پہنچیں گی انہوں نے عرض کیا: کیا اپنے دین کی سلامتی میں یہ تکلیفیں پہنچیں گی؟ فرمایا: ہاں۔

﴿ابو یعلیٰ، حاکم، بیہقی﴾

حضرت ابوالاسود دؤلی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی رکاب میں پاؤں رکھا ہوا تھا۔ انہوں نے کہا: آپ عراق نہ جائیے کیونکہ وہاں آپ کو تلواروں کی نوکوں سے تکلیفیں پہنچیں گی۔ یہ سن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: خدا کی قسم! رسول اللہ ﷺ نے تم سے پہلے مجھے اس کی خبر دے دی ہے۔

﴿حمیدی، ابن عمر، بزار، ابو یعلیٰ، ابن حبان، حاکم، ابو نعیم﴾

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: عنقریب فتنے اٹھیں گے اور لوگ تم سے فیصلہ چاہیں گے میں نے عرض کیا اس وقت میرے لیے کیا حکم ہے؟ فرمایا: تم کتاب الٰہی سے فیصلہ دینا۔

﴿ابو نعیم﴾

سات فتنوں سے خبردار رہو:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے فرمایا: میں تم کو سات فتنوں سے خبردار کرتا ہوں۔ ایک فتنہ مدینہ منورہ سے رونما ہوگا۔ (۲) فتنہ مکہ مکرمہ سے۔ (۳) فتنہ یمن سے، (۴) فتنہ شام سے، (۵) فتنہ مشرق سے، (۶) فتنہ مغرب سے اور (۷) فتنہ بطن شام سے اٹھے گا اور وہ فتنہ سفیانی ہوگا۔

﴿حاکم﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم میں سے کچھ لوگ تو ان میں سے پہلے فتنے کو پائیں گے اور اس امت کے کچھ لوگ اس کے آخری فتنہ کو پائیں گے۔ ولید بن عیاش نے کہا: مدینہ منورہ کا فتنہ حضرت

تھا اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی جانب سے تھا اور مکہ مکرمہ کا فتنہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کا فتنہ تھا اور شام کا فتنہ بنو امیہ کی جانب سے تھا اور مشرق کا فتنہ بھی انہیں لوگوں کی جانب سے تھا۔

۶۰ ہجری میں پیش آنے والے حوادث کی خبر دینا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا: میری امت قریش کے نوجوانوں کے ہاتھوں ہلاک ہوگی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر تم چاہو تو میں ان کے نام بتا سکتا ہوں کہ فلاں کے بیٹے اور فلاں کے بیٹے ہوں گے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا ساٹھ ہجری کے بعد ایسے لوگ آئیں گے جو نماز کو ضائع کریں گے اور شہوات کے پیچھے دوڑیں گے اور قریب ہوگا کہ وہ ہلاکت میں پڑیں۔ اس کے بعد ایسے لوگ آئیں گے جو قرآن مجید پڑھیں گے مگر ان کے حلق سے نیچے نہ اترے گا۔

﴿حاکم﴾

حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: حضرت علی رضی اللہ عنہ جب صفین سے واپس تشریف لائے تو فرمایا: اے لوگو! معاویہ رضی اللہ عنہ کی امارت کو برا مت جانو کیونکہ اگر تم نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو گم کر دیا تو تم دیکھو گے کہ سر اپنے کندھوں سے حنظل کی مانند گرتے ہوں گے۔

﴿حاکم﴾

بعد حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ساٹھ ہجری کی ابتداء سے اور نوجوانوں کی حکومت سے اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگو اور دنیا فنا نہ ہوگی یہاں تک کہ احمق اور احمق کے بیٹے کیلئے دنیا ہوگی۔

﴿احمد، بزار﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ مدینہ منورہ کے بازار میں جا رہے تھے اور دعا کرتے جاتے تھے: اے خدا! مجھے ساٹھواں سن نہ پاوے اور اے لوگو! تم امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی کنپٹی کے بالوں کو مضبوطی سے تھامے رہو، خدا تم پر رحم کرے۔ اے اللہ! مجھے نوعمروں کی امارت نہ پاوے۔

﴿بیہقی﴾

یزید لعین کے بارے میں خبر دی:

حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ دین ہمیشہ معتدل اور عدل و انصاف پر قائم رہے گا یہاں تک کہ بنی امیہ کا ایک آدمی جس کا نام یزید ہے اس میں رخنہ ڈالے گا۔

﴿ابن ابی شیبہ، ابو یعلیٰ، ابو نعیم﴾

حضرت معاذ بن جبل ﷜ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم پر اندھیری رات کے ٹکڑے کی مانند فتنے آئے جب ایک رسول گیا دوسرا رسول آگیا اور نبوت منسوخ ہوگئی اور بادشاہت آگئی۔ اے معاذ ﷜ یاد رکھو اور گنو، پھر جب پانچ تک پہنچے تو فرمایا: یزید۔ اللہ تعالیٰ یزید میں برکت نہ دے، اس کے بعد آپ کے چشمان مبارک سے آنسو بہنے لگے اور فرمایا: مجھے امام حسین ﷜ کی شہادت کی خبر دی گئی اور ان کے مقتل کی مٹی لائی گئی ہے اور مجھے ان کے قاتل کی خبر دی گئی۔ اس کے بعد جب شمار دس تک پہنچی تو فرمایا: ولید۔ یہ فرعون کا نام ہے۔ وہ اسلامی شریعت کا ڈھانے والا ہوگا۔ اس کی اہل بیت کا ایک آدمی اس کا خون بہائے گا۔

﴿ابونعیم﴾

امانت غنیمت اور صدقہ تاوان بن جائے گا:

حضرت ابوہریرہ ﷜ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اہل عرب پر افسوس ہے کہ ساٹھ ہجری کی بربادی قریب آگئی ہے۔ اس وقت امانت غنیمت بن جائے گی اور صدقہ تاوان ہو جائے گی اور گواہی جان پہچان کے ساتھ ہوگی اور خواہشات پر فیصلے ہوں گے۔

﴿حاکم﴾

مدینہ کے عالم سے بڑا عالم کسی کو نہ پائیں گے:

حضرت ابوہریرہ ﷜ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: عنقریب لوگ اونٹوں کا جگر پھاڑ کر دور دراز کا سفر کریں گے مگر مدینہ منورہ کے عالم سے زیادہ عالم کسی کو نہ پائیں گے۔ سفیان نے کہا: ہمارا خیال ہے کہ وہ عالم حضرت امام مالک بن انس ﷜ ہیں۔

﴿حاکم﴾

قریش کا عالم شافعی:

حضرت ابن مسعود ﷜ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قریش کو گالی نہ دو، کیونکہ ان کا ایک عالم زمین کو علم سے بھر دے گا۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے فرمایا: یہ عالم قریش حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ اس لیے کہ جو علم روئے زمین پر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے پھیلا ہے، کسی قریش صحابی عالم وغیرہ کے علم سے نہیں پھیلا ہے۔

﴿طیالسی، بیہقی المعرفۃ﴾

زید بن صوحان اور جندب ﷜ کے بارے میں فرمان نبوی:

حضرت علی ﷜ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو اس سے خوش ہوتا ہے کہ وہ ایسے شخص کو دیکھے جس کے بعض اعضاء جنت میں پہلے داخل ہوں گے اسے چاہیے کہ وہ زید بن صوحان ﷜ کو دیکھے۔

﴿ابو یعلی، ابن مندہ، بیہقی﴾

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کو لے جا رہے تھے اور آپ فرما رہے تھے:

حضرت جندب رضی اللہ عنہ بھی کتنا عجیب جندب ہے اور زید کتنا قطع خیر ہے۔ ان دونوں کے بارے میں صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا تو فرمایا: سنو! جندب ایک ضرب ایسی لگائے گا کہ وہ اس ضرب میں ایک امت ہوگا اور زید میری امت کا ایسا شخص ہے جس کا ہاتھ اس کے پورے جسم سے ایک عرصہ پہلے جنت میں جائے گا چنانچہ ولید بن عقبہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے کوفہ میں والی مقرر ہوا تو اس نے ایک شخص کو بٹھایا جو جادو کرتا اور لوگوں کو زندہ و مردہ کرتا تھا، اس وقت حضرت جندب رضی اللہ عنہ اپنی تلوار کے ساتھ آئے اور جادوگر کی گردن اڑا کر فرمایا: اب اپنے آپ کو زندہ کر کے دکھا اور حضرت زید بن صوحان رضی اللہ عنہ کا واقعہ یہ ہے کہ جنگ قادسیہ میں ان کا ہاتھ قطع ہو گیا اور خود جنگ جمل میں شہید ہوئے تھے۔

(ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے اسے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اور ابن عباس و ابن عمر رضی اللہ عنہم سے بطریق اور مجاز مرسلاً روایت کی ہے۔)

﴿ابن مندہ، ابن عساکر﴾

حضرت اجلح حضرت عبید بن لاحق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک سفر میں تھے۔ ایک شخص اترا اور وہ لشکر کو لے کر چلا اور جز پڑھتا جاتا تھا۔ اس کے بعد دوسرا شخص اترا۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کی غم خواری کیلئے تشریف لائے اور اتر کر فرمانے لگے۔

حضرت جندب رضی اللہ عنہ بھی کتنا عجیب جندب ہے اور حضرت زید رضی اللہ عنہ کتنا قطع خیر ہے۔ اس کے بعد آپ سوار ہو گئے اور صحابہ نے آپ کے نزدیک ہو کر دریافت کیا کہ آپ نے ان دونوں کے بارے میں کیا فرمایا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ دونوں اس امت میں ایسے ہوں گے کہ ایک تو تلوار کی ایسی ضرب لگائے گا جس سے حق و باطل جدا ہو جائے گا اور دوسرا اپنے ہاتھ کو اللہ کی راہ میں کٹائے گا پھر اللہ تعالیٰ آخر میں اس کے جسم کو اس کے پہلے جزو کے ساتھ بھیجے گا۔

اجلح رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ جندب رضی اللہ عنہ کا حال تو یہ ہوا کہ انہوں نے حضرت ولید بن عقبہ کے پاس ایک جادوگر کو قتل کیا اور زید رضی اللہ عنہ کا واقعہ یہ ہے کہ ان کا ہاتھ یوم جلولا میں قطع ہوا، اور وہ خود یوم الجمل کو شہید ہوئے۔

(اجلح رحمۃ اللہ علیہ کی صحابیت مختلف فیہ ہے۔ آیا انہیں صحبت حاصل ہوئی یا نہیں۔ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اسکو ترجیح دی ہے کہ اجلح رحمۃ اللہ علیہ نے زمانہ رسالت تو پایا ہے لیکن انہیں رویت حاصل نہیں ہوئی۔)

﴿ابن سعد﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کوفہ کے ایک گورنر نے جادوگر بلایا اور وہ لوگوں کو اپنا کرتب دکھا رہا تھا۔ حضرت جندب رضی اللہ عنہ کو اطلاع ملی تو وہ اپنی تلوار لے کر چلے جب اسے دیکھا تو

اپنی تلوار کی ایک ضرب لگائی اور لوگ ان کے پاس سے جدا ہو گئے۔ آپ نے فرمایا: اے لوگو! ڈرو نہیں مجھے صرف جادوگر ہی مارتا تھا۔

﴿حاکم﴾

حضرت حارث اعور رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے جن زید الخیر کا ذکر فرمایا تھا وہ زید بن صوحان رضی اللہ عنہ تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے بعد تابعین میں سے ایک شخص ہوگا اور وہ زید الخیر ہے۔ وہ اپنے جسم کا ایک حصہ بیس سال پہلے جنت کی طرف بھیجے گا چنانچہ ان کا بایاں ہاتھ نہاوند میں قطع ہوا۔ اس کے بعد وہ بیس سال زندہ رہے، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سامنے یوم الجمل شہید ہوئے۔ حضرت زید بن صوحان رضی اللہ عنہ نے شہید ہونے سے پہلے فرمایا کہ میں اپنے ہاتھ کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ آسمان سے نکلا ہے اور اپنی طرف آنے کا اشارہ کر رہا ہے اور میں اس سے ملنے والا ہوں۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر دینا:

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تمہیں باغی جماعت شہید کرے گی۔ یہ حدیث متواتر ہے اسے دس سے زیادہ صحابیوں نے روایت کیا ہے۔ جیسا کہ احادیث متواترہ میں میں نے اسے بیان کیا ہے۔

﴿بخاری، مسلم،﴾

حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی کنیز سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو سخت بیماری لاحق ہوئی اور ان پر بے ہوشی طاری ہو گئی پھر انہیں افاقہ ہوا تو دیکھا کہ ہم سب ان کے گرد رو رہے ہیں۔ اس وقت انہوں نے فرمایا: کیا لوگ ڈر رہے تھے کہ میں اپنے بستر پر مر جاؤں گا مجھے میرے حبیب اللہ ﷺ نے خبر دی ہے کہ مجھے باغی جماعت قتل کرے گی اور دنیا میں میری آخری غذا پانی ملا ہوا دودھ ہوگا۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

ابوالبختری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ یوم صفین حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے پاس دودھ کا پیالہ لایا گیا اور اسے دیکھ کر انہوں نے تبسم کیا۔ لوگوں نے ان سے پوچھا: اس میں ہنسنے کی کون سی بات ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دنیا میں آخری غذا جسے تم پیو گے وہ دودھ کا شربت ہے۔ اس کے بعد وہ آگے بڑھے اور شہید ہو گئے۔ یہ روایت حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے دوسری سندوں سے بھی مروی ہے۔

﴿احمد، ابن سعد، طبرانی، حاکم، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم کو باغی گروہ قتل کرے گا اور دنیا میں تمہارا آخری رزق پانی ملا دودھ کا گھونٹ ہوگا۔

﴿حاکم "صحیح"﴾

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا: اے اللہ! تو نے قریش کو حضرت عمار رضی اللہ عنہ پر برانگیختہ کیا ہے۔ حضرت عمار

رضی اللہ عنہ کا قاتل اور ان کا سامان لوٹنے والا جہنمی ہے۔

﴿احمد، طبرانی، حاکم﴾

حضرت ہذیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو لوگوں نے عرض کیا: حضرت عمار رضی اللہ عنہ پر چھت گر گئی ہے اور وہ فوت ہو گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا حضرت عمار رضی اللہ عنہ فوت نہیں ہوئے ہیں۔

﴿ابن سعد﴾

اہل حرہ کے قتل کی خبر:

حضرت ایوب بن بشیر معافری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ ایک سفر میں تشریف لے چلے اور جب حرہ زہرہ میں پہنچے تو آپ نے ٹھہر کر "انا للہ وانا الیہ راجعون" پڑھا۔

صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس کی وجہ دریافت کی تو فرمایا: میرے صحابہ کے اچھے اچھے حضرات اس حرہ میں قتل کیے جائیں گے۔ یہ حدیث مرسل ہے۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک آیہ کریمہ کی تفسیر میں جو وارد ہوا ہے وہ اس کی تائید کرتا ہے۔ اس کے بعد بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے فرمایا: اس آیت کی تاویل ساٹھ ہجری کے آغاز میں رونما ہوگی۔ وہ آیت یہ ہے:

وَلَوْ دُخِلَتْ عَلَيْهِمْ مِنْ أَقْطَارِهَا ثُمَّ سُئِلُوا الْفِتْنَةَ لَآتَوْهَا الآیہ

﴿سورۂ احزاب﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے "لآتوھا" کے معنی "لاعطوھا" کے کیے ہیں اور اس سے یہ تاویل فرمائی کہ بنی حارثہ نے اہل شام کو مدینہ میں داخل کیا۔

یوم حرہ تین سو صحابہ اور سات سو حفاظ شہید ہوئے:

حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا جب حرہ کا دن آیا تو اہل مدینہ یہاں تک قتل کیے گئے کہ قریب تھا کہ ان میں سے کوئی زندہ نہ بچے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ یوم حرہ سات سو حافظ قرآن شہید کیے گئے جن میں تین سو صحابی تھے۔ یہ واقعہ یزید کی حکومت میں ہوا۔ بیہقی نے مغیرہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ مسلم بن عقبہ نے مدینہ منورہ کو تین دن تک لٹوایا اور ایک ہزار باکرہ (یعنی کنواری) لڑکیوں کی عصمت دری کی گئی۔

﴿بیہقی﴾

حضرت لیث بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حرہ کا واقعہ بدھ کے دن ستائیس ماہ ذی الحج ۶۳ ہجری کو رونما ہوا۔

﴿بیہقی﴾

ان شہدا کی خبر دینا جو مقام عذراء میں ظلماً شہید کیے گئے:

حضرت ابوالاسود ؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت امیر معاویہ ؓ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اہل عذراء کے حجر اور ان کے اصحاب کو قتل کرنے پر کس بات نے تمہیں براہ‌گیختہ کیا؟ امیر معاویہ ؓ نے کہا: میں نے ان کے قتل میں امت کی اصلاح اور ان کو زندہ چھوڑنے میں امت کا فساد دیکھا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا: عذراء میں ایسے لوگ قتل کیے جائیں گے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اور تمام آسمان والے غضب میں آجائیں گے۔ یہ حدیث مرسل ہے۔

﴿تاریخ یعقوب بن سفیان، بیہقی، ابن عساکر﴾

حضرت علی المرتضیٰ ؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے اہل عراق سے فرمایا: تمہیں سے سات آدمی عذراء میں ایسے قتل کیے جائیں گے جن کی مثال اصحاب اخدود (کھائی) کی سی ہے چنانچہ حجر اور ان کے اصحاب قتل کیے گئے۔

﴿بیہقی، ابن عساکر﴾

حضرت زیاد بن سمیہ نے منبر پر کھڑے ہو کر حضرت علی المرتضیٰ ؓ کا ذکر کیا تو حجر نے ایک مٹھی کنکریاں لے کر اس کو ماریں۔ اس کے گرد کے لوگوں نے زیاد پر کنکریاں پھینکیں۔ اس پر زیاد نے امیر معاویہ ؓ کو خط لکھا کہ حجر ؓ نے منبر پر مجھے کنکریاں ماریں۔ امیر معاویہ ؓ نے کچھ لوگوں کو بھیجا کہ وہ ان سے مقابلہ کریں تو حجر ؓ نے ان سے عذراء میں مقابلہ کیا اور ان لوگوں نے حجر ؓ کو شہید کر دیا۔ بیہقی نے فرمایا کہ حضرت علی مرتضیٰ ؓ نے جو خبر بتائی اس کی بنیاد یہی ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہوگا۔

﴿ابونعیم﴾

اسلام میں پہلا سر جو کاٹ کر بھیجا گیا:

حضرت رفاعہ بن شداد بجلی ؓ سے روایت ہے کہ وہ حضرت عمرو بن الحمق ؓ کے ساتھ چلے جبکہ امیر معاویہ ؓ نے ان کو طلب کیا تھا۔ حضرت رفاعہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ عمرو بن الحمق ؓ نے مجھ سے کہا کہ اے رفاعہ ؓ! یہ لوگ میرے قاتل ہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے خبر دی کہ جن وانس میرے خون میں مشترک ہیں۔ حضرت رفاعہ ؓ نے کہا: ابھی عمرو ؓ نے اپنی بات پوری نہ کی تھی کہ میں نے گھوڑوں کی باگیں دیکھیں اور میں نے ان کو رخصت کر دیا۔ اسی وقت ایک سانپ نے جست کی اور اس نے اس کو ڈس لیا پھر سواروں نے قریب آکر ان کا سر تن سے جدا کر ڈالا، اسلام میں یہ پہلا سر ہے جو کاٹ کر بھیجا گیا۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کے نابینا ہونے کی خبر دینا:

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ ان کے پاس ان کی بیمار پرسی کیلئے تشریف لے گئے اور آپ نے ان سے فرمایا: اس بیماری کا تمہیں اندیشہ نہیں ہے لیکن اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب میرے بعد زندہ رہو گے اور تم نابینا ہو جاؤ گے۔ انہوں نے عرض کیا اس وقت میں ثواب کی امید پر صبر کروں گا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس وقت تم بغیر حساب کے جنت میں جاؤ گے، چنانچہ وہ نبی کریم ﷺ کے رحلت کے بعد نابینا ہو گئے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ ان کی بینائی لوٹا دی پھر وفات ہوئے۔
﴿بیہقی﴾

ان پیشواؤں کی خبر دینا جو بے وقت نمازیں پڑھیں گے:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ممکن ہے تم ایسے لوگوں کو پاؤ جو نماز اس کے غیر وقت میں پڑھیں گے لہٰذا تم ایسے لوگوں کو پاؤ اس وقت کی نماز جسے تم پہچانتے ہو اپنے گھر میں پڑھ لینا۔ اس کے بعد ان کے ساتھ پڑھ لینا اور اسے تم نفل شمار کر لینا۔
﴿ابن ماجہ، بیہقی﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے بعد تمہارے امور کے والی ایسے لوگ ہوں گے جو سنت کے نور کو بجھا دیں گے اور طریقہ بدعت کو رواج دیں گے اور نماز کو اپنے وقت سے مؤخر کر دیں گے۔
﴿بیہقی، ابونعیم﴾

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ایسے امراء ہوں گے جن کو دنیا مشغول رکھے گی۔ وہ نمازوں کو ان کے وقتوں سے مؤخر کر دیں گے تو ان کے ساتھ نفل نماز پڑھ کرو۔ (فرضوں کو گھروں میں اپنے وقت میں پڑھا کرو)
﴿ابن ماجہ﴾

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بنو امیہ کے امراء ایسے تھے کیونکہ وہ امراء اس عادت میں معروف تھے، یہاں تک کہ جب حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے نمازوں کو ان کے اوقات میں شروع کیا۔

حیات مبارکہ کی شب آخر:

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی حیات مبارکہ کی آخری عشاء کی نماز ہمیں پڑھائی جب آپ نے سلام پھیرا تو کھڑے ہو کر فرمایا: کیا تم لوگ آج کی رات کو دیکھ رہے ہو آج کی رات سے صدی کا آغاز ہو رہا ہے۔ آج کا دن روئے زمین پر آج سے سو سال کے اندر اندر تم میں سے کوئی شخص زندہ باقی نہ رہے گا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس ارشاد سے قرن کو تمام ہونا مراد لیا۔
﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے اپنی رحلت سے ایک ماہ قبل فرمایا: تم لوگ قیامت کے بارے میں پوچھتے ہو اس کا علم تو اللہ ہی کو ہے مگر میں اللہ تعالیٰ کی قسم کے ساتھ کہتا ہوں کہ پشت زمین پر کوئی سانس لینے والا آج ایسا باقی نہیں ہے جس پر سو سال گزر یں۔

﴿مسلم﴾

حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میرے سوا کوئی شخص ایسا زندہ نہیں رہا جس نے رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کی ہو اور یہ ابوالطفیل رضی اللہ عنہ صدی کے آغاز میں فوت ہوئے۔

﴿مسلم﴾

یہ ایک قرن زندہ رہے گا:

حضرت محمد بن زیاد الہانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اپنا دست اقدس ان کے سر پر رکھا اور فرمایا: یہ بچہ ایک قرن تک زندہ رہے گا تو وہ ایک سو ہجری تک زندہ رہے اور ان کے چہرے پر مہاسہ تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ بچہ اس وقت تک نہ مرے گا جب تک یہ مہاسہ اس کے چہرے سے دور نہ ہو جائے تو وہ فوت نہ ہوئے جب تک وہ مہاسہ دور نہ ہوا۔

﴿حاکم، بیہقی، ابونعیم﴾

یہ بہت جلد مر جائے گا:

حضرت حبیب بن مسلمہ فہری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور حضور نبی کریم ﷺ اس وقت مدینہ منورہ میں ہی رونق افروز تھے تاکہ وہ حضور نبی کریم ﷺ کے جمال جہاں آرا کو دیکھیں مگر اس کے باپ نے آ کر انہیں پکڑ لیا اور اس نے کہا: یارسول اللہ ﷺ یہ فرزند میرا ہاتھ اور میرا پاؤں ہے اس پر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم اپنے باپ کے ساتھ چلے جاؤ، کیونکہ یہ بہت جلد مر جائے گا، چنانچہ وہ اسی سال مر گیا۔

﴿ابن سعد، بغوی، ابونعیم الصحابہ، بیہقی﴾

حضرت ابن ابی ملیکہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت حبیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے دربار میں جہاد کرنے کے ارادہ سے مدینہ منورہ آئے مگر ان کے باپ نے ان کو مدینہ منورہ میں پکڑ لیا اور مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: یانبی اللہ ﷺ! اس کے سوا میرا کوئی فرزند نہیں ہے۔ یہی میرے مال، میری زمین اور میرے گھر بار کا انتظام کرتا ہے اور نبی کریم ﷺ نے ان کو اس کے ساتھ واپس کر دیا اور فرمایا: ممکن ہے اسی سال تم خود مختار ہو جاؤ اور تمہیں کوئی روکنے والا نہ رہے۔

لہٰذا اے حبیب رضی اللہ عنہ! تم اپنے باپ کے ساتھ چلے جاؤ اور وہ چلے گئے اور مسلمہ رضی اللہ عنہ اسی سال فوت ہو گیا اور اسی سال میں حبیب رضی اللہ عنہ نے جہاد کیا۔

﴿ابونعیم، ابن عساکر﴾

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر دینا:

حضرت عاصم بن عمر بن قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ عمرہ بنت رواحہ رضی اللہ عنہا اپنے بیٹے نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کو جب کہ وہ بچے تھے اٹھائے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! اس کے مال و اولاد میں کثرت کی اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا تمہیں یہ پسند نہیں کہ یہ اپنے ماموں کی مانند زندگی بسر کرے کیونکہ اس نے قابل ستائش زندگی بسر کی اور شہید ہو کر جنت میں داخل ہوئے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت عبدالملک بن عمیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ حضرت بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کو نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لائے اور عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میرے اس فرزند کیلئے اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا تم اس سے راضی نہیں کہ یہ اس درجہ کو پہنچے جس درجے پر تم پہنچے ہو۔ اس کے بعد وہ شام جائے اور شامی منافق اسے شہید کر دے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت مسلمہ بن محارب رضی اللہ عنہ وغیرہ سے روایت ہے کہ مروان بن حکم کے زمانے میں جب حضرت ضحاک رضی اللہ عنہ بمقام مرج راھط قتل ہوئے تو نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے حمص سے بھاگ جانے کا ارادہ کیا کیونکہ وہ حمص کے گورنر تھے مگر انہوں نے مخالفت کی اور انہوں نے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کیلئے لوگوں کو دعوت دی۔ اس پر حمص والوں نے انہیں تلاش کر کے ان کا سر تن سے جدا کر دیا۔

﴿ابن سعد﴾

روایت حدیث میں کذب کرنے والوں کی خبر دینا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: آخر زمانے میں میری امت کے ایسے لوگ ہوں گے جو ایسی حدیثیں بیان کریں گے جن کو نہ تم نے سنا ہو گا نہ تمہارے آباؤ اجداد نے لہٰذا تم ان سے ہوشیار رہو اور ان سے بچو۔

﴿مسلم﴾

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہو گی جب تک کہ ابلیس بازاروں میں چکر لگا کر کہتا نہ پھرے گا کہ مجھے فلاں بن فلاں نے ایسی اور ایسی حدیث بیان کی ہے اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ شیطان آدمی کی صورت میں لوگوں کے پاس آ کر ایسی حدیثیں بیان کرے گا جو جھوٹی ہوں گی اور لوگوں میں انتشار پھیل جائے گا۔

﴿ابن عدی، بیہقی﴾

حضرت سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ مجھے اس شخص نے بیان کیا جس نے

مسجد حنیف میں قصہ گوئی کرتے۔ ایک شخص کو دیکھا تھا پھر میں نے اسے تلاش کیا تو وہ شیطان تھا۔

﴿تاریخ بخاری، بیہقی﴾

حضرت عیسیٰ بن ابی فاطمہ فزاری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ مسجد حرام میں بیٹھا اپنے شیخ سے حدیث لکھ رہا تھا تو شیخ نے فرمایا: مجھے شیبانی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث بیان کی اس پر ایک شخص نے کہا: مجھ سے شیبانی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث بیان کی ہے۔

شیخ نے کہا کہ انہوں نے حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے۔ اس شخص نے کہا مجھ سے شعبی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث بیان کی ہے۔ شیخ نے کہا حارث رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ اس شخص نے کہا: خدا کی قسم! میں نے حارث رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا ہے اور میں نے اس سے حدیث سنی ہے۔ شیخ نے کہا کہ علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ اس شخص نے کہا: خدا کی قسم! میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے اور میں ان کے ساتھ صفین میں حاضر تھا۔ جب میں اس شخص کی طرف نظر کی اور میں نے آیۃ الکرسی پڑھی جب میں نے **"وَلَا يَؤُدُهُ حِفْظُهُمَا"** تک پڑھا اور اس کی طرف دیکھا تو وہ شخص غائب تھا۔

﴿ابن عدی، بیہقی﴾

چوتھی صدی میں لوگوں کے اندر تغیر پیدا ہوگا:

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں بہتر لوگ میرے قرن کے ہیں۔ اس کے بعد وہ لوگ جو ان کے متصل ہیں اس کے بعد وہ لوگ جو ان کے متصل ہیں اس کے بعد وہ لوگ ہوں گے جو خیانت کریں گے امانت دار نہیں ہوں گے اور بغیر طلب کے گواہی دیں گے وہ عہد کریں گے مگر وہ عہد پورا نہ کریں گے اور ان لوگوں میں سمن ظاہر ہوگا یعنی موٹاپا، سستی و کاہلی پیدا ہوگی۔

﴿مسلم﴾

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمان نبوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کے گھر میں دس آدمیوں کی بابت فرمایا تم میں جو سب سے آخر میں مرے گا اسکی موت آگ میں ہے۔ چنانچہ ان میں سے حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ حضرت ابو نضرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: سمرہ رضی اللہ عنہ ان میں سے آخر میں مرے۔

(بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو دوسری سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔)

﴿بیہقی﴾

اوس بن خالد رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا: میں، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ ایک گھر میں تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ نے فرمایا:

تم میں جو آخر میں مرے گا اس کی موت آگ میں ہے چنانچہ پہلے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فوت ہوئے پھر حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ فوت ہوئے، اس کے بعد حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ

اور عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہم سے معمر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں نے ابن طاؤس رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ سے سنا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ اور ایک شخص سے فرمایا تم میں جو آخر میں مرے گا اس کی موت آگ میں ہے چنانچہ جب کوئی شخص یہ چاہتا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو جوش میں لائے تو وہ کہہ دیتا ہے کہ سمرہ رضی اللہ عنہ مر گیا یہ سنتے ہی وہ بے ہوش ہو جاتے اور چیخیں مارنے لگتے، پھر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سمرہ رضی اللہ عنہ سے پہلے فوت ہو گئے۔

﴿ابن سعد، طبرانی، بیہقی، ابونعیم﴾

ابن وہب حضرت ابی یزید مدینی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا: جب حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ اس مرض میں مبتلا ہوا جس میں وہ مرا ہے تو وہ شدید سردی پاتا تھا۔ یہاں تک کہ اس کیلئے آگ روشن کی گئی اور ایک انگیٹھی ان کے آگے ایک انگیٹھی ان کے پیچھے ایک ان کے بائیں اور ایک ان کے دائیں رکھی جاتی تھی مگر یہ چاروں طرف کی آگ ان کو نفع نہ پہنچاتی تھی اور وہ اسی سردی میں مر گئے۔

حضرت محمد سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ کو شدید لرزہ لاحق ہوا اور کسی طرح گرمی نہ پاتے تھے۔ انہوں نے بڑی دیگ میں پانی بھرنے کا حکم دیا اور اس کے نیچے آگ جلائی گئی اور اس کے اوپر انہیں بٹھایا گیا تو اس کی بھاپ ان کی سردی کو کچھ کم کرتی تھی اور وہ اسی حالت میں تھے کہ اچانک دیگ میں گر پڑے اور جل گئے۔

﴿ابن عساکر﴾

ایک جماعت کے بارے میں فرمایا کہ اس میں ایک شخص دوزخی ہے

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رجال بن عنفوہ خشوع وخضوع اور قرأت قرآن کے لزوم اور نیکی کرنے میں بہت عجیب تھا۔ ایک دن رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور ہمارے ساتھ ایک گروہ کی معیت میں بیٹھا ہوا تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس گروہ میں ایک شخص جہنمی ہے۔

حضرت رافع رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے تمام لوگوں کو بنظر غائر دیکھا۔ میں نے حضرت ابوہریرہ حضرت ابواروی دوسی، حضرت طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہم اور رجال بن عنفوہ کو بیٹھے دیکھا اور میں حیرت و تعجب کے ساتھ انہیں دیکھ رہا تھا اور دل میں کہہ رہا تھا ایسا شقی بدبخت کون ہوگا؟ غرضیکہ جب رسول اللہ ﷺ نے رحلت فرمائی اور بنوحنیف پلٹ کے آئے تو میں نے پوچھا کہ رجال بن عنفوہ کہاں گیا؟ لوگوں نے بتایا: وہ فتنہ میں مبتلا ہو گیا اور اس نے مسیلمہ کذاب کے حق میں رسول اللہ ﷺ کے خلاف گواہی دی کہ (معاذ اللہ) حضور نبی کریم ﷺ مسیلمہ کو اپنے بعد میں اپنی نبوت میں شریک کر لیا ہے۔ یہ سن کر میں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے جو فرمایا: وہی حق ہے۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: رجال جیم کے ساتھ ہے ایک قول یہ ہے کہ حاء کے ساتھ ہے۔ رجال اس کا لقب تھا اور اس کا نام نہار تھا۔

﴿واقدی، طبرانی، ابونعیم، ابن عساکر﴾

حضرت مخلد بن قیس بجلی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ فرات بن حیان رضی اللہ عنہ اور رجال بن عنفوہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے نکلے تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ان میں سے ایک شخص کی داڑھ جہنم میں کوہ احد سے زیادہ بڑی ہے اور فرمایا: اس کے ساتھ فریب کار کی گدی ہے اور اس ارشاد نبوی ﷺ کی خبر ان سب کو پہنچی، چنانچہ جب حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور فرات رضی اللہ عنہ کو رجال کے مرتد ہونے کی اطلاع ملی تو یہ دونوں صحابی سجدہ شکر میں گر پڑے۔

﴿سیف بن عمر الفتوح﴾

ولید بن عقبہ کے انجام کی خبر دینا:

ولید بن عقبہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے جب مکہ مکرمہ کو فتح فرمایا تو اہل مکہ اپنے بچوں کو حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لائے اور حضور نبی کریم ﷺ ان کے سروں پر دست اقدس پھیر کر ان کیلئے دعا فرماتے۔ چنانچہ میری والدہ مجھے لے کر آپ کے پاس آئی، اس وقت میرے جسم پر خلوق ملا ہوا تھا تو حضور نبی کریم ﷺ نے میرے سر پر ہاتھ نہ پھیرا اور نہ مجھے چھوا۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: حضور نبی کریم ﷺ نہ پھیرنا اس علم غیب کی وجہ سے تھا جو اللہ تعالیٰ نے دیا۔ ولید کے بارے میں تھا۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو برکت عطا فرمانے سے روک دیا، ولید کے حالات کے بارے میں جبکہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے کوفہ کا گورنر تھا خبریں معروف و مشہور ہیں کہ اس نے شراب پی اور اپنی نماز میں تاخیر کی اور یہ ولید ان اسباب اذیت کا ایک سبب بھی بنا جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اذیتیں برداشت کرنی پڑیں اور جس کے نتیجہ میں بلوائیوں نے ان کو شہید کر دیا۔

﴿حاکم، بیہقی﴾

قیس بن مطاطہ کے انجام بد کی خبر دینا:

ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ قیس بن مطاطہ اس حلقہ کی جانب آیا جس میں حضرت سلمان فارسی حضرت صہیب رومی اور حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہم تھے اور اس نے کہا اوس و خزرج کے لوگ تو اس شخص (یعنی حضور نبی کریم ﷺ) کی مدد پر کھڑے ہیں ان لوگوں کا یہاں کیا کام ہے؟

ابوسلمہ نے کہا: یہ سن کر حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور اسے گریبان سے پکڑ کر نبی کریم ﷺ کے حضور میں لے آئے اور حضور نبی کریم ﷺ کو اس کی بکواس کی خبر دی۔ یہ سن کر حضور نبی کریم ﷺ غضب ناک ہو کر اپنی چادر شریف کھینچتے ہوئے مسجد میں تشریف لائے۔ اس کے بعد "الصلوٰۃ جامعۃ" کی ندا دی گئی جب لوگ آ گئے تو حضور نبی کریم ﷺ نے خطبہ دیا اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا: اے لوگو!

"بے شک رب آپ کی رب ہے اور باپ آپ کی باپ ہے اور دین ایک ہی دین ہے اور عربیت تمہارا باپ نہیں ہے اور نہ تمہاری ماں ہے وہ تو ایک زبان ہے لہٰذا جو عربی بولتا ہے عربی ہے۔"

حضرت معاذ بن جبل ؓ اسے پکڑے ہوئے اور اپنی تلوار کھینچے ہوئے کھڑے تھے۔ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! اس منافق کے بارے میں کیا حکم ہے؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اسے جہنم کی طرف چھوڑ دو۔ ابو سلمہ ؓ نے کہا: وہ شخص مرتدین میں سے ہو گیا اور ارتداد کی بنا پر اسے قتل کیا گیا۔

﴿خطیب، ابن عساکر﴾

حضرت ابن عباس ؓ کے حال کی خبر دینا:

حضرت عباس بن عبدالمطلب ؓ سے روایت ہے، انہوں نے اپنے فرزند حضرت عبداللہ ؓ کو کسی ضرورت سے رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا تو انہوں نے کسی شخص کو موجود پایا اور واپس ہو گئے اور اس شخص کی موجودگی کے سبب حضور نبی کریم ﷺ سے کچھ بات نہ کی۔ پھر اس کے بعد حضرت عباس ؓ رسول اللہ ﷺ سے ملے اور حضرت عباس ؓ نے عرض کیا: میں نے آپ کی خدمت میں اپنے فرزند کو بھیجا تھا مگر اس نے ایک شخص کو آپ کے پاس موجود دیکھا تو اسے قدرت نہ ہوئی کہ وہ آپ سے عرض کرتا اور پلٹ کر چلا گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس نے اس شخص کو دیکھا ہے؟ حضرت عباس ؓ نے عرض کیا: ہاں دیکھا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: وہ شخص جبرئیل علیہ السلام تھے وہ ہرگز فوت نہ ہوگا یہاں تک کہ اس کی بینائی جاتی رہے گی اور اسے علم و حکمت دیا جائے گا۔

﴿بیہقی، ابو نعیم﴾

حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں سفید لباس پہنے حاضر ہوا تو میں نے دیکھا کہ آپ دحیہ ؓ سے سرگوشی میں گفتگو کر رہے ہیں حالانکہ وہ جبرئیل علیہ السلام تھے اور میں اس سے لاعلم تھا اور میں نے سلام تک نہ کیا۔

مجھے دیکھ کر جبرئیل علیہ السلام نے کہا: یہ کتنے سفید کپڑے پہنے ہوئے ہیں لیکن ان کی اولاد ان کے بعد خوب سیاہ کپڑے پہنے گی اگر یہ سلام کرتے تو میں ان کو سلام جواب دیتا۔ جب وہ چلے گئے تو رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: تم کو کس بات نے سلام کرنے سے روکا؟ میں نے عرض کیا: میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ دحیہ کلبی ؓ سے سرگوشی میں گفتگو فرما رہے ہیں تو میں نے مکروہ جانا کہ آپ دونوں کے درمیان بات کو قطع کروں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے ان کو دیکھا ہے؟ میں نے عرض کیا: ہاں دیکھا ہے۔ فرمایا: سنو! تمہاری بینائی جاتی رہے گی اور بوقت وفات وہ بینائی لوٹ آئے گی۔

﴿دیلمی﴾

حضرت عکرمہ ؓ نے فرمایا: جب حضرت ابن عباس ؓ کی روح قبض ہوئی اور ان کو تختہ پر رکھا گیا تو نہایت سفید ایک پرندہ آیا اور ان کے کفن میں داخل ہو گیا اور کسی نے اسے باہر نکلتے نہ

دیکھا یہ دیکھ کر حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ کی وہ بشارت ہے جو حضور نبی کریم ﷺ نے ان کیلئے فرمائی تھی پھر جب ان کو لحد میں رکھا گیا تو ان کی قبر کے کنارے کھڑے ہوئے لوگوں نے سنا کہ ان کو کلمہ کی تلقین کی گئی:

"یَآ اَیَّتُہَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ ارْجِعِیْ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ"

﴿سورۃ الفجر﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ میری بینائی جاتی رہے گی تو وہ جاتی رہی اور مجھ سے فرمایا کہ میں غرق ہوں گا تو میں بحیرہ طبریہ میں غرق ہوا اور مجھ سے فرمایا کہ میں فتنہ کے بعد ہجرت کروں گا۔ تو اے خدا! میں تجھے گواہ بناتا ہوں کہ آج میری ہجرت محمد بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی طرف ہے۔

﴿ابونعیم﴾

میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہود کے اکہتر یا بہتر فرقے بنے اور نصاریٰ کے بھی اکہتر فرقے ہوئے لیکن میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی۔

﴿بیہقی، حاکم﴾

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اہل کتاب اپنے دین میں بہتر ملتوں پر بٹ گئے اور یہ امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی یعنی اہل ہواء ہو جائیں گے۔ یہ سب کے سب جہنم میں جائیں گے بجز ایک فرقہ کے اور وہ فرقہ اہل جماعت ہے اور میری امت میں ایسے لوگوں کا ظہور ہوگا جن کے ساتھ خواہشات اس طرح چمٹی ہوں گی جس طرح کتا اپنے مالک سے چمٹا ہوتا ہے اور ان لوگوں کی کوئی رگ اور کوئی جوڑ ایسا نہ رہے گا جس میں خواہشات داخل نہ ہوئی ہوں۔

﴿حاکم، بیہقی﴾

حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت پر وہ سب آئے گا جو بنی اسرائیل پر آیا تھا اور جوتی جوتی کے برابر ہو جائے گی یہاں تک کہ اگر ان میں سے کسی نے اپنی ماں کے ساتھ علانیہ نکاح کیا تھا تو میری امت میں بھی اس کی مانند ہوگا۔ بلاشبہ بنی اسرائیل اکہتر ملتوں میں بٹے اور میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی جو سب کے سب ناری ہیں بجز ایک ملت کے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا وہ ناجی ملت کون سی ہے؟ فرمایا: "ما انا علیہ الیوم و اصحابی" آج جس پر میں ہوں اور میرے صحابہ ہیں وہی ناجی ملت ہے۔

﴿بیہقی، ترمذی، حاکم﴾

حضرت عمرو بن العوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم

لوگ ضرور پچھلی امتوں کی راہ پر چلو گے بلاشبہ بنی اسرائیل ٹکڑے ٹکڑے ہوئی تھی۔

﴿بیہقی، حاکم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: گزشتہ امتیں جس راہ پر تھیں ضرور تم بھی اس راہ کو اختیار کرو گے بالشت کے مطابق بالشت بھر، گز کے مطابق گز بھر اور باع سے مطابق باع بھر تم بھی چلو گے۔ یہاں تک کہ اگر ان میں کوئی شخص گوہ کے سوراخ میں داخل ہوا ہے تو تم بھی داخل ہو گے حتیٰ کہ اگر کسی نے اپنی ماں سے جماع کیا ہے تو تم میں سے بھی کوئی ایسا ضرور کرے گا۔

﴿بیہقی، حاکم﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم لوگ باعتبار امت بنی اسرائیل کی امتوں کے بہت مشابہ ہو ضرور تم لوگ ان کے قدم بہ قدم چلو گے حتیٰ کہ بنی اسرائیل میں کوئی شئے نہ ہوگی مگر یہ کہ تم میں اس کی مثل ضرور ہوگی۔ یہاں تک کہ لوگ مجتمع ہوں گے، ان پر ایک عورت گزرے گی اور ان لوگوں میں سے ایک آدمی اٹھے گا اور وہ اس عورت سے جماع کرے گا پھر اپنے نشینوں کے پاس لوٹ آئے گا، وہ لوگوں کی طرف دیکھ کر ہنسے گا اور لوگ اس کی طرف دیکھ کر ہنسیں گے۔

﴿طبرانی﴾

بسند حسن رحمۃ اللہ علیہ حضرت مستور بن شداد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ امت پچھلی امتوں کی کسی بات کو نہ چھوڑے گی، یہاں تک کہ وہ اس پر عمل کرے گی۔

﴿طبرانی﴾

حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس وقت تم کیا کرو گے جب یہ امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی۔ صرف ایک فرقہ جنتی ہوگا باقی تمام جہنمی ہوں گے۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! یہ کب ہوگا؟

فرمایا: جب رذیلوں کی کثرت ہوگی اور باندیاں مالک ہوں گی اور بوجھ اٹھانے والے (جاہل و بے علم) منبروں پر بیٹھیں گے اور قرآن کو مزامیر اپنایا جائے گا، مسجدیں نقش و نگار سے آراستہ ہوں گی، اونچے اونچے منبر ہوں گے، مال غنیمت کو دولت بنا لیا جائے گا اور زکوٰۃ کو ٹیکس سمجھ لیا جائے گا اور امانت غنیمت ٹھہرائی جائے گی اور دین میں غور و خوض غیر خدا کی خوشنودی کیلئے ہوگا اس کے دوست کمینے و ذلیل ہوں گے اس امت کے بعد والے لوگ اپنے پہلوں پر لعنت کریں گے۔ قبیلہ کا سردار ان کا فاسق ہوگا۔ قوم کا مدبر ان کا ذلیل شخص ہوگا۔ آدمی کی عزت اس کے شر سے بچنے کیلئے کی جائے گی، جس دن یہ باتیں ہوں گی اس وقت یہ امت تہتر فرقوں میں ہو جائے گی اور لوگ شام کی طرف بے چینی سے بھاگیں گے۔

میں نے عرض کیا: کیا شام فتح ہو جائے گا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا شام تو عنقریب فتح ہو جائے گا۔ اس کے فتح کے بعد فتنوں کا ظہور ہوگا۔

﴿طبرانی﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم لوگ اپنی

پچھلی امتوں کا ہو بہو اور قدم بقدم اتباع ضرور کرو گے حتیٰ کہ اگر کوئی گوہ کے سوراخ میں داخل ہوا ہے تو تم ضرور اس کے داخل ہو گے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! یہ لوگ یہود و نصاریٰ ہیں؟ فرمایا: اس وقت کون ہوگا یعنی تم ہی لوگ ہو گے۔

﴿حاکم﴾

فتنہ خوارج کی خبر دینا:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس موجود تھے، اس وقت آپ مال تقسیم فرما رہے تھے اچانک ذوالخویصرہ نے آپ کے پاس آ کر کہا: یارسول اللہ ﷺ! عدل کیجئے، حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تیری خرابی ہو جبکہ میں ہی عدل نہ کروں گا تو پھر کون عدل کرے گا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن اڑا دوں؟ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اسے چھوڑ دو کیونکہ اس کے ساتھی ایسے لوگ ہوں گے کہ تم میں سے کوئی اپنی نماز کو ان کی نماز کے ساتھ اپنے روزے کو ان کے روزوں کے سامنے حقیر جانے گا۔ یہ لوگ قرآن کی تلاوت کریں گے مگر ان کے حلقوم سے نیچے نہ اترے گا۔ (یعنی دلوں پر کچھ اثر نہ ہوگا) وہ دین اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح کمان سے تیر نکل جاتا ہے، ان کی نشانی یہ ہے کہ ایک مرد سیاہ ہوگا جس کے ایک بازو پر عورت کی چھاتی کی مانند یا گوشت لوتھڑے کی مانند ہوگا جو ہلے گا۔ وہ لوگ بہترین امت پر خروج کریں گے۔

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا: میں شہادت دیتا ہوں کہ میں نے یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے اور میں شہادت دیتا ہوں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس سے جنگ کی ہے اور میں ان کے ساتھ تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس نشانی والے آدمی کو تلاش کرنے کا حکم دیا اور ڈھونڈا گیا تو وہ مل گیا اور اسے لایا گیا حتیٰ کہ میں نے اس میں وہ نشانی دیکھی جس کی صفت رسول اللہ ﷺ نے بیان کی تھی۔

﴿بخاری، مسلم﴾

ابو یعلیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو روایت کیا۔ اس کے آخر میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا تم میں سے کون اسے پہچانتا ہے؟ ان لوگوں نے کہا: اس کا نام حرقوص ہے اور اس کی ماں اسی جگہ ہے پھر اس کی ماں کو بلایا اور اس سے پوچھا یہ کس کا بیٹا ہے؟ اس نے کہا: میں نہیں جانتی کہ اس کا باپ کون ہے؟ واقعہ یہ ہے کہ زمانہ جاہلیت میں ایک چراگاہ میں میں بکریاں چرا رہی تھی اچانک مجھے ایسی چیز نے ڈھانپ لیا ہے جیسے اندھیری ہوتی ہے۔ (یعنی کسی نے مجھ سے جماع کیا) اس سے میں حاملہ ہوئی اور یہ پیدا ہوا۔

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مسلمانوں کے فرقہ فرقہ ہو جانے کے بعد ایک فرقہ دین سے نکل جائے گا اور وہ مسلمان جو بہتر اور حق پر ہوں گے اس فرقہ کو قتل کر دیں گے۔

﴿مسلم﴾

حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ جب اصحاب نہر (خارجیوں) سے فارغ ہوئے تو فرمایا: ان لوگوں کو تلاش کرو یہ وہی ہیں جن کا ذکر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے وہ ان میں ضرور ایک ناقص ہاتھ والا آدمی ہوگا تو ہم نے اسے تلاش کیا اور وہ مقتولین میں مل گیا اور ہم اسے پکڑ کر ان کے پاس لائے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے یہاں تک کہ اس کے قریب کھڑے ہو کر دیکھا اور تین مرتبہ اللہ اکبر کا نعرہ لگایا۔

پھر فرمایا: اگر یہ بات نہ ہوتی کہ تم لوگ گھمنڈ کرو گے تو میں تم کو وہ بات بتاتا جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ ﷺ کی زبان سے ان لوگوں کے بارے میں مطلع کر دیا جو ان خارجیوں کو قتل کریں گے۔ میں نے عرض کیا: کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ سے یہ ارشاد سنا ہے؟ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رب کعبہ کی قسم! میں نے سنا ہے اور یہ تین مرتبہ فرمایا۔

﴿مسلم﴾

ازارقہ جہنم کے کتے ہیں:

حضرت سعید بن جمہان رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو انہوں نے پوچھا تیرا باپ کیا ہوا؟ میں نے کہا: ان کو ازارقہ نے قتل کر دیا ہے۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ ازارقہ پر لعنت کرے ہم سے رسول اللہ ﷺ نے حدیث فرمائی کہ ازارقہ جہنم کے کتے ہیں۔

﴿حاکم﴾

فرقہ روافض، قدریہ، مرجیہ اور زنادقہ کی خبر دینا:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارے بارے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مثال ہے ان سے یہود نے بغض و عداوت کی یہاں تک کہ ان کی والدہ ماجدہ پر بہتان رکھا اور ان سے نصاریٰ نے اس حد تک محبت کا دعویٰ کیا کہ ان کو اس مرتبے تک پہنچایا جو ان کے شایان شان نہ تھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سنو! میرے بارے میں دو گروہ ہلاک ہوں گے وہ بھی جو بہت زیادہ محبت کا دعویٰ کرتا ہے اور میری طرف اس چیز کی نسبت کرتا ہے جو مجھ میں نہیں ہے اور وہ بھی جو مجھ سے بغض و عداوت رکھتا ہے اور مجھ پر عیب لگانے اور مجھ پر بہتان رکھنے پر ابھارتا ہے۔

﴿عبداللہ بن احمد زوائد المسند، بزار، ابو یعلیٰ، حاکم﴾

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت میں سے ایک قوم ہوگی جس کا نام رافضہ ہوگا وہ اسلام کو چھوڑ دیں گے۔

(بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل روایت کی۔)

﴿بیہقی﴾

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو مبعوث نہیں فرمایا مگر یہ کہ ان کی امت میں قدریہ اور مرجیہ

ہوئے ہیں جو نبی پر ان کی امت کے معاملہ کو پراگندہ کر دیتے ہیں۔

﴿طبرانی﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قدریہ اور مرجیہ اس امت کے مجوسی ہیں۔ (طبرانی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل حدیث روایت کی ہے۔)

﴿طبرانی اوسط﴾

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت کے دو گروہ ایسے ہوں گے جن کا حصہ اسلام میں نہیں ہے۔ ایک قدریہ ہے، دوسرا مرجیہ۔

✿ (طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل حدیث روایت کی ہے اور ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل روایت کی ہے۔)

﴿طبرانی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ممکن ہے کہ تم اس زمانہ تک زندہ رہو اور ایسی قوم پاؤ جو اللہ تعالیٰ کی تقدیر کی تکذیب کرتے ہوئے کہے کہ گناہ اس کے بندوں پر ہیں جب تم ان کو پاؤ گے تو ان سے کنارہ کش ہو کر اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا۔

﴿طبرانی الکبیر﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ نے فرمایا: میری امت میں ایسے لوگ ہوں گے جو تقدیر کو جھٹلائیں گے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اس امت میں مسخ (تحول) ہوگا اور وہ مسخ تقدیر کے جھٹلانے والوں اور زندیقوں پر ہوگا۔

﴿احمد﴾

بسند صحیح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس امت کے معاملہ اعتدال پر رہیں گے جب تک کہ وہ مشرکوں کے بچوں کے بارے میں (کہ وہ اہل جنت میں یا اہل جہنم) اور قدر کے بارے میں کلام نہیں کریں گے۔

﴿طبرانی، بزار﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: امت کے برے لوگوں کا آخری کلام قدر میں ہوگا۔

﴿بزار، طبرانی اوسط﴾

بسند صحیح حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا: میری امت میں مسخ اور قذف ہوگا اور وہ اہل زندقہ پر ہوگا۔

﴿احمد﴾

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری امت مضبوطی کے ساتھ اپنے دین پر قائم رہے گی جب تک کہ وہ قدر کو نہ جھٹلائیں۔ اس وقت ان کی ہلاکت ہوگی۔

﴿طبرانی﴾

ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے مقام وفات کی خبر دینا:

حضرت یزید بن اصم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا مکہ مکرمہ میں بیمار ہوئیں تو انہوں نے فرمایا: مجھے مکہ مکرمہ سے باہر لے جاؤ کیونکہ میری وفات مکہ مکرمہ میں نہیں ہے چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے خبر دی ہے کہ مکہ مکرمہ میں فوت نہ ہوں گی تو لوگ لے کر چلے یہاں تک کہ جب مقام سرف میں اس جگہ پہنچیں جس درخت کے نیچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے عقد کیا تھا تو وہ رحلت فرما گئیں۔

﴿ابن ابی شیبہ، بیہقی﴾

حضرت ابوریحانہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا اے ابوریحانہ رضی اللہ عنہ! جس دن تم ایسے لوگوں پر گزرو گے جنہوں نے جانوروں کو بغیر دانہ پانی کے بھوکا رکھ چھوڑا ہوگا اور تم کہو گے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کرنے سے منع فرمایا ہے اور وہ کہیں گے ہمارے سامنے کوئی ایسی آیت لایئے جو خاص اس بارے میں نازل ہوئی ہو (گویا وہ قول رسول کی حجیت کا انکار کریں گے اور صرف قرآن پر اس کا دعویٰ کریں گے۔)

چنانچہ ابوریحانہ رضی اللہ عنہ ایسے لوگوں پر گزرے جنہوں نے مرغیوں کو دانہ پانی کے بھوکا رکھ چھوڑا تھا تو انہوں نے ان کو اس سے منع کیا اور انہوں نے کہا کہ ہمیں اس بارے میں نازل شدہ کوئی آیت پڑھ کر سنایئے یہ سن کر ابوریحانہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا۔

﴿محمد بن ربیع جیزی من دخل مصر من الصحابہ﴾

حضرت اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے خیبر کے سردار سے فرمایا تمہارا خیال ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کو بھول گیا ہوں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تم سے فرمایا تھا کہ تمہارا اس وقت کیا حال ہوگا جب تمہارا اونٹ تمہیں شام میں چھوڑ جائے گا پھر ایک دن پھر ایک دو دن تک وہ اونٹ تمہیں چھوڑے رکھے گا۔

﴿خطیب رواۃ مالک﴾

میری امت میں ایک شخص مرنے کے بعد کلام کرے گا:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت میں ایک شخص ہوگا جو مرنے کے بعد کلام کرے گا۔

﴿طبرانی اوسط﴾

حضرت ربعی بن خراش رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میرا بھائی ربیع فوت ہو گیا۔ وہ ہم میں گرمی کے دنوں میں زیادہ روزہ دار اور سردی کی راتوں میں زیادہ قیام کرنے والا تھا۔ میں نے اس کے جسد پر چادر ڈالی تو ہنسنے لگا، اس پر میں نے کہا: اے بھائی! کیا مرنے کے بعد بھی (دنیاوی) زندگانی ہے؟

اس نے کہا: نہیں بات یہ ہے کہ میں اپنے رب سے ملا اور میرا رب مجھ سے روح و ریحان اور ایسے وجہ کریم کے ساتھ ملا جو غضب ناک نہ تھا میں نے پوچھا تم نے امر کو کیسا دیکھا۔ اس نے کہا: جتنا تم گمان کر سکتے ہو۔ اس سے زیادہ آسان میں نے دیکھا۔ اس کے بعد یہ واقعہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا تو انہوں نے فرمایا: ربیع ﷺ نے سچ کہا، میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا: میری امت میں ایک شخص مرنے کے بعد کلام کرے گا اور ایک روایت میں یہ ہے کہ میری امت میں ایک شخص مرنے کے بعد کلام کرے گا اور وہ خیر التابعین سے ہوگا۔

﴿بیہقی، ابو نعیم﴾

فائدہ:

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس روایت کی بکثرت سندیں ہیں جن کو میں نے "کتاب البرزخ" میں مرنے کے بعد کلام کرنے والوں کی خبروں کے ضمن میں جمع کیا ہے۔

سنت سے بے اعتنائی اور آیات متشابہات میں بحث:

حضرت مقدام بن معد یکرب ﷺ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: خبردار! مجھے کتاب الٰہی اور اس کے ساتھ اس کی مثل (حدیث وسنت) دی گئی ہے خبردار ایک آدمی ہوگا جو پیٹ بھرا اور اپنے تکیہ پر ٹیک لگائے ہوگا۔ وہ کہے گا تم پر یہ قرآن ہی لازم ہے لہٰذا قرآن میں جو چیز تم حلال پاؤ اسے حلال جانو اور جو تم حرام پاؤ اسے حرام جانو۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابو رافع ﷺ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: تم میں سے کسی کو میں ایسا نہ پاؤں کہ وہ اپنے تکیہ پر ٹیک لگائے ہوئے ہو، اس کے سامنے میرا کوئی ایسا حکم آئے جسے میں نے حکم دیا ہو یا ایسی مخالفت آئے جس کی میں نے مخالفت کی ہو اور وہ کہے کہ ہم نہیں جانتے ہمیں تو وہی لازم ہے جو کتاب اللہ میں پائیں ہم اسی کا اتباع کریں گے۔

﴿ابو داؤد، بیہقی﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے آیہ کریمہ "ھُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلَیْکَ الْکِتٰبَ" (سورۃ آل عمران) تلاوت کر کے فرمایا جب تم لوگوں کو دیکھو جو قرآن کے متشابہات کا اتباع کریں تو یہ لوگ وہی ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "فاحذروھم" ان سے بچو۔

﴿بخاری، مسلم﴾

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے اس طرح نقل کیا کہ جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو اس کے ساتھ جدال کرتے ہیں۔ ابوایوب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اہل ہوا میں سے کسی ایک کو ایسا نہیں جانتا جس نے متشابہات کے ساتھ جدال نہ کیا ہو۔

حضرت محمد بن زید بن ابی زیاد الثقفی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ قیس بن خرشہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور اس نے اللہ تعالیٰ کی جانب سے جو کچھ آیا اس پر اور اس پر کہ میں ہمیشہ حق بات کہوں گا، آپ کی بیعت کرتا ہوں۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے قیس رضی اللہ عنہ! تم ایک زمانے تک زندہ رہو گے اور میرے بعد ایسے لوگ تمہیں ملیں گے جن کے ساتھ حق بات کہنے کی تمہیں استطاعت نہ ہوگی۔ حضرت قیس رضی اللہ عنہ نے کہا: خدا کی قسم! میں کسی بات پر آپ کی بیعت نہ کروں گا مگر یہ کہ آپ کے عہد کو پورا کروں گا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس وقت تمہیں کوئی بشر نقصان نہیں پہنچائے گا، چنانچہ حضرت قیس رضی اللہ عنہ، زیاد بن ابوسفیان اور اس کے بیٹے عبیداللہ کی عیب چینی کرتا تھا۔ عبیداللہ کو جب اس کی اطلاع پہنچی تو اس نے قیس رضی اللہ عنہ کو بلوایا اور کہا تو وہی ہے جو اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول ﷺ پر افتراء کرتا ہے اور قیس نے کہا: نہیں لیکن اگر تو چاہے تو میں اسے بتادوں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ پر افتراء کرتا ہے اور جس نے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ پر عمل کو چھوڑ رکھا ہے؟ عبیداللہ نے پوچھا: وہ کون ہے؟ قیس رضی اللہ عنہ نے کہا: تو ہے اور تیرا باپ ہے اور وہ شخص ہے جس نے تم دونوں کو حکم دیا ہے۔ اس کے بعد قیس رضی اللہ عنہ نے پوچھا: وہ کون سی بات ہے جس کا میں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ پر افتراء کیا ہے؟ عبیداللہ نے کہا: تو یقین رکھتا ہے کہ کوئی بشر تجھے نقصان نہ پہنچا سکے گا۔ قیس رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں! میں یقین رکھتا ہوں۔ عبیداللہ نے کہا: آج تو جان لے گا کہ تو کتنا جھوٹا ہے۔ عبیداللہ نے حکم دیا کہ عذاب والے عذاب کے سامان کے ساتھ میرے پاس لاؤ۔ راوی نے بیان کیا کہ یہ دیکھ کر قیس رضی اللہ عنہ جھک گیا اور مر گیا۔

﴿طبرانی، بیہقی﴾

انصار مدینہ سے رسول اللہ ﷺ کا فرمان:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انصار سے فرمایا: تم لوگ میرے بعد تقسیم اور امر میں ناگواری دیکھو گے لہٰذا تم صبر کرنا۔ یہاں تک کہ تم حوض کوثر پر مجھ سے ملو۔

﴿حاکم، ابونعیم﴾

حضرت مقسم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے کوئی اپنی حاجت بیان کی مگر انہوں نے اس سے جفا کی اور ان کی طرف سر تک نہ اٹھایا۔ یہ حال دیکھ کر حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سنو!

رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خبر دی ہے کہ ہمیں ان کے بعد ناگوار باتوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ایسی صورت میں تمہیں کیا حکم دیا گیا ہے؟ ابوایوب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہمیں صبر کا

حکم دیا گیا ہے۔ یہاں تک کہ ہم حضور نبی کریم ﷺ کے پاس حوض کوثر پر حاضر ہوں۔ پھر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: تو آپ صبر کرو۔ یہ سن کر ابوایوب رضی اللہ عنہ کو غصہ آیا اور قسم اٹھائی کہ ان سے کبھی بات نہ کروں گا۔

{حاکم}

حضرت حسن بن حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ انصار کا ایک قبیلہ تھا ان کیلئے رسول اللہ ﷺ کی دعا پہلے سے تھی۔ جب ان میں سے کوئی مرتا تو بادل آتا اور اس کی قبر پر بارش برساتا تھا۔ چنانچہ اس انصاری قبیلہ کا ایک غلام فوت ہوا۔ مسلمانوں نے کہا: آج ضرور دیکھیں گے کہ رسول اللہ ﷺ نے جو فرمایا ہے: "مولی القوم انفسهم" (قوم کا غلام انہی میں سے ہوتا ہے) چنانچہ جب اس غلام کو دفن کیا گیا تو بادل آیا اور وہ اس کی قبر پر برسا۔

{ابن عساکر}

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا علم:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ علم کا ظرف (برتن) ہے۔

{حاکم}

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کو ہم سے زیادہ جاننے والے اور آپ کی حدیث کو ہم سے زیادہ یاد رکھنے والے ہیں۔

{ابن سعد}

آنے والی قوم کی خبر دینا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ میری امت کے کچھ لوگ میرے بعد ایسے آئیں گے جو تمنا رکھیں گے کہ کاش کہ میری حدیث کو اپنی آل و اولاد اور مال کے بدلے خرید سکتے۔

{حاکم}

خصیاء کے بارے میں فرمان:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ایک قوم آئے گی جن کو خصیا یعنی خواجہ سرا کہا جائے گا لہٰذا تم ان کے ساتھ حسن سلوک کرنا۔

{ابن عدی، دارقطنی الافراد، ابن عساکر}

شرطی کی خبر حضور نبی کریم ﷺ نے دی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: توقع ہے کہ تمہاری عمر اتنی طویل ہو کہ تم ایسی قوم کو دیکھو جن کے ہاتھوں میں گائے کی دم کی مانند کوڑا ہوگا۔ وہ لوگ اللہ کے غضب میں صبح کریں گے اور شام بھی اسی کی ناراضگی میں کریں گے۔

{مسلم}

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اہل جہنم دو قسم کے ہوں گے جن کو تم نے نہیں دیکھا ایک قسم تو وہ ہوگی جن کے ساتھ گائے کی دم کی مانند کوڑے ہوں گے اور اس سے وہ لوگوں کو ماریں گے اور دوسری قسم ان عورتوں کی ہوگی جو لباس پہنے ہوں گی مگر وہ ننگی ہوں گی۔ (یعنی لباس اتنا باریک ہوگا کہ ان کا جسم نظر آئے گا) اور وہ تھرکنے مٹکنے والی اپنے بدن کو ادھر ادھر مٹکانے والی ہوں گی ان کے سر اونٹ کے کوہان کی مانند ہوں گے۔

﴿مسلم﴾

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اس حدیث میں جن عورتوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ ایک قول تو یہ ہے کہ یہ عراقی مغنیات یعنی ناچنے گانے والیاں ہیں جو باکرہ ہیں اور بڑے بڑے بگڑ اپنے سروں پر باندھتی ہیں اور ان بگڑوں پر دوپٹے اوڑھتی ہیں۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس امت میں ایسے مرد ہوں گے جن کے ساتھ گائے کی دم کی مانند کوڑے ہوں گے، وہ لوگ صبح بھی خدا کے غضب اور شام بھی خدا کی ناراضگی میں رہیں گے۔

﴿حاکم﴾

اس آگ کی خبر دینا جو حجاز سے بلند ہوگی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی جب تک کہ ارض حجاز سے وہ آگ نہ نکلے جس سے بصرہ کے اونٹوں کی گردنیں روشن ہو جائیں۔

﴿حاکم﴾

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے، پھر جب ہم واپس آئے تو لوگوں نے مدینہ منورہ میں داخل ہونے میں عجلت کا مظاہرہ کیا۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قریب ہے کہ تم لوگ مدینہ کو جس حالت میں پہلے تھا اس سے بہتر حالت پر چھوڑ دو۔ کاش کہ میں جانتا وہ آگ کوہ ورقان سے کب نکلے گی جس سے بصرہ کے اونٹوں کی گردنیں روشن کی جائیں گی۔

﴿حاکم﴾

فائدہ:

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ آگ جس کی خبر رسول اللہ ﷺ نے دی تھی ۶۵۴ ہجری میں نکلی تھی۔

بصرہ اور کوفے کے بارے میں فرمان نبوی:

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا: میں اس زمین کو پہچانتا ہوں جس کا نام بصرہ ہے وہ باعتبار قبلہ زیادہ صحیح ہے، وہاں بکثرت مسجدیں ہوں گی اور کثرت کے ساتھ اذانیں دی جائیں گی وہاں سے اتنی بالائیں دور کی جائیں

گی کہ اتنی تمام شہروں سے دور نہ کی جائیں گی۔

﴿ابونعیم﴾

دوسری سند کے ساتھ حضرت ابوذر ؓ سے روایت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اہل کوفہ کا ذکر کیا اور آپ نے بیان کیا ان لوگوں پر عظیم بلائیں نازل ہوں گی اس کے بعد اہل بصرہ کا ذکر کیا اور فرمایا: اہل بصرہ باعتبار قبلہ اعتدال پر رہیں گے اور ان میں اذان دینے والے کثرت سے ہوں گے جس امر کو وہ ناگوار جانیں گے اللہ تعالیٰ ان سے ان کو دور کرے گا۔

﴿احمد و ابوداؤد و ابونعیم﴾

حضرت عثمان بن العاص ؓ سے روایت ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مسلمانوں کے تین شہر ہوں گے ایک شہر وہ جہاں بحرین ملتے ہیں اور ایک شہر وہ جو جزیرہ میں ہے اور ایک شہر وہ جو شام میں ہے۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت انس ؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم لوگ بہت سے شہروں کو آباد کرو گے مگر ان میں ایک شہر ایسا ہوگا جس کا نام بصرہ ہے اس میں خسف زمین میں دھنس جانا اور مسخ واقع ہوگا۔

﴿ابونعیم﴾

تعمیر بغداد کے بارے میں فرمان نبوی:

حضرت جریر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے۔ میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا: دجلہ و جیل اور صراۃ قطربل کے درمیان ایک شہر بسایا جائے گا اور اس شہر میں روئے زمین کے جابر و جمع ہوں گے اور اس کی طرف روئے زمین کا خراج آئے گا اور وہ سرزمین دھنسنے میں زمین شور میں میخ گھس جانے سے زیادہ سریع ہوگی۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت حذیفہ ؓ سے روایت ہے۔ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: مشرق کی دونوں نہروں کے درمیان شہر بسایا جائے گا اور اس کی طرف روئے زمین کے خزانے اور دفینے لائے جائیں گے۔ اس شہر کے رہنے والے مخلوق الٰہی میں سب سے زیادہ شریر ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ تلوار کے عذاب کے بعد انہیں دھنسا دے گا۔

﴿ابونعیم﴾

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ شہر یعنی بغداد دوسرے قرن میں بسایا گیا اور ساتویں قرن (صدی) میں تاتاریوں کی طرف سے تلوار کے شدید عذاب میں مبتلا ہوا اور اب اس کا دھنسنا باقی رہ گیا ہے۔

حضرت ابوثعلبہ خشنی ؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے سنا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میری امت کیلئے نصف دن کا مقرر کیا جانا اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہرگز ہرگز مجھے عاجز

تر کرے گا۔ صحابہ نے پوچھا نصف دن کتنا ہے۔ فرمایا: پانچ سو سال کا۔

﴿حاکم﴾

امت کے اس گروہ کی خبر دینا جو تا قیامت حق پر رہے گا:

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر قائم رہے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا حکم (قیامت) آ جائے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میری امت ہمیشہ قائم رہے گی اور مسلمانوں کی ایک جماعت ہمیشہ دین پر جنگ کرتی رہے گی یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے۔

﴿احمد، حاکم﴾

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت کی ایک جماعت ہمیشہ حق پر قائم رہ کر دین کی مدد کرتی رہے گی یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے۔

﴿طبرانی، حاکم﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت کی ایک جماعت اس دین پر ہمیشہ قائم رہے گی کسی خلاف کرنے والے کی مخالفت انہیں کوئی نقصان نہ پہنچائے گی، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا حکم (قیامت) آ جائے۔

﴿بزار﴾

ہر صدی کے آغاز پر مجدد ہونے اور خروج دجال کی خبر دینا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس امت میں ہر صدی کے آغاز پر ایسا شخص پیدا فرمائے گا جو ان کے دین کو امت کیلئے تازہ کرے گا۔

﴿حاکم﴾

حضرت صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے آپ نے فرمایا: کہ دجال کا خروج اس وقت تک نہ ہوگا جب تک لوگ اس کے ذکر سے غافل نہ ہو جائیں، یہاں تک کہ آئمہ بھی اس کے ذکر کو منبروں پر چھوڑ دیں گے۔

﴿احمد و زوائد المسند﴾

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہم نے اپنے زمانے میں کسی خطیب کو نہیں دیکھا ہوگا کہ اس نے منبر پر اس کا ذکر کیا ہو۔

اچھے لوگ ختم ہو جائیں گے:

حضرت رویفع بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کے سامنے خشک یا تر کھجوریں لائی گئیں اور سب نے ان کو کھانا۔ یہاں تک کہ بجز گٹھلیوں کے کچھ باقی نہ رہا اور

وہ گٹھلیاں کسی کام کی نہ تھیں۔ اس وقت نبی کریم ﷺ نے فرمایا جانتے ہو یہ کیا بات ہے؟ آپ کے بعد یکے بعد دیگرے اچھے لوگ ختم ہوتے رہیں گے یہاں تک کہ تم میں سے کوئی باقی نہ رہے گا بجز ان کے جو ان گٹھلیوں کی مانند بیکار ہیں۔

﴿مسلم﴾

امت کے وہ احوال جو فرمان نبوی کے مطابق پورے ہوئے:

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ لوگ تو نبی کریم ﷺ سے خیر و بھلائی کی باتیں پوچھا کرتے تھے مگر میں آپ سے شر و فساد کی ہی باتیں پوچھا کرتا تھا۔ اس خوف سے کہ مجھے اس سے سابقہ نہ پڑ جائے۔

چنانچہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ہم زمانہ جاہلیت اور شر و فساد میں تھے مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس خیر کے ساتھ ہمارے پاس بھیج دیا تو کیا اس خیر کے بعد بھی کوئی شر ہے؟ فرمایا: ہاں ہے۔ میں نے عرض کیا: کیا اس شر کے بعد بھی خیر ہے؟ فرمایا: ہاں ہے۔ مگر اس کے ساتھ دخن ہے۔ میں نے عرض کیا: وہ دخن (شر و خیر) یعنی میل کچیل کیا ہے؟

فرمایا: وہ میری سنت کو چھوڑ کر چلیں گے اور میری ہدایت کے سوا اور راستہ اختیار کریں گے۔ اس سے وہ پہچانے جائیں گے اور ان کو برا جانا جائے گا۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا اس کے بعد بھی شر ہے؟ فرمایا: ہاں ہے۔ وہ جہنم کے دروازوں کی طرف بلانے والے ہوں گے جو ان کی بات مان لے گا وہ انہیں جہنم میں ڈال دیں گے۔

میں نے عرض کیا: مجھے ان لوگوں کی صفت بتایئے۔ فرمایا: اچھا سنو! وہ لوگ ہماری ہی طرح گوشت پوست کے ہوں گے اور ہماری ہی زبانوں میں کلام کریں گے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: پہلا شر جس کے بعد خیر ہے وہ ارتداد ہے جو رسول اللہ ﷺ کی رحلت کے بعد واقع ہوا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ جو علیم اپنی کان سے سونے کا ٹکڑا لائے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کانیں ہوں گی۔ ایک روایت میں ہے کہ معادن ظاہر ہوں گے اور اشرار خلق اس کے گرد جمع ہوں گے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قریب ہے کہ امتیں تمہارے پاس جمع ہوں گی جس طرح کھانے والے طباق کے گرد جمع ہوتے ہیں کسی کہنے والے نے کہا: اس دن ہم کم تعداد میں ہوں گے۔ فرمایا: نہیں! بلکہ تم کثیر تعداد میں ہو گے لیکن نہایت درجہ ذلیل و پست ہو جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں کے سینوں سے تمہاری ہیبت نکال دے گا اور

تمہارے دلوں میں کمزوری و بزدلی ڈال دے گا۔ کسی نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! وہ بزدلی و کمزوری کیا ہے؟ فرمایا: دنیا کی محبت اور موت سے کراہت۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ آدمی مال کے لینے میں اس کی پرواہ نہ کرے گا کہ حلال طریقہ سے آیا ہے یا حرام ذرائع سے۔

﴿بخاری﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کسی پر وہ دن ضرور آئے گا کہ اگر وہ مجھے دیکھے اور پھر وہ دیکھے تو اسے اہل و عیال کے دیکھنے سے زیادہ میرا دیکھنا محبوب ہے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں تمنا رکھتا ہوں کہ میں اپنے بھائیوں کو دیکھوں۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا ہم آپ کے بھائی نہیں ہیں؟ فرمایا: تم میرے صحابہ ہو۔ میرے بھائی تو وہ ہیں جو ابھی تک نہیں آئے ہیں۔

﴿مسلم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم لوگ براہ راست مجھ سے سنتے ہو اور تم سے دوسرے لوگ حدیث سنیں گے اور تمہارے سننے والوں سے اور دوسرے لوگ سنیں گے۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل حدیث روایت کی ہے۔

﴿بیہقی، ابو نعیم﴾

حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: حاضر کو چاہیے کہ وہ غائب کو حدیث پہنچائے ممکن ہے جس کو وہ پہنچائے ان سننے والوں میں سے کوئی شخص ان سے زیادہ یاد رکھنے والا ہو۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابو ہارون عبدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کی وصیت کے لوگو! مرحبا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے حدیث فرمائی کہ آفاق سے لوگ تمہارے پاس آئیں گے اور وہ دین کی سمجھ کے طالب ہوں گے تو تم لوگ ان کے ساتھ خیر کی وصیت کرو۔

✿ (ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کی مانند حدیث روایت کی ہے۔)

﴿ابن ماجہ، بیہقی﴾

حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ علم کو عالم کے سینوں سے نکال کر قبض نہیں فرماتا بلکہ علماء کو قبض کر کے علم کو قبض کرتا ہے جب علماء باقی نہ رہیں گے تو لوگ جاہلوں کو سردار بنائیں گے اور ان سے مسئلہ پوچھیں گے اور وہ بغیر علم کے فتویٰ دیں گے

جس سے وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر علم ثریا پر بھی چلا جائے تب ابنائے فارس کے لوگ وہاں سے بھی علم ضرور حاصل کریں گے۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت ابن سیرین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھا، ان سے کسی شخص نے کوئی بات پوچھی میں اسے نہ سمجھ سکا۔ اس پر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ اکبر، اس مسئلہ کو دو شخصوں نے پوچھا اور یہ تیسرا شخص ہے۔ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بہت سے لوگ ایسے ہوں گے جن کے سبب سوال بلند ہو جائے گا یہاں تک کہ لوگ یہ کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا تو اسے (معاذ اللہ) کس نے پیدا کیا۔

﴿مسلم، بیہقی﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے اپنی امت کے اندیشوں میں سب سے زیادہ خوف اس بات کا ہے وہ نمازوں کو ان کے اوقات سے تاخیر کر کے پڑھیں گے اور نمازوں کو ان کے اوقات سے تعجیل کر کے پڑھیں گے یا تو بہت زیادہ دیر کر کے یا بہت جلد۔

﴿بیہقی﴾

حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: دین تا پھیلے گا کہ دریاؤں سے تجاوز کر جائے گا اور یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں دریاؤں میں گھوڑے ڈال دیں گے۔ اسکے بعد ایک قوم ایسی آئے گی جو قرآن کی تلاوت کرے گی اور وہ کہیں گے ہم نے قرآن پڑھا ہے، ہم سے زیادہ پڑھا ہوا کون ہے اور ہم سے زیادہ فقیہ اور عالم کون ہے؟ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ ان لوگوں میں خیر ہو گی؟ ہرگز نہیں یہ لوگ تو جہنم کے ایندھن ہیں۔

﴿ابونعیم﴾

باسند صحیح حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ عجم کے خزانے سے تمہارے ہاتھوں کو بھر دے، اس کے بعد وہ شیر ہو جائیں گے اور وہ تم سے جنگ کریں گے اور تمہارے مال غنیمت وہ کھائیں گے۔

اور بزار رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہما سے اس کی مانند اور بزار و طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل اور طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل روایت کی ہے۔

﴿احمد، بزار، طبرانی، ابونعیم، حاکم﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مدینہ منورہ کے ایک قطعہ زمین کو

دیکھ کر فرمایا: اس قطعہ میں ایسی کثرت نشیں ہوں گی جو اللہ تعالیٰ سے سجود نہیں کریں گی۔ میں نے آج تک اس جگہ تماشہ (بازار ہو یعنی وغیرہ) ہی دیکھا ہے۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ نے فرمایا: میرے بعد تم پر ایسے حکمران آئیں گے جن کو تم معروف کی کہو گے وہ وہ ان کو منکر خیال کریں گے اور جن کو تم منکر جانو گے وہ ان کو معروف سمجھیں گے تو تم میں سے جو کوئی ایسے حکمران کو پائے تو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں اس شخص کی طاعت نہیں ہے۔

﴿حاکم﴾

کتاب اللہ کو ترک کرنا:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کہ عطیات کو لو جب تک کہ وہ عطیہ ہو اور جب وہ دین کے خلاف رشوت بن جائے تو اسے نہ لو۔ میری اس جماعت کے باوجود تم لوگ اسے نہ چھوڑو گے اور فقر و فاقہ کے خوف سے اس سے باز نہ آؤ گے۔ سن لو! ایمان کی چکی گردش میں ہے جس طرف کتاب اللہ ہو، اسی طرف تم گھوم جاؤ، خبردار سنو لو! بادشاہ اور کتاب اللہ دونوں جدا جدا ہو جائیں گے تو تم لوگ کتاب اللہ کو نہ چھوڑنا۔ خبردار آگاہ رہو! تم پر ایسے حکمران آئیں گے کہ اگر تم نے ان کی اطاعت کی تو تم گمراہ ہو جاؤ گے اور اگر تم نے ان کی نافرمانی کی تو تم قتل کر دیئے جاؤ گے۔

صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ایسے زمانے میں ہمیں کیا کرنا چاہیے؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس زمانہ میں وہ کرنا جو حضرت عیسیٰ کے اصحاب نے کیا۔ انہیں سولی پر چڑھایا گیا اور آروں سے انہیں چیرا گیا۔ اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں مرنا خدا کی معصیت میں جینے سے بہتر ہے۔

﴿ابن ماجہ﴾

حضرت حجر بن عدی نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی ہے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میری امت کے کچھ لوگ شراب پئیں گے مگر اس کا نام کچھ اور رکھیں گے۔

﴿ابن قانع﴾

دین فروخت ہوگا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دن رات کا یہ سلسلہ اس وقت تک ختم نہ ہوگا جب تک کھڑا ہونے والا کھڑے ہو کر یہ نہ کہے کہ ایک مٹھی بھر دراہم کے بدلے اپنے دین کے بدلے ہاتھوں کون فروخت کرتا ہے۔

﴿بیہقی﴾

لوگوں کو بکریوں کی مانند دیکھو گے:

حضرت عمران بن حصین ؓ سے روایت ہے کہ بصرہ میں حضرت عبداللہ بن عباس ؓ امیر تھے اچانک انہوں نے دیکھا کہ ایک شخص بار بار یہ کہہ رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا۔ تو حضرت عمران ؓ اس کے پاس گئے اور یہ کہنے کی وجہ پوچھی تو اس نے کہا میں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں قبیلہ کے ایک سردار کے بیٹے کا فدیہ لے کر گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: وہ وہ ہے اور ایک کے باپ کو جا کر دیا دو۔

میں نے عرض کیا: یا نبی اللہ ﷺ! یہ فدیہ ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہم آل محمد کیلئے جو اولاد اسمٰعیل میں سے ہیں سزاوار نہیں ہے کہ ہم کسی کی جان کی قیمت کھائیں۔ اس کے بعد فرمایا: مجھے قریش پر کوئی خوف نہیں ہے مگر ان کی اپنی ہی جانوں سے۔

میں نے عرض کیا: یا نبی اللہ ﷺ! قریش کیلئے کیا خوف ہے؟ فرمایا: اگر تمہاری عمر دراز ہوئی تو تم ان کو اس جگہ دیکھو گے حتیٰ کہ لوگوں کو ان بکریوں کی مانند دیکھو گے جو دو حوضوں سے پانی پیتی ہیں کبھی ایک حوض سے اور کبھی دوسرے حوض سے۔

لہٰذا اب میں لوگوں کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ حضرت ابن عباس ؓ کے پاس حاضر ہونے کی اجازت مانگ رہے ہیں اور اسی سال میں نے دیکھا کہ یہ لوگ امیر معاویہ ؓ کے پاس حاضر ہونے کی اجازت طلب کر رہے تھے۔ یہ صورتحال دیکھ کر مجھے رسول اللہ ﷺ کا وہ فرمان یاد آ گیا۔

﴿ [illegible] ﴾

جنت کی خوشبو سے محروم لوگ:

حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کہ آخر زمانہ میں ایسے لوگ ہوں گے جو اپنی سیاہی سے خضاب کریں گے جیسے پرندوں کے پوٹے رنگین ہوتے ہیں وہ لوگ جنت کی بو بھی نہ سونگھیں گے۔

﴿ [illegible] ﴾

حضرت سلامہ بنت حر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کہتی ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے آپ ﷺ نے فرمایا: میری امت کے لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ وہ ایک گھڑی تک کھڑے انتظار کرتے رہیں گے مگر وہ کسی امام کو نہ پائیں گے جو انہیں نماز پڑھائے۔

﴿ ابن سعد، ابن ماجہ ﴾

امت کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کو تین خوف:

حضرت جابر بن سمرہ ؓ سے روایت ہے میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے سنا ہے آپ ﷺ نے فرمایا: میں اپنی امت پر تین باتوں کا خوف رکھتا ہوں ایک یہ کہ ستاروں سے بارش چاہیں گے۔

دوسرے یہ کہ ان پر سلطان ظالم ہوگا تیسرے یہ کہ وہ تقدیر کو جھٹلائیں گے۔

﴿احمد، ابویعلیٰ، بزار، طبرانی﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے امت پر اندیشہ ہے کہ وہ قدر (تقدیر) کو جھٹلائیں گے اور ستاروں کی تصدیق کریں گے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اپنی امت کے خوف سے میں سے ایک خوف یہ ہے کہ آخر زمانے میں ستاروں کی تصدیق کریں گے اور تقدیر کی تکذیب کریں گے اور سلطان کا ان پر ظلم ہوگا۔

﴿طبرانی﴾

جابر سوائی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جاہلیت کے تین فعل ایسے ہیں جن کو اہل اسلام ترک نہیں کریں گے۔ ستاروں سے پانی مانگنا، نسب میں طعن کرنا اور مردے پر واویلا کرنا۔

﴿تاریخ بخاری، ابن سعد، ابن سکن، طبرانی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اپنی امت پر تین باتوں کا خوف رکھتا ہوں: (۱) ستاروں کو سچا جاننا (۲) منافق کا قرآن کے ساتھ جھگڑنا، (۳) تقدیر کا جھٹلانا۔

﴿طبرانی﴾

حضرت مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا: ہر امت کے لئے ایک مدت مقرر ہے اور میری امت کی مدت سو سال ہے۔ جب میری امت پر ایک صدی گزر جائے گی تو جس چیز کا اللہ تعالیٰ کا ان سے وعدہ ہے وہ آجائے گی۔

✿ ابن لہیعہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اس سے مراد فتنوں کی کثرت ہے۔

﴿ابو یعلیٰ، طبرانی﴾

دین کے اقبال بھی ہیں اور ادبار بھی:

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس دین کیلئے اقبال بھی ہے اور ادبار بھی، آگاہ رہو۔

اس دین کا اقبال یہ ہے کہ سارا قبیلہ دین میں تفقہ رکھے گا یہاں تک کہ تفقہ فی الدین میں کوئی نہ بچے گا۔ بجز ایک یا دو فاسقوں کے اور وہ قبیلہ میں ذلیل و خوار ہوں گے، اگر وہ بات کریں گے تو قہر کیا جائے گا اور ان پر غضب ہوگا اور اس دین کا ادبار یہ ہے کہ سارا قبیلہ جفا شعار ہوگا، ان سے کوئی نہ بچے گا مگر یہ کہ ایک یا دو فقیہ ہوں گے اور وہ دونوں ان لوگوں میں ذلیل ہوں گے اگر کلام کریں گے تو قہر کیا جائے اور ان پر غضب ہوگا اور یہ بھی اس کے ادبار میں سے ہے کہ بعد والے لوگ اپنے پچھلوں پر لعنت و ملامت کریں گے حالانکہ خود انہیں پر لعنت حلال ہوگی حتیٰ کہ وہ علانیہ شراب پئیں گے یہاں تک کہ ایک

عورت قوم پر گزرے گی اور ایک آدمی اس قوم میں سے کھڑا ہوگا اور وہ اس عورت کا دامن اس طرح اٹھائے گا جس طرح بھیڑ کی دم اٹھائی جاتی ہے، اس وقت کوئی کہنے والا یہ کہے گا کہ تم نے اس عورت کو دیوار کے پیچھے کیوں نہ چھپالیا، اس دن ان لوگوں میں یہ کہنے والا شخص ایسا ہوگا جیسے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما آج تم میں ہیں، لہٰذا اس دن جو معروف (بھلائی) کا حکم دے گا اور منکر (برائی) سے باز رہنے کی تلقین کرے گا، اس کیلئے پچاس ایسے صحابیوں کا اجر ہوگا جنہوں نے مجھے دیکھا اور وہ مجھ پر ایمان لائے اور انہوں نے میری اطاعت کی اور میری بیعت کی۔

﴿طبرانی﴾

عورتیں سرکشی کریں گی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب تمہاری عورتیں سرکشی کریں گی اور تمہارے جوان فسق و فجور کریں گے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا ایسا زمانہ آنے والا ہے؟ فرمایا: ہاں بلکہ اس سے اشد ہوگا۔ اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب تم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو چھوڑ دو گے۔ صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا ایسا ہوگا؟ فرمایا: ہاں بلکہ اس سے اشد۔ فرمایا: اس وقت تم کیا کرو گے جب تم معروف کو منکر اور منکر کو معروف دیکھو گے۔

﴿ابویعلی، طبرانی اوسط﴾

مسجد میں دنیاوی باتیں ہوں گی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا وہ اپنی مسجدوں میں حلقہ بنا کر بیٹھیں گے لیکن ان کی غرض خالص دنیاوی ہوگی اور انہیں اللہ تعالیٰ سے کوئی حاجت نہ ہوگی تو ایسے لوگوں کے پاس نہ بیٹھنا۔

﴿حاکم﴾

علماء سے بغض کا وبال:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب مسلمان اپنے علماء سے بغض رکھیں گے اور اپنے بازار کی عمارتوں کو ظاہر کریں گے اور روپیہ جمع کرنے کی غرض سے نکاح کریں گے اس وقت اللہ تعالیٰ ان کو چار باتوں میں مبتلا کر دے گا: (۱) زمانے میں قحط سالی عام ہوگی، (۲) بادشاہ کا ظلم ہوگا، (۳) حکمران طبقہ خیانت کرے گا، (۴) اور دشمن کی صولت ان پر ہوگی۔

﴿حاکم﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس امت کے آخر زمانے میں ایسے لوگ ہوں گے جو اونچی اونچی سواریوں پر سوار ہوں گے یہاں تک کہ مسجدوں کے دروازوں پر آئیں گے، ان کی عورتیں ایسا لباس پہنیں گی کہ وہ ننگی ہوں گی، (یعنی اس قدر باریک لباس ہوں گے کہ

جسم نظر آئے گا) اور ان کے سروں پر اونٹ کی مانند بڑے ہوں گے۔ (جیسے اونٹوں کے کوہان ہوتے ہیں۔)

﴿[illegible]﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: دنیا ختم نہ ہوگی جب تک کہ ان میں دھنسا، مسخ ہونا اور پتھر برسانا واقع نہ ہو۔

صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا نبی اللہ ﷺ! یہ کب واقع ہوگا؟ فرمایا: جب تم دیکھو کہ عورتیں اونچے بالا خانوں پر ہوں اور گانے والیوں کی کثرت ہو۔ جھوٹی گواہیاں دی جائیں اور نماز پڑھنے والے مشرکین کے سونے چاندی کے برتنوں میں پانی پئیں۔ مرد مردوں سے اور عورتیں عورتوں سے مستغنی ہوں۔

﴿[illegible]﴾

حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ امت شریعت پر ہمیشہ قائم رہے گی جب تک ان میں یہ تین باتیں ظاہر نہ ہوں، جب تک علم ان سے قبض نہ کیا جائے اور ان میں خبیث اولاد کی کثرت نہ ہو اور ان میں سقاروں کا ظہور نہ ہو۔ صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! سقارون کیا ہے؟ فرمایا: وہ لوگ ہیں جو آخر زمانہ میں ہوں گے بوقت ملاقات ان کی تحیت باہم لعنت ہوگی۔ (یعنی اسلام کے بجائے ایک دوسرے کو برا بھلا کہیں گے۔)

﴿[illegible]﴾

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میری امت فنا نہ ہوگی جب تک کہ ان میں تمایز (گروہ بندی)، تمایل (فتنہ فساد) اور معامع (جنگ و جدل) کا ظہور نہ ہو۔ میں نے عرض کیا: تمایز (گروہ بندی) کیا ہے؟ فرمایا: عصبیت، جسے میرے بعد لوگ اسلام میں پیدا کریں گے۔ میں نے پوچھا تمایل (فتنہ و فساد) کیا ہے؟ فرمایا: ایک قبیلہ کا دوسرے قبیلے پر اس طرح مائل ہو جانا کہ اس کی حرمت کو حلال جانیں۔ میں نے پوچھا معامع کیا ہے؟ فرمایا: ایک شہر کے لوگوں کا دوسرے شہر میں جانا اور برسرپیکار ہو جانا۔

﴿[illegible]﴾

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اسلام کی کڑیاں ایک ایک کرکے ٹکڑے ٹکڑے ہو کر ٹوٹ جائیں گی، جب بھی ایک کڑی ٹوٹے گی تو لوگ اس کے متصل ٹکڑے کو پکڑیں گے۔ اسلام کی کڑی کا پہلا ٹکڑا ٹوٹنا حکم ہے اور اس کا آخری ٹکڑا نماز ہے۔

﴿احمد، طبرانی، حاکم﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تمہارے پیچھے صبر کے ایام ہیں۔ ان دنوں میں صبر کرنا ایسا ہے جیسے شعلہ کو ہاتھ میں پکڑنا۔ اس زمانے میں عمل کرنے والے پچاس آدمیوں کا اجر ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: کیا ہم میں سے کے پچاس آدمیوں کا اجر ملے گا یا ان میں سے؟ فرمایا: تم میں سے۔ (حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے اسی کی مانند حدیث روایت کی ہے۔)

﴿بزار، طبرانی﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: تم پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ تم کسی شخص کی اولاد کی پر رشک کرو گے جس طرح تم آج مال و اولاد کی کثرت پر رشک کرتے ہو۔ یہاں تک کہ تم میں کا ایک شخص اپنے بھائی کی قبر پر گزرے گا اور وہ اس کی قبر پر اس طرح لوٹے گا جس طرح جانور لوٹتا ہے اور وہ کہے گا کاش میں تیری جگہ ہوتا۔ اس کا یہ چاہنا خدا کی طرف شوق کی بنا پر ہوگا اور نہ اپنے بھیجے ہوئے کسی عمل صالح کی بنا پر مگر اس کی وجہ وہ بلائیں ہوں گی جو اس پر نازل ہوں گی۔

﴿بزار، طبرانی، حاکم﴾

آخری زمانہ میں کمینہ شخص دولت مند ہوگا:

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے آپ نے فرمایا: لوگوں پر ایک زمانہ ضرور آئے گا کہ اس زمانے میں سچے کو جھوٹا اور جھوٹے کو سچا گردانا جائے گا اور اس زمانے میں امین کو خائن اور خائن کو امین سمجھا جائے گا اور آدمی گواہی دے گا اگرچہ گواہی طلب نہ کی ہو اور آدمی قسم اٹھائے اگرچہ اس سے قسم طلب نہ کی گئی ہو اور کم ظرف اور کمینہ ظرف آدمی دنیا کی جاہ و حشمت اور مال و دولت سے بہرہ اندوز ہوگا۔

﴿طبرانی﴾

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لوگ میوہ دار درخت ہیں مگر قریب ہے کہ وہ کانٹے دار درخت ہو جائیں گے اگر تم ان کی بات کا جواب دو گے تو وہ تمہیں جواب دیں گے اور اگر تم انہیں چھوڑ دو گے تو وہ تمہیں نہ چھوڑیں گے اور اگر تم ان سے بھاگ جاؤ گے تو وہ تمہیں ڈھونڈ لیں گے۔ راوی نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ان سے چھٹکارے کی کیا صورت ہے؟ فرمایا: اپنے فاقہ کے دنوں کیلئے اپنا مال انہیں قرض دو۔ (مطلب یہ کہ خود فاقہ کرو مگر انہیں ضرور دو۔)

﴿طبرانی﴾

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ امر زیادہ نہ ہوگا مگر شدت میں اور مال زیادہ نہ ہوگا مگر فاقہ میں لوگ زیادہ نہ ہوں گے مگر بخل میں۔ قیامت قائم نہ ہوگی مگر شریر اور بدوں پر۔

﴿طبرانی﴾

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا میں نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو لوگ کب چھوڑ دیں گے۔ فرمایا جب تم ایسے ہو جاؤ گے جیسے بنی اسرائیل ہوئے، جب تم میں کے اچھے لوگ تاجروں سے مداہنت کریں گے اور تفقہ فی الدین تم میں کے بدوں میں چلا جائے گا اور حکومت چھوکروں میں منتقل ہو جائے گی۔

﴿طبرانی اوسط﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب اس

امت کے آخر کے لوگ اپنے پچھلوں پر لعنت کریں گے اور جو حدیث کو چھپائے گا گویا وہ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ کلام کو چھپائے گا۔

﴿ابن ماجہ﴾

آخری زمانہ میں بظاہر بھائی اور باطن میں دشمن ہونگے:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: آخر زمانے میں ایسے لوگ ہوں گے جو ظاہر میں تو بھائی بنیں گے مگر باطن میں وہ دشمن ہوں گے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! یہ حالت کیوں ہوگی؟ فرمایا: بعض بعض کی طرف رغبت کرے گا اور بعض بعض سے خوف رکھے گا۔

﴿بزار وطبرانی اوسط﴾

آخری زمانہ کیسا ہوگا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: آخر زمانے میں ایسے لوگ آئیں گے جو دیکھنے میں تو آدمیوں جیسے ہوں گے لیکن ان کے دل، قلوب الشیاطین ہوں گے۔ وہ امر قبیح سے باز رہیں گے، اگر تم ان کی متابعت کرو گے تو وہ تمہاری مدارات کریں گے اور اگر ان سے کنارہ کش ہو گئے تو وہ تمہیں عار دیں گے اور اگر تم ان سے بات کرو گے تو وہ تمہیں جھٹلائیں گے اور اگر تم ان کے پاس امانت رکھو گے تو وہ تمہاری خیانت کریں گے۔ ان کے بچے بے حیا بے شرم ہوں گے۔ ان کے جوان شاطر، چالاک ہوں گے، ان کے بوڑھے امر بالمعروف اور نہی المنکر نہ کریں گے۔ ان سے عزت کے ساتھ پیش آنا ذلت ہوگی اور جو ان کے ہاتھوں میں ہوگا اسے طلب کرنا محتاجی ہوگی۔ ان لوگوں میں بردبار شخص کو بدراندیش رفتار کا ٹھہرایا جائے گا۔ ان میں نیکی کا حکم دینے والا متہم ہوگا۔ ان میں ایماندار مومن کمزور سمجھا جائے گا، ان میں فاسق و فاجر عزت دار ہوگا، ان کی زبان پر بدعت سنت ہوگی اور جو بدعت ہوگی وہ ان میں سنت کہلائے گی۔ اس وقت ان لوگوں پر بدترین لوگ حاکم بنا دیے جائیں گے، ان میں سے اچھے لوگ دعا مانگیں گے مگر ان کی دعا مقبول نہ ہوگی۔

﴿طبرانی اوسط﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ وہ بھیڑیے بن جائیں گے اور جو بھیڑیا نہ ہوگا سے بھیڑیے کھا جائیں گے۔

﴿طبرانی اوسط﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے آپ ﷺ نے فرمایا: لوگوں پر ایسا زمانہ آنے گا کہ آدمی بے بسی اور فسق و فجور میں سے کسی ایک کو اختیار کرنے پر مجبور ہوگا، تو جو کوئی یہ زمانہ کو پائے تو اسے چاہیے کہ فسق و فجور کے مقابلے میں عاجزی و بے بسی کو اختیار کرے۔

﴿احمد، ابو یعلیٰ، بیہقی﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میری امت کو گزشتہ امتوں کی بیماریاں پہنچیں گی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ گزشتہ امتوں کی بیماریاں کیا ہیں؟ فرمایا: عجب مال پر اترانا، بیگانگی، نفسانیت، ایک دوسرے سے بغض رکھنا اور بخل کرنا، یہاں تک کہ زنا کاری بڑھ جائے گی، اس کے بعد فتنہ وفساد پھیل جائے گا۔

﴿طبرانی اوسط﴾

امام احمد، طبرانی رحمہم اللہ نے بعض اصحاب سے روایت کی ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: دنیا ختم نہ ہوگی جب تک کہ ذلیل وکمینوں کا دور دورہ نہ ہو۔

حضرت مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ایک ایک کرکے صلحاء دنیا سے رخصت ہو جائیں گے۔ دنیا میں وہی ناکارہ لوگ رہ جائیں گے جو کھجور کی چھال کی مانند ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی کوئی پرواہ نہ کرے گا۔

﴿طبرانی اوسط﴾

اس امت سے جو سب سے پہلے چیز اٹھے گی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس امت سے سب سے پہلے جو چیز اٹھے گی وہ حیا اور امانت ہے اور اس امت پر آخری جو چیز رہ جائے گی وہ نماز ہے۔

﴿ابویعلیٰ﴾

حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ ایسے لوگ ہوں گے جو اس طرح اپنی زبانوں سے کھائیں گے جس طرح گائے اپنی زبان سے کھاتی ہے۔

﴿احمد﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: آخر زمانے میں عبادت گزار لوگ جاہل ہوں گے اور قاری فاسق ہوں گے۔

﴿حاکم﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اپنی امت سے جن باتوں کا میں خوف رکھتا ہوں سب سے زیادہ خوف قوم لوط کے عمل سے ہے۔

﴿حاکم﴾

تین عمل جو پہلی امتوں میں نہ تھے:

حضرت عبید الجہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہیں صحبت حاصل کی تھی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے۔ انہوں نے کہا کہ آپ کی امت میں تین عمل ایسے ہوں گے جن کو ان سے پہلی امتوں نے نہیں کیا ہے: (۱) نباشی "مردوں کا کفن چرانا" (۲) متمسکی "خود کو مسوتا بنانا"، (۳) اور عورت کا عورت سے جماع کرنا۔

﴿ابونعیم المعرفۃ﴾

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ وہ اپنی مسجدوں میں بیٹھ کر دنیاوی باتیں کریں گے جب تم ان کے ساتھ مت بیٹھنا۔ اللہ تعالیٰ کو ان کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ یہ حدیث مرسل ہے۔

﴿شعب الایمان﴾

حضرت عمر بن حفص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ بادشاہ سیر و تفریح کیلئے حج کریں گے۔ (مقصود عبادت گزاری نہ ہوگی) اور تونگر لوگ تجارت کیلئے اور محتاج بھیک مانگنے کیلئے حج کریں گے۔

﴿زبیر بن بکار، الموفقیات﴾

حضرت محمد بن سواد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرے بعد میری امت کے کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو قرآن پڑھیں گے اور دین میں تفقہ کریں گے۔ شیطان ان کے پاس آ کر کہے گا کاش کہ تم سلطان کے پاس جاتے تو تمہاری دنیا سنور جاتی اور تم ان کو اپنے دین کی طرف پھیرتے ہوئے۔ ایسا نہ ہوگا۔ جس طرح کہ قتاد کے درخت سے کانٹوں کے سوا کوئی پھل نہیں حاصل کر سکتا۔ اسی طرح بادشاہوں کے قرب سے خطاؤں و عصیان کے سوا کسی فائدے کی امید نہیں رکھی جا سکتی۔

﴿ابن ماجہ﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ دیندار کا اپنا دین سلامت نہ رہے گا۔ بجز اس شخص کے جو پہاڑوں سے کہ ایک چوٹی سے دوسری چوٹی تک یا ایک پتھر سے دوسرے پتھر تک بھاگ جائے (گویا آبادی سے کنارہ کش ہو جائے) جب ایسا زمانہ ہوگا تو زندگانی بجز اللہ تعالیٰ کی ناراضگی میں گزارنے کے کچھ حاصل نہ ہوگا جب ایسا ہوگا تو یہی انجام ہوگا کہ آدمی کی ہلاکت اس کی بیوی یا اس کی اولاد کے ہاتھوں ہوگی اور اگر اس کی بیوی اور اولاد نہ ہو تو اس کی ہلاکت اسکے ماں باپ کے ہاتھوں سے ہے اور اگر اس کے ماں باپ نہ ہوں تو اس کی ہلاکت اس کے قرابت داروں اور اس کے ہمسایوں کے ہاتھوں سے ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! یہ کیونکر ہوگا؟ فرمایا: یہ لوگ معیشت کی تنگی پر عار دلائیں گے جس وقت وہ عار دلائیں گے تو آدمی خود کو اس مقام پر لے آئے گا جہاں اس کی ہلاکت واقع ہوگی۔

﴿بیہقی﴾

قیامت کی نشانیاں اور ان کا ظہور

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ علم اٹھ جائے گا اور جہالت جڑ پکڑ جائے گی شراب نوشی عام ہوگی اور زناکاری ظاہر ہوگی۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ ایک اعرابی نے عرض کیا: یا نبی اللہ ﷺ! قیامت کب آئے گی؟ فرمایا: جب امانت ضائع ہونے لگے تو قیامت کا انتظار کرنا۔ اس نے پوچھا: امانت کا ضیاع کیسے ہوگا؟ فرمایا: جب امر، غیر اہل کو سونپ دیا جائے تو قیامت کا انتظار کرنا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ سے کسی نے پوچھا قیامت کب آئے گی؟ فرمایا: "ما المسئول عنها باعلم من السائل" البتہ میں اس کی نشانیاں تمہیں بتاتا ہوں: جب تم دیکھو کہ باندی نے اپنے مالک کو جنا ہے تو یہ اس کی نشانی ہے اور جب تم برہنہ پاؤں اور گونگے بہروں کو زمین کا بادشاہ دیکھو تو یہ اس کی ایک نشانی ہے اور جب تم دیکھو کہ جانور چرانے والے اونچی عمارتیں بنا رہے ہیں تو یہ بھی قیامت کی ایک نشانی ہے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا قرب قیامت مکر و فریب کے دن ہوں گے جن میں جھوٹے کو سچا اور سچے کو جھوٹا سمجھا جائے گا اور خائن امانت دار ہوگا اور امانتدار خائن۔ ان سالوں میں رویبضہ گویا ہوگا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا: رویبضہ کیا ہے؟ فرمایا: حقیر و خسیس آدمی عام لوگوں کے معاملات میں بحث کرے گا۔

○ (حاکم، ترغیب نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل روایت کی ہے۔)

﴿بزار﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: علامات قیامت میں سے ہے کہ فحش و تفحش یعنی بدی کرنا اور بدی کا حد سے بڑھنا اور قطع رحمی اور امین کو خائن بتانا اور خائن کو امین کہنا ہے۔

﴿طبرانی اوسط﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: علامات قیامت میں سے یہ ہے کہ اولاد غصہ ور ہوگی، بارش کم ہو جائے گی، بد لوگوں کا دور دورہ ہوگا اور علامات قیامت میں سے یہ بھی ہے کہ اجنبی لوگوں سے تو حسن سلوک ہوگا مگر رحمی رشتہ داروں سے قطعیت ہوگی اور ہر قبیلے کے منافق قبیلے کے سردار بن جائیں گے اور علامات قیامت میں سے یہ بھی ہے کہ محرابوں کو منقش کیا جائے گا۔ مگر دل ویران و خراب ہوں گے اور قبیلے میں مسلمان غلام سے زیادہ ذلیل ہوگا۔ مرد مرد کے ساتھ اور عورت عورت کے ساتھ اکتفا کریں گے اور علامات قیامت میں سے یہ ہے کہ بچوں کی بادشاہت اور عورتوں کی حکومت ہوگی اور ان سے مشورے لیے جائیں گے، دنیا کی ویران جگہیں آباد ہوں گی اور آباد جگہیں ویران ہوں گی۔ آلات موسیقی ڈھول، باجے وغیرہ اور شراب نوشی کی فراوانی ہوگی اور زنا سے بکثرت بچے پیدا ہوں گے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے لوگوں نے پوچھا کیا وہ لوگ مسلمان ہوں گے؟ فرمایا: ہاں مسلمان تو ہوں گے۔ لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا شوہر بیوی کو طلاق دے دے گا پھر وہ مرد اسی فرش پر مقیم رہے گا جب تک یہ دونوں بدکار رہیں گے زنا کرتے رہیں گے۔

﴿طبرانی﴾

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی، یہاں تک کہ کتاب اللہ کو عار سمجھا جائے گا اور دنیا کی مدت سمٹ جائے گی۔ قحط سالی کی وجہ سے پھل کم پیدا ہوں گے۔ امانت دار کو مشکوک اور مشکوک کو امانت دار سمجھا جائے گا اور جھوٹے کو سچا اور سچے کو جھوٹا کہا جائے گا۔ قتل و فساد کی کثرت ہوگی، بغاوت و حسد اور بخل کا غلبہ ہوگا۔ لوگوں کے درمیان امور مختلف ہو رہے ہیں گے۔ خواہشات کی پیروی ہوگی۔ ظن و گمان سے فیصلہ کیا جائے گا۔ علم قبض کر لیا جائے گا اور جہالت عام ہوگی۔ اولاد و غصہ ور ہوگی اور سردی میں گرمی ہوگی۔ برائیاں علی الاعلان کی جائیں گی اور زمین کو خون سے سیراب کیا جائے گا۔

﴿طبرانی﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی، یہاں تک کہ بدکلامی، بخل عام ہو جائے گا۔ خائن کو امین اور امین کو خائن کہنے کا ظہور ہوگا اور وعول ہلاک ہوں گے اور تحوت کا غلبہ ہوگا۔

صحابہ رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا: یا رسول اللہ ﷺ! وعول اور تحوت کیا ہے؟ فرمایا: وعول لوگوں کے چہرے اور ان کے عزت دار لوگ اور تحوت وہ لوگ ہیں جو پست و خوار ہیں۔ جو لوگوں کے پاؤں تلے رہتے تھے جن کی کوئی پرواہ تک نہ کرتا تھا۔

نیز ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ غصہ ور بچے پیدا ہوں گے اور بارش گرمی برسائے گی اور کمینوں کا غلبہ ہوگا اور عزت والے کمتر ہو جائیں گے اور چھوٹے بڑوں پر اور کمینے عزت والوں پر جرأت کریں گے۔

﴿طبرانی اوسط﴾

تجارت کی بہتات اور مال کی فراوانی قیامت کی نشانیاں ہیں:

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب زمانہ مختصر ہو جائے گا تو اطلس کے لباس کی کثرت ہو جائے گی۔ تجارت کی بہتات ہوگی اور مال کی فراوانی ہوگی اور مالدار کی تعظیم اس کے مال کی وجہ سے کی جائے گی۔ فواحش کی کثرت ہوگی اور چھوکروں کی حکومت ہوگی، عورتیں زیادہ ہوں گی اور حکمران ظالم ہوں گے۔ ناپ تول میں کمی ہوگی اور آدمی کتوں کے بچوں کو پالے گا اور کتوں کی پرورش اولاد کی پرورش سے بہتر کی جائے گی۔ بڑوں کی تعظیم اور چھوٹوں پر رحم نہ ہوگا۔ زنا کے بچوں کی کثرت ہوگی۔

﴿طبرانی اوسط، حاکم﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے قریب ہونے کی علامت یہ ہے کہ برائی کی عزت و توقیر ہوگی اور اخیار (نیکوں) کی ذلت و اہانت۔ باتوں کے دروازے کھلے ہوں گے اور عمل متروک ہوگا۔

﴿طبرانی﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے قریب ہونے کی علامت یہ ہے کہ چاند کو سامنے دیکھ کر کہیں گے کہ یہ دو راتوں کا چاند ہے، مسجدیں رہگزر ہو جائیں گی اور اچانک موت کی کثرت ہوگی۔

﴿طبرانی اوسط﴾

حضرت طلحہ بن ابی حدرد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: علامات قیامت میں سے ہے کہ لوگ چاند کو دیکھ کر کہیں گے یہ دو راتوں کا چاند ہے حالانکہ وہ پہلی ہی رات کا ہوگا۔

﴿تاریخ بخاری﴾

حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ لوگ سر راہ جماع کریں گے جس طرح گدھے جفتی کرتے ہیں۔

﴿بزار طبرانی﴾

جب ہر قبیلے کا سردار منافق ہوگا:

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ قبیلے کا سردار منافق ہوگا۔

﴿طبرانی اوسط﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: علامات قیامت میں سے یہ ہے کہ آدمی سلام کرے گا اور وہ سلام کا جواب نہیں دے گا مگر جان پہچان والے کو اور تجارت پھیل جائے گی یہاں تک کہ بیوی اپنے شوہر کی مدد کرے گی صلہ رحمی منقطع ہو جائے گی اور جھوٹی گواہی دی جائے گی اور سچی گواہی چھپائی جائے گی۔ آدمی مسجد کے قریب سے گزر جائے گا مگر مسجد میں نماز نہ پڑھے گا۔

﴿احمد، بزار، طبرانی﴾

حضرت عداء بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ آدمی سلام نہیں کرے گا مگر اسی کو جسے وہ جانتا ہوگا اور یہاں تک کہ مسجدیں راہگزر بن جائیں گی۔

﴿طبرانی﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ عرب کی زمین سبزہ زاروں اور نہروں سے بدل جائے گی۔ یہاں تک کہ عراق

سے مکہ کا سوار روانہ ہوگا اسے خوف نہ ہوگا مگر راستہ بھٹکنے کا۔

{احمد}

سال مہینے کے برابر ہوگا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ زمانہ سمٹ جائے گا اور سال مہینے کے برابر اور مہینہ جمعہ کے برابر اور جمعہ ایک دن کے برابر معلوم ہوگا اور دن اتنی جلدی گزر جائے گا جیسے پھونس کا گٹھر جلتا ہے۔

{ترمذی}

امت جب چھ چیزوں کو حلال جان لے گی تو اسکی ہلاکت لازمی ہوگی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر میری امت چھ چیزوں کو حلال جان لے گی تو اس کی ہلاکت لازمی ہو جائے گی، (۱) جب ان میں سے ایک دوسرے پر لعنت کا ظہور ہوگا، (۲) اور وہ شراب نوشی کریں گے اور (۳) ریشم کا لباس پہنیں گے اور (۴) لوگوں کو غلام بنالیا جائے گا اور (۵) مرد مرد کے ساتھ اور عورت عورت کے ساتھ اکتفا کریں گے تو ان کی ہلاکت قریب ہوگی۔

{طبرانی اوسط}

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ لوگ مسجدوں میں فخر و مباہات کریں گے۔

{ابن خزیمہ}

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں تمہیں دیکھ رہا ہوں کہ میرے بعد تم مسجدوں کو اونچا بناؤ گے جس طرح کہ یہود نے اپنے کنیساؤں کو اونچا بنایا اور جس طرح نصاریٰ نے اپنے گرجاؤں کو بلند بام بنایا۔

{ابن ماجہ}

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کسی قوم کا عمل اتنا برا نہ ہوا مگر ان کا جنہوں نے اپنی مسجدوں کو نقش و نگار سے مزین کیا۔

{ابن ماجہ}

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ میراث تقسیم نہ کی جائے گی اور دشمن کی غنیمت سے خوشی نہ ہوگی۔

{حاکم}

فائدہ:

- علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: امر ثانی تو پایا جاتا ہے اور امر اول کے مبادی ظاہر ہو چکے ہیں۔ اس لیے کہ موجودہ زمانہ کے وزراء نے بہت سے وارثوں کو ان کی میراث سے محروم کر دیا ہے۔

حضرت ابن مسعود ؓ سے مرفوعاً روایت ہے کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ مسجدیں راہ گزر بن جائیں گی، یہاں تک کہ آدمی جانے پہچانے والے شخص کو ہی سلام کرے گا۔ یہاں تک کہ بیوی اور اس کا شوہر دونوں تجارت کریں گے۔ یہاں تک کہ گھوڑوں اور عورتوں کی قیمت گراں ہو جائے گی اس کے بعد دونوں ارزاں ہو جائیں گی پھر قیامت تک گراں نہ ہوں گے۔

﴿حاکم، بیہقی﴾

جہاد افضل ہے:

حضرت ابو الدرداء ؓ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے بنی حارثہ کے ایک شخص سے فرمایا: اے فلاں! کیا تم جہاد نہ کرو گے؟ اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں نے پودے لگائے ہیں میں ڈرتا ہوں کہ اگر میں نے جہاد کیا تو وہ پودے ضائع ہو جائیں گے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تمہارے پودوں سے جہاد بہتر ہے۔

راوی نے بیان کیا کہ پھر اس نے جہاد کیا، واپسی پر پودوں کو دیکھا تو وہ نہایت عمدہ احسن پودے تھے۔

﴿بیہقی﴾

قرامطہ کا حجر اسود توڑنا:

حضرت الحسن بن محمد صوفی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ میں بچپن میں کوفہ کی جامع مسجد میں تھا جبکہ قرامطہ (جو کہ ملاحدہ روافض کی قوم تھی اور خلافت عباسیہ میں انہوں نے خروج کیا تھا۔) حجر اسود کو لائے تو علی کوفی نے امیر المومنین حضرت علی ؓ کی ایک روایت بیان کی کہ حضرت علی ؓ نے فرمایا: گویا میں اسود دغافلی کو جو کہ حام کی اولاد ہے۔ دیکھ رہا ہوں کہ اس نے میری اس مسجد کے ساتویں کنگرے سے حجر اسود کو گرایا ہے۔ اس کا نام دغفل ہے۔ (علماء اس کا نام دحہ علام کے ساتھ بتاتے ہیں۔)

راوی نے بیان کیا جب قرامطہ مسجد کے اندر آئے تو ان کے سردار نے کہا: اے دغفل اٹھ! تو اسود دغافلی (جو کہ اولاد حام سے تھا جیسا کہ امیر المومنین علی مرتضیٰ ؓ نے بیان کیا تھا۔) اٹھا اور اسے حجر اسود دے کر کہا: اسے مسجد کی چھت پر لے جا اور اوپر سے گرا دے تو وہ حجر اسود لے کر مسجد کی چھت پر چڑھ گیا، وہ پہلے کنگرے کے قریب سے اسے گرانے لگا تو ایک انسان نے دوسرے کنگرے کی طرف دھکیل دیا پھر جب وہ اسے وہاں سے گرانے لگا تو تیسرے کنگرے کی طرف دھکیل دیا۔ یہاں تک کہ وہ ساتویں کنگرے کے پاس پہنچے اور وہاں سے انہوں نے حجر اسود کو گرا دیا۔ یہ واقعہ دیکھ کر امیر المومنین ؓ کے قول کی صداقت پر لوگوں نے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا کہ کس طرح ان کی غیبی خبر سچ ثابت ہوئی۔

﴿ابن عساکر﴾

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: حضرت علی ؓ کا یہ خبر دینا واقعہ کے قبل سے نہیں کہا جا سکتا۔ بلاشبہ انہوں نے ربانی تائید اور اس کی توفیق سے یہ خبر دی، حالانکہ قرامطہ کا فتنہ اور ان کا حجر اسود کو لینا ۳۱۷ ہجری کا واقعہ تھا۔

سرکارِ دو عالم ﷺ کی دعاؤں کی قبولیت اور معجزات کا ظہور

بارش کیلئے دعا کرنا اور فوراً بارش کا ہونا!

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضور نبی کریم ﷺ کے عہد مبارک میں لوگوں کو خشک سالی پہنچی۔ حضور نبی کریم ﷺ جمعۃ المبارک کے دن منبر شریف پر خطبہ دے رہے تھے کہ ایک اعرابی آیا اور اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! مال تباہ ہوگیا، بچے بھوکے مرنے لگے، آپ اللہ تعالیٰ سے ہمارے لیے دعا کیجئے۔

نبی کریم ﷺ نے اپنے دست مبارک دعا کیلئے اٹھائے۔ حال یہ تھا کہ ہم بادل کا ایک ٹکڑا بھی اس سے پہلے آسمان پر نہیں دیکھ رہے تھے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، ابھی آپ دست مبارک نیچے نہیں لائے تھے کہ بادل پہاڑ کی مانند امنڈ کے آگئے پھر حضور نبی کریم ﷺ نے منبر شریف سے اترے نہ تھے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی ریش مبارک سے بارش کے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے تو وہ بارش اس دن بھی برسی اور اس کے دوسرے دن، تیسرے دن اور چوتھے دن بھی یہاں تک کہ دوسرا جمعہ آ گیا پھر وہی اعرابی کھڑا ہوا اور کہنے لگا: یا رسول اللہ ﷺ! مکانات گرنے لگے۔

نبی کریم ﷺ نے دست مبارک دعا کیلئے اٹھائے اور کہا: "اللھم حوالینا ولا علینا" اے اللہ! اردگرد برسے اور ہم پر نہ برسے اور حضور نبی کریم ﷺ ابر کے جس جانب دست اقدس سے اشارہ فرماتے بادل پھٹتا جاتا تھا یہاں تک کہ مدینہ طیبہ خشک زمین کی مانند ہوگیا اور چاروں طرف صحرا کے ندی نالوں میں بارش ایک ماہ تک ہوتی رہی اور جدھر سے کوئی آدمی آتا یہی کہتا ایسی عمدہ بارش کبھی نہیں ہوئی۔ اس حدیث کی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کئی سندیں ہیں۔

﴿بخاری، مسلم﴾

مسلم الملائی رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کے دربار میں ایک اعرابی آیا اور اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! اللہ کی قسم! ہم آپ کے حضور، اس حال میں آئے کہ ہمارے اونٹوں کی آوازیں نہیں نکلتیں نہ ہمارے بچوں میں رونے کی سکت رہی ہے

اور یہ اشعار کہے:

اتیناک والعذراء تدمی لبانها	وقد شغلت ام الصبی عن الطفل
والقی بکفیه الصبی استکانة	من الجوع ضعفا ما یمر وما یحلی
ولا شیء مما یاکل الناس عندنا	سوی الحنظل العامی والعلهز الفسل
ولیس لنا الا الیک فرارنا	واین فرار الناس الا الی الرسل

ترجمہ: ''ہم اس حال میں آپ کے حضور آئے کہ کنواری لڑکیوں کے تالو خشک ہیں اور بچوں کی مائیں اپنے بچوں سے مایوس ہیں اور بچے بھوک کی وجہ سے ہاتھوں سے اپنے منہ میں ہر نرم یا سخت چیز ڈال لیتے ہیں اور ہم میں سے کسی کے پاس خوراک کی قسم سے کچھ نہیں رہا ہے جسے کھائیں بجز عام اندرائن پھل اور فرومایا علہز کے اب اس کے سوا کوئی چارہ نہ رہا کہ ہم آپ کے حضور حاضر ہیں اور انسان بجز رسولوں کے دربار کے کہاں جا سکتے ہیں۔''

✿ یہ حال زار سن کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر شریف پر تشریف لائے اور آسمان کی جانب دست اقدس اٹھا کر دعا فرمائی:

''اللھم اسقنا غیثا مغیثا مریئا مریعا غدقا طبقا عاجلا غیر رائث نافعا غیر ضار یملأ به الضرع و تنبت به الزرع و تحیی به الارض بعد موتھا و کذالک تخرجون۔''

خدا کی قسم! دست اقدس ابھی سینہ تک نہیں آئے تھے کہ موسلادھار بارش برسنے لگی یہاں تک کہ مدینہ منورہ کے لوگوں نے آکر فریاد کی یا رسول اللہ ﷺ! ہم غرق ہو گئے، ہم غرق ہو گئے۔ اسی وقت آپ نے دست اقدس آسمان کی جانب اٹھائے اور کہا: ''اللھم حوالینا و لا علینا'' تو اسی وقت مدینہ سے بادل پھٹ گئے اور نبی کریم ﷺ نے اتنا تبسم فرمایا کہ دندان مبارک ظاہر ہو گئے۔ اس کے بعد فرمایا: للہ در! اللہ تعالیٰ کی بڑی شان ہے۔ کاش ابو طالب زندہ ہوتے تو یہ حال دیکھ کر ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ ان کا یہ شعر مراد لے رہے ہیں؟

وابیض یستسقی الغمام بوجهه
ثمال الیتامی عصمة للارامل

بنی کنانہ کے ایک شخص نے نعتیہ اشعار پڑھے:

✿ پھر بنی کنانہ کا ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے کہا:

لک الحمد و الحمد ممن شکر	سقینا بوجه النبی المطر
دعا الله خالقه دعوة	الیه و اشخص منه البصر
نغاث به الله علیا مضر	و هذا العیان لذاک الخبر
و کان کما قاله عمه	ابو طالب ابیض ذو غرر
فلم یک الا ککف الرداء	او اسرع حتی رأینا الدرر
به الله یسقی صوب الغمام	و من یکفر الله یلقی الغیر

ترجمہ: ''اے خدا! تیری ہی ثنا ہے اور ہر شخص کی طرف سے حمد جس نے تیرا شکر کیا تو نے ہمیں نبی کریم ﷺ کے روئے تاباں کے صدقے میں بارش سے سیراب کیا۔ حضور

نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ جو آپ کا خالق ہے دعا کی اور اس کی جانب نظریں
اٹھائیں۔ اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم ﷺ کے طفیل مضر قبیلہ کی فریاد کو پہنچا وہ خبر شدہ تھی
اور یہ بھی مشہور ہے۔"

یہ واقعہ اس طرح ہوا جس طرح حضور نبی کریم ﷺ کے چچا ابوطالب نے کہا کہ آپ ایسے حسین و جمیل ہیں کہ آپ کے چہرے سے بارش طلب ہوتی ہے یتیموں کی جائے پناہ، بیواؤں سے کفالت جوئی ہے۔ یہ واقعہ اس سے بھی کم مدت میں ہو گیا یہاں تک کہ ہم نے موتیوں کو بہتا دیکھا۔ اللہ تعالیٰ آپ کے طفیل بارش برساتا ہے جو اللہ تعالیٰ کا انکار کرتا ہے وہ غیر حالت میں پڑا رہے گا۔ نبی کریم ﷺ نے یہ اشعار سن کر فرمایا اگر کوئی شاعر عمدہ کلام کہہ سکتا ہے تو واقعتہً تم نے اچھا کلام کہا ہے۔

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے چاشت کے وقت مسجد میں کھڑے ہوئے اور تین تکبیریں کہیں پھر تین مرتبہ یہ دعا کی:

اللھم اسقنا اللھم ارزقنا سمنا و لبنا و شحما و لحما

ترجمہ: "اے اللہ! ہمیں بارش سے سیراب کر، اے اللہ! ہمیں گھی، دودھ، چربی
اور گوشت عطا فرما۔"

ہم نے اس سے پہلے آسمان پر کوئی ابر کا نشان نہ دیکھا پھر ہوا، غبار اٹھا اور جمع ہو کر بادل بنا اور خوب زوردار بارش ہونے لگی مدینہ کے بازار تر ہو گئے کہ نبی کریم ﷺ کھڑے رہے اور راستوں میں پانی بہنے لگا تو ہم نے دودھ، گھی، چربی اور گوشت کی کثرت میں اس سے زیادہ کوئی سال نہ دیکھا۔ وہ چیزیں راستہ میں موجود ہوتیں مگر خریدنے والا کوئی نہ ہوتا۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت ربیع بن معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا ہم نبی کریم ﷺ کے پاس آئے تو آپ کے ایک سفر میں بیٹھے ہوئے تھے جب لوگوں کو پانی کی ضرورت لاحق ہوئی تو انہوں نے قافلہ میں پانی کو تلاش کیا مگر پانی نہ ملا۔ اس وقت نبی کریم ﷺ نے دعا کی۔ اور بارش ہوئی یہاں تک کہ سب نے پیا اور پانی بھرا۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت ابن المسیب رضی اللہ عنہ حضرت ابولبابہ بن عبدالمنذر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ جمعہ کے دن منبر شریف پر خطبہ دے رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اللھم اسقنا" حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کھجوریں کھلیانوں میں پڑی ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے دعا کی: "اللھم اسقنا" یہاں تک کہ حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ برہنہ کھڑے ہو کر اپنے تہبند و چادر سے کھلیانوں کے سوراخوں کو بند کرنے لگے۔ باوجودیکہ ہم آسمان میں بادل کا نشان تک نہ دیکھ رہے تھے پھر بادل گرجا اور خوب بارش ہوئی۔ انصار نے حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کے گرد کھڑے ہو کر کہا۔

سے ابولبابہ رضی اللہ عنہ آسمان سے بادل برسنے لگے یہاں تک کہ تم وہ کرو جو نبی کریم ﷺ نے حکم دیا تو
ابولبابہ اٹھے وہ برہنہ ہو کر اپنی چادر سے کھیتوں کے سوراخوں کو بند کرنے لگے، پھر بادل کھل گئے۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ سے لوگوں نے بارش کے قحط کی شکایت کی تو آپ عیدگاہ تشریف لائے اور منبر پر تشریف رکھ کر دست اقدس دعا کیلئے اتنے بلند کیے کہ بغل شریف کی سفیدی نظر آنے لگی اور اللہ تعالیٰ نے ابر بھیجا اور گرج و چمک کے ساتھ بارش ہوئی۔ حضور نبی کریم ﷺ ابھی مسجد نبوی شریف سے واپس تشریف نہ لائے تھے کہ پانی راستوں میں بہنے لگا۔ اس وقت فرمایا

"اشهد ان الله علی کل شیء قدیر و انی عبدالله و رسوله"

﴿ابونعیم﴾

حضرت کعب بن مرہ رضی اللہ عنہ سے یا حضرت مرہ بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے مضر کے خلاف دعا کی تو حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ آپ کے پاس آئے اور انہوں نے کہا کہ آپ کی قوم ہلاک ہو گئی ہے آپ اللہ تعالیٰ سے ان کیلئے دعا کیجئے تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا

اللهم اسقنا غيثا مغيثا غدقا طبقا مريعا نافعا غير ضار عاجلا غير رائث

اس کے بعد ہم نے جمعہ بھی نہ گزارا کہ خوب ہم پر بارش ہوئی، پھر وہ لوگ آئے اور بارش کی کثرت کی شکایت کرتے ہوئے کہنے لگے کہ مکانات گرنے لگے ہیں تو آپ نے دعا کی: "اللهم حوالينا ولا علينا" تو بادل دائیں بائیں سے پھٹ گیا۔

﴿ابن ماجہ، بیہقی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک اعرابی نے آ کر عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں ایسے لوگوں کے پاس سے آیا ہوں جن کے جانوروں کے لئے چارہ نہیں ہے اور اب وہ اپنے جانوروں کو بھی روک نہیں سکتے تو ان کی فراخی کیلئے دعا کیجئے۔ یہ سن کر حضور نبی کریم ﷺ منبر شریف پر تشریف لائے اور دعا کی:

اللهم اسقنا غيثا مغيثا غدقا طبقا مريعا غدقا عاجلا غير رائث

اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ منبر سے اتر آئے پھر جس طرف سے بھی آدمی آتے یہی کہتے کہ ہماری زمین سرسبز ہو گئی۔

﴿ابن ماجہ﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں بسا اوقات شاعر کے اس شعر کو یاد کرتا اور نبی کریم ﷺ کے چہرہ انور کو دیکھا کرتا تھا جبکہ آپ منبر پر بارش کی دعا کرتے اور ابھی آپ منبر سے نہ اترتے کہ پرنالوں سے پانی بہنے لگتا تھا۔ وہ شاعر کا شعر یہ ہے

وابیض یستسقی الغمام بوجھہ
ثمال الیتامی عصمۃ للارامل

﴿بخاری﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کے عہد مبارک میں لوگ قحط زدہ ہوئے تو آپ شہر مدینہ منورہ سے بقیع الغرقد سیاہ عمامہ باندھے جس کا ایک گوشہ آپ کے سامنے اور دوسرا گوشہ پشت اقدس پر دونوں شانوں کے درمیان تھا تیر کمان آویزاں کیے تشریف لے گئے اور رو بہ قبلہ ہو کر تکبیر کہہ کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دو رکعت پڑھائی اور دونوں رکعتوں میں قرأت جہر کی پہلی رکعت میں "سورۃ اذا الشمس کورت" اور دوسری رکعت "سورۃ الضحیٰ" پڑھی۔ نماز کے بعد اپنی چادر شریف کو پلٹا تا کہ قحط سالی فراخ حالی سے بدل جائے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی اور دست اقدس اٹھا کر یہ دعا مانگی:

اللھم ضاحت بلادنا و اغبرت ارضنا وھامت دوابنا اللھم منزل البرکات من اماکنھا و ناشر الرحمۃ من معادنھا بالغیث المستغیث انت المستغفر من الاٰثام فنستغفرک للجمات من ذنوبنا و نتوب الیک من عظیم خطایانا، اللھم ارسل السماء علینا مدرارا واکفنا مغرورا من تحت عرشک من حیث ینفعنا غیثا مغیثا دارعا رائعا ممرعا طبقا عاما خصبا تسرع لنابہ النبات و تکثر لنا بہ البرکات و تقبل بہ الخیرات اللھم انک قلت فی کتابک وجعلنا من الماء کل شئی حی. اللھم لا حیاۃ لشیء خلق من الماء الا بالماء اللھم و قدقنط الناس اومن قنط منھم وساء ظنھم وھامت بھائمھم و عجت عجیج الشکلی علی اولادھا اذ جست عنا قطر السماء فدقت لذلک عظمھا و ذھب لحمھا و ذاب شحمھا اللھم ارحم انین الاٰنقو حنین الحانۃ و من لایحمل رزقہ غیرک اللھم ارحم البھائم الجائمۃ والانعام السائمۃ والاطفال الصائمۃ. اللھم ارحم المشائخ الرکع والاطفال الرضع والبھائم ارتع. اللھم زدنا قوتاالی قوتنا ولا تردنا محرومین انک سمیع الدعاء برحمتک یا ارحم الراحمین

حضور نبی کریم ﷺ نے ابھی دعا سے فراغت نہ پائی تھی کہ زوردار بارش ہونے لگی۔ یہاں تک کہ ان میں سے ہر ایک شخص فکرمند ہو گیا کہ کس طرح اپنے گھر لوٹیں گے تو اس بارش سے جانوروں نے زندگی پائی۔ زمین سرسبز ہوئی اور نبی کریم ﷺ کی برکت سے ہر شخص خوشحال ہو گیا۔

﴿خطابی غریب الحدیث، ابن عساکر﴾

حضور نبی کریم ﷺ کا اپنی آل اطہار کیلئے دعا فرمانا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے یہ دعا مانگی:

اللھم اجعل رزق آل محمد قوتا"

ترجمہ: "اے اللہ! محمد مصطفیٰ ﷺ کی آل کو اتنا ہی رزق دے جس سے حیات کا رشتہ قائم رکھ سکیں۔"

✿ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس دعا کا ہی اثر ہے کہ آل پاک کو اسی قدر رزق ملتا رہا ہے اور اسی پر انہوں نے قناعت کیا ہے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک مہمان آیا، آپ نے اپنی ازواج مطہرات کے پاس اس کے کھانے کیلئے بھیجا، انہوں نے اپنے یہاں سے بہت جستجو کی مگر کچھ کھانے کو ان کے یہاں نہ نکلا۔ اس وقت نبی کریم ﷺ نے دعا فرمائی:

اللھم انی اسئلک من فضلک ورحمتک فانہ لا یملکھا الا انت

ترجمہ: "اے اللہ! میں تیرے فضل و رحمت کا تجھی سے خواہاں ہوں، کیونکہ تیرے سوا کوئی اس کا مالک نہیں ہے۔"

تو کسی شخص نے بھنی ہوئی بکری ہدیہ میں بھیجی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہے اور ہم رحمت کے منتظر ہیں۔

﴿بیہقی﴾

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے اس کی مانند حدیث روایت ہے۔ اس میں ہے کہ بھنی ہوئی بکری اور روٹیاں ہدیہ میں کسی نے بھیجیں اور اسے تمام اہل صفہ نے کھایا، یہاں تک کہ سب شکم سیر ہو گئے۔ اس وقت حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نے اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل و رحمت کو مانگا تھا تو یہ کھانا اس کے فضل سے ہے اور اپنی رحمت آخرت میں ہمارے لیے اپنے پاس ذخیرہ کر لی ہے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کیلئے دعا فرمانا:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے سینہ پر اپنا دست اقدس مار کر تین مرتبہ یہ دعا مانگی جبکہ وہ اسلام لائے:

اللھم اخرج ما فی صدر عمر من غل وابدلہ ایمانا

ترجمہ: "اے اللہ! عمر رضی اللہ عنہ کے سینے میں جو کدورت ہے اسے نکال دے اور اس کی جگہ ایمان کو بھر دے۔"

﴿طبرانی اوسط، حاکم﴾

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کیلئے دعا فرمانا:

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ میں بیمار ہوا تو نبی کریم ﷺ میری

عیادت کو تشریف لائے اس وقت میں یہ دعا مانگ رہا تھا کہ اے اللہ! اگر میرا وقت آ گیا ہے تو مجھے راحت کے ساتھ اٹھا لے اور اگر میرے وقت میں دیر ہے تو یہ تکلیف مجھ سے دور کر دے اور اگر یہ آزمائش ہے تو مجھے صبر عطا فرما۔ یہ سن کر نبی کریم ﷺ نے یہ دعا فرمائی۔

اللھم اشفه اللھم عافه

ترجمہ: ''اے اللہ! انکو شفا دے دے، اے اللہ! انکو عافیت دے۔''

اسکے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اٹھو! تو میں اٹھ گیا اسکے بعد وہ درد مجھے پھر کبھی نہ ہوا۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک عورت کے پاس گیا۔ اس نے حضور نبی کریم ﷺ کیلئے ایک بکری ذبح کی۔ اس وقت حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ضرور اہل جنت میں سے ایک شخص آئے گا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ داخل ہوئے۔ پھر فرمایا: ضرور اہل جنت میں ایک شخص آئے گا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ داخل ہوئے۔ پھر فرمایا: ضرور ایک شخص اہل جنت میں سے آئے گا: ''اللھم ان شئت جعلته علیا'' اے اللہ! اگر تو چاہے تو وہ آنے والا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہو، چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ داخل ہوئے۔

﴿احمد﴾

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کیلئے دعا فرمانا:

حضرت قیس بن ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کیلئے فرمایا: ''اللھم استجب لسعد اذا دعاک'' اے اللہ! سعد رضی اللہ عنہ کی دعا کو قبول فرما جب تجھ سے یہ دعا مانگیں تو وہ جب بھی دعا مانگتے تو ان کی دعا ضرور مقبول ہوتی۔

(اور طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اوسط میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اسکی مانند حدیث روایت کی ہے۔)

﴿ترمذی﴾

ابن عساکر حضرت قیس بن ابی حازم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا۔ آپ ﷺ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کیلئے دعا فرمائی:

''اللھم سدد سھمه واجب دعوته وحببه''

ترجمہ: ''اے اللہ! سعد رضی اللہ عنہ کے تیر کو سیدھا رکھ اور ان کی دعا کو قبول کر اور انکو اپنا محبوب بنا۔''

﴿ابن عساکر﴾

حضرت عبدالملک بن عمیر رحمۃ اللہ علیہ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اہل کوفہ کے کچھ لوگوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی شکایت کی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تفتیش احوال کیلئے کسی کو کوفہ بھیجا تو وہ کوفہ کی تمام مسجدوں میں گیا مگر کسی ایک نے بھی خیر کے

سوا کوئی بات نہ کی۔ یہاں تک کہ ایک مسجد میں وہ قاصد پہنچے تو ابو سعدہ نامی ایک آدمی نے کہا: سنو! جبکہ تم نے ہمیں قسم دی ہے تو میں بتاتا ہوں کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ تقسیم مساوات نہیں برتتے اور نہ وہ لشکر کے ساتھ روانہ ہوتے ہیں نہ مقدمات میں عدل و انصاف کرتے ہیں۔

یہ بیان سن کر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے دعا کی:

"اللھم ان کان کاذبا فاطل عمرہ و اطل فقرہ و عرضہ للفتن"

ترجمہ: "اے اللہ! اگر یہ کہنے والا آدمی جھوٹا ہے تو اس کی عمر طویل کر اور اس کی محتاجی کو بڑھا دے اور اسے فتنوں کا نشانہ بنا دے۔"

﴿بخاری، مسلم، بیہقی﴾

ابن عمیر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں نے اس شخص کو دیکھا ہے وہ شخص بڑھاپے کی حد تک پہنچا کہ اس کی بھویں اس کی آنکھوں پر بڑھاپے کی وجہ سے آپڑی تھیں اور وہ محتاج ہو گیا تھا اور وہ راستہ میں لونڈیوں کو چھیڑتا تھا جب کوئی اس سے پوچھتا کہ یہ تیرا کیا حال ہوا ہے؟ تو وہ کہتا میں شیخ کبیر اور آفت زدہ مفتون ہوں، مجھے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی بددعا پڑی ہے۔

حضرت مصعب بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کوفہ میں لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے پوچھا میں تمہارے لیے کیسا امیر ثابت ہوا ہوں؟ اس پر ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا: خدا شاہد ہے جہاں تک مجھے معلوم ہے آپ کا حال یہ ہے کہ "آپ نہ تو رعایا کے ساتھ انصاف کرتے ہیں وہ تقسیم میں مساوات رکھتے ہیں اور نہ لشکر کے ساتھ جہاد کرتے ہیں" یہ سن کر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے دعا کی کہا:

"اے اللہ! اگر یہ جھوٹا ہے تو اس کی نور بصارت کو چھین کر دے اور اس کی محتاجی کو بعجلت لے آ اور اس کی عمر دراز کر کے اسے فتنوں کا نشانہ بنا دے۔"

چنانچہ وہ اندھا ہو کر مرا محتاجی کا حال یہ تھا کہ وہ لوگوں سے بھیک مانگتا تھا اور مختار کذاب کا فتنہ اسے پہنچا اور وہ اس فتنے میں مارا گیا۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت قبیصہ بن جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک مسلمان نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی ہجو کی اس پر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے دعا مانگی: اے اللہ! اس کی زبان اور اس کے ہاتھ سے جس طرح تو چاہے مجھے محفوظ رکھ، چنانچہ اس شخص کو جنگ قادسیہ میں تیر لگا جس سے اس کی زبان اور اس کا ہاتھ کٹ گیا اور وہ ایک بات بھی نہ کر سکا یہاں تک کہ مر کر واصل بحق ہو گیا۔

﴿طبرانی، ابونعیم، ابن عساکر﴾

حضرت منیرہ رضی اللہ عنہ نے اپنی والدہ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک عورت بچوں جیسے قد کی تھی۔ لوگوں نے بتایا کہ یہ سعد رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہے۔ اس نے بچپن میں ان کے وضو کے پانی میں ہاتھ ڈال دیا تھا، اس پر انہوں نے دعا کی: "قطع اللہ قرنک" اللہ تعالیٰ تیرے زمانہ کو ضائع

کر دے تو وہ اب تک نہ بوڑھی اور نہ جوان ہوئی۔

﴿ابن ابی الدنیا مجابی الدعوۃ، ابن عساکر﴾

حضرت مینا مولیٰ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ ایک عورت حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو ادھر سے جھانکا کرتی تھی اور وہ اسے منع کیا کرتے تھے مگر وہ باز نہ آتی تھی۔ ایک دن اس نے جھانکا تو فرمایا: "شاہ وجھک" تو اس کا چہرہ لوٹ گیا۔

﴿ابن ابی الدنیا، ابن عساکر﴾

گھوڑا زمین میں دھنس گیا:

حضرت قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک آدمی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو گالی دی اس پر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے دعا مانگی:

اللھم ان ھذا یشتم ولیا من اولیا ئک فلا تفرق ھذا الجمع حتی تریھم قدرتک

اے اللہ! اس شخص نے تیرے ایک ولی مقرب کو گالی دی ہے۔ یہ مجمع جانے نہ پائے کہ تمام لوگ تیری قدرت کو دیکھ لیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مجمع کو متفرق ہونے سے پہلے اپنی قدرت کا مظاہرہ اس طرح کرایا کہ اس کا گھوڑا زمین میں دھنس گیا اور اس نے اس کو سر کے بل پتھروں پر دے مارا اور اس کا دماغ پاش پاش ہو گیا اور وہ وہیں مر گیا۔

﴿حاکم﴾

حضرت مصعب بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ایک شخص پر بددعا کی تو اس کے پاس اونٹنی آئی اور اس نے اسے ہلاک کر دیا۔ اس پر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ایک غلام آزاد کر کے عہد کیا اور آئندہ کسی کو بددعا نہ دوں گا۔

﴿حاکم﴾

حضرت ابن المسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مروان نے کہا: "یہ مال ہمارا ہے ہم جس کو چاہیں دیں" اس پر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے اور فرمایا: میں بددعا کر دوں؟ یہ دیکھ کر مروان اچھل کر آیا اور ان کو گلے سے لگا لیا اور کہنے لگا: اے ابا اسحاق رضی اللہ عنہ! میں آپ کو خدا کی قسم دیتا ہوں آپ بددعا نہ کریں بلاشبہ یہ مال اللہ تعالیٰ ہی کا ہے۔

﴿حاکم﴾

حضرت یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن لبیبہ رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے انہوں نے ان کے دادا سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے دعا کی اور کہا: اے اللہ! میری اولاد کمسن ہے میری عمر اتنی بڑھا کہ وہ بالغ ہو جائیں، چنانچہ ان کی موت ان سے بیس سال دور رہی۔

﴿بیہقی، ابن عساکر﴾

حضرت عامر بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

سے ایک شخص کے پاس سے گزرے تو انہوں نے اسے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت طلحہ و حضرت زبیر رضی اللہ عنہم کو برا کہتا پایا۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اس آدمی سے کہا: تو ان لوگوں کو برا کہتا ہے جن کیلئے اللہ تعالیٰ کی جانب سے وہ سبقت ہے جو سبقت ان کیلئے اس نے مقرر کر رکھی تھی۔ خدا کی قسم! اگر تو ان حضرات کو برا کہنے سے زبان کو بند نہ رکھے گا تو میں تجھ پر اللہ تعالیٰ سے بددعا کروں گا۔ یہ سن کر اس نے کہا: آپ مجھے ایسا ڈراتے ہیں کہ گویا نبی ہیں۔ اس پر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے دعا کی کہ اے اللہ! یہ شخص ایسے حضرات کو برا کہتا ہے جن کیلئے میری جانب سے وہ سبقت ہے جو تو نے ان کیلئے مقرر کر رکھی ہے تو آج ہی اس کو اس کا بدلہ دیدے تو ایک اونٹنی آئی۔ لوگوں نے اونٹنی کو راستہ دیدیا اور اس اونٹنی نے اس شخص کو کچل ڈالا پھر ہم نے دیکھا کہ لوگ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے پیچھے دوڑتے ہوئے آئے اور انہوں نے کہا: اے ابو اسحاق رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی۔

﴿طبرانی﴾

مالک بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کیلئے دعا فرمانا:

حضرت یزید بن ابو مریم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد مالک بن ربیعہ سلولی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان کیلئے یہ دعا کی کہ ان کی اولاد میں برکت ہو تو ان کے اسی لڑکے پیدا ہوئے۔

﴿ابن مندہ، ابن عساکر﴾

حضرت عبداللہ بن عتبہ رضی اللہ عنہ کیلئے دعا فرمانا:

حضرت عبداللہ بن عتبہ رضی اللہ عنہ کی ام ولد سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے اپنے آقا حضرت عبداللہ بن عتبہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا آپ کو نبی کریم ﷺ کی کوئی بات یاد ہے؟ انہوں نے کہا مجھے یہ بات خوب یاد ہے کہ میں پانچ یا چھ برس کا بچہ تھا تو نبی کریم ﷺ نے مجھے اپنی گود میں بٹھایا اور میرے لیے اور میری اولاد کیلئے برکت کی دعا فرمائی تھی۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم اس دعا کا اثر یہ پہچانتے ہیں کہ ہم بوڑھے نہیں ہوئے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت نابغہ رضی اللہ عنہ کیلئے دعا فرمانا:

حضرت یعلیٰ بن اشدق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے اس حضرت نابغہ رضی اللہ عنہ سے سنا ہے جو بنی جعدہ کا نابغہ رضی اللہ عنہ تھا۔ وہ کہتا ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک اپنا شعر سنایا تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم نے اچھا شعر کہا ہے: "لا یفضض اللہ فاک" "اللہ تعالیٰ تمہارے منہ کو بے رونق نہ کرے۔" تو میں نے اس نابغہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے۔ وہ ایک سو سال سے زیادہ کی عمر کا تھا مگر اس کا ایک دانت بھی نہ گرا تھا۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

ان کے بعد بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت نابغہ رضی اللہ عنہ سے ایک سند کے ساتھ روایت کی ہے۔ اور اس سے حضرت ابن ابی اسامہ رضی اللہ عنہ سے ایک اور سند کے ساتھ روایت کی ہے۔ اس میں ہے کہ حضرت نابغہ رضی اللہ عنہ دانتوں میں احسن الناس تھے۔ جب ان کا کوئی دانت گرتا تو دوسرا دانت اس کی جگہ نمودار ہو جاتا تھا اور ابن السکن رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت نابغہ رضی اللہ عنہ سے ایک اور سند کے ساتھ روایت کی ہے۔ اس میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی دعا کی برکت سے حضرت نابغہ رضی اللہ عنہ کے دانت برف سے زیادہ سفید و چمکدار میں نے دیکھے ہیں۔

حضرت ثابت بن زید رضی اللہ عنہ کیلئے دعا فرمانا:

حضرت ابن عائذ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت ثابت بن یزید رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ! میرے پاؤں میں لنگ ہے۔ وہ زمین کو نہیں لگتا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے میرے لیے دعا کی اور میں اچھا ہو گیا اور وہ پاؤں دوسرے پاؤں کے برابر ہو کر زمین سے لگنے لگا۔

﴿طبرانی، ابن شاہین، ابن مندہ، باوردی فی المعرفہ﴾

حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کیلئے دعا فرمانا:

حضرت ضباعہ بنت زبیر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ضباعہ رضی اللہ عنہا حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی زوجیت میں تھیں۔ وہ کہتی ہیں کہ ایک دن حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کسی کام سے تشریف لے گئے اور وہ ایک ویران جگہ میں پہنچے اور ایک جگہ بیٹھ گئے۔ اچانک ایک چوہا سوراخ سے دینار نکال کر لایا اور ایک ایک کر کے دینار برابر لاتا رہا۔ یہاں تک کہ سترہ جمع ہو گئے۔ وہ ان تمام دیناروں کو لے کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضور نبی کریم ﷺ سے سارا واقعہ عرض کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم نے سوراخ میں ہاتھ ڈالا تھا۔ انہوں نے عرض کیا نہیں۔ فرمایا: تم حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کیلئے دعا فرمایا۔ اس کی زکوٰۃ لازم نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ اس میں تمہارے لیے برکت عطا فرمائے۔ حضرت ضباعہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں ان دیناروں کا آخری دینار ختم نہیں ہوا کہ میں نے دیکھا مقداد رضی اللہ عنہ کا گھر سونا چاندی سے بھر گیا ہے۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت ابو سبرہ رضی اللہ عنہ کیلئے دعا فرمانا:

حضرت ابو سبرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے والد نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور نبی کریم ﷺ نے ان کی اولاد کیلئے دعا فرمائی تو وہ اب تک اپنی اولاد میں برکت پاتے ہیں۔

﴿طبرانی﴾

حضرت عمرو بن اخطب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دودھ پیش کیا تو آپ نے ان کیلئے دعا فرمائی "اے مولیٰ کریم! اس کے شباب کو قائم رکھ" تو ان پر بہت سے سال گزر گئے مگر ایک بال بھی سفید دکھائی نہ دیا۔"

﴿مسند ابن ابی شیبہ، ابونعیم، ابن سعد﴾

حضرت عمرو بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ کیلئے دعا فرمانا:

حضرت عمرو بن ثعلبہ جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میرے لیے شہادت کی اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے دعا فرمائی:

اللھم انی احرم دم ابن ثعلبہ علی المشرکین

اے اللہ! میں ابن ثعلبہ رضی اللہ عنہ کے خون کو مشرکوں پر حرام کرتا ہوں تو انہوں نے طویل عمر پائی اور ہمیشہ کافروں پر حملہ کرتے اور ان کی صفوں کو چیر ڈالتے مگر پھر صحیح وسلامت واپس آ جاتے رہے۔

﴿طبرانی﴾

ایک یہودی کیلئے دعا:

بسند مجہول حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک یہودی نبی کریم ﷺ کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے چھینک لی تو اس یہودی نے "یرحمک اللہ" کہا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "ھداک اللہ" بالآخر وہ یہودی مسلمان ہو گیا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت عبدالحمید بن سلمہ رضی اللہ عنہما اپنے والد سے اور انہوں اپنے دادا سے روایت کی ہے کہ ان کے والدین نے ان کے بارے میں جھگڑا کیا اور نبی کریم ﷺ کے پاس یہ مقدمہ لے گئے۔ ان کے والدین میں سے ایک کافر تھا اور ایک مسلمان۔ نبی کریم ﷺ نے ان کو اختیار دیا کہ جس کے پاس رہنا چاہے چلا جائے تو کافر کی طرف متوجہ ہوا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے دعا فرمائی: "اے اللہ! اس کی رہنمائی کر، پھر وہ مسلمان کی طرف متوجہ ہوا اور نبی کریم ﷺ نے مسلمان کے حق میں اس فیصلہ کر دیا۔

﴿ابن سعد﴾

اے اللہ! اس کو پاک کر دے:

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک نوجوان نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! مجھے زنا کرنے کی اجازت دیجئے، یہ سن کر اس کی قوم کے لوگوں نے جھڑکا۔ مگر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرے قریب آؤ تو وہ حضور نبی کریم ﷺ کے قریب آیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بیٹھ جاؤ، وہ بیٹھ گیا۔ فرمایا: کیا تم اپنی ماں کیلئے زنا کو پسند کرو گے؟ اس نے کہا: نہیں۔ فرمایا: لوگ بھی پسند نہ کریں گے کہ ان کی ماؤں کے ساتھ زنا کیا جائے، پھر فرمایا: کیا تم پسند کرتے ہو کہ تمہاری بیٹی سے کوئی زنا کرے؟ اس نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! میں یہ بھی ہرگز پسند نہ کروں گا۔ فرمایا: لوگ بھی یہ پسند نہیں کرتے کہ ان کی بیٹیوں سے زنا کیا جائے، پھر فرمایا: کیا تم پسند کرو گے کہ کوئی تمہاری بہن سے زنا کرے؟ اس نے کہا: خدا کی قسم! میں ہرگز یہ پسند نہیں کروں گا۔ اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر قربان کرے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لوگ بھی اسی طرح پسند نہیں کرتے کہ ان کی بہنوں سے زنا کیا

جائے۔ کیا تم اپنی پھوپھی کیلئے زنا پسند کرو گے؟ اس نے کہا: خدا کی قسم! ہرگز نہیں۔ اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر قربان کرے۔ فرمایا: لوگ بھی اسی طرح پسند نہیں کرتے کہ کوئی ان کی پھوپھیوں سے زنا کرے۔ پھر فرمایا: کیا تم پسند کرو گے کہ کوئی تمہاری خالہ سے زنا کرے؟ اس نے کہا: خدا کی قسم! ہرگز نہیں۔ اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر قربان کرے۔ فرمایا: اسی طرح لوگ بھی پسند نہیں کرتے کہ ان کی خالاؤں سے زنا کیا جائے۔

راوی نے کہا کہ اسکے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے اپنا دست اقدس اسکے سینے پر رکھا اور دعا فرمائی:

اللهم اغفر ذنبه و طهر قلبه و احصن فرجه

ترجمہ: "اے اللہ! اسکے گناہ بخش دے اور اسکو پاک کر دے اور اسکی شرمگاہ کو محفوظ رکھ۔"

تو اس کے بعد وہ جوان کسی کی طرف ملتفت نہ ہوا۔

﴿احمد، شعب الایمان﴾

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کیلئے دعا فرمانا:

حضرت سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایسے دو شخصوں کو لائے جو قرأت میں اختلاف رکھتے تھے اور ہر ایک یہی کہتا تھا کہ مجھے نبی کریم ﷺ نے پڑھایا ہے تو حضور نبی کریم ﷺ نے ان دونوں کی قرأت سنی اور فرمایا: دونوں نے اچھا پڑھا۔

حضرت ابی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ یہ سن کر میرے دل میں ایسا شک واقع ہوا جو زمانہ جاہلیت کے شک سے زیادہ شدید تھا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے میرے سینے پر دست اقدس رکھا اور فرمایا:

"**اللهم اذهب عنه الشيطان**"

ترجمہ: "اے اللہ! اس سے شیطانی وسوسہ دور کر دے۔"

تو میں خشیت الٰہی سے پسینہ پسینہ ہو گیا۔ گویا میں اللہ تعالیٰ کی طرف خوفزدہ ہو کر دیکھ رہا تھا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کیلئے دعا فرمانا:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے دعا دیتے ہوئے فرمایا: "**اللهم فقهه في الدين**" اے اللہ! اس کو دین میں فضیلت عطا فرما۔

﴿بخاری، مسلم﴾

اور اس روایت کو حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ و ابونعیم رحمہم اللہ نے انہی سے دوسری سند کے ساتھ روایت کر کے زیادہ کیا کہ "وعلمه التاويل" اور اسے تفسیر کا علم عطا کر۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے میرے سر پر دست اقدس پھیر کر مجھے حکمت کی دعا دی۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ کی دعا نے ہمیشہ میری دستگیری کی۔

﴿احمد، ابونعیم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے دعا دیتے ہوئے فرمایا:

"اللهم اعطه الحكمة و علمه التاويل"

﴿ابونعیم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے دعا دیتے ہوئے فرمایا: اے اللہ! اسے قرآن کی تفسیر کا علم عطا فرما۔

﴿حاکم﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو دعا دی: "اے اللہ! حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو برکت دے اور اس سے علم کو پھیلا۔"

﴿ابن عدی﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ کیلئے دعا فرمانا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے دعا دیتے ہوئے فرمایا: اے اللہ! حضرت انس رضی اللہ عنہ کے مال واولاد میں کثرت دے اور جو تو رزق انہیں عطا فرمائے، اس میں انہیں برکت دے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: خدا کی قسم! میرے مال میں بہت کثرت ہوئی اور میرے بیٹوں اور پوتوں کی تعداد ایک سو تک پہنچی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ مجھ سے میری بیٹی آمنہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ بصرہ میں حجاج کے آنے تک میرے صلب سے ایک سو انتیس اولاد دفن کی گئی۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان کیلئے دعا کی: اے اللہ! ان کی عمر زیادہ کر اور ان کے مال میں کثرت دے اور انہیں بخش دے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابوالعالیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا باغ تھا جو سال میں دو مرتبہ پھل لاتا تھا اور اس باغ میں ایک خاص قسم کی بو تھی جس سے مشک کی مانند خوشبو مہکتی تھی۔

﴿ترمذی، بیہقی﴾

حضرت حمید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی عمر ننانوے سال کی ہوئی اور وہ انیس ہجری میں فوت ہوئے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے دعا دی کہ "اے اللہ ان کے مال میں کثرت دے اور ان کی عمر میں زیادتی کر اور انہیں بخش دے" تو میں نے ایک سو دو اپنی صلبی اولاد کو دفن کیا ہے اور میرے پھل سال میں دو مرتبہ آیا کرتے تھے اور میں اتنا جیا کہ میں اپنی زندگی سے اکتا گیا اب میں چوتھی دعائے مغفرت کا امیدوار ہوں۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے جو میرے لیے اور

میری اولاد، بیٹے اور دل کیلئے دعا فرمائی، اسے میں خوب پہچانتا ہوں۔

﴿ ابن سعد ﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کیلئے دعا فرمانا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا روئے زمین پر کوئی مومن مرد و عورت ایسا نہیں ہے جو مجھ سے محبت نہ رکھتا ہو؟ راوی نے پوچھا آپ کو اس کا علم کیسے ہے؟ فرمایا واقعہ یہ ہے کہ میں اپنی والدہ کو اسلام کی دعوت دیتا تھا مگر وہ انکار کرتی تھیں۔ اس پر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی والدہ کو اسلام کی ہدایت نصیب فرمائے۔

نبی کریم ﷺ نے دعا فرمائی، پھر میں گھر واپس گیا تو میرے داخل ہوتے ہی میری والدہ نے کہا: "اشهد ان لا اله الا الله و ان محمدا رسول الله" پھر میں رسول اللہ ﷺ کے دربار میں حاضر ہوا اور میرا حال یہ تھا کہ میں خوشی سے رو رہا تھا۔ جیسا کہ میں اس کے انکار کے غم میں رویا کرتا تھا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور ابوہریرہ کی والدہ کو ہدایت دے دی اور وہ اسلام لے آئی۔ اب آپ اللہ سے یہ دعا کیجئے کہ وہ مجھ کو اور میری والدہ کو تمام مسلمانوں کے نزدیک محبوب بنا دے اور ان کی محبت ہمارے دلوں میں پیدا کر دے۔

اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی کہ اے خدا اپنے اس بندے کو اور اس کی ماں کو اپنے تمام مسلمان بندوں کے نزدیک محبوب کر دے اور ان سب کی محبت ان دونوں کے دلوں میں پیدا کر دے۔ اس دعا کی برکت سے روئے زمین پر کوئی مومن مرد و عورت ایسا نہیں ہے جو مجھے محبوب نہ رکھتا ہو اور میں اس سے محبت نہ رکھتا ہوں۔

﴿ مسلم ﴾

حضرت محمد بن قیس بن مخرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے ان سے کوئی سوال کیا اس پر انہوں نے فرمایا کہ تم حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے دامن کو مضبوط تھام لو کیونکہ میں اور وہ اور ایک اور شخص مسجد میں دعا مانگ رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے۔ میں اور میرا رفیق دعا مانگ رہے تھے اور رسول اللہ ﷺ ہماری دعاؤں پر آمین فرما رہے تھے۔

اسکے بعد حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی دعا مانگی اور کہا اے خدا میں بھی تجھ سے وہی دعا مانگتا ہوں جو میرے دونوں رفیقوں نے تجھ سے مانگی ہے اور میں تجھ سے ایسا علم مانگتا ہوں جو کبھی نہ بھولے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے آمین فرمائی۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم بھی ایسا ہی علم مانگتے ہیں جو کبھی نہ بھولے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم دونوں پر تمہارا دوسرا رفیق (حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ) سبقت لے جا چکے ہیں۔

﴿ حاکم ﴾

حضرت سائب رضی اللہ عنہ کیلئے دعا فرمانا:

حضرت جعد بن عبدالرحمن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت سائب بن یزید

رضی اللہ عنہ چورانوے سال عمر میں فوت ہوئے۔ وہ چوڑے چکلے اور معتدل الاحوال تھے۔ انہوں نے کہا کہ میں جانتا ہوں کہ میری سمع و بصارت نے میری مدت کی بلکہ یہ کمال دراصل رسول اللہ ﷺ کی دعا کا ہے۔
﴿بخاری﴾

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کیلئے دعا فرمانا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کو دعا دیتے ہوئے فرمایا: "بارک اللہ لک" اللہ تعالیٰ تمہیں برکت دے۔ ابن سعد و بیہقی رحمہم اللہ نے دوسری سند کے ساتھ روایت کی اس میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے اپنا یہ حال دیکھا ہے کہ اگر میں پتھر بھی اٹھاتا تو میں اس کی توقع رکھتا تھا کہ اس کے نیچے سونا یا چاندی حاصل کروں گا۔
﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت عروہ بارقی رضی اللہ عنہ کیلئے دعا فرمانا:

حضرت عروہ بارقی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان کے لیے خرید و فروخت میں برکت کی دعا فرمائی تو اگر وہ مٹی بھی خریدتے تھے تو اس میں انہیں نفع ہوتا تھا۔
﴿بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت عروہ بارقی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے دعا دی کہ اللہ تعالیٰ تمہاری تجارت میں برکت دے۔ تو میں کچھ بھی خریدتا مجھے اس میں نفع ضرور ہوتا تھا۔
﴿ابونعیم﴾

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے ان ہی سے ایک اور سند کے ساتھ روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے لیے دعا فرمائی "بارک اللہ لک فی صفقة یمینک" تو میں مدینہ طیبہ کے بازار میں کھڑا ہوتا تو بغیر چالیس ہزار نفع کیے اپنے گھر نہیں واپس آتا تھا۔

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کیلئے دعا فرمانا:

بسند حسن عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے تو وہ کھیل کود میں کچھ فروخت کر رہے تھے اس وقت نبی کریم ﷺ نے ان کے لیے دعا فرمائی کہ اے اللہ اس کی تجارت میں اسے برکت دے۔
﴿ابن ابی شیبہ، ابویعلیٰ، بیہقی﴾

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کیلئے دعا فرمانا:

حضرت اسحاق بن عبداللہ بن ابو طلحہ رضی اللہ عنہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کا ایک فرزند بیمار ہوا اور وہ فوت ہو گیا۔ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ اس وقت گھر سے باہر تھے جب ان کی اہلیہ نے دیکھا کہ وہ بچہ فوت ہو گیا ہے تو اسے چھپا دیا اور مکان کے ایک گوشے میں رکھ دیا۔ جب ابو طلحہ رضی اللہ عنہ آئے تو انہوں نے بچے کی بابت پوچھا اہلیہ نے کہا اس کے سانس کو سکون ہے اور میں امید رکھتی

یزید بن نمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک شخص سرین کے بل بیٹھا دیکھا اس نے بتایا کہ میں ایک دن نبی کریم ﷺ کے آگے سے جبکہ آپ نماز پڑھ رہے تھے اپنے گدھے پر سوار گزرا تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اے اللہ! اس کی ٹانگیں توڑ دے تو اس کے بعد کبھی گدھے پر سوار ہو کر نہ چل سکا۔

﴿ابن ابی شیبہ "المصنف"﴾

سرکار دو عالم ﷺ اور دوسری دعائیں

حضرت صخر الغامدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اللھم بارک لامتی فی بکورھا" چونکہ حضرت صخر رضی اللہ عنہ ایک تجارت پیشہ شخص تھے وہ اپنے لڑکوں کو اول دن میں ہی تجارت کیلئے بھیجا کرتے تھے تو نتیجے دولت مند ہوئے اور اتنا وافر مال ہو کہ وہ نہیں جانتے تھے کہ کہاں کہاں اسے رکھا ہے۔

﴿احمد اصحاب السنن ابن حبان ابن خزیمہ بیہقی﴾

نفرت محبت میں تبدیل:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے نبی کریم ﷺ سے اپنے شوہر کی شکایت کی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے عورت سے پوچھا کیا تو اپنے شوہر سے بغض رکھتی ہے؟ اس نے کہا: ہاں، حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم دونوں اپنے سروں کو میرے قریب لاؤ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی پیشانی مبارک اس عورت کے شوہر کی پیشانی پر رکھی اور اسکے بعد دعا فرمائی:

"اللھم الف بینھما وحبب احدھما الی صاحبہ

ترجمہ: "اے اللہ! ان دونوں کے درمیان الفت پیدا کر دے اور ایک دوسرے میں محبت ڈال دے۔"

کچھ عرصہ بعد وہ عورت حضور نبی کریم ﷺ کے دربار میں آئی اور اس نے حضور نبی کریم ﷺ کی قدم بوسی کی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے پوچھا: تم اور تمہارے شوہر کیسے ہیں؟ اس نے عرض کیا: کوئی محبت کی کوئی اور کوئی سوروثی اور کوئی اولاد مجھے اپنے شوہر سے زیادہ محبوب نہیں ہے۔ یہ حال سن کر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اشھد انی رسول اللہ" میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ کا رسول ﷺ ہوں۔

✿ (حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ یقیناً آپ ﷺ اللہ کے رسول ﷺ ہیں اور ابو یعلیٰ اور ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے اس کی مانند روایت کی ہے۔)

﴿بیہقی﴾

حضرت ابوامامہ کیلئے دعا فرمانا:

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے غزوہ فرمایا تو میں

نے آکر عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ سے میرے لیے شہادت کی دعا کیجئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے دعا فرمائی کہ اے اللہ! انہیں سلامت رکھ اور غنیمت عطا فرما۔ تو ہم نے جہاد کیا اور سلامت رہے اور غنیمت حاصل کی۔ اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے ایک اور غزوہ فرمایا، میں نے آکر عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! اللہ سے میرے لیے شہادت کی دعا کیجئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے دعا فرمائی: اے اللہ! انہیں سلامت رکھ اور غنیمت عطا فرما، تو ہم نے جہاد کیا اور سلامت رہے اور ہم نے غنیمت حاصل کی۔

﴿ابو یعلیٰ، بیہقی﴾

شام، یمن اور عراق کیلئے دعا فرمانا:

حضرت زید بن حارث ﷺ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے یمن کی طرف نظر فرما کر دعا کی: "اللھم اقبل بقلوبھم" اے اللہ! ان کے دل متوجہ کر دے۔ اس کے بعد شام کی طرف نظر فرمائی اور دعا فرمائی: "اللھم اقبل بقلوبھم" پھر عراق کی جانب رخ فرما کر دعا کی:

"اللھم اقبل بقلوبھم"

﴿بیہقی﴾

حضرت سلمہ بن اکوع ﷺ سے روایت ہے۔ ایک شخص نبی کریم ﷺ کے پاس اپنے بائیں ہاتھ سے کھا رہا تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اپنے داہنے ہاتھ سے کھا۔ اس نے کہا: مجھے اس کے اٹھانے کی قدرت نہیں ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تجھے قدرت ہے مگر تکبر نے تجھے اس سے باز رکھا ہے۔ راوی نے کہا کہ اس کے بعد وہ اپنا ہاتھ منہ تک لے جا ہی نہ سکا۔

﴿مسلم﴾

حضرت عقبہ بن عامر ﷺ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے سبیعہ کو بائیں ہاتھ سے کھاتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: اسے غزہ کی بیماری نے پکڑ لیا ہے چنانچہ جب وہ غزہ علاقہ شام میں پہنچی تو طاعون نے اسے ہلاک کر دیا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت بریدہ ﷺ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کا حال پوچھا جس کا نام قیس تھا پھر آپ نے فرمایا: زمین اسے کہیں قرار نہ بخشے گی تو وہ جس سرزمین میں رہنے کیلئے جاتا تو وہاں نہ رہ سکتا۔ یہاں تک کہ وہ وہاں سے کہیں اور چلا گیا۔

﴿بیہقی﴾

خلاف نبوی عمل کا وبال:

حبیب کے دونوں بیٹوں حمزہ اور حضرت مجاہد رضی اللہ عنہم سے روایت ہے۔ ان دونوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ ایک لشکر کے ساتھ تشریف لے گئے اور حضور نبی کریم ﷺ نے اونٹوں پر سوار اپنے اصحاب

کو نماز پڑھائی۔ ایک آدمی نے خلاف کیا اور زمین پر اتر کر نماز پڑھی۔ اس پر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس نے خلاف کیا ہے، اللہ تعالیٰ اس سے خلاف کرے تو وہ شخص نہیں مرا یہاں تک کہ اسلام سے نکل گیا۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت بکر بن شداخ رضی اللہ عنہ کا ایک یہودی کو قتل کرنا:

حضرت عبدالملک بن یعلی لیثی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت بکر بن شداخ رضی اللہ عنہ ان خدام میں سے تھے جو نبی کریم ﷺ کی خدمت کیا کرتے تھے اور وہ اس وقت بچے تھے جب وہ بالغ ہوئے تو نبی کریم ﷺ سے آکر عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں آپ کی ازواج مطہرات کے گھروں میں جایا کرتا تھا، اب میں مردوں کے زمرے میں آگیا ہوں (یعنی بالغ ہو چکا ہوں) اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس نے اپنے قول و لفظ میں سچ کہا ہے۔ اے اللہ! اسے ظفر مندی عطا فرما۔

چنانچہ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کا زمانہ تھا تو حضرت بکر رضی اللہ عنہ اس حال میں آئے کہ انہوں نے ایک یہودی کو قتل کر دیا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس واقعہ کو بہت عظیم گردانا اور بے قرار ہو کر منبر پر تشریف لائے اور فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے ولایت وخلافت لوگوں کے قتل کرنے کیلئے نہیں عطا فرمائی ہے، میں اس شخص کو خدا کا خوف یاد دلاتا ہوں جس کو اس قتل کا علم ہو وہ مجھے آکر واقعہ بتائے۔ اس پر بکر بن شداخ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا کہ میں نے اس کو قتل کیا ہے۔ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ اکبر! تم نے اس یہودی کے قتل کا اقرار کیا ہے اب نجات پانے کیلئے کوئی دلیل پیش کرو۔ حضرت بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ضرور پیش کروں گا۔ واقعہ یہ ہے کہ فلاں شخص جہاد کیلئے گیا اور اس نے اپنے گھر بار میرے سپرد کر دیا، میں اس کے دروازے پر آیا تو میں نے اس یہودی کو اس کے گھر میں موجود پایا وہ کہہ رہا تھا:

واشعث غرہ الاسلام حتی   خلوت بعرسہ لیل التمام

ابیت علی ترائبہا ویمسی   علی قود الاعنۃ والحزام

کان مجامع الربلات منہا   فئام ینہضون الی فئام

ترجمہ: "وہ غبار آلود بالوں والا شخص جسے اسلام نے دھوکہ دیا، میں نے تمام رات اس کی بیوی سے شب باشی کی ہے اور میں نے اس کی بیوی کی چھاتی پر رات گزاری ہے اور وہ شخص ایسی اونٹنی پر رات گزارتا ہے جو ہمیشہ سفر میں رہتی ہے۔ اس کی بیوی کے پیٹ نوں اور رانوں کا گوشت خوب فربہ ہے۔"

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ واقعہ سن کر ان کے قول کی تصدیق کی اور ان کے خون کو باطل قرار دیا۔ یہ نبی کریم کی دعا کا نتیجہ تھا۔

﴿ابن مندہ، ابن عساکر﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے الفاظ میں روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو میرے پاس بلاؤ۔ میں نے عرض کیا: وہ کھانا کھا رہے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے دوسری مرتبہ اور تیسری

مرتبہ یہی فرمایا، پھر فرمایا: اللہ تعالیٰ اس کے پیٹ کو نہ بھرے چنانچہ اس کے بعد ان کا پیٹ کبھی نہیں بھرا۔

﴿مسلم، بیہقی﴾

حضرت وحشی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سواری کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے معاویہ رضی اللہ عنہ تمہارے جسم کا کون سا حصہ مجھ سے متصل ہے؟ انہوں نے کہا: میرا پیٹ ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! اس کے پیٹ کو علم وحلم سے بھر دے۔

﴿تاریخ بخاری﴾

غلہ ذخیرہ کرنے کا وبال:

حضرت ابو یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے غلام فروخ سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کسی نے کہا: آپ کے فلاں غلام نے غلہ ذخیرہ کیا ہے تاکہ گراں قیمت پر فروخت کرے۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا جو مسلمانوں پر غلہ روک کر گراں بیچنے کیلئے ذخیرہ کرے گا، اللہ تعالیٰ اسے کوڑھ یا افلاس میں مبتلا کر دے گا۔ اس پر اس غلام نے کہا: میں نے اپنے داموں سے خریدا ہے اور ہم اپنا مال فروخت کریں گے، پھر ابو یحییٰ نے بیان کیا کہ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس غلام کو بعد میں دیکھا تو وہ کوڑھ میں مبتلا تھا۔

﴿بیہقی﴾

بال گر گئے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو سجدے میں دیکھا کہ وہ اپنے بالوں کو مٹی سے بچاتا تھا اس پر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! اس کے بالوں کو برباد کر دے۔ راوی نے کہا تو اس کے بال گر پڑے۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت عبدالملک بن ہارون بن عنترہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد اور دادا سے انہوں نے ابوثروان سے روایت کی کہ وہ بنی عمرو بن تمیم کے اونٹوں کے چرواہے تھے۔ نبی کریم ﷺ قریش سے بچ کر اونٹوں کے منزلہ میں تشریف لائے۔ ابوثروان نے حضور نبی کریم ﷺ کو دیکھ کر کہا: آپ کون ہیں؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ایک شخص ہوں جو تمہارے اونٹوں میں آرام لینے آیا ہوں۔ اس نے کہا کہ آپ وہی شخص ہیں جس کے بارے میں لوگ یقین رکھتے ہیں کہ وہ نبی ہو کر ظاہر ہوئے ہیں۔ فرمایا: ہاں! اس نے کہا: آپ چلے جائیے، جن اونٹوں میں آپ ہوں گے ان میں صلاح نہ ہوگی۔

اس پر نبی کریم ﷺ نے بددعا فرمائی اور فرمایا: "اللھم اطل شقاءہ و بقاءہ" "اے اللہ! اس کی شقاوت اور اس کی زندگی کو دراز کر دے۔ ہارون نے کہا کہ میں نے ابوثروان کو بہت بوڑھا پایا، وہ موت کی تمنا کرتا تھا۔ لوگوں نے اس سے کہا: ہم تجھے نہیں دیکھتے مگر یہ کہ تجھے نبی کریم ﷺ کی بددعا نے

ہلاک کیا ہے۔ اس نے کہا: ہرگز یہ بات نہیں ہے، میں ظہور اسلام کے بہت عرصہ بعد حضور نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوا ہوں اور میں نے اسلام قبول کیا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے میرے لیے دعا و استغفار فرمائی ہے۔ حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی پہلی دعا سبقت کر گئی ہے۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک حبشی عورت، نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور اس نے کہا: مجھے مرگی کا دورہ پڑ جاتا ہے۔ آپ میرے لیے دعا فرمائیے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر تم چاہو تو صبر کرو اور صبر میں تمہارے لیے جنت ہے اور اگر تم چاہو تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کروں کہ وہ تجھے عافیت دے دے۔ اس نے کہا: میں صبر کروں گی۔ پھر کہا: میں مرگی میں برہنہ ہو جاتی ہوں تو آپ ﷺ اللہ سے یہ دعا کیجئے کہ میں برہنہ نہ ہوں تو حضور نبی کریم ﷺ نے اس کی دعا فرمائی۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ ایک شخص نے اونٹ خرید کر عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میں نے اونٹ خریدا ہے آپ ﷺ اس میں میرے لیے برکت کی دعا کیجئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے دعا کی: اے اللہ! اس میں اس کیلئے برکت ہو۔ مگر وہ چند دن کے بعد مر گیا۔ پھر انہوں نے دوسرا اونٹ خریدا اور عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ سے اس میں میرے لیے برکت کی دعا کیجئے تو حضور نبی کریم ﷺ نے دعا کی: اے اللہ! اس میں اس کیلئے برکت ہو۔ مگر وہ بھی چند دن بعد مر گیا پھر انہوں نے تیسرا اونٹ خریدا اور اسے دعا کیلئے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لائے۔ آپ ﷺ نے دعا کی اے اللہ! اس کو اس پر سوار کر تو یہ تیسرا اونٹ ان کے پاس بیس سال رہا۔

(بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: تیسری مرتبہ میں دعا اجابت کو پہنچی، اور پہلی دو بار کی دعا نے برکت امر آخرت کی طرف متوجہ ہو گئی۔)

﴿بیہقی﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے۔ آپ ﷺ نے اپنی دعا میں فرمایا: اے ام ملدم! یعنی تپ ولرزہ، تجھے لازم ہے کہ تو کسی عصیہ کو نہ چھوڑے کیونکہ انہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی ہے تو وہ سب بخار سے پکڑے گئے۔

﴿سعید بن منصور فی السنن﴾

حضرت ام قیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میرا بیٹا فوت ہوا تو میں بے قرار ہو گئی اور انہوں نے اس سے کہا جو اسے غسل دے رہا تھا کہ میرے بیٹے کو ٹھنڈے پانی سے غسل نہ دو۔ ٹھنڈا پانی اسے مار ڈالے گا۔ پھر عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ، نبی کریم ﷺ کے دربار میں آئے اور ام قیس رضی اللہ عنہا کی بات حضور نبی کریم ﷺ سے نقل کی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے تبسم فرمایا پھر کہا اس کی عمر دراز ہو، عورت نہیں جانتی کہ گزشتہ عمر کس طرح گزاری۔ مطلب یہ کہ سرد پانی میت کو کیا نقصان پہنچائے گا؟

﴿بخاری الادب، نسائی﴾

تجھے شیر کھائے تو کون ہے:

حضرت ابوصالح رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ لیلیٰ بنت خطیم رضی اللہ عنہا، نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اس وقت حضور نبی کریم ﷺ آفتاب کی طرف پشت کیے تشریف فرما تھے لیلیٰ رضی اللہ عنہا نے آپ کے شانے پر ہاتھ مارا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے کہا: یہ کون ہے؟ اسے شیر کھائے۔ لیلیٰ رضی اللہ عنہا نے کہا: میں بنت مطعم الطیر و مباری الریح لیلیٰ بنت خطیم ہوں۔ میں آپ کے پاس اس غرض سے حاضر ہوئی ہوں کہ میں خود آپ کے عقد میں پیش کر دوں۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نے قبول کیا۔ اس کے بعد وہ اپنی قوم کے پاس گئی اور اس نے کہا: نبی کریم ﷺ نے مجھ سے عقد فرمایا ہے۔ قوم کے لوگوں نے کہا تو نے برا کیا تو غیرت مند عورت ہے اور نبی کریم ﷺ صاحب ازواج مطہرات ہیں تو ان پر غیرت کھائے گی اور حضور نبی کریم ﷺ اللہ سے تجھ پر بددعا کریں گے لہٰذا تو جا کر اپنے کو عقد سے آزاد کرا لے تو وہ واپس آئی اور کہا: یا رسول اللہ ﷺ! مجھے عقد سے آزاد کر دیجئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نے تجھے عقد سے آزاد کر دیا۔ پھر اس نے حضرت مسعود رضی اللہ عنہ بن اوس رضی اللہ عنہ سے نکاح کر لیا۔

ایک دن وہ مدینہ طیبہ کے ایک باغ میں غسل کر رہی تھی اچانک بھیڑیے نے اس پر جست کی۔ چونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ اسے شیر کھائے تو بھیڑیے نے اس کے جسم کا کچھ حصہ کھا کر اسے چھوڑ دیا۔ جب لوگ اس کے پاس پہنچے تو وہ مر چکی تھی۔

✿ (ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عاصم بن قتادہ رضی اللہ عنہ سے مرسلاً اس کی مثل روایت کی۔ اس روایت میں اسود (شیر) کی جگہ اسد ہے۔)

﴿ابن سعد، ابن عساکر﴾

ثعلبہ بن حاطب کا واقعہ:

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ثعلبہ بن حاطب نے حاضر ہو کر کہا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے مال و اولاد عطا فرمائے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے ثعلبہ! تیرا بھلا ہو تھوڑا مال جس کا تو شکر ادا کر سکے، ایسے کثیر مال سے جس کا تو شکر ادا نہ کر سکے زیادہ بہتر ہے۔ مگر اس نے انکار کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے ثعلبہ! تیرا بھلا ہو کیا تو میری مانند ہونا پسند نہیں کرتا، اگر میں چاہتا تو میرا رب اس پہاڑ کو سونا کر کے میرے ساتھ چلاتا۔ پھر اس نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے مال و اولاد عطا فرمائے۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا، اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے مال عطا فرمایا تو میں ہر حقدار کو اس کا حق ضرور دوں گا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے اس کیلئے دعا فرمائی اور اس نے بکریاں خریدیں۔ ان بکریوں میں اتنی فراوانی ہوئی جیسے کیڑے مکوڑوں میں ہوتی ہے یہاں تک کہ مدینہ منورہ کا میدان اس کیلئے تنگ ہو گیا اور

اسے دور لے گیا اور وہ دن میں تو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز کیلئے حاضر ہوتا مگر رات میں نہ آتا، پھر ان بکریوں اور زیادتی ہوئی اور وہ ان کو اور دور لے گیا۔ اب وہ نماز کیلئے نہ دن میں آتا اور نہ رات میں، بجز جمعہ کے جمعہ نماز کیلئے۔ اس کے بعد ان بکریوں میں اور اضافہ ہوا اور وہ انہیں اور دور لے گیا۔ اب وہ نہ جمعہ کی نماز کیلئے آتا نہ جنازے کی نماز کو۔ اس وقت نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ثعلبہ بن حاطب کی حالت افسوس ناک ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو حکم دیا کہ اس سے زکوٰۃ وصول کی جائے اور عاملوں کو ثعلبہ بن حاطب کے پاس جانے کا حکم دیا تو یہ دونوں عامل اس کے پاس پہنچے اور اس سے زکوٰۃ ادا کرنے کا مطالبہ کیا۔ اس نے کہا: تم دونوں مجھے اپنا دستور العمل دکھاؤ اور اس نے اسے پڑھا، اور اسے کہا: یہ زکوٰۃ نہیں جزیہ ہے۔ تم دونوں دوسروں کے پاس جاؤ وہاں سے فارغ ہو کر میرے پاس آؤ، جب وہ دونوں فارغ ہو کر اس کے پاس آئے تو اس نے کہا: یہ زکوٰۃ نہیں ہے بلکہ جزیہ ہے۔ تم دونوں جاؤ، میں اس بارے میں غور کرلوں تو وہ دونوں واپس چل دیئے۔ یہاں تک کہ مدینہ منورہ آ گئے۔

✿ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جب ان دونوں کو دیکھا قبل اس کے کہ یہ دونوں عرض کرتے، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: ''ویح ثعلبہ بن حاطب'' یعنی ثعلبہ بن حاطب پر افسوس ہے اور اللہ تعالیٰ نے تین آیتیں نازل فرمائی:

"وَ مِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَىٕنْ اٰتٰىنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ فَلَمَّاۤ اٰتٰىهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ بَخِلُوْا بِهٖ وَ تَوَلَّوْا وَّ هُمْ مُّعْرِضُوْنَ فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِیْ قُلُوْبِهِمْ اِلٰى یَوْمِ یَلْقَوْنَهٗ بِمَاۤ اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ وَ بِمَا كَانُوْا یَكْذِبُوْنَ

﴿سورۃ التوبہ﴾

ترجمہ: ''اور ان میں کوئی وہ ہیں جنہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ اگر ہمیں اپنے فضل سے دے گا تو ہم ضرور خیرات کریں گے اور ہم ضرور بھلے آدمی ہو جائیں گے تو جب اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے فضل سے دیا اس میں بخل کرنے لگے اور منہ پھیر کر پلٹ گئے تو اس کے پیچھے اللہ نے ان کے دلوں میں نفاق رکھ دیا، اس دن تک کہ اس سے ملیں گے بدلہ اس کا کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے وعدہ جھوٹا کیا اور بدلہ اس کا کہ جھوٹ بولتے تھے۔''

جب ثعلبہ کو وہ آیتیں پہنچیں جو اس کے بارے میں نازل ہوئیں تو وہ اپنی زکوٰۃ لے کر نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے تیرا مال لینے سے منع فرمادیا اس پر وہ رونے لگا اور اپنے سر پر خاک ڈالنے لگا۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ تیرے اپنے نفس کا عمل ہے کیا میں نے تجھ سے نہ کہا تھا کہ تو میری اطاعت کر، چنانچہ نبی کریم ﷺ نے اس کی زکوٰۃ قبول نہ فرمائی اور نہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اور نہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے قبول فرمائی۔ یہاں تک کہ وہ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں ہلاک ہو گیا۔

﴿باوردی، ابن شاہین، ابن السکن، بیہقی﴾

والدہ کی نافرمانی کا وبال:

حضرت عبداللہ بن اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک شخص نے حضور نبی کریم ﷺ کے دربار میں آ کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اس جگہ ایک نوجوان نزع کے عالم میں ہے لوگ اس سے کہتے ہیں کہ "لا الہ الا اللہ" کہو مگر وہ اس کے کہنے کی استطاعت نہیں رکھتا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کیا وہ اپنی حیات میں کلمہ نہیں کہتا تھا۔

لوگوں نے عرض کیا بے شک وہ کہتا تھا۔ پھر فرمایا پھر کس چیز نے اسے اس کی موت کے وقت اس کلمہ کے کہنے سے روک رکھا ہے؟ پھر نبی کریم ﷺ اٹھے اور ہم بھی نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہو گئے۔ یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ اس نوجوان کے پاس آئے اور فرمایا کہو "لا الہ الا اللہ" اس جوان نے کہا میں اس کلمہ کے کہنے کی استطاعت نہیں رکھتا۔ فرمایا اس کی وجہ کیا ہے۔ اس نے کہا اس کی وجہ میری والدہ کی نافرمانی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کیا وہ زندہ ہے؟ اس نے کہا ہاں زندہ ہے۔

راوی نے کہا پھر حضور نبی کریم ﷺ نے لوگوں کو اس کی ماں کے پاس بھیجا۔ اور وہ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آئی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا کیا یہ نوجوان تیرا بیٹا ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا تو غور کر اگر آگ بھڑکائی جائے اور تجھ سے کہا جائے کہ اگر تو اس کی شفاعت نہ کرے گی تو اس کو آگ میں دفن کر دیا جائے گا۔ اس پر اس نے کہا اس وقت میں ضرور اس کی شفاعت کروں گی۔ فرمایا اب تو اللہ تعالیٰ اور ہم سے اس طرح شہادت دے کہ میں اس سے راضی ہو گئی ہوں۔ ماں نے کہا بیشک میں اپنے بیٹے سے راضی ہو گئی ہوں۔

پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے نوجوان کہو "لا الہ الا اللہ" تو اس نے کہا "لا الہ الا اللہ" یہ کلمہ مبارک سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "الحمد للہ الذی انقذہ بی من النار" "تمام خوبیاں اس خدا کو جس نے میرے ذریعہ سے اس نوجوان کو دوزخ کی آگ سے بچایا۔

﴿بیہقی، طبرانی﴾

علماء و محدثین کے چہروں کی شادابی:

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کو بارونق و شاداب کرے جس نے میری حدیث سنی اور اس نے اسے محفوظ رکھا۔ اور اسے اسی طرح دوسروں تک پہنچایا جس طرح کہ اس نے سنا۔"

علماء اعلام نے فرمایا کہ محدثین میں سے کوئی ایسا نہیں ہے مگر یہ کہ نبی کریم ﷺ کی دعاء کے طفیل اس کے چہرے میں رونق و شادابی موجود نہ ہو۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب کسی شخص کے لیے دعا فرماتے تھے تو آپ کی دعا اسے اور اس کے بیٹوں اور اس کے پوتوں تک پہنچتی تھی۔

﴿احمد﴾

حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے میری اولاد اور میرے پوتوں کے لیے دعا فرمائی۔ اور میں نے اپنے والد سے سنا ہے انہوں نے میری ایک بیٹی سے فرمایا کہ تم ان میں سے ہو جن کو رسول اللہ ﷺ کی دعا پہنچی ہے۔

﴿ابو یعلیٰ﴾

وہ دعائیں جو نبی کریم ﷺ نے دفع امراض کیلئے صحابہ کرام کو سکھائیں

دفع بخار کی دعا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے یہاں تشریف لائے تو وہ بخار میں تھیں اور بخار کو برا کہہ رہی تھیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا بخار کو برا نہ کہو وہ تو حکم خدا کا پابند ہے لیکن اگر تم چاہو تو میں تمہیں ایسے کلمات سکھا دوں جب تم انہیں کہو گی تو اللہ تعالیٰ تم سے اسے دور کر دے گا۔

- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا پھر نبی کریم ﷺ نے وہ کلمات مجھے سکھائے اور کہا کہ یہ پڑھو

"اللھم ارحم جلدی الرقیق و عظمی الدقیق من شدۃ الحریق، یا ام ملدم ان کنت امنت باللہ العظیم فلا تصدعی الراس ولا تنتنی الفم ولا تاکلی اللحم ولا تشربی الدم و تحولی عنی الی من اتخذ مع اللہ الٰھا اخر"

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ان کلمات کو پڑھا اور ان سے بخار جاتا رہا۔

﴿بیہقی﴾

ادائے قرض کی دعا:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ان کے پاس حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے ایک دعا سنی ہے کہ اگر تم میں سے کسی پر پہاڑ کے برابر سونا قرض ہو تو اللہ تعالیٰ اسے ادا کر دے گا۔ وہ دعا یہ ہے:

"اللھم فارج الھم کاشف الغم مجیب دعوۃ المضطرین، رحمن الدنیا والاخرۃ و رحیمھما انت ترحمنی برحمۃ تغننی بھا عن رحمۃ من سواک"

ترجمہ "اے خدا! غموں کو ختم کرنے والے، مجبوروں اور بیکسوں کی دعاؤں کو قبول کرنے والے! دنیا و آخرت میں رحم اور مہربانی فرمانے والے! مجھ پر ایسا کرم فرما کہ میں دوسروں کا محتاج نہ ہوں تیرے سوا۔"

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھ پر یہ کثیر قرض تھا حالانکہ میں قرض کو ناگوار سمجھتا

تھا تو زیادہ عرصہ نہ گزرا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے نقد دیا اور اس سے جو مجھ پر قرض تھا ادا کرا دیا۔
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں مجھ پر حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا قرض تھا جب بھی میں انہیں دیکھتی تھی شرمسار ہو جاتی تھی تو میں نے یہ دعا پڑھنی شروع کر دی۔

زیادہ دیر نہ گزری کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بغیر میراث اور بغیر صدقہ کے تحائف عطا فرما دیا کہ میں نے وہ قرض ادا کر دیا۔

{بیہقی}

جنات بھگانے کا وظیفہ:

ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ایک مکار جن میرے ساتھ مکر کرتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم یہ پڑھو:

"اعوذ بکلمات اللہ التامات التی لا یجاوزھن بر ولا فاجر من شر ما ذرأ فی الارض ومن شر ما یخرج منھا ومن شر ما یعرج فی السماء وما ینزل منھا ومن شر کل طارق الا طارق یطرق بخیر یا رحمن"

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے اس کو پڑھا تو اللہ تعالیٰ نے مجھ سے اس جن کو دور کر دیا۔

{ابن سعد، بیہقی}

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے روایت ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے۔ جب واپس جانے لگے تو عرض کیا میں کیا پڑھا کروں۔ فرمایا یہ پڑھا کرو:

"اللھم قنی شر نفسی واعزم لی علی رشدی"

ترجمہ "اے خدا! مجھے نفس کی شرارت سے محفوظ رکھ اور میرے لیے ہدایت فرما۔" وہ اس وقت تک مسلمان نہ ہوئے تھے۔ اس کے بعد وہ مسلمان ہوئے تو آ کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے مجھے یہ پڑھنے کیلئے فرمایا تھا اب میں نے اسلام قبول کر لیا ہے۔"

{ابن سعد}

بچھو کے کاٹے کی دعا:

حضرت سہیل بن ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ کے والد سے انہوں نے ایک اسلمی شخص سے روایت کی ہے انہوں نے کہا کہ ایک شخص کو بچھو نے ڈنک مارا۔ جب اس کی اطلاع نبی کریم ﷺ کو پہنچی تو فرمایا کہ وہ رات ہونے تک یہ دعا پڑھ لیتا تو تکلیف نہ اٹھاتا وہ دعا یہ ہے:

"اعوذ بکلمات اللہ التامات من شر ما خلق"

راوی نے کہا میرے اہل خانہ کی ایک عورت نے اسے پڑھا اسے سانپ نے ڈسا تھا تو اس کے زہر نے بالکل ضرر نہ پہنچایا۔

{بیہقی}

سانپ کے کاٹنے کی دعا:

ابو بکر بن محمد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن سہل رضی اللہ عنہ کو حرۃ الافاعی میں سانپ نے ڈس لیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انہیں عمارہ بن حزم رضی اللہ عنہ کے پاس لے جاؤ وہ اس کا منتر پڑھ دیں گے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ وہ تو اتنی دیر تک مر جائیں گے۔ فرمایا انہیں عمارہ رضی اللہ عنہ کے پاس لے جاؤ۔ تو عمارہ رضی اللہ عنہ نے ان پر منتر پڑھا اور اللہ تعالیٰ نے انہیں شفا دی۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ہم سے ایک شخص کو حرۃ الافاعی میں سانپ نے ڈس لیا تو اس کے لیے عمارہ بن حزم رضی اللہ عنہ کو بلایا گیا تاکہ وہ منتر پڑھیں تو انہوں نے انکار کر دیا۔ یہاں تک کہ وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئے اور نبی کریم ﷺ سے منتر پڑھنے کی اجازت چاہی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: وہ منتر پڑھ کر مجھے سناؤ تو انہوں نے سنایا اور نبی کریم ﷺ نے ان کو وہ منتر پڑھنے کی اجازت دے دی۔ (حرۃ الافاعی منزل ابواء کے نزدیک ایک مقام ہے۔)

﴿ابن سعد﴾

نیند لانے کی دعا:

حضرت عبدالرحمن بن سابط رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بے خوابی کی شکایت ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا سنو، میں تم کو وہ کلمات بتاتا ہوں کہ جب تم اسے پڑھو گے تو نیند آ جائے گی۔ تم پڑھو:

"اللھم رب السموات السبع وما اظلت، ورب الارضین وما اقلت، ورب الشیاطین وما اضلت، کن جاری من شر خلقک کلھم جمیعا ان یفرط علی احد منھم او ان یطغی عز جارک ولا الہ غیرک"

(ترجمہ) اے سات آسمانوں اور تمام چیزوں کے رب جن پر سات آسمان ہیں اور اے زمینوں میں موجود تمام چیزوں کے رب اے شیاطین اور گمراہوں کے رب، تمام مخلوق کے شر سے مجھے محفوظ فرما اور کسی پر زیادتی نہ ہو، تیری پناہ غالب ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

﴿ابن سعد﴾

ظالم کے ظلم سے نجات اور ہر ضرورت پوری ہونے کی دعا:

حضرت ابان بن ابی عیاش رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے حجاج سے گفتگو کی تو حجاج نے ان سے کہا کہ اگر آپ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت نہ کی ہوتی اور امیر المومنین کا خط آپ کے بارے میں نہ آیا ہوتا تو آپ کے ساتھ کچھ اور ہی سلوک ہوتا۔ اس پر حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: خاموش رہو۔

جب میرے ٹخنے ابھرے اور میری آواز بھاری ہوئی (یعنی میں جوان ہوا) تو رسول اللہ ﷺ

نے مجھے ایسے کلمات سکھائے جن کی موجودگی میں کسی سرکش وجابر کا ظلم وستم مجھے ضرر نہیں پہنچا سکتا اور اس کی موجودگی میں ہر ضرورت بآسانی پوری کرتی رہے گی اور ہر مسلمان میرے ساتھ محبت کے ساتھ پیش آتا رہے گا۔ یہ سن کر حجاج نے کہا کہ کاش کہ آپ مجھے وہ کلمات بتا دیتے؟

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو ان کلمات کے سیکھنے کا اہل نہیں ہے۔ اس کے بعد حجاج نے اپنے دونوں بیٹوں کو دو ہزار درہم کے ساتھ ان کے پاس بھیجا اور ان سے کہا کہ اس بزرگ کے ساتھ نرمی سے پیش آنا۔ ممکن ہے کہ تم ان کلمات کے حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاؤ مگر وہ دونوں ان کلمات کے حاصل کرنے میں ناکام رہے۔ پھر جب حضرت انس رضی اللہ عنہ کی وفات کے دن قریب آئے تو تین دن پہلے مجھے فرمایا اے ابان رضی اللہ عنہ تم مجھ سے ان کلمات کو سیکھ لو اور ان کلمات کو نااہل کے آگے نہ رکھنا۔ ابان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو جو عطا فرمایا تھا اس میں سے مجھے بھی اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا اور جو باتیں اللہ تعالیٰ نے ان سے دور رکھی تھیں ان کو اللہ تعالیٰ نے مجھ سے بھی دور رکھا۔ وہ دعا یہ ہے:

"اللہ اکبر اللہ بسم اللہ علی نفسی و دینی، بسم اللہ علی اھلی ومالی، بسم اللہ علی کل شیئی اعطانی، بسم اللہ خیر الاسماء، بسم اللہ رب الارض و رب السماء، بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ داء، بسم اللہ افتتحت وعلی اللہ توکلت اللہ ربی لا اشرک بہ احدا، اسئلک اللھم بخیرک من خیرک الذی لایعطیہ غیرک عز جارک وجل ثناء ک ولا الہ الا انت اجعلنی فی عیاذک وجوارک من سوء ومن الشیطان الرجیم، اللھم استجیرک من جمیع کل شیئی خلقت واحترس بک منھن واقدم بین یدی، بسم اللہ الرحمن الرحیم قل ھو اللہ احد، اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد. ومن خلفی وعن یمینی وعن شمالی ومن فوقی ومن تحتی."

✿ اور سورۂ اخلاص کو چھ مرتبہ پڑھے۔

﴿ابن سعد﴾

دفع فقر کی دعا:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ دنیا نے مجھ سے پیٹھ پھیرلی ہے اور اس نے روگردانی کی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا تم صلوٰۃ ملائکہ اور تسبیح خلائق کی کیوں نہیں پڑھتے۔ وہ اسی کی وجہ سے رزق پاتی ہے۔ تم طلوع فجر کے وقت ایک سو مرتبہ یہ دعا پڑھا کرو:

"سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم وبحمدہ استغفر اللہ"

دنیا تمہارے پاس ذلیل ہو کر آئے گی۔ اس کے بعد وہ شخص چلا گیا۔ پھر کچھ دن آیا اور اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے پاس دنیا اس قدر آئی ہے کہ اب میں نہیں جانتا کہ اسے کہاں رکھوں۔

﴿خطیب رواۃ مالک﴾

سانپ کاٹے کی دعا:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ کے اصحاب کے ساتھ ایک سفر میں گئے اور ان کا گزر عرب کے ایک قبیلے میں ہوا اور اس قبیلہ کے ایک شخص کو سانپ نے ڈس لیا تھا تو ان میں سے ایک شخص نے اس پر سورۃ فاتحہ پڑھ کر دم کی اور وہ اچھا ہو گیا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

خارجہ بن الصلت تمیمی رضی اللہ عنہ نے اپنے چچا سے روایت کی ہے کہ وہ ایک قوم پر گزرے جن کے پاس زنجیر سے بندھا ہوا ایک مجنون تھا۔ ان لوگوں میں سے کسی نے کہا کیا تمہارے پاس ایسی کوئی چیز ہے جس سے اس کا علاج ہو سکے؟ کیونکہ تمہارے آقا خیر کو لائے ہیں تو انہوں نے اس مجنون پر تین دن تک سورۃ فاتحہ پڑھی اور ہر روز دو مرتبہ پڑھا کرتے تھے۔ اور وہ اچھا ہو گیا اس پر لوگوں نے ان کو ایک سو بکریاں پیش کیں۔

وہ ان بکریوں کو لے کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے۔ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سارا واقعہ عرض کیا۔ آپ نے فرمایا کھاؤ۔ کیونکہ کوئی تو باطل طریقہ سے کھاتا ہے مگر تم تو جائز طریقے سے کھاؤ گے۔

﴿سنن﴾

حفاظت مال کی دعا:

✪ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے آیہ کریمہ

"قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ؕ اَیًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی ۚ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِکَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَیْنَ ذٰلِکَ سَبِیْلًا ۝"

ترجمہ: "تم فرماؤ اللہ کہہ کر پکارو یا رحمٰن کہہ کر جو کہہ کر پکارو سب اسی کے اچھے نام ہیں اور اپنی نماز نہ بہت آواز سے پڑھو نہ بالکل آہستہ اور ان دونوں کے بیچ میں راستہ چاہو۔"

کے بارے میں فرمایا یہ آیہ کریمہ چوری سے امان میں رکھتی ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ کے ایک صحابی نے جب سونے کا ارادہ کیا تو اس آیت کو پڑھ لیا۔ پھر ان کے گھر میں چور آیا۔ اور گھر کا تمام سامان اکٹھا کر کے اٹھا کر لے چلا۔ اور وہ صحابی سو نہیں رہے تھے۔ یہاں تک کہ چور سامان کو لے کر دروازے پر پہنچا مگر اس نے دروازہ بند پایا۔

پھر اس نے اس گٹھڑی کو رکھ دیا دیکھا تو دروازہ کھلا ہوا ہے اس نے پھر گٹھڑی اٹھائی اور دروازہ بند پایا اسی طرح چور نے تین مرتبہ کیا۔ یہ حال دیکھ کر وہ صحابی ہنس پڑے اور کہنے لگے میں نے اپنے گھر کو محفوظ کر لیا ہے۔

﴿بیہقی﴾

نبی کریم ﷺ کے عہد میں صحابہ کرام کے خواب اور انکی تعبیر

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خواب دیکھا کرتے تھے وہ اپنا خواب نبی کریم ﷺ سے بیان کرتے تھے پھر نبی کریم ﷺ ان خوابوں کی تعبیر دیا کرتے جو اللہ تعالیٰ چاہتا تھا۔

اس زمانے میں میں نو عمر اور کمسن بچہ تھا اور میرے نکاح کرنے سے پہلے میرا گھر مسجد تھا۔ تو میں نے ایک دن اپنے دل میں کہا اگر تجھ میں خیر ہوتی تو تو بھی یقیناً ایسا خواب دیکھتا جیسا کہ یہ لوگ دیکھتے ہیں۔ چنانچہ ایک رات جب میں سونے کے لیے لیٹا تو میں نے کہا اے خدا! اگر تو مجھ میں خیر کا ارادہ رکھتا ہے تو مجھے بھی کوئی خواب دکھا۔ اور میں یہی کہتا ہوا سو گیا اچانک میں نے خواب میں دیکھا:

دو فرشتے میرے پاس آئے اور ان دونوں کے ہاتھوں میں لوہے کے گرز تھے اور وہ دونوں مجھے جہنم کی طرف لے جانے لگے اور میں برابر اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کر رہا ہوں کہ اے خدا میں تجھ سے جہنم کی پناہ مانگتا ہوں۔ پھر میں نے دیکھا کہ ایک فرشتہ مجھ سے ملا جو اس کے ہاتھ میں بھی لوہے کا گرز ہے۔ اس نے مجھ سے کہا تم ڈرو نہیں تم اچھے آدمی ہو کاش کہ نماز کی کثرت کرتے۔ تو وہ فرشتے مجھے لے چلے۔ یہاں تک کہ جہنم کے کنارے پر لے جا کر کھڑا کر دیا۔ میں نے دیکھا وہ بہت گہرا ہے جیسے کہ کنواں ہوتا ہے اور اس کے کئی قرن ہیں۔ جیسے کہ کنوئیں کے قرن (جو کھنٹے) ہوتے ہیں اور ہر قرن پر ایک فرشتہ لوہے کا گرز لیے موجود ہے۔ اور میں نے اس جہنم کے کنوئیں میں سے بہت سے لوگوں کو دیکھا جو زنجیروں سے بندھے سر کے بل اوندھے لٹکے ہوئے ہیں۔ میں نے ان میں سے بہت سے قریشی لوگوں کو پہچانا۔ پھر وہ فرشتے مجھے داہنی جانب چپ کر لے آئے۔

اور میں نے یہ قصہ ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا۔ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا بلاشبہ عبداللہ رضی اللہ عنہ مرد صالح ہے۔

﴿بخاری﴾

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کا خواب:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے ہاتھ میں ریشم کا پارچہ ہے میں اسے لے کر جنت کے کسی مکان میں ٹھہرنا چاہتا تھا۔ مگر وہ پارچہ مجھے اس طرف اڑا کر لے جاتا تھا۔ میں نے یہ قصہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے یہ خواب بیان کیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تمہارا بھائی مرد صالح ہے۔

﴿مسلم﴾

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ

میں ایک باغ میں ہوں اور اس باغ میں ایک ستون ہے۔ اور اس ستون کے اوپر ایک رسی (عروہ) ہے کسی نے مجھ سے کہا اس پر چڑھ جاؤ میں نے کہا میں چڑھنے کی استطاعت نہیں رکھتا تو ایک شخص میرے پاس آیا اور اس نے مجھے پیچھے سے پکڑ کر اٹھایا اور اوپر چڑھا دیا۔ اور میں نے رسی کو مضبوط تھام لیا۔ پھر میں بیدار ہو گیا۔ در آنحالیکہ میں رسی کو مضبوطی سے تھامے ہوئے تھا۔

یہ قصہ میں نے نبی کریم ﷺ سے بیان کیا۔ آپ نے فرمایا وہ باغ اسلام کا باغ ہے۔ اور وہ ستون اسلام کا ستون ہے اور وہ رسی عروۃ الوثقیٰ (مضبوط سہارا) ہے۔ تم ہمیشہ اس پر قائم رہو گے۔ یہاں تک کہ تم فوت ہو جاؤ۔

{بخاری}

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں ایک خواب دیکھا۔

ایک شخص میرے پاس آیا ہے۔ اس نے کہا چلو وہ مجھے بہت عظیم راہ پر لے کر چلا میں جا رہا تھا کہ اچانک ایک راستہ اپنی بائیں جانب نظر آیا۔ میں نے اس راستہ پر چلنا چاہا۔ اس شخص نے کہا تم اس راہ پر چلنے کے اہل نہیں ہو۔ اس کے بعد ایک راستہ دائیں طرف آیا اور میں اس راہ پر چلنے لگا یہاں تک کہ میں ایک پہاڑ پر پہنچا جو بہت چکنا تھا۔ تو اس شخص نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے پہاڑ پر پہنچا دیا۔ یہاں تک کہ میں نے عروہ (رسی) کو پکڑ لیا اس نے مجھ سے کہا تم اس عروہ کو مضبوطی سے پکڑے رہو۔

یہ قصہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم نے اچھا خواب دیکھا ہے۔ وہ عظیم راستہ تو حشر کا ہے اور وہ راستہ جو تمہاری بائیں جانب نظر آیا وہ دوزخیوں کا راستہ ہے اور تم ان میں سے نہیں ہو اور وہ راستہ جو تمہاری دائیں جانب نظر آیا وہ اہل جنت کا راستہ ہے اور وہ چکنا پہاڑ شہداء کی منزل ہے اور وہ عروہ جس کو تم نے مضبوطی سے تھاما وہ اسلام کا عروہ ہے تو اسے مضبوطی سے تھامے رہو گے یہاں تک کہ تم فوت ہو جاؤ۔

{ابن سعد}

حضرت ابن زمیل جہنی رضی اللہ عنہ کا خواب:

حضرت ابن زمیل جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے ایک خواب دیکھا اور اس خواب کو میں نے نبی کریم ﷺ سے بیان کیا۔

میں نے عرض کیا۔ میں نے دیکھا کہ بہت سے لوگ ایک راہ پر چل رہے ہیں جو وسیع و نرم اور فراخ راستہ ہے۔ وہ لوگ سواریوں پر جا رہے ہیں اسی دوران کہ وہ لوگ جا رہے تھے وہ لوگ ایک چراگاہ میں پہنچے کہ میری آنکھوں نے کبھی ایسی عمدہ چراگاہ نہیں دیکھی تھی۔ وہ چراگاہ برق کی مانند چمک رہی تھی اور قسم قسم کی سبزیوں سے شبنم کے قطرے چمک رہے تھے گویا میں ان لوگوں کی پہلی صف میں تھا جب وہ لوگ اس چراگاہ کے قریب پہنچے تو انہوں نے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا اور انہوں نے راہ میں اپنی سواریاں ڈال

لیا، اور دائیں اور بائیں ذرہ بھر تعدی نہ کیا، گویا میں ان کو دیکھ رہا تھا کہ وہ لوگ چلے گئے۔ اس کے بعد دوسرا قافلہ آیا اور اس میں پہلے سے کئی گنا زیادہ لوگ تھے۔ جب وہ لوگ اس چراگاہ کے کنارے پہنچے تو انہوں نے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا اور انہوں نے راستے میں اپنے کجاوے اتار دیئے، تو ان میں سے کچھ لوگوں کا قافلہ آیا جب وہ لوگ اس چراگاہ کے کنارے پہنچے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا اور کہنے لگے یہ کیسی عمدہ منزل ہے۔ میں گویا انہیں دیکھ رہا تھا کہ وہ دائیں اور بائیں جانب ملتفت ہوئے جب میں نے ان کا حال دیکھا تو میں نے سیدھی راہ کو لازم کر لیا، یہاں تک کہ اس چراگاہ کے آخر کنارے پر پہنچ گیا۔

اچانک یا رسول اللہ ﷺ! آپ کو ایسے منبر پر تشریف فرما دیکھا جس کی سات سیڑھیاں تھیں اور آپ سب سے اونچی سیڑھی پر تشریف فرما تھے اور آپ کی داہنی جانب گندم گوں اور اونچی بینی والا شخص کھڑا تھا اور وہ قد وقامت میں سب سے بلند تر تھا، جب وہ بات کرتا تو وہ سب پر غالب رہتا اور میں نے دیکھا کہ آپ کی بائیں جانب چھریرے بدن کا سرخ رنگ اور میانہ قد کا شخص کھڑا تھا، اس کے چہرے پر کثرت سے بال تھے، اس کے بال ایسے سیاہ تھے جیسے کہ کونکہ، جب وہ بات کرتا تو اس کے اکرام میں آپ سب حضرات اس کی طرف کان لگا لیتے اور میں نے دیکھا آپ کے سامنے ایک بزرگ ہیں جو شکل وشباہت ہر چیز میں تمام لوگوں سے آپ سے مشابہ تھے، تمام لوگ اس بزرگ کی پیروی کرتے، اور اس سے ارادت مندی کا اظہار کرتے تھے اور میں نے دیکھا کہ اس بزرگ کے آگے زیادہ عمر کی بوڑھی اونٹنی ہے اور میں نے دیکھا کہ یا رسول اللہ ﷺ! آپ گویا کہ اسے ہنکال رہے ہیں۔ یہ خواب سن کر نبی کریم ﷺ کا رنگ کچھ دیر متغیر رہا، جب وہ حالت ختم ہوئی تو فرمایا:

سنو! وہ جو تم نے نرم وفراخ راستہ دیکھا وہ ہدایت کا راستہ ہے جس پر تم لوگ اٹھائے گئے ہو اور وہ چراگاہ تم نے دیکھی وہ دنیا ہے اور اس کی سرسبزی وشادابی اس کا عیش ہے۔ میں اور میرے اصحاب دنیا کے عیش وعشرت کے خواہاں نہیں ہوئے، اور نہ دنیا نے ہم سے تعلق رکھا۔ اس کے بعد وہ جو دوسرا قافلہ ان کے بعد تم نے دیکھا ان میں سے زیادہ تر لوگ تو ہم میں سے ہیں مگر کچھ ان میں سے وہ ہیں جن کو چراگاہ کی کشادہ روزی دی گئی اور کچھ لوگ وہ ہیں جنہوں نے اس میں سے گٹھڑ باندھا اور انہوں نے اس حال میں رہ کر نجات پائی۔ اس کے بعد کثرت کے ساتھ جن لوگوں کو تم نے آتے دیکھا اور وہ چراگاہ کے دائیں بائیں حائل ہوئے مگر تم سیدھی راہ پر گامزن رہتے ہوئے گزر گئے تو تم اسی سیدھی راہ پر ہمیشہ قائم رہو گے یہاں تک کہ تم مجھ سے ملاقات کرو۔ اور وہ منبر جس کو تم نے سات درجوں کا دیکھا اور مجھے اس کے سب سے اونچے درجے پر دیکھا تو دنیا کے سات ہزار سال ہیں اور میں اس کے آخری ہزار سال میں ہوں اور وہ شخص جس کو تم نے میری داہنی جانب دیکھا تو وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں، جب وہ بات کرتے ہیں تو سب پر غالب رہتے ہیں اور یہ صفت ان سے اللہ تعالیٰ کا کلام کرنے کی وجہ سے ہے اور وہ شخص جس کو تم نے میری بائیں جانب دیکھا وہ عیسیٰ علیہ السلام ہیں ہم ان کا اکرام اس بنا پر کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا اکرام کیا اور وہ بزرگ جن کو میرے سامنے دیکھا وہ ہمارے جد اعلیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ ہم

سب ان کی پیروی کرتے اور ان کی اقتداء کرتے ہیں اور وہ اونٹنی جسے تم نے دیکھا تو وہ قیامت ہے جو ہم پر قائم ہوگی، میرے بعد نہ کوئی نبی اور نہ میری امت کے بعد کوئی امت ہے۔

﴿طبرانی، بیہقی﴾

بنی بلے کے دو شخصوں کا قبول اسلام اور ان کے خواب:

حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنی بلے کے دو شخص نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور وہ دونوں ایک ساتھ مسلمان ہوئے اور ان دونوں میں سے ہر ایک جہاد میں سبقت لے جانے کی کوشش کرتا تھا تو ان دونوں میں سے ایک سبقت لے جاتے ہوئے جہاد میں شہید ہو گیا اور دوسرا شخص ایک سال بعد زندہ رہا۔ اس کے بعد اس نے بھی وفات پائی۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا گویا میں جنت کے دروازے پر موجود ہوں میں نے دیکھا کہ وہ دونوں جنت کے دروازے پر آئے پھر ایک شخص جنت سے باہر آیا اور اس نے اس کو اذن دی جو بعد میں فوت ہوا تھا، اس کے بعد وہ واپس آیا اور اس نے اس کو اذن دیا جو پہلے شہید ہوا تھا۔ اس کے بعد وہ میری طرف آیا اور اس نے کہا: تم واپس چلے جاؤ تمہارے لیے ابھی اجازت نہیں ہے۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے جب صبح کی تو لوگوں سے اپنا یہ خواب بیان کیا لوگوں نے اس پر تعجب کیا۔ اس وقت نبی کریم ﷺ نے فرمایا کیا وہ دوسرا شخص پہلے کے بعد ایک سال تک زندہ نہیں رہا اور اس نے اتنی اتنی نمازیں نہیں پڑھیں اور اس نے ماہ رمضان کو پا کر اس کے روزے نہیں رکھے؟ (گویا اس بنا پر پہلے کے مقابلے میں دوسرا سبقت لے گیا۔)

﴿بیہقی﴾

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا خواب:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں سورۂ ”ص“ کی تلاوت کر رہا ہوں جب سجدہ کی آیت پر پہنچا تو دیکھا کہ ہر چیز نے سجدہ کیا ہے اور میں نے دیکھا کہ دوات، قلم اور لوح نے بھی سجدہ کیا۔ صبح کو میں نے نبی کریم ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے اس آیت پر سجدہ کرنے کا حکم دیا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! آج رات میں نے خواب میں دیکھا گویا میں ایک درخت کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہوں اور میں سورۂ ص کی تلاوت کر رہا ہوں جب میں سجدہ کی آیت پر پہنچا تو اس درخت نے سجدہ کیا اور میں نے اسے کہتے سنا وہ کہہ رہا تھا:

اللھم اکتب لی بھا عندک ذکرا واجعل لی بھا عندک ذخرا واعظم لی

بہا عندک اجر

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے نبی کریم ﷺ کو سورۂ ص پڑھتے سنا جب آپ سجدہ کی آیت پر پہنچے تو آپ نے سجدہ کیا اور میں نے سنا کہ اس سجدے میں آپ نے وہی دعا پڑھی جو اس شخص نے درخت کو سجدہ کرتے ہوئے اس سے سنی تھی اور اس نے آپ سے آکر عرض کیا تھا۔

﴿ابن ماجہ، بیہقی﴾

ایک انصاری کا خواب:

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم ہر نماز کے بعد تینتیس بار سبحان اللہ، تینتیس بار الحمد اللہ اور تینتیس بار اللہ اکبر پڑھا کریں۔ تو ایک انصاری نے خواب میں کسی کو دیکھا اور اس نے اس سے پوچھا کہ نبی کریم ﷺ نے تم لوگوں کو ہر نماز کے بعد اتنی اتنی مرتبہ تسبیح پڑھنے کا حکم دیا ہے؟ اس انصاری نے کہا: ہاں! ہمیں حکم دیا ہے۔ اس نے کہا کہ ہر ایک کو پچیس پچیس مرتبہ پڑھو اور اس تسبیح میں تہلیل یعنی "لا الہ الا اللہ" کو بھی شامل کرلو، جب صبح ہوئی تو اس انصاری نے نبی کریم ﷺ سے اپنا یہ خواب بیان کیا۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جیسا خواب میں بتایا گیا ہے ویسا ہی کرو۔

﴿بیہقی﴾

لیلۃ القدر آخری سات راتوں میں ہے:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کے کئی صحابہ کو خواب میں دکھایا گیا کہ لیلۃ القدر رمضان المبارک کی سات آخری راتوں میں ہے۔ نبی کریم ﷺ نے یہ سن کر فرمایا: میں دیکھتا ہوں کہ تم سب کے خواب اس پر متفق ہیں کہ آخری سات راتوں میں لیلۃ القدر ہے تو جو لیلۃ القدر کا متلاشی ہے اسے چاہیے کہ آخری سات راتوں میں اسے تلاش کرے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

درختوں کا جھومنا:

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی صحابی کے ایک بھائی کو خواب میں دکھایا گیا کہ کچھ لوگ پہاڑ کی دشوار گزار گھاٹی میں چل رہے ہیں اور پہاڑ کی چوٹی پر دو ہرے بھرے درخت ہیں، ان دونوں درختوں میں سے آواز آئی کیا تم میں کوئی سورۂ بقرہ کی تلاوت کرتا ہے۔ کیا تم میں کوئی سورۂ آل عمران کی تلاوت کرتا ہے تو ان لوگوں میں سے ایک نے جواب دیا: ہاں۔ اس پر ان درختوں نے اپنی شاخوں کو اتنا قریب کر دیا کہ ان لوگوں نے پکڑ لیا اور وہ دونوں ان کے ساتھ اتنے جھومے کہ پہاڑ حرکت کرنے لگا۔

﴿دارمی﴾

ہجرت کے سبب مغفرت:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہ نے ہجرت کی

اور ان کے ساتھ ان کی قوم کے ایک اور شخص نے ہجرت کی اور وہ شخص بیمار ہو گیا تو اس نے تیر کی انی لی اور اس سے اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کی جڑوں کو کاٹ ڈالا، جس سے وہ مر گیا۔

پھر حضرت طفیل رضی اللہ عنہ نے خواب میں اسے دیکھا اور اس سے پوچھا کہ تمہارے ساتھ کیا معاملہ ہوا؟ اس نے کہا: اللہ تعالیٰ نے مجھے میری ہجرت کے سبب بخش دیا ہے پھر حضرت طفیل رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ تمہارے ہاتھوں کا کیا ہوا؟ اس نے جواب دیا: اس بارے میں مجھے کہا گیا کہ جس چیز کو تم نے اپنے آپ فاسد کیا ہے ہم اس کی اصلاح نہیں کریں گے۔ اس کے بعد حضرت طفیل رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ قصہ بیان کیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی: اے اللہ! اسکے ہاتھوں کو بھی بخش دے۔
﴿حاکم﴾

خصائص مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

علماء نے فرمایا کہ کسی نبی کو کوئی معجزہ اور کوئی فضیلت نہیں دی گئی مگر یہ کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس معجزے یا اس کی فضیلت کی نظیر عطا فرمائی گئی بلکہ اس سے اعظم عطا فرمایا گیا۔

حضرت آدم علیہ السلام کے خصائص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائے گئے:

ان خصائص میں سے ایک تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش اپنے دست قدرت سے فرمائی اور اپنے فرشتوں سے ان کو سجدہ کرایا اور انہیں ہر شے کے اسماء کا علم عطا فرمایا گیا۔

بعض علماء نے کہا کہ ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام اس زمانہ میں نبی تھے اور ان کو فرشتوں کی طرف بھیجا گیا اور ان کا معجزہ بھی انباء یعنی غیبی خبریں دینا تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "فَلَمَّآ اَنۡۢبَاَهُمۡ بِاَسۡمَآئِهِمۡ" (سورۃ البقرہ) تو حضرت آدم علیہ السلام نے ان کو ان کے اسماء کی خبر دی اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے کلام کیا۔

فرمایا: جیسا کہ طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آدم نبی تھے؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ نبی و رسول تھے اللہ تعالیٰ نے ان سے پہلے کلام فرمایا۔

تو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان خصائص و معجزات کی نظیر و مثل عطا فرمائی گئی۔ حضرت آدم علیہ السلام سے کلام کرنے کی نظیر یہ ہے کہ شب معراج حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کلام فرمایا: لیکن یہ معجزہ کہ اللہ تعالیٰ نے ہر شے کے اسماء کی تعلیم فرمائی تو اس کی نظیر وہ روایت ہے جسے دیلمی رحمۃ اللہ علیہ نے مسند الفردوس میں ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میرے لیے میری امت کو آب و گل کے زمانے میں بصورت بنا کر دکھایا اور مجھے ان سب کے نام بتائے گئے جس طرح کہ حضرت آدم علیہ السلام کو کل اشیاء کے نام تعلیم فرمائے تھے۔

لیکن حضرت آدم علیہ السلام کو فرشتوں سے سجدہ کرانے کے معجزے کے بارے میں بعض علماء نے ارشاد باری تعالیٰ "اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ" (سورۃ الاحزاب) کو نظیر میں پیش کیا ہے اور کہا کہ یہ وہ اعزاز ہے جس سے نبی کریم ﷺ کو مشرف فرمایا ہے اور اس عزم و اکرام سے مشرف فرمانا حضرت آدم علیہ السلام کیلئے فرشتوں کو سجدہ کرنے کا حکم دینے سے دو وجوں کے ساتھ اتم و اعم ہے۔

ایک وجہ تو یہ کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ سے مشرف فرمانا ایک واقعہ تھا جو ختم ہو گیا، مگر نبی کریم ﷺ کو صلوٰۃ سے مشرف فرمانا مستمر اور ابدی ہے اور دوسری وجہ یہ کہ وہ شرف صرف فرشتوں سے ان کو حاصل ہوا تھا ان کے سوا کسی اور سے نہیں لیکن نبی کریم ﷺ جو صلوٰۃ کا شرف حاصل ہوا وہ اللہ تعالیٰ تمام فرشتوں اور تمام مومنوں کی طرف سے ہے۔

حضرت ادریس علیہ السلام کے خصائص حضور نبی کریم ﷺ کو عطا ہوئے:

❁ اللہ تعالیٰ نے حضرت ادریس علیہ السلام کیلئے فرمایا:

وَرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا

﴿سورۃ مریم﴾

ہم نے انکو بلند مکان کی رفعت بخشی اور ہمارے نبی کریم ﷺ "قاب قوسین" تک رفعت عطا فرمائی۔

حضرت نوح علیہ السلام کے خصائص:

حضرت نوح علیہ السلام کا معجزہ یہ ہے کہ ان کی دعا کو قبول کیا گیا اور ان کی قوم کو طوفان سے غرق کیا گیا لیکن ہمارے نبی کریم ﷺ کی ایسی دعائیں بہت کثرت سے ہیں جو درجہ قبولیت کو فائز ہوئیں، ان میں سے ایک تو ان لوگوں پر بددعا ہے جنہوں نے دشمنی میں اپنی پشتوں پر ہتھیار باندھ رکھے تھے اور قحط سالی کے زمانے میں بارش کی دعا فرمانا اور آپ کی دعا کی برکت سے کثرت سے بارش ہوتا ہے۔

﴿ابونعیم﴾

ہمارے نبی کریم ﷺ کی دعا حضرت نوح علیہ السلام کی دعا سے اس طرح زیادہ ہے کہ بیس سال کی مدت میں ہزارہا آدمی مسلمان ہوئے۔ اور فوج در فوج آپ کے دین میں لوگ داخل ہوئے اور حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو ساڑھے نو سو سال تبلیغ فرمائی مگر سو آدمیوں سے کم لوگوں نے ان پر ایمان لانا قبول کیا باقیہ لوگ ایمان نہ لائے۔

﴿ابونعیم﴾

فائدہ:

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام کے معجزات میں سے تمام حیوانات کا ان کی کشتی میں سوار ہونے کیلئے مسخر ہونا ہے، بلاشبہ ہمارے نبی کریم ﷺ کیلئے بھی ہر نوع کے حیوانات مسخر کیے گئے جیسا کہ گزشتہ متعلقہ مقامات میں بیان کیا جا چکا ہے اور حضرت نوح علیہ السلام کا ایک معجزہ یہ ہے کہ وہ زمین پر بخار کے اترنے کا سبب بنے اور ہمارے نبی کریم ﷺ نے بخار کو مدینہ طیبہ سے

مجنہ کی طرف نکال باہر کیا۔

حضرت ہود علیہ السلام کا شرف:

حضرت ہود علیہ السلام کو ہوا کا معجزہ دیا گیا اور ہمارے نبی کریم ﷺ کی ہوا کے ذریعہ مدد فرمائی گئی جیسا کہ غزوہ خندق میں گزر چکا ہے۔

﴿ابونعیم﴾

❁ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اور ہوا سے مدد غزوہ بدر میں بھی کی گئی تھی۔

حضرت صالح علیہ السلام کو اونٹنی کا معجزہ دیا گیا اور ہمارے نبی کریم ﷺ کو اس کی مانند اونٹ کا آپ کی اطاعت کرنا عطا فرمایا گیا۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مثل حضور نبی کریم ﷺ کو خصائص عطا ہوئے:

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ سے نجات کا شرف عطا کیا گیا۔ اس کی نظیر وہ ہے جو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا ہوئی جو آگ کے معجزات کے بارے میں پہلے گزر چکا ہے اور مرتبہ خلت بھی عطا فرمایا گیا۔

عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے خلیل بنایا جس طرح کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا تو میری منزل اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی منزل جنت میں آمنے سامنے ہے۔ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ ہمارے درمیان ایسے ہوں گے جیسے دو خلیلوں کے درمیان مومن ہوتا ہے۔

﴿ابن ماجہ، ابونعیم﴾

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ نے اپنی وفات سے پانچ دن پہلے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے آقا کو خلیل بنایا ہے۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر میں اپنے رب کے سوا کسی کو خلیل بناتا تو یقیناً میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خلیل بناتا لیکن تمہارا آقا اللہ تعالیٰ کا خلیل ہے۔

﴿ابونعیم﴾

اللہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نمرود سے تین حجابوں میں پوشیدہ رکھا۔ اسی طرح ہمارے نبی کریم ﷺ کو ان لوگوں سے جو آپ کے قتل کا ارادہ رکھتے تھے حجابات میں پوشیدہ رکھا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

"اِنَّا جَعَلْنَا فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِيَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ ۝ وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ."

﴿سورۃ یٰسین﴾

ترجمہ: ہم نے ان کی گردنوں میں طوق کر دیے ہیں جو ٹھوڑیوں تک ہیں تو یہ اوپر کو منہ اٹھائے رہ گئے اور ہم نے ان کے آگے دیوار بنا دی اور ان کے پیچھے ایک دیوار اور انہیں اوپر سے ڈھانپ دیا تو انہیں کچھ نہیں سوجھتا۔

- اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَیْنَكَ وَبَیْنَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا"

﴿سورۃ بنی اسرائیل﴾

ترجمہ: "اور جب آپ نے قرآن پڑھا تو ہم نے آپ کے اور ان لوگوں کے درمیان جو ایمان نہیں لاتے آخرت میں چھپانے والا حجاب کر دیا۔"

﴿ابو نعیم﴾

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور کی عصمت و حفاظت کے ضمن میں اور آپ کو محفوظ رکھنے کے سلسلے میں بکثرت حدیث پہلے بیان کی جا چکی ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نمرود سے مناظرہ کیا اور اسے برہان و حجت سے مبہوت کر دیا۔

- چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"فَبُهِتَ الَّذِیْ كَفَرَ" (سورۃ البقرہ) اسی طرح ہمارے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے واقع ہوا چنانچہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ابی بن خلف آیا اور مرنے کے بعد جی اٹھنے کے انکار پر بوسیدہ ہڈی لایا اور اس نے اسے مسلتے ہوئے کہا

"مَنْ یُّحْیِ الْعِظَامَ وَهِیَ رَمِیْمٌ"

﴿سورۃ یٰسین﴾

ترجمہ: "کون ان ہڈیوں کو زندہ کرے گا۔ درآں حالیکہ وہ بوسیدہ ہو چکی ہیں۔"

- اس پر اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا:

"قُلْ یُحْیِیْهَا الَّذِیْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ"

﴿سورۃ یٰسین﴾

ترجمہ: "اے نبی فرما دیں ان کو وہ زندہ کرے گا جس نے ان کو پہلی مرتبہ پیدا فرمایا۔ یہ برہان ساطع ہے۔"

﴿ابو نعیم﴾

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے غضب میں اپنی قوم کے بتوں کو توڑا۔ اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قوم کے بتوں کی طرف اشارہ فرمایا جو کہ تین سو ساٹھ تھے اور وہ سب کے سب گر کر چکنا چور ہو گئے۔ اس معجزے کی حدیثیں فتح مکہ کے باب میں پہلے گزر چکی ہیں

﴿ابو نعیم﴾

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے معجزات میں بھیڑوں کا کلام کرنا ہے چنانچہ ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے علباء بن احمر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ حضرت ذوالقرنین مکہ مکرمہ آئے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام و حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو خانہ کعبہ تعمیر کرتے ہوئے پایا حضرت ذوالقرنین علیہ السلام نے کہا ہماری سرزمین میں آپ کو تصرف کرنے کا کیا حق ہے؟ انہوں نے فرمایا ہم دونوں اللہ تعالیٰ کے مامور بندے ہیں اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس خانہ کعبہ کی تعمیر کرنے کا حکم دیا ہے۔ حضرت ذوالقرنین نے کہا آپ دونوں اپنے دعوے کے ثبوت میں دلیل لائیں تو پانچ بھیڑیں اٹھیں اور انہوں نے کہا ہم سب شہادت دیتے ہیں کہ حضرت ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام مامور بندے ہیں اور ان دونوں کو اس کعبہ کی تعمیر کا حکم دیا گیا ہے۔ یہ سن کر حضرت ذوالقرنین علیہ السلام نے کہا میں اس سے راضی ہوں اور میں نے اس امر کو تسلیم کیا۔

اسی طرح ہمارے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں متعدد حیوانوں نے کلام کیا ہے۔

اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے معجزات میں سے یہ ہے جسے ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا کہ ہم سے ہشام بن محمد رحمۃ اللہ علیہ نے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے ابو صالح رضی اللہ عنہ سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کوثی سے ہجرت کی اور نار نمرود سے باہر آئے تو اس زمانے میں ان کی زبان سریانی تھی لیکن جب آپ نے فرات کو عبور کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی زبان بدل دی اور وہ عبرانی زبان میں جب سے فرات کو عبور کیا گفتگو فرمانے لگے۔ نمرود نے ان کے تعاقب میں کچھ لوگوں کو بھیجا اور اس نے حکم دیا کہ جو سریانی زبان میں گفتگو کرتا ہے اسے نہ چھوڑا جائے۔ اور اسے میرے پاس لے آؤ تو وہ لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملے مگر انہوں نے ان سے عبرانی زبان میں گفتگو فرمائی اور وہ لوگ آپ کو چھوڑ کر چل دیئے، کیونکہ وہ آپ کی لغت وزبان کو نہ پہچان سکے۔ اس معجزے کی نظیر و مثل ہمارے نبی کریم ﷺ کیلئے ان قاصدوں کے ضمن میں گزر چکی ہے جن کو حضور نبی کریم ﷺ نے بادشاہوں کی طرف بھیجا تھا، وہ قاصد جب ان بادشاہوں کے ملک میں پہنچے تو وہ انہی لوگوں کی زبان میں گفتگو کرنے لگے جن کی طرف انہیں بھیجا گیا تھا۔

اور ابراہیم علیہ السلام کے معجزات میں یہ ہے کہ جسے حضرت اعمش رضی اللہ عنہ سے حضرت ابو صالح رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی۔ حضرت ابو صالح رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام غلہ لینے تشریف لے گئے مگر انہیں غلہ فراہم نہ ہو سکا تو انہوں نے تھیلے میں کچھ سرخ ریت بھر لی اور اسے اٹھا کر گھر لے آئے۔ اہل خانہ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: یہ سرخ گندم ہے جب انہوں نے تھیلا کھولا تو سرخ گندم پائی جب اس گندم کے دانے کو بویا جاتا تو اس دانہ سے ایسی بالیں نکلتیں جس کی جڑ سے شاخ تک مسلسل دانوں سے بھری بالیں ہوتیں۔

بلاشبہ اس معجزے کی نظیر و مثل ہمارے نبی کریم ﷺ کیلئے بھی واقع ہے جس کا تذکرہ اس مشکیزے کے باب میں پہلے گزر چکا ہے، جو آپ ﷺ نے اپنے اصحاب کو زادِ راہ کے طور پر عطا فرمایا تھا اور اس مشکیزے

کو پانی سے بھر دیا تھا اور جب ان اصحاب نے اس مشکیزے کو کھولا تو انہوں نے دودھ اور مکھن پایا۔
﴿ابن ابی شیبہ المصنف﴾

وہ خصائص جو حضرت اسماعیل علیہ السلام کے مثل آپ ﷺ کو عطا ہوئے:

حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبح پر صبر عطا فرمایا گیا۔ اس کی نظیر شق صدر کے باب میں پہلے گزر چکی ہے بلکہ یہ شرف اس سے ابلغ ہے۔ اس لیے کہ شق صدر تو حقیقتاً واقع ہوا اور ذبح کا وقوع نہ ہوا۔
حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کے عوض فدیہ عطا فرمایا گیا اسی طرح نبی کریم ﷺ کے والد ماجد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے ذبح کے عوض فدیہ دیا گیا۔
حضرت اسماعیل علیہ السلام کو آب زمزم عطا فرمایا گیا۔ اسی طرح نبی کریم ﷺ کے دادا عبدالمطلب کو چاہ زمزم دیا گیا۔
حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو عربیت عطا فرمائی گئی، چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ یہ عربی زبان حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو بطریق الہام عطا ہوئی۔
﴿حاکم﴾
اور اس کی نظیر میں محدثین نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ سے انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا وجہ ہے کہ آپ ہم سب میں سب سے زیادہ فصیح اللسان ہیں باوجودیکہ آپ ہمارے درمیان سے کہیں باہر بھی تشریف نہیں لے گئے؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی زبان نابود ہو چکی تھی اس زبان کو حضرت جبرئیل علیہ السلام میرے پاس لائے اور اسے انہوں نے مجھے یاد کرایا۔
﴿ابونعیم﴾

وہ خصائص جو حضرت یعقوب علیہ السلام کے مثل آپ ﷺ کو عطا کیے گئے:

حضرت ابوالحسن احمد بن محمد بن اسمٰعیل رحمۃ اللہ علیہ نے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے نوح بن حبیب بذشی رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے حامد بن محمود رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے ابومسیرہ دمشقی رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے ابن عبدالعزیز تنوخی رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے ربیعہ رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث بیان کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب حضرت یعقوب علیہ السلام آئے تو آپ سے کہا گیا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو بھیڑیے نے کھا لیا ہے تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے بھیڑیے کو بلایا اور اس سے فرمایا: کیا تو نے میرے قرۃ العین اور جگر گوشہ کو کھایا ہے؟ اس نے جواب دیا: میں نے یہ گستاخی نہیں کی ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا تو کہاں سے آیا ہے اور کہاں جانے کا ارادہ رکھتا ہے؟ بھیڑیے نے کہا: میں سرزمین مصر سے آیا ہوں اور جرجان جانے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا: جرجان کس مقصد سے جانا چاہتا ہے؟ بھیڑیے نے کہا: میں نے آپ سے پہلے نبیوں سے سنا ہے۔ وہ فرماتے تھے کہ جو کوئی دوست یا کسی رشتہ دار سے ملاقات کرنے جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ہر قدم کے بدلے ایک ہزار نیکیاں لکھتا ہے اور اس

سے ایک ہزار برائیاں محو فرماتا ہے اور اس کے ایک ہزار درجے بلند کرتا ہے۔ یہ سن کر حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو بلایا اور فرمایا کہ اس حدیث (بات) کو لکھ لو۔ اس پر بھیڑیے نے ان کو حدیث بیان کرنے سے انکار کیا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا: کیا وجہ ہے کہ تو ان کو حدیث نہیں سناتا۔ بھیڑیے نے کہا: یہ سب نافرمان و گنہگار ہیں۔

﴿جرجانی امالی﴾

اس کی نظیر و مثل ہمارے نبی کریم ﷺ کو عطا فرمائی گئی کہ بھیڑیے نے کلام کیا، جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے دیئے گئے معجزات میں سے یہ ہے کہ ان کو اپنے فرزند کی جدائی کے ساتھ آزمایا گیا۔ اور انہوں نے اس حد تک صبر کیا کہ قریب تھا کہ غم سے وہ ہلاک ہو جائیں اور ہمارے نبی کریم ﷺ کو فرزندوں کا درد دیا گیا اور بیٹوں میں کسی کو بچپن کے سوا زندہ نہ رکھا گیا مگر آپ نے رضا و تسلیم کو اختیار کیا، اس بنا پر آپ کا صبر حضرت یعقوب علیہ السلام کے صبر سے فائق رہا۔

﴿ابونعیم﴾

وہ خصائص جو حضرت یوسف علیہ السلام کی مانند آپ ﷺ کو عطا ہوئے:

حضرت یوسف علیہ السلام کو ایسا حسن دیا گیا جو تمام انبیاء و مرسلین پر بلکہ تمام مخلوقات پر فائق تھا اور ہمارے حضور نبی کریم ﷺ کو ایسا جمال عطا فرمایا گیا کہ کسی فرد بشر کو آپ جیسا جمال نہ ملا، کیونکہ حضرت یوسف علیہ السلام کو حسن کا نصف حصہ دیا گیا اور ہمارے حضور نبی کریم ﷺ کو تمام حسن عطا کیا گیا، اس کا تذکرہ اول کتاب میں گزر چکا ہے۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت یوسف علیہ السلام کو ان کے والدین کی جدائی اور ان کی مسافرت اور وطن سے دوری کے ساتھ آزمایا گیا اور ہمارے نبی کریم ﷺ نے اپنے اہل و کنبہ اور دوست و احباب اور وطن کو چھوڑا اور اللہ تعالیٰ کی طرف ہجرت فرمائی۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خصوصیت:

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پتھر سے پانی کے چشمے ابلنے کا معجزہ دیا گیا۔ ایسا ہی معجزہ ہمارے نبی کریم ﷺ سے واقع ہوا، جیسا کہ اول بعثت کے ضمن میں پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔ مزید برآں یہ کہ آپ کی انگشتہائے مبارک کے درمیان سے پانی کے چشمے ابلے تھے۔

انگشتہائے مبارک سے پانی کا جاری ہونا زیادہ تعجب ہے۔ اس لیے کہ پتھر سے پانی کا نکلنا تو متعارف و معہود ہے لیکن گوشت اور خون کے درمیان سے پانی جاری ہونا نہ معروف ہے اور نہ معہود ہے۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بادل کے سایہ کرنے کا معجزہ دیا گیا اور یہ معجزہ ہمارے نبی کریم ﷺ کو بھی عطا ہوا

چنانچہ اس ضمن میں متعدد حدیثیں پہلے بیان ہو چکی ہیں، اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عصا کا معجزہ دیا گیا۔

﴿ابونعیم﴾

اس کی نظیر ہمارے نبی کریم ﷺ کو ایک تو چوبی ستون کے رونے میں ہے اور دوسری نظیر جو اژدھے کی صورت میں ظاہر ہونے کی شکل میں ہے وہ اس اونٹ کے قصہ میں ہے جسے ابو جہل نے دیکھا تھا۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ید بیضا کا معجزہ عطا ہوا اور اس کی نظیر وہ نور ہے جو حضرت طفیل رضی اللہ عنہ کی پیشانی میں بطور نشانی ظاہر ہوا۔ پھر حضرت طفیل رضی اللہ عنہ نے مثلہ ہونے کا خوف ظاہر کیا تو وہ فوراً ان کے کوڑے کی نوک پر منتقل کر دیا گیا۔ جیسا کہ حضرت طفیل رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کے باب میں پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دریا پھاڑ کر راستہ بنانے کا معجزہ دیا گیا بلاشبہ اس کی نظیر اسرار کے باب میں پہلے گزر چکی ہے کہ وہ دریا جو زمین و آسمان کے درمیان حضور نبی کریم ﷺ کیلئے پھاڑ ا گیا یہاں تک کہ آپ نے اسے عبور کیا اور آگے گئے۔

اور ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے اسکی نظیر میں وہ روایت بیان کیا ہے جو احیاء موتی کے باب میں علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کے قصہ میں گزر چکی ہے اور آخر کتاب میں بھی آئے گی اور اس کی مانند بکثرت واقعات ہیں۔

اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو من وسلویٰ عطا فرمایا گیا۔ ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس کی نظیر میں غنیموں کے حلال ہونے اور جم غفیر کا تھوڑے سے کھانے سے شکم سیر کر دینے کے واقعات ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم پر طوفان، ٹڈیاں، کھٹمل، مینڈک اور خون کی بد دعا کی۔

- اس کی نظیر میں نبی کریم ﷺ کی وہ بد دعائیں ہیں جو اپنی قوم پر قحط سالی کے ضمن میں ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے دعا کی:

وَعَجِلْتُ اِلَیْکَ رَبِّ لِتَرْضٰی

﴿سورۂ طٰہٰ﴾

ترجمہ: ''بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ۔''

- اور اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کیلئے فرمایا:

وَاَلْقَیْتُ عَلَیْکَ مَحَبَّۃً مِّنِّیْ

﴿سورۂ طٰہٰ﴾

ترجمہ: ''اور میں نے تجھ پر اپنی طرف کی محبت ڈالی۔''

- اور اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حق میں فرمایا:

قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ

﴿سورۂ آل عمران﴾

ترجمہ: ''اے محبوب! تم فرما دو کہ لوگو! تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ، اللہ تعالیٰ تمہیں دوست رکھے گا۔''

وہ خصائص جو حضرت یوشع علیہ السلام کی طرح آپ ﷺ کو عطا ہوئے:

حضرت یوشع علیہ السلام جب قوم جبارین سے جنگ کر رہے تھے تو ان کیلئے آفتاب کو غروب ہونے سے روک دیا گیا۔ جیسا کہ شب معراج کے واقعات میں گزر چکا ہے اور اس سے زیادہ عجیب یہ ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی نماز عصر فوت ہوئی تو اس وقت حضور نبی کریم ﷺ کی دعا سے ڈوبے ہوئے سورج کو واپس لایا گیا۔

وہ خصائص جو حضرت داؤد علیہ السلام کی مثل آپ ﷺ کو عطا ہوئے:

حضرت داؤد علیہ السلام کو پہاڑوں کی تسبیح کا معجزہ دیا گیا اور اس کی نظیر میں ہمارے نبی کریم ﷺ کو کنکریوں اور کھانوں کی تسبیح کا معجزہ دیا گیا جیسا کہ اس کے باب میں پہلے گزر چکا ہے۔

اور حضرت داؤد علیہ السلام کو پرندوں کی تسخیر کا معجزہ دیا گیا اور ہمارے نبی کریم ﷺ کو تمام حیوانات کی تسخیر کا معجزہ دیا گیا جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔

اور حضرت داؤد علیہ السلام کو لوہے کے نرم ہونے کا معجزہ دیا گیا۔ بے شک ہمارے نبی کریم ﷺ کو پتھروں اور بڑی بڑی چٹانوں کے نرم ہو جانے کا معجزہ دیا گیا، چنانچہ غزوۂ احد میں جب مشرکوں کی نظروں سے پوشیدہ ہونے کیلئے پہاڑ کی طرف اپنے سر مبارک کو جھکایا تا کہ آپ کا جسم اقدس مشرکوں کی نظروں سے پوشیدہ ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے پہاڑ کو آپ کیلئے نرم کر دیا، یہاں تک کہ آپ کا سر مبارک پہاڑ میں داخل ہو گیا اور یہ معجزہ اب تک ظاہر و باقی ہے لوگ اس مقام کی زیارت کرتے ہیں۔ اسی طرح مکہ مکرمہ میں ایسی گھاٹیاں موجود ہیں جہاں سخت پتھر اور نبی کریم ﷺ نے اپنی نماز میں ان جگہوں پر آرام فرمایا تھا اور وہ پتھر آپ کیلئے نرم ہو گئے تھے یہاں تک کہ آپ کی پنڈلیوں اور بازوؤں کا نشان ان میں موجود ہے۔

اور یہ معجزہ مشہور ہے۔ یہ معجزہ زیادہ عجیب ہے۔ اس لیے کہ لوہے کو آگ نرم کر دیتی ہے مگر ایسی آگ کہیں نہیں کہ اس نے پتھر کو نرم کر دیا ہو۔

اور حضرت داؤد علیہ السلام کو غار پر مکڑی کا جالا تننے کا معجزہ دیا گیا، یہ معجزہ بھی ہمارے نبی کریم ﷺ سے واقع ہوا ہے۔ جیسا کہ ہجرت کے واقعہ میں غار ثور کے ضمن میں گزر چکا ہے۔

﴿ابو نعیم﴾

وہ خصائص جو حضرت سلیمان علیہ السلام کی مانند آپ ﷺ کو عطا کیے گئے:

حضرت سلیمان علیہ السلام کو ملک عظیم دیا گیا اور ہمارے نبی کریم ﷺ کو وہ چیز عطا فرمائی گئی جو ملک عظیم سے اعظم ہے وہ روئے زمین کے خزانوں کی کنجیاں ہیں۔

اور حضرت سلیمان علیہ السلام کو ہوا عطا فرمائی گئی جو کہ صبح کو ایک مہینے کی مسافت اور شام کو ایک مہینہ کی مسافت تک ان کو لے جاتی تھی اور ہمارے نبی کریم ﷺ کو وہ چیز عطا فرمائی گئی جو اس سے اعظم ہے۔ وہ براق ہے جو پچاس ہزار برس کی مسافت کو تہائی رات سے کم کی مدت میں طے کر کے ایک ایک آسمان میں

حضور نبی کریم ﷺ کو لے گیا اور وہاں کے عجائب دکھائے اور جنت کی سیر کرائی اور دوزخ کا معائنہ کرایا۔

اور حضرت سلیمان علیہ السلام کیلئے جنات مسخر کیے گئے اور وہ ان سے بھاگتے تھے تو ان کو زنجیروں سے باندھ کر سزا دیتے تھے اور ہمارے نبی کریم ﷺ کے پاس جنات کے وفود رغبت وشوق اور ایمان دار ہو کر آئے اور حضور نبی کریم ﷺ کے شیاطین ومردہ کو مسخر کیا گیا یہاں تک کہ آپ نے ارادہ فرمایا ان شیاطین کو جن کو آپ نے پکڑا تھا، مسجد کے ستونوں سے باندھ دیں، اس کا قصہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔

اور حضرت سلیمان علیہ السلام پرندوں کی بولیوں کو جانتے تھے اور ہمارے نبی کریم ﷺ کو تمام حیوانات کی بولیوں کا فہم عطا فرمایا گیا۔ مزید برآں یہ کہ درخت، پتھر اور عصا کی بات آپ ﷺ نے سمجھی۔ یہ تمام واقعات پہلے گزر چکے ہیں۔

﴿ابونعیم﴾

وہ خصائص جو حضرت یحییٰ بن زکریا علیہ السلام کی مثل آپ ﷺ کو عطا ہوئے:

حضرت یحییٰ بن زکریا علیہ السلام کو بچپن میں حکمت دی گئی اور وہ بغیر صدور معصیت رویا کرتے تھے اور مسلسل روزے رکھا کرتے تھے۔

اور ہمارے نبی کریم ﷺ کو اس سے افضل شرف عطا فرمایا گیا، اس لیے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام بت پرستی اور جاہلیت کے زمانے میں نہ تھے اور ہمارے نبی کریم ﷺ اوثان اور جاہلیت کے زمانے میں مبعوث ہوئے تھے۔ اس کے باوجود آپ کو بت پرستوں اور شیطانی ٹولوں کے درمیان بچپن میں فہم و حکمت عطا فرمائی گئی اور آپ نے کبھی بھی بتوں پر دلچسپی نہیں لی، اور نہ ان بت پرستوں کے ساتھ ان کی خوشیوں میں شریک ہوئے اور نہ آپ سے کبھی جھوٹی بات مسموع ہوئی۔ نہ بچوں کی مانند کھیل کود کی طرف میلان طبع ہوا، اور آپ ہفتوں مسلسل روزے رکھا کرتے تھے۔ (صوم وصال کے دوران) فرمایا کرتے میں اس حال میں رات گزارتا ہوں کہ میرا رب مجھے کھلاتا پلاتا ہے اور آپ رویا کرتے تھے کہ آپ کے سینہ اقدس سے ہانڈی کے جوش مارنے کی مانند آواز سنائی دیا کرتی تھی۔

﴿ابونعیم﴾

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر کوئی یہ کہے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام تو حصور تھے اور حصور تو اسے کہا جاتا ہے جو عورت کے پاس نہ گیا ہو تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہمارے نبی کریم ﷺ کی بعثت ورسالت تمام مخلوق کی طرف ہے، اس لیے آپ ﷺ کو نکاح کرنے کا حکم فرمایا گیا تاکہ ساری مخلوق نکاح میں اقتداء کرے۔ اس لیے کہ نفوس کی پیدائشی خصلت ہی اس پر ہے کہ وہ شہوت کی حالت میں عورت کے پاس جائے۔

وہ خصائص جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مثل آپ کو عطا ہوئے:

- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَرَسُوْلًا اِلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ اَنِّیْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰیَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۙ اَنِّیْٓ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّیْنِ كَهَیْـَٔةِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْهِ فَیَكُوْنُ طَیْرًا ۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَ اُبْرِئُ الْاَكْمَهَ

کریم ﷺ کی امت کے بہت سے لوگوں کیلئے واقع ہوئی ہے۔ چنانچہ میان میں سے حضرت عامر بن فہیرہ، حضرت خبیب اور حضرت العلاء ابن الحضرمی رضی اللہ عنہم ہیں۔ ان کا تذکرہ گزشتہ ابواب میں کیا جا چکا ہے۔
﴿ابونعیم﴾

نبی کریم ﷺ کے وہ خصائص جو کسی نبی کو عطا نہ ہوئے

ابوسعید نیشاپوری نے ''شرف المصطفیٰ'' میں ان فضائل کا ذکر کیا ہے جن کے ساتھ حضور نبی کریم ﷺ کو تمام انبیاء علیہم السلام پر فضیلت دی گئی ہے ایسے مخصوص فضائل ساٹھ ہیں۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ کسی اور نے حضور نبی کریم ﷺ کے فضائل کو اس طرح شمار کیا ہو، البتہ میں نے خود احادیث و آثار میں اس کی جستجو کی ہے اور میں نے مذکورہ تعداد کو پایا ہے، اور تین فضیلتیں اس کی مانند اس کے ساتھ پائی ہیں اور ان فضائل کو میں نے چار قسموں میں دیکھا ہے۔

ایک قسم تو وہ ہے جو حضور نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس میں دنیا کے اندر مختص فرمائے گئے ہیں اور دوسری قسم فضائل کی وہ ہے جو آخرت میں آپ ﷺ کے ساتھ مخصوص ہیں اور تیسری قسم وہ ہے جو آپ کی امت کے ساتھ دنیا میں مخصوص کیے گئے ہیں اور چوتھی قسم وہ ہے جو آپ ﷺ کی امت کے ساتھ آخرت میں مخصوص کی گئی ہے، اب میں ان چار قسموں کو تفصیل کے ساتھ ابواب میں بیان کرتا ہوں۔

چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ اس وقت بھی نبی تھے جبکہ حضرت آدم علیہ السلام ابھی خمیر میں تھے جو میثاق اللہ نے انبیاء علیہم السلام سے لیا، ان میں آپ مقدم تھے، اس کا ذکر پہلے آ چکا ہے اور یہ کہ جس دن اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ'' کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ تو سب سے پہلے حضور نبی کریم ﷺ نے بلیٰ (ہاں) فرمایا تھا۔

اور یہ کہ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق اور تمام مخلوقات کی تخلیق آپ ہی کی وجہ سے ہوئی۔ اور یہ کہ آپ کا اسم شریف عرش، آسمانوں، جنتوں اور تمام ان چیزوں پر لکھا ہوا تھا جو ملکوت سموات میں ہیں اور یہ کہ فرشتے ہر گھڑی آپ کا ذکر کرتے ہیں اور یہ کہ آپ کا اسم شریف حضرت آدم علیہ السلام کے عہد میں اذانوں میں لیا جاتا رہا اور ملکوت اعلیٰ میں ذکر ہوتا رہا، اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے تمام نبیوں سے اور حضرت آدم علیہ السلام سے یہ وعدہ لیا کہ جو لوگ ان کے بعد ہوں وہ سب حضور نبی کریم ﷺ پر ایمان لائیں آپ ﷺ کی نصرت کریں اور یہ کہ کتب سابقہ میں آپ ﷺ کی تشریف آوری کی بشارتیں دی گئیں اور ان کتابوں میں آپ ﷺ کی نعت اور آپ کے اصحاب وخلفاء اور آپ ﷺ کی امت کی نعت بیان کی گئی اور یہ کہ ابلیس لعین کو آپ ﷺ کی ولادت کی وجہ سے آسمانوں سے روک دیا گیا اور یہ کہ ایک قول کے بموجب (بوقت ولادت) آپ ﷺ کا شق صدر ہوا اور یہ کہ آپ کے پشت مبارک میں آپ ﷺ کے

سے چند روز روک دیا تھا۔"

- اور قرآن تدریجاً نازل ہوا ہے

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْآنُ جُمْلَةً وَاحِدَةً ۚ كَذَٰلِكَ لِنُثَبِّتَ بِهِ فُؤَادَكَ ۖ وَرَتَّلْنَاهُ تَرْتِيلًا

﴿سورۃ الفرقان﴾

ترجمہ: "اور کافر بولے قرآن ان پر ایک ساتھ کیوں نہ اتارا، ہم نے یوں ہی بتدریج اتارا ہے کہ اس سے تمہارا دل مضبوط کریں۔"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کوئی نبی ایسا نہیں ہے مگر یہ کہ اس نبی کو اس کی مانند معجزہ دیا گیا جس پر بشر ایمان لائے بلاشبہ جو چیز مجھے عطا فرمائی گئی ہے وہ وحی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی فرمایا اور میں امید رکھتا ہوں کہ میں قیامت کے اعتبار سے تمام نبیوں سے ممتاز ہوں گا۔ یعنی میری امت سب سے زیادہ ہوگی۔

﴿بخاری﴾

- حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے آیت کریمہ

لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ

﴿سورۃ حم السجدہ﴾

ترجمہ: "باطل کو اس کی طرف راہ نہیں۔"

کی تفسیر میں روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کو شیطان کے شر سے محفوظ رکھا ہے لہٰذا نہ کوئی اس میں باطل کا اضافہ کر سکتا ہے اور نہ کوئی اس میں سے حق کو نکال سکتا ہے۔

﴿بیہقی﴾

ایک یہودی کا قرآن کی وجہ سے مسلمان ہونا:

حضرت یحییٰ بن اکثم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ خلیفہ مامون کے پاس ایک یہودی آیا اور اس یہودی نے بہت اچھی گفتگو کی۔ پھر مامون نے اس یہودی کو اسلام کی دعوت دی مگر اس نے انکار کیا جب ایک سال گزر گیا تو وہ یہودی ہمارے پاس مسلمان ہو کر آیا اور اس نے فقہ پر بہت اچھی گفتگو کی۔ مامون نے اس سے پوچھا تیرے اسلام لانے کا واقعہ کیا ہے؟

اس یہودی نے کہا جب میں آپ کے پاس سے گیا تو میں نے چاہا کہ میں تمام دینوں کا امتحان لوں۔ چنانچہ میں نے پہلے توریت کو شروع کیا اور اس کے تین نسخے لکھے اور میں نے اس میں کمی و زیادتی کی۔ پھر میں ان نسخوں کو لے کر کنیسہ میں گیا تو انہوں نے وہ نسخے مجھ سے خرید لیے۔ اس کے بعد میں نے انجیل کی طرف توجہ دی اور میں نے اس کے تین نسخے لکھے جن میں میں نے کمی و زیادتی کی اور ان کو لے جا کر گرجا میں گیا تو انہوں نے وہ نسخے مجھ سے خرید لیے۔ پھر میں قرآن کی

طرف قصد کیا اور میں نے اس کے تین نسخے لکھے اور میں نے اس میں بھی کمی و زیادتی کی اور ان اوراق کو لے مسلمانوں کے پاس گیا تو مسلمانوں نے اسے بغور پڑھا جب انہوں نے اس میں کمی و زیادتی پائی تو انہوں نے ان ورقوں کو میرے منہ پر مار دیا اور نہیں خریدا، اس وقت میں نے جان لیا کہ یہ کتاب محفوظ ہے۔ تو یہ واقعہ میرے اسلام لانے کا ہے۔

حضرت یحییٰ بن اکثم رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ میں اسی سال حج کو گیا تو میں حضرت سفیان بن عیینہ رضی اللہ عنہ سے ملا اور ان سے یہ واقعہ بیان کیا، اس پر انہوں نے مجھ سے فرمایا: اس واقعہ کی صداقت اللہ تعالیٰ کی کتاب میں موجود ہے۔ میں نے پوچھا وہ کس جگہ ہے؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس ارشاد میں: "فِی التَّوْرٰاۃِ وَالْاِنْجِیْلِ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ کِتَابِ اللہِ (سورۃ المائدہ) تو اللہ تعالیٰ نے توریت و انجیل کی حفاظت ان امتوں کے ذمہ رکھی مگر انہوں نے اسے ضائع کر دیا لیکن قرآن کریم کے بارے میں فرمایا:

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ

﴿سورۃ المائدہ﴾

تو اللہ نے قرآن کریم کی حفاظت ہمارے ذمہ نہیں کی بلکہ اپنے ذمے رکھی اسلئے وہ ضائع نہیں ہوا۔

﴿بیہقی﴾

تمام آسمانی کتب کے علوم قرآن میں ہیں:

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک سو چار کتابیں نازل فرمائیں اور کتابوں کے علوم چار کتابوں میں جمع فرمائے، وہ چار کتابیں توریت، انجیل، زبور اور قرآن مجید ہے۔ اسکے بعد توریت و انجیل و زبور کے علوم کو فرقان حمید میں جمع فرما دیا۔

﴿بیہقی شعب الایمان﴾

حضرت سعید بن منصور رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جو تحصیل علم کا ارادہ رکھتا ہے اسے لازم ہے کہ قرآن پڑھے کیونکہ اس میں اولین و آخرین کا علم ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اس قرآن کریم میں تمام علوم نازل فرمائے ہیں اور اس میں ہمارے لیے ہر چیز کو بیان کیا ہے لیکن ہمارے علوم جو کچھ قرآن کریم میں ہمارے لیے بیان کیے گئے اس سے قاصر ہے۔

﴿ابن جریر، ابن حاتم﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر اللہ تعالیٰ کسی چیز سے غافل ہوتا تو وہ ذرہ رائی اور مچھر سے ضرور غافل ہوتا۔ (لیکن اللہ تعالیٰ کا علم ہر شے پر محیط ہے۔)

﴿ابوالشیخ کتاب العظمت﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ پہلے کتابیں جو نازل ہوئی تھیں، وہ ایک ہی باب اور ایک ہی حرف یعنی مضمون پر نازل ہوتی تھیں اور قرآن سات ابواب اور سات

ترغیب پر نازل ہوا جس میں زجر، امر، حلال، حرام، محکم، متشابہ اور امثال ہیں۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ایک حرف پر قرآن مجھے پڑھایا۔ میں نے ان سے مراجعت کی اور برابر زیادہ چاہتا رہا اور وہ میرے لیے زیادہ کرتے رہے یہاں تک کہ سات حرفوں تک منتہی ہو گیا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میرے رب نے میرے پاس فرشتہ بھیجا کہ میں ایک حرف پر قرآن کو پڑھوں تو میں نے اس فرشتہ کو واپس بھیجا کہ میں دو حرفوں پر پڑھوں مگر میں نے پھر اپنی امت کی سہولت کیلئے اسے واپس بھیجا تو اللہ تعالیٰ نے اسے میری طرف بھیجا کہ میں سات حرفوں پر قرآن پڑھوں۔

﴿مستغفری﴾

حضرت ابو میسرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ قرآن ہر زبان (لغت عرب) کے ساتھ نازل ہوا ہے اور ابن ابی شیبہ نے حضرت ضحاک رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل روایت کی ہے۔

﴿ابن ابی شیبہ، مصنف ابن جریر﴾

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ کوئی صفت ایسی نہیں ہے کہ اس کا کوئی جز قرآن میں نہ ہو۔ کسی نے ان سے پوچھا رومی لغت کا کونسا جز قرآن میں ہے؟ فرمایا: "فصرهن" ہے جو "قطعهن" کے معنی میں ہے۔

﴿ابن المنذر﴾

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی تمام نازل کردہ کتابوں پر قرآن کریم کی فضیلت تین ایسی فضیلتوں کے ساتھ ہے جو قرآن کریم کے سوا کسی اور کتاب میں نہیں ہے۔

نبی کریم ﷺ کا وہ معجزہ جو قیامت تک باقی رہے گا

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہ معجزہ جو قیامت تک باقی و مستمر ہے وہ قرآن کریم ہے اور تمام انبیاء علیہم السلام کے معجزات اپنے وقت کے ساتھ تھے۔ یہ خصوصیت شیخ عزالدین بن عبدالسلام رحمۃ اللہ علیہ نے خصائص میں شمار کی ہے اور یہ نبی کریم ﷺ کے معجزات تمام انبیاء علیہم السلام سے زیادہ ہیں چنانچہ ایک قول کے بموجب ایک ہزار معجزات اور ایک قول کے بموجب تین ہزار معجزات تک ان کی گنتی پہنچتی ہے۔ اسے حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا۔

حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کے معجزات باوجود کثرت کے دوسرے معنی بھی رکھتے ہیں۔ وہ یہ کہ آپ ﷺ کے سوا کسی اور نبی کے معجزات میں وہ معنی نہیں ہیں جو اختراع اجسام کی طرف راجع

پائے جائیں یا شخص واحد پر خصوصیت ہو یہ نبی کریم ﷺ کے معجزات میں ہی ہے۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جو بات کہ نبی کریم ﷺ کے خصائص میں شمار کی جاتی ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ وہ تمام معجزات و فضائل جو جدا جدا ہر نبی کو دیے گئے وہ سب کے سب حضور نبی کریم ﷺ کو عطا ہوئے اور آپ کے سوا کسی اور نبی میں وہ مجتمع نہیں ہیں بلکہ آپ ہر نوع کے معجزات کے ساتھ مختص ہوئے۔

حضرت ابن عبد السلام رحمۃ اللہ علیہ نے حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے پتھروں کا سلام کرنا اور ستون چوب کا رونا بھی شمار کیا ہے اور فرمایا۔ اس کی مانند معجزہ کسی نبی کیلئے ثابت نہیں ہے اور انہوں نے انگشت ہائے مبارک کے درمیان سے پانی جاری ہونے کو بھی خصائص میں شمار کیا ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ کا خاتم النبیین ہونے کے ساتھ اختصاص:

اور یہ کہ حضور نبی کریم ﷺ کی بعثت تمام نبیوں کے آخر میں ہے اور یہ کہ آپ ﷺ کی شریعت قیامت تک باقی رہنے والی ہے اور یہ کہ آپ کی شریعت آپ سے پہلی تمام شریعتوں کی ناسخ ہے اور یہ کہ اگر انبیاء کرام علیہم السلام آپ کے عہد مبارک کو پائیں تو ان پر آپ کا اتباع واجب ہے۔

- چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ

﴿سورۃ الاحزاب﴾

ترجمہ: ''محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں۔''

- اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ

﴿سورۃ المائدہ﴾

ترجمہ: ''اور اے محبوب! ہم نے تمہاری طرف سچی کتاب اتاری اگلی کتابوں کی تصدیق فرماتی اور ان پر محافظ و گواہ۔''

- اور ارشاد خداوندی ہوتا ہے:

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ

﴿سورۃ الفتح﴾

ترجمہ: ''وہی اللہ ہے جس نے اپنا رسول ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اسے سب دینوں پر غالب کرے۔''

ابن سبع رحمۃ اللہ علیہ نے ان دونوں آیتوں سے آپ کی شریعت تمام آپ سے پہلی شریعتوں کے ناسخ ہونے پر استدلال کیا ہے۔

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس

آیا اور میرے ساتھ ایک کتاب تھی جو کسی اہل کتاب نے مجھے دی تھی۔ اس وقت حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر آج حضرت موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو ان کیلئے کوئی گنجائش نہ تھی۔ بجز اس کے کہ وہ میری اتباع کرتے۔

﴿دارمی﴾

سرکار دو عالم ﷺ کے خصائص میں سے ہے کہ قرآن کریم میں ناسخ و منسوخ ہے:

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ کی کتاب میں ناسخ و منسوخ ہے۔

- چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰیَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَیْرٍ مِّنْهَاۤ اَوْ مِثْلِهَا ؕ

﴿سورۃ البقرہ﴾

ترجمہ: "جب کوئی آیت ہم منسوخ فرمائیں یا بھلا دیں تو اس سے بہتر یا اس جیسی لے آئیں گے۔"

اور اس کی مثل تمام کتابوں میں ہے۔ اسی بناء پر یہود نسخ کا انکار کرتے ہیں اور نسخ میں بعید یہ ہے کہ گزشتہ تمام کتابیں دفعۃً واحدۃً یعنی ایک دم ہی نازل ہوتی رہیں لہٰذا ان میں ناسخ و منسوخ کا تصور تک نہیں کیا جا سکتا۔ اس لیے کہ ناسخ کیلئے شرط یہ ہے کہ وہ نزول میں منسوخ سے متاخر ہو۔

نبی کریم ﷺ کو عرش کے خزانے سے عطا کیا گیا:

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں یہ ہے کہ آپ کو عرش کے خزانہ میں سے عطا فرمایا گیا اور اس میں سے کسی نبی کو نہیں دیا گیا۔

- (اس موضوع پر حدیث چند ابواب کے بعد آئے گی۔)

نبی کریم ﷺ کی دعوت تمام لوگوں کی طرف تھی:

نبی کریم ﷺ کی دعوت تمام لوگوں کی طرف تھی اور یہ کہ آپ کے متبعین تمام نبیوں کے متبعین سے زیادہ ہوں گے اور یہ کہ رسالت بالاجماع جنات کی طرف بھی ہے اور ایک قول کے مطابق فرشتوں کی طرف بھی۔ اور یہ کہ آپ کتاب الٰہی کو زبان سے پڑھتے تھے باوجود یکہ لکھتے نہ تھے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ

﴿سورۃ سبا﴾

ترجمہ: "اے محبوب! ہم نے تم کو نہیں بھیجا مگر ایسی رسالت سے جو تمام آدمیوں کو گھیرنے والی ہے۔"

- اور اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِیَكُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرَا ۙ

﴿سورۃ الفرقان﴾

ترجمہ: ''بڑی برکت والا ہے وہ کہ جس نے اتارا قرآن اپنے بندہ پر جو سارے جہان کو ڈر سنانے والا ہے۔''

پانچ مخصوص چیزیں:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ مجھے پانچ چیزیں ایسی ملی ہیں کہ مجھ سے پہلے کسی اور نبی کو وہ عطانہ ہوئیں۔

(۱) ایک ماہ کی مسافت تک رعب کے ساتھ میری نصرت کی گئی۔

(۲) اور ساری زمین میرے لیے مسجد اور پاک کرنے والی بوقت ضرورت بنائی گئی، تو میری امت کا ہر شخص جہاں بھی نماز کا وقت پائے تو اسے وہیں پڑھنی چاہیے۔

(۳) اور میرے لیے غنیمتوں کو حلال کیا گیا، اور یہ مجھ سے پہلے کسی کیلئے حلال نہ ہوئی۔

(۴) اور مجھے شفاعت عطا کی گئی۔

(۵) اور ہر نبی اپنی قوم کی طرف مبعوث ہوتا تھا مگر میری بعثت تمام لوگوں کی طرف عام ہے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

✿ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے پانچ چیزیں ایسی عطا کی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو عطانہ ہوئیں۔

(۱) میرے لیے ساری زمین مسجد وطہور بنائی گئی، حالانکہ کسی نبی کیلئے جائز نہ تھا کہ وہ اپنی محراب میں پہنچے بغیر نماز پڑھے۔

(۲) اور ایک ماہ کی مسافت تک رعب کے ساتھ میری نصرت فرمائی گئی۔ مشرکین میرے سامنے ہوتے مگر اللہ تعالیٰ ان کے دلوں میں میرا رعب ڈال دیتا ہے۔

(۳) اور نبی خاص اپنی قوم کی طرف ہی مبعوث ہوتے تھے مگر مجھے جن وانس کی طرف مبعوث فرمایا گیا۔

(۴) اور انبیاء کرام علیہم السلام پانچواں حصہ نکالا کرتے تھے اور آگ آکر اسے کھالیا کرتی تھی، لیکن مجھے حکم دیا گیا کہ میں اسے اپنی امت کے فقراء کے درمیان تقسیم کردوں۔

(۵) اور کوئی نبی ایسا نہیں ہے مگر یہ کہ اسے ایک سوال دیا گیا مگر میں نے اپنی دعا کو امت کی شفاعت کیلئے اٹھا رکھا ہے۔

﴿تاریخ بخاری، بزار، بیہقی، ابونعیم﴾

دس باتوں کی بشارت:

حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ باہر تشریف لائے تو فرمایا! میرے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے انہوں نے کہا کہ باہر جا کر اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کا اظہار وبیان فرمایئے جو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر فرمائی ہے تو انہوں نے مجھے دس باتوں کی بشارت دی جو مجھ سے

ترجمہ: "بے شک ہم نے تمہارے لیے روشن فتح فرما دی تا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے۔"
گویا اس میں حضور نبی کریم ﷺ کے لئے برات ہے۔

لوگوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا اور تمام نبیوں پر آپ ﷺ کی فضیلت کیا ہے؟ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔
وما ارسلنک من رسول الا بلسان قومہ

﴿سورۃ ابراہیم﴾

ترجمہ: "اور ہم نے ہر رسول اس کی قوم ہی کی زبان میں بھیجا۔"
✿ مگر حضور نبی کریم ﷺ کے حق میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:
وما ارسلنک الا کافۃ للناس

﴿سورۃ سبا﴾

ترجمہ: "اے محبوب! ہم نے تم کو نہیں بھیجا مگر ایسی رسالت سے جو تمام آدمیوں کو گھیرنے والی ہے۔"
لہٰذا حضور نبی کریم ﷺ کی رسالت انس و جن کی طرف ہے۔

﴿ابو یعلیٰ، طبرانی، بیہقی﴾

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں ہر اس شخص کا رسول ہوں جس کو میں نے زندگی میں پایا اور وہ جو میرے بعد پیدا ہوگا۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت خالد بن معدان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا مجھے تمام لوگوں کی طرف مبعوث فرمایا گیا ہے۔ اب اگر تمام لوگ میری دعوت قبول نہ کریں گے تو میں عرب کی طرف ہوں اور اگر تمام عرب قبول نہ کریں گے تو میں قریش کی طرف ہوں اور اگر تمام قریش قبول نہ کریں گے تو بنی ہاشم کی طرف ہوں اور اگر بنی ہاشم بھی قبول نہ کریں گے تو میں اپنی ذات کی طرف رسول ہوں۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں تمام نبیوں سے متبعین میں زیادہ ہوں۔

﴿مسلم﴾

زیادہ امت:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا روز قیامت میری امت میرے ساتھ سیل رواں کی مانند آئے گی جس طرح رات چھا جاتی ہے اسی طرح میری امت لوگوں پر چھا

جائے گی۔ اس وقت فرشتے کہیں گے کہ تمام نبیوں کے ساتھ جتنی امتیں ہیں ان سب سے زیادہ امت محمد مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ہے۔

﴿بزار﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کسی نبی کی اتنی تصدیق نہیں کی گئی جتنی تصدیق میری کی گئی ہے۔ بے شک کوئی نبی ایسا ہے جو ایک کے کہ اس کی امت میں سے کسی نے اس کی تصدیق نہ کی۔

﴿مسلم﴾

حضور نبی کریم ﷺ تمام جن وانس کے رسول ہیں:

اس پر اجماع ہے کہ نبی کریم ﷺ تمام انس وجن کی طرف مبعوث ہوئے ہیں، البتہ فرشتوں کی جانب آپ کی بعثت میں اختلاف ہے اور وہ قول جسے امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے ترجیح دی ہے یہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ فرشتوں کی طرف بھی مبعوث ہیں۔ اس قول پر وہ اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں جسے حضرت عبدالرزاق رضی اللہ عنہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ اہل زمین کی صفیں آسمان والوں کی صفوں پر ہیں، جب زمین والوں کی آمین آسمان والوں کی آمین سے موافقت کر جاتی ہے تو بندے کیلئے مغفرت ہوتی ہے۔

آپ ﷺ کی بعثت رحمۃ للعالمین ہے:

آپ ﷺ کی یہ خصوصیت ہے کہ آپ ﷺ کی بعثت رحمۃ للعالمین ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَآ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ

﴿سورۃ الانبیاء﴾

ترجمہ: "نہیں بھیجا ہم نے آپ کو سارے جہان کی رحمت کیلئے"

- اور فرمایا:

وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَهُمۡ وَاَنۡتَ فِیۡهِمۡ

﴿سورۃ الانفال﴾

ترجمہ "اور نہیں ہے اللہ تعالیٰ کہ کافروں پر عذاب کرے جب تک کہ اے محبوب! تم ان میں ہو۔"

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے سارے جہاں کیلئے رحمت اور متقین کیلئے ہدایت بنا کر مبعوث فرمایا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ کسی نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! آپ مشرکوں پر عذاب کی دعا کیوں نہیں مانگتے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے رحمت کیلئے بھیجا گیا ہے۔

﴿مسلم﴾

✿ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے آیہ کریمہ

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ

کے تحت روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: جو ایمان لے آیا اس کیلئے دنیا و آخرت میں رحمت تمام ہوگئی اور جو ایمان نہیں لایا وہ اس چیز سے محفوظ ہے جو دنیا میں جلد ہی خسف، مسخ اور قذف کی شکل میں نمودار ہو کیونکہ اس عذاب میں گزشتہ امتیں بھی مبتلا ہوئیں۔

﴿ابن جریر، ابن ابی حاتم، طبرانی، بیہقی﴾

اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات کی قسم یاد فرمائی:

✿ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لَعَمْرُکَ اِنَّهُمْ لَفِیْ سَکْرَتِهِمْ یَعْمَهُوْنَ

﴿سورۃ الحجر﴾

ترجمہ: ''اے محبوب! تمہاری جان کی قسم بے شک وہ اپنے نشہ میں بھٹک رہے ہیں۔''

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی مخلوق پیدا نہیں کی اور کوئی جان ایسی پیدا نہیں کی جو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے نزدیک مکرم ہو اور اللہ تعالیٰ نے کبھی کسی کی حیات کی قسم یاد نہیں فرمائی مگر اس نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات کی قسم یاد فرمائی۔ چنانچہ فرمایا:

لَعَمْرُکَ اِنَّهُمْ لَفِیْ سَکْرَتِهِمْ یَعْمَهُوْنَ

﴿سورۃ الحجر﴾

یعنی ''وَحَیَاتِکَ یَا مُحَمَّد'' آپ کی حیات کی قسم اے محبوب!

﴿ابو یعلیٰ، ابن مردویہ، بیہقی، ابو نعیم، ابن عساکر﴾

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمزاد مسلمان ہوگیا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو باتوں میں مجھے تمام نبیوں پر فضیلت دی گئی ایک میرا ہمزاد کافر تھا، اللہ تعالیٰ نے اس پر میری مدد فرمائی، یہاں تک کہ وہ ہمزاد مسلمان ہوگیا۔ راوی نے کہا: میں دوسری بات بھول گیا ہوں۔

﴿بزار﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو باتوں میں مجھے حضرت آدم علیہ السلام پر فضیلت دی گئی، ایک یہ کہ میرا شیطان یعنی ہمزاد کافر تھا، اللہ تعالیٰ نے اس پر میری مدد فرمائی۔ یہاں تک کہ وہ مسلمان ہوگیا اور دوسری بات یہ کہ میری تمام ازواج میرے لیے مددگار ہیں، حالانکہ حضرت آدم علیہ السلام کا شیطان کافر تھا اور ان کی زوجہ ان کی خطا پر مددگار تھیں۔

﴿بیہقی، ابو نعیم﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے

يَا دَاوُدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِي الْاَرْضِ (سورۃ ص)

يَا زَكَرِيَّا اِنَّا نُبَشِّرُكَ . . . . (سورۃ مریم)

يَا يَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ . . . . (سورۃ مریم)

نبی کریم ﷺ کا نام لے کر پکارنا امت کیلئے حرام ہے

نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ امت پر حرام ہے کہ آپ ﷺ کو آپ کے نام مبارک کے ساتھ پکارے بخلاف تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے کہ ان کی امتیں ان کو ان کے نام سے پکارتی تھیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان امتوں کی حکایت میں فرمایا:

قَالُوْا يٰمُوْسَى اجْعَلْ لَّنَا اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ

﴿سورۃ الاعراف﴾

ترجمہ: "بولے اے موسیٰ! ہمیں ایک خدا بنا دے جیسا ان کیلئے اتنے خدا ہیں۔"

- اور فرمان خداوندی ہے:

اِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ

﴿سورۃ المائدہ﴾

ترجمہ: "جب حواریوں نے کہا اے عیسیٰ ابن مریم۔"

- اور اللہ تعالیٰ نے اس امت کو فرمایا:

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا

﴿سورۃ النور﴾

ترجمہ: "رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرا لو جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے۔"

حضرت ضحاک رضی اللہ عنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک آیت کے تحت روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ لوگ یا محمد! یا ابا القاسم کہہ کر حضور نبی کریم ﷺ کو پکارتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو اس سے اپنے نبی کی عظمت و احترام میں منع فرما دیا، پھر لوگ یا نبی اللہ، یا رسول اللہ ﷺ کہنے لگے۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے ایک آیت کے تحت روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ یا محمد نہ کہو بلکہ یا رسول اللہ ﷺ یا نبی اللہ ﷺ کہو۔

- (ابونعیم بیہقی نے حضرت حسن بصری اور سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل روایت کی ہے۔)

﴿بیہقی﴾

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے آیت کریمہ کے تحت روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ اس کے نبی کی ہیبت دل میں رکھیں اور ان کی تعظیم و توقیر کریں اور ان کو سردار جانیں۔

﴿بیہقی﴾

مردے سے قبر میں آپ ﷺ کی بابت سوال ہوتا ہے۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سنو! قبر آزمائش کی جگہ ہے اور میری بابت تمہاری آزمائش ہوتی ہے اور میری بابت تم سے سوال ہوتا ہے، لہٰذا جب میت مرد صالح ہوتا ہے تو اسے بٹھا کر پوچھا جاتا ہے۔ "ما ھذا الرجل الذی کان فیکم" "وہ شخص کون ہے جو تم میں مبعوث ہوا تھا تو ہر مرد صالح جواب دیتا ہے کہ وہ محمد الرسول اللہ ﷺ ہیں۔" آخر حدیث تک۔

﴿امام احمد بن حنبل﴾

حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اہل قبور سے جو سوال ہوتا ہے وہ اس امت کے ساتھ خاص ہے اور ابن عبدالبر محدث رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ایسا ہی فرمایا ہے۔ یہ مسئلہ کتاب "البرزخ" میں مبسوط ہے۔

آپ ﷺ کی بارگاہ میں ملک الموت آپ سے اجازت لے کر حاضر ہوئے:

اس موضوع پر حدیث بھی ابواب الوفات میں آئے گی اور میں نے "کتاب البرزخ" میں وہ حدیثیں بیان کی ہیں جو حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس بغیر اجازت لیے ملک الموت داخل ہوئے تھے۔

وصال کے بعد آپ ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے نکاح کرنا حرام ہے

❁ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا ؕ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا ۝

﴿سورۃ الاحزاب﴾

ترجمہ: "اور تمہیں نہیں پہنچتا کہ رسول (ﷺ) کو ایذا دو اور نہ یہ کہ ان کے بعد کبھی ان کی بیبیوں سے نکاح کرو، بیشک یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑی سخت بات ہے۔"

یہ بات کسی نبی کیلئے ثابت نہیں ہے بلکہ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کا قصہ ظالم و جابر بادشاہ کے ساتھ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اس بادشاہ سے فرمانا کہ یہ میری (دینی) بہن ہے اور یہ کہ انہوں نے یہ چاہا کہ انہیں طلاق دے دیں تاکہ وہ جابر ان سے نکاح کر لے۔ یہ روایات اس پر دلالت کرتی ہیں کہ یہ بات دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کیلئے نہ تھی۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے اپنی بیوی سے کہا: اگر تم اس میں خوش ہو کہ جنت میں تم میری بیوی رہو تو میرے بعد دوسرے سے نکاح نہ کرنا، کیونکہ عورت اس شوہر کے ساتھ ہوگی جو دنیا میں اس کا آخری شوہر ہے۔

اسی وجہ سے نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات پر حرام کیا گیا کہ حضور نبی کریم ﷺ کے بعد وہ کسی اور سے نکاح کریں تا کہ وہ ازواج مطہرات جنت میں حضور نبی کریم ﷺ کی زوجیت کے شرف میں باقی رہیں۔

اس حرمت کی علت میں جو اقوال مذکور ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ وہ ازواج مطہرات امہات المومنین ہیں اور یہ بھی وجہ ہے کہ دوسرا نکاح کرنے میں فضاحت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے منصب شریف کو فضاحت سے پاک و منزہ فرمایا ہے اور یہ بھی حرمت کی وجہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ اپنی قبر انور میں ہی زندہ ہیں۔ اسی لیے ماوردی رحمۃ اللہ علیہ نے حرمت کی وجوہات میں ایک روایت یہ بیان کی ہے کہ ان ازواج مطہرات پر وفات کی عدت واجب نہیں ہے۔

اور وہ عورتیں جن کو نبی کریم ﷺ نے اپنی حیات مبارکہ میں جدا کر دیا جیسے مستعیذہ اور وہ عورت جس کی کوکھ میں سفیدی دیکھی تو ان عورتوں کے بارے میں کئی وجہ مذکور ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ ان کو بھی نکاح کرنا حرام تھا اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی کو منصوص قرار دیا اور ''کتاب الروضہ'' میں عموم آیت کے تحت اسی کو صحیح قرار دیا ہے۔ اور ''من بعد'' سے ''بعدیت الموت'' مراد نہیں ہے، بلکہ بعدیت نکاح مراد ہے اور ایک قول یہ ہے کہ ان کو حرام نہیں ہے اور تیسرا قول جسے امام الحرمین اور رافعی رحمہم اللہ نے ''شرح الصغیر'' میں صحیح قرار دیا ہے۔ یہ ہے کہ فقط مدخول بہا مراد ہے چونکہ یہ مروی ہے کہ حضرت اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں مستعیذہ سے نکاح کا ارادہ کیا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اشعث کو رجم کرنے کا ارادہ کیا پھر انہیں معلوم ہوا کہ وہ عورت مدخول بہا نہ تھی تو وہ رجم سے باز رہے۔

اور علماء کرام کا اختلاف ان عورتوں کے بارے میں جاری ہے جن عورتوں نے جدائیگی کو اختیار کیا تھا لیکن امام الحرمین اور امام غزالی رحمہم اللہ کے نزدیک اس بارے میں اصح حلت ہے اور ایک جماعت نے اختیار کا فائدہ حاصل کرنے کی وجہ سے حلت پر قطعی حکم دیا ہے کیونکہ اختیار، دنیاوی زینت پر برقرار رہنے میں تھا، اور ان باندیوں کے بارے میں جن کو وطی کے بعد چھوڑ دیا تھا کئی اقوال ہیں۔ ان میں تیسرا قول یہ ہے کہ اگر وہ باندی وفات کی وجہ سے جدا ہوئی ہے تو اسے بھی نکاح کرنا حرام ہے۔ جیسے کہ حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا اور اگر حیات میں اسے فروخت کر دیا ہے تو اسے حرام نہیں ہے۔

﴿حاکم، بیہقی﴾

نبی کریم ﷺ کے دشمنوں کو اللہ خود جواب دیتا ہے:

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ ﷺ سے پہلے جتنے انبیاء کرام علیہم السلام گزرے ہیں وہ اپنی مدافعت خود کرتے تھے اور اپنے دشمنوں کو خود ہی جواب دیتے تھے۔

- جیسا کہ حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا:

یا قوم لیس بی ضلالۃ .... (سورۃ الاعراف)

ترجمہ: ''اے میری قوم! مجھ میں گمراہی نہیں۔''

اور حضرت ہود علیہ السلام نے فرمایا:

یا قوم لیس بی سفاھۃ .... (سورۃ الاعراف)

ترجمہ: "اے میری قوم! مجھے بے وقوفی سے کیا علاقہ۔"

اس قسم کے اقوال و نظائر بہت ہیں مگر ہمارے نبی کریم ﷺ کی طرف دشمنوں نے جس بات کی نسبت کی تھی اللہ تعالیٰ اس کی برأت کو خود بیان فرمایا اور آپ کی طرف سے اللہ تعالیٰ نے ان کا جواب دیا۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے جواب میں فرمایا:

ما انت بنعمۃ ربک بمجنون ...... (سورۃ القلم)

ترجمہ: "تم اپنے رب کے فضل سے مجنون نہیں۔"

اور رب تعالیٰ کا فرمان ہے:

و ما ضل صاحبکم و ما غوی ----- (سورۃ النجم)

ترجمہ: "تمہارے صاحب نہ بہکے نہ بے راہ چلے۔"

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

و ما ینطق عن الھوی .... (سورۃ النجم)

ترجمہ: "اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے۔"

حضور خواہش سے نہیں فرماتے اور فرمایا:

و ما علمناہ الشعر ------------------ (سورۃ یٰسین)

ترجمہ: "ہم نے حضور کو شعر کہنا نہ سکھایا۔"

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی رسالت کی قسم یاد فرمائی:

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی رسالت پر قسم یاد فرمائی چنانچہ فرمایا:

یٰس ○ والقرآن الحکیم ○ انک لمن المرسلین ○

﴿سورۃ یٰسین﴾

ترجمہ: "دانائی والے قرآن کی قسم! بے شک آپ یقیناً رسولوں میں سے ہیں۔"

﴿ابو نعیم﴾

آپ ﷺ دو قبلوں اور دو ہجرتوں کے جامع ہیں:

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دو قبلوں اور ہجرتوں کے درمیان جامع فرمایا اور دیا آپ ﷺ کیلئے شریعت اور حقیقت کو جمع کیا اور انبیاء کرام علیہم السلام میں سے کسی کیلئے یہ بات نہ تھی بجز ایک کے۔ اس کی دلیل وہ قصہ ہے جو حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علیہما السلام کے درمیان ہے۔ چنانچہ حضرت خضر علیہ السلام نے کہا۔

انی علی من علم اللہ لا ینبغی لک ان تعلم و انت علی علم اللہ لا ینبغی لی ان اعلمہ

میں اللہ تعالیٰ کے علم سے ایک علم پر ہوں جو آپ کیلئے مناسب نہیں ہے کہ آپ اس علم کو جانیں اور آپ ﷺ اللہ کے علم سے اس علم پر ہیں جو کہ میرے لیے مناسب نہیں ہے کہ میں اسے جانوں۔

﴿ابو نعیم﴾

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں پہلے یہ بات حدیث سے استنباط کرکے کہا کرتا تھا بغیر اس کے کہ میں کسی عالم کے کلام سے جو کہ اس بارے میں ہے واقف ہوتا۔ اس کے بعد میں نے بدر بن الصاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ انہوں نے اپنے تذکرہ میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے اور میں نے اس کے شواہد میں وہ حدیث پائی جو اس چور کے بارے میں ہے جسے نبی کریم ﷺ نے قتل کرنے کا حکم دیا تھا اور دوسری حدیث اس نمازی کی ہے جس کے قتل کا حکم حضور نبی کریم ﷺ نے دیا تھا۔ یہ دونوں حدیثیں "الاخبار بالمغیبات" کے باب میں پہلے گزر چکی ہیں۔

مزید وضاحت:

بلاشبہ لوگوں پر اس کا سمجھنا دشوار ہو گیا ہے حالانکہ اگر وہ غور و فکر کرتے تو ان کو ضرور واضح ہو جاتا کہ شریعت سے مراد ظاہری حکم ہے اور حقیقت سے مراد باطنی حکم۔

بلاشبہ علماء کرام نے اس کی صراحت کی ہے کہ اکثر انبیاء کرام علیہم السلام اس پر مبعوث ہوئے ہیں کہ وہ ظاہر کے ساتھ حکم کریں اور اس شے پر حکم نہ کریں جو امور باطنیہ اور اس کے حقائق سے متعلق ہیں اگرچہ وہ اس پر مطلع اور باخبر ہوں۔

اور حضرت خضر علیہ السلام کی بعثت اس پر ہے کہ وہ اس پر حکم دیں اور جو امور باطنیہ اور اس کے حقائق سے متعلق ہیں اور جس پر ان کو اطلاع وخبر ہے، چونکہ انبیاء کرام علیہم السلام اس کے ساتھ مبعوث نہیں کیے گئے اس بنا پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس بچہ کے قتل پر اعتراض کیا جس کو حضرت خضر علیہ السلام نے قتل کیا تھا اور ان سے کہا:

لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا نُّكْرًا ....(سورۃ الکہف)

ترجمہ: "بے شک تم نے بہت بری بات کی ہے۔

اسلئے کہ قتل نفس شریعت کے خلاف ہے تو اس کا جواب حضرت خضر علیہ السلام نے یہ دیا کہ انہیں اسی کا حکم دیا گیا ہے اور اسی کے ساتھ مبعوث کیا گیا ہے اور کہا کہ یہ قتل میں نے اپنے ارادہ سے نہیں کیا ہے اور یہی مطلب ان کے اس کہنے کا ہے جو کہ انہوں نے کہا تھا کہ آپ ایسے اللہ کے علم میں سے اس علم پر ہیں۔ الخ

شیخ سراج الدین بلقینی رحمۃ اللہ علیہ نے "شرح بخاری" میں فرمایا کہ علم سے مراد حکم کا نافذ کرنا ہے اور ان کے اس کہنے کا مطلب یہ تھا کہ مناسب نہیں ہے کہ اس کا علم حاصل کریں تاکہ آپ اس پر حکم نافذ کریں۔ اس لیے کہ اس کے ساتھ عمل کرنا مقتضائے شریعت کے خلاف ہے اور نہ یہ مناسب ہے کہ میں

اسے حاصل کروں اور اس کے مقتضاء پر عمل کروں اس لیے کہ یہ بھی مقتضائے حقیقت کے منافی ہے۔ شیخ سراج الدین بلقینی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس قاعدہ کے بموجب اس ولی کیلئے جو کہ نبی جو نبی کریم ﷺ کا تابع ہے کہ جب حقیقت پر وہ مطلع ہوتو وہ مقتضائے حقیقت اسے نافذ کرے۔ بلاشک و شبہ اس پر یہی واجب ہے کہ حکم ظاہر کو نافذ کرے۔ انتہیٰ کلامہ

حضرت ابوحیان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں بیان کیا کہ جمہور اس پر ہیں کہ حضرت خضر علیہ السلام نبی ہیں اور ان کا علم ان امور باطنیہ کی معرفت تھی جس کی انہیں وحی کی گئی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا علم ظاہر کے ساتھ حکم ہوتا تھا۔

﴿ حافظ ابن حجر کا مذہب ﴾

حدیث میں دو علوم جن کی طرف اشارہ فرمایا ہے اس سے مراد باطن اور ظاہر کے ساتھ حکم کرنا ہے۔ اس کے سوا کوئی اور مفہوم مراد نہیں ہے۔

شیخ تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا وہ علم جس کے ساتھ حضرت خضر علیہ السلام مبعوث ہوئے وہ ان کی شریعت تھی لہٰذا یہ سب شریعت ہے اور ہمارے نبی کریم ﷺ کو ابتداء میں یہ حکم فرمایا گیا کہ ظاہر پر حکم فرمائیں اور اس باطن و حقیقت پر حکم نہ دیں جس کی آپ ﷺ کو اطلاع ہے جس طرح کہ اکثر انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا معمول تھا۔

اسی بناء پر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "نحن نحکم بالظاهر" "تو ہم ظاہر پر حکم دیتے ہیں۔" ایک روایت میں اس طرح ہے کہ "انما اقضی بالظاهر والله يتولى السرائر" یعنی میں تو ظاہر پر فیصلہ دیتا ہوں باطنی حالات کا مالک خدا ہے اور یہ کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں تو اسی پر فیصلہ دیتا ہوں جیسا کہ میں سنتا ہوں تو جس نے اپنے لیے دوسرے کے حق کا فیصلہ کر دیا ہے تو وہ یہ جان لے کہ وہ آگ کا ٹکڑا ہے اور یہ کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا جہاں تک تمہارے ظاہر کا تعلق ہے تو وہ ہمارے ذمہ ہے لیکن جو تمہاری باطنی حالت ہے وہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے اور یہ کہ حضور نبی کریم ﷺ غزوۂ تبوک سے رہ جانے والوں کی معذرت قبول فرماتے تھے اور ان کے باطنی حالات کو اللہ تعالیٰ کے سپرد فرماتے تھے اور یہ کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ایک عورت کے بارے میں فرمایا کہ میں بغیر دلیل و شہادت کے کسی کو رجم (سنگسار) کرتا تو ضرور اس عورت کو سنگسار کرتا اور یہ بھی فرمایا کہ اگر قرآن کریم نہ ہوتا تو یقیناً میرے لیے اور اس عورت کیلئے کچھ اور ہی معاملہ ہوتا۔

یہ تمام نظائر اسی بات کے مظہر ہیں کہ آپ کو دلیل اور شہادت یا اعتراف و اقرار کے ساتھ ظاہر شریعت پر فیصلہ دینے کا حکم ہوا نہ کہ اس پر جو باطنی امور پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو باخبر فرمایا اور اس کی حقیقتیں آپ پر آشکارا فرمائیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ کے شرف کو اور زیادہ فرمایا اور آپ کو اجازت فرمائی کہ آپ باطن کے ساتھ حکم فرمائیں اور جن حقائق امور کی آپ کو اطلاع دی گئی ہے اس پر فیصلہ فرمائیں تو اس طرح آپ ان تمام معمولات کے جو انبیاء کرام علیہم السلام کیلئے تھے اور اس خصوصیت

کے ساتھ جو حضرت خضر علیہ السلام کیلئے اللہ تعالیٰ نے خاص فرمائے جامع تھے اور یہ امر آپ ﷺ کے سوا کسی اور نبی میں جمع نہیں کیا گیا۔

اور امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں فرمایا: علماء کا اس پر اجماع ہے کہ کسی کیلئے یہ جائز نہیں ہے کہ اپنے علم کے ساتھ کسی کے قتل کا حکم دے۔ بجز نبی کریم ﷺ کے۔ اس کی شاہد اس نمازی اور چور کی حدیث ہے جن کے قتل کرنے کا حکم حضور نبی کریم ﷺ نے دیا تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں باطنی حالت پر آپ کو باخبر کر دیا تھا اور ان دونوں کے بارے میں آپ ﷺ کو علم ہو گیا تھا کہ واجب القتل ہیں۔ (اگرچہ ان کا قتل کچھ عرصہ بعد واقع ہوا۔)

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کاش کہ یہ علماء کرام اس بات کو سمجھ سکتے جس کو انہوں نے نہیں سمجھا جس کی طرف میں نے آخر باب میں ان دونوں حدیثوں کے ساتھ استشہاد کیا ہے اگر وہ یہ بات سمجھ جائے تو یقیناً جان لیتے کہ مراد فقط ظاہر اور باطن کے ساتھ حکم فرمانا ہے اس کے سوا اور کوئی بات نہیں ہے۔ اس کے سوا اور کوئی بات نہ مسلمان کہہ سکتا ہے اور نہ کافر اور نہ کوئی مجنون و پاگل۔

بعض اسلاف رحمہم اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام اب تک حقیقت کو نافذ کرتے ہیں اور وہ لوگ جو اچانک مر جاتے ہیں وہ وہی ہوتے ہیں جن کو انہوں نے قتل کیا ہوتا ہے اگر یہ بات صحیح ہے تو ان کا یہ عمل اس امت میں نبی کریم ﷺ کی طرف سے بطریق نیابت ہوگا اور وہ حضور نبی کریم ﷺ کے متبعین میں سے ہوں گے جس طرح کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب نازل ہوں گے تو وہ نبی کریم ﷺ کی شریعت کے ساتھ آپ کی نیابت میں حکم دیں گے۔ وہ آپ ﷺ کے متبعین اور آپ کی امت میں سے ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ سے سدرۃ المنتہیٰ کے قریب کلام فرمایا:

شیخ عزالدین ابن عبدالسلام رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کہ حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کوہ طور اور وادی مقدس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا اور ہمارے نبی کریم ﷺ سے سدرۃ المنتہیٰ کے پاس کلام فرمایا اور آپ کو کلام، رویت، محبت اور خلت کے درمیان جمع فرمایا۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھ سے میرے رب نے فرمایا کہ ہم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنی خلت سے نوازا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلام سے سرفراز کیا اور اے محمد ﷺ! میں نے آپ کو اپنی خلت اور محبت عطا فرمائی اور میں نے آپ سے بالمشافہ کلام کیا۔

﴿ابن عساکر﴾

فضیلت مصطفیٰ ﷺ:

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ سے کسی نے دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلام سے سرفراز کیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو

روح القدس سے پیدا کیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا اور حضرت آدم علیہ السلام کو اصطفاء سے نوازا تو آپ کو کون سی فضیلت عطا کی گئی؟

اسی وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور عرض کیا آپ ﷺ کا رب فرماتا ہے اگر میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا تو میں نے آپ ﷺ کو اپنا حبیب بنایا اور اگر میں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے زمین پر کلام کیا تو میں نے آپ ﷺ سے آسمان پر کلام کیا اور اگر میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو روح القدس سے پیدا کیا تو میں نے آپ کے نام کو تمام مخلوق کے پیدا کرنے سے دو ہزار سال پہلے پیدا کیا اور آپ ﷺ آسمان میں وہاں تک پہنچے کہ آپ سے پہلے کوئی مخلوق وہاں تک نہ پہنچی اور نہ کوئی مخلوق ساری کائنات کی آپ ﷺ سے زیادہ مکرم میں نے پیدا کی اور میں نے آپ کو حوض کوثر، شفاعت، ناقہ، شمشیر، تاج، عصا، حج، عمرہ اور ماہ رمضان عطا فرمایا اور تمام شفاعت آپ ﷺ ہی کی ہے۔ حتی کہ روز قیامت میرے عرش کا سایہ آپ پر دراز ہوگا اور حمد کا تاج آپ کے سر پر بندھا ہوگا اور آپ کا نام میں نے اپنے ساتھ ملایا تو جس جگہ بھی میرا ذکر کیا جائے گا میرے ساتھ آپ ﷺ کا ذکر بھی ضرور ہوگا اور میں نے دنیا کو اور اس کے رہنے والوں کو اسی لیے پیدا کیا ہے کہ میرے نزدیک جو آپ کی قدر و منزلت ہے سب اس کو پہچانیں اور اگر آپ نہ ہوتے تو میں دنیا کو پیدا نہ فرماتا۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلام سے شرف عطا فرمایا اور مجھے رویت عطا فرمائی اور مجھے مقام محمود اور حوض محمود سے فضیلت بخشی۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے شب معراج لے جایا گیا تو رب کریم اتنا قریب ہوا گویا میرے اور اس کے درمیان "قاب قوسین او ادنی" کی مانند فاصلہ تھا اور مجھ سے فرمایا:

اے محمد ﷺ! کیا آپ ﷺ کو یہ علم ہے کہ میں نے آپ کو آخر النبیین بنایا؟ میں نے عرض کیا: مجھے اس کا کچھ علم نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا آپ کو اس کا علم ہے کہ میں نے آپ کی امت کو آخر الامم بنایا؟ میں نے عرض کیا: نہیں۔ رب العزت نے فرمایا: میں آپ کو آپ کی امت کے بارے میں بتاتا ہوں کہ میں نے اس کو اس لیے آخر الامم بنایا ہے کہ میں ان کے سامنے تمام امتوں کی فضیحت کروں گا اور دوسری امتوں کے سامنے انہیں فضیحت نہ دوں گا۔

﴿ابن عساکر﴾

شیخ عزالدین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ سے ہر قسم کی وحی کے ساتھ کلام فرمایا اور وحی کی تین قسمیں ہیں:

(۱) رویائے صادقہ، (۲) بغیر واسطہ کلام فرمانا، (۳) جبرئیل علیہ السلام کے واسطہ سے کلام کرنا۔

خصائص متعددہ

ہر شی کا علم عطا ہوا:

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے ہے کہ سامنے کی جانب ایک ماہ کی مسافت تک اور پیچھے کی جانب ایک ماہ کی مسافت تک مشرکوں پر رعب ڈال کر نصرت فرمانا اور یہ کہ آپ کو جوامع الکلم سے نوازا اور یہ کہ زمین کے خزانوں کی کنجیاں دیں اور یہ کہ ہر شی کا علم دیا بجز پانچ چیزوں کے اور ایک قول کے بموجب ان پانچ چیزوں کا علم بھی عطا فرمایا اور یہ کہ روح کا علم دیا اور یہ کہ دجال کے بارے میں آپ کو مطلع فرمایا جبکہ آپ سے پہلے کسی نبی کیلئے اس کو واضح نہیں کیا اور یہ کہ آپ کا اسم شریف احمد ﷺ رکھا اور یہ کہ آپ پر حضرت اسرافیل علیہ السلام کو اتارا۔ اس آخری خصوصیت کو ابن سبع رحمۃ اللہ علیہ نے گنایا ہے اور نبوت وسلطان کے درمیان آپ کو جمع فرمایا۔

نبی کریم ﷺ کو زمین کی کنجیاں عطا ہوئیں:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے وہ چیز دی گئی ہے جو انبیاء میں سے کسی کو نہیں دی گئی۔ رعب کے ساتھ میری نصرت فرمائی گئی، اور مجھے زمین کی کنجیاں عطا فرمائی گئیں اور میرا نام احمد ﷺ رکھا گیا اور مٹی میرے لیے طہور فرما دی گئی اور امت کو خیر الامم بنایا گیا۔

﴿احمد، ابن ابی شیبہ، بیہقی﴾

نبی کریم ﷺ کی چھ خصوصیتیں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: چھ خصوصیتوں کی وجہ سے انبیاء پر مجھے فضیلت دی گئی۔ (۱) مجھے جوامع الکلم عطا فرمایا گیا، (۲) میری نصرت رعب کے ساتھ کی گئی، (۳) میرے لیے غنیمتوں کو حلال بنایا گیا، (۴) میرے لیے زمین کو مسجد اور طہور بنایا گیا، (۵) مجھے ساری مخلوق کی طرف بھیجا گیا، (۶) اور سلسلہ نبوت مجھ پر ختم کیا گیا۔

﴿مسلم﴾

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے پانچ باتیں ایسی عطا کی گئیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو عطا نہ ہوئیں۔ میری نصرت رعب کے ساتھ کی گئی اور مجھے جوامع الکلم عطا فرمایا گیا اور میرے لیے غنیمتوں کو حلال کیا گیا۔

اور خصوصیتیں میرے ذہن سے جاتی رہیں اسے ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے اور دونوں خصوصیتوں کو بیان کیا کہ مجھے سفید وسیاہ اور سرخ کی طرف بھیجا گیا اور میرے لیے زمین کو مسجد اور طہور قرار دیا گیا۔

﴿بزار﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کی آپ کے دشمنوں پر ایک ماہ کی مسافت تک رعب ڈال کر مدد کی گئی۔

﴿طبرانی﴾

حضرت سائب بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: پانچ باتوں کی وجہ سے انبیاء پر مجھے فضیلت دی گئی، مجھے تمام لوگوں کی طرف مبعوث کیا گیا اور میری شفاعت کو میری امت کیلئے ذخیرہ بنایا گیا اور ایک ماہ کی مسافت تک آگے اور ایک ماہ کی مسافت تک پیچھے رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی اور میرے لیے زمین کو مسجد اور طہور بنایا گیا اور میرے لیے غنیموں کو حلال کیا گیا جو کہ مجھ سے پہلے کسی کیلئے حلال نہ تھی۔

﴿طبرانی﴾

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور آپ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے اور انہوں نے مجھے بشارت دی کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے ساتھ میری مدد فرمائی اور مجھے نصرت عطا کی اور مقابل کے دشمنوں کے اوپر رعب ڈالا گیا اور مجھے سطوت وغلبہ اور ملک عطا فرمایا اور میرے لیے اور میری امت کیلئے غنیموں کو حلال بنا گیا جبکہ ہم سے پہلے کسی کیلئے حلال نہ ہوئی۔

﴿ابونعیم﴾

امام غزالی نے فرمایا کہ ہمارے نبی کریم ﷺ میں نبوت، ملک اور غلبہ جمع ہونے کے سبب آپ تمام انبیاء علیہم السلام سے افضل تھے، چونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعہ دین و دنیا کی صلاح کو کامل تر فرمایا حالانکہ آپ کے سوا کسی نبی کیلئے تلوار اور ملک نہ تھا۔

﴿احیاء العلوم﴾

✿ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے آیہ کریمہ۔

وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّ اَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّ اجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْکَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا

﴿سورۃ بنی اسرائیل﴾

ترجمہ: ''اور یوں عرض کرو کہ اے میرے رب مجھے سچی طرح داخل کر اور سچی طرح باہر لے جا اور مجھے اپنی طرف سے مددگار غلبہ دے۔''

کے تحت روایت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کو مکہ مکرمہ سے مخرج صدق ہے ہجرت کے ذریعہ مدینہ طیبہ میں جو مدخل صدق ہے داخل کیا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کو علم تھا کہ یہ امر بغیر غلبہ وقوت کے ناممکن ہے تو آپ نے اس کا سوال کیا اور اللہ تعالیٰ نے ''سلطانا نصیرا'' آپ کو مخاطب فرمایا تا کہ کتاب اللہ اور اس کے

حدود و فرائض کو غلبہ و نصرت کے ساتھ نافذ کریں اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کی حجت قائم ہو کیونکہ سلطان یعنی غلبہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایسی عزت ہے کہ اسے اپنے بندوں کے درمیان اس طرح قرار دیا ہے کہ اگر غلبہ نہ ہو تو ایک دوسرے کو غارت کر دے اور قوی کمزور کو کھا جائے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی اور مجھے جوامع الکلم عطا فرمایا گیا۔ ایک دن میں محو استراحت تھا کہ اچانک زمین کے خزانوں کی کنجیاں لائی گئیں اور میرے آگے رکھی گئیں۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ تو دنیا سے تشریف لے گئے، مگر تم لوگ زمین کے خزانوں کو نکالتے ہو۔

ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ جوامع الکلم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کیلئے ایسے امور کثیرہ کو جو آپ سے پہلے وحی میں لکھی جاتی تھیں عطا فرمائیں جو ایک امر یا دو امر یا اس کی مانند ہوتی تھیں۔

اے محبوب ﷺ آپ کیا چاہتے ہیں:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ اور حضرت جبرئیل علیہ السلام ایک دن کوہ صفا پر تھے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے جبرئیل! آج رات آل محمد کیلئے نہ تو ایک مٹھی آٹا ہے اور نہ ایک مٹھی ستو۔

ابھی آپ کی یہ بات ختم نہ ہوئی تھی کہ آپ ﷺ نے آسمان سے دیوار گرنے کی مانند ایک آواز سنی اور آپ کے پاس حضرت اسرافیل علیہ السلام آئے۔ انہوں نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی بات سن لی ہے جو کچھ کہ آپ ﷺ نے فرمایا ہے اور مجھے آپ کی خدمت میں زمین کے خزانوں کی کنجیاں دے کر بھیجا ہے اور اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں آپ کے پاس حاضر رہوں اور تہامہ کے پہاڑوں کو زمرد، یاقوت اور سونے چاندی کا بنا کر آپ کے ساتھ چلاؤں، اگر آپ ایسا چاہیں تو، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اختیار دیا ہے کہ اگر آپ چاہیں تو نبی بادشاہ ہوں اور اگر آپ چاہیں تو نبی بندہ رہیں۔ تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اس طرف اشارہ کیا کہ آپ تواضع کو اختیار فرمائیں، چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں نبی بندہ رہنا چاہتا ہوں اور یہ تین مرتبہ فرمایا۔

﴿طبرانی، بیہقی، الزہد﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میرے پاس آسمان سے وہ فرشتہ اترا جو مجھ سے پہلے کسی نبی پر نہیں اترا اور نہ میرے بعد کسی پر اترے گا اور وہ فرشتے حضرت اسرافیل علیہ السلام ہیں۔

چنانچہ اس نے کہا: میں آپ کی جانب آپ کے رب کی طرف سے بھیجا ہوا آیا ہوں۔ اللہ تعالیٰ

نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں آپ کو اختیار دوں کہ آپ اگر چاہیں تو نبی بندے رہیں اور اگر آپ چاہیں تو نبی بادشاہ ہوں۔ تو میں نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کی طرف نظر کی۔ انہوں نے مجھے اشارہ کیا کہ میں تواضع کو اختیار کروں لہٰذا میں نبی بادشاہ ہوتا تو یقیناً سونے کے پہاڑ میرے ساتھ چلا کرتے۔

﴿طبرانی﴾

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس ابلق گھوڑے پر دنیا کی کنجیاں لائی گئیں اور اس گھوڑے پر جبرئیل علیہ السلام لے کر آئے اس پر سندس کی زین تھی۔

﴿احمد، ابن حبان، ابونعیم﴾

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: میرے رب نے مجھے پیشکش کی کہ بطحائے مکہ کو میرے لیے سونا کر دے۔ مگر میں نے عرض کی: اے رب! نہیں میری خواہش یہ ہے کہ ایک دن بھوکا رہوں، اور ایک دن کھانا کھاؤں تو جب میں بھوکا ہوں تو تیرے حضور تضرع (عاجزی) کروں اور تجھے یاد کروں اور جب شکم سیر ہوں تو تیری حمد کروں اور تیرا شکر بجا لاؤں۔

﴿ابن سعد، ابونعیم﴾

نرم بستر کو واپس لوٹا دیا:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: میرے پاس ایک انصاری عورت آئی اور اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر کو دیکھا جو تہہ کی ہوئی عبا تھی۔ یہ دیکھ کر وہ چلی گئی اور اس نے میرے پاس صوف کا بھرا ہوا بستر بھیج دیا۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے تو فرمایا: اے عائشہ! یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! فلاں انصاری عورت میرے پاس آئی تھی اور آپ کا بستر دیکھ کر چلی گئی تھی، پھر اس نے یہ بستر میرے پاس بھیجا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس بستر کو واپس کر دو۔ مگر میں نے اسے واپس نہ کیا، چونکہ مجھے یہ پسند تھا کہ یہ بستر میرے گھر میں رہے، یہاں تک کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم تین مرتبہ دیا اور فرمایا: اسے واپس کر دو اے عائشہ رضی اللہ عنہا! خدا کی قسم! اگر میں چاہتا تو اللہ تعالیٰ میرے ساتھ سونے چاندی کے پہاڑ چلاتا۔

﴿ابن سعد، بیہقی﴾

اسحٰق بن بشیر حضرت جویبر رحمہم اللہ علیہم سے انہوں نے حضرت ضحاک رضی اللہ عنہ سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب مشرکوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فاقہ کے ساتھ عار دلائی اور انہوں نے کہا کہ یہ کیسا رسول ہے کہ کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں پھرتا ہے یہ سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ملال ہوا۔ اسی دوران آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا کہ آپ کا رب آپ کو سلام فرماتا ہے کہ ہم نے آپ سے پہلے کسی رسول کو نہیں بھیجا مگر یہ کہ وہ کھاتے اور بازاروں میں پھرتے تھے۔ اس کے بعد آپ کے پاس خازن جنت رضوان آئے اور ان کے ساتھ نور کی ایک تھیلی تھی جو چمک رہی تھی اور انہوں

نے عرض کیا: یہ دنیا کے خزانوں کی کنجیاں ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے جبرئیل علیہ السلام کی طرف بغرض استشارہ نظر فرمائی اور جبرئیل علیہ السلام نے اپنے ہاتھوں سے زمین کی طرف اشارہ کیا کہ آپ تواضع کو اختیار فرمائیں، چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اے رضوان! مجھے دنیا کے خزانوں کی کوئی حاجت نہیں ہے پھر ندا کی گئی کہ آپ آسمان کی طرف اپنی نگاہیں اٹھائیں تو آپ ﷺ نے اوپر نگاہ اٹھائی دیکھا کہ عرش تک تمام دروازے مکشوف ہیں اور جنت عدن سامنے ہے اور آپ نے انبیاء علیہم السلام کے منازل اور ان کے بالاخانے ملاحظہ فرمائے اور آپ نے دیکھا کہ آپ کے منازل انبیاء کرام علیہم السلام کے منازل سے بلند ہیں، اس وقت حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں راضی ہو گیا۔ مروی ہے کہ یہ آیت کریمہ رضوان لے کر آئے:

تَبٰرَکَ الَّذِیْٓ اِنْ شَآءَ جَعَلَ لَکَ خَیْرًا مِّنْ ذٰلِکَ

﴿سورۃ الفرقان﴾

ترجمہ: ''برکت والا ہے وہ کہ اگر چاہے تو تمہارے لیے بہت بہتر اسے کر دے۔''

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا یہ حدیث منکر ہے اور اسحاق راوی کذاب ہے اور جویبر ضعیف ہے۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے ''فواتح الکلم، جوامع الکلم اور خواتم الکلم'' عطا فرمائے گئے۔

﴿مسند ابن ابی شیبہ، ابو یعلی﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ تمہارے نبی کریم ﷺ کو پانچ چیزوں کے سوا ہر شے کی کنجیاں دی گئیں۔

اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ (سورۃ لقمٰن)

﴿احمد، طبرانی﴾

✿ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

کوئی نبی مبعوث نہیں ہوا، مگر اس نے اپنی امت کو دجال سے ڈرایا، مگر میرا حال یہ ہے کہ مجھ سے دجال کے معاملہ میں وہ شے بیان کی گئی ہے جو کسی سے بیان نہیں کی گئی۔ وہ یہ کہ دجال کانا یک چشم ہے اور تمہارے رب جسم و جسمانیات سے منزہ و مبرہ ہے۔

﴿امام احمد﴾

بعض علماء اسلام کا مذہب یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کو پانچ چیزوں کا علم اور قیامت و روح کا علم بھی دیا گیا ہے، مگر یہ کہ ان کو پوشیدہ رکھنے کا حکم دیا گیا۔

ابن سبع رحمۃ اللہ علیہ نے نبی کریم ﷺ کے خصائص کے سلسلے میں فرمایا کہ آپ کی خصوصیت یہ ہے کہ آپ فاقہ کے ساتھ شب گزارتے اور صبح کو آپ کھانا کھائے ہوئے اٹھتے تھے اور یہ کہ کوئی شخص ایسا نہ تھا کہ قوت میں آپ پر غالب ہوتا اور یہ کہ جب آپ طہارت کا ارادہ فرماتے اور پانی موجود نہ ہوتا تو آپ اپنی

انگلیوں ہائے مبارک پھیلا دیتے اور ان کے درمیان سے پانی پھوٹا کرتا، یہاں تک کہ آپ ﷺ طہارت کر لیتے تھے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ میں محبت، خلت، اور کلام کو جمع فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے ایسی جگہ سے آپ سے کلام فرمایا جہاں کسی مخلوق کا گزر نہ ہوا، نہ مقرب فرشتہ کا نہ نبی ومرسل کا، اور یہ کہ زمین آپ کیلئے لپٹی تھی۔

شرح صدر کی خصوصیات:

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ کا شرح صدر ہوا اور یہ کہ آپ کے بوجھ کو دور کیا گیا اور یہ کہ آپ کے ذکر کو رفعت دی گئی اور یہ کہ آپ کے نام کو اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ ملایا گیا اور یہ کہ آپ کو اس حال میں مغفرت کا وعدہ دیا گیا جبکہ آپ زندہ چلتے پھرتے اور صحیح تھے اور یہ کہ آپ حبیب الرحمٰن سید ولد آدم اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک اکرم خلق تھے۔ ان صفات سے آپ تمام رسولوں اور فرشتوں سے افضل ہیں اور یہ کہ آپ کی امت آپ کے روبرو بالمشافہ پیش کی گئی حتیٰ کہ آپ نے ان سب کو ملاحظہ فرمایا اور یہ کہ آپ ﷺ کی امت میں قیامت تک جو کچھ حوادث و واقعات رونما ہونے والے ہیں آپ کے سامنے پیش کیے گئے اور یہ کہ آپ بسم اللہ، سورۂ فاتحہ، آیۃ الکرسی، سورۂ بقرہ کی آخری آیتیں، مفصل اور سبع طوال کے ساتھ مختص ہوئے۔

✿ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ ○ وَوَضَعْنَا عَنْکَ وِزْرَکَ ○ الَّذِیْ اَنْقَضَ ظَھْرَکَ ○ وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ ○

﴿سورۂ الم نشرح﴾

ترجمہ: ''کیا ہم نے تمہارا سینہ کشادہ نہ کیا، اور تم سے تمہارا وہ بوجھ اتار لیا جس نے تمہاری پیٹھ توڑی تھی اور ہم نے تمہارا ذکر بلند کر دیا۔''

✿ اور ارشاد خداوندی ہوتا ہے:

لِیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِکَ وَ مَا تَاَخَّرَ

﴿سورۂ الفتح﴾

ترجمہ: ''تاکہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخش دے تمہارے اگلوں کے اور پچھلوں کے۔''

بسند جید حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھ کو چھ باتوں کے ساتھ انبیاء پر فضیلت دی گئی جو کہ مجھ سے پہلے کسی کو عطا نہ ہوئیں، میری وجہ سے گزشتہ آئندہ کے گناہ بخشے گئے اور میرے لیے غنیمتوں کو حلال کیا گیا اور میری امت کو خیر الامم بنایا گیا اور میرے لیے زمین کو مسجد اور طہور قرار دیا گیا اور مجھے کوثر عطا ہوا اور رعب کے ساتھ میری نصرت فرمائی گئی۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے بلاشبہ تمہارا آقا روز قیامت صاحب لواء الحمد ہے اس کے نیچے آدم اور ان کے سوا ہیں سب ہوں گے۔

﴿بزار﴾

شیخ عزالدین ابن عبدالسلام رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مغفرت کی خبر سے نوازا اور کسی نبی کے بارے میں ایسا منقول نہیں ہے کہ ان کو اس

جیسی خبر دی گئی ہو، بلکہ ظاہر یہ ہے کہ ان کو خبر نہیں دی گئی۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ وہ عرصات محشر (موقف) میں نفسی نفسی نہیں گے۔

ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں آیہ فتح کے تحت فرمایا کہ یہ بات نبی کریم ﷺ کے ان خصائص میں سے ہے کہ اس میں آپ کے سوا کوئی شریک نہیں ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نے اپنے رب کی بارگاہ میں ایک عرض کی اور میں نہیں چاہتا تھا کہ یہ بات اس سے عرض کروں۔

میں نے عرض کیا: اے رب! مجھ سے پہلے بکثرت رسول ہوئے ہیں ان میں سے کوئی تو وہ ہیں جو مردے زندہ کرتے تھے اور کچھ وہ ہیں جن کیلئے ہوا مسخر کی گئی تھی۔ رب تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: اے محبوب! کیا ہم نے آپ کو یتیم نہ پایا، سو ہم نے آپ کو اپنی آغوش رحمت میں لیا، کیا میں نے آپ کو اپنی محبت میں وارفتہ نہ پایا، اور میں نے آپ کو اپنی راہ نہ دکھائی۔ کیا میں نے آپ کو اپنا محتاج نہ پایا، اور میں نے آپ ﷺ کو غنی کر دیا، کیا میں نے آپ کا شرح صدر نہ فرمایا اور آپ ﷺ سے نبوت کا بوجھ میں نے نہ اٹھایا اور کیا میں نے آپ کے ذکر کو رفعت عطا نہ فرمائی۔ میں نے عرض کیا: اے رب! بے شک تو نے یہ سب کیا۔

﴿طبرانی، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت مجمع بن جاریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب ہم مقام ضجنان میں تھے تو میں نے دیکھا کہ لوگ سواریوں کو دوڑا رہے تھے اچانک میں نے سنا کہ وہ کہہ رہے تھے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس مجتمع ہو جاؤ تو میں نے لوگوں کے ساتھ اپنی سواری کو ہانکا یہاں تک کہ ہم نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچ گئے۔ میں نے دیکھا کہ آپ "اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا" کی تلاوت فرما رہے تھے۔ تو جب جبرئیل علیہ السلام یہ سورت لے کر نازل ہوئے تو انہوں نے کہا: یارسول اللہ ﷺ! آپ کو مبارک ہو جب جبرئیل علیہ السلام نے حضور نبی کریم ﷺ کو تہنیت دی تو مسلمانوں نے بھی حضور نبی کریم ﷺ تہنیت پیش کی۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے آیہ کریمہ "وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ" (سورۃ الم نشرح) کے تحت نبی کریم ﷺ سے روایت کی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مجھ سے جبرئیل علیہ السلام نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جب میرا ذکر کیا جائے گا تو میرے ساتھ آپ کا ذکر بھی ہوگا۔

﴿ابن جریر، ابن حاتم، ابویعلیٰ، ابن حبان، ابونعیم﴾

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اس آیہ کریمہ کے تحت روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا و آخرت میں آپ کے ذکر کو بلند کیا تو کوئی خطیب اور کوئی گواہی دینے والا اور نماز پڑھنے والا نہیں ہے مگر یہ کہ وہ کہے: "اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمدا رسول اللہ"

﴿ابن ابی حاتم﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ابر آسمانی سے جس کا مجھے حکم دیا تھا جب میں اس سے فارغ ہوگیا تو میں نے عرض کیا: اے رب! مجھ سے

پہلے جتنے نبی گزرے ہیں سب ہی کا تو نے اکرام کیا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلیم کیا، حضرت داؤد علیہ السلام کیلئے پہاڑوں کو مسخر کیا، حضرت سلیمان علیہ السلام کیلئے ہوا، اور شیاطین کو مسخر کیا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مردے زندہ کرنے کا اعزاز بخشا تو میرے لیے تو نے کیا کیا ہے؟

رب العزت نے فرمایا کہ میں نے ان تمام سے افضل آپ کو مرتبہ عطا نہیں فرمایا؟ وہ یہ کہ میرا ذکر نہیں کیا جائے گا مگر یہ کہ میرے ساتھ تمہارا ذکر ہوگا اور میں نے تمہاری امت کے سینوں کو کتاب خانہ بنا دیا کہ وہ قرآن علانیہ پڑھیں گے اور یہ فضیلت میں نے کسی امت کو عطا نہیں کی اور میں نے اپنے عرش کے خزانوں سے وہ کلمہ تم پر نازل کیا جو "لا حول و لا قوۃ الا باللہ" ہے۔

پہلے حدیث اسراء میں گزر چکا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے رب کی ثنا کرتے ہوئے کہا تمام خوبیاں اس اللہ تعالیٰ کی جس نے رحمۃ للعالمین ﷺ اور سارے لوگوں کی طرف رسول بنایا اور مجھ پر وہ فرقان نازل فرمایا جس میں ہر چیز کا واضح بیان ہے اور میری امت کو بہترین امت بنایا اور اسے لوگوں کے نفع وہدایات کیلئے پیدا کیا گیا اور میری امت کو درمیانی امت بنایا اور میری امت کو آخرین امم اور اولین امم کیا اور میرے سینے کا شرح فرمایا اور مجھ سے میرے بوجھ کو دور فرمایا اور میرے لیے ذکر بلند کیا اور مجھے فاتح اور خاتم بنایا۔ اس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: اے محمد ﷺ انہیں فضائل کی وجہ سے آپ کو افضل کیا اور اسی حدیث میں ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ سے فرمایا: اے محبوب! مانگئے۔

اس آپ نے عرض کیا: تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا اور ان کو ملک عظیم دیا اور تو نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا اور تو نے حضرت داؤد علیہ السلام کو ملک عظیم دیا اور ان کیلئے لوہے کو نرم کیا اور ان کیلئے پہاڑوں کو مسخر کیا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کو ملک عظیم دیا اور ان کیلئے انس وجن اور شیاطین وہوا کو مسخر کیا اور ان کو ایسا ملک عطا فرمایا جو ان کے بعد کسی اور کیلئے سزاوار نہیں اور تو نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو انجیل کی تعلیم دی اور تو نے ان کو ایسا مسیحا بنایا کہ وہ مادرزاد اندھے اور مبروص کو اچھا کرتے تھے اور ان کی والدہ کو شیطان مردود سے پناہ دی اور اس کیلئے ان دونوں پر کچھ قابو نہ رہا، اس پر خالق کائنات رب العزت تبارک وتعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ سے فرمایا:

کہ میں نے تمہیں بھی خلیل بنایا اور توریت میں وہ خلت حبیب الرحمٰن کے نام سے مکتوب ہے اور میں نے تمہیں تمام لوگوں کی طرف رسول بنایا اور میں نے تمہاری امت کو ایسا بنایا کہ وہی آخر ہیں اور وہی اول ہیں اور میں نے تمہاری امت کو ایسا کیا کہ ان کیلئے خطبہ جائز نہیں، جب تک کہ وہ اس کی شہادت نہ دیں کہ آپ میرے بندے اور میرے رسول ہیں۔ اور میں نے تم کو اول النبیین تخلیق کیا اور آخر النبیین بعثت میں کیا اور میں نے تم کو سبع مثانی (سورۃ فاتحہ) عطا فرمائی۔ جو آپ سے پہلے کسی نبی کو میں نے عطا نہیں کی اور میں نے تم کو سورۃ بقر کی آخری آیتیں عرش کے نیچے کے خزانہ سے عطا فرمائیں جو میں نے تم سے پہلے کسی نبی کو عطا نہیں کیں اور میں نے تمہیں فاتح اور خاتم بنایا۔

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے رب نے مجھے چھ چیزوں کے ساتھ فضیلت دی ہے۔ میرے

دشمنوں کے دلوں میں ایک ماہ کی مسافت تک رعب ڈالا اور میرے لیے غنیمتوں کو حلال کیا گیا جو کہ مجھ سے پہلے کسی کیلئے حلال نہ ہوئی اور میرے لیے زمین کو سجدہ گاہ اور طہور بنایا اور مجھے فواتح الکلام اور جوامع الکلام عطا فرمائے اور میری امت میرے سامنے پیش کی گئی تو تابع اور متبوع میں سے کوئی بھی مجھ سے پوشیدہ نہ رہا۔

﴿ابو نعیم﴾

مشاہدہ امت:

حضرت حذیفہ، اسید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: آج رات اس حجرے کے قریب میرے سامنے میری امت کے اولین و آخرین پیش کیے گئے۔ اس پر راوی نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! آپ کے سامنے وہی لوگ پیش ہوئے ہوں گے جو پیدا ہو چکے اور وہ لوگ جو پیدا نہیں ہوئے وہ کیسے پیش ہوئے ہوں گے؟

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کہ مٹی میں وہ تمام صورتیں میرے لیے بنائی گئیں، تم میں سے جو کوئی اپنے رفیق کو پہچانتا ہے اس سے زیادہ میں ہر ایک انسان کو پہچانتا ہوں۔

﴿طبرانی﴾

عظمت وفضیلت والی آیات:

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھ پر ایک آیت ایسی نازل فرمائی کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے بعد کسی نبی پر میرے سوا نازل نہ ہوئی: وہ "بسم اللہ الرحمن الرحیم" ہے۔

﴿دار قطنی، طبرانی اوسط﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ لوگ اللہ تعالیٰ کی کتاب کی ایک آیت سے غافل ہیں۔ وہ آیت کریمہ نبی کریم ﷺ کے سوا کسی پر نازل نہ ہوئی مگر یہ کہ حضرت سلیمان علیہ السلام پر نازل ہوئی وہ آیت "بسم اللہ الرحمن الرحیم" ہے۔

﴿ابن مردویہ﴾

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ تمہارے نبی ﷺ کو عرش کے نیچے کے خزانے سے آیت الکرسی عطا فرمائی گئی جو کہ تمہارے نبی سے پہلے کسی کو عطا نہ ہوئی۔

﴿ابو عبیدہ فضائل القرآن﴾

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: آخری سورۂ بقرہ کی آیتیں عرش کے نیچے کے خزانے سے مجھے عطا ہوئیں، جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو عطا نہیں ہوئیں۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل مرفوعاً روایت کی ہے۔

﴿احمد، طبرانی، بیہقی شعب الایمان﴾

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتوں کو جو کہ "آمن الرسول" سے آخر سورۃ تک ہیں بار بار پڑھو اور غور وفکر کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد

مصطفیٰ ﷺ کو ان کے ساتھ برگزیدہ فرمایا ہے۔

﴿طبرانی﴾

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کو فاتحۃ الکتاب اور سورۃ بقرہ کی آخری آیت عرش کے نیچے سے عطا کی گئی ہیں اور وہ مفصل نافلہ ہیں۔

﴿حاکم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں ایک فرشتہ آیا۔ اس نے کہا آپ کو دو ایسے نور کی بشارت ہے جن کو آپ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دیا گیا۔ وہ فاتحۃ الکتاب اور خاتم سورۃ بقرہ ہیں۔

﴿مسلم﴾

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے توریت کی جگہ سبع طوال اور زبور کی جگہ کی چھوٹی سورتیں اور انجیل کی جگہ سورۃ مثانی عطا کی گئیں اور مفصل کے ساتھ مجھے فضیلت دی گئی۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے آیہ کریمہ "وَ لَقَدْ اٰتَیْنٰکَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ" کے تحت روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ وہ سات طویل سورتیں ہیں وہ نبی کریم ﷺ کے سوا کسی کو نہیں دی گئیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان میں سے دو دی گئیں۔

﴿ابن جریر، ابن مردویہ﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کو سبع مثانی اور طوال دی گئیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان میں سے چھ دی گئیں۔

﴿حاکم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ارشاد باری تعالیٰ "سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ" کے تحت روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ وہ سبع طوال ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو چھ دی گئیں۔ جب انہوں نے الواح کو گرایا تو ان میں سے دو اٹھالی گئیں اور چار باقی رہ گئیں۔

﴿ابن مردویہ﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ارشاد باری تعالیٰ "سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ" کے تحت روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ تمہارے نبی کریم ﷺ کیلئے یہ ذخیرہ کی گئی ہیں۔ آپ ﷺ کے سوا کسی نبی کیلئے یہ ذخیرہ نہ ہوئیں۔

﴿ابن مردویہ﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نجی و کلیم بنایا اور مجھے اپنا حبیب بنایا۔ اس کے بعد حق تعالیٰ نے فرمایا: مجھے اپنے عزت و جلال کی قسم ہے میں اپنے خلیل و نجی پر اپنے حبیب کو اختیار کروں گا۔

﴿بیہقی شعب الایمان، ابن عساکر﴾

حضرت ثابت البنانی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: موسیٰ علیہ السلام صفی اللہ ہیں اور میں ان کے رب کا حبیب ہوں۔

﴿ابن مردویہ، ابونعیم﴾

اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ مکرم ہیں:

حضرت عبدالرحمٰن بن غنم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کے دربار میں مسجد کے اندر بیٹھے ہوئے اچانک ایک بدلی دیکھی۔ اس وقت نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرے پاس ایک فرشتے نے آ کر سلام کہا۔ اس نے کہا میں اپنے رب سے آپ کی بارگاہ میں حاضر ہونے کی برابر اجازت مانگ رہا تھا حتیٰ کہ مجھے اس وقت اجازت ملی تو حاضر ہوا۔ میں آپ کو بشارت دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک آپ سے زیادہ مکرم کوئی نہیں ہے۔

﴿ابونعیم، السرند﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ روز قیامت بارگاہ الٰہی میں اکرم الخلق ہوں گے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ بارگاہ الٰہی میں خدا کی تمام مخلوق میں ابوالقاسم ﷺ اکرم الخلق ہیں۔

﴿بیہقی﴾

خطاب خداوندی میں آپ کے اور تمام انبیاء کے درمیان فرق ہے

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ خطاب میں آپ کے اور تمام انبیاء کے درمیان فرق رکھا گیا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام سے فرمایا:

"ولا تتبع الهوى فيضلك عن سبيل الله"

﴿سورۂ ص﴾

● اور ہمارے نبی کریم ﷺ سے فرمایا کہ:

"وما ينطق عن الهوى"

﴿سورۂ نجم﴾

اور وہ کوئی بات اپنی خواہش کی تحریک سے نہیں فرماتے۔ اور اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حکایت میں فرمایا:

"ففررت منكم لما خفتكم"

﴿سورۂ الشعراء﴾

ترجمہ: تو میں تمہارے یہاں سے نکل گیا جبکہ تم سے ڈرا

اور ہمارے نبی کریم ﷺ کی مدافعت میں فرمایا:

"اذ یمکربک الذین کفروا"

﴿سورۃ الانفال﴾

اور آپ کے نکلنے اور ہجرت کرنے کو احسن عبارات کے ساتھ کنایہ فرمایا۔ اسی طرح اپنے قول میں اخراج کو آپ کے دشمنوں کی طرف منسوب فرمایا۔ ارشاد ہے:

"اذ اخرجه الذین کفروا من قریتک التی اخرجتک"

اور آپ کے چلے جانے کا ذکر نہیں فرمایا جس میں یک گونہ کمی ہے۔ انتہی۔

حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے سرگوشی پر صدقہ کا حکم:

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا آپ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس شخص پر جس نے آپ سے سرگوشی کی یہ فرض کیا کہ وہ اپنی سرگوشی کے سبب صدقہ کو پیش کرے۔ حالانکہ آپ سے پہلے کسی نبی کے لیے یہ فرض نہیں کیا گیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"یایها الذین امنو اذا ناجیتم الرسول فقدموا بین یدی نجوکم صدقه"

﴿سورۃ المجادلہ﴾

ترجمہ: "اے ایمان والو! جب تم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تنہائی میں بات کرنا چاہو تو سرگوشی سے پہلے صدقہ دیا کرو۔"

ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے آیہ کریمہ کے تحت روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ سے مسلمانوں نے بکثرت مسائل دریافت کیے۔ یہاں تک کہ اس پر آپ کو مشقت اٹھانی پڑی تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ سے اسے کم کرنے کا ارادہ فرمایا۔ جب کہ یہ ارشاد فرمایا کہ بہت سے لوگوں نے بخل کیا اور مسئلہ کے دریافت کرنے میں باز رہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ء اشفقتم ان تقدموا بین یدی نجوکم صدقت. فاذلم تفعلوا و تاب الله علیکم فاقیموا الصلوة و اتوا الزکوة و اطیعوا الله و رسوله. والله خبیر بما تعملون.

﴿سورۃ المجادلہ﴾

ترجمہ: "کیا تم اس سے ڈرے کہ تم اپنی عرض سے پہلے کچھ صدقہ دو پھر جب تم نے یہ نہ کیا اور اللہ نے اپنی مہر سے تم پر رجوع فرمائی تو نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور اللہ اور رسول کے فرمانبردار رہو اور اللہ تمہارے کاموں کو جانتا ہے۔"

نازل فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر وسعت رکھی اور ان پر تنگی نہیں فرمائی۔

سعید بن منصور حضرت مجاہد رحمہم اللہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا جس نے نبی کریم ﷺ سے نجوی یعنی سرگوشی کی اس نے ایک دینار کا صدقہ پیش کیا اور جس نے سب سے پہلے اس حکم پر

حکم پر عمل کیا وہ حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ تھے۔ اس کے بعد رخصت نازل فرمائی۔

"فاذلم تفعلوا و تاب اللہ علیکم."

﴿سورۃ المجادلہ﴾

تمام عالم کو اطاعت رسول کا حکم:

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام عالم پر آپ کی اطاعت کو مطلق فرض کیا ہے۔ اس فرضیت میں نہ کوئی شرط ہے اور نہ کوئی استثناء۔

- چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وما اٰتٰکم الرسول فخذوہ وما نھٰکم عنہ فانتھوا"

﴿سورۃ الحشر﴾

ترجمہ: "اور جو کچھ تمہیں رسول اللہ عطا فرمائیں وہ لے لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو۔"

- اور فرمان خداوندی ہے۔

ومن یطع الرسول فقد اطاع اللہ

﴿سورۃ النساء﴾

ترجمہ: "جس نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کی بے شک اس نے اللہ تعالیٰ کا حکم مانا۔"

- اللہ نے مطلق آپ کے قول و فعل کی پیروی کو بغیر استثناء کے لوگوں پر واجب کیا ہے۔ مزید فرمایا کہ:

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ

﴿سورۃ الاحزاب﴾

ترجمہ: "یقیناً تمہارے لیے اللہ کے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت میں اسوۂ حسنہ ہے۔"

- اور اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیل علیہ السلام کی اقتداء میں استثناء فرمایا چنانچہ ارشاد ہوا

"قد کانت لکم اسوۃ حسنۃ فی ابراھیم والذین معہ اذ قالوا لقومھم انا برء و منکم و مما تعبدون من دون اللہ کفرنا بکم وبدا بیننا و بینکم العداوۃ و البغضاء ابدا حتی تؤمنوا باللہ وحدہ الا قول ابراھیم"

﴿سورۃ الممتحنۃ﴾

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے تمام اپنی کتاب میں اپنی طاعت، معصیت، فرائض، احکام، وعدہ وعید اور تعظیم و توقیر کے ذکر کے ساتھ شامل کیا۔

- چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"وَ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ" ------------------ ﴿سورۃ الانفال﴾

ترجمہ: اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا حکم مانو

پھر فرمایا: ... "وَ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ" ---- ﴿سورۃ الانفال﴾

- اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو اور فرمایا

"وَيُطِيعُونَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ" ------------------------ ﴿سورۃ التوبہ﴾

ترجمہ: اور اللہ و رسول کا حکم مانیں

فرمایا: "اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ" ---- ﴿سورۃ النور﴾

ترجمہ: وہی لوگ مومن ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لائے

فرمایا: "بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ" ------------------------ ﴿سورۃ التوبہ﴾

ترجمہ: بیزاری کا حکم سناتا ہے اللہ اور رسول کی طرف سے

فرمایا: "وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ" ------------------------ ﴿سورۃ التوبہ﴾

ترجمہ: اور منادی پکار رہا ہے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے

اور فرمایا: "اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ" ------------------------ ﴿سورۃ الانفال﴾

ترجمہ: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی پکار کو مانو۔

اور فرمایا: ...... وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

ترجمہ: "جس نے اللہ اور اس کے رسول کی معصیت کی۔"

فرمایا: ... وَلَمْ يَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلَا رَسُوْلِهٖ ------------ ﴿سورۃ التوبہ﴾

ترجمہ: "اور ان لوگوں نے نہ تو اللہ کے سوا کسی کو ٹھہرایا اور نہ اس کے رسول کے سوا۔"

فرمایا: .. يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ------------------------ ﴿سورۃ المائدہ﴾

ترجمہ: "اللہ اور اس کے رسول سے لڑتے ہیں۔"

فرمایا: .. مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ------------------------ ﴿سورۃ التوبہ﴾

ترجمہ: "اس چیز کو جس کو حرام کیا اللہ اور اس کے رسول نے۔"

فرمایا: .. قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ ------------------------ ﴿سورۃ الانفال﴾

ترجمہ: "تم فرما دو غنیمتوں کے مالک اللہ اور رسول ہیں۔"

فرمایا: فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ ------------------------ ﴿سورۃ الانفال﴾

ترجمہ: "پانچواں حصہ اللہ اور رسول کا۔"

فرمایا: ... مَا اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ------------------------ ﴿سورۃ التوبہ﴾

ترجمہ: "جو اللہ اور اس کے رسول نے ان کو دیا۔"

فرمایا: .. سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗ ------------------------ ﴿سورۃ التوبہ﴾

ترجمہ: "ہمیں اللہ فضل سے دیتا ہے اور اس کا رسول دے گا۔"

فرمایا: .. اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ------------------------ ﴿سورۃ التوبہ﴾

ترجمہ: "اللہ اور اس کے رسول نے اپنے فضل سے ان کو غنی کر دیا۔"

فرمایا: .. كَذَبُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ------------------------ ﴿سورۃ التوبہ﴾

ترجمہ: "اور جنہوں نے اللہ و رسول سے جھوٹ بولا تھا۔"

فرمایا: اَنۡعَمَ اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَ اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِ ---------------- ﴿سورۃ الاحزاب﴾

ترجمہ: "اللہ نے نعمت دی اور تم نے اسے نعمت دی۔"

اللہ نے آپ کے ایک ایک عضو مطہر کا بیان اپنی کتاب میں فرمایا:

ابن سبع رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں آپ کے ایک ایک عضو کی صفت بیان فرمائی، چنانچہ روئے جہاں کے بارے میں فرمایا:

قَدۡ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجۡهِكَ فِى السَّمَآءِ

﴿سورۃ البقرہ﴾

ترجمہ: "ہم دیکھ رہے ہیں بار بار تمہارا آسمان کی طرف منہ کرنا۔"

- اور آپ کی چشمان مبارک کے بارے میں فرمایا:

لَا تَمُدَّنَّ عَيۡنَيۡكَ

﴿سورۃ الحجر﴾

ترجمہ: "اپنی آنکھ اٹھا کر اس چیز کو آپ نہ دیکھے۔"

- اور آپ کی زبان مبارک کے بارے میں فرمایا:

فَاِنَّمَا يَسَّرۡنٰهُ بِلِسَانِكَ

﴿سورۃ مریم﴾

ترجمہ: "تو ہم نے قرآن تمہاری زبان پر یونہی آسان فرمایا۔"

- اور آپ کے دست مبارک اور آپ کی گردن شریف کے بارے میں فرمایا:

وَ لَا تَجۡعَلۡ يَدَكَ مَغۡلُوۡلَةً اِلٰى عُنُقِكَ

﴿سورۃ بنی اسرائیل﴾

ترجمہ: "اپنا ہاتھ اپنی گردن سے بندھا ہوا نہ رکھو۔"

- اور آپ کے سینہ اقدس اور کمر شریف کے بارے میں فرمایا:

اَلَمۡ نَشۡرَحۡ لَكَ صَدۡرَكَ ۝ وَ وَضَعۡنَا عَنۡكَ وِزۡرَكَ ۝ الَّذِىۡۤ اَنۡقَضَ ظَهۡرَكَ ۝

﴿سورۃ الم نشرح﴾

ترجمہ: "کیا ہم نے تمہارا سینہ کشادہ نہ کیا اور تم پر سے وہ بوجھ اتار لیا جس نے تمہاری پیٹھ توڑی تھی۔"

- آپ کے قلب اطہر کے بارے میں فرمایا:

نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلۡبِكَ

﴿سورۃ البقرہ﴾

ترجمہ: "قرآن کو آپ کے قلب پر ہم نے نازل کیا۔"

✿ اور آپ کے اخلاق کے بارے میں فرمایا:

وَ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ

﴿سورۃ القلم﴾

ترجمہ: ''بے شک تمہاری خو بو (خلق) بڑی شان کی ہے۔''

رسول اللہ ﷺ کے خصائص میں سے یہ بھی ہیں جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے میری مدد چار وزیروں کے ساتھ فرمائی ہے۔ وہ آسمان والوں میں سے ہیں۔ جبرئیل و میکائیل علیہم السلام اور وہ اہل زمین والوں میں سے، وہ حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہم ہیں۔

﴿بزار طبرانی﴾

اور وہ بھی حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے ہے جو حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ جب چلتے تو آپ کے صحابہ آپ کے آگے چلتے تھے اور آپ کی پشت مبارک فرشتوں کیلئے صحابہ چھوڑ دیتے تھے۔

﴿ابن ماجہ، ابونعیم﴾

• اور وہ بھی خصائص میں سے ہے جسے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہر نبی کو سات رفیق دیئے گئے اور مجھے چودہ رفقاء دیئے گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کس نے پوچھا وہ کون رفقاء ہیں؟ تو انہوں نے کہا: میں حمزہ، میرے دونوں بیٹے، جعفر، عقیل، ابوبکر، عمر، عثمان، مقداد، سلمان، عمار، طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہم اجمعین۔

﴿حاکم، ابن عساکر﴾

امام جعفر بن محمد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ کوئی نبی نہیں ہے مگر یہ کہ اس نے اپنے بعد اپنی اہل بیت میں ایک مستجاب دعا چھوڑی ہے اور رسول اللہ ﷺ نے ہم اہل بیت میں اپنے بعد دو مستجاب دعائیں چھوڑی ہیں۔ ایک دعا تو ہمارے شدائد کیلئے ہیں اور دوسری دعا ہمارے حوائج و ضروریات کیلئے۔ وہ دعا جو ہمارے حوائج و ضروریات کیلئے ہے یہ ہے:

یا دائم لم یزل الٰھی و یا اللہ یا حی یا قیوم

اور وہ جو ہمارے حوائج و ضروریات کیلئے یہ ہے:

یا من یکفی من کل شیئ ولا یکفی منہ شیئ ○ یا اللہ رب محمد اقض عنی الدین

﴿دار قطنی الموتلف﴾

حضور نبی کریم ﷺ کی کنیت کے مطابق کنیت رکھنا حرام ہے:

حضور نبی کریم ﷺ کی خصوصیت یہ ہے کہ آپ کی کنیت کے ساتھ اپنی کنیت رکھنا حرام ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ آپ کے نام رکھنا بھی حرام ہے۔ یہ حرمت کسی نبی کیلئے ثابت نہیں ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم

نے فرمایا: میرے نام اور میری کنیت کو جمع نہ کرو۔ میری کنیت ابوالقاسم ہے۔ ''اَللّٰهُ يُعْطِيْ وَاَنَا قَاسِمٌ''
اللہ تعالیٰ دیتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں۔

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی عمرہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے چچا سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرے نام اور میری کنیت کو جمع نہ کرو۔

﴿احمد﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ بقیع شریف میں تشریف فرما تھے۔ کسی آدمی نے آواز دی: ''یا اباالقاسم'' نبی کریم ﷺ اس کی طرف متوجہ ہوئے۔ اس شخص نے کہا: میں نے آپ کو آواز دی ہے، اس وقت آپ نے فرمایا: میرے نام کے ساتھ نام رکھو، مگر میری کنیت کے ساتھ کنیت نہ رکھو۔

﴿احمد﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک انصاری شخص کے یہاں بچہ پیدا ہوا، اس نے بچہ کا نام محمد رکھا، اس پر انصار غضب ناک ہوئے۔ انہوں نے کہا کہ ہم نبی کریم ﷺ سے حکم دریافت کریں گے لہٰذا کچھ لوگ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور معاملہ رکھا، آپ نے فرمایا: انصار نے اچھا کیا۔ اس کے بعد فرمایا: میرے نام کے ساتھ نام رکھو، مگر میری کنیت کے ساتھ کنیت نہ رکھو، کیونکہ میں قاسم ہوں تمہارے درمیان تقسیم کرتا ہوں۔

﴿حاکم﴾

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کسی کیلئے جائز نہیں ہے کہ وہ ابوالقاسم کنیت رکھے۔ خواہ اس کا نام محمد ہو یا نہ ہو۔

رافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کچھ علماء اسلام ایسے ہیں جو اسم وکنیت کو جمع کرنے پر کراہیت پر محمول کرتے ہیں اور تنہا نام کو یا صرف کنیت رکھنے کو جائز کہتے ہیں۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب، حضور نبی کریم ﷺ کے بعد کنیت رکھنے کے جواز میں ہے اور ممانعت، حضور نبی کریم ﷺ کی حیات کے ساتھ مختص ہے کیونکہ وہ مفہوم جو کسی کے پکارنے سے حضور نبی کریم ﷺ کے متوجہ ہونے پر ہوتی تھی زائل ہو گیا ہے۔ آپ کے بعد یہ گمان مفقود ہے۔

اور شیخ سراج الدین ابن الملقن رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب الخصائص میں ہے کہ علماء کنارہ کش ہو گئے ہیں اور انہوں نے نبی کریم ﷺ کے نام پر نام رکھنے کو مطلقاً منع کیا ہے، ایسی صورت میں کیسے جائز ہو سکتا ہے کہ آپ کی کنیت رکھی جائے۔ اسے شیخ زکی الدین منذری رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ ابوبکر بن عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ان تمام بچوں کو جمع کیا جن کا نام حضور نبی کریم ﷺ کے نام پر تھا اور ان سب کو ایک گھر میں بند کر دیا تا کہ ان سب کے نام بدل دیے جائیں لیکن بچوں کے والدین نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے شہادت پیش کی کہ حضور نبی کریم ﷺ نے عام طور پر بچوں کے نام اپنے نام پر رکھے ہیں۔ اس وقت انہوں نے ان بچوں کو چھوڑ دیا۔

راوی حدیث حضرت ابو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے باپ بھی ان بچوں میں تھے۔

حضور نبی کریم ﷺ کے نام پر نام رکھنا افضل ہے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اپنے بچوں کا نام محمد رکھتے ہو اس کے بعد ان بچوں پر لعنت کرتے ہو۔

﴿بزار، ابن عدی، ابو یعلی، حاکم﴾

حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا: جب تم بچے کا نام محمد رکھو تو اسے نہ مارو اور نہ محروم رکھو۔

﴿بزار﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس کے تین بچے پیدا ہوئے اور اس نے کسی کا نام محمد نہ رکھا تو وہ جاہل ہے۔

(اور طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی مثل حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی ہے۔)

﴿مسند﴾

ابن ابی عاصم رحمۃ اللہ علیہ نے ابن ابی فدیک رحمۃ اللہ علیہ، تمیم بن عثمان رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے حضرت ابن جبیب رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے فرمایا: جس نے میرے نام پر نام رکھا اور مجھ سے برکت کی امید رکھی تو اس کو برکت حاصل ہوگی اور وہ برکت قیامت تک جاری رہے گی۔

صحابہ کو وسیلہ کی تعلیم:

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ ایک نابینا شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آیا اور اس نے عرض کیا کہ میرے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے عافیت دے دے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر تو چاہے تو اس بات کو آخرت پر چھوڑ دے اور یہ تیرے لیے بہتر ہے اور اگر تو چاہے تو میں تیرے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کر دوں۔ اس نے عرض کیا آپ ﷺ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حکم دیا کہ خوب اچھی طرح وضو کرکے دو رکعت نماز پڑھو اور یہ دعا پڑھو:

اللهم انی اسئلک و اتوجه الیک بنبیک محمد صلی الله علیه وسلم
نبی الرحمة یا محمد انی اتوجه بک الی ربی فی حاجتی هذه لتقضیها
لی اللهم شفعه فی

چنانچہ اس نابینا نے ارشاد کے مطابق عمل کیا اور وہ بینا ہو کر اٹھا۔

﴿ترمذی، بخاری، بیہقی الدلائل والدعوات۔ ابو نعیم، نسائی﴾

حضرت ابو امامہ بن سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس کسی حاجت سے آیا جاتا تھا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اس کی طرف متوجہ نہ ہوتے تھے اور اس کی حاجت

کی طرف نظر نہ فرماتے تھے تو وہ شخص عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے ملا اور ان سے شکایت کی۔ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ نے کہا: آفتابہ لاؤ اور وضو کرو۔ اس کے بعد مسجد میں آ کر دو رکعت نماز پڑھو پھر یہ دعا مانگو:

اللھم انی اسالک و اتوجہ الیک بنبیک محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی الرحمۃ یا محمد انی اتوجہ بک الی ربی فیقضی لی حاجتی

یہ دعا پڑھ کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور اپنی ضرورت کی بات کرو۔ تو وہ شخص گیا۔ اور اس نے یہ عمل پڑھا۔ اسکے بعد وہ شخص حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے دروازے پر آیا اور دربان نے اس کا ہاتھ تھاما اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس لے گیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کو اپنے پاس چٹائی پر بٹھایا اور فرمایا: بتاؤ تمہاری کیا حاجت ہے؟

اس کے بعد وہ شخص ان کے پاس سے حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا اور ان سے کہا اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے جو کہ آپ نے میری حاجت میں رہنمائی فرمائی اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے میری حالت پر غور کیا اور اس سے پہلے وہ میری طرف متوجہ ہی نہ ہوتے تھے۔ یہاں تک کہ اب نوبت آئی کہ انہوں نے مجھ سے گفتگو کی۔

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ نے کہا: تم نے کیا بات کی ہے۔ میں نے تو نبی کریم ﷺ کو دیکھا ہے کہ آپ کے پاس ایک نابینا آیا اور اس نے اپنی بصارت جانے کی حضور نبی کریم ﷺ سے شکایت کی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا کیا تو صبر کر سکتا ہے؟ اس نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! نہیں۔ مجھے کوئی لے کر چلنے والا نہیں ہے اور یہ بات مجھ پر بہت دشوار ہے۔

✿ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: آفتابہ لاؤ اور وضو کرو اور دو رکعت نماز پڑھ کر یہ دعا مانگو:

اللھم انی اسالک و اتوجہ الیک بنبیک محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی الرحمۃ یا محمد انی اتوجہ بک الی ربی فیجلی لی عن بصری اللھم شفعہ فی و شفعنی فی نفسی

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ نے کہا: خدا کی قسم! ہم ابھی گئے نہ تھے کہ وہ شخص آیا اور اسے نابینائی کی شکایت نہ تھی۔

﴿بیہقی، ابونعیم المعرفۃ﴾

شیخ عزالدین ابن عبدالسلام رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ممکن ہے یہ قسم دینا، نبی کریم ﷺ کے ساتھ خاص ہو، اس لیے کہ حضور نبی کریم ﷺ اولاد آدم کے سردار ہیں اور یہ کہ آپ کے سوا کسی نبی، فرشتہ اور ولی کی اللہ پر قسم نہیں دی جا سکتی، کیونکہ کوئی مخلوق آپ کے درجہ میں نہیں ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ بات حضور نبی کریم ﷺ کے ان خصائص میں سے ہے جن کے ساتھ آپ کو مخصوص کیا گیا ہے تاکہ آپ کے درجہ اور مرتبہ کی رفعت پر آگاہی ہو۔ انتہی

حضور نبی کریم ﷺ کے دیگر خصائص شریفہ

ماوردی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں کہا کہ حضرت ابن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کی یہ شان تھی کہ آپ پر خطا کا اطلاق جائز نہیں ہے اور آپ کے سوا دیگر انبیاء پر اس کا اطلاق جائز تھا۔ اس لیے کہ آپ خاتم النبیین ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے جو آپ کی خطا کو جانے بخلاف دیگر انبیاء علیہم السلام کے۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو خطا سے معصوم و محفوظ رکھا۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: حق الامر یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کے اجتہاد میں خطا تھی ہی نہیں۔

نبی کریم ﷺ کی دختران اور ازواج کو تمام عورتوں پر فضیلت حاصل ہے:

حضور نبی کریم ﷺ کی یہ خصوصیت کہ آپ کی صاحبزادیاں اور آپ کی ازواج مطہرات تمام جہان کی عورتوں پر فضیلت رکھتی ہیں اور آپ کی ازواج کا ثواب و عقاب دونا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ

﴿سورۃ الاحزاب﴾

ترجمہ: ''اے نبی کی بیبیو! تم اور عورتوں کی طرح نہیں ہو۔''

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ مَنْ یَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَیِّنَةٍ یُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَیْنِ ؕ وَ كَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ یَسِیْرًا ۝ وَ مَنْ یَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَاۤ اَجْرَهَا مَرَّتَیْنِ ۙ وَ اَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِیْمًا

﴿سورۃ الاحزاب﴾

ترجمہ: ''اے نبی کی بیبیو! جو تم میں صریح حیا کے خلاف کوئی جرأت کرے اس پر اوروں سے دونا عذاب ہوگا اور یہ اللہ کو آسان ہے اور جو تم میں فرمانبردار ہے اللہ اور رسول کی اور اچھا کام کرے، ہم اسے دونا ثواب دیں گے اور ہم نے اس کیلئے عزت کی روزی تیار کر رکھی ہے۔''

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: عورتوں میں افضل مریم اور فاطمہ رضی اللہ عنہما ہیں۔

﴿ترمذی﴾

حضرت حارث بن ابی اسامہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سارے جہان کی عورتوں میں افضل مریم ہیں اور سارے جہاں کی عورتوں میں بہتر فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا ہیں۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: فاطمہ

رضی اللہ عنہا اہل جنت عورتوں کی سردار ہیں مگر مریم بنت عمران رضی اللہ عنہا کے علاوہ۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت علی المرتضیٰ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے فاطمہ رضی اللہ عنہا! اللہ تعالیٰ تمہارے غضب کے سبب غضب کرتا ہے اور تمہاری رضا کے سبب خوش ہوتا ہے۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے فاطمہ رضی اللہ عنہا! پارسائی کی زندگی اختیار کرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان پر اور ان کی اولاد پر جہنم کو حرام کر دیا ہے۔

﴿ابونعیم﴾

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ جو لوگ نبی کریم ﷺ کی صاحبزادیوں کو آپ کی ازواج پر فضیلت میں جس حدیث سے استدلال کرتے ہیں وہ حدیث ہے جسے ابو یعلیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بہتر کے ساتھ نکاح کیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حفصہ رضی اللہ عنہا سے بہتر کے ساتھ نکاح کیا۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: چار گروہ ہیں جن کو دونا اجر دیا جائے گا۔ ان میں ایک گروہ ازواج رسول ہیں، آخر حدیث تک۔

﴿طبرانی﴾

علماء نے فرمایا: دونا اجر آخرت میں ہوگا، اور ایک قول یہ ہے کہ ایک اجر دنیا اور دوسرا اجر آخرت میں ہوگا اور علماء نے دونے عقاب کے بارے میں اختلاف کیا ہے ایک قول یہ ہے کہ ایک عقاب دنیا میں اور دوسرا عقاب آخرت میں ہوگا اور ان کے سوا دوسری عورتوں کا حال یہ ہے کہ جب دنیا میں عقاب ہو جائے گا تو آخرت میں عقاب نہ ہوگا۔ اس لیے کہ حدود کفارہ معصیت ہے اور مقاتل رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ دنیا میں دو حدیں ہیں۔ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے کہا یہی حکم ان لوگوں کے حدود کا ہے جنہوں نے ازواج مطہرات پر قذف رکھی کہ ان کو دنیا میں دونی سزا یعنی ایک سو ساٹھ کوڑے لگائے جائیں گے۔

قاضی عیاض "الشفاء" بعض علماء سے نقل کیا ہے۔ یہ حدیث قذف حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے سوا کے ساتھ خاص ہے اگر کسی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر قذف کی تو اسے قتل کیا جائے گا اور ایک قول یہ ہے کہ ازواج مطہرات میں سے کسی کے ساتھ جو کوئی قذف کرے گا، اسے قتل کیا جائے گا۔ صاحب تخلیص نے کہا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ" (سورۃ الزمر) ترجمہ: "اگر تو نے اللہ کا شریک کیا تو ضرور تیرا سب کیا دھرا اکارت جائے گا۔" صاحب تخلیص رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے بارے میں فرمایا:

لَقَدْ كِدْتَّ تَرْكَنُ اِلَيْهِمْ

﴿سورۃ بنی اسرائیل﴾

ترجمہ: "قریب تھا کہ تم ان کی طرف کچھ تھوڑا سا جھکتے۔"

آپ ﷺ کے اصحاب انبیاء کے علاوہ تمام جہان پر فضیلت رکھتے ہیں

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ نے میرے صحابہ کو تمام جہان والوں پر انبیاء و مرسلین کے سوا فضیلت دی ہے اور میرے اصحاب میں سے چار کو برگزیدہ کیا ہے۔

وہ حضرت ابوبکر و حضرت عمر و حضرت عثمان و حضرت علی رضی اللہ عنہم ہیں اور ان چاروں کو میرے صحابہ میں افضل کیا۔ دراں حالیکہ میرے تمام صحابہ میں خیر رکھی ہے اور میری امت کو تمام امتوں پر برگزیدگی دی ہے اور میری امت کے چار قرنوں کو شرف عطا کیا۔ قرن اول، قرن دوم اور قرن سوم مسلسل ہیں اور قرن چہارم منفرد کیا ہے۔ جمہور نے فرمایا کہ تمام صحابہ اپنے تمام بعد والوں سے افضل ہیں۔ اگرچہ علم و عمل میں بعد والوں نے ترقی کی ہو۔

﴿ابن جریر کتاب السنۃ﴾

مکہ و مدینہ کی افضلیت:

نبی کریم ﷺ کی یہ خصوصیت کہ آپ کے دونوں شہر تمام شہروں سے افضل ہیں اور یہ کہ دجال و طاعون آپ ﷺ کے دونوں شہروں میں داخل نہ ہوں گے اور یہ کہ آپ ﷺ کی مسجد تمام مسجدوں میں افضل ہے۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میری اس مسجد میں نماز پڑھنا اس کے سوا کی مساجد سے بجز مسجد حرام کے ہزار درجہ افضل ہے اور مسجد حرام میں نماز پڑھنا میری اس مسجد میں نماز پڑھنے سے ایسا ہے گویا سو نمازیں پڑھیں۔

﴿احمد﴾

حضرت عبداللہ بن عدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: خدا کی قسم! یقیناً شہر مکہ ایسا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تمام زمینوں سے اچھا ہے اور اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ اسی سے پیار ہے۔

﴿ترمذی﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! تو نے مجھے اپنی محبوب ترین سرزمین سے نکالا ہے۔ اب تو مجھے اسی سرزمین پر ٹھہرا جو تیرے نزدیک بہت ہی پیاری ہو۔

﴿حاکم﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مدینہ طیبہ اور مکہ مکرمہ دونوں کی فرشتے حفاظت کرتے ہیں اور ان کے ہر راستے پر فرشتہ مقرر ہے جو ان میں نہ طاعون کو داخل ہونے دیتا ہے اور نہ دجال کو۔

﴿احمد﴾

روضہ انور افضل البقاع ہے:

علماء اسلام نے فرمایا کہ شہر مکہ و مدینہ کے درمیان افضیلت میں نبی کریم ﷺ کے قبر انور کے سوا اختلاف رکھتے ہیں لیکن حضور نبی کریم ﷺ کا روضہ مبارکہ بالاجماع افضل البقاع ہے، بلکہ کعبہ سے بھی افضل ہے۔ ابن عقیل حنبلی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا کہ وہ عرش سے بھی افضل ہے۔

مجھے چار باتوں کے ساتھ فضیلت دی گئی ہے:

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے چار باتوں کے ساتھ فضیلت دی گئی ہے۔ (۱) میں اور میری امت نمازوں میں اس طرح صفیں باندھتی ہیں جس طرح فرشتے صفیں باندھتے ہیں، (۲) پاک مٹی میرے لیے پاک کرنے والی بنی، (۳) میرے لیے تمام زمین سجدہ گاہ ہوئی اور (۴) میرے لیے غنائم کو حلال کیا گیا۔

﴿طبرانی﴾

حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: استدلال کیا جاتا ہے کہ وضو کرنا اور اس امت کے خصائص میں سے ہے، اس لیے کہ حدیث صحیحین میں مروی ہے کہ میری امت روز قیامت اس حال میں بلائی جائے گی کہ ان کے آثار وضو یعنی ہاتھ پاؤں اور چہرے روشن وتاباں ہوں گے۔

حلیمی رحمۃ اللہ علیہ کے اس استدلال کو اس طرح رد کیا جاتا ہے کہ غرہ وتحجیل جس امر کے ساتھ مختص ہے وہ اصل وضو نہیں ہے اور یہ کیسے ہو سکتا ہے جبکہ حدیث میں آیا ہے کہ میرا یہ وضو ان انبیاء کا وضو ہے جو مجھ سے پہلے گزرے اس رد کے جواب میں حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث ضعیف ہے اور بر تقدیر ثبوت ممکن ہے کہ وضو کرنا انبیاء کرام علیہم السلام کے خصائص میں سے ہو نہ کہ ان کی امتوں کیلئے مگر اس امت کے خصائص میں وضو کرنا ہے۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس احتمال کی تائید وہ روایت کرتی ہے جو توریت وانجیل ہیں۔ آپ کے ذکر ہونے کے باب میں گزر چکی ہے۔ اس روایت میں ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی امت کی صفات میں سے ہے کہ وہ اطراف کا وضو کریں گے۔

- (اس روایت کو ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔)

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ حضرت وہب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ امت محمدیہ پر فرض کیا گیا ہے اور وہ ہر نماز میں وضو کیا کریں جس طرح کہ انبیاء علیہم السلام پر فرض کیا گیا تھا۔

﴿دارمی، بیہقی﴾

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا ہے کہ طبرانی نے "اوسط" میں اس سند کے ساتھ جس میں ابن لہیعہ رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے آفتابہ طلب فرمایا اور ایک ایک بار اعضا کو دھویا اور فرمایا: یہ وضو ان امتوں کا ہے جو تم سے پہلے گزری ہیں پھر حضور نبی کریم ﷺ نے تین تین بار اعضا کو دھویا اور فرمایا: یہ میرا وضو ہے اور میرے امتیوں کا

وضو ہے۔ اس روایت میں صراحت ہے کہ وضو کرنا گزشتہ امتوں کیلئے بھی تھا پھر اس میں ان کے مقابلہ میں ہمارے لیے جو خصوصیت ہے وہ تین بار اعضاء کا دھونا ہے جبکہ دوسرے نبیوں کیلئے صرف ایک مرتبہ تھا۔

عشاء کی نماز صرف آپ ﷺ ہی نے پڑھی اور کسی نبی نے نہیں پڑھی:

حضرت عبید اللہ بن محمد بن عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت آدم علیہ السلام کی جب توبہ قبول کی گئی تو وہ صبح کا وقت تھا۔ انہوں نے دو رکعت نماز پڑھی تو نماز فجر فرض ہوئی اور حضرت اسحاق علیہ السلام کا فدیہ ظہر کے وقت دیا گیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چار رکعت نماز پڑھی تو اس طرح ظہر کی نماز فرض ہوئی۔ حضرت عزیز علیہ السلام کو جب اٹھایا گیا اور ان سے پوچھا کہ کتنا عرصہ آرام کیا؟ تو انہوں نے کہا: ایک دن اور انہوں نے سورج کو دیکھا تو کہا: یا کچھ زیادہ اور انہوں نے چار رکعت نماز پڑھی، اس طرح عصر کی نماز فرض ہوئی اور حضرت داؤد علیہ السلام کی مغفرت مغرب کے وقت ہوئی تو وہ اٹھے اور چار رکعت نماز کا ارادہ کیا مگر مشقت کی بنا پر تیسری میں قعدہ کر لیا تو اس طرح مغرب کی نماز کی تین رکعتیں فرض ہوئیں اور سب سے پہلے جس نے عشاء کی نماز پڑھی وہ ہمارے نبی کریم ﷺ ہیں۔

﴿امام طحاوی﴾

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے ایک دن نماز عشاء میں تاخیر فرمائی، یہاں تک کہ رات چھا گئی۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ باہر تشریف لائے اور نماز پڑھائی، جب نماز سے فارغ ہوئے تو حاضرین سے فرمایا: تمہیں بشارت ہو کہ اللہ تعالیٰ کی نعمت پر تم ہے۔ وہ یہ کہ تمہارے سوا لوگوں میں سے کوئی نہیں ہے جو اس گھڑی میں نماز پڑھے یا یہ فرمایا کہ تمہارے سوا کوئی نہیں ہے جس نے اس گھڑی میں نماز پڑھی ہو۔

﴿بخاری﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے عشاء کی نماز میں تاخیر فرمائی۔ اس کے بعد مسجد میں تشریف لائے تو ملاحظہ فرمایا کہ لوگ نماز کا انتظار کر رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: سنو! تمہارے سوا اہل ادیان میں سے کوئی نہیں ہے جو اس وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہو۔

﴿احمد، نسائی﴾

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک رات نبی کریم ﷺ نے نماز عشا میں تاخیر فرمائی یہاں تک کہ گمان کرنے والوں نے گمان کیا کہ آپ ﷺ نے نماز پڑھ لی ہے، پھر حضور نبی کریم ﷺ مسجد میں تشریف لائے اور فرمایا: اس نماز میں تم تاخیر کیا کرو، کیونکہ تم اس نماز کے ساتھ تمام امتوں پر فضیلت دیئے گئے اور تم سے پہلے کسی امت نے یہ نماز نہیں پڑھی ہے۔

﴿ابوداؤد، ابن ابی شیبہ المصنف، بیہقی﴾

آپ ﷺ کی چند دیگر مبارک خصوصیات:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے ہم سے پہلے لوگوں کو جمعہ سے دور رکھا۔ یہودیوں کیلئے سنیچر (ہفتہ) کا دن اور نصاریٰ کیلئے اتوار کا دن مقرر ہوا، پھر اللہ تعالیٰ ہمیں لایا تو ہمیں جمعہ کے دن کی ہدایت دی تو اللہ تعالیٰ نے پہلے جمعہ پھر ہفتہ پھر اتوار کو بنایا گیا۔ اسی طرح وہ لوگ روز قیامت ہمارے تابع یعنی پیچھے ہوں گے، ہم دنیا میں تو آخر ہیں مگر روز قیامت اول ہیں۔ ان کیلئے تمام خلائق سے پہلے فیصلہ کیا جائے گا۔

﴿مسلم﴾

پانچ کلمات:

حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کے اصحاب نے جو باتیں علماء بنی اسرائیل سے سنیں ان کو انہوں نے ہم سے اس طرح بیان کیا کہ یحییٰ بن زکریا علیہما السلام پانچ کلمات کے ساتھ بھیجے گئے تھے جو شخص ان کلمات پر عمل کرتا یہاں تک کہ وہ مر جاتا تو روز قیامت اس پر حساب نہ ہوتا۔ وہ پانچ کلمات یہ ہیں: (۱) اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں، (۲) نماز پڑھیں، (۳) صدقہ دیں، (۴) روزہ رکھیں، (۵) اور اللہ کا ذکر کریں۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کو یہ پانچ کلمات بھی عطا فرمائے اور ان کے ساتھ پانچ مزید عطا فرمائے:

(۱) جمعہ، (۲) حج، (۳) طاعت، (۴) ہجرت، (۵) اور جہاد۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اہل کتاب ہم سے کسی شے پر حسد نہیں کرتے، جتنا جمعہ پر وہ ہم سے حسد کرتے ہیں۔ جمعہ ایسا دن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس کی ہدایت دی اور اہل کتاب اس سے گمراہ رہے اور ہم سے اس قبلہ پر حسد کرتے ہیں جس کی اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہدایت دی اور وہ اس سے گمراہ رہے اور وہ امام کے پیچھے ہمارے آمین کہنے پر حسد کرتے ہیں۔

﴿احمد، بیہقی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہود تم سے کسی چیز پر اتنا حسد نہیں کرتے، جتنا وہ تم سے السلام علیکم کہنے اور آمین کہنے پر حسد کرتے ہیں۔

﴿ابن ماجہ﴾

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہود نے مسلمانوں سے ان تین چیزوں سے افضل چیز پر حسد نہیں کیا۔

(۱) سلام کا جواب دینا، (۲) صفوں کا قائم کرنا، (۳) اور مسلمانوں کو اپنے امام کے پیچھے فرض نمازوں میں آمین کہنا ہے۔

﴿طبرانی اوسط﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے تین چیزیں دی گئی ہیں: ایک صفوں میں نماز دی گئی، (۲) السلام علیکم دیا کیونکہ یہ اہل جنت کی تحیت ہے، (۳) اور آمین دیا گیا، تم سے پہلے کسی کو بھی آمین کہنا نہیں بتایا گیا۔ البتہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ہارون علیہ السلام کو

آمین بتائی ہو، کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب دعا کر رہے تھے تو حضرت ہارون علیہ السلام آمین کہہ رہے تھے۔

﴿مسند حارث بن ابی اسامہ﴾

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لوگوں پر مجھے تین چیزوں کے ساتھ فضیلت دی گئی ہے، تمام زمین ہمارے لیے سجدہ گاہ بنا گئی اور اس کی مٹی ہمارے لیے پاک کرنے والی بنائی گئی اور ہماری صفوں کو فرشتوں کی صفوں کی مانند بنایا گیا اور وہ آیتیں جو سورۃ بقرہ کی آخر میں ہیں عرش کے نیچے کے خزانے سے مجھے دی گئیں اور یہ چیزیں مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئیں اور نہ میرے بعد کسی کو عطا ہوں گی۔

﴿ابن ابی شیبہ، بیہقی، ابو نعیم﴾

حضور نبی کریم ﷺ کو اقامت اور اذان عطا ہوئی:

حضرت سعید بن منصور رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو عمیر بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مجھے میری پھوپھی نے جو کہ انصار میں سے تھیں، خبر دار دی کہ لوگوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے نماز کیلئے اہتمام فرمایا کہ کس طرح لوگوں کو نماز کیلئے جمع کیا جائے۔ اس پر کسی نے کہا کہ حضور نبی کریم ﷺ نماز کے وقت جھنڈا نصب کیا جائے مگر یہ بات حضور نبی کریم ﷺ کو پسند نہ آئی اور کسی نے بگل بجانے کا مشورہ دیا، مگر حضور نبی کریم ﷺ کو یہ بات بھی پسند نہ آئی اور آپ نے فرمایا: اس میں نصاریٰ کی مشابہت ہے پھر حضرت عبداللہ ابن زید رضی اللہ عنہ اس حال میں واپس آئے کہ وہ اس کا اہتمام کر رہے تھے، جو انہیں خواب میں اذان کے بارے میں دکھایا گیا تھا۔

نماز میں رکوع کی مشروعیت اس ملت کے ساتھ مختص ہے:

مفسرین کی ایک جماعت نے آیہ کریمہ "وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ" (سورۃ البقرہ) ترجمہ: "رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔" کے تحت ذکر کیا ہے کہ نماز میں رکوع کی مشروعیت اس ملت کے ساتھ خاص ہے، کیونکہ بنی اسرائیل کی نماز میں رکوع نہیں تھا۔ اس لیے بنی اسرائیل کو امت محمد یہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ رکوع کرنے کا حکم دیا گیا۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رکوع کے سلسلے میں جس حدیث سے استدلال کیا جاتا ہے وہ ہے۔ جسے بزار، طبرانی "اوسط" میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: پہلی نماز جس میں ہم نے رکوع کیا، وہ نماز عصر تھی۔ یہ دیکھ کر میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! یہ کیا ہے؟ فرمایا: مجھے اس کا حکم دیا گیا ہے اور وجہ استدلال یہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اس سے قبل ظہر کی نماز پڑھی اور نماز پنجگانہ کی فرضیت سے قبل رات کی نماز میں وغیرہ حضور نبی کریم ﷺ نے پڑھیں تو وہ پہلے کی نماز نمازیں بغیر رکوع کے تھیں، یہ اس بات کا قرینہ ہے کہ امم سابقہ کی نمازیں رکوع سے خالی تھیں۔

ابن فرشتہ رحمۃ اللہ علیہ نے "شرح المجمع" میں نبی کریم ﷺ کے اس قول کے تحت ذکر کیا کہ "جس نے ہماری نماز پڑھی، اور ہمارے قبلہ کی طرف رخ کیا وہ ہم میں سے ہے۔" انہوں نے "ہماری نماز" کے

ارشاد سے باجماعت نماز مراد لی ہے۔ اس لیے کہ انفرادی نماز تو ہم سے پہلے لوگوں میں موجود ہی تھی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہود نے ہماری کسی چیز پر اتنا حسد نہیں کیا جتنا ہماری ان تین چیزوں پر انہوں نے حسد کیا۔ "ایک سلام کہنا، دوسرا آمین کہنا، تیسرا اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ" کہنا ہے۔

﴿بیہقی﴾

آپ ﷺ نعلین کے ساتھ نماز پڑھنے میں مخصوص ہیں:

حضرت سعید بن منصور رحمۃ اللہ علیہ حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اپنی نعلوں میں نماز پڑھو اور یہود کے ساتھ مشابہت نہ کرو۔ ابوداؤد و بیہقی رحمہم اللہ نے اپنی اپنی "سنن" میں بلفظ "خالفوا الیھود" کہ یہود کی مخالفت کرو کیونکہ وہ اپنے موزوں اور نعلوں میں نماز نہیں پڑھتے۔" روایت کیا ہے۔

- آپ ﷺ کی یہ خصوصیت کہ آپ ﷺ کیلئے محراب میں نماز پڑھنا مکروہ تھا باوجودیکہ ہم سے پہلے محراب میں نماز پڑھتے تھے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ

﴿پ3 سورۃ آل عمران﴾

ترجمہ: "تو فرشتوں نے اسے آواز دی اور وہ اپنی نماز کی جگہ کھڑا نماز پڑھ رہا تھا۔"

حضرت موسیٰ الجہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میری امت ہمیشہ خیر کے ساتھ رہے گی جب تک کہ وہ اپنی مسجدوں میں نصاریٰ کے مذابح کی مانند مذابح (طاق ومحراب) نہ بنائیں گے۔

﴿ابن ابی شیبہ المصنف﴾

حضرت عبید ابن ابو الجعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کے صحابہ فرمایا کرتے تھے کہ علامات قیامت میں سے یہ ہے کہ مسجدوں میں مذابح یعنی طاق ومحراب بنائے جائیں گے۔

﴿ابن ابی شیبہ﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ محرابوں سے اجتناب کرو۔

﴿ابن ابی شیبہ﴾

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ علامات قیامت میں سے یہ ہے کہ مسجدوں میں طاق ومحراب بنائے جائیں گے۔

﴿ابن ابی شیبہ﴾

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ طاق (محراب) میں نماز پڑھنا مکروہ ہے اور اس کی مثل حسن، ابراہیم نخعی، سالم بن ابو الجعد اور ابو خالد والبی رحمہم اللہ سے روایت ہے۔

﴿ابن ابی شیبہ﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ ان عمرابوں سے اجتناب کرو۔ حوقلہ یعنی "لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم" کے بارے میں حدیث، شرح صدور اور رفع ذکر کے باب میں گزر چکی ہے
﴿طبرانی، بیہقی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میری امت کو دو چیز دی گئی ہے جو کسی امت کو نہیں دی گئی۔ وہ مصیبت کے وقت "انا للہ وانا الیہ راجعون" کہنا ہے۔
﴿طبرانی﴾

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس امت کے سوا کسی کو استرجاع نہیں دیا گیا۔ کیا تم نے حضرت یعقوب علیہ السلام کا یہ قول نہیں سنا کہ انہوں نے "یا اسفی علی یوسف" فرمایا تھا۔
﴿عبدالرزاق، ابن جریر فی التفسیر﴾

عبدالرزاق رضی اللہ عنہ نے "المصنف" میں روایت کی، ہم کو معمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابان رضی اللہ عنہ سے خبر دی ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس امت کے سوا کسی کو تکبیر یعنی "اللہ اکبر" نہیں دی گئی۔

حضرت ابوالعالیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ ان سے پوچھا گیا کہ انبیاء علیہم السلام کس چیز سے نماز کا افتتاح کرتے تھے۔ فرمایا: توحید، تسبیح اور تہلیل سے۔

﴿ابن ابی شیبہ المصنف﴾

خصائص امت محمدیہ ﷺ:

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ کی امت کے گناہ استغفار سے بخش دیئے جاتے ہیں اور یہ کہ شرمندہ ہونا ان کیلئے توبہ ہے اور یہ کہ وہ اپنے صدقات کو خود ہی استعمال کریں گے اور اس پر انہیں ثواب دیا جائے گا اور یہ کہ ان کیلئے دنیا میں ثواب میں تعجیل ہوگی باوجودیکہ آخرت میں ثواب کا ذخیرہ ہوگا اور یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ سے جو دعا مانگیں گے اس کو قبولیت عطا ہوگی۔

ان تمام باتوں کے بارے میں احادیث کثیرہ توریت وانجیل میں امت محمد کے ذکر ہونے کے باب میں پہلے گزر چکی ہیں۔

فریابی حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس امت کو تین باتیں ایسی دی گئی ہیں جو انبیاء علیہم السلام کے سوا کو نہیں دی گئیں: نبی کریم ﷺ کی شان یہ ہے کہ آپ سے کہا گیا کہ پیغام حق آپ نے پہنچا دیا۔ اب کوئی حرج نہیں اور آپ اپنی امت پر گواہ ہیں۔ آپ دعا کیجئے، آپ کی دعا قبول ہوگی۔" اور اس امت کیلئے فرمایا:

وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ ---------------- (سورۃ الحج)

ترجمہ: "اور تم پر دین میں کچھ تنگی نہ رکھی۔"

اور فرمایا: لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ ---------------- (سورۃ البقرہ)

ترجمہ: "تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو۔"

اور فرمایا: اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ ---------------- (سورۃ المومن)

ترجمہ: ''تم مجھ سے دعا مانگو تمہاری دعا قبول کروں گا۔''

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے آیہ کریمہ

وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّوْرِ اِذْ نَادَيْنَا ---------------- (سورۃ القصص)

ترجمہ: ''اور تم طور کے گوشے میں موجود نہ تھے جب ہم نے ندا فرمائی''

کے تحت روایت ہے۔ انہوں نے کہا: اے امت محمدیہ ﷺ! تمہاری پکار قبول کی جائے گی۔ قبل اس کے کہ تم مجھے پکارو اور تمہیں دے دیا جائے گا قبل اس کے کہ تم مجھ سے مانگو۔

﴿نسائی، حاکم، بیہقی، ابو نعیم﴾

حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے ارشاد باری تعالیٰ ''وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّوْرِ اِذْ نَادَيْنَا'' کے بارے میں استفسار کیا کہ وہ ندا کیا تھی؟ اور وہ رحمت کیا تھی؟

فرمایا: وہ کتاب تھی جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کے پیدا کرنے سے دو ہزار سال پہلے لکھی تھی۔ اس کے بعد ندا کی گئی: اے امت محمد ﷺ! میری رحمت میرے غضب پر سبقت کر گئی ہے۔ مجھ سے مانگنے سے پہلے میں نے تم کو دیا ہے اور مجھ سے مغفرت چاہنے سے پہلے میں نے تم کو بخش دیا ہے تو جو کوئی تم میں سے اس حال میں مجھ سے ملے کہ وہ اس کی گواہی دیتا ہو کہ ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ میرے بندے اور میرے رسول ہیں۔'' تو میں اسے جنت میں داخل کروں گا۔

﴿ابو نعیم﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ ندامت و شرمندگی توبہ ہے۔ بعض علماء نے فرمایا: ندامت کا توبہ ہونا اس امت کے خصائص میں سے ہے۔

﴿احمد، حاکم﴾

نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح المہذب میں فرمایا کہ لیلۃ القدر اس امت کے ساتھ خاص ہے۔ (اللہ تعالیٰ اس کی بزرگی کو زیادہ کرے) جو ہم سے پہلوں میں نہیں تھی۔

امام مالک رضی اللہ عنہ نے ''الموطا'' میں فرمایا: مجھے معلوم ہوا ہے کہ نبی کریم ﷺ کو امت کی عمروں کو ان کی تخلیق سے پہلے دکھا دیا گیا جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے اسے چاہا دکھایا۔ تو آپ نے اپنی امت کی عمروں کو بہت کم پایا اور وہ ان عملوں تک کہاں پہنچیں گے جن کے سوا دوسری امتیں طویل عمر کی وجہ سے پہنچی تھیں تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو لیلۃ القدر عطا فرمائی جو ہزار مہینے سے افضل ہے۔

اس قول کے دیگر شواہد ہیں جن کو ہم نے ''التفسیر المسند'' میں بیان کیا ہے۔ اور دیلمی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میری امت کو لیلۃ القدر عطا فرمائی اور لیلۃ القدر ان سے پہلے کسی کو عطا نہ ہوئی۔

حضرت عطاء رضی اللہ عنہ نے آیہ کریمہ

"كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝ أَيَّامًا مَّعْدُودَاتٍ"

﴿سورۃ البقرہ﴾

ترجمہ: "تم پر روزے فرض کیے گئے جیسے اگلوں پر فرض ہوئے تھے کہ کہیں تمہیں پرہیزگاری ملے، گنتی کے دن تھے۔"

کے تحت روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ تم پر ہر مہینے کے تین دن کے روزے فرض کیے گئے تھے اور یہ اس سے پہلے لوگوں کا روزہ تھا پھر اللہ تعالیٰ نے ماہِ رمضان کے روزے فرض کر دیئے۔

﴿ابن جریر﴾

حضرت سدی رضی اللہ عنہ سے آیہ کریمہ "كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ" کے تحت روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم سے پہلے جو نصاریٰ تھے ان پر ماہِ رمضان کے روزے فرض کیے گئے اور ان پر فرض کیا گیا کہ وہ سونے کے بعد ماہِ رمضان میں نہ کھائیں اور نہ پئیں اور نہ بیوی سے جماع کریں تو رمضان المبارک کے روزے نصاریٰ پر سخت گزرے اور انہوں نے مجتمع ہو کر گرمی و سردی کے موسم کے درمیان روزوں کو کر لیا اور انہوں نے کہا: ہم مزید بیس دن روزے رکھیں گے تاکہ جو ہم نے تغیر و تبدل کیا ہے اس کا کفارہ بن جائے، پھر مسلمانوں نے ایسا ہی کیا۔ جیسا کہ نصاریٰ نے کیا۔ یہاں تک کہ حضرت ابوقیس بن صرمہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو واقعہ پیش آیا۔ ہوا تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کیلئے طلوعِ فجر تک کھانے پینے اور جماع کرنے کو حلال کر دیا۔

﴿ابن جریر﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: رمضان المبارک میں میری امت کو پانچ باتیں ایسی دی گئی ہیں جو ان سے قبل امتوں کو نہیں دی گئیں۔ روزہ دار کے منہ کی بو، اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے اور افطار کے وقت تک فرشتے اس کیلئے استغفار کرتے ہیں اور سرکش شیاطین مقید کیے جاتے ہیں تو وہ جس چیز کی طرف پہنچتے تھے رمضان المبارک میں اس کی طرف وہ نہیں پہنچتے اور رمضان المبارک میں ہر روز جنت کو آراستہ کرتا ہے اور فرماتا ہے بہت جلد اپنے صالح بندوں سے مؤنت و مشقت کو اٹھا دیا جائے گا اور اے جنت! تیری طرف وہ آئیں گے اور ان کیلئے ماہِ رمضان کی آخری رات میں مغفرت ہوگی۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا: کیا وہ لیلۃ القدر ہے یارسول اللہ ﷺ! فرمایا: نہیں بلکہ عمل کرنے والوں کی مزدوری اسی وقت دی جاتی ہے جب وہ اپنے عمل اور کام کو پورا کر لیتا ہے۔

﴿اصبہانی الترغیب﴾

بسند صحیح حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے عید الاضحیٰ کا حکم دیا گیا ہے، اسے اللہ تعالیٰ نے اس امت کیلئے بنایا ہے۔

﴿حاکم﴾

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہمارے روزوں اور اہل کتاب کے روزوں کے درمیان جو فرق ہے وہ روزے سے قبل سحر کھانے کا ہے۔

﴿حاکم﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ دین ہمیشہ غالب وظاہر رہے گا جب تک لوگ افطار میں جلدی کریں گے کیونکہ یہود و نصاریٰ دیر لگاتے ہیں۔

﴿ابوداؤد، ابن ماجہ﴾

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ بنی اسرائیل کیلئے ذبح تھا اور تم جو ہو تو تمہارے لیے نحر ہے۔ پھر انہوں نے پڑھا: "فَذَبَحُوْهَا" اور "فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ"

﴿ابن ابی حاتم، ابن المنذر﴾

الاربعہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہمارے لیے لحد ہے اور ہمارے سوا کیلئے شق ہے۔

حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کہ لحد ہمارے لیے ہے اور شق اہل کتاب کیلئے۔

﴿احمد﴾

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ سے یوم عاشور کے روزے کے بارے میں استفسار کیا گیا تو فرمایا: گزشتہ سال کے گناہوں کا کفارہ ہے اور یوم عرفہ کے روزے کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: یہ گزشتہ اور آئندہ کے دو سالوں کا کفارہ ہے۔

﴿مسلم﴾

علماء کرام نے فرمایا کہ یوم عرفہ کے روزے کا مرتبہ اتنا ہی ہے کیونکہ یہ روزہ نبی کریم ﷺ کی سنت ہے اور یوم عاشورہ کا روزہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سنت ہے تو ہمارے نبی کریم ﷺ کی سنت، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سنت سے مرتبہ و اجر میں دوگنی ہے۔

قریب قریب اسی کے مشابہ وہ روایت ہے جسے حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں نے توریت میں پڑھا ہے کہ اس طعام میں برکت ہے جس کے پہلے وضو ہو۔ اس پر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: طعام کی برکت اس وضو سے ہے جو اس کے پہلے اور اس کے بعد ہو۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً روایت ہے کہ قبل طعام وضو میں ایک نیکی ہے اور بعد طعام وضو میں دو نیکیاں۔

﴿حاکم، تاریخ نیشاپور﴾

نماز میں کلام حرام اور روزے میں مباح امت کے خصائص سے ہے

حضرت محمد بن کعب قرظی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے مسلمان نماز میں اپنی ضروریات کی باتیں کر لیا کرتے تھے جس طرح اہل کتاب نماز میں اپنی ضروریات کی باتیں کر لیتے تھے۔ یہاں تک یہ آیت نازل ہوئی:

وَ قُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِیْنَ (سورۃ البقرہ)

﴿سعید بن منصور فی السنن﴾

✿ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے آیہ کریمہ

وَ قُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِیْنَ ﴿سورۃ البقرہ﴾

ترجمہ: "اور کھڑے ہو اللہ کے حضور ادب سے۔"

کے تحت روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: پہلے امتی نماز میں کلام کرتے ہیں لیکن اے مسلمانو! تم اللہ تعالیٰ کی عبادت میں اس طرح قیام کرو کہ تم اللہ کے ہی مطیع ہو۔

﴿ابن جریر﴾

حضرت ابن العربی رضی اللہ عنہ نے "شرح ترمذی" میں فرمایا: ہم سے پچھلی امتوں کو روزہ اس طرح تھا کہ کھانے پینے کے ساتھ کلام کرنے سے بھی باز رہتے تھے وہ لوگ حرج میں تھے تو اللہ تعالیٰ نے اس امت کیلئے نصف زمانہ صوم کو جو کہ رات ہے حذف کر کے اور آدھے روزے کو جو کہ کلام سے رکتا تھا حذف کر کے رخصت عطا فرمائی اور اس امت کو روزے میں بات کرنے کی اجازت عطا فرمائی۔

آپ کی امت خیر الامم ہے:

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ کی امت خیر الامم ہے اور یہ شرف آپ ﷺ کی وجہ سے ہے اور گزشتہ امتوں کے اعمال دوسروں کے سامنے ظاہر کر کے رسوا کیا جائے گا اور اس امت کا رسوا نہ کیا جائے گا اور یہ کہ اپنی کتاب الٰہی کو ان کے سینوں میں محفوظ کرنا مسلمانوں کیلئے آسان کر دیا ہے اور یہ کہ اس کا نام دو اسماء الٰہی سے مشتق کر کے رکھا گیا۔ ایک المسلمون دوسرے المومنون اور یہ کہ ان کے دین کا نام اسلام رکھا گیا اور اس وصف کے ساتھ بجز انبیاء کے کوئی موصوف نہ ہوا۔

✿ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

كُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ ﴿سورۃ آل عمران﴾

ترجمہ: "تم بہتر ہو ان سب امتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں۔"

- اور فرمایا: "وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ" ﴿سورۃ القمر﴾

ترجمہ: "اور بے شک ہم نے آسان کیا قرآن یاد کرنے کیلئے۔"

- اور فرمایا: "هُوَ سَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِينَ مِنْ قَبْلُ"

ترجمہ: "اللہ نے تمہارا نام مسلمان رکھا۔"

امام احمد و ترمذی رحمہما اللہ نے حسن بتا کر اور ابن ماجہ و حاکم رحمہم اللہ نے اس بارے میں معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا۔ آپ نے آیت کریمہ "كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ" کے تحت فرمایا: تم لوگ ستر دیں امت کو پورا کرنے والے ہو اور تم اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان سب میں اکرم و بہترین ہو۔

حضرت ابن ابی کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ کوئی امت قبولیت دعا کے اندر اسلام میں اس امت سے زیادہ مکمل نہیں ہوئی اور اسی مقصد سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ" (سورۃ آل عمران)

﴿ابن ابی حاتم﴾

حضرت مکحول رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا کوئی حق ایک یہودی آدمی پر تھا قسم ہے ذات کی جس نے محمد مصطفیٰ ﷺ کو بشر پر برگزیدہ کیا میں حق لیے بغیر تجھے نہ چھوڑوں گا اس پر یہودی نے کہا خدا کی قسم انہوں نے محمد ﷺ کو بشر پر برگزیدہ نہیں کیا۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس یہودی کے طمانچہ رسید کیا۔ وہ یہودی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور حضور ﷺ سے فریاد کی۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے عمر رضی اللہ عنہ تم پر لازم ہے کہ اپنے طمانچے کے بدلے اسے راضی کرو اور یہودی سے مخاطب ہو کر فرمایا اے یہودی! آدم صفی اللہ تھے، ابراہیم خلیل اللہ تھے، موسیٰ نجی اللہ تھے، عیسیٰ روح اللہ تھے اور میں حبیب اللہ ہوں۔

سن اے یہودی! تم اللہ تعالیٰ کے دو نام لیتے ہو مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے ان دو ناموں کے ساتھ میری امت کا نام رکھا۔ خدا کا ایک نام "السلام" ہے اور اس نے میری امت کا نام مسلمان رکھا اور خدا کا ایک نام المؤمن ہے اور اس نے میری امت کا نام مومن رکھا۔

سن اے یہودی! تم نے اللہ تعالیٰ سے ایک دن مانگا۔ اللہ تعالیٰ نے وہ دن ہمارے لیے محفوظ رکھا اور تمہارے لیے دوسرا دن اور نصاریٰ کے لیے اس کے بعد کا دن مقرر کیا۔ سن اے یہودی! تم لوگ دنیا میں پہلے ہو اور ہم آخر میں مگر روز قیامت ہم پہنچے ہوں گے بلکہ انبیاء پر جنت حرام ہوگی جب تک کہ میں اس میں داخل نہ ہوں اور جنت تمام امتوں پر حرام ہوگی جب تک میری امت میں داخل نہ ہو جائے۔

﴿مسند اسحاق بن راہویہ، ابن ابی شیبہ المصنف﴾

اور وہ حدیث کہ "ان کی کتابیں ان کے سینے میں ہوں گی" توریت و انجیل میں ان کے تذکرے کے باب میں پہلے گزر چکی ہے اور وہ حدیث کہ وہ آخر الامم ہیں آگے آ رہی ہے۔

عمامہ اور تہبند باندھنا:

رسول اللہ ﷺ کی یہ خصوصیت کہ آپ عمامہ میں شملہ چھوڑیں گے اور یہ کہ آپ درمیان کمر تہبند باندھیں گے اور دونوں باتیں فرشتوں کی علامت ہے۔ اس بارے میں احادیث، توریت وانجیل میں آپ کے تذکرے کے باب میں اور آپ ﷺ کی امت کے اوصاف کی احادیث پہلے گزر چکی ہیں۔ ان حدیثوں کے الفاظ یہ ہیں: "و یا تزرون علی اوساطھم"

حضرت عمرو بن شعیب رحمۃ اللہ علیہ والد سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم لوگ اس طرح تہبند باندھو جس طرح میں نے فرشتوں کو باندھتے دیکھا ہے۔ فرشتے اپنے رب کے حضور اپنی آدھی پنڈلی تک تہبند باندھے ہوئے تھے۔

﴿دیلمی﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم عمامہ باندھنے کو لازمی کرلو اور اس کا کنارہ اپنی پشت کے پیچھے چھوڑ دو کیونکہ یہ فرشتوں کی علامت ہے۔

﴿طبرانی﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے عمامہ باندھا اور ان کے عمامہ کا کنارا عشرہ درخت کے پتے کی مانند چھوڑا، پھر فرمایا: میں نے فرشتوں کو عمامہ باندھتے دیکھا ہے۔

﴿ابن عساکر﴾

ابن تیمیہ نے بیان کیا کہ شملہ چھوڑنے کی اصل یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جب اپنے رب کو دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا ہاتھ آپ کے دونوں شانوں کے درمیان رکھا ہے تو نبی کریم ﷺ نے اس جگہ کا اکرام شملہ چھوڑ کر فرمایا لیکن عراقی نے کہا: میں نے اس کی اصل نہیں پائی۔

امت محمدیہ سے وہ بوجھ دور کردیا گیا جو دوسری امتوں پر تھا:

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ کی امت سے اس بوجھ کو دور کیا گیا جو ان سے پہلی امتوں پر تھا اور آپ کی امت سے بکثرت ان شدتوں کو دور فرمایا جو ان سے پہلی امتوں پر سختیاں تھیں اور ان پر دین میں کوئی تنگی نہیں رکھی گئی اور خطا ونسیان اور وہ باتیں جن کو وہ برا جانیں، ان سے ان کا مواخذہ اٹھالیا گیا اور دلی خیالات کا مواخذہ اٹھالیا گیا اور یہ کہ جو کوئی برے عمل کا قصد کرے تو وہ گناہ نہ لکھا جائے گا اور بلکہ (نہ کرنے کے سبب) ایک نیکی لکھی جائے گی اور جو نیکی کا قصد کرے تو ایک نیکی لکھی جائے گی۔ اور یہ کہ توبہ کی قبولیت میں جان کی ہلاکت کو ان سے اٹھالیا گیا اور یہ کہ موقع نجاست کے کاٹنے اور زکوٰۃ میں چوتھائی مال دینے کا حکم اٹھالیا گیا اور یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ سے جو دعا مانگیں گے ان کی وہ دعا قبول کی جائے گی اور یہ کہ ان کیلئے قصاص ودیت کے درمیان اختیار شروع کیا گیا اور یہ کہ چار عورتوں سے نکاح کی اجازت دی گئی اور یہ کہ غیر ملت اسلام میں نکاح کی رخصت دی گئی اور باندی سے

فریابی نے اپنی تفسیر میں حضرت محمد بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انھوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو مبعوث نہیں کیا اور نہ ہی کسی رسول کو بھیجا اور نہ ان پر کتاب نازل کی مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر یہ آیت نازل کی:

وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْٓ اَنْفُسِکُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ یُحَاسِبْکُمْ بِهِ اللّٰهُ

﴿سورۃ البقرہ﴾

ترجمہ: "اور اگر تم ظاہر کرو جو کچھ تمہارے جی میں ہے یا چھپاؤ تم سے اس کا حساب لے گا۔"

تو انھیں اپنے اپنے نبیوں اور رسولوں کے پاس آئیں اور کہا: ہم سے اس کا مواخذہ ہوگا جو ہمارے دلوں میں وسوسے اور خیالات پیدا ہوتے ہیں اور جن کو ہمارے اعضاء نے عملی صورت میں ڈھالا ہے تو وہ کفر و انکار کر کے گمراہ ہو جاتے۔ جب ہمارے نبی کریم ﷺ پر یہ حکم نازل ہوا تو مسلمانوں پر اتنا گراں گزرا جتنا ان سے پہلی امتوں پر سخت گزرا تھا اور وہ عرض کرنے لگے: یا رسول اللہ ﷺ! جو وسوسے اور خیالات ہمارے دلوں میں پیدا ہوتے ہیں اور ان کو ہمارے اعضاء نے عملی صورت نہیں دی کیا ہم سے ان کا بھی مواخذہ اور احتساب ہوگا؟ فرمایا: ہاں۔ سنو! اور اطاعت کرو اور اپنے رب کے حضور اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ نے "اٰمَنَ الرَّسُوْلُ" نازل فرمائی اور اللہ تعالیٰ نے ان سے حدیث نفس یعنی دل کے وسوسے کو اٹھا لیا جب تک اعضاء ان پر عمل نہ کریں تو جو عمل کریں گے ان کو اجر ملے گا اور جو بدی کریں گے ان کا وبال انہی پر ہوگا۔

- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انھوں نے کہا کہ جب یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی:

وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْٓ اَنْفُسِکُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ یُحَاسِبْکُمْ بِهِ اللّٰهُ

﴿سورۃ البقرہ﴾

تو مسلمانوں کے دلوں میں اس سے وہ شے داخل ہوئی جو کسی شے سے داخل نہ ہوئی اور انھوں نے نبی کریم ﷺ سے اپنی حالت عرض کی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کہو! ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت کی اور ہم نے تسلیم کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں ایمان کا القاء فرمایا اور "اٰمَنَ الرَّسُوْلُ" آخر سورۃ تک نازل ہوئی۔

﴿مسلم، ترمذی﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میری خاطر میری امت سے دلی وسوسوں اور خیالوں سے تجاوز فرمایا جب تک وہ منہ سے نہ بولیں یا اس پر عمل نہ کریں۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میری امت سے خطا و نسیان اور ہر وہ چیز جس سے وہ کراہت کریں معاف کیا ہے۔

﴿احمد، ابن حبان، ابن ماجہ﴾

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری امت سے خطا و نسیان اور ہر وہ عمل جس کو وہ مجبوراً کریں، در گزر فرما دیا ہے۔

﴿ابن ماجہ﴾

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک دن اتنا طویل سجدہ کیا کہ ہم نے گمان کیا کہ اس سجدے میں آپ کی جان قبض کر لی گئی ہے پھر آپ نے سر مبارک اٹھایا اور فرمایا: میرے رب نے میری امت کے بارے میں مجھ سے مشورہ فرمایا اور کہ ان کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے۔ میں نے عرض کیا:

اے رب! تو نے پیدا کیا اور تیرے بندے ہیں، پھر اللہ تعالیٰ نے دوسری مرتبہ مجھ سے مشورہ فرمایا کہ ان کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے؟ اور میں نے اس سے وہی عرض کیا پھر اللہ تعالیٰ نے مجھ سے تیسری مرتبہ مشورہ فرمایا اور میں نے اس سے وہی عرض کیا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا: میں تمہاری امت کے معاملے میں ہرگز تم کو رسوا نہ کروں گا اور مجھے بشارت دی کہ سب سے پہلے میرے ساتھ میری امت کے ستر ہزار ہوں گے اور ان میں سے ہزار ہوں گے جن پر کوئی حساب نہ ہوگا۔

اس کے بعد میرے پاس فرشتہ بھیجا کہ دعا کیجئے قبول کی جائے گی اور مانگئے عطا کیا جائے گا اور مجھے عطا فرمایا کہ میرے سبب سے میرے اگلے اور پچھلوں کے گناہ بخشے گا اور میں زندہ صحیح چلتا پھرتا ہوں اور میرے سینے کا شرح فرمایا اور یہ کہ مجھے بشارت دی کہ میری امت رسوا نہ کی جائے گی اور نہ مغلوب ہوگی اور یہ کہ مجھے حوض کوثر عطا فرمایا جو کہ جنت کی ایک نہر ہے اور میرے حوض میں بہہ کر آتی ہے اور یہ کہ مجھے قوت، نصرت، رعب عطا فرمایا جو میرے آگے ایک ماہ کی مسافت تک دوڑتا ہے اور یہ کہ مجھے بتایا گیا کہ میں جنت میں تمام نبیوں سے پہلے داخل ہونے والا ہوں گا اور میری امت کیلئے غنیمت حلال کی گئی اور ہمارے لیے بہت سی وہ سختیاں جو ہم سے پہلے لوگوں پر تھیں کھول دی گئیں اور ہم پر دین میں کوئی تنگی نہ رکھی گئی تو میں نے اظہار تشکر کیلئے سجدہ ادا کیا۔

﴿احمد، ابوبکر شافعی الغیلانیات، ابونعیم، ابن عساکر﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ ان کے سامنے بنی اسرائیل کی ان چیزوں کا ذکر کیا گیا جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے ان کو فضیلت عطا فرمائی۔

اس وقت حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بنی اسرائیل کی حالت یہ تھی کہ جب ان کا کوئی شخص گناہ کرتا تو دوسرے دن صبح کے وقت اس کے دروازے کی چوکھٹ پر اس کا کفارہ لکھا ہوتا، مگر اے مسلمانو! تمہارے گناہوں کا کفارہ وہ قول ہے جسے تم کہتے ہو اور اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتے ہو اور اللہ تعالیٰ تمہیں بخش دیتا ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جسکے قبضہ میں میری جان ہے اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک آیت عطا فرمائی جو دنیا و مافیہا سے زیادہ مجھے محبوب ہے وہ یہ ہے:

وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً (سورۂ آل عمران)

﴿ابن منذر فی التفسیر، بیہقی﴾

ابن جریر حضرت ابوالعالیہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کاش ہمارے گناہوں کے کفارے ایسے ہی ہوتے جیسے بنی اسرائیل کیلئے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جو چیز تمہیں عطا فرمائی ہے وہ بہتر ہے۔ بنی اسرائیل کی تو یہ حالت تھی کہ

جب ان میں کوئی گناہ کرتا تو وہ اپنے دروازوں پر اسے اور اس کے کفارہ کو لکھا پاتا۔ اب اگر وہ اس کا کفارہ دیتا تو دنیا میں اس کیلئے ذلت ہوتی تھی اور اگر اس کا کفارہ نہ دیتا تو آخرت میں اس کیلئے رسوائی ہوتی۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس سے بہتر عطا فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَ يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ ؕ قُلْ هُوَ اَذًى ۙ فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيْضِ ۙ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ ۚ فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَ يُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ

﴿سورۃ البقرہ﴾

ترجمہ: ''اور تم سے پوچھتے ہیں حیض کا حکم تم فرماؤ وہ ناپاکی ہے۔ تو عورتوں سے الگ رہو، حیض کے دنوں اور ان سے نزدیکی نہ کرو، جب تک پاک نہ ہولیں پھر جب پاک ہو جائیں تو ان کے پاس جاؤ، جہاں سے تمہیں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا۔ بے شک اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے، بہت توبہ کرنے والوں کو اور پسند رکھتا ہے، ستھروں کو۔''

پنج گانہ نماز اور جمعہ سے جمعہ تک، ان گناہوں کے کفارے ہیں جو ان کے درمیان صادر ہوں۔

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ان لوگوں کے قصے میں جنہوں نے بچھڑے کی پوجا کی تھی، روایت ہے۔ فرمایا: ان لوگوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا: ہمارے گناہوں کی توبہ کس طرح ہے؟ فرمایا: ایک دوسرے کا قتل کرنا تو انہوں نے چھریاں ہاتھ میں لے لیں اور ہر ایک آدمی اپنے بھائی، اپنے باپ اور اپنی ماں کو قتل کرنے لگا اور وہ پرواہ نہیں کرتا تھا کہ کس کو قتل کر رہا ہے۔

﴿ابن ابی حاتم﴾

حضرت عبدالرحمٰن بن حسنہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بنی اسرائیل کو حکم تھا کہ جب کسی جگہ پیشاب لگ جائے تو اس جگہ کو قینچی سے کاٹ دیں تو ان میں سے ایک شخص نے اس سے انکار کیا تو اسے اس کی قبر میں عذاب دیا گیا۔

﴿ابن ماجہ﴾

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بنی اسرائیل کو حکم تھا کہ جب کسی جگہ پر پیشاب لگ جائے تو اسے قینچی سے کاٹ دیں۔

﴿حاکم﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ میرے پاس ایک یہودی عورت آئی اور اس نے کہا: قبر کا عذاب پیشاب کی چھینٹوں سے ہے۔

میں نے کہا: تو جھوٹ کہتی ہے۔ یہودیہ نے کہا: میں سچ کہتی ہوں۔ بات یہ ہے کہ جب پیشاب جسم یا کپڑے کو لگ جائے تو اسے کاٹ دینا چاہیے۔

یہ سن کر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے یہودیہ! تو نے سچ کہا۔

﴿ابن ابی شیبہ المصنف﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہودی کی حالت یہ تھی کہ جب ان کو کوئی عورت حائضہ ہوتی تو وہ اس کے ساتھ نہ کھاتے پیتے اور نہ گھر میں اس کے ساتھ میل جول رکھتے تھے، اس بارے میں نبی کریم ﷺ سے صحابہ نے مسئلہ دریافت کیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا:

وَ مَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ یَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ یَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ یَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا

﴿سورۃ النساء﴾

ترجمہ: " اور جو کوئی برائی یا اپنی جان پر ظلم کرے پھر اللہ تعالیٰ سے بخشش چاہے تو اللہ تعالیٰ کو بخشنے والا مہربان پائے گا۔"

اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس عورت کے ساتھ سب کچھ معاملات رکھو، بجز مجامعت کے۔ یہ سنکر یہود نے کہا یہ شخص کیا چاہتا ہے۔ ہمارے دین کی کوئی بات بھی نہیں چھوڑتا مگر یہ اس میں ہمارے خلاف حکم دیتا ہے۔

تفسیر کی کتابوں میں ہے کہ نصاریٰ حائضہ سے مجامعت کرتے تھے اور وہ حیض کی پروا نہیں کرتے تھے اور یہودی کی حالت یہ تھی وہ ہر شے میں ایسی عورتوں کو جدا رکھتے تھے اللہ تعالیٰ نے ان دونوں باتوں کے درمیان میانہ روی کا حکم فرمایا۔

﴿احمد، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ﴾

ابوداؤد، حاکم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ اہل کتاب عورتوں کے پاس ایک پہلو سے آتے تھے اور یہ طریقہ زیادہ پوشیدہ تھا اور انصار کے ایک قبیلے نے بھی ان کے اس فعل کو اختیار رکھا تھا اور وہ اس گمان میں تھے کہ اہل کتاب اپنے سوا ہر علم میں بڑھ چڑھ کر ہیں تو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا:

نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ ۪ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ

﴿سورۃ البقرہ﴾

ترجمہ: "تمہاری عورتیں تمہارے لیے کھیتیاں ہیں تو آؤ اپنی کھیتیوں میں جس طرح چاہو"

﴿ابوداؤد، حاکم﴾

مرۃ الھمدانی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہودی عورت کو بٹھا کر جماع کرنے کو مکروہ جانتے تھے اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ ۪

﴿سورۃ البقرہ﴾

اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو رخصت دی کہ عورتوں کی فروج میں جس طرح چاہے جیسے چاہے سامنے سے یا پیچھے سے جماع کر سکتے ہیں۔

﴿ابن ابی شیبہ المصنف﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ سے فرمایا ہم پر رہبانیت فرض نہیں کی گئی ہے۔ میری امت کی رہبانیت یہ ہے کہ نماز کے انتظار میں مسجد میں بیٹھنا، حج وعمرہ کرنا ہے۔

﴿ابونعیم المعرفہ﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہر نبی کیلئے رہبانیت تھی۔ اس امت کی رہبانیت فی سبیل اللہ جہاد ہے۔

﴿احمد، ابو یعلی﴾

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! مجھے سیاحت کی اجازت دیجئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میری امت کی سیاحت فی سبیل اللہ جہاد ہے۔

﴿ابو داؤد﴾

ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ حضرت عمارہ بن غزیہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے حضور میں سیاحت کا ذکر کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے سیاحت کو جہاد فی سبیل اللہ اور اس تکبیر کے ساتھ بدل دیا ہے جو ہر بلندی پر کی جائے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: اس امت کی سیاحت روزہ ہے۔

﴿ابن ماجہ﴾

✿ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ بنی اسرائیل میں مقتولین کے بارے میں قصاص کا حکم تھا اور ان میں دیت کا حکم نہ تھا مگر اللہ تعالیٰ نے اس امت سے فرمایا:

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلَى الْحُرُّ بِالْحُرِّ وَ الْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْأُنْثَى بِالْأُنْثَى فَمَنْ عُفِيَ لَهُ مِنْ أَخِيهِ شَيْءٌ ﴿سورۃ البقرہ﴾

ترجمہ: "تم پر فرض ہے کہ جو ناحق مارے جائیں ان کے خون کا بدلہ لو آزاد کے بدلے آزاد و غلام کے بدلے غلام عورت کے بدلے عورت اور جس کیلئے اس کے بھائی کی طرف سے معافی ہو۔"

ذَٰلِكَ تَخْفِيفٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَ رَحْمَةٌ ﴿سورۃ البقرہ﴾

ترجمہ: یہ تمہارے رب کی طرف سے تمہارا بوجھ ہلکا کرنا ہے۔

اور رحمت اس حکم میں ہے جو تم سے پہلوں پر فرض کیا گیا تھا۔

﴿بخاری﴾

ابن جریر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ بنی اسرائیل پر قصاص کا لینا اور دینا فرض تھا اور ان کے درمیان کسی جان اور زخم میں دیت نہ تھی۔

✿ اس بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَ كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْأَنْفَ بِالْأَنْفِ وَ الْأُذُنَ بِالْأُذُنِ وَ السِّنَّ بِالسِّنِّ وَ الْجُرُوحَ قِصَاصٌ ﴿سورۃ المائدہ﴾

ترجمہ: "اور ہم نے توریت میں ان پر واجب کیا کہ جان کے بدلے جان اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلے ناک اور کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے

دانت اور زخموں میں بدلہ ہے۔"

مگر اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ ﷺ سے تخفیف فرمائی اور ان کی طرف سے قتل نفس و جراحت میں دیت کو قبول فرمایا اور اس بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"تَخْفِيفٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ" ﴿سورۃ البقرہ﴾

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: توریت والوں میں قتل پر قصاص تھا یا معافی۔ اس میں دیت کا حکم نہ تھا اور انجیل والوں پر صرف معافی تھا۔ اس کا انہیں حکم دیا گیا اور اس امت کیلئے قتل میں معافی اور دیت ہے۔ وہ ان میں سے جو چاہیں ان کیلئے حلال ہے یہ حکم ان سے پہلی امتوں کیلئے نہ تھا۔
﴿ابن جریر﴾

حضرت وکیع رضی اللہ عنہ نے انہوں نے حضرت سفیان رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حضرت لیث رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں کی اس امت کو وسعت دی ہے ان میں سے نصرانی عورت اور باندی سے نکاح کرنا ہے۔
﴿ابن ابی شیبہ المصنف﴾

توریت میں امت محمدیہ کی خصوصیت:

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جب کلام کیلئے اپنے قریب بلایا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: اے اللہ! میں توریت میں ایک امت کا ذکر پاتا ہوں جو "خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ" ہے۔ وہ امت نیکی کا حکم دے گی اور منکر (برائی) سے روکے گی اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھے گی۔ اس امت کو میری امت بنا دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ امت تو احمد مجتبیٰ ﷺ کی ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: اے اللہ! میں توریت میں ایک امت پاتا ہوں جن کے سینوں میں ان کی کتاب ہوگی اور وہ اسے پڑھیں گے اور ان سے پہلی امتیں انہیں دیکھ کر اپنی کتابوں کو پڑھیں گی اور وہ ان کو حفظ نہ کریں گے تو اس امت کو میری امت بنا دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ تو امت احمد مجتبیٰ ﷺ کی ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: میں نے توریت میں پایا ہے کہ ایک امت ان کی پہلی کتابوں پر ایمان رکھے گی۔ گمراہ پیشواؤں سے جنگ کرے گی۔ یہاں تک کہ وہ کانے کذاب دجال سے جنگ کرے گی تو اس امت کو میری امت بنا دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ امت تو احمد مجتبیٰ ﷺ کی ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا۔ اے اللہ! میں توریت میں پاتا ہوں کہ ایک امت اپنے صدقات کو خود ہی استعمال کرے گی اور ان سے پہلی امتیں ایسی ہوں گی کہ جب وہ اپنے صدقات نکالیں گی تو اللہ تعالیٰ ان پر آگ بھیجے گا اور وہ آگ اسے کھا جائے گی اور جس کا صدقہ قبول نہ ہوگا اسے آگ نہ کھائے گی تو اس امت کو میری امت بنا دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ امت تو احمد مجتبیٰ ﷺ کی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا۔ اے اللہ! میں نے توریت میں پایا ہے کہ ایک امت ایسی ہوگی کہ جب وہ بدی کا قصد کرے

گی تو اسے نہ لکھا جائے گا اور اگر اس بدی کو عمل میں لے آئے تو ایک ہی گناہ لکھا جائے گا اور جب ان میں سے کوئی نیکی کا قصد کرے اور اگر اس نے ایسا نہ کیا تو اس کے لئے ایک نیکی لکھی جائے گی اور اگر وہ عمل میں لے آیا تو اس کیلئے دس گنا سے سات سو گنا تک نیکی لکھی جائے گی تو اس امت کو میری امت بنا دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وہ امت تو احمد مجتبیٰ ﷺ کی ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: اے اللہ! میں نے توریت میں پڑھا ہے کہ ایک امت ایسی ہوگی کہ ان کی دعائیں قبول کی جائیں گی اور وہ اپنی دعاؤں میں مستجاب ہیں تو اس امت کو میری امت بنا دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، وہ امت احمد مجتبیٰ ﷺ کی ہے۔

{تبیلی}

زبور میں امت محمدیہ کی خصوصیت:

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ نے حضرت داؤد علیہ السلام کے قصہ میں بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف زبور میں وحی فرمائی کہ تمہارے بعد نبی کریم ﷺ تشریف لانے والے ہیں جن کا نام احمد و محمد ﷺ ہوگا۔ وہ نبی صادق ہیں۔ میں ان پر کبھی غضب نہ فرماؤں گا اور نہ وہ میری کبھی نافرمانی کریں گے اور میں نے ان کی معصیت کرنے سے پہلے ہی ان کی مغفرت کر دی ہے۔ ان کے سبب ان کے اگلے اور پچھلوں کے گناہ بخشوں گا۔ ان کی امت مرحومہ ہے۔ میں اس امت کو اتنا زیادہ عطا فرماؤں گا جتنا میں نے انبیاء کرام علیہم السلام کو عطا فرمایا ہے۔

میں اس امت پر وہ کچھ فرض کروں گا جو انبیاء و مرسلین پر میں نے فرض کیا ہے اور وہ امت روز قیامت اس حال میں آئے گی ان کا نور انبیاء علیہم السلام کے نور سے مشابہ ہوگا۔ یہ اس لئے کہ میں نے ان پر فرض کیا ہے کہ وہ میری خوشنودی کی خاطر تمام نمازوں کیلئے وضو کریں جس طرح کہ میں نے ان سے پہلے انبیاء علیہم السلام پر فرض کیا تھا اور میں ان کو غسل جنابت کا حکم دوں گا جس طرح کہ میں نے ان سے پہلے انبیاء کو حکم دیا ہے اور میں ان کو جہاد کا حکم دوں گا جیسے میں نے ان سے پہلے رسولوں کو حکم دیا ہے۔

اے داؤد علیہ السلام میں نے محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان کی امت کو تمام امتوں پر فضیلت دی ہے۔ میں نے ان کو چھ باتیں ایسی عطا کی ہیں کہ ان کے سوا کسی امت کو عطا نہیں کیں۔ میں ان کو خطا و نسیان اور ہر گناہ پر جس کو انہوں نے بغیر قصد و ارادہ کے ارتکاب کیا ہوگا مواخذہ نہ کروں گا۔ جب وہ اپنے گناہ کی مجھ سے مغفرت چاہیں گے تو میں ان کو بخش دوں گا اور وہ جس عمل کو اپنی خوش دلی کے ساتھ آخرت کیلئے کریں گے تو میں ان کو ان کا ثواب خوب بڑھا چڑھا کر بجلت دوں گا اور میرے پاس ان کیلئے کئی گنا ذخیرہ ثواب موجود ہوگا جو اس سے افضل ہوگا اور جب وہ بلاؤں میں صبر کرتے ہوئے "انا للہ و انا الیہ راجعون" کہیں گے تو میں ان کو صلوٰۃ و رحمت اور وہ ہدایت عطا کروں گا جو نعمتوں والی جنتوں کی طرف لے جائے گی اور اگر وہ مجھ سے دعا کریں گے تو میں قبول کروں گا یا تو وہ قبولِ دعا کا اثر جلد ہی دنیا میں دیکھ لیں گے یا اس دعا کے باعث ان سے برائیوں کو دور کروں گا یا تو ان کیلئے آخرت میں ذخیرہ کر کے رکھوں گا۔ وہ جو میں

جو ان کی نیکی و بدی کے بارے میں ہیں تو ریت و انجیل میں ان کا ذکر کرتے ہوئے گزر چکی ہیں۔
﴿بیہقی﴾

امت محمدیہ بھوک اور غرقاب سے ہلاک نہیں ہوگی:

حضور نبی کریم ﷺ کی یہ خصوصیت کہ آپ کی امت بھوک اور غرق سے ہلاک نہ ہوگی اور یہ کہ اس امت پر ایسا عذاب نہ ہوگا جیسا کہ ان کی پہلی امتوں پر عذاب ہوا اور کوئی دشمن ان پر اس طرح مسلط نہیں کیا جائے گا کہ وہ ان کو صفحہ ہستی سے مٹا دے اور یہ کہ یہ امت گمراہی پر مجتمع نہ ہوگی اور اس سے یہ بات پیدا ہوگی کہ اس امت کا اجماع حجت ہوگا اور یہ کہ اس امت کا اختلاف رحمت ہوگا جبکہ ان سے پہلوں کا اختلاف ان پر عذاب تھا۔

حضرت ثوبان سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میرے لیے زمین کو مجتمع کیا اور میں نے اس کے مشارق و مغارب کو دیکھا اور میں نے دیکھا کہ میری امت کا ملک وہاں تک پہنچے گا جہاں تک میرے لیے زمین کو مجتمع کیا گیا اور مجھے سرخ و سفید خزانے دیے گئے اور میں نے اپنے رب سے اپنی امت کے بارے میں سوال کیا ہے کہ وہ اس امت کو عام قحط سے ہلاک نہ کرے اور ان پر ایسا دشمن مسلط نہ کرے جو ان کو صفحہ ہستی سے مٹا دے بجز ان کی اپنی جانوں کے تو اس نے مجھے یہ تمام باتیں عطا فرمائیں۔

﴿مسلم﴾

حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نے اپنے رب سے دعا کی ہے کہ میری امت کو بھوک و قحط سے ہلاک نہ کرے تو اس نے مجھے یہ عطا فرمایا اور میں نے دعا کی کہ میری امت کو غرق سے ہلاک نہ کرے تو اس نے مجھے یہ عطا فرمایا اور میں نے دعا کی کہ امت آپس میں نہ لڑے مگر میری یہ بات واپس کر دی گئی۔

﴿ابن ابی شیبہ﴾

حضرت عمرو بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ وقت عطا فرمایا جو رحمت سے بھرپور ہے اور مجھے مختار کل بنایا تو ہم زمانے میں آخر ہیں مگر روز قیامت سابق و اول ہیں۔

اور میں بغیر فخر کے کہتا ہوں کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام صفی اللہ ہیں اور میں حبیب اللہ ہوں۔ روز قیامت میرے ساتھ لواء الحمد ہوگا۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے میری امت کے بارے میں مجھ سے وعدہ کیا ہے اور ان تین چیزوں سے نجات دی ہے (۱) وہ قحط عام میں مبتلا نہ ہوگی۔ (۲) کوئی دشمن ان کا استیصال نہ کرے گا۔ (۳) یہ امت گمراہی پر مجتمع نہ ہوگی۔

﴿دارمی، ابن عساکر﴾

حضرت ابو بصرہ غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نے اللہ تعالیٰ سے

دعا کی کہ میری امت گمراہی پر جمع نہ ہو تو یہ بات مجھے عطا ہوئی اور میں نے سوال کیا کہ یہ امت ان قحطوں سے ہلاک نہ ہو جن قحطوں سے ان سے پہلی امتیں ہلاک کی گئی تھیں تو یہ بات بھی مجھے عطا ہوئی اور میں نے اس سے سوال کیا کہ کوئی دشمن ان پر غالب نہ ہو تو یہ بات مجھے عطا ہوئی اور میں نے سوال کیا کہ اس امت کو شیعوں کے ساتھ یعنی مختلف گروہوں کے ساتھ خلط ملط نہ کرے۔ اس طرح کہ بعض کو بعض سے خطرہ ہو۔ اور ایک دوسرے کو جنگ کا مزہ چکھائیں تو اللہ تعالیٰ نے مجھے اس دعا کی قبولیت سے روک دیا۔

﴿احمد طبرانی﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس امت کو گمراہی پر جمع نہ کرے گا۔

﴿حاکم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ میری امت کو کبھی گمراہی پر جمع نہ کرے گا۔

﴿حاکم﴾

شیخ نصر المقدسی رحمۃ اللہ علیہ نے ''کتاب الحجۃ'' میں اس کے راوی سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میری امت کا اختلاف رحمت ہے۔

حضرت اسمٰعیل بن ابی المجالد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہارون رشید رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ سے کہا: اے ابو عبداللہ! ہم ایک کتاب لکھتے ہیں اور اس کتاب کو سارے جہان میں پھیلاتے ہیں تاکہ اس پر یہ ساری امت اور تمام ملت یکجا ہو جائے۔ حضرت مالک بن انس نے کہا: اے امیر المومنین! علماء کا اختلاف، اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس امت پر رحمت ہے ہر عالم میں اسی کا اتباع کرتا ہے جو اس کے نزدیک صحیح ہے اور ہر عالم اسی ہدایت پر ہے جسے اللہ تعالیٰ نے ہر عالم کیلئے چاہا ہے۔

﴿خطیب رواۃ مالک﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: گزشتہ امتیں سو امتیں تھیں جب وہ کسی بندے کے حق میں خیر کی گواہی دیتی تو اس کیلئے جنت واجب ہو جاتی مگر میری امت کے پچاس آدمیوں کی ایک امت ہے۔ جب وہ کسی بندے کے حق میں خیر کی گواہی دیتی ہے تو اس کیلئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔

﴿ابویعلیٰ﴾

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس مسلمان کیلئے خیر کی گواہی چار مسلمان دیں گے تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا۔ ہم نے عرض کیا: اگر تین آدمی گواہی دیں تو؟ فرمایا: خواہ تین ہی دیں، پھر میں نے عرض کیا: اگر دو مسلمان گواہی دیں تو؟ فرمایا: خواہ دو ہی مسلمان گواہی دیں۔ پھر ہم نے ایک کے بارے میں حضور سے عرض نہ کیا۔

﴿بخاری، ترمذی، نسائی﴾

امت محمدیہ کیلئے طاعون رحمت اور شہادت ہے:

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ کی امت کیلئے طاعون رحمت و شہادت ہے، جبکہ ان سے پہلوں پر عذاب تھا۔

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: طاعون ایسا مہلک مرض ہے جسے بنی اسرائیل کے ایک گروہ پر بھیجا گیا تھا اور ان لوگوں پر بھیجا جو تم سے پہلے گزرے۔
﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ میں نے نبی کریم ﷺ سے طاعون کے بارے میں استفسار کیا تو حضور نبی کریم ﷺ نے مجھے بتایا کہ یہ ایک عذاب ہے جسے اللہ تعالیٰ نے جس پر چاہتا ہے بھیج دیتا ہے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اسے مسلمانوں کیلئے رحمت بنا دیا ہے تو کوئی بندہ نہیں ہے کہ اس پر طاعون واقع ہو اور وہ اپنے شہر میں صبر اور استقامت کے ساتھ ٹھہرے اور وہ جانتا ہو کہ اسے کوئی مصیبت نہیں پہنچے گی مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کیلئے پہنچنا لکھا ہو تو اسے ایک شہید کے برابر اجر ملے گا۔
﴿بخاری﴾

امت محمدیہ کی ایک جماعت ہمیشہ حق پر قائم رہے گی:

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ کی امت کی ایک جماعت ہمیشہ حق پر قائم رہے گی اور ان میں قطب، اوتاد، نجباء اور ابدال ہوں گے اور یہ کہ ان ہی کا ایک شخص حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو نماز پڑھائے گا اور یہ کہ آپ کی امت کے کچھ لوگ استغناء طعام میں تسبیح کے ساتھ فرشتوں کے قائم مقام ہوں گے اور یہ کہ وہ دجال سے مقاتلہ کریں گے۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کی ایک جماعت ہمیشہ حق پر رہے گی اور غالب رہے گی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا حکم (قیامت) آ جائے۔
﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہر زمانے میں میری امت کے ساتھ سابقین ہوں گے۔

﴿ابو نعیم حلیۃ الاولیاء﴾

ابدال، اوتاد، اقطاب:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں تین سو آدمی ایسے ہیں جن کے دل حضرت آدم صفی اللہ علیہ السلام کے قلب پر ہیں اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں چالیس آدمی ایسے ہیں جن کے دل حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قلب پر ہیں اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سات آدمی ایسے ہیں جن کے دل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قلب پر ہیں اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں تین آدمی ایسے ہیں جن کے دل حضرت میکائیل علیہ السلام کے قلب پر ہیں اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں ایک آدمی

ایک ہے جس کا دل حضرت اسرافیل علیہ السلام کے دل پر ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں کے سبب زندہ کرتا، مارتا، بارش اتارتا، نباتات وغیرہ اگاتا اور بلاؤں کو دفع کرتا ہے۔

﴿ابو نعیم﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کسی حال میں یہ زمین ایسے چالیس آدمیوں سے خالی نہ رہے گی، جو مثل حضرت خلیل الرحمٰن ہوں گے، انہیں کے سبب تم پر بارش ہوگی۔ ہوا اور انہیں کے سبب تمہاری مدد کی جاتی۔ ہے جب ان میں سے کوئی وفات پاتا ہے تو اللہ تعالیٰ دوسرے کو اس کی جگہ مقرر فرما دیتا ہے۔

﴿طبرانی اوسط﴾

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اس امت میں تیس ابدال خلیل الرحمٰن کی مانند ہیں ان میں سے جب کوئی فوت ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ دوسرے کو لے آتا ہے۔

﴿مسند احمد﴾

حضرت ابو زناد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ انبیاء کرام علیہم السلام زمین کے اوتاد تھے، جب نبوت کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے تو اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ میں سے چالیس آدمیوں کو ان کے قائم مقام خلیفہ بنایا ان کو ابدال کہا جاتا ہے۔ جب بھی ان میں سے کوئی فوت ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ اس کا خلیفہ پیدا کر دیتا ہے۔ یہ لوگ زمین کے اوتاد ہیں، میں نے یہ بحث اپنی مستقل تالیف میں شرح و بسط کے ساتھ بیان کی ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میری امت ہمیشہ حق پر غالب و ظاہر رہے گی۔ یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نازل ہوں تو ان کا امام عرض کرے گا کہ آگے بڑھیے وہ فرمائیں گے تم زیادہ حق دار ہو تم میں سے بعض امراء بعض امراء پر ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعہ اس امت کو مکرم بنایا ہے۔

﴿ابو یعلیٰ﴾

مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی مانند ایک حدیث روایت کی ہے۔ اس میں ہے کہ اس امت کا امیر کہے گا آگے بڑھیں نماز پڑھائیے۔ وہ فرمائیں گے نہیں کیونکہ تم میں سے کچھ لوگ بعض امراء پر ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو ان سے مکرم کیا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اس وقت تمہاری کیا شان ہوگی جبکہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام تم میں نازل ہوں گے اور تم میں سے تمہارا امام ہوگا۔

﴿بخاری﴾

بسند صحیح حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اس رنج و مشقت کا ذکر فرمایا جو دجال کے سامنے ہوگی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اس دن کون سا مال بہتر ہوگا۔ فرمایا: وہ طاقتور بچہ جو اپنے گھر والوں کو پانی پلائے گا۔ رہا کھانا تو وہ نہ ہوگا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے

عرض کیا: اس دن مسلمانوں کا طعام کیا ہوگا؟ فرمایا: تسبیح اور تکبیر و تہلیل۔

﴿احمد﴾

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے اس کی مانند حدیث روایت کی ہے۔ اس میں ہے کہ اس دن مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ اس چیز سے بچائے گا جس کے سبب فرشتوں کو تسبیح سے بچایا۔

﴿امام احمد﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اس مانند حدیث روایت ہے۔ اور وہ حدیث جو دجال سے مقابلہ کرنے کے سلسلے میں مسلمانوں کی توصیف میں ہے توریت و انجیل میں آپ کے ذکر کے باب میں پہلے گزر چکی ہے۔

﴿حاکم﴾

امت محمدیہ کو "یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا" سے خطاب کیا گیا:

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ کی امت کو قرآن کریم میں "یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا" کے ساتھ مخاطب کیا گیا، جبکہ تمام امتوں کو ان کی کتابوں میں "یَا اَیُّهَا الْمَسَاکِیْنَ" کے ساتھ پکارا گیا اور یہ کہ آسمان میں فرشتے ان کی اذانوں کی آواز سنتے ہیں اور تلبیہ پڑھتے ہیں اور یہ کہ یہ امت ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی بہت زیادہ حمد کرنے والی ہے اور ہر بلندی پر اللہ تعالیٰ کی کبریائی بولتے ہیں اور ہر نشیب میں اس کی تسبیح بیان کرتے ہیں اور یہ کہ کسی کام کرنے کے وقت "انشاء اللہ میں کروں گا" کہتے ہیں اور جب غضبناک ہوتے ہیں تو تہلیل کرتے ہیں اور جب جھگڑتے ہیں تو تسبیح کرتے ہیں اور ان کے سینوں میں اپنا قرآن ہے اور ان کے سبقت لے جانے والے ہر امر میں سابق ہیں اور ان کے میانہ رو نا جی ہیں اور ان کے ظالم لوگ (بالآخر) مغفور ہیں اور ان میں کا ہر شخص رحمت کیا ہوا ہے اور وہ ہر جنگ کے جنتی کپڑے پہنیں گے اور وہ نماز کیلئے آفتاب کی نگہداشت رکھیں گے اور وہ درمیانی امت اور اللہ تعالیٰ کے تزکیہ کے سبب انصاف پسند ہیں اور جب وہ جنگ کرتے ہیں تو فرشتے موجود ہوتے ہیں اور ان پر وہ فرض ہوا جو انبیاء کرام علیہم السلام پر فرض ہوا، وہ وضو، غسل، جنابت، حج اور جہاد ہے۔ اور نوافل کا ثواب وہ دیا گیا جو انبیاء علیہم السلام کو عطا ہوا۔ اکثر ان ہی کی خصوصیات توریت و انجیل میں آپ کے ذکر کے باب میں ان آثار کے ضمن میں جس میں آپ کا وصف اور آپ کی امت کا وصف ہے پہلے گزر چکی ہیں۔

✿ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے آیہ کریمہ۔

ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْکِتٰبَ الَّذِیْنَ اصْطَفَیْنَا مِنْ عِبَادِنَا ﴿سورۃ فاطر﴾

ترجمہ: "پھر ہم نے کتاب کا وارث کیا اپنے چنے ہوئے بندوں کو۔"

کے تحت روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ وہ برگزیدہ بندے امت محمدیہ ﷺ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جتنی کتابیں نازل فرمائی ہیں ان کو ان کا وارث بنایا ہے۔ ان میں جو ظالم ہیں ان کی (بالآخر) مغفرت کی گئی ہے اور ان میں جو میانہ رو ہیں ان سے آسان حساب لیا جائے گا اور ان میں سبقت لے جانے والے بے حساب جنت میں داخل ہوں گے۔

﴿ابن ابی حاتم﴾

سعید بن منصور رحمۃ اللہ علیہ، حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ جب مذکورہ آیہ کریمہ سے استدلال کرتے تو فرماتے کہ آگاہ رہو کہ ہمارے سابقین ہر امر میں سابق ہیں اور ہمارے میانہ "رو، ناجی" ہیں اور ہمارے ظالم، ان کیلئے مغفرت ہے۔

✿ (اور اسے ابن لال رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے۔)

امت محمدیہ عمل میں کم اور اجر میں کثیر ہوگی:

شیخ عزالدین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ کی امت عمل میں تو گزشتہ امتوں میں سے کم ہوگی مگر اجر میں اکثر ہوگی۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تمہاری مدت حیات ان لوگوں کے مقابلہ میں جو تم سے پہلے امتیں گزری ہیں، اتنی ہے جتنی عصر سے غروب آفتاب تک کی مدت ہوتی ہے توریت والوں کو توریت دی گئی اور انہوں نے اس پر عمل کیا۔ یہاں تک کہ جب نصف دن ہوا تو وہ عاجز ہوگئے۔ اور ہر ایک کو اجر میں ایک ایک قیراط دی گئی۔ اس کے بعد انجیل والوں کو انجیل دی گئی تو انہوں نے نماز عصر تک عمل کیا، پھر وہ عاجز ہوگئے اور انہیں اجرت میں ایک ایک قیراط دی گئی۔ اس کے بعد ہمیں قرآن دیا گیا تو ہم نے غروب آفتاب تک عمل کیا اور ہمیں دو دو قیراط اجرت میں عطا ہوئی۔

اس پر دونوں کتابوں والوں نے عرض کیا: اے ہمارے رب! ان لوگوں کو تو نے دو دو قیراط دیئے۔ اور ہمیں ایک ایک قیراط دیا باوجودیکہ ہمارے اعمال ان سے زیادہ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا میں نے تمہاری اجرت دینے میں کسی چیز کا تم پر ظلم کیا ہے؟ انہوں نے کہا: یہ بات تو نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ تو میرا فضل ہے میں جس کو جتنا چاہوں اسے دوں۔

﴿بخاری، مسلم﴾

امام فخرالدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے معجزات جتنے زیادہ ظاہر ہوں گے ان کی امت کا ثواب اتنا ہی زیادہ کم ہوگا۔

ابن السکن رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ان کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ یہ ثواب کسی کی تصدیق کی نسبت کے اعتبار سے ہے کیونکہ ان کا واضح ہونا اور ان کے اسباب کا ظاہر ہونا اور محنت و مشقت اور اس میں غور و فکر کا کم ہونا اس کمی کا موجب ہے۔ فرمایا: مگر اس امت کا حال یہ ہے کہ باوجودیکہ ہمارے نبی کریم ﷺ کے معجزات اظہر ہیں مگر تمام امتوں کے مقابلے میں ہمارا ثواب زیادہ ہے۔

✿ نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ اللہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کے حق میں فرمایا:

وَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰۤى اُمَّةٌ یَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَ بِهٖ یَعْدِلُوْنَ ﴿سورۃ الاعراف﴾

ترجمہ: اور موسیٰ کی قوم سے ایک گروہ ہے کہ حق کی راہ بتاتا اور اسی سے انصاف کرتا"

✿ اور حضور نبی کریم ﷺ کے بارے میں فرمایا:

وَ مِمَّنْ خَلَقْنَاۤ اُمَّةٌ یَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَ بِهٖ یَعْدِلُوْنَ

ترجمہ: "اور ہمارے بنائے ہوؤں میں ایک گروہ وہ ہے کہ حق بتائیں اور اس پر انصاف کریں۔"

امت محمدیہ کو علم اول اور علم آخر دیا گیا:

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ کی امت کو علم اول اور علم آخر دیا گیا اور آپ کی امت پر علم کے خزانے کھولے گئے اور آپ کی امت کو اسناد حدیث، انساب، اعراب اور تصنیف کتب کا علم دیا گیا اور اس امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء علیہم السلام کی مانند ہیں۔ یہ حدیث کہ "میں الواح میں ایسی امت پاتا ہوں جن کو علم اول اور علم آخر دیا گیا ہے۔" توریت و انجیل میں آپ کے ذکر کے باب میں پہلے بیان ہو چکی ہے۔

حضرت شفی بن ماتع اصحی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس امت پر ہر شے کھولی گئی ہے حتی کہ ان پر زمین کے خزانے کھولے گئے، آخر حدیث تک حضرت ابن حزم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ثقہ سے ثقہ کا نقل کرنا یہاں تک کہ وہ مع الاتصال نبی کریم ﷺ تک پہنچ جائے۔ اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ہی مخصوص کیا ہے۔ دیگر تمام امتیں اس سے محروم ہیں۔

﴿تاریخ ابوزرعہ﴾

اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے "التقریب" میں فرمایا کہ اسناد حدیث اس امت کی ہی خصوصیت ہے۔ اور ابوعلی جبائی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس امت کو تین چیزوں کے ساتھ خاص کیا ہے، ان سے پہلی امتوں کو وہ عطا نہ ہوئیں۔ وہ اسناد، انساب اور اعراب ہے۔ ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح ترمذی میں زیادہ تصنیف و تحقیق میں اس امت کی کاوشیں اس حد تک پہنچی ہیں کہ گزشتہ امتوں میں وہ بالکل نہیں ہے اور تفریع و تدقیق میں اس امت کی درازی کی ہمسری کوئی امت نہیں کر سکتی۔

حضرت مالک بن دینار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ اس امت کا ایمان تین دن سے زیادہ کسی امر میں تکلیف نہ اٹھائے گا۔

یہاں تک کہ اس پر کشادگی و فراخی آجائے گی۔

﴿عبداللہ بن احمد زوائد الزہد﴾

سب سے پہلے حضور نبی کریم ﷺ کیلئے زمین شق ہوگی

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ سب سے پہلے آپ کیلئے زمین شق ہوگی اور صعقہ سے سب سے پہلے آپ افاقہ پائیں گے اور یہ کہ آپ ستر ہزار فرشتوں کے جھرمٹ میں محشور ہوں گے اور یہ کہ آپ براق پر اٹھائے جائیں گے اور یہ کہ موقف میں آپ کے نام کے ساتھ اذان دی جائے گی اور یہ کہ آپ کے موقف میں جنت کے عظیم حلوں میں سے حلے پہنائے جائیں گے اور آپ کا مقام عرش کی داہنی جانب ہوگا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: روز قیامت میں اولاد آدم کا

سردار ہوں گا اور میں پہلا شخص ہوں گا جس سے زمین شق ہوگی اور سب سے پہلے شفاعت کرنے والا ہوں گا اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول کی جائے گی۔

﴿مسلم﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تمام لوگ غشی میں ہوں گے، سب سے پہلے میں ہی افاقہ پاؤں گا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ کوئی طلوع ہونے والی فجر نہیں ہے مگر یہ کہ ستر ہزار فرشتے اترتے ہیں اور وہ اپنے بازوؤں کو نبی کریم ﷺ کی قبر انور پر رکھتے ہیں اور اس کو ڈھانپ لیتے ہیں اور آپ کیلئے رفع درجات کی دعا کرتے ہیں اور آپ پر صلوٰۃ وسلام عرض کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ شام ہو جاتی ہے، جب شام ہو جاتی ہے تو وہ اوپر چڑھ جاتے ہیں اور ستر ہزار فرشتے اترتے ہیں اور اسی طرح کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ صبح ہو جاتی ہے۔ یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا، جب قیامت ہوگی تو نبی کریم ﷺ ستر ہزار فرشتوں کے جھرمٹ میں باہر تشریف لائیں گے۔

﴿ابن مبارک، ابن ابی الدنیا﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تمام انبیاء چارپایوں پر اٹھیں گے اور میں براق پر اٹھوں گا اور حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ ناقہ پر اٹھیں گے وہ محض اذان اور شہادت حق کے ساتھ ندا کریں گے یہاں تک کہ جب وہ "اشھد ان محمد الرسول اللہ" کہیں گے تو تمام اولین وآخرین کے مسلمان ان کی گواہی دیں گے تو جن کی شہادت قبول کی جائے گی وہ قبول ہوگی اور جن کی شہادت رد کی جائے گی۔ وہ رد ہوگی۔

﴿طبرانی، حاکم﴾

حضرت کثیر بن مرہ حضرمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ حضرت صالح علیہ السلام کیلئے ثمود کا ناقہ اٹھایا جائے گا اور وہ اپنی قبر کے پاس اس پر سوار ہوں گے۔ یہاں تک کہ وہ ناقہ ان کو محشر میں پہنچائے گی۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ عضباء پر سوار ہوں گے۔ فرمایا نہیں، اس پر میری بیٹی سوار ہوگی اور میں براق پر سوار ہوں گا، مجھ کو اس کے ساتھ اس دن تمام انبیاء پر خاص کیا جائے گا اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ حبشی اونٹنی پر سوار ہوں گے اور وہ اس کی پشت پر اذان دیں گے تو جب انبیاء اور ان کی امتیں "اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمد رسول اللہ" سنیں گی تو کہیں گی ہم بھی اس پر گواہی دیتے ہیں۔

﴿ابن زنجویہ فضائل الاعمال﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا تو جنت کے حلوں میں سے ایک حلہ مجھے دیا جائے گا پھر میں عرش کی داہنی جانب کھڑا ہوں گا میرے سوا مخلوق میں کوئی ایسا نہیں ہے جو اس جگہ کھڑا ہو۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سب سے پہلے جسے حلہ پہنایا جائے گا وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں، پھر وہ عرش کی طرف منہ کر کے بیٹھیں گے اس کے بعد میرا جوڑا لایا جائے گا اور میں اسے پہنوں گا اور میں عرش کی داہنی جانب ایسے مقام پر کھڑا ہوں گا جہاں میرے سوا کوئی نہ کھڑا ہوگا اس مقام پر اولین و آخرین مجھ پر غبطہ کریں گے۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سب سے پہلے جسے جنتی حلہ پہنایا جائے گا وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں پھر میرے لیے لایا جائے گا اور میں اس جنتی حلہ کو پہنوں گا کوئی بشر اس کی قیمت کا اندازہ نہیں لگا سکے گا۔

﴿بیہقی الاسماء والصفات﴾

حضرت ام کرز رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا: میں مسلمانوں کا سردار ہوں جبکہ اٹھائے جائیں جبکہ وہ وارد ہوں گے تو میں ان سے پہلے وارد ہوں گا اور میں ان کو بشارت دینے والا ہوں جب وہ مایوس ہو گئے اور میں ان کا امام ہوں گے جب کہ وہ سجدہ کریں گے اور اللہ تعالیٰ کے حضور میں ان سے زیادہ قریب بیٹھنے والا ہوں گا جبکہ وہ جمع ہوں گے۔ میں کھڑا ہوں گا اور کلام کروں گا میرا رب میری تصدیق فرمائے گا۔ میں شفاعت کروں گا اور وہ میری شفاعت قبول کرے گا میں سوال کروں گا اور وہ مجھے عطا فرمائے گا۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ باہر آنے والے لوگوں میں، میں پہلا شخص ہوں گا جبکہ وہ اٹھائے جائیں گے اور میں ان کا قائد ہوں گا جبکہ وہ بلائے جائیں گے، میں ان کا خطیب ہوں گا جبکہ وہ خاموش رہیں گے اور میں ان کا شافع ہوں گا جبکہ وہ روک لیے جائیں گے اور میں ان کی بشارت دینے والا ہوں جبکہ وہ مایوس ہوں گے اور لواء الحمد میرے دوسرے ہاتھ میں ہوگا۔ میں اپنے رب کے حضور والا حضرت آدم علیہ السلام سے اکرم ہوں گا، یہ فخریہ نہیں، ایک ہزار ایسے خادم میرے گرد ہوں گے گویا وہ لولوکنوں ہیں۔

﴿دارمی، ترمذی، ابویعلی، بیہقی، ابونعیم﴾

حضور نبی کریم ﷺ مقام محمود پر فائز ہو نگے اور دست اقدس میں لواء الحمد ہوگا:

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ مقام محمود پر فائز ہوں گے اور آپ کے دست اقدس میں لواء الحمد ہوگا اور یہ کہ حضرت آدم علیہ السلام اور ان کے ماسوا سب آپ کے پرچم کے نیچے ہوں گے اور یہ کہ آپ اس دن امام الانبیاء، ان کے خطیب اور ان کے قائد ہوں گے اور یہ کہ آپ اول شافع اور اول مشفع ہوں گے اور آپ ہی وہ شخص ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کی طرف نظر کریں گے اور سب سے پہلے آپ ہی کو سجدہ کا حکم ہوگا اور آپ ہی سب سے پہلے اپنے سر کو سجدہ سے اٹھائیں گے اور آپ سے تبلیغ پر گواہ طلب نہ کیا جائے گا۔ جبکہ تمام نبیوں سے تبلیغ پر گواہ طلب کیے جائیں گے اور مقدمات کے

فیصلہ میں شفاعت عظمیٰ کے ساتھ آپ ہی مخصوص ہوں گے اور ایک قوم کو بغیر حساب جنت میں داخل کرانے میں شفاعت کے ساتھ آپ ہی مخصوص ہوں گے۔ اور جو موحدین مستحق نار ہو گئے ہوں گے جہنم میں ان کو نہ داخل کرنے کی آپ شفاعت کریں گے۔ اور جنت میں لوگوں کے درجات کی بلندی کیلئے آپ شفاعت کریں گے۔ اور جو کفار ہمیشہ جہنم میں رہیں گے ان پر تخفیف عذاب کی شفاعت کریں گے اور مشرکوں کے بچوں کے بارے میں کہ ان کو عذاب نہ دیا جائے آپ شفاعت کریں گے۔

❁ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ﴿سورۂ اسرائیل﴾

ترجمہ: "قریب ہے کہ تمہیں تمہارا رب ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں۔"

یوم قیامت شفاعت مصطفیٰ ﷺ:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں روز قیامت سید الناس ہوں گا۔ اے میرے صحابہ! تم جانتے ہو یہ کس وجہ سے ہے؟ ان دن اللہ تعالیٰ اولین وآخرین کو ایک میدان میں جمع کرے گا اور ہر ایک پکارنے والے کی آواز سنے گا اور سورج قریب ہوگا اور لوگوں کو اتنا کرب والم پہنچے گا کہ وہ برداشت نہ کر سکیں گے اور نہ اس کا تحمل کر سکیں گے۔ لوگ ایک دوسرے سے کہیں گے تم دیکھتے نہیں کہ کس حال میں ہو اور کیسی شدت وتکلیف پہنچ رہی ہے۔ تم اس شخص کو کیوں نہیں تلاش کرتے جو تمہاری شفاعت تمہارے رب سے کرے تو وہ ایک دوسرے سے کہیں گے تمہارے سب کے باپ آدم علیہ السلام موجود ہیں۔ پھر وہ آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔

اور عرض کریں گے اے آدم علیہ السلام! آپ ابوالبشر ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو دست قدرت سے پیدا کیا ہے اور آپ میں اپنی جانب سے روح پھونکی اور فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ آپ کو سجدہ کریں۔ آپ ہماری اپنے رب کے حضور شفاعت کیجئے آپ دیکھتے نہیں کہ ہم کس حال میں ہیں؟ کیا آپ ملاحظہ نہیں فرما رہے کہ ہم کو کتنی شدید تکلیف پہنچ رہی ہے۔ اس پر آدم علیہ السلام فرمائیں گے۔ بے شک! آج میرے رب کا غضب عظیم ہے۔ ایسا غضب اس سے پہلے کبھی نہیں کیا اور نہ اس جیسا کبھی آئندہ کرے گا۔ بات یہ ہے کہ میرے رب نے مجھے ایک درخت سے منع فرمایا تھا، مگر مجھ سے حکم عدولی ہوئی "نَفْسِیْ نَفْسِیْ نَفْسِیْ اِذْهَبُوْا اِلٰی غَیْرِیْ" "مجھے اپنے فکر ہے، مجھے اپنی ہی فکر ہے، تم کسی اور کے پاس جاؤ۔"

پھر وہ سب حضرت نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے: اے نوح علیہ السلام! آپ روئے زمین کی طرف اول المرسلین ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام عبد شکور رکھا ہے۔ اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کیجئے۔ آپ ملاحظہ نہیں فرما رہے کہ ہم کس حال میں ہیں اور ہمیں کیسی شدت وتکلیف پہنچ رہی ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام فرمائیں گے بلاشبہ میرے رب نے آج بڑا غضب فرمایا ہے۔ اس جیسا غضب نہ اس سے پہلے کیا نہ آئندہ کرے گا۔ بات یہ ہے کہ میری ایک دعائے خاص تھی جس کو میں نے اپنی قوم کی ہلاکت پر مانگ لیا "نَفْسِیْ نَفْسِیْ نَفْسِیْ اِذْهَبُوْا اِلٰی غَیْرِیْ" تم حضرت ابراہیم علیہ السلام

کے پاس جاؤ تو وہ سب ابراہیم علیہ السلام کے پاس حاضر آئیں گے۔

اور عرض کریں گے: اے ابراہیم علیہ السلام! آپ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اہل زمین کی جانب نبی اور اس کے خلیل ہیں۔ آپ ملاحظہ نہیں فرمارہے کہ ہم کس حال میں ہیں اور ہمیں کیسی شدت وتکلیف پہنچ رہی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمائیں گے، بلاشبہ میرے رب نے آج بڑے غضب کا اظہار فرمایا ہے۔ اس جیسا غضب نہ اس سے پہلے اور نہ آئندہ کرے گا پھر وہ اپنے کذبات کا ذکر کر کے فرمائیں گے: "نَفْسِیْ نَفْسِیْ نَفْسِیْ اِذْ هَبُوْا اِلٰی غَیْرِیْ" تم موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ وہ سب موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔

اور عرض کریں گے: اے موسیٰ علیہ السلام! آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی رسالت کے ساتھ برگزیدہ فرمایا اور اپنے ساتھ کلام فرما کر لوگوں پر برگزیدہ کیا۔ آپ ہماری شفاعت اپنے رب کے حضور کیجئے۔ آپ ملاحظہ نہیں فرمارہے کہ ہم کس حال میں ہیں اور ہمیں کیسی شدت و تکلیف پہنچ رہی ہے؟ وہ فرمائیں گے: بلاشبہ رب نے آج بڑا غضب فرمایا، ایسا غضب تو نہ پہلے کیا اور نہ اس کے بعد بھی کرے گا۔ بات یہ ہے کہ میں نے ایک جان کو ہلاک کیا جس کے ہلاک کرنے کا مجھے حکم نہیں دیا گیا تھا۔ "نَفْسِیْ نَفْسِیْ نَفْسِیْ اِذْ هَبُوْا اِلٰی غَیْرِیْ" تم عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ، تو وہ سب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے۔

اے عیسیٰ علیہ السلام! آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور اس کے وہ کلمہ ہیں جسے مریم کی جانب القا فرمایا اور اس کی روح ہیں اور آپ نے پنگھوڑے میں لوگوں سے بات کی۔ آپ اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کیجئے۔ آپ ملاحظہ نہیں فرمارہے کہ ہم کس حال میں ہیں اور ہمیں کیسی شدت اور تکلیف کا سامنا ہے؟ وہ فرمائیں گے: بلاشبہ میرے رب نے آج اس غضب کا اظہار کیا ہے کہ اس جیسا نہ پہلے غضب کیا اور نہ اس کے بعد کرے گا اور وہ اپنی کسی لغزش کا ذکر نہیں فرمائیں گے مگر یہ کہیں گے کہ میرے سوا کسی اور کے پاس جاؤ تم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے پاس جاؤ تو وہ سب حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آئیں گے۔

اور عرض کریں گے: اے محمد ﷺ! آپ اللہ کے رسول، خاتم النبیین اور

غَفَرَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ ﴿سورۃ الفتح﴾

ہیں۔ اپنے رب کے حضور آپ ہماری شفاعت کیجئے آپ ملاحظہ نہیں فرمارہے کہ ہم کس حال میں ہیں اور ہمیں کیسی شدت وتکلیف کا سامنا ہے۔

تو اس وقت میں کھڑا ہوں گا اور عرش کے نیچے آؤں گا اور اپنے رب کے حضور سجدہ میں گر جاؤں گا اللہ تعالیٰ مجھ پر اپنی حمد وثناء کا اظہار فرمائے گا اور مجھے الہام فرمائے گا اور میں ایسی حمد وثنا کروں گا کہ مجھ سے پہلے کسی کیلئے ایسی حمد وثناء کی کشائش نہ ہوئی اور فرمایا جائے گا: یا محمد ﷺ!

"ارفع راسک، سل تعطه و اشفع تشفع"

آپ اپنا سر اٹھائیے، مانگئے آپ کو وہ دیا جائے گا، شفاعت کیجئے آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ میں عرض کروں گا: اے رب! میری امت، اے رب! میری امت۔ اے رب! میری امت۔

فرمایا جائے: اے محمد ﷺ! اپنی امت کے ان لوگوں کو جن پر حساب نہیں ہے جنت کے دروازوں کی داہنی جانب سے داخل کر دیں۔ درآں حالیکہ آپ کی امت ان دروازوں کے سوا جنت کے دوسرے دروازوں میں بھی لوگوں کے ساتھ شریک ہوگی۔ اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے جنت کے دروازوں کے دو پٹ کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا مکہ مکرمہ اور ہجر یا مکہ اور بصریٰ کے درمیان ہے۔

﴿احمد﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: روز قیامت تمام مسلمان جمع کیے جائیں گے اور اس دن کیلئے خاص اہتمام کیا جائے گا، وہ کہیں گے کاش ہمارے رب کے حضور ہماری شفاعت کرنے والا کوئی ہوتا اور وہ ہمیں اس جگہ کی تختیوں سے راحت بخشتا تو وہ آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور ان سے عرض کریں گے:

اے آدم علیہ السلام! آپ ابو البشر ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے دست قدرت سے پیدا فرمایا اور آپ کیلئے اپنے فرشتوں سے سجدہ کرایا اور آپ کو ہر شے کے اسماء کا علم سکھایا اور آپ اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کیجئے تاکہ ہم اس جگہ کی تختیوں سے راحت پائیں، وہ ان سے فرمائیں گے: میں تمہارے اس کام کیلئے نہیں ہوں اور وہ اپنی لغزش کو یاد کریں گے، جس کی وجہ سے وہ اپنے رب سے حیا کریں گے اور وہ کہیں گے: تم نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ کیونکہ وہ اول رسول ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کو روئے زمین کی طرف مبعوث فرمایا۔ پھر وہ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔ وہ فرمائیں گے میں تمہارے اس کام کا نہیں ہوں اور وہ اپنی اس لغزش کو یاد کریں گے جو بغیر علم کے انہوں نے رب سے سوال کیا تھا، اس بنا پر اپنے رب سے حیا کریں گے وہ فرمائیں گے تم ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ۔

تو وہ سب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔ وہ فرمائیں گے: میں تمہارے اس کام کا نہیں ہوں لیکن تم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ، وہ ایسے بندے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے کلام فرمایا ہے اور ان کو توریت عطا فرمائی ہے۔ تو وہ سب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے وہ فرمائیں گے: میں تمہارے اس کام کا نہیں ہوں اور ان سے اس جان کا ذکر کریں گے جو بغیر نفس کے ہلاک کیا تھا، اس بنا پر اپنے رب سے حیا کریں گے۔ فرمائیں گے: تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ، وہ اللہ تعالیٰ کے بندے، اس کے رسول اور اس کے کلمہ اور اس کے روح ہیں۔

وہ سب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔ وہ فرمائیں گے: میں تمہارے اس کام کا نہیں ہوں لیکن تم محمد مصطفیٰ ﷺ کے پاس جاؤ وہ ایسے بندے ہیں کہ

غَفَرَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ وَ مَا تَاَخَّرَ

"اللہ تعالیٰ نے آپ کی وجہ سے آپ کے اگلوں کے گناہ اور آپ کے پچھلوں کے گناہ معاف کیے ہیں۔"

تو میں اٹھوں گا اور مسلمانوں کی دو صفوں کے درمیان جاؤں گا یہاں تک کہ میں اپنے رب سے اذن چاہوں گا، جب میں اپنے رب کو دیکھوں گا تو میں اس کے آگے سجدہ ریز ہو جاؤں گا اللہ تعالیٰ جتنی دیر مجھے چاہے سجدے میں رکھے گا۔ اس کے بعد فرمائے گا اے محمد ﷺ! آپ اپنا سر اٹھایئے، کہئے سنا جائے گا۔ شفاعت کیجئے قبول کی جائے گی۔ اور مانگئے آپ کو وہ دیا جائے گا تو میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور میں اس تحمید کے ساتھ حمد کروں گا جو وہ مجھے سکھائے گا، پھر میں شفاعت کروں گا اور میرے لیے ایک حد مقرر کی جائے گی اور میں ان کو جنت میں داخل کروں گا۔

اس کے بعد میں دوبارہ بارگاہ رب میں حاضر ہوں گا جب میں اپنے رب کو دیکھوں گا تو اس کے آگے سجدہ ریز ہو جاؤں گا اور اللہ تعالیٰ جتنی دیر مجھے چاہے سجدے میں رکھے گا۔ اس کے بعد فرمائے گا: اے محمد ﷺ! سر اٹھائیے کہئے سنا جائے گا۔ مانگئے وہ عطا کیا جائے گا اور شفاعت قبول کی جائے گی تو میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور اس تحمید کے ساتھ اس کی حمد کروں گا جس کی وہ مجھے تعلیم فرمائے گا، پھر میں شفاعت کروں گا اور میرے لیے ایک حد مقرر کی جائے گی اور میں ان کو جنت میں داخل کروں گا۔

اس کے بعد تیسری مرتبہ بارگاہ رب العزت میں حاضر ہوں گا جب میں اپنے رب کو دیکھوں گا تو اس کے آگے سجدہ ریز ہو جاؤں گا اور اللہ تعالیٰ جتنی دیر مجھے چاہے سجدے میں رکھے گا۔ اس کے بعد فرمایا جائے گا: اے محمد ﷺ! سر اٹھائیے کہئے سنا جائے گا۔ مانگئے وہ عطا کیا جائے گا شفاعت قبول کی جائے گی تو میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور اس تحمید کے ساتھ اس کی حمد کروں گا جس کی وہ مجھے تعلیم فرمائے گا، پھر میں شفاعت کروں گا اور میرے لیے ایک حد مقرر کی جائے گی اور میں ان کو جنت میں داخل کروں گا۔

اسکے بعد میں چوتھی مرتبہ بارگاہ میں رب العزت میں حاضر ہوں گا اور میں عرض کروں گا اب وہی لوگ باقی رہ گئے ہیں جنہیں قرآن پاک نے روکا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: پھر وہ لوگ جہنم سے نکالے جائیں گے جنہوں نے "لا الہ الا اللہ" کہا اور ان کے دل میں جو کے دانے، برابر خیر ہے، اس کے بعد وہ جہنم سے نکالے جائیں گے جنہوں نے "لا الہ الا اللہ" کہا اور ان کے دل میں گندم برابر خیر ہے۔ اس کے بعد وہ لوگ جہنم سے نکالے جائیں گے جنہوں نے "لا الہ الا اللہ" کہا اور ان کے دل میں ذرہ برابر خیر ہے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

بسند صحیح حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں کھڑا انتظار کر رہا ہوں گا کہ کب لوگ صراط سے گزرتے ہیں۔

اچانک حضرت عیسیٰ علیہ السلام میرے پاس آئیں گے اور کہیں گے یہ انبیاء کی جماعت ہے جو اے محمد ﷺ! آپ کے پاس آئی ہے وہ سوال کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ تمام امتوں کے درمیان سے جس طرح اللہ تعالیٰ چاہے اس غم کو چھانٹ دے جس میں وہ لوگ مبتلا ہیں۔ تو لوگوں کی حالت یہ ہوگی کہ وہ پسینے میں دہانوں تک غرق ہوں گے، لیکن مومن کی حالت ایسی ہوگی جیسے زکام کی حالت ہوتی ہے اور کافروں کی حالت یہ ہوگی کہ ان کو موت ڈھانپے گی۔

اس وقت فرماؤں گا آپ انتظار کیجئے یہاں تک کہ میں فارغ ہوکر آؤں، پھر نبی کریم ﷺ جائیں گے اور عرش کے نیچے قیام کریں گے اور آپ کو وہ تقرب حاصل ہوگا، جو نہ کسی برگزیدہ فرشتہ کو ملا اور نہ نبی ورسول کو۔ اللہ تعالیٰ حضرت جبرئیل علیہ السلام سے فرمائے گا تم میرے محبوب کے پاس جاؤ اور ان سے کہو آپ اپنا سر اٹھایئے مانگئے آپ کو وہ دیا جائے گا اور شفاعت کیجئے شفاعت قبول کی جائے گی۔ تو میں اپنی امت کے بارے میں شفاعت کروں گا اور ننانوے میں سے ایک انسان کو نکالوں گا، اس طرح میں برابر اپنے رب کی بارگاہ میں آتا جاتا رہوں گا اور میں جہاں کھڑا ہوں گا، شفاعت ہی کروں گا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ مجھے یہ اذن عطا فرمائے گا کہ اے محمد ﷺ! آپ اپنی امت کے ہر اس شخص کو جسے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے اور اس نے صرف ایک دن اخلاص کے ساتھ "لا الہ الا اللہ" کی شہادت دی ہو اور وہ اسی ایمان خالص پر مر گیا ہو نکال کے جنت میں داخل کر دیں۔

﴿احمد﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہر نبی کیلئے ایک دعا ہوتی تھی جس کو انہوں نے دنیا میں پورا کرا لیا مگر میں نے اپنی دعا کو اپنی امت کیلئے اٹھا رکھا ہے اور میں روز قیامت اولاد آدم کا سردار ہوں گا اور میں ہی وہ پہلا شخص ہوں گا جس کیلئے زمین شق ہوگی۔ یہ فخر نہیں، میرے ہاتھ میں لواء الحمد ہوگا اور یہ فخر یہ نہیں۔ آدم اور ان کے ماسوا تمام میرے جھنڈے تلے ہوں گے۔ یہ فخر یہ نہیں۔ لوگوں پر قیامت کا دن طویل ہوگا۔ وہ ایک دوسرے سے کہیں گے ہمیں حضرت آدم علیہ السلام کے پاس پہنچنا چاہیے وہ ابوالبشر ہیں تا کہ وہ ہمارے رب کے حضور ہماری شفاعت کریں، اور ہمارا فیصلہ کرائیں مگر آدم علیہ السلام فرمائیں گے: میں تمہارے کام کا نہیں ہوں، میں جنت میں اپنی لغزش کی بنا پر باہر کیا گیا ہوں، آج کے دن اپنے سوا کسی کی فکر نہیں ہے، لیکن تم حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ اور وہ اول الانبیاء ہیں۔

تو وہ سب حضرت نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے ہمارے رب کے حضور ہماری شفاعت کیجئے۔ وہ فرمائیں گے: میں تمہارے اس کام کا نہیں ہوں کیونکہ میں نے اپنے بیٹے کے بارے میں سوال کیا تھا آج مجھے اپنے سوا کسی کی فکر نہیں ہے لیکن تم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ تو وہ ان کے پاس آئیں گے اور کہیں گے:

اے ابراہیم علیہ السلام! ہمارے رب کے حضور ہماری شفاعت کیجئے اور ہمارا فیصلہ کرایئے مگر وہ فرمائیں گے میں تمہارے اس کام کا نہیں ہوں اور وہ اپنے تین کذبات کا ذکر فرمائیں گے اور فرمائیں گے: خدا کی قسم! میں نے ان کے ساتھ مجادلہ نہیں کیا، مگر دین خدا سے کہ ہم شدید اضطراب میں ہیں، ایک قول تو یہ کہ "انی سقیم" میں علیل ہوں دوسرا قول یہ کہ "بل فعلہ کبیر ھم ھذا" بلکہ یہ فعل ان کے اس بڑے بت نے کیا ہے اور تیسرا قول جو اپنی بیوی کے بارے میں ہے جبکہ وہ بادشاہ ظالم کے پاس پہنچی تھیں کہ میں نے کہا: یہ میری بہن ہے۔ آج مجھے اپنے سوا کسی کا غم لیکن تم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس

جاؤ، وہ وہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رسالت سے برگزیدہ فرمایا، اور ان کو اپنے کلام سے نوازا ہے۔

تو وہ سب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے: اے موسیٰ علیہ السلام! اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی رسالت سے سرفراز کیا ہے اور اپنے کلام سے نوازا ہے۔ آپ اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کیجئے۔ وہ فرمائیں گے: میں تمہارے اس کام کا نہیں ہوں، میں نے ایک جان کو بغیر جان کے ہلاک کیا ہے، آج مجھے اپنے سوا کسی کی فکر نہیں ہے لیکن تم عیسیٰ روح اللہ اور کلمۃ اللہ کے پاس جاؤ۔

تو وہ سب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کیجئے اور ہمارے درمیان فیصلہ کرائیے، مگر وہ فرمائیں گے: میں تمہارے اس کام کا نہیں ہوں گے، لوگوں نے مجھے اللہ کے سوا معبود ٹھہرایا تھا آج مجھے اپنے سوا کسی کا غم نہیں ہے اور سنو! جب سامان اپنی ہی صندوق میں محفوظ اور اس پر مہر لگی ہو تو بتاؤ کیا کوئی قدرت رکھتا ہے کہ صندوق کے بیچ میں ہاتھ ڈالے بغیر اس کی مہر توڑے؟ لوگ کہیں گے نہیں تو وہ فرمائیں گے بلاشبہ محمد مصطفیٰ ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ بے شک آج وہ جلوہ افروز ہیں۔ بے شک انہیں کی وجہ سے اگلوں اور پچھلوں کے گناہ بخشے جائیں گے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تو وہ سب میرے پاس حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے:

یارسول اللہ ﷺ! اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کیجئے اور ہمارے درمیان فیصلہ کرائیے اور میں فرماؤں گا کہ آؤ "انا لہا" میں ہی اس کام کیلئے ہوں۔ اللہ تعالیٰ جس کیلئے چاہے گا اور جس سے راضی ہوگا اذن عطا فرمائے گا جس وقت اللہ تعالیٰ اپنی خلق کے درمیان فیصلہ کا ارادہ فرمائے گا تو منادی پکارے گا: کہاں ہیں احمد ﷺ! کہاں ہے ان کی امت تو تم ہی آخرین اور ہم ہی اولین ہیں، ہم آخرالامم ہیں اور ہم حساب کیے جانے والوں میں اول ہیں اور تمام امتیں ہمارے لیے ہمارا راستہ چھوڑیں گی اور ہم اس شان سے گزریں گے کہ وضو کے اثر سے ہمارے اعضا چمکتے دمکتے ہوں گے، تمام امتیں کہیں گی قریب تھا کہ یہ ساری امت انبیاء ہوتی اور ہم جنت کے دروازے پر آئیں گے اور میں دروازے کے زنجیر پکڑ کر دروازے کو کھٹکھٹاؤں گا، کہا جائے گا: کون ہے؟

میں فرماؤں گا محمد ﷺ اور میں اپنے رب کے حضور حاضر ہوں گا۔ وہ اپنی کرسی پر جلوہ افروز ہوگا اور میں اس کے سامنے سجدہ ریز ہو جاؤں گا اور میں اس کی ایسے محامد کے ساتھ حمد کروں گا کہ کسی نے مجھ سے پہلے ان محامد سے اس کی حمد نہ کی ہوگی اور نہ میرے بعد کوئی اس کے ساتھ اس کی حمد کریگا اور فرمایا جائے گا:

اے محمد ﷺ! آپ اپنا سر اٹھائیے مانگئے وہ آپ کو دیا جائے گا۔ کہیے سنا جائے گا اور شفاعت کیجئے شفاعت قبول کی جائے گی تو میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور عرض کروں گا:

اے میرے رب! میری امت، میری امت، میری امت! فرمایا جائے گا ہر اس شخص کو نکال لیجئے جن کے دل میں اتنا اتنا مثقال ایمان ہے۔ اس کے بعد دوبارہ حاضر ہوں گا اور سجدہ کر کے وہی عرض کروں گا جو پہلے کیا تھا۔ فرمایا جائے گا:

اِرْفَعْ رَأْسَکَ وَقُلْ تُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ

میں عرض کروں گا: اے میرے رب! میری امت، میری امت۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: جس کے دل میں اتنے اتنے مثقال ایمان ہے اور پہلے طبقے سے کم ہے اسے نکال لیجئے۔ اس کے بعد میں بارگاہ رب العزت میں حاضر ہوں گا اور دوبارہ عرض کروں گا۔ فرمایا جائے گا:

اِرْفَعْ رَأْسَكَ وَ قُلْ يُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ

اور میں عرض کروں گا: اے میرے رب! میری امت! میری امت، میری امت۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: جس کے دل میں پہلوں سے اتنے اتنے مثقال ایمان ہے اسے نکال لیجئے۔

﴿احمد، ابن حبان﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: انبیاء کیلئے سونے کے منبر ہوں گے اور وہ ان منبروں پر تشریف رکھیں گے اور میرا منبر باقی رہے گا کہ اس پر نہ بیٹھوں گا اور میں اپنے رب کے حضور اس خوف سے کھڑا رہوں گا اور میرا رب مجھے تو جنت میں بھیج دے اور میری امت کا کوئی شخص باقی رہ جائے تو میں عرض کروں گا:

اے رب! امتی، امتی! اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ اے محمد ﷺ: آپ کیا چاہتے ہیں کہ میں آپ کی امت کے بارے میں کیا کروں؟ میں عرض کروں گا: اے رب! ان کا حساب جلد تر ہو تو میں برابر شفاعت کرتا رہوں گا۔ یہاں تک کہ مجھ کو ان مردوں کے نامہ اعمال دیئے جائیں گے جن کو اس نے جہنم کی طرف بھیجا ہوگا۔ مالک داروغہ جہنم عرض کرے گا: اے اللہ کے حبیب ﷺ! میں نے اپنے رب کی رحمت سے آپ کی امت کا ایک شخص بھی باقی نہیں رہنے دیا ہے۔

﴿طبرانی اوسط، حاکم، بیہقی﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تمام لوگ روز قیامت گھٹنوں کے بل چلیں گے اور ہر امت اپنے نبی کے پیچھے دوڑے گی۔ وہ کہیں گے: اے فلاں! ہماری شفاعت کیجئے۔ اے فلاں! ہماری شفاعت کیجئے۔ یہاں تک کہ وہ شفاعت نبی کریم ﷺ کی طرف ختم ہوگی تو وہ دن ایسا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم ﷺ کو مقام محمود پر فائز کرے گا۔

﴿بخاری﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے آپ نے فرمایا کہ آفتاب بہت نزدیک ہوگا یہاں تک کہ پسینہ آدھے کان تک پہنچ جائے گا۔ اسی دوران تمام لوگ فریاد و فغان کرتے ہوئے آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے مگر وہ فرمائیں گے میں اس کا مجاز نہیں پھر وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے وہ فرمائیں گے: میں اس کا مجاز نہیں۔ آخر میں آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے تو آپ شفاعت کریں گے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ مخلوق کے درمیان فیصلہ فرمائے گا اور آپ چلیں گے۔ یہاں تک کہ جنت کے دروازے کی زنجیر تھامیں گے تو اس دن اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم ﷺ کو مقام محمود پر مبعوث فرمائے گا اور سارا مجمع آپ ہی کی تعریف و توصیف کرتا ہوگا۔

﴿بخاری﴾

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کو ایک چٹیل میدان میں جمع فرمائے گا اور کسی جان کو بات کرنے کی مجال نہ ہوگی، سب سے پہلے جس کو پکارا جائے گا وہ محمد مصطفیٰ ﷺ ہوں گے۔ اور آپ کہیں گے:

لَبَّيْکَ وَسَعْدَيْکَ وَ الْخَيْرُ فِيْ يَدَيْکَ وَ الشَّرُّ لَيْسَ اِلَيْکَ وَ الْمَهْدِيُّ مَنْ هَدَيْتَ وَ عَبْدُکَ بَيْنَ يَدَيْکَ وَ بِکَ وَ اِلَيْکَ لَا مَنْجَأَ مِنْکَ اِلَّا اِلَيْکَ تَبَارَکْتَ وَ تَعَالَيْتَ سُبْحَانَکَ رَبَّ الْبَيْتِ

اور اس وقت آپ شفاعت کریں گے اور اسی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ﴿سورۂ بنی اسرائیل﴾

ترجمہ: ''قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں۔''

﴿بزار، ابن ابی البعث﴾

روزِ قیامت آفتاب کو بیس سال کی گرمی دی جائے گی:

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ روزِ قیامت آفتاب کو بیس سال کی گرمی دی جائے گی پھر وہ لوگوں کی کھوپڑیوں کے بہت قریب ہوگا حتیٰ کہ وہ دو کمانوں کے فاصلے کے قریب ہوگا اور لوگوں کو پسینہ آئے گا۔ یہاں تک کہ پسینہ ٹپک کر زمین میں قد کے برابر آجائے گا اور وہ بلند ہوتا جائے گا۔ یہاں تک کہ لوگ غرغر کریں گے، حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ حال ہوگا کہ لوگ عق عق کریں گے۔

جب وہ لوگ اپنے اس حال کو دیکھیں گے تو ایک دوسرے سے کہیں گے: تم نہیں دیکھ رہے کہ کس حال میں ہو؟ چلو اپنے ابوالاباء حضرت آدم علیہ السلام کے حضور میں آؤ اور اپنے رب کے حضور اپنی شفاعت کے طالب ہو۔ تو وہ سب حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے: اے ہمارے باپ! آپ وہ ہیں کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دستِ قدرت سے پیدا کیا اور آپ میں اپنی طرف سے روح پھونکی، اور اپنی جنت میں آپ کو ٹھہرایا، اٹھئے اور اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کیجئے۔ بلاشبہ آپ ملاحظہ کر رہے ہیں کہ ہم کس حال میں ہیں، مگر وہ فرمائیں گے میں تمہارے اس کام کا نہیں ہوں پھر وہ لوگ کہیں گے بتایئے ہم کس کے پاس جائیں، فرمائیں گے: تم بندۂ شاکر کے پاس جاؤ۔

تو وہ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے: یا نبی اللہ! آپ وہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بندہ شکر گزار بنایا اور آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں کہ ہم کس حال میں ہیں؟ اب رب کے حضور ہماری شفاعت کیجئے، مگر وہ فرمائیں گے: میں تمہارے اس کام کا نہیں ہوں۔ لوگ کہیں گے: بتایئے اب ہم کہاں جائیں؟ وہ فرمائیں گے: تم حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔

تو وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے: اے خلیل اللہ علیہ السلام! آپ دیکھ رہے ہیں کہ ہم کس حال میں ہیں؟ آپ اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کیجئے وہ فرمائیں گے: میں تمہارے اس کام کا نہیں ہوں تو وہ کہیں گے بتایئے اب ہم کس کے پاس جائیں؟ تو وہ فرمائیں گے: تم موسیٰ علیہ السلام

کے پاس جاؤ جو ایسے بندے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رسالت اور اپنے کلام کے ساتھ ان کو سرفراز فرمایا۔

تو وہ سب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے کہ آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں کہ ہم کس حال میں ہیں؟ آپ اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کیجئے۔ وہ فرمائیں گے: میں تمہارے اس کام کا نہیں ہوں، تو وہ کہیں گے بتایئے اب ہم کہاں جائیں؟ وہ فرمائیں گے: تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کلمۃ اللہ اور روح اللہ کے پاس جاؤ تو وہ سب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے:

اے کلمۃ اللہ! اے روح اللہ علیہ السلام! آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں کہ ہم کس حال میں ہیں؟ اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کیجئے، مگر وہ فرمائیں گے میں تمہارے اس کام کا نہیں ہوں، وہ کہیں گے: پھر بتایئے ہم کس کے پاس جائیں وہ فرمائیں گے: تم اس بندے کے پاس جاؤ جس کے ہاتھ میں آج فتح شفاعت ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے سبب ان کے اگلے اور پچھلوں کے گناہ بخشے ہیں وہی آج کے دن امن دینے والے اور ستودہ صفات تشریف فرما ہیں، وہ سب نبی کریم ﷺ کے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے:

یا نبی اللہ ﷺ! آپ ہی وہ مقدس ہستی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فتح باب شفاعت آپ کے سپرد فرمایا ہے اور آپ کی وجہ سے آپ کے اگلوں اور پچھلوں کے گناہ معاف کیے ہیں اور آج کے دن آپ ہی امن عطا کرنے والے تشریف فرما ہیں اور آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں کہ ہم کس حال میں ہیں؟ اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کیجئے۔ آپ فرمائیں گے:

کہ میں ہی تمہارا مددگار، باب شفاعت کا مالک ہوں، پھر حضور نبی کریم ﷺ مجمع کو چیرتے ہوئے جنت کے دروازے پر پہنچیں گے اور دروازے کی زنجیر پکڑ کر جو کہ سونے کی ہوگی دروازہ کھٹکھٹائیں گے۔ کہا جائے گا: آپ کون ہیں؟ آپ فرمائیں گے: میں محمد ﷺ ہوں، تو آپ کیلئے دروازہ کھل جائے گا۔ یہاں تک کہ رب العزت کے حضور قیام فرمائیں گے اور سجدے میں اذن طلب کریں گے اور آپ کو اذن دیا جائے گا پھر سجدہ کریں گے اس وقت ندا فرمائی جائے گی:

اے محمد ﷺ! آپ اپنا سر اٹھایئے، مانگئے آپ کو وہ دیا جائے گا اور شفاعت کیجئے، شفاعت قبول کی جائے گی۔ دعا کیجئے قبول ہوگی، پھر آپ اپنا سر اٹھائیں گے اور دو مرتبہ یا تین مرتبہ امتی امتی عرض کریں گے اور ہر اس شخص کی جس کے دل میں رائی کے دانے یا جو کے دانے کے برابر ایمان ہوگا شفاعت کریں گے تو یہ ہے وہ مقام محمود۔

﴿ابن ابی شیبہ، ابن ابی عاصم السنۃ﴾

اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم ﷺ کی شفاعت قبول فرمائے گا:

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ اولین و آخرین کو جمع کر کے ان کے درمیان فیصلہ فرمائے گا اور وہ فیصلہ سے فارغ ہو جائے گا تو مسلمان کہیں گے ہمارا رب ہمارے مابین فیصلہ کر کے تو فارغ ہو گیا ہے اب کون ہے جو ہماری شفاعت ہمارے رب کے حضور کرے۔

اور وہ لوگ کہیں گے: آدم علیہ السلام ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دست قدرت سے پیدا کر کے ان

سے کلام کیا ہے تو وہ سب حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے: ہمارے رب نے ہمارا فیصلہ کر دیا اور وہ حکم سے فارغ ہو گیا ہے، اب آپ اٹھئے اور ہمارے رب سے شفاعت کیجئے وہ فرمائیں گے: تم حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ۔

تو وہ سب حضرت نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جانے کو فرمائیں گے، پھر وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جانے کو فرمائیں گے، پھر وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جانے کو فرمائیں گے اور وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور وہ میرے پاس حاضر ہونے کو فرمائیں گے۔

چنانچہ وہ سب میرے پاس آئیں گے اور اللہ تعالیٰ مجھے اذن دے گا کہ میں اس کے حضور کھڑا ہوں اور میرے جلوس کی جگہ سے ایسی خوشبو مہکے گی کہ کسی نے بھی ایسی نہ سونگھی ہوگی۔ یہاں تک کہ میں رب تعالیٰ کے حضور پہنچوں گا اور وہ میری شفاعت قبول فرمائے گا اور میرے سر کے بالوں سے میرے پاؤں کے ناخنوں تک میرے لیے نور ہی نور ہوگا۔

﴿طبرانی الکبیر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک رفع کیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اپنے رب کے حضور برابر شفاعت کرتا رہوں گا اور وہ میری شفاعت قبول کرتا رہے گا۔ یہاں تک کہ میں عرض کروں گا: اے میرے رب! ہر اس شخص کیلئے جس نے "لا الہ الا اللہ" کہا ہے، میری شفاعت قبول کیجئے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: یہ کام نہ آپ کا ہے اور نہ کسی اور کا۔ قسم ہے مجھے اپنے عزت وجلال کی اپنی رحمت سے کسی "لا الہ الا اللہ" کہنے والے کو جہنم میں باقی نہ رکھوں گا۔

﴿ابن ابی عاصم السنۃ﴾

حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے کسی نبی و رسول کو مبعوث نہیں کیا مگر یہ کہ انہوں نے مجھ سے وہ دعا مانگی جسے میں نے انہیں خاص طور پر دی تھی تو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ بھی مجھ سے مانگئے میں آپکو وہ عطا فرماؤں گا مگر میں نے عرض کیا: میری دعا روز قیامت اپنی امت کیلئے شفاعت کرنا ہے۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! شفاعت کیا ہے؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں کہوں گا: اے میرے رب! میری وہ شفاعت جسے میں نے تیرے حضور محفوظ کیا ہے۔ رب العزت فرمائے گا: ہاں! میرے پاس محفوظ ہے تو اللہ تعالیٰ میری بقیہ تمام امت کو جہنم سے نکالے گا اور انہیں جنت میں داخل کرے گا۔

﴿احمد، طبرانی﴾

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے رب نے مجھے اختیار دیا ہے کہ میں اپنی آدھی امت کو جنت میں داخل کروں یا شفاعت کو اختیار کروں تو میں نے امت کیلئے شفاعت کو اختیار کیا ہے اور میں جانتا

ہوں کہ امت کیلئے شفاعت زیادہ وسیع ہے اور وہ شفاعت ہر اس شخص کیلئے ہوگی جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک گردانے بغیر فوت ہوا ہو۔

﴿احمد،بزار﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں دوزخ کے معائنہ کیلئے جاؤں گا اور اس کے دروازے پر دستک دوں گا اور میرے لیے وہ کھولا جائے گا اور میں اس کے اندر جا کر اللہ تعالیٰ کی ثنا ایسی کروں گا کہ مجھ سے پہلے کسی نے کی ہوگی اور نہ کوئی میرے بعد کرے گا۔ اس کے بعد میں دوزخ سے ہر اس آدمی کو نکالوں گا جس نے اخلاص کے ساتھ "لا الہ الا اللہ" کہا ہوگا۔

﴿طبرانی اوسط﴾

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں چار چیزیں ایسی دی گئی ہیں کہ ہم سے پہلے کسی کو عطا نہ ہوئیں۔ میں نے اپنے رب سے پانچ چیزوں کا سوال کیا۔ اس نے مجھے بھی عطا فرما دی۔ وہ پانچویں چیز کیا ہی اچھی چیز ہے: (۱) ہر نبی اپنی اپنی ہی قوم کی طرف مبعوث کیا جاتا تھا جو اپنی قوم سے تجاوز نہیں کرتا تھا، مگر مجھے تمام انسانوں کی طرف بھیجا گیا۔ (۲) اور یہ کہ ہمارا دشمن ایک ماہ کی مسافت سے ہم سے خوف کھاتا ہے۔ (۳) اور یہ کہ تمام زمین ہمارے لیے مسجد اور پاک کرنے والی بنائی گئی۔ (۴) اور یہ کہ ہمارے لیے غنیمت حلال کی گئی، اور ہم سے پہلے کسی کیلئے حلال نہ ہوئی۔ (۵) اور یہ کہ میں نے اس سے سوال کیا کہ میری امت کا کوئی بندہ جو اس کی توحید کا اقراری ہو اس سے نہ ملے گا مگر یہ کہ میں اسے جنت میں داخل کروں گا۔

﴿ابو یعلی﴾

حضرت ابو موسیٰ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے پانچ چیزیں ایسی دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئیں: (۱) مجھے سرخ و سیاہ (عرب و عجم) کی طرف مبعوث کیا گیا۔ (۲) ایک ماہ کی مسافت تک رعب سے میری مدد کی گئی۔ (۳) میرے لیے تمام زمین مسجد اور پاک کرنے والی بنائی گئی۔ (۵) اور مجھے شفاعت عطا فرمائی گئی۔ کیونکہ ہر نبی نے شفاعت کو مقدم رکھا ہے۔ (یعنی دنیا میں اس نے مانگ لی ہے) مگر میں نے اپنی شفاعت کو موخر کیا ہے وہ شفاعت ہر اس شخص کیلئے ہوگی جو میری امت میں اس حال میں فوت ہو کہ اس نے اللہ تعالیٰ کا شریک کسی کو نہ ٹھہرایا ہو۔

﴿احمد، ابن ابی شیبہ، طبرانی﴾

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے پانچ چیزیں ایسی عطا کی گئی ہیں کہ مجھ سے پہلے کسی اور نبی کو عطا نہ ہوئی تھیں۔ پھر راوی نے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی مانند حدیث بیان کی۔ مگر انہوں نے پانچویں چیز میں کہا کہ مجھ سے فرمایا جائے گا: سوال کیجئے وہ آپ کو عطا ہوگا تو میں نے اپنی دعا کو بروز قیامت اپنی امت کی شفاعت کیلئے ہوگی اٹھا رکھا ہے جو انشاء اللہ میری وہ دعا ہر اس شخص کو پہنچے جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا ہو۔

﴿ابن ابی شیبہ، ابو یعلی، ابو نعیم، بیہقی﴾

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے دکھایا گیا ہے کہ میری امت میرے بعد جس چیز سے دوچار ہوگی وہ ایک دوسرے کا خون بہانا ہے اور یہ باتیں اللہ تعالیٰ کی جانب سے پہلے ہی واقع ہو چکی ہیں تو میں نے اپنے رب سے سوال کیا کہ روز قیامت مجھے شفاعت کا ان کے درمیان والی بنا دے تو اس نے قبول فرمایا۔

﴿احمد، طبرانی اوسط، حاکم، بیہقی﴾

- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قول کہ۔
فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّهٗ مِنِّیْ وَ مَنْ عَصَانِیْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ

﴿سورۃ ابراہیم﴾

ترجمہ: ''تو جس نے میرا ساتھ دیا تو میرا ہے اور جس نے میرا کہنا نہ مانا تو بے شک تو بخشنے والا مہربان ہے۔''

- اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قول کہ:
اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ

﴿سورۃ المائدہ﴾

ترجمہ: ''اگر تو انہیں عذاب کرے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انہیں بخش دے تو بے شک تو ہی غالب وحکمت والا۔''

کو تلاوت کر کے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور دعا کہ کہ ''امتی، امتی'' اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ روئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے جبرئیل علیہ السلام! میرے حبیب کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ ہم آپ کو آپ کی امت کے بارے میں راضی کریں گے اور آپ کو رنجیدہ نہ کریں گے۔

﴿مسلم﴾

حضور نبی کریم ﷺ کو پانچ چیزیں ایسی عطا کی گئی ہیں جو کسی نبی کو عطا نہیں ہوئیں:

حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے پانچ چیزیں ایسی دی گئی ہیں کہ مجھ سے پہلے کسی نبی کو عطا نہیں ہوئی: (۱) مجھے سرخ و سیاہ کی طرف بھیجا گیا، بلاشبہ ہر نبی اپنی قوم کی طرف ہی بھیجے گئے تھے۔ (۲) اور ایک ماہ کی مسافت تک رعب سے میری مدد کی گئی۔ (۳) اور میرے لیے غنیمت کھانے کو حلال کیا گیا، حالانکہ مجھ سے پہلے کوئی اسے نہیں کھاتا تھا۔ (۴) اور میرے لیے تمام زمین پاک کرنے والی اور مسجد قرار دی گئی اور کوئی نبی ایسا نہیں ہے مگر یہ کہ اسے ایک دعا دی گئی اور اس نے اس کے مانگنے میں عجلت کی مگر میں نے اپنی دعا کو اپنی امت کی شفاعت کیلئے موخر کیا ہے اور وہ دعا انشاء اللہ ہر اس شخص کو پہنچے گی جو اس حال میں مرے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا ہو۔

﴿بزار، طبرانی اوسط﴾

بسند صحیح حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نے

انسانی بچوں کے کھیل کود کے بارے میں اپنے رب سے سوال کیا کہ ان کو عذاب نہ دیا جائے تو وہ مجھے عطا فرمایا گیا۔ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: وہ خورد سال (چھوٹے) بچے ہیں، اس لیے کہ ان کے اعمال مثلاً کھیل کود وغیرہ بغیر قصد وارادہ کے ہوتے ہیں۔

﴿ابن ابی شیبہ، ابویعلیٰ﴾

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب قیامت کا دن ہو گا تو میں امام النبیین، ان کا خطیب اور ان کی شفاعت کا صاحب ہوں گا یہ فخریہ نہیں ہے۔

﴿احمد، ابن ابی شیبہ، ترمذی، حاکم، بیہقی﴾

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرے رب نے میرے پاس فرشتہ بھیجا کہ میں ایک حرف پر قرآن پڑھوں، میں نے اسے واپس کر کے عرض کیا: اے رب میری امت پر آسانی فرما تو وہ دوبارہ آیا کہ میں دو حرف پر قرآن پڑھوں، میں نے عرض کیا: اے رب! میری امت پر آسانی فرما، تو وہ تیسری مرتبہ میرے پاس آئے تو میں سات حرفوں پر قرآن پڑھو اور آپ کیلئے ہر پھیرے کے عوض جسے میں نے پھیرا ایک سوال کی اجازت دیتا ہوں جسے آپ مجھ سے مانگیں۔ تو میں نے عرض کیا: اے اللہ! میری امت کو بخش دے اور دوسری اور تیسری قیامت کے دن کیلئے اٹھا رکھی ہے جس دن ساری مخلوق میری طرف راغب ہو گی حتی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی میری طرف راغب ہوں گے۔

﴿مسلم﴾

حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں روز قیامت سید الناس ہوں گا۔ یہ فخریہ نہیں ہے۔ کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو کہ روز قیامت میرے جھنڈے کے نیچے نہ ہو اور وہ کشادگی کا انتظار کریں گے میرے ساتھ لواء الحمد ہو گا۔ میں چلوں گا میرے ساتھ لوگ چلیں گے، یہاں تک کہ جنت کے دروازے پر آؤں گا اور دستک دوں گا، پوچھا جائے گا کون ہے؟

میں کہوں گا: محمد ﷺ کہا جائے گا آپ کا آنا مبارک ہو اور جب میں اپنے رب کو دیکھوں گا تو اس کے آگے سجدہ ریز ہو جاؤں گا اور رحمت الٰہی سے حصہ حاصل کروں گا۔

﴿حاکم، بیہقی کتاب الرؤیۃ﴾

روایت ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کلمۃ اللہ اور روح اللہ ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے کلام فرمایا، آپ کو کیا عطا ہوا ہے؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تمام اولاد آدم روز قیامت میرے جھنڈے کے نیچے ہو گی، اور میں پہلا شخص ہوں گا جو جنت کے دروازے کو کھلواؤں گا۔

﴿ابونعیم، ابن عساکر﴾

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں قائد المرسلین ہوں، یہ فخریہ نہیں اور میں خاتم النبیین ہوں، یہ فخریہ نہیں۔ اور میں اول شافع اور اول مشفع ہوں یہ فخریہ نہیں۔

﴿تاریخ بخاری، طبرانی اوسط، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کچھ اصحاب نبی بیٹھے حضور نبی کریم ﷺ کا انتظار کر رہے تھے اور وہ ایک دوسرے سے تذکرہ کر رہے تھے کہ عجیب بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے ایک خلیل اللہ بنایا اور ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنایا، دوسرے نے کہا: اس سے زیادہ عجیب بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا اور تیسرے نے کہا: عیسیٰ علیہ السلام اس کے کلمہ اور اس کے روح ہیں۔ چوتھے نے کہا: آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے صفی فرمایا۔ اسی دوران حضور نبی کریم ﷺ باہر تشریف لے آئے اور فرمایا: میں نے تمہاری باتیں سنی ہیں، بے شک ابراہیم علیہ السلام خلیل ہیں، وہ اسی لائق تھے اور موسیٰ علیہ السلام کلیم اللہ ہیں اور وہ اسی کے لائق تھے۔ اور عیسیٰ علیہ السلام روح اللہ اور کلمۃ اللہ ہیں اور وہ اسی کے لائق تھے اور آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے برگزیدہ کیا، وہ اسی کے لائق تھے اور میں حبیب اللہ ہوں اور یہ فخر یہ نہیں اور میں پہلا شخص ہوں گا جو جنت کا دروازہ کھلواؤں گا اور یہ فخر یہ نہیں اور اللہ تعالیٰ میرے لیے اسے کھولے گا اور مجھے اس میں داخل کرے گا اور میرے فقراء مومنین ہوں گے۔ یہ فخر یہ نہیں اور میں اکرم الاولین و آخرین ہوں، اللہ تعالیٰ کی جناب میں اور یہ فخر یہ نہیں بلکہ اظہار واقعہ ہے۔

﴿دارمی، ترمذی، ابونعیم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے جن وانس اور سرخ سیاہ بھیجا گیا ہے اور میرے لیے غنیمتوں کو حلال کیا گیا جو دیگر نبیوں کیلئے حلال نہ تھیں اور میرے لیے تمام زمین مسجد اور طہور بنائی گئی اور میرے مقابل ایک ماہ کی مسافت تک رعب سے مدد کی گئی، اور سورۃ بقرہ کی آخری آیتیں دی گئیں جو کہ عرش کے خزانوں میں سے تھیں اور مجھے ان کے ساتھ مخصوص کیا گیا اور انبیاء کو نہیں۔

اور مجھے توریت کی جگہ "مثانی" اور انجیل کی جگہ "مئین" اور زبور کی جگہ "حم" دی گئیں اور مفصل کے ساتھ مجھے فضیلت دی گئی اور مجھ سے زمین شق ہوگی اور میں دنیا و آخرت میں اولاد آدم کا سردار ہوں، یہ فخر یہ نہیں۔ اور میں پہلا شخص ہوں گا کہ مجھ سے زمین شق ہوگی اور میری امت سے زمین شق ہوگی یہ فخر یہ نہیں۔ روز قیامت میرے ہاتھ میں لواء الحمد ہوگا اور تمام انبیاء میرے جھنڈے کے نیچے ہوں یہ فخر یہ نہیں۔ روز قیامت جنت کی کنجیاں میرے پاس ہوں گی یہ فخر یہ نہیں۔ اور میں ہی باب شفاعت کو کھولوں گا۔ یہ فخر یہ نہیں اور میں جنت کی طرف سابق الخلق ہوں گا۔ یہ فخر یہ نہیں اور میں امام ہوں گا اور میری امت میرے نقش قدم پر ہوگی۔

﴿ابونعیم﴾

نبی کریم ﷺ سے نسبت قیامت میں بھی قائم رہے گی:

حضور نبی کریم ﷺ کی یہ خصوصیت کہ روز قیامت تمام سبب و نسب منقطع ہو جائیں گے صرف حضور نبی کریم ﷺ ہی کا سبب و نسب باقی اور قائم رہے گا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سنا ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: روزِ قیامت میرے حسب و نسب کے سوا ہر حسب و نسب منقطع ہے۔ ان سے حدیث کا مطلب پوچھا گیا تو فرمایا کہ روزِ قیامت آپ کی امت آپ کی طرف منسوب ہوگی اور تمام نبیوں کی امتیں ان کی طرف منسوب نہ ہوں گی اور کہا گیا ہے کہ اس دن آپ کے ساتھ جو نسبت کی جائے گی اس سے مخلوق کو نفع پہنچے گا اور کوئی نسبت نفع نہ دے گی۔

﴿حاکم، بیہقی﴾

نبی کریم ﷺ سب سے پہلے پلصراط سے گزریں گے اور سب سے پہلے درِ جنت پر دستک دیں گے

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ سب سے پہلے آپ ہی پل صراط سے گزریں گے اور سب سے پہلے آپ ہی باب جنت پر دستک دیں گے اور سب سے پہلے آپ ہی اس میں داخل ہوں گے اور آپ کے بعد آپ کی صاحبزادی اوپر کر ان کے سر مبارک کے ہر بال اور ان کے چہرے سے نور تاباں ہوگا اور اہل محشر کو حکم دیا جائے گا کہ وہ اپنی نگاہیں بند کر لیں حتیٰ کہ آپ کی صاحبزادی صراط سے گزر جائیں توریت و انجیل میں آپ کے ذکر کے باب میں نور کی حدیث گزر چکی ہے اور اس ضمن میں حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی پہلے باب میں گزر چکی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جہنم کے اوپر پل نصب کیا جائے گا اور سب سے پہلے میں اسے عبور کروں گا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا تو کہا جائے گا: اے اہل محشر! اپنی نگاہوں کو بند کر لو تاکہ سیدہ فاطمہ بنت محمد مصطفیٰ ﷺ گزر جائیں تو وہ دو سبز چادریں اوڑھے گزریں گی۔

﴿ابو نعیم﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا تو منادی پس پردہ سے ندا کرے گا کہ اپنی نگاہیں بند کر لو اور اپنے سروں کو جھکا لو کیونکہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت محمد مصطفیٰ ﷺ جنت کی طرف صراط سے گزریں گی۔

﴿ابو نعیم﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سب سے پہلے میں ہی جنت کے دروازے پر دستک دوں گا۔

﴿مسلم﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انھوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: روز قیامت میں جنت کے دروازے پر آؤں گا اور دستک دوں گا۔ خازنِ جنت کہے گا آپ کون ہیں؟ میں فرماؤں گا: محمد ﷺ تو وہ کہے گا: مجھے آپ ہی کیلئے حکم دیا گیا کہ میں آپ سے پہلے کسی کیلئے دروازہ نہ کھولوں گا۔

﴿مسلم﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انھوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: روزِ قیامت سب سے پہلا شخص میں ہوں گا کہ مجھ سے زمین شق ہوگی اور یہ فخریہ نہیں ہے اور مجھے لواء الحمد دیا جائے گا، یہ فخریہ نہیں ہے اور میں روزِ قیامت سید الناس ہوں گا یہ فخریہ نہیں ہے اور روزِ قیامت میں ہی سب سے پہلے جنت میں داخل ہوگا۔ یہ فخریہ نہیں ہے۔

﴿بیہقی، ابو نعیم﴾

بسند حسن حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جنت انبیاء پر حرام کر دی گئی ہے جب تک میں اس میں داخل نہ ہوں، اور جنت تمام امتوں پر حرام کر دی گئی ہے جب تک کہ میری امت اس میں داخل نہ ہو جائے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل حدیث روایت کی ہے۔

﴿طبرانی اوسط﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گا۔ یہ فخریہ نہیں اور جنت میں سب سے پہلے میرے پاس حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا داخل ہوں گی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی مثال اس امت میں ایسی ہے جیسے بنی اسرائیل میں مریم علیہا السلام کی ہے۔

﴿ابو نعیم﴾

حضور نبی کریم ﷺ کو کوثر عطا فرمایا گیا:

آپ ﷺ کے خصائص میں یہ ہے کہ آپ کوثر و وسیلہ کے ساتھ مخصوص ہیں اور یہ کہ آپ کے منبر کے پائے جنت کی زمین میں نصب ہیں اور یہ کہ آپ کا منبر جنت میں بلند ترین جگہ پر ہوگا اور آپ کی قبر انور اور آپ کے منبر کے درمیان باغِ جنت میں سے ایک باغ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ

ترجمہ: "ہم نے آپ کو کوثر عطا فرمائی۔"

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے بکثرت خصائص سے نوازا گیا ہے جن کو میں فخر سے نہیں بیان کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے میری وجہ سے میرے اگلوں اور میرے پچھلوں کے گناہ بخشے ہیں اور میری امت کو خیر الامم بنایا ہے اور مجھے جوامع الکلم دیئے گئے ہیں اور رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی ہے اور میرے لیے تمام زمین مسجد اور پاک کرنے والی بنائی گئی ہے اور مجھے حوضِ کوثر دیا گیا جس کے پیالے آسمان کے ستاروں کی گنتی کے برابر ہیں۔

﴿ابو نعیم﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب تم اذان سنو تو وہی کلمات

کہو جو موذن کہتا ہے اس کے بعد مجھ پر درود بھیجو، پھر اللہ تعالیٰ سے میرے وسیلہ سے مانگو کیونکہ وسیلہ جنت میں ایک مرتبہ ہے۔ جو کسی کیلئے سزاوار نہیں، مگر اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے ایک بندے کیلئے اور میں توقع رکھتا ہوں کہ وہ میں ہی ہوں اور جو میرے وسیلہ سے دعا کرے گا، اس پر میری شفاعت حلال ہوگی۔

﴿مسلم﴾

حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ روز قیامت جنات نعیم کے اس اعلیٰ غرفہ میں مجھے رفعت عطا فرمائے گا جس کے اوپر حملۃ العرش کے سوا کچھ نہیں ہے۔

﴿داری کتاب الرجل الجہمیہ﴾

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرے منبر کے پائے جنت کی زمین میں نصب ہیں۔

﴿بیہقی﴾

✿ (اور حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی مثل ابوواقد لیثی رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی ہے۔)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرا یہ منبر جنت کی بلند جگہوں میں سے ایک جگہ ہے۔

﴿ابن سعد﴾

نبی کریم ﷺ کی امت دنیا میں آخر اور آخرت میں اول ہے:

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے ہے کہ آپ کی امت دنیا میں تو آخر ہے اور روز قیامت اول ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کا فیصلہ ساری مخلوق سے پہلے فرمائے گا اور یہ امت موقف میں بلند پشت پر ہوگی اور امت اس حال میں آئے گی کہ آثار وضو چمکتے دمکتے ہوں گے اور دنیا و برزخ میں ان کی سزا میں عجلت کی جائے گی تاکہ قیامت کے دن یہ پاک صاف ہوکر آئیں۔ یہ امت اپنی قبروں میں اپنے گناہوں کے ساتھ داخل ہوگی اور اس سے جب نکلیں گی تو بغیر گناہ کے ہوں گے۔ ان کے گناہ مومنوں کے استغفار کے سبب نابود کر دیے جائیں گے، ان کے نامہ اعمال ان کے داہنے ہاتھ میں دیے جائیں گے، ان کی ذریت اور ان کا نور ان کے آگے روشن ہوگا اور اس امت کے لوگوں کی پیشانیوں پر سجدوں کا نشان ہوگا اور ان کے لئے انبیاء کی مانند دو نور ہوں گے اور وہ لوگ میزان میں تمام سے وزنی ہوں گے اور ان کیلئے وہ ہوگا جو انہوں نے خود سعی کی اور وہ جو ان کیلئے سعی کی گئی بخلاف تمام امتوں کے۔

✿ نور کی حدیث تو توریت و انجیل میں آپ کے تذکرہ کے باب میں پہلے گزر چکی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ ان دونوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کہ ہم لوگ دنیا والوں میں آخر ہیں اور روز قیامت ہم لوگ اول ہیں تمام مخلوق سے پہلے ان کا فیصلہ کیا جائے گا۔

﴿ابن ماجہ﴾

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ

تعالیٰ تمام لوگوں کو ایک ایک امت اور ایک ایک نبی کر کے اٹھائے گا۔ یہاں تک کہ احمد مجتبیٰ ﷺ اور ان کی امت موقف میں آخری ہوگی، اس کے بعد جہنم پر پل صراط نصب کیا جائے گا۔ اس کے بعد منادی پکارے گا: کہاں ہیں احمد ﷺ اور ان کی امت؟

یہ سن کر حضور نبی کریم ﷺ کھڑے ہو جائیں گے اور آپ کے پیچھے آپ کی امت، خواہ وہ نیک ہو یا گنہگار چلے گی اور وہ صراط کو تھام لیں گے اور اللہ تعالیٰ ان کے دشمنوں کی آنکھیں چوپٹ کر دے گا تو وہ صراط کے دائیے اور بائیں جہنم میں گر پڑیں گے اور نبی کریم ﷺ اور تمام صالحین گزر جائیں گے۔ حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ فرشتے ہوں گے جو جنت میں ان کو ان کی منازل میں ٹھہرائیں گے، جو آپ کی داہنی جانب اور بائیں جانب ہوں گے حتیٰ کہ ان کا سلسلہ آپ کے رب تک منتہی ہو جائے گا اور حضور نبی کریم ﷺ کیلئے اللہ تعالیٰ کی داہنی جانب کرسی رکھی جائے گی، اس کے بعد منادی پکارے گا: کہاں ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی امت آخر حدیث تک۔

﴿حاکم﴾

یوم قیامت میں اور میری امت سب سے اونچے پشتہ پر ہوگی

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: روز قیامت میں اور میری امت تمام لوگوں سے اونچے پشتہ پر ہوگی، لوگوں میں سے کوئی ایسا نہ ہوگا جو یہ تمنا نہ کرے کہ کاش وہ ہم میں سے ہوتا۔

﴿ابن جریر، ابن مردویہ﴾

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: روز قیامت تمام لوگ اٹھائے جائیں گے اور میں اور میری امت ایک بلند چوٹی پر ہوں گی اور اللہ تعالیٰ مجھے سبز حلہ پہنائے گا، اس کے بعد مجھے اذن دیا جائے گا تو جو خدا مجھ سے کہلوانا چاہے گا میں کہوں گا: یہی وہ مقام ہے جس کا نام مقام محمود ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میری امت کو روز قیامت اس حال میں بلایا جائے گا کہ آثار وضو سے ان کے اعضا چمکتے دمکتے ہوں گے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرا حوض ایلہ سے عدن سے زیادہ بعید ہے۔ میں لوگوں کو اس طرح سے اس طرح ہٹاؤں گا جس طرح کہ آدمی، راہ گزر کے اونٹ کو اپنے حوض سے ہٹاتا اور دور کرتا ہے۔ کسی نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ ہمیں پہچان لیں گے؟ فرمایا: ہاں۔ تم لوگ میرے پاس اس حال میں آؤ گے کہ تمہارے اعضا اثر وضو سے چمکتے دمکتے ہوں گے، تمہاری یہ نشانی ایسی ہوگی کہ تمہارے سوا کسی اور میں نہ ہوگی۔

﴿مسلم﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ امت مرحومہ ہے اس کا عذاب اپنے ہاتھوں کے سبب ہے تو جب قیامت کا دن ہوگا تو ہر مسلمان مرد کو ایک مشرک دیا جائے گا کہ یہ مرد مشرک جہنم سے بچنے کیلئے تیرا فدیہ ہے۔

﴿ابن ماجہ، بیہقی البعث﴾

حضرت لیث رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ امت محمدیہ میزان میں تمام لوگوں سے وزنی ہوگی۔ ان کی زبانیں ایسے کلمہ کے ساتھ فرمانبردار ہوئی ہیں جو کہ ان سے پہلے لوگوں پر بھاری تھا۔ وہ کلمہ "لا الٰہ الا اللہ" ہے۔

﴿اصبہانی الترغیب﴾

- حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے آیہ کریمہ

وَاَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی ﴿سورۃ النجم﴾

ترجمہ: "اور یہ کہ آدمی نہ پائے گا مگر اپنی کوشش۔"

کی تفسیر میں روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ حکم حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ علیہم السلام کے صحیفوں میں ان کی امتوں کیلئے تھا۔ لیکن اس امت کے بارے میں ہے کہ ان کیلئے وہ ہے جو اس نے عمل کیا اور وہ جو اس کیلئے عمل کیا گیا۔

﴿ابن ابی حاتم﴾

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ کی امت ہر ایک سے پہلے جنت میں داخل ہوگی اور اس امت کی خطاؤں کو بھی معاف کر دیا جائے گا اور یہ امت تمام امتوں سے پہلے ہے، جن سے زمین شق ہوگی۔ پہلی اور تیسری حدیث قریب میں پہلے گزر چکی ہے اور تیسری حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اسرار میں گزر چکی ہے۔

ستر ہزار بے حساب جنت میں داخل ہوں گے:

شیخ عزالدین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ کی امت میں سے ستر ہزار تو بے حساب جنت میں داخل ہوں گے اور یہ تعداد آپ کے سوا کسی نبی کی امت کیلئے ثابت نہیں ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک دن ہمارے پاس باہر تشریف لائے آپ نے فرمایا: مجھ پر تمام امتیں پیش کی گئی ہیں۔ کوئی نبی تو میرے سامنے سے اس طرح گزرے کہ ان کے ساتھ صرف ایک آدمی تھا اور کوئی نبی اس حال میں کہ ان کے ساتھ دو آدمی تھے اور کوئی نبی اسی طرح کہ ان کے ساتھ ایک بھی امتی نہ تھا اور کوئی نبی اس حال میں گزرے کہ ان کے ساتھ جم غفیر تھا۔

جب میں نے اس مجمع کثیر کو دیکھا تو خواہش کی کہ یہ میری امت ہو۔ مجھ سے کہا گیا کہ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی امت ہے۔ پھر کہا گیا کہ آپ ملاحظہ فرمائیں تو میں نے اتنا عظیم مجمع

دیکھا کہ اس نے افق کو گھیر رکھا تھا۔ مجھ سے کہا گیا: ادھر دیکھیے اور ادھر دیکھیے تو میں نے بڑا عظیم مجمع دیکھا اس وقت مجھ سے کہا کہ یہ سب آپ کی امت ہے اور ان میں ساتھ ستر ہزار امتی ایسے ہیں جو بے حساب جنت میں داخل کیے جائیں گے۔

﴿بخاری۔ مسلم﴾

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا: مجھ سے میرے رب نے وعدہ فرمایا ہے کہ میری امت کے ستر ہزار آدمی ایسے ہیں جن پر کوئی حساب نہ ہوگا اور نہ ان پر عذاب ہوگا اور وہ جنت میں داخل کیے جائیں گے اور ان ستر ہزار کے ہر فرد کے ساتھ میرے رب کی جانب سے تین جماعتیں ہوں گی۔

﴿ترمذی﴾

حضرت عمرو بن حزم انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میرے رب نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ میری امت کے ستر ہزار افراد ایسے ہوں گے جن پر کوئی حساب نہ ہوگا اور وہ جنت میں داخل کیے جائیں گے۔ میں نے اپنے رب سے مزید اضافے کا سوال کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمایا کہ ستر ہزار میں ہر فرد کے ساتھ ستر ہزار آدمی ہوں گے۔ میں نے عرض کیا: اے میرے رب! کیا میری امت اس تعداد تک پہنچے گی؟ فرمایا: یہ تعداد تو میں آپ کیلئے اہل عرب میں سے ہی مکمل کر دوں گا۔ اس سے پہلے توریت و انجیل میں آپ کے تذکرے کے باب میں غسان بن عامر کی حدیث اندر گزر چکی ہے کہ یہ خصوصیت توریت میں آپ کے صفات میں مذکور ہے۔

﴿طبرانی۔ بیہقی "البعث"﴾

یوم قیامت امت محمدیہ انبیاء کی گواہی دے گی:

شیخ عزالدین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کے خصائص میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی امت کو عادل حکام کے مرتبہ میں رکھا ہے اور وہ تمام لوگوں پر گواہی دیں گے کہ ان کے رسولوں نے ان کو تبلیغ رسالت کی ہے۔ یہ آپ کی ایسی خصوصیت ہے کہ کسی نبی کیلئے ثابت نہیں ہے۔ انتہی

- چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا

﴿سورۃ البقرہ﴾

ترجمہ: "اور بات یوں ہی ہے کہ ہم نے تمہیں کیا سب امتوں میں افضل کہ تم لوگوں پر گواہ ہو۔"

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: روز قیامت حضرت نوح علیہ السلام کو بلایا جائے گا اور کہا جائے گا کہ کیا تم نے تبلیغ رسالت فرمائی؟ وہ فرمائیں گے:

ہاں میں نے تبلیغ رسالت کی، پھر ان کی امت بلائی جائے گی اور ان سے پوچھا جائے گا کہ تمہیں تبلیغ رسالت ہوئی اس پر وہ جواب دیں گے نہ تو ہمارے پاس کوئی ڈرانے والا یا نہ کوئی نبی آیا، پھر حضرت نوح علیہ السلام سے فرمایا جائے گا کہ تمہارا گواہ کون ہے؟ وہ کہیں گے: محمد ﷺ اور ان کی امت، تو اس حق میں اللہ کا یہ ارشاد:

وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''وسط'' سے مراد عدل ہے تو تم بلائے جاؤ گے اور تبلیغ رسالت پر ان کی گواہی دو گے اور میں تم پر گواہ ہوں گا۔

﴿بخاری، ترمذی، نسائی﴾

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: روز قیامت کوئی نبی اس حال میں آئیں گے کہ ان کے ساتھ ایک امتی ہوگا اور کوئی نبی اس حال میں کہ ان کے ساتھ دو امتی مرد یا اس کے کچھ زیادہ ہوں گے اور ان سے پوچھا جائے گا کہ کیا تم کو تبلیغ رسالت ہوئی؟ اور وہ کہیں گے: ہاں ہوئی، پھر ان کی قوم بلائی جائے گی اور ان سے پوچھا جائے گا کیا تمہیں احکام پہنچے وہ جواب دیں گے: نہیں۔ اس وقت انبیاء سے فرمایا جائے گا کون ہے جو تمہاری گواہی دے کہ تم نے تبلیغ رسالت کی؟ تو وہ کہیں گے: امت محمدیہ ہے۔ پھر امت محمدیہ کو بلایا جائے گا اور وہ گواہی دے گی کہ انہوں نے تبلیغ رسالت فرمائی پھر امت محمدیہ سے کہا جائے گا کہ تم نے کیسے جانا کہ انہوں نے تبلیغ رسالت فرمائی؟ وہ عرض کرے گی ہمارے پاس ہمارا نبی ایک کتاب لایا اور اس کتاب نے ہمیں خبر دی ہے کہ انہوں نے تبلیغ فرمائی ہے اور ہم نے اسکی تصدیق کی ہے۔ فرمایا جائے گا تم نے سچ کہا، تو اسی مفہوم میں یہ آیت کریمہ ہے:

وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا

فرمایا وسط سے عدل مراد ہے۔

﴿احمد، نسائی، بیہقی﴾

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میری امت پر جہنم کی گرمی ایسی ہی ہوگی جیسے حمام کی گرمی۔

﴿طبرانی اوسط﴾

ان خصائص کا ذکر جنکے ساتھ آپ اپنی امت کے ذریعہ سے مختص ہیں

فقہائے امت نے اس نوع کو اپنی تصانیف میں مستقلاً ذکر کیا ہے لیکن ہمارے اصحاب شوافع نے اپنی فقہ کی کتابوں میں باب النکاح کے ضمن میں ذکر کیا ہے مگر انہوں نے تمام و کمال ذکر نہیں کیا، اب میں انشاء اللہ اس جگہ ایسا تمام و کمال بیان کرتا ہوں اور میرا خیال ہے کہ جس پر اضافہ ممکن نہ ہوگا۔

واضح رہنا چاہیے کہ میں ہر بات کو بیان کروں گا جسے کسی عالم نے کہا ہو اور وہ حضور نبی کریم ﷺ

کے خصائص میں سے ہو، خواہ وہ دوسرے اصحاب نے کہا ہو یا نہیں، خواہ صحیح کہا ہو یا نہیں؟

کیونکہ ایسے اقوال کا منع کرنا ان لوگوں کا طریقہ ہے جو علم، بیکار کلام تتبع (تلاش) کرنے والے ہوتے ہیں اور استیعاب اقوال کرتے ہیں، مگر وہ جاہل لوگ جو فہم کلام سے قاصر ہوتے ہیں جب اس قسم کے کلام کو دیکھتے ہیں تو اس کے سوء پر انکار میں جلد بازی کرتے ہیں۔

قسم دوم واجبات

ان واجبات کے ساتھ آپ ﷺ کے مخصوص ہونے میں حکمت یہ ہے کہ ان کے ذریعہ تقرب و درجات میں اضافہ ہوتا ہے چنانچہ حدیث قدسی میں وارد ہے کہ میرے حضور کی طرف تقرب چاہنے والے حضرات جس چیز کو میں نے فرض کیا ہے اس کی ادائیگی کی مانند کسی اور چیز سے میرا تقرب ہرگز تلاش نہیں کریں گے۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ فرض کی ادائیگی کا ثواب ستر نوافل کے ثواب کے برابر ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے ہے کہ نماز تہجد (رات کی نماز) وتر، فجر، نماز چاشت، مسواک اور قربانی آپ پر واجب تھی، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ﴿سورۃ بنی اسرائیل﴾

ترجمہ ”تو نماز تہجد پڑھو یہ خاص تمہارے لیے زیادہ ہے۔“

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے تحت روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کیلئے نماز تہجد فرض تھی مگر تمہارے لیے فضیلت ہے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تین چیزیں ایسی ہیں جو مجھ پر فرض ہیں اور تمہارے لیے سنت وتر، مسواک اور نماز تہجد۔

﴿طبرانی واسط بیہقی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تین چیزیں ایسی ہیں جو مجھ پر فرض ہیں اور تمہارے لیے نفل ہیں:

(۱) قربانی، (۲) وتر، (۳) چاشت کی دو رکعتیں۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تین چیزیں ہیں جو مجھ پر فرض ہیں اور تمہارے لیے تطوع ہیں قربانی (یعنی نحر) وتر اور فجر کی دو رکعتیں۔

﴿دار قطنی، حاکم﴾

ایک اور سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے فجر کی دو رکعتوں اور وتر کا حکم دیا گیا ہے اور تمہارے ذمہ چاشت کی نماز نہیں ہے۔

﴿احمد، بزار﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ مجھے چاشت کی دو رکعتوں کا حکم دیا گیا ہے اور

تمہارے لیے ان کا حکم نہیں ہے اور مجھے قربانی کا حکم دیا گیا ہے اور وہ تم پر فرض نہیں کی گئی ہے۔

﴿احمد مسند عبید﴾

اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں یہ ہے کہ قربانی مجھ پر فرض کی گئی اور تم پر یہ فرض نہیں کی گئی۔

تیسری سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ تین چیزیں مجھ پر فرض کی گئی ہیں اور وہ تمہارے لیے نفل ہیں: (۱) وتر، (۲) فجر کی دو رکعتیں، (۳) چاشت کی دو رکعتیں۔

﴿احمد طبرانی﴾

حضرت حنظلہ غسیل ملائکہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کو ہر نماز کیلئے وضو کرنے کا حکم دیا گیا تھا خواہ آپ طاہر ہوں یا غیر طاہر اور جب آپ پر دشوار ہوا تو ہر نماز کے وقت مسواک کا حکم دیا گیا اور آپ سے حدث کے سوا وضو کرنے کا حکم اٹھا لیا گیا۔

﴿ابوداؤد، ابن خزیمہ، ابن حبان، حاکم، بیہقی﴾

فائدہ:

یہ ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سواری پر وتر پڑھے ہیں۔ بعض علماء نے کہا کہ اگر آپ پر یہ واجب ہوتا تو سواری پر یہ فعل جائز نہیں ہوتا۔

نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح المہذب میں فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے تھا کہ یہ واجب جو کہ آپ کے ساتھ خاص تھا وہ سواری پر صرف آپ کے ساتھ ہی خاص تھا۔

فائدہ:

حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے نماز وتر پڑھی ہے مگر وہ تم پر واجب نہیں ہے اور اشراق کی نماز پڑھی ہے مگر وہ تم پر واجب نہیں ہے اور چاشت کی نماز پڑھی ہے مگر وہ تم پر واجب نہیں ہے اور ظہر سے پہلے نماز پڑھی ہے مگر وہ تم پر واجب نہیں ہے۔ یہ بات اس بات کی طرف اشارہ کر رہی ہے کہ وہ نماز جو زوال کے وقت پڑھتے تھے وہ آپ پر واجب تھی اور آپ کے خصائص میں سے تھی۔

﴿بیہقی﴾

دیلمی رحمۃ اللہ علیہ نے مسند الفردوس میں اس سند کے ساتھ جس میں نوح ابن مریم ہے اور وہ وضاع حدیث میں سے ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ مجھ پر وتر فرض ہے اور وہ تمہارے لیے نفل ہے اور قربانی مجھ پر فرض ہے اور وہ تمہارے لیے نفل ہے اور جمعہ کے دن غسل مجھ پر فرض ہے اور تمہارے لیے نفل ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ کیلئے مشورہ واجب کر دیا گیا تھا:

✿ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ ﴿سورۃ آل عمران﴾

ترجمہ: ''اور کاموں میں ان سے مشورہ لو۔''

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب "وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ" (سورۂ آل عمران) نازل ہوا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: آگاہ رہو، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول دونوں مشورہ سے بے نیاز ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے میری امت کیلئے اسے رحمت قرار دیا ہے۔

﴿ابن عدی، بیہقی الشعب﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے لوگوں کے ساتھ مدارات کا حکم دیا ہے، جس طرح کہ مجھے اقامت فرائض کا حکم دیا ہے۔

﴿حکیم ترمذی﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے لوگوں میں سے کسی کو نہیں دیکھا جو اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ نبی کریم ﷺ کے مشورہ فرمانے سے زیادہ ہو۔

﴿ابن ابی حاتم﴾

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر میں بغیر مشورہ کے کسی کو اپنا قائم مقام بناتا تو ضرور ابن ام عبد رضی اللہ عنہ کو میں خلیفہ بناتا۔

﴿حاکم﴾

حضرت عبدالرحمٰن بن غنم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہم سے فرمایا اگر تم دونوں کسی مشورے میں ہم خیال ہو گئے تو میں تمہاری مخالفت نہ کروں گا۔

﴿احمد﴾

حضرت حباب بن منذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے سوال اللہ تعالیٰ سے دو باتوں میں اشارۃً عرض کیا۔ آپ نے میری وہ دونوں باتیں قبول فرمائیں۔ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ غزوۂ بدر میں گیا تو لشکر اسلام نے پانی کے پیچھے پڑاؤ کیا۔

اس پر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ نے اس جگہ وحی سے قیام فرمایا ہے یا اپنی رائے سے فرمایا اے حباب اپنی رائے سے قیام کیا ہے۔ میں نے عرض کیا۔ میری عرض یہ ہے کہ آپ چشمہ کو اپنے عقب میں لیجئے اگر ہم مضطر ہوئے تو پانی کی طرف مضطر ہوں گے۔ تو نبی کریم ﷺ نے میری عرض کو قبول فرمایا۔

دوسرا واقعہ یہ ہے کہ جبریل علیہ السلام آئے اور انہوں نے کہا کہ دو باتوں میں سے آپ کو جو بات زیادہ محبوب ہو اختیار فرمائیں۔ کیا آپ دنیا میں اپنے اصحاب کے ساتھ رہنا پسند فرماتے ہیں یا اپنے رب کی طرف اس مقام میں جو جنات نعیم سے ہے جن کا آپ سے وعدہ فرمایا گیا ہے جانا پسند فرماتے ہیں۔ تو نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ سے اس میں مشورہ فرمایا۔

صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ نے آپ کا ساتھ رہنا ہمیں زیادہ محبوب ہے۔ اور آپ کا ہمارے دشمنوں کے عیوب کی خبریں دیتے رہنا اور اللہ تعالیٰ سے ان پر ہماری نصرت کے لیے دعا فرماتے رہنا اور آسمانی خبروں کو ہمیں پہنچاتے رہنا زیادہ پسند ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے حباب رضی اللہ عنہ کیا بات ہے کہ تم نہیں بولتے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ اسی کو اختیار فرمائیں جو آپ کا رب

آپ کے لیے پسند فرمائے تو نبی کریم ﷺ نے میری عرض کو شرف قبول بخشا۔

﴿حاکم﴾

حضرت یحییٰ بن سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بدر کے دن صحابہ سے مشورہ فرمایا تو حباب بن المنذر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا ہم لوگ اہل حرب ہیں۔ میں یہ مناسب خیال کرتا ہوں کہ آپ چشموں کو عبور کر جائیں۔ مگر ایک چشمہ کو چھوڑ دیں۔ اس پر ہم دشمن سے مقابلہ کریں گے۔ نبی کریم ﷺ نے قریظہ اور نضیر کے دن صحابہ سے مشورہ فرمایا تو حباب بن المنذر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا میں یہ مناسب خیال کرتا ہوں کہ آپ محلات کے درمیان قیام فرمائیں اور ان لوگوں کی خبریں ان سے منقطع فرما دیں تو رسول اللہ ﷺ نے حباب رضی اللہ عنہ کی رائے کو قبول فرمایا۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت عبدالحمید بن ابی عبس بن ابی عبس رضی اللہ عنہ انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے اپنے دادا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے کہا کون ہے وہ جو ابن الاشرف پر میری مدد کرے؟ چونکہ ابن الاشرف نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کو ایذا پہنچائی ہے۔ اس پر محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کیا آپ پسند کرتے ہیں کہ میں اسے قتل کر دوں؟

کچھ دیر خاموش رہ کر فرمایا تم حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور ان سے مشورہ لو۔ پس میں ان کے پاس آیا اور یہ واقعہ بیان کیا۔ انہوں نے سن کر فرمایا تم اللہ تعالیٰ کی مدد سے کام انجام تک پہنچا دو۔

﴿حاکم﴾

ماوردی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ جن امور میں صحابہ سے مشورہ فرمایا کرتے تھے ان میں علماء نے اختلاف کیا ہے۔ علماء کی ایک جماعت یہ کہتی ہے کہ حضور صرف انہیں باتوں میں فرمایا کرتے تھے جو حرب اور دشمن کی ایذا رسانی کے سلسلے میں ہوتی تھیں اور ایک جماعت نے کہا کہ آپ دنیا اور دین کی باتوں میں مشورہ لیا کرتے تھے۔ اور ایک جماعت نے کہا کہ آپ امور دین میں اس لیے مشورہ فرمایا کرتے تھے کہ انہیں احکام کی علتوں اور اجتہاد کے طریقوں پر آگاہی ہو۔

نبی کریم ﷺ کو دشمنوں پر صبر کرنا واجب تھا:

رسول اللہ ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ پر دشمنوں پر صبر کرنا واجب تھا۔ اگرچہ ان کی تعداد زیادہ ہی ہو۔ اور یہ کہ منکر (برائی) کو بدلنا آپ پر واجب تھا۔ اور کسی خوف سے اسے ساقط کرنا جائز نہ تھا۔ بخلاف آپ کے سوا ان دونوں باتوں میں کسی امتی کے۔

یہ دونوں وجوب اس بنا پر ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حفظ و عصمت کا وعدہ آپ سے فرمایا ہے۔ دشمن آپ تک کسی حال میں برے ارادہ سے نہیں پہنچ سکتے تھے۔ خواہ وہ کم ہوں یا زیادہ۔

آپ ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ مسلمان قرض دار فوت ہو جائے اور وہ تنگدست ہو تو اس کے قرض کی ادائیگی آپ پر واجب تھی۔

حضرت جابر بن عبد اللہ ﷺ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے مال چھوڑا تو وہ مال اس کے اہل کے لیے ہے۔ اور جس نے قرض یا زمین چھوڑی تو وہ مجھ پر واجب ہے۔ اور زمین میری طرف منتقل ہوگی۔

﴿ابن ماجہ﴾

حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ کے پاس اس شخص کی میت لائی جاتی تھی جس پر قرض ہوتا تھا۔ آپ دریافت فرماتے کیا اس نے ادائے قرض کے لیے کوئی مال چھوڑا ہے تو آپ اس کی نماز جنازہ پڑھتے ورنہ مسلمانوں سے فرماتے کہ تم اپنے رفیق کی نماز جنازہ پڑھ لو اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر فتوحات کا سلسلہ جاری کر دیا تو کھڑے ہو کر فرماتے میں مسلمانوں کی اپنی جانوں سے زیادہ اولیٰ واحق ہوں۔ تو جو کوئی مسلمان فوت ہو جائے اور اس نے قرض چھوڑا ہو تو اس کی ادائیگی میرے ذمہ ہے اور جو مال چھوڑا تو وہ اس کے وارثوں کے لیے ہے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

نبی کریم ﷺ پر اپنی ازواج مطہرات کو اختیار دینا واجب تھا:

آپ ﷺ کے خصائص میں سے ہے کہ اپنی ازواج مطہرات کو اختیار دینا واجب تھا۔ اور اپنی اختیار کردہ ازواج کو روک کر رکھنا اور ان کے طلاق کی تحریم واجب تھی۔

حضرت جابر ﷺ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما حضور نبی کریم ﷺ کے پاس اس حال میں آئے کہ آپ کے گرد آپ کی ازواج بیٹھی تھیں اور آپ خاموش تھے۔ یہ حال دیکھ کر حضرت عمر ﷺ نے کہا میں حضور نبی کریم ﷺ سے کوئی ایسی بات ضرور کروں گا ممکن ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ تبسم فرمائیں۔

چنانچہ حضرت عمر ﷺ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کاش کہ آپ ملاحظہ فرماتے کہ زید کی بیٹی کمر کی بیوی نے مجھ سے ابھی ابھی نفقہ مانگا تھا مگر میں نے اس کی گردن دبوچ لی تھی۔ یہ سن کر نبی کریم ﷺ نے تبسم فرمایا اور فرمایا کہ یہ ازواج بھی جو میرے گرد ہیں مجھ سے نفقہ مانگتی ہیں۔ یہ سن کر حضرت ابو بکر ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی جانب بڑھے تاکہ انہیں ماریں اور حضرت عمر ﷺ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی طرف بڑھے اور دونوں نے کہا کہ تم نبی کریم ﷺ سے اس چیز کا مطالبہ کرتی ہو جو فی الحال آپ کے پاس موجود نہیں ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے اختیار کو نازل فرمایا ہے۔ پھر نبی کریم ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے ابتدا کرتے ہوئے فرمایا کہ میں تم سے ایک بات کہنے والا ہوں جو مجھے پسند ہے تم اس کے جواب دینے میں جلدی نہ کرنا جب تک کہ تم اپنے والدین سے مشورہ نہ کر لو۔ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا وہ بات ہے؟ پھر حضور نے یہ آیہ کریمہ تلاوت فرمائی:

"یایها النبی قل لازواجک ان کنتن تردن الحیوة الدنیا و زینتها"

﴿سورۃ الاحزاب﴾

ترجمہ: "اے غیب بتانے والے (نبی) اپنی بیبیوں سے فرما دے اگر تم دنیا کی زندگی اور

آرائش چاہتی ہو۔"

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا، کیا میں آپ کے بارے میں اپنے والدین سے مشورہ لوں گی؟ ہرگز نہیں میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کو اختیار کرتی ہوں۔

﴿احمد، مسلم، نسائی﴾

حضرت ابوجعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات نے فرمایا کہ "نبی کریم ﷺ کے بعد کوئی بیوی مہروں میں ہم سے زیادہ گراں نہ ہوگی۔" اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی طرف سے اس قول سے غیرت کی اور آپ کو حکم فرمایا کہ ان ازواج سے کنارہ کش رہیں تو نبی کریم ﷺ نے ان سے انتیس دن کنارہ کشی رکھی پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا کہ ان کو اختیار دیں۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے ان کو اختیار دیا۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے جب اپنی ازواج کو اختیار دیا تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اس کی ابتدائی فرمائی۔ تو عامریہ عورت کے سوا سب نے نبی کریم ﷺ کو اختیار کیا۔ اس عامریہ عورت نے اپنی قوم کو اختیار کیا۔ اس کے بعد وہ عامریہ عورت کہا کرتی تھی کہ میں شقیہ، بدبخت ہوں وہ اونٹ کی مینگنیاں چنا کرتی اور اسے بیچا کرتی تھی۔ اور وہ نبی کریم ﷺ کے ازواج مطہرات کے پاس آنے کے لیے اجازت لیا کرتی تھی۔ اور ان سے مانگا کرتی تھی اور کہا کرتی تھی کہ میں بدبخت شقیہ ہوں۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے ازواج مطہرات کو اختیار دیا تو سب نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کو اختیار دیا تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا: "ترجی من تشاء منهن" ﴿سورۃ الاحزاب﴾

ترجمہ: "پیچھے ہٹاؤ ان میں سے جسے چاہو اور اپنے پاس جگہ دو جسے چاہو"

راوی نے کہا ان نو ازواج مطہرات کے سوا جنہوں نے آپ کو اختیار کیا دیگر بیویوں سے تزوج آپ پر اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا۔

﴿ابن سعد﴾

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے ابی بکر بن عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام رحمۃ اللہ علیہ سے اور حسن رحمۃ اللہ علیہ سے اور مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے اور ابوامامہ بن سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ان تمام راویوں نے آیات کریمہ "لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَاءُ مِنْ بَعْدُ" (سورۃ الاحزاب) ترجمہ "انکے بعد اور عورتیں تمہیں حلال نہیں۔" کے تحت فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ انکے بعد مزید نکاح کرنے سے روک دیے گئے۔ چنانچہ آپ نے ان کے بعد نکاح نہ کیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ تعالیٰ نے اس وقت تک رحلت نہ فرمائی جب تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے جتنی چاہیں عورتوں سے نکاح کرنے کا

حلال نہ کر دیا گیا۔ بجز ان عورتوں کے جو ذی محرم ہیں۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "لَا یَحِلُّ لَکَ النِّسَآءُ مِنْۢ بَعْدُ" اور ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی مثل ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور ابن عباس اور عطاء بن یسار اور محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا جب "ترجی من تشاء منھن" (سورۃ الاحزاب) نازل ہوئی تو میں نے عرض کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے جو آپ چاہتے تھے وہ آیت کریمہ جلد نازل فرمائی ہے۔ علماء اسلام کا اختیار دینے کے نکتہ میں اختلاف ہے۔ چنانچہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ غیرت، سینہ میں عداوت پیدا کرتی ہے۔ اور دل میں نفرت ابھارتی ہے اور اعتقاد کو کمزور کرتی ہے۔ اس بنا پر آپ نے ان کو اختیار دیا۔

﴿ابن سعد﴾

یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو غنی اور فقر کے درمیان اختیار دیا تو آپ نے فقر کو اختیار فرمایا اور اپنے لیے صبر کو پسند فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے صبر اختیار کر لینے پر آپ کو حکم فرمایا کہ ازواج کو اختیار دے دیں تاکہ ان کے لیے فقر و ضرر پر جبر و ناگواری نہ رہے۔

بعض علماء نے فرمایا کہ اختیار دینے میں ان ازواج کا امتحان تھا۔ تاکہ وہ اپنے رسول اللہ ﷺ کے لیے خیر النساء ہو جائیں۔ کتاب الروضہ وغیرہ میں علماء نے فرمایا جب ازواج کو اختیار دیا گیا تو ان سب نے آپ کو اختیار کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی اس حسن کارکردگی پر ان کو جنت کی بشارت دی۔

چنانچہ فرمایا: "فان اللہ اعد للمحسنات منکن اجرا عظیما" (سورۃ الاحزاب)

"ترجمہ: تو بے شک تمہاری نیکی والیوں کے لیے بڑا اجر تیار رکھا ہے۔" اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر ان کے اوپر مزید تزوج کو اور ان کے عوض دیگر عورتوں سے بدل دینے کو حرام فرمایا۔ چنانچہ فرمایا: "لَا یَحِلُّ لَکَ النِّسَآءُ مِنْۢ بَعْدُ" (سورۃ الاحزاب) مطلب یہ ہوا کہ ان کے عوض دیگر ازواج کو بدل قرار نہ دیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس حکم کو منسوخ فرما دیا۔ تاکہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ترک تزوج سے ان پر احسان ہو چنانچہ فرمایا:

"یایھا النبی انا احللنا لک ازواجک"

﴿سورۃ الاحزاب﴾

ترجمہ: "اے غیب بتانے والے (نبی) ہم نے حلال فرمائیں تمہارے لیے تمہاری بیبیاں"

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اس وقت تک رحلت نہ فرمائی جب تک کہ آپ کے لیے عورتوں سے تزوج حلال نہ ہوا۔ اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

﴿احمد، ترمذی، ابن حبان، حاکم﴾

علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ کیا آپ کے لیے تمام عورتیں حلال ہوئیں۔ یا صرف مہاجر عورتیں۔ کیونکہ ظاہر آیت دونوں وجہوں پر دلالت کرتی ہے۔ ان دونوں وجہوں کو ماوردی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل

کیا ہے۔ بوجہ دوم یہ بھی آپ کی ایک خصوصیت ہے کیونکہ آپ پر وہ عورت حرام کر دی گئی جس نے ہجرت نہیں کی۔ اس قول تائید وہ روایت کرتی ہے جسے ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ام ہانی رضی اللہ عنہا سے نقل کیا۔ انہوں نے کہا کہ میں آپ کے لیے حلال نہ ہوئی اس لیے کہ میں نے ہجرت نہ کی تھی۔

اور علماء نے پہلی وجہ کو ترجیح دی ہے۔ اس لیے کہ اس میں امت سے نکاح کرنے میں زیادہ گنجائش ہے۔ لہٰذا یہ جائز نہ ہوا کہ غیر مہاجرہ، مہاجرہ عورتوں سے ناقص رہیں اور یہ کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمانا، بعد میں واقع ہوا ہے۔ حالانکہ وہ مہاجرات میں سے نہ تھیں۔ پہلی وسعت آپ کے منافی نہیں ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ آپ نے اس سے قبل کتابیہ عورت سے نکاح نہ فرمایا تھا۔ باوجودیکہ وہ آپ کی امت کیلئے مباح ہے اور دوسری شق کا اس طرح جواب دیا گیا کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کرنے کے سبب یہ وجہ قابل ترجیح ہے تو واقعہ یہ ہے کہ یہ نکاح آیت کے نازل ہونے سے پہلے ہوا ہے۔ کیونکہ آپ نے ان سے نکاح خیبر میں ۷ ہجری میں کیا ہے۔ اور یہ آیت تو ہجری میں نازل ہوئی ہے۔ اصحاب شوافع نے فرمایا کہ آپ کیلئے ازواج میں تغیر وتبدل مباح کیا گیا ہے۔ اس کے باوجود آپ نے ایسا نہ کیا۔ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی مخالفت کی ہے چنانچہ انہوں نے فرمایا: یہ تحریم دائمی ہے اور وہ منسوخ نہ ہوئی۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہمارے نزدیک دونوں وجہوں میں سے ایک وجہ یہ ہے جس کی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے "کتاب الام" میں تصریح فرمائی اور ماوردی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے ساتھ قطعی حکم کیا ہے۔ وہ یہ کہ نبی کریم ﷺ پر ان عورتوں کو طلاق دینا حرام تھا جنہوں نے آپ کو اختیار کیا جس طرح کہ ان عورتوں کا روکے رکھنا آپ پر حرام تھا جو آپ سے اعراض کرتی ہیں۔ ہمارے اصحاب شوافع نے اس عورت کے بارے میں جس نے آپ سے جدائیگی کو اختیار کیا دو وجہیں نقل کی ہیں۔ ایک وجہ یہ کہ وہ عورت جس نے آخرت پر دنیا کو ترجیح دی آپ پر ہمیشہ ہمیشہ کیلئے حرام کر دی گئی ہے اور وہ عورت آخرت میں آپ کے ازواج میں سے نہ ہوگی۔ اس بنا پر یہ بات بھی آپ کے خصائص میں سے شمار ہوتی ہے، اس لیے کہ آپ کی امت میں سے جس کسی نے اپنی عورت کو جب اختیار دیا اور اس نے اپنے نفس کو اختیار کر لیا تو ہم اسے طلاق قرار دیں گے، وہ عورت اس پر ہمیشہ ہمیشہ کیلئے حرام نہ ہوگی۔ (گویا اس سے دوبارہ نکاح ہو سکتا ہے۔)

منقول ہے کہ آپ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ جب آپ کسی چیز کو دیکھیں اور وہ چیز آپ کو اچھی طرح معلوم ہو، تو آپ پر واجب ہے کہ آپ لبیک فرمائیں کیونکہ عیش تو آخرت کا ہی عیش ہے۔ اسے رافعی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا۔

آپ ﷺ کے خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ آپ پر ادائے فرض صلوٰۃ کامل طور پر واجب تھا، جس میں کوئی خلل نہ ہو۔ اسے ماوردی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے بیان کیا۔

آپ ﷺ کے خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ وحی کی حالت میں آپ سے دنیا ساقط ہو جاتی تھی،

لیکن نماز، روزہ اور تمام احکام دینی آپ سے ساقط نہ ہوتے تھے۔ اسے حضرت ابن القاص رضی اللہ عنہ نے تلخیص میں قفال رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا اور اسے نووی رحمۃ اللہ علیہ نے "زوائد الروضہ" میں نقل کیا ہے اور ابن سبع رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر جزم کیا ہے۔

آپ ﷺ کے خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ آپ نے جس نفل کو شروع فرمایا اسے پورا کرنا آپ پر لازم تھا۔ اسے روضہ میں نقل کیا ہے اس کی اصل بھی روضہ ہی میں منقول ہے۔

آپ ﷺ کے خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ باوجودیکہ آپ جن جن لوگوں میں تشریف فرما ہوتے اور ان سے گفتگو فرماتے ہوئے مگر مشاہدہ حق میں مستغرق رہتے تھے۔

آپ ﷺ کے خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ آپ کو اتنے علوم و معارف عطا کیے گئے جو تمام لوگوں کو نہیں دیے گئے۔

آپ ﷺ کے خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ آپ اس چیز سے موافقت فرمائیں جو احسن ہو۔

آپ ﷺ کے خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ آپ کے قلب اطہر پر غین ہوتا تو آپ روزانہ ستر مرتبہ اللہ تعالیٰ سے استغفار فرماتے۔

ان تمام خصائص کو ابن القاص رحمۃ اللہ علیہ نے جو اصحاب شوافع میں سے ہیں، اپنی تلخیص میں ذکر کیا اور ابن سبع رحمۃ اللہ علیہ نے بھی بیان کیا۔

جرجانی رحمۃ اللہ علیہ نے "الشافی" میں ایک وجہ نقل کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے حق میں امامت اذان سے افضل ہے، بخلاف آپ کے سوا کے۔ اس لیے کہ حضور نبی کریم ﷺ سے سہو و غلط پر قائم نہیں رہتے۔ بجز آپ کے سوا کے۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ وجہ اس کی مستحق ہے کہ اسے قطعی قرار دیا جائے۔ کیونکہ آپ کے سوا میں اقامت و اذان کے درمیان افضلیت میں اختلاف کی گنجائش ہے۔

محرمات کا فائدہ آپ کا اعزاز و اکرام فرمانا ہے تا کہ آپ ان باتوں سے پاک و منزہ رہیں اور مکارم اخلاق پر گامزن رہیں، اور اس لیے بھی کہ محرمات کے ترک کا اجر، مکروہات کے ترک سے زیادہ ہے۔

صدقہ و زکوٰۃ کا مال آپ ﷺ پر اور کی آل پر حرام ہے

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے ہے کہ زکوٰۃ و صدقہ آپ ﷺ کی آل و غلام پر اور آپ ﷺ کی آل کے غلاموں پر حرام ہے۔

حضرت مطلب بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ یہ صدقات لوگوں کی کثافت اور میل ہیں اور یہ صدقات محمد ﷺ اور آل محمد ﷺ کیلئے حلال نہیں کیے گئے۔

﴿مسلم﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عبداللہ بن بسیر سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی عادت شریفہ تھی کہ آپ ہدیہ قبول فرماتے اور صدقہ قبول نہیں کرتے تھے۔
﴿ابن سعد﴾

حضرت حسن سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھ پر اور میرے اہل پر صدقہ حرام کیا ہے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کی عادت شریفہ تھی کہ آپ کے گھر والوں کے سوا کسی اور گھر سے کھانا آتا تو آپ اس سے دریافت فرماتے تھے اگر وہ ہدیہ کہا جاتا تو کھا لیتے اور اگر صدقہ کہا جاتا تو نہ کھاتے تھے۔

﴿احمد﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت ارقم زہری رضی اللہ عنہ کو صدقات کی وصولی پر عامل مقرر فرمایا تو انہوں نے حضرت ابو رافع غلام مولائے نبی کریم ﷺ سے ساتھ چلنے کی خواہش کی۔ اس پر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے ابو رافع رضی اللہ عنہ! مجھ پر اور میری آل پر صدقہ حرام ہے۔

﴿طبرانی﴾

حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔ اس میں ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: صدقہ ہمارے لیے حلال نہیں ہے۔ قوم کے غلام انہی میں سے شمار کیے جاتے ہیں۔

﴿احمد﴾

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ نبی کریم ﷺ سے درخواست کریں کہ آپ کو حضور نبی کریم ﷺ صدقات پر عامل مقرر فرما دیں تو انہوں نے یہ درخواست کی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں ہاتھوں کے دھوون پر تمہیں عامل مقرر نہیں کر سکتا۔
﴿ابن سعد، حاکم﴾

حضرت عبدالملک بن مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے عبدالمطلب کی اولاد! بلاشبہ صدقہ لوگوں کا میل ہے تو تم نہ اسے کھاؤ نہ اس پر عامل بنو۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت مطلب بن ربیعہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں اور حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ دونوں حاضر ہوئے اور ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ہم اس غرض سے حاضر ہوئے ہیں کہ آپ ان صدقات پر ہمیں عامل مقرر فرما دیں۔

تو حضور نبی کریم ﷺ نے سکوت فرمایا اور اپنا سر مبارک حجرے کی چھت کی طرف اٹھا کر دیکھتے رہے، یہاں تک کہ ہم نے ارادہ کیا کہ ہم مکرر عرض کریں تو حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے پس پردہ ہماری طرف اشارہ فرمایا گویا وہ ہمیں آپ سے گفتگو کرنے سے منع فرما رہی تھیں، پھر حضور نبی کریم ﷺ

نے متوجہ ہو کر فرمایا صدقہ محمد ﷺ اور آل محمد ﷺ کیلئے حلال نہیں ہے۔ بلاشبہ یہ لوگوں کا میل ہے۔
﴿مسلم، ابن سعد﴾

علماء اسلام نے فرمایا کہ چونکہ صدقہ لوگوں کا میل تھا اللہ تعالیٰ نے آپ کے منصب شریف کو اس سے منزہ و پاک رکھا اور یہ حکم آپ کی وجہ سے آپ کی آل پر بھی جاری فرمایا، اس لیے کہ صدقہ ایسا رحم کھا کر دیا جاتا ہے جو کہ صدقہ لینے والے کی ذلت پر مبنی ہے اور صدقہ کے عوض اس غنیمت کو بدل قرار دیا جو کہ بطریق عزت و شرف لیا جائے اور غنیمت میں لینے والے کی عزت اور دینے والے کی ذلت و پستی ہوتی ہے۔

علماء سلف کا اختلاف ہے کہ کیا اس حکم پر انبیاء کرام علیہم السلام آپ کے ساتھ شریک ہیں یا صرف آپ ہی کے ساتھ خاص ہے۔ پہلی بات کو حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے اور دوسری بات کو حضرت سفیان بن عیینہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے۔

پھر یہ کہ زکوٰۃ اور نفلی صدقہ، نبی کریم ﷺ کی نسبت میں برابر ہیں، لیکن آپ کی آل کے بارے میں اصحاب شوافع کا مذہب یہ ہے کہ نفلی صدقات ان پر حرام نہیں ہیں البتہ زکوٰۃ حرام ہے اور ایک وجہ میں ہمارے نزدیک نفلی صدقہ بھی ان پر حرام ہے یہی مالکیوں کا مذہب ہے اور تیسری وجہ میں خاص ان کی ذوات پر تو نفلی صدقہ بھی حرام ہے لیکن رفاہ عام کے ذریعہ نہیں جیسے مساجد، چشمے اور کنوئیں وغیرہ۔

ابن صلاح رحمۃ اللہ علیہ نے ابوالفرج سرخسی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "امالی" سے نقل کیا ہے کہ کفارہ اور نذر ہاشمی کو دینے میں دو قول ہیں اور اس بارے میں زکوٰۃ پر ہاشمیوں کو عامل بنانا جائز ہے یا نہیں۔ اس میں دو وجہ ہیں۔ اصح یہی ہے کہ یہ بھی ممنوع ہے اور اس مخالفت میں احادیث سابقہ صریح ہیں۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ ان سے ایک شخص نے بیان کیا کہ قبیلہ کے دو بوڑھے آدمی تھے، ان دونوں کا بیٹا چلا گیا اور وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آ گیا۔ ان دونوں بوڑھوں نے مجھ سے کہا کہ تم حضور نبی کریم ﷺ کے پاس جاؤ اور آپ سے اس لڑکے کو مانگو، اگر وہ انکار فرمائیں اور فدیہ طلب کریں تو آپ کو فدیہ دے دو۔ تو میں آپ کے پاس آیا اور آپ سے اس لڑکے کو مانگا تو آپ نے فرمایا: وہ موجود ہے اسے اس کے باپ کے پاس لے جاؤ۔ میں نے عرض کیا: یا نبی اللہ ﷺ! فدیہ حاضر کیا جائے؟ آپ نے فرمایا: ہم آل محمد جو کہ اولاد اسماعیل سے ہیں، ہمارے لیے زیبا نہیں ہے کہ ہم کسی کی جان کی قیمت کھائیں۔ یہ حکم اس حدیث میں مذکور ہے۔ میں نے کسی فقیہ کو نہیں دیکھا کہ اس نے اس حکم پر خبردار کیا ہو۔
﴿احمد﴾

ہر وہ حلال چیز جس میں بو ہے اس کا کھانا آپ کو منع ہے:

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے یہاں تشریف فرما تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ کا معمول تھا کہ جب کھانا تناول فرماتے تو بچا ہوا کھانا ان کے پاس بھیج دیا کرتے تھے اور ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کھانے میں حضور نبی کریم ﷺ کی انگلیوں کے نشان دیکھا کرتے تھے۔

ایک دن وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! آج میں نے کھانے میں انگلیوں کے نشان نہیں دیکھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کھانے میں لہسن تھا، انہوں نے عرض کیا: کیا لہسن حرام ہے۔ فرمایا: نہیں، لیکن تم لوگ میری مثل نہیں ہو۔ میرے پاس فرشتہ آتا ہے۔

﴿احمد، حاکم﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے سامنے ایک ہانڈی سبزی اور دال کی لائی گئی۔ آپ ﷺ نے اس میں خاص قسم کی بو پائی۔ آپ نے اس کے بارے میں دریافت کی تو دال وغیرہ کے بارے میں آپ کو خبر دی گئی۔ آپ نے فرمایا: اس ہانڈی کو صحابہ کے پاس لے جاؤ، جب صحابہ نے یہ بات دیکھی تو انہوں نے اسے کھانا گوارا نہ کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم لوگ کھاؤ، چونکہ میں اس ذات سے ہم کلام ہوتا ہوں جس سے تم لوگ نہیں ہوتے۔ (یعنی فرشتہ سے)

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: آگاہ رہو، میں ٹیک لگا کر کھانا نہیں کھاتا ہوں۔

﴿بخاری﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضور نبی کریم ﷺ کو کبھی بھی ٹیک لگا کر کھانا کھاتے ہوئے نہیں دیکھا گیا۔

﴿ابن سعد﴾

بسند حسن حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ رضی اللہ عنہا! اگر میں چاہتا تو میرے ساتھ سونے کے پہاڑ چلتے، میرے پاس وہ فرشتہ آیا اگر میں اسے روک لیتا تو کعبہ کے برابر ہوتا۔ اس نے کہا: آپ کا رب آپ کو سلام بھیجتا ہے اور آپ ﷺ سے فرماتا ہے۔ آپ ﷺ کو اختیار ہے چاہے آپ نبی بادشاہ ہوں یا نبی بندہ تو جبرئیل علیہ السلام نے مجھے اشارہ کیا کہ میں تواضع کو اختیار کروں، تو میں نے کہا کہ میں نبی بندہ رہنا چاہتا ہوں۔

﴿ابن سعد، ابو یعلی﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اس کے بعد آپ ﷺ نے ٹیک لگا کر کھانا تناول نہیں کیا۔ آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے میں اس طرح کھانا تناول کرتا ہوں جس طرح بندہ کھاتا ہے اور اس طرح بیٹھتا ہوں جس طرح بندہ بیٹھتا ہے۔

حضرت زہری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس وہ فرشتہ آیا جو اس سے پہلے کبھی آپ کے پاس نہ آیا تھا۔ اس کے ساتھ حضرت جبرئیل علیہ السلام تھے اور اس فرشتہ نے عرض کیا: اور جبرئیل علیہ السلام خاموش رہے کہ آپ کا رب آپ کو اختیار دیتا ہے کہ آپ یا تو نبی بادشاہ یا نبی بندہ جو پسند فرمائیں رہنا قبول کریں تو حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کی طرف دیکھا، گویا آپ ﷺ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے مشورہ چاہا تو جبرئیل نے تواضع کی طرف اشارہ کیا۔

اس پر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: نہیں، میں نبی بندہ رہنا پسند کرتا ہوں۔
صحابہ کرام ﷺ یقین سے کہتے ہیں کہ جب سے آپ ﷺ نے فرمایا تھا کبھی کھانا ٹیک لگا کر نہیں تناول کیا، حتیٰ کہ آپ ﷺ نے دنیا کو چھوڑا۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت ابن عباس ﷺ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کے پاس اپنا ایک فرشتہ بھیجا۔ اس کے ساتھ حضرت جبرئیل ﷺ بھی تھے، اس فرشتہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اختیار دیتا ہے کہ چاہے آپ نبی بندہ ہوں چاہے آپ نبی بادشاہ ہوں۔
تو حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت جبرئیل ﷺ کی طرف توجہ فرمائی گویا ان سے مشورہ چاہا تو حضرت جبرئیل ﷺ نے حضور نبی کریم ﷺ کی طرف اشارہ کیا کہ آپ تواضع اختیار کریں۔ آپ نے فرشتہ سے فرمایا: میں نبی بندہ رہنا پسند کرتا ہوں تو اس کلمہ کے فرمانے کے بعد آپ نے ٹیک لگا کر کھانا تناول نہیں کیا، حتیٰ کہ آپ اپنے رب سے ملاقی ہو گئے۔

﴿طبرانی، ابونعیم، بیہقی﴾

حضرت عطاء بن یسار ﷺ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ کے پاس حضرت جبرئیل ﷺ آئے اور آپ اس وقت تکیہ لگا کر کھانا تناول فرما رہے تھے۔ حضرت جبرئیل ﷺ نے آپ سے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! یہ وضع بادشاہوں کے کھانا کھانے کی ہے تو حضور نبی کریم ﷺ سیدھے بیٹھ گئے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت انس ﷺ سے روایت ہے کہ حضرت جبرئیل ﷺ اس حال میں آئے کہ نبی کریم ﷺ تکیہ لگا کر کھانا کھا رہے تھے۔ حضرت جبرئیل ﷺ نے کہا کہ آپ ﷺ نعمت سے تکیہ لگاتے ہیں تو حضور نبی کریم ﷺ مستوی ہو کر بیٹھ گئے۔ اس کے بعد کبھی آپ کو تکیہ لگائے نہیں دیکھا گیا اور حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں بندہ ہی ہوں۔ اسی طرح کھاتا ہوں جس طرح بندہ کھاتا ہے اور اسی طرح پیتا ہوں جس طرح بندہ پیتا ہے۔

﴿ابن عدی، ابن عساکر﴾

خطابی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس جگہ ٹیک لگانے سے مراد اس ہیئت پر بیٹھنا ہے کہ جو بستر آپ ﷺ کے نیچے بچھا ہوا تھا۔ اس سے ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ اس مفہوم کو تنقی، ابن وجیہ اور قاضی عیاض رحمہم اللہ نے ثابت کیا ہے اور بعض علماء نے فرمایا کہ ایک پہلو پر جھکنا مراد ہے۔

کتابت اور شعر گوئی نبی کریم ﷺ پر حرام تھی

✿ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ ---------------- ﴿سورۃ الاعراف﴾

ترجمہ: ''وہ جو غلامی کریں گے اس رسول بے پڑھے غیب کی خبر دینے والے کی۔''

☼ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ۝ ---------------------- ﴿سورۃ العنکبوت﴾

ترجمہ: ''اور اس سے پہلے تم کوئی کتاب نہ پڑھتے تھے اور نہ اپنے ہاتھ سے کچھ لکھتے تھے یوں ہوتا تو باطل والے ضرور شک لاتے۔''

☼ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ -------------------- ﴿سورۃ یٰسین﴾

ترجمہ: ''اور ہم نے ان کو شعر کہنا نہ سکھایا اور نہ وہ ان کی شان کے لائق تھے۔''

حضرت ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اہل کتاب اپنی کتابوں میں لکھا پاتے تھے کہ محمد ﷺ اپنے ہاتھ سے کتابت نہ کریں گے اور نہ کتاب دیکھ کر پڑھیں گے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ ---- ﴿سورۃ العنکبوت﴾

رافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ان دونوں کی تحریم کا قول اس وقت متوجہ ہو جاتا ہے جبکہ ہم کہیں کہ آپ ﷺ میں دونوں خوبیاں احسن طریق پر تھیں۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے ''الروضہ'' میں اس کا تعاقب کیا ہے اور کہا کہ ان دونوں کی تحریم ممتنع نہیں ہے، اگرچہ آپ بخوبی لکھ اور پڑھ نہ سکیں اور تحریم سے مراد ان دونوں کی طرف توصل کرنا ہوگی، حق و صواب یہی ہے کہ نبی کریم ﷺ بخوبی لکھ پڑھ نہیں سکتے تھے۔ بعض علماء اس کے برعکس گئے ہیں اور وہ قضیہ کی حدیث سے تمسک و استدلال کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے لکھا: ''هذا ما صالح عليه محمد بن عبدالله'' تو اس کا جواب یہ ہے کہ آپ نے کتابت کرنے کا حکم فرمایا تھا۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عوف بن عبداللہ بن عتبہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے ان کے والد سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے رحلت نہ فرمائی۔ یہاں تک کہ آپ نے قرأت بھی کی اور کتابت کی۔ اس کی سند ضعیف اور ہے طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا یہ حدیث منکر ہے۔ حافظ ابوالحسن ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: میرا گمان یہ ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے رحلت نہ فرمائی جب تک حضرت عبداللہ بن عتبہ رضی اللہ عنہ (راوی حدیث) نے پڑھ لکھ نہ لیا۔ مطلب یہ کہ وہ حضور نبی کریم ﷺ کے زمانے میں سمجھدار تھے۔

ابومسعود دمشقی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''اطراف'' قضیہ حدیبیہ کے سلسلے میں مذکور ہے کہ نبی کریم ﷺ نے تحریر کو تھاما باوجودیکہ آپ بخوبی لکھ نہیں سکتے تھے مگر آپ نے ''رسول اللہ'' کی جگہ ''محمد ﷺ'' لکھا۔ عمر بن شعبہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں فرمایا: نبی کریم ﷺ نے حدیبیہ کے دن اپنے ہاتھ سے لکھا۔ باوجود یہ کہ آپ ﷺ نے اس سے قبل کتابت نہ کی تھی اور یہ آپ کے معجزات میں سے ہیں کہ کتابت کا علم اسی لمحہ

آپ کو حاصل ہوا۔ اور اس قول کو محدثین کی ایک جماعت نے کہا ہے۔ ان میں ابوذر ہروی، ابوالفتح نیشاپوری، قاضی ابوالولید باجی اور قاضی ابوجعفر سمنانی اصولی رحمہم اللہ ہیں۔

حضرت ابوالولید رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ آپ کے مؤکد ترین معجزات میں سے یہ ہے کہ آپ نے بغیر سیکھے کتاب فرمائی اور آپ ﷺ کو حروف میں امتیاز نہ تھا لیکن آپ نے اپنے دست اقدس میں قلم لیا اور اس سے لکھا۔ باوجود یہ کہ آپ ﷺ کو امتیاز نہ تھا لیکن جب تحریر دیکھی تو وہ حسب مراد ظاہر و واضح تھی۔

اور انہیں محرمات میں سے یہ ہے کہ آپ ﷺ پر شعر گوئی حرام تھی۔ جیسا کہ حدیث دلالت کرتی ہے جسے ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے جو کچھ کیا ہے مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے۔ خواہ میں نے تریاق پیا ہو یا تعویذ لٹکایا ہو یا میں نے اپنے دل سے شعر کہا ہے۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت زہری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے جبکہ صحابہ مسجد کی تعمیر کر رہے تھے۔ یہ فرمایا:

هٰذا الحمال لا حمال خيبر

هٰذا أبر ربنا وأطهر

زہری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا آپ ﷺ نے از خود کبھی کوئی شعر نہیں کہا، البتہ پہلے کسی شاعر نے جو کہا: اسے آپ ﷺ نے نقل کیا ہے۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے عبدالرحمٰن بن ابوالزناد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے عباس بن مرداس سے فرمایا: تمہارا اپنے اس شعر کی بابت کیا کہنے ہے۔

أصبح نهبي و نهب العبيد

بين الأقرع الله و عيينة

اس پر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، آپ نہ تو شاعر ہیں اور نہ شعر کو نقل کرنے والے اور نہ یہ بات آپ ﷺ کے شایان شان ہے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے تو "بین عیینہ والاقرع" کہا ہے۔

علماء نے فرمایا وہ روایت جو رجز کے سلسلے میں نبی کریم ﷺ سے منقول ہے جیسا کہ آپ نے فرمایا: "هل انت الا اصبع دميت" یا اس کے سوا اور کوئی آپ کے مقولہ وغیرہ تو یہ اس پر محمول ہیں کہ آپ ﷺ نے بالقصد کبھی شعر نہ کہا۔ شعر تو اسی کو کہا جاتا ہے جو بالقصد کہا جائے۔ یہی حال ان آیات موزونہ کا ہے، جو قرآن کریم میں ہیں کیونکہ ان کو شعر گوئی کے قصد سے نہیں کہا گیا۔

ماوردی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا آپ ﷺ پر جس طرح کتابت حرام تھی اور جس طرح آپ پر شعر گوئی حرام تھی، اسی طرح آپ پر شعر کی نقل بھی حرام تھی۔

حربی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: مجھے معلوم نہیں ہوا کہ آپ ﷺ نے کبھی کسی شاعر کا پورا شعر نقل کیا ہو بلکہ یا

تو شعر کا ابتدائی حصہ نقل کیا ہے جیسا کہ لبید نے کہا: "الا کل شیئی ما خلا اللہ باطل" یا آخری حصہ نقل فرمایا جیسے کہ طرفہ کا قول ہے: "و یاتیک بالا خبار من لم تزود" لیکن آپ ﷺ نے اگر کبھی کوئی پورا شعر پڑھا ہے تو اس میں تغیر کر دیا ہے جیسے کہ عباس بن مرداس کا شعر ہے۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے کبھی کوئی شعر مرتب نہیں فرمایا۔

﴿بیہقی﴾

جسم اقدس پر اسلحہ لگا کر آپ ﷺ کیلئے ان کا اتارنا حرام تھا:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے یوم اُحد فرمایا کہ میں نے دیکھا ہے کہ گویا میں محفوظ زرہ میں ہوں اور میں نے مذبوحہ گائے دیکھی ہے تو میں نے اس کی یہ تعبیر لی کہ محفوظ زرہ تو مدینہ منورہ ہے اور مذبوحہ گائے جنگ وقتال ہے۔ اب اگر تم چاہو تو مدینہ منورہ میں مقیم رہو، اگر دشمن ہم پر چڑھ آئے تو ہم مدینہ میں ان سے جنگ کریں گے اس پر لوگوں نے کہا: خدا کی قسم! زمانہ جاہلیت میں وہ ہم پر نہیں چڑھے تو اب یہ عہد اسلام میں ہم پر چڑھ آئیں گے؟

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اب تمہیں اختیار ہے اور وہ لوگ چلے گئے پھر نبی کریم ﷺ نے اپنے جسم پر اسلحہ آویزاں کر لیا۔ یہ دیکھ کر لوگوں نے کہا: ہم نے کیا کیا کہ ہم نے نبی کریم ﷺ کی رائے مبارک کی خلاف ورزی کی، پھر وہ سب آئے اور عرض کرنے لگے: یا رسول اللہ ﷺ! آپ ہی کو اختیار ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اب مجھے اختیار نہیں، کیونکہ نبی کیلئے سزاوار نہیں ہے وہ جب وہ زرہ پہن لے تو اسے بغیر جنگ کے اتار دے۔

﴿امام احمد، ابن سعد﴾

آپ ﷺ کی یہ خصوصیت کہ احسان کے بدلہ زیادتی چاہنا آپ پر حرام تھا:

❁ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ ﴿سورۃ المدثر﴾

ترجمہ: "اور زیادہ لینے کیلئے کسی پر احسان نہ کرو۔"

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے تحت روایت ہے۔ فرمایا کہ کسی کو اس طرح عطیہ نہ دو کہ اس سے بہتر کی خواہش رکھو۔ مفسرین کا اس پر اجماع ہے کہ یہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ خاص تھا۔

﴿ابن جریر﴾

❁ ابن ابی حاتم حضرت ضحاک رضی اللہ عنہ سے آیہ کریمہ

وَمَا آتَيْتُمْ مِنْ رِبًا ﴿سورۃ الروم﴾

کے تحت روایت کی ہے۔ فرمایا: وہ زیادتی حلال ہے جو کوئی شے ہدیہ میں دی جائے اور اس کے عوض اس سے بہتر کی توقع رکھی جائے۔ اس میں نہ اسے نفع ہے اور نہ اس پر نقصان۔ حضور نبی کریم

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس سے منع فرمایا گیا۔

آپ ﷺ یہ خصوصیت کہ لوگ جس چیز سے نفع اٹھاتے ہیں ان کی طرف نگاہ دراز کرنا آپ پر حرام تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِۦٓ أَزْوَٰجًا مِّنْهُمْ ﴿سورۃ الحجر﴾

اس حکم کو رافعی رحمۃ اللہ علیہ نے صاحب ''الایضاح'' سے نقل کیا ہے اور نووی رحمۃ اللہ علیہ نے ''اصل الروضہ'' میں اور ابن القاضی نے ''التلخیص'' میں جزم کیا ہے۔

آپ کی یہ خصوصیت تھی کہ جو عورت آپ کو اختیار نہ کرے اسے روکنا آپ پر حرام تھا۔ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جون کی بیٹی جب نبی کریم ﷺ کے حرم میں داخل ہوئی تو آپ اس کے قریب گئے۔ اس عورت نے کہا: ''اعوذ باللہ منک'' اس پر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا تو نے بہت بڑی ہستی کی پناہ لی ہے تو اپنے گھر چلی جا۔

ابن الملقن رحمۃ اللہ علیہ نے کہا یہ بات آپ کے خصائص میں سے ہے اور اس سے انہوں نے سمجھا کہ آپ پر ہر اس عورت سے نکاح حرام تھا جو آپ کی صحبت کو برا جانے۔

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی عادت شریفہ تھی کہ جب کسی کو نکاح کا پیغام بھیجتے اور وہ نامنظور کرتے تو دوبارہ پیام نہ دیتے تھے۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے ایک عورت کو پیام دیا۔ اس نے کہا میں اپنے باپ سے مشورہ کرلوں اور وہ اپنے باپ سے ملی اور اس کے باپ نے اسے اجازت دیدی۔ پھر وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئی اور آپ سے کہا کہ میرے باپ نے اجازت دیدی ہے مگر نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہم نے تیرے سوا اور عورت کو اپنا ہمبستر بنالیا ہے۔

﴿ابن سعد﴾

کتابیہ سے نکاح نبی کریم ﷺ پر حرام تھا:

حضور نبی کریم ﷺ کی یہ خصوصیت تھی کہ کتابیہ سے نکاح کرنا آپ پر حرام تھا۔ ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''الناسخ'' میں مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے آیہ کریمہ ''لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنۢ بَعْدُ'' کے تحت روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ''النساء'' سے مراد کتابیہ عورتیں ہیں۔

سعید بن منصور رحمۃ اللہ علیہ نے مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے آیہ کریمہ ''لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنۢ بَعْدُ'' (سورۃ الاحزاب) کے تحت روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ وہ عورتیں خواہ یہودیہ ہوں یا نصرانیہ انہیں سزاوار نہیں ہے کہ وہ امہات المومنین ہوں۔ اصحاب نے کہا اس ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ آپ کی ازواج امہات المومنین آخرت میں آپ کے ساتھ جنت میں آپ درجہ میں ساتھ ہوں گی اور اس وجہ سے بھی ممانعت کی گئی۔ آپ اس سے بزرگ تر ہیں کہ آپ کا پانی کافرہ کے رحم میں واقع ہو اور اس وجہ سے بھی کہ کافرہ عورت آپ کی صحبت کو ناپسند کرتی ہے اور اسی لیے اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے عورتوں کی اباحت میں مہاجرہ ہونے کی شرط لگائی ہے۔ چنانچہ ارشاد باری ہے ''الَّٰتِى هَاجَرْنَ مَعَكَ'' (سورۃ الاحزاب) لہٰذا جب کہ آپ پر وہ

عورتیں حرام ہیں جو مسلمان ہیں مگر انہوں نے ہجرت نہیں کی ہے تو غیر مسلم عورت تو بدرجہ اولیٰ حرام ہے۔

ابو اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے جو کہ شوافع میں سے ہیں کہا اگر آپ کتابیہ عورت سے شادی کرتے تو آپ کی کرامت کی وجہ سے اسے اسلام کی ہدایت مل جاتی۔

بعض اصحاب شوافع رحمہم اللہ کتابیہ باندی سے صحبت کے حرام ہونے کی طرف گئے ہیں لیکن اس میں اصح قول یہ ہے کہ حلال ہے۔

ماوردی رحمۃ اللہ علیہ نے "الحاوی" میں فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی باندی ریحانہ سے اس کے اسلام لانے سے پہلے تمتع فرمایا۔ یہ سوال کیا گیا کہ کیا آپ کو اس کے متعلق اختیار تھا کہ اس باندی کو اسلام لانے تک روکے رکھیں یا وہ اپنے دین پر قائم رہے تو آپ اسے اپنے سے جدا کر دیں تو اس کی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ ہاں آپ کو روکے رکھنا حلال تھا تا کہ وہ آخرت میں آپ کی زوجیت میں ہو۔ دوسری صورت یہ ہے کہ روکے رکھنا تو جائز تھا لیکن آخرت میں وہ آپ کی زوجیت میں نہ ہوگی۔ اس لیے کہ جب ریحانہ پر عرض اسلام کیا گیا تو اس نے انکار کیا پھر بھی وہ آپ کی ملک میں برابر رہی اور آپ استمتاع پر قائم رہے۔

غیر مہاجرہ عورت سے آپ کا نکاح حرام تھا:

حضور نبی کریم ﷺ کی یہ خصوصیت تھی کہ وہ مسلمان عورت جس نے ہجرت نہیں کی اس سے نکاح کرنا آپ پر حرام تھا۔ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے حسن بتا کر اور ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کو مختلف اقسام سے منع کیا گیا تو بجز ان عورتوں کے جو مومنہ اور مہاجرہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَاءُ مِنْ بَعْدُ وَلَا أَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ أَزْوَاجٍ وَلَوْ أَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ إِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ"

﴿سورۃ الاحزاب﴾

ترجمہ: "ان کے بعد اور عورتیں حلال نہیں۔ اور نہ یہ کہ ان کے عوض اور بیبیاں بدلو اگرچہ تمہیں ان کا حسن بھائے مگر کنیز تمہارے ہاتھ کا مال" اور آپ کے لیے مومنہ جوان عورت اور مومنہ عورتیں اگر وہ اپنے نفس کو نبی کریم ﷺ کے حوالے کریں تو حلال کی گئیں اور ہر وہ عورت جو اسلام کے سوا کسی اور دین پر ہو حرام کی گئی۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَحْلَلْنَا لَكَ أَزْوَاجَكَ اللَّاتِي آتَيْتَ أُجُورَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ مِمَّا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَيْكَ وَبَنَاتِ عَمِّكَ وَبَنَاتِ عَمَّاتِكَ وَبَنَاتِ خَالِكَ وَبَنَاتِ خَالَاتِكَ اللَّاتِي هَاجَرْنَ مَعَكَ وَامْرَأَةً مُؤْمِنَةً إِنْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ إِنْ أَرَادَ النَّبِيُّ أَنْ يَسْتَنْكِحَهَا خَالِصَةً لَكَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ."

﴿سورۃ الاحزاب﴾

ترجمہ: "اے غیب بتانے والے (نبی) ہم نے تمہارے لیے حلال فرمائیں تمہاری وہ بیبیاں

جن کو تم مہر دو اور تمہارے چچا کی بیٹیاں اور پھوپھیوں کی بیٹیاں اور ماموں کی بیٹیاں اور خالاؤں کی بیٹیاں جنہوں نے تمہارے ساتھ ہجرت کی اور وہ عورت اگر وہ اپنی جان نبی کی نذر کرے اگر نبی اسے نکاح میں لانا چاہے۔ یہ خاص تمہارے لیے امت کیلئے نہیں۔"

ان کے سوا ہر قسم کی عورتیں آپ پر حرام کی گئیں۔

آپ کے خصائص میں سے ہے کہ بروایت اصح مسلمہ باندی سے نکاح کا حرام ہونا ہے۔ اس لیے کہ باندی سے نکاح کرنا گناہ کے خوف کے ساتھ مشروط ہے اور نبی کریم ﷺ معصوم ہیں اور باندی سے نکاح کر جائز ہونا مہر نہ دینے کی قدرت نہ رکھنے کی وجہ سے ہے اور آپ کا نکاح فرمانا مہر کا محتاج نہیں ہے اور اس لیے بھی آپ پر باندی سے نکاح کرنا حرام تھا کہ باندی سے نکاح کرتا ہے تو اس سے اس کا بیٹا آزاد ہو گیا اور آپ کا منصب اس سے منزہ پاک ہے۔

رافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جس نے اسے جائز رکھا ہے اس نے باندی کے حق میں گناہ کے خوف کو شرط رکھا ہے۔ اسی طرح عدم ادائیگی مہر کو مشروط رکھا ہے اس تقدیر پر آپ کے لیے جائز ہوگا کہ آپ ایک سے زیادہ باندیاں رکھ سکیں بخلاف امت کے اور اگر باندی سے آپ کے نکاح کو فرض کیا جائے تو جو بچہ اس سے پیدا ہوگا وہ آزاد نہ ہوگا اور بچے کی قیمت اس کے مالک کے لیے لازم نہیں آئے گی۔ بر قول اصح کیونکہ آزادی ناممکن ہے۔

رافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اگر نبی کریم ﷺ کے حق میں نکاح غرور کو فرض کیا جائے تو بچے کی قیمت آپ پر لازم نہیں آئے گی۔ ابن الرفعہ رحمۃ اللہ علیہ نے "المطلب" میں کہا کہ نکاح غرور اور اس سے وطی کرنے کے امکانی تصور کے بارے میں نظر ہے۔ جب ہم کہتے ہیں کہ وطی شبہ حرام ہے اور ساتھ ہی یہ بھی کہتے ہیں کہ اس میں گناہ لازم نہیں آتا تو وہ جائز رکھتا ہے کہ اس سے آپ کی برتر جانب کو محفوظ رکھا جائے اور یہ جائز جانتا ہے کہ یہ کہا جائے یہ آپ کے لیے جائز ہے اس لیے کہ بالاجماع امت گناہ اسی طرح آپ سے مفقود جس طرح نسیان مفقود ہے۔

✿ آپ کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ نگاہوں سے اشارہ کرنا حرام تھا۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فتح مکہ کے دن چار آدمیوں کے سوا تمام لوگوں کو امن دیا ان چار میں سے ایک عبداللہ بن ابی سرح ہے اور اس نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس پناہ لی۔ جب رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو بیعت کے لیے بلایا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اسے لے کر آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ عبداللہ بیعت کے لیے حاضر ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اپنا سر مبارک اٹھایا اور تین مرتبہ اس پر نظر ڈالی۔ ہر بار آپ نے انکار کیا۔ تیسری مرتبہ کے بعد اس سے بیعت لی۔

اس کے بعد آپ نے اپنے صحابہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کیا تم میں کوئی ایسا مرد رشید نہ تھا کہ وہ اس کی طرف کھڑا ہوتا جب کہ میں نے اسے دیکھا اور اس کی بیعت سے اپنے ہاتھوں کو کھینچا۔ یہاں تک کہ وہ مرد رشید اسے قتل کر دیتا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم نے نہیں جانا کہ آپ کیا چاہتے

تھے؟ آپ نے کیوں اپنی چشم مبارک سے اشارہ نہ فرمایا دیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کسی نبی کو سزاوار نہیں ہے کہ وہ اپنی آنکھوں کی خیانت کرے۔

﴿ابوداؤد، نسائی، حاکم، بیہقی﴾

حضرت ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن المسیب رضی اللہ عنہ سے مرسلاً اس کی مثل روایت کیا۔ اسکے آخر میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اشارہ کرنا خیانت وچوری ہے کسی نبی کیلئے جائز نہیں کہ وہ اشارہ کرے۔

امام رافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ "خائنۃ الاعین" یہ ہے کہ مباح کی طرف آنکھ سے اشارہ کیا جائے خواہ قتل کے لیے ہو یا مارنے کے لیے۔ برخلاف اس کے جو ظاہر ہے اور جس کی طرف حال اشارہ کرتا ہو۔ یہ آنکھ سے اشارہ کرنا آپ کے سوا کسی کے لیے حرام نہیں ہے بجز امر ممنوع کے۔ اس کے ساتھ صاحب التلخیص نے اس پر استدلال کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے لیے جنگ میں دھوکہ دینا جائز نہ تھا۔

المعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی مخالفت کی ہے۔ امام رافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اس قول کی مخالفت کی وجہ یہ ہے کہ یہ مشہور ہے کہ نبی کریم جب کسی سفر کا ارادہ فرماتے تو اس کے غیر کے ساتھ کنایہ کرتے تھے۔ یہ بات صحیحین میں کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے۔ رمز وکنایہ پر رمز وکنایہ کرنے والے پر عیب لگاتے ہیں۔ بخلاف امور عظیمہ کے ابہام اور پوشیدہ رکھنے کے۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے الدلائل میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مدینہ طیبہ میں داخل ہوتے وقت فرمایا مجھ سے لوگوں کو دور کردو کیونکہ کسی نبی کے لیے جائز نہیں ہے کہ جھوٹی بات کہے۔

چنانچہ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کوئی پوچھتا تم کون ہو تو وہ فرماتے ہیں متلاشی ہوں اور جب ان سے پوچھا جاتا کہ تمہارے ساتھ کون ہے تو کہتے ہادی ہیں جو میری رہنمائی کرتے ہیں۔ یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے امور خاصہ میں بھی توریہ کرنا درست نہیں ہے کیونکہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جو کچھ فرمایا اس میں جھوٹ نہ تھا۔ بلاشبہ وہ یک گونہ توریہ تھا۔ ان کی مراد یہ تھی کہ راہ خیر میں آپ میری ہدایت فرماتے ہیں۔ لیکن اس کو کذب اس بنا پر نام دیا گیا کہ یہ صورۃً کذب تھا۔ حقیقۃً کذب نہ تھا۔ اس سے وہ حدیث واضح ہو جاتی ہے جو شفاعت کے باب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قول ہے کہ میں نے تین کذب بولے ہیں۔ حالانکہ یہ سب توریے تھے لہٰذا یہ ظاہر ہے کہ اس سے منع کیا جانا انبیاء علیہم السلام کے خصائص سے ہے۔ اس وجہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے نفس پر ان توریوں کو کذب سے شمار کیا۔

ابن سبع رحمۃ اللہ علیہ نے نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے شمار کیا ہے کہ جب آپ ﷺ تکبیر کی آواز سنیں تو ان پر غارت گری کرنا حرام تھی اس بات کو انہوں نے اس روایت سے استدلال کیا ہے جسے شیخین رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی قوم پر جہاد فرماتے تو ہمارے ساتھ مل کر جنگ نہ کرتے۔ جب تک کہ صبح نہ ہو جاتی اور آپ اذان کی آواز سننے کے منتظر رہتے۔ اگر آپ اذان کی آواز سن لیتے اپنے ہاتھوں کو روک لیتے اور اگر اذان کی آواز نہ سنتے تو ان پر حملہ کر دیتے تھے۔

آپ ﷺ کے خصائص میں سے ایک وہ ہے جسے قفال رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا کہ آپ پر حرام تھا کہ مشرکوں کی اعانت قبول فرمائیں۔

حضرت حبیب بن یساف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ ایک جنگ میں تشریف لے گئے تو میں اور میری قوم کا ایک شخص نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور ہم نے کہا ہم تو دو جانتے ہیں کہ ہماری قوم جنگ میں آئے البتہ ہم آپ کے پاس ان کے ساتھ جنگ میں آئیں گے۔ نبی کریم ﷺ نے دریافت فرمایا کیا تم دونوں مسلمان ہوگئے ہو۔ ہم نے کہا نہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا نہیں کیونکہ ہم مشرکوں کے خلاف مشرکوں سے مدد نہیں لیتے۔

﴿تاریخ بخاری﴾

قفال رحمۃ اللہ علیہ نے "التلخیص" میں نبی کریم ﷺ کے خصائص میں شمار کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ظلم وستم پر گواہی نہیں دیتے تھے۔ شیخین رحمہما اللہ نے نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے اس روایت کو نقل کیا ہے اور میں نے اس تصنیف کو صاف لکھا ہے۔

نبی کریم ﷺ کیلئے اللہ نے جن امور کو مباح فرمایا انکی تفصیل

<u>آپ کی یہ خصوصیت ہے کہ بعد عصر نماز آپ ﷺ پر مباح تھی:</u>

کتاب الروضہ کے مصنف نے "الروضہ" میں فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ سے بعد ظہر کی دو رکعتیں فوت ہوگئیں۔ تو آپ ﷺ نے بعد نماز عصر قضا فرمائی۔ اس کے بعد آپ نے بعد عصر ان دونوں رکعتوں پر مواظبت فرمائی۔ اس پر مداومت فرمانے میں آپ کی خصوصیت کے تحت دو وجہ بیان کی ہیں۔ ان دونوں میں اصح وجہ یہ ہے کہ یہ آپ کے ساتھ خاص تھی۔

حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ سے ان دو رکعتوں کے بارے میں پوچھا جو نبی کریم ﷺ عصر کے بعد پڑھا کرتے تھے تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا آپ ان کو عصر سے پہلے پڑھا کرتے تھے پھر کسی کام نے آپ کو ان کے پڑھنے سے باز رکھا تو آپ نے ان کو بعد عصر پڑھا۔ پھر بعد آپ نے اسے برقرار رکھا چونکہ نبی کریم ﷺ کی عادت شریفہ تھی جب کوئی نماز پڑھتے تو اسے قائم رکھا کرتے تھے۔

﴿مسلم، بیہقی﴾

بسند صحیح حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے عصر کی نماز پڑھی اس کے بعد اپنے کاشانہ اقدس میں تشریف لائے اور دو رکعت نماز پڑھی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے دو نماز پڑھی ہے جسے آپ پڑھا نہیں کرتے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا خالد رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے مجھے ان دو رکعتوں کے پڑھنے سے باز رکھا جسے میں بعد ظہر پڑھا کرتا تھا۔ ان

وقت میں نے ان کو پڑھا ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم سے جب یہ قضا ہو جائے تو کیا ہم اسے ادا کیا کریں؟ فرمایا تمہیں ضرورت نہیں ہے۔

﴿احمد، ابو یعلی، ابن حبان﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ خود تو بعد نماز عصر پڑھتے تھے اور دوسروں کو اس سے منع فرماتے تھے اور خود صوم وصال (مسلسل روزے) رکھا کرتے تھے اور دوسروں کو صوم وصال سے منع فرمایا کرتے تھے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ دو رکعتیں ایسی تھیں جن کو رسول اللہ ﷺ ظاہر وباطن کسی حال میں ترک نہ فرمایا کرتے تھے وہ دو رکعتیں قبل صبح اور دو رکعتیں بعد عصر کی ہیں۔

﴿بخاری، مسلم﴾

آپ ﷺ نماز کی حالت میں صغیرسن بچی کو گود میں لیے رہتے تھے:

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ نماز کی حالت میں چھوٹی بچی کو آغوش میں لیے لیا کرتے تھے۔ یہ ان حدیثوں میں ہے جن کو بعض علماء نے بیان کیا ہے۔

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھتے تو امامہ بنت زینب جو کہ رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی کی بیٹی تھی آغوش میں لیے رہا کرتے تھے۔ جب آپ سجدے میں جاتے تو انہیں بٹھا دیتے اور جب آپ کھڑے ہوتے تو انہیں اٹھا لیا کرتے تھے۔ بعض علماء نے کہا کہ یہ آپ کے خصائص میں سے ہے اسے ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے "شرح بخاری" میں نقل کیا ہے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

غائب کی نماز جنازہ پڑھنا حضور ﷺ کے خصائص میں سے ہے:

امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ غائب کی نماز جنازہ پڑھنا رسول اللہ ﷺ کے خصائص میں سے ہے اور اسی اختصاص پر نجاشی کی نماز جنازہ کو محمول کیا ہے۔ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا غائبانہ نماز جنازہ آپ کے سوا دوسروں کے لیے جائز اور درست نہیں ہے۔

آپ ﷺ نے بیٹھ کر نماز پڑھائی لیکن دوسروں کو اس سے منع فرمایا:

علماء کی ایک جماعت نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے خصائص میں سے ہے کہ آپ نے لوگوں کو بیٹھ کر نماز پڑھائی ہے جیسا کہ صحیحین حدیث میں آیا ہے اور دوسروں کو اس سے منع فرمایا ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے بعد کوئی بیٹھ کر امامت نہ کرے۔ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اس حدیث کو جابر جعفی رحمۃ اللہ علیہ کے سوا کسی اور نے روایت نہیں کیا ہے اور جابر جعفی متروک الحدیث ہے اور یہ حدیث مرسل ہے اس کے ساتھ حجت قائم نہیں کی جاسکتی اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا وہ شخص جانتا ہے جس نے اس کے

ساتھ حجت لی ہے کہ اس حدیث میں حجت نہیں ہے کیونکہ یہ مرسل ہے اور اس لیے کہ اس میں راوی ایسا ہے جس نے روایت کرنے سے لوگ اعراض کرتے ہیں۔

﴿دار قطنی، بیہقی﴾

صوم وصال آپ ﷺ کے لیے مباح تھا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم لوگ صوم وصال سے اجتناب کرو۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ تو صوم وصال رکھتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں تمہاری مثل نہیں ہوں۔ مجھے میرا رب کھلاتا ہے اور مجھے پلاتا ہے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

اس حدیث کے معنی میں اختلاف واقع ہے۔ بعض نے کہا کہ حقیقت مراد ہے اور آپ کے پاس جنت سے کھانا پینا آتا ہے اور جنتی غذا کھانے سے روزہ کا افطار نہیں ہوتا۔ بعض نے کہا مجاز مراد ہے کہ آپ میں کھانے پینے والوں کی طاقت پیدا کی جاتی ہے پھر یہ کہ جمہور کا مذہب یہ ہے کہ صوم وصال آپ کے حق میں مباحات میں سے ہے اور امام الحرمین نے فرمایا کہ صوم وصال آپ کے حق میں قربت وعبادت ہے۔

اس جگہ ایک لطیفہ ہے جس پر صاحب مطلب نے خبردار کیا ہے وہ یہ کہ صوم وصال کے مباح ہونے میں آپ کی خصوصیت، آپ کے تمام امت کے اعتبار سے ہے نہ کہ افراد امت کے اعتبار سے۔ اس لیے بکثرت صالحین ایسے ہوئے ہیں جن کے لیے شہرت ہے کہ وہ صوم وصال رکھا کرتے تھے۔ صاحب المطلب نے کہا کہ اور ممانعت جو ہے اس کا تعلق بحسب جمیع امت ہے۔ انتہی۔

فائدہ:

ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں فرمایا کہ اس حدیث کے ساتھ اس روایت کے بطلان پر استدلال کیا جاسکتا ہے جس میں یہ وارد ہے کہ آپ بھوک سے اپنے شکم اقدس پر پتھر باندھا کرتے تھے اس لیے کہ جب آپ صوم وصال رکھتے تھے تو آپ کا رب آپ کو کھلاتا اور پلاتا ہے اور عدم صوم وصال کی حالت میں آپکو بھوکا چھوڑ دے۔ حتی کہ آپ کو اپنے شکم اقدس پر پتھر باندھنے کی ضرورت لاحق ہو جائے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔

ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے کہا حدیث میں جو لفظ حجر بمعنی پتھر آیا ہے حقیقت میں وہ لفظ حجز (زا کے ساتھ) ہے جس کے معنی تہبند کے کنارے کے ہیں۔ مگر تحریر میں را کے ساتھ لکھا گیا۔

آپ کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ آپ اپنے کلام میں طویل زمانہ گزرنے کے بعد استثناء فرمایا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"وَلَا تَقُولَنَّ لِشَيْءٍ إِنِّي فَاعِلٌ ذَٰلِكَ غَدًا إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ وَاذْكُرْ رَبَّكَ إِذَا نَسِيتَ." ﴿سورۃ الکہف﴾

ترجمہ: "اور ہرگز کسی بات کو نہ کہنا میں کل یہ کروں گا۔ مگر یہ کہ اللہ چاہے اور اپنے رب کی یاد کرو جب تو بھول جائے۔"

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے تحت روایت ہے۔ انہوں نے کہا کبھی آپ استثناء فرمانا فراموش کر دیتے تو جب یاد آتا آپ استثناء کر لیتے اور انہوں نے فرمایا یہ بات رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خاص تھی۔ ہم میں سے کسی کیلئے جائز نہیں ہے کہ استثناء کرے مگر یہ کہ اپنی قسم کے ساتھ فوراً ہی استثناء کو شامل کرے۔

﴿طبرانی، ابن ابی حاتم﴾

نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے ہے جیسا کہ شیخ عزالدین ابن عبدالسلام رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے فرمایا کہ آپ کے لیے یہ جائز تھا کہ آپ خود کو اور اپنے رب کو ایک ضمیر میں جمع فرمائیں۔ جیسا کہ آپ کا ارشاد ہے کہ "ان یکون اللہ و رسولہ احب سواھما" اور آپ کا یہ اشارہ کہ "ومن یعصھما فانہ لایضر الا نفسہ" اور یہ بات آپ کے سوا ممنوع ہے جیسا کہ آپ نے اس خطیب سے فرمایا۔ جس وقت کہ اس نے یہ کہا "من یطع اللہ و رسولہ فقد رشد ومن یعصھما فقد غوی" خطیب سے فرمایا۔ تم کو یہ کہنا چاہیے تھا "ومن یعص اللہ و رسولہ" علماء نے فرمایا کہ یہ بات آپ کے سوا کے لیے ممنوع ہے۔ آپ کے لیے نہیں۔ اس لیے کہ آپ کے سوا جو کوئی جمع کرے گا تو اس میں برابری کے اطلاق کا وہم پیدا ہو گا۔ بخلاف آپ کے، کیونکہ آپ کا منصب ہی ایسا ہے کہ آپ کی طرف ایسا وہم راہ ہی نہیں پا سکتا۔

نبی کریم ﷺ پر زکوٰۃ واجب نہیں تھی:

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ شاذلی طریقہ کے شیخ الصوفیہ شیخ تاج الدین بن عطاء اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "التنویر" فرمایا انبیاء علیہم السلام کی شان یہ ہے کہ ان پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی اس لیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہیں اور ان کی اپنی کوئی ملکیت نہیں ہوتی۔ وہ صرف اسی کی شہادت دیتے ہیں جو ان کے دلوں میں اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے ان کے لیے ودیعت فرمائے۔ وہ مختلف اوقات میں وہی خرچ کرتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ خرچ کرتا ہے اور اس کو اس کے محل کے سوا میں خرچ سے باز رکھتے ہیں اور اس لیے بھی ان پر زکوٰۃ کا وجوب نہیں کہ زکوٰۃ ان لوگوں کے لیے طہارت ہے جو چاہتے ہیں کہ ان لوگوں میں سے ہو جائیں جن پر طہارت واجب ہو چکی ہے اور انبیاء علیہم السلام اپنی عصمت کی وجہ سے ناپاکی سے پاک و منزہ ہیں۔

آپ کیلئے فئی کے چار خمس اور مال غنیمت کا پانچواں حصہ ہے:

نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ اموال فے میں سے چار خمس اور اموال غنیمت میں سے پانچواں حصہ آپ کا ہے اور یہ کہ تقسیم غنیمت سے پہلے غنیمت وغیرہ میں سے باندی وغیرہ جو پسند آئے اپنے لیے خاص فرمالیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ۔

﴿سورۃ الحشر﴾

ترجمہ: "جو غنیمت دلائی اللہ نے اپنے رسول کو شہر والوں سے وہ اللہ اور رسول کی ہے۔

اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لیے“

اور فرمایا

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ

﴿سورۃ الانفال﴾

ترجمہ: ”اور جان لو کہ جو کچھ غنیمت لو تو اس کا پانچواں حصہ خاص اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا ہے۔“

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو اس فے میں اس چیز کے ساتھ خاص فرمایا جو آپ کے سوا کسی کو عطا نہ ہوا۔ چنانچہ فرمایا:

وَمَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

﴿سورۃ الحشر﴾

ترجمہ: ”جو غنیمت دلائی اللہ نے اپنے رسول ﷺ کو ان سے، تو تم نے ان پر نہ اپنے گھوڑے دوڑائے تھے اور نہ اونٹ۔ ہاں اللہ اپنے رسولوں کے قابو میں دے دیتا ہے جسے چاہے اللہ تعالیٰ سب کچھ کر سکتا ہے۔“

تو یہ رسول اللہ ﷺ کے لیے خاص تھا۔ آپ اپنی اہل کا خرچ اس سے سال بھر تک کرتے تھے اور جو مال باقی رہ جاتا اسے آپ لے کر اللہ تعالیٰ کے مال میں شامل کر دیتے تھے۔ اسی پر آپ نے اپنی تمام عمر عمل فرمایا پھر جب نبی کریم ﷺ نے رحلت فرمائی تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو کہ ابو داؤد و حاکم رحمہما اللہ نے عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے لیے بجز خمس کے تمہاری غنیمت میں سے اتنا بھی حلال نہیں ہے اور خمس لینا تمہارے حق میں مردود ہے۔

﴿احمد، بخاری، مسلم﴾

حضرت عمر بن الحکم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ بنو قریظہ غلام بنائے گئے اور وہ غلام رسول اللہ ﷺ کے حضور میں پیش ہوئے تو ان میں ریحانہ بنت زید بن عمرو تھی۔ نبی کریم ﷺ نے ریحانہ کو جدا کرنے کا حکم فرمایا چنانچہ وہ علیحدہ کر لی گئی۔ واقعہ یہ ہے کہ ہر غنیمت میں آپ کو اختیار حاصل تھا۔ تقسیم سے پہلے اپنے لیے جو چاہتے خاص فرما لیا کرتے تھے۔

﴿ابن سعد، ابن عساکر﴾

یزید بن شخیر رحمۃ اللہ علیہ سے اس نے ایک بدوی صحابی شخص سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چمڑے کے ایک ٹکڑے پر یہ تحریر لکھا کر اسے عطا فرمائی کہ

”من محمد رسول الله الی بنی زهیر بن اقیس، انکم ان شهدتم ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله واقمتم الصلوة واتیتم الزکوة وادیتم الخمس من المغنم وسهم النبی وسهم الصفی، انتم امنون بامان الله و رسوله.“

﴿بیہقی﴾

حضرت ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ سہم الصفی (یعنی تقسیم سے قبل نبی کا خاص حصہ پسند فرمانا) صحیح آثار میں مشہور ہے اور اہل علم کے درمیان معروف ہے اور اہل سیر کا اس میں اختلاف نہیں ہے کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا اسی سہم الصفی میں سے تھیں اور علماء کا اس پر اجماع ہے کہ سہم الصفی آپ کے ساتھ خاص تھا اور واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ شمشیر ذوالفقار رحمۃ اللہ علیہ اسی سہم صفی میں سے تھی۔

چراگاہ کا اپنی ذات کے لیے خاص فرمالینا آپ کے لیے مباح تھا:

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ جنس یعنی چراگاہ کا اپنے لیے خاص فرمانا ہے اور جس زمین کو آپ نے چراگاہ بنا لیا وہ نہ ٹوٹے گی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لا حمی الا للہ ولرسولہ" "چراگاہ صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ ہی کے لیے ہیں۔

اصحاب نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ جس زمین کو چاہیں جس میں کھیتی نہ ہو اپنے جانوروں کے لیے چراگاہ بنالیں یہ اختیار آپ ہی کو ہے۔ دیگر تمام آئمہ (خلیفہ وقت) کے لیے یہ اختیار قطعاً جائز نہیں ہے البتہ ان آئمہ کے لیے یہ جائز ہے کہ وہ تمام مسلمانوں کے لیے چراگاہ منتخب کر دیں۔ ایک قول یہ ہے یہ بھی جائز نہیں ہے۔ بر تقدیر جواز ان آئمہ کے لیے جو بعد میں آئیں یہ جائز ہوگا کہ وہ چراگاہ کو منسوخ کر دیں۔ لیکن جس قطعہ زمین کو رسول اللہ ﷺ نے بطور چراگاہ اپنے لیے مقرر فرمایا اسے کوئی شخص بدل سکتا اور نہ اس کی حالت میں تغیر کر سکتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے آپ کو اس کا خاص مالک بنایا تھا۔ آپ اس میں جس طرح چاہیں تصرف فرمائیں۔

اور آپ نے بیت المقدس کے ایک گاؤں کو اس کی فتح سے پہلے تمیم داری اور اس کی اولاد کو بطور جاگیر عطا فرمایا تھا اور وہ جاگیر آج تک ان کی اولاد کے قبضہ میں ہے۔ بعض حاکموں نے ان کو پریشان کرنے کا ارادہ کیا تو امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے کفر کا فتویٰ دیا۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے جنت کی زمین جاگیر میں عطا فرماتے تھے۔ یہ تو دنیاوی زمین ہے۔ یہ تو زیادہ اولیٰ ہے کہ کسی کو جاگیر اور اجارہ میں دی جائے۔

﴿بخاری﴾

مکہ میں جنگ کرنا قتل کرنا اور بغیر احرام مکہ میں داخل ہونا آپ کیلئے مباح تھا:

رسول اللہ ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ مکہ مکرمہ میں قتال کرنا اور وہاں قتل کرنا اور بغیر احرام کے داخل ہونا اور بعد امان کے قتل کرنا آپ کے لیے مباح کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لَآ اُقۡسِمُ بِهٰذَا الۡبَلَدِ وَاَنۡتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الۡبَلَدِ

﴿سورۃ البلد﴾

ترجمہ: "مجھے اس شہر کی قسم کہ اے محبوب تم اس شہر میں تشریف فرما ہو۔"

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فتح کے سال مکہ مکرمہ میں اس شان سے

داخل ہوئے کہ آپ کے سر مبارک پر خود (عمامہ) تھا۔ جب آپ نے خود اتارا تو ایک شخص نے آ کر بتایا ابن خطل کعبہ کے پردوں سے لپٹا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا اسے قتل کر دو۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابو شریح عدوی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ نے فتح مکہ کے دن فرمایا اللہ تعالیٰ نے مکہ کو حرم بنایا ہے لوگوں نے اسے حرم نہیں بنایا لہٰذا کسی آدمی کے لیے جو اللہ اور یوم آخرت پر یقین رکھتا ہے حلال نہیں ہے کہ وہ مکہ میں خونریزی کرے اور نہ اسے یہ حلال ہے کہ مکہ کا کوئی درخت کاٹے۔ اب اگر کوئی رسول اللہ ﷺ کے قتال سے اجازت چاہے تو کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ ﷺ کے لیے اجازت دی اور تمہارے لیے اس نے اجازت نہیں دی ہے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے دن اس شان سے داخل ہوئے کہ بغیر احرام کے آپ کے سر مبارک پر سیاہ عمامہ تھا۔ ابن القاص رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ آپ کے لیے امان دینے کے بعد قتل کرنا جائز تھا۔

﴿مسلم﴾

امام رافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ابن القاص رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اس قول میں خطا کی ہے کیونکہ علماء نے فرمایا جس ذات مقدس پر آنکھ کے اشارے کو حرام کیا ہو اس کے لیے یہ کیسے جائز ہو سکتا ہے کہ وہ امن دینے کے بعد قتل کرے۔

آپ کے خصائص میں سے ہے کہ آپ اپنے علم کے ذریعہ فیصلہ فرمائیں:

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ اپنے علم کے ذریعہ فیصلہ دیں اور اپنے لیے اور اپنی اولاد کے لیے حکم فرمائیں اور اس کی شہادت قبول فرمائیں جو آپ کے لیے اور آپ کی اولاد کے لیے شہادت دے اور آپ اپنے لیے اور اپنی اولاد کے لیے خود شہادت دیں۔ آپ ہدیہ کو قبول فرمائیں۔ بخلاف آپ کے سوا دیگر حکام کے کہ ان کے لیے ہدیہ جائز نہیں۔ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ قضائے بالعلم (ذاتی علم سے فیصلہ فرمانے) کے باب میں ہندہ زوجہ ابوسفیان کی حدیث لائے کہ نبی کریم ﷺ نے ہندہ سے فرمایا کہ تم اپنے شوہر کے مال میں سے اس قدر مال لے سکتی ہو جو اپنے لیے اور اپنے بچوں کے لیے کفایت کر سکے اور وہ معروف (بھلائی) کے ساتھ ہو۔ اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نبی کریم ﷺ کے اپنے نفس کے حکم کے باب میں اور وہ شہادت قبول کرنے کے باب میں جس نے آپ کے حق میں گواہی دی حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کی حدیث لائے ہیں جو آگے آ رہی ہے۔ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جب کہ یہ جائز رہا تو یہ بھی جائز ہے کہ آپ اپنی اولاد کے لیے بھی حکم فرمائیں اور قبول ہدیہ کی حدیث پہلے گزر چکی ہے۔

روزہ کی حالت میں بوس و کنار آپ کیلئے جائز تھا:

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ غضب کی حالت میں آپ کے لیے حکم فرمانا

اور فتویٰ دینا مکروہ نہ تھا۔ اس لیے کہ آپ پر غضب کی حالت میں وہ خوف نہیں تھا جو ہم پر خوف ہوتا ہے۔

نووی رحمۃ اللہ علیہ نے "شرح مسلم" میں لقطہ کی حدیث بیان کرتے وقت اس کا ذکر کیا کہ آپ نے اس بارے میں فتویٰ دیا۔ درآں حالیکہ آپ اتنے غضب میں تھے کہ آپ کے دونوں رخسار سرخ تھے۔

آپ کے خصائص میں یہ ہے کہ روزے کی حالت میں قوت شہوت کے باوجود بوسہ لینا جائز تھا۔ درآں حالیکہ یہ بات آپ کے سوا پر حرام ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ روزے کی حالت میں بوسہ لیا کرتے تھے۔ تم لوگوں میں کون شخص اپنی حاجت کا مالک ہوسکتا ہے جیسے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی حاجت کے مالک تھے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ روزے کی حالت میں مباشرت یعنی بوس وکنار کرتے تھے اور آپ اپنی حاجت کے تم سے زیادہ مالک تھے۔

﴿مسلم، ابن ماجہ﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ روزے کی حالت میں بوسہ لیا کرتے اور ان کی زبان چوسا کرتے تھے۔

﴿بیہقی﴾

حالت احرام میں خوشبو لگانا آپ کیلئے جائز تھا:

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے ہے کہ آپ کے لیے احرام کے بعد ہمیشہ خوشبو میں رہنا جائز تھا۔ یہ مالکیوں کے مذکورات میں ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ گویا کہ میں نبی کریم ﷺ کے جوڑوں میں احرام کی حالت میں تراوٹ دیکھتی تھی۔ مالکیہ نے کہا کہ احرام کے بعد خوشبو کی مداومت آپ ﷺ کے خصائص میں سے ہے کیونکہ یہ دواعی نکاح میں سے ہے اس لیے لوگوں کو اس سے منع کیا گیا ہے۔ چونکہ نبی کریم ﷺ اپنی حاجت کے لوگوں سے زیادہ مالک تھے اس لیے آپ ایسا کرتے تھے اور اس لیے بھی کہ آپ کو خوشبو محبوب کی گئی ہے تو آپ کو خوشبو کی اجازت دی گئی اور اس لیے بھی کہ وحی لانے کی وجہ سے فرشتوں سے آپ کی صحبت رہتی تھی۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حالت جنابت میں مسجد میں قیام آپ کے لیے جائز تھا:

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے ہے کہ جنابت کی حالت میں ٹھہرنا آپ کے لیے جائز تھا۔ اور سیدھے لیٹ کر سونے کے سبب آپ کا وضو نہ ٹوٹتا تھا اور شرم گاہ کے چھونے سے دو وجہوں میں سے ایک وجہ میں وضو نہیں ٹوٹتا تھا اور یہ وجہ میرے نزدیک اصح ہے۔

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے علی مرتضیٰ سے فرمایا میرے اور تمہارے سوا کسی کے لیے یہ حلال نہیں ہے کہ اس مسجد میں جنابت کی حالت میں ٹھہرے۔

﴿ترمذی، بیہقی﴾

حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ میرے سوا اور تمہارے سوا کسی کے لیے یہ حلال نہیں ہے کہ وہ اس مسجد میں جنبی ہو۔

﴿بزار﴾

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو تین خوبیاں ایسی دی گئی ہیں کہ اگر ان میں سے کوئی ایک بھی مجھے حاصل ہوتی تو میرے نزدیک وہ عرب کے سارے اونٹ مجھے دیئے جانے سے زیادہ محبوب ہوتی۔

(۱) حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے شادی کر دی۔

(۲) رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مسجد میں ان کا اس حال میں رہنا کہ ان کے لیے وہ چیز حلال ہوتی جو میرے لیے مسجد میں حلال نہ ہوتی۔

(۳) خیبر کے دن علم دیا جانا۔

﴿ابو یعلیٰ﴾

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جنبی کا حالت حائض میں اس مسجد میں آنا حلال نہیں ہے بجز رسول اللہ ﷺ اور علی مرتضیٰ، سیدہ فاطمۃ الزہرہ اور حسن و حسین رضی اللہ عنہم کے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابو حازم اشجعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم فرمایا کہ وہ پاکیزہ مسجد بنائیں جس میں وہ اور ہارون علیہ السلام کے سوا کوئی نہ رہے اور اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا کہ پاکیزہ مسجد بناؤں جس میں میرے اور علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور ان کے دونوں فرزند کے سوا کوئی نہ ٹھہرے۔

﴿تذییلات کا راقم و مدیت﴾

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا مسجد میں تمہارے لیے وہ چیز حلال ہے جو میرے لیے حلال ہے۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں مسجد کو نہ جنبی کے لیے حلال قرار دیتا ہوں اور نہ حائض کو۔ بجز محمد ﷺ اور میری ازواج اور علی و فاطمہ رضی اللہ عنہما کے۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں مسجد کو نہ

حائض کے لیے حلال قرار دیتا ہوں اور نہ جنبی کے لیے۔ البتہ محمد ﷺ اور آل محمد ﷺ کے لیے حلال ہے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے رات میں وضو فرمایا اور نماز پڑھی۔ اس کے بعد آپ سو گئے یہاں تک کہ میں نے خراٹے کی آواز سنی اس کے بعد مؤذن آیا اور آپ اٹھ کر نماز کے لیے تشریف لے گئے اور وضو نہیں کیا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ سجدے کی حالت میں سو جایا کرتے تھے۔ اس کے بعد کھڑے ہو کر اپنی نماز تمام فرمایا کرتے تھے۔

﴿بزار﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سیدھے لیٹ کر سو جایا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ سانس کی آواز آنے لگتی پھر آپ اٹھ کر نماز پڑھتے اور وضو نہیں کرتے تھے۔ اس کی علت یہ ہے کہ آپ کی آنکھیں سوتی تھیں اور آپ کا دل بیدار رہتا تھا۔

﴿ابن ماجہ، ابو یعلیٰ﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دعا کی: "اے خدا میں تجھ سے ایک عہد لیتا ہوں کہ تجھ سے اپنے عہد کے خلاف معاملہ نہ کرنا" بلاشبہ میں ایک بشر ہی ہوں تو جس مسلمان کو میں ایذا پہنچاؤں، یا اسے برا کہوں یا اس پر لعنت کروں یا اسے کوڑے ماروں تو میرے اس عمل کو اس کے حق میں تزکیہ، رحمت اور قربت کا ذریعہ بنا دینا اور اس کے سبب روز قیامت اپنی طرف اسے تقرب دینا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

بسند صحیح حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک شخص کو بھیجا اور فرمایا اس آدمی کی حفاظت کرنا مگر وہ غافل ہو گئیں اور وہ آدمی بھاگ گیا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ہاتھ قطع کرے۔ یہ سن کر انہوں نے فریاد کی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں نے اپنے رب تبارک وتعالیٰ سے سوال کیا ہے کہ اپنی امت کے جس انسان پر اللہ تعالیٰ سے بددعا کروں تو اس کے حق میں اس بددعا کو مغفرت قرار دے۔

﴿احمد﴾

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے خدا جاہلیت کے زمانے میں جس شخص پر میں نے لعنت کی ہو اور وہ دائرہ اسلام میں داخل ہو جائے لہٰذا تو اس کو اس (لعنت) کے حق میں اپنے حضور قربت قرار دے۔

﴿طبرانی﴾

مسلمانوں پر لازم ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ناموس پر اپنی جان قربان کر دے:

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ جس شخص سے بھی بقوت اس کا کھانا

اس کا پینا لے لیں اور مالک پر دے دینا واجب ہے۔ اگرچہ وہ محتاج ہو اور اس پر لازم ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ناموس پر اپنی جان قربان کر دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ" ﴿سورۃ الاحزاب﴾

ترجمہ: "یہ نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے۔"

علماء اسلام نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی ظالم آپ کی طرف قصد کرے تو ہر اس شخص پر واجب ہے جو اس وقت حاضر ہے اپنی جان کو رسول اللہ ﷺ کی حفاظت میں قربان کر دے۔ جس طرح کہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے احد میں اپنی جان سے نبی کریم ﷺ کی حفاظت فرمائی اور اگر نبی کریم ﷺ کسی عورت کو اپنے نکاح میں لانا چاہیں تو اس پر واجب ہے کہ قبول کرے اگر وہ بے شوہر ہو اور آپ کے سوا پر حرام ہے اس عورت سے نکاح کا پیام دے اور اگر وہ عورت شوہر والی ہے تو اس کے شوہر پر واجب ہے کہ اسے طلاق دے دے تاکہ نبی کریم ﷺ اس سے نکاح کر لیں۔

✿ جیسا کہ پہلے اس آیت کے تحت گزر چکا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ۔"

﴿سورۃ الانفال﴾

اسی آیت کے ساتھ ماوردی رحمۃ اللہ علیہ نے ایسا ہی استدلال کیا ہے۔

اور امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کے قصہ میں طلاق دینے کے واجب ہونے کے سبب بھی استدلال کیا ہے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ممکن ہے اس قصے میں یہ حکمت ہے کہ شوہر کی جانب سے اپنی بیوی کو چھوڑنے کی تکلیف کے ذریعہ ان کے ایمان کا امتحان مقصود ہو، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے بیوی، اس کے بچوں اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہوں اور رسول اللہ ﷺ کی جانب سے بشری آزمائشوں کے ذریعہ اور گوشہ چشم کے اشارے سے منع کرنے کے ذریعہ اور ضمیر کی ان باتوں کے ذریعہ جو مخالف اظہار ہیں آپ کی آزمائش ہے۔

چار عورتوں سے زیادہ بیک وقت اپنے نکاح میں رکھنا آپ کے خصائص میں سے ہے:

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ چار عورتوں سے زیادہ نکاح میں رکھنا آپ کے لیے مباح تھا اس پر سب کا اجماع ہے۔ ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن کعب قرظی رضی اللہ عنہ سے آیت کریمہ

مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيْمَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهٗ سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ

﴿سورۃ الاحزاب﴾

ترجمہ: "نبی پر کوئی حرج نہیں اس بات میں جو اللہ نے اس کے لیے مقرر فرمائی اللہ کا دستور چلا آ رہا ہے ان میں جو پہلے گزر چکے۔"

کے تحت روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس آیت کریمہ کا مطلب یہ ہے کہ آپ جتنی عورتوں

سے چاہیں نکاح کریں یہ فریضہ ہے اور جتنے انبیاء علیہم السلام گزرے ہیں یہ ان سب کی سنت ہے چونکہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی ایک ہزار بیویاں تھیں اور حضرت داؤد علیہ السلام کی ایک سو بیویاں تھیں۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے سنن میں آیہ کریمہ

"یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الّٰتِیْٓ اٰتَیْتَ اُجُوْرَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ یَمِیْنُكَ مِمَّآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَیْكَ وَ بَنٰتِ عَمِّكَ وَ بَنٰتِ عَمّٰتِكَ وَ بَنٰتِ خَالِكَ وَ بَنٰتِ خٰلٰتِكَ الّٰتِیْ هَاجَرْنَ مَعَكَ وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِیِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِیُّ اَنْ یَّسْتَنْكِحَهَا ۗ خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ"

﴿سورۃ الاحزاب﴾

ترجمہ "اے غیب بتانے والے (نبی) ہم نے تمہارے لیے حلال فرمائیں تمہاری وہ بیبیاں جن کو تم مہر دو اور تمہارے چچا کی بیٹیاں اور پھوپھیوں کی بیٹیاں اور ماموں کی بیٹیاں اور خالاؤں کی بیٹیاں جنہوں نے تمہارے ساتھ ہجرت کی اور وہ عورت اگر وہ اپنی جان نبی کی نذر کرے اگر نبی اسے نکاح میں لانا چاہے۔ یہ خاص تمہارے لیے امت کے لیے نہیں۔"

کے تحت فرمایا وجودیکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی متعدد ازواج تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کیلئے ایسی عورتوں سے نکاح کرنا حلال فرمایا جن کے شوہر نہیں ہیں جس دن اللہ تعالیٰ نے آپ کیلئے نکاح حلال کیا اس دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کی بیٹیاں، پھوپھیوں کی بیٹیاں اور ماموں کی بیٹیاں اور خالاؤں کی بیٹیاں موجود تھیں۔

علماء نے فرمایا جبکہ آزاد کو غلام پر اس بناء پر فضیلت دی گئی کہ غلام کیلئے جتنی عورتیں رکھنا مباح ہے اس سے زائد آزاد عورتوں کو نکاح میں لاسکتا ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے واجب ہونا چاہیے کہ آپ کی تمام امت زیادہ سے زیادہ جو کہ چار ہیں ازواج رکھنے کی فضیلت رکھتی ہے۔ امت کے کثرت مباح چاہنے کے سبب آپ کیلئے اس سے اکثر بیبیاں مباح ہونی چاہئیں۔

قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی کیلئے ننانوے ازواج حلال کیں اور انہوں نے اس ضمن میں بہ کثرت فوائد بیان کیے ہیں۔ ان فوائد میں سے ایک یہ ہے کہ یہ محاسن باطنی کی نقل ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم محاسن ظاہر و باطن میں مکمل تھے اور دوسرا فائدہ یہ ہے کہ یہ اس شریعت کی نقل ہے جس پر لوگوں کو اطلاع نہ تھی۔ تیسرا فائدہ یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ قبائل کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سسرال بننے کا شرف عطا فرمادیں۔ چوتھا فائدہ یہ ہے کہ آپ کو اپنے اعداد کی طرف سے جو اذیت و تکلیف پہنچے ازواج کی کثرت کے سبب شرح صدر رہے اور پانچواں فائدہ یہ ہے کہ بارگاہ رسالت کے تحمل کے باوجود کثرت ازواج پر قائم رہنے میں جو تکلیف کی زیادتی ہے وہ آپ کی ریاضت و مشقت کیلئے اعظم ہے اور اس کا اجر بھی زیادہ ہے۔ چھٹا فائدہ یہ ہے کہ آپ کے حق میں نکاح کرنا عبادت ہے۔

علماء اسلام نے فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے ایسے وقت میں نکاح فرمایا جس وقت ان کے باپ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن تھے اور حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے

ایسے وقت میں نکاح کیا جبکہ ان کا باپ اور ان کا چچا اور ان کا شوہر قتل ہو چکا تھا۔ اب اگر یہ ازواج آپ کے اس باطنی احوال سے مطلع نہ ہوتیں کہ آپ اکمل الخلق ہیں تو یقیناً طبائع بشریہ اس کی متقضی ہوتیں کہ وہ عورتیں اپنے ماں باپ اور اپنے خاندان کی طرف مائل ہو جاتیں اور آپ کے حبالہ عقد میں کثرت کے ساتھ ازواج تھیں جو آپ کے معجزات اور آپ کے باطنی کمالات کے اظہار و بیان کیلئے تھیں جس طرح کہ ظاہری معجزات و کمالات کو مردوں نے جانا پہچانا تھا۔

بغیر ولی اور گواہ کے آپ کیلئے نکاح مباح تھا:

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ بغیر ولی کے نکاح نہیں اور بغیر گواہ و مہر کے نکاح نہیں لیکن نبی کریم ﷺ کے نکاح کیلئے ان میں سے کوئی شرط نہیں تھی۔

﴿بیہقی﴾

اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کو بھی لائے جسے مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جس وقت حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو اپنایا تو لوگوں نے کہا اگر آپ ان کا پردہ کرائیں گے تو وہ آپ کی زوجہ ہوں گی اور اگر ان کا پردہ نہ کرایا تو وہ ام ولد ہوں گی، چنانچہ جب آپ نے انہیں سوار کرنے کا ارادہ فرمایا تو ان کا پردہ کرایا گیا۔ اس سے لوگوں نے جانا کہ آپ نے ان سے نکاح فرمایا ہے۔ اس حدیث سے دلالت کی وجہ ظاہر ہے جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو۔

علماء اسلام نے فرمایا: امت کے نکاح میں ولی کا اعتبار اسی مقصد سے ہے کہ کفاءت یعنی ہم نسبی کی محافظت کی جائے مگر نبی کریم ﷺ اس سے بالاتر ہیں اور امت کے نکاح میں گواہوں کا اعتبار اس لیے ہے کہ نکاح سے انکار نہ کیا جا سکے اور نبی کریم ﷺ کی شان یہ ہے کہ آپ نکاح سے انکار نہ کریں گے اور اگر عورت سے انکار کرے گی تو اس کی بات آپ کے خلاف اثر انداز ہوگی ہی نہیں۔

عراقی رحمۃ اللہ علیہ نے "شرح مہذب" میں فرمایا اگر منکر عورت آپ کی تکذیب کی بنا پر کافر ہو جائے گی اور رسول اللہ ﷺ کو کسی عورت سے نکاح فرمانا اپنی ذات کی جانب سے تھا اور آپ طرفین کی جانب سے بغیر عورت کے اذن اور اس کے ولی کے اذن کے والی تھے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ"

﴿سورۃ الاحزاب﴾

نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے ہے کہ آپ کیلئے عورت اللہ تعالیٰ کے حلال قرار دینے کی وجہ سے حلال تھی۔ آپ بغیر عقد کے اسے نواز سکتے تھے۔ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جبکہ یہ بات آپ کیلئے جائز ہے تو یہ بات بھی آپ کیلئے جائز ہوگی کہ بغیر عورت سے مشورہ لیے اس کا عقد کر دیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَلَمَّا قَضٰی زَیْدٌ مِّنْہَا وَطَرًا زَوَّجْنٰکَہَا

﴿سورۃ الاحزاب﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی

کریم ﷺ کی ازواج مطہرات پر تفاخر کرتی تھیں۔ وہ کہتی تھی کہ تم سب کو تو تمہارے گھر والوں نے بیاہا ہے لیکن مجھے اللہ تعالیٰ نے ساتوں آسمان کے اوپر بیاہا ہے۔

﴿بخاری﴾

حضرت انس ﷺ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ جب حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی عدت ختم ہو گئی تو نبی کریم ﷺ نے حضرت زید ﷺ سے فرمایا: جاؤ اور زینب کو میری طرف سے پیغام دو تو وہ گئے اور ان کو پیغام پہنچایا۔ یہ سن کر انہوں نے کہا کہ میں کچھ نہیں کروں گی جب تک کہ میں اپنے خدا سے مشورہ نہ کرلوں، پھر وہ نماز پڑھنے کھڑی ہو گئیں، اور آیت کریمہ نازل ہوئی اور نبی کریم ﷺ تشریف لائے یہاں تک کہ بغیر اذن کے ان کو سرفرازی بخشی۔

﴿مسلم﴾

- بیہقی حضرت علی بن حسین ﷺ سے ارشاد باری تعالیٰ:

وَ تُخْفِیْ فِیْ نَفْسِکَ مَا اللّٰهُ مُبْدِیْهِ ﴿سورۃ الاحزاب﴾

ترجمہ: "تم اپنے دل میں رکھتے تھے وہ جسے اللہ تعالیٰ کو ظاہر کرنا منظور تھا۔"

کی تفسیر میں روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو علم دے دیا تھا کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا آپ کے حبالہ عقد میں آئیں گی۔ قبل اس کے کہ آپ ان سے تزویج فرمائیں۔ چنانچہ جب آپ کے پاس حضرت زید ﷺ ان کی شکایت لے کر آئے تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

وَ اتَّقِ اللّٰهَ وَ اَمْسِکْ عَلَیْکَ زَوْجَکَ

﴿سورۃ الاحزاب﴾

ترجمہ: "اپنی بی بی اپنے پاس رہنے دو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔"

- اس پر زید نے عرض کیا:

قَدْ اَخْبَرْتُکَ اَنِّیْ مُزَوِّجُکَهَا وَ تُخْفِیْ فِیْ نَفْسِکَ مَا اللّٰهُ مُبْدِیْهِ

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کا شرف:

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ خدا کی قسم! میں نبی کریم ﷺ کی ازواج میں کسی کے مانند نہیں ہوں ان سب سے مہروں کے ساتھ نکاح کیا ہے اور ان کا نکاح ان کے ولیوں نے کیا ہے لیکن میرا نکاح اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے کیا ہے اور قرآن میں نازل کیا ہے جسے تمام مسلمان پڑھیں گے نہ اسے کوئی بدل سکتا اور نہ پھیر سکتا ہے۔

﴿ابن سعد، ابن عساکر﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا پر رحم فرمائے۔ انہوں نے اس دنیا میں وہ شرف پایا ہے کہ ایسا شرف کسی نے نہیں پایا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا نکاح دنیا میں اپنے نبی سے فرمایا اور ان کے ساتھ قرآن گویا ہوا اور نبی کریم ﷺ نے اپنی ازواج سے اس وقت فرمایا جبکہ ہم سب آپ کے گرد جمع تھے۔ "تم میں سے وہ عورت سب سے پہلے مجھ

سے ملنے والی ہے جس کے ہاتھ دراز ہیں۔" تو آپ نے ان کو جلد تر ملنے کی بشارت کے ساتھ نوازا اور وہ جنت میں آپ کی زوجیت میں ہیں۔

﴿ابن سعد، ابن عساکر﴾

حضرت شعبی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے عرض کیا کرتی تھیں کہ مجھے آپ کے ساتھ تین باتوں پر ناز ہے اور تینوں باتیں آپ کی ازواج میں کسی کو حاصل نہیں ہے۔ ایک یہ کہ میرا جد اور آپ کا جد ایک ہے۔ دوسرے یہ کہ میرا نکاح اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ آسمان میں کیا۔ تیسرے یہ کہ سفیر حضرت جبرئیل علیہ السلام ہے۔

﴿ابن جریر﴾

ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے اپنا نفس حضور نبی کریم ﷺ کیلئے ہبہ فرما دیا تھا:

✿ حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ کا نکاح لفظ ہبہ اور بغیر مہر کے ابتداء اور انتہاء ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَحْلَلْنَا لَكَ أَزْوَاجَكَ اللَّاتِي آتَيْتَ أُجُورَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ مِمَّا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَيْكَ وَبَنَاتِ عَمِّكَ وَبَنَاتِ عَمَّاتِكَ وَبَنَاتِ خَالِكَ وَبَنَاتِ خَالَاتِكَ اللَّاتِي هَاجَرْنَ مَعَكَ وَامْرَأَةً مُؤْمِنَةً إِنْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ إِنْ أَرَادَ النَّبِيُّ أَنْ يَسْتَنْكِحَهَا خَالِصَةً لَكَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ"

﴿سورۃ الاحزاب﴾

ترجمہ: "اے غیب بتانے والے (نبی) ہم نے تمہارے لیے حلال فرمائیں تمہاری وہ بیبیاں جن کو تم مہر دو اور تمہارے چچا کی بیٹیاں اور پھوپھیوں کی بیٹیاں اور ماموں کی بیٹیاں اور خالاؤں کی بیٹیاں جنہوں نے تمہارے ساتھ ہجرت کی اور والی عورت اگر وہ اپنی جان نبی کی نذر کرے اگر نبی اسے نکاح میں لانا چاہے۔ یہ خاص تمہارے لیے امت کیلئے نہیں۔"

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ ام شریک رضی اللہ عنہا نے اپنا نفس نبی کریم ﷺ کو ہبہ کیا مگر حضور نبی کریم ﷺ نے ان کو قبول نہ فرمایا اور ام شریک رضی اللہ عنہا نے کسی سے نکاح بھی نہ کیا، یہاں تک کہ وہ فوت ہو گئیں۔

﴿ابن سعد﴾

✿ حضرت شعبی رضی اللہ عنہ سے ارشاد باری تعالیٰ

تُرْجِي مَنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ ﴿سورۃ الاحزاب﴾

کے تحت روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ان سے وہ عورتیں مراد ہیں جنہوں نے اپنا نفس نبی کریم ﷺ کو ہبہ کیا اور آپ نے بعض عورتوں کو سرفراز فرمایا اور بعض کو امید میں رکھا اور جنہوں نے آپ کے نکاح نہ کیا، ان میں سے ام شریک رضی اللہ عنہا بھی ہیں۔

﴿ابن سعد، بیہقی﴾

حضرت ابن المسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کے بعد کسی کیلئے ہبہ کرنا حلال نہیں ہے اور یہ کہ کیا آپ کی طرف سے بھی لفظ ہبہ کو قبول کرنا کافی ہے۔ جیسا کہ عورت کی طرف سے لفظ ہبہ کہنا کافی ہوتا ہے یا آپ کی طرف سے لفظ نکاح شرط ہوتا ہے اس میں دو وجہیں ہیں۔ اصح وجہ دوسری ہے کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ظاہر ہے: "اَنْ یَّسْتَنْکِحَهَا" لہذا آپ کی جانب نکاح اعتبار کیا جائے گا۔
﴿سعید بن منصور، بیہقی﴾

ازواج مطہرات کے درمیان عدم تقسیم آپ کیلئے مباح تھا:

آپ ﷺ کے خصائص میں سے ہے کہ اپنی ازواج کے درمیان عدم تقسیم مباح تھا۔ یہ بات دو قولوں میں سے ایک قول میں ہے۔ اور یہی مختار ہے اور امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

✿ چونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

تُرْجِیْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَ تُؤْیْ اِلَیْکَ مَنْ تَشَآءُ وَ مَنِ ابْتَغَیْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْکَ

﴿سورۃ الاحزاب﴾

ترجمہ: "پیچھے ہٹاؤ ان میں سے جسے چاہو اور اپنے پاس جگہ دو جسے چاہو اور جسے تم نے کنارے کر دیا تھا اسے تمہارا جی چاہے تو اس میں بھی کچھ گناہ نہیں۔"

محمد بن کعب قرظی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کو اپنی ازواج کی تقسیم کے درمیان فراخی دی گئی تھی۔ ان کے درمیان جس طرح چاہیں تقسیم فرمائیں۔

✿ یہ بات اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں ہے:

ذٰلِکَ اَدْنٰۤی اَنْ تَقَرَّ اَعْیُنُهُنَّ

﴿ابن سعد﴾

بعض علماء نے کہا کہ آپ وجوب قسمت میں بلوازم پر دورہ فرماتے تھے اور یہ بات وجوب قسمت کے منافی ہے اور ابن القشیری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا ہے کہ آپ پر یہ واجب تھا پھر یہ حکم مذکورہ آیت سے منسوخ ہو گیا۔ اور آپ ﷺ پر اپنی ازواج کے نفقہ کے وجوب میں بھی دو وجہیں دی ہیں۔ حضرت نووی رحمۃ اللہ علیہ نے وجوب کو صحیح کہا ہے۔ اس تقدیر پر نفقہ کا اندازہ نہیں کیا جائے۔ بخلاف آپ کے غیر کے۔ اس کیلئے اندازہ کیا جانا ضروری ہے۔

حالت احرام میں آپ کیلئے نکاح کرنا جائز ہے:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے احرام کی حالت میں نکاح کیا، اس میں ایک وجہ ہے جسے رافعی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے کہ آپ کیلئے آپ کے غیر کی متعدد عورت سے نکاح کرنا اور عورت اور اس کی بہن اور اس کی پھوپھی اور اس کی خالہ اور اس کی بیٹی کو اپنے نکاح میں جمع فرمانا بھی جائز تھا لیکن اصح یہی ہے کہ ان تمام صورتوں میں منع ہے۔ اور اس کی

شاہد وہ حدیث ہے جو سنن میں بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے۔ اور آپ ﷺ کا حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے یہ فرمانا جبکہ انہوں نے اپنی بہن کو آپ پر پیش کیا تھا کہ یہ میرے لیے حلال نہیں ہے اور تم میرے حضور اپنی بیٹیوں اور اپنی بہنوں کو پیش کرو۔

﴿بخاری، مسلم﴾

یہ بات صحیح ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے چھ یا سات سال کی عمر کی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔ ابن شبرمہ رحمۃ اللہ علیہ اس بات کی طرف گئے ہیں جسے ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے کہ یہ بات نبی کریم ﷺ کے ساتھ خاص تھی۔ اور یہ بات باپ کیلئے جائز نہیں ہے کہ بچی کا نکاح بالغ ہونے سے پہلے کرا دے۔ اس بات کو ابن الملقن رحمۃ اللہ علیہ "الخصائص" میں لائے ہیں اور انہوں نے کہا: یہ غریب نادر ہے۔ ابن شبرمہ رحمۃ اللہ علیہ کے سوا کسی اور نے کہا ہے ہمیں اس کا علم نہیں ہے اور جمہور علماء نے کہا ہے کہ باپ کی ولایت سے نابالغہ کا نکاح ہر ایک کیلئے جائز ہے اور یہ بات حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے نہیں ہے بلکہ ابن المنذر رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر اجماع نقل کیا ہے۔

باندی کی آزادی اس کا مہر قرار دینا آپ کیلئے جائز ہے:

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ اپنی باندی کو آزاد کر کے اس کی آزادی کو اس کا مہر قرار دیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کیا اور اس کی آزادی کو اس کا مہر قرار دیا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کیا اور ان سے نکاح کیا۔ کسی نے آپ سے دریافت کیا کہ ان کا مہر کیا ہے؟ فرمایا: ان کی جان ان کا مہر ہے۔

﴿بیہقی﴾

ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے ایسا عمل تو کیا ہے لیکن اس پر کوئی دلیل قائم نہیں فرمائی کہ یہ فعل آپ کے ساتھ اور آپ کی امت کیلئے جائز ہیں۔ لہٰذا امت کیلئے ایسا کرنا مباح ہے کیونکہ اس میں آپ کی تخصیص کے وجود پر کوئی دلیل نہیں ہے۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کا قول میرے نزدیک مختار ہے۔

یہی مذہب امام احمد و اسحاق رحمہم اللہ کا ہے۔

اجنبی عورتوں کو دیکھنا اور تنہائی میں تشریف رکھنا آپ کیلئے جائز تھا:

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ اجنبی عورتوں کی طرف آپ کا دیکھنا اور تنہائی میں ان کے ساتھ تشریف رکھنا مباح تھا۔

حضرت خالد بن ذکوان رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہا

نے کہا کہ نبی کریم ﷺ میرے پاس میرے گھر اس حال میں تشریف لائے اس وقت میری شادی ہو چکی تھی اور آپ میرے بستر پر اس طرح تشریف فرما ہوئے جس طرح تم بیٹھے ہوئے ہیں۔ کرمانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اس حدیث میں جو مفہوم ہے وہ اس پر محمول ہے کہ یہ واقعہ پردے کی آیت کے نزول سے پہلے کا ہے۔ یا یہ بات ہے کہ کسی ضرورت سے دیکھنا جائز ہو۔ یہ کہ لڑکی کا حول نہ ہو تو دیکھنا جائز ہو۔ واللہ اعلم

﴿بخاری﴾

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: دلائل قویہ سے ہمیں جو بات واضح ہوئی ہے یہ ہے کہ اجنبی عورت کے ساتھ خلوت اور اس کی طرف نظر کرنے کا جواز نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے ہے۔ اور وہ جواب صحیح ہے جو ام حرام رضی اللہ عنہا کے قصے میں مذکور ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے اور ان کے نزدیک خواب استراحت فرمائی اور وہ آپ کے سر مبارک کو آراستہ کرتی تھیں باوجود یکہ آپ دونوں کے درمیان نہ محرمیت تھی اور نہ زوجیت۔

ابن الملقن رحمۃ اللہ علیہ کے "الخصائص" میں مذکور ہے اور انہوں نے ام حرام رضی اللہ عنہا کی حدیث بیان کی ہے۔ جن علماء نے علم انساب کا احاطہ کیا ہے وہ جانتے ہیں کہ دونوں کے درمیان محرمیت نہ تھی۔ اسے حافظ شرف الدین رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ بات ام حرام رحمۃ اللہ علیہ کی بہن ام سلیم رضی اللہ عنہا کے ساتھ تھی۔ ابن الملقن رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: حقیقت یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ معصوم ہیں۔ اس بنا پر کہا جائے گا کہ اجنبیہ کے ساتھ خلوت کرنا حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے تھا اور بعض مشائخ شافعیہ نے بھی اس کا ادعا کیا ہے۔ انتہی

جس عورت کا جس سے چاہیں آپ نکاح کر دیں:

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ عورتوں میں سے جس کو چاہیں جس کے ساتھ چاہیں اس کی رضامندی سے اور ان کے والدین سے اور ان کے والدین کی رضا حاصل کیے بغیر خود بھی نکاح کر دیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ

﴿سورۃ الاحزاب﴾

ترجمہ: "اور کسی مسلمان مرد نہ مسلمان عورت کو پہنچتا ہے کہ جب اللہ و رسول کچھ حکم فرما دیں تو انہیں اپنے معاملہ کا کچھ اختیار رہے۔"

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مومن نہیں ہے جب تک کہ میں اس کے نزدیک دنیا اور آخرت میں احق نہ ہوں، اور وہ روایت نقل کی ہے۔

﴿بخاری﴾

حضرت سہل بن سعد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ کے پاس عورت آئی اور اس نے اپنا

نفس آپ پر پیش کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے عورتوں کی حاجت نہیں ہے۔ اس پر ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! اس عورت کو میرے ساتھ بیاہ دیجئے۔ آپ نے فرمایا: جتنا قرآن تیرے پاس ہے اس کے عوض میں نے اس عورت کا عقد تیرے ساتھ کر دیا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے جب حضرت زینب بن جحش رضی اللہ عنہا کو حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ عقد کا پیام دیا تو زینب رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: میں ان کے ساتھ نکاح نہیں کروں گی، ابھی حضور نبی کریم ﷺ اور ان کے درمیان گفتگو ہو رہی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ ﷺ پر یہ آیت نازل فرمائی:

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ ﴿سورۃ الاحزاب﴾

حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ میرے لیے اس عقد پر راضی ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اس صورت میں میں اللہ تعالیٰ کے رسول کی نافرمانی نہیں کروں گی۔

﴿ابن جریر﴾

حضرت محمد بن کعب قرظی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ ذوالبجادین رضی اللہ عنہ نے ایک عورت کو اپنا پیام نکاح دیا مگر اس عورت نے ان سے نکاح کرنا قبول نہ کیا پھر حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہم نے اس عورت سے پوچھا تو اس کا انکار کیا، یہ خبر نبی کریم ﷺ کو پہنچی تو آپ نے فرمایا: اے عبداللہ! کیا وہ خبر صحیح ہے جو مجھے پہنچی ہے کہ تم فلاں عورت کا ذکر کرتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا: صحیح ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نے اس عورت کا نکاح تمہارے ساتھ کر دیا پھر وہ عورت ان کے گھر پہنچ گئی۔

﴿ابن سعد﴾

مذکورہ صورت میں آپ کو حق حاصل ہے کہ اپنی بیٹیوں کے سوا دیگر چھوٹی لڑکیوں کا نکاح فرما دیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمارہ بنت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہا مکہ مکرمہ میں تھیں جب نبی کریم ﷺ عمرۃ القضاء میں تشریف لے گئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کو لے کر آئے اور نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: آپ ان سے نکاح فرما لیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ میرے دودھ شریک بھائی کی بیٹی ہے اور نبی کریم ﷺ نے ان کا نکاح سلمہ بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ سے کر دیا۔

﴿بیہقی﴾

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نکاح کے باب میں نبی کریم ﷺ کو صغیرہ اور غیر صغیرہ کے نکاح کرنے میں وہ حق حاصل ہے جو آپ کے سوا کسی کو حاصل نہیں اور اسی بنا پر عمارہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کرنے میں آپ ولی ہوئے اور ان کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ ولی نہ ہوئے۔

حضرت سلمہ بن ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو پیام

نکاح دیا اور انہوں نے کہا: میرا کوئی ولی موجود نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا: اپنے بیٹے کو حکم دو کہ وہ تمہارا نکاح کر دے تو ان کے بیٹے نے ان کا نکاح کر دیا، حالانکہ وہ اس وقت چھوٹے تھے بالغ نہ تھے۔

﴿بیہقی﴾

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: نکاح کے باب میں نبی کریم ﷺ کو وہ حق حاصل تھا جو آپ کے علاوہ کسی دوسرے کو حاصل نہیں ہے۔

آپ ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ کی طلاق کا انحصار تین میں نہیں ہے۔ یہ دو قولوں میں سے ایک قول پر ہے جس طرح کہ آپ کی ازواج کی گنتی کا انحصار نہیں اور بر بنیہ حصر اگر آپ ایک طلاق دیں تو وہ تین واقع ہوں گی تو کیا وہ مطلقہ عورت دوسرے شوہر سے خلوت صحیحہ کرنے کے بعد حلال ہوگی؟ اس میں دو قول ہیں: ایک قول میں تو حلال ہو جائے گی اس سبب سے کہ آپ کے غیر پر آپ کی ازواج ہونے میں آپ خاص ہیں۔ دوسرا قول یہ ہے کہ مطلقہ عورت کبھی آپ کیلئے حلال نہ ہوگی۔

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں یہ ہے کہ آپ نے اپنی باندی ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کو حرام کر دیا مگر وہ آپ پر حرام نہ ہوئی اور نہ آپ پر کفارہ لازم ہوا۔ یہ اس صورت میں ہے جو مقاتل رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: علت یہ ہے کہ آپ مغفور ہیں اور آپ کے سوا آپ کی امت میں سے کوئی جب اپنی باندی کو اپنے پر حرام کرلے تو اس پر کفارہ لازم ہے۔

نبی کریم ﷺ کا اپنی امت کی طرف سے قربانی فرمانا آپ کے خصائص میں سے ہے:

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے ہے کہ آپ نے اپنی امت کی طرف سے قربانی فرمائی اور کسی کیلئے دوسرے کی طرف سے بغیر اس کی اجازت کے قربانی کرنا جائز نہیں ہے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے سینگوں والا دنبہ عید گاہ میں ذبح کر کے دعا کی: اے اللہ! یہ میری طرف سے قربانی ان کیلئے ہے جو میری امت میں سے قربانی نہ کر سکیں۔

﴿حاکم﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے دو دنبوں کی قربانی دی اور ایک کو ذبح کر کے دعا مانگی: اے اللہ! یہ محمد مصطفیٰ ﷺ اور اس کی امت کے ان لوگوں کی طرف سے ہے جنہوں نے توحید اور میری تبلیغ کی گواہی دی۔

﴿حاکم﴾

بسند صحیح حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہر امت کیلئے قربانی دینے کو ہم نے لازم کیا ہے اور انہوں نے قربانی دی اور اس کو ذبح کیا ہے۔

﴿حاکم﴾

حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب قربانی دیا کرتے تو آپ دو سفید و سیاہ اور سینگوں والے دنبے خریدا کرتے تھے اور جب آپ خطبہ و نماز سے فارغ ہو جاتے تو ایک کو ذبح

کر کے کہتے: اے اللہ! یہ قربانی میری امت کے ان لوگوں کی طرف سے ہے جنہوں نے تیری توحید اور میری تبلیغ کی گواہی دی۔ اس کے بعد دوسرا دنبہ لایا جاتا اور آپ ﷺ اسے ذبح کرکے دعا کرتے: اے اللہ! یہ محمد ﷺ اور آل محمد ﷺ کی قربانی ہے۔ اس کے بعد دونوں کو مساکین کو کھلاتے اور ان دونوں میں سے خود بھی اور آپ کے اہل خانہ بھی کھایا کرتے تھے، پھر ہم برسوں مقیم رہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے قریش اور مشقت کی کفایت فرمائی۔ اب بنی ہاشم کا کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو قربانی نہ دیتا ہو۔

ابن القاص رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آپ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ نے طعام الجنازۃ تناول فرمایا باوجودیکہ آپ اس سے منع فرماتے تھے مگر بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا انکار کیا ہے اور کہا کہ وہ امت کیلئے مباح ہے اور ممانعت ثابت نہیں ہے۔

ابن سبع رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے خصائص میں شمار کیا ہے کہ جو شخص آپ کو برا کہے یا آپ کو گالی دے آپ کا حق ہے کہ اسے قتل کردیں اور یہ حکم قصد بالغضب کی طرف راجع ہے۔

وہ کرامات جو ذات اقدس ﷺ کے ساتھ خاص تھیں

حضور نبی کریم ﷺ کا ترکہ ورثاء پر تقسیم نہیں ہوگا:

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہماری میراث کوئی نہ پائے گا۔ جو کچھ ہم چھوڑیں گے وہ صدقہ ہوگا۔ بلاشبہ آل محمد ﷺ اس مال میں سے کھائیں گے۔ خدا کی قسم! میں (ابوبکر) نبی کریم ﷺ کے ترکہ میں سے ذرہ بھر تغیر نہیں کروں گا وہ اسی حال پر برقرار رہیں گے جس حال پر نبی کریم ﷺ کے عہد مبارک میں تھا اور میں اس میں اسی عمل کروں گا جو نبی کریم ﷺ اسکے ساتھ عمل فرماتے تھے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میرے ورثاء درہم و دینار تقسیم نہ کریں جو کچھ میں چھوڑوں گا میرے بعد وہ میری ازواج کا نفقہ اور عاملوں کی اجرت ہے کیونکہ وہ صدقہ ہے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: کیا تم راضی نہیں کہ تم میری طرف سے بمنزلہ حضرت ہارون علیہ السلام کے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف سے ہو، مگر اس کے کہ نہ نبوت اور نہ وراثت ہے۔

﴿طبرانی﴾

فائدہ:

حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ یہ وہ خصائص ہیں، جن سے ہمارے نبی کریم ﷺ مختص تھے۔ بخلاف تمام انبیاء علیہم السلام کے وہ

وارث ہوئے تھے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَوَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوٗدَ ﴿سورۃ النمل﴾

ترجمہ: "اور سلیمان داؤد کا جانشین ہوا۔"

- اور حضرت زکریا علیہ السلام نے کہا:

فَهَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِیًّا یَّرِثُنِیْ وَ یَرِثُ مِنْ اٰلِ یَعْقُوْبَ

﴿سورۃ مریم﴾

ترجمہ: "تو مجھے اپنے پاس سے کوئی ایسا دے ڈال جو میرے کام اٹھائے وہ میرا جانشین ہو اور اولاد یعقوب کا وارث ہو۔"

اس صورت میں آپ کی یہ خصوصیت ان خصائص میں شامل کی جائے گی جن کے سبب آپ تمام انبیاء کرام سے ممتاز ہیں، لیکن صحیح و صواب وہ ہے جس پر تمام علماء ہیں وہ یہ کہ یہ حکم تمام انبیاء کیلئے تھا۔ اس وجہ سے کہ نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے زبیر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے "انا معاشر الانبیاء لا نورث" ہم گروہ انبیاء سے کوئی میراث نہیں پاتے اور مذکورہ دونوں آیتوں کا جواب یہ ہے کہ ان دونوں میں نبوت و علم کی وراثت مراد ہے نہ کہ مال و جائیداد کی۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: امت کے علماء انبیاء کے وارث ہیں، اس لیے کہ انبیاء کے درہم و دینار کی وراثت کوئی نہیں پاتا۔ وہ صرف علم کے ہی وارث ہوتے ہیں تو جس نے علم حاصل کیا، اس نے بھرپور دولت حاصل کر لی اور انہوں نے اس حکمت میں کہ انبیاء کا مال میراث میں تقسیم نہیں کیا جاتا، کئی وجوہ بیان کیے ہیں۔

ان وجوہ میں سے یہ ہے کہ انبیاء کے قرابت دار ان کی موت کی تمنا نہ کریں ورنہ وہ اس تمنا میں ہلاک ہو جائیں گے۔ ایک وجہ یہ ہے کہ انبیاء کے ساتھ کوئی یہ گمان نہ کرے کہ ان کو دنیا سے رغبت تھی اور وہ اپنے ورثاء کیلئے دنیا جمع کرتے تھے اور ایک وجہ یہ ہے کہ تمام انبیاء زندہ ہیں اور زندہ کی میراث نہیں ہوتی۔ اسی بناء پر امام الحرمین اس طرف گئے ہیں کہ ان کا مال ان کی ملک پر باقی ہے ان کی طرف سے ان کے اہل پر خرچ کیا جائے گا جس طرح کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حیات میں خرچ کرتے تھے کیونکہ آپ زندہ ہیں، اسی سبب سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کی طرف سے آپ کے اہل اور آپ کے خدام پر خرچ کرتے تھے اور اسی جگہ پر صرف کرتے تھے جہاں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حیات میں صرف فرماتے تھے۔

﴿ابن ماجہ﴾

اور نووی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے اس کو ترجیح دی ہے کہ اس کی ملکیت آپ سے جاتی رہی اور وہ تمام مسلمانوں پر صدقہ ہے ان کے ساتھ ورثاء کی تخصیص نہیں ہے۔ اس بات سے بعض علماء نے ایک اور خصوصیت اخذ کی ہے وہ یہ کہ آپ کیلئے اپنے تمام مال کو اپنی وفات کے بعد صدقہ کر دینے کو مباح کیا گیا۔ بخلاف آپ کی امت کے اوران کو تہائی مال پر پابند کر دیا گیا۔

نبی کریم ﷺ کی ازواجِ مطہرات امہات المومنین ہیں

ازواج مطہرات کا امہات المومنین ہونا، ان سے نکاح کرنے اور ان کے احترام و طاعت کرنے میں ہے نہ کہ ان کی طرف دیکھنے یا کسی اور بات میں ہے۔

✿ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ

﴿سورۃ الاحزاب﴾

اور یہ قرات کی گئی ہے کہ "وَهُوَ اَبٌ لَهُمْ" حضور نبی کریم ﷺ مسلمانوں کے باپ ہیں اور یہ ازواج مرد مسلمانوں کی مائیں ہیں نہ کہ عورتوں کی۔ اس لیے کہ مائیں ہونے کا فائدہ مردوں کے حق میں ہے اور وہ فائدہ نکاح ہے جو کہ عورتوں کے حق میں مفقود ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نے ان کو یا امی کہہ کر مخاطب کیا۔ اس پر انہوں نے فرمایا: ہم تم مردوں کی مائیں ہیں اور تم عورتوں کی مائیں نہیں ہیں۔

﴿ابن سعد، بیہقی﴾

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے۔ انہوں نے فرمایا: ہم تم سے سب مردوں اور عورتوں کی مائیں ہیں۔

﴿ابن سعد﴾

اسی روایت سے علماء کی ایک جماعت حجت پکڑتی ہے۔ اس لیے کہ احترام و تعظیم کا فائدہ عورتوں میں بھی موجود ہے۔

بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ تمام مرد و عورت کے حرمت و تعظیم میں باپ ہیں۔

حضور نبی کریم ﷺ کی خصوصیت یہ ہے کہ آپ کی ازواج مطہرات کو ان کے پردوں میں ان کے جثہ کو دیکھنا اور ان سے بالمشافہ بات کرنا حرام ہے۔

✿ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِن وَرَاءِ حِجَابٍ

ترجمہ: "اور جب تم ان سے برتنے کی کوئی چیز مانگو تو پردے کے باہر سے مانگو۔"

"کتاب الروضہ" میں رافعی اور بغوی رحمہم اللہ کے اتباع میں علماء نے فرمایا کہ کسی کیلئے یہ حلال نہیں ہے کہ ان سے کچھ پوچھے مگر یہ کہ پردے کے پیچھے سے ہو۔ لیکن ان کے سوا عورتوں کا مسئلہ تو جائز ہے کہ ان سے بالمشافہ کچھ پوچھے۔

قاضی عیاض و نووی رحمہم اللہ نے "شرح مسلم" میں فرمایا کہ چہرہ اور دونوں ہاتھوں کے چھپانے

میں نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات مخصوص کر دی گئی ہیں۔ ان پر حجاب فرض ہے۔ اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے ان کیلئے شہادت یا کسی اور وجہ سے ہاتھوں اور چہروں کا کھلنا جائز نہیں ہے اور نہ یہ جائز ہے کہ وہ چادر وغیرہ میں اپنے جثوں کو ظاہر کریں اور ان پر فرض ہے کہ وہ پردہ نشین رہیں۔ بجز حوائج ضروریہ مثلاً بول و براز وغیرہ کیلئے باہر نکلنے کے۔

نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ ازواج مطہرات جب لوگوں کیلئے بیٹھتیں تو پردے کے اس طرح بیٹھتی تھیں اور جب وہ باہر نکلتیں تو پردہ کر کے اپنے جثوں کو پوشیدہ کر کے نکلتیں اور جب حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے وفات پائی تو ان کی نعش کے اوپر ان کے جثہ کی پردہ پوشی کا گہوارہ بنایا گیا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا حجاب کے فرض ہونے کے بعد اپنی کسی حاجت سے باہر نکلیں چونکہ وہ عظیم الجثہ عورت تھیں کسی پر وہ مخفی نہ رہتی تھی ہر ایک ان کو پہچان جاتا تھا، چنانچہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو دیکھا تو انہوں نے کہا: اے سودہ! آگاہ ہو، خدا کی قسم! تم ہم پر مخفی نہیں رہ سکتیں، تم اپنے حال پر غور کرو کہ تم کیسے باہر نکلتی ہو۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں وہ فوراً واپس نبی کریم ﷺ کے پاس آئیں اور اس وقت حضور نبی کریم ﷺ کے دست اقدس میں شانہ تھا اور اسے تناول فرما رہے تھے۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! میں اپنی حاجت سے باہر نکلی تو مجھ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ کہا۔ اسی لمحہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ پر وحی نازل فرمائی درآں حالیکہ وہ شانہ آپ کے دست ہی میں تھا اور اسے رکھا نہ تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تم کو اپنی حاجت سے باہر جانے کی اجازت دیدی ہے۔

﴿بخاری﴾

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سن میں جس میں انہوں نے وفات پائی، مجھے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات کے ساتھ بھیجا، وہ سب پردہ کیے ہوئے تھیں، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ان کے آگے آگے چلتے تھے اور کسی کو ان کے قریب پھٹکنے نہ دیتے تھے مگر یہ کہ وہ دور سے دیکھے اور حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ ان کے پیچھے پیچھے چلتے تھے وہ بھی ایسا ہی کرتے جاتے تھے حالانکہ وہ ازواج ہودج میں تھیں اور وہ دونوں کو گھاٹیوں میں لے جاتے اور کسی کو ان کے گزرنے نہ دیتے تھے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت ام معبد بنت خالد بن خنیف رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے میں دیکھا ہے کہ ان دونوں نے نبی کریم ﷺ کی ازواج کو حج کرایا اور میں نے دیکھا کہ وہ ازواج ہودجوں میں تھیں اور ہودج کے اوپر اطلس کے سبز پردے پڑے ہوئے تھے اور وہ عورتوں کے جھرمٹ میں تھیں، ان کے آگے آگے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنی سواری پر چل رہے تھے، جب کوئی ان سے قریب ہوتا تو

باآواز بلند کہتے: "ایک ایک" اپنی طرف ہو، اپنی طرف ہو، ان کے پیچھے پیچھے حضرت ابن عوف رضی اللہ عنہ تھے وہ بھی ایسا ہی کرتے جاتے تھے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے کہ وہ ازواج النبی ﷺ کے آگے تھے جو آدمی ان کے سامنے سے آتا وہ اسے ایک طرف ہٹاتے تھے۔ یہاں تک کہ وہ لوگ بہت دور تک ہٹ جاتے یہاں تک کہ وہ گزر جاتیں۔

﴿ابن سعد﴾

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے ایک قول کے بموجب یہ ہے کہ آپ کے بعد آپ کی ازواج کو اپنے گھروں میں بیٹھے رہنا واجب اور ان کو باہر نکلنا حرام تھا، اگر چہ حج یا عمرہ کیلئے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ" (سورۃ الاحزاب) (ترجمہ: "اپنے گھروں میں ٹھہری رہو۔")

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حجۃ الوداع میں اپنی ازواج سے فرمایا: یہی حج ہے اس کے بعد رکنا ظاہر ہوگا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمام ازواج حج کرتی تھیں مگر حضرت سودہ رضی اللہ عنہا اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا نہ کرتی تھیں، وہ کہتی تھیں: نبی کریم ﷺ کے بعد ہمیں کوئی سواری حرکت نہ دے گی۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حج وعمرہ کر لیا ہے اب میں اپنے گھر میں بیٹھی رہوں گی جیسا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اور وہ نبی کریم ﷺ کے اس قول کو مضبوطی سے تھامے ہوئے تھیں جو حضور نبی کریم ﷺ نے حجۃ الوداع میں فرمایا کہ صرف حج ہے اس کے بعد رکنا ظاہر ہوگا تو انہوں نے حج نہیں کیا یہاں تک کہ وہ وفات پا گئیں۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت عطا بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات سے فرمایا: تم میں سے جو بھی اللہ تعالیٰ کا خوف رکھے گی اور کوئی ظاہر میں ایسا کام نہ کرے گی جو فحش ہو اور اپنے بوریہ پر ہمیشہ بیٹھی رہے گی اور آخرت میں میری زوجہ ہوگی۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت ربیعہ ابو عبدالرحمٰن، حضرت ابو جعفر رحمہم اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات کو حج وعمرہ سے منع کیا۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم کو حج وعمرہ سے منع کیا گیا ہے۔ یہاں تک کہ جب آخری سال آیا تو ہمیں اجازت دی گئی اور ہم نے حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ حج کیا، پھر جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو ہم نے ان سے اجازت مانگی تو انہوں نے فرمایا: جو تم مناسب سمجھتی ہو

وہ کرو۔ تو ہم نے سب حج کیا، بجز دو عورتوں کے، وہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا اور حضرت سودہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ وہ نبی کریم ﷺ کے بعد اپنے گھروں سے باہر نہ نکلیں، باوجودیکہ ہم خوب پردہ کرتی تھیں۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت ابوسفیان عینیہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کی ازواج معتدات کے معنی میں تھیں چونکہ معتدہ کیلئے گھر میں ہی رہنا ہے تو ان کیلئے گھروں میں ہی رہنا تھا جب تک وہ زندہ رہیں وہ خود اپنی ذاتوں کی مالک نہ تھیں۔

نبی کریم ﷺ کا بول و براز اور خون پاک وطاہر تھا:

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے حضور حاضر ہوئے تو دیکھا کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ موجود ہیں، ان کے پاس ایک طشت ہے اور کچھ اس میں ہے وہ پی رہے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ تم کیا کر رہے ہو؟ انہوں نے عرض کیا: میں نے محبوب جانا کہ حضور نبی کریم ﷺ کا خون میرے پیٹ میں محفوظ رہے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لوگوں کی جانب سے تمہارے لیے افسوس ہے اور تمہاری جانب سے لوگوں کو افسوس ہے تم کو جہنم کی آگ نہ چھوئے گی مگر اتنا کہ اللہ تعالیٰ نے قسم یاد کی۔

﴿الطبریف تصنیف، طبرانی، ابونعیم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ایک قریشی جوان سے پچھنے لگوائے جب وہ جوان پچھنے لگانے سے فارغ ہوا تو وہ خون اٹھا کر لے گیا اور اسے پی لیا۔ اس کے بعد وہ آیا تو آپ ﷺ نے اس کی طرف دیکھ کر فرمایا تیرا بھلا ہو تو نے کیا کیا؟ اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں نے اسے زمین میں بہانے سے بہتر جگہ رکھ دیا ہے اور وہ میرے پیٹ میں ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جا تو نے اپنے کو جہنم کی آگ سے محفوظ کر لیا۔

﴿ابن حبان الضعفا﴾

حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے پچھنے لگوائے اور اپنا خون میرے بیٹے کو دیا اور اس نے اسے پی لیا پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور آپ کو اس کی خبر دی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے میرے بیٹے سے پوچھا تم نے اس خون کا کیا کیا؟ اس نے کہا: میں نے مکروہ جانا کہ آپ کے خون کو زمین پر ڈالوں اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تمہیں جہنم کی آگ نہ چھوئے گی اور اس کے سر پر دست شفقت پھیرا اور فرمایا: لوگوں کو تم سے بھلا ہو اور تم کو لوگوں سے بھلا ہو۔

﴿دار قطنی﴾

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے پچھنے لگوائے اور مجھ سے فرمایا: اس خون کو پوشیدہ کر دو تو میں گیا اور اسے پی لیا۔ پھر میں آ گیا، حضور نبی کریم ﷺ نے پوچھا: تم نے کیا کیا؟ میں نے عرض کیا: اسے پوشیدہ کر دیا ہے، فرمایا: کیا پی لیا ہے؟ میں نے

عرض کیا: ہاں! پھر حضور نبی کریم ﷺ نے تبسم فرمایا۔

﴿بزار، ابویعلیٰ، ہیثمی، بیہقی، طبرانی﴾

بسند حسن حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے خون دیا اور فرمایا: اسے پوشیدہ کر دو تو میں نے جا کر اسے پی لیا۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو مجھ سے فرمایا: تم نے کیا کیا؟ میں نے عرض کیا: اسے پوشیدہ کر دیا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: شاید تم نے اسے پی لیا ہے۔ میں نے عرض کیا: ہاں میں نے اسے پی لیا ہے۔

﴿بزار، ابویعلیٰ، حاکم، بیہقی﴾

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ یوم احد مجروح (زخمی) ہوئے تو میرے والد آپ کے قریب پہنچے اور انہوں نے اپنے منہ کے ذریعہ آپ کے چہرے کے خون کو صاف کیا اور اسے پی گئے۔ اس وقت حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو اس بات کو دیکھ کر خوش ہونا چاہتا ہے وہ دیکھے کہ اس کے خون میں میرا خون مخلوط ہے تو اسے چاہیے وہ مالک بن سنان رضی اللہ عنہ کو دیکھے اور ابن سکن وطبرانی رحمہم اللہ نے "اوسط" میں اس طرح روایت کی کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کا خون میرے خون کے ساتھ مل گیا ہے اور اسے جہنم کی آگ نہ چھوئے گی۔

﴿حاکم﴾

حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک رات نبی کریم ﷺ اٹھ کر پیالہ کی طرف گئے اور اس میں پیشاب فرمایا۔ پھر رات کو میں اٹھی تو مجھے پیاس محسوس ہوئی اور میں نے پیالہ میں جو تھا اسے پی لیا، پھر جب صبح ہوئی تو میں نے آپ ﷺ سے عرض کیا۔ آپ نے تبسم فرمایا اور کہا آگاہ ہو جاؤ اب کبھی تمہارے پیٹ میں درد نہ ہوگا۔

❁ اور ابویعلیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرح روایت کیا کہ آج کے بعد کبھی بھی تمہارے پیٹ کو کوئی شکایت نہ ہوگی۔

﴿ابویعلیٰ، حاکم، دارقطنی، طبرانی، ابونعیم﴾

بسند صحیح، حضرت حکیمہ بنت امیمہ رضی اللہ عنہا سے انہوں نے ان کی والدہ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کا لکڑی کا ایک پیالہ تھا جس میں آپ بول شریف فرمایا کرتے تھے اور وہ آپ کے تخت کے نیچے رکھا رہتا تھا، آپ نے اٹھ کر اسے تلاش کیا تو وہ پیالہ آپ کو نہ ملا۔ آپ نے اس کے بارے میں استفسار فرمایا اور کہا کہ وہ پیالہ کہاں ہے؟ صحابہ نے بتایا اسے تو برہ رضی اللہ عنہا نے پی لیا ہے جو ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خادمہ تھیں اور وہ ان کے ساتھ سرزمین حبشہ سے آئی تھیں۔ یہ سن کر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: وہ آتش جہنم سے چاروں طرف سے محفوظ ہو گئی۔

﴿طبرانی، بیہقی﴾

حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ کی بیوی سلمٰی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے غسل فرمایا تو میں نے آپ کے غسل کا پانی پی لیا اور میں نے آپ سے عرض کیا تو آپ نے فرمایا: جاؤ اللہ تعالیٰ تمہارے بدن کو جہنم کی آگ سے محفوظ فرما دے گا۔

﴿طبرانی اوسط﴾

نبی کریم ﷺ کے موئے مبارک:

ہماری شافعی اصحاب نے فرمایا کہ حضور نبی کریم ﷺ کے موئے مبارک بالاجماع طاہر ہیں، اس میں وہ اختلاف جاری نہیں ہے جو لوگوں کے بالوں میں ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے قربانی کے دن جب بالوں کا حلق فرمایا تو آپ نے حکم دیا کہ موئے ہائے مبارک کو لوگوں کے درمیان تقسیم کر دیا جائے تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے ان سے کچھ حاصل کر لیے۔ ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اگر آپ کے موئے ہائے مبارک میں سے ایک بال بھی میرے پاس ہوتا تو وہ دنیا اور مافیہا سے مجھے زیادہ محبوب ہوتا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

نبی کریم ﷺ کیلئے بیٹھ کر نماز نفل پڑھنا کھڑے ہو کر پڑھنے کے مانند ہے:

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے ہے کہ آپ کے لئے بیٹھ کر نفلی نماز پڑھنا ایسا ہے جیسے کھڑے ہو کر پڑھنا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا گیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بیٹھ کر آدمی کی نماز آدھی نماز ہے پھر میں حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آیا تو میں نے دیکھا کہ آپ بیٹھ کر نماز پڑھ رہے ہیں۔ اس پر میں نے عرض کیا: مجھے بتایا گیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ بیٹھ کر مرد کی نماز پڑھنا آدھی نماز ہے۔ درآں حالیکہ آپ بیٹھ کر نماز پڑھ رہے ہیں؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم نے ٹھیک سنا، لیکن میں تم سے کسی کی مانند نہیں ہوں۔

﴿مسلم، ابوداؤد﴾

نبی کریم ﷺ کا عمل آپ کیلئے نافلہ ہے:

❁ حضور نبی کریم ﷺ کی خصوصیت ہے کہ آپ کا عمل آپ کیلئے نافلہ ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ ان سے کسی نے نبی کریم ﷺ کے روزوں کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا: کیا تم لوگ حضور نبی کریم ﷺ کے عمل کی مانند عمل کرو گے؟ کیونکہ آپ کی شان یہ ہے:

قد غفر له ما تقدم من ذنبه و ما تاخر

آپ کا عمل آپ کیلئے نافلہ تھا، آپ کو عمل کی احتیاج نہ تھی جس طرح کہ ہم کو عمل کی احتیاج ہے۔ آپ کا عمل آپ کیلئے اول تا آخر اجر و ثواب میں زائد ہے۔

﴿احمد﴾

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد باری تعالیٰ "نَافِلَةً لَّکَ" کے تحت روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ بے شک وہ نبی کریم ﷺ کیلئے خاص زائد تھا۔

﴿احمد، طبرانی﴾

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے ارشاد باری تعالیٰ "نَافِلَةً لَّكَ" کے تحت روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نافلہ کسی کیلئے نہیں ہے صرف نبی کریم ﷺ کیلئے اللہ تعالیٰ کی جانب سے خاص نافلہ تھا۔ کیونکہ آپ کی شان ہے کہ لہٰذا جو عمل فرض کے آپ نے کیا وہ وہ اس وجہ سے نافلہ ہے کہ آپ کفارہ ذنوب میں نافلہ ادا نہیں کرتے تھے۔ آپ کے سوا تمام امت فرائض کے سوا جو نوافل ادا کرتے ہیں وہ کفارہ ذنوب کیلئے کرتے ہیں ان کیلئے نافلہ نہیں ہے۔ نافلہ تو صرف نبی کریم ﷺ کیلئے مخصوص ہے۔

اور مفسرین نے "نَافِلَةً لَّكَ" کے تحت فرمایا، مطلب یہ ہے کہ یہ فرائض کے ثواب پر آپ کیلئے خاص زیادہ ہے۔ بخلاف آپ کے سوا تہجد پڑھنے والوں کے۔ کیونکہ وہ اس کی وہ نقصان کی تلافی کرتے ہیں جو فرائض کی ادائیگی میں پیدا ہو جاتی ہے اور یہ خلل و نقصان حضور نبی کریم ﷺ کے فرائض میں رہ پاتا ہی نہیں کیونکہ آپ ﷺ معصوم ہیں۔

{بیہقی}

نماز پڑھنے والا نماز میں آپ کو "اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ" کہہ کر مخاطب کرتا ہے:

نبی کریم ﷺ کے خصائص میں یہ ہے کہ نماز پڑھنے والا آپ کو نماز میں "اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ" کہہ کر مخاطب کرتا ہے۔ آپ کے سوا کسی آدمی کو نماز میں مخاطب نہیں کر سکتا اور یہ کہ نماز پڑھنے والے پر واجب ہے کہ آپ کی ندا کو قبول کرے جبکہ آپ اسے بلائیں اور اس کی نماز باطل نہیں ہوتی۔

حضرت ابوسعید المعلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان کو آواز دی اور وہ نماز پڑھ رہے تھے، پھر وہ نماز تمام کر کے حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے جواب دینے سے تمہیں کس چیز نے روکا؟ جبکہ میں نے تمہیں آواز دی تھی۔ اس نے کہا: نماز پڑھ رہا تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا:

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ

{سورۃ الانفال}

ترجمہ: "اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کے بلانے پر حاضر ہو جب نبی کریم ﷺ تمہیں بلائیں۔"

اس کے بعد فرمایا: میں نے تمہیں قرآن عظیم کی سورۃ نہیں سکھائی۔ راوی نے کہا گویا کہ میں اسے بھول گیا تھا یا بھلا دیا گیا تھا۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! وہ کون سی سورت ہے، جو آپ نے مجھ سے فرمائی تھی۔ وہ "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ" ہے وہ سبع مثانی اور قرآن عظیم ہے۔

{بخاری}

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں یہ ہے کہ آپ کے عہد مبارک میں جس نے آپ کے خطبہ دینے کی حالت میں کلام کیا اس کا جمعہ باطل ہو گیا اور یہ کہ کسی کیلئے جائز نہیں ہے کہ بغیر آپ کی اجازت کے آپ کی مجلس مبارک سے جائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاِذَا كَانُوْا مَعَهٗ عَلٰۤى اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ یَذْهَبُوْا حَتّٰى یَسْتَاْذِنُوْهُ

﴿سورۃ النور﴾

ترجمہ: "ایمان والے وہی ہیں جو اللہ اور اسکے رسول پر یقین لائے اور جب رسول کے پاس کسی ایسے کام میں حاضر ہوئے ہوں جس کیلئے جمع کیے گئے ہوں۔"

حضرت مقاتل بن حیان رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کسی شخص کیلئے سزاوار نہ تھا کہ وہ مسجد سے نکلے مگر نبی کریم ﷺ کی طرف سے اجازت حاصل کر کے یہ جمعہ کے دن اس کے بعد جبکہ آپ خطبہ شروع فرمائیں اور جب کوئی باہر جانے کا ارادہ کرتا تو وہ نبی کریم ﷺ کی طرف اپنی انگلی سے اشارہ کرتا اور آپ اسے اجازت عطا فرما دیتے۔ بغیر اس کے کہ وہ شخص کلام کرے۔ اس لیے اگر وہ شخص کلام کرتا تو ان لوگوں میں سے ہو جاتا جن کیلئے ارشاد تھا جس نے نبی کریم ﷺ کے خطبہ دینے کی حالت میں کلام کیا اس کا جمعہ باطل ہو گیا۔

﴿ابن حاتم﴾

نبی کریم ﷺ کی طرف جھوٹ منسوب کرنا کفر ہے:

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ پر جھوٹ بولنا ایسا نہیں ہے جیسا کہ آپ کے غیر پر جھوٹ بولنا ہے اور یہ کہ جس نے آپ پر جھوٹ بولا، اس کی توبہ اس کے بعد بھی قبول نہیں کی جائے گی، اگرچہ وہ توبہ کرے۔

اور یہ کہ ابو محمد شیخ جوینی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے بموجب آپ پر جھوٹ بولنے کے سبب کافر ہو جائے گا۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بے شک مجھ پر جھوٹ بولنا ایسا نہیں ہے جیسا کہ کسی پر جھوٹ بالا جائے تو جس نے مجھ پر قصداً جھوٹ بولا تو اسے چاہیے کہ وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنائے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے وغیرہ نے فرمایا: آپ پر جھوٹ بولنا کبائر میں سے ہے اور بر قول صحیح اس کا فاعل کافر نہ ہوگا۔ یہی جمہور کا قول ہے مگر جوینی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: وہ کافر ہو جائے گا۔ اب اگر وہ اس سے توبہ کرے تو ایک جماعت کا مذہب یہ ہے کہ جن میں امام احمد صیرفی رحمۃ اللہ علیہ اور بہت سے علماء کہتے ہیں کہ کبھی اس سے روایت قبول نہ کی جائے گی، اگرچہ اس کا حال اچھا ہو جائے۔ بخلاف آپ کے سوا پر جھوٹ بولنے والے کی توبہ کے اور وہ ان میں سے ہوگا جو ہر قسم کے فسق سے توبہ کرنے والے ہوتے ہیں۔ یہ کذاب اس قسم کا ہوگا جو مخالف اس کذب کے ہے جو نبی کریم ﷺ کے غیر پر ہے۔ یہی قول فن حدیث میں معتمد ہے جیسا میں نے "شرح التقریب" میں اور "شرح الفیہ الحدیث" میں بیان کیا ہے اگرچہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے خلاف کو ترجیح دی ہے۔

مجلس نبوی کے آداب

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں یہ ہے کہ آپ کے سامنے تقدیم کرنا اور آپ کی آواز سے اونچی آواز کرکے بولنا اور بلند آواز کے ساتھ آپ سے کلام کرنا اور حجروں کے اس طرف سے آپ کو پکارنا اور دور سے آپ کو چیخ کر بلانا حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ

﴿سورۃ الحجرات﴾

ترجمہ: ''اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرو، بے شک اللہ سنتا جانتا ہے۔''

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝

﴿سورۃ الحجرات﴾

ترجمہ: ''اے ایمان والو! اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے اور ان کے حضور بات چلا کر نہ کہو جیسے ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے عمل اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔''

اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى ۭ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝

﴿سورۃ الحجرات﴾

ترجمہ: ''بے شک وہ جو اپنی آوازیں پست کرتے ہیں رسول اللہ کے پاس وہ ہیں جن کا دل اللہ نے پرہیزگاری کے لئے پرکھ لیا ان کیلئے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔''

اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَاۗءِ الْحُـجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝ وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

﴿سورۃ الحجرات﴾

ترجمہ: ''بے شک وہ جو تمہیں حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں اکثر بے عقل ہیں اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ آپ ان کے پاس تشریف لاتے تو یہ ان کیلئے بہتر تھا اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔''

- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ارشاد باری تعالیٰ

لَا تَجْعَلُوْا دُعَاۗءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاۗءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا

﴿سورۃ النور﴾

ترجمہ: "رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرالو جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے۔"
کے تحت فرمایا روایت کا مطلب یہ ہے کہ دور سے "یا اباالقاسم" کہہ کر نہ پکارو لیکن جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے الحجرات میں فرمایا:

اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ (سورۃ الحجرات)

﴿ابونعیم﴾

علماء کی ایک جماعت نے کہا اسی طرح حضور نبی کریم ﷺ کی قبرانور کے پاس رفع صورت مکروہ ہے۔ اس لیے کہ آپ کی حرمت بعد وفات اسی طرح ہے جس طرح آپ کی حرمت آپ کی حیات میں ہے۔

ابن حمید سے روایت ہے کہ ابوجعفر المنصور نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے مسجد نبوی میں مناظرہ کیا، اس وقت ابوجعفر خلیفہ کے ساتھ پانچ سو شمشیر بند موجود تھے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے ابوجعفر رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا: اے امیر المومنین! اس مسجد میں اپنی آواز اونچی نہ کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ادب سکھایا ہے اور فرمایا: "لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ" (سورۃ الحجرات) اور ان مسلمانوں کی اللہ نے مدح فرمائی جو آواز پست رکھتے ہیں چنانچہ "اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ" (سورۃ الحجرات) اور بے ادب لوگوں کی مذمت فرمائی ہے چنانچہ فرمایا: "اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرَاتِ" (سورۃ الحجرات) بلاشبہ رسول اللہ ﷺ کا احترام بعد وفات بھی ایسا ہی ہے جیسا کہ حیات مبارکہ میں ہے، یہ سن کر خلیفہ نے آپ کے آگے فروتنی کی۔

گستاخ رسول کافر ہے اسے قتل کر دیا جائے:

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں یہ ہے کہ جس نے آپ کی اہانت کی وہ کافر ہو گیا اور جس نے آپ کو گالی دی یا برا کہا وہ قتل کیا جائے گا۔

بسند صحیح حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ ایک شخص نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو گالی دی۔ اس پر میں نے کہا کہ اے خلیفہ رسول اللہ ﷺ! کیا میں اس کی گردن مار دوں؟ آپ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے بعد یہ کسی کیلئے نہیں ہے۔

﴿حاکم بیہقی﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: کسی کو گالی دینے کی بناء پر قتل نہیں کیا جائے گا بجز نبی کریم ﷺ کو گالی دینے والے کے۔

﴿ابن عدی، بیہقی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اندھے کی ام ولد رسول اللہ ﷺ کے عہد میں تھی وہ رسول اللہ ﷺ کی شان میں کثرت سے بدگوئی کرتی اور آپ کو گالی دیتی تھی۔ ایک شخص نے اس کا گلا گھونٹا یہاں تک کہ وہ مر گئی تو رسول اللہ ﷺ نے اس کا خون باطل کر دیا۔

﴿بیہقی﴾

نبی کریم ﷺ، اہل بیت اور صحابہ کی محبت واجب ہے

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ کی محبت اور آپ کے اہل بیت اور آپ کے اصحاب کی محبت واجب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ وَ اِخْوَانُكُمْ وَ اَزْوَاجُكُمْ وَ عَشِیْرَتُكُمْ وَ اَمْوَالُ اِ۟قْتَرَفْتُمُوْهَا وَ تِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَ مَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَاۤ اَحَبَّ اِلَیْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ جِهَادٍ فِیْ سَبِیْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى یَاْتِیَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ

﴿سورۃ توبہ﴾

ترجمہ: "تم فرماؤ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسند کا مکان یہ چیزیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو راستہ دیکھو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے۔"

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی مومن نہیں جب تک کہ میں اس کے والدین اور اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ اس کے نزدیک محبوب نہ ہوں اور ابن الملقن نے اپنی کتاب "الخصائص" میں کہا ہے کہ آپ کی امت پر واجب ہے کہ آپ کو اعلیٰ درجات محبت سے محبوب رکھے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: ہم قریش کے کچھ لوگوں سے ملا کرتے تھے اور وہ ایک دوسرے سے باتیں کرتے ہوتے تو اپنی بات کو قطع کر دیتے تھے، ہم نے اس کو ذکر نبی کریم ﷺ سے کیا اور عرض کیا: وہ لوگ باتیں کرتے ہوتے ہیں اور جب وہ ہمیں دیکھتے ہیں تو خاموش ہو جاتے ہیں اور اپنی بات ختم کر دیتے ہیں۔ یہ سن کر حضور نبی کریم ﷺ اٹھے اور اللہ کی حمد و ثنا کی جو آپ کی یا اس کی شان کے لائق تھی اور فرمایا: ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جو باتیں کرتے ہوتے ہیں اور جب میرے اہل بیت میں سے کسی شخص کو دیکھتے ہیں تو اپنی بات ختم کر دیتے ہیں۔

خدا کی قسم! کسی آدمی کے دل میں ایمان داخل نہ ہوگا جب تک کہ وہ لوگ میرے اہل بیت سے اللہ تعالیٰ کی رضا میں اور ان لوگوں سے جو میرے قرابت دار ہیں میری وجہ سے محبت نہ رکھیں۔

﴿ابن ماجہ، حاکم﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ایمان کی نشانی انصار سے محبت رکھنا اور نفاق کی نشانی انصار سے بغض رکھنا ہے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت براء ﷺ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے انصار کو محبوب رکھا، اس کو اللہ نے محبوب رکھا اور جس نے انصار سے بغض رکھا، اللہ تعالیٰ نے اس سے بغض رکھا۔

﴿ابن ماجہ﴾

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ کی صاحبزادیوں کی اولاد آپ کی طرف منسوب ہوگی اور آپ کے غیر کی بیٹیوں کی اولاد اس کی طرف منسوب نہ ہوں گی نہ کفاءت میں اور نہ اس کے سوا کسی اور چیز میں۔

حضرت جابر ﷺ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہر ماں کے بیٹوں کا عصبہ (ولی) ہوتا ہے مگر فاطمہ رضی اللہ عنہا کے دونوں بیٹوں کا عصبہ میں ہوں۔ میں ہی ان دونوں کا ولی اور عصبہ ہوں۔

﴿حاکم﴾

ابویعلی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی مثل حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے حدیث روایت کی اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ اس باب میں آپ کے قول لائے ہیں جو امام حسن کے حق میں ہے کہ میرا یہ بیٹا سید ہے اور آپ کا وہ قول لائے ہیں جو آپ نے حضرت علی ﷺ سے اس وقت فرمایا جب کہ امام حسن ﷺ پیدا ہوئے کہ تم میں میرے بیٹے کا نام کیا رکھا ہے؟ اسی وقت فرمایا: جبکہ امام حسین پیدا ہوئے۔

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ کی صاحبزادیوں کی موجودگی میں ان پر کوئی عورت نکاح میں نہ لائی جائے۔

حضرت المسور بن مخرمہ ﷺ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: (جبکہ آپ منبر پر تشریف فرما تھے) کہ بنی ہاشم بن مغیرہ کے لوگوں نے مجھ سے اجازت مانگی ہے کہ وہ اپنی بیٹی کو علی ابن ابی طالب ﷺ سے بیاہ کر دیں تو میں اجازت نہ دوں گا اور میں اجازت نہ دوں گا اور میں اجازت نہ دوں گا مگر یہ کہ علی ابن ابی طالب ﷺ اس کا ارادہ رکھیں کہ وہ میری بیٹی کو طلاق دے دیں اور ان کی بیٹی سے نکاح کر لیں، بلاشبہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا میرے جسم کا ٹکڑا ہے جو بات انہیں ناپسند ہے وہ مجھے ناپسند ہے اور جو چیز انہیں ایذا دیتی ہے وہ مجھے ایذا دیتی ہے۔

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ بات بعید نہیں ہے کہ آپ کی بیٹیوں پر دوسری شادی کرنے کی ممانعت آپ کے خصائص میں سے ہو۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حارث بن ابی اسامہ حضرت علی بن حسین ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جب حضرت علی بن ابی طالب ﷺ نے ارادہ کیا کہ وہ ابوجہل کی بیٹی کو نکاح کا پیام دیں تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کسی کیلئے جائز نہیں ہے کہ نبی کریم ﷺ کی بیٹی پر عدو اللہ (دشمن خدا) کی بیٹی بیاہ کر لائے۔

﴿حارث ابن ابی اسامہ﴾

حضرت ابوحنظلہ ﷺ سے روایت ہے کہ حضرت علی ﷺ نے ابوجہل کی بیٹی کو پیام نکاح دیا جب یہ خبر نبی کریم ﷺ کو پہنچی تو آپ نے فرمایا: فاطمہ رضی اللہ عنہا میرے جسم کا ٹکڑا ہے جس نے ان کو ایذا

دی، آپ نے مجھے ایذا دی۔ یہ حدیث مرسل قوی ہے۔

﴿حاکم﴾

حضرت عبیداللہ بن ابو رافع رضی اللہ عنہ حضرت المسور رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت حسن بن حسن رضی اللہ عنہ نے کسی کو ان کے پاس بھیجا کہ وہ ان کی بیٹی کیلئے ان کو پیام دیں۔

اس پر حضرت المسور رضی اللہ عنہ نے کہا: خدا کی قسم! میرے نزدیک کوئی نسب، کوئی سبب اور کوئی دامادی آپ سے زیادہ نہیں ہے لیکن چونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا میرے جسم کا ٹکڑا ہے۔ جس بات سے وہ ناخوش ہوتی ہے اس سے میں ناخوش ہوتا ہوں اور جس بات سے وہ خوش ہوتی ہیں وہ بات مجھے خوشی پہنچتی ہے کیونکہ آپ کے حبالہ عقد میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی ہے اگر میں اپنی بیٹی کو ان پر آپ سے بیاہتا ہوں تو یہ ان کی ناخوشی کی بات ہوگی۔ تو حسن ان کا یہ عذر قبول کر کے چلا گیا۔

﴿احمد، حاکم، بیہقی﴾

حضرت حارث رضی اللہ عنہ، حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: وہ شخص جہنم میں داخل نہ ہوگا جس نے میرے خاندان میں تزویج کیا، یا میں نے اسکے خاندان میں تزویج کیا۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اپنے رب سے مانگا ہے کہ میں اپنی امت کے جس خاندان میں تزویج کروں یا میں اپنی امت کے جس خاندان سے تزویج کر کے لاؤں، وہ جنت میں میرے ساتھ ہو تو اللہ تعالی نے مجھے یہ عطا فرمایا۔

﴿مسند حارث بن ابی اسامہ، حاکم﴾

✿ حضرت حارث رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی مثل حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی ہے۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کیلئے پیام نکاح دیا اور حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو ان سے بیاہ دیا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ مہاجرین کے پاس آئے اور فرمایا: کیا تم لوگ مجھ کو ام کلثوم بنت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی کرنے پر مبارکباد نہ دو گے؟ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ نے فرمایا: روز قیامت ہر سبب و نسب قطع ہو جائے گا بجز اس کے جو میرے سبب اور نسب سے متعلق ہے تو میں نے محبوب جانا کہ میرے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان سبب اور نسب ہو جائے۔

﴿ابن راہویہ، حاکم، بیہقی﴾

حضرت المسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمام اسباب و دامادی کے رشتے منقطع ہو جائیں گے مگر میری دامادی کا رشتہ منقطع نہ ہوگا۔

﴿ابو یعلی﴾

سرکارِ دو عالم ﷺ کے چند دیگر خصائص

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں یہ ہے کہ آپ کی مہر کے نقش کو دوسری مہروں پر نقل کرنا حرام اور نادرست ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے انگشتری کی مہر کو بنوایا اور اس پر "محمد رسول اللہ" نقش کرایا اور فرمایا: میں نے انگشتری بنوائی ہے اور اس میں وہ نقش کندہ کرایا ہے جو کسی کیلئے جائز نہیں ہے کہ وہ یہ نقش کندہ کرائے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت طاؤس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے انگشتری بنوائی اور اس میں "محمد رسول اللہ" نقش کرایا اور فرمایا: کوئی شخص میری انگشتری کے نقش کو اپنی انگشتری میں نقش نہ کرائے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مشرکوں کی آگ سے روشنی نہ لو اور اپنی انگشتریوں میں عربی نقش نہ کراؤ۔ بخاری نے اپنی تاریخ میں کہا کہ عربی سے مراد "محمد رسول اللہ" ہے۔ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کی انگشتری کی مانند "محمد رسول اللہ" کندہ نہ کراؤ۔

﴿تاریخ بخاری﴾

نمازِ خوف آپ ﷺ کے خصائص میں سے ہے:

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے خوف کی نماز ہے۔ ایک جماعت کے مذہب میں ہے جن میں امام یوسف تلمیذ امام اعظم ابوحنیفہ رحمہم اللہ ہیں کہ چونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَاِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ

﴿سورۃ النساء﴾

ترجمہ: "اے محبوب! جب تم ان میں تشریف فرما ہو۔"

اسلئے اس جماعت نے قید لگائی ہے کہ مسلمانوں میں نبی کریم ﷺ کا تشریف فرما ہونا ضروری ہے۔ اسکو مقید کرنے میں حکمت اس معنی کے لحاظ سے ہے کہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھنا ایسی فضیلت رکھتا ہے کہ کوئی شے اس کی ہمسری نہیں کر سکتی اور اس فضیلت کی وجہ سے نظم صلوٰۃ میں تغیر اس حد تک ہے کہ آپ سے انفرادیت حاصل نہیں ہوتی۔ آپ کے سوا دیگر آئمہ اس مقام میں نہیں ہیں لہٰذا جماعت میں دوسرے امام کا بدلنا ضروری ہے۔

آپ ﷺ ہر کبیرہ و صغیرہ (ارادی اور غیر ارادی) گناہ سے معصوم ہیں:

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ ہر کبیرہ و صغیرہ گناہ سے خواہ قصداً ہو یا سہواً معصوم ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لِیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ

﴿سورۃ الفتح﴾

ترجمہ: ''تا کہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخش دے تمہارے اگلوں کے اور پچھلوں کے۔''

اس کی تفسیر میں امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: امت کا اس پر اجماع ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام تبلیغ سے متعلق تمام امور میں معصوم ہیں اور تبلیغ کے سوا کبائر اور ایسے صغائر رذیلہ جو ان کے مرتبہ کو گرانے کے موجب ہوں صغائر پر مداومت سے معصوم ہیں۔ ان چار امور پر سب کا اجماع ہے اور ان صغائر میں جو ان کے رتبے کو گرانے کے موجب نہ ہوں اس میں اختلاف ہے، چنانچہ معتزلہ اور بہت سے علماء کا مذہب اس کے جواز میں ہے لیکن مذہب مختار میں ممانعت ہے۔ اس لیے کہ تمام امتیں ان کی اقتداء کے ساتھ ہر اس چیز میں مامور ہیں جو ان سے صادر ہو، خواہ وہ قول ہو یا فعل۔ بھلا انبیاء سے غیر مناسب چیز کیسے صادر ہوگی؟ جبکہ اس میں ان کی اقتداء کا حکم دیا گیا ہے۔ امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جس کسی نے ایسے صغائر کو ان کیلئے جائز رکھا ہے۔ اس نے کسی دلیل اور کسی نص سے جائز نہیں رکھا ہے۔ یہ بات اس آیت سے ثابت ہے جو پہلے گزر چکی ہے۔ امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں نے آیہ کریمہ کے ماقبل اور مابعد کے ساتھ غور کیا ہے اور میں نے اس میں پایا ہے کہ سوائے ایک وجہ کے اس میں اور کوئی احتمال ہی نہیں ہے اور وہ وجہ نبی کریم ﷺ کی عظمت و بزرگی ہے۔ بغیر اس بات کے اس جگہ گناہ کا تصور کیا جائے لیکن اللہ تعالیٰ نے چاہا ہے کہ اس آیت میں تمام اقسام کی نعمتوں کو گھیر لیا جائے جو کہ اللہ کی جانب سے آخرت میں اپنے بندوں پر ہوں گے۔ اور تمام اخروی نعمتیں دو قسم کی ہیں ایک سلبی جو کہ گناہوں کی مغفرت ہے اور دوسری ثبوتی ہیں جس کی کوئی انتہا ہی نہیں ہے، اس کی طرف اللہ تعالیٰ نے اپنے اس قول میں اشارہ فرمایا ہے:

وَیُتِمَّ نِعْمَتَہٗ عَلَیْکَ ﴿سورۃ الفتح﴾

ترجمہ: ''اور اپنی نعمتیں تم پر تمام کر دے۔''

- اور تمام دینوی نعمتیں دو قسم کی ہیں، ایک دینی نعمتیں اس طرف اللہ تعالیٰ نے اپنے فرمان میں یہ اشارہ کیا ہے:

وَیَھْدِیَکَ صِرَاطًا مُّسْتَقِیْمًا ﴿سورۃ الفتح﴾

ترجمہ: ''اور تمہیں سیدھی راہ دکھادے۔''

- اور دوسری دنیاوی نعمتیں وہ اس فرمان میں ہے:

وَیَنْصُرَکَ اللّٰہُ نَصْرًا عَزِیْزًا ﴿سورۃ الفتح﴾

ترجمہ: ''اور اللہ تعالیٰ تمہاری زبردست مدد فرمائے۔''

اس طرح نبی کریم ﷺ کے مرتبہ عالی کی تعظیم ان تمام انواع و اقسام کی نعمتوں کے ساتھ جن کو اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف انعام فرمایا اور جدا جدا کر کے آپ کے غیر کو عنایت فرمایا، اس جگہ منتظم فرما دیا ہے۔ اسی بناء پر اس پر اس امر کو اس فتح مبین کی غایت قرار دیا ہے۔ جس کو اس نے معظم و مکرم قرار دیا

ہے اور اس کی اسناد اپنی طرف نون عظمت کے ساتھ کی ہے اور اس کو اپنے "لک" کے قول کے ساتھ حضور نبی کریم ﷺ کیلئے خاص بتایا ہے۔

امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس حکمت کی طرف ابن عطیہ رحمۃ اللہ علیہ بھی گئے ہیں اور انہوں نے کہا کہ اس آیت کا مفہوم و مراد اس حکمت کے سوا اور ہے ہی نہیں کہ رب نے حضور کی عظمت و بزرگی مراد لی ہے اور قطعی و یقینی طور پر گناہ مراد ہے ہی نہیں۔ اس کے بعد ابن عطیہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: بر تقدیر جواز ذنب، کوئی شک و شبہ نہیں ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ سے اس کا اظہار ہوا ہی نہیں ہے، اس کے خلاف کیسے تصور کیا جا سکتا ہے۔ جبکہ آپ کی شان عالی یہ ہے کہ

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ﴿سورۃ النجم﴾

ترجمہ: "اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے"

اب رہا آپ کا فعل تو صحابہ کرام کا اس پر اجماع ہے کہ آپ کا اتباع اور آپ کی پیروی ہر اس عمل میں کی جائے جس کو آپ نے کیا خواہ وہ کم ہو یا زیادہ اچھا ہو یا بڑا۔ صحابہ کرام کا اس میں ذرہ بھر توقف ہے اور نہ بحث حتیٰ کہ وہ اقوال جو آپ سر اور خلوت میں کرتے، صحابہ کرام ان کو معلوم کرنے اور ان پر عمل کرنے کے حریص رہتے تھے خواہ ان کو حضور نبی کریم ﷺ سے علم ہوتا یا علم نہ ہوتا۔ حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ صحابہ کرام کے جو احوال ہیں، ان میں جو کوئی غور و فکر کرے گا، وہ اللہ تعالیٰ سے شرم کرے گا کہ اس کے خلاف اس کے دل میں کوئی خطرہ آئے۔ انتہیٰ

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ مجھے اجازت عطا فرماتے ہیں کہ جو میں آپ سے سنوں اسے لکھ لیا کروں؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہاں لکھ لیا کرو۔ میں نے عرض کیا: کیا رضا (خوشی) اور غضب کی ہر بات کو فرمایا ہاں؟ کیونکہ یہ مناسب نہیں ہے کہ میں رضا و غضب میں حق کے سوا کوئی بات کہوں۔

﴿حاکم﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں حق کے سوا فرماتا ہی نہیں۔ بعض اصحاب نے عرض کیا: آپ تو ہم سے ظرافت بھی فرماتے ہیں، اس پر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس وقت بھی میں حق کے سوا کچھ نہیں فرماتا۔

﴿ابن عساکر﴾

نبی کریم ﷺ فعل مکروہ سے منزہ و پاک ہیں

نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ فعل مکروہ سے پاک و منزہ ہیں۔ ابن سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے "جمع الجوامع" میں فرمایا کہ عصمت کی وجہ سے آپ کا فعل غیر محرم ہے اور نزاہت کی وجہ سے

آپ کا فعل غیر مکروہ ہے اور وہ فعل جو ہمارے حق میں مکروہ ہے اور اسے آپ نے کیا ہے تو وہ بیان جواز کیلئے کیا ہے لہٰذا وہ فعل تبلیغ رسالت کی وجہ یا تو آپ کے حق میں واجب ہے یا وہ فضیلت ہے اور اس فعل پر آپ کو واجب یا فضیلت کا ثواب دیا جائے گا۔

حضور نبی کریم ﷺ اور تمام انبیاء علیہم السلام کے خصائص میں سے یہ ہے کہ ان کو عارضہ جنون لاحق نہیں ہوتا۔ البتہ اغماء یعنی بے ہوشی ممکن ہے۔ اس لیے کہ جنون نقص و عیب ہے اور اغماء مرض ہے اور شیخ ابو حامد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ان پر طویل زمانے تک بے ہوشی بھی جائز نہیں ہے۔ اسی کے ساتھ نووی نے الروضہ میں ابن الملقن رحمۃ اللہ علیہ نے جزم کیا ہے۔ بلقینی رحمۃ اللہ علیہ نے تنبیہ فرمائی ہے کہ وہ اغماء جو انبیاء کرام علیہم السلام کیلئے جائز مانا گیا ہے، اس میں ایسی بے ہوشی نہیں ہے جیسے عام لوگوں کو ہوتی ہے وہ صرف ظاہری حواس کیلئے درد والم کا غلبہ ہے نہ کہ دل پر۔ امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس کی وجہ یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی شان میں وارد ہوا ہے کہ ان کی چشمان مبارک سوتی ہیں اور ان کا دل بیدار رہتا ہے جبکہ ان کے قلوب کی حفاظت کی گئی ہے اور ان کو اس نیند سے بچایا گیا ہے جو اغماء سے بہت خفیف ہے تو اغماء سے بطریق اولیٰ حفاظت کی گئی ہوگی۔ انتہی

یہ نکتہ بہت نفیس و عمدہ ہے اور مشہور یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو احتلام ممتنع ہے۔ جیسا کہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے الروضہ میں فرمایا ہے۔ اس کی دلیل اول کتاب میں بیان ہو چکی ہے۔ امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ان پر نابینائی بھی جائز نہیں رکھی گئی ہے۔ اس لیے کہ یہ نقص و عیب ہے اور کبھی کوئی نبی نابینا نہ ہوا اور وہ حضرت شعیب علیہ السلام کے بارے میں ذکر کیا گیا ہے کہ وہ نابینا ہو گئے تھے تو یہ ثابت نہیں ہے۔ اب رہا حضرت یعقوب علیہ السلام کی کم بصری (کم دیکھنا) تو وہ ایک پردہ تھا جو زائل ہو گیا۔

خواب میں دیدار نبوی ﷺ برحق ہے

نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے ہے کہ آپ کا خواب وحی ہے اور جو کچھ خواب میں آپ دیکھیں وہ حق ہے۔ طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے فرمایا: نبی کریم ﷺ نے اپنی خواب اور بیداری میں جو دیکھا وہ حق ہے اور حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کریمہ:

إِنِّي رَأَيْتُ أَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا ﴿سورۃ یوسف﴾

ترجمہ: "میں نے گیارہ تارے دیکھے۔"

کے تحت روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ انبیاء کے خواب وحی ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے ہے کہ خواب میں آپ کو دیکھنا حق ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے مجھے خواب میں دیکھا بیشک اس نے مجھی کو دیکھا، کیونکہ شیطان میری صورت اختیار نہیں کر سکتا۔ ﴿بخاری، مسلم﴾

قاضی ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس کے معنی یہ ہیں کہ آپ کا دیکھنا صحیح ہے اور وہ افکار پریشاں کا نتیجہ نہیں ہے اور علماء متاخرین نے فرمایا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اس نے حقیقتاً آپ ہی کو دیکھا اور بعض علماء نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ اس کے ساتھ خاص کیے گئے ہیں کہ خواب میں آپ کو دیکھنا صحیح ہے اور شیطان کو اس سے روک دیا گیا ہے اور وہ آپ کی صورت میں تصور ہو سکے تا کہ وہ خواب میں آپ کی زبان پر کذب نہ کہے، جس طرح کہ بیداری میں اس کو روک دیا گیا ہے کہ آپ کے اکرام کی خاطر وہ آپ کی صورت کو اختیار نہ کر سکے۔

نووی رحمۃ اللہ علیہ کی "شرح مسلم" میں ہے کہ اگر کسی شخص نے نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ آپ کسی ایسے فعل کا حکم دے رہے ہیں جو آپ کی طرف سے مستحب ہے یا آپ کے کسی منہی علیہ یعنی ممنوع عمل سے منع فرما رہے ہیں یا کسی ایسے فعل کی طرف سے ہدایت فرما رہے ہیں جو اصلاح کرنے والا ہے تو اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے کہ اس کیلئے مستحب یہ ہے کہ جس بات کا آپ نے حکم دیا ہے اس پر عمل کرے۔

اور "فتاویٰ حناطی" میں ہے کہ اگر کسی نے نبی کریم ﷺ کو اپنے کسی خواب میں ایسی صفت پر دیکھا جو منقول ہے اور اس نے کسی حکم کے بارے میں حضور نبی کریم ﷺ سے پوچھا اور آپ نے اس کے مذہب کے خلاف فتویٰ دیا اور وہ فتویٰ نہ تو کسی نص کے خلاف ہے اور نہ اجماع کے تو اس بارے میں دو قول ہیں: (۱) وہ شخص اللہ تعالیٰ کے فرمان کے ساتھ عمل کرے، اس میں فرمان الٰہی قیاس پر مقدم ہے۔ (۲) وہ شخص خوابی فتوے پر عمل نہ کرے، اس لیے کہ قیاس دلیل وحجت ہے اور خواب پر اعتماد بھروسہ نہیں تو محض خواب کی وجہ سے دلیل کو نہ چھوڑا جائے گا۔

استاذ ابو اسحاق اسفرائن رحمۃ اللہ علیہ کی "کتاب الجدل" میں ہے کہ اگر کسی شخص نے نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھا اور آپ نے اسے کسی بات کا حکم فرمایا تو کیا جب وہ بیدار ہو جائے تو اس کا بجالانا اس پر واجب ہے؟ تو اس میں دو قول ہیں: ایک قول یہ ہے کہ بجالانا منع ہے کیونکہ خواب دیکھنے والے کا ضبط معدوم ہے۔ روایت میں شک نہیں ہے۔ اس لیے کہ خبر نہیں قبول کی جاتی مگر اسی سے جو ضابط اور مکلف ہے اور سونے والا اس کے برخلاف ہے اور فتاویٰ قاضی حسین میں اس کی مثل ہے۔ اس فتاویٰ میں یہ ہے کہ اگر وہ تیسویں شعبان کی رات کو دکھایا گیا اور خبر دی گئی کہ کل رمضان المبارک کا دن ہے تو کیا اس پر روزہ فرض ہے اور قاضی شریح الدین رحمۃ اللہ علیہ کی "روضۃ الاحکام" میں ہے کہ اگر کسی نے خواب میں نبی کریم ﷺ کو دیکھا اور آپ نے فرمایا کہ فلاں کا فلاں پر اتنا واجب ہے تو کیا سامع کیلئے واجب ہے کہ اس کی شہادت دے تو اس میں بھی دو قول ہیں۔

درود وسلام کی فضیلت:

❁ حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے ہے کہ درود وسلام کی فضیلت آپ کے ساتھ خاص ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ

عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا

﴿سورۃ الاحزاب﴾

ترجمہ "بیشک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے نبی پر، اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔"

حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجا، اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمت بھیجے گا۔

﴿مسلم﴾

حضرت ابن عمرو ؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ پر جس نے ایک مرتبہ درود بھیجا، اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس کے ساتھ ستر درودیں بھیجیں گا تو بندے کو چاہیے کہ اتنا کم رکھے یا زیادہ سے زیادہ درود بھیجے۔

﴿احمد﴾

حضرت ابوطلحہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرے پاس فرشتہ آیا اور اس نے کہا: آپ کا رب فرماتا ہے کیا اس سے خوش ہیں کہ آپ کی امت کا جو شخص آپ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا تو میں اس پر دس مرتبہ درود بھیجوں گا اور جو ایک مرتبہ آپ پر سلام بھیجے گا میں اس پر دس مرتبہ سلام بھیجوں۔

﴿حاکم﴾

حضرت عمر بن خطاب ؓ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور کہا: جس نے آپ ﷺ پر ایک مرتبہ درود بھیجا اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمتیں بھیجے گا اور اس کے دس درجے بلند کرے گا۔

﴿طبرانی﴾

حضرت عبدالرحمن بن عوف ؓ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود شریف پڑھا اللہ تعالیٰ اس کیلئے اس کے بدلے دس نیکیاں لکھے گا۔

﴿بزار، ابو یعلیٰ﴾

حضرت [illegible] اسحاق رضی اللہ عنہ حضرت عبدالرحمن بن عمرو ؓ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جس نے نبی کریم ﷺ پر درود شریف پڑھا اللہ تعالیٰ اس کیلئے دس نیکیاں لکھے گا اور اس سے دس برائیاں مٹائے گا اور اس کے دس درجے بلند کرے گا۔

حضرت سعد بن عمیر رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا جس نے مجھ پر صدق دل کے ساتھ ایک مرتبہ درود شریف بھیجا تو اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں بھیجے گا اور اس کے دس درجے بلند کرے گا اور اس کے بدلے دس نیکیاں لکھے گا۔

﴿الاصبہانی الترغیب﴾

حضرت عامر بن ربیعہ ؓ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے۔ آپ ﷺ

نے فرمایا: جس نے مجھ پر درود پڑھا تو فرشتے اس پر برابر صلوٰۃ بھیجتے رہیں گے جب تک وہ درود پڑھتا رہے تو بندے کو اختیار ہے چاہے اس سے کم کرے یا زیادہ کرے۔

﴿احمد، ابن ماجہ﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: روز قیامت تمام لوگوں سے وہ شخص مجھ سے زیادہ نزدیک ہوگا جو مجھ پر درود پڑھنے میں ان سے زیادہ ہوگا۔

﴿ترمذی، ابن حبان﴾

حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: وہ شخص بخیل ہے جس کے پاس میرا ذکر ہوا اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔

﴿امام احمد، ترمذی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو مجھ پر درود شریف پڑھنا بھول گیا، اس نے جنت کے راستے میں خطا کی۔

﴿ابن ماجہ﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس مجلس میں لوگ ایسے بیٹھے ہوں جس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کیا جائے اور نہ اپنے نبی پر درود بھیجا جائے تو وہ لوگ حسرت کی حالت میں ہیں اگر خدا چاہے تو ان پر عذاب کرے، اور اگر چاہے تو انہیں بخش دے۔

﴿ترمذی﴾

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں آپ پر بکثرت درود بھیجتا ہوں تو میں اپنا درود آپ کیلئے کس تعداد میں رکھوں؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جتنا تم چاہو اور اگر اس سے زیادہ کرو گے تو وہ تمہارے لیے اچھا ہے۔ میں نے عرض کیا: آدھا، فرمایا: جتنا چاہو اور اگر اس سے زیادہ کرو گے تو وہ تمہارے لیے اچھا ہے۔ میں نے عرض کیا: دو تہائی، فرمایا جتنا چاہو اور اگر اس سے زیادہ کرو گے تو وہ تمہارے لیے اچھا ہے۔ میں نے عرض کیا: میں اپنے سارے وقت میں آپ پر درود پڑھوں گا۔ فرمایا: اس وقت تمہاری ہمت تمہیں کفایت کرے گی اور اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ بخش دے گا۔

﴿ترمذی، حاکم﴾

حضرت یعقوب بن زید طلحی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرے پاس میرے رب کی جانب سے آنے والا آیا اور اس نے کہا: کوئی بندہ ایسا نہیں ہے جو آپ ﷺ پر درود بھیجے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اس پر ایک کے بدلے دس رحمتیں نازل کرتا ہے۔

ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! میں اپنی دعا کا آدھا وقت آپ کیلئے خاص کرتا ہوں۔ فرمایا: اگر تو چاہے تو بڑھا لے۔ اس نے کہا: میں دو تہائی وقت آپ کیلئے خاص کرتا ہوں۔ فرمایا: اگر اور بڑھا لے تو اچھا ہے۔ اس نے کہا: اپنی دعا کا سارا وقت آپ کیلئے خاص کرتا ہوں، فرمایا:

اس وقت تمہیں اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت کے غم میں کفایت کرے گا۔

﴿قاضی اسماعیل فضل الصلوٰۃ﴾

حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میرے پاس حضرت جبرئیل ؑ آئے اور انہوں نے کہا کہ اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس کے روبرو آپ کا ذکر ہو اور وہ آپ پر درود نہ بھیجے۔

﴿بیہقی شعب الایمان﴾

حضرت حسن ؓ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بخیل ہونے کیلئے یہ کافی ہے کہ لوگ میرا ذکر کریں اور مجھ پر درود نہ بھیجیں اور انہوں نے جعفر بن محمد ؒ سے انہوں نے ان کے والد سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس کے پاس میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے بلاشبہ اس نے جنت کی راہ میں خطا کی۔

﴿قاضی اسماعیل فضل الصلوٰۃ﴾

حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھ پر درود بھیجو کیونکہ مجھ پر درود بھیجنا تمہارے لیے تزکیہ ہے۔

﴿قاضی اسماعیل، اصبہانی الترغیب﴾

حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھ پر درود پڑھو کیونکہ تمہارا مجھ پر درود پڑھنا تمہارے لیے کفارہ ہے۔

﴿اصبہانی﴾

حضرت خالد بن طہمان ؒ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھا اس کی سو حاجتیں پوری ہوں گی۔

﴿اصبہانی﴾

حضرت ابوسعید ؓ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کوئی قوم نہیں ہے جو بیٹھیں پھر وہ اٹھ جائیں اور وہ نبی کریم ﷺ پر درود نہ پڑھیں مگر یہ کہ ان پر روز قیامت حسرت و افسوس ہوگا جبکہ وہ جنت میں داخل ہوں گے تو وہ ثواب کو نہ دیکھیں گے۔

﴿قاضی اسماعیل بیہقی شعب الایمان﴾

حضرت انس ؓ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ روز قیامت اس کے احوال اور اس کے مواطن سے تم میں وہ شخص زیادہ نجات پانے والا ہوگا جو دنیا میں مجھ پر کثرت سے درود بھیجتا ہوگا اگرچہ اللہ تعالیٰ اور فرشتے میرے حق میں کافی تھے لیکن اس نے مسلمانوں کو اس کے ساتھ خاص کیا تاکہ ان کو اس پر ثواب دیا جائے۔

﴿اصبہانی الترغیب﴾

حضرت ابوبکر ؓ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ پر درود وسلام بھیجنا غلام کو آزاد کرنے سے افضل ہے اور حضور ﷺ سے محبت کرنا جانوں سے زیادہ افضل ہے فرمایا کہ فی سبیل اللہ تلوار چلانے سے افضل ہے۔

﴿اصبہانی﴾

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم لوگ مجھ کو شتر سوار کے پیالہ کی مانند نہ بناؤ، کیونکہ شتر سوار اپنے پیالہ میں پانی بھر کر رکھ لیتا ہے، جب اسے پینے کی ضرورت ہوتی ہے تو پی لیتا ہے یا وضو کی ضرورت ہوتی ہے تو وضو کر لیتا ہے، ورنہ اسے بہا دیتا ہے لیکن تم لوگ مجھے اول دعا، درمیان دعا اور آخر دعا میں رکھو۔

﴿بزار، اصبہانی﴾

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کوئی دعا نہیں ہے مگر یہ کہ اس کے اور آسمان کے درمیان حجاب ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ جب نبی کریم ﷺ اور آلِ محمد پر درود بھیجتا ہے تو اس وقت وہ حجاب پھٹ جاتا ہے اور دعا داخل ہو جاتی ہے اور اگر اس نے درود نہ پڑھا تو وہ دعا لوٹ آتی ہے۔

﴿اصبہانی﴾

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ دعا آسمان و زمین کے درمیان موقوف رہتی ہے اور اس کا کوئی ٹکڑا اوپر نہیں جاتا جب تک کہ تم اپنے نبی ﷺ پر درود نہ پڑھو۔

﴿ترمذی﴾

حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہر وہ دعا جس کے اول میں درود نہ پڑھا جائے وہ آسمان و زمین کے درمیان معلق رہتی ہے۔

﴿قاضی اسماعیل﴾

بسندِ جید حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے صبح کے وقت دس مرتبہ مجھ پر درود شریف پڑھا اور شام کو دس مرتبہ پڑھا تو اسے روزِ قیامت میری شفاعت میسر آئے گی۔

﴿طبرانی﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جمعۃ المبارک کے دن جمعہ کی رات میں مجھ پر بکثرت درود بھیجا کرو تو جس نے اس پر عمل کیا میں اس کیلئے روزِ قیامت گواہ اور شفیع ہوں گا۔

﴿بیہقی، شعب الایمان﴾

حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے "حدیث الرؤیا" میں روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نے اپنی امت کا ایک شخص دیکھا کہ وہ صراط پر اس طرح کانپ رہا تھا جس طرح کھجور کا تنکا ہے تو اس کے پاس وہ درود آیا جو اس نے مجھ پر بھیجا تھا اور اس کا کانپنا ختم کر دیا۔

﴿طبرانی﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ جو مجھ پر کثرت کے ساتھ درود بھیجے گا وہ عرش کے زیرِ سایہ ہوگا۔

﴿دیلمی﴾

بسندِ حسن حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جمعہ کے دن و رات میں مجھ پر بکثرت درود بھیجو کیونکہ میری امت کا درود ہر جمعہ کے دن میرے حضور پیش کیا جاتا ہے

اور درود گزار منزلت میں مجھ سے بہت نزدیک ہوگا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت عبداللہ بن عمر ﷺ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے عرش کی فراخی میں ایک جگہ حضرت آدم علیہ السلام کیلئے ہوگی اور وہ دو سبز کپڑے پہنے ہوں گے۔ گویا کہ وہ کھجور کے سبز درخت کی مانند طویل نظر آئیں گے اور وہ اپنی ہر اس اولاد کو دیکھتے ہوں گے، جس کو جنت کی طرف لے جایا جائے گا اور وہ ہر اس اولاد کو دیکھتے ہوں گے جس کو جہنم کی طرف لے جایا جائے گا تو حضرت آدم علیہ السلام جب یہ منظر دیکھتے ہوں گے کہ اچانک وہ دیکھیں گے کہ ایک امت محمدیہ کو جہنم کی طرف لے جایا جارہا ہے تو حضرت آدم علیہ السلام آواز دیں گے: اے محمد! اے احمد ﷺ! حضور نبی کریم ﷺ فرمائیں گے لبیک یا ابوالبشر علیک السلام۔ وہ کہیں گے: وہ مرد آپ کی امت کا ہے، اسے جہنم کی طرف لے جایا جارہا ہے تو میں اپنی کمر باندھ کر تیزی کے ساتھ فرشتوں کے پیچھے جاؤں گا اور فرماؤں گا اے میرے رب کے قاصد! ٹھہر جاؤ۔

وہ فرشتے کہیں گے ہم وہ درشت خو اور سختی کرنے والے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اس میں نہیں کرتے جو وہ ہمیں حکم فرمائے اور ہم وہی کرتے ہیں جس کا ہمیں حکم ہوتا ہے تو جب نبی کریم ﷺ فرشتوں سے مایوس ہو جائیں گے تو اپنی ریش مبارک پر اپنا بایاں ہاتھ رکھیں گے اور اپنا چہرہ انور عرش کے روبرو فرمائیں گے اور بارگاہ الٰہی میں عرض کریں گے:

اے میرے رب! تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے تو میری امت کے حق میں مجھے رسوا نہ کرے گا تو عرش کے پاس سے ندا آئے گی: اے فرشتو! محمد ﷺ کی اطاعت کرو اور اس بندے کو مقام کی طرف واپس لے جاؤ، پھر میں اپنی آغوش سے سفید چمکتا ہوا کاغذ کا پرزہ نکالوں گا جو انگلی کے پورے کے برابر ہوگا اور اسے میں ترازو کے پلڑے میں رکھوں گا اور میں کہوں گا: "بسم اللہ" تو نیکیاں، بدیوں پر وزنی ہو جائیں گی۔

اس وقت ندا ہوگی: "سعد و سعد جدہ ثقلت موازینہ" یہ سعید ہو گیا اس کی سعی سعید ہوگئی اور اس کا وزن بھاری ہو گیا۔ اس وقت میں فرماؤں گا: اے میرے رب کے قاصدو! ٹھہر جاؤ، تاکہ میں اس بندے سے جو اس کے رب کے نزدیک عزت والا ہے استفسار کرلوں۔ اس پر وہ بندہ اکرم الانبیاء ﷺ سے عرض کرے گا: میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔

آپ کا چہرہ کتنا حسین ہے اور آپ کا خلق کتنا اچھا ہے۔ آپ کون ہیں کہ آپ نے میرے گناہوں کے بوجھ کو ہلکا کیا اور میرے آنسوؤں پر آپ نے رحم فرمایا۔ حضور نبی کریم ﷺ فرمائیں گے: تیرا نبی محمد ﷺ ہوں اور یہ تیرا درود ہے جو تو مجھ پر پڑھتا تھا۔ اس نے تیری اس ضرورت کو پورا کر دیا جس کا تو حاجت مند تھا۔

﴿ابو عبداللہ نمیری فضل الصلوٰۃ﴾

حضرت ابن مسعود ﷺ سے مرفوعاً روایت ہے کہ جب تم میں سے کوئی اپنے وضو سے فارغ ہو تو اسے چاہیے کہ وہ "لا الہ الا و ان محمدا عبدہ و رسول" کی شہادت دے پھر وہ مجھ پر درود شریف بھیجے، جس وقت اس نے یہ کہا: تو اس کیلئے رحمت کے دروازے کھول دیئے جائیں گے۔

﴿الاصبہانی﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص کتاب میں مجھ پر درود لکھے گا اور جب تک اس کتاب میں میرا نام رہے گا، فرشتے اس کیلئے استغفار کرتے رہیں گے نیز حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس طرح روایت کی ہے کہ وہ درود اس کیلئے ہمیشہ جاری رہے گا۔

﴿الاصبہانی﴾

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی: اے موسیٰ علیہ السلام! کیا تم اس کو پسند کرتے ہو کہ روز قیامت تمہیں تشنگی نہ ہو؟ انہوں نے کہا: ہاں! اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰ! محمد ﷺ پر بکثرت درود بھیجا کرو۔

﴿الاصبہانی﴾

ابو علی الحسن بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ کو ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا کہ ان کے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں پر سونے کے رنگ سے کچھ لکھا ہوا ہے۔ میں نے ان کی بابت ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا: اے میرے فرزند! میں نبی کریم ﷺ کی حدیث کی کتابت کے وقت ''صلی اللہ علیہ وسلم'' لکھا کرتا تھا یہ میرے اس لکھنے کے سبب مکتوب ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ کا منصب شریف آپ کیلئے دعا میں رحمت کی دعا مانگنے سے بزرگ تر ہے۔ عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کسی کیلئے جائز نہیں ہے کہ جب نبی کریم ﷺ کا ذکر مبارک ہو تو وہ ''رحمۃ اللہ'' کہے۔ اس لیے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ''من صلی علی'' (جس نے مجھ پر درود پڑھا) اور ''من ترحم علي'' (جس نے مجھ پر رحمت کی دعا کی) نہیں اور نہ آپ نے ''من دعا لی'' (جس نے میرے لیے دعا مانگی) فرمایا ہے اگرچہ درود و صلوٰۃ کے معنی رحمت ہیں لیکن اس لفظ صلوٰۃ کو آپ کی تعظیم کیلئے خاص کیا گیا ہے، لہٰذا اس لفظ کے سوا کسی اور لفظ کی طرف عدول نہ کیا جائے گا اور اس کی تائید اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد بھی کر رہا ہے:

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا

﴿سورۃ النور﴾

ترجمہ: ''رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرا لو جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے۔''

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ''شرح بخاری'' میں فرمایا: وہ بحث عمدہ ہے اور اسی کی مانند قاضی ابوبکر بن العربی رحمۃ اللہ علیہ نے مالکیہ سے اور صیدلانی رحمۃ اللہ علیہ نے شافعیہ سے نقل کیا ہے اور ابوالقاسم انصاری رحمۃ اللہ علیہ شارح الارشاد نے فرمایا کہ لفظ رحمت کو صلوٰۃ کی طرف مضاف کر کے کہنا جائز ہے اور محض لفظ رحمت کہنا جائز نہیں ہے اور الذخیرہ میں جو کہ حنفی کتب میں سے ہے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ چونکہ لفظ رحمت میں نقص کا وہم ہوتا ہے۔ اسلئے یہ مکروہ ہے کیونکہ رحمت اکثر اسی فعل کیلئے ہوتی ہے جس پر ملامت کی جاتی ہے۔

نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ حضور نبی کریم ﷺ کیساتھ جس پر چاہیں صلوٰۃ فرمائیں، آپ کے سوا کسی کیلئے یہ جائز نہیں ہے کہ صلوٰۃ کا لفظ استعمال کرے، بجز نبی یا فرشتہ کے اوپر۔

حضرت عبداللہ بن اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں

جب کوئی قوم اپنے صدقات لاتی تو آپ "اللهم صل علیهم" کے ساتھ دعا فرمایا کرتے تھے، چنانچہ جب میرے والد اپنا صدقہ لائے تو آپ نے فرمایا: "اللهم صل علیهم آل ابی اوفی"

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ ہمارے یہاں تشریف لائے تو میری بیوی نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! مجھ پر اور میرے شوہر پر صلوٰۃ فرمایئے، تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "صلی اللہ علیک و علی زوجک"

﴿ابن سعد، قاضی اسماعیل، بیہقی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ کسی پر تمہارا صلوٰۃ کہنا درست نہیں ہے۔ صرف نبی کریم ﷺ پر صلوٰۃ بھیجی جائے، لیکن مسلمان مرد و عورت کیلئے استغفار کی دعا کی جائے۔ ہمارے اصحاب شوافع نے کہا کہ ابتداءً غیر انبیاء پر صلوٰۃ کا استعمال مکروہ ہے اور ایک قول کے بموجب حرام ہے۔

﴿قاضی اسماعیل، بیہقی﴾

شیخ جوینی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سلام معنی میں الصلوٰۃ کے ہے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں لفظوں کو ملایا ہے تو غیر انبیاء کے غائب پر سلام نہ بھیجا جائے (یعنی علیہ السلام نہ بولا جائے) اور برعکس خطاب لفظ سلام کے استعمال میں مضائقہ نہیں۔ ہے خواہ زندہ مسلمان کیلئے ہو، خواہ میت مسلمان کیلئے۔

اختیاراتِ مصطفیٰ ﷺ

حضرت عمارہ بن خزیمہ انصاری رضی اللہ عنہ کے چچا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک مرد اعرابی سے ایک گھوڑا خریدا اور اسے اپنے پیچھے آنے کیلئے فرمایا تاکہ قیمت ادا کر دی جائے۔ حضور نبی کریم ﷺ تیز رفتاری سے چلے اور وہ اعرابی آہستہ آہستہ چلا، لوگ اعرابی کے پاس سامنے سے گزرنے لگے اور اس سے گھوڑے کا سودا کرنے لگے۔ ان لوگوں کو یہ معلوم نہ تھا کہ نبی کریم ﷺ نے اسے خرید لیا ہے۔ یہاں تک کہ کسی نے گھوڑے کی قیمت اس اعرابی سے اس قیمت سے زیادہ لگائی جس پر اس نے نبی کریم ﷺ کے ہاتھ فروخت کیا تھا۔ جب اس کی قیمت زیادہ ہو گئی تو اس اعرابی نے حضور نبی کریم ﷺ کو آواز دی اور اس نے کہا: اگر آپ اس گھوڑے کو خریدنا چاہتے ہیں تو اسے خرید لیں، ورنہ میں اسے فروخت کیے دیتا ہوں۔ نبی کریم ﷺ نے جب اس اعرابی کی آواز سنی تو کھڑے ہو گئے، یہاں تک کہ وہ اعرابی آپ کے پاس آ گیا۔

آپ ﷺ نے اس سے فرمایا کیا میں نے یہ گھوڑا تجھ سے خرید نہیں لیا ہے؟ اعرابی نے کہا: خدا کی قسم! نہیں۔ میں نے آپ کے ہاتھ فروخت نہیں کیا ہے۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے کہا کہ بے شک میں نے اس کو تجھ سے خرید لیا ہے۔ یہ سن کر لوگ جمع ہونے لگے اور وہ نبی کریم ﷺ اور اعرابی کے گرد اکٹھے ہو گئے اور دونوں اصرار کرنے لگے اور وہ اعرابی کہنے لگا: آپ گواہ لایئے جو اس کی گواہی دے کہ میں نے

آپ کے ہاتھ فروخت کر دیا ہے اور مسلمانوں میں سے جو آتا وہ اس اعرابی سے کہتا تجھ پر افسوس ہے نبی کریم ﷺ نہیں فرماتے مگر حق۔ یہاں تک کہ حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ آئے۔ انہوں نے جب نبی کریم ﷺ کا مراجعت فرمانا سنا اور اعرابی کا یہ اصرار سنا کہ کوئی گواہ لائیے جو اس کی گواہی دے کہ میں نے آپ کے ہاتھ فروخت کر دیا ہے تو حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ تو نے گھوڑے کو فروخت کر دیا ہے۔ نبی کریم ﷺ حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کے روبرو آئے فرمایا: کس بنا پر گواہی دیتے ہو؟ حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ کی تصدیق کی بنا پر اور نبی کریم ﷺ نے حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کی ایک شہادت کو دو شخصوں کی شہادتوں کے برابر اور دو کے قائم مقام مقرر کر دی۔

﴿ابوداؤد، نسائی﴾

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک اعرابی سے گھوڑا خریدا۔ اعرابی نے فروخت کیے جانے سے انکار کیا تو خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے کہا: اے اعرابی! میں یہ گواہی دیتا ہوں کہ تو نے گھوڑا فروخت کر دیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے خزیمہ رضی اللہ عنہ! ہم نے تو تم کو گواہ نہیں بنایا تم کیسے گواہی دیتے ہو۔ حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں آپ ﷺ کی تصدیق آسمانی خبروں پر کرتا ہوں تو میں تصدیق اس اعرابی پر کیوں نہ کروں پھر نبی کریم ﷺ نے ان کی شہادت کو دو مردوں کی شہادت کے برابر قرار دے دیا۔

اسلام میں کسی مرد کیلئے یہ جائز نہ ہو کہ اس کی شہادت دو آدمیوں کی شہادت قرار دی گئی ہو۔

﴿مسند ابن ابی اسامہ﴾

بجز حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کے۔

حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: خزیمہ! جس کے حق میں گواہی دیں یا جس کے خلاف گواہی دیں تو ان کی صرف ایک گواہی درست اور کافی ہے۔

﴿تاریخ بخاری﴾

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے قربانی کے دن ہمیں خطبہ دیا اور فرمایا: جو شخص ہماری طرح نماز پڑھے گا اور ہماری طرح قربانی دے گا تو اس کی قربانی ہو جائے گی، اور جس نے نماز سے پہلے قربانی کی تو وہ بکری کا گوشت ہے یہ سن کر ابو بردہ بن دینار رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا:

یا رسول اللہ ﷺ! میں نے نماز کی طرف نکلنے سے پہلے قربانی کر لی ہے اور میں جانتا ہوں آج کا دن کھانے پینے کا دن ہے تو میں نے عجلت کی اور خود بھی کھایا اور اپنے گھر والوں اور ہمسایوں کو بھی کھلایا، اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: وہ بکری کا گوشت ہے۔ حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میرے پاس دو ماہ کا اونٹ کا بچہ ہے اور وہ بکریوں کے گوشت سے اچھا ہے تو کیا وہ میری طرف سے کفایت کرے گا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہاں! تمہارے لیے کفایت کرے گا اور تمہارے بعد کسی کیلئے دو ماہ کا بچہ کافی نہ ہوگا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ جب یہ آیہ کریمہ:

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰۤى اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْــٴًـا وَّلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ وَلَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ

ترجمہ: "اے نبی! جب تمہارے حضور مسلمان عورتیں حاضر ہوں اس پر بیعت کرنے کو کہ اللہ کا شریک نہ ٹھہرائیں گی، اور نہ چوری کریں گی اور نہ بدکاری اور نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی اور نہ وہ بہتان لائیں گی جس اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان یعنی موضع ولادت میں اٹھائیں اور کسی نیک بات میں تمہاری نافرمانی نہ کریں۔"

وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ

﴿سورۃ الممتحنہ﴾

نازل ہوئی تو انہوں نے کہا: عام لوگوں کو نوحہ گری کی عادت تھی۔ اس پر میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! اس حکم سے فلاں خاندان مستثنیٰ فرما دیجئے کیونکہ وہ جاہلیت میں میری مدد کرتے تھے۔ اب ضروری ہے کہ میں ان کی مدد کروں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: فلاں خاندان مستثنیٰ ہے۔

﴿مسلم﴾

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ استثناء ام عطیہ رضی اللہ عنہا کے خاص فلاں خاندان کے بارے میں رخصت چاہنے پر مخصوص ہے اور حضور نبی کریم ﷺ کو اختیار ہے عموم میں سے جو چاہیں خاص فرما دیں۔

حضرت عمرہ بنت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہا حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کی بیوی سہلہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کے غلام حضرت سالم رضی اللہ عنہ کی بابت ذکر کیا کہ وہ ان کے گھر میں آ جاتا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: اسے اپنا دودھ پلا دو تو انہوں نے اس کو دودھ پلا دیا حالانکہ وہ غلام مرد کبیر تھا اور اس کے بعد وہ جنگ بدر میں حاضر ہوا ہے۔

﴿ابن سعد، حاکم﴾

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی تمام ازواج مطہرات نے اس کا انکار کیا کہ کوئی شخص ایسی رضاعت کی بنا پر ان میں سے کسی کے پاس اندر آئے۔ انہوں نے کہا کہ یہ رخصت نبی کریم ﷺ کی طرف سے سالم رضی اللہ عنہ کیلئے خاص تھی۔

﴿بخاری، مسلم﴾

اور ایک روایت میں ہے کہ سہلہ بنت سہیل رضی اللہ عنہا کیلئے خاص تھی اور حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ رخصت صرف حضرت سالم رضی اللہ عنہ کیلئے تھی۔ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم تین دن تک سوگ کے کپڑے پہنو، اس کے بعد تم جو چاہے کرو۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے حلال ہونے سے پہلے اپنے صدقے کی عجلت (جلدی ادا کرنے) کے واسطے دریافت کیا تو حضور نبی کریم ﷺ نے اس بارے میں ان کو رخصت فرمائی۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت حکم بن عتیبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی جانب سے دو سال کے صدقہ میں عجلت فرمائی۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت سعید بن منصور حضرت ابوالنعمان ازدی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ایک عورت کا ایک سورۂ قرآنی پر نکاح کر دیا اور فرمایا: تمہارے بعد کسی کیلئے سورۂ قرآنی مہر نہ ہوگا۔ یہ حدیث مرسل ہے اور اس میں غیر معروف راوی ہے اور ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے مکحول سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کے بعد کسی کیلئے یہ جائز نہیں ہے اور ابن عوانہ رحمۃ اللہ علیہ نے لیث بن سعد رحمۃ اللہ علیہ سے اس کی مانند روایت کی ہے۔

حضرت جعفر بن محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کی عادت تھی کہ جب وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آتیں تو وہ "السلام علیکم" کہا کرتی تھیں۔ نبی کریم ﷺ نے ان کو اجازت عطا فرمائی کہ وہ صرف "السلام" کہا کریں۔ ایک اور روایت میں ہے کہ ام ایمن رضی اللہ عنہا کی زبان میں لکنت تھی۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت منذر ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے درمیان تیز کلامی ہوئی اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: اے علی رضی اللہ عنہ جتنی جرأت آپ نے نبی کریم ﷺ پر کی ہے مجھ میں وہ جرأت نہیں ہے کہ آپ نے حضور نبی کریم ﷺ کے نام اور حضور نبی کریم ﷺ کی کنیت اس بچہ کو عطا کر دی ہے، اس کے بعد میری امت میں سے کسی کیلئے ایسا کرنا جائز نہ ہوگا۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت منذر ثوری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ سے سنا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضرت علی رضی اللہ عنہ کیلئے رخصت تھی۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا تھا: یا رسول اللہ ﷺ! اگر آپ کے بعد میرا کوئی فرزند پیدا ہوا تو میں اس کا نام آپ کے نام پر اور اس کی کنیت آپ کی کنیت پر رکھوں گا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ٹھیک ہے۔

﴿ابن سعد﴾

نبی کریم ﷺ جنکے درمیان چاہتے مواخات فرماتے اور انکے درمیان وراثت قائم کرتے:

- حضرت علی بن زید رحمۃ اللہ علیہ سے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ ﴿سورۃ النساء﴾

ترجمہ: ''اور وہ جن سے تمہارا حلف بندھ چکا۔''
کے تحت روایت ہے۔ انہوں نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جن کے درمیان نبی کریم ﷺ نے مواخات کی گرہ لگائی تھی جب کوئی قریبی رشتہ بیچ میں نہ آتا جو ان کے درمیان حائل ہو جاتے تو وہ ان کو ان کا حصہ دیتے تھے۔ انہوں نے کہا یہ بات آج مفقود ہے۔ یہ جماعت ان خاص لوگوں کی تھی جن کے درمیان نبی کریم ﷺ نے مواخات قائم کی تھی اور وہ بات منقطع ہو گئی اور یہ امر کسی کیلئے جائز نہ ہوگا، صرف نبی کریم ﷺ کیلئے ہی اختیار تھا آپ نے انصار و مہاجرین کے درمیان مواخات فرمائی تھی اور آج کسی کے درمیان مواخات نہیں ہے۔
﴿ابن جریر﴾

مسجد نبوی ﷺ کی محراب نمازی کیلئے محراب کعبہ کی طرح ہے:

ہمارے اصحاب شافعیہ نے کہا ہے کہ جو شخص مدینہ منورہ میں نماز پڑھے تو اس کے حق میں نبی کریم ﷺ کی محراب، کعبہ کی مانند ہے۔ اس سے عدول و انحراف کسی حال میں اجتہاد کے ذریعہ جائز نہیں ہے اور یہی حکم ان تمام مقامات کا ہے جہاں نبی کریم ﷺ نے نماز پڑھی ہے اور اس باب میں تیامن و تیاسر یعنی دائیں اور بائیں میں اجتہاد جائز نہیں ہے۔ بخلاف تمام شہروں کے کہ ان میں تیامن و تیاسر میں اجتہاد جائز ہوگا۔ یہ قول اصح وجوہ پر ہے۔

نبی کریم ﷺ کی نسبت سے آپکی ازواج، اہلبیت اور اصحاب کو شرف عطا ہوا

وہ شرافت و بزرگی جس کے ساتھ حضور نبی کریم ﷺ کی وجہ سے آپ کی اولاد، آپ کی ازواج، آپ کی اہل بیت، آپ کے اصحاب اور آپ کے قبیلہ کو شرف فرمایا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:
إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ۝
﴿سورۃ الاحزاب﴾

ترجمہ: ''اور اللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو تم سے ہر ناپاکی دور فرمائے اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا کر دے۔''

اور فرمان خداوندی ہے:
وَمَن يَقْنُتْ مِنكُنَّ لِلَّهِ وَرَسُولِهِ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَا أَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ ۝
﴿سورۃ الاحزاب﴾

ترجمہ: ''اور جو تم میں فرمانبردار ہے اللہ اور اس کے رسول کا اور اچھا کام کرے ہم اسے اوروں سے دونا اجر دیں گے۔''

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میرے گھر میں آیت نازل ہوئی:

"اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ"

حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ، فاطمہ رضی اللہ عنہا اور ان کے دونوں فرزندوں کو بلوا کر فرمایا کہ یہ لوگ میرے اہل بیت (نسب) ہیں۔

﴿حاکم﴾

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ آسمان کے ایک فرشتے نے خالق عالم اللہ رب العالمین سے اجازت چاہی کہ مجھے آکر سلام کرے تو اس نے آکر مجھے بشارت دی کہ سیدۃ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا "سیدۃ النساء اہل جنت" ہیں۔

﴿حاکم﴾

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے آپ نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا تو حجابات کے اس طرف سے منادی ندا کرے گا: اے اہل محشر! اپنی نگاہوں کو نیچے کرلو تاکہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا گزر جائیں اور وہ اس حال میں گزریں گی کہ ان کے جسم پر دو سبز چادریں ہوں گی۔

﴿حاکم﴾

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہارے غضب کرنے سے غضب فرماتا ہے اور تمہارے خوش ہونے سے خوش ہوتا ہے۔

﴿حاکم﴾

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: فاطمہ رضی اللہ عنہا سیدۃ نساء اہل جنت میں ہیں بجز مریم بنت عمران رضی اللہ عنہا کے۔

﴿حاکم﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے مرض میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: کیا تم خوش نہیں کہ تم سیدۃ نساء عالم اور سیدۃ نساء مومنین اور اس امت کی عورتوں کی سردار ہو۔

﴿حاکم﴾

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ابراہیم رضی اللہ عنہ کیلئے جنت میں دودھ پلانے والی ہے جو ان کی بقیہ رضاعت کو تمام کرے گی اور فرمایا: ابراہیم علیہ السلام صدیق و شہید ہیں۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: جب نبی کریم ﷺ کے فرزند حضرت ابراہیم علیہ السلام نے وفات پائی تو حضور نبی کریم ﷺ نے ان کی نماز جنازہ پڑھی اور فرمایا: ان کیلئے جنت میں دودھ پلانے والی ایک دایہ ہے اور اگر ابراہیم علیہ السلام زندہ رہتے تو وہ یقیناً صدیق و نبی ہوتے اور ان کے ماموں قبطی لوگ آزاد ہو جاتے اور کوئی قبطی غلام نہ رہتا۔

﴿ابن ماجہ﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: حسن و حسین رضی اللہ عنہم جنتی جوانوں کے سردار ہیں، سوائے دو خالہ کے بیٹوں کے۔

﴿ابن سعد﴾

(حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی مثل حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے اور انہوں نے کہا: حسن و حسین رضی اللہ عنہم جنتی جوانوں کے سردار ہیں۔

﴿حاکم﴾

حسین رضی اللہ عنہ کی جبرئیل مدد کر رہے ہیں:

حضرت حارث بن ابی اسامہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت محمد بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کے پاس حسن و حسین رضی اللہ عنہم نے کشتی لڑی تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے حسن رضی اللہ عنہ! جلدی کرو۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ حسن رضی اللہ عنہ کی مدد فرماتے ہیں۔ گویا وہ آپ کو حسین رضی اللہ عنہ سے زیادہ محبوب ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جبرئیل علیہ السلام حسین رضی اللہ عنہ کی مدد کر رہے ہیں اور میں محبوب رکھتا ہوں کہ میں حسن رضی اللہ عنہ کی مدد کروں۔ یہ حدیث مرسل ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ امام حسن و حسین رضی اللہ عنہم کے بازوؤں میں دو تعویذ تھے۔ ان میں جبرئیل علیہ السلام کے بازوؤں کے پروں میں سے چھوٹے پر تھے۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم کو جہان کی عورتوں میں سے چار عورتیں کافی ہیں۔ (۱) مریم، (۲) آسیہ (فرعون کی بیوی)، (۳) خدیجہ (۴) اور فاطمہ رضی اللہ عنہا۔

﴿احمد۔ حاکم﴾

اہل بیت کی دشمنی جہنم کا باعث ہے:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے عبدالمطلب کی اولاد! میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا ہے کہ تم میں جو قائل ہے وہ ثابت قدم رہے، اور جو گمراہ ہے اسے ہدایت دے اور جو جاہل ہے اسے علم دے، اور یہ دعا کی ہے: "تم کو سخی، بہادر، رحم دل بنائے۔" اگر کسی شخص نے رکن اور مقام کے درمیان صف بستہ ہو کر نماز پڑھی اور روزے رکھے پھر وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے کہ وہ اہل بیت محمد مصطفیٰ ﷺ بغض و عداوت رکھے تو وہ جہنم میں داخل ہوگا۔

﴿حاکم﴾

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہم اہل بیت سے کوئی شخص بغض نہ رکھے گا مگر اللہ تعالیٰ اسے جہنم میں داخل کرے گا۔

﴿حاکم﴾

اہل بیت کشتی نوح کی طرح ہیں:

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے آپ نے فرمایا: آگاہ رہو، بے شک میرے اہل بیت کی مثال تم میں سفینۂ نوح کی مانند ہے، تو جو اس میں سوار ہوا اس نے نجات پائی اور جو پیچھے رہ گیا غرق ہو گیا۔

{ابو یعلیٰ، بزار، حاکم}

کتاب اللہ اور اہل بیت:

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں تم دو وزنی چیزیں چھوڑ رہا ہوں: (۱) کتاب اللہ، (۲) میری اہل بیت۔

{ترمذی، حاکم}

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: زمین والوں کیلئے ستارے غرق سے امان ہے اور میری اہل بیت، میری امت کیلئے اختلاف سے امان ہے اور جب کوئی قبیلہ ان کی مخالفت کرے گا تو ان میں اختلاف رونما ہو جائے گا وہ شیطانی گروہ بن جائے گا۔

✿ (اور ابو یعلیٰ و ابن شیبہ رحمہم اللہ نے حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے اسے روایت کیا ہے۔)

{حاکم}

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرے رب نے میری اہل بیت کے بارے میں مجھ سے وعدہ کیا ہے جو ان میں سے توحید اور میری تبلیغ کے ساتھ ثابت قدم رہے گا اللہ تعالیٰ ان کو عذاب نہ دے گا۔

{حاکم}

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جنت کے نوجوانوں کے سردار ابوسفیان بن الحارث رضی اللہ عنہ ہیں۔ حارث عبدالمطلب کے فرزند ہیں اور ابوسفیان نبی کریم ﷺ کے چچا کے فرزند ہیں۔

{حاکم}

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہر شخص اپنے بھائی کیلئے اپنی جگہ سے اٹھتا ہے مگر بنی ہاشم کسی کیلئے نہیں کھڑے ہوں گے۔

{طبرانی}

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کوئی شخص اپنی جگہ سے نہ کھڑا ہو مگر حسن یا حسین رضی اللہ عنہم ان دونوں کی اولاد کیلئے۔

{ابن عساکر}

فضائل صحابہ:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرے صحابہ کو گالی نہ دو۔ تم

ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر تم میں سے کوئی کوہ احد کے برابر سونا راہ خدا میں خرچ کرے تو ان کے کسی ایک کی فضیلت کو نہ پائے گا اور نہ ان کی نصف فضیلت کو۔

﴿ابن ماجہ﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر کسی کے پاس احد پہاڑ کے برابر سونا ہو اور وہ اسے راہ خدا میں خرچ کرے یا رشتہ داروں، مسکینوں اور یتیموں میں خرچ کرے تا کہ میرے صحابی کو کسی ایک دن کی ایک گھڑی کی فضیلت کو حاصل کر سکے تو وہ بھی اسے حاصل نہ کر سکے گا۔

﴿عیاشی﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: میری امت میں میرے صحابہ کی مثال ستاروں جیسی ہے جس سے لوگ رستہ کی رہنمائی حاصل کرتے ہیں، جب ستارے غائب ہو جاتے ہیں تو حیران رہ جاتے ہیں۔

﴿مسند ابن ابی عمر﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرے صحابہ کی مثال ستاروں کی مانند ہے، جس سے لوگ رستہ کی رہنمائی حاصل کرتے ہیں تو جس کسی صحابی کے قول کے ساتھ تم لوگ عمل کرو گے تو ہدایت پا جاؤ گے۔

﴿مسند عبد بن حمید﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرے صحابی کی مثال کھانے میں نمک کی مانند ہے کیونکہ کھانا بغیر نمک کے درست نہیں ہوتا۔

﴿ابویعلیٰ، بزار﴾

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ آپ نے فرمایا: میرے بعد میرے صحابہ سے ضرور لغزش ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ان کی لغزش کو ان کے سابقہ اعمال کے سبب جو میرے ساتھ کیے ہیں بخش دے گا اور میرے بعد کے لوگ اس لغزش پر عمل کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان کو جہنم میں منہ کے بل اوندھا ڈالے گا۔

﴿ابن عدی، طبرانی اوسط﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرے قرابت داروں اور میرے صحابہ کو چھوڑ دو کیونکہ جس نے ان کے حق میں میری حفاظت کی تو اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک محافظ ہوگا اور جس نے ان کے حق میں میری حفاظت نہ کی، اللہ تعالیٰ اس سے جدا ہو جائے گا اور جس سے اللہ تعالیٰ جدا ہو جائے قریب ہے کہ وہ اسے گرفت میں لے لے۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کوئی نبی نہیں مگر میری امت میں اس کا نظیر ہے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نظیر ہیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نظیر ہیں اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضرت ہارون علیہ السلام کی نظیر ہیں اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ میری نظیر

ہیں اور جو اس سے خوش ہوتا ہے کہ وہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو دیکھے تو اسے چاہیے کہ وہ ابوذر رضی اللہ عنہ کو دیکھے۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے صحابہ میں سے جو کوئی جس شہر میں فوت ہوگا تو وہ اس شہر کے مسلمانوں کو قائد اور ان کا امام اور روز قیامت ان کا نور ہوگا۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ میرا کوئی ایک صحابی جس شہر میں فوت ہوگا وہ ان کیلئے نور ہوگا اور اللہ تعالیٰ روز قیامت اس صحابی کو اس شان سے اٹھائے گا کہ وہ اس شہر والوں کا سردار ہوگا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ اہل بدر پر چھ تکبیریں اور اصحاب نبی پر پانچ تکبیریں اور دیگر تمام لوگوں پر (نماز جنازہ میں) چار تکبیریں کہتے تھے۔

﴿دار قطنی﴾

الحسن بن سفیان رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق ابوالزاہریہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت جلیس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قریش کو وہ چیز عطا کی گئی ہے جو لوگوں میں سے کسی کو عطا نہ ہوئی۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اصحاب عادل ہیں:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے ہے کہ آپ کے تمام صحابہ عادل ہیں۔ اس پر ان علماء کا اجماع ہے جو معتبر ہیں۔ ان میں سے کسی ایک کی عدالت پر بحث نہیں کی جائے گی۔ جس طرح کہ راویوں کی عدالت سے بحث کی جاتی ہے اور اس بحث کے نہ کرنے کیلئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے استدلال کیا جاتا ہے کہ فرمایا: **"خیر القرون قرنی"**

اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے ہے کہ جس نے ایک لحظہ کیلئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی، اس کیلئے صحابیت ثابت ہے۔ بخلاف صحابی کے ساتھ تابعی کے۔ تابعی کیلئے اسم تابعی اس وقت تک ثابت نہ ہوگا، جب تک کہ اس نے صحابہ کے ساتھ طویل زمانے تک صحبت نہ رکھی ہو۔ یہ تعریف اہل اصول کے نزدیک اصح قول پر ہے۔ یہ فرق و امتیاز، منصب نبوت کی عظمت اور اس کے نور کا ہے، چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ شان اعجاز تھی کہ احمق و نادان اعرابی پر آپ کی محض ایک نظر مبارک پڑتی تو وہ حکمت اور دانائی کی باتیں کرنے لگتا تھا۔

اور حضور نبی کریم کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ کی حدیث مبارک کے حاملین کے چہرے میں تر و تازگی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کی وجہ سے رہتی ہے: **"نضر اللہ امرا اسمع مقالتی فوعاھا فاداھا الی من الم یسمعھا"** اللہ تعالیٰ اور اس شخص کے چہرے کو تروتازہ رکھے جس نے میری حدیث سنی اور اسے محفوظ رکھا اور اس شخص کو پہنچایا جس نے اسے سنا نہ تھا۔ اور یہ علماء حدیث حفاظ اور امراء المومنین کے ساتھ ملقب ہو کر مخصوص ہوتے ہیں۔ خطیب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: حافظ ایسا لقب ہے جس کے ساتھ علماء حدیث تمام علماء کے درمیان مختص ہوئے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اے خدا! میرے خلفاء پر رحمت نازل فرما۔" کسی نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ! آپ کے خلفاء کون ہیں؟ فرمایا: "وہ لوگ ہیں جو میرے بعد آئیں گے جو میری حدیث اور میری سنت کو روایت کریں گے اور لوگوں کو ان کی تعلیم دیں گے۔"

﴿طبرانی﴾

بعد وصال معجزات کا ظہور

نبی کریم ﷺ نے وصال کی خود خبر دی:

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: تم کو یہ زعم ہے کہ میں تم سب کے بعد وفات پاؤں گا آگاہ رہو میں تم سب سے پہلے وفات پاؤں گا اور تم میرے بعد وفات پاؤ گے اور خبردار! کیا تم ایک دوسرے کو ہلاک کرو گے۔

﴿احمد، ابو یعلی، طبرانی﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ہر ماہ رمضان المبارک میں دس دن اعتکاف فرمایا کرتے تھے مگر جب وہ سال آیا جس میں آپ نے رحلت فرمائی تو بیس دن اعتکاف فرمایا اور حضرت جبرئیل علیہ السلام ہر رمضان المبارک میں آپ کے ساتھ قرآن کریم کا دور کرتے تھے مگر جب وہ سال آیا جس میں آپ نے رحلت فرمائی تو دو مرتبہ انہوں نے دور کرایا۔

﴿بخاری﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے انہوں نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان سے راز میں باتیں فرمائیں اور فرمایا: جبرئیل علیہ السلام میرے ساتھ ہر سال ایک مرتبہ قرآن پاک کا دور کرتے تھے مگر انہوں نے اس سال دو مرتبہ میرے ساتھ دور کیا، اور میرا خیال ہے کہ اس کی وجہ ہے کہ میری رحلت کا وقت آ گیا ہے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اپنی اس تکلیف میں بلایا جس میں آپ نے رحلت فرمائی اور ان سے راز میں کچھ باتیں کیں تو وہ رونے لگیں۔ اس کے بعد ان کو پھر بلایا اور راز میں باتیں کیں اور وہ ہنسنے لگیں، میں نے ان سے اس کی بابت پوچھا تو انہوں نے فرمایا: حضور نبی کریم ﷺ نے مجھے خبر دی کہ میں اپنی اس تکلیف میں رحلت کر جاؤں گا۔ یہ سن کر میں رونے لگی۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے مجھے یہ خبر دی کہ میں ان کی اہل بیت میں سے سب سے پہلے آپ سے آ کر ملوں گی تو یہ سن کر ہنسنے لگی۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا

کو اپنے مرض میں بلایا اور ان سے راز کی کچھ دیر باتیں فرمائیں اور وہ رونے لگیں اس کے بعد ان سے کچھ دیر اور راز میں باتیں فرمائیں اور وہ ہنسنے لگیں، پھر میں نے ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا: مجھے پہلی مرتبہ تو یہ خبر دی کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام ہر سال ہر رمضان المبارک میں ایک مرتبہ قرآن کا دور کراتے تھے اور اس سال انہوں نے دو مرتبہ قرآن کا دور کرایا ہے اور مجھے خبر دی کہ کوئی نبی نہیں ہوا، اس کے بعد نبی آیا اور اس نے نصف عمر اس کے ساتھ گزاری اور نصف عمر اس کے بعد گزاری اور فرمایا:

اے بیٹی! مسلمان عورتوں میں سے کوئی عورت مصیبت میں تم سے اعظم نہیں ہے تو تم صبر میں ادنیٰ عورت نہ ہونا اور دوسری مرتبہ جو مجھ سے راز میں گفتگو کی تو اس میں مجھے خبر دی کہ میں آپ کی اہل بیت میں سے سب سے پہلے آپ کے ساتھ ملوں گی اور فرمایا: تم جنت کی عورتوں کی سردار ہو، بجز اس کے جو مریم بنت عمران رضی اللہ عنہا سے تعلق رکھتی ہو، اس بنا پر میں ہنسنے لگی۔

﴿طبرانی، بیہقی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے "اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ" کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: یہ رسول اللہ ﷺ کی رحلت کی خبر ہے، اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: خدا کی قسم! میں اس سے زیادہ نہیں جانتا جتنا کہ تم نے بتایا۔

﴿بخاری﴾

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک دن حضور نبی کریم ﷺ نے لوگوں کو خطبہ دیا اور فرمایا: ایک بندہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے دنیا اور جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اس کے درمیان اختیار کرنے کو فرمایا تو اس بندے نے اس کو اختیار کیا جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رونے لگے۔

ہم سب نے ان کے رونے کو حیرت و تعجب سے دیکھا۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ تو ایک بندے کی خبر دے رہے ہیں کہ اس نے جو اختیار کیا ہے۔ معلوم ہوا کہ وہ اختیار کرنے والے بندے نبی کریم ﷺ تھے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس خبر کے جاننے میں ہم سب سے اعلم تھے، پھر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے ابوبکر رضی اللہ عنہ! تم روؤ نہیں، تمام لوگوں میں سے جس نے اپنی صحبت اور اپنے مال سے مجھے امن سے رکھا ہے وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو یقیناً ان کو بناتا لیکن میرے اور ان کے درمیان اسلامی اخوت ہے۔ مسجد میں کھلنے والے کسی دروازے کو باقی نہ رکھا جائے، اور اسے بند کر دیا جائے مگر ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دروازے کو باقی رکھا جائے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابو یعلیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے خطبہ میں ارشاد فرمایا: ایک مرد کو اس کے رب نے اختیار دیا کہ چاہے تو وہ جتنی چاہے دنیا میں زندگی گزارے اور دنیا میں عیش کرے اور چاہے تو اللہ تعالیٰ سے ملاقی ہو جائے تو اس مرد نے اپنے رب کی لقا کو اختیار کیا۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق

رضی اللہ عنہ رونے لگے اور کہنے لگے بلکہ ہم آپ پر اپنے اموال اور اپنی اولاد کو قربان کر دیں گے۔

﴿بیہقی﴾

بطریق حضرت عائشہ بنت سعد رضی اللہ عنہا، ام ذرہ رضی اللہ عنہا سے انہوں نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ اس حال میں باہر تشریف لے گئے کہ آپ کے سر مبارک پر پٹی بندھی ہوئی تھی پھر آپ نے منبر شریف پر چڑھ کر فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے یقیناً میں اس لمحہ حوض کوثر پر کھڑا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے ایک بندے کو دنیا اور جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اس کے درمیان اختیار دے دیا۔ اس بندے نے اسے اختیار کیا جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رونے لگے اور عرض کرنے لگے: بلکہ ہم آپ پر اپنے ماں باپ اور اپنی جان و مال قربان کر دیں گے۔

﴿واقدی۔ بیہقی﴾

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے اس روایت کو ان لفظوں تک روایت کیا ہے کہ میں اس گھڑی حوض کوثر پر یقیناً کھڑا ہوں۔

﴿ابن ابی شیبہ المصنف﴾

حضرت ابو مویہبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جو نبی کریم ﷺ کے غلام تھے۔ حضرت ابو مویہبہ رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی کریم نے ایک رات مجھے جگا کر فرمایا: اے ابو مویہبہ رضی اللہ عنہ! مجھے حکم دیا گیا کہ ان بقیع والوں کیلئے اللہ تعالیٰ سے استغفار کروں۔ تو میں حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ چلا یہاں تک کہ آپ بقیع میں تشریف لائے اور دست اقدس اٹھا کر ان کیلئے استغفار فرمائی۔ اس کے بعد فرمایا: تمہیں مبارک ہو جس حال میں تم نے صبح کی ہے اور جس حال میں لوگوں نے صبح کی۔ اب وہ وقت آ گیا کہ اندھیری رات کے ٹکڑوں کی مانند فتنے برپا ہوں گے ان فتنوں کے آخر اول فتنوں کے تعاقب میں آ رہے ہیں آخری فتنہ پہلے فتنوں سے بہت بڑا ہے۔ اے ابو مویہبہ رضی اللہ عنہ! مجھے دنیا کے خزانوں اور اس میں ہمیشہ رہنے کی کنجیاں دی گئیں۔ اس کے بعد جنت کی اور اس کے بعد لقاء رب کے درمیان مجھے اختیار دیا گیا تو میں نے اپنے رب کی لقا کو اختیار کیا ہے۔ اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ واپس تشریف لے آئے۔ جب صبح ہوئی تو آپ کو اس تکلیف کی ابتدا ہوئی جس میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہم سے جدا فرمایا۔

✿ (حضرت ابن سعد نے اس کی مانند حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم ﷺ کے غلام سے حدیث روایت کی ہے۔)

﴿احمد، ابن سعد، دارمی، حاکم، بیہقی، طبرانی﴾

حضرت طاؤس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی اور مجھے خزانے عطا کیے گئے اور مجھے اختیار دیا گیا کہ میں زندہ رہ کر وہ سب کچھ دیکھوں جو میری امت پر فتوحات ہوں گی یا میں تعجیل کو اختیار کروں تو میں نے تعجیل کو اختیار کیا ہے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت سالم بن ابی الجعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: خواب کی حالت میں مجھے دنیا کی کنجیاں دی گئیں، اس کے بعد تمہارے نبی کو اچھے راستے کی طرف بھیجا گیا، اور تم کو دنیا میں چھوڑ دیا گیا ہے کہ تم سرخ، وزرد اور سفید سونے کھاؤ۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ ایک دن تشریف لائے اور فرمایا: میں تمہارا پیش رو ہوں اور میں تمہارا گواہ ہوں۔ خدا کی قسم! میں اپنے حوض کو اس وقت دیکھ رہا ہوں اور مجھے زمین کے خزانے کی کنجیاں دی گئی ہیں۔ خدا کی قسم! میں تم سے اس بات کا خوف نہیں رکھتا کہ تم میرے بعد شرک کرو گے لیکن مجھے تم سے اس کا خوف ہے کہ تم (دنیا کے بارے میں) ایک دوسرے سے مقابلہ کرو گے۔

﴿بخاری﴾

حضرت یحییٰ بن جعدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے فاطمہ رضی اللہ عنہا! کوئی نبی مبعوث نہیں ہوا مگر یہ کہ اس نبی نے جو اس کے بعد ہوا، اس نے اس کی نصف عمر گزاری اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے چالیس سال گزارے۔

﴿ابن سعد، ابن راہویہ﴾

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے "المطالب العالیہ" میں فرمایا اس حدیث کے معنی یہ ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی نبوت کے چالیس سال گزارے۔

حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہر نبی نے آدھی عمر اس نبی کے ساتھ گزاری جو اس سے پہلے تھا اور عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم میں چالیس سال گزارے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو مبعوث نہ فرمایا مگر اس نبی نے اپنی زندگی کی آدھی عمر اس نبی کے ساتھ گزاری جو ان سے پہلے نبی تھا۔

﴿تاریخ بخاری﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی عادت کریمہ تھی کہ جب بھی آپ میرے حجرے کے سامنے سے گزرتے تو میری طرف کوئی کلمہ ایسا فرماتے جس سے میری آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتیں اور ایک دن گزرے تو کوئی کلمہ ارشاد نہ فرمایا، پھر میں نے اپنے سر پر پٹی باندھی اور اپنے بستر پر سو گئی۔ اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو فرمایا: اے عائشہ رضی اللہ عنہا! کیا حال ہے؟ میں نے عرض کیا: میرے سر میں درد ہے۔ فرمایا: میرے سر میں بھی درد ہے۔ یہ اس دن کا واقعہ ہے جس دن حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آپ کو خبر دی کہ آپ رحلت فرمانے والے ہیں۔

﴿احمد، ابن سعد، ابو یعلیٰ، بیہقی﴾

حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ زمین مضبوط رسیوں کے ساتھ آسمان کی طرف کھینچی جا رہی ہے۔ میں نے اپنا یہ خواب نبی کریم ﷺ

سے بیان کیا تو فرمایا: یہ تمہارے بھتیجے کی وفات کی خبر ہے۔

﴿بزار﴾

نبی کریم ﷺ نے وفات کے دن اور مقام کی خبر دیدی تھی:

وہ خبر جو نبی کریم ﷺ نے اپنی وفات کے دن اور اپنی جگہ کے بارے میں فرمائی۔

حضرت مکحول رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا: پیر کے دن کا روزہ کبھی ترک نہ کرنا کیونکہ میں پیر کے دن پیدا ہوا اور پیر کے دن ہی مجھ پر وحی نازل ہوئی اور پیر کے دن میں نے ہجرت کی اور پیر کے دن ہی میرا وصال ہو۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: تمہارے نبی کریم ﷺ پیر کے دن پیدا ہوئے۔ پیر کے دن نبوت کا اعلان کیا، پیر کے دن مکہ سے ہجرت کر کے باہر آئے، پیر کے دن مدینہ طیبہ میں رونق افروز ہوئے۔ پیر کے دن مکہ فتح ہوا اور پیر کے دن وفات پائی۔

﴿احمد، بیہقی﴾

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مدینہ منورہ مقام ہجرت ہے اور اس کی زمین میری آرام گاہ ہے۔

﴿ابو نعیم﴾

حضرت الحسن رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مدینہ منورہ میری ہجرت کا مقام ہے اور یہیں میری وفات ہے اور اسی جگہ سے میرا حشر ہوگا۔ اور انہوں نے حضرت عطاء بن یسار رحمۃ اللہ علیہ سے اس کی مثل مرسلاً روایت کی ہے۔

﴿زبیر بن بکار، اخبار مدینہ﴾

حضور نبی کریم ﷺ کو نبوت کے ساتھ شہادت کی فضیلت بھی عطا کی گئی:

حضور نبی کریم ﷺ کو نبوت کے اعزاز و تکریم کے ساتھ شہادت کی فضیلت بھی عطا کی گئی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ اپنے اس مرض میں جس میں آپ نے رحلت فرمائی فرماتے تھے کہ میں اس لقمہ کی تکلیف ہمیشہ پاتا رہا ہوں جسے میں نے خیبر میں کھایا تھا۔ اور اب اس زہر کی وجہ سے رگ جاں کٹ رہی ہے۔

﴿بخاری، بیہقی﴾

حضرت ام بشر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئی اور میں نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں اپنے نفس شریف پر آپ کس چیز کی نسبت فرماتے ہیں، بلاشبہ میں اپنے بیٹے کیلئے اس کھانے کی نسبت کرتی ہوں جو اس نے آپ کے ساتھ خیبر میں کھایا تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں بھی اس کے سوا کسی اور چیز کی طرف نسبت نہیں کرتا اس وقت رگ جاں منقطع ہو رہی ہے۔ ﴿حاکم﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت بشر بن البراء ﷺ کی والدہ، نبی کریم ﷺ کے پاس اس مرض میں آئیں، اس وقت آپ کو بخار تھا، انہوں نے چھو کر عرض کیا: میں نے جتنا بخار آپ میں پایا ہے، اتنا میں نے کسی میں نہیں پایا۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہمارے لیے اتنا ہی اجر زیادہ ہوتا ہے جس قدر کہ ہم پر تکالیف زیادہ ہوتی ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے دریافت فرمایا: لوگ کیا کہتے ہیں؟ میں نے عرض کیا: لوگ آپ کو ذات الجنب یعنی نمونیہ کا مرض گمان کرتے ہیں۔ اس لیے کہ وہ شیطان کا کچوکہ ہے۔ بات یہ ہے کہ وہ جو لقمہ میں نے کھایا تھا اور جسے تمہارے بیٹے نے بھی یوم خیبر کھایا تھا، میں ہمیشہ اس کی تکلیف پاتا رہا ہوں، یہاں تک کہ اس وقت اس سے رگ جاں قطع ہو رہی ہے۔ اس بنا پر نبی کریم ﷺ کی وفات، شہادت کی وفات ہے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت ابن مسعود ﷺ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ اگر میں نو مرتبہ یہ قسم اٹھاؤں کہ نبی کریم ﷺ کی وفات شہادت کی ہے تو اس سے زیادہ محبوب ہے کہ میں ایک مرتبہ یہ قسم اٹھاؤں کہ آپ شہید نہیں کیے گئے اور حقیقت الامر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو منصب نبوت پر سرفراز فرمایا اور آپ کو شہید بھی بنایا۔

﴿احمد، ابن سعد، ابو یعلیٰ، طبرانی، حاکم، بیہقی﴾

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے صحابہ نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: ہم آپ پر ذات الجنب کا خوف رکھتے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی شان کے خلاف ہے کہ وہ ذات الجنب کو مجھ پر مسلط کرے۔

(ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس ﷺ سے بھی اس کی مثل روایت کی ہے۔)

﴿ابن سعد﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کسی نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: ہمیں اندیشہ ہے کہ آپ کو ذات الجنب ہے۔ فرمایا: یہ بیماری شیطان کے اثر سے پیدا ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں کہ وہ مجھ پر اسے مسلط کرے۔

﴿ابن اسحاق، ابن سعد، بیہقی﴾

مرض الموت کے واقعات

حضرت فضل بن عباس ﷺ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرے سر کو باندھ دو تاکہ میں مسجد میں جاؤں تو میں نے آپ کے سر مبارک پر پٹی باندھی۔ اس کے بعد آپ مسجد کی طرف تشریف لے چلے، اس طرح کہ آپ کے دونوں قدم مبارک زمین پر نشان چھوڑ رہے تھے۔ یہاں تک کہ آپ نے منبر پر جلوس فرمایا، اس کے بعد فرمایا:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ آپ پر بخار کی اتنی شدید حرارت ہے کہ ہم میں سے کسی کو نہ تھا کہ بخار کی گرمی کی بنا پر آپ کے جسم اقدس پر زیادہ دیر ہاتھ رکھ سکیں۔ یہ حال دیکھ کر ہم سبحان اللہ کہنے لگے۔ اس پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انبیاء علیہم السلام سے بلا میں اشد کوئی شخص نہ ہوتا جس قسم کی بلا میں شدت ہم انبیاء پر ہوتی اتنا ہی ہمارے لیے اجر میں زیادتی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نبیوں میں سے کسی نبی کی یہ شان تھی کہ اگر چیچڑی چمٹ جاتی تو وہ چھوٹتی یہاں تک کہ وہ ان کو قتل کر دیتی اور کسی نبی کی یہ حالت تھی کہ وہ برہنہ رہتے اور اتنا کپڑا موجود نہ ہوتا کہ وہ ستر کر سکتے بجز عبا کے جس کو وہ پہنتے تھے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو بخار تھا میں نے اپنا ہاتھ آپ کی چادر شریف کے اوپر رکھا تو بخار کی گرمی چادر کے اوپر سے میں نے پائی۔ میں نے عرض کیا: یا نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے کسی شخص کو نہیں دیکھا کہ اسے آپ سے شدید تر بخار ہو۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمارے لیے اجر بھی اتنا ہی زیادہ ہے۔

﴿احمد الزہد﴾

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم علیل ہوئے اور آپ پر مرض نے شدت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: وہ رقیق القلب آدمی ہیں جب وہ آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو اتنی استطاعت نہ رہے گی کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھا سکیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے پھر وہی عرض کیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ تم تو وہی عورتیں ہو جنہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ مکر کیا تھا، بالآخر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قاصد آیا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں لوگوں کو نماز پڑھائی۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے نماز پڑھانے کے بارے میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تبدیلی حکم کے بارے میں بار بار عرض کیا اس بار بار کے عرض کرنے پر مجھے کسی بات نے برانگیختہ نہیں کیا بجز اس کے کہ میرے دل میں یہ واقع نہیں ہوا کہ آپ کے بعد لوگ اس شخص کو ہمیشہ محبوب رکھیں گے جو آپ کے مصلے پر کھڑا ہوگا اور نہ میں یہ گمان رکھتی تھی کہ جو شخص بھی آپ کے مصلے پر کھڑا ہوا، لوگ اسے برا کہیں گے اور میں نے یوں ہی چاہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس حکم کو ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کسی اور کی طرف پھیر دیں۔

﴿بخاری﴾

حضرت محمد بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی علالت کے زمانے میں

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کیلئے فرمایا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں پھر نبی کریم ﷺ نے شدت میں کمی پائی تو آپ باہر تشریف لے گئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نماز پڑھا رہے تھے، انہیں پتہ نہ چلا کہ حضور نبی کریم ﷺ تشریف لا رہے ہیں۔ یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ نے اپنا دست مبارک ان کے شانوں پر رکھا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی جگہ سے ہٹے اور نبی کریم ﷺ ان کی داہنی جانب بیٹھ گئے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی اور نبی کریم ﷺ نے ان کے ساتھ نماز پڑھی جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: کبھی کوئی نبی اس وقت تک قبض نہیں کیا گیا جب تک کہ اسکی امامت اسکی امت کے کسی شخص نے نہ کی۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے اس مرض میں جس میں آپ نے وفات پائی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھی۔

﴿بیہقی﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ آخری نماز جس کو نبی کریم نے جماعت کے ساتھ ایک چادر میں لپٹ کر پڑھی تھی۔ وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے پڑھی تھی۔

﴿بیہقی﴾

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ نماز دوشنبہ کی فجر کی تھی اور یہی وہ دن ہے جس میں آپ نے رحلت فرمائی۔

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر تھے، اس وقت آپ نزع کے عالم میں تھے۔ آپ نے فرمایا: اے شداد! کیا حال ہے؟ انہوں نے کہا: مجھ پر دنیا تنگ ہوگئی ہے۔ آپ نے فرمایا: تمہیں کوئی اندیشہ نہیں، آگاہ رہو عنقریب شام فتح ہوگا اور بیت المقدس فتح ہوگا اور تم اور تمہارے اولاد انشاء اللہ ان میں امام ہوگی۔

﴿طبرانی﴾

حضرت عمر بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ پر مرض کی جس دن ابتدا ہوئی وہ بدھ کا دن (چہار شنبہ) تھا اور اس مرض کی طوالت آپ کی رحلت تک تیرہ دن رہی۔

﴿ابن سعد﴾

وہ معجزات وخصائص جو رحلت کے وقت رونما ہوئے

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنی صحت کی حالت میں فرمایا کرتے تھے کہ کوئی نبی اس وقت تک قبض نہ کیا گیا جب تک کہ جنت میں اس نبی کے مقام کو اسے نہ دکھا دیا گیا۔ اس کے بعد اسے اختیار دیا جاتا کہ وہ اور جاہے تو رہے۔ ام المومنین فرماتی ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ پر مرض کا نزول ہوا تو آپ کا سر مبارک میری ران پر تھا اور آپ پر غشی طاری تھی جب افاقہ ہوا تو

آپ نے اپنی نگاہ مبارک حجرے کی چھت کی طرف بنائی اور فرمایا: "اللهم الرفيق الاعلى" اس وقت میں نے پہچان لیا کہ وہی بات ہے جسے آپ نے ہم سے صحت کی حالت میں فرمایا تھا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم آپس میں کہا کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ اس وقت تک رحلت نہ فرمائیں گے جب تک کہ آپ کو دنیا اور آخرت کے درمیان اختیار نہ دیا جائے چنانچہ آپ اس مرض میں علیل ہوئے جس مرض میں آپ نے رحلت فرمائی تو آپ کو پست آوازی کا عارضہ لاحق ہوا، اس وقت میں نے سنا۔

✿ آپ فرمارہے تھے:

مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِیْقًا

﴿سورۃ النساء﴾

ترجمہ: "جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہید اور نیک لوگ یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔"

تو میں نے گمان کیا کہ آپ کو اختیار دیا گیا ہے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

بسند حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ فرمایا کرتے تھے کوئی نبی ایسا نہیں ہے مگر یہ کہ اس کی روح قبض کر کے اس کے ثواب کو دکھایا جاتا ہے پھر اس کی روح کو واپس اس کی طرف کر کے اسے اختیار دیا جاتا ہے تو میں نے آپ کی یہ بات سن کر یاد کی جس وقت کہ آپ میرے سینے سے ٹیک لگائے ہوئے تھے اور میں دیکھ رہی تھی۔

یہاں تک کہ آپ کی گردن مبارک ایک طرف جھک گئی اور میں نے گمان کیا کہ آپ نے وصال فرمایا اور میں نے اس کی کیفیت کو پہچانا اور میں آپ کی طرف دیکھتی رہی۔

یہاں تک کہ آپ نے سر مبارک اٹھا کر نظر فرمائی۔ اس وقت میں نے دل میں کہا: خدا کی قسم! آپ ہم کو اختیار نہ فرمائیں گے چنانچہ آپ نے فرمایا:

"مع الرفيق الاعلى في الجنة"

﴿احمد، ابن سعد، ابونعیم﴾

اور طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "اوسط" میں اس کو اس طرح روایت کی کہ آپ میرے پھیپھڑے اور میری گردن کے درمیان قبض کیے گئے اور گمان رکھتی تھی کہ اللہ تعالیٰ جلد ہی آپ کی روح کو واپس کر دے گا۔

وہ کہتی ہیں کہ اسی طرح انبیاء علیہم السلام کے ساتھ ہوتا رہا، پھر حضور نبی کریم ﷺ نے حرکت فرمائی، اس وقت میں نے دل میں کہا اگر آج آپ کو اختیار دیا گیا تو آپ ہرگز ہم کو اختیار نہ فرمائیں گے۔

نبی کریم ﷺ کو جب کوئی مرض لاحق ہوتا تو آپ عافیت کا سوال ضرور فرماتے

واقدی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ مجھ سے حکم بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ نے ابوالحویرث رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث بیان کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کو جب بھی کوئی شکایت (مرض) لاحق ہوتی تو آپ اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال ضرور کرتے تھے، یہاں تک کہ وہ مرض جس میں آپ نے وفات پائی لاحق ہوا تو آپ نے شفا کی بالکل دعا نہ مانگی اور آپ ﷺ کو فرماتے: اے نفس! تیرا کیا حال ہے؟ تو ہر ایک پناہ کی جگہ میں پناہ ڈھونڈتا ہے۔ ﴿ابن سعد، بیہقی﴾

راوی نے بیان کیا کہ آپ کے اس مرض میں آپ کے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا آپ کا رب آپ کو سلام ارشاد فرماتا ہے اور اپنی رحمت بھیجتا ہے اور فرماتا ہے: اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو شفا دے دوں اور آپ کی کفایت کروں اور آپ چاہیں تو میں آپ کو وصال دے دوں، اور آپ کے سبب مغفرت کروں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ اختیار میرے رب ہی کو ہے وہ جو چاہے میرے ساتھ کرے۔

حضرت جعفر بن علی رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کی وفات کو ابھی تین دن باقی تھے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ کے پاس نازل ہوئے اور کہا: یا رسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کے اکرام و تفضیل اور خاص آپ کیلئے بھیجا ہے اور آپ سے وہ بات دریافت فرماتا ہے جس کو زیادہ جانتا ہے۔

فرماتا ہے کہ آپ اپنے کو کیسا پاتے ہیں؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے جبرئیل علیہ السلام! میں خود کو مغموم پاتا ہوں اور خود کو مکروب پاتا ہوں پھر جب دوسرا دن آیا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ کے پاس نازل ہوئے اور آپ سے وہی کہا جو پہلے دن آپ سے کہا تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: اے جبرئیل علیہ السلام! میں خود کو مغموم پاتا ہوں اور اے جبرئیل علیہ السلام! میں خود کو مکروب پاتا ہوں۔

پھر جب تیسرا دن آیا تو جبرئیل علیہ السلام آپ کے پاس نازل ہوئے ملک الموت ساتھ تھے اور ان دونوں کے علاوہ وہ فرشتہ تھا جو ہوا میں رہتا ہے۔ وہ فرشتہ نہ کبھی آسمان کی طرف چڑھا اور نہ کبھی زمین پر اترا۔ اس کا نام اسماعیل ہے وہ ستر ہزار فرشتوں پر مقرر ہے اور ان میں سے ہر فرشتہ ستر ہزار فرشتہ پر حاکم ہے تو ان سب سے آگے جبرئیل علیہ السلام ہوئے اور کہا: یا رسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کی طرف آپ کے اکرام اور آپ کی تفضیل اور خاص آپ کیلئے بھیجا ہے اور آپ سے وہ بات دریافت کرتا ہے جس کو وہ زیادہ جانتا ہے فرماتا ہے آپ خود کو کیسا پاتے ہیں؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے جبرئیل علیہ السلام! میں خود کو مغموم پاتا ہوں اور اے جبرئیل علیہ السلام! میں خود کو مکروب پاتا ہوں۔ اس کے بعد ملک

الموت نے دروازے پر اجازت چاہی۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا: یہ ملک الموت ہیں حاضر ہونے کی اجازت چاہتے ہیں حالانکہ آپ سے پہلے کسی آدمی کے پاس آنے کی انہوں نے اجازت نہ چاہی اور نہ آپ کے بعد کسی شخص کے پاس آنے کی اجازت چاہیں گے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ان کو اجازت دے دو تو وہ نبی کریم ﷺ کے سامنے آکر کھڑے ہوگئے اور کہا: اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کی طرف بھیجا ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ آپ جو مجھے حکم فرمائیں، اس میں آپ کی اطاعت کروں۔ اگر آپ مجھے اپنی روح قبض کرنے کا حکم فرمائیں تو میں اسے قبض کروں اور اگر آپ مجھے اپنی روح کے چھوڑنے کا حکم فرمائیں تو میں اسے چھوڑ دوں۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے ملک الموت! کیا تم یہ کرو گے؟ ملک الموت نے کہا: ہاں مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے۔ اس وقت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ آپ کی لقا کا مشتاق ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے ملک الموت! جس بات کا تمہیں حکم دیا گیا ہے، اس پر عمل کروں۔

اس پر جبرئیل علیہ السلام نے کہا: ''السلام علیک یا رسول اللہ! یہ میرا زمین پر اترنا آخری ہے اور نبی کریم ﷺ نے وفات پائی۔ اس وقت آنے والا لوگوں کے پاس آیا اس کی آہٹ تو لوگوں نے سنی مگر اس کا جسم کسی کو نظر نہ آیا۔ اس نے کہا: ''السلام علیک یا اھل البیت و رحمۃ و برکاتہ'' بے شک ہر جانے والے کا ایک درجہ رفعت ہے لہٰذا تم سب اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرو اور اسی سے امید وابستہ رکھو کیونکہ مصیبت زدہ وہی شخص ہے جو ثواب سے محروم ہے۔

﴿ابن سعد، بیہقی﴾

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث میں فرمایا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کا یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ آپ کی لقا کا مشتاق ہے تو آپ کی لقا سے انہوں نے یہ مراد لی ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کی دنیا سے آپ کے معاد کی طرف مزید اپنی قرابت و کرامت میں لے جانا چاہتا ہے اور اس روایت کو ابن سعد و شافعی رحمہم اللہ نے اپنی ''سنن'' میں اور طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق جعفر بن محمد رحمۃ اللہ علیہ ان کے والد سے، انہوں نے ان کے دادا سے، انہوں نے ان کے دادا سے، انہوں نے واحد علی بن حسین رحمۃ اللہ علیہ سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے علی ابن طالب رضی اللہ عنہ سے مسلا روایت کی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے کے پاس آپ کے مرض میں ملک الموت آئے اور آپ کا سر مبارک حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آغوش میں تھا اور انہوں نے اجازت چاہی اور عرض کیا: ''السلام علیک و رحمۃ و برکاتہ'' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لوٹ جاؤ، ہم تم سے بے پرواہ ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے ابوالحسن کرم اللہ وجہہ الکریم! تم جانتے ہو یہ کون ہے؟ یہ ملک الموت ہے اور یہ ادب کے ساتھ داخل ہونا چاہتے ہیں پھر جب وہ اندر آئے تو عرض کیا: آپ کا رب آپ کو سلام ارشاد فرماتا ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے معلوم ہے کہ ملک الموت نے حضور نبی کریم ﷺ کے کسی

اہل بیت پر سلام نہیں کیا اور نہ آپ کے بعد سلام کریں گے۔

﴿طبرانی﴾

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت کعب بن احبار رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں آئے اور انہوں نے کہا: اے امیرالمومنین! وہ آخری کلمہ کیا تھا جسے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ بات تم حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے دریافت کرو، تو انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔ انہوں نے فرمایا: "الصلوٰۃ الصلوٰۃ" حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ نے کہا: انبیاء کرام علیہم السلام کا آخری لفظ یہی ہوتا ہے۔

﴿طبرانی اوسط﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کی آخری وصیت جس وقت کہ آپ رحلت فرما رہے تھے: "الصلوٰۃ الصلوٰۃ" تھی اور یہ وصیت فرمائی کہ باندی اور غلام کے ساتھ حسن سلوک کرو۔ اس وقت آپ کے سینے میں غرغر ہو رہا تھا مگر آپ کی زبان مبارک ان کلمات کا افاضہ کر رہے تھے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

جسد ظاہری سے روح پاک کے خروج کے وقت واقعات

بسند صحیح حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ میرے سینے اور میری گردن کے درمیان قبض کیے گئے، جب آپ روح مقدس باہر آئی تو اس سے زیادہ طیب خوشبو کبھی نہ پائی۔

﴿بزار، بیہقی﴾

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے بعد وفات بوسہ لیا اور فرمایا: آپ کی حیات بھی کتنی پاکیزہ ہے اور آپ کی وفات بھی کتنی طیب ہے۔

✿ (اور ابن سعد و بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل روایت کی۔)

﴿بیہقی﴾

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے اپنا ہاتھ نبی کریم ﷺ کے سینہ اقدس پر وفات کے دن رکھا تو کئی جمعہ مجھ پر گزر گئے میں کھانا کھاتی ہوں اور وضو کرتی ہوں مگر میرے ہاتھ سے مشک کی خوشبو نہ گئی۔

﴿بیہقی﴾

واقدی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ لوگوں نے حضور نبی کریم ﷺ کی وفات میں شک کیا۔ بعض کہنے لگے آپ کی وفات ہو گئی اور بعض کہنے لگے آپ نے وفات نہ پائی تو اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے اپنا ہاتھ حضور نبی کریم ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان رکھا پھر کہا کہ آپ کی وفات ہو گئی۔ کیونکہ آپ کے شانوں کے درمیان مہر نبوت اٹھائی گئی ہے تو یہ وہ بات تھی جس

سے لوگوں نے پہچانا کہ آپ کی وفات ہو گئی ہے۔

﴿بیہقی، ابو نعیم﴾

اور ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے واقدی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہا کہ مجھ سے قاسم بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی والدہ سے انہوں نے ان کے والد قاسم بن محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ سے انہوں نے ام معاویہ رضی اللہ عنہا سے حدیث روایت کی جبکہ شک واقع ہو گیا پھر مذکورہ روایت بیان کی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب نبی کریم ﷺ کی روح اقدس قبض کی گئی تو ملک الموت روتے ہوئے آسمان پر چڑھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا، میں نے آسمان سے ایسی آواز سنی کہ کوئی پکارتا تھا: ''وامحمداہ''

﴿ابو نعیم﴾

حضور نبی کریم ﷺ کے وصال مبارک کی خبر اہل کتاب نے دی:

حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں یمن میں تھا، مجھے یمن کے رہنے والے دو آدمی ملے وہ دونوں بڑے اور عمر والے تھے اور ان میں سے حضور نبی کریم ﷺ کے بارے میں باتیں کر رہا تھا، ان دونوں نے کہا اگر وہ بات جو آپ مجھ سے کہہ رہے ہیں حق ہے تو تمہارے آقا تین دن گزرے وفات پا چکے ہیں پھر وہ دونوں میرے ساتھ چلے، یہاں تک کہ ہم راستہ میں ہی تھے تو ہمیں کچھ شتر سوار مدینہ منورہ کی جانب سے آتے ہوئے دکھائی دیئے۔ ہم نے ان سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ حضور نبی کریم ﷺ رحلت فرما چکے ہیں۔

﴿بخاری﴾

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک اور سند کے ساتھ حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ یمن میں مجھے ایک نصرانی عالم ملا اور اس نے کہا: تمہارے آقا نبی کریم ﷺ کی پیر کے دن وفات ہو چکی ہے۔

حضرت کعب بن عدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: میں حیرہ والوں کے وفد میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضور نبی کریم ﷺ نے دعوت اسلام دی اور ہم سب مسلمان ہو گئے۔ اس کے بعد ہم سب حیرہ واپس آ گئے، زیادہ دن نہ گزرے کہ ہمارے پاس نبی کریم ﷺ کی وفات کی خبر آئی، اور میرے تمام ساتھی مرتد ہو گئے اور وہ کہنے لگے کہ وہ نبی ہوتے تو فوت نہ ہوتے، اس پر میں نے کہا: آپ سے پہلے تمام انبیاء کرام علیہم السلام فوت ہوئے ہیں اور میں اسلام پر قائم رہا۔ اس کے بعد میں نے مدینہ طیبہ پہنچنے کا ارادہ کیا اور میرا گزر ایک راہب پر ہوا۔ میں نے اس سے یہ بات معلوم کی۔ تو راہب نے بستر سے ایک کتاب نکالی، میں نے اس میں نبی کریم ﷺ کی ایسی صفت لکھی پائی جیسا کہ میں نے آپ کو دیکھا تھا اور میں نے دیکھا کہ آپ کی وفات کا وہی وقت لکھا جس وقت آپ نے وفات پائی۔ یہ دیکھ کر میری ایمانی بصیرت میں اضافہ ہو گا اور میں نے مدینہ شریف آ کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو یہ سب حال بتایا۔

﴿بیہقی﴾

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق واقدی رحمۃ اللہ علیہ ان کے راویوں سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی

کریم ﷺ کی جانب سے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ عمان پر عامل تھے تو ان کے پاس ایک یہودی آیا اور اس نے کہا: میرا خیال ہے کہ آپ سے میں کچھ دریافت کروں، اس صورت میں آپ کی جانب سے مجھے خطرہ تو نہیں؟ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا: نہیں۔ یہودی نے کہا: میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ آپ کو کس نے ہماری جانب بھیجا ہے؟ عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا: خدا شاہد ہے نبی کریم ﷺ نے بھیجا ہے۔ یہودی نے کہا: آپ کو اللہ کی قسم ہے کیا آپ کو یقین ہے کہ وہ رسول اللہ ہیں؟ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا: خدا شاہد ہے یقیناً اللہ تعالیٰ کے رسول اللہ ﷺ ہیں۔ یہودی نے کہا: اگر وہ بات جو آپ فرماتے ہیں حق ہے تو آج ان کی رحلت ہو گئی ہے۔ اس کے بعد حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو نبی کریم ﷺ کی رحلت کی خبر پہنچی۔

حضرت حارث بن عبداللہ جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے یمن کی طرف بھیجا کاش کہ میں جانتا کہ آپ رحلت فرما جائیں گے تو میں آپ سے جدا نہ ہوتا، پھر میرے پاس ایک نصرانی عالم آیا اور اس نے کہا: محمد ﷺ وفات پا چکے ہیں۔ میں نے اس سے پوچھا: کب؟ اس نے کہا: آج۔ اس وقت اگر میرے پاس ہتھیار ہوتا تو میں اسے ضرور قتل کر دیتا پھر زیادہ دن نہ گزرے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی جانب سے ایک مکتوب گرامی آ گیا اور میں نے اس عالم کو بلا کر پوچھا کہ تم نے وہ بات کس طرح جانی تھی اس نے کہا: بے شک وہ نبی تھے اور ہم ان کی صفت کتاب میں پاتی تھی کہ وہ فلاں دن فوت ہوں گے۔ میں نے پوچھا: آپ کے بعد کس طرح زمانہ گزرے گا؟ اس نے کہا: تمہاری چکی پینتیس سال تک چلتی رہے گی، چنانچہ اس میں ایک دن اضافہ نہ ہوا۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں اسلام کے ارادے سے حاضر ہوا، اور میں نے صاحب "الحمیری" سے ملاقات کی۔ اس نے مجھ سے پوچھا کہاں کا قصد ہے؟ میں نے اسے بتایا اس نے مجھ سے کہا اگر وہ نبی ہیں تو یقیناً اس وقت وہ مٹی کے نیچے ہوں گے پھر میں چلا اچانک ایک شتر سوار دکھائی دیا اور اس نے بتایا کہ محمد رسول اللہ ﷺ رحلت فرما چکے ہیں۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت ابوذویب ہذلی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں نبی کریم ﷺ کی علالت کی خبر پہنچی تو قبیلہ والوں کو خوف وہراس نے گھیر لیا اور وہ رات ہم نے بہت تنگی سے گزاری۔ یہاں تک کہ جب سحر کا وقت قریب آیا تو غیبی آواز نے پکارا:

خطب اجل اناخ بالاسلام — بین النخیل و معقد الآطام

قبض النبی محمد فعیوننا — تذری الدموع علیہ بالسجام

ترجمہ: ''نخلستان اور اونچے اونچے مکانوں کے بیٹھنے کی جگہ میں جو مصیبت آ کے ٹھہری ہے وہ اسلام میں بہت عظیم ہے وہ یہ کہ محمد مصطفیٰ ﷺ کی روح کو قبض کیا گیا ہے اور ہماری آنکھیں مسلسل آنسو بہا رہی ہیں۔''

تو میں خوفزدہ ہو کر نیند سے چونک پڑا اور میں نے آسمان کی جانب نظر اٹھائی اور میں نے سعد الذابح

ستارے کے سوا کچھ نہ دیکھا اور میں نے جان لیا کہ نبی کریم ﷺ وفات پا چکے ہیں یا وفات پانے والے ہیں۔ پھر میں مدینہ طیبہ آیا اور میں نے اہل مدینہ کو اس طرح روتا ہوا پایا، جس طرح حجاج احرام کی حالت میں "لا الہ الا اللہ" کہہ کر آہ وزاری کرتے ہیں۔ میں نے پوچھا بات کیا ہے کسی نے جواب دیا: نبی کریم ﷺ وفات پا چکے ہیں۔
﴿ابن عساکر﴾

بوقت غسل کے معجزات وواقعات

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: جب صحابہ نے نبی کریم ﷺ کو غسل دینے کا ارادہ کیا تو وہ کہنے لگے: خدا کی قسم! ہم نہیں جانتے کہ نبی کریم ﷺ کے کپڑے اتاریں جس طرح ہم اپنے مردوں کے کپڑے اتارتے ہیں یا ہم آپ کو انہی کپڑوں میں غسل دیں جو آپ کے جسم اقدس پر ہیں جب ان میں اختلاف بڑھ گیا تو اللہ تعالیٰ نے ان سب پر غنودگی طاری فرمائی حتی کہ ان میں سے کوئی شخص ایسا نہ تھا جس نے اپنی ٹھوڑی اپنے سینہ پر نہ ڈال لی ہو۔ اسکے بعد حجرے کے ایک گوشے سے کسی بولنے والے نے کلام کیا، کوئی نہیں جانتا تھا کہ وہ کون ہے؟ اس نے کہا: نبی کریم ﷺ کو انہی کپڑوں میں غسل دو جو آپ کے جسم اقدس پر موجود ہیں۔
﴿ابن سعد، ابوداؤد، حاکم، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی کریم ﷺ کو غسل دینے لگے تو منادی نے ان کو اندر سے پکارا کہ نبی کریم ﷺ کی قمیص جسم اقدس سے نہ اتارو۔
﴿ابن ماجہ، ابونعیم، بیہقی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے وفات پائی تو آپ کے غسل دینے والوں میں اختلاف رونما ہوا تو انہوں نے کسی کہنے والے کی آواز سنی درآں حالیکہ وہ نہیں جانتے تھے کہ کون ہے۔ تم اپنے نبی کو غسل دو اور آپ کے جسم پر آپ کی قمیص باقی رہے۔
ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی مثل شعبی، طبرانی، ابن جریر، حکم بن عتیبہ اور منصور رحمہم اللہ ہم سے مرسلاً روایت کی ہے۔

﴿ابن سعد، طبرانی﴾

حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کو غسل دیا اور وہ پانی بہاتے جاتے اور کہتے جاتے تھے کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ اپنی حیات اور آپ اپنی وفات دونوں حالتوں میں طیب رہے۔

﴿ابن سعد، بیہقی﴾

حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو غسل دیا تو میں نے اس بات کو نہ دیکھا جو میت سے برآمد ہوتی ہے اور نہ میں

نے اور کچھ دیکھا تو آپ کی حیات بھی طیب رہی اور وفات بھی۔

﴿ابوداؤد، حاکم، بیہقی، ابن سعد﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے غسل دیا تو انہوں نے وہ چیز نہ دیکھی جو میت سے دیکھی جاتی ہے اس پر انہوں نے فرمایا: میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ آپ کی حیات اور وفات کتنی پاکیزہ ہے۔

﴿احمد﴾

حضرت یزید بن بلال رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے وصیت فرمائی تھی کہ میرے سوا کوئی آپ کو غسل نہ دے اور کوئی میرے ستر کو نہ دیکھے، ورنہ اس کی بصارت جاتی رہے گی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے آپ کے کسی عضو کو نہ تھاما مگر یہ کہ میرے ساتھ تمیں آدمی پھر رہے تھے، حتیٰ کہ میں آپ کے غسل سے فارغ ہوا۔

﴿ابن سعد، بزار، بیہقی﴾

حضرت محمد بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم غسل دینے کیلئے جس عضو اٹھانا چاہتے تھے تو وہ عضو ہمارے لیے اٹھا دیا جاتا حتیٰ کہ جب ہم نے آپ کے ستر کو غسل دینا چاہا تو میں نے حجرے کے ایک گوشے سے آواز سنی کہ اپنے نبی کے ستر کو نہ کھولو۔

﴿بیہقی﴾

حضرت علباء بن احمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فضل رضی اللہ عنہ دونوں غسل دے رہے تھے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ندا کی گئی کہ تم اپنی نگاہوں کو آسمان کی طرف اٹھالو۔

﴿بیہقی﴾

حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کو غسل دیا تو آپ فرماتے تھے میرے ماں باپ آپ پر قربان، آپ کی حیات بھی کتنی طیب ہے اور آپ کی وفات بھی کتنی پاکیزہ ہے۔ راوی نے کہا ایک خوشبو دار مہک پھیلی کہ اس جیسی مہک کبھی نہ پائی گئی۔

✿ (اور طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل روایت کی ہے۔)

﴿ابن سعد﴾

عبدالواحد بن طوان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: جب میں فوت ہو جاؤں تو تم مجھے غسل دینا۔ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میں نے تو کبھی میت کو غسل نہیں دیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم جان لو گے یا تمہارے لیے آسان ہو جائے گا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا چنانچہ میں نے آپ کو غسل دیا اور جس عضو کو لینا چاہا وہ میرا ساتھ دیتا تھا اور فضل رضی اللہ عنہ آفتابہ تھامے ہوئے تھے اور وہ کہتے تھے کہ اے علی رضی اللہ عنہ! جلدی کرو میرے دل کی رگیں کٹ رہی ہیں۔

﴿ابن سعد﴾

دعائے جنازہ و نماز کے وقت جن معجزات کا ظہور ہوا:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ جب فوت ہوئے تو پہلے مردوں

کو داخل کیا گیا اور انہوں نے بغیر امام کے ٹولیاں بن کر آپ پر صلوٰۃ پیش کی، اس کے بعد بچوں کو داخل کیا گیا اور انہوں نے آپ پر صلوٰۃ پیش کی، تو یہ سب ٹولیاں بن کر جاتے تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ پر صلوٰۃ پیش کرنے میں ان کا کوئی امام نہ تھا۔

﴿ابن اسحاق، بیہقی﴾

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب نبی کریم ﷺ کو آپ کے کفن میں لپیٹ دیا گیا تو آپ کو آپ کے تخت پر لٹا دیا گیا۔ اس کے بعد آپ کی قبر انور کے کنارے پر اس تخت کو رکھ دیا گیا، پھر لوگ آپ کے حضور میں آہستہ آہستہ حاضر ہوتے رہے۔

﴿ابن سعد، بیہقی﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب نبی کریم ﷺ کی علالت نے شدت اختیار کی تو ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ کو کون غسل دے؟ فرمایا: میری اہل بیت کے قریب ترین مرد غسل دیں۔ ان کے ساتھ بکثرت وہ فرشتے غسل دیں گے جو تم کو دیکھتے ہوں گے مگر تم ان کو نہ دیکھتے ہوں گے۔ ہم نے دریافت کیا آپ پر کون صلوٰۃ پیش کرے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب تم مجھے غسل دے کر فارغ ہو جاؤ اور خوشبو لگا کر کفن پہنا دو مجھے میرے اس تخت پر لٹا دینا اور اسے میری قبر کے کنارے رکھ دینا، پھر تم سب کچھ دیر کیلئے باہر چلے جانا کیونکہ سب سے پہلے مجھ پر جبرئیل علیہ السلام صلوٰۃ عرض کریں گے پھر میکائیل علیہ السلام پھر اسرافیل علیہ السلام پھر ملک الموت فرشتوں کے لشکر کے ساتھ صلوٰۃ عرض کریں گے پھر میری اہل بیت کو چاہیے کہ وہ صلوٰۃ پیش کریں، اس کے بعد تم سب مجھ پر ٹولیاں بن کر اور تنہا تنہا صلوٰۃ پیش کرنا۔ ہم نے دریافت کیا: کون آپ کو آپ کی قبر انور میں داخل کرے؟ فرمایا: میری اہل بیت فرشتوں کی کثیر جماعت کے ساتھ جو کہ تم کو دیکھتے ہوں گے اور تم ان کو نہیں دیکھتے ہو گے۔

﴿ابن سعد، ابن منیع، حاکم، بیہقی، طبرانی اوسط﴾

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اسکے ساتھ طویل سلام منقول ہے جو کہ عبدالملک بن عبدالرحمن رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے اور ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے "المطالب العالیہ" میں بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا تعاقب اس طرح کیا ہے کہ ابن منیع رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق مسلمہ بن صالح رحمۃ اللہ علیہ، عبدالملک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں لہٰذا یہ سند سلام طویل کی متابعت ہے اور بزار رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے دوسری سند کیساتھ اسے روایت کیا ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کو جب تخت پر لٹا دیا تو انہوں نے فرمایا: کوئی شخص آپ کی امامت نماز میں نہ کرے کیونکہ آپ ہی حیات و وفات میں تم سب کے امام ہیں، چنانچہ لوگ جماعت در جماعت بن کر داخل ہوتے اور آپ پر صف در صف ہو کر صلوٰۃ و سلام کرتے تھے، ان کا کوئی امام تکبیر کہنے والا نہ تھا۔ تمام لوگ اس طرح صلوٰۃ و سلام عرض کرتے تھے:

السلام علیک ایها النبی و رحمة الله و برکاته، اللهم انا نشهد ان قد بلغ ما انزل الیه و نصح لامة و اجده فی سبیل الله حتی اعز الله دینه و نصح لامة و جاهد فی سبیل الله و تمت کلمة اللهم فاجعلنا ممن یتبع ما انزل

الیہ و فتنا بعدہ و اجمع بینا و بینہ

ترجمہ: ''اے نبی! آپ پر سلام ہو، اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں۔ اے اللہ! ہم گواہی دیتے ہیں کہ جو کچھ آپ ﷺ کی طرف نازل کیا گیا آپ نے اسے پہنچایا اور اپنی امت کو نصیحت فرمائی اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کیا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کو عزت دی اور آپ نے امت کو نصیحت دی اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کی توفیق دی اور اس نے اپنا کلمہ تمام فرمایا۔ اے اللہ! ہمیں ان لوگوں میں کر دے جنہوں نے اس کا اتباع کیا جو آپ کی طرف نازل کیا گیا اور آپ کے بعد ہمیں ثابت قدم رکھ اور ہمیں اور آپ کو ایک جگہ جمع فرما۔''

اس دعا و سلام پر سب لوگ آمین آمین کہتے تھے۔ یہاں تک کہ تمام مردوں نے صلوٰۃ و سلام عرض کیا۔ اس کے بعد عورتوں نے اس کے بعد بچوں نے (اور ابن سعد و بیہقی رحمہم اللہ نے محمد بن ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ علیہ سے اس کی مثل روایت کی ہے۔)

﴿ابن سعد﴾

حضرت ابو عازم مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ جب نبی کریم ﷺ کی اللہ تعالیٰ نے روح قبض فرمائی تو مہاجرین فوج در فوج داخل ہوتے اور آپ پر صلوٰۃ و سلام عرض کر کے باہر آجاتے تھے، اس کے بعد انصاری اسی طرح جاتے اور باہر آتے رہے، پھر تمام اہل مدینہ گئے۔ یہاں تک کہ تمام مرد فارغ ہو گئے تو عورتیں داخل ہوئیں تو ان کی طرف سے فریاد و فغاں اور بے صبری کی ایسی آوازیں سنی گئیں جیسے کہ عورتیں کرتی ہیں۔ اسی اثنا میں حجرے کے اندر دھماکے کی مانند آواز سنی گئی اور وہ سب عورتیں متفرق ہو گئیں، جب خاموشی ہو گئی تو کسی کہنے والے کو کہتے سنا کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہر مرنے والے کی طرف سے تعزیت اور صبر و شکر ہے اور ہر مصیبت کا بدلہ اور صلہ ہے اور ہر مافات کا خلف ہے۔ مجبور وہ ہے جو ثواب سے محروم ہے اور مصیبت زدہ وہ شخص ہے جسے ثواب سے محروم رکھا گیا۔

﴿ابن سعد﴾

دفن شریف کے وقت معجزات کا ظہور

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ آپ نے فرمایا: نبی کریم ﷺ نے پیر کے دن رحلت فرمائی اور جمعۃ المبارک کی رات میں دفن کیے گئے۔

﴿ابو نعیم﴾

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے پیر کے دن رحلت فرمائی اور بقیہ اس دن اور اس کی رات اور دوسرے دن رکھے رہے، یہاں تک کہ رات میں دفن کیے گئے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو پیر کے

دن طلوع آفتاب سے تیسرے دن کے غروب آفتاب تک آپ کے تخت پر ہی رکھا گیا، لوگ آپ پر صلوٰۃ وسلام عرض کرتے رہے اور وہ تخت قبر انور کے کنارے پر تھا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے پیر کے دن وفات پائی اور آپ کو پیر کے دن اور منگل کے دن تک ٹھہرایا گیا، یہاں تک کہ وہ بدھ کے دن دفن کیے گئے۔

﴿ابن سعد﴾

اور ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عثمان بن محمد اخنس رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل روایت کی ہے اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بروایت معتمر بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ ان کے والد سے اسکی مثل روایت کی ہے۔ ابن سعد نے ابراہیم بن سعد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ ان سے پوچھا گیا کہ حضور نبی کریم ﷺ کو زمین پر کتنے دن ٹھہرایا گیا، انہوں نے کہا: تین دن۔

لوگ آپکے حضور تین دن تک جماعت در جماعت پیش ہوتے رہے

حضرت مکحول رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے جب وفات پائی تو تین دن تک ٹھہرایا گیا، دفن نہیں کیے گئے۔ لوگ آپ پر جماعت در جماعت داخل ہوتے اور صلوٰۃ وسلام عرض کرتے تھے۔ نہ صفیں بندھیں اور نہ ان کے درمیان پڑھنے والے نے نماز جنازہ پڑھائی۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے دفن کے بارے میں مسلمانوں میں اختلاف ہوا۔ کسی نے کہا: آپ کو آپ کی مسجد میں دفن کیا جائے اور کسی نے کہا: بقیع شریف میں۔ لیکن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے آپ ﷺ نے فرمایا: "مامات نبي الا دفن حيث يقبض" کسی نبی نے وفات نہیں پائی مگر وہ اسی جگہ دفن کیے گئے جہاں ان کی روح قبض کی گئی، پھر آپ کا وہ بستر اٹھایا گیا جس پر آپ نے وفات پائی، اس کے بعد آپ کیلئے اس کے نیچے قبر انور کھودی گئی۔ اس روایت کی متصل ومرسل بکثرت سندیں ہیں۔

﴿ابن سعد، بیہقی﴾

حضرت ابوملکیہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے کبھی کسی کو انبیاء علیہم السلام میں سے وفات نہیں دی مگر یہ کہ انہیں اسی جگہ دفن کیا گیا جہاں ان کی روح قبض کی گئی۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت سالم بن عبید رضی اللہ عنہ سے جو کہ اصحاب صفہ میں سے تھے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد آپ کے پاس آئے جب وہ باہر آئے تو ان سے پوچھا گیا نبی کریم ﷺ کی وفات ہوگئی ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ تب لوگوں کو معلوم ہوا جیسا کہ

آپ نے کہا۔ دریافت کیا گیا کہ آپ پر کس طرح صلوٰۃ پیش کریں۔ آپ نے فرمایا: جماعت در جماعت ہو کر جاؤ۔ تب لوگوں کو معلوم ہوا جیسا کہ فرمایا۔ پھر لوگوں نے پوچھا کیا دفن کیے جائیں گے؟ فرمایا: ہاں۔ لوگوں نے پوچھا کس جگہ؟ فرمایا: جس جگہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی روح قبض فرمائی کیونکہ آپ کی روح قبض نہیں کی گئی مگر اس مکان میں جو طیب ہے تب لوگوں نے جانا جیسا کہ فرمایا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ آپ کے دفن کے بارے میں لوگوں میں اختلاف ہوا، اس وقت حضرت علی المرتضیٰ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہترین جگہ وہ ہے جس جگہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کی روح قبض فرماتا ہے۔

﴿ابویعلیٰ﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب لوگوں نے ارادہ کیا کہ نبی کریم ﷺ کی قبر مبارک کیسی کھودی جائے؟ تو مدینہ طیبہ میں دو شخص تھے ایک حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ تو شق والی قبر کھودتے تھے اور حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ لحد کی قبر کھودتے تھے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے دونوں کو بلوایا ایک شخص حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی طرف گیا اور دوسرا شخص حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی طرف۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے دعا کی کہ اے اللہ! اپنے نبی کریم ﷺ کیلئے ان میں سے جس کو اختیار کرے تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ پائے گئے اور انہوں نے آ کر آپ کیلئے لحد کھودی۔

﴿احمد، ابن سعد﴾

حضرت عبداللہ بن ابوطلحہ رضی اللہ عنہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کیلئے شق اور لحد کے بارے میں اختلاف ہوا۔ اس وقت لوگوں نے دعا کی: اے اللہ! اپنے نبی کیلئے جو بہتر ہو پسند کرلے تو لوگوں نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ دونوں کی طرف آدمی بھیجے تاکہ دوسرے سے جو پہلے آ جائے اپنا کام شروع کردے تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ آئے اور حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا: خدا کی قسم! میں اللہ تعالیٰ سے امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کیلئے لحد کو اختیار کیا ہے، کیونکہ حضور نبی کریم ﷺ اس کو ملاحظہ فرما کر اسے پسند کیا کرتے تھے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ تین چاند میرے حجرے میں اترے ہیں۔ میں نے اس خواب کے بارے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا تو فرمایا کہ تمہارے حجرے میں ایسے تین شخص دفن ہوں گے جو روئے زمین میں افضل ہوں گے چنانچہ جب حضور نبی کریم ﷺ نے وفات پائی اور دفن کیے گئے تو جناب صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے عائشہ رضی اللہ عنہا! یہ تمہارا افضل ترین چاند ہے۔

﴿ابن سعد، حاکم، بیہقی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی قبر انور میں سرخ قطیفہ بچھایا گیا۔ وکیع

رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو نبی کریم ﷺ کیلئے خوشبو تھا اور مسعود رضی اللہ عنہ نے بقیع کے بغل کے سے روایت کی ہے

﴿ابن سعد﴾

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میری لحد میں میری چادر کو بچھا دینا اس لیے کہ انبیاء کے جسموں پر زمین غلبہ نہیں کرتی۔

﴿ابن سعد﴾

بسند صحیح حضرت ابن سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کو زمین میں چھپائے ہوئے زیادہ دیر نہ گزری کہ ہمارے دل بدل گئے۔

﴿بزار﴾

حضرت انس ؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب وہ دن آیا کہ نبی کریم ﷺ نے رحلت فرمائی تو مدینہ کی ہر شے تاریک ہوگئی اور ابھی ہم نے آپ کے دفن سے ہاتھوں کی مٹی نہیں جھاڑی تھی کہ ہمارے دل بدل گئے۔

﴿ابن سعد، حاکم، بیہقی﴾

حضرت انس ؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا میں اس دن موجود تھا جس دن نبی کریم ﷺ نے رحلت فرمائی تو میں نے کوئی دن نہ دیکھا جو اس سے قبیح تر ہو۔

﴿حاکم، بیہقی﴾

تعزیت میں رونما ہونے والے معجزات

حضرت جابر ؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: جب نبی کریم ﷺ نے وفات پائی تو فرشتوں نے اہل بیت سے تعزیت کی۔ ان کی آہٹ تو سنی جاتی تھی مگر ان کے جسم نظر نہ آتے تھے۔ فرشتوں نے کہا: "السلام علیکم یا اہل البیت و رحمۃ اللہ و برکاتہ" ہر مصیبت کی غم خواری اللہ تعالیٰ کے دربار میں ہے اور ہر مصیبت سے محروم ہے "والسلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ"

﴿حاکم، بیہقی﴾

حضرت انس ؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کی جب رحلت ہوئی تو آپ کو اصحاب نے گھیر لیا اور آپ کے گرد روتے ہوئے جمع ہوگئے تو ایک شخص داخل ہوا جس کی داڑھی سفید و سرخ تھی وہ جسیم و صبیح تھا وہ صحابہ کی گردنوں کو پھلانگتا ہوا حضور نبی کریم ﷺ کے قریب پہنچا اور خوب رویا۔ اس کے بعد صحابہ کی طرف متوجہ ہوکر کہا: اللہ تعالیٰ کے یہاں ہر مصیبت کے بدلے غم خواری ہے اور ہر مصیبت کا عوض ہے اور ہر جانے والے کا بدل ہے تو اللہ تعالیٰ ہی کی طرف رجوع کرو اور اسی کی طرف شوق رکھو۔ بلاشبہ مصیبت زدہ وہ ہے جو ثواب سے محروم رہا پھر وہ شخص پلٹ کر چلا گیا۔ صحابہ میں سے ایک نے دوسرے سے پوچھا کیا تم اس شخص کو پہچانتے ہو؟ حضرت ابوبکر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ہاں یہ

جانتے ہیں یہ نبی کریم ﷺ کے بھائی حضرت خضر علیہ السلام تھے جو آپ پر ہماری تعزیت کیلئے آئے تھے۔

﴿حاکم، بیہقی، ابن ابی الدنیا﴾

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: جب نبی کریم ﷺ کی رحلت ہوئی اور وہ وقت تعزیت کا تھا تو ایک آنے والا آیا جس کی آہٹ تو سنی گئی مگر اس کا جسم نہ دیکھا گیا۔ اس نے کہا: "السلام علیکم یا اهل البیت و رحمة الله و برکاته" اللہ تعالیٰ کے یہاں ہر مصیبت کے بدلے غم خواری ہے اور جانے والے کا بدلہ ہے اور ہر مافات کا درجہ ہے تو اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ رکھو اور اسی سے امید باندھو۔ بے شک محروم وہ ہے جو ثواب سے محروم ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم جانتے ہو یہ کون ہیں؟ فرمایا: یہ حضرت خضر علیہ السلام ہیں۔

﴿ابن ابی حاتم، ابونعیم﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ جب نبی کریم ﷺ کی وفات ہوئی تو اہل بیت اطہار بہت زیادہ شکستہ خاطر ہوئے اور ان کی آوازیں مسجد میں حاضرین نے سنیں، جب یہ فریاد و فغاں کا شور ختم گیا تو انہوں نے دروازے پر ایک مرد کو سلام کرتے سنا۔ اس نے کہا:

"السلام علیکم یا اهل البیت و رحمة الله و برکاته" ہر جانے والے کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔ بے شک تمہارے اجر روز قیامت پورے پورے ملیں گے۔ آگاہ رہو کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں ہر ایک کا بدلہ ہے اور ہر اندیشے سے نجات ہے تو اللہ تعالیٰ ہی سے امید رکھو اور اسی پر بھروسہ رکھو۔ بے شک مصیبت زدہ وہ ہے جو ثواب سے محروم ہے۔ اہل بیت نے اس کی بات سنی اور رونا موقوف کیا۔ اس کے بعد اس آواز دینے والے کو تلاش کیا مگر کسی نے اسے نہ دیکھا اور وہ واپس آکر رونے لگے۔

اس وقت کسی دوسرے پکارنے والے نے ندا کی، اے اہل بیت! اللہ تعالیٰ کے یہاں ہر مصیبت کی غم خواری ہے اور ہر مصیبت کا بدلہ ہے تو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھو اور اسی پر کفایت کرو۔ بے شک مصیبت زدہ وہی ہے جو ثواب سے محروم ہے اور وہی ناکام۔ اس پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ حضرت خضر علیہ السلام اور حضرت الیاس علیہ السلام ہیں۔ یہ دونوں نبی کریم ﷺ کی وفات میں آئے ہیں۔

﴿سیف بن عمر کتاب الردہ﴾

بسند حسن حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: عنقریب میرے بعد میری تعزیت کے سلسلے میں لوگ ایک دوسرے کی تعزیت کریں گے۔ اس وقت لوگوں نے کہا: یہ کیا بات حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمائی مگر جب نبی کریم ﷺ کی رحلت ہوئی تو لوگ ایک دوسرے سے ملاقات کرتے اور نبی کریم ﷺ کی تعزیت ایک دوسرے سے کرتے تھے۔

﴿ابن سعد، ابن ابی شیبہ، ابویعلیٰ، طبرانی﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ میں نے نبی کریم ﷺ سے آپ کے اس زمانہ علالت میں سنا جس سے آپ نہ اٹھے۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ پر لعنت کرے۔ انہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اگر حضور نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد

نہ ہوتا تو آپ کی قبر انور ضرور ظاہر ہوتی ۔ بجز اس کے کچھ نہیں کہ یہ اندیشہ کیا گیا کہ لوگ سجدہ گاہ نہ بنالیں۔

﴿بخاری ، مسلم﴾

انبیاء علیہم السلام کے اجساد مطہر کو زمین پر حرام کردیا گیا ہے:

حضرت اوس بن ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تمہارے افضل دنوں میں سے جمعۃ المبارک کا دن ہے لہٰذا تم اس دن مجھ پر درود وسلام بھیجنے میں کثرت کرو کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا

''یارسول اللہ ﷺ! ہمارے درود آپ پر کس طرح پیش کیے جائیں گے، دراں حالیکہ آپ زمین میں ہوں گے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام کے اجساد کو کھائے۔''

﴿ابن ماجہ ، ابو نعیم﴾

حضرت الحسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس شخص سے روح القدس نے کلام کیا ہے اس کیلئے زمین کو اجازت نہیں دی گئی کہ وہ اس کا گوشت کھائے۔

﴿زبیر بن بکار اخبار مدینہ﴾

حضرت ابو العالیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: بے شک انبیاء کرام علیہم السلام کے گوشت کو زمین نہیں گلاتی اور نہ کوئی درندہ گزند پہنچاتا ہے۔

﴿زبیر ، بیہقی﴾

سرکار دو عالم ﷺ مزار انور میں زندہ ہیں:

نبی کریم ﷺ اپنی قبر میں زندہ ہیں اور اپنی قبر میں نماز پڑھتے ہیں اور آپ کی قبر انور پر فرشتہ مقرر ہے جو آپ کی خدمت میں سلام پہنچاتا ہے اور جو آپ پر سلام عرض کرتا ہے۔ آپ اس کا جواب عنایت فرماتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے میری قبر انور کے پاس مجھے درود وسلام عرض کیا میں اسے خود سنتا ہوں اور جس نے دور سے مجھ پر صلوٰۃ وسلام عرض کیا تو وہ مجھے پہنچا دیا جاتا ہے۔

﴿الاصبہانی الترغیب﴾

حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ ہے جسے تمام مخلوق کی آوازیں سننے کی قوت عطا فرمائی ہے۔ وہ میری قبر پر کھڑا ہے تو جو کوئی مجھ پر درود شریف بھیجتا ہے وہ فرشتہ اسے میرے حضور پہنچا دیتا ہے۔

﴿تاریخ بخاری ، الاصبہانی﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے فرشتے زمین میں گشت کرتے ہیں وہ میری امت کا سلام مجھے پہنچاتے ہیں۔

﴿احمد ، نسائی ، حاکم ، بیہقی الشعب ، بزار﴾

(ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل حدیث روایت کی ہے۔)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھ پر صلوٰۃ والسلام بھیجو جس طرح تم ہو تو مجھے تمہارا سلام اور تمہارا درود پہنچ جائے گا۔

{قاضی اسماعیل فضل الصلوٰۃ}

حضرت ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ نبی کریم ﷺ پر جو درود شریف بھیجا جاتا ہے ہر ایک کے ساتھ فرشتہ مقرر ہے یہاں تک کہ وہ فرشتہ نبی کریم ﷺ کے دربار میں درود شریف پہنچا دیتا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص جمعۃ المبارک کے دن اور رات میں سو مرتبہ درود شریف بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس کی سو حاجتیں پوری فرمائے گا۔ ستر حاجتیں آخرت کی حاجتوں میں سے اور تیس دنیا کی حاجتوں میں سے ہیں اور اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ فرشتہ مقرر فرماتا ہے جو اسے لے کر میری قبر میں اس طرح آتا ہے جس طرح تمہارے پاس ہدیے اور تحفے آتے ہیں۔ میرا علم میری وفات کے بعد بھی ایسا ہی ہے جیسے میرا علم میری حیات میں۔

{الاصبہانی}

میں عیسیٰ علیہ السلام کے سلام کا جواب دوں گا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے آپ نے فرمایا: قسم ہے اس کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ حضرت عیسیٰ ابن مریم ضرور نازل ہوں گے اور وہ قبر پر کھڑے ہو کر عرض کریں گے۔ یا محمد ﷺ! تو میں ان کو ضرور جواب دوں گا۔

{ابو یعلیٰ}

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ امت محمدیہ ﷺ میں سے کوئی ایسا شخص نہیں ہے جو آپ پر درود بھیجتا ہے یا آپ پر سلام عرض کرتا ہے مگر اللہ تعالیٰ سے آپ کے دربار میں اس طرح پہنچاتا ہے کہ فلاں نے آپ پر درود بھیجا ہے اور فلاں نے آپ پر سلام عرض کیا ہے۔

{ابن ماجہ}

میں سلام کا جواب دیتا ہوں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کوئی شخص ایسا نہیں جو مجھ پر سلام عرض کرتا ہے مگر اللہ تعالیٰ مجھ پر میری روح کو لوٹا دیتا ہے یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔

{ابو داؤد}

قبر انور سے آذان کی آواز:

حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے واقعہ حرہ کی راتوں میں دیکھا ہے حالانکہ نبی کریم ﷺ کی مسجد میں میرے سوا کوئی نہ ہوتا اور کوئی نماز کا وقت نہ آیا مگر یہ کہ میں قبر انور میں اذان کی آواز سنتا تھا۔

{ابو نعیم}

حضرت سعید بن المسیب ﷺ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں ہمیشہ نبی کریم ﷺ کی قبر انور سے واقعہ حرہ کے دنوں میں اذان و اقامت کی آوازیں سنتا تھا۔ یہاں تک کہ لوگ واپس آ گئے۔

﴿زبیر بن بکار اخبار مدینہ﴾

انبیاء کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں:

حضرت انس ﷺ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔

﴿ابو یعلیٰ، بیہقی﴾

قاضی اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ حضرت بکر بن عبداللہ قرنی ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میری حیات بھی تمہارے لیے بہتر ہے اور میری وفات بھی تمہارے لیے بہتر ہے۔ میرے حضور میں تمہارے اعمال پیش کیے جاتے ہیں تو جس کے عمل اچھے ہوتے ہیں اس پر میں اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا ہوں اور جس کے عمل برے ہوتے ہیں تو میں تمہارے لیے استغفار کرتا ہوں۔

(بزار رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن مسعود ﷺ سے اس کی مثل روایت کی ہے۔)

﴿الحارث مسند ابن سعد﴾

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے شبل بن العلاء ﷺ سے انہوں نے ان کے والد سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا جب میں فوت ہو جاؤں تو تم "انا للہ و انا الیہ راجعون" کہنا۔ اس لیے کہ ہر انسان کیلئے اس کلمہ کے عوض ہر مصیبت کا بدلہ دیا جاتا ہے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت عطا بن ابی رباح ﷺ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کو کوئی مصیبت پہنچے تو اسے چاہیے کہ اپنی مصیبت کو میری مصیبت کے ساتھ یاد کرے کیونکہ میری مصیبت "اعظم المصائب" ہے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے دروازہ کا پردہ اٹھا کر لوگوں کو دیکھا کہ وہ حضرت ابوبکر صدیق ﷺ کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہیں۔ یہ حال دیکھ کر آپ خوش ہوئے اور فرمایا: الحمد للہ۔ کوئی نبی اس وقت تک فوت نہ ہوا جب تک کہ اس کی امت کے کسی آدمی نے اس کی امت کی امامت نہ کی ہو۔

اس کے بعد لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا:

"اے لوگو! میرے بعد تم میں سے کسی کو کوئی مصیبت پہنچے تو اسے چاہیے کہ اس مصیبت کے ساتھ جو مجھے پہنچا ہے اپنی اس مصیبت کا موازنہ کر کے صبر کرے اس لیے کہ میرے بعد میری امت کے کسی آدمی کو ایسی مصیبت ہرگز نہ پہنچے گی جیسی مجھے مصیبتیں پہنچی ہیں۔"

﴿طبرانی اوسط﴾

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ کی وفات کو یاد کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ مصیبت عجیب ہے کہ اس کے بعد ہمیں کوئی مصیبت نہ پہنچی مگر جب ہم نے اس مصیبت کا اس مصیبت سے موازنہ کیا جو نبی کریم ﷺ کو پہنچی تو اپنی مصیبت حقیر معلوم ہوئی۔

﴿بیہقی﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: جب میرے والد ماجد بیمار ہوئے تو انہوں نے وصیت کی کہ مجھے نبی کریم ﷺ کی قبر انور کے پاس لے جایا جائے اور آپ سے اجازت مانگی جائے اور کہا جائے کہ یہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں یا رسول اللہ ﷺ! کیا انہیں آپ کے پہلو میں دفن کیا جائے؟ اب اگر تمہیں اجازت مل جائے تو مجھے دفن کر دینا اور اگر تمہیں اجازت نہ ملے تو مجھے جنت البقیع میں لے جانا۔

حبیب کو حبیب سے ملا دو:

چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے جنازہ کو آپ کے دروازے تک لایا گیا اور یہ عرض کیا گیا: یہ ابوبکر رضی اللہ عنہ حاضر ہیں، ان کی خواہش تھی کہ نبی کریم ﷺ کے پہلو میں دفن کیا جائے اور ہمیں اس کی وصیت کی ہے۔ اب اگر ہمارے لیے اجازت ہو تو ہم اندر داخل ہوں اور اگر ہمیں اجازت نہ ہو تو ہم پلٹ جائیں تو ہمیں ندا کی گئی کہ انہیں عزت و کرامت کے ساتھ اندر لے آؤ۔ ہم نے کلام تو سنا لیکن کسی کو ہم نے دیکھا نہیں۔ خطیب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: یہ روایت بہت غریب ہے۔

﴿خطیب رواۃ مالک﴾

حضرت علی المرتضیٰ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی رحلت کا وقت آیا تو انہوں نے مجھے اپنے سرہانے بٹھا کر مجھ سے فرمایا: اے علی رضی اللہ عنہ! جب میں مر جاؤں تو مجھے ان ہاتھوں سے غسل دینا جس سے تم نے حضور نبی کریم ﷺ کو غسل دیا اور مجھے خوشبو میں بسا کر حجرے تک لے جانا جس میں حضور نبی کریم ﷺ آرام فرما ہیں اور اجازت چاہنا اب اگر تم دیکھو کہ دروازہ کھل گیا ہے تو مجھے اندر لے جانا ورنہ مجھے مسلمانوں کے قبرستان لے جانا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ فرمائے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: چنانچہ آپ کو غسل دیا گیا اور کفن پہنایا گیا اور سب سے پہلے میں نے دروازے تک پہنچنے میں جلدی کی اور عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! یہ ابوبکر رضی اللہ عنہ حاضر ہیں اور اجازت چاہتے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ دروازہ کھل گیا اور کسی کہنے والے نے کہا: حبیب کو اس کے حبیب کے پاس لے آؤ، کیونکہ حبیب حبیب کا مشتاق ہے۔

✪ (ابن عساکر نے کہا یہ حدیث منکر ہے چونکہ اس کی اسناد میں ابوالطاہر موسیٰ بن محمد بن عطاء مقدسی کذاب ہے۔ اس نے عبدالجلیل مری سے روایت کی اور وہ مجہول ہے۔)

﴿ابن عساکر﴾

بعد وصال نبوی صحابہ کو غزوات میں جو واقعات پیش آئے

مسلمانوں کیلئے دریا مسخر:

حضرت ابوہریرہ ﷛ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت العلاء بن حضرمی ﷛ کے ساتھ گیا۔ میں نے ان کی عجیب باتیں دیکھیں۔ میں نہیں جانتا کہ ان میں سے کون سی بات زیادہ عجیب ہے۔ ہم دریا کے کنارے تک پہنچے تو انہوں نے کہا: بسم اللہ پڑھ کر دریا میں گھس جاؤ، تو ہم بسم اللہ پڑھ کر دریا میں گھس پڑے اور ہم نے عبور کر لیا اور پانی نے تر نہیں کیا مگر ہمارے اونٹوں کے کھروں کو، جب ہم واپس آئے تو ہم ان کے ساتھ جنگل میں تھے اور ہمارے ساتھ پانی نہ تھا اور ہم نے ان سے اس کی شکایت کی تو انہوں نے دو رکعت نماز پڑھی اس کے بعد دعا مانگی پھر ہم نے دیکھا کہ ابر موجود اور اسے مشکیزے کے دہانے کی مانند پانی برسنے لگا تو ہم سب نے پیا اور جانوروں کو پلایا اور فوت ہو گئے، پھر ہم نے ان کو اسی ریت میں دفن کر دیا۔ ابھی ہم نے زیادہ دور سفر نہ کیا تھا تو ہمیں خیال آیا کہ کوئی درندہ آ کر انہیں کھا جائے گا۔ تو ہم واپس آئے دیکھا تو وہ قبر میں موجود نہ تھے۔

﴿ابونعیم﴾

اور ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے اسے اس طرح نقل کیا ہے کہ میں نے حضرت العلاء ﷛ کو دیکھا کہ وہ گھوڑے پر دریا کو عبور کر رہے ہیں اور ایک روایت میں اس طرح ہے کہ حضرت العلاء ﷛ نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی اور مسلمانوں کیلئے ریت کے نیچے سے پانی ابل پڑا اور سب سیراب ہوئے اور سفر شروع کر دیا۔ مسلمانوں میں سے ایک آدمی اپنا سامان اس جگہ بھول گیا اور وہ واپس آیا اور اس نے اپنا سامان لے لیا مگر پانی موجود نہ تھا۔

ایک روایت میں اس طرح آیا ہے کہ وہ فوت ہوئے تو ہم سب پانی کے علاقہ میں نہ تھے اور اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے ابر بھیجا وہ ہم پر برسا اور ہم نے ان کو غسل دے کر دفن کر دیا، جب ہم واپس آئے تو ان کی قبر کی جگہ ہم نے نہ پائی۔

حضرت ابن الدقیل رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب حضرت سعد ﷛ نہر شیر پر پہنچے تو کشتیوں کو تلاش کیا تاکہ لوگوں کو عبور کرائیں مگر وہ کوئی کشتی نہ پا سکے۔ انہوں نے وہاں کے لوگوں کو اس حال میں پایا کہ انہوں نے کشتیاں اکٹھی کر رکھی تھیں تو وہ سب چند دن کنارے پر مقیم رہے۔ یہاں تک کہ پانی چڑھنے لگا اس وقت انہوں نے خواب میں دیکھا کہ مسلمانوں کے گھوڑے دریا میں کود پڑے ہیں اور انہوں نے دریا عبور کرنے کا عزم کر لیا اور انہوں نے مسلمانوں کو جمع کر کے فرمایا میں نے اس دریا کو عبور کر کے دشمن پر تاخت کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ یہ بات تمام لوگوں نے مان لی اور انہوں نے لوگوں کو دریا میں اترنے کا حکم دیا اور کہا یہ پڑھتے جاؤ۔ "نستعین باللہ و نتوکل علیہ حسبنا اللہ و

نعم الوکیل لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم" اس کے بعد سب مسلمان دجلہ میں اتر گئے اور مسلمان تیرنے کے عالم میں اس طرح باتیں کرتے جاتے تھے اور اس طرح ایک دوسرے کے قریب ہو گئے تھے گویا کہ وہ خشک زمین پر سفر کر رہے تھے اور باتیں کر رہے تھے۔ اہل فارس نے یہ حال دیکھ کر تعجب کیا۔ یہ بات تو ان کے گمان میں بھی نہ تھی اور اہل فارس نے بڑے بڑے مالوں کو جمع کرتے ہی جلت دکھائی اور مسلمان ماہ صفر ۱۶ ہجری میں وہاں داخل ہو گئے اور وہ کسریٰ کے محلوں میں جتنا خزانہ باقی تھا اس کے مالک ہو گئے۔ شیرویہ نے اور اس کے بعد والوں نے جتنا خزانہ جمع کیا تھا سب پر ان کا قبضہ ہو گیا۔

﴿ابو نعیم﴾

حضرت ابو عثمان نہدی رضی اللہ عنہ سے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا لوگوں میں ٹھہرنے اور ان کو دریا کے عبور کی طرف بلانے کے سلسلے میں روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے گھوڑوں اور سواریوں نے دجلہ کو ڈھانپ لیا، یہاں تک کہ کوئی دونوں کناروں کے پانی کو نہیں دیکھتا تھا اور ہمارے گھوڑوں نے ہمیں ان کی طرف پار کر دیا۔ گھوڑوں کے ایالوں سے پانی ٹپک رہا تھا اور وہ ہنہنا رہے تھے، جب اہل فارس نے یہ حال دیکھا تو وہ بھاگ کھڑے ہوئے۔ اور وہ کسی چیز کی طرف توجہ نہیں دیتے تھے۔

راوی نے کہا: ان کی طرف جاتے وقت پانی میں کوئی چیز ان کی طرف نہ گئی بجز ایک پیالے کے جو پانی رسی سے بندھا ہوا تھا اور وہ رسی ٹوٹ گئی تھی اور پانی پیالے کو بہا کر لے گیا تھا۔ اچانک لوگوں نے دیکھا کہ ہوائیں اور موجیں پیالے کو دھکیل رہی تھیں، یہاں تک کہ وہ پیالہ کنارے تک آ گیا اور اس کے مالک نے اسے لے لیا۔

﴿ابو نعیم﴾

حضرت ابو بکر بن حفص بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا وہ شخص جو حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو پانی میں لے جا رہا تھا وہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ تھے۔ گھوڑوں نے مسلمانوں کو تیرایا اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ یہ پڑھ رہے تھے حسبنا اللہ و نعم الوکیل واللہ لینصرن اللہ ولیہ و لیظہرن دینہ و لیہزمن عدوہ اگر لشکر میں نافرمانی اور گناہ نہ ہو تو نیکیاں غالب آ جائیں گی، اسی وقت حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے کہا بے شک اس کا سزاوار ہے کہ ہر چیز اس کے آگے پست ہو جائے۔

خدا کی قسم! مسلمانوں کیلئے دریا ایسا مسخر ہوا جیسا کہ ان کیلئے خشکی مسخر ہے اور وہ پانی پر اس طرح چھا گئے کہ کناروں سے پانی دکھائی نہ دیا اور وہ پانی میں خشکی سے زیادہ ایک دوسرے سے باتیں کر رہے تھے چنانچہ وہ سب پار ہو گئے اور ان کی کوئی چیز گم نہ ہوئی اور نہ ان میں سے کوئی غرق ہوا۔

﴿ابو نعیم﴾

دریا میں تیرتے سوار:

حضرت عمیرہ صائدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ مسلمان دجلہ میں کود پڑے اور وہ ایک دوسرے کے قریب ہو گئے۔ حضرت سلمان، حضرت سعد رضی اللہ عنہم کی ایک جانب قریب تھے، وہ ان کو پانی میں لے جا رہے تھے اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ کہہ رہے تھے۔

ذٰلک تقدیر العزیز العلیم   اور پانی ان کے آہستہ آہستہ لے جا رہا تھا۔

﴿ابو نعیم﴾

راوی نے کہا کہ میرا گھوڑا ہموار قائم رہا، جب وہ تھک جاتا تو ایک ٹیلہ نمودار ہو جاتا اور وہ اس پر آرام کر لیتا گویا کہ زمین پر ہے۔ مدائن کے جہاد میں اس سے زیادہ عجیب واقعہ کوئی نہیں ہے اور اسی بنا پر اس دن کو "یوم الجراثیم" کہتے ہیں، جب بھی کوئی تھک جاتا تو اس کیلئے جرثومہ یعنی ٹیلہ وغیرہ ابھر آتا اور وہ اس پر آرام کر لیتا تھا۔

حضرت قیس بن ابی حازم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم جب دجلہ میں اترے تو وہ بڑھ رہا تھا جبکہ ہم دجلہ کے کثیر پانی میں تھے تو گھوڑا سوار ٹھہر جاتا اور پانی گھوڑے کی تنگ تک نہیں پہنچتا تھا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت حبیب بن صہبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب مسلمانوں نے مدائن کے دن دجلہ کو عبور کیا تو اہل فارس نے کہا: یہ لوگ جن ہیں انسان نہیں۔

﴿ابو نعیم﴾

حضرت سلیمان بن مغیرہ رضی اللہ عنہ حضرت حمید رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ "ابو مسلم خولانی رضی اللہ عنہ دجلہ کی طرف اس حال میں آئے کہ وہ پالکی کو اپنی تیزی اور بہاؤ سے پھینکتا تھا تو وہ پانی پر چلے۔"

﴿احمد و بیہقی﴾

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرح روایت کی کہ وہ پانی پر کھڑے ہو گئے اور اس پر انہوں نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی اور انہوں نے بنی اسرائیل کا دریا میں چلنے کا ذکر کیا۔ اس کے بعد انہوں نے اپنے گھوڑے کو جھڑکا اور وہ ان کو لے کر چل دیا اور مسلمان ان کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے۔ یہاں تک کہ اسے عبور کر لیا پھر انہوں نے اپنے رفقاء کی طرف متوجہ ہو کر کہا: "کیا کوئی چیز تمہارے سامان میں سے گم تو نہیں ہوئی ہے کہ میں اللہ تعالیٰ سے اس کی واپسی کی دعا کروں اور وہ واپس کر دے۔"

زہر بے اثر:

حضرت ابو السفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ گئے تو لوگوں نے ان سے کہا: آپ زہر سے ڈرتے رہیں کہ کہیں عجمی لوگ آپ کو نہ پلا دیں۔ انہوں نے کہا: تم زہر کو میرے پاس لاؤ پھر انہوں نے زہر کو ہاتھ میں لیا اور اسے بسم اللہ پڑھ کر پی گئے اور زہر نے انہیں کوئی ضرر نہ پہنچایا۔

﴿ابو یعلیٰ بیہقی ابو نعیم﴾

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو کئی اور سندوں سے نقل کیا اور کہا کہ یہ زہر ایک لمحہ میں ہلاک کرنے والا تھا۔ نیز انہوں نے کلبی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں جب حیرہ پہنچے تو لوگوں نے ان کے پاس عبدالمسیح کو بھیجا اس کے ساتھ ایک لمحہ میں ہلاک کرنے والا زہر تھا تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا لاؤ کہاں ہے وہ زہر؟ پھر انہوں نے زہر ہتھیلی پر رکھا "بسم اللہ وباللہ رب الارض والسماء بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ

واہ'' پھر اسے پی لیا اس کے بعد عبد المسیح اپنی قوم کی طرف گیا اور ان سے کہا اے لوگو انہوں نے وہ زہر ہلاہل پی لیا ہے اور اس نے ان کو کوئی ضرر نہیں پہنچایا لہذا ان سے صلح کر لو۔ یہ کام اس کیلئے کیا گیا۔

شراب شہد اور سرکہ میں تبدیل:

ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ نے بسند صحیح خثیمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے پاس ایک آدمی شراب کا مشکیزہ لے کر آیا تو انہوں نے دعا کی اے خدا! اسے شہد بنا دے تو وہ شہد ہو گیا۔ ایک روایت میں دوسری سند سے یہ ہے کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے پاس ایک آدمی شراب کا مشکیزہ لے کر آیا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ اس نے کہا کہ سرکہ ہے انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ اسے سرکہ بنا دے گا۔ جب لوگوں نے دیکھا تو وہ سرکہ تھا حالانکہ وہ شخص شراب لایا تھا۔

محارب بن دثار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ کسی نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ کے لشکر میں کچھ لوگ شراب پیتے ہیں تو انہوں نے لشکر میں گشت کیا اور ایک شخص کے پاس شراب کی چھاگل دیکھی۔ آپ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ اس نے کہا سرکہ ہے حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے دعا کی کہ اے خدا اسے سرکہ بنا دے۔ جب اس شخص نے کھولا تو وہ سرکہ تھا اس پر اس نے کہا یہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی دعا کا اثر ہے۔

﴿ابن سعد﴾

وصی عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات:

بسند ضعیف ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو عراق کی طرف بھیجا اور وہ اس طرف روانہ ہوئے یہاں تک کہ جب حلوان پہنچے تو نماز عصر کا وقت ہو گیا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اپنے موذن کو اذان کا حکم دیا اور انہوں نے اذان شروع کی جب انہوں نے ''اللہ اکبر اللہ اکبر'' کہا تو کسی نے پہاڑ سے جواب دیا ''کبرت یا نضلة کبیرا'' پھر انہوں نے کہا ''اشھد ان لا الہ الا اللہ'' تو پہاڑ سے جواب آیا ''کلمة الاخلاص'' پھر انہوں نے کہا ''اشھد ان محمدا رسول اللہ'' پہاڑ سے جواب آیا ''بعث النبی'' پھر انہوں نے کہا ''حی علی الصلوۃ'' پہاڑ سے جواب آیا ''کلمة مقبولة'' پھر کہا ''حی علی الفلاح'' تو سے جواب آیا ''البقاء لامة احمد'' پھر کہا ''اللہ اکبر اللہ اکبر'' جواب آیا ''کبرت کبیرا'' پھر کہا ''لا الہ الا اللہ'' پہاڑ سے جواب دیا ''کلمة حق حرمت علی النار''

اس وقت نضلہ رضی اللہ عنہ نے اسے آواز دی اے شخص میں نے تیرا کلام سنا اب ہمیں اپنا چہرہ دکھا تو پہاڑ شق ہوا اور مرد سفید سر اور سفید ریش نکلا۔ اس کا سر چکی کی مانند تھا۔ نے اس سے پوچھا اے شخص تم کون ہو؟ اس نے کہا میں ذویب ہوں اور عبد صالح عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا نصیحت یافتہ۔ انہوں نے میری درازی عمر کی دعا کی اور مجھے اس پہاڑ میں ان کے آسمان سے نازل ہونے تک ٹھہرنے کا حکم دیا ہے۔ اس نے پوچھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں؟ ہم نے کہا وہ تو رحلت فرما چکے ہیں۔ یہ سن کر وہ بہت دیر تک رویا پھر اس نے پوچھا تم میں سے ان کی جگہ کون ہوا ہے۔ ہم نے کہا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ اس نے پوچھا وہ کہاں ہیں۔ وہ بھی

رحلت کر چکے ہیں اس نے پوچھا تم میں ان کے بعد کون قائم ہوا ہے ہم نے کہا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ۔ اس نے کہا تم ان سے کہنا کہ اے عمر رضی اللہ عنہ! استقامت اور قربت رکھیں کیونکہ امر قریب آ پہنچا ہے۔ تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے یہ واقعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لکھ کر بھیجا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو خط لکھا تم نے سچ لکھا ہے بلاشبہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا اس پہاڑ میں عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کا وصی ہے۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس حدیث کی متعدد سندیں ہیں جن کو میں نے "النکت علی الموضوعات" میں بیان کیا ہے۔

﴿بیہقی، ابو نعیم﴾

رومی ایلچی کا مسلمان ہونا:

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حارث بن عبداللہ ازدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ جب یرموک میں اترے تو ان کے پاس رومی لشکر کے سردار نے اپنے بڑوں سے ایک شخص کو بھیجا جس کا نام جرجیر تھا اس نے کہا کہ میں آپ کی طرف ماہان کا قاصد ہوں وہ شاہ روم کا شام پر حاکم ہے۔ اس نے آپ سے کہلوایا ہے کہ میری طرف کسی مرد عاقل کو بھیجئے تاکہ ہم اس سے پوچھیں کہ آپ کا ارادہ کیا ہے تو حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم اس کی طرف جاؤ وہ وقت غروب آفتاب کا تھا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کل صبح میں اس کی طرف جاؤں گا۔ اسی دوران نماز کا وقت ہو گیا اور مسلمان نماز پڑھنے کھڑے ہو گئے۔ وہ رومی سردار مسلمانوں کو نماز پڑھتا اور دعا مانگتا دیکھتا رہا اور اپنے سردار کی طرف لوٹ کر نہ گیا۔ اس کے بعد اس نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ حضرات اس دنیا میں کب داخل ہوئے ہیں اور کب آپ کو اس کی دعوت دی گئی ہے۔ انہوں نے فرمایا تقریباً بیس سال گزرے ہیں ہم میں سے کچھ وہ لوگ ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے مبعوث ہونے کے بعد اسلام لائے ہیں اور کچھ وہ لوگ ہیں جو آپ کے بعد اسلام لائے ہیں۔ رومی شخص نے پوچھا کیا تمہارے رسول اللہ ﷺ نے خبر دی ہے کہ ان کے بعد کوئی رسول اللہ ﷺ آئے گا؟ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں بلکہ ہمیں اس کی خبر دی ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں اور آپ نے خبر دی ہے کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نے اپنی قوم کو آپ کی تشریف آوری کی بشارت دی ہے۔ اس رومی شخص نے کہا میں اس بشارت کے گواہوں میں سے ہوں کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام نے ہمیں بشارت دی ہے کہ ایک نبی ناقہ سوار ہوگا اور میرا گمان یہی ہے کہ وہ نبی تمہارے آقا ہی ہیں۔ پھر اس رومی نے کہا کہ مجھے خبر دیجئے کہ تمہارے آقا نے عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کیا خبریں دی ہیں۔ اس بارے میں تم لوگوں کا کیا نظریہ ہے۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"ان مثل عیسی عند اللہ کمثل ادم خلقه من تراب" ﴿سورۃ آل عمران﴾

ترجمہ: عیسیٰ کی کہاوت اللہ کے نزدیک آدم کی طرح ہے اسے مٹی سے بنایا۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"یا اهل الکتاب لا تغلوا فی دینکم" ﴿سورۃ النساء﴾

ترجمہ: اے کتاب والو اپنے دین میں زیادتی نہ کرو۔

ترجمان نے ان آیات الٰہی کی تفسیر رومی زبان میں بیان کی۔ یہ سن کر اس رومی شخص نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ عیسیٰ علیہ السلام کی یہی صفت ہے وہ روح اللہ ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ تمہارے نبی صادق ہیں اور وہ نبی وہی ہیں جن کی بشارت عیسیٰ علیہ السلام نے ہمیں دی ہے پھر وہ مسلمان ہو گیا۔

ابو یعلیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا مسلمانوں کا ایک لشکر روانہ ہوا۔ اور میں ان کا امیر تھا یہاں تک کہ ہم اسکندریہ اترے۔ عظما نے اسکندریہ میں سے ایک شخص نے کہا میرے پاس کسی کو بھیجو تاکہ میں اس سے گفتگو کروں۔ تو میں اس کے پاس پہنچا اور میں نے کہا ہم عرب ہیں اور ہم بیت اللہ کے رہنے والے ہیں۔ ہم لوگوں میں بہت تنگ حال تھے۔ ہماری زندگیاں بڑی عسرت میں تھیں اور ہم مردار اور خون کھاتے تھے اور ہم ایک دوسرے کو لوٹ لیا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ہم میں سے ایک شخص کا ظہور ہوا جو حال میں ہم سے بہتر نہ تھے۔ اس نے کہا میں تمہاری طرف اللہ تعالیٰ کا رسول ﷺ ہوں اور اس نے ہمیں ایسی چیزوں کا حکم دیا جسے ہم جانتے تک نہ تھے اور ہمیں ان چیزوں سے منع فرمایا جن پر ہم تھے اور ہمارے ماں باپ تھے۔ اس پر ہم نے ان کو برا کہا اور ہم نے ان کو جھٹلایا اور ان کی بات ان پر رد کر دی۔ یہاں تک کہ ان کے پاس ہمارے سوا ایک اور قوم آئی اور انہوں نے کہا ہم آپ کی تصدیق کرتے ہیں اور آپ پر ایمان لاتے ہیں اور آپ کا اتباع قبول کرتے ہیں اور ہم اس سے لڑیں گے جو آپ سے لڑے گا پھر اس نے ان کی طرف خروج کیا اور ہم نے ان سے جنگ کی اور وہ ہم پر غالب آئے اور ہم مغلوب ہو گئے۔ اس پر عظیم اسکندریہ نے کہا بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا بلاشبہ ہمارے رسول علیہ السلام ہمارے پاس اس کی مثل لے کر آئے جس کو تمہارے رسول اللہ ﷺ لائے اور ہم اس پر عمل کرتے تھے یہاں تک کہ ہمارے درمیان دو گروہ پیدا ہو گئے اور وہ اپنی خواہشوں کی پیروی کرنے لگے اور انہوں نے انبیاء کے حکموں کو چھوڑ دیا۔ بلاشبہ تم نے نبی کریم ﷺ کے حکموں کو تھام لیا ہے۔ تم سے جو کوئی جنگ کرے گا تم اس پر ضرور غالب آؤ گے اور تم پر جو بھی حملہ کرے گا تم اس پر ضرور غالب رہو گے اور جب تم نے وہ عمل کیے جو خواہشوں کی پیروی کرنے والوں نے عمل کیے تو تم لوگ نہ ہم سے گنتی میں زیادہ ہو گے اور نہ قوت میں ہم سے شدید ہو گے۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے وسیلہ سے دعا اور بارش کا نزول:

- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جب قحط سالی ہوئی تو وہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے وسیلہ سے دعا کرتے اور کہتے تھے "اَللّٰھُمَّ نَتَوَسَّلُ اِلَیْکَ الْیَوْمَ بِعَمِّ نَبِیِّنَا فَاسْقِنَا" تو بارش ہو جاتی تھی۔

{بخاری، بیہقی}

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ عام الرمادہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے وسیلے سے بارش کی دعا مانگی اور کہا "اَللّٰھُمَّ ھٰذَا عَمُّ نَبِیِّکَ نَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِہٖ فَاسْقِنَا" تا آخر حدیث

گزری کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو سیراب کر دیا۔ اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے لوگو! رسول اللہ ﷺ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو اس مرتبہ میں دیکھتے تھے جس طرح بیٹا اپنے باپ کو دیکھتا ہے۔ نبی کریم ﷺ ان کی تعظیم و توقیر فرماتے اور تقسیم میں حسن سلوک فرماتے تھے لہٰذا تم لوگ رسول اللہ ﷺ کی آپ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے بارے میں پیروی کرو اور ان کو بارگاہِ الٰہی میں اس چیز میں جو حادثہ تمہیں پیش آ وسیلہ بناؤ۔

﴿حاکم﴾

ثابت بنانی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے وہ ثابت رضی اللہ عنہ کی طرف سے ایک زمین کے نگران تھے۔ انہوں نے کہا تمہاری زمین پیاسی ہے یہ سن کر ثابت بنانی رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی اور دعا کی اسی وقت ابر اٹھ کر آیا اور اس کی زمین کو ڈھانپ لیا اور اتنی بارش ہوئی کہ تمام گڑھے اور نالے بھر گئے۔ یہ گرمی کا موسم تھا پھر انہوں نے گھر کے کسی آدمی کو زمین دیکھنے کیلئے بھیجا کہ دیکھیں بارش کہاں تک ہوئی ہے تو اس نے دیکھا کہ اس بارش نے ان کی زمین سے تجاوز نہیں کیا ہے۔ (نیز اسے ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق ثمامہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بھی روایت کی ہے۔)

﴿ابن سعد، بیہقی﴾

یاساریۃ الجبل:

نافع مولائے ابن عمر اور زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے منبر پر کھڑے فرمایا "یَا سَارِیَۃُ بْنَ زُنَیْمٍ الْجَبَلَ ظَلَمَ مَنِ اسْتَرْعَی الذِّئْبَ الْغَنَمَ" "اے ساریہ بن زنیم پہاڑ کی پناہ لو۔ وہ شخص ظالم ہے جس نے بکریوں کو بھیڑیئے سے چروایا۔ اس کے بعد خطبہ دیتے رہے۔ جب لوگ نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں نے نہیں جانا کہ انہوں نے کیا کہا ہے۔ یہاں تک کہ جب ساریہ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو انہوں نے کہا اے امیر المومنین! ہم دشمنوں کے نرغے میں تھے چونکہ ہم زمین کے نشیب میں تھے اور وہ لوگ بلند قلعے میں تھے۔ میں نے جمعہ کے دن خطبہ کے وقت ایک پکار ایسی سنی اور یہ وہی وقت تھا جس وقت کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پکارا تھا کہ اے ساریہ پہاڑ کی پناہ لو۔ یہ پکار سن کر میں نے اپنے رفقاء کے ساتھ پہاڑ کی پناہ لے لی تو زیادہ دیر نہ گزری کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں فتح عطا فرما دی۔ کسی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا یہ کیسی بات تھی! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے ساریہ کو کوئی القاء نہیں کیا مگر وہ بات میری زبان پر جاری ہو گئی۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت عثمان کا عصا توڑنے والے کا برا انجام:

باوردی اور ابن سکن نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خطبہ دے رہے تھے جہجاہ غفاری ان کے پاس آیا اور ان سے عصا لے کر اسے توڑ ڈالا تو جہجاہ پر سال نہیں گزرا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے ہاتھ میں آکلہ بھیج دیا اور وہ اس سے مر گیا۔

ابن السکن رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق فلیح بن سلیم رحمۃ اللہ علیہ ان کے چچا سے انہوں نے ان کے باپ سے اور

ان کے چچا سے روایت ہے وہ دونوں نے کہا کہ ہم دونوں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف جہجاہ غفاری آیا اور اس نے ان کے ہاتھ سے عصا لے کر اپنے گھٹنے پر رکھ کر توڑ ڈالا لوگ اس پر چلائے پھر اللہ تعالیٰ نے اس کے گھٹنے میں مرض کیا اور پھر ایک سال بھی نہیں گزرا کہ وہ غفاری مر گیا۔

نافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ایک مرتبہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خطبہ دے رہے تھے اچانک جہجاہ غفاری اٹھ کر ان کی طرف آیا اور ان کے ہاتھ سے عصا لے کر اسے اپنے گھٹنے پر رکھ کر توڑ ڈالا تو اس کے گھٹنے میں آکلہ پیدا ہو گیا۔

﴿ابن سعد﴾

اجتماعی دعا قبول ہوتی ہے:

حبیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ ایک لشکر پر امیر تھے جب وہ دشمن کے مقابل ہوئے تو انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ نے فرمایا جب کوئی مجمع ہو کر دعا مانگی جاتی ہے اور لوگ آمین آمین کہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی دعا کو ضرور قبول فرماتا ہے۔ اس کے بعد انہوں نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی اور یہ دعا مانگی "اَللّٰهُمَّ احْقِنْ دِمَائَنَا وَاجْعَلْ اُجُوْرَنَا اُجُوْرَ الشُّهَدَاءِ" اسی اثناء میں کہ وہ مقابلے میں تھے اچانک دشمن کا سردار اترا اور وہ حضرت حبیب رضی اللہ عنہ کے خیمے میں داخل ہو گیا۔

حضرت حبیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک دن قلعہ پر حملہ کیا اور لا حول ولا قوۃ الا باللہ کا نعرہ لگایا اور مسلمانوں نے بھی یہی نعرہ لگایا تو قلعہ پھٹ گیا۔

﴿ابن ابی الدنیا، بیہقی﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ ایک جہاد میں گئے اور کشتی میں سوار ہوئے ... پانی میں فوت ہو گئے اور مسلمانوں کو کوئی ایسا جزیرہ نہ ملا جہاں انہیں دفن کرتے مگر سات دن کے بعد جزیرہ ملا۔ اس عرصہ میں ان کا جسم کچھ بھی متغیر نہ ہوا اور ان کو وہاں دفن کر دیا گیا۔

﴿ابو نعیم﴾

سانپ کا اطاعت کرنا:

لیث رحمۃ اللہ علیہ ابن عجلان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بنی عذرہ کی ایک عورت سے نکاح کیا۔ ایک دن وہ اس کے پاس آئے تو بستر پر سانپ کو دیکھا۔ اس عورت نے کہا اسے آپ دیکھ رہے ہیں جب سے میں اپنے گھر تھی یہ میرا پیچھا کر رہا ہے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اس سانپ سے کہا خبردار ہو کر سن لے یہ میری بیوی ہے میں نے اس سے بالع مہر کے عوض نکاح کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسے میرے لیے حلال کیا ہے اور تیرے لیے اس میں سے کچھ حلال نہیں کیا ہے لہٰذا تو چلا جا اب اگر تو پھر آیا تو میں تجھے مار ڈالوں گا تو وہ سانپ رینگنے لگا یہاں تک کہ گھر کے دروازے سے باہر نکل گیا اس کے بعد وہ پھر نہ آیا۔

﴿ابن سعد، بیہقی﴾

عائشہ بنت انس بن مالک رضی اللہ عنہا ان کی والدہ نے ربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہا سے

روایت ہے۔ انہوں نے کہا میں دوپہر کا قیلولہ کر رہی تھی اور میں نے اوپر لحاف ڈال رکھا تھا۔ اچانک ایک (سانپ) میرے پاس آیا اور وہ مجھ سے لپٹنے لگا اسی اثنا میں کہ وہ مجھ سے لپٹ رہا تھا زرد ورق کا ایک صحیفہ میرے روبرو آسمان سے اترا یہاں تک کہ وہ میرے قریب آ گرا۔ میں نے اسے کھول کر پڑھا تو اس میں لکھا دیکھا: "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مِنْ رَّبِّ لُکَیْنٍ اِلٰی لُکَیْنٍ اَمَّا بَعْدُ فَدَعْ اَمَتِیْ بِنْتَ عَبْدِیَ الصَّالِحِ فَاِنِّیْ لَمْ اَجْعَلْ لَکَ عَلَیْھَا سَبِیْلًا" انہوں نے کہا پھر اس اسود (سانپ) نے میری چٹکی لی اور کہا تم اسی کے لائق ہو تو اس چٹکی کا نشان ان کے جسم میں برابر رہا۔

﴿بیہقی﴾

ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے دوسری سند کے ساتھ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ عفراء کی بیٹی اپنے بستر پر لیٹی ہوئی تھی انہیں شعور نہ ہوا کہ ایک زنگی کود کر ان کے سینہ پر جا بیٹھا اور اپنا ہاتھ ان کی گردن پر رکھ دیا۔ اچانک زرد رنگ کا صحیفہ زمین و آسمان کے درمیان سے اترا۔ بنت عفراء رضی اللہ عنہا نے کہا یہاں تک کہ وہ صحیفہ میرے سینہ پر آ گرا اور اسے زنگی نے لے لیا، پھر اس نے پڑھا تو لکھا تھا "مِنْ رَّبِّ لُکَیْنٍ اِلٰی لُکَیْنٍ اِجْتَنِبْ اِبْنَةَ الْعَبْدِ الصَّالِحِ فَاِنَّهٗ لَا سَبِیْلَ لَکَ عَلَیْھَا" اور وہ اٹھ کھڑا ہوا اور اپنا ہاتھ میرے حلق سے کھینچ لیا اور میرے گھٹنے پر اپنا ہاتھ مارا اور جگہ سیاہ ہو گئی حتیٰ کہ وہ بکری کے سر کی مانند ہو گیا۔

یحییٰ بن سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا جب عمرہ بنت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہا کی وفات کا وقت آیا تو ان کے پاس تابعین میں سے بکثرت لوگ جمع ہو گئے جن میں عروہ اور وہ گرا گویا کہ کھجور کا بڑا تنہ ہے وہ اٹھ کر کی طرف آیا اچانک ایک سفید ورق گرا جس میں لکھا تھا "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ رَبِّ کَعْبٍ اِلٰی کَعْبٍ لَیْسَ لَکَ عَلٰی بَنَاتِ الصَّالِحِیْنَ سَبِیْلٌ" جب اس نے اس صحیفہ کی طرف نظر کی تو وہ بلند ہوا یہاں تک کہ وہ جہاں سے اترا تھا وہیں چلا گیا۔

﴿ابن ابی الدنیا، بیہقی﴾

سانپ کا طواف کعبہ:

طلق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس تھا اور وہ زمزم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اچانک ایک سانپ سامنے آیا اور اس نے کعبہ کے گرد سات چکر لگائے پھر وہ مقام ابراہیم علیہ السلام پر آیا اور دو رکعت نماز پڑھی۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اس کی طرف کہلوایا کہ اللہ تعالیٰ نے تیری عبادت کو پورا کر دیا اور ہمیں بھی یہی سزاوار ہے کہ عبادت کریں۔ ہوشیار رہو۔ ہمیں تمہارے اوپر لوگوں کی طرف سے خطرہ ہے کہ کہیں وہ تمہیں گزند نہ پہنچائیں پھر وہ کوہان کی مانند آسمان کی طرف اٹھ گیا۔

﴿ابونعیم﴾

عطاء بن ابی رباح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ عبدالرحمٰن بن عمرو رضی اللہ عنہ مسجد حرام میں بیٹھے ہوئے تھے اچانک کوڑیالہ سانپ نمودار ہوا۔ اس نے آ کر خانہ کعبہ کے سات چکر لگائے پھر وہ مقام

ابراہیم ؑ پر آیا گویا کہ اس نے نماز پڑھی، پھر حضرت عبدالرحمٰن بن عمرو ؓ آئے اور اس کے پاس کھڑے ہو کر فرمایا اے شخص! اشارہ کہ تم نے اپنی عبادت ختم کر لی ہے اور میں اپنے شہر کے کم عقلوں کی طرف تم پر بے خوف نہیں ہوں پھر وہ پلٹا اور آسمان میں چلا گیا۔

﴿ابو نعیم﴾

وہ نشانیاں جو زمانہ نبوت سے تادم تحریر موجود ہیں

ابن عمر ؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس آدمی کا حج مقبول ہوتا ہے اس کی کنکریاں اٹھالی جاتی ہیں۔

﴿ابو نعیم﴾

حج کی مقبولیت:

ابو سعید خدری ؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے رمی جمار کی کنکریوں کی بابت پوچھا تو آپ نے فرمایا جو کنکریاں اس سے مقبول ہوتی ہیں وہ اٹھالی جاتی ہیں۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو تم وہاں پہاڑ کی مانند یقیناً کنکریاں پڑی ہوئی دیکھتے۔

﴿ابو نعیم، بیہقی﴾

ابن عباس ؓ سے روایت ہے ان سے کسی نے رمی جمار کی کنکریوں کی بابت دریافت کیا کہ وہ ویسی ہی ہیں جیسے کہ آپ نے دیکھا ہے؟ اس پر انہوں نے فرمایا جو کنکری مقبول ہوتی ہے اسے اٹھالیا جاتا ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو یقیناً کوہ ثبیر کی مانند ہو جاتیں۔

﴿ابو نعیم، بیہقی﴾

ابن عباس ؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر کنکری کے ساتھ فرشتہ مقرر کیا ہے جو کنکری مقبول ہوتی ہے وہ اٹھالی جاتی ہے اور جو کنکری نامقبول ہوتی ہے وہ پڑی رہ جاتی ہے۔

﴿بیہقی﴾

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ نشانی ظاہر و بین ہے جو ہمارے نبی کریم ﷺ کی نبوت کی گواہی دیتی ہے کہ آپ کی شریعت نے حج بیت اللہ کو واجب فرمایا ہے۔

☆☆☆☆☆

محمد عبدالاحد قادری

موکڑاں، تحصیل و ضلع لودھراں